بعونہ تعالیٰ

قصۂ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے
عجیب عطر بیز ہی اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ میں فصاحت و بلاغت کا دریا بہایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

جسکے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب مرزا محسن علیخان معروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضا نے
مہلت نہ دی اب بحسن مساعی کارپردازان مطبع و عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علی خاں صاحب یہ جلد مکمل ہوئی

باہتمام پنڈت منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

CHECKED
Date

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اعلان۔ حق ترجمہ و تالیف اس کتاب لاجواب کا بحق مطبع منشی

اطلاع

بفضل خدا اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے ملاحظہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
بوستان خیال — مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین۔ باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ان کے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور یہ تعین ہوا حسب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیبہ کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اس کی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلیٰ کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تھا لہٰذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۸ اجلد مین ہین اور ترجمہ ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ ۔	للعہ ر
۲۔ جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ ۔	للعہ ر
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ ۔	سیکر ر
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ ۔	للعہ ر
۵۔ جلد مطلع الانوار ۔	سکر ر
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار ۔	صہ ر
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ ۔	صہ ر
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ ۔	صہ ر
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ ۔	سیکر ر
داستان امیر حمزہ صاحبقران — جسکی ترتیب وترکیب آٹھ دفترون مین ہے اور ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ کتاب نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاے لہٰذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہے	
۱۔ **نوشیروان نامہ** جلد اول ۔ دفتر اول	عما ر
۲۔ 〃 〃 جلد دوم ۔ 〃	عما ر

بعونہ تعالیٰ

یہ قصہ کہ عجیب و غریب سراپا تنبیہ و تہذیب واقعی انسان کے لیے عبرت خیز اور مشام جان کے لیے
عجیب عطر بیز ہوا اسکے مصنف نازک خیال نے مجاز کو حقیقت کر دکھایا ہر ہر فقرہ میں داد فصاحت و بلاغت کا دریا بہایا

الموسوم بہ

تفریح الاحرار

ترجمہ

معز الدین نامہ

جلد نہم

بوستان خیال

جسکے

ترجمہ کا عزم مصمم نواب میر احسن علیخان معروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم و مغفور نے فرمایا تھا لیکن قضائے
مہلت نہ دی اب بسعی ساعی کارپردازان مطبع و بہ عرق ریزی منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علی خانصاحب جلد مکمل ہوئی

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اعلان — حق ترجمہ و تالیف اس کتاب لاجواب کا بحق

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U3538
URDU STACKS
۸۹۱۲۴۳۳
ب ۲۲ ب
۳۵۳۸
AZAD A.M.U.
CHECKED-2008

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خیالی باغون کی نسیم فیض کے مشتاق دلون کو تازہ مژدہ ہو کہ بوستان خیال نوین بہار کی نظر افروز حسن کے زیور سے از سر نو ہر ہفت ہوتا ہے یعنی جلد نہم ترجمہ بوستان خیال مسمی بہ تفریح الاحرار شروع کیجاتی ہے جسکے ترجمہ کا عزم در اصل جناب نواب مرزا محسن علیخان المعروف بہ آغا جو صاحب متخلص بہ ہندی مرحوم نے فرمایا تھا لیکن بوجہ وفات نواب صاحب مرحوم وہ ارادہ ناتمام رہا۔ اب آنکھین کے شاگرد رشید منشی پیارے مرزا صاحب اور نواب مرزا علیخان صاحب نے از جانب مطبع اودھ اخبار اس جلد کی تکمیل فرمائی جن دیدہ ور ناظرین نے اس باغ کے سب بہارون کی گلگشت فرمائی ہوگی انشاء اللہ اس نوین بہار کی سیر مین وہ لطف اٹھائینگے کہ وارفتہ ہو جائینگے کیونکہ جب باغ کا نخلبند آغا جو صاحب سا فصیح بیان اور منشی پیارے مرزا صاحب و مرزا علیخان صاحب سا وبا دان باغبان ہو اسکی نسیم بہار کیونکر مشام افروز جان ہو۔ ذیل مین مختصر فہرست داستانون کی گذارش کیجاتی ہے جسکو گویا کوزہ مین دریا سمجھنا چاہیے

فہرست داستانہاے ترجمہ بوستان خیال جلد نہم مسمی بہ تفریح الاحرار بقید صفحہ

آغاز داستان مسرت عنوان کہ اول سے آخر تک مشتمل ہی او پر حال فرخ مآل بادشاہ جم جاہ و عالم پناہ خورشید لوا فاتح طلسم بیضا مسطل بنیاد کفار سر کوب اہل عناد و اشرار عالی خاندان دودمان زوج ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان شہریار واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابو تمیم نیز عجائبات و واقعات طلسم اور افسانہائے نو آئین و داستانہائے رنگین رزم و بزم -

راوی وقائع نگار نکتہ سنجان عالی وقار کی خدمت مین عرض پرداز ہی کہ جلد ثانی مین داستانہائے معز الدین کو بیان کیا صاحب قران اعظم گردون حشم و صاحب قران اصغر فلک قدر یعنے شاہزادہ خورشید تاج بخش و شاہزادہ بدیع حقیقی مع حالات رفقائے عالی درجات و محبوبان والنواز انجام کو پہونچایا اور جلد ہشتم مین ابتدا سے انتہا تک حالات صاحب قران اعظم گردون حشم ملقب بہ خورشید تاج بخش کے لکھے چنانچہ ملاقی ہونا برادر عزیز القدر شاہزادہ بدیع حقیقی سے اور رفیقان رفیع الشان کا مطلوبان معشوقان زہرہ جبین سے اور فتح کرنا طلسم سنجیل سلیمانی کا اور محفل جشن عروسی کا برپا ہونا اور تارک دنیا ہو کر گوشہ خلوت مین عبادت پروردگار کرنا اور بعد وفات حکیم بزرگ کے دفن و کفن سے مع رسوم ہونا اور شاہزادون کا صدمہ مفارقت مین حکمائے عالی منزلت کے ملول و غمگین ہونا وغیرہ مفصل و مشرح معرض تحریر میں آیا معز الدین نامہ جلد ہفتم کے اول مین یہانتک بیان ہوا ہی کہ صاحب قران اکبر یعنے شاہزادہ معز الدین نامور کو سنا اور مترجم قصص ہذا نے شاہنامۂ خورشیدی کو آخر جلد ہشتم مین لباس اختتام پہنایا اور اب اسی مقام داستان ہذا کو مسلسل و مربوط کرتا ہی -

آغاز داستان جلد نہم

بیت

نگارندۂ نقش معنی فریب	عروس سخن را چنین داد زیب

کہ جب سلطان والاشان خرد پرور صاحب قران اکبر شاہزادہ معز الدین ابو تمیم واجب التعظیم نے کتاب تاریخ الاعظم بزرگ کو ابتدا سے انتہا تک بالتصریح سنا نہایت درجہ سرور حاصل ہوا بعد اسکے ثواب فاتحہ و درود ارواح مطہرہ صاحب قران گردون حشم اور صاحب قران اصغر فلک قدر و جناب حکیم اسقلینوس الہی و حکمائے بانیان طلسم کو بخشا و دیگر مستحقان فلک اشتباہ کو عطائے منصب و خلعت و زر و جواہر مالا مال فرمایا اسوقت پادری ایدروس اپنی کرسی زرنگار سے اٹھا او

مجبور ہوکر بالاتفاق سب نے شمشاد نوجوان کو جو کہ ملکہ شمسہ تاجدار کا عیار و نیز برادر رضاعی ہی اپنا پیغامبر مقرر کرکے بھیجا ہوگا کہ سوا
اسکے اور کوئی ایسا معتمد نہیں ہی الغرض صاحب قران اکبر فلک قدر نے شمساد کا نام سنتے ہی سر زانوے فکر سے اٹھایا اور بصد شوق
درگہ سالار کو حکم دیا کہ شمشاد کو جلد لاؤ صاحب قران اکبر نے لوح بیضا گلے سے اتار کے ملاحظہ فرمائی لوح سے اجازت ہوئی کہ جس وقت
تم شاہنامہ بزرگ کی سماعت از جشن عالی سے فرصت پاؤ اسوقت طلسم بیضا کا قصد کرو اور بقیہ طبقات کو بھی مفتوح کرنا بعد ازان ایران
مظفر و منصور مراجعت فرماکے کفار و اشرار امتجبل علے کا استیصال فرمانا بعد فراغ ان امورات کے آراستگی جشن عروسی ملکہ ماہ سیما و
شناخت نازنینان ماجبین مین بخاطر جمعی تمام سرگرم و مصروف ہوکے اپنے حصول مقاصد و طی مراحل و مہمات کا سجدۂ شکر کریم کارساز
کی درگاہ مین بجالاؤ اور اے شہریار نامدار آگاہ ہو کہ فتح بقیہ طلسم بیضا کی کنجی کلید کار و ہادی و مددگار یہی لوح ہوگی اور راہ طلسم بیضا
قصر اخضر سے مقرر کی گئی ہی پس تم قصر اخضر کے اندر ہوکے طلسم مین تشریف لیجانا جب اندر پہونچوگے وہان پہونچکر لوح بیضا کا احضار
کرنا دوبارہ ضرور ہی والسلام صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہن لی تھوڑی دیر صاحب قران اکبر کو اس بات
سے حیرت رہی کہ ابکی مجھے لوح نے طلسم مین جانے کا راہ غیر متعارف سے حکم دیا ہی اسمین کچھ بھید ہی اسی سوچ مین صاحب قران
اکبر تھے کہ شمشاد نوجوان بھی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا اور مودب آداب تسلیمات بجالایا اور آئین ملوکانہ دعا و ثنا ادا کی صاحب قران
اکبر شمشاد کو دیکھکر نہایت مسرور ہوے اور شمشاد کو قریب بلاکر فرمایا اے قاصد فرخندہ فال تو عین انتظار مین آیا تیرے آنے
سے مجھے اسقدر خوشی ہوئی کہ مین اس فرحت قلب کو بیان نہین کرسکتا اے شمشاد اسوقت مین عجیب افکار و اضطراب مین تھا
تمھارا آنا مجھے غنیمت ہوگیا اب کہو تمھاری ملکہ عالی منزلت و خواتین محلات خیر و عافیت سے ہین شمشاد نوجوان نے عرض کی
بفضل ایزد متعال سب خرم و مسرور حضور پرنور کی ترقی جاہ و مال و ثنا صاحب کے واسطے دست بدعا ہین ابوالحسن جوہر نے عرض کی
اے شہریار گردون وقار مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار + اسوقت خاص مین شمشاد کا آنا فضل پروردگار کہنا چاہیے
بلکہ تائید غیبی تصور کرنا چاہیے اور اس کریم کارساز نے اس خادم پر بھی رحم و کرم فرمایا کہ غلام بادیہ پیمائی کی تکلیف سے محفوظ
رہا شمشاد نوجوان خود ہی آپہونچا اب خدا کے فضل سے نہایت سہولت سے مقصد حاصل ہوجائیگا بس حضور جو پیغام معرفت
شمشاد نوجوان کی دایہ سمن بانو کو بھیجا ہو بھیجدین صاحب قران اکبر نے فرمایا اے برادر عزیز القدر مصرعہ صلاح با ہمہ است
کان صلاح شماست + الغرض شمشاد نوجوان نے خواتین عالی وقار کا سلام شوق بعدہ اشتیاق ملاقات عرض کیا اور ایک کاغذ
سر بمہر محبت نامہ صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت مین پیش کیا صاحب قران اکبر نے بہزار تمنا و شوق پہلے عنوان محبت نامہ کو
ملاحظہ فرمایا اور مہر محبوبہ گل رخسار پر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگائی اور فرط خوشی سے رنگ سرخ ہوگیا۔ الغرض اس اشتیاق نامہ
کو خوب بغور ملاحظہ فرمایا اسمین بعد مضامین شوقیہ کے یہ لکھا تھا کہ اے شہریار عالی وقار مدت مدید و عرصہ بعید ہوا کہ حضور نے
ہم کنیزون کو بھولے سے کبھی یاد نہ فرمایا نہایت تعجب ہی کہ ہم گرفتاران دام الفت و مبتلاے بلاے فرقت کو جلوہ جمال جہان آرا
سے محروم رکھا یہ امر شرط مروت و آئین محبت سے سراسر خلاف معلوم ہوتا ہی ہمارا حال اب حضور کے فراق و ہجر مین ایسا

ہو گیا ہے کہ قابل تحریر نہیں۔ شعر

بھول کر او چاند کے ٹکڑے ادھر آیا کبھی میرے ویرانے میں بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

مگر یہ عرض یہی ہے کہ حضور جب تشریف لاویں تو اسی راہ قدیم سے کہ جو خاص حضور کی تشریف آوری کے لیے مقرر کی گئی ہے بشرطیکہ شہریار دیدار اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خانۂ پرخار کو رشک گلزار فرمائیں والسلام صاحب قران اکبر مضمون رقعہ کو ملاحظہ فرما کر اپنی تغافل شعاری سے نادم و منفعل ہوئے اور دل میں کہتے تھے اے معز الدین واقعی تو نے بہت بڑی وعدہ خلافی اُن خواتین وفا شعار سے کی بلا شک و شبہ علیٰ غلبۂ کتاب فراق میں ایسا خود غلط ہو گیا کہ تجھے دین و دنیا کا کچھ ہوش نہ رہا اور اپنے وعدہ کا مطلق خیال نہ رہا۔ الغرض صاحب قران اکبر باوجود اپنی ندامت و خفت و عار کی کے اس قدر شاد ہوئے کہ جس کا بیان نہیں اور اُن محبوبان وفا کیش کے اشتیاق نے دل کو بےچین کر دیا اور ایک ولولۂ اشتیاق و غلبۂ محبت ایسا دل میں پیدا ہوا کہ اسی وقت سامان روانگی قصر اختصر کیا ابوالحسن جوہر کو بلایا اور تخت فرمانروائی پر قائم مقام اپنے بٹھایا اور تمام مدارج و امورات ملکی سمجھا دیے اور کہا کہ بہت ہوشیاری سے کام کرنا اور ہر ایک کی پاسداری و خاطرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو اور ہر لحظہ و ہر روز کے حال سے ہمیں مطلع کرتے رہنا جوہر نے فرمان واجب الاذعان صاحب قران اکبر عالی شان کو بصدق دل قبول و منظور کیا اور عرض کی حضور بہ وجوہ خاطر اقدس کو مطمئن فرمائیں خدا کے فضل و کرم اور اسی کی رحمت و عنایت سے تا مقدور کسی طرح کا ہرج نہ ہونے دونگا مگر ایک تکلیف یہ غلام بھی حضور کو دیگا اگر ہمیں طرف سے نادرہ رازدار و چھوٹی شیریں کار کو سلام شوق فرما دیجیے گا فدوی حضور کا نہایت شکر گزار ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا پیغام ضرور کہہ دونگا بلکہ اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے کہہ دونگا یعنی یہ کہ ابوالحسن کو میں نے ہر چند چاہا نہایت اصرار کیا کہ میرے ساتھ چلیں مگر اس بندۂ خدا نے مجھ کو یہ جواب دیا کہ مجھے اب کسی کی خواہش کچھ نہیں میں اب ولولۂ محبت و جوش عشق میں ایسا خود رفتہ نہیں ہوں کہ ناحق ان بےوفاؤں کے فقط مذاق پاکبازانہ کے واسطے اس قدر رنج و ایذا سے سفر اٹھا کے جاؤں مفت کی رسوائی اپنے ذمہ لوں مجھے کیا فائدہ جس کو ہزار مرتبہ غرض ہو اور شوق صحبت بےتکلفی رکھتی ہو وہ ایک شب کو ہمارے پاس آوے اپنی غرض نکالے چلی جاوے ورنہ مجھے معاف فرمائے فقط صحبت و اختلاط کے لیے یہاں بہت معشوقان زہرہ جبین ایک سے ایک حسین و خوبصورت بصد شوق و تمنائے دلی موجود ہیں مجھے کسی کی کیا پروا ہے اس طرف کا خیال خواب میں بھی نہیں آتا ہے کیا حاصل ہے کہ جو میں لشکر میں رہوں۔ شعر

ما ہمانیم و سیہ مستی ہر روزہ ہمان	نے شب جمعہ شناسیم نہ ماہ رمضان

ابوالحسن جوہر نے عرض کی ضرور میرے حق میں مناسب یہی ہے القصہ صاحب قران اکبر جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت اور حکمائے عالی منزلت سے رخصت ہوئے بعض امرا نے عرض کی اے خسرو عالی جاہ و بادشاہ گردون پناہ ارشاد فرمائیں کہ حضور بدولت و اقبال کب تک قصد معاودت ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا انشاء اللہ المستعان بعد انصرام جملہ امورات مرجوعہ و فتح بقیہ طلسم داخل اردوئے معلی ہونگا۔ پھر کوئی قضیہ باقی نہ رہیگا اور اس مرحلۂ سخت کا طے کرنا بھی ضرور ہے بعدہ باطمینان تمام اپنے مقاصد دلی کا

انتظام بھی واجب ہے القصہ صاحبقران اکبر نے کل امرا و سرداران نامدار کو تسلی و تشفی دی اور ابو الحسن جوہر کو بھی رخصت کیا آپ باچشم پر آب خنگ جہان پیما پر سوار ہوکر لشکر فیروزی اثر سے باہر نکلے شمشاد نوجوان ہمراہ رکاب چلا جاتا تھا اور صاحبقران اکبر براہ کوہستان روانہ ہوئے شمشاد نوجوان اصل شہریار گردون وقار کو راہ کوہسار طے کرواتا لیے جاتا تھا بعد قطع منازل و طے مراحل دامنۂ جبل اعلے میں پہونچے شمشاد نوجوان صاحب قران اکبر کو بالائے کوہ لیگیا اور جس راہ سے کہ اول صاحبقران اکبر قصر اخضر میں تشریف لیگئے تھے اُسی راہ سے قصر اخضر میں پہونچے جس وقت صاحبقران اکبر دروازۂ قصر پر تشریف لیگئے اور سایۂ قامت زیبائے صاحب قران اکبر دروازہ پر پڑا فوراً در قصر خود بخود وا ہوگیا اس عرصہ میں خبر آمد صاحب قران اکبر تمام محلات میں منتشر ہوئی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا چارون خواتین زہرہ جبین نے بمجرد مشہور ہونے اس خبر کے لباس مکلف زیب جسم کیا اور زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ ہوئین اور نادرہ رازدار و خلاصہ ماہر و غمزۂ شیرین کار و گوہر بزم افروز و ملاحت پری وغیرہ پریزادون نے بزم طرب و شادمانی کے سامان بہم کیے اور صاحب قران اکبر کے انتظار میں چشم براہ تھین ناگاہ کنیزان متعینۂ دروازہ نے اطلاع دی کہ صاحبقران اکبر داخل قصر ہوئے بمجرد سننے خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحب قران اکبر یہ چارون شہزادیان بہزار اشتیاق زیارت جمال صاحبقران اکبر بے اختیار قصر کے دروازہ پر استقبال کے لیے مع کنیزان ہمراہی وغیرہ جمع ہوئین صاحب قران اکبر نے جب دروازۂ قصر سے قدم آگے بڑھایا ہر ایک شاہزادی آگے بڑھی اور رسم استقبال بجالائی اور خوانہائے زر و جواہر نثار سر مبارک کیے مبارکباد کا شور ہوا صاحب قران اکبر عالی درجات بھی ہر ایک سے بخندہ پیشانی پیش آئے بعد اسکے یہ چارون شاہزادیان یعنی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا نہایت باعزاز و احترام اُس گوہر بحر اخلاق و مروت و احسان کو قصر اخضر میں لائین اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا صاحب قران اکبر نے جو ہر ایک محبوبۂ آرام دل و جان کو اُسوقت نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھا آتش رغبت مشتعل ہوئی آخر بیتاب ہوکے پہلے ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز یری کو سینہ سے لگالیا اور لب و رخسار کے دو چار بوسے لیے اسی طرح ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا کو بھی آغوش شوق میں لے کے سینہ سے لگایا اور پیار کیا پہلو میں بٹھایا دل آرزومند وصال کو اُس بیتابی و بیقراری سے گونہ تسکین ہوئی الغرض ہر ایک زہرہ جبین و نازنین پر نظر الطاف شاہانہ فرمائی ہرچند کہ اُسوقت شرم و حیا سے صاحب قران اکبر مانع بیباکی ہوئی کہ مجمع عام میں گلے لگانے اور بوسہ لینے کا موقع و محل نہ تھا لیکن جاذبۂ شوق نے از خود رفتہ و مدہوش کردیا مطلق پاس و لحاظ باقی نہ رہا ملکہ شمسہ تاجدار نے بھی غرق بحر شرم ہوکر پہلو تہی کرنا چاہا لیکن صاحب قران اکبر اس محبت و ذوق و شوق میں اس زور سے سینہ سے لگائے ہوئے تھے کہ جدا نہ ہوسکی جب صاحب قران اکبر فلک قدر سریر آرائے عیش و نشاط ہوئے اور چارون شاہزادیان بھی بہزار ناز و انداز اپنے اپنے منصب پر حسب مراتب صاحب قران اکبر کے گرد و پیش اُس تخت کے جو کہ خاص واسطے رونق افروزی صاحبقران کے مقرر تھا بیٹھین یعنی ملکہ عالم شمسہ تاجدار داہنی طرف اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کہ سر دفتر خوبان جہان تھی شاہزادے

کے دست حبیب کی طرف اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سرخیل نسوان عالم روبروے شاہزادۂ عالی جاہ اور ملکۂ صبیح دلکشا پیش
شاہزادۂ عالیشان زینت بخش محفل ہوئین اسی طرح ملاحت پری وگوہر بزم افروز بھی اپنے قرینہ و مرتبہ سے بیٹھین بعد اسکے
ملکہ شمسہ تاجدار عالی وقار نے حکم دیا کہ جلد محفل عیش ونشاط آراستہ ہو اور سامان مے نوشی مع کشتی وجام وصراحی وساقیان
سیمین عذار وماہرویان شمع رخسار لاؤ بمجرد اس حکم عالی کے کارپردازان چابک دست وہوشیار نے از سر نو محفل طرب ونشاط
کی تیاری کا داروغہ ارباب نشاط کو حکم دیا داروغہ ارباب نشاط نے فوراً بزم طرب وانبساط بصد زیب وزینت آراستہ کی ناچ ہونے لگا
نواب ناظر دست بستہ حاضر ہوا اور شیشہ ہاے مے ناب وجامہاے زمردنگار ومینا کار کی کشتی حاضر ہوئی صاحب قران اکبر
فلک قدر نے نادرۂ رازدار وغمزۂ شیرین کار سے فرمایا آج تم دونون زہرہ جبینان ماہ لقا خدمت ساقی گری کو انجام دو اور
بخوشی دل قبول کرو کہ ہم تمہارے دست نگارین سے مے نوشی کرینگے۔ القصہ نادرۂ رازدار وغمزۂ شیرین کار نے خدمت ساقی گری کو
برضا ورغبت دل قبول کیا بلکہ اول صاحب قران اکبر کو جام شراب گلفام دیا ناز وانداز وعشوہ وکرشمہ سے اور صاحب قران
اکبر نے وہ جام نوش کیا پھر تو جام مے گلفام گردش مین آیا ایک ایک دو دو جام بادۂ گلگون ہر ایک لالہ عذار نے صاحب قران
اکبر کو پلائے لیکن ہر ایک نے دفتر شکایت کا کھولا سب سے اول ملکہ نوبہار نے کہ نازک مزاجی مین شہرۂ آفاق وحاضر جوابی
مین مشاق تھی صاحب قران اکبر سے کہا اے شہریار عالی وقار حضور کے آئینہ دل پر ہماری طرف سے کیا غبار ہے کہ آپ نے ایکبارگی
ہمارا خیال صفحہ دل سے سہو ومحو کر دیا آپ کو اپنا قول کچھ یاد ہے کہ جو خود بدولت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا اور کیا اقرار واثق
کیا تھا کہ گاہے ماہے مابدولت تم کنیزان آشفتہ وپریشان حال ومشتاق جمال خورشید مثال کو اپنے دیدار سے ضرور مشرف ومسرور کرتے
رہینگے واہ کیا خوب ایفاے وعدہ فرمایا ہے واقعی صاحبان عدل وانصاف ایسا ہی وعدہ کرتے ہین یا شاید کوئی ایسا قصور ہم سے سرزد ہوا
کہ جسکے عوض مین حضور نے اس اقرار کو فراموش کر دیا اے شہریار گردون وقار ارشاد ہو کہ ہم گنہگاروں سے واقعی کیا قصور سرزد ہوا کہ
جس سے حضور نے اس مدت مین ایکبار بھی سرفراز نہ فرمایا صاحب قران اکبر نے ملکہ نوبہار کی تقریر سنکے شرم سے نیچی آنکھین کرلین
اور مسکرا کے فرمایا اے ملکۂ آفاق جو تم کہتی ہو درست ہے مگر اسواسطے کہ تم نہین جانتین کہ ہمکو کیا امر دشوار درپیش تھا اور کس افکار مین گرفتار تھے
ورنہ ہمسے کبھی ایسی شکایت نہ کرتین لیکن ہم کہتا ہون کہ مین نے دیدہ ودانستہ تغافل شعاری نہین کی ہان بسبب سماعت کتابت
شاہنامہ بزرگ کے اور بعض امورات ضروری کے ایک لحظہ کی فرصت نہوئی کہ مین قصد ادھر کا کرتا اور اے ملکۂ آفاق تسکین دہ دل مشتاق
بخداے لایزال باوجود اس کثرت کاروبار کے مین تمھاری یاد سے غافل نہین ہوا ہر وقت وہر ساعت تمھاری یاد مین رہتا تھا ملکہ
نوبہار نے کہا بس معاف فرمایئے آپکا ارشاد ہمارے سر آنکھون پر جو صدمات جو آپکی عدم توجہی مین ہوے تھے وہ سب جاتے رہے
طبیعت صاف ہوگئی یہ فرمایئے کہ آپ ہماری ملاقات سے سیر ہوگئے کچھ غرض باقی نہ رہی پھر ملاقات بیکار سے کیا فائدہ ہرچند کہ
ہم لوگ آپکے نزدیک بے وقوف ہین لیکن اب کیا اتنا بھی نہین سمجھ سکتے کہ یہ عذر بیکار بدتر از انکار ہے ملاحظہ فرمایئے الفت ومحبت ایسی
کہتے ہین وفاداری اسی کا نام ہے ہم آرزومندان دیدار فرحت آثار وتشنۂ شربت وصال ومشتاق زیارت جمال خورشید مثال کی تھین

تمنائے دلی و آرزوے قلبی ہے کہ ایک لمحہ آپکو اپنے پہلو سے جدا نہ کرین صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملکۂ عالم اب جو کچھ تم کہو وہ بجا ہے ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہین خیر اب جو کچھ ہوا مگر انشاء اللہ تعالیٰ اسکی جیسا تم بیان کرتی ہو ویسا ہی ہوگا خاطر جمع رکھو کہ ایام جدائی و فراق گذر گئے لیجئے اب شاہنامۂ بزرگ ختم ہوگیا ہان اب فقط چند طبقات طلسم بیضا باقی ہین وہ بھی بفضل ایزدی چند ہی روز مین فتح ہو جاینگے پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہیگا نادرۂ رازدار نے کہا اے شہریار گردون وقار حضور کا فرمانا بہت صحیح ہے واقعی کثرت کارہائے ضروری سے فرصت نہ پائی کہ کسی روز توجہ فرماتے اس عذر کو بھی حضور کے تسلیم کیا یہ فرمایئے کہ حضور کے برادر عزیز القدر پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس قلعہ گیری اور کشورکشائی مین مشغول ہوئے کہ ایک دن بھی صورت نہ دکھائی اگر حضور کو فرصت نہ تھی تو وہ بھائی تو بیکار محض ہوگا حضور نے اسی بے مروت کو ادھر بھیجا ہوتا کہ ان دردمندان مہجور کا باعث تسکین ہوتا صاحبقران اکبر نے ہنسکے فرمایا کہ ہان یہ جو کہا البتہ واقعی ہے لیکن بقسم کہتا ہون کہ مین نے برادر سلطان ابوالحسن سے کئی بار کہا تم قصر اخضر مین جاؤ اور وہان کی خبر لاؤ ہمکو دیکھتے ہو کہ فرصت دم لینے کی نہین ہے مگر وہ عیار طرار کب سماعت کرتا ہے جواب دیا کہ ایسی کسکو غرض ہے جو ایسی زحمت شاقہ اپنے اوپر گوارا کرے جو انکے سودائے عشق مین از خود رفتہ ہو وہ مصیبت دشت نوردی و بادیہ پیمائی گوارا کرے مجھے اب کچھ ضرورت کسی کی نہین نادرۂ رازدار نے کہا شہریارا یہ بات پہلے ہی سے معلوم ہے کہ وہ حضور کے تعلیم یافتہ ہین جو کچھ کہین کم از کم ہے ملکہ نوبہار بولی او زن بے مغز تو دیوانی ہوئی ہے کسے بھیجا اور کون آتا ایسا دردسر کسکو ہے جو خواہ مخواہ زحمت گوارا کرے یہ بھی ایک بات ہے دنیا سازی کی عذر بے محل کر دیا ملکہ ناطقہ روشن بیان نے کہا یہ نیا طرز شکایت کا ہے یہ جھگڑا خدا ہی ہے جو طے ہوا اب اس قصے کو بالائے طاق رکھو ہم لوگ تو دعاگو اور تیری خواہ ہین تکلیف وہ نہین جس مین حضور کو آرام ہو وہی خوب ہے مصرعہ

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے

اب بقیہ حال طلسم بیضا سننے کے مشتاق ہین حضور کی زبان فیض ترجمان سے سن لین کہ اسکی حضور نے اس طلسم مین کیا کیفیت ملاحظہ فرمائی اور کیا کیا واقعات پیش آئے صاحبقران اکبر نے فرمایا مجھے اسقدر فرصت کہان جو مین تمہارے سامنے اس داستان کو بیان کرون مگر تم خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ بعد انفراغ امورات کل طلسم حال اسکا بتفصیل بیان کرونگا ملکہ نوبہار بولی اے خواہر زیادہ اصرار نہ کرو ایسا نہو کہ شہریار نامدار کی خاطر نازک پر گران گذرے دیکھتی ہو کہ خاطر ہمایون یہان سے ایسی متنفر ہے کہ ایک ساعت کا قیام دشوار ہے بار بار ذکر عدیم الفرصتی ورد زبان ہے یہ بھی حضور نے پرورش فرمائی جو اتنی مدت کے بعد بھی ہم مشتاقون کو زیارت جمال خورشید مثال سے ممتاز فرمایا ملکہ ناطقہ نے کہا اے خواہر سچ ہے اب صحبت داستان کو کسی روز و وقت خاص پر موقوف رکھو الحاصل صاحبقران اکبر فلک قدر تمام شب ان گل اندام و گلعذارون کی صحبت عیش و نشاط سے خوش و مسرور رہے صبح کو بعد ادائے نماز و فرائض لوح بیضا کو ملاحظہ فرمایا لوح ہادی طریقت نے ہدایت کی اے شہریار گردون وقار و طلسم کشائے بیضا و زوج ملکہ ماہ سیما جب وقت جشن اعظم و شاہنامۂ بزرگ و عیش و عشرت محبوبان آرام دل و جان سے فارغ ہونا جو دروازہ قصر اخضر کہ خاص تمہاری آمد و رفت کے لیے قرار دیا گیا ہے اسی دروازے سے طلسم مین جانا اور وہ اسم بزرگ جو واسطے فتح طلسم و حفاظت جسم و جان کے

تعلیم کیا ہے اُسکو اسی اعداد معینہ سے جسطرح سے اول تمنے پڑھا تھا پڑھنا کہ برکت سے اس اسم جلیل کے وہی شخص ہادی طلسم یعنی اَدہم حبشی مع اُس گھوڑے کے جسکا نام نامی توسن مشک فام ہے حاضر ہوگا تم اُس گھوڑے پر سوار ہوکر طلسم مین تشریف لیجانا اور باگ گھوڑے کی برائے نام ہاتھ مین لیے رہنا وہ اسپ طلسمی تمھین فوراً طلسم مین پہونچا دیگا اور جب تم مقام طلسم مین پہونچو گے تو بقیہ طلسم کو فتح کرنا اور پھر لوح سے مشورہ لینا والسلام۔ صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہنا اور جلسہ نازنینان مین تشریف لائے اول ملکہ شمسہ تاجدار سے بعدہ دیگر زہرہ جبینان آدم زاد سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے بمجرد برآمد ہونے صاحبقران اکبر کے دروازہ طلسمی قصر خود بخود بند ہوگیا صاحب قران اکبر ایک گوشہ مین اسم مذکور کے پڑھنے مین مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے ادہم حبشی مع اسپ طلسمی حاضر ہوا صاحب قران اکبر اُس اسپ مشکفام پر سوار ہوے اور باگ چھوڑدی بس اسپ صبا رفتار مثل باد تند کے روانہ ہوا اور ادہم حبشی ہمراہ رکاب فیض انتساب تھا۔ اثناے راہ مین ادہم حبشی نے پوچھا اے شہریار عالی وقار فاتح طلسم و قاتل کفار جس مقام پر حکم ہو غلام پہونچا دے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا کہ اے ادہم حبشی ہم اپنے اردوے معلی مین جائینگے ادہم نے اُس گھوڑے کی پیٹھ پر چمکار کے ہاتھ رکھا اور اشارہ کیا بمجرد اشارہ کے وہ اسپ تیزگام ایکبارگی مثل جانوران پرندہ کے ہوا پر اُڑ گیا
آن واحد مین صاحب قران اکبر والا شان اپنے اردوے معلے مین پہونچ گئے۔

صاحب قران اکبر عالی شان کا طلسم بیضا مین داخل ہونا اور فتح کرنا بقیہ طبقات طلسم کا اور حاصل ہونا متاع و مال طلسم کا مع اور واقعات کے جو وہاں صاحب قران اکبر کو پیش آئے۔

شعر

سخن دانے کہ معنی ساز کردہ	سخن را اینچنین آغاز کردہ

کہ جسوقت وہ شہریار گرامی قدر یعنی صاحب قران اکبر شاہنشاہ ذی جاہ بالتعظیم شاہ معز الدین الرحیم نے ملک اژدرشاہ بادشاہ مرحلۂ اول طلسم کو جو کہ واقعی حاکم و فرمان رواے طلسم بیضا ہے اور بلا قوت بدرشتی ناحق اہرام منگ خاندان نے اُسے قید کیا اور آپ سلطنت و حکومت عسکریہ کا خود مالک بنگیا تھا طلسم خندق جو کہ مرحلۂ چہارم طلسم کا ہے مفتوح کرکے بند قید سے آزاد کیا جسطرح کہ دفتر ہفتم کے اول مین مراحل ثلثہ طلسم و قلعہ یاقوت نگار کا مفصل و مشرح ذکر ہو چکا ہے اب اسکا بیان دوبارہ کرنا باعث طوالت کتاب ہوگا اسی خیال سے راوی مختصر نگار نے واگذار کیا اور اصل مطلب کو اختیار کیا۔ شعر

ز راویان سخن پرور این سخن مردیست	کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

القصہ صاحب قران اکبر نے بعد نجات وہی ملک اژدرشاہ بادشاہ عسکریہ کے شیرویہ دلاور حبشی کو ملک نصیرون شاہ کی دختر پری پیکر کے وصل سے شادکام کیا اور ملک نصیرون کو اپنے فرمان برداران خاص و مطیعان با اختصاص کے زمرے مین داخل کیا اسی طرح ادہم نوجوان کو اسکی معشوقہ شیرویہ رشک قمر کی خواہر کے ساتھ منسوب کیا اور دونون طالب و مطلوب وصل حقیقی سے

کامیاب ہوئے بعد ازاں ادہم نوجوان کو وطن مالوف کو جانے کی اجازت دی اُسی وقت ادہم نوجوان کو خلعت گرانبہا مستوفر با
اور رخصت کیا جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر ان امورات سے فارغ ہو چکے اُسوقت ملک اذفرشاہ و ملک نفیروان شاہ
و شیرویہ الوفر کو حکم دیا کہ ہر چند ہمنے روانہ ہونے کو کہا ہی لیکن بعد ہمارے جانے کے سب سلاطین و بادشاہان دلاور مع فوج و لشکر
فیروزی اثر روانہ ہوں اور مقام حیرین پہونچکر قیام کریں ہم بھی حسب ہدایت لوح قہقہار دیو کے قصر کی سمت سے یعنی باطن طلسم کی
راہ سے پہونچینگے القصہ ملک اذفرشاہ و ملک نفیروان و شیرویہ دلاور وغیرہ سلاطین ترکین طلسم مع فوج ظفر موج با جاہ و حشم
حسب الحکم شہریار گردون سریر روانہ ہو گئے اور صاحب قران اکبر موافق ہدایت لوح قصر قہقہار دیو کی طرف مقام حیرین تشریف
لائے اور تخت فرماندہی پر جلوس فرمایا ادھر افسر جنی خدمت عالی مین حاضر ہوا۔ صاحب قران اکبر نے عہدہ خدمت حیرین برداری افسر جنی
کے نام تفویض فرمائی کہ افسر جنی مستحق اِس خدمت کا تھا بعد اسکے داروغہ ارباب نشاط کو حکم ہوا کہ جلد محفل طرب آراستہ ہو بمجرد صدور
حکم عالی پریزادان ماہ لقا و نازنینان ماہ سیما نے نغمہ سرائی شروع کی اور رقص و نوا کی صحبت گرم رہی صاحبقران اکبر نہایت محظوظ
ہوئے اور دورہ شراب ارغوانی سے مسرور ہوئے جب تھوڑی رات باقی رہی صاحب قران اکبر عالی قدر نے اُسی تخت جواہر نگار
پر آرام فرمایا صبح کو دوسرے روز ملک اذفرشاہ بن غضنفرشاہ جنی و ملک نفیروان و شیرویہ عالی گہر وغیرہ سلاطین کی خبر سنکے
بارگاہ اشتباہ مین تشریف لائے اور اُسی بارگاہ عالی مین تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا بعد اسکے اذفرشاہ بادشاہ طلسم بارگاہ
مین پہونچا۔ صاحب قران اکبر عالی شان نے اذفرشاہ کی سر وقد تعظیم دی اور وجہ تعظیم ملک اذفرشاہ کی دربار مین یہ تھی کہ ملک
اذفرشاہ ملکہ صبح دلکشا کے والد بزرگوار اور کل طلسم بیضا کا بادشاہ ہی علاوہ اسکے بادشاہ اکبر ملک اذفرشاہ سے نسبت
دامادی رکھتے ہین ایسے ایسے وجوہات چند در چند سے صاحبقران اکبر فلک قدر نے اُنکے اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین فرمایا حاصل کلام صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک اذفرشاہ سے فرمایا ای بادشاہ طلسم ہم چاہتے ہین
کہ آپ بدولت و جاہ و اقبال تخت شاہی پر جلوس فرمائیے تو نہایت انسب ہی اور یہ خیر خواہ بقوت بازوے صاحبقرانی و بزور
طاقت طلسم کشائی ان کفار و اشرار طلسم کا ایسا استیصال کردیگا کہ کہین سرزمین طلسم مین نشان تک باقی نہ رہیگا آپکو کچھ تدارک
نہ کرنا پڑیگا ملک اذفرشاہ نے جواب دیا کہ ای شہریار یہ حضور براہ الطاف و کرم خسروانہ اِس فقیر حقیر کی نسبت ارشاد فرماتے ہین کہ
مین تخت حکمرانی پر بیٹھکر تماشا دیکھون اور تم ایسے شاہزادہ گردون وقار کو رزمگاہ مین واسطے جنگ و جدل کے بھیجون گویا دیدہ و دانستہ
باعث ہلاکت ہوتا ہی یہ مجھ بدترین خلائق کو بایں سن و سال سزاوار ہی یا یہ چاہیے کہ رات دن خدمت فیضدرجت مین مثل خادمان
ہوا خواہ کے حلقہ بگوش دست بستہ حاضر رہون اور آپ پر اپنی جان کو فدا کرون کہ جس سے میرا سر اعزاز و افتخار فلک ہفتم پر پہونچے
بدین وجہ کہ جناب عالی کو جناب باری نے ایسا عالی خاندان اور شہنشاہ کونین کی آل و اولاد سے ممتاز کیا ہی حاشا کبھی یہ امر گوارا نہوگا
الغرض صاحب قران اکبر عالی جاہ نے برابر اپنے تخت کے پہلو مین جگہ دی ملک اذفرشاہ یہ بھی باعث ترک ادب سمجھ کے
نیم تخت پر مودب بیٹھا بعد اسکے سامان مے نوشی مع ساقیان سیمین عذار و جام و صراحی جواہر نگار وغیرہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر عالیشان ۴

نے چند جام مے گلفام نوش فرمائے دور جام ارغوانی کا دورہ ہوا جسوقت نشۂ شراب فرحت افزا سے سرور ہوا صاحب قران اکبر عالیشان نے ملک اذفرشاہ و دیگر سلاطین ذیشان سے فرمایا کہ اب تم صاحب یہ بیان کرو کہ طبقات و مراحل طلسم کس قدر باقی ہیں ملک اذفرشاہ نے عرض کی ای شہریار گردون وقار ہم اس کیفیت طلسم سے آجکل واقف نہیں ہیں مگر یان ملک نصیرون فی الحال اس طلسم سے البتہ واقفیت رکھتے ہیں بلکہ امورات طلسم میں انکو کچھ مداخلت بھی ہے یہی وجہ ہے کہ جو یہ ملک نصیرون کی شہرت سے مشہور ہے ملک نصیرون سے بیشک جواب باصواب اسکا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے ملک نصیرون سے فرمایا کہ ملک تم اس راز طلسم سے جسقدر آگاہ ہو بیان کرو اب کہ طبقات و مقامات طلسم باقی ہیں اور ہمکو اب کیا کرنا چاہیے ملک نصیرون اپنی صندلی سے اٹھا اور دعا و ثنا سے شہریار اس طرح بجا لایا۔ شعر

کہ اے شہریار فلک اقتدار	جہانت بکام و خدا یار باد

بعد اسکے دست بستہ عرض کی کہ غلام کا یہ التماس ہے کہ حضور اول سرگذشت طلسمی یعنی جو جو واقعات کہ حضور کو پیش آئے ہیں بیان فرمائیں تاکہ معلوم ہو حضور کس کس مقام پر تشریف لیگئے ہیں اور کیا کیا عجائبات ملاحظہ فرمائے اور کیسے کیسے سوانح پر آشوب گذرے جب یہ تمام مدارج طلسمی دریافت ہو جائینگے اسوقت جو اس خادم کی رائے میں آئیگا عرض کریگا۔ صاحب قران اکبر فلک قدر نے تمام سوانح طلسمی ابتدا سے انتہا تک جو جو کہ عالم طلسم میں پیش آئے تھے یعنی چشمۂ سیمگون و کوہ راتمان و گنبد ہیکل طلحقوس و حمام زنان و شہر یاقوت نگار اور جزیرہ یاقوت کے حالات مشرح و مفصل ملک نصیرون کے سامنے بیان کیے ملک نصیرون نے عرض کی ای شہریار عالی اب مقدمات طلسم کچھ باقی نہیں ہیں کل طبقات طلسم باطل ہو گئے ہیں طلسم ختم ہو گئی حضور کو مبارکباد فتح طلسم دیتا ہوں فقط ایک جنگ لاقوت ناہنجار سے البتہ باقی ہے کسواسطے کہ مراحل طلسم چارگانہ تو مفتوح ہوئے اور جو کچھ باقی ہیں وہ دشوار گذار ایسے نہیں کسواسطے کہ کوہ راتمان و حمام زنان و قلعہ یاقوت نگار مرحلۂ چہارم طلسم میں داخل ہیں اور مرحلۂ اول میں چشمۂ سیمگون دیوار اعلیٰ ترین مرحلات و طبقات طلسم سے تھا چنانچہ طلسم خندق بھی اسی کے ماتحت و متعلق ہے وہ بھی بفضل ایزدی مفتوح ہو گیا اور حضور نے ان مراحل کی سیر بھی خوب فرمائی اب کوئی مقام سخت ایسا نہیں جسمیں فکر و تردد حضور کو ہو ای شہریار گردون وقار اس طلسم عالی کا حال مفصل یہ ہے کہ اس طلسم چار مرحلہ میں ایک ایک قلعہ مختصر نہایت مستحکم ہے اور ہر قلعہ کا ایک ایک حاکم جداگانہ خودمختار ہے ان مرحلوں میں مرحلۂ اول بہت بڑا طلسم ہے جسے شہر عسکریہ کہتے ہیں اور وہی خاص پایۂ تخت طلسم سے شمار کیا جاتا ہے یہی کل مراحل سے زیادہ تر سخت و دشوار ہے جس حال میں کہ چشمۂ طلسم جو مرحلۂ اول کا تھا طلسم ہے بعد قتل آبیل و نابیل دیو نگہبان و مالک چشمہ جسکو بائیل چہار شاخ بھی کہتے ہیں باطل ہوا اسکے ساتھ ہی طلسم مرحلۂ اول بھی برطرف ہو گیا اور طلسم خندق بھی فتح ہو گیا اب ایک فقط لاقوت دیو کا قتل کرنا باقی ہے یقین ہے کہ وہ حرامزادہ معرکۂ جنگ سے مغلوب ہو کر بھاگ جائیگا اور شہر عسکریہ تخت و نصرت میں آجائیگا اور جو حاکم طلسم میں وہ بے جنگ و حرب شہریار عالی وقار کے حلقہ بگوش ہونگے اور بصدق دل دائرۂ فرمانبرداری میں آئینگے اور غلام کے نزدیک بالفعل کوئی مرحلہ باقی نہیں ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا اب بتا ذکر ان چار و

قلعون مین کیا شی ہی اور عمارت و آبادی کسقدر ہی ملک نصیرون نے عرض کیا ای شہریار کامگار قلعہ عسکریہ جو ظاہر طلسم کا دار الملک ہی البتہ اسمین ہر قسم کی عمارت و مکانات خوش قطع اور آبادی معقول ہی بلکہ اُسی کے خزانہ کا مال ہی جو آج تک لاقوت بدرکنش نمک حرام کے قبضہ مین ہی لیکن تصرف ہرچند چاہا نہین ہوسکا اسواسطے کہ وہ سب اشیا بستہ طلسم ہین سواے فاتح طلسم کے کسی کی مجال نہین کہ اُس امانت کی طرف آنکھ اٹھاکر دیکھ سکے نہ یہ کہ تصرف مین لانا جب فاتح طلسم مراحل اربع باطل کریگا اُس اشیاے طلسمی پر قابض ہوگا وہ مال کل ملک فاتح طلسم ہی اسیطرح مرحلۂ دوم جو قلعہ مینا حصار مشہور ہی اُسمین بھی جواہر خانہ طلسمی ہی اور اُسپر بھی طلسم بندی ایسی ہی کہ وہ کسی صورت سے معلوم نہین ہوسکتے اور ملک افلاک مینا پر حاکم قلعہ کا قبضہ نقین ہی تیسرا قلعہ مثانت نگار ہی جو مرحلہ سوم مین واقع ہی اور چوتھا قلعہ چھوٹا ہی اسمین سلاح خانہ طلسم ہی یعنی اسمین ہر قسم کے آلات حرب عجیبہ و غریبہ امانت رکھے ہین وہ بھی طلسم کشا کا مال ہی اور ملک مثین آہن پوش اُس قلعہ کا حاکم ہے لیکن کیا قدرت رکھتا ہی جو آنکھ اُٹھا کے اُس مال کو دیکھ سکے اور ایک قلعہ جسکو کیہ مرحلۂ چہارم مین واقع ہی اُس قلعہ مین گو عمارت کسی طرح کی نہین ہی پہ تمام قلعہ زر نقد سے بھرا ہوا ہی اور اُس قلعہ کا مالک زرد ہنگ جنی ہی پس اب حضور لوح طلسم سے مشورہ لین حسب ہدایت لوح مرحلات طلسم فتح کرکے اجناس و اشیا مع مال و اسباب جو کچھ کہ حضور کا ہی اپنے تصرف مین لائیے بانیان طلسم خاص ذات ملکی صفات کے واسطے امانت رکھا ہی یعنی روح ملکہ شہنشہ تاجدار فاتح طلسم بیضا مالک فاتح طلسم ہی۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون تمنے اس طلسم کی کیفیت و ماہیت نہایت شرح سے بیان کی مگر اے ملک یہ تمھارا قول ہی کہ اب طلسم مین کوئی امر دشوار و سخت باقی نہین ہی اور ہمکو ابھی مرحلہ طلسمی طے کرنے ہین اُن ہر چہار مرحلے کی دشت نوردی و صحرا پیمائی اور قلعہ ہاے اربع کا فتح کرنا اور لاقوت سے جنگ و پیکار ہونا باقی ہی ان امورات کو انجام دینے کے بعد البتہ مال و متاع طلسمی ہمارے قبضہ و تصرف مین آئیگا یہ طرفہ کیفیت اور عجیب حیرت کی بات ہی ای ملک نصیرون دیکھو ابھی کسقدر محنت و مشقت شاقہ ہمکو کرنا باقی ہی جسکے سننے سے انسان کے ہوش اُڑجائین اور حواس باختہ ہوجائین ملک نصیرون نے کہا ای شہریار عالی وقار ان طلسمات اربع کا فتح کرنا چندان مشکل نہین ہی صاحب لوح اگر چاہے تو ایک ہی روز مین ان سب کو انجام دے سکتا ہی جو امر دشوار و سخت تھے وہ سب بفضل الٰہی طے ہوچکے یعنی حمام زنان کہ نہایت سخت تھا اُسکی سیر حضور فرما چکے ہین اُدھر ہیکل ملحقوس کا معاملہ طے ہوگیا جو نہایت ہی دشوار تھا قلعہ یاقوت نگار بھی ملاحظہ مین آگیا طلسم چشمہ و کوہ زاغان کہ جسمین بڑے بڑے دیوزادت و پہلوان زمان کا بس نہ چلتا تھا اور خیال اور قیاس بشری سے باہر تھا وہ بھی بعنایات ایزدی فتح ہوا اور وہان سے تیر و کمان اور نیزہ دو سر بھی حاصل ہوا طلسم خندق سے ملک اذفرشاہ کو رہا کیا جتنے سخت و صعب مقامات مشکل تھے وہ تو سب طے ہوگئے اب باقی کیا ہی جبریا قوت کہ یہ بہترین اشیاے طلسم سے ہی کسی کو دیکھنا ممکن نہ تھا وہ بھی بفضل ایزدی حضور کے سر مبارک پر پرتو افگن ہی واقعی کوئی ایسا مقدمہ اہم و دشوار نہین ہی کہ جو طے نہوا ہو اے شہریار گردون وقار اصل امر یہ ہی کہ ابھی حضور کی طلسم کشائی کا حال کہ کل مراحل سخت و دشوار حضور نے فتح کرلیے شائع نہین ہوا جسوقت یہ حال طلسم کے باطل ہوجانے کا مشہور ہوگا پھر ملاحظہ فرمائیگا کہ کسقدر خدا پرستون کا حضور مین مجمع ہوگا بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے ہر چہار طرف سے

ہزارہا مردان خدا پرست طلسم کے دست بستہ خدمت حضور مین حاضر ہونگے بلکہ وہ کفار جو کہ شریر النفس نہین ہین اور نیک باطن ہین وہ بھی دائرہ اسلام مین داخل ہونگے اور خود درخواست کرکے مسلمان ہونگے اور اہالیان طلسم کا در دولت پر اسقدر اژدہام ہوگا کہ حضور کو بات کرنے کی فرصت نہ ملیگی صاحب قران اکبر عالی شان نے فرمایا کہ ای ملک یہ معلوم ہی تمکو کہ ان حاکمان طلسم مین کون مسلمان ہی اور کون ابلیس پرست ہی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار فلک اقتدار اسکی یہ کیفیت ہی کہ وقت تمامی طلسم کے کل حکام طلسم یزدان پرست تھے اور عرصہ تک مسلمان ہی رہے پھر نہین معلوم کیا شامت اعمال دامنگیر ہوئی کہ لاقوت کی طرح بہت آدمی مرتد و کافر ہوگئے اور بعض ہنوز مسلمان ہین انھون نے اپنا دین قدیم نہین چھوڑا ہر چند کہ حاکمان کفار نے اتفاق کرکے انپر تشدد بھی کیے لیکن وہ ایسے ثابت قدم تھے کہ انھون نے کچھ خیال نہ کیا بلکہ غلام نے اپنے والد ملک النصر سے سنا ہی کہ ہنگام فتح طلسم فقط دو بادشاہ ابلیس پرست اور دو ہی بادشاہ یزدان پرست باقی رہینگے انمین ایک لاقوت متغلب بدرکش اور دوسرا شاید ملک زرد ہنگ حاکم مرحلہ چہارم مرتد کفار ہین بلکہ یہی نابکار حضور سے بجنگ و مجادلہ پیش آئینگے اور یقین کامل ہی کہ لاقوت زرد ہنگ نمکحرام کی مدد و کمک کریگا جسوقت لاقوت مرتد ضرب شمشیر آبدار کے خوف سے فرار ہوجائیگا حکام ثلثہ سے طالب امداد و پناہ ہوگا لیکن وہ دونون حاکم یزدان پرست لاقوت بدرکش کو جواب صاف دینگے اور کبھی اس مردود کی کمک نہ کرینگے اور زرد ہنگ کا وزیر زرقلی نطفہ شیطان آدم کی نسل سے ہی یعنے ماں جنیہ اور باپ آدم زاد ہی وہ فریب سے اپنے بادشاہ کو عقیدہ نیک سے منحرف کردیگا اسے شہریار زرقلی وزیر کو بسبب شرارت ذاتی و طمع نفسانی کے یہ خیال پیدا ہوگا کہ شاید طلسم کشا ہلاک ہوجائے اور متاع طلسم کسی طرح سے میرے ہاتھ آجائے اس نیت فاسد اور طمع بد سے ملک زرد ہنگ کو طرح طرح کے فریب و حیلہ و مکر سے کافر مطلق کردیگا ملک زرد ہنگ کا باپ ارقام جنی ابلیس پرست تھا مگر ملک زرد ہنگ ابتدائے عمر مین خدا پرست ہوگیا تھا جسوقت ملک زرد ہنگ تخت سلطنت و حکومت پر بیٹھا اور زرقلی مرتد کو اپنا مدار المہام و وزیر سلطنت کیا بس اسی وقت سے اسکے عقیدہ مین فرق آگیا کسواسطے کہ زرقلی نابکار نے اپنی فطرت ذاتی سے مزاج مین ایسی مداخلت حاصل کرلی کہ زرد ہنگ بے مشورہ زرقلی کے کوئی کام نہین کرتا تھا اور یہ زرقلی فرساق اسقدر بد طامع و مرید زر تھا کہ جسکی انتہا نہین یہی وجہ تھی جو اس ملعون کا خطاب زرقلی ہوا قصہ مختصر وہ نابکار زر ہی کی پرستش کرتا تھا اور زر ہی کو اپنا معبود برحق جانتا تھا تا آنکہ یہ راندۂ درگاہ احدی زرقلی اسوقت لاقوت ہزیمت خوردہ کا مددگار ہوجائیگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملک نصیرون یہ بتاؤ کہ حکام ثلثہ کسقدر فوج رکھتے ہین ملک نصیرون نے کہا یقین یہ ہی کہ ہر ایک حاکم قلعہ اسی اسی ہزار سوار و پیادے کی جمعیت رکھتا ہوگا اس جمعیت مین ہر مذہب و ملت کے لوگ ہین اور پہلوان بھی ہین صاحب قران اکبر نے کہا ای ملک نصیرون تم بیحد انتہا ہوشیار و رازدار طلسم ہو اور خوب واقف ہو لیکن ہمکو تم سے ایک امر کی شکایت ہی بلکہ ایک طرح کا ملال بھی ہی کہ تمنے باین خدا پرستی ملک افرشاہ کی رہائی و نجات مین دانستہ چشم پوشی کی اور کوئی کام تم سے نہوسکا اور طرفہ یہ کہ تمنے اسکے عکس کیا یعنے لاقوت جنی بدرکش کی متابعت اختیار کی ملک نصیرون نے کہا ای شہریار نامدار اذا جاء القضاء عمی البصر ؏ حضور خود منصفی مین غور فرمائین کہ معاملات قضا و قدر مین کسی کا دخل نہین ہی

پھر مین کیا۔ ملک اذفرشاہ کا مقدمہ نہایت پیچیدار تھا اُن سب مین ایک بہت بڑا امر تھا کہ اُنکی رہائی طلسم کشا کی جرأت خاص پر مقدر
منحصر تھی اور جب تک کہ طلسم فتح نہوتا ممکن نہ تھا بلکہ سواے ملک اذفرشاہ کے اور ہزارہا بندگان خدا کی رہائی نجات بحض فاتح طلسم
کی ذات پر موقوف تھی اس صورت مین غلام کسطرح کار طلسم کشائی کر سکتا تھا ہر نوع مجبور و عاجز تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا
اے ملک نصیرون تمھارے کلام سے ثابت ہوگیا کہ لاقوت نابکار ضرور بجرب و بیکار بلکش آئیگا ملک نصیرون نے کہا غلام کو
جسقدر علم تھا حضور سے عرض کر دیا آئندہ عالم الغیب جانتا ہی مگر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی

راوی نازک خیال صاحب قران اکبر کا حال موقوف رکھتا ہی اور دوکلمہ حال بدمآل شملع بلنی بارہ کا گذارش کرتا ہی یعنے جانا اُسکا بحال خراب بارگاہ مین لاقوت کی اور آگاہ کرنا اُس رانده درگاه ایزدی کو طلسم کشا کے حال فیروزی مآل سے مع خرابی و ابتری طلسم خندق و جز وغیرہ اور نجات پانا ملک اذفرشاہ کا۔

راوی شیرین بیان اس داستان غرائب عنوان کو اسطرح معرض ظہور مین لاتا ہی کہ جسوقت جنگم جادوگر رانده درگاه داور واصل جہنم
ہوچکا اور چار ماہ کامل تک کسی طرح کی خبر اُس دیار کی لاقوت شاہ کے کان تک نہ پہونچی لاقوت شاہ کو نہایت فکر دامنگیر ہوئی
اُسوقت دل مین یہ خیال آیا کہ اے لاقوت اسقدر عرصہ گذرا نہین معلوم جنگم ساحر کا باہر طلسم کے کیا حال ہی کس بلاے آسمانی و آفت
ناگہانی مین مبتلا ہوگیا یقین کامل ہی کہ وہ کسی ایسی ہی آفت و مصیبت سخت مین پھنس گیا ہی کہ اپنے حال سے مطلع نہ کرسکا آخر ایک روز
لاقوت بد رکش اور فرقوت اور انجاح جنی وغیرہ مشیران پرتذویر سے سرگرم صحبت تھے کہ اثناے صحبت مکالمہ مین جنگم جادو کا
بھی ذکر آیا لاقوت شاہ نے کہا نہایت حیرت ہی کہ جنگم جادو یہان سے بس قصد و ارادے سے باہر طلسم کے گیا تھا کہ لوح صفا کہین ایسی
جگہ پوشیدہ رکھون کہ کسی کو اُسکا سراغ و نشان نہ ملے بعد اسکے چلا آؤن بلکہ اُسکا یہ بھی بیان تھا کہ مجھے حکم ہوا کہ یہی ابلیس کا ہی کہ مین بیرون
طلسم جاؤن اور لوح کو ایسے کسی گوشہ مین چھپا آؤن کہ تا قیامت طلسم کشا کے ہاتھ نہ آسکے اے فرقوت اسکو ایک مدت دراز گذر گئی کہ
جنگم کے حال و مال سے مطلق اطلاع نہین ہی اس امر کو تسے بھی اکثر پوچھا تمنے بھی اُسکا جواب نہ دیا بظاہر کچھ معلوم ہوتا ہی کہ جنگم ساحر لوح
صفا کے پوشیدہ کرنے کی فکر و تدبیر مین کسقدر مصروف ہی یقین ہی کہ لوح کو کسی جاے محفوظ مین پوشیدہ کریگا اور اُسپر طلسم بندی بھی کردیگا
اسی وجہ سے اُسکے آنے مین دیر ہوئی لیکن اس امر کو بھی عرصہ قریب چار مہینے کے ہوا ہوگا کہ جنگم بیرون طلسم سے نہ آیا اور نہ اسکے
نام و نشان کی خبر آئی اب تجھ سے پوچھتا ہون کہ جنگم جادو بیرون طلسم سے اب تک کیون نہ آیا فرقوت نے کہا اے لاقوت شاہ آگاہ ہو کہ
میری عمر تجھ سے بہت زیادہ ہی یعنی قریب پانسو برس کی ہوگی اور ہنوز تیرا سن ابھی اسقدر نہین ہوا بلکہ تیرے منہ سے دودھ کی بو تک
ابھی نہین گئی لاقوت شاہ نے ترش ہو کر کہا او گیدی بیہودہ گو کیا کہ رہا ہی او نالائق سوال دیگر جواب دیگر یعنے یہ کونسا قاعدہ ہے

گفتگو مین سن وسال کا کیا دخل تھا فرتوت نے کہا او احمق خر بے دم مین نے کیا نامعقول بات کہی ہان یہ ایک تیری فہم کا بیشک قصور ہی ابھی نہین مگر آئندہ میرے اس کہنے کا سارا حال ظاہر ہو جائیگا اور کہدی یاد رکھ اہل خرد اور سخن فہم ایسی بات کہتے ہین کہ جس سے ہزار معانی پیدا ہون بس تو اول میری بات کا جواب معقول دے پھر تو مجھسے سوال کر مین جواب دونگا لاقوت نے کہا او قرمساق تو نہین جانتا کہ میری عمر دو سو چوتیس برس کی ہی بلکہ اس سے بھی تجاوز کر گئی ہی فرتوت نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پر کینہ سے کھینچی اور مصلحۃً رونا شروع کیا لاقوت شاہ اس حال کو دیکھکر زیادہ تر بد دماغ ہوا دل مین کہا واہ این گل دیگر شگفت راوی کہتا ہی - لاقوت شاہ بوجہ سحر وساحری کے طبعی فرتوت کا اعزاز بہت کرتا تھا اور آپس مین خوش طبعی ومذاق بھی ایسا ہوتا تھا کہ جیسا جمشید وصبار سنکوس کے باہم صحبت اختلاط گرم ہوتی تھی الغرض لاقوت نے فرتوت کی اس مسخرگی کو دیکھکر کہا او قرمساق شاید تو دیوانہ ہو گیا ہی کہ جو ایسی باتین مجنونانہ کرتا ہی فرتوت نے کہا ہان دیوانہ تو ہون لیکن تیرے جان ومال پر حسرت سے روتا ہون اور افسوس کرتا ہون کسلیے کہ مجھے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تو بہت جلد طعمۂ شمشیر طلسم کشا ہوا چاہتا ہی اور دشمنان ابلیس تجھے بدترین عذاب سے ہلاک کرینگے اسوقت جو بے محل رویا اسکا یہی باعث ہی مجھے تیرے حال بد پر نہایت افسوس ہی کہ ابھی تو سن تمیز کو نہین پہونچا اور مارا جائیگا اور میرا کیا ہی مین اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکا ہون جو مین اس سن وسال مین خداوند ابلیس کی خدمت مین جلد تر جاؤنگا تو کچھ افسوس نہین ہی مگر مجھے تیرے جوان مرنے کا افسوس ہی اے ملک لاقوت اب بھی میرا سخن تیرے فہم ناقص مین نہین آیا اگر اس تفصیل سے کہنے پر بھی نہ سمجھو اور ذہن مین نہ آوے تو حیف کی بات ہی لے سن اب مین صاف صاف کہتا ہون جنگم جادو نے بخوف شمشیر عدو کش و دشمن شکار اپنا طلسم مین رہنا مصلحت نہ دیکھا بے سر وپا بھاگ گیا اور یہ بھی سوچا کہ کسی حیلے طلسم کشا سے لوح بچا لیجیے وہی ہوا لینے لوح طلسم کے سبب سے لی اب جنگم جادو یہان کسواسطے رہیگا کیا اپنی جان کو مفت ہلاکت مین ڈالیگا بس اسواسطے وہ اپنے زیردستون کو لیکر طلسم سے نکل گیا لاقوت شاہ نے کہا معلوم ہوا تو میرا جاہ وجلال ستاہی نہین چاہتا اور نہ فرتوت تجھے کچھ ہی کہ ہمارے سامنے ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اگر تو قدیم نہوتا تو ابھی مارے جوتیون کے تجھکو ہلاک کروا ڈالتا او قرمساق پردۂ دنیا پر ایسا کوئی ہی کہ جو تیز نظر سے لاقوت شاہ کو دیکھے اور قتل کرنا تو شی دیگر ہی کوئی کیا جان رکھتا ہی جو میرے لشکر کے افسر سے ہمسری کر سکے فرتوت نے کہا طلسم کشا تمہارا ہمسر نہیں مارنے والا ہی کہ جو ابلیس وبندگان ابلیس کی بخوبی خبرگیری کرتا ہی لاقوت شاہ نے کہا تو مجھے یہ تو بتا کہ طلسم کشا کہان ہی فرتوت نے کہا آج کل معلوم نہین طلسم کشا کہان ہی مگر اتنا معلوم ہی کہ تیری دختر رنگ افروز سے بوس وکنار مین مشغول ہی یا شاید کسی اور طرف چلا گیا ہو آجکل تحقیق خبر معلوم نہین ہوئی مگر اسکے رفیق ویار تو موجود ہین مین نے جنیان تیز پر وغیرہ کو انکے ملک مین روانہ کیا تھا وہ ابھی تک صاحبقران اکبر کی خبر لیکے نہین پھرے اور نہین معلوم انھون نے طلسم کشا کا سراغ پایا یا نہین اور عجب نہین کہ کسی اشرار طلسم نے موقع پاکر ہلاک کر ڈالا ہو کیونکہ لوح کا جو مددگار اور محافظ وہادی ہے وہ بھی نہین ہی تو پھر کیونکر طلسم کشائی اور صاحبقرانی کرینگے بلکہ زندہ رہنے کی امید نہین اور بالفرض اگر زندہ بھی رہا ہوگا تو دست وپا شل مرغ بے بال وپر کے تصور کرنا چاہیے بے مفتاح طلسم طلسمکشائی نہین ہوتی

یہ امر تو ظاہر ہی کہ لوح کلید طلسم ہی اگر لوح نہین تو طلسم مین رہ نہین سکتا اتبار این اُس سے جو جو کار اہم و سخت نمایان ہوے
ہین وہ سب بدولت لوح بصفا کے ہوے کہ جنیان طلسم قوی ہیکل اور دیوان قدآور کو جیسے روح انسان فنا ہوتی تھی قتل
لیتہ کے قتل کیا وہ فقط نیزہ طلسم کی قوت تھی اور طرفہ امر یہ ہی کہ وہی نیزہ خطی محافظ جان ہی اور ہمیشہ اُسی نیزہ دوسرے کے اثرہ
محفوظ مین رہا ہی طلسم کشائی و جرأت صاحبقرانی وغیرہ اسی وقت تک تھی کہ جبتک طلسم کشا کے پاس لوح طلسم اور اشیائے
محافظ جان موجود و تحقیق اب سمجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا اسی وجہ سے کہ لوح گم ہوگئی حیران و پریشان ہو کے نکل گیا یا کسی گوشہ
مین تنہا بیٹھ کے اپنے بزرگون سے مدد چاہتا ہوگا عجب نہین ہو اس غیرت مین مرگیا ہو لاقوت جنی نے کہا او گیدی تو سست
جانتا ہی کہ کسواسطے طلسم کشا کے خوف و دہشت سے فنا ہوا جاتا ہی اور تجھے بھی اپنے ساتھ بزدل کیے دیتا ہی فرقوت نے کہا
ای لاقوت اصل حال یہ ہی اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ہرچند کہ مین دل کو سمجھاتا ہون اور طاقت والاتا ہون لیکن کسی وقت اور
کوئی لمحہ طلسم کشا کا خیال دل سے نہین جاتا اور یہ خیال دل کو وقتاً فوقتاً مضمحل کیے دیتا ہی یقین ہی کہ سامنا ہوا اور صورت
دیکھون تو طائر روح قفس تن سے پرواز کر جائے گا اے لاقوت شاہ یاد ہی رکھ کہ جنگم جادو بھی طلسم کشا کے خوف سے جان
اپنی لیکے بھاگ گیا ہی اور شمشیر کشور گیر کا لوہا مان گیا اور اگر نہ بھاگتا ضرور اُسکی نجات کبھی نہ ہوتی لاقوت بولا او نالائق کیا واہی
بکتا ہی مجھے تیرے قول کا اعتماد مطلق نہین جنگم سا مرد قوی ہیکل ساحر زبردست ایسا کامل اپنے فن جادو مین ہی کہ شاہ
جادوگران کی خطاب سے مشہور ہی طلسم کشا اُسکے سامنے ایک مشت استخوان اُسکا کیا خوف کرتا اور بھاگ جاتا مجھے ہرگز باور نہوگا
بلکہ ہان کسی کار ضروری کو گیا ہی اسمین کوئی مصلحت ہوگی اور طرفہ یہ کہ جنگم جادو نظر کردہ خداوند ہی خداوند ابلیس نے وعدہ کیا ہی
کہ تو صاحبقران زمانہ ہی کسی سے زیر نہوگا جب تو جنگم کی ضرب تیغ کا کوئی سامنا نہین کرسکتا جہان جاتا ہی فتح لڑتا ہی اُسکی تلوار بے پناہ
ہی پھر کسطرح تجھکو یقین ہو بھلا خداوند ابلیس سے وعدہ خلافی ممکن ہے بلکہ حسب وعدہ اپنے ہر طرح جنگم جادو کا مددگار ہوگا اور عجب نہین
کہ وہ ہلاکت و قتل کے باب مین کوئی فکر کر رہا ہو جس وقت وہ عمل اُسکا حسب دلخواہ درست و تیار ہوا اُسی وقت تو طلسم مین پہونچا اور
آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کر دیا اُسوقت طلسم کشا کو بھی حال طلسم کشائی معلوم ہو جائیگا فرقوت نے بس لاقوت کے ہاتھ چوم لیے
اور کہا ای لاقوت شاہ بادشاہ طلسم آفرین تیری ثابت قدمی و خوش اعتقادی پر کہ ہمیشہ بندہ کو ایسی ہی ثابت قدمی چاہیے و لیکن
جو امر حق تھا وہ تجھسے کہا مگر ای لاقوت مین اسکا کیا علاج کرون کہ مجھے اسقدر اضطراب گھیرے ہی اور عنان اختیار بالکل ہاتھ سے
چھوٹ گئی لاقوت نے کہا ای فرقوت اسکا کچھ علاج نہین اور جب کوئی امر لا علاج ہوا تو اسکا ذکر کیا بس اب جانے دو اور کوئی ذکر
کرو ای وزارت پناہ اب تم یہ بتاؤ کہ ہم کیا تدبیر کرین فرقوت نے کہا ای بادشاہ طلسم میرے خیال مین یہ آتا ہی اور شاید تو نہین
مناسب بھی ہو اور سوا اسکے اور کوئی امر مصلحت اس سے بہتر نہین ہی کہ تم کسی عیار چالاک کو بیرون طلسم جبال علاے کے دامن مین بھیجو
جنگم جادو کی خبر منگواؤ اور دیکھو وہ کس کام مین بالفعل مشغول ہی اگر جنگم وہان نہو وہ دونون جنگم کی خواہ در بیرون طلسم ہمراہ ہین
یقین واثق ہی کہ وہ دونون ضرور لشکر مین ہونگی تم عیار کو بخوبی سمجھا دو کہ جنگم کی تلاش مین اصلا کمی و کوتاہی نہ کرے اور بیرون طلسم

دشمنون کے جلد تیرے آئے دوسرے باطن طلسم مین ایک طلسم خندق و چتر یاقوت جو خاص تمہارے ماتحت ہین کیونکہ تم مرحلہ اول
کے حاکم ہو اُس طرف کی بھی خبر لانا ضرور ہی کہ وہان نگہبانان طلسم عقرب جادو و شمعون و نقیمون و شیرویہ کہان ہین اور کس کام مین
مصروف ہین اور جلنون کے مستعد زیادہ ہین اگر کوئی امر تازہ ہوتا وہان تو یہ دونون ابلیس پرست تمکو خبر دیتے بہرحال بغیر موجود ہونے
لوح طلسم کے طلسم کشا سے کوئی مرحلہ طلسم فقط قوت بازو سے اپنے باطل ہونا ممکن نہین ہی اور علاوہ اسکے باطن طلسم کا دوسرا
طبقہ گنبد طلحقوس ہی اور وہ ملکات افلاک بینا کی حاکم مرحلہ دوم کے متعلق ہی اور تیسرا طبقہ طلسم حمام زنان ملکات متعلق ہین جو کہ
حاکم مرحلہ سوم کے تحت مین ہی چوتھا قلعہ یاقوت نگار ملکات راد ہنگ حاکم مرحلہ چہارم طلسم کی حکومت مین ہی جہان ملکات فرشاہ
قیبا کی دختر ملکہ روشن گہر طلسم کشا کی عاشق و طالب نے پناہ لی ہے وہ عیار طرار وہان کی بھی خبر ضرور مفصل لے آوے ہرچند کہ
حکام یہ مجال و طاقت نہین رکھتے کہ جو اُن مکانات و قصور طلسمی کے پاس جا سکین اور منازل و مراحل ثلثہ کی سرحدین ایک دوسرے
کی سرحد سے ملی ہین اس صورت مین یقین ہی کہ مخبر واسطے خبر رسانی کے حکام مراحل کی طرف سے ضرور مقرر ہونگے اور وقتاً فوقتاً
ہر ایک خبر مرحلے کی طبقات طلسم کو پہونچاتے ہونگے تا کہ حکام ثلثہ ایک دوسرے کی معاونت و مددگاری کرتے رہین اور آپس مین
شریک حال رہین اور اگر طلسم کشا ظاہر طلسم سے باطن طلسم مین جاتا تو ضرور تھا کہ سرزمین طلسم مین ایک غلغلہ عظیم و ہنگامہ بزرگ
برپا ہوتا اور عجیب نہین کہ ہمکو ضرور خبر بھی ہو جاتی۔ لاقوت نے کہا یہ خیال نہایت عمدہ بیان کیے لاکلام ہی کہ ایسا ہی ہوا ہی ہم آپکی تدبیر
کہنے کے بموجب عمل کرتے ہین پس لاقوت شاہ نے حسب رائے فرقوت وزیر اسی وقت ہمازجنی اپنے عیار کو کہ وہ مصاحبان خاص
سے اور معتمد بھی تھا واسطے خبر رسانی جنگم جادو کے بیرون طلسم مین جبل اعلیٰ کی سمت روانہ کیا اور پوچھ ہارج تھے زبانی سمجھا دیے
اور تاکید کی کہ جلد شیر جنگم کے حال سے ہمکو اطلاع ہو ہمازجنی پہلے بھی جنگم جادو کے ساتھ بیرون طلسم گیا تھا اور وہان کے حالات
سے بخوبی واقف تھا بلکہ شہرانہ و غاشیہ دونون دختر جنگم جادو کو مع وارثان حقیقی بکران شاہ خارجی وغیرہ کے بھی پہچانتا
تھا تو غرضکہ ہمازجنی عیار حسب الحکم لاقوت شاہ بیرون طلسم بعد قطع منازل و طے مراحل افواج سلاطین افواج مین پہونچا اور تیز آتا ہوا
بکران شاہ کی حرم سرا کے اندر گیا وہان شہرانہ اور غاشیہ کو تلاش کیا جب ان دونون کا نشان نہ پایا ناچار و مجبور ہوا اُس عیار طرار
نے بعیاری تمام اپنی صورت ایک خواجہ سرا حسین و جمیل کی بنائی اور بکران شاہ کا ایک خواجہ سرا کہ نام اُسکا خواجہ زیاد تھا اُسکے پاس
گیا اور سلسلہ محبت و اتحاد بڑھایا خواجہ زیاد نے اُس عیار مکار کی جو شکل و شمائل حسین و وضعدار دیکھی نہایت پسند کیا اور کہا کہ
اے شخص تم مسافر نووارد معلوم ہوتے ہو ہمکو بھی آگاہ کرو کہ تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اور کیا پیشہ کرتے ہو اور کس غرض سے یہان آنا
ہوا اور تم اُترے کہان ہو اُس عیار نے کہا خواجہ صاحب مین بالفعل تو بیکار ہون بلکہ بوجہ تعطلی حیران ہو کر واسطے تلاش معاش کے
یہان آیا ہون خواجہ زیاد کو اُسپر رحم آیا اور کہا اچھا ہمارے پاس آؤ ہم تمہین بکران شاہ کی سرکار مین ملازم کرا دینگے کہ تم مجھے ایک مرد
خوش وضع اور خوش تقریر معلوم ہوتے ہو اور بکران شاہ کو بھی ایسے شخص ظریف طبع و خوش بیان کی خواہش تھی ہمازعیار نے کہا اے
خواجہ مین ایک شرط سے آپکا فرمانا قبول کرتا ہون کہ پہلے تم مجھ سے شہرانہ و غاشیہ کا احوال بتفصیل بیان کرو خواجہ زیاد نے جب یہ سنا

نہایت متعجب ہوا اور کہا اے شخص یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اُن عورتون سے تم تعلق رکھتے ہو جو اسقدر اُنکے حال کی تفتیش کرتے ہو سچ کہو
ان عورتون کو کہان دیکھا ہے اُسنے کہا اے خواجہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ان عورتون کے خویش و اقارب کا فرستادہ ہون خواجہ یہ سنکے
اور زیادہ تر متحیر ہوا اور مسکراکر کہا اے شخص مجھے اب معلوم ہوا کہ تو بڑا جھوٹا اور زیادہ گو ہے اچھا یہ بتا کہ اُن عورتون مین باہم قرابت کیا ہے
ہماز عیار حیران ہوا کہ اب اسکا جواب کیا دون آخر دل سے ایک مضمون ایجاد کیا اور کہا کہ مین ایسا سمجھتا ہون کہ وہ دونون عورتین خالہ بھانجی
ہین خواجہ نے کہا واہ کیا خوب بات بنائی لیکن بن نہ پڑی بس اب زیادہ عبارت آرائی نہ کیجیے معلوم ہوا کہ یہ تمھارا جھوٹ سمجھتا ہے مین
اس بات کو تمھارے طرز کلام سے پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ تمھارا بیان سراپا غلط ہے بلکہ ظاہر ہوتا ہے کہ تو کسی کا عیار فرستادہ ہے یہان آیا ہے
اب سچ سچ اپنا جو مطلب ہو بیان کر کہ دراصل تو کون ہے اور کس واسطے یہان آیا ہے اور اُن دونون عورتون سے کیا تعلق رکھتا ہے اگر تونے
اب کوئی بات بنائی یا سچ نہ بتایا تیرے حق مین اچھا نہوگا اب ہماز جنی گھبرایا اور نہایت ہی متفکر ہوا کہ اب خواجہ کو کیا جواب دون اگر
سچ بیان کرتا ہون تو قباحت لازم آتی ہے اصل کام ہی سے محروم رہونگا اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو خوف جان ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اُن
دونون عورتون کی باہم قرابت سے کبھی واقف و آگاہ نہین ہون اور اگر اب ظاہر ہو گیا اور جھوٹ بولا تو یہ خارجی نہایت آزار
دیگا ناچار ہو کر اُس عیار مکار آفت روزگار نے دوسری عبارت درست کی کہا اے خواجہ صاحب واقعی امر یہ ہے اُن عورتون سے
میری غرض متعلق ہے اب تک جو کچھ مین نے بیان کیا واقعی جھوٹ تھا مگر دروغ مصلحت آمیز فقط اس وجہ سے کہ مجھے اُنکے پردہ کا خیال
از حد ہے ورنہ مجھے اپنی غرض سے کام تھا لیکن اب بتایئے وہ دونون عورتین یعنی شمرانہ و غاشیہ کہان ہین کبھی کسی جا گئی بھی تھین یا نہین اگر
تو پھر مین اپنا کام بیان کرون خواجہ زیاد نے کہا ہان ایک مرتبہ پوشیدہ کہین گئی تھین ہماز نے کہا بس اتنا ہی چاہتا تھا کہ
سُن لون اب آپ میرا حال بغور سنیے کہ مین اصل مین بادشاہ بوستان کوہی کا خواجہ سرا ہون ایک دن اپنے آقا سے رنجیدہ ہو کر
چلا گیا اسی رنج و فکر مین کہ مجھکو ملال کمال تھا ایک کوہ سربلند پر بیٹھا تھا ناگاہ یہ دونون عورتین ایک تخت مرصع کار پر سوار ہوا پر وہان
پہونچین اور اُنکے پہلو مین ایک شخص حسن باریش سفید کہ بہ صورت جنگم نام اُسی تخت پر بیٹھا تھا جسوقت یہ تخت مع اُن تینون زن و مرد
کے وہان آیا اور اُنھون نے مجھے اجنبی دیکھ کر مجھ سے میرا حال پوچھا مین نے حال مجمل اپنا اُنسے بیان کیا اُن عورتون کو میری
پریشان حالی اور بیکاری پر رحم آیا اور مجھ سے کہا اگر تو ہمارے لشکر مین کہ زیر جبل لسعلیٰ خیمہ زن ہے آجاوے تو البتہ تیرا سامان
روزگار ہو جاوے اور وعدہ واثق کیا اور مجھ سے بھی عہد کیا کہ ضرور آنا تجھے ہم صوبہ داری شہر کی دلا دینگے پس اے خواجہ اسی امید
و توقع پر کہ موہوم ہے یہان آیا کہ اُن عورتون کو اپنی حاجت کی تکلیف دون پس اصل حال کہ جو مین نے بیان کیا یہ ہے اب تم چاہو
یقین جانو یا نہ جانو خواجہ زیاد نے یہ سنکے ایک آہ کی اور بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے بعد اسکے جب ہوش و حواس
درست ہوئے پوچھا اے شخص تمھارا نام کیا ہے ہماز نے کہا مجھے ہماز کہتے ہین خواجہ زیاد نے کہا اے برادر تم شمرانہ و غاشیہ کا حال
کیا پوچھتے ہو اُنکی ایسی سرگذشت پر درد و افسوس ہے کہ مجھ سے بیان ہونا اسکا نہایت دشوار ہے کس زبان سے مین بیان کرون اور نہ
اُنکی کیفیت لائق بیان ہے بس مختصر یہ ہے کہ وہ دونون بعذاب سخت قتل ہوئین ہماز نے کہا اے خواجہ اُنکے قتل کی کیا وجہ ہوئی اور کسنے

قتل کیا براہ عنایت و مہربانی مجھ سے مفصل اس قصۂ حیرت فزا کو بیان فرمائیے خواجہ زیاد نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ غاشیہ کو اسکے فرزند نصیر ون ریحی نے اور مشہرانہ کو اُسکے شوہر بکران شاہ خارجی نے جہنم واصل کیا ہماز بولا کوئی وجہ قتل بھی ان دونون کی ہے خواجہ نے کہا خاص وجہ تو یہ ہے کہ دونون وہ عورتین فاجرہ و فاحشہ تھین اور جنگم جادو سے رات دن عیش و نشاط مین مصروف رہتی تھین اور شراب خواری کسی وقت موقوف نہوتی تھی جب اُنکے وارثون نے سنا اُنکو یہ افعال قبیح ناگوار گذرے جنگم جادو کا اُنسے صحبت ہونا بُرا معلوم ہوا جب جنگم جادو مارا گیا وہ اُسکی مفارقت مین نالان و گریان ہوئین اور جنگم جادو کے غم مین سیہ پوش ہوئین یہ امر چونکہ اُنکے وارثون کو ناگوار ہوا پس دونون کو تہ تیغ بیدریغ کیا ہماز نے پوچھا اے خواجہ سلامت جنگم جادو کس قصور پر واجب القتل ہوا اور ایسے ساحر زبردست کو کہ جو بادشاہ جادوگران تھا کسنے قتل کیا خواجہ نے کہا وہ بھی اسیطرح جہنم رسید ہوا ہماز نے کہا آپ اُسکا حال مفصل بیان فرمائین کہ میرے قلب کو تسکین ہو اور واقعی یہ قصہ عجیب حیرت انگیز و ہوش ربا ہے چونکہ مین آپکا دوست اور مہمان ہون اسی واسطے زیادہ تر تکلیف دہ ہوتا ہون میری گستاخی معاف فرمائیے گا اور میرے استحقاق دوستی کو ادا فرمائیے مہمان نواز تو آپ کی ذات بابرکات ہے اور آپ اول تو میرے ہم پیشہ برادر ہین دوسرے مین آپکا مہمان غریب الوطن ہون لہذا بہر طور آپکو میری تواضع و خاطرداری واجب ہے بس عوض دعوت و مہمانی کے جنگم جادو کا حال مفصل بیان فرما دیجیے بڑی عنایت میرے حال پر ہوگی خواجہ زیاد نے کہا خیر تیری خاطر ہے ورنہ مین کبھی زبان پر یہ ذکر نہ لاتا اب بعد ایک لمحہ کے بیان کرونگا کیونکہ اس داستان کو جبتک اول سے نہ بیان کرونگا کچھ لطف نہوگا اور سمجھ مین بھی نہ آئیگا لہذا اول طعام بعدہ کلام کہا پہلے کھانا کھا لو بعد اسکے مجھ سے تمام و کمال حقیقت حال سنو ہماز نے کہا اے کرم گستر مین اب کیا کھانا کھاؤن دل سے شعلے اُٹھ رہے ہین کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤنگا بدون اس قصہ کے سنے آخر خواجہ زیاد نے بمجبوری تمام احوال مشرح و مفصل اس جادوگر کا بیان کیا یعنی جنگم کا آنا طلسم سے اور اپنا لشکر سلاطین مین جانا اور معرکہ آرائی لشکر اسلام سے مع اُس فضیحتی و رسوائی کے جو کہ اثنائے معرکۂ رزم مین واقع ہوئی تھی اور قتل ہونا جنگم جادو کا صاحب قران اکبر عالی شان رستم توان کے ہاتھ سے نہایت ذلت و خواری سے اور کہا اے ہماز اس معرکہ کو تین مہینہ کا عرصہ گذرا کہ جنگم جادو اپنے مقر اصلی کو پہونچے اس سرگذشت جانگداز کو سنکے ہماز جنی نے ایک آہ سرد پر درد کھینچی اور کہا —

شعر

ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال

بعد اسکے ہماز جنی نے کہا اے خواجہ زیاد یہ فرمائیے کہ صاحب قران اکبر گردون حشم یعنی جنگم جادو کا قاتل کہان ہے خواجہ زیاد نے کہا بعد قتل کرنے جنگم جادو کے اس عالی قدر نے لوح طلسم ملاحظہ فرمائی اور تمام اشیائے طلسمی حسب نشان وہی لوح قبضہ کر لیا پھر مدت تک وہ شہزادۂ عالیوقار تاریخ الاعظم سنا کیا بعد اسکے بقیہ طلسم فتح کرنے کو طلسم بیضا مین تشریف لیگیا پھر مجھے نہین معلوم کہ وہان کیا معاملہ گذرا لیکن یقین کامل ہے کہ اُس شیر بیشۂ میدان بہادری نے کفار و اشرار کو زندہ و سلامت نہ رکھا ہوگا سب کو جہنم واصل کیا ہوگا ہماز جنی نے کہا مین پیشاب کر آؤن پھر حاضر ہوتا ہون یہ بہانہ کرکے غائب ہو گیا ملعون کہتا تھا لعنت خدا اس لا قوت فرتوت کے

دین و مذہب ایسا ہے کہ یہ سب باطل اور لغو مذہب رکھتے ہیں لیکن طلسم کشا کا دین برحق ہے میں تو ان سب مذہبوں پر لعنت کرتا ہوں اور اسی وقت سے دین ابلیسی کو ترک کر کے دین و آئین طلسم کشا کو پسند کیا اور کہا اگر وہ عالی جناب میری دعوت اسلام فرمائیگا تو میں بصدق دل منظور کرونگا بس خدائے عزوجل کو گواہ کرتا ہوں کہ اسی وقت سے حلقہ بگوش صاحب قران اکبر کا ہو گیا ہوں اور دائرہ اسلام میں بخوشی دل داخل ہونا قبول کرتا ہوں الغرض ہمارجنی یہ باتیں دل سے کرتا ہوا لشکر کی خبر مفصل لیکر طلسم میں داخل ہوا اور لاقوت کے پاس آیا اسوقت لاقوت و فرقوت دونوں ملاعین نہایت اندوہگین و پرملال بیٹھے تھے اور ہماد عیار کا انتظار کر رہے تھے کہ اس عرصے میں ہمارجنی وہاں پہونچا اور آداب و مجرا مثل اہل اسلام کے بجالایا لاقوت شاہ ہمارز کی اس حرکت کو مذاق عیاری سمجھ کے نہایت خوش ہوا اور کہا اے ہمارز تو شاید کوئی خبر تازہ لایا ہے کہ جسکے سننے سے دل کو نہایت خوشی ہوگی یہ تمہاری تسلیمات و کورنش و خوشطبعی خالی از علت نہیں معلوم ہوتی آج یہ طور تمہارا نیا ہمنے دیکھا ہے ہمارز نے کہا ہاں اے بادشاہ آج ایک ایسا مژدہ فرحت اثر لایا ہوں جسکو تم دونوں شاہ و وزیر سنکے شادی مرگ ہو جاؤ گے وہ خبر خوش یہ ہے کہ میں تمکو مبارکباد دیتا ہوں تم دونوں سجدہ شکر ابلیس لعین کی درگاہ میں ادا کرو اے لاقوت و اے فرقوت پہونچا دوست کے پاس دوست کا اور عاشق کا معشوق کی خدمت میں اور غلام کا اپنے آقا کی ملازمت میں تمکو مبارک ہو لاقوت اس مضمون کو سنکے مسکرایا اور سمجھا کہ ازراہ تمسخر کہتا ہے لاقوت نے کہا ہاں اے ہمارز میں تجھ سے از حد محبت و الفت رکھتا ہوں کہ تو بھی اپنا پہونچا میری خدمت میں مبارک جانتا ہے اب سچ بتا کہ حال و لشکر اسد سلاطین سے جنگ جادو کی کیا خبر تازہ لایا ہے میں اس خبر مسرت افزا کا نہایت مشتاق ہوں جلد بیان کر کہ جنگم جادو کس کاروبار میں مصروف ہے اور طلسم کشا کس آفت و مصیبت میں مبتلا ہے ہمارز نے کہا اے لاقوت شاہ آج تجھے خداوند ابلیس نے ایسا جاہ و جلال عطا فرمایا ہے کہ تمامی جہان کی مصیبت و راحت جو کچھ ہو تجھے سزاوار ہے اسواسطے کہ تو شاہان متغلب دہر میں سے مشہور ہے آگاہ ہو اور بگوش ہوش سن کہ میں نے اس غرض سے مبارکبادی تھی کہ تم آقا اور ملازم خداوند ابلیس کے دربار میں باعث افتخار ہو کہ تم دونوں بندۂ خاص اور عاشق جانباز ابلیس لعین کے ہو میں بیچارہ کیا اور مجھکو یہ رتبہ تمہاری خدمت شمس میں کب نصیب ہوا کہ جو اس کی صفت و ثنا بیان کروں میں ایک ذلیل عیار پیشہ کار گذار ہوں مجھے خدمت سے فقط غرض ہے ان امورات جلیلہ سے کیا سروکار لاقوت مع فرقوت ہمارز کے ایسے کلمات سنکے متعجب و مبہوت ہو گیا اور بنظر تحیر ہمارز کی صورت دیکھا کیا آخر لاقوت شاہ نے پوچھا اے ہمارز تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ ہم خداوند ابلیس کی خدمت میں پہونچینگے ہمارز بولا آپ خاصان خدا اور خدا پرست ہیں اور خدا پرست کی یہی تمنا ہے کہ خدمت میں خداوندی کی پہونچیں اور یہی مقولہ انکا بھی ہے کہ فردوس بریں میں جائینگے پس اے ابلیس لاقوت شاہ اسی وجہ سے یقین جانو کہ جسوقت خاصان ابلیس مرے فوراً نار جحیم میں داخل ہوے اور شامل حال ابلیس ہوے لاقوت شاہ اس عبارت کو سنکے بدحواس ہو گیا ہوش جاتے رہے کہا اے ہمارز تو دیوانہ ہوا ہے یا آج کوئی شی نشئی کھا گیا ہے یا دانستہ ہمکو برا کہہ رہا ہے او عیار زبان آور ہمنے تجھے کس کام کے واسطے بھیجا تھا اور تو کیا خبر وحشت اثر ہمارے روبرو بیان کر رہا ہے اور طرہ براں یہ کہ ہمارے

سمجھ یہ ہماری بدی چاہتا ہی ہماز بولا اے بادشاہ عاشق و شیدائے ابلیس میں نے جو کچھ کہا سچ کہا اور نہایت صحیح کہتا ہون یہ خبر وحشت خاص و ہین کی ہی جہان تو نے مجھے بھیجا تھا لاقوت نے کہا تو کیسی بات سمجھ پایہ کہتا ہی کہ مطلق فہم میں نہیں آتی صاف صاف بیان کر تاکہ ہماری سمجھ میں آوے ہماز نے کہا اچھا آپ صاف صاف معلوم کرنا چاہتے ہیں صاف صاف سنیے اور بخوبی سمجھیے اے لاقوت شاہ و اے فرقوت شاہ مریدان جنگم جادو و بندگان خاص ابلیس آگاہ ہو کہ وہ جادوگر کافر کفر حرامزادہ تمہارا استاد و دستگیر و سرپرست راندۂ درگاہ ایزدی طلسم سے بھاگا لشکران بنی آدم میں زیر جبل اسکے پہونچا اور وہاں اپنی شرارت نفسی و فطرت ذاتی سے پیش آیا اور ایک ہنگامۂ فتنہ و فساد برپا کیا آخر اس فتنہ و فساد کا یہ انجام ہوا کہ آتش جہنم میں داخل ہوا بعد اسکے تمام سرگذشت ابتدا سے بیان کی اور یہان تک کہ اُس آدم زاد والانہاد طلسم کشائے عالی شان صاحبقران زمان کشندۂ ساحران عالم شاہزادۂ معظم و مکرم کا حال بیان کیا کہ ایک گوشۂ میدان سے عیان ہوئے اور ان شہریار تہور شعار نے بقوت بازو اُس جنگم جادو کو ایک ہی ضرب شمشیر آبدار سے جہنم واصل کیا اور لوح بیضا جس جگہ اُس جنگم جادو نے چھپائی تھی اُس شہریار ظفریافتہ نے نکال دین نے نکال لی وہان کے لشکریان بنی آدم بیان کرتے ہیں کہ جنگم جادو لعین و بدکردار کو اس ذلت و خواری کے ساتھ ہلاک کیا کہ مرغان ہوائی اُس بدنفس کے حال زار پر افسوس کرتے تھے اور گوشت اس حرامزادے کا سگان صحرائی و زاغ و زغن نے کھایا اے لاقوت شاہ بس یہی خوشخبری تھی جو میں نے سنائی۔ الغرض اس خبر وحشت اثر و قصۂ دردناک کو سنکے لاقوت و فرقوت کا جسم بید وار کانپنے لگا اور تا دیر اسی حزن و ملال میں متحیر و متفکر استادہ رہے آخر فرقوت سے لاقوت نے کہا ہان بخوبی سنا اور نہایت خوش ہوا اے لاقوت مجھے کسی طرح اس امر کا باور نہیں ہی کہ اسطرح کا معاملہ پیش آیا ہو لاقوت نے کہا ابکے پھر دل لگا کے سن اور ہماز سے کہا پھر بیان کر ہماز جنبی نے پھر وہی داستان وحشت بیان کی فرقوت نے کہا اے عیار اگر جنگم مارا گیا تو دونوں عورتیں کہان گئیں اور پھر طلسم کشا بعد قتل اُس بانی جفا کے کسطرف چلا گیا اے وزارت پناہ تف برین عقل کہ تم قصہ سنا اور سمجھ میں آیا گھڑی گھڑی پوچھتا ہی کیا ہوا ارے بیوقوف ہوا کیا جہنم واصل ہوا اور کیا ہوا ہان یہ البتہ ایک جملہ رہ گیا تھا وہ بھی بگوش ہوش سن لے کہ شہرانہ و غاشیہ مذکورۂ جنگم جادو بھی اُسی افسونگر کے ہمراہ جہنم میں گئیں یعنے اُنکے وارثوں نے بعذاب سخت قتل کیا اور صاحبقران اکبر طلسم کشا کتاب تاریخ الاعظم سنکے بدولت و اقبال بقصد فتح مراحل طلسم تشریف فرمائے طلسم بیضا ہوئے یقین ہی کہ آج ہی کل میں خبر فتح مراحل طلسم کی تمھارے کان تک پہونچ جاتی ہی اور اے فرقوت میں جانتا ہون کہ تم جملہ اشرار و کفار مثل جنگم ساحر کے عنقریب ابلیس کی خدمت میں پہونچنے والے ہو کیونکہ میں تمکو بہر صورت مقرب خاص درگاہ ابلیس مردود جانتا ہون میں نے تمکو مبارکباد دی اسمیں گناہ کیا ہی لاقوت شاہ نے کہا او کمبخت بدنصیب کوئی بھی ایسے امر کی مبارکباد دیتا ہی جیسے کہ تو نے بے تکلفی سے ہمکو مبارکباد دی یہ تو صریح ہماری ہجو کرتا ہی ہماز نے کہا اے ملک تم تو مستحق لعنت خود ہی ہو تمھارے سردار لیتے ہی ہیں او تیرنا شخص تجھے خبر صحیح سناتا ہون اور تو مجھے اسکے عوض میں گالیان دیتا ہی لعنت خدا تیرے اوپر اور تیرے دین و آئین اور تابعین پر لاقوت شاہ دل میں منفعل ہوا اور کہا ہماز نہایت درست کہتا ہی آخر ہماز سے عذرخواہ ہوا اور ایک خلعت

حسب لیاقت ہماز کو دیا ہماز جنی لاقوت سے رخصت ہو کے اپنے مکان پر آیا اور درگاہ باری تعالے مین بالتجا یہ دعا کی کہ اے پروردگار عالم اگر دین طلسم کشا حق ہو تو مجھے بھی اسی دین مین گردان اور یہ دعا میری قبول فرما کہ جبتک طلسم کشا اس سرزمین پر وارد ہو اس کا فریر ایسا غالب ہون کہ میرے حرکات لاقوت کو ناگوار نہون اور جو میرا جی چاہے اس بدذات کو سخت کلمات کہون اور جسقدر چاہون فضیحت کرون اور وہ میری شوخی طبع پر ناخوش نہو بلکہ بہتر و خوشگوار معلوم ہو۔ الغرض لاقوت مردود ازلی نے پھر فرقوت سے کہا او کیدی تو نے اس مقدمہ مین کیا فکر کی جو یہ خدشے اور مخمصہ دل سے دفع ہون اور مجھے اندیشہ و فکر سے نجات ہو ای فرساق مجھے سوجھتا نہین کہ جان و آبرو و ملک و مال پر اپنی سبکی پر بادی و تباہی کا خوف ہی ہر وقت اسی کاوش مین جان رہتی ہو ایک لمحہ آسایش کی نوبت نہین آتی فرقوت نے کہا او نمکحرام خواہ یہ ارشاد مجھسے کیا تدبیر ہو سکتی ہی مجھے ہنوز ہماز کے قول کی صحت مین کلام ہی بلکہ ایکبار ہماز کو بلا کے پھر اسکا بیان سنون اور اچھی طرح سمجھون تو البتہ کچھ کہون لاقوت شاہ نے پھر ہماز کو بلایا اور کہا ای ہماز ایک بار تم پھر اُسی خبر کو بیان کرو وزارت پناہ کی سمجھ مین نہین آیا ہماز نے کہا بہت خوب عرض کرتا ہون پھر وہی حال مکرر بیان کیا فرقوت نے کہا ای لاقوت شاہ یہ روایت محض بے اصل و بے بنیاد ہی اور اسکا راوی ایک خواجہ سرا فرقہ خوارج سے ہی لہذا باین وجہ ہمکو اُسکے راستگوئی مین شک ہی اگر واقعی جنگلم ملعون جہنم واصل بھی ہوا ہو لیکن جو لوح طلسم طلسم کشا کے ہاتھ آگئی تو پھر وہان ابتک کیا کام کر رہے ہین کہ جو طلسم مین ابتک نہین آئے ہماز نے کہا ای فرقوت مساق کندۂ ناتراش اگر تجھ سے ممکن ہو تو کوئی ایسی تدبیر معقول کر کہ جسمین لاقوت اور تیری جان بچ جاوے ورنہ تو مجھ سے اپنے ہوش بجا کر کے سُن لے کہ طلسم کشا اپنے محبوبہ کے آبا و اجداد کا حال معلوم کر چکا یعنے شاہنشاہ خورشید کو تمام و کمال سُنا اور بقیہ طلسم کی جانب متوجہ ہوئے ہین اور اس معاملہ کو تین مہینہ کا عرصہ ہوا فرقوت۔ ہماز کی سخت کلامی سے نہایت غضبناک ہوا نزدیک تھا کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ ای فرقوت ایک دلی عیار سے ہمکلام ہو کے اپنے کو ذلیل کرتا ہی اور واقعی ہماز جنی جو کچھ کہتا ہی بدلسوزی و خیرخواہی کہتا ہی آخر فرقوت نے کہا ای ہماز مین سمجھا کہ تو خرابی حال و احوال اپنے آقا کی سُنکر اندوہناک ایسا ہوا ہی کہ بیخودی مین ایسے کلمات ناسزا زبان سے نکالے جاتے ہین لیکن مین نہایت متعجب ہون کہ اگر طلسم کشا داخل طلسم ہوتا تو ابتک تو نہین معلوم کیسے کیسے کار نمایان ہو گئے ہوتے اور تمام عالم کائنات مین اور سرزمین طلسم مین شہرہ ہو جاتا ہمکو بھی خبر ضرور پہونچ جاتی ابھی فرقوت کی یہ گفتگو تمام نہوئی تھی کہ ناگاہ شملع جنی بینی بریدہ پہونچا راوی کہتا ہی کہ صاحبقران اکبر نے بعد قتل کرنے جنگلم زرد پوش کے تمام شرار و کفار طلسم کو بیاد تیغ بیدریغ کیا کہ عدم و وجود سب کا برابر کر دیا ایک متنفس کو سلامت نہ چھوڑا بیخ و بنیاد کفر کی اُکھاڑ دی فقط شملع جنی کو اُسکی ناک کا ٹکڑا کاٹ کر تیغ بیکسی سے نکلوا دیا اُس لعین نے باحال خستہ و خراب لاقوت جنی کے پاس جا کر اس واقعہ ہوشربا کی خبر دی کیونکہ لوح ہادی طلسم کے حکم کے بموجب شملع جنی کو شہزادے نے اسی صورت سے آزاد کر دیا تھا غرضکہ شملع جنی بینی بریدہ نہایت خراب حال سے لاقوت شاہ کی بارگاہ مین پہونچا اور جاتے کے ساتھ ہی دونون ہاتھ فرقوت وزیر کے سر پہ اس زور سے مارے کہ عمامۂ وزارت دور جا کر گرا بعد اسکے کہا ای کیدی

ایسا غافل مسند وزارت پر بیٹھا ہی کہ کچھ ہوش نہین او حرامزادے بیحیا تجھے دنیا و مافیہا کی خبر نہین کبتک غافل رہیگا او
بادر بختا اب کچھ فکر و تدبیر کر کہ وہ آدم زاد والا نہاد قاتل کفار و اشرار یعنی صاحب قران اکبر دارا و آل بیضا سر پر آ پہونچا ذرا آنکھیں
سر تخیس کو اٹھا اور حال میرا چشم کور سے دیکھ کہ میری کیا صورت ہوئی اب تم دونون مالک مملوک کو اُس ملک الموت جان ابلیس
پرستان کی تشریف آوری کی مبارکباد دیتا ہون کہ کل جو کچھ آج میرا حال ہی اُس سے بدتر ہونے والا ہی وہ دلاور میدان قریب
آ پہونچا اور چند مراحل و طبقات کو درہم برہم کر چکا چنانچہ طلسم خندق اور چتر کو کل فتح کر لیا عقرب جادو و شمعون وزیر و
دیو قہقہار کو بذلت تمام و خواری بسیار جان سے مار ڈالا اور ملک اذفر شاہ کو طلسم سے رہا کر دیا لقیرون و شیرویہ وغیرہ نگہبانان
و محافظین اشیاے طلسم نے جو خدا پرست تھے فرمانبرداری اُس شاہزادہ گردون پناہ کی قبول و منظور کی اصفر زرد چشم جنی بھی
جہنم واصل ہوا افسر جنی محافظ چتر یاقوت کہ سو برس سے طلسم مین امانت دار تھا وہ بھی طلسم کشا کی خدمت مین پہونچ گیا اور
تو جانتا ہی کہ چتر یاقوت بہترین اشیاے طلسم سے تھا وہ بھی قبضہ و تصرف طلسم کشا مین آ گیا غرض شملح نے جو کچھ کہ دیکھا اور
سُنا تھا وہ بتفصیل و بشرح بیان کیا لاقوت شاہ نے اس واقعہ جانکاہ و جگر خراش کو جو سُنا ہوش جلتے رہے اور از خود رفتہ
ہو گیا دیر تک سر بزانوے اندوہ بیٹھا رہا اور ہاتھ کو جان سے دھو کر آمادہ مرگ ہوا اور نا امیدی و ناکامی سے مردنی چہرے
پر چھا گئی اُس طرف فرقوت اس خبر موحش سے ایسا بدحواس ہوا کہ اپنے جامہ کی خبر نہ رہی بہت دیر کے بعد لاقوت شاہ نے سر
اُٹھایا اور کہا او فرقوت مرگ نصیب کس فکر و تردد مین گرفتار ہی او کمبخت تو نے سُنا کہ کائنات طلسم کی ترکی تمام ہو گئی اب
بتا مجھے کیا تدبیر کرنا چاہیے فرقوت خواب غفلت سے چونکا جلدی سے عمامہ کی تمام گرد جھاڑی سر پر رکھا لاقوت نے کہا یہ وقت
سکوت و خاموشی کا نہین ہی جلد تر میری بات کا جواب دے کہ اب صلاح وقت کیا ہی میری راے مین تو بجز جنگ و پیکار کے
اور کوئی علاج و چارہ کار نہین ہی اسواسطے کہ اب عمر طلسم تمام ہو گئی فرقوت نے بعد تامل بسیار کہا اے لاقوت اگرچہ غلام کے
واقعی ہوش و حواس بجا نہین ہین لیکن مین تمکو صلاح نیک ہی دونگا مجھے بظاہر اسباب یہ معلوم ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس کو
خود ہی منظور ہی کہ طلسم کا استیصال ہو جاے دیکھا چاہیے مآل کار کیا ہوتا ہی یقین ہی کہ بعد انفصال اس ہنگامہ و قصہ فساد
کے اس طلسم خراب شدہ کو خداوند ابلیس دشمنان دین کے حوالے کر دیگا یا شاید خود ہی اپنے تحت تصرف مین رکھے لہذا
اے ملک لاقوت شاہ میری صلاح تو یہ ہی کہ ملک افلاک مینائی حاکم مرحلہ دوم اور ملک متین آہن پوش حاکم مرحلہ سوم
و ملک زرد ہنگ جنی حاکم مرحلہ چہارم کے پاس ایک ایک خط جلد تر روانہ کیا جاوے کہ وہ بھی خرابی و بربادی طلسم و تشریف آوری
دشمن اہالیان طلسم سے واقف ہو جاوین بلکہ حکام ثلاثہ کو بھی اس قصد و ارادہ سے جنگ و پیکار کے اطلاع دیجاوے
اور جلد حکم مؤکد ہو کہ بروقت شروع ہونے جنگ و پیکار کے جلد کمک اور مدد کو پہونچ جاوین تاکہ سب باتفاق ایکدوسرے کی مدد
و کمک کرتے رہین اس ترکیب سے یہ کام البتہ بعنوان مستحسن تمامی کو پہونچیگا اور ہزار درجہ تو فتح ہمارے حصہ مین ہی اور بالفرض اگر
طلسم کشا فولاد مجسم ہی ہو جائیگا تو کیا کر سکتا ہی اور کہانتک جنگ و پیکار کریگا کہ یہان افواج قاہرہ مثل مور و ملخ کے ہی وہ تن تنہا

کیونکر سر بر ہو سکیگا دیکھ لینا بمدد و اقبال خداوند ابلیس صاحب قران اکبر اس کثرت افواج سے سر اسیمہ و حیران ہو کر مغلوب ہوگا بلکہ قدم نہ ٹھہرا سکیگا گریز کر جائیگا یا دلیا طعمہ شمشیر دلاوران تہمتن ہوگا کہ پوست و استخوان کا بھی پتہ نہ معلوم ہوگا قصہ مختصر لاقوت شاہ کو فرقوت وزیر پُر تدبیر کی یہ رائے نہایت پسند آئی پس اسی وقت لاقوت شاہ نے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ حکام مراحل ثلاثہ کو نامے اس مضمون سے لکھے جائیں کہ حاکمان عالی شان ملک افلاک و ملک متین آہن پوش و ملک زرد ہناک کو معلوم ہو کہ فی الحال خیریت و سلامتی جان و مال حاکمان مراحل چہارگانہ اور رفاہ و فلاح اہالیان کائنات طلسم برقراری و سلامتی کائنات طلسم پر منحصر و موقوف ہے اور قائم رہنا اس بنیاد طلسم کا حکام طلسم کی ہمدردی و اتفاق پر مقرر ہے اور خاک ایسے وقت نازک میں کہ از سر تا پا سرزمین طلسم میں فتنہ و فساد برپا ہے کہ کائنات طلسم متزلزل ہو رہا ہے کل ساکنان و حاکمان طلسم کو لازم و واجب ہے کہ جسوقت ایک بھی متنفس بقصد بربادی طلسم و بہ نیت ایذا رسانی و قتل و قتال ابلیس پرستان طلسم میں قدم رکھے جملہ اہل طلسم ادنی و اعلے دفع کرنا اسکا واجب جانیں اور جہانتک ممکن ہو باالاتفاق کوشش کرکے اسکو دفع کریں تاکہ پھر اور کسی دوسرے کو حوصلہ و جرات نہو چنانچہ آجکل سرزمین طلسم میں ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یقین ہے تمنے بھی سنا ہوگا کہ اہالیان و نگہبانان طلسم پر کیا بلائے بے درمان نازل ہے کہ تمام اشرار و کفار بہ تیغ بے دریغ ہوئے جاتے ہیں اور شاید اتفاق سے تمہاری سماعت تک یہ واقعہ جانگزا و سانحہ ہوش ربا نہ گذرا ہو تو ہمسے سنو ہم مفصل لکھتے ہیں کہ بالفعل ایک انسان ضعیف البنیان کوتاہ قد نحیف و زار عشق میں گرفتار دست از جان دادہ یکہ و تنہا سرزمین طلسم میں داخل ہوا ہے اسی آدم زاد بے بنیاد نے لقب اپنا اپنے حوصلے سے زیادہ یعنی صاحب قران اکبر و طلسم کشا مشہور کیا ہے اور خود ہی اسکا یہ بیان ہے کہ میں صاحب لوح طلسم بیٹھا ہوں اور زوج ملکہ شمشہ تاجدار بنت ابو عامر فردوسی ہوں چنانچہ اس ستم زمان نے چند طبقات طلسمی بھی مثل چشمہ مائیل و کوہ زاغان و درخت نیزہ و طلسم خندق کے فتح کیے ہیں اور مائیل جادو و تاش و زرقم و عقرب اور آتش قہر تیر چشم و جادوگران پیلتن کو قتل کر خاک میں ملا دیا ہے اور ملکہ آذر شاہ قیدی طلسم کو نجات دی اور یہ قاعدہ اس آفت جان شرارہ فتنہ روزگار کا ہے کہ بدون ہدایت و احکام لوح کوئی کام نہیں کرتا اور اسی کے ذریعہ سے بڑے بڑے کار ہائے اہم انجام دیئے ہیں اور بسبب اسی لوح کے کچھ طبقات طلسم بھی خراب و برباد ہوئے لیکن اب جسقدر مراحلات باقی ہیں انکی فکر کرنا ضرور ہے اور اس بلائے بے درمان دشمن جان و ایمان کافران کا قتل و گرفتار کرنا واجب ہے ورنہ جان و مال کا بچنا غیر ممکن ہے ہر چند کہ بسبب قید کرنے آذر شاہ کے میں تمام مشہور ہو گیا ہوں طرفہ یہ ہے کہ تھکے لوگ بہ پرستش بھی خطاب دیتے ہیں ورنہ میں سترہ برس سے برابر بادشاہی کر رہا ہوں بہر صورت چونکہ حاکمان طلسم کا فرمان روا ہوں لہذا میں ترتیب فوج ظفر موج میں بقصد جنگ ہمہ تن مصروف ہوں تم صاحبوں کو واجب و لازم ہے کہ جسطرح سے ہو سکے دینے میں کوشش کرو اور باہم اتفاق آپس میں رکھنا ضرور ہے ورنہ تمہارے ملک و مال اور اہالیان طلسم کے تمام فتنہ و فساد میں خلل آویگا اور آپ لوگ اس ملک کو خاص میری ہی ملک تصور نہ کریں بلکہ جملہ متعلقان و متوسلان طلسم کی مدد و اعانت تصور کرنی چاہیے اور تمنے سنا ہوگا کہ میں ایک مرتبہ اول میں اس آدم زاد

خانہ خراب سے جنگ و جدل کر چکا ہوں اور اب بھی مستعد و آمادہ بیٹھا ہوں کہ ایک بار پھر مقابلہ و مقاتلہ کروں اس مرتبہ اگر میں فتحیاب ہوا تو جو لوگ شریک میرے ہونگے اُنکو مثل اپنے برادر حقیقی کے تصور کرونگا اور ممالک مفتوحہ سے جسکو جتنا لوٹنگا علاوہ مال غنیمت کے دونگا اور جو شخص کہ خلاف عمل میں لاویگا اور میرا شریک ہوگا بعد انفصال اس مہم کے اُس خلاف ورزی کا ضرور انتقام لونگا اور گوشمالی قرار واقعی دونگا لہذا چاہیے کہ بمجرد دیکھو پہنچنے اس تحریر کے نہایت جلد با افواج و سپاہ مع رسد وغیرہ ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ تم جانو اور تمھارا کام جانے بقول شخصے ۔ مصرعہ

منت آنچہ حق بود گفتم تمام

راوی اس حال کو جلد ششم میں بیان کرچکا ہے مگر اس نظر سے کہ ناظرین افسانہ کے خیال سے سہو ہوگیا ہوگا لہذا مکرر گذارش کرتا ہے تاکہ مطالب و مقاصد کے تسلسل میں کوئی نقص کسی طرح کا نہ عائد ہو

واضح ہو کہ چہار گانہ مراحل طلسم میں حاکم اعلے جس سے مرحلہ اول متعلق ہے بادشاہ طلسم تصور کیا جاتا ہے اسواسطے کہ اُنکا مرحلہ تمام مراحل طلسم سے نہایت وسیع ہے اور اُسکا اعزاز و دبدبہ شاہی حکام مراحل ثلاثہ سے کہیں بڑھا ہوا ہے چنانچہ مراحل اربعہ میں ایک طلسم جو نہایت بزرگ طبقات طلسم سے ہے وہ بھی اُسی کی سرحد میں داخل ہے دوسرے جو کہ مال سب سے بہتر و اعلے طلسم سے دختر بادشاہ مرحلہ اول یعنی ملکہ روشن گہر جسکا مستحق طلسم کشا کے سوا دوسرا نہیں ہے وہ بھی اُسی مرحلہ میں ہے اب چند روز سے بوجہ بغاوت لاقوت وزیر کے کہ اُس نمکحرام نے اپنے بادشاہ افرشاہ یعنی ملکہ صبح روشن گہر کے والد کو قید کرلیا اور آپ بادشاہ بنگیا روشن گہر قلعہ یاقوتیہ میں پناہ گیر ہوئی علاوہ اسکے اور چند اشیا نادرہ روزگار از قسم جواہرات مع چتر یاقوت وغیرہ اسی مرحلہ میں امانت رکھی ہوئی ہیں اس سبب سے لاقوت حاکم مرحلہ اول کو بادشاہ کہتے ہیں اور جو بالفعل شہر عسکریہ کہ دار الملک طلسم ہے اسکا حاکم ہے یہ لاقوت دراصل بادشاہ نہیں ہے آگے افرشاہ بادشاہ قدیم اس طلسم کا وزیر تھا جسوقت سے لاقوت نے طریقہ بغاوت اختیار کیا اور مملکت طلسم اُسکے قبض و تصرف میں آگئی تمام سلاطین متفق اللفظ کہنے لگے یہ سبب کچھ ہوا لاقوت بادشاہ ہوگیا لیکن خلقت طلسم لاقوت کو متغلب و نمکحرام کہتی ہے نام بغاوت و بدسرکشی نہ گیا او طرہ یہ کہ ہر چند اس زمانہ میں لاقوت کل ممالک کا بادشاہ ہوا مگر حسب آئین و قاعدہ دیرینہ طلسم لاقوت کی دختر بلند اختر ملکہ رنگ افروز بھی کنیزان خاص طلسم کشا میں داخل ہے بلکہ یہ داستان سرت نشان یہانتک جلد ہشتم مسمی بہ نور الانوار میں بیان ہوئی ہے کہ ملکہ رنگ افروز صبح روشن گہر کے ساتھ بوجہ کفر و نفاق اپنے پدر لاقوت کے قلعہ یاقوت نگار میں چلی گئی الغرض اس طلسم میں چار مرحلے ہیں کہ شمار کیے جاتے ہیں لیکن سب سے زیادہ وسیع و عمدہ تر مرحلہ اولی ہے اور اسی کا پایہ تخت شہر عسکریہ قرار دیا گیا ہے اور قلعہ

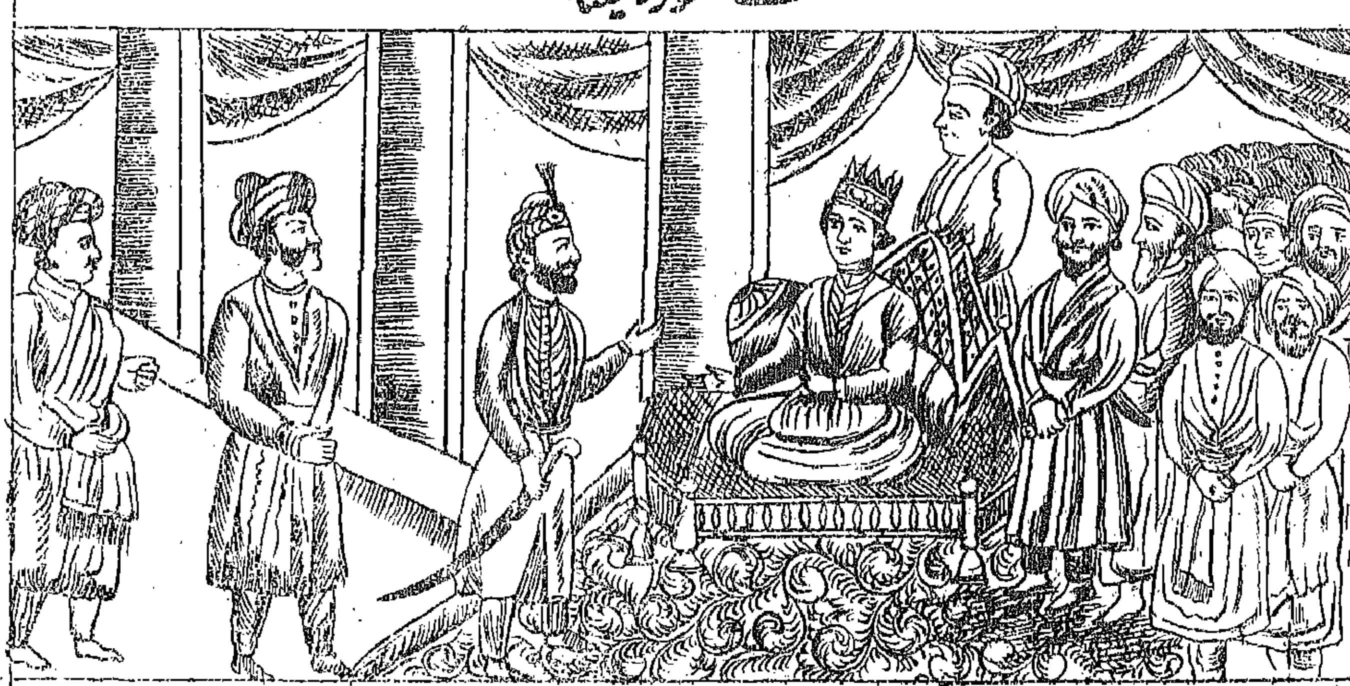
یاقوت نگار و حمام زنان یہ دونون طبقہ اسی مرحلے مین داخل ہین اور ان دونون طبقات کا بھی حاکم مرحلۂ اول ہی الحاصل آدم بوسر تسلسل شدہ دستان کہ لاقوت شاہ نے نامہ سے مذکورہ مضامین بالا متحد اللفظ و المعانی لکھوا کے انپر اپنی مہر کی اور ہر ایک حاکم مرحلۂ طلسم کے پاس روانہ کیے اور نامہ بردون سے تاکید کی کہ جلد اس تحریر کا جواب لاؤ اور خود فوج طلسم کے بندوبست و انتظام مین اور انتظار جواب خطوط مین رہا اور یہ مرحلہ چارگانہ قلعۂ یاقوتیہ کے گرد اسطرح سے واقع ہوے ہین یعنے مرحلۂ اول کے قلعے کے آگے اور چوتھا مرحلہ عقب قلعۂ یاقوتیہ کے اور مرحلہ دوسرا اور تیسرا داہنے بائین قلعہ کے واقع ہی چنانچہ فوج طلسمی بھی چارون طرف قلعۂ یاقوت نگار کے سرحد ہاے مراحل پر ہمیشہ بطور نگہبانون کے مقیم رہتی ہی اب لاقوت کا حکم بابت فراہم ہونے فوج طلسمی کے ہر طرف پہونچ گیا کہ بمجرد دیکھنے اس فرمان واجب الاذعان کے مع سامان جنگ شہر عسکریہ مین حاضر ہو بمجرد پہونچنے اس حکم کے فوج و سپاہ مع سامان جنگ ہر چہار حد طلسم سے روانہ ہوے لیکن جس وقت نامۂ لاقوت شاہ ملک الافلاک مینائی حاکم مرحلہ دوم کی نظر سے گذرا ملک افلاک مرد خداپرست دانشمند بنی نوع انسان سے تھا نامہ کو دیکھ کے پہلے متحیر ہوا آخر جواب لکھا کہ اے لاقوت شاہ مجھے بانیان طلسم نے دو شخص کے تابع کیا ہی انمین ایک مقدم صاحب لوح یعنے طلسم کشا ہی اور دوسرا وہ شخص جو شہر عسکریہ بلکہ کل کائنات طلسم کا حاکم و اصل بادشاہ ہی پس وہ اب قید ہوا اور تو غاصب و ظالم ہی اسوجہ سے ہم تیری اطاعت کسی طرح قبول نہین کر سکتے کہ تو در اصل بادشاہ نہین ہی فقط عارضی ہی لہذا مجھکو چاہیے اور حق نمک مقتضی اسی کا ہی کہ جہانتک ہو سکے مین اسکی نجات و خلاصی مین کوشش کرون نہ یہ کہ خلاف اسکے تیری اطاعت کا قصد کرون لہذا مین ہر طرح مجبور ہون آیندہ جو مصلحت و مشیت ایزدی اگر مجھ مین قدرت ہوتی تجھ سے ضرور انتقام لیتا پس اگر مجھ سے حق نمک بادشاہ ادا ہو سکا تو تو کبھی کسی طرح کی مجھسے امید و توقع نہ رکھنا کہ مین تیرا مطیع حکم اور شریک حال ہونگا اور تو یہ چاہتا ہی کہ صاحب لوح جنات سے مقابلہ کرکے تیری طرح نمک حرام و معاتب ہو جاؤن یہ امر بھی مجھ سے ممکن نہین اور نہ اپنی سرحد سے باہر قدم رکھونگا انشاء اللہ تعالی جس وقت طلسم کشا باجاہ و حشم یہان تشریف لائیگا اور وہ بقوت صاحبقرانی اس مرحلہ کو فتح کریگا اسوقت مین جو کچھ مال و اسباب طلسمی میری سپردگی مین ہی سب طلسم کشا کی خدمت عالی مین پیش کرونگا اور مین اسکی بصدق دل فرمانبرداری اختیار کرونگا اور دولت اسلام بھی قبول کرونگا اور بدون تشریف آوری اس صاحب اقبال کے یہان سے ایک قدم بھی نقل و حرکت نہین کر سکتا القصہ قصہ کوتاہ ایسا ہی جواب ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے بھی لاقوت شاہ کے پاس بھیجا اور سواے حاکم مرحلۂ مذکورہ کے اور دو حاکم مراحل کے یزدان پرست ہین یعنے حاکم مرحلۂ چہارم و بادشاہ مرحلۂ اول یہ دونون بنی الجان ہین اور عسکریہ کا شاہ بدرافرشاہ بادشاہ مرحلۂ اول بھی بنی الجان سے ہی اور زرہنگ جنی باپ ملک فرہنگ حاکم حال مرحلۂ چہارم کا قوم اجنہ سے ہی اسی طرح دو بادشاہ بنی آدم اور دو بادشاہ بنی الجان پشتہا پشت سے طلسم مین چلے آتے ہین اسوجہ سے کہ حکیم سقلینوس الہی نے مرحلۂ اول و مرحلۂ آخر کو بخوبی بزور علم دریافت کر لیا تھا مرحلۂ اول اس مملکت مین نہایت وسیع اور سلطنت و حکومت بہت بڑی تھی فی الجملہ اپنے صنف یعنے بنی آدم کو تفویض نہین کی اسواسطے کہ ان مرحلون کے

حال سے کماحقہ واقف تھے لہذا بنی الجان کو حوالہ کر دی اور چونکہ دونوں مرحلے اوسط کے آفات ارضی و سماوی سے محفوظ تھے دو بنی آدم کو
تفویض کیے قصہ کوتاہ ہر حکام مراحل خدا پرست یعنی ملک افلاک و ملک متین آہن پوش نے بھی لاقوت شاہ کو جواب صاف
دیدیا جب حاکم مرحلہ چہارم ملک زرد ہنگ نے بھی لاقوت شاہ کا نامہ دیکھا بڑا افسوس کیا اور زادان وزیر سے کہ اسکا نام زرقلی
بھی تھا اس امر میں صلاح کی اور چونکہ یہ وزیر پر شریر بد نفس ملک زرد ہنگ اپنے بادشاہ کو ہمیشہ مکر و فریب سے جھانسے میں ڈال دیا کرتا تھا
کہ کسی طرح ملک زرد ہنگ اپنے دین خدا پرستی کو چھوڑ دے اور ابلیس پرستی اختیار کرے مگر ملک زرد ہنگ بسبب اپنے فہم
و عقل کے سکوت کرتا تھا اور مکر و فریب میں اس مکار کے نہ آتا تھا لیکن وہ نطفۂ ابلیس اپنی شرارت ذاتی سے نہ باز آتا تھا
اور ملک زرد ہنگ سے کہتا تھا کہ اے ملک افسوس آپ میرے کہنے پر عمل نہیں فرماتے یہ وجہ ہے کہ جو کرم و فضل خداوند سے
محروم رہتے ہیں اے ملک ملاحظہ فرمائیے کہ خداوند ابلیس نے کس مرتبہ پر لاقوت شاہ کو پہونچایا یعنے لاقوت شاہ کو پہلے وزیر
کیا اور پھر بادشاہ کیا یہ اسکے نیک اعتقادی کا نتیجہ ہے اور لاقوت نے بھی وہ خداوند ابلیس کی فرمانبرداری کی کہ ہر ایک سے
ممکن نہیں دیکھیے محض خوشنودی خداوند ابلیس کے واسطے اپنے پدر بے گناہ کو قتل کر ڈالا اسی وجہ سے خداوند ابلیس نے
بھی لاقوت کے حال پر شفقت خداوندی فرمائی اور اس ایک ادنیٰ کو اورنگ سلطنت پر متمکن فرمایا لہذا بہتر یہی چاہتا
ہوں کہ تم خداوند ابلیس کی خدمت میں سر نیاز جھکاؤ اور اپنی مراد دلی اسکی درگاہ سے پاؤ کیا عجب ہے اگر خداوند ابلیس تمہارے
مقاصد دلی بر لاوے ورنہ تم ہمیشہ اس ظلمت کدۂ جہالت میں پڑے رہو گے دیگر یہ کہ قوم بنی الجان کو سوائے طاعت خداوند
ابلیس کے اور کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے اور یہ بھی ایک قاعدہ ہے کلیہ کہ چاروں عنصر اپنی ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنے
آتش آتش کی طرف اور خاک خاک کیطرف آب آب کیطرف باد باد کیطرف اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہر چہار عناصر باہم ضد ہیں کل
شئ یرجع الی اصلہ بہرنوع اپنے معبود حقیقی کو پہچاننا چاہیے آیندہ آپکو اختیار ہے الغرض اس وزیر بد شریر نے ایسا فریب دیا کہ ملک
زرد ہنگ خواہ مخواہ ناچار مرتد ہو گیا جسوقت جنگم جادو صاحب قران اکبر سے مکر و دغا لوح بیضا لیگیا اسوقت اس راندۂ
درگاہ حق نے ملک زرد ہنگ کو آگاہ کر دیا کہ اے ملک تمنے دیکھا کہ خداوند ابلیس نے لاقوت بادشاہ طلسم کو کہ وہ بندۂ خاص
خداوند کا ہے کیسی مدد دی کہ لوح بیضا کہ ہادی طریق اس آدم زاد کی تھی اور طلسم کشائی کی باعث یہی لوح تھی جنگم جادو نے طلسم کشا
سے چھین لی اور لاقوت کو دیدی اور جنگم جادو کیسا زبردست شاہ جادوگران ہے چنانچہ لاقوت شاہ کی یوما فیوما ترقی جاہ و منزلت
ہوتی جاتی ہے اے ملک تم بھی ابلیس کو معبود اپنا سمجھو روز بصدق دل خداوند کی پرستش کرو یقین ہے کہ خداوند ابلیس تمہارا بھی
اسی طرح مددگار و حامی ہو جائیگا غرضکہ اس بدذات نے ملک زرد ہنگ کو اسلام کی طرف سے برخلاف کر دیا اور خداوند ابلیس کا
معتقد کر دیا اُسطرف ملک زرد ہنگ نے لوح کے گم ہونے کی خبر مفصل سنی بسبب اس احمق نااندیش کو اس فرقت مردود کا افسون
کارگر ہو گیا صاف زرد ہنگ کے دل کو یقین ہو گیا کہ خداوند ابلیس برحق ہے پس اسی روز ابلیس کو سجدہ کیا اور مرتد ہو گیا اب جو
لاقوت شاہ کا نامہ ملک زرد ہنگ کے نام پہونچا اور زرد ہنگ نے نامہ پڑھا وزیر پر تدبیر سے مشورہ کیا کہ اے زادان معلوم

ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھہ یہ لوح کسی طرح سے پھر آگئی ہی جو اُسنے طبقات طلسم کی خرابی پر کمر باندھی ہی اور اکثر مراحل کو باطل بھی کر دیا ہی
اور ملک اذفرشاہ کو قید طلسم سے رہائی دی لاقوت شاہ کے لشکر کو درہم برہم کر دیا نوبت باینجا رسید کہ لاقوت شاہ نے
مجبور ہوکر مجھکو نامہ لکھا اور مدد کا خواہان ہوا اب تو بتا کہ اس امر مین تیری کیا صلاح ہی اور مین کیا کرون زادان وزیر نے کہا ای ملک
یہ امر تو قیاس مین نہین آتا کہ لوح گم شدہ طلسم کشا کو ملجاوے یہ امر محالات سے ہی اور اگر شاید ایسا ہوا ہو اور یہ خبر واقعی صحیح ہو
تو یہ سمجھنا چاہیے کہ خداوند ابلیس اپنے بندۂ خاص کا امتحان کرتا ہی اور دیکھتا ہی کہ ثابت قدم کون رہتا ہی اور سست اعتقاد
کون ہی یہ خداوند کی خاص حکمت عملی اور اپنے مقدر کا امتحان ہی تصور کرنا چاہیے ای ملک مجھکو یہ خیال ہی کہ مبادا تمہارا عقیدہ
نہ پھرے کہین تم کسی عذاب سخت وبلاے آسمانی مین نہ گرفتار ہو جاؤ اگر طلسم کشا کے ہاتھہ لوح بھی آگئی باشد اور کچھہ اُسکی
فکر کرنا چاہیے یہ کوئی مقام تشویش نہین ہی خاطر جمع رکھو خداوند ابلیس پھر لوح طلسم کشا سے چھین لیگا کیا عجب ہے کہ اب
لاقوت شاہ کو مدد دے اسکی تمہاری یاری ہوا اور تمکو دیدے مگر ای ملک لاقوت شاہ کی کمک و جب ہی جلد پہونچنا چاہیے اسواسطے
کہ وہ بندۂ خاص مقبول درگاہ ابلیس ہی اس امر سے خداوند تم سے نہایت ہی راضی ہوگا ملک زردہنگ نے کہا ای زادان یہ امر خلاف
ہی شاید مجھہ سے نہو سکیگا کہ ایک قدم بھی اپنی سرحد سے باہر رکھہ سکون اور قاعدہ و آئین طلسم جو سو برس سے چلا آتا ہی اُسکو
ایک سخت ضایع کر دون ہان یہ بات البتہ ہو سکتی ہی کہ جو لاقوت میرے پاس آجاوے تو البتہ مین بھی اُسکا شریک حال ہو جا سکتا ہون
جسطرح وہ مدد اور کمک چاہے کر سکتا ہون زادان وزیر نے کہا پھر مین اس بات مین کیا دخل دیسکتا ہون یہ کہکے خاموش
ہوگیا اور کہا اچھا لاقوت شاہ کو جواب نامہ لکھو کہ راے تمہاری بھی درست وصائب ہی ملک زردہنگ نے جواب نامہ
اس مضمون سے لکھا کہ ای لاقوت میرے وزیر زادان نے مجھے بھی ابلیس پرست و مرتد کر دیا اور مجھہ سے ایسی تحریف ابلیس
پرستی کی کہ مین اپنے قدیمی عقیدے سے منحرف ہوگیا اور یہ طریق جدید اختیار کیا ای لاقوت شاہ تم سب طرح سے خاطر جمع
رکھو مین بدل وجان تمہارا شریک حال ہون لیکن فی الحال البتہ مین اپنی سرحد سے ایک قدم باہر نہین رکھہ سکتا مصلحت
وقت یہی ہی کہ اسوجہ سے مین تمہارے پاس آنے مین معذور ہون علاوہ اسکے میرے باپ ملک زردہنگ نے بھی مجھے یہی
تفہیم کیا ہی اور عالم طفلی سے شباب تک یہی نصیحت اُنکی رہی کہ ای فرزند خبردار و زنہار کسی حال اور کسی وقت مین اپنی سرحد سے
تجاوز نہ کرنا و ہمیشہ تیرے حق مین اچھا نہوگا ای لاقوت شاہ علاوہ برین چند وجہین ایسی ہین کہ میرا اس سرزمین سے باہر قدم رکھنا
نامناسب ہی اگر تم یہان میرے پاس تک کسی طرح پہونچ جاتے تو البتہ نہایت خوبی سے یہ کام سرانجام پاتا کہ ہم اور تم باتفاق
آدم زادہا سے اگہان کو دفع کرتے اور سوال کا جواب دندان شکن دیتے الغرض جب ملک زردہنگ نے لاقوت شاہ
کا جواب نامہ لکھکے زادان وزیر کو دیا اور کہا اس نامہ کو جلد لاقوت شاہ کے پاس روانہ کر زادان نے ایک تحریر اور جداگانہ
اپنی طرف سے فرقوت وزیر لاقوت شاہ کو لکھی کہ ای فرقوت آگاہ ہو کہ مین نے تمہارے مقدمہ مین بدل وجان کوشش کی
بلکہ اور آگے سے بھی مین اسی بارے مین فکر کر رہا تھا بعد ایک مدت کے میری سعی و کوشش کا نتیجہ حاصل ہوا یعنی ملک زردہنگ

خدا پرستی سے منحرف ہوکر بندگان خداوند ابلیس مین داخل ہوا ہی اب اُسکو خداوند ابلیس کا اعتقاد کامل ہی اگر مین ایسا نہ کرتا تو
کبھی تمھارے نامہ کا جواب نہ بہونچتا اور کمک توشی دیگر ہی یہ تمام میری اُس محنت و ریاضت کا نتیجہ ہی اے فرقوت اب میری صلاح
یہ ہی کہ تم اس امر مین زیادہ اصرار نہ کرنا کہ مصلحت وقت یہی ہی اور ملک زردہنگ سے کسی امر کی امید و توقع نہ رکھنا بلکہ موافق تحریر
ملک زردہنگ کے پاس جب بہونچ جاؤگے اُسوقت طلسم کشا کا جواب دینا نہایت سہل ہو جائیگا اے فرقوت طلسم کشا ایک
انسان ضعیف البنیان کیا وجود رکھتا ہی کہ اتنی فوج قاہرہ سے بچکر نکلجاے ممکن نہین اور کیا طاقت کہ تاب مقابلہ لاسکے
سواے ہلاک ہونے یا کسی طرف بھاگ جانے کے اور کچھ بھی نہو سکیگا غرض کہ جسطرح سے ہو سکے تمھارا آنا مناسب وقت اور ضروری ہی

دربار لاقوت شاہ مین ملک زردہنگ کا نامہ بہونچنا اور لاقوت شاہ کا اپنے وزیر فرقوت شاہ سے مشورہ لینا۔



قصہ کوتاہ جب یہ دونون نامے لاقوت کے پاس بہونچے لاقوت شاہ نے اُن دونون ناموں کو بخوبی پڑھا فرقوت سے کہا اے
وزارت پناہ ابھی تو کوئی معرکہ ایسا وقوع مین نہین آیا کہ جسکی وجہ سے مین دست پاچہ ہو گیا ہون اور نہ طلسم کشا ہی سے کوئی
سپاہ انداری کا خیال و اندیشہ ہی کہ مین پیش از مرگ واویلا کرون بے وجہ اور بے سبب یہان سے فرار ہو جاؤن اور بزدلی کو کام مین
لاؤن اور ملک زردہنگ سے امیدوار کمک وغیرہ کا رہون اگر شاید کوئی ایسا محل و موقع پیش آئیگا تو پھر دیکھا جائیگا اب تو
میری راے یہ ہی کہ پہلے طلسم کشا سے مردانہ و دلیرانہ جنگ و پیکار کرون دیکھون کہ خداوند ابلیس مجھے طلسم کشا پر فتح دیتا ہی یا نہین
مجھکو امید ہی کہ ابکی خداوند ابلیس ضرور شریک حال میرا ہوگا اسواسطے کہ مین اُسکا بندۂ خاص ہون مدت تک مین نے اسکے آستانہ

درگاہ پر جبہ سائی کی ہی پھر کسطرح اُسکو میرے حال زار پر رحم نہ آئیگا اور اگر اسوقت مین خداوند نے مجھ سے چشم پوشی کی تو جہنم کلیم
جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا بعد اسکے پھر لاقوت شاہ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا جائزہ لیا دولاکھ بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت
شمار مین آئی سب کو ہمراہ لیے بقصد حرب و ضرب کوہ سبز کی طرف روانہ ہوگیا۔ راوی کہتا ہی کہ اسوقت لاقوت شاہ کے لشکر مین
چالیس نفر پہلوانان تہمتن و بہادر ایسے تھے کہ رستم و اسفندیار کا عدم و وجود اپنے سامنے برابر جانتے تھے اُنھون نے
لاقوت شاہ کے روبرو لاف زنی شروع کی اور لاقوت شاہ سے کہا اے امیر اول بھی تمنے ایسی غلطی فاش کی کہ سحر و ساحری
پر بھروسہ کیا اور ہماری جان فشانی پر کچھ خیال نفرمایا آخر اسی وجہ سے معاملہ جنگ دگرگون ہوگیا اور تمکو ہزیمت و پشیمانی
نصیب ہوئی اور خداوند ابلیس کو بھی ناگوار گذرا کہ حریف کا مددگار ہوگیا مائیل چہار شاخ دیو و تمسول وغیرہ سے ہزار دیوان
و شیخ ارکس غولات و خواری سے مثل سگ و خوک کے قتل و ہلاک ہوگئے اے لاقوت شاہ اگر کچھ حوصلہ مردی و مردانگی سمجھے ہو
تو سرداری کی نوبت نہ آئی کہ غیرون سے اسوقت مین نصرت و مدد چاہتے ہو جب کوئی صورت پیدا ایسی ظہور مین آئی تو مضائقہ
نہ تھا لاقوت شاہ نے کہا اے دلاوران نامدار و بہادران تہور شعار تم سچ کہتے ہو اُسوقت میدان رزم مین باوجود کثرت افواج و
آدم زاد خود تن تنہا مقابلہ کو آیا اور آمادہ حرب و ضرب بلا خوف و خطر ہوا لیس یہ وجہ ہوئی جو خداوند نے رحم فرمایا اور اس تن تنہا
کا مددگار ہوا اور اُسکا کام حسب دلخواہ انجام کو پہنچا دیا یہ تو نے اسوقت نہایت عمدہ بات بیان کی بیشک یہی ہوا اگر خداوند
ناخوش ہوگیا تو عجیب نہین ہی اور اب تو وہ آدم زاد بھی فوج و لشکر بیشمار رکھتا ہی اکثر سلاطین طلسم بھی مثل افرشاہ و افسر جہرزاد
اور شیرون و شیرویہ وغیرہ کے ہر ایک انمین سے مانند اسفندیار و رستم ہی ہمراہ رکاب ہین اب البتہ جنگ دو سردار کا معاملہ ہی
اور فتح خداوند کے دست قدرت مین ہی نہین معلوم آل کار اسکا کیا ہو مگر ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص بندہ خاص و مقبول
درگاہ ہوگا خداوند ابلیس اسی کا مددگار ہوگا اور جس شخص کا خداوند مددگار ہوگا وہی فتح نصیب ہوگا فرتوت وزیر نے
کہا اے لاقوت شاہ میری تو رائے یہ ہی کہ اگر تم حکم دو مین پہلے ملک زرد ہنگ کو آمادہ تمھاری اعانت کیواسطے کرون اور
جہانتک ہوسکے یہان آنے مین اسکی کوشش کرون مجھے امید کامل ہی کہ ملک زرد ہنگ بھی آج کل ابلیس پرست
ہوگیا ہوگا یقین ہی کہ ہم اس مذہب مشترک و ہمدرد تمھارا ہوا اور تم وہ شخص لیے مین اور ہزاران افہام و تفہیم کرینگے تو
اول زرد ہنگ کی مجال نہین ہی کہ برخلاف ہمارے دم مار سکے ناچار ضرور ہی قبول کرنا پڑیگا دوم یہ کہ اگر ممکن ہوا تو ملک افلاک
اور شمشین آہن پوش کو جسطرح ہوسکیگا مکر و فریب سے راضی کرینگے اور ایک امر بھی میرے خیال مین ہی یقین ہی کہ اسکا بھی
انصرام بخوبی ہوجاوے اور وہ کام یہ ہو کہ ہر چند ملک افلاک اور ملک شمشین بھی آدم یزدان پرست مین انکا شریک ہونا غیر ممکن
ہی لیکن یہ ملیون نے تحقیق سنا ہی کہ لشکر جلد دوم و سوم مین اکثر اجنہ مین جنگجو و فتنہ جو نہایت زبردست جنکا ہمیشہ سے فتنہ
و فساد برپا کرنا شعار ہوا اور انسان کا کہنا ماننا اُنکے نزدیک کچھ دشوار نہین بشرارت و بدذاتی مین شیطان سے بھی بڑھے ہوے ہین
اور طریق بھی اُنکا ابلیس پرستی ہی اس گروہ شقاوت پژوہ کو موافق اپنے کرنا کوئی مشکل امر نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا

ای فرقوت جسطرح تیری رائے مین آئے اور تو مناسب سمجھے کام کر اگر تو جنگ و پیکار ہونے سے بھاگتا ہی تو جان اسی کام کو انجام
دے یہ بھی خالی از فائدہ نہین ہی تو اُسطرف جا مین اسطرف واسطے محاربے کے طلسم کشا سے جاتا ہون ای فرقوت اگر مین اس
مہم سے زندہ و سلامت واپس آیا تو پھر تجھ سے ملونگا ورنہ درگاہ خداوندی مین ملاقات ہوگی لیکن جہانتک تجھ سے ممکن ہو کوشش
کرنا اور ایک لمحہ میرے حال سے غافل نہ رہنا فرقوت نے کہا ای لاقوت شاہ مین فقط واسطے تمھارے کام کے جاتا ہون
اگر شاید میرے آنے مین دیر ہو جائے اور مین نہ آؤن تو یہ آپ نہ سمجھیے گا کہ فرقوت طلسم کشا کی طرف ملا گیا یا تحت قدرت مین
طلسم کشا کے آگیا یا بخوف جان جنگ و پیکار سے جان بچا کر بھاگ گیا اور بہ قدر اگر آپ ہی کا گمان درست ہوا تو کچھ عجب نہین
کسواسطے کہ مین ایک مرد اہل قلم ہون مدبر تیرا کام صلاح و مشورہ ہی نہ جنگ و جدل مجھ سے معاملات جنگ کی توقع رکھنی کمال
نادانی ہی ای لاقوت شاہ مین خوب جانتا ہون اور یقین کامل ہی کہ ایکی بامداد و عنایات خداوند ابلیس اس جنگ طلسم کشا
مین ہم ضرور فتحمند و کامیاب ہونگے اور تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی بہر نوع محفوظ رہوگے اور ای لاقوت شاہ یاد رکھو یہ امر
دو حال سے خالی نہین ہی یا تو طلسم کشا تیر غالب ہوگا یا تو ہی ہزیمت اٹھا کر بھاگ جاویگا مگر دونون حال مین خوف جان
نہین ہی اگر شاید تمنے ہزیمت اٹھائی تو مصلحت یہی ہی کہ فوراً میدان جنگ سے بھاگ جانا ایک لمحہ توقف نہ کرنا اور اسوقت کچھ
غیرت و بہادری مطلق نہ کرنا اور یہ خیال کرنا کہ زمین خداوندی کی ہی امیر کسی کا اجارہ نہین ہی احکامات نجوم سے بقدر معلوم ہوا ہی
کہ ابھی تیری عمر کا پیمانہ لبریز نہین ہوا ہی خاطر جمع رکھ اگر ایکبار شکست ہوگی تو پھر لڑینگے دو لڑنے والون مین ایک ضرور ہزیمت
اٹھائیگا لاقوت شاہ نے کہا خیر ہر چہ بادا باد تو اپنے کام مین مستعد ہو غرض لاقوت شاہ بڑے جاہ و تجمل سے مع لشکر جرار
بقصد جنگ بیدرنگ روانہ ہوا فرقوت کبھی تھوڑی دیر بطور مشایعت لاقوت شاہ کے ساتھ گیا بعد اسکے رخصت ہو کے مع اپنے
چند ملازمون کے بقصد روانگی مرحلہ چہارم واپس آیا ادھر لاقوت شاہ با فوج ظفر موج قطع منازل و مراحل کرتا ہوا کوہ سبز کیطرف
چلا جاتا تھا اور اکثر مقامات سے مردان بہادر کی جمعیت بہم پہونچاتا ہوا روان تھا تاکہ پہلوانان جنگ گذار کی لشکر مین کوئی کسی طرح کمی نہو

لاقوت شاہ ابلیس پرست کا مع ساز و سامان جنگ واسطے مقابلہ صاحبقران اکبر کے جانب کوہ سبز روانہ ہونا



واضح ہو کہ شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مرحلۂ اول سے بارہ منزل پر واقع ہے اور چند روز سے لاقوت نے بوجہ حکومت کے
شہر عسکریہ کا نام لاقوت نگار مشہور کر دیا ہے اور منادی شہر میں کرا دی ہے کہ خبردار کوئی ساکنان شہر سے عسکریہ نہ کہے سب یاقوت نگار
کہیں ورنہ سزا دیجائیگی لیکن اس تاکید پر بھی بعض بعض کی زبان سے بے اختیار عسکریہ بوجہ عادت کے نکل جاتا تھا اور وہ بیچارہ
بیگناہ اس جرم میں ماخوذ ہو کر سزا پاتا تھا قصہ مختصر شہر عسکریہ سے کوہ سبز بارہ منزل ہے اور وہ خاص مقام تمہارے دیو کا تھا لیکن
بالفعل غازیان اسلام کے قبضہ و تصرف میں آگیا ہے اور شاہزادہ معز الدین عالی وقار اسی کوہ عالی کے دامن میں مع دلاوران
تہور شعار خیمہ زن ہیں اور جبر یاقوت بھی اسی سرزمین میں ایک بلندی پر نصب ہے اور وہ قافلہ مختصر جسمیں کہ ملک (?) [illegible]
سلطنت و حکومت کرتا ہے اسی حوالی میں واقع ہے اور در اصل یہ مکانات و باغ خواہر شیرویہ دلاور کے قرب و جوار میں واقع ہیں لیکن
بسبب تاثیر طلسمی ہر ایک مقام ایک دوسرے سے نہایت فاصلے سے معلوم ہوتا ہے اب بالفعل کہ سبب آثار و علامات طلسم
برطرف ہو گئے ہیں لہذا وہ مقامات اصلی متصل نظر آتے ہیں اور جبر یاقوت اسی جگہ پر یعنے اپنے مقام پر باہر قلعہ کے خندق
میں ایک مقام بلند پر بدستور قائم ہے اور فوج طلسم متعلق مرحلۂ خندق و جبر جسمیں کہ اکثر جنیان ابلیس پرست تھے اور اکثر خدا پرست
سوائے فوج ملک نصیرون کے وہ دونون گروہ فوج طلسمی زیر حکم افسر جنی و صفدر جنی کے رہتے تھے جب طلسم خندق باطل ہوا
وہ جملہ ابلیس پرست قتل ہوئے اور افسر جنی مع مردمان خدا پرست حلقۂ غلامی صاحب قران اکبر میں داخل ہو گیا اور اپنے
عہدہ پر بحال و مستقل رہا اور مزید بران یہ کہ دولت اسلام سے بہرہ مند و الطاف خسروانی کا مستحق ہوا الغرض لاقوت شاہ
شہر عسکریہ سے روانہ ہو کے بجمعی تمام طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا کوہ سبز کی طرف چلا جاتا تھا اور جاسوسان تیز رفتار اخبار
صاحبقران اکبر کی خدمت میں پہونچاتے تھے کہ لشکر جرار مع چالیس پہلوانان بلتن و بہادران صف شکن کے بقصد
جنگ جلو ریز اس طرف چلا آتا ہے صاحب قران اکبر گردون سریر بھی یہ خبر سننے کے واسطے دفع غنیم کے سامان جدال و قتال
آراستہ کرنے میں مصروف ہوئے اور لوح ہادی طریق سے مشورہ لیا کہ اب اس بارے میں کیا کرنا چاہئے لوح [illegible] راستی کی
کہ شہریار عالی وقار بالفعل کچھ روز تم اسی مقام خاص میں مقیم رہو کہیں جانے کا قصد نہ کرنا لاقوت [illegible]
آئے تو تم اسکو قرار واقعی گوشمالی دینا بعد اسکے جیسا مناسب سمجھنا اور جاے خود مفید دیکھنا عمل میں لانا صاحب قران
اکبر لوح سے اجازت لیکے باطمینان تمام ساز و سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے [illegible] شیرویہ [illegible]
پہلوان زبردست اور فنون سپاہگری و عیاری میں کامل صاحب قران اکبر کے پاس آیا اور عرض کیا اے شہریار گردون وقار
قلعہ عسکریہ کے حال و کیفیت سے حضور واقف ہیں کہ وہ قلعہ کس شان و شوکت کا ہے اور کیا [illegible] طلسم بندی کے [illegible]
عالی وقار سے خواص رکھتا ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے دلاور جیتنے اس قلعہ کو تا [illegible] نہیں دیکھا مگر یاران [illegible]
کہ وہ قلعہ طلسم بندی رکھتے ہیں علاوہ اسکے جو امر جدید تمکو معلوم ہوا اس سے ہمکو مطلع کرو شیرویہ دلاور نے کہا اے شہریار نامدار
اور حال حضور پر خود ہی روشن ہو جائیگا لیکن بالفعل تازہ حال یہ ہے کہ قلعہ عسکریہ اور قلعون کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ قلعہ [illegible]

طلسم بندی حکماے عالی منزلت کے یہ خاصیت رکھتا ہے کہ جب کوئی محصور ہو پھر اگر ہزار پہلوانان صف شکن و دلاوران تہمتن اس قلعہ پر یورش کرین ممکن نہین کہ اس قلعہ کو مفتوح کر سکین بلکہ فتح کرنا کیسا اتنی قدرت ممکن نہین کہ جو قریب بھی جا سکین جب تک کہ اُن چارون مرحلون کا طلسم برطرف نہو گا اس قلعہ کو پا ہی نہین سکتا وہ حصار ہرگز نہین شکست ہوگا اے شہریار عالی وقار اس راز و فحوا سے سواے میرے اور فرقوت وزیر کے اور دوسرا آگاہ نہین ہے اب مین نے یہ تحقیق سنی ہے کہ فرقوت کیدی لاقوت شاہ سے جدا ہو کر مرحلہ چہارم کو واسطے بہکانے حاکم مرحلے کے گیا ہے اور لاقوت شاہ بقصد جنگ یہان آتا ہے پس اب یہ خیال آتا ہے کہ مبادا وہ نطفۂ شیطان موقع پا کر قلعہ عسکریہ پر قبضہ کر لے اور اس سرزمین مین فتنہ برپا کرے اسوقت اُسکے لشکر کو برطرف کرنا غیر ممکن ہے لہذا اصلاح وقت یہ ہے کہ حضور والا ملک افرشاہ کو مع کچھ قلیل فوج کے بہت جلد بسرعت تمام کوہستان عسکریہ کیطرف روانہ فرمائین اس سے ایک فائدہ اور یہ بھی ہے کہ ملک افرشاہ کی خبر مشہور ہونے سے مردان یزدان پرست گرد و نواح عسکریہ مین جوق جوق جمع ہو جائینگے اور بہ آسانی تسخیر ہوگا جو کوئی لاقوت شاہ کی طرف سے مقرر و قلعہ مین مقرر ہوگا وہ بلا شک قلعہ ملک افرشاہ کو دیدیگا اور اگر فرقوت نے قلعہ کا بند و بست کر لیا تو پھر نہایت مشکل ہوگی بلکہ قلعہ کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہوگا اور شاید لاقوت شاہ ہی ہزیمت خوردہ حصاری ہو گیا اور تمام برج و فصیل قلعہ کو آراستہ کر لیا تو اس مہم کو البتہ طول ہوگا بلکہ یہ امید نہین کہ تسخیر قلعہ پر کوئی لشکر کامیاب ہو اور سب سے زیادہ تر اندیشہ کی بات یہ ہے کہ مبادا لاقوت شاہ فرقوت کی زبانی کیفیت قلعہ سے آگاہ ہو گیا ہو اور یقیناً اُسکا آگاہ ہونا ضرور ہے تو لاقوت شاہ ضرور ہزیمت خوردہ قلعہ عسکریہ مین حصاری ہو جائیگا اور جنگ قلعہ درست کریگا تو پھر آپ کیا علاج کیجیے گا صاحبقران اکبر فلک قدر نے شیرویہ کی اس راے دور اندیش کو نہایت پسند کیا اور اسی وقت شیرویہ بہادر کو مع ملک افرشاہ دس ہزار سوار جرار کے ساتھ قلعہ عسکریہ کی جانب روانہ کیا۔

اب راوی صاحبقران اکبر کو قلعہ عسکریہ کے بند و بست مین رکھتا ہے اور کچھ حال وزیر لاقوت شاہ یعنی فرقوت شوم و بدبخت کا معرض بیان مین آتا ہے ٭

راویان خوش بیان و ناقلان سخندان اس حکایت کو یون نقل کرتے ہین کہ فرقوت مردود و نطفۂ ابلیس اس حکمت عملی سے حیلہ بہانہ کر کے لاقوت شاہ سے جدا ہوا اور طلسم کشا کی شمشیر بلا کش کے خوف و دہشت سے جان کو اپنی بچا کر بھاگا ابھی یا منزل راہ طے نہ کی تھی کہ اثناے راہ مین وسیمن بانی فساد کے دل مین یہ خیال گذرا اور فکر پیدا ہوئی کہ عقلمند وہی شخص ہے جو اپنا نیک و بد اور انجام کار خیال کرے اور مآل کار دیکھے بلکہ انجام کار ہی ہر وقت پیش نگاہ رکھے اور دیدہ و دانستہ اپنے جان کو ہلاکت مین نڈالے اگر فرقوت احکامات نجوم بھی ہر طرح طلسم کشا کی بلندی اقبال اور ابلیس پرستون کے زوال کی خبر دیتے ہین بلکہ اس مہم جنگ مین لاقوت شاہ کی تباہی و بربادی ضرور ہوگی ممکن ہی نہین کہ لاقوت شاہ اس جنگ و مہم مین کسی طرح کامیاب ہو اور ہاتھ

طلسم کشا کے زندہ وسلامت رہنا بھی ممکن نہین لہذا اس صورت مین مقتضائے عقل اور مصلحت وقت یہ ہو کہ کوئی کار نمایان
ایسا کرنا چاہیے کہ مدت العمر اس پردۂ دنیا پر نام رہے اب مناسب یہ ہو کہ پہلے ملک زرد ہنگ کے پاس پہونچکر ارکان و وزرا
سے مشورہ اس بارے مین کرین کہ اب کیا فکر و تدبیر ہو کہ جس سے جان بچے جو لاقوت شاہ زندہ پھر آیا تو اسکی کمک کرنا
واجب ہوگی ورنہ جیسا مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا مگر ای فرقوت تو نے قصد سفر دور و دراز کا کیا ہو لہذا چاہیے کہ پہلے
عسکریہ چلے وہان سے اپنا مال و اسباب لیکر اس سمت کا قصد کر اسواسطے کہ مبادا عقب مین کوئی آفت ارضی و سماوی نازل
ہو جاوے اور یہ تمام مال غازیان اسلام کے ہاتھ آجاتے علاوہ اسکے لاقوت شاہ کی زوجہ یعنی ملکہ زرنگ افروز کی والدہ کو بھی اس
مال اور مآل سے خبردار و ہوشیار کر دینا چاہیے بعد اسکے جسطرف چاہینگے بلا خوف بخوشی دل چلے جائینگے الغرض فرقوت بدذات وہان
سے پھرا اور شہر عسکریہ مین آیا اور حرم سرائے شاہی مین داخل ہوا اور ملکہ جمال افروز والدۂ ملکہ زرنگ افروز کو بلایا اور
وہ نہایت خوش ہوئی کہ فرقوت وزیر کوئی خوشخبری سنائیگا دروازے پر آئی اور خود اس سے کہا پوچھ تو فرقوت وزیر کیا کہتا ہے اتفاقاً
اسوقت پردہ ہوا سے اٹھا اور ملکہ جمال افروز اور فرقوت کا سامنا ہو گیا فرقوت نے جو جمال و حسن ملکہ کا دیکھا حرامزادہ
اس پانسو برس کی عمر مین عاشق و فریفتہ ہو گیا لیکن اسوقت چپ ہو رہا چپکا چلا گیا مگر دل اسکا تیر عشق ملکہ جمال افروز سے
ایسا مجروح و فگار ہوا کہ کسی طرح قرار و آرام نہ تھا بجائے خود کہا افسوس ای فرقوت یہ تو نئی کیفیت پیدا ہوئی اب اسکی کیا تدبیر
کرنی چاہیے کہ ملکہ کا وصل حقیقی نصیب ہو ورنہ یہ خلش دل ہلاک کر دیگی آخر اس شریر بدذات کے دل مین یہ خیال آیا کہ ای
فرقوت خداوند ابلیس کا اب فضل و کرم میرے شامل حال ہوا یہ خداوندی کا کرشمہ ہو جو یہ سامان و اسباب ایسے پیدا ہوئے ہین کہ
جس سے صاف ظاہر ہو کہ پردۂ غیب سے کوئی امر جدید ظہور مین آویگا ای فرقوت عجب نہین کہ خداوند بجائے لاقوت شاہ تجھے
شہر عسکریہ کا تخت نشین کر دے شان خداوندی سے کچھ بعید نہین ہو ای فرقوت صلاح وقت یہ ہو کہ اب سفر کو ملتوی کر اور چندے
عسکریہ مین قیام کر اور دیکھ خداوند کیا اپنی قدرت کا تماشا دکھاتا ہو اور پردۂ غیب سے کیا ظہور پاتا ہو بلکہ اب مناسب وقت
یہ ہو کہ آجکل خالی میدان ہو کوئی کسی کا پرسان حال نہین ہو بے تکلف جا کر قلعہ عسکریہ پر قبضہ کر لینا چاہیے لاقوت شاہ کی
مجال نہین ہو کہ جو وہ قلعہ کے پاس بھی آسکے اور نہ طلسم کشا کی یہ قدرت ہو کہ قلعہ کو بنظر غور دیکھ سکے اسواسطے کہ وہ قلعہ طلسمی ایسا ہو
کہ کسی طرح کوئی اس قلعہ پر قبضہ نہین کر سکتا اور اس قلعہ کو آراستہ کر لینگے کہ سامان و اسباب سب موجود ہو اور کئی سال کے واسطے
رسد وغیرہ بھی موجود ہو کسی چیز کی ضرورت نہوگی اور اگر لاقوت شاہ بھی طلسم کشا کی جنگ سے مظفر و منصور پھر آیا تو اسوقت اسکو
حیلہ و بہانہ کرکے راضی کر لینگے اور جو ہزیمت اٹھائی یہان قلعہ بند ہونے کو آئیگا اسوقت ہم بھی توپ گولہ سے مارینگے اور قلعہ مین ہرگز
نہ آنے دینگے اور طلسم کشا کا بھی حوصلہ نہوگا جو اس قلعہ کو آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے بس اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہو الغرض اس
بانی فساد نے اس خیال خام سے سفر کو موقوف کیا اور قلعہ کی فکر مین مصروف ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ مین فصائل اور برج سے
شہر کے قلعہ کو آراستہ و مستحکم کر لیا اور زہیر جنگی کو کہ لاقوت شاہ کی جانب سے عہدہ قلعہ داری مقرر تھا اسکو بہت ساز روجواہر دیکر

راضی کیا جب وہ مطیع ہوگیا اُس وقت یہ بالا فوق تخت حکومت عسکریہ پر بیٹھ گیا ایک روز ملکہ جمال افروز نے لاقوت شاہ کی زوجہ کے
پاس پیام بھیجا کہ تم آگاہ ہو اب میں نہیں جانتا کہ وہ کیا سانگ خارشتی ہے اور نہ طلسم کشا کو کچھ مال سمجھتا ہوں اب میں تمام شہر و قلعہ کا
قابض و متصرف ہوں اور وہ قلعہ ایسا ہے کہ فرشتہ کی مجال و قدرت نہیں کہ جو بسبب فنا و قلعہ کو دیکھ سکے سوا اسکے خداوند ابلیس
میرا پشت پناہ ہے اُسنے مجھے کس آسانی سے اس تخت سلطنت کو مرحمت فرمایا ہے اور لاقوت شاہ کو بوجہ نافرمانی کے پنجہ اجل
میں پھنسایا اے ملکہ آفاق یاد رکھنا لاقوت اب طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتا بس جس حال میں یہاں کا
بادشاہ ہوا اور کل اسباب شاہی مجھے ملگیا اور منجملہ تو بھی شاہ عسکریہ کی خاتون ہے تو بھی میری ملک خاص میں داخل ہوئی اس
صورت میں تجھکو بھی چاہیے کہ تو میرے تخت و تصرف میں رہے اور بہر نوع تو میرے حبالۂ عقد میں آ اور میں تجھکو خاص اپنی زوجہ
کر دالونگا اب تو مجھے چاہیے آج قبول خوشی سے کرلے چاہے کل میں ہرگز تجھ سے دست بردار ہونگا اور یقین ہے تو نے سنا ہوگا
کہ چنگیم چار و سات سو برس کی عمر میں بارن ریش سفید زن جوان سے کس طرح عیش و عشرت کرتا تھا اور ایک لمحہ کی مفارقت
اسکو شاق تھی اور میں ابھی اپنی عمر طبعی کو بھی نہیں پہونچا شاید ابھی پانسو برس کا ہوں اے ملکہ تجھے لازم ہے کہ مجھ غلام نمکخوار
قدیم کو اپنے لذت وصال سے محروم نہ رکھے اور میں تیری خدمت گذاری کو کافی ہوں ورنہ یہ یاد رہے کہ انجام کار نافرمانی کا تجھے
بجز پشیمانی اور کچھ حاصل نہوگا پھر کسی کے کہنے کو نہ مانونگا اور مجھے اب کسی کا لحاظ و پاس باقی ہے میں اب جانتا بھی نہیں کہ
غیرت کیا چیز ہے اور حمیت کسکو کہتے ہیں اور نکاح کیا چیز ہے اور نمک حرام کیسا ہوتا ہے بقول لیکہ۔ آبلے کہ از سر گذشت چہ یک نیزہ
چہ یک دست۔ مجھے یہ بھی پروا نہیں کہ کوئی مجھے ملامت کرے اول تو میں حاکم ہوں کسی کی مجال نہیں کہ کوئی کلمہ بد میری نسبت
زبان سے نکال سکے دوسرے میرے مذہب اور طریق میں کسی طرح کا ننگ و عار و لحاظ و پاس جانتے ہی نہیں اور میں شان و شکوہ
میں کچھ لاقوت شاہ سے کم نہیں ہوں تو خود جانتی ہے کہ ملک اذفر شاہ اور میں ہم رتبہ ہوں مذہب میں البتہ اتنا فرق ہے کہ میں
ابلیس پرست ہوں اور وہ یزدان پرست بلکہ اسی تعصبی مذہب سے میں نے اُسے قید کرا دیا تھا اور میں تیرے شوہر لاقوت شاہ
کا رفیق ہوگیا تھا اور یہ نمک حرامی تیرے شوہر ہی سے شروع ہوئی ہے کہ اُسنے اپنے بادشاہ اذفر شاہ کو قید طلسم میں پھنسادیا
تھا اور خود تخت شاہی پر بیٹھ گیا اب اگر میں ایسا کروں تو کیا مضائقہ ہوگا اُسی کی تقلید تو ہوئی پھر میں نے کیا گناہ کیا اور دراصل
یہ بات ہے کہ اُسنے جو کچھ کیا وہ سب میرا ہی تو ساختہ و پرداختہ تھا کہ میں نے اول اذفر شاہ کو بمکر و فریب قید کرایا بعد اسکے تیرے
شوہر لاقوت کو بادشاہ بنادیا ورنہ وہ قرمساق کیا کر سکتا تھا اُسمیں یہ لیاقت کہاں تھی کہ وہ اتنا بڑا کام کرتا اور ایسے مرتبہ کو پہونچتا
اے ملکہ اب تو خوب آگاہ ہو کہ سوا میرے اور کوئی دوسرا تیری ہمبستری کے لائق نہیں ہے بہرحال میں ہی تیری زوجیت کے لائق
ہوں اسواسطے کہ اب میں اس سلطنت عظیمہ کا مالک و مختار ہوں ورنہ مجھکو ایسے عورات ملکی سے کیا سروکار تھا الغرض پیام
ملکہ جمال افروز مادر رنگ افروز کو پہونچا اُس مظلومہ کے ہوش بجا نہ رہے اور یاد میں اپنی دختر بلند اختر رنگ افروز کے
ایسا روئی کہ نوبت غشی کی پہونچی جب ہوش بجا ہوئے باچشم گریان و دل بریان کہا دیکھیے یہ فلک پیر کیا کیا بلا سے تازہ نازل

گرتا ہے اور کس کس آفت ناگہانی اور مصیبت آسمانی میں گرفتار کرائیگا کبھی یہ داغ مفارقت رنگ افروز کا میرے دل سے مٹا نہیں ہے کہ یہ دوسرا صدمہ پیش ہوا چاہتا ہے خدا ہی خیر کرے ۔

قطعہ

اے فلک با من عجب نقشے عجب باختی	بامراد خویش بودم نامرادم ساختی
بامراد خویش بودم داشتم عیش تمام	درمیان ناگاہ سنگ تفرقہ انداختی

اب مجھے کچھ نہیں بن پڑتا کہ کیا کروں کیونکہ اس کمبخت بدنصیب کے ہاتھ سے جان و آبرو بچے افسوس ہزار افسوس اس سن و سال میں یہ ہوس پیدا ہوئی کہ یہ سیہ باطن مجھ سے اس امر قبیح کا خواستگار ہو لعنت خدا کی اسکے دین مذہب پر خدا مجھے وہ روز بد نہ دکھائے کہ میں اس مردک سے ہمبستر ہوں مجھے خدا سے امید ہے اس بدذات کی کیا مجال جو میری طرف نظر بد سے دیکھ سکے وہ مسبب الاسباب میری جان و آبرو کا حافظ و نگہبان ہے وہی حمایت کنندہ میرا ہے القصہ یہ خبر رفتہ رفتہ فرقوت لعین کو بھی پہونچی اور وہ حرامزادہ غصہ سے نہایت برہم ہوا اور مثل مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور پھر جمال افروز سے کہلا بھیجا کہ تو ملکہ تاجدار ہوکر فہمائش کرنا اور سمجھانا میرا تمہارے خیال میں نہ آیا اور برعکس اسکے جواب دیا آگاہ ہو میں ایک جادو دیدہ گرم و سرد زمانہ چشیدہ ہوں ان باتوں سے میں تجھ سے ہرگز دست بردار نہونگا ہاں اسقدر البتہ ہوگا کہ کچھ دن کی مہلت دونگا دیکھی جاویگی اور میں تمہارا منتظر ہونگا دیکھتا ہوں کہ اب کب تک تم راضی ہوگی آخر تم مجبور ہوکر راضی ہوگی پھر اس سے کیا فائدہ اور اگر تمہیں اپنے شوہر لاقوت شاہ کا خیال ہو تو یقین جانو کہ وہ طلسم کشا سے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اگر شاید زندہ بھی رہا تو بھاگ جائیگا دونوں صورتوں میں تجھے اس سے ناامید ہونا چاہئے کیونکہ جہاں جائیگا مارا جائیگا اگر یہاں آگیا تو میں بھی اسکی خوب ہی خدمتگاری کرونگا پھر دیکھو کیا ہوسکیگا طلسم کشا کی فکر کرونگا سوا اسکے وہ اس قلعہ کو خود پائیگا اور قیامت برپا کریگا علاوہ اسکے میں ساحر بہت بھی ہوں اور ہر طرح سے اپنا کام نکال سکتا ہوں دوسرے بندہ خاص حضرت ابلیس کا ہوں میری خاطر خداوند ابلیس کو از حد منظور ہے ہر وقت یاد رہتا ہے اسی لئے تمہیں دوست رکھتا ہوں بگوش ہوش سنکر خوب غور و فکر سے جواب دو کیونکہ مجھکو پہلے دیکھے تمہارے جمال جہاں آرا کے کسی طرح آرام نہیں نہ خواب و خور مطلق حرام ہوگیا ملکہ جمال افروز نے اس گفتگو سے بیہودہ کو سنکے کہلا بھیجا اے نمک حرام و بے ایمان سن

اگر آگرون بر بگرداز من	نہ در سر دست قو بہ دامن من

او نمک بحرام بدچشم تیری ہزار ہزار لعنت خدا کی اور تیرے دین و مذہب پر تیری اتنی کہاں طاقت ہے کہ تو میرے پردہ عصمت تک ہاتھ دراز کر سکے اور چشم بد سے دیکھ سکے تو کیا سمجھا ہے اوباش فسادی یاد رکھنا تیرا خداوند جو ہے نہیں تجھے تیری اس نمک حرامی کی سزا معقول دیگا کہ تو انجام سخت ہلاک کیا جائیگا اور تیرے ادبار کا زمانہ بہت قریب ہے تیرا گوشت کتے کو دے نہ قبول کرینگے قصہ کوتاہ فرقوت کو جب یہ جواب دندان شکن ملا تو خاموش ہوگیا کچھ جواب نہ دیا اور شہر کے بندوبست میں مشغول ہوا جب اس بد انجام بد اطوار نے حکمت عملی سے آہستہ آہستہ تمام خلائق شہر کو مع والیان قلعہ وغیرہ کے شیرین زبانی اور

نیز وزیر زن متفق و مطیع کر لیا اور ہر طرح سے اپنا اطمینان حاصل کر لیا ایک دن بے محابا حرم سرا میں پہونچا اُسوقت ملکہ جمال افروز والدہ ملکہ رنگ افروز اس نابکار کو دیکھ کے بدحواس ہوئی اور کوئی چارہ نظر نہ آیا وہ بیچاری بخوف عصمت و آبرو ریزی ایک حجرے میں بھاگ کر چلی گئی اور اندر سے زنجیر حجرہ بند کر لی فرتوت لعین نے ایک افسون پڑھکر دروازہ حجرہ پر دم کیا بمجرد اس افسون کے وہ دروازہ خودبخود کھل گیا اُسکے اس ملعون نے کہا ای ملکہ نادان تو نے میرے عمل کی تاثیر اور افسون کی قدرت کو بچشم خود دیکھا کہ میں کیسا ساحر زبردست ہون اب بتا کہ تو مجھ سے کسطرح بچ سکتی ہی پھر میں تیرا پاس کرتا ہون کہ نہیں چاہتا کہ زبردستی سے تیری رضامندی کی کوئی بات کرون جو بات کرون بخوشی خاطر کرون ای ملکہ اب بہتر یہ ہی کہ تو بھی بخوشی خاطر رضامند ہو جا ورنہ تو خوب سمجھ لے کہ پشیمان ہوگی الغرض اس مکار و لطیفہ شیطان بدذات نے ایسی ایسی اکثر زمانہ سازی کی باتین کہین اور حجرہ سرا سے باہر چلا گیا ملکہ جمال افروز یہ کیفیت دیکھ کے اسقدر پریشان و خوفناک ہوئی کہ تمام تن بدن میں رعشہ پڑ گیا اور مثل بید کے کانپنے لگی اور سمجھی کہ اب کوئی صورت جان و آبرو بچنے کی نظر نہیں آتی ناچار اس مظلومہ نے مایوس ہو کے درگاہ ایزدی میں بادل مضطرب یہ دعا کی کہ بار خدایا اسوقت مین بجز تیرے اور کوئی میرا فریادرس نہین ہی تو مجھ بیچاری کا چارہ ساز ہی بصدقہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا میرے پردہ عصمت کو اپنی پناہ و حفظ مین رکھ اور اس بلا سے و جادو کی افسون سازی سے امان دے اور اسکے پنجہ ظلم سے رہائی عطا کر بس اُسوقت کی دعا ملکہ جمال افروز کی مقبول ہوئی کہ اُس کافر مکار کا دل بقدرت پروردگار خود پھر گیا اور رحم آگیا پھر اندر محل سرا کے نہ آیا ملکہ جمال افروز اس حجرہ سے باہر نکل آئی اور اپنے اس حال زار پر زار زار ایسی روئی کہ اُس شدت بکا میں بیہوش ہوگئی جب ہوش آیا ملکہ جمال افروز نے اپنے خواص خاص سے جسکا نام سابقہ تھا کہا ای سابقہ اب معلوم ہوتا ہی کہ میری اجل بہت قریب ہی کہ جو ایسی صورت بد کا سامنا ہوا کس واسطے کہ اب مجھے سوا سے جان دینے کے اور کچھ بن نہیں پڑتا اور تمام زمانہ میری آنکھون میں تیرہ و تار نظر آتا ہی کہین جا سے مفر نہین دیکھتی اے سابقہ بہتر یہ ہی کہ تو مجھے کوئی شئ قسم زہر سے لا دے کہ مین پی کر سو رہون اور اس ننگ و ناموس و آبرو ریزی سے محفوظ رہون اور ہر روز کے تخوفون سے نجات پاؤن کہ ایسا نہو وہ بدذات بزور سحر دیو میری بے آبروئی کا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ لطیفہ شیطان ضرور میرے پردہ عصمت میں رخنہ اندازی کریگا اس سے بہتر ہی کہ مین آپ ہی اپنی جان ہلاک کر ڈالون آخر ایک دن مرنا ہی دو دن قبل مر جاؤن اس ذلت و رسوائی کے بعد مری تو کیا سابقہ نے کہا ای ملکہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا ہی مین بھی اُس وقت اس حرامزادے کی شرارت و تعدی بیجا دیکھ رہی تھی اور خوف کے مارے بیتاب تھی اب مجھکو ہر وقت یہی اندیشہ ہی کہ ایسا نہو وہ ساحر لعین پھر کسی وقت بیخبری مین چلا آوے لیکن اس وقت ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی ہی عجب نہین کہ وہ نہایت مفید اور فائدہ مند ہو اور کارگر ہو جاوے اب آپ بگوش دل سنکے عمل میں لائیے ورنہ اختیار ہی اور مین بھی جہانتک ممکن ہوگا حضور کے شریک رہونگی اور یقین کامل ہی کہ بقدرت ایزد پاک آپکا مدعا سے قلبی بر آویگا اور اس کی ہمشش جان سے نجات ہوگی جمال افروز نے کہا وہ کیا تدبیر ہی مین بھی سنون سابقہ نے کہا ای ملکہ عالم شاید آپکو یاد ہوگا جسدن

تمہاری دختر بخت بلند بلکہ رنگ افروز غائب ہو گئی تھی اور حالت اضطراب مین کوئی کلمہ تمہارے منہہ سے ایسا نکل گیا تھا کہ جسکو سنکے لاقوت شاہ غضبناک ہوا تھا اور تمکو گالیان مغلظ دی تھین اور دو طمانچے بھی مارے تھے ای ملکہ عالم ان کلمات کے ورد کا اب وقت یہی ہے اگر ان کلمات سے اسوقت تمہاری یہ مشکل سخت و دشوار کہ جسکا علاج بجز ہلاک ہونے کے اور خیال مین نہین آتا آسان ہو جاوے تو پھر کیون اپنی جان شیرین مفت برباد کیجیے اور جو اُس عمل سے بھی حصول مقصود نہو اُسوقت مین تمکو اختیار ہے جیسا تمکو بن آوے وہ کرنا جمال افروز نے کہا ای نیکبخت تجھکو قسم اپنے دین و مذہب کی مجھے بالکل یاد نہین ساقیہ نے کہا ای خاتون تمنے اُسوقت کہا تھا کہ ہمنے اس مدت تک ابلیس پرستی کی اور رات دن اُسکی بندگی مین مصروف رہی مگر اُس خداے نادیدہ کو جسکی پرستش حضرت سلیمان علیہ السلام اور بانیان طلسم کرتے تھے کبھی سجدہ نکیا کبھی تو ہم اُسکو سجدہ کرین شاید ہمارا مقصود کام ہو جاوے کہ وہ دختر ناشاد ہمسے آملے ان کلمات کو سنکے لاقوت شاہ نہایت غضبناک ہوا تھا ملکہ نے کہا ہان اب مجھے یاد آیا بیشک مین نے کہا تھا بلکہ کل بھی یہی کلمہ مین نشہ اضطراب مین آگیا جسوقت اس جادوگر نے سوسے در حجرہ کھول دیا تھا پس اُسوقت سارا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تھا اور سارا بدن غرق عرق ہو کر مثل بید کے کانپنے لگا اور یقین تھا کہ اب روح بدن سے مفارقت کر جاوے اُسوقت مین خداے طلسم کشا سے ملتجی ہوئی اور بصدق دل اُسکی جناب مین اسطرح دعا کی کہ اے پروردگار عالم و اے چارہ ساز بیچارگان و بر آرندہ حاجات حاجتمندان واسطہ اپنے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کا مجھے اس کافر کے پنجہ ظلم سے و شر و فساد سے محفوظ رکھ اور نجات دے شاید برکت اس دعا سے وہ ڈرکے مجھے خداے پاک نے اس بلا سے بچا لیا اور ہم جان دونون بچگئین ساقیہ نے کہا اومو تو اب تمھین کس بات کا خیال ہے اور کیون تامل کرتی ہو بسم اللہ کرو اٹھو پہلے غسل کرو اور لباس نفیس اور پاک زیب جسم کرو اور کچھ خوشبو لگاؤ اور ایک گوشہ مین علیحدہ معبود حقیقی کو جو پروردگار آفریدگار عالم ہے یاد کرو اور اُسکی درگاہ مین سجدہ کرو وہ بے نیاز حاجت روا ہے عالم تمہاری اس مشکل کو ابھی آسان کر دیگا کہ تمہارا دشمن خود مقہور و ذلیل ہوگا مگر یہ یاد رہے کہ عقیدہ دل درست رہے تب ممکن ہے کہ تمہاری کیسی ہی مشکل سخت ہو آسان ہو گی مصرع

کار دو جہان بسر آید بتوکل بسر مانی

تم دیکھ لینا کہ وہ مسبب الاسباب کوئی سبب پردہ غیب سے ایسا پیدا کر دیگا کہ وہ تمہارا معین و مددگار ہوگا پھر یہ بلا سے بچ جاؤ گی دریا معلوم بھی نہوگی کہ کدھر گئی ملکہ جمال افروز نے ساقیہ کے کہنے کو نہایت پسند کیا اور کہا ای ساقیہ مین سچ کہتی ہون کہ میری تمنا سے خاطر یہ چاہتی ہون کہ میری بیٹی طلسم کشا کی مدد مین داخل ہون اور اسوقت دو مطلب درگاہ مسبب الاسباب سے چاہتی ہون اول یہ کہ میری لخت جگر و نور بصر رنگ افروز مجھ سے آملے دوسرا مقصد یہ ہے کہ مجھے اس کافر کے پنجہ ظلم سے نجات ہو اور اُسکے شر سے محفوظ رہون اور قسم اُسی رب کی کھاتی ہون کہ مین اپنے شوہر لاقوت شاہ سے ملنا نہین چاہتی اور نہ اُسکے دین سے کچھ سروکار رکھتی ہون بلکہ اُسکے آئین و اطوار و خبث و فساد و سیہ قلبی سے ہمیشہ متنفر رہی اور خاص اسوقت سے اور زیادہ بیزار ہوئی ہون کہ جب اُس جہنمی نے ملک افروز شاہ بادشاہ طلسم کو بے گناہ تہہ طلسم مین گرفتار کرا دیا اور بیرحم نا کردہ گناہ کو

صرف لطمع دنیا قتل کیا لیکن اُسی روز سے مین اُسکی صحبت و اختلاط سے پرہیز کرتی تھی لیکن مجبور تھی کیا کرتی کہ اُسکے نکاح مین تھی بدون اُسکی اطاعت کے چارہ نہ تھا اور علیحدہ ہونا اُس سے ممکن نہ تھا فرورہ نوش بر جان دردنوش چونکہ اُسکی اطاعت مجھے واجب تھی بہر نوع مطیع تھی لیکن نہایت بیزاری سے قصہ مختصر ملکہ جمال افروز نے موافق صلاح و مشورہ سابقہ کنیز کے اُسی وقت غسل کیا اور لباس پاکیزہ سے جسم کو آراستہ کیا اور معطر ہوکر دو رکعت نماز حاجت بقاعدہ بجا لائی بجا لائی بعد اسکے سجدۂ شکر درگاہ قاضی الحاجات مین کیا اور روبقبلہ دل بسوے صاحب کعبہ بصفاے نیت ایک گوشۂ خلوت مین مع سابقہ مصاحبہ کے عبادت الٰہی مین مشغول ہوئی اور مناجات بدرگاہ خداے حقیقی نہایت بالحاح و زاری اسطرح کرنے لگی کہ ای خدا وند دو جہان و اے فریادرس مظلومان و اے دستگیر دردمندان و اے دستگیر درماندگان میری فریاد کو جلد پہونچ اور میری اس حال بیکسی و بے بسی مین مدد فرما

مناجات

بر در آمد بندهٔ بگریخته ... آبروی خود بعصیان ریخته

دستے در کار فنائی کرده بسر ... کرده نافرمانی از حد بیشتر

لیک جاهل بودم از اسرار تو ... سینه ام خالی بد از اذکار تو

این زمان از کرده نادم گشته ام ... در پرستاریت عازم گشته ام

تو بمن کن قبول ای بادشاه ... آنکه جز تو نیست خلقت را پناه

لطف کن بر من که من بیچاره ام ... رحم کن بر این دل صد پاره ام

الغرض ملکہ جمال افروز کمال درد دل درگاہ کریم کارساز مین مناجات کرتی تھی اور زار زار مانند ابر نوبہار روتی جاتی تھی کہ سابقہ بیٹی ملکہ کے خبر پاکر وہ دیگر بیزاری تھی قضاے کار اُسی عالم گریہ و بکا مین ملکہ بیہوش ہوگئی اُسی بیہوشی مین دیکھا کہ اسکی دختر ملکہ رنگ افروز سامنے کھڑی ہے ملکہ نے اُسی عالم مین فرط محبت سے بیٹی کو سینہ سے لگایا اور از سرتا پا بلائین لین و پیشانی کو بوسہ دیا اور پوچھا ای لخت جگر و اے جان مادر تو اپنا حال بیان کر کہان گم ہوگئی مین شب و روز تیرے علم مفارقت اور درد جدائی مین مثل ماہی بے آب کے بیتاب ہون اور تجھے میرے اس حال پر ملال کی کچھ خبر نہین افسوس دنیا کا لہو سفید ہوگیا ہے چنانچہ آجکل مین کس آفت مین مبتلا ہون اور کیا مصیبت ناگہانی مجھ پر نازل ہے کہ خدا دشمن کو بھی یہ وقت نصیب نہ کرے بقول شخصے بیت

درد لیست در دلم که بر زبان نمیرسد ... کاریست در سرم که بپایان نمیرسد

ملکہ رنگ افروز نے کہا کہ ای مادر مہربان تم خاطر جمع رکھو مین تمھارے حال سے غافل نہین ہون اپنے پروردگار سے دعا کرو

امیدوار ہو وہ ایسا کریم کارساز ہو کہ ہر کسی کی حاجت کو بر لاتا ہو اب تم جس طرح ہو سکے بسر کرو تشویش و اندیشہ کو دل میں راہ نہ دو میرا دل تمھاری اس بات سے نہایت خوش ہوا کہ تم راہ ضلالت سے نکلیں اور اپنے معبود برحق کو پہچانا اور سجدہ کیا اے مادر مہربان اب میرا حال بگوش ہوش سن لو اور جو کچھ میں تجھسے کہوں اسکو عمل میں لاؤ بفضلہ تعالے بہت جلد صورت مراد کی مشاہدے میں آویگی آگاہ ہو ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم نے قید طلسم سے رہائی پائی بفضل خدا وند ذو الجلال دو ہی چار روز میں طلسم کشا بقصد تسخیر شہر عسکریہ مع فوج ظفر موج و لشکر جرار و آتشبار داخل ہوا چاہتا ہے لیکن چونکہ قلعہ طلسم سے ہے لہذا اذفرشاہ سے فتح ہونا غیر ممکن ہے تا وقتیکہ طلسم کشا تشریف نہ لائینگے یہ مہم قلعہ کی فتح نہوگی لیکن تم یہ کام کرنا کہ بمصلحت وقت فرقوت سے بشیرین زبانی و آشتی پیش آکر اسکو حیلہ و حوالے میں رکھنا بلکہ اگر ممکن ہو تو اسکو اپنے پاس بلا کر ربط ہر اختلاط سے پیش آنا اور شراب اپنے ہاتھ سے اسکو پلانا وہ گیدی تمھارے اس اختلاط کو غنیمت سمجھ کے فریفتہ ہو جائیگا بس موقع پا کر اس نمکحرام کو داروے بیہوشی شراب میں دے کر بیہوش کرنا جب وہ غافل ہو جاے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر حجرے میں ڈالدینا اور تھوڑی داروے بیہوشی نہایت تیز اسکے دماغ کے پاس رکھدینا کہ سانس بھی اس بانی شر کی ضیق میں پڑ جاے بعدہ اس ملعون کے دونوں ہونٹھ خوب مضبوط ڈورے سے لاکر ایسے سینا کہ وصل ہو جاویں اور افسون خوانی کی قدرت نرہے ایسی حالت میں تم بھی اسکی ضرر رسانی سے محفوظ رہوگی جب اس کام سے فرصت پانا نقاب چہرہ پر ڈال کے ایوان شاہی میں آنا اور تخت سلطنت عسکریہ پر اجلاس فرمانا تمام ارکین سلطنت و اعیان مملکت کو بلا کر اس واقعہ گذشتہ سے آگاہ کرنا اور کہنا کہ میں نے دشمن لاقوت شاہ نمکحرام کو مکر و فریب سے قید کرا دیا تھا تم شہر میں منادی کرا دو کہ فرقوت نمک حرام باغی کو بجرم دغا و نمک حرامی قید کر لیا اور لاقوت شاہ کی خاتون خانہ نے تخت پر جلوس فرمایا ہے جب یہ خبر مشتہر ہوگی تمام خلائق شہر ادنے و اعلے تمھاری طرف رجوع کرینگے اے مادر گرامی قدر جب اس کام سے فارغ ہونا شہر میں یزدان پرستوں کو تلاش کرانا جو لوگ خدا پرست لاقوت کے ظلم و جور سے اپنی خدا پرستی کو پوشیدہ کیے ہیں اُن لوگوں کو اپنے ساتھ متفق کرنا وہ یزدان خدا شناس جو کہ اور پوشیدہ و مخفی ہونگے اُن سبکو بلا دینگے اسواسطے کہ وہ ہر ایک اپنے ہم مذہب سے واقف ہیں اے مادر گرامی جب تمھارے پاس دو ایک ہزار جوان اہل اسلام کے جمع ہو جائیں اُس وقت تم بلا خوف و خطر شہر کا دروازہ کھلوا دینا ملک اذفرشاہ اپنے بادشاہ کا شرف ملازمت حاصل کرنا وہ عالیجاہ اقبال اپنے دشمنوں سے انتقام لینگا اور کفار و اشرار کو قتل کرینگے اور جو دائرہ اسلام میں بخوشی آوینگے اُنکو دولت اسلام سے مالامال کر دینگے اور جو جس لیاقت کا ہے اسکو اُسقدر منصب و جاگیر و خلعت مرحمت فرمائینگے پھر تم اپنی ساری سرگذشت از اول تا آخر مفصل بیان کرنا اور فرقوت لعین کو اذفرشاہ کی خدمت میں بطور نذر کے حوالے کر دینا بعد اسکے پھر تم بعیش تمام عسکریہ میں اوقات بسر کرنا اور میری طرف سے ہر طرح سے خاطر جمع رکھنا میں بھی انشاء اللہ تعالے بروقت پہونچ جاونگی میں بالفعل بخیر و عافیت قلعہ یاقوت نگار میں ملکہ صبح روشن گہر بنت ملک اذفرشاہ کی خدمت میں نہایت خوش و خرم ہوں اور بفضل خدا بہت جلد ملتے ملینگے الغرض بعد اس قیل و قال کے ملکہ زنگ افروز نظر سے غائب ہوگئی اور ادھر ملکہ جمال افروز نے ایک آہ سرد

اس زور سے کی کہ آنکھ کھل گئی اور وہ خواب کی باتین سب یاد تھین بالب خندہ اُٹھ بیٹھی تمام شب کے خواب کی باتین سالقہ کے ساتھ بیان کین سالقہ نے کہا اے ملکہ مبارک تیری دعا تمھارا ہدف اجابت پر پہونچا الحمد للہ اب تمھارا مقصود دلی بہت جلد بر آویگا کہ یہ خواب نہین ہے بلکہ اسے بشارت کہیے تو بجا ہے تمھاری دعا خداوند عالم نے قبول فرمائی کہ تمکو اس بلا سے کہ جسکا کوئی علاج قیاس مین نہ آتا تھا نجات دی اور دیدار فرحت آثار بھی نصیب ہوا الغرض ملکہ جمال افروز انتظار مین تھی کہ دیکھیے کب اس خواب کا ظہور ہوتا ہے ناگاہ خبر آئی کہ لو اذفرشاہ و شیرویہ دلاور مع فوج و لشکر جرار سرزمین عسکریہ مین داخل ہوے اور قلعہ عسکریہ کا محاصرہ کر لیا جب شیرویہ نے دیکھا کہ دروازہ شہر پناہ کا بند ہے اور قلعہ توپ و بندوق وغیرہ آلات جنگی سے آراستہ ہے دلمین کہا یہ شرارت فرتوت بدذات نادر سجھا کی معلوم ہوتی ہے کہ شہر اور قلعہ کو آلات جنگی سے آراستہ کیا ہے اس امر سے شیرویہ اور ملک اذفرشاہ نہایت مشوش ہوے اور کہا اب کیا تدبیر کیجاے کس واسطے کہ قلعہ عسکریہ کا فتح ہونا محال سا ہے کیونکہ وہ قلعہ طلسم بند ہے آخر ناچار ہو کر شیرویہ اور ملک اذفرشاہ نے ایک پیامبر کے ہاتھ کچھ کلام نصیحت کہلا بھیجے جب فرتوت سے کچھ جواب پیام نہ ملا ناچار ہو کر مورچہ بندی ہر چہار طرف کر کے جنگ و حرب شروع کر دی مگر دل مین سوچتا تھا کہ بجز نقصان جان اور تضییع اوقات کے کوئی تال کار برآمد ہونا غیر ممکن ہے شیرویہ اسی فکر مین تھا کہ اب مین صاحب قران اکبر فلک قدر کو کیا منھ دکھاؤنگا اور اُن بندگان خدا کے خون ناحق کا مالک حقیقی اور آقاے مجازی کو کیا جواب دونگا اور اذفرشاہ بادشاہ کو کس بھروسے اور اطمینان پر یہان لایا تھا یہان کا معاملہ برعکس ہو گیا یعنے جس بات کا خیال و اندیشہ تھا وہی ظہور مین آیا اب قلعہ عسکریہ کا فتح ہونا غیر ممکن ہے کسی طرح امید نہین ہے شیرویہ دلاور اسی تشویش و فکر مین نہایت پریشان و بدحواس ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا تو ہی چارہ ساز عالم ہے میری آبرو تیرے ہاتھ ہے تو ہی مددگار ہے اور مدد کریگا تو یہ کام ہوگا اس فکر و تردد مین اسقدر رنج و صدمہ اسکو ہوا کہ یقین ہو گیا کہ اب طایر روح قفس تن سے پھڑک کر نکل جائیگا جب ملک اذفرشاہ نے شیرویہ کا حال ایسا ابتر دیکھا کہا اے بہادر تم کیون اسقدر اندوہگین و غمگین ہو خداوند کارساز اپنی قدرت کاملہ سے کوئی صورت نکالیگا وہ مسبب الاسباب ہے تم خاطر جمع رکھو اور اپنی جان کو مفت ہلاک نہ کرو صبر کرو اسمین تمھارا کوئی قصور نہین ہے امورات تقدیری سے چارہ نہین طلسم مین کسی کو چارا نہین انسان ہر طرح سے مجبور ہے سواے طلسم کشا کے اور کیا کسی کا مقدور ہے کہ جو طلسمی کارخانے مین دست اندازی کر سکے بہر نہج خدا کی درگاہ سے مایوس نہونا چاہیے اسکے فضل و کرم کا امیدوار رہنا مناسب ہے۔

شعر

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست
سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

ہر ایک مقدمہ کے واسطے ایک وقت معین ہے جبتک اُسکی ساعت نہ آئیگی وہ معاملہ کسی طرح طے نہو گا۔ الغرض ادھر ملک اذفرشاہ اور شیرویہ دلاور اس تشویش و فکر مین مبتلا تھے اور اُدھر فرتوت نابکار نہایت خوش و خرم عشق ملکہ جمال افروز مین مبتلا تھا اور تمام دین و دنیا سے بیخبر آخر نہ صبر آیا دوبارہ پھر ملکہ جمال افروز کے پاس پیام بھیجا کہ اے ملکہ نا عاقبت اندیش تو نے نہین دیکھا کہ ملک اذفرشاہ سا بادشاہ باین شوکت فوج و سپاہ اس قلعہ کے پاس نہ آسکا فتح کرنا تو شے دیگر ہے اے ملکہ عالم یہ یاد رہے

کہ او فرشاہ بیچارہ تو کس شمار و قطار مین ہے اگر طلسم کشا خود از سرتا پا غرق آہن ہو کر یہان آئین تو بھی اس قلعہ کو نہ پائینگے بجز پشیمانی و خجالت کے اور نہ کچھ ہاتھ آئیگا طلسم کشائی کا نام ڈوب جائیگا مین براہ خیر خواہی کہتا ہون کہ اسوقت تک کسی طرح کا میرے دل مین تمہاری طرف سے خیال بد پیدا نہین ہوا ابھی تک خیریت ہے اب بھی سمجھو اور اپنے نفع و نقصان کو خیال کرو کچھ ایسی بالکل نادان نہین ہو تمہارے حق مین یہی بہتر ہے مجھے اپنی دولت وصل سے سرفراز کرو اور نہین سمجھاؤ گی کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا پشیمان ہو گی یاد کرو گی اور پھر مین ہرگز نہ مانونگا الٹی تم میری خوشامد کرتی پڑیگی جس مرتبہ بھی انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا مین بھی جسطرح ہوگا بزور وقت ہی اپنا کام نکالونگا اسوقت ساری تمہاری عزت و حرمت خاک مین ملجائیگی اور معشوقی رکھی رہیگی جمال افروز نے اس پیغام کا یہ جواب دیا کہ او فرقوت مین تیرے کہنے کو اس شرط سے قبول و منظور کرتی ہون کہ تو میری دختر لخت جگر جسکے فراق مین میرا خواب و خور حرام ہے اسکو لاکے مجھسے ملا دے پھر تو جو کہیگا مین اس سے ہرگز انکار نہ کرونگی ـ فرقوت بدذات بانی فساد نے اس بات کو غنیمت جانکر اقرار کیا کہ مین تلاش مین ملکہ رنگ افروز کی کوشش کرتا ہون اور امید وصل پر ایسا خوش ہوا کہ مثل خر فربہ کے پھول گیا ـ الغرض جمال افروز نے ایک روز محفل عیش و نشاط آراستہ کی اور محل کو اپنے تمام اسباب آرایش سے خوب مزین کیا اور ساقیوں کو حکم دیا کہ تم سامان مے نوشی جلد تیار کرو اور فرقوت ملعون سے کہلا بھیجا کہ آج جشن جلسہ کیا ہے لہذا تجھے بھی شریک ہونا ضرور ہے یہ ملعون تو دل چاہتا تھا ملکہ کے پیغام کو سنتے ہی خوش ہو گیا اور اسقدر خوشی سے پھولا کہ بند قبا ٹوٹ گئے فوراً حمام کیا اور پوشاک نہایت نفیس و پرتکلف زیب جسم کی عطر لگا یا تیار ہو کے بیٹھا کہ کہین جلد شام ہو تو محفل جانان مین جاؤن آج حسرت دل نکالون ـ شعر

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

قصہ مختصر شام غم انجام اس نکہرام کو ہوئی سارا زمانہ اندھیرا ہو گیا جلدی سے آدمی کو حکم دیا روشنی لاؤ روشنی فوراً حاضر ہوئی فرقوت اٹھا آگے بڑھا پیچھے چند مصاحب خدمتگار بھی چلے اپنے دل مین کہا اسوقت میرا ہون اور خدمتگار کا کام نہین صحبت معشوق مین جہانتک تخلیہ ہو بہتر ہے پس پیچھے پھر کے دیکھا مصاحبون سے کہا اب تم جاؤ آرام کرو مین ابھی آتا ہون فقط شعلہ بھی رہگیا غرض نہایت عجلت سے قدم بڑھا رستہ ختم ہوا سر پر پہونچا ملکہ کو خبر ہوئی چند مصاحبون کو فرقوت کے استقبال کو بھیجا وہ مصاحبین نہایت اعزاز سے فرقوت کو اندر محل کے لیگئین تا لب فرش ملکہ بھی استقبال کو آئی فرقوت ملکہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور لقا پر تحویت انگوٹھی سے ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ لیے ہوئے اس تخت جواہر نگار پر آیا ملکہ نے بھی شاہانہ مسکرا کر بکمال خوشی سے پاس اپنے برابر مسند پر بٹھا لیا اس وقت کی خوشی اور فرحناکی کا حال بیان نہین کیا جاتا ـ الغرض اس وقت پہلے مزاج پرسی کی اور نہایت خاطر و مدارا سے پیش آئی بعد ایک پچکاری گلاب دو آتشہ کی اسکے منہ پر خود اپنے دست نگارین سے ماری سب وہ عرق گلاب نہ تھا یہ ناکارہ عرق خجالت مین ڈوب گیا اور اپنی آن جاکم نہ زبردستیون کا عذر کیا کہ مین فقط تمہارا دل دیکھتا تھا مین تو دل و جان تیرے فدا تھا اب مین سمجھ گیا کہ ہان واقعی دل کو دل سے راہ ہوتی ہے یہ کہا اور سر پاؤن پر ملکہ کے رکھ دیا ملکہ نے نہایت

لطف سے پیش آئی اور ساقیہ سے فرمایا ہاں ای ساقیہ وہ شراب ارغوانی جو مین نے خاص اس صحبت عیش و نشاط کے لیے بنوائی تھی جلد لے آ کہ کچھ شغل مے نوشی ہو۔ ساقیہ ایک ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار تھی اُسنے پہلے ہی سے سب سامان درست کر رکھا تھا یعنے شراب مین داروے بیہوشی نہایت تیز و تند ملا کر تیار کر رکھی تھی بمجرد حکم ملکہ محفل مین سامان مے نوشی مع گزک حاضر کیا ملکہ جمال افروز نے ایک جام شراب لبریز خود اپنے دست نگارین سے بعد ذوق و شوق فرقوت کی طرف بڑھایا فرقوت نے بہزار آرزو و تمنا وہ جام لیا زہر مار کیا اور دل مین کہا ای فرقوت اب تیرا مطلب بر آیا میری دعا خداوند ابلیس کی درگاہ مین مقبول ہوئی کہ ملکہ اس التفات سے پیش آئی ورنہ وہ تو جواب صاف دیتی تھی نصیب نے میرے یاوری کی کہ جو ملکہ خوبان جہان نے خود اپنے دست نازک سے مجھے شراب پلائی۔ الغرض وہ مردک نشہ مین کبھی دور سے ملکہ کے تصدق ہوتا تھا اور کبھی ملکہ کے پاؤن پر سر رکھتا تھا اور ملکہ اُس پیر نابالغ کی ان حرکات مضحکہ پر ہنستی تھی اور پے در پے وہی شراب اُسے پلاتی تھی جب اس شراب قاتل کے سات جام وہ کافر زہر مار کر چکا اور اُس داروے بیہوشی نے اپنا غلبہ کیا وہ نابکار باتین مجنونانہ کرنے لگا آخر بکتے بکتے مطلق بیہوش ہو گیا ملکہ نے جلدی سے ایک رومال داروے بیہوشی مین تر کرکے اُسکے دونون نتھنون کے مقابل رکھ کے خوب مضبوط باندھ دیا تاکہ اثر بیہوشی پورا پہونچتا رہے بعد اسکے ایک حجرۂ تاریک مین ڈالدیا اور حجرہ بند کرکے قفل لگا دیا اور سجدۂ شکر خالق اکبر ادا کیا اور خود چہرۂ انور پر نقاب ڈال کے دیوان شاہی مین آئی اور تخت پر بیٹھ گئی اور تمام ارکان سلطنت اس خبر کو سنکے جمع ہو گئے ملکہ جمال افروز نے پہلے فرقوت کے جو ہوا خواہ تھے اُنکو بلا کے حیلہ سے قتل کروایا اور شہر مین منادی کرا دی کہ فرقوت نمکحرام اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور بغاوت و شرارت کا قرار واقعی تدارک ہو گیا کہ مین نے اُس ملعون کو قید شدید مین گرفتار کیا بمجرد مشتہر ہونے اس خبر کے مردان شہر جوق جوق اور گروہ گروہ ہر طرف سے واسطے ملازمت ملکہ کے جمع ہو گئے ملکہ نے احرام جنی داروغہ شہر کو کہ وہ مرد مسلمان تھا طلب کیا جب احرام جنی حاضر ہوا ملکہ نے احرام جنی سے تخلیہ مین سرگذشت فرقوت کی بیان کی۔ احرام جنی نہایت خوش ہوا اور کہا آپ نے واقعی بڑی جرأت مردانہ و عیارانہ فرمائی واہ کیا کہنا آفرین ہزار آفرین۔

بیت

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

ای ملکہ تمنے واقعی ایسا کام کیا کہ اسوقت رستم و اسفندیار سے بھی نہوتا خداوند کریم اسکی جزاے خیر تمکو دیگا۔ مصرعہ

آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو

قصہ مختصر احرام جنی نے اسی وقت قریب پانسو مردان یزدان پرست کے کہ بخوف جان و آبرو ہر طرف پوشیدہ تھے بلائے وہ سب نہایت خوش و خرم حسب الطلب احرام جنی آ کے جمع ہو گئے اور تین روز کے عرصہ مین ہزار نفر مردان دلاور اور بھی آ گئے۔ ملکہ جمال افروز نے نہایت خوش و خرم ہو کر احرام جنی داروغہ کو حکم دیا کہ جتنیان نو ملازم یزدان پرست برج و فصائل پر قلعہ کے اور خاص ان مقامون مین جو نہایت مستحکم قلعہ ہون واسطے حفاظت کے مقرر کرو اور آگاہ ہو ای احرام جنی اب مین چاہتی

ہون کہ تمام ممالک طلسم مین حکومت یزدان پرستون کی ہوجاوے اور افراد کفار مثل حرف غلط کے اس دفتر سے طلسم کے
اُڑجاوین اور بالکل نیست و نابود ہوجاوین بعد اسکے جمال افروز نے ملک اذفرشاہ کو ایک عریضہ متضمن حال فرقوت بدذات
خود روانہ کردیا جسوقت عریضہ جمال افروز لاقوت شاہ کی زوجہ کا اذفرشاہ کے پاس پہونچا شیرویہ نے بھی اُس عریضہ کو پڑھا
دونون مضطرب الحال و پریشان کمال تھے خوش ہوگئے اور سجدۂ شکر درگاہ رب کارساز مین بجالائے اذفرشاہ نے شیرویہ
دلاور سے کہا کیون تو نے اُسکی کارسازی و بندہ نوازی دیکھی اسطرح وہ اپنے بندہ کی دستگیری کرتا ہی اے دلاور انسان کو چاہیے
کہ کسی حال مین اُسکی ذات مقدس سے ناامید نہو بلکہ اُسکے فضل و کرم ہی کا امیدوار رہے بعد اسکے ملک اذفرشاہ اور
شیرویہ کچھ قلیل جمعیت سے سوار ہوکے دروازۂ شہرپناہ پر آئے ادھر احرام جنی نے اول ہی سے حسب الحکم ملکہ جمال افروز
کام بند و بست کردیا تھا اور مردمان محافظ کو سمجھا دیا کہ جسوقت اذفرشاہ و شیرویہ دلاور مع فوج ظفر موج شہر مین داخل ہون
فوراً بلا عذر دروازہ شہرپناہ کھول دینا بس دروازۂ شہرپناہ کھل گیا اذفرشاہ و شیرویہ دلاور شہر مین در آئے اور ستعاصفان و
ملازمان لاقوت شاہ و فرقوت کو تہ تیغ بیدریغ کرنا شروع کیا اُسوقت تمام شہر مین ہر طرف آواز بزن و بکش اسقدر بلند ہوئی
کہ جسکی انتہا نہین غرض کئی ساعت تک یہ ہنگامۂ کشت و خون گرم رہا خلاصہ یہ کہ تمام اشرار و کفار جہنم واصل ہوے اور بہت
سے کفار امان طلب ہوکر دائرۂ اسلام مین داخل ہوے بعد فراغ قتل و غارت کفار اذفرشاہ دیوان عام شاہی مین تشریف
لائے اور تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا ارکان دولت حاضر ہوے نذرین دین مبارک و سلامت کا غل ہوا اور رنگا افروز
یعنی ملکہ جمال افروز بانو نے خانۂ لاقوت شاہ نمک حرام و بدکیش کی واسطے ملازمت ملک اذفرشاہ کے حاضر ہوئی پہلے
نذر دی اور عفو تقصیرات چاہی بعد اسکے اپنی حالت یزدان پرستی اور سرگذشت فرقوت بیان کی ملک اذفرشاہ کمال خوش
ہوا اور نہایت لطف و مہربانی سے پیش آیا اور اس کارگذاری کے عوض مین نہایت تحسین و آفرین کی اور عہدۂ وزارت کا فرمان بنام
ملکہ جمال افروز عالی شان لکھکر جاری کیا اور خلعت فاخرہ مع عقد مروارید مرحمت فرمایا اور فرمایا اے خواہر دوجہانی تمنے تمھین اپنی
ذات کا اختیار دیا اب تم چاہو کاروبار سلطنت کو انجام دو اور اگر منظور نہو تو اپنی طرف سے کسی شخص کو نائب سلطنت کرکے
طلسم کشا سے عالمگیر کی نوازش و کرم کی امیدوار رہو اے ملکہ حق یہ ہی کہ تمنے مجھکو ممنون و مشکور کیا مین اُس بار احسان سے تا قیامت
سبکدوش نہین ہوسکتا بعد اسکے ملکہ جمال افروز نے فرقوت ملعون کو حجرہ سے باہر نکالا اور اذفرشاہ کی خدمت مین حاضر کیا
ملک اذفرشاہ نے فرقوت کو دار پر کھچوا دیا اور تیر باران کا حکم دیا اُس وقت شیرویہ دلاور نے سر فرقوت ملعون کا
کاٹکر پھینک دیا اور اُسکی لاش کو کوچہ و بازار مین پھکوا دیا تاکہ آیندہ کوئی فرد بشر ایسی نمکحرامی کا مرتکب ہو جس کسی نے اُس نمکحرام
کی لاش کو دیکھا بیساختہ یہ کہا مصرعہ

فرقوت یہ کہ مردم آزاری

قصہ مختصر جو دیندار اطراف و جوانب مین بخوف لاقوت نمک حرام پوشیدہ تھے وہ سب نہایت خوش و فرحناک اپنے بادشاہ عالم پناہ

یعنے ملک اذفرشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور نذرین گذرانین اور کہا نظم

که ای شہر یار سعادت قرین　　معین تو بادا جہان آفرین
بعالم فتوحِ تو منصور باد　　بود دشمنت ہر کہ مقہور باد
جہان را شہنشاہ اعظم توئی　　نظر کردہ نورِ خاتم توئی
طلسم جہان را بدستت کشاد　　نگہدار ذاتِ تو ربُّ العباد

ملک اذفرشاہ نے ہر ایک کو حسب لیاقت عہدے دیے اور علی قدر مراتب انعام و خلعت مرحمت فرمائے اور اسقدر زر و جواہر عطا فرمایا کہ فقرا و مساکین مالا مال و مستغنی ہوگئے اور شمشیر دیدۂ دلاور کو وزیر دوم اپنا مقرر فرمایا اور ایک عرضداشت مشتمل بر حالات فتح و ظفر و قتل فرتوت نابکار مع اسکے یار و مددگار کے اور تباہ ہونا تمام اشرار و کفار کا اور جسقدر لوگ کہ داخل اسلام ہوے تھے تفصیل وار لکھکے خدمت مین صاحب قران اکبر فلک قدر کے روانہ کی جسکے سرنامہ پر لکھا تھا

شعر

هزار شکر بدرگاه کارساز کریم　　که آخرم از کشش روی مدعا دیدم

اور مضمون نامہ یہ تھا کہ ای شہر یار عالی وقار یہ مہم نہایت سخت و دشوار تھی اسکا سر ہونا غیر ممکن تھا مگر خداوند عالم نے اپنا ایسا فضل کیا کہ ایسی سخت مہم کو کس آسانی سے سر کیا اشرار و کفار زیر شمشیر غازیان تہور شعار ہوے اور بقیۃ السیف دائرۂ اسلام مین داخل ہوے اور مال و اسباب کفار بیشمار ہمارے ہاتھ آیا یہ فتح محض بفضل یزدانی و بمدد اقبال لقیب ہوئی شہر عسکریہ دائرۂ دولت جہان پناہی مین داخل ہوا ورنہ ہم غلامان خیر اندیش نہایت مایوس ہوگئے تھے ہرگز صورت فتح آئینۂ مراد مین نہ دکھلائی دیتی تھی اسکا فتح ہونا ایک کار اہم نظر آتا تھا مگر اب سب طرح سے مطمئن ہوے سرزمین عسکریہ و مضافات عسکریہ مین سکہ و خطبہ بنام ہمایون جاری کیا اب قدوم میمنت لزوم شہر یار کا منتظر و دیدہ براہ ہون —

آب راوی دو کلمہ حال لاقوت شاہ نمک حرام کی خرابی کے یعنی جنگ کرنا اُس نابکار کا صاحب قران اکبر عالی وقار سے اور ہزیمت پانا اور بھاگنا عین جنگ سے اُس بیحیا کا اور پہونچنا مرحلۂ چہارم مین مع واقعات دیگر کے

معرض بیان مین لاتا ہی



گذارش گر دستہ خسروان | چنین کرد چہد گذارش روان

کہ لاقوت شاہ پیر گلشن نہایت تزک و احتشام و بقصد جنگ با فوج قاہرہ و لشکر جرار و سپاہ آتش بار و پہلوانان نامور شہامت
بعد قطع منازل و طی مراحل داخل کوہ سیفر مین پہونچا اس بانی بیداد و ظلم نے حسب آئین و قاعدہ جناب صاحبقران اکبری فدایت
فیض درجت مین پیام بھیجا کہ ای آدم زاد روئین تن نشیرول جس حال مین کہ تیسرے چہارم جو بہترین متاع طلسم سے ہو لیا اور
طبقات طلسم بھی باطل و خراب کردیے اور تمام طلسم تمہارے تصرف و تصرف مین آگیا اور لوائے طلسم کشائی فلک پر پہونچا
اور جنگ جادو کو کہ وہ تمہارا علاقہ سے جان و دشمن ایمان تھا قتل و ہلاک کیا ہم اہالیان طلسم سے کیا سلوک کیا چاہتے ہو اور
اب کیا طلسم مین باقی ہے جبکہ تم خواستگار ہو کل مال و متاع طلسم جسکا شمار و حصر کا انسب قدرت کے دوسرے سے نہین ہو سکتا
وہ تم لیچکے اور ابھی تک تمہارا دست طمع دراز ہی مقتضا انسان کو طمع نہین چاہیے — مصرعہ

بدوزد طمع دیدہ ہوشمند

ای ولاوران دوران و خسروان عالم اب مصلحت وقت یہی ہے کہ اب تم جتنے کا ان باقی ماندہ کے خون ناحق سے درگذرو اور اپنے ملک کو
چلے جاؤ اور کسی کے دین و آئین سے متعرض نہو جسقدر طبقات طلسم خراب ہو گئے ہین اسپر اکتفا کیجاوے اور باقی مراحل طلسم سے
دست بردار ہو مین تمسے وعدہ کرتا ہون کہ جسقدر زر و جواہر اور دولت و مال کہ اسوقت تک خزانہ سرکار مین باقی رہگیا ہے اسمین سے آدھا
حصہ تمھین دونگا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ کسی وقت خاص مین تمہارے کام آؤنگا اگر تم میرے کہنے کو مانو گے اور اقرار
وعہد کو منظور کروگے تو خیر ورنہ یاد رہے کہ لقا کہ شان شفقت نسبت پیش آؤنگا تم جانتے ہو کہ مین بھی بادشاہ عالیجاہ ہون سے شاہ

ہفت کشور کی میرے سامنے کوئی وقعت نہین ہی اور سپاہ جرار آتش بار بھی میرے پاس بیشمار ہی میری فوج ظفر موج مثل
قطرات باران اور ریگ بیابان کے ہی اگر ہم فقط گھوڑون کی باگین تمھاری طرف اٹھا وینگے تو تم خاک سم اسپان سے اڑ
جاؤ گے اور اپنی کل فوج کو حکم دیا کہ مقابل لشکر صاحب قران اکبر طلسم کشا خیمہ زن ہوا اور یہ بھی لکھا کہ ہماری فوج تمھارے
مقابلے مین خیمہ زن ہے دیکھ لو حاجت بیان نہین ہی۔ مصرعہ

آنرا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان

اے بہادر تم خود اپنے دل مین انصاف کرو کہ فی الواقع اگر صاحب قران روزگار اور اپنے زمانے کے رستم اور اسفندیار بھی ہو
تو پھر کہانتک تم اکیلے لڑوگے کیا جان رکھتے ہو دیوان خونخوار و جنیان خنجر گذار کہ ہر ایک مثل شیر مست و شیر نیستان ہی
کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو کبھی بیہودہ پریشان ہوگے تمھاری خیرخواہی و دور اندیشی سے کہا آئندہ اختیار ہی تو دانی و کار تو

شعر

گفتم آنچہ حق بود گفتستم تمام | تو دانی دگر بعد ازین و السلام

قصہ کوتاہ جسوقت یہ تحریر نامہ پر از قوت شاہ پر تدبیر صاحب قران اکبر گردون سریر کے حضور مین پہونچی شہزادہ کا چہرہ
آتش غضب سے سرخ ہوگیا اور قہر سلطانی نے جوش مارا قلمدان و کاغذ طلب فرمایا اور خود بدستخط خاص سے یہ جواب لکھا کہ
اے کوتاہ اندیش و بد کیش کیا یاوہ گوئی کرتا ہی کہ شاہنشاہ کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ لکھتا ہی زیادتی مال و اسباب
و کثرت فوج سے ڈراتا ہی او گیدی تو یہ نہین جانتا کہ اس طلسم مین جسقدر مال و اسباب امانت رکھا ہی وہ کسکا مال ہی علاوہ
اسکے ہم تجھ سے پوچھتے ہین تیرے پاس کتنا مال جمع ہوگا جسے تو ہماری نذر کرنے کو کہتا ہی اور اگر تو نے مال مین سے اپنے
نصف حصہ دیا تو خیر مگر تیری دختر رشک قمر ہی جسکو ہمارے تصرف مین آئی ہی اسکا نصف حصہ کسطرح کریگا لعنت خدا تجھپر اور
تیرے پیر پر او گیدی بڑا تو بیحیا و سخت بیغیرت ہی اور جو تو نے فوج و لشکر کے بارے مین کہا تو ہمارے پاس آگے کب
لشکر تھا اور ہم اپنی فوج و لشکر کی کرتے ہی نہین نہ ہمکو حاجت فوج کی ہی او نابکار فوج اطراف و جوانب سے فراہم کر
لایا اس سبب سے ہمکو دھمکاتا ہی او مردود ازلی یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ ہم فقط اپنے پروردگار کے فضل و کرم پر تکیہ
کیے ہین ہمکو ہمارے خالق نے اقبال صاحبقرانی عطا فرمایا ہی ہم ان چند نفر کو اپنے قوت بازو سے ایک ساعت مین درہم
و برہم کر دینگے ہم اس فوج کو مردان تماشہ سے تصور کرتے ہین انکو ہم کب خیال مین لاتے ہین ہمارے واسطے ہمارے
پروردگار عالم کی مدد کافی ہی کیا تجھکو یاد نہین کہ سینے دامنہ کوہ زاغان پر تن تنہا بزور قوت بازو سے صاحبقرانی تیرے
دیوان کوہ پیکر اور پہلوانان ہیلتن کو تباہ و برباد کرکے خاک و خون مین ملا دیا وہی ہم ہین یا کوئی اور اس تیرے لشکر کی حقیقت
کیا ہی ایک آن واحد مین مثل مور و مگس کے نابود کر دونگا مگر ہان اگر تو دین اسلام قبول کرے تو البتہ مین بھی تیری درخواست
منظور کرونگا اور شمشیر دشمن شکار سے بھی نجات ملیگی اور تجھسے پھر کسی طرح کے تعرض کی ضرورت باقی نہ رہیگی اور اگر یہ

منعقد ہو تو ہوشیار رہو تلوار کھینچ مقابلہ کو آ غرض لاقوت شاہ کے پاس جب یہ پیغام و جواب دندان شکن پہونچا بیہوش ہو جاتے رہنے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا آخر نہایت غصہ میں آ کے طبل جنگ بجوا دیا جسوقت صدا سے کوس حربی دلاوران تہور شعار کے کان میں پہونچی ہر ایک مستعد جنگ ہو کے امیدوار اجازت میدان کا ہوا صاحب قران اکبر فلک قدر نے جنگ کا حکم دیا۔

شعر

ز نقارہ آواز آمد بروں ❊ کہ دولت دولت گردوں دوں

طبل زرمی کوس حربی کی صدا سے کوہ لرزاں تن کے تمام بزدلوں کو بھاگنے کی فکر پیدا ہوئی۔

روز دیگر کین جہان پر غرور ❊ یافت از سر چشمہ خورشید نور

وہ رات طرفین کو درستی بیابان میں گذری صبح کو جب خسرو فلک در تخت نیل گون پر جلوہ آرا ہوا ادھر میدان رزم خس و خاشاک سے پاک صاف ہوا اور صفوف عساکر طرفین آراستہ ہو کے ابتدا کے پہلے لاقوت شاہ کے لشکر سے سقلوت نامے پہلوان پیلتن کہ جو قوم جن سے تھا اور اپنی قوت و زور کے آگے رستم و افراسیاب کو کچھ نہ جانتا تھا لاف زنی کرتا میدان مصاف میں آیا اور لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا۔ اسطرف افسر جنی بہادر نے جبریا قوت اپنے برادر خورد آقمر جنی کو دا کے کیا اور صاحب قران اکبر سے رخصت طلب ہوا سقلوت نے افسر کو دیکھ کے کہا اے افسر تیرے حال پر مجھے کمال تاسف معلوم ہوتا ہے کہ تیری مفت جان شیرین ہلاک ہو جا ئیگی کہ تو مجھ سے دلیو سیرت کے مقابلہ کو آیا ہے آگاہ ہو کہ میری شمشیر شمشیرگیر کی ضرب کا متحمل ہونا اب تیرے حق میں بہتر یہ ہی کہ جبریا قوت مجھے دے کہ میں لاقوت شاہ کی خدمت میں پیش کروں اور تیری جان بخشی اسکے صلہ میں کرا کے درخواست کروں اور افسری لشکر لاقوتی سے دلوا دوں ورنہ یاد رکھ کہ اول ہی ضرب میں تیرا کام تمام ہوگا

افسر تہور شعار و دلاور میدان نے جواب اسکا دیا بیچ آنم و معرہ بیت

نبرد دلیران نکجا دیدہ ❊ ہمین ذلیشتن را پسندیدہ

یہ زبان بیہودہ یا زہ بکواس میں تو ایسا نشہ دلاوری رکھتا ہی سقلوت ایسا جواب تلخ سنکے مبہوت ہوگیا شمشیر دو دمی میان سے نکالی اول دونوں بہادروں میں دو چار ہاتھ تلوار کے چلے آخر افسر جنی نامدار نے ہو شدہ کرکے حملات پی در پی کے اس کافر کے دست نجس سے تلوار چھین لی اور سقلوت نابکار کو ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ میں دو ٹکڑے کر دیا لاقوت شاہ نے اس ملعون کا جہنم واصل ہونا دیکھا ایک آہ سرد و سوزناک سینہ ناپاک سے کھینچی اور کہا لعنت بکار ابلیس پر سعاق پہلے ہی فال بد اور بدشگونی ظاہر ہوگئی اب دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی اسی وقت ہفا قرنی نامدار کہ مسلمان ہو چکا تھا اور شرف ملازمت سے اقبر شاہ جنی کے مشرف ہو چکا تھا لیکن بمصلحت تقیہ کے لشکر میں موجود تھا بیک ساتھ آیا اور عرض کیا کہ اے لاقوت شاہ اسوقت تمنے عجب لطف کی بات کہی آفرین صد آفرین مرد عقلمند صاحب انصاف ہو تو ہی کہتے ہیں واقعی ابلیس لعین نہایت حرامزادہ ہرزا اور نا اتفاق وہ مردود ازلی راندۂ درگاہ لم یزلی اگر میرے ہاتھ لگجاتے تو استقدر پاپوش کاری کروں کہ ناک سے کھینچا سر گاڑ کر دوں لاقوت نے

یہ کلمات سُنکر نہایت ہی شرمندہ ہوا اور حیرت زدہ ہماز کی طرف بنظر قہر دیکھا اور کہا او نابکار عیار یہ کیا بکتا ہی یعنی خداوندی کی
نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی تو غضب و قہر خداوندی سے نہیں ڈرتا ہماز نے کہا ای بادشاہ یاد کیجیے اس طرح کا
طعام نوش فرمایا معاذ اللہ کہ اسیری کیا مجال و قدرت ہی کہ میں بادشاہ کے خاصہ کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھوں ای بادشاہ
عادل اسیر بیسبب کیا قصور ہی جب آنکو صدمہ عظیم اُس سے پہونچا تب ابلیس کی شان میں کلمہ بد زبان سے نکلا اگر خوش طبعی سے
کوئی لفظ میری زبان سے نکلی تو کیا گناہ کی بات ہی لاقوت نے کہا او مردک یہ صحیح ہی کہ اُسوقت حالت غم و رنج میں یہ کلمہ بیساختہ
نکل گیا مگر تو نے ایک عبارت کے ساتھ بیان کیا اُسکے کیا معنی ہماز نے کہا حضور آزردہ نہوں عیاران ظریف طبع ہمیشہ بادشاہوں
کے سامنے مذاق کرتے ہیں اور رؤسا کی خدمت میں گستاخ رہا کرتے ہیں اور بادشاہ اُنکے ناز بردار رہتے ہیں اور اسی پر انعام و اکرام
پایا کرتے ہیں لاقوت شاہ اس جواب معقول کو سُنکر خاموش ہو گیا قصہ کوتاہ افسر جنی کے ہاتھ سے سقلوب قتل ہوا اسکے بعد بارہ
پہلوان رستم توان لشکر لاقوت سے افسر جنی دلاور کے مقابلہ کو گئے اور اُس دلاور دوران نے تا شام اُنکو بھی تہ تیغ کیا غرض
وہ بارہ پہلوان زخمی و ہلاک کیے گئے اس حال پر ملال کو دیکھکر وہ مغرور و متکبر لاقوت شاہ کو تھا جاتا رہا۔ ہماز جنی لاقوت شاہ
کے پہلو میں کھڑا تھا اُس ظریف طبع نے بے اختیار اپنا عمامہ عیاری سر سے اُتار کے اسطرح زور سے اچھالا کہ لاقوت کا تاج اُسکے
فرق سے نیچے گر پڑا ہماز نے بآواز بلند پکار کے کہا سبحان اللہ ای یارو یہ ظلم کن آنکھوں سے دیکھا جائے کہ ایک مفلوک و
مجہول الاحوال نے بارہ پہلوانان زبردست کو تہ تیغ کیا اور کوئی بندۂ ابلیس یا خود ابلیس اُسکا مو سے پیچیدہ نکرسکا میرے
تو ہوش و حواس جاتے رہے کہ ایسی ذلت فاش اپنے بادشاہ کی کسطرح دیکھوں اور لوگوں کی زبان سے بد گوئی سنوں کبھی نہوگا
لاقوت شاہ نے کہا ای بدبخت یہ کیا تیری حرکت نالائق ہی کہ ایسے وقت میں تجھکو خوش طبعی سوجھی ہی او بے ادب تجھے میرا کچھ
پاس و لحاظ نہیں کوئی ملازم بھی اپنے آقا کے ساتھ ایسی گستاخی کرتا ہی کہ جیسے تو نے میرے ساتھ کی کسی بندۂ ابلیس نے
خداوند ابلیس کو اس بے ادبی و گستاخی سے نہ یاد کیا ہوگا کہ جس طرح تو دشنام مغلظ صاف و صریح خداوند کو دیتا ہی
اور کوئی ہوتا تو ابھی قتل کرتا مگر کیا کروں مجبور ہوں کہ تو نمک خوار قدیم ہے اب بھی خداوند کی جناب میں توبہ و استغفار
کر کہ خداوند ابلیس تجھپر مہربان ہو جاوے ہماز جنی نے کہا ای لاقوت شاہ سچ تو یہ ہی کہ تو نہایت بیوقوف ہی ورنہ ایسے
سخنان نامعقول زبان سے نکالتا ای لاقوت تو کیا کہتا ہی کون خداوند اور بندہ کسکا۔ میں تو دونوں کو راندۂ درگاہ باری جانتا
ہوں اور تمھارے خداوند پر لعنت کرتا ہوں میں اول ہی سے تم سے کہ چکا ہوں کہ اس واقعہ ہولناک کے دیکھنے سے میرے ہوش
و حواس بجا نہیں ہیں کہ مجھکو نیک و بد میں تمیز ہو میں تو اس حرکت سے خود ایسا از خود رفتہ ہوں کہ مثل دیوانوں کے باتیں
کرتا ہوں سمجھ بوجھ کی بات پایۂ اعتبار میں نہیں ہی اس میری حرکت کو معاف فرمایئے گا بادشاہوں کو کبھی ایسے بھی معاملات
پیش آیا کرتے ہیں کچھ تعجب کا امر نہیں ہی القصہ لاقوت شاہ نے قریب شام کے طبل بازگشت بجوا دیا اور خود اپنے خیمہ
تکیہ گاہ میں آیا اور لشکر طرفین اپنے اپنے مقام پر واپس آئے لاقوت شاہ نے اُس روز تمام شب آرام نہیں کیا صبح

وافسوس ہی مین وہ رات تمام گذری اور تمام شب آہ کے نعرے بار اکیا کبھی برگشتگی بخت پر اور گاہے شومی طالع پر اپنے رویا کیا
آخر بمجبوری دوسرے روز طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی پہلوانان کوہ شکن بھی خواب کسل
سے بیدار ہوئے بازار فتنہ و فساد گرم ہوا ہر ایک مین چلا عازم رزم ہوا اس اثنا مین خسرو خاور نے دریچہ مشرقی سے سر نکالا
ادھر لشکرون مین صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف جدال و قتال لاقوت شاہ کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان
افلاس جنی نام میدان مین آیا اور افسر جنی سے مقابلہ کیا بعد حملات و ضربات کے افسر جنی نے افلاس جنی کو داخل
درک اسفل السافلین کیا بعد اسکے متلاس کافر بھی جہنم واصل ہوا اور چھوٹا بھائی اس متلاس کا کہ سرگروہ پہلوانان لاقوت شاہ
کا تھا رزمگاہ مین آیا اور تا دیر جنگ مردانہ کرتا رہا آخر پانچوین ضرب مین افسر جنی کو زخمی کیا بعد اسکے لشکر اسلام سے ملک
نصیرون دلاور فوراً جنگگاہ مین پہونچا اور حریف سے مقابل ہوا۔ پہلے رد و بدل ہوئی آخر ملک نصیرون نے اس کافر کے
بند کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا اور گرد سر کے چرخ دیا اور اس زور سے زمین پر دے مارا کہ قعر زوال ہوگیا لاقوت شاہ نے
حالت اضطراب و پریشانی مین کہا یارو عجیب حیرت کا معاملہ ہے کہ ہمارے لشکر کے پہلوان قتل ہوئے جاتے ہین اور لشکر اسلام
کے پہلوان کی یہ صورت ہے کہ اگر شاید کوئی مغلوب بھی ہوا تو وہ بھی مجروح ہو کر زندہ و سلامت لشکر مین چلا گیا یہ فقط اپنی
بداقبالی اور بدافعالی ہے کہ دو روز کی میدان داری مین کسقدر پہلوانان نامی و گرامی قتل ہوئے جس جنگ کا آغاز ایسا ہو
اسکا انجام کیا ہوگا ہماز جنی نے کہا اے بادشاہ لاقوت شاہ اس بیغیرتی سے یہ خادم تنگ آگیا آخر یہ کریگا کہ آجکل مین جو کوئی
صورت معقول ظہور مین آئی تو خیر ورنہ یہ امر ہوتا ہے کہ خداوند ابلیس مردود ازلی کی صورت نحس کو میدان معرکہ مین لا کر اسقدر
کفشکاری کریگا کہ صورت بگڑ جائیگی تب تو انفعال ہوگا اور ہماری مدد و کمک کریگا تب لاقوت شاہ نے کہا او کج فہم بیہودہ
دیکھ مین کس آفت مین مبتلا ہون او ظالم خوش طبعی کا بھی ایک وقت ہوا کرتا ہے اور یہ ممکن نہین کہ ابلیس ہمارے درد مین شریک
ہو اور ہماری مدد نہ کرے ہمکو ہر ایک طرح کی اسکی ذات سے امید و توقع ہے ہماز نے کہا وہ خانہ خراب کیا کر سکتا ہے
مین اسکے قول و فعل کا اعتبار نہین جانتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابلیس لعین کی کیا مجال و قدرت ہے کہ کسی کی مدد کرسکے یہ
منحصر بذات وحدہ لاشریک ہے کہ وہ اپنے بندون کی ہر حال مین اپنی قدرت کاملہ سے مدد کرتا ہے اور کوئی مشکل ایسی نہین ہے کہ
جو آسان نہ کرے۔ الغرض بعد قتل ہونے متلاس کے لاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوایا اور خود اپنے خیمہ مین چلا آیا اور
عالم غم و الم مین دو روز تک پڑا رہا اور جنگ موقوف رہی تیسرے روز پھر بنا جاری تمام طبل جنگ بجوایا اور بعد صف آرائی لشکر گنجار
بن گنجور میدان جنگ مین آیا اور بعد رجز خوانی کے حریف طلب کیا ملک افسر جنی نے باوجودیکہ زخمی تھا اجازت میدان چاہی
صاحبقران اکبر فلک قدر نے اجازت نہین دی اور فرمایا اے ملک تم اس زخمداری مین کیون تکلیف کرو۔ ابھی تو پہلوانان
صف شکن موجود ہین علاوہ اسکے ابھی میری بھی رزمگاہ مین جانے کی نوبت نہین آئی ہے اے بہادر اب تم چندے آرام کرو
کہ یہ زخم بدن تمھارے اچھے ہو جائین پھر اختیار ہے ملک نصیرون نے کہا اے دلاور دوران ابھی تو مین تمھارا قوت بازو

موجود ہون تم کیون زحمت اٹھاؤ مین بفضل وکرم یزدانی تمام سگ و خوک کو خاک و خون مین ملا دونگا یہ کہا اور خود میدان
جنگ مین داخل ہوا اور اُس ناپاک کو واصل جہنم کیا اسیطرح شام تک دس نفر پہلوانان بیابان و جلیان آہن بدن
کو یکے بعد دیگرے قتل ومجروح کیا اور آپ بخیر وعافیت صحیح وسلامت اپنے لشکر مین داخل ہوا صاحب قران اکبر نے
چند خوان زر واسطے تصدق کے منگائے اور فقرا ومساکین کو تقسیم کیے دوسرے وقت صبح کو پھر صف آرائی ہوئی اور سہلاج
دیو کہ زبردست ترین دیوان طلسم سے تھا غضب آلود رزمگاہ مین آیا ملک نصیرون دلاور مقابلہ کو اُس دیو کوہ پیکر کے
آئے ہر چند صاحب قران اکبر نے واسطے مقابلہ اُس دیو کوہ پیکر کے منع فرمایا اور کہا آج ہم اس کافر کا مقابلہ کرینگے مگر نصیرون
دلاور نے نہ مانا اور مثل شیر غضبناک اُس دیو کے مقابلے کو آیا اور بکمال مردانگی وشجاعت رجز ادا کیا اور تیغ زنی شروع کردی
سہلاج حرامزادے نے ایک وار دار شمشاد کا نہایت زور سے نصیرون دلاور کے شانے پر لگایا نصیرون اس ضرب کے
صدمہ سخت سے بیہوش ہوگیا اور گھوڑے سے طرف زمین معرکہ کے گر گیا سہلاج حرامزادہ قہقہہ مارکے ہنسا اور چاہا کہ
اُس مرد مومن کا کام تمام کرے ناگاہ گوشہ صحرا سے ایک نقابدار نیزہ بدوش سرخ پوش پیدا ہوا اٹھائیس ہزار سوار جرار و
آتش بار کی جمعیت ہمراہ رکاب تھی مثل غضب الٰہی اُس میدان کارزار مین پہونچا اور سہلاج دیو کے مقابل ہوا اس اثنا مین
عیاران لشکر اسلام ملک نصیرون دلاور کو میدان جنگ سے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیگئے ادھر نقابدار سرخ پوش نے اُسکے
مقابل آکر ایک نعرہ رعد آسا ایسا مارا کہ تمام میدان کین لرز گیا کہا باش او دغا شعار مین تیرا ملک الموت آپہونچا جبتک
وہ دیو ہوشیار ہو نقابدار نے بچستی و چالاکی دار شمشاد اُس دیو بدنہاد کے ہاتھ سے چھین لیا اور کہا روک ضرب غلام حیدر کرار
یہ کہکر جوا ایک ضرب شمشیر آبدار کمر پر اُس نابکار کے لگائی بس فوراً برابر دو حصے ہوگیا لاقوت شاہ اس واقعہ جانگداز
ہوش ربا کو دیکھ کے مثل بید کے لرز گیا اور زار زار رونے لگا ہمارا چنچی عیار وقت کا منتظر تھا اُس عیار نامدار نے ابلیس کے
پیکر طلائی کو بغل سے نکال کے میدان مین نصب کیا پہلے سب لوگون کے دکھانے کو کیا بعدہ سہلاج دیو قتل شدہ کے پاؤن
پاپوش لیکے خوب پاپوشکاری پیکر ابلیس پر کی اور کہا او مردک لعنت خدا تجھپر اور تیری خداوندی باطل پر کہ اپنے بندگان
خاص کو قتل کرادے اور تو اپنے معتقدین کی بیکسی مین کام نہ آوے ایسے وقت مین تو غافل ہوگیا لہذا تو مستحق کفشکاری کے
ہوگیا ہمارے نے جو یہ کلمات کہکے کفشین لگائین لاقوت شاہ ہمارا کی اس حرکت گستاخانہ سے کمال غضبناک ہوا اور کہا اے
بے ادب تجھکو ہر چند ممانعت کی لیکن تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا مجھکو خود ہی ایسی ذلت فاش ہوئی ہے کہ مین گویا زندہ درگور
ہون طلسم کشا میرا عدو سے جان اس حرکت پر مضحکہ کرتا ہے اور تجھکو کچھ خیال نہین ہے تو اپنے فعل نالائق ونامعقول کو خیال نہین
کرتا او خداوند کو رسوا کراتا ہے او ظالم خداوند ابلیس آج ہماری مدد او کمک کو نہ آوین یہ ممکن نہین اور جو بالفعل وہ نہ بھی آوین تاہم
گلہ نہ اُنکی ذات سے ہونا چاہیے خاطر جمع رکھو کل وہ ضرور آوینگے اور جو خداوند ہمسے بے اعتنائی کرین تو اُن کی
خداوندی مین فرق نہین آسکتا بندگان خاص کو چاہیے کہ کسی صورت مین بد اعتقاد نہون دوسرے یہ کہ خداوند کی کیسی ہی غفلت

سے انجام بد ہو لیکن آخر نتیجہ نیک ہوتا ہی تو دیکھہ لینا کہ یہ سب دشمن ابلیس آن واحد مین برباد و تباہ ہو جاوینگے اور ہم بندگان خداوند
نقارۂ شادمانی بجاوینگے اور جو ہمارا وقت موت ہی آپہونچا ہو تو مجبوری ہی لیکن ہم اسپر بھی راضی ہین اسواسطے کہ خداوند ابلیس کی ضیافت مین
سے بچ رہینگے تو وہ ہمکو اس موت کے بدلے کسی اچھی صورت مین پھر پیدا کریگا اور منصب اعلی دیگا خداوند ہر وقت ہمارے حال کو
دیکھتا ہی اور دانستہ چشم پوشی کرتا ہی خیر کچھہ مضائقہ نہین ہی اے ہمانہ ہمکو یہ تیری حرکت بیجا خداوند کی نسبت کبھی خوش نہین معلوم ہوتی
بلکہ ازحد ناگوار ہی اور عجب نہین ہی کہ تجہپر قہر و غضب نازل ہو ہمانہ نے کہا اے بادشاہ اگر قہر خداوند باطل اپنے بندۂ خاص پر نازل
ہوگا تو مین بطور تبرک تھوڑا تھوڑا سب بندگان خداوند پر تقسیم کردونگا اور مین اپنے حصہ کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کردونگا
اسواسطے کہ تحفۂ خداوند سے بادشاہ کی خدمت مین بھی حصہ ضرور بالضرور پہونچنا چاہیے ورنہ بے انصافی ہوگی اے لاقوت شاہ
بادشاہ تم مجھکو ہر گھڑی حق و ناحق تنبیہ و تاکید کرتے ہو یہ نہین جانتے کہ ہر شخص اور ہر بندۂ خاص خداوند سے عقیدہ نیک
رکھتا ہی اور اپنے خداوند سے فریاد کرتا ہی خواہ طلب مراتب کرتا ہی و یا راز و نیاز کی باتین کرتا ہی تجھے اس امر مین دخل کیا ہے کہ
تمہارا خداوند باطل ہی اور میرا خداوند برحق ہی اس صورت مین عبد و معبود سے جو حرکات راز و نیاز ادا ہوتے ہین
اسمین دوسرے کو کیا دخل اور کسی کی کیا قدرت و مجال ہی جو کوئی دخل دیسکے مین جو چاہتا ہون خداوند کو کہتا ہون خداوند
جو چاہے مجھے کہے کسی کو کیا مین بخوبی خداوند کی عادت سے آگاہ ہون کہ خداوند ہمیشہ سے اس حرکات مضحکہ سے نہایت
خوش ہوتا ہی اسلیے کہ خداوند بھی خوب جانتا ہی کہ یہ بندہ میرا ظرافت مآب گستاخ و عیار طرار ہی لہذا مجھ سے کبھی بے ادبی اور
گستاخی کرتا ہی میری اس زبان درازی سے کبھی بدمزاج کبھی نہین ہوگا آزردگی کیسی بلکہ باعث خوشی خداوند ہوگا اور اے بادشاہ
اگر تو میری اس شوخی طبع سے ناراض ہی تو مجھکو جواب دیدے اسی وقت سے یزدان پرستون کے لشکر مین چلا جاؤنگا اور
خداوند سے جاکر تمہاری شکایت ضرور کرونگا لاقوت شاہ نے کہا اے ہمانہ میرے نزدیک بہتر اسلیے کہ وہ خداوند ہی اسکے ساتھہ
زبان آوری کرنا اچھی نہین شاید کوئی صورت بد پیدا ہو جاسکے اس خیال سے چند کلمات نصیحتاً کہے اب تجھے اختیار ہی خداوند
تجھے اس گستاخی کی سزا دیگا تجھکو کیا اب مین کبھی تجھکو مانع نہونگا تجھے کسی کے افعال و اعمال سے کیا علاقہ جیسا کریگا ویسا پاویگا
ہمانہ نے کہا ہان یہ درست کہا اگر تمکو میرے افعال سے کچھہ سروکار نہین ہی تو پھر تمہارے سرداران فوج کیون مجھہ سے مزاحمت
کرتے ہین تم انکو بھی منع کردو کہ کوئی میرے حال سے متعرض نہو مین جو چاہتا ہون وہ کرون کیا سبب کہ ہر شخص کو اپنے خداوند سے بعنوان خاص
تقرب حاصل ہی بس جسکو جیسا تقرب حاصل ہی وہ اسی طرح کی باتین کرتا ہی اور مین یہ خوب جانتا ہون کہ خداوند ابلیس حرکات مضحکہ سے
خوش ہوتا ہی ناخوش ہماری حاجت روائی ضرور کریگا اے لاقوت شاہ تم ناحق میرے حال سے متعرض ہوتے ہو اور سرداروں کو تاکید
کرتے ہو اس سے کوئی فائدہ نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا کہ جب مین تیرے حال و افعال سے متعرض نہونگا تو کیونکر سرداران لشکر کو
مزاحمت کرنے لگا تجھے اپنے قول و فعل کا اختیار ہی الغرض اسی رات کو لاقوت شاہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ادھر لشکر اسلام
سے بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی علی الصباح لشکر طرفین صف آرا ہوئے اور ہر بھوت بیابانی نامی ایک دیو پیل تن مغرور

دستگیر لاقوت کے حضور واسطے اجازت حرب کے آیا اور لاقوت شاہ سے رخصت لیکر مثل فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا رزمگاہ
میں آیا اور حریف سے نبرد کا طالب ہوا اُس روز بھی ایک نقابدار سیہ پوش دیوان کفار کے مقابلہ کو گوشۂ بیابان سے ظاہر
ہوا اور اُس دیو وحشی مزاج کے مقابل ہوا صاحب قران اکبر نے افرجنی سے فرمایا وہ دلاور اگرچہ اس نقابدار کی وضع و اطوار
سے از سر تا پا بوئے محبت و دوستی آتی ہے مگر اُنکے حالات سے مطلق اطلاع نہیں ہے کہ یہ کون بزرگوار ہیں کہ ہماری امداد کو میدان جنگ
میں تشریف لائے اور واسطے حرب و ضرب ہماری اپنے سر پر بلا لیتے کبھی بندگان خدا ہوتے ہیں افرجنی نے کہا اے شہریار
دولت مدار حضور اسقدر تشویش نہ فرمائیں مطمئن رہیں یہ بھی کوئی ساکنان طلسم سے حضور ہی کے تابعین سے ہونگے آخر میں حال انکا
معلوم ہو جائیگا پوشیدہ نہیں رہیگا کس واسطے کہ ساکنان طلسم دو فرقے ہیں ایک ابلیس پرست دشمن طلسم کشا اور دوسرے یزدان پرست
گروہ سلیمان صاحب قران اکبر سے قبلہ و کعبہ سمجھ کے ابلیس پرست سے دشمن جانی طلسم کشا ہیں اسی طرح یزدان پرست
فدایان و جان نثاران طلسم کشا ہیں کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ نقابدار بھی اُسی گروہ سے ہو جو کہ نام طلسم کشا پر جان دیتے ہیں
الغرض نقابدار سیہ پوش مرکھوٹ دیو سے جنگ مردانہ کر رہا تھا اور داد مردانگی دے رہا تھا دوست و دشمن دونوں
تحسین و آفرین کر رہے تھے ناگاہ اثنائے جنگ نقابدار پر پشت نہنگ کی ضرب لگی لیکن زخم خفیف آیا مگر باوجود زخمی ہونے کے
اُس نقابدار بہادر دوران نے مرکھوٹ دیو کے کمربند میں ہاتھ ڈال کے اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ وہ دیو نابکار زمین
سے بلند ہو گیا پس فوراً نقابدار نے تیغ خونخوار سے ہاتھ پر تھام لیا اور گردش دیکر دے کر زمین پر دے مارا اور وہ روسیاہ سانس
بھی نہ لینے سکا سیدھا راہی سقر ہوا اس زور دست اور دلیری پر ایک غل واہ واہ کا لشکر اسلام سے بلند ہوا اور نقارہ شادیانہ
بجنے لگے پہلوانان لشکر اشرار کے ہوش باختہ ہوئے صاحب قران اکبر نے بھی طاقت و قوت نقابدار سیہ پوش کی حد
سے زیادہ تعریف فرمائی لاقوت شاہ اس واقعہ کو دیکھ کے حیرت زدہ مثل تصویر سکوت میں کھڑا تھا کہ یہ مرکھوٹ دیو
سپہ سالار لشکر کا حال مرکھوٹ دیو دیکھ کر غضب میں آیا اور پہلوانان لشکر کو حکم جنگ مغلوبہ دے دیا اور سر زور دلیر بکار لایا
نیزہ دار و ہوشیار ابرو بہادران لشکر نے اُس نقابدار نامدار کو چاروں طرف سے گھیر کے مار لو چارہ راہ فرار بند کر دو اسے زندہ
و سلامت نہ چھوڑو دلاوران لشکر مثل مور و ملخ کے حربہائے مختلف لیے ہر چہار طرف سے نقابدار دلاور دوران پر حملہ آور ہو
اُس وقت کے ہنگامہ کا حال کیا بیان کیا جائے گیر و دار و بزن و بکش و بگیر کی آوازوں کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا گھوڑوں کی ٹاپوں
غبار سے از زمین تا آسمان گرد تھی ایک کو دوسرے کی شکل نظر نہ آتی تھی اس طرف لشکر اسلام سے نقابدار مشتعل ہو کر پس
نامدار و نقابدار سیہ پوش مثل شیر غضبناک کے حریف پر حملہ آور ہوئے اور نیزہ کو سیدھا کر کے دس دس پہلوانوں کو
اُٹھا لیا اور پیچ دے کر زمین پر دے مارا ادھر صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی لشکر اسلام کو واسطے کمک نقابدار دلاور
کے حکم دیا۔

	دو لشکر بیک دیگر آمیختند		قیامت زگیتی برانگیختند	

بلکہ خود صاحب قران اکبر فلک قدر نے بھی اس ہنگامہ کو دیکھ کر نقابداروں کی امداد کا قصد فرمایا اور دلیرانہ و مردانہ با تیغ دیو کش و نیزۂ دشمن شکار کفار و اشرار کے انبوہ پہ حملہ آور ہوئے اور بازار قتال و جدال کو گرم کر دیا جس طرف وہ ہژبر بیشۂ شجاعت حملہ کرتا تھا خرمن حیات کو اُن اشرار کے آتش شمشیر آبدار سے جلا کر خاک سیاہ کر دیتا تھا۔ بیت

بہر جا کہ شمشیر او کار کرد	یکے را دو کرد و دو را چار کرد

القصہ اسقدر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی اور ہنگامۂ قیامت کبرے برپا ہوا کہ بجز صدائے چقاچاق شمشیر کے دوسری آواز کان میں نہ آتی تھی اور وہ میدان کارزار مثل لالہ زار زخمیوں کی کثرت سے معلوم ہوتا تھا سروں کی بارش ہو رہی تھی لاشوں کا انبار تھا گھوڑے بے سوار دوڑ رہے تھے زخمیوں کو روندر ہے تھے ایک سمت نقابدار سیہ پوش قیامت کر رہا تھا دوسری طرف نقابدار سرخ پوش حشر کا عالم دکھا رہا تھا ادھر صاحب قران اکبر فلک قدر پہلوانان تہمتن کو قتل کر رہے تھے

جنگ مغلوبہ لشکر لاقوت بداختر کی اور حملہ آوری صاحب قران اکبر کی مع نقابداران والا گوہر کے



غرض یہ حال تھا کہ باپ کو بیٹا بیٹے کو باپ بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا چونکہ لشکر اسلام بہت قلیل تھا اور سپاہ غنیم بدرجہا زیادہ تھی کہاں تک داد مردانگی دیتے اور دلاوری و تہوری کو کام میں لاتے نوبت باینجا رسید کہ حال لشکر اسلام دگرگون ہو گیا اور دلاوران لشکر اسلام اسقدر زخمی ہوئے کہ نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو ناگاہ قدرت خدائے قدیر و کارساز کی نمایاں ہوئی یعنے گوشۂ بیابان سے ایک تتق گرد عظیم ایسا نمودار ہوا کہ از زمین تا چرخ بریں ایک جا درگرد تھی جسوقت دامن اُس گرد کا پھٹا

بیس علم درخشان ظاہر ہوئے یعنے بیس ہزار سوار جرار و آتشبار جنگ آزما معرکہ آرا اور ان ڈالون مین سپرین دوش پر نیزے ہاتھون مین تیر و کمان کاندھون پر تمام زیور جنگی سے آراستہ عربی گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین ایک نقابدار سرخ پوش آگے آگے فوج کے اسپ صبادم پر سوار گھوڑے کو چمکاتا نیزہ ہلاتا خیز اخیز چلا آتا تھا جب قریب کفار وہ فوج جرار پہونچی اور بیس ہزار کمانین کڑکین تمام فوج کفار تہ و بالا ہوگئی ادھر وہ نقابدار مثل برق تڑپ کر اس ہنگامہ دار و گیر مین در آیا اور اپنے لشکر ظفر پیکر کو حکم دیا کہ ہان ان کفارون کو گھیر کر مارلو اب شمشیر آبدار و نیزۂ خونخوار و گرز گرانبار سے کام لو بمجرد اس حکم کے وہ بیس ہزار سواران آتشبار ناحربہ ہائے مستعد و اُن کفار و اشرار پر حملہ آور ہوئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دوسرے گوشہ میدان یعنے شمال کی طرف سے گرد اُٹھی ... دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار منقش پوش بائیس ہزار سوار جنگی کی ہمراہی سے چلا آتا ہے اور جب قریب معرکہ پہونچا یکایک انھین نقابدار نے اپنی زبان مین ایک ایسی آواز دی کہ وہ فوج ظفر موج چار حصہ ہوگئی پھر وہ نقابدار دوسری بولی بولا وہ چارون حصہ فوج کے چار طرف سے لشکر کفار پر آپڑے تا اینکہ لشکر کفار پر راہ فرار کو تنگ کر دیا آخر اُن ملعونان بے دین پر اسقدر یورش لشکر جرار ہوئی کہ بالکل از خود رفتہ ہوگئے اور ہر چار طرف سے چارون نقابداران نامدار نے ہنگامہ جدال و قتال گرم کیا عجیب ہنگامۂ کارزار و معرکۂ پیکار تھا گویا نمونہ قہر کردگار تھا یہ ہنگامہ واقعی کبھی نظر پیر فلک سے بھی نہ گذرا ہوگا اُسی معرکۂ دار و گیر مین صاحب قران اکبر عالی شان جس طرف حملہ شیرانہ و دلیرانہ کرتے تھے کشتون کے پشتے لگا دیتے تھے تا اینکہ اُس شیر بیشۂ شجاعت و دلاوری نے تنہا بیس نفر دیوان زبردست اور ساٹھ جنیان جنگ آزما طعمۂ نہنگ تیغ اجل کیے اور اسی صورت سے نقابداران سرخ پوش و سیہ پوش و سفید پوش و سبز پوش و منقش پوش نے یمین و یسار و قلب و جناح الیا زیر و زبر کیا اور اسقدر پہلوان تہ تیغ کیے کہ تمام لشکر کفار منتشر ہوگیا آتشی و خاکی دونون فی النار ہوئے اور لشکر ظفر پیکر صاحبقرانی بھی مستعدی تمام لشکر کفار تہ تیغ بیدریغ کیا اور متاع کفار و اشرار کو تاراج کر دیا اور آثار ہزیمت لشکر کفار کے بخوبی ظاہر ہوئے لاقوت شاہ نے جب دیکھا کہ حال لشکر نکبت اثر کا دگرگون ہوگیا اگر اسی طرح ایک روز یہ ہنگامہ حشر و نشر برپا رہا اور بازار موت گرم رہا تو کوئی متنفس ہماری فوج سے زندہ نہ بچیگا کیا عجب ہے کہ مین خود اسیر پنجۂ اجل ہو جاؤن اس سے بہتر یہ ہے کہ یہان سے بھاگ کر جان بچانا ضرور ہے اس ادھر کو لاقوت شاہ نے فرہنگ دانا سے بیان کیا کہ مجھے یہ خدشہ عظیم پیدا ہوا ہے فرہنگ کہ بجائے فرقوت دانا کے عہدۂ وزارت پر مامور تھا اُسنے یہ امر لاقوت شاہ سے سُنکے کہا اے بے وقوف یہ وقت صلاح و مشورہ کا نہین ہے جو تو مجھ سے مشورہ کرتا ہے اب کچھ حال بھی لشکر مین باقی ہے کہ جسکی مین تدبیر بتاؤن اور مشورہ دون جب مردم مضطرب الحال و پریشان خاطر زخمی و بیدل رہگئے ہین اب کوئی دم مین اُنکا حساب و کتاب بھی برابر ہوا جاتا ہے پھر نہ پائے گریز ہوگا اور نہ جائے فرار ہوگی لہذا اب بہتر یہی ہے کہ پا بسر نہادہ جہان تک بھاگا جائے بھاگ جائین۔ شعر

گریزی بہنگام و سر بر بجائے
بہ از پہلوانی و سر بر بپائے

قرین قیاس اور مصلحت وقت یہی ہو کہ جہانتک تجھ مین طاقت ہو اسکو بھاگنے مین صرف کر اور شہر عسکریہ مین جسطرح سے ہو سکے
پہونچ جا اور پہونچنے کے بعد شہر عسکریہ مین پھر سامان جنگ از سر نو درست کر کے آمادہ نبرد ہو ورنہ خوب جان لے کہ اب لشکر [illegible]
سے زیادہ قتل و غارت ہو چکا اور جو باقی ہو وہ مرنے سے بدتر ہو غازیان لشکر اسلام عنقریب اس بقیہ لشکر کو بھی تہ تیغ کیا
چاہتے ہین اور جسقدر کہ اسیر و دستگیر ہو گئے ہین نہین معلوم کہ ان بیچارون پر کیا گذر گئی جیتے بھی ہین یا مر گئے پھر بھلا کیونکر
فتحیابی کی امید ہو اور ڈر یہ ہو کہ یزدان پرستون کی ہر طرف سے کمک پر کمک اور مدد پر مدد چلی آتی ہو اور یہان کوئی امداد کرنیوالا
معلوم نہین ہوتا اسکو امداد غیبی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ور شاید جو تو بھی یہین اسیر پنجہ اجل ہو گیا تو پھر کہین ٹھکانا نہین رہیگا
بس پھر ہمیشہ کو یہ قصہ فیصل ہو جائیگا لاقوت شاہ کو راے فرسنگ کی نہایت پسند آئی اسی وقت میدان معرکہ سے گریز کیا
جسوقت اہل لشکر نے دیکھا کہ لاقوت شاہ لشکر سے گم ہو گیا اور کوئی سالار لشکر نظر نہین آتا بس ایکبارگی تمام فوج پراگندہ
حواس و پریشان خاطر ہو کر منتشر ہو گئی اسی بیہودگی مین اکثر معرض ہلاکت مین آ گئے اور جو کہ باقی رہے امان طلب ہوئے
بہادران لشکر اسلام بنصرت انجام تیغزنی و خونریزی سے باز آئے فتح و ظفر نے رکاب بوسی کی آفتاب صاحبقران اکبر
فلک قدر کو بوسہ دیا بہاز حبشی عیار نے اسوقت صاحبقران اکبر ذیشان کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر اول
اول مبارکباد فتح دی بعد اسکے ملازمت حاصل کر کے تمام سرگذشت اپنے یزدان پرستون مین جانے کی بیان کی اور جس طرح
سے کہ لاقوت شاہ کو عین میدان مصاف مین ذلت و خفت دی تھی وہ بھی بیان کی صاحبقران اکبر فلک قدر نے
تمام حالات سنکر ارکان دین متین بہاز کو تلقین فرمائے اور فرمایا اے بہاز اس طریق سے ایقان قلب مسلمان ہوتا ہے
بعد اسکے بہاز حبشی کو نوازش ملوکانہ سے ممتاز فرمایا اور خلعت گرانبہا پر زر عطا ہوا اور فرمایا اے بہاز حبشی ہزار آفرین
تمہاری اس فہم و فراست اور دانائی پر کہ تمہاری دور اندیشی نے عجب کام مردانہ کیا کہ عین میدان کارزار مین بلیس [illegible]
و بلیس پرستون کو ایسی ذلت فاش دی کہ تمام یزدان پرست لشکر فیروزی اثر کے سامنے [illegible] بیہوش ہو گئے
ہو گئے اے بہاز حبشی ہم بھی تمہاری اس فطرت و عیاری پر آفرین کرتے ہین اور تمہاری عیاری کے قائل ہو گئے اور نہایت خوش
و محظوظ ہوے خداوند کریم اس عیار جانباز کی عیاری کی جزاے خیر مرحمت فرمائے واقعی تمنے ان اشرار کی ایسی تفضیح کی
کہ کوئی درجہ باقی نہین رکھا واہ واہ مردان دین و خوش آئین کو ایسا ہی چاہیے عیار چالاک ایسے ہی ہوتے ہین عیاری
اسکا نام ہے جو تمنے میدان کی کیا قدرت بشری ہو جو ایسے مقام پر منھ کھول سکے اور کلام شفقت و درشت کرتا [illegible]
[illegible] ہو رہی تھین کہ یکایک ناگاہ ایک تیز رفتار ہرکارہ دوڑتا ہوا دربار گاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہوا اور سلام
بارگاہ کے بعد صاحبقران اکبر فلک قدر کی خدمت مین اطلاع کی صاحبقران اکبر نے یہ سنکر اس [illegible] اس قاصد
کے واسطے حکم دیا کہ ابھی جلد حاضر ہو غرض نامہ آور نے نامہ فتح و تہنیت دست حق پرست صاحبقران اکبر مین دیا صاحبقران
ذیشان نے اس نامہ کو ملاحظہ فرمایا اور مضمون نامہ سے نہایت خوش ہوے شکر پروردگار عالم بجا لائے اور فرمایا اے دلاوران

صف شکن و بہادران کوہ افگن کہانتک اُسکے افضال خداوندی کو بیان کرون اور کس کس نعمت کا اُسکی شکریہ ادا کرون یہ
اُسکا فضل تھا کہ شہر عسکریہ اسقدر آسانی سے ہاتھ آگیا ورنہ بشر کی قدرت تھی کہ عسکریہ کی طرف نگاہ قہر سے دیکھ سکتا جب
دیوان جہان و جنیان زمان کا وہان تک جانا امر محال ہو وہ یون بآسانی تمام تحت و تصرف مین آجائے یہ بجز عنایات و افضال
ربانی کے اور کیا تصور کرنا چاہیے دوسرے والدۂ رنگ افروز ملکہ جمال افسروز پری نے ظلمت کدہ کفر و نفاق سے نکل کے
دین اسلام کو قبول کیا اور اُسی وقت برکت دین مبین ظاہر ہوئی کہ وہ بلاے ناگہانی و مصیبت سخت سے نجات پاکر رہا ہو گئی
اور ہم ہمیشہ بلکہ شب و روز مجیب الدعوات کی درگاہ مین مستدعی رہتے ہین کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جائے کہ جمال افروز
پری لذت اسلام سے کامیاب ہو کسواسطے کہ مجھکو بھی اُس نیک سرشت و عفیفہ سے ایک نوع کی محبت دلی ہے علاوہ اسکے
رنگ افروز پری اپنی مادر گرامی سے از حد محبت قلبی رکھتی ہے اور اُسکی ہر وقت درگاہ کریم کارساز سے یہی دعا تھی کہ بارالٰہا
میری والدہ بیچاری کو ضلالت کفر سے نکال کے اپنے حفظ و حمایت مین رکھ سو الحمد للہ اُس پروردگار عالم نے اُس بندۂ ناچیز
کی دعا قبول فرمائی اور اس کار اہم و مشکل سخت کو کس خوبصورتی کے ساتھ انجام دیا کہ عقل بشر کام نہین کرتی اُس وقت
تمام دلاوران سعادت آثار حاضر دربار تھے سب نے صاحب قران اکبر نامدار کو اس فتح کی مبارکباد دی ہماز جنی نے
بھی بار دیگر دعاے ترقی اقبال دی اور کہا شعر

تا جہان ہست در جہان باشی	بر ہمہ خلق کامران باشی

صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے ہماز یہ بتاؤ کہ اب تمھارا آقا ولی نعمت کمبخت و بدنصیب لاقوت کس طرف
فرار ہو گیا یقیناً تجھے معلوم ہوگا ہماز نے کہا اے شہر یار دولت مدار غلام کو معلوم ہوتا ہے کہ اُس شیطان مجسم کو مرحلہ چہارم
کائنات طلسم کے علاوہ اور کوئی جاے امن نہین ملیگی کسواسطے کہ ملک زرد ہنگ جنی حاکم مرحلہ چہارم بھی ابلیس پرست ہے
زادان بےایمان کی وزیر نے اُسکے اُسکو بمکر و فریب مرتد کر دیا اور یہ مردان نامرد بحالا فرقوت جہنم نصیب سے قرابت قریبہ بھی
رکھتا ہے اور شرارت و بدذاتی مین ہزار حصہ فرقوت نابکار سے زیادہ ہے گویا شیطان کا بچہ ہے اُس نطفۂ شیطان نے لاقوت شاہ
کو لکھا تھا کہ جو تو یہان زرد ہنگ کے پاس چلا آئیگا تو ملک زرد ہنگ ضرور تیری خاطر و مدارات کریگا اور ہر حال مین تیرا
شریک ہوگا لہذا اے شہر یار کیا عجب ہے کہ وہ مردود اس امید پر ملک زرد ہنگ کے پاس جائے کسواسطے کہ اب کل کائنات
طلسم مین کوئی مقام امن و امان ایسا نہین ہے کہ جو لاقوت شاہ وہان جاکر پناہ لے شہر یار یہ غلام چاہتا ہے کہ چند روز بمصلحت
لاقوت کے پاس اوقات گذاری کرے اور موقع و محل پاکر نقصان رسانی کرے خدا نے چاہا تو حضور کی خدمت مین بھی گاہ بگاہ
حاضر ہوا کرونگا اور حال نیک و بد وہانکا حضور کو سنایا کرونگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے ہماز جنی ہمنے
حسب درخواست تمھارے تمکو اجازت دی تم شوق سے لاقوت کے پاس جاؤ اور بروقت رخصت ہماز کو ایک خلعت بیش بہا
نہایت گرانبہا عطا فرمایا ہماز جنی نے عرض کی غلام اس عطیۂ خسروانی سے راضی ہوا خدا نے چاہا تو بعد حصول مقاصد ولی حضور

و فراغ مراحل طلسم خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوکر وہ جنس جو کہ مرغوب دل وجان اِس خادم کی ہو درخواست کرکے لیگا اُسوقت
حضور کو میرے حال پُرملال پر ضرور لطف فرمانا ہوگا قدرے اپنی آرزوے دلی اور تمناے اصلی بھی پہلے ہی عرض کیے دیتا ہو کہ
سایۂ دامن دولت سے جدا نہو گا حضور ہی کے زیر قدم رہیگا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا یہ عرض تمھاری ہمنے بدل و
قبول و منظور کی اور رخصت کیا الغرض بعد جانے ہماجبی کے صاحب قران اکبر بفتح و فیروزی بارگاہ فلک اشتباہ میں تشریف
لائے اُسوقت ایک ہجوم غفیر اور انبوہ کثیر قیدیوں کا قریب اسّی ہزار کفار کے دربارگاہ پر جمع ہوگا صاحب قران اکبر نے اُسی وقت
اُنکو اپنے سامنے بلا کے رہا کردیا وہ سب صاحب قران اکبر فلک قدر کا لطف خسروانہ و رحم کریمانہ دیکھکر برغبت تمام دائرہ
اسلام میں داخل ہوے صاحب قران اکبر نے ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت و انعام عطا فرمایا اور حسب لیاقت مناصب
عطا فرماکر داخل لشکر فتح پیکر کیا انھیں سے آخرش نام ایک پہلوان دلاور بے مثل تھا اور اُس گروہ کی افسری و سرداری سے ممتاز
تھا صاحب قران اکبر نے بھی اُسکو اُسی عہدے پر ممتاز فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے تخت فرمانروائی پر اجلاس فرمایا او
سامان مے نوشی طلب کیا جس وقت کشتی مے ناب حاضر ہوئی چند جام نوش فرمائے جب بادۂ نشاط افزا سے سرور حاصل ہوا
حاضرین بارگاہ کی طرف مخاطب ہوے اور پوچھا کیوں اب تک ہمیں ان نقابداران عالی شان کی کیفیت معلوم نہوئی ایسا بار
عظیم اُنکے احسان کا میرے سر پر ایسا ہو کہ میں سر اٹھا نہیں سکتا بہر حال اُنکی کیفیت سے ضرور مطلع ہونا چاہیے کسواسطے کہ بدون
دریافت اِس حال کے یہ خلش خاطر سے میرے رفع نہیں ہوگی اُن بہادران تہور شعار سے ایک طرح کی بوے محبت محسوس
ہوتی ہو کسی عیار ہوشیار کو بھیجکر جلد تر خبر منگواؤ اگر مناسب ہو ہمارا اسلام بصد شوق و اشتیاق ملاقات بھی کہلا بھیجنا چاہیے
صاحب قران اکبر گردون وقار ابھی یہ باتیں کرہی رہے تھے کہ درگہ سالار بارگاہ فلک اشتباہ نے عرض کی کہ چار نقاب پوش
دربارگاہ پر حاضر ہیں اور ملازمت چاہتے ہیں مجرد سننے اِس خبر کے صاحب قران اکبر فلک قدر کو نہایت خوشی حاصل ہوئی
اور فرمایا کہ جلد اُن وفا شعاروں کو ہمارے پاس لاؤ ہم تو خود ہی اُنکی ملاقات کے مشتاق تھے الغرض نقابدار بارگاہ میں
آئے اور آداب و تسلیمات بجالائے ہر ایک نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور مراسم آداب شاہی بجالائے صاحب قران اکبر گیتی پناہ
نے بھی بوجہ استحقاق کارگذاری کے نیم قد تعظیم دی اور معانقہ فرمایا بعد اسکے اُن نقابداروں کے چہرے سے نقاب اٹھا دی اب
جو صاحب قران اکبر کشور گیر نے ملاحظہ فرمایا تو وہ چاروں نقابدار اسیمگون و آتشبار و سیفان و قحلان جنی ہیں صاحبقران
اکبر والا شان اُنکو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور فرحت تازہ و مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور فرط خوشی سے اٹھکر اُن چاروں
نقاب پوشوں سے بغلگیر ہوے اور وہ چاروں نقابدار بھی قدمبوس ہوے اور عرض کی اے شہریار عالی وقار ہم غلامان
بارگاہ عالیجاہ کو یہ قدر و منزلت کافی و وافی ہو ہم کہ حضور کے پایۂ تخت کو بوسہ دیں یہ خدمت ہماری باعث افتخار کونین ہو نہ یہ کہ
حضور فیض گنجور تابع فرمان قدیم کے واسطے اسقدر تکلیف شاقہ فرمائیں کہ تخت سے اُٹھ کے معانقہ فرمائیں یہ امر ہماری
شایان نہیں ہو ہر چند آپ بحر کرم و عطا ہیں لیکن جب ہم بھی لائق اِس عطا و مرحمت کے ہوں تو مضائقہ نہیں ہمکو فقط شرف

حضوری ہی بس ہی کہ ہمیشہ حضور کی نظر عنایت و مرحمت ہم غلامون کے حال پر رہے صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا اے
دلاوران وفا شعار و وابستگان دامن دولت اپنی حسن کارگزاری و کارنمائی سے استحقاق ترقی جاہ و حشمت چاہتے ہین اور شاہان
انصاف گستر بھی حسب لیاقت و منزلت اعزاز بڑھاتے جاتے ہین لہذا بنظر وفاداری و بپاس خیراندیشی ہم جسقدر تمھارے ساتھ
رعایت و مراعات ملحوظ رکھین بجا ہی اسواسطے کہ اور جوانان ہوشیار کو حوصلۂ کارنمائی و شوق جانثاری کا دل مین پیدا ہو کہ
جسقدر کار سرکار مین جانفشانی اور جیسی خیرخواہی کرینگے مستحق عزت افزائی و ترقی جاہ و مرتبت کے ہونگے الغرض وہ عیاران
جوان یعنی سیمگون والبشار وغیرہ اپنے اپنے مرتبے سے کرسی و دنگل پر بیٹھے صاحب قران اکبر والاشان نے اُنسے پوچھا کہ ای
سیمگون تمکو ہمارے یہان آنیکی کسطرح خبر ہوئی اور کیا سبب ہوا کہ جو تم عین وقت کارزار مین یہان پہونچ گئے اُن دلاوران
عالی وقار نے عرض کی کہ حضرت کی ذات والاصفات مثل پرتو آفتاب جہانتاب کے تمام عالم طلسم مین محیط ہی ظاہر ہی کہ جسوقت
آفتاب طالع ہوتا ہی تمام عالم پہ پرتو افگن ہوتا ہی اسی طرح حضور کا جمال باکمال مثل آفتاب کے کل کائنات طلسم پہ پرتو
افگن رہتا ہی اسے شہریار گردون وقار اسوقت تک ہم غلامان حلقہ بگوش حسب الحکم قضا نظیر اُسی دائرہ محفوظ مین بحفاظت
تمام موجود تھے ناگاہ حکیم عنفر طوس جنی داروغۂ طلسم کے ملازم نے ایک رقعہ سربمہر اس مضمون کا ہمکو دیا کہ ای سیمگون و
البشار تم کیا غفلت مین بے خبر بیٹھے ہو جلد ہوشیار ہو اور آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے نامدار صاحب قران اکبر گردون وقار بقیۂ
طبقات طلسم کی طرف تشریف لیگئے ہین اور جتنی یاقوت کہ بہترین اشیاے طلسم ہی اُسکے قبض و تصرف مین آگیا ہی لہذا تمھارا
یہان بیکار و معطل رہنا بے فائدہ محض ہی اور فضول ہی بس تم بھی ہر ایک سردار اپنے اپنے فوج و لشکر کو فراہم کر کے جلد پہونچو
بلکہ اسی راہ کوہی سے کہ نہایت قریب ہی جلد تر پہونچو گے اور اُس درۂ کوہ زاغان سے برآمد ہو جاؤ گے کہ فلان روز و فلان
وقت و ساعت مین کہ وہ وقت نہایت نازک ہوگا یعنی جملہ اشرار و کفار طلسم صاحب قران اکبر پر غلبہ کرینگے اور اپنے اور بیگانے
مین مطلق تمیز نہوگی صاحب قران اکبر فلک قدر سے جا ملوگے وہی وقت رفاقت ہی حق خدمت کا ہی پس ای شہریار کامگار
ہمنے اُسی وقت اپنی فوج کو ہر طرف سے فراہم کر کے حسب الحکم حکیم صاحب وہان سے روانہ ہوے جب درۂ کوہ زاغان نکل کے
چند قدم آگے بڑھے ناگاہ ہمکو اس ہنگامۂ جدال و قتال کا حال معلوم ہوا مجرد ساعت اس خبر کے ہمنے گھوڑون کو دوڑایا پھر تو
اُن کفاران بدسرشت و اشرار زشت کی سفاکی خود دیکھی اور نقاب چہرون پر ڈال کے اُن شرارت شعار کی سرکوبی کو حاضر ہوگئے
اور اُسی زمرے مین جناب عالی کی سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوے صاحب قران اکبر گردون فر نے فرمایا ای یاران فداکار
و دوستداران غمگسار سچ یہ ہی کہ تم ایسے وقت پر آگئے اور بفضل خداے قادر تم سے وہ کارنمایان ہوا اور وہ امر ظہور مین
آیا کہ ہم تمام عمر تمھارے اس بار احسان سے سبکدوش نہونگے اور تمھارے ممنون و شکرگذار رہینگے واقعی وہ وقت ہمارے واسطے
ایسا ہی ناچاری و درماندگی کا آیا تھا ہم نہایت عاجز ہوگئے تھے تم دو تین ذرا اگر نہ آتے تو ہمارے جوانان لشکر کا عجب حال ہو جاتا
قصہ کوتاہ جب صاحب قران اکبر گردون فر اس مہم سے فارغ ہوے اور علاج زخمیون کا ہو چکا پھر صاحب قران اکبر نے

لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای صاحب قران اکبر و ای طلسم کشا و زوج ملکہ ماہ سیما آگاہ ہو کہ لاقوت بد ذات بدسرکش کی مرگ و فنا مرحلۂ چہارم مین تمھارے ہاتھ سے مقدر ہو چکی ہی بہرحال اب تم خاطر جمع فرماؤ اور یقین جانو کہ لاقوت مردود مرحلۂ چہارم سے بھی جنگ و مقابلہ کر کے فرار ہو جائیگا اور ایک بلاے ناگہانی مین گرفتار ہو جائیگا ای شہریار دولت مدار بعد فتح کرنے مرحلۂ چہارم کے تم پھر لوح سے مشورہ کرنا جیسے ہدایت لوح سے حاصل ہو عمل مین لانا اور بعد قلع و قمع لشکر نکبت اثر لاقوت بداختر کے تعاقب مین جانا اور پہلے شہر عسکریہ کی جانب تشریف لیجانا کہ وہ شہر ابھی حال مین تحت و تصرف مین آیا ہی تم قلعہ عسکریہ سے جسقدر زر و مال و جواہر بیش قیمت چاہو گے لے لوگے کیونکہ تمھارے واسطے امانتاً وہان رکھا ہی اور باقی وہان چھوڑنا اور اُسکو شمار کر کے بند کرنا اور اپنی مہر خاص کر دینا اور بادشاہ شہر عسکریہ کو از سر نو تم اپنی طرف سے تخت سلطنت پر متمکن کر دینا بعد فراغ ان امورات کے تو بدبدبۂ دولت و اقبال سمت جنوب کو روانہ ہونا کہ وہ مرحلۂ دوم ہی اور حاکم مرحلۂ دوم تمھاری فرمان برداری اور اطاعت اختیار کریگا اُسوقت تم مرحلۂ دوم کو باطل کر کے جسقدر مال و متاع طلسمی ہی اپنے تحت و تصرف مین لانا پھر وہان سے مرحلۂ سوم کی طرف نہضت فرما ہونا الغرض جو جو مطالب و مدارج ضروری تھے وہ تمام و کمال لوح نے صاحب قران اکبر کو سمجھا دیے صاحب قران اکبر ذیشان نے بعد دریافت حال مراحل کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین حمائل کیا اور لواے فتح و نصرت کو جانب شہر عسکریہ بلند فرمایا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کو جانب شہر عسکریہ روانگی کی حالت مین چھوڑ کر حال پر ملال لاقوت شاہ نمک حرام کا معرض بیان مین لاتا ہے

کہ جسوقت وہ بدبخت و تیرہ درون صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے اپنے لشکر سے پوشیدہ بھاگا اور افتان و خیزان حیران و پریشان و بدحواس و سرگردان چلا اول اُس کمبخت کا قصد ہوا کہ شہر عسکریہ مین کہ اپنی دار السلطنت ہی جا کر پناہ لون اور بار دیگر از سر نو سامان حرب و ضرب جمع و فراہم کر کے جنگ و مقابلہ کرون پھر جسطرح مصلحت وقت ہوگی عمل مین لاؤنگا۔ غرض جب لاقوت سراسیمہ و مضطرب الحال و منتشر الحواس افتان و خیزان قریب شہر عسکریہ پہونچا کہ اب اسجگہ سے تین منزل کا فاصلہ شہر کا باقی رہگیا تھا ناگاہ مرسال جنی کہ کفاران شہر عسکریہ سے ہی اور یہ مردود عسکریہ مین شریک معرکۂ جدال و قتال تھا تمام واقعۂ کشت و خون بچشم خود دیکھے ہوے تھا کچھ سوار بقیۃ السیف کی جمعیت سے اس طرف چلا آتا تھا عین راہ مین لاقوت شاہ سے ملاقات ہوئی لاقوت شاہ نے پوچھا ای مرسال جنی تو کہان سے آتا ہی اور کہاں کا قصد کیے ہوے جاتا ہی حال شہر عسکریہ سے بھی واقف ہی مرسال نے کہا ای شاہ بدبخت تجھ سے شہر کی حقیقت کیا پوچھتا ہی شاید تجھے حال شہر سے اطلاع نہین ہی لاقوت شاہ نے کہا ای کیدی اگر مجھکو حال وہانکا معلوم ہوتا تو مین تجھ سے کیون دریافت کرتا مجھے ایک عرصۂ کثیر چھوڑے ہوے شہر کو ہوا کچھ حال نہین معلوم لاعلم محض ہون اب جلد بیان کر کہ وہانکا

کیا رنگ ہی ہرسال نے کہا ای بادشاہ اسقدر واقف ہون کہ عسکریہ تیرا جو کہ دار الملک تھا وہ اب دار المرگ ہوگیا لاقوت شاہ نے غضبناک ہوکر کہا ای ہرسال تو مجنون ہی کہ ایسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی او کور چشم ولد القلب صاف صاف بیان کر یہ معما ہماری سمجھ مین نہین آتا آخر ہرسال نے اپنا گریبان چاک کیا اور بہ آواز دردناک اسقدر رویا کہ جسکی حد نہین اور کہا ای لاقوت شاہ مجھ سے کیا پوچھتا ہی اور کیا بیان کردن شعر

برگشت ز ابلیس پرستان فلک پیر
شد رایت اسلام باقبال جہانگیر
منکوحہ تو نیز در اسلام در آمد
از دست تو در رفت چو از چلہ کمان تیر

لاقوت شاہ نے کہا ای ہرسال یہ بھی میری سمجھ مین نہ آیا جلد بتصریح بیان کر کیا ہوا ہرسال نے از اول تا آخر سرگذشت بیان کی یعنے فرتوت نے جو بغاوت کی اور آذر شاہ بادشاہ کا پہونچنا اور قید ہونا فرتوت باغی کا جمال افروز کے عیش مین اور قتل ہونا بعذاب سخت جب یہ خبر وحشت اثر سنی ایک آہ سینہ پر اندوہ سے کھینچی اور غش کھاکر گر پڑا ہماد جنی نے جو یہ سنا ابلیس کی صورت کو بغل سے نکال کے کفشکاری کرنا شروع کی اور ابلیس پرستون کو گالیان مغلظہ دینے لگا جس وقت لاقوت شاہ کو ہوش آیا ہرسال سے کہا ای ہرسال مین شہر کی تاراجی و قتل و غارت سے اسقدر ملول نہین ہوا جسقدر کہ فرتوت نمکحرام کے قتل و ہلاک ہونے سے خوش ہوا حق یہ ہی کہ جمال افروز نے مجھپر یہ بڑا احسان کیا کہ اس نمکحرام کو قتل کرایا سزا سے کردار اس نابکار کی یہی تھی خیر گذشت انچہ گذشت کچھ فکر و تشویش کا مقام نہین ہی اگر اب بھی مین طلسم کشا پر فتحیاب ہوا اور یہ مہم سر ہوئی تو پھر ایک ایک کو سزا دونگا اور جو جو چیزین کہ لوگون نے صرف کین اور قبضے مین اپنے کرلین ہین سب کو ایک دم مین منگوا لونگا اور شاید یہ مہم سر نہوئی تو یقین کامل ہی کہ خداوند ابلیس نے میرے واسطے درجات رفیع اور مناصب عالی مقرر فرمالئے ہین وہ لونگا مگر یہ نہین معلوم کہ زندگی مین مین ان مراتب پر پہونچونگا یا بعد مرگ بہرحال ہر وقت و ہر ساعت خداوند کے الطاف و مہر کا امیدوار ہون بیت

برنگردیم ز ابلیس اگر جان برود
مال و ناموس چہ باشد کہ بپالان برود

ہماد جنی دلاور نے جو یہ کلام حماقت آمیز لاقوت شاہ سے سنے ہزار ہزار لعنت و نفرین اس ملعون کو کی اور کہا بیت

با سیہ دل چہ شود گفتن وعظ
نرود میخ آہنی در سنگ

اسے ہرگز نیک و بد مین تمیز مطلق نہین ہے ابلیس مردود ازلی کی محبت اسکے دل مین کیا بلکہ ہر رگ و پے مین بھری ہوئی ہی اس ناعاقبت اندیش پر کسی کی نصیحت و ہدایت کارگر نہوگی کبھی دل اسکا قبول و منظور نہ کریگا شعر

پرتو نیکان نگیرد ہرکہ بنیادش بد است
تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبد است

الحاصل جب لاقوت شاہ دار الملک عسکریہ سے مایوس مطلق ہوا اسوقت فرسنگ دانا سے پوچھا ای فرسنگ دانا اب اس باب مین تیری کیا راے ہی میرے نزدیک فی الحال سواے مرحلہ چہارم کے اور کوئی جاے امن معلوم نہین ہوتی فرسنگ دانا نے کہا

ای لاقوت شاہ جو ہونے والا تھا وہ ہوا یاد رکھو جو وقت گذر جاتا ہی پھر ہاتھ نہین آتا مجھے تو سوائے جان دہی کے اور کوئی چارہ کار
نظر نہین آتا یہ مجھے یقین کامل ہی کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کسی طرح ممکن نہین کہ بچے کسی طرح کی تدبیر کریگا الا اُس عالی وقار آدم زاد کے
ہاتھ سے تیرا بچنا بجز ممکن ہے خیر مرحلۂ چہارم مین جانا مصلحت اور صلاح وقت ہی مگر اب دیر خطا ہی اب ہر وقت یہی اندیشہ ہی کہین دستگیر
و اسیر یا کوئی آفت ناگہانی مین مبتلا نہو جاؤ لاقوت شاہ نے یہ رائے فرسنگ دانا کی پسند کی اور اُسی وقت مرحلۂ چہارم کی طرف روانہ
ہوگیا اور بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین خیمہ زن ہوا اور یہ مرحلہ جانب شرق و غرب و جنوب و شمال قلعہ یاقوت نگار
کے قریب واقع ہی اور سب سے عمدہ و بہتر مرحلۂ اول ہی اور طلسم کشا یعنے صاحب قران اکبر فلک قدر نے اُسکو حال مین فتح فرمایا
ہی اور باقی ہر سہ مراحل جنوبی و شمالی و غربی بدستور ہین اب لاقوت شاہ بغرض امن و پناہ مرحلۂ چہارم کی طرف جاتا ہی علی الراہ
مین سرحد مرحلۂ سوم مین پہونچکر حاکم مرحلہ ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کو پیام بھیجا کہ ای ملک ہر چند کہ تمھارا بھی مذہب
یزدان پرست ہی لیکن بعض امور طلسم مقتضی اس امر کے ہین کہ ہر ایک حاکم مرحلۂ طلسم بسبب ہونے یکجائی کے اور اتصال
سرحد و اتحاد دیرینہ اور مراسم قدیمہ کے جو کار اہم و معاملات دشوار ہون اُنمین سب شرکت کر کے اُس مہم کو سر کرین اور
ایک دوسرے کے شریک حال ہوتے رہین تم خوب جانتے ہو کہ اُسوقت کائنات طلسم مین کیسی خرابی پیدا ہو رہی ہی جسکی وجہ
سے اہالیان طلسم کی جان و مال و آبرو نہایت حالت خدشہ مین ہی کیونکہ دشمن قوی کہ جس سے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا
وہ در پی خرابی طلسم ہی اس صورت مین میرا شریک ہونا کہ مین بادشاہ طلسم ہون گویا اپنا کام کرنا ہی مین خاص اپنے ہی واسطے
نفع نہین چاہتا بلکہ اسمین تم سب صاحبون کے لیے فلاح و عافیت ہی اور میری خرابی و پریشان حالی و تباہی تمھاری گویا بربادی
کی دلیل قوی ہی اگر تمکو اُسوقت مین میرے شریک حال ہونا ہی اور باہم متفق ہو کر اس بلائے بے درمان کو دفع کرنا اور انصرام
و انتظام کر کے اس مملکت کے بچانے مین کد کرنا منظور ہو تو میرے پاس چلے آؤ اور ہم تم باہم اس بارے مین معاہدہ کرلین کہ
آپس مین کوئی کسی کے دین و آئین سے مزاحمت نہ کرے سب ایک دل و یکجہتی سے اُس آدم زاد طلسم کشا کو مغلوب کرین اور
اس بلائے آسمانی و قضائے مبرم کو اپنے سر سے دفع کر دین کہ جسکی سبب سے ہم اور تم اور تمام اہالیان طلسم پریشان و حیران
ہین اور وہ عنقریب اس کائنات طلسم کو تباہ و برباد کرتا ہی اور تمنے یقیناً یہ بھی سنا ہوگا کہ وہ ملک زرد ہنگ جنی حاکم مرحلۂ چہارم
مجھ سے متفق ہی اور میرا ہر طرح سے ممد و معاون بلکہ عزیز قریب بھی ہی اسے برادر جسوقت تم میرے شریک حال ہوے تو یقین
کامل ہی کہ ملک افلاک مینائی بھی بلا حجت و تکرار متفق ہوجائیگا اس امر مین تمکو جو منظور ہو خوب سمجھ کے اور ارکین سلطنت
و عقلائے ریاست سے مشورہ کر کے جلد جواب باصواب دو کہ اس امر مین اب دیر کرنا اپنے خون اور بربادی طلسم مین مدد کرنا ہی
کہ لمحہ بلمحہ و ساعت بساعت کائنات طلسم مین خرابی و ابتری بڑھتی جاتی ہی الغرض ملک متین نے اس پیام کا جواب لاقوت شاہ
کو یہ دیا کہ ای لاقوت شاہ مین موجود ہون مجھے کسی طرح کا عذر نہین لیکن مین ناچار ہون کہ کسی طرح سے مین تمھارا شریک حال
نہین ہوسکتا کیا معنے کہ مجھے بجز اطاعت و فرمان برداری طلسم کشا کے چارہ نہین اسواسطے کہ بانیان طلسم کی اس بارے

مین نہایت تاکید ہی علی الخصوص اُسوقت تک کہ طلسم کشا یہان تشریف نہ لائے اور اس مرحلے کو مفتوح نہ فرمائے مین ایک قدم اس سرزمین سے باہر نہین رکھ سکتا تم خود ہی خیال کرو کہ مین کسطرح تمھارا شریک ہون علاوہ اسکے یہ بھی مجھے یقین واثق ہی کہ طلسم کشا قریب تر یہان تشریف لایا چاہتے ہین اور اس مرحلے کا فتح ہونا بھی ایک امر ضروری ولابدی ہی کسواسطے کہ لوح بیضا اُس عالی منزلت کے پاس موجود ہی اور اے لاقوت شاہ مین فقط بنظر خیر اندیشی گذارش کرتا ہون کہ اگر تمکو اپنی سلامتی جان و عافیت وحفظ آبرو و ترقی مناصب درکار ہی تو دین اسلام بصدق دل و صفائی نیت اختیار کر اور طلسم کشا کا حلقۂ طاعت آویزہ گوش جانکر ورنہ آخر کو پشیمان ہوگا آیندہ تجھے اختیار ہے۔ شعر

نشست آنچہ حق بود گفتم تمام	تو دانی دگر بعد ازین والسلام

لاقوت شاہ نے جسوقت ملک متین آہن کوش حاکم مرحلۂ سوم کا جواب بہ خلاف طبع سنا کمال غیظ مین آیا اور مانند مار دم بریدہ پیچ و تاب کھا کر قصد کیا کہ پہلے ملک متین ہی کا کام تمام کر دینا چاہیے ہر چند لاقوت شاہ بہت بڑی شکست کھائے ہوئے تھا لیکن اسکی فوج بے حد و شمار ہی یعنی کم از کم ایک ہزار سوار جرار و آتش بار ہمراہ تھی لاقوت شاہ کے اس قصد سے آگاہ ہو کے نہایت اندیشہ ناک و مضطرب الحال ہوا کہ ایسا نہو یہ مردود ملک متین سے بیداوت پیش آئے اور ملک متین اسکے حملات کا متحمل نہو اور تاب مقابلہ نہ لاسکے تو ناحق صدہا مومنین و ناکردہ گناہ معرض قتل مین آئین آخر اُس دلاور عاقبت اندیش نے لاقوت سے کہا اے بادشاہ طلسم افسوس تم خداوند ابلیس کی ذات کو ہمیشہ الزام دیتے ہو اور کہتے ہو خداوند ابلیس اپنے بندون کی طرف سے غافل ہے ہر چند کہ تم ہو و کند کہ نا تراشیدہ عقل سے خالی فہم سے دور حمق سے کبر سے ہو ناشناس سے بہرہ مطلق نہین خداوند کا کیا قصور ہے اے لاقوت واقعی تم سخت نادان اور انتہا سے زیادہ بے وقوف ہو اے شہریار نامدار ایسے وقت سخت مین ملک متین جیسے جانثار پرورش کردہ مفت اپنے جوانان کار آزمودہ کی جانین تلف کرنا ہی بھلا کون عقل کی بات ہی اگر نوبت جدال و قتال کی آئی تو انجام کار اسکا کیا ہوگا ابھی اتنی بڑی مہم سر کرنا ہی چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو فوج کی ترقی کیجائے بھاگی ہوئی فوج سے کیا ہوگا یہ فوج بے دل جان فشانی کیا کریگی اگر مبادا اس جنگ کو طول کھینچ گیا اور طلسم کشا کو خبر ہوگئی اور وہ بہادر زمان پہونچ گیا اُس وقت تمھارے بنائے کیا بنیگا لامحالہ یہ تمام غرور و زور و غیظ و غضب تمھارا اسفل سے نکل جائیگا پھر کوئی چارہ کار نہ سوجھیگا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کے مصداق ہو جاؤگے ادھر ملک متین کفشکاری کو موجود ہو جائیگا ادھر طلسم کشا اپنی فوج کے ساتھیون کو حکم دیگا اُسوقت گستاخی معاف ایسی تو کندہ کاری ہوگی کہ صورت نہ پہچانی جائیگی اور یہ ممکن نہین کہ اہل اسلام سے یہ ابلیس پرست سربر ہون ایک متنفس اس لشکر بے دل کا بچ جائے کیا مجال ہی بے موت مروگے اُسوقت ہمکو یاد کروگے اے بادشاہ طلسم ہماری تو رائے نہین ہی کہ تم اسوقت بے سروپائی مین ہنگامۂ جنگ برپا کرو بلکہ یہ کرنا چاہیے کہ جہانتک جلد مرحلۂ چہارم مین پہونچا جائے پاؤن کو سر پر رکھ کے بھاگو اور پیچھے پھر کے نہ دیکھو تو شاید جان بچ جائے ورنہ تمھین اختیار ہی لاقوت شاہ نے ہماز دلاور کی اس رائے کو پسند کیا

اور اپنے قصد سے باز آیا اور اُسی وقت روانہ مرحلۂ چہارم کی طرف ہوگیا۔

اب راوی اس ملعون یعنی لاقوت پدر کش نمک حرام کو مرحلۂ چہارم کی طرف روان رکھتا ہے اور حال فرخ فال صاحبقران اکبر فلک قدر کا معرض بیان مین لاتا ہے

حاکیان حکایات رنگین و راویان روایات نمکین اسطرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادۂ گردون وقار شاہنشاہ نامدار یعنے صاحبقران اکبر روزگار معز الدین تہور شعار بعد از فتح و فیروزی منظفر و منصور دامنہ کوہ سبز سے مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہوے اور بعد طے منازل و قطع مراحل شہر عسکریہ مین داخل ہوے اور اُس سرزمین کو بارگاہ فلک اشتباہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور اذفرشاہ بادشاہ و شیرویہ دلاور اور ارکان دولت و اعیان مملکت و مدبران سلطنت نے تمام شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا اور واسطے استقبال سلطان باجاہ و جلال شہریار گردون وقار کے باراکین تمام شہر کے باہر آئے اور جسقدر فوج جنگی اس شہر مین تھی سبکی وردیان زرین تھین بارگاہ سلطان سے تا شہر دورویہ پرے سپاہ کے کھڑے تھے افسران فوج مسلح و کل اسپان ترکی و تازی پر سوار تھے شاہزادۂ معز الدین ہوادار پر سوار دربار گاہ معلیٰ سے برآمد ہوا تمجرائی مجرہ گاہ سے آداب بجالائے اور کل ملازمان عالی ملازمت سے فیضیاب ہوے ملک اذفرشاہ سے معانقہ ہوا صاحبقران اکبر شاہزادۂ معز الدین دلاور نے علی قدر مراتب ہر ایک سے معانقہ کیا اور بالطاف خسروانہ پیش آئے کہ ایکبارگی ملک اذفرشاہ بادشاہ شہر عسکریہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا اے بادشاہ طلسم مبارک ہو کہ خدا سے عز و جل نے بار دگر تمکو تخت سلطنت اور ملک عطا فرمایا ملک اذفرشاہ نے پاے مبارک ہمایون کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار دولتمدار یہ سب ملک و مال اور جاہ و حشم حضور ہی کی بدولت ہے یہ خادم اس تخت و دولت کی لیاقت نہین رکھتا تاج و تخت حضور ہی کو مبارک غلام کو فقط حضور کی غلامی بس ہے صاحبقران اکبر نے اذفرشاہ کے حال پر از حد نوازش و مہربانی فرمائی اور دوسرے روز اذفرشاہ کے ہمراہ شہر عسکریہ مین تشریف لائے اور شہر کو کمال پر فضا و پُربہار پایا وہانکی آب و ہوا کی نہایت تعریف کی ہر طرف بنظر اجمال سیر و تماشا کرتے ہوے براہ راست دیوان عام مین پہونچے اور تخت رفعت و حشمت پر جلوس فرمایا اور ملک اذفرشاہ نیم تخت پر بیٹھا باقی سرداران نامدار حسب مراتب و مناصب اپنی اپنی کرسیون پر متمکن ہوے بعد ازان صاحبقران اکبر ناموس حرم سرا مین تشریف لے گئے جمال افروز اور رنگ افروز پری صاحبقران اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور بعد بلاگردانی خوانہاے زر سرخ و سفید نثار کیے صاحبقران اکبر گیتی ستان نے ملکہ جمال افروز کے حال پر لطف شاہانہ مبذول فرمایا اور کہا اے ملکۂ آفاق خدا تجھے اجر عظیم عطا کریگا واقعی تو نے عجب کار مردانہ و رستمانہ کیا اور تمھارا احسان ہمپر ایک بار گران ہے تم خاطر جمع رکھو بفضلہ بہت قریب تم دختر نیک اختر کی ملاقات سے شادکام ہوگی اے ملکہ تمھاری دختر بلند اختر نور اسلام سے فیضیاب ہوئی نیز بعض خدمات بزرگ سے عالی مرتبہ ہوگی اے ملکہ تجھے معلوم نہین

تیری دختر رشک قمر نے شہرانہ وغاشیہ اور جنگ جادو کے معاملہ مین جو کہ خاص ہمارا عدوے جان اور درپی ہلاکت تھا ایک کار عظیمہ
نمایان کیا ہے اور اپنا حق ہم پر ثابت کیا ہے ہم اسکے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتے اور اسکا حق خدمت ہمارے لوح دل پر نقش
کالحجر ہوگیا مدت العمر گوشۂ خاطر سے سہو نہوگا ای جمال افروز تمہاری دختر رنگ افروز نے ہماری جان بچائی ورنہ ہم قتل
ہوجاتے شہرانہ ملعونہ نے ہمارا کام ہی تمام کیا تھا ہمارے قتل مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا اگر اس رنگ افروز نے اس ملعونہ
کو ایسا فریب مین مبتلا کیا کہ وہ میرے خیال قتل سے دو ساعت غافل ہوگئی اس عرصہ مین میرے دماغ سے وہ اثر بیہوشی
زائل ہوگیا اور مین ہوش مین آگیا ورنہ میری جان جانے مین کچھ باقی نہ رہا تھا - الغرض صاحب قران اکبر فلک قدر نے
کچھ کچھ حال مجمل بیان کیا اور ہر طرح سے جمال افروز کی تسلی وتشفی فرمائی جمال افروز نے عرض کی ای شاہزادۂ عالی جاہ
گو یہ ارشاد حضور باعث ازدیاد مرتبت ہمارے واسطے ہے لیکن حضور کو ہم کنیزان خاص کی نسبت ایسے کلمات فرمانا شایان
نہین کسواسطے کہ یہ کنیز اور وہ خانہ زاد دونون شہریار کی بجا آوری احکام کے واسطے ہین جو ہم سے خدمت ظہور مین آئے ہمارا باعث
افتخار ہے صاحب قران اکبر رفیع المکان نے فرمایا ای ملکہ فی الحال تم اپنے بادشاہ قدیم اذفر شاہ کے پاس بہ آرام تمام اسی
شہر عسکریہ مین بسر کرو بعد اسکے انشاء اللہ تعالے مین عنقریب تمکو بلاؤنگا اور تمہاری دختر لخت جگر سے تمکو ملا دونگا مگر اے ملکہ تم
اب اپنے شوہر لاقوت شاہ کی صحبت دیرینہ اور سلسلۂ قدیمہ کو یکقلم موقوف کردو کہ وہ رانده درگاه احدیت و مردود وسیاہ قلب
ہے اور یقین ہے کہ وہ دشمن خدا بہت جلد اپنے کردار کی سزا کو پہونچیگا ملکہ جمال افروز نے عرض کی قبلۂ حاجات جب اس کنیز نے
دین یزدان پرستی اختیار کیا اور نور اسلام نے زنگ کفر کو میرے لوح دل سے دفع کر دیا پھر مجھے اُن کفار و اشرار دشمن دین سے
کیا سروکار رہا علاوہ اسکے یہ کنیز اول ہی سے اُسکی حرکات ناشائستہ وشیوہ شیطانی سے متنفر تھی مگر کیا کرتی کہ چارہ کار نظر نہ آتا تھا
عالم مجبوری مین مین اُسکی اطاعت کرتی تھی صاحب قران اکبر فلک قدر یہ کلام ملکہ جمال افروز سے سنکے نہایت تعریف وتحسین فرمانے
لگے اور پھر تسلی فرماکر دیوان عام مین رونق افروز ہوئے ملک اذفر شاہ نے بہان سامان دعوت شاہزادہ معز الدین فلاء
نہایت تکلف سے کیا جس سے صاحب قران اکبر فلک قدر نہایت محظوظ ہوئے آٹھوین روز صاحبقران اکبر عالیشان
نے ملک اذفر شاہ کو تخت فرمان دہی پر بٹھایا اور بدستور خود سر پر تاج شاہی رکھا اور فرمایا یہ بادشاہی تمکو مبارک ہو بعد اسکے
جملہ ارکین سلطنت و مدبران مملکت نے درجہ بدرجہ مبارکباد دی نذرین گذرانین اور تیر دیئے دلاور کو خلعت وزارت مرحمت
فرمایا اور کہا کہ ملکہ جمال افروز کی نیابت مین کاروبار سلطنت کو انجام دینا اُدھر ملکہ جمال افروز نے ملکہ مہر افروز خواہر شیرویہ کو
جسکا حال جلد ہفتم مین مفصل ترقیم ہوا ہے اپنی فرزندی مین لیا تھا اور صاحب قران اکبر سے عرض کیا تھا کہ ملکہ مہر افروز کا اُدہم
نوجوان کے ساتھ عقد کر دیجیے کا اُسکا انجام دینا تمام و کمال میرے ذمہ ہے اور اس دختر بلند اختر کا نکاح مین کر دونگی مگر حضور شیرویہ
کو اس امر پر راضی فرمائین صاحب قران اکبر نے فرمایا ای جمال افروز ہمنے یہ تمہاری درخواست بدل قبول کی اور پھر وہ درخواست
ملکہ جمال افروز کی شیرویہ کے سامنے بیان کی شیرویہ نے عرض کی ای شہریار ہم سب کنیز و غلام کی پرورش و سرپرستی حضور پر موقوف ہے

بس آقا کو کچھ ضرور نہیں ہے کہ استفسار غلام سے کرین جسطرح سے راے عالی مین آئے وہی خوب ہے۔ الغرض راے مولا از ہمہ اولے صاحب قران اکبر نے جواہر افروز کو ملکہ جمال افروز کے سپرد کیا اس عرصہ مین ملک اذفرشاہ نے تمام مال و متاع طلسمی مع جواہر خانۂ بزرگ جو شہر عسکریہ مین موجود تھا وہ سب صاحب قران اکبر کی نظر انور سے گذرانا شہریار گردون وقار نے ملاحظہ فرماکر جو اشیا لائق عطا و مرحمت تھین ملک اذفرشاہ اور ملکہ جمال افروز کو عطا فرمائین چونکہ یہ اسباب بانیان طلسم نے خاص صاحب قران اکبر کے واسطے امانت رکھا تھا لہذا خود بدولت نے ملاحظہ فرماکے مہر اپنی کردی اور سیمگون دلاور کے سپرد کردیا اور حکم دیا کہ اس امانت کو ہماری بحفاظت تمام رکھے اور پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا اور مشورہ لیا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے لوح سے ارشاد ہوا کہ بجانب جنوب مع لشکر ظفر پیکر روانہ ہو جاؤ کہ تمکو ابھی مرحلہ سہ گانہ فتح کرنا ہے اور بہنگام ضرورت پھر لوح کو دیکھنا اس ہدایت کے بعد صاحب قران اکبر عسکریہ سے روانہ ہوے اُسوقت ملک اذفرشاہ نے استدعا کی کہ مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا صاحب قران اکبر نے اذفرشاہ کا ساتھ چلنا منظور نہ فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر کے ہمراہ رکاب جوانان جرار اور پہلوانان تہور شعار قریب ایک لاکھ بیس ہزار کے تھے صاحب قران اکبر عالی شان نے دیوان زبردست کی ہیئت تبدیل کردی تھی اُنکی قدرت نہ تھی کہ وہ صورت بدل سکین اور اُنکو پہاڑون کی گھاٹیون مین رہنے کا حکم دیا اور چار دیو اُنمین سے مستثنے کیے کہ وہ بھی نہایت زبردست تھے مگر چھوٹے قد و قامت کے ایک صیقل۔ دوسرا صیقل۔ تیسرا انجار۔ اور چوتھا ہنجار۔ باقی کو ہمراہ لیا اور ان چارون کو خدمت عصا برداری عطا ہوئی کہ بارگاہ معلے مین حاضر رہین اور دور باش دور باش کہتے جائین اور جو حاضر دربار ہو اُسکو نگاہ رو برو کہدین باقی جنیان لشکر کو حکم دیا کہ ہر وقت بشکل انسان رہا کرین اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جلوس سواری ہمایون موافق قاعدہ و ضابطۂ سلاطین بنی آدم آرایش و زینت کے واسطے چاہیے تھا اسلیے یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ فرقۂ دیو اور جن بھی بشکل انسان ہمراہ سواری رہا کرین بعد انتظام سواری کے شہریار کشورگیر گردون سریر با جاہ و تجمل شاہانہ مرحلۂ دوم کی طرف روانہ ہوے اور سیمگون جنی کو ہر اولی لشکر کی عطا ہوئی اسواسطے کہ سیمگون جنی راہ و رسم سفر دراز سے واقف و آگاہ تھا اور مرحلۂ دوم سے بھی وہ خبردار تھا سیمگون جنی نے پیشتر خیمہ طرف مرحلۂ دوم کے روانہ کیا۔

اب راوی صاحب قران اکبر فلک قدر کا مرحلۂ دوم مین پہونچنا اور ملک افلاک مینائی کا باطلاعت پیش آنا اور باطل ہونا طلسم مرحلۂ مذکور کا اور قبضہ و تصرف مین لانا جواہر خانۂ خرد و آلات مرصع نگار کا اس طلسم سے معرض بیان مین لاتا ہے

ناقلان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایت نزاہت انتما اس داستان ندرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت صاحبقران

اکبر نامدار گردن شکن کفار و اشرار شاہزادۂ معز الدین نصرت قرین صاحب جاہ و حشمت مرحلۂ دوم کے قریب پہونچے اُس سرزمین کو نزول اجلال سے رشک دہ فردوس برین کیا وہ سرزمین دل کشا و فرحت افزا تھی کہ یہاں سے شہر مینا حصار دس فرسنگ تھا ملک مینا نگار بارگاہ سلطانی کو استفادہ کرا دیا اور خود بدولت باغ مینا نگار مین تشریف لائے اُس باغ رشک ارم کی عمارات خوش قطع نہایت مرغوب ہوئی بلکہ اکثر مکانات شیشۂ صاف کے ترشے ہوئے تھے اور جابجا شیشہاے کلان بہت باہر نصب تھے حقیقت مین بڑی صنعت صرف کی تھی عجب ساخت اُسکی تھی کسی طرح سمجھ مین نہ آتی تھی وہ عمارت شیشہ کی ایک ڈال ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی اُسکے دیکھنے سے دل نہایت خوش ہوتا تھا قدرت خدا کا تماشا دکھائی دیتا تھا اور اُن آئینون کے عکس سے تمام وہ باغ منور تھا سپہ گردن دلاور نے عرض کی اے شہریار گردون وقار بعینہ اسی طرح اور ایسی ہی آرائش و خوبی کا قلعہ مینا حصار بھی شیشۂ زمردی کا بنا ہوا ہے جسکے دیکھنے سے بینائی زیادہ ہوتی ہے اور سبزی اُسکے شیشہ کی آنکھون مین کھپی جاتی ہے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر نے شب کو اُس باغ مین بعیش تمام آرام فرمایا دوسرے روز قصد یہ ہوا کہ یہان سے کسی آدمی کو بھیج کے ملک افلاک مینائی حاکم مرحلۂ دوم کو اپنے وارد ہونے کی اطلاع کرانا چاہیے اسی اثنا مین ملک افلاک مینائی مع حشم و خدم بمحبت قلبی سے دربارگاہ فلک اشتباہ پر حاضر ہوا۔ درگہ سالار نے عرض کیا کہ حاکم مرحلۂ دوم حاضر ہو باریابی کی اجازت چاہتا ہے۔ صاحب قران اکبر نے ملک نصیر دل شاہ و ملک افسر شاہ کو واسطے استقبال ملک افلاک مینائی کے بھیجا اور نہایت اعزاز و اکرام و حرمت بالا کلام سے بارگاہ مین بلوایا ملک افلاک نے بعد مجرہ و آداب کے پایۂ تخت پادشاہی کو بوسہ دیا اور نذر فتح طلسم گذرانی اور مبارکباد دی اور دعا و ثنا سے شاہ عالم پناہ سے زبان کو اس طرح گویا کیا۔

نظم

بار از تو ای شاہ جوان بخت فلک قدر
حکم تو سجان در ہمہ اوقات روان ست

از روز ازل داغ غلامی بجبین ست
مہر تو بدل در ہمہ احوال قرین ست

صاحب قران اکبر نے ملک افلاک کے حال پر نوازش خسروانہ فرمائی اور نہایت عزت و توقیر بخشی اور ملک نصیر دل شاہ سے بالا دست بیٹھنے کا حکم دیا اسواسطے کہ ملک افلاک مینائی بھی نوع بنی السجان سے تھا قطع نظر اسکے منصب اور حکومت بھی زیادہ رکھتا ہے۔ غرض بعد حصول سعادت و شرف ملازمت ملک افلاک مینائی صاحب قران اکبر فلک قدر سے رخصت طلب ہوا کہ اب شہر مین جاکر تمام شہر مینا حصار کو آراستہ کراؤن اور حضور کی تشریف آوری کا شہر مین سامان کیا جائے۔ چنانچہ ملک افلاک مینائی نے شہریار دولت مدار کی دعوت کا سامان فراہم کیا اور صاحبقران اکبر گیتی ستان کو نہایت شوکت و جاہ سے شہر مین لایا اور اپنے حوصلے سے زیادہ دعوت و مہمانداری مین سامان بہم پہونچایا اور نہایت تکلف سے امورات مہمانداری کو انجام دیا اور صاحب قران اکبر۔ ملک افلاک کی اس دعوت و مہمانداری سے نہایت خوش ہوئے اور شہر کی آرائش دیکھ کے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ الغرض اسی طرح تین دن

برابر ہر طرح کا سامان دعوت مہیا و موجود رہا۔

مع حشم و خدم صاحب قران اکبر کا شہر مینا حصار کی کیفیت دیکھکے محظوظ و خوش ہونا



بعد اسکے پھر دوبارہ شہر مینا حصار کی آرایش ملاحظہ فرمائی ہرچند کہ شہر مذکور اسقدر وسیع نہ تھا لیکن چونکہ عمارات پرتکلف اور خوش قطع تمام اسباب آرایش سے آراستہ تھے لہذا ہر ایک مقام اُسکا سراسر لطیف و پربہار تھا صاحب قران اکبر نے اُس شہر کے ہر کوچہ و بازار کی خوب سیر فرمائی اور نہایت حظ اُٹھایا جب شہر کی سیر و تماشے سے فرصت ہوئی ملک افلاک مینائی سے فرمایا اے ملک مہمان نواز واقعی تمنے ہماری دعوت و مہمانی خوب کی نہایت تکلفات سے مدارات ہوئی ہم اس تمہاری خاطر و تواضع سے بہت مسرور ہوئے اب یہ بتاؤ کہ اس مرحلۂ طلسم کی راہ کس سمت ہے اور اس طلسم کے فتح کا کیا طریق ہے یعنی اُسکا نشان بتاؤ کہ ہم جلد تر اس کام سے فرصت حاصل کریں ہمکو ابھی اور بہت کام درپیش ہیں اور اب زمانہ بہت قلیل ہے اور کام بہت ملک افلاک مینائی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار غلام نے سنا ہے کہ اسی شہر کے حوالی میں طلسم ہے جسمیں کہ جواہرات مع الآت حرب و متاع طلسم وغیرہ حضور کا امانت خاص رکھا ہے لیکن خانہ زاد نے اپنی اس مدت عمر میں راہ طلسم کو کبھی نہیں سُنا کہ طلسم اُسطرف ہے حضور طلسم کشا اور صاحب لوح بیضا ہیں حضور خود ہی نہ لوح سے دریافت فرمالیجے اور جو کچھ ہدایت لوح سے ہو اسپر عمل فرمائیں جملہ مطالب حل ہو جائینگے صاحب قران اکبر فلک قدر ۴۰

نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای صاحب قران اکبر فلک قدر و زوج ملکہ شمسہ تاجدار جسوقت تم شہر مینا حصار مین پہونچو اور ملک افلاک مینائی حاکم مرحلہ دوم تمسے باطاعت پیش آوے اول تم اسکی دعوت و مہمانداری سے مسرور ہو جسوقت وہان کی سیر سے سیر ہو اور خوب دیکھ چکو جب صبح کو ایک ساعت رات باقی رہے شہر مینا حصار سے باہر نکل آؤ اور طرف جنوب کے روانہ ہو قریب شام ایک مقام پر پہونچوگے وہان ایک مقام میدان وسیع مین سبزہ زار چشمہاے شیرین جاری دیکھوگے اس میدان کے چارون طرف چار میل بہت بڑے نصب مین ہر ایک میل چودہ گز کا لانبا ہوگا۔ جسوقت تم اس سبزہ زار مین پہونچوگے وہان تمپر تشنگی غلبہ کریگی تا اینکہ تم مین تاب ضبط باقی نہ رہیگی ہر چند اس مرغزار بلاخیز اور میدان پرآفت مین قدم نہ رکھنا اور نہ کسی چشمہ خوشگوار کا پانی پینا ورنہ از سرتاپا مشتعل ہوجاؤگے بہتر ہو اگر ممکن ہو اسقدر پانی اپنے پاس رکھ لینا کہ چار روز تک تمکو کافی ہو اور اسی طرح قسم غذا سے بھی رکھنا بلکہ احتیاطاً میوہ تر و خشک بھی اس سرزمین کا نہ کھانا جسوقت دیکھنا کہ تشنگی غلبہ کررہی ہے تم اپنے پاس کے پانی سے تھوڑا سا پی لینا۔ الغرض لوح ہادی نے چند مراتب و مدارج ارشاد کیے تھے وہ عنقریب بروقت موقع و محل کے بیان ہونگے صاحبقران اکبر گردون قدر نے ہدایت لوح کو دل پر نقش کرلیا اور لوح کو بوسہ دیکے گلے مین پہن لیا اور مضمون ہدایت یاران باکمال کو سنا دیا اور فرمایا اے ہمراہو اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو بدعاے خیر یاد کرنا سبھون نے عرض کی اے شہریار دوکمال تمامی کاروبار صاحبقرانی و امورات طلسم کشائی مین ہم خیرخواہون کو کسی طرح کا دخل نہین ہے شعر

	بود حافظ تست پروردگار		کہ لطف نمایان کند وقت کار

القصہ صاحب قران اکبر کشورستان چوتھے روز وقت معین پر موافق ہدایت لوح روانہ ہوے اور تھوڑے عرصہ مین ان میلہاے مذکورہ کے پاس پہونچ گئے دیکھا وہ میدان وسیع و مرغزار پربہار ویسا ہی سرسبز و شاداب تھا جسمین انواع و اقسام کے گل و ریاحین شگفتہ تھے اس سمن زار کی بوے خوش ایسی مفرح قلب و دماغ تھی کہ جس سے دل و دماغ تازہ ہوا جاتا تھا اور روح کو قوت و تازگی حاصل ہوتی تھی صاحب قران اکبر فلک قدر جسوقت اس مقام عشرت خیز مین پہونچے اسقدر تشنگی غالب ہوئی کہ حال متغیر ہوگیا آخر صراحی ہمراہی سے ایک چلو پانی لیا اور حلق کو تر کیا بعد ایک لمحہ کے پھر تشنگی نے غلبہ کیا صاحب قران اکبر نے پھر اسی طرح تھوڑا پانی پیا کچھ تسکین ہوئی لیکن وہ اثر طلسم کم ہوا۔ اس عرصہ مین اس مار عجیب الخلقت کو صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ عجب قطع کی مہیب شکل ہے اور وہ شخص عجیب صورت ایک میل سے لپٹا ہوا ہے جسوقت اس مار عجیب نے صاحب قران اکبر کو دیکھا پرواز کی اور اس میل سے دوسرے میل پر اسی طرح جا لپٹا لمحہ بھر کے بعد پھر وہ مار اڑا اور تیسرے میل پر جا پہونچا غرض وہ سانپ لمحہ بلمحہ پرواز کرتا تھا اور ایک میل سے دوسرے میل پر جاتا تھا اور صاحب قران اکبر کو چشمہاے آتش رنگ سے بغور گھورتا تھا صاحب قران اکبر بھی باوجود اس منصب طلسم کشائی کے اس افعی کو دیکھکر خائف تھے آخر حسب ہدایت لوح میل جنوبی کے نیچے پہونچ گئے

اور اسم خوانی شروع کردی اور گرد و پیش اپنے دائرہ محفوظ کھینچ لیا ابھی زیادہ عرصہ اسم خوانی کو نہ گذرا تھا کہ وہ افعی سیاہ طلسمی زمین پر آیا اور لوٹنے لگا اُسی حالت غلطیدگی و پیچیدگی مین اسقدر بڑھا اور موٹا ہوا کہ ایک اژدہا معلوم ہونے لگا اور صاحب قران اکبر کو اس نظر قہر سے دیکھتا تھا کہ اللہ کی پناہ اور منھ اُسکا مثل تنور کے آتش فشان تھا شعلے اُسکے دہان سے نکلتے تھے آخر تا شام یہی کیفیت رہی شام کو وہ سانپ غائب ہوگیا صاحب قران اکبر نے شدت تشنگی مین تمام رات بسر کی اور تمام شب اسم خوانی کی اور چند دانہاے بادام اور قدرے پانی جو ہمراہ تھا اُسی مین بسر کی اور کچھ غذا کی قسم سے نوش نہ فرمایا جب اُس اسم کو تمام کر چکے دوسرے روز حسب المشورہ لوح میل شمالی کے سایہ مین دوسرا اسم شروع کردیا جسوقت آفتاب عالمتاب دریچہ مشرقی سے طالع ہوا اور تاریکی شب دفع ہوئی صاحب قران اکبر نے اُس بلا کی طرف خیال بھی نہ فرمایا کہ یہ کیا ہے بے خوف و خطر بلا وسواس دائرہ محفوظ مین بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی جو تھے وہ صاحبقران اکبر نامدار نے ایک تیر جان گیر چلہ کمان مین جوڑ کر اس زور سے مارا کہ اُس اژدہاے شعلہ فشان کی ایک آنکھ پر پڑا اور دوسری آنکھ سے نکلگیا بمجرد زخمی ہونے اُس اژدہے کے جسم بار سے شعلے عیان ہوے اور اُن شعلون نے تمامی مرغزار کو گھیر لیا ادھر حکم لوح تھا کہ جسوقت اُس اژدہے کے جسم سے آتش پیدا ہو تم اُس میدان پر بلا سے دور ہو جانا ایک لمحہ بھی توقف نہ کرنا صاحب قران اکبر حسب ہدایت لوح وہان سے بے تحاشا بھاگے یہانتک کہ نفس تنگی کرنے لگا آخر صاحب قران اکبر بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ صاحب قران اکبر کے اسقدر بے اختیار بھاگنے کی وجہ یہ تھی کہ جسوقت وہ ثعبان آتش فشان جلنے لگا اُسکے جسم ناپاک سے ایسی بوے بد پھیلی کہ اُس بو کے صاحبقران اکبر عالیجاہ متحمل نہوسکا اور تمام دشت بدبو سے بھر گیا تھا وہ بدبو مضر جان تھی اور حکم لوح بھی اسی طرح تھا کہ اُس بو سے جہانتک بچا جائے بچنا کیونکہ خوف ہلاکت جان ہے غرض کہ بعد ایک لمحہ کے صاحب قران اکبر کے ہوش و حواس بجا ہو اور لاحول پڑھتے ہوے پھر اُسی میدان مین آئے اور اپنی اِس بدحواسی کے بھاگنے پر منفعل ہوے لیکن اب حال بھی صاحب قران اکبر کا یہ ہم پہونچا کہ دو دو قدم چلنا دشوار تھا یہ تھوڑی سی مسافت دو پہر مین طے کی قریب شام اُس میدان محنت انجام مین پہونچے اور لب چشمہ زیر درخت بیٹھ گئے اور تمام شب کنارے چشمہ کے بسر کی جسقدر میوہ اور پانی ساتھ تھا تھوڑا سا کچھ اُسمین سے کھایا اور دوسرے روز صبح کو دیکھا کہ درمیان اُس مرغزار کے ایک قلعہ مختصر نمایان ہے اور اُن چارون میلون کی جگہ چارون طرف برج قلعہ کے دکھائی دیتے ہین اور ہر برج پر ایک ایک مرغ مثل شتر کے بیٹھا جگالی کر رہا ہے اور دو مرغ اور سبز رنگ بھی ہین اور دو سیاہ رنگ اور ہر ایک مرغ اپنی جگہ سے اُڑ کے برج پر نزدیک دوسرے مرغ کے جاتا ہے جسوقت وہ باہم ہوتے ہین خوب پر چلتے ہین وہ اُسے اور یہ اُسے مارتا ہے لیکن مرغان سیاہ و سبز مین یہ فرق تھا کہ مرغان سیاہ سے صداے واحسرتا آتی ہے اور مرغان سبز سے آوازِ واشوقا کی پیدا ہوتی ہے صاحب قران اکبر فلک قدر دیر تک اُن مرغان عجیب الخلقت کا تماشا جنگ و جدل کا دیکھا کیے اور اُنکی حرکات سے نہایت متحیر تھے اسی حیرت مین لوح کو ملاحظہ فرمایا

لوح سے یہ ارشاد ہوا کہ ای شہریار عالی وقار طلسم کشا مالک لوح بیضا آگاہ ہو کہ جسوقت وہ اژدہا شر طلسمی سے جل کر خاک
ہو جائیگا پھر تم بار دیگر اُس مرغزار مین تشریف لانا اور لب چشمہ رات کو آرام فرمانا تا کہ خستگی راہ و کسل دفع ہو جاوے صبح کو
اُس میدان مین ایک قلعہ خرد معلوم ہو گا اور چار برج بجاے چارون مینارون کے چار طرف قلعہ کے ہونگے اور ہر برج پر
ایک جانور نہایت قدآور پرند بیٹھا ہو گا اور رنگ اُن چارون جانورون کے دو ہونگے یعنے دو جانور سبز رنگ باقی برنگ سیاہ
ہونگے مرغ سیاہ تو واحسرتا کہکے فریاد کرینگے اور مرغ سبز واشوقا کہینگے تم زاغ مہرہ داہنے بازو مین باندھ کر اُن جانورون
سے پوشیدہ نظر بچائے ہوے کھڑے رہنا اور تیر دو پیکانی ترکش سے نکال کر چلہ کمان مین جوڑکے منتظر رہنا جسوقت وہ
مرغ سیاہ آپس مین پرو باز و مارین اور سینہ سے سینہ لادین تم بتعجیل تمام نہایت چالاکی سے وہ تیر اسطرح مارنا کہ اُن دونون
مرغان سبز و سیاہ کے سینہ سے پار ہو جاوے اور اگر مبادا تیر خطا کر گیا ایک ہی مرغ کے سینہ پر لگا دوسرا مرغ زندہ رہا تو
ایک قیامت کبرٰے برپا ہو جائیگی یعنے دونون کی منقارون سے شعلہاے آتش عالم سوز ایسے نکلینگے کہ پناہ بخدا اور خون اُس
مرغ مجروح کے تمھارے جسم مبارک پر گزند وایذا پہونچیگی اگر خدانخواستہ ایسا معاملہ درپیش ہو گیا تو تدارک اُسکا بہت ہی دشوار
ہو گا کوئی علاج ممکن نہین اور اگر تمھارے اقبال صاحب قرانی سے وہ دونون جانور حملہ اول ہی مین ہدف تیر اجل ہو گئے
تو پھر دونون مرغ کے سینہ سے شعلہ آتش سوزان ایسے نکلینگے کہ وہ دونون جانور جلکر خاک ہو جاوینگے بعد اسکے ایک دود سیاہ
غلیظ اس کثرت سے پیدا ہو گا کہ تمام عالم تیرہ و تار ہو جائیگا جسوقت وہ دھوان برطرف ہو جاوے پھر دیکھنا دروازہ قلعے کا
سامنے سے نمودار ہو گا اور طلسم مرحلہ باطل ہو جائیگا بعد ازان ایک دیو سیاہ بلند قامت نہایت جسیم سخت گردن نام کہ زبردست
ترین دیوان طلسم سے ہو گا بجاے گرز ایک ٹکڑا پہاڑ کا ہاتھ مین لیے اُس قلعہ سے باہر آئیگا اور غوغا کرتا ہوا تمپر حملہ کریگا تم
اُسکے حملون کو رد کرنا اور بقوت صاحبقرانی اُس عفریت خونخوار کو قتل کرنا جسوقت وہ ہلاک ہو جاویگا پھر صخیم جنی و ترصیع
جنی و زمرد جنی تینون بادشاہ اور وزیر اور داروغہ طلسم تمھاری خدمت مین حاضر ہونگے اور ملازمت تمھاری حاصل کرینگے
اور فتح مرحلہ دوم کی مبارکباد دینگے اور جو اسباب از قسم جواہر طلسمی قلعہ مین امانت رکھا ہوا ہے تمکو اُسکا نشان بتائینگے اُسوقت
اُس تمام اشیا کو اپنے تحت و تصرف مین لانا کیونکہ وہ مال و اسباب حق طلسم کشا ایک مدت سے امانت ہے اُسکا تمکو اختیار
ہے اگر مرضی مبارک ہو ہمراہ رکاب رہے ورنہ بنسبت شہر ترصیع جنی کے سپرد ہو وے جسوقت ضرورت ہوگی وہ حاضر کریگا اے
شہریار دولت مدار ترصیع جنی حاکم اُس قلعہ کا ہے اور زمرد جنی اُسکا وزیر ہے اور صخیم جنی داروغہ تمام اشیاے طلسمی کا ہے اور اصل
نام ترصیع جنی کا زمرد دُر ہے اسی وجہ سے یہ قلعہ زمرد رنگ سنگ زمردی سے تعمیر کیا گیا ہے اور اسی سبب سے نام حاکم قلعہ زمرد دُر
مقرر کیا گیا ہے الغرض جبکہ صاحبقران اکبر فلک قدر کو یہ جملہ مراتب و مدارج لوح نے تعلیم کر دیے تب لوح کو بوسہ دیا اور گلے
مین پہن لیا اور بانیان طلسم کی عقل و فہم و صنعت و حکمت کو تا دیر سوچا کیے اور تحسین و آفرین کی بعدہ فاتحہ پڑھکے
ثواب اُسکا روح بانیان طلسم کو بخشا اور کمر ہمت کو چست کر کے حسب ہدایت لوح واسطے فتح مرحلہ دوم کے ہر دو برج قلعہ

کے درمیان اُن مرغان مذکورہ سے پوشیدہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے منتظر وقت کھڑے رہے جب مرغان مذکور باہم بازو برمارنے لگے صاحب قران اکبر والاشان نے بسرعت تمام تیر دوسر کو چلہ کمان مین رکھکے اسقدر انداز سے رہا کیا کہ بقدرت ایزد باری وہ تیر دوسر حسب مراد نشانہ پر پہونچ گیا۔

قلعہ مخنظر کے برج پر دو جانورون کا جنگ پرو بازو کرنا باہم اور صاحب قران اکبر کا بحکم لوح تیر دو پیکانی سے اُن دونون جانورون کو نشانہ کرنا



سینہ اُن دونون مرغان سیاہ رنگ کے سینہ سے صاف گذر گیا بمجرد زخمی ہونے اُن جانورون کے ایک شعلہ آتش مرغان مجروح کے سینہ سے پیدا ہوا اور وہ مرغ واحسرتا کہتے ہوے جل کر خاک سیاہ ہو گئے بعد اسکے طوفان تیرہ و تار محیط عالم ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد جب وہ تاریکی دفع ہوئی دروازہ قلعہ کا نمایان ہوا اور قلعہ سے ایک دیو کوہ پیکر نہایت طویل القامت کریہ منظر آدم خوار فیل کلہ گرز گران پھر لیے شور و غوغا کرتا ہوا دروازۂ قلعہ سے نکلا اور چلایا کہ یا ہش او آدم زاد تیرہ روزگار بس قضا تیرے سر پر کھیلتی ہی تجھے یہان اجل کھینچ لائی ہی کہ جو تو نے دانستہ مجھے خواب راحت سے جگایا فتنہ کو بیدار کیا مگر تو آدمی ایک مشت استخوان فولاد جگر ہی سچ بیان کہ تو نظر کردۂ ابلیس تو نہین ہے کہ اسنے آسانی سے مرحلہ طلسم کو کہ نہایت سخت ہی باطل کر رہا ہی انسان کی کیا قدرت جو یہانتک آسکے عقل بشر کی یہانتک نہین پہونچ سکتی ہے خبردار ہو ہشیار ہو جا کیا ممکن ہی کہ تو میرے ہاتھ سے کہ ملک الموت کا بچہ ہی زندہ و سلامت جاسکے ای نادان ہیچ فہم شاید تو اُن دو جانورون کو شکار کرکے مغرور ہو گیا اُن جانورون کا شکار کرلینا کیا امر محال تھا اسی زور و قوت پر دعواے صاحبقرانی کرتا تھا یہ معلوم نہین تھا

کہ دشمن جان میرا ایک فیل مست نہایت زبردست اس قلعہ مین مالک قلعہ ہو اُسکے آگے تو جسطرح سے کہ ایک پشہ ہوتا ہو وہ بھی
کسیقدر نامقدور پھُرتی رکھتا ہو میرے نزدیک اُس سے بھی کم حقیقت ہی خیر اب خاطر جمع رکھ بہت جلد تیرا دود نخوت و تکبر و دعوا ے
طلسم کشائی ناک کی راہ نکالے دیتا ہون صاحبقران اکبر مثل شیر بیخوف و خطر کھڑے تھے اس دیو کے کلام غرور سُنکے فرمایا او نابکار ابتک
اس خواب غفلت سے ہوشیار ہونے کا کچھ غم نہ کھا مین تجھے خواب مرگ مین ایسا مبتلا کرونگا کہ تو پھر بجز روز حشر کے نہ چونکیگا خاموش
ہو کیون بیہودہ بکتا ہو دیو سیاہ نے جو کلام شاہزادہ کی زبان فیض ترجمان سے سُنے غیظ و غضب مین آکے آرہ پشت نہنگ اس زور و قوت
سے صاحبقران اکبر کے فرق مبارک پر لگایا کہ اگر صاحبقران اکبر ستم زبان خالی نہ دین تو یقین تھا کہ اُس ضرب سخت و بے پناہ سے محفوظ رہنا
محال تھا بمدد ایزد ذو الجلال صاحبقران اکبر ضرب سے اُس دیو سیاہ کی بچے اور جست عیارانہ لگا کے جگہ کو چھوڑ دیا وہ ارہ پشت نہنگ
اس زور سے زمین پر گرا کہ قریب تیس گز کے زمین مین دھنس آیا اور اسقدر گرد اڑی کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ و تار ہو گیا صاحبقران اکبر
نے بچابکدستی تمام ایک ہی ضرب تیغ خارا شگاف سے اُس دیو سیہ فام کا کام تمام کیا وہ دیو مثل پہاڑ کے زمین پر آرہا اور
فوراً روح نجس اُسکی جہنم کو روانہ ہو گئی بعد قتل ہونے اُس دیو کے پھر ولیسا ہی طوفان تیرہ و تار بلکہ اُس سے بھی زیادہ محیط
عالم ہو گیا ایک ساعت کامل اندھیرا رہا پھر وہ سیاہی و تاریکی برطرف ہوئی اور مردمان فوجی و لشکری جوق جوق و گروہ گروہ
باللباس سبز قریب بارہ ہزار جوان کے مع سامان شاہی قلعہ سے برآمد ہوے اور آگے آگے اُس فوج کے تین جوان عالی شان
تھے کہ جنمین ایک بادشاہ صاحب امانت فراش خانہ تھا اور دوسرا جوان وزیر اعظم تحویلدار سلاح خانہ و جواہر خانہ تھا تیسرا
جوان داروغہ دیگر اجناس و اشیا کا تھا۔ قصہ کوتاہ یہ سردار مع سامان شاہی و جلوس وغیرہ صاحب قران اکبر فلک قدر
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور شرف قدمبوسی حاصل کیا اور فتح مرحلۂ دوم کی مبارکبادی بعد اسکے ترصیع
جنی بادشاہ قلعہ نے عرض کی اے شہریار عالی وقار و فلک اقتدار جسوقت حضور والا نے اس طلسم عالی مین قدم رکھا
اُسی وقت سے ہم سب غلامان حلقہ بگوش سعادت ملازمت کے امیدوار اور نہایت مشتاق تھے شکر ہے خداوند عالم کی
درگاہ عالی مین کہ آج ہم امیدوارون کی آرزوے دلی بر آئی اور ہم اس سعادت ملازمت اور دولت دارین سے بہرہ ور
ہوے صاحب قران اکبر عالی شان نے ہر ایک سردار کو علٰحدہ قدر مراتب نوازش و الطاف معطایانہ و خسروانہ سے سرفراز
و ممتاز فرمایا بعد اسکے ترصیع جنی۔ صاحب قران اکبر کو ہمراہ لیے بجلوس و احتشام مالا کلام شہر مین داخل ہوا صاحب قران اکبر
بنظر غور شہر کو ملاحظہ فرمانے لگے ہر چند کہ شہر نہایت مختصر تھا لیکن نہایت ہی عمدہ اور خوش وضع تھا صاحبقران اکبر نے
بعد فراغ سیر و تماشے شہر و مقامات کے فرمایا ای ترصیع جنی ہمارا قصد ہو کہ ہم اول طنبا حصار کو جائین اور وہان سے
مرحلۂ چہارم کی سمت چلے جائین اسواسطے تم سے رخصت چاہتے ہین ترصیع جنی نے زمرد وزیر سے اشارہ کیا کہ تم امانت
طلسم کا غذ پیش کرو زمرد وزیر نے عرض کی اے شہریار عالی وقار حضور ایک دو ساعت کے واسطے میرے ہمراہ تشریف لیچلین اور
اسباب طلسم جو حضور کا امانت رکھا ہو اُسے ملاحظہ فرمالین اور جو مناسب و صلاح وقت ہو ہم لوگون کے حق مین ارشاد ہو

کہ ہم تابع فرمان آیندہ عمل مین لاوین اور تعمیل حکم شہریار بجان و دل کرین صاحبقران اکبر نے درخواست زمرد وزیر کی قبول
فرمائی اور اسی وقت اسکے ہمراہ برج اول مین قلعہ کے تشریف لائے اس برج مین جسقدر مال و اسباب رکھا تھا زمرد وزیر نے
نظر انور صاحبقران اکبر سے گذرانا جسوقت صاحب قران اکبر عالی شان نے اس برج مین تین ہزار سلاح و یراق مرصع نگار و جواہر نگار
مثل زرہ و جوشن و شمشیر و خنجر وغیرہ کے نہایت عمدہ و تحفہ صندوقون پر جابجا نہایت تکلف سے رکھے ہوئے دیکھے نہایت مسرور
ہوئے واضح ہو کہ وہ کل آلات حرب تین قسم کے تھے۔ درجۂ اول و درجۂ دوم و درجۂ سوم کے اور ہر درجہ مین ہزار ہزار سلاح و یراق
علیحدہ علیحدہ قرینے اور قاعدے سے رکھے ہوئے تھے جب صاحب قران اکبر وہ اسلحہ ملاحظہ فرما چکے دوسرے برج مین تشریف
لیگئے اس برج مین اسباب آرایش بزم نشاط نہایت بیش قیمت و عمدہ بیحد و حساب تھا صاحب قران اکبر عالی شان اس
اسباب کو بھی ملاحظہ فرماکر نہایت خوش و محظوظ ہوئے اور سجدۂ شکر درگاہ واہب العطایا مین اس دولت بے انتہا کے دستیاب
ہونے کا ادا کیا بعد اسکے برج سوم مین تشریف لیگئے یہان چار ہزار مجموعہ زیور عروسانہ مرصع کار و جواہر نگار ہر قسم کا بیش قیمت تھا
الغرض شاہزادہ گردون پناہ کو سارا دن اسی اسباب کے ملاحظہ مین گذرا اور رات رقص و نوا سے پریزادان خورشید طلعت مین
بسر ہوئی دوسرے روز شاہزادہ کشور گیر گردون سریر نے تحفظ خاص اس مال و اسباب کو قلم بند کر کے مہر کی اور بار دیگر ترصیع
جنی کی تحویل مین دیا اور خواجہ زمرد کو بھی ترصیع جنی کا شریک کیا اور حکم دیا کہ جسوقت یہان ہم طلب فرمائین وہان پہونچے اسواسطے
کہ جسطرح تنہا ہم داخل طلسم ہوئے اسی طرح بیرون طلسم چلے جاوینگے کیونکہ اس شب کو عالم رویا مین عجیب و غریب کیفیت
حیرت افزا دیکھی ہے جسکو بشارت کہتے ہین ہمکو یا الٰہی نے ہدایت کی کہ اے معز الدین اگر تم اس عالم کی نعمتون کا ذائقہ چکھنا
چاہتے ہو جس سے تمامی کائنات کا لطف ہو سکتا ہے جسطرح سے تم تنہا پیادہ سر بزمین طلسم مین بسہولت گئے تھے اسی طرح
بخیر و عافیت تمام خوش و خرم بلا شرکت کسی کے مراجعت بھی فرماؤ پس اے ترصیع جنی و زمرد بتقسیم ایزد باری اس خواب صالح
و بشارت غیبی کا ایسا اثر میرے قلب مین پیدا ہوگیا کہ دنیا و کار ہاے دنیوی سب میری نظر مین دفعۃً ہیچ و پوچ معلوم ہونے
لگے اور یہ سب کارخانہ دنیا محض بے ثبات نظر آتا ہے اب مجھکو منظور ہے کہ کائنات طلسم سے اور اس مقام خاص سے تنہا چلا جاؤن
اور کسی شخص کو تکلیف نہ دون ترصیع جنی نے عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار قسم ہے مجھے اس پروردگار عالم کی اسوقت حضور
کے فرمانے سے مجھے بھی نہایت حیرت ہوئی مین حضور کے اس کلام کو صحیح و واقعی سمجھتا ہون غلام بھی اس روایت کو بزرگون سے
سنتا چلا آتا ہے جیسا حضور اس وقت فرما رہے ہین بلا میری رائے یہ ہے کہ حضور کو اس ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے صاحب قران اکبر
نے فرمایا اے ترصیع جنی ہم ایسے آلام و افکار مین مبتلا ہین کہ لائق بیان کے نہیں ہے کہ اس سبب سے ہمکو مطلق خیال نہین ہے کہ
ہم یہان کسطرف سے آئے تھے اور اب جانے کی راہ کسطرف ہے اگر تمکو معلوم ہو بخدا مجھے بتلا دو کہ پھر مین اسی راہ سے
چلا جاؤن ترصیع جنی نے عرض کی کہ اے شہریار فلک اقتدار حضور قلعہ کے دروازے پر پہونچ کر داہنے کو تشریف لیجائین غلام
بھی رکاب فیض انتساب مین حاضر ہے حضور کی مشایعت سرحد قلعہ تک کریگا آگے حکم نہین ہے القصہ صاحب قران اکبر گیتی ستان موافق

راہ نمائی ترصیع جنی اُسی طرف قلعہ کے روانہ ہوئے اور تینون سردار یعنے ترصیع جنی اور زمرد جنی اور تیسرا داروغہ مع اور ملازمان
ہمراہی کے پیادہ پا شاہزادے کی جلو مین چلے جب قریب ایک فرسنگ کے راہ طی کی ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ جہان چند درخت
گنجان تھے ترصیع جنی نے عرض کی اے شہریار عالی وقار اسقدر غلام کی سرحد یہان تک ہی اب آگے جانے سے معذور ہون آئندہ
جو ارشاد ہو بجا لاؤن صاحبقران اکبر نے فرمایا تم سب صاحب رخصت ہو ہم اب آگے جائینگے الغرض بعد رخصت ہونے
ان سب کے خود پیادہ پا روانہ ہوئے اور نصف روز قطع مسافت مین گذرا مگر نشان راہ کا نہ پایا اب صحرا نوردی پیادہ پائی
سے صاحبقران اکبر گردون وقار مضمحل ہو گئے بپا ناتوانی کے ورم پیرون پر آگیا اور تشنگی نے بھی بیتاب کر دیا اُس وقت
صاحبقران اکبر نے خیال فرمایا کہ یہان تو طلسم بھی نہین ہی کیونکر سوئے پیاس کا اسقدر غلبہ ہی اور لطف یہ ہی کہ پانی بھی
کہین معلوم نہین ہوتا بار الہا یہ غلبۂ تشنگی دمبدم بڑھتا جاتا ہی اور پانی کہین میسر نہین اور نہ کہین راہ کا پتہ معلوم
ہوتا ہی مین کس طرف جاؤن ایسی مشکل سخت مین پھنسا ہوا ہون کہ کچھ چارہ کار نظر نہین آتا اگر چند ساعت اور یہی صورت
رہی تو مین ہلاک ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر دل سے باتین کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اس عرصہ مین
آفتاب بھی بلند ہو گیا اور حرارت آفتاب کی اور زیادہ ہوئی زمین ایسی گرم ہو گئی کہ اگر دانۂ گندم زمین پر گرتا فوراً بریان ہو جاتا
اب صاحبقران گردون وقار نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوئے اور تشنگی نہایت درجہ غالب ہوئی صاحبقران اکبر
با حالت مضطر تلاش آب مین پھر رہے تھے کہ شاید کوئی چشمہ یا کنوان یا جھیل یا تالاب ملجاوے کہ صورت زندگی نظر آوے
کیونکہ پیاس مجھے ہلاک کیے ڈالتی ہی اب یہ حال ہم پہونچا ہی کہ لحظہ بلحظہ پیاس بڑھتی جاتی ہی پہلے تو بھوک لگی تھی کہ اب بھوک
اور پیاس دونون نے صاحبقران اکبر والا گوہر کا حال متغیر کر دیا اب پریشان ہو کر شاہزادے نے کہا اے معز الدین
بانیان طلسم نے تجھے عجب صحراے قیامت انگیز اور بالاخر مین پہونچایا یہ طلسم ہی کہ نمونہ جہنم ہی تو یہان واسطے باطل
کرنے طلسم کے پہونچا ہی یا ملک الموت کے گھر پہونچا ہی کسی طلسم مین ہمنے یہ آفت نہین دیکھی اگر ایسی آفت ہوتی تو کاہیکو
جان بچتی کس مقام مصیبت انجام مین کوئی دم مین جان تلف ہوا چاہتی ہی ہر لحظہ تشنگی بڑھتی جاتی ہی اب ہلاک
ہونے مین کیا باقی ہی یہ امر دو حال سے خالی نہین یا تو بانیان طلسم کو میرا ہلاک کرنا منظور تھا لہذا مجھے اس بیابان پُرخطر و
صحراے ہولناک مین کہ جہان پانی تک میسر نہین آتا بھیجدیا ترصیع جنی وغیرہ نے دیدہ و دانستہ تیرے ساتھ دغا کی اور
اس دشت وحشت انگیز مین پہونچایا بلا شبہ و شک اے معز الدین تو نے بڑا دھوکا کھایا افسوس اب یہان سے کیونکر
نجات ہوگی اہل طلسم کے دام مکر مین گرفتار ہو گیا اب اسی صحراے پر آفت مین ہلاک ہو کے بے موت مرے دوسری
غلطی اور یہ بڑی ہوئی کہ عالم خواب مین اُس آواز غیب کو سنکے اعتبار کر لیا یہ نہ خیال آیا کہ اس راہ نادانستہ مین بے کسی
واقف کار کے کسطرح منزل مقصود تک پہونچینگے کوئی راہبر بھی ضرور چاہیے اور طرفہ تماشا یہ ہی کہ جسطرف نگاہ جاتی تھی ایک
دریاے ریگ دور سے روان معلوم ہوتا ہی اور ذرہ مثل ستارے کے چمکتے تھے اور کوسون درخت کیسے دور تک گھاس تک

نظر نہ آتی تھی نہ سایہ کہ جسکے سایہ مین دم لے لین جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا کہا اے معز الدین تونے دیدہ و دانستہ اپنی جان کو آفت مین ڈالا افسوس اب افسوس سے بھی کچھ حاصل نہیں ہے خیر اب لوح کو دیکھیں دیکھیں وہ کیا مشورہ دیتی ہے غرض اسی شدت گرما اور پیاس کے اضطراب مین صاحب قران اکبر ایک جا کھڑے ہوے اور لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا یہ اور طرفہ معاملہ ہوا کہ لوح پاک و صاف معائنہ مین آئی ایک حرف بھی نہ تھا اُسوقت اس سانحہ سے ہوش ربا سے صاحب قران اکبر اور زیادہ تر مایوس ہوے ناچار اُسی صحراے پر آفت مین اور دشت غربت و مصیبت مین حیران و پریشان روانہ ہوے اور بار بار دل مین کہتے جاتے تھے خدایا یہ کسطرح مشکل حل ہوگی کیونکہ یہ مسافت دشت طے ہوگی پانی کا قحط ایسا ہے کہ آنکھوں مین بھی نمی تک نہیں لوح بھی صاف و شفاف معلوم ہوتی ہے اس مصیبت کو کیونکر جھیلون سخت پریشان ہون دن گذر گیا تو رات بدتر از شب اول گذر ہو جائیگی اس شدت تشنگی اور گرسنگی مین کیونکر بسر ہوگی۔ مصرعہ

عجیب واقعہ و طرفہ ماجراے حیرت

اسی تشویش و فکر مین صاحب قران اکبر فلاکت قدر قطع مسافت کرتے ہوے چلے جاتے تھے تا اینکہ وقت زوال آفتاب ہوا یکایک دور سے چار دیواری نظر آئی گویا تن بے جان مین جان آئی شاہزادہ گردون وقار نے اب جانب دیوار قدم بڑھایا جب قریب چار دیواری کے پہونچے ایک دروازہ نہایت عالی شان نمودار ہوا۔ جب دروازے پر پہونچے معلوم ہوا باغ ہے نظم

بجنبش آمده باغے چہ باغے	کہ در دل ارم را بود داغے
ہواے روح بخش و جان فزا داشت	سواد دیده در نور و ضیا داشت

شاہزادہ عالی قدر صاحب قران اکبر پیادہ روی سے از بس خستہ ہوگئے تھے اُس باغ مینو سواد کو دیکھ کے عجیب فرحت قلب حاصل ہوئی دفعتہً وہ کسل راہ رفع دفع ہوگیا صاحب قران والا قدر نے شکر ایزد باری درگاہ رب العزت مین ادا کیا اور فوراً داخل باغ ہوے اور وہان پہونچے کہ جس جا ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پانی شیرین و صاف و خوشگوار اور اُسمین مچھلیان سرخ و سبز تھین اور وہ حوض سنگ یشب کافوری کا بنا ہوا تھا اور اُسپر یاقوت سرخ و زمرد کی پچی کاری تھی اور درمیان حوض کے ایک فوارۂ زمرد سبز کا نہایت پاکیزہ و خوبصورت اس ترکیب سے جاری تھا کہ عقل بشر کام نہ کرتی تھی اُسکے معائنہ سے صاحب قران اکبر کا وہ سب کسل دور ہوگیا کنارے حوض کے بیٹھ گئے اور دونون ہاتھ اور پاؤن پانی مین ڈالدیے صعوبت مسافت اور تشنگی شدید کی اذیت سے نوبت ہلاکت پہونچ گئی تھی دفعتہ جو اسقدر راحت پائی ایک عالم سرور مین عنان صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور دونون ہاتھون سے پانی حوض کا لیکر نوش فرمایا اور رخ مبارک پر چھڑکا اُس پانی سے مثل گلاب اور کیوڑے کے ایسی خوشبو آئی کہ دل و دماغ دونون معطر

ہوگئے بمجرد نوش فرمانے آب حوض کے صاحب قران اکبر کو عجب طرح کی فرحت وطراوت حاصل ہوئی اور بستگی طبع مبارک بالکل رفع ہوگئی ابھی ایک لحظہ اس حوض پر دم لیا تھا کہ آنکھوں میں کچھ خمار سا پیدا ہوا اور از خود یہ خیال پیدا ہوا کہ نہیں معلوم یہ باغ جنت نظیر کسکا ہے کہ فضا آنکھوں میں کھپی جاتی ہے باغ تو ایسا ہے معلوم نہیں صاحب باغ کیسا ہوگا خداوند کریم اس باغ اور صاحب باغ کو سرسبز و شاد کام رکھے راوی کہتا ہے کہ جسوقت سے صاحب قران اکبر نے اس حوض کا پانی نوش فرمایا ہے لحظہ بلحظہ دل میں ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس باغ رشک جنت میں اسوقت شراب ارغوانی اور کوئی محبوبہ سیمتن زہرہ جمال خورشید تمثال آجائے اور کوئی پری پیکر رشک قمر سامنے ناچ رہی ہو اور ہم مسند مغرق پر بیٹھے سرود میں گانا سنتے ہوں تو کیا خوب بات ہے۔ نظم

من باشم و وے باشد وے باشد و نے من گہ لب وے بوسم و وے گہ لب نے	من مست و تو نے باشم و وے مست نہ ہم کے باشد و کے باشد و کے باشد و کے

مدت دراز سے عیش کی صحبت میسر نہیں ہوئی ایک پل بھی نظارۂ جمال جہان آرائے محبوبان راحت جان سے خرم و مسرور نہیں ہوا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر اسی فکر و خیال میں دل سے باتیں حسرت آمیز کرتے تھے اور بجائے خود کہتے تھے کہ یہ عمارت ہمنے کہیں دیکھی ہے لیکن یہ خیال نہیں کہ کہاں دیکھی ہے جب خوب غور کرکے دیکھا تو یاد آیا کہ شاید طلسم حکیم ارسطو میں جسکو اجرام و اجسام کہتے ہیں ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کے باغ میں کہ جہاں شاہ نشین میں صبح دلکشا بھی موجود تھی میں نے یہ عمارت دیکھی تھی بلاشبہ یہ مثل اسی باغ کے ہے بس صاحب قران اکبر کو اسوقت ملکہ ناطقۂ روشن بیان کا تصور بندھا اور اس غضب کا خیال طبیعت میں پیدا ہوا کہ بے اختیار زبان پر کلمۂ افسوس جاری ہوا اور بجائے خود کہا اے معزالدین تمنے طلسم ارسطو میں بلکہ نوبہار کے غلبۂ محبت میں اس گل گلزار خوبی و نخل چمنستان محبوبی یعنی ملکۂ ناطقۂ روشن بیان سر دفتر محبوبان جہان کی کچھ قدر نہ کی حالانکہ بانیان طلسم یعنی حکما سے متقدمین نے ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو پہلے سے تمہاری مواصلت و زوجیت کے واسطے تجویز کیا ہے نوع انسان ہے اور حسن و جمال میں بھی کسی طرح سے کم نہیں ہے ملکہ نوبہار گلشن افروز جو آج آفت روزگار و لاثانی ہے یہ بھی مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتی ملکہ میں جانتا ہوں کہ ان پریزادوں میں وہ شوخی و ادا و ناز و انداز مثل انسانوں کے کہاں ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کا وہ عالم حسن و کرشمہ و ناز و ادا ہی کچھ جدا گانہ ہے انسان واقعی حسن ملیح رکھتے ہیں پریزادوں کو کہاں میسر عشاق اکثر ایسے ہی حسن جمال کو پسند کرتے ہیں واقعی یہ امر ہے کہ پروردگار عالم نے ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو کیا حسن ملیح و جمال جہان آرا عطا فرمایا ہے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر فلک قدر اسی خیال میں دل سے باتیں کرتے باغ کا سیر و تماشا دیکھتے خراماں خراماں چلے جاتے تھے کہ ایک ایوان عالی شان میں پہونچے دیکھا صحن قصر میں اکثر کنیزان ماہرو سنبل مو شعلہ رخسار خورشید تمثال بالباس پرتکلف و زیور و جواہرات سے آراستہ و پیراستہ سامنے سے آتی ہیں جب قریب پہونچیں سب نے خوب

صاحب قران اکبر فلک قدر کو سلام کیا صاحب قران اکبر نے جواب سلام انکو دیا اور فرمایا تم کون ہو اور یہ باغ کس عالیشان والا دودمان کا ہے اور اُس عالیجاہ صاحب باغ کا نام کیا ہے ان نازنینون مین ایک پری تمثال نہایت طرار و حاضر جواب تھی اور معتمد علیہ صاحب باغ بھی معلوم ہوتی تھی اُسنے مسکرا کر دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار فلک اقتدار یہ باغ حضور کی کنیزان خاص سے ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ معما ہماری سمجھ مین نہین آتا صاف صاف بیان کرو کہ جسکو ہم بھی سمجھین کہ صاحب باغ ہماری کنیز کس وجہ سے ہے اُس نازنین ماہ جبین نے کہا اے شہریار عالم مدار حضور کی وہ کنیز اس سبب سے ہے کہ صاحب باغ و قصر بلکہ کل کائنات طلسم کی حاکم ملکہ شمسہ تاجدار عندلیب البیان ہے اور حضور اُس ملکہ آفاق کے مالک و حاکم ہین پس اس اعتبار سے جو کنیز ملکۂ عالم کی ہے وہ شوہر ملکہ کی کنیز پہلے ہے صاحب قران اکبر نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس طلسم مین بھی ملکہ شمسہ تاجدار کی کنیزان خاص موجود ہین اب مین سمجھا کہ بقدرت خدا درحقیقت ملکہ شمسہ تاجدار بڑی قدر و منزلت کی شاہزادی ہے کوئی مقام طلسم مین ایسا نہین کہ جہان ذکر خیر اُنکا ہمنے نہ سنا ہو الغرض شاہزادۂ کشورستان اُس نازنین سے باتین کرتے ہوے اندر قصر کے گئے دیکھا کہ اُس قصر عالی مین محفل جشن آراستہ ہے اور تخت جواہر نگار پر ایک ماہ وش بصد تمکین سر تا پا غرق جواہر بیٹھی ہے جب صاحب قران اکبر قریب اُس محفل کے پہونچے وہ نازنین تخت نشین بہزار ناز و انداز تخت سے اٹھی اور صاحب قران اکبر کا استقبال بصد تکریم بجالائی اور پایئن تخت نہایت ادب سے کھڑی ہوئی اور صاحب قران اکبر نے اُس نازنین شمع رخسار کو از سرتا پا بغور دیکھا بعینہ ملکۂ ناطقہ روشن بیان کی شکل سے مشابہ پایا سرمو فرق نہ تھا نہایت متعجب ہوا اور جوش محبت دل مین پیدا ہوا اُسی غلبۂ شوق وصل سے زیادہ بیتاب ہوگئے اور عنان صبر و اختیار دست استقلال سے چھوٹ گئی اور ولولہ شوق و ذوق مین قدم آگے بڑھایا اور اُس ماہ جبین کو گلے سے لگا لیا صاحب قران اکبر ایسے اثر طلسم سے لایعقل ہو رہے تھے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی اُس حوض کا پانی پیتے ہی بالکل از خود رفتہ ہوگئے آخر صاحب قران اکبر اُسی عالم بیخودی مین اُس نازنین ماہ جبین سے لپٹ گئے اور چند بوسے اُس ماہ رخسار کے لیے اور کہا اے مایۂ حیات عاشقان و آرام دل جان دردمندان مین اسوقت سخت تعجب مین ہون کہ تم اس مقام خوش انجام مین حسب خواہش میری کیونکر پہونچ گئین یا شاید مین ہی اتفاق سے یہان آنکلا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم بیضا مین کوئی راہ غیر متعارف ایسی آمد و رفت کی ہے کہ اُس راہ سے انسان بآسانی اس طلسم سے اُس عجائبات مین جاسکتا ہے اور عجب نہین کہ مین بھی تمھارے باغ و قصر مین سیر کرتا ہوا پہونچ جاؤن کیونکہ مین اس باغ کو بعینہ تمھارے باغ کا نمونہ دیکھتا ہون مطلق فرق نہین اے ملکۂ عالم اگر میرا گمان درست ہے تو مین بلاشبہ طلسم اجرام و اجسام و عجائبات حکیم ارسطو مین آکر موجود ہوگیا تم اس طلسم بیضا مین نہین آئین ہزار ہزار آفرین و تحسین اُن حکماے متقدمین کے عقل و علم و فہم پر کہ جنھون نے ایسے ایسے طلسم مین شعبدۂ طلسمی ایجاد کیے کہ عقل و فہم بشری مین آنا قیاس سے باہر ہے حکیم ارسطو اعلے درجہ کی عقل رکھتا تھا اور نہایت صاحب فہم تھا جسکی تعریف بشر کی کیا مجال ہے کہ جو کر سکے اے ملکہ آفاق جسوقت سے مین اُس باغ رشک ارم مین آیا ہون تمھارے شوق اور اشتیاق مواصلت مین ایسا بیقرار ہون

کہ مجھ سے بیان نہیں ہو سکتا ایکدم قرار و آرام نہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ اُن صحبتہائے سابق میں جو کوئی امر مجھ سے خلاف
طبع نازک واقع ہوا ہو براے خدا اُسکو معاف فرماؤ میں اُن ایام میں ایک آفت میں گرفتار ہو رہا تھا یعنے ملکہ نوبہار کے سودائے
عشق میں بیخود و سرشار ہو گیا تھا مجھکو اپنے نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی اور اُس پر کالۂ آفت و فتنۂ محشر کے نازک مزاجی سے
اسقدر خوفناک و حواس باختہ تھا کہ جسکی حد نہیں اُدھر کیفیت تاثیر طلسم سے مبہوت و گرفتار تھا دوسرے کا خیال مطلق
نہ تھا میں مجبور تھا میں اے ملکۂ ملک خوبی تمکو بھی لازم ہے کہ تم از راہ بندہ نوازی اس مجبور و بے دست و پا کی مجبوری
کے لحاظ سے اپنی لوح دل سے کدورت و غبار کو دور کردو کہ میں بوجہ مجبوری کے محض بے قصور ہوں اور قصرا بیض میں اکثر
تمھاری صحبت میں شریک ہوا ہوں مگر ایسی صحبت تخلیہ بلا شرکت غیرے نہ تھی اور یہاں وہ اتفاق سے پیش آیا کہ جو کبھی
خواب میں بھی میسر نہ آیا تھا کوئی دوسرا مخل صحبت نہیں ہے اب اُن حرکات گذشتہ کو خاطر اقدس میں نہ لاؤ اور چند ساعت
مجھ سے سرگرم اختلاط ہو قصہ کوتاہ شاہزادۂ عالی گہر اس حرف و حکایات میں مشغول تھے اور اُس نازنین تخت نشین کو
مثل دل و جگر کے آغوش میں لیے متواتر بوسۂ لب و رخسار کے لیے رہے تھے اور وہ زہرہ لقا بپاس خاطر شاہزادہ
شرمگین و حیرت زدہ سرنگوں خاموش کھڑی شاہزادہ کی گفتگو سُن رہی تھی آخر کو صاحب قران اکبر اُسی بیخودی و سرشاری
میں نازنین زہرہ جبین کا ہاتھ پکڑے ہوے تخت پر مع اُس ماہ وش کے بیٹھے مجبوراً بیٹھنے کے اُس نازنین نے کنیزوں
کو حکم دیا کہ سامان مے نوشی حاضر کرو اور داروغہ ارباب نشاط کو پہونچا کہ جلد طائفے حسین و خوشرو و خوش گلو مع سازندہ
حاضر کرے بمجرد اس حکم ملکہ کے فوراً کشتی و جام و صراحی لیے ساقی سیم بدن حاضر ہوے اور ناچ شروع ہو گیا اور اُس
ماہ لقا نے جام جواہر نگار خود اپنے دست نگارین میں اٹھا لیا اور صراحی سے لبریز کر کے شاہزادہ کو نہایت ناز و انداز سے
مسکرا کر دیا صاحب قران اکبر فلک قدر نے جام دست حق پرست میں لے لیا اور اُس وقت خیال میں آیا کہ شراب
ناجائز نامشروع کا پینا مناسب نہیں ہے یکایک اُس نازنین نے کہا اے شاہزادۂ عالی وقار حضور کو اس جام کے
نوش فرمانے میں کیوں مضائقہ ہوا یہ وہی شراب ربانی ہے جو حضور نے اکثر مقامات طلسم میں نوش فرمائی ہے اس باغ میں بھی
ہر وقت موجود رہتی ہے وہ شراب نہیں ہے جسکا حضور خیال فرماتے ہیں صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان بھلا تمھارے
انتظام میں کوئی چیز نامشروع رہ سکتی ہے یا کوئی سامان عیش سے ایسا ہے کہ میسر آ سکے لیکن ایک امر سے البتہ متحیر ہوں کہ
میں نے اسقدر دماغ خراشی و بیہودہ گوئی تمھارے سامنے کی مگر تمنے کسی میری بات کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مطلق التفات
تک نہیں کیا اُس نازنین نے کہا اے شہریار یہ بات میری فہم میں نہ آئے اُسکا کیا جواب دوں جسے مجال سخن ہو وہ کیا جواب دے
صاحب قران اکبر نے فرمایا میں نے تو کوئی بات مبہم نہیں کہی کہ جسکا سمجھنا دشوار ہو اُس نازنین نے کہا اے شہریار عالی وقار
حضور کا کلام خالی از رمز و کنایہ نہیں ہوتا میں اُسکے سمجھنے سے قاصر ہوں حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں صاحب قران اکبر نے
فرمایا اے جان جان میں نے تم سے ایک امر کا عذر کیا تمنے اُسکا بھی کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ اے شہریار نامدار

عذر بھی کوئی جانور ہوتا ہی مین نے عذر کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی اور جسکی صورت سے واقف نہو اُسکا جواب کیا دیا جائے صاحب قران اکبر نے کہا ای ملکۂ آفاق مین اپنے ہوش مین ہون مقابلے اتفاقی کی ہو یا کوئی امر خلاف طبع نازک مجھ سے سرزد ہوا ہو اُسکو معاف فرماؤ یہ عذر کیا تھا اُس نازنین نے فرمایا ای شہریار بخدا مجھکو یاد بھی نہین کہ مین کب خدمت عالی مین حاضر ہوئی تھی اور حضور نے کیا بے اعتنائی مجھ سے فرمائی نہ مین ناطقۂ روشن بیان سے واقف ہون اور نہ یہ جانتی ہون کہ طلسم اجرام اجسام کس دشت و بیابان کا نام ہی یا کوئی باغ ہی اور کس طرف ہی اپنی عمر مین یہ نام بھی نہین سُنے آپ انصاف فرمائین کہ جو امر سمجھ مین نہ آئے اُسکا کیا جواب دون صاحب قران اکبر فلک قدر نے دل مین کہا سبحان اللہ یہ بھی طرفہ ماجرا ہی کہ یہ نازنین جبکہ عین صریح ناطقہ ہی اور صاف انکار کیے جاتی ہی کہ مین ناطقہ نہین ہون اس تجاہل کا بھلا کیا علاج ہی آخر صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم ناطقۂ روشن بیان نہین ہو یا تجاہل کرتی ہو تمھاری روش بیان وکلام سے یہی پایا جاتا ہی کہ تم ناطقۂ روشن بیان ہی ہو اُس نازنین نے کہا ای شہریار ناطقہ کیسی اور طلسم ارسطو کیا چیز ہین ان باتون کو جانتی بھی نہین میرے کان ایسے کلمات سے آج تک آشنا بھی نہین ہوئے مین خود ہی متحیر ہون کہ حضور یہ کہانکا قصہ وفسانہ بیان کر رہے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھارے کلام اور لاعلمی کو تسلیم کیا لیکن یہ بتاؤ کہ تم کس ملک کی شاہزادی ہو اور تمھارا نام کیا ہی اور تمھارے والد بزرگوار کا کیا نام ہی اب وہ نازنین صاحب قران اکبر سے یہ سُنکے مسکرائی اور کہا ای شہریار اصل حال یہ ہے کہ مین ملکۂ شمسۂ تاجدار کی کنیزون مین ہون اور نام میرا فصیحۂ روشن سخن ہی اور والد بزرگوار اس کنیز کا ملک افلاک مینائی طلسم مرحلۂ دوم کا حاکم ہے ای شہریار والا تبار یہ کنیز پانچ برس کے سن سے اس باغ فرح فزا اور گلستان دلکشا مین رات دن رہتی ہی جب نہایت ہی دل گھبراتا ہی تو کبھی کبھی اپنے والدین کے دیکھنے کو شہر مین جاتی ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ والدین معظم خود اس باغ کو اپنے قدم کے نور سے روشن ومنور فرماتے ہین اور اس کنیز نے بزرگون سے سُنا ہی کہ انحضرت نے مجھے بکنیزی ملکۂ شمسۂ تاجدار موسوم فرمایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ تو ملکۂ شمسۂ تاجدار ایسی صاحب عظمت کی لونڈی ہی جو آج کائنات طلسم کی مالک اور حاکم ہی تجھے فخر ومباہات کرنا چاہیے بس یہ تو مین جانتی ہون اور باقی کچھ نہین جانتی ہون اور نہ کسی حال سے واقف ہون اس تقریر کو اُس نازنین سے سُنکے صاحب قران اکبر کو سخت تردد اور اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ نازنین اس عالم طلسم سے کوئی ساحرہ ہی شاید مجھ سے بمکر و دغا پیش آوے جسطرح کہ پہلے شہرانۂ فاشیۂ ملعونہ ملکۂ صبح روشن گہر کی شکل سے مجھکو انواع واقسام کی آزار پہونچاتی تھی اور مجھ سے بمکر ودغا اور فریب دیکے لوح لی تھی معلوم ہوتا ہی کہ اسی طرح یہ نازنین بھی ناطقۂ روشن بیان کی صورت سے متشکل ہو کر میرے آزار دہی اور ایذارسانی کی درپی ہوگی صاحب قران اکبر نے اسی وقت اعمال مبطل سحر پڑھنا شروع کیے اور اُس نازنین پر بھی دم کیے اور لوح کو بھی بغل سے نکال کے ملاحظہ کیا لیکن سطح لوح طلسم کو بھی صاف دیکھا ایک حرف نظر نہ آیا اور کوئی باطل سحر کا عمل بھی ظاہر نہوا اب زیادہ صاحب قران اکبر کو تردد و تحیر نے گھیرا اور پھر گھبرا کے بار دیگر اُس نازنین سے فرمایا ای ملکۂ عالم

واللہ مجھے بھی دھوکا ہوا تم ملکۂ ناطقہ نہیں ہو مگر اُسکی شکل سے مشابہ ہو مگر اب یقین کامل ہوا کہ تم بے شک وشبہ ناطقۂ روشن بیان ہو اسمیں فرق نہیں ہے وہ نازنین بولی حضور جو فرمائیں وہ بجا و درست ہے کسواسطے کہ حضور کے ارشاد کو کون رد کرسکتا ہے خصوصاً میری کیا مجال کہ جو میں زبان بھی ہلا سکوں یا خلاف مزاج حضور والا کے کوئی بات کہہ سکوں بیت

خلاف رائے سلطان رائے جستن | بخون خویش باید دست شستن

صاحبقران اکبر نے فرمایا اسوقت میں نشۂ طلسم میں اسقدر سرشار و مسلوب العقل ہوں کہ میرا فہم مطلق درست نہیں ہے جو میں تمھارے بیان راست کو بالکل بے اصل و دروغ محض سمجھا تھا پھر بھی فرمایا اے ملکہ مجھے اب واقعی ثابت ہوگیا کہ ملکہ تمھیں ہو آخر یہ کیا وجہ ہے کہ جو تم مجھے دھوکا دیتی ہو شاید از راہ مذاق کہتی ہو اے جان جہان تمھیں انصافاً کہو میں کسطرح تمھارے قول کو باور کروں اور کہدوں کہ تم ملکۂ ناطقۂ روشن بیان نہیں ہو اس عالم میں دو شخص ایسے ہمشبیہ کہ فرق مطلق نہو ممکن نہیں اخفا کرنے سے کیا فائدہ خیر کیا مضائقہ ہے جو امر واقعی ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکے پھر دوبارہ ہاتھ پکڑکے آغوش میں لیا اور اُسی عالم مدہوشی میں اُسکے لب و رخسار کے اسقدر بوسے لیے کہ عارض گلگون نیلگون ہوگئے بعد اسکے پھر جام شراب ہی ناب گردش میں آیا پھر اُس نازنین ماہ جبین نے اپنے تابعین کو حکم طعام دیا بمجرد اس حکم کے کنیزیں دوڑیں اور جلدی جلدی باورچیوں نے خاصہ نکالا دسترخوان نہایت تکلف سے آراستہ ہوا طعامہائے لذیذ و عمدہ انواع و اقسام چنے گئے۔ صاحبقران اکبر نے اور اُس نازنین نے خاصہ نوش فرمایا بعد اسکے کچھ نقل بادام وغیرہ سے ذائقۂ زبان بدلا بعدہ پھر صحبت رقص و نوا کا سامان ہوا ساقیان سیمین ساق مع شراب ارغوانی حاضر ہوئے اور نازنین ماہ جبین نے خود شاہزادے کی ساقی گری کی یعنے جام بلوریں شراب ہی ناب سے لبریز کیا اور شاہزادے کو دیا شاہزادے نے نوش فرمایا اسی طرح دو چار جام گردش میں آئے سرور شروع ہوا اختلاط و بوس وکنار ہونے لگا تا اینکہ ساری رات صاحبقران اکبر فلک قدر کو اسی عیش ونشاط میں گذری صبح کو شاہزادۂ عالی جاہ اُس صحبت نشاط سے اُٹھے وضو کیا اور دوگانۂ صبح ادا کیا بعد اسکے آرامگاہ میں جاکر آرام فرمایا ظہر کے وقت بیدار ہوئے دیکھا کہ وہ قصر و باغ بلبلان چمن حسن و خوبی سے بالکل خالی ہے یعنے اُن نازنینان زہرہ لقا کا اُس قصر و ایوان میں کہیں پتہ نہیں ہے اور نہ اس شب کی صحبت کے کچھ آثار پائے جاتے ہیں شاہزادہ عالی قدر ایک عالم تحیر میں تھوڑی دیر تک گردن خم کیے بیٹھے رہے آخر اُٹھے اور دیر تک اُس قصر میں ادھر اُدھر پھرتے رہے اور دل میں کہتے تھے اے معز الدین تعجب ہے یہ کیسا طلسم ہے کہ ہر ایک وقت ایک معاملۂ تازہ پیش ہوجایا کرتا ہے بقولیکہ

ع - ہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

ہم آج تک یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ملکہ نوبہار کا مزاج نہایت تند و نازک ہے بلکہ تغافل شعار بھی ہے اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان نہایت مدمغ و تند مزاج ہے اور سلیم الطبع بھی ہے لیکن یہاں اس سے بھی زیادہ ظہور میں آیا ہر ایک نازنین طلسم کو اتنی مزاج

دیکھتا ہوں اور مروت تو کہیں ان لوگوں میں چھو نہیں گئی معاذ اللہ عجیب تغافل شعار و سفاک عالم یہاں کی عورتیں ہیں
انکو کسی کا پاس و لحاظ مطلق نہیں ابھی آج ہی کا ذکر ہے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے ایسی تند مزاجی و کج ادائی میرے ساتھ
کی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا انتہا یہ ہے کہ مجھے تنہا اس قصر میں چھوڑ کے ایسی غائب ہو گئی کہ اسکا پتہ نہیں یہ نازنین ملکہ تو بہانا
کی بھی بے وفائی بے مروت لیکن واقعی بڑی کج خلق و بے وفا عورت ہے اسکو میرا کچھ خیال نہیں کیا بے تکلف یہاں سے
چلی گئی صاحب قران اکبر اسی فکر میں باہر نکلے ابھی قریب دو کوس کے گئے ہونگے کہ یہ خیال آیا اے سعد الدین واقعی یہ
گمان اور خیال بالکل غلط تھا کیونکہ ناطقہ روشن بیان اس طلسم میں کہاں آئی ہوگی کوئی سبب ناطقہ روشن بیان
کے یہاں آنے کا معلوم نہیں ہوتا اور اگر شاید یہاں آئی ہوگی تو اسطرح آنے آدمی سے میرے پاس سے ہرگز نہ جاتی اسکی
[illegible] نہایت سے بعید ہے ان کو طلسم [illegible] سے پیشین کا ایک شعبدہ تصور کرنا چاہیے قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر
[illegible] اترکر [illegible] ہوئے آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے کہ ناگاہ صاحب قران اکبر کے دل میں عشق منزل میں
ایک طرح کا غلبہ عشق و سودا محبت ملکہ روشن گہر کا ایسا پیدا ہوا کہ بیچین ہو گئے دو فرسخ راہ طے کی ہوگی اسوقت [illegible]
پیادہ پائی کے ایسی ماندگی عارض ہوئی کہ صاحب قران اکبر لب چشمہ سایۂ درخت میں بیٹھ گئے اور ایک ساعت آرام لیا
[illegible] گذشتہ بیابان سے ایک تیرہ گرد پیدا ہوا جب دامان گرد چاک ہوا علم لشکر ظفر پیکر چمکتے ہوئے نظر آتے اور علموں سے
پھریروں سے علامت اسلام ظاہر و نمودار تھی جب وہ نشان قریب ہوئے تب معلوم ہوا کہ [illegible] سیفیان و البشارہ [illegible]
مع ملک افلاک [illegible] وغیرہ سرداران کا نامدار طلسم مع فوج ظفر موج اور لشکر فیروزی اثر واسطے استقبال کے نہایت جاہ و حشم
سے یہاں پر [illegible] اور تنہا سے روان پر وارد ہوا جاتے چلے آتے ہیں جب ان سرداروں نے صاحب قران اکبر کو دور سے چشم کو
دیکھا [illegible] اپنے گھوڑوں سے کود پڑے اور ہر ایک سردار نے صاحب قران اکبر کی پابوسی کی صاحب قران اکبر
نے بھی دست شفقت ہر ایک جوان عالی شان کی پشت پر رکھا اور سبکے حال پر نوازش و عنایت خسروانہ فرمائی [illegible]
صاحب قران اکبر تخت رواں پر سوار ہوئے اور سب لوگوں تخت کے داہنی طرف اور بائیں طرف [illegible] باقی افسر [illegible] تخت کے
[illegible] ہوئے اور آگے آگے تمام فوج [illegible] علموں کے [illegible] باندھے ہوئے قدم با قدم نہایت جاہ و حشم سے سوار [illegible]
چلے اور [illegible] راہ میں صاحب قران اکبر نے احوال گذشتہ ان سرداروں سے بیان کیا [illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] تم [illegible] سے اس حال کو دریافت کیا چاہتے ہیں [illegible] کہ تم اس [illegible] طلسم کی
[illegible] تماشا [illegible] اس قصر و باغ کا دیکھا ہے کیا کہنا ہے کیونکہ [illegible]
[illegible] طلسم میں نہیں دیکھا اور [illegible] ہماری سمجھ [illegible] استعجاب [illegible]
[illegible] ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک کو اس باغ میں [illegible] ایک [illegible] وہ ہماری [illegible]
[illegible] کوئی اختلاط معشوقانہ [illegible] نہیں رہا [illegible] حیرت [illegible] تعجب ہے کہ وہ نازنین [illegible] مقام [illegible]

میں اسطرح آئی میں نے ہر چند اس نازنین سے دریافت کیا اور قسمیں بھی دیں لیکن اس فتنہ روزگار نے سوا اسکے کہ
میں کیوان خاص بارگہ شمسہ تاجدار اور دختر ملکات افلاک مینائی ہوں اور کچھ نہ بیان کیا اور دوسرا طرفہ معاملہ یہ ہے اور سخت تعجب
کی بات ہے کہ اس نازنین نے اپنے ناطقہ روشن بیان ہونے سے انکار کیا حالانکہ سراپا ملکہ ناطقہ روشن بیان کی
صورت سے مشابہ ہے کسی خط و خال میں میں نے فرق نہ پایا یہ کیا معاملہ ہے مجھکو قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر تین امر سے
خالی نہیں ہے یہ کہ شاید یہ نازنین واقعی ناطقہ روشن بیان ہے اور جو کچھ اسکا بیان ہے وہ محض فضول و بیجا اصل سے اسکو
بے وجہ جھوٹ بولنا اور اپنے اصل بات کچھ ثابت کرنا اس سے کیا فائدہ ہے دوسرا یہ امر ہے کہ یہ کوئی فرقہ ساحرہ میں سے
و مشہور سے ہے کہ جسنے یہ ترکیب میری ہلاکت کے واسطے کی کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی شکل بنکے پر دکھ دو مکر میں
نقصان پہنچاؤں اور بدنام نہوں تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید کوئی پریزاد ان طلسم سے یہ تبدیل ہیئت کوئی
مصلحت خاص اپنے دل سے پیدا کرکے ناطقہ کی صورت سے ظاہر ہوئی اور وہ مطلب برآری مجھسے اس پیرایہ میں چاہتی ہے
لیکن عجب نہیں کہ امر اول فرضیہ ہو کسواسطے کہ ناطقہ کا اس باغ میں آنا ثابت نہیں ہوتا اور بے وجہ اسقدر جھوٹ مجھسے
کیوں بیان کرتی میں اسکی عادت و خاصہ طبیعت سے خوب واقف ہوں کہ وہ نازنین ایک بادشاہ جمجاہ کی دختر
بلند اختر نہایت صاحب وقار و فہمیدہ ہے بلکہ حسن اخلاق و تہذیب میں اپنا نظیر نہیں رکھتی مجھے یقین کامل ہے کہ اسکی
وضع سے نہایت بعید ہے تغافل شعاری و بے مروتی سے اسکی کنیزوں کو عار ہے لیکن اسکے طرز کلام اور رفتار و تقریر سخن سے
ایک طرح کا تفاوت پایا جاتا تھا اور شیوۂ مسخرگی اسمیں کہاں اس صورت سے البتہ گمان قوی اور شک ہوتا ہے کہ وہ اصل
ناطقہ روشن بیان ہو تو عجب نہیں ہے اور یہ سب امور و علامات و نشانات آج مجھپر روشن و ظاہر ہوئے ہیں ابھی مجھکو
اسقدر ہوش و حواس نہ تھے جو میں عقل سے اسوقت تمیز کر سکتا اسوقت جو کچھ خیال کرتا ہوں صحیح معلوم ہوتا ہے بلکہ اسی
شبہ میں میں نے اسوقت اسمائے بزرگ باطل السحر بھی پڑھے لیکن کچھ اثر اسکا مترتب نہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ سحر وغیرہ نہیں تھا ورنہ اس اسم جلیل سے جادو ہرگز قائم نہ رہتا اور صورت اصلی صاف ظاہر ہو جاتی اب ایک امر سوم
باقی رہا وہ البتہ لائق قبول قیاس ہے کہ شاید کوئی پریزاد کسی مصلحت سے ملکہ ناطقہ روشن بیان کی صورت ہو گئی ہو اور
یہ قیاس کیا ہو کہ یہ شخص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے نہایت مانوس ہے لہذا اسی کی صورت بنکر اسکو اپنے دام میں لاکر قابو
کرنا چاہیے تاکہ اپنی کاربرآری عمدہ طور سے ہو جاوے بس ایسکو اس امر سے مجھکو یہ حیرت ہے کہ اس پریزاد نے ملکہ
روشن بیان کو کہاں دیکھا جو اسکی صورت سے مشابہ ہوئی مگر واہ ری اسکی کاریگری کہ کوئی خط و خال میں اختلاف
نہیں ہوا ایسا ہمشکل ہونا شاید کسی نے دیکھا ہوا اور اس حوصلے اور جرأت کو دیکھنا چاہیے کہ خود ہی بیان کر دیا کہ میں
ناطقہ روشن بیان سے واقف بھی نہیں کون ہے میں تو ملکات افلاک مینائی کی دختر ہوں میں نے آج تک ناطقہ
کا نام تک نہیں سنا دیکھنا تو شے دیگر ہے اور اسپر بھی مجھے یقین نہوتا تھا میں یہی کہتا تھا کہ تو ناطقہ روشن بیان ہے

سیمگون نے عرض کی ای شہریار فلک اقتدار غلام اس معاملے سے ناواقف محض ہی مین نہین جانتا کیا اسرار تھا لیکن عجب
نہین کہ ملک افلاک اس رمز سے ضرور آگاہ ہو فدوی اُس سے دریافت کریگا مجھکو امید ہی کہ وہ ضرور مجھ سے کہدیگا
کبھی پوشیدہ نہین کرنے کا کسواسطے کہ وہ میرا دوست قدیم ہی مجھ سے نہایت محبت دلی رکھتا ہی مگر اس امر سے حضور بھی خوب
واقف ہین کہ معاملات طلسمی از سرتاپا نیرنگ و مثل شعبدہ کے ہوتے ہین عجب نہین کہ یہ بھی نیرنجات طلسمی سے کوئی شعبدہ
ہو اسواسطے کہ طلسم وہی شی ہی کہ جو عقل و فہم مین نہ آوے جسکے دیکھنے سے حیرت ہو مگر حضور خاطر شریف جمع فرمائین جو کچھ
ہوگا ظہور مین آجائیگا پوشیدہ کب تک رہیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای سیمگون جس حال مین اُس نازنین نے یہ
ظاہر کیا کہ مین ملک افلاک مینائی کی دختر ہون پھر اس صورت مین مین ملک افلاک مینائی سے کسطرح دریافت کرسکتا ہون
یقین ہی کہ اس امر سے اُسکو حجاب و شرم ضرور عارض ہو اور وہ شرم زدہ چپ ہو جائے پھر کچھ جواب نہ دیگا اسوجہ سے
ملک افلاک مینائی سے دریافت کرنا اس بات کو بیکار ہی بلکہ اُسکو شرمندہ کرنا ہی اُسنے عرض کی بات اسوقت ایک امر اور غلام
کے خیال مین آیا ہی وہ یہ کہ اس سرحد مین ایک گنبد ہیکل حکیم طحفوس کے نام سے مشہور ہی اور جو اس گنبد عالی کا داروغہ
تھا بعد انتقال فرمانے حکیم صاحب کے وہ منصب داروغگی سے موقوف ہوگیا خلافت بھی جاتی رہی او اس امر کی وجہ یہ تھی
کہ حکیم طحفوس کوئی چراغ خانہ امید نہ رکھتا تھا اور تمامی راز و اسرار طلسمی اُس حکیم عالی منزلت پر روشن و ہویدا تھے بایں وجہ
یہ بھی حکیم صاحب جانتے تھے کہ اب فتح طلسم کا زمانہ قریب ہی اسوجہ سے حکیم صاحب نے اس منصب داروغگی کو کسی کو
نہ دیا کلیتہً ترک کر دیا اور ای شہریار اُس زمانہ مین یہ گنبد بھی نظر خلائق سے پوشیدہ تھا بلکہ باطن طلسم مین شمار کیا جاتا تھا
اور غلام نے یہ بھی سنا ہی کہ جسوقت مرحلۂ دوم طلسم فتح ہوگا تو یہ گنبد بھی ظاہر ہو جائیگا اور جب طلسم کشا صاحب لوح
بیضا کو کوئی امر کی تحقیق منظور ہو اور کمال درجہ حیرت و استعجاب لاحق حال ہو چاہیئے کہ اُس ہیکل حکیم سے سوال حسب خواہش
کرے وہ مشکل ضرور حل ہوگی جسوقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے اس حال کو سنا نہایت خوش و مسرور ہوے اور اُسیوقت
اُسی سامان و جلوس خسروانی سے مینا حصار مین تشریف لائے ایک روز ملک افلاک نے ضیافت و مہمانداری کی اور
صاحب قران اکبر عیش و نشاط مین مشغول رہے دوسرے روز سیمگون دلاور سے فرمایا کہ ای سیمگون اب اُس گنبد ہیکل
کی طرف چلنا چاہیے کہ اس گنبد کا نہایت مشتاق ہون اور اُس عقدۂ جان خراش کو بھی حل کرنا ضرور ہی سیمگون دلاور
نے عرض کی حضور مرکب بادپا پر سوار ہون اور اس مرغزار پربہار مین کہ صید و شکار از حد ہی مشغول بشکار ہون وہ گنبد عالی اسی صحرا
مین واقع ہی کسی طرف نظر آجائیگا صاحب قران اکبر فلک قدر ایک اسپ برق رفتار پر سوار ہوکر مع یاران عالی شان و
سیمگون و سیفان و الپتار جنی و محلان بعزم شکار جانب صحراے مینا حصار روانہ ہوے داہنی طرف قلعہ کے ہزارہا ہرن چراگاہ
مین چررہے تھے اُنکا شکار کھیلتے ہوے قریب دس فرسخ کے نکل گئے آفتاب وسط السما پر پہونچا یکایک اُس گنبد عالی شان کا قبہ
نظر آیا صاحب قران اکبر فلک قدر نہایت خوش ہوے اور فرحان و شادان اس گنبد کے قریب پہونچے اور شکر پروردگار عالم بجالائے

اس گنبد کے اندر داخل ہوئے اور وہ چارون رفقا و دمساز بھی سایہ وار ہمراہ تھے صاحب قران اکبر نے پہلے سورۂ فاتحہ
پڑھا اور ثواب حکیم سقلینوس الہی اور اُنکے شاگردون کی روح پر بخشا بعد اُسکے اسم اعظم بزرگ کو پڑھنا شروع کیا جو واسطے
حصول مقاصد کے مقرر تھا بعد ختم اور اداے اسم اُس ہیکل سے صدا آئی کہ السلام علیک اے عالی خاندان والا دودمان زبدۂ
شاہان و سلاطین جن و بشر واے صاحب قران اکبر آپ کو فتح طلسم سفینہ و عقد ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ ماہ سیما مع حصول جملہ
مقاصد و مطالب مبارک و مسعود ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا اے بندۂ مقبول درگاہ باری واے حضرت سراپا حکمت مجھے
حضور کے ارشاد سے نہایت تعجب ہے کہ ابھی کل دو مرحلے طلسم کے مفتوح ہوئے ہین ابھی شکل امید کا نشان بھی نہین معلوم
ہوا اور حضور مجھے پہلے ہی سے مبارکباد و خوشخبری دیتے ہین معلوم نہین کہ آپ کس وجہ سے ایسے کلمات ارشاد فرماتے ہین
اس عرصہ مین دوبارہ پھر آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر طلسم کشا تم خاطر مبارک کو نہایت خوشی و خرمی سے جمع رکھو کہ جملہ تمھارے
کارہاے متعلقہ طے ہو چکے ہین اسواسطے کہ جب تم مرتبۂ اول ہی مین اس کائنات مین داخل ہوگئے اور ظاہر و باطن طلسم کی
تمام و کمال سیر بھی فرمائی اور جسقدر کہ دیو زبردست و ناحی و بانی فساد تھے اُنکو قتل کیا اور اشرار و کفار وغیرہ طلسم طبقہ چہارم زنان
کو بھی غارت و برباد فرمایا اور مرحلۂ دوم کو بھی فتح کرلیا اب کچھ باقی نہین ہے اور طلسم مرحلۂ اول کو مع تمام تعلقات کے پائمال
مسمار فرمایا اور اب ان مرحلون مین ایک جنگ خفیف رہگئی ہے اور کچھ تھوڑے سے مقامات طلسم ہین وہ بھی بفضل ایزد باری
اور بزور دست و بازوے جہان کشائی فتح ہوے جاتے ہین اب آپ یہان سے مرحلۂ سوم کی طرف تشریف لیجائین حاکم مرحلۂ
مذکور حضور سے بخاطرداری پیش آئیگا لیکن ابھی بمصلحت بالذات خدمت مین حاضر ہونے سے عذر کریگا بعد فتح مرحلہ
حضور کی ملازمت حاصل کریگا یہ حاکم مرحلۂ مذکور مرد خوش وضع و دیندار یزدان پرست و نیک نیت ہے تم اُس سے
تعرض کسی طرح کا نہ کرنا کہ اُسنے اپنی ملازمت خاص فتح طلسم پر موقوف رکھی ہے تمکو چاہیے کہ تم اُسکے عذر کو قبول فرماؤ
بعد اسکے وہان سے مرحلۂ چہارم کی طرف تشریف لیجاؤ اور یہ لوح بھی یہان موجود ہے منشور کر لینا جو کچھ وہ ارشاد کرے عمل میں لانا
لیکن اسوقت اس کام کے انجام دینے مین مطلق توقف جائز نہ رکھنا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ یہ کام ضروری کیا ہے
صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ مین تعمیل اُس کام کی کرون اندر سے آواز آئی وہ کام یہ ہے کہ تم بضرب سخت و قوت
صاحبقرانی گرز ہفتاد منی سے اس تصویر سنگی کو پاش پاش کرنا اسواسطے کہ جب یہ تصویر سنگی ٹوٹ جاویگی لوگ بہت پری
نہ کرینگے یہ تصویر سنگی بھی علامات طلسمی سے ہے فوراً باطل ہوجائیگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے تصویر حکیم مغفور اول ایک
امر اہم میرا ہے بغیر اُسکے طے ہوئے مجھے کسی طرح قرار و آرام نہین ہے لہذا اُسکا طے کرنا ضرور ہے یعنے مجھکو اس طلسم مین عجیب و غریب معاملہ
حیرت فزا درپیش ہوا تھا مین اُسکی وجہ سے سخت تردد مین مبتلا ہون بلکہ مین اسوقت خاص اُسی تشویش و حیرت کو دفع کرنے یہان آیا
ورنہ میرا اور کوئی کام نہین بعد اسکے صاحب قران اکبر نے وہ تمام و کمال سرگذشت اپنی بیان کی یعنے ناطقہ روشن بیان کو کھولا
اور اُس سے جواب و سوال کو اول سے آخر تک مفصل بیان کیا اُس تصویر حکیم سے یہ آواز آئی کہ اے صاحب قران اکبر

کشور رستان وای عالی خاندان والا دودمان یہ کیا بات حیرت انگیز ہوا ابھی اکثر معاملات حیرت خیز و تعجب انگیز جو قیاس سے باہر ہیں تمکو پیش آئینگے اور اس سے تم سخت متعجب و متحیر ہوگے مگر حکیم عنقر طرابس جنی سے جو حاکم طبقۂ اعلی باطن طلسم کا ہی دریافت کرو وہ تمہارے حیرت و استعجاب کو بالکل رفع دفع کردیگا تشریف لیجاؤ مگر اول اس تصویر سنگی کو منہدم کرو قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر نے سیمگون جنی سے فرمایا کہ ای دلاور اب میں کیا کروں میں ایسی سخت مشکل اور مصیبت میں ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا یعنے اگر میں تعمیل حکم حکیم نہیں کرتا ہوں تو بھی محل خوف و باعث عذاب ہے اور جو عمل میں لاتا ہوں تو تصویر سے جو کرامت ظاہر ہوئی ہے تمنے دیکھی ہے وہ فکر دلشوریش تو تھی ہی اور یہ ایک نئی فکر پیدا ہوئی سیمگون نے عرض کی ای جناب یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو کام مشکل و سخت تر ہو اسکو لوح بیضا میں ملاحظہ فرمائیں اس امر میں لوح بیضا سے صلاح لیجیے جو ارشاد ہو اسپر عمل کیجیے صاحبقران اکبر نے اسیوقت وضو کیا اور دوگانہ حاجت کو ادا کیا اور لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ ای صاحبقران اکبر طلسم کشا جسوقت تم فتح طلسم مرحلہ دوم سے فراغت پاؤ گے اور اپنی اشیاسے امانت یعنی جواہر و آلات و نقود تقسیم کر چکو گے تم ایک باغ دل کشا و رشک ارم میں خود بخود پہونچ جاؤ گے وہاں اپنی محبوبۂ عاشقہ و صادقہ کی صورت کو دیکھو گے اور طلسم کی وجہ سے اسکی شکل و صورت کو دیکھکے تمکو حیرت دامنگیر ہوگی بلکہ واسطے رفع حیرت تصویر سنگی کے حکیم طمطوس سے کہوگے وہ تصویر حکیم طمطوس تمسے کہیگی کہ تم عنقر طرابس جنی کے پاس جاؤ وہ اس حیرت و تعجب کو دفع کردیگا اب اسوقت ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ اس تصویر حکیم طمطوس نے بیان کیا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے تمکو ضرور ہے کہ اسپر عمل کرو اور جو کام کہ وہ تصویر حکیم تمسے کہے اسکو بلا خوف و خطر عمل میں لاؤ اسمیں کوئی صورت ضرر کی قباحت کی ہرگز نہیں ہے —

جانا صاحبقران اکبر کا تصویر سنگی کے پاس اور شکستہ کرنا اسکو گرز ہفتاد منی سے اور نکلنا اسمیں سے بیجان جنی کا اور صاحبقران اکبر سے رخصت پانا



صاحبقران اکبر نے بعد ملاحظہ لوح کو گردان کے بغل میں رکھا اور اسوقت بضربات گرز کوہ شکن سر اُس تصویر سنگی
حکیم طمطموس جنی کو پاش پاش کر دیا جسوقت وہ تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ایک آواز مہیب ایسی پیدا ہوئی کہ گوش فلک کر
ہو گئے اور از زمین تا آسمان تیرہ و تار ہو گیا بعد ایک ساعت کے وہ دھوان دفع ہوا اور ظلمات برطرف ہو گیا سامنے
سے دیکھا ایک بزرگ صاحب حسن و جمال فرشتہ خو چلے آتے ہیں جب وہ بزرگ قریب صاحبقران اکبر ذیشان
پہونچے صاحبقران اکبر نے مودب سلام کیا اور اُس بزرگ نے جواب سلام دے کے مصافحہ کیا اور رخصت کی
صاحبقران اکبر سے درخواست کی صاحبقران اکبر نے فرمایا قبلہ من سخت حیرت ہے کہ ابھی میں آپ سے بخوبی ملنے بھی
نہیں پایا اور کلمہ و کلام کی نوبت بھی نہیں آئی اور رخصت طلب فرماتے ہیں آپ خود ہی انصاف کریں کہ میں کسطرح آپکو
رخصت کر دوں اور کیونکر میری زبان سے نکلے کہ آپ تشریف لیجائیں یہ امر خلاف آئین مروت و اخلاق ہے اُس بزرگ
نے فرمایا اے شہریار عالی وقار اس ناچیز کا نام بیعان جنی ہے اور عمر بھی یقین ہے کہ قریب آٹھ سو برس کے ہو گئی ہے
یہ تابع فرمان اجنہ طبقہ اعلیٰ سے ہے بوقت بنائے طلسم بانیان طلسم نے اس غلام کو بزور علم تسخیر مسخر کیا ہے اور اس
طلسم عالی کو تیار کر کے کل راز و اسرار طلسمی سے اس خادم کو مطلع کر دیا بعد اسکے مجھکو اس تصویر سنگی پر مقرر کر دیا اور حکم
دیا کہ ہر وقت یہیں موجود رہو اُس وقت سے آج تک حسب الحکم بانیان طلسم میں یہیں رہا اور تعمیل احکامات بجالایا اور بانیان
طلسم نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جسوقت عمر طلسم تمام ہو اور طلسم کشا صاحبقران اکبر صاحب لوح بیضا طلسم والی
میں واسطے فتح کرنے طلسم کے تشریف لائے اور بعد فتح مراحل طلسمی مرتبہ سومی میں اس گنبد میں پہونچے تم اسوقت طلسم کشا
سے درخواست اسکی کرنا کہ اُس تصویر سنگی کو بضربات گرز گران سر توڑ کر منہدم کر دو کہ عمر طلسم آخر ہے اب اس تصویر کا رہنا
مصلحت نہیں ہے اور جب گنبد درہم و برہم ہو جاوے اُسوقت تو طلسم کشا سے رخصت طلب ہونا کہ اب تیری غلامی کا بھی
زمانہ آپہونچا ہے پس اے شہریار میں موافق عہد و پیمان کے ایک مدت دراز و زمانہ بعید تک اسی تصویر سنگی کے پاس رہا اب
چونکہ وقت خلاصی میرا قریب ہے کہ عمر کائنات طلسم کی ختم ہو گئی اور میں نے حضور کی بدولت اس قید دوامی سے رہائی پائی اور
نور جمال مہر تمثال حضور سے چشم مشتاق منور ہوئی اور سعادت قدمبوسی بھی حاصل ہو گئی لہذا اب میں حضور سے رخصت کا
طلبگار ہوں اس واسطے کسی دامن کوہ میں تنہا بیٹھ کے یہ چند نفس حیات مستعار کے عبادت پروردگار میں بسر کرونگا یقین کر
کہ راہ میں حکیم غضنفر طوس جنی کی بھی زیارت سے مشرف ہوں اور اپنے محسن صاحبقران اکبر فلک قدر کا میں آزاد کردہ ہوں
اُسکی جان و مال و ازدیاد جاہ و ترقی اقبال کی دعا کرتا رہونگا حضور کا احسان اس خاکسار جان نثار پر از حد ہے میں شکریہ
اُسکا کس زبان سے ادا کروں قصہ مختصر صاحبقران اکبر اُس بزرگ عالی صفات کی گفتگو سے خوشی سے نہایت مسرور ہو
اور بانیان طلسم کی فہم و ادراک اور انتظام عقل و علم پر ہزار ہزار آفرین و تحسین فرمائی بعد اسکے اُس بزرگ عالی منزلت یعنے
بیعان جنی کو مجبوری و ناچاری سے رخصت کیا اور فرمایا اے خدا شناس جسوقت تم حکیم غضنفر طوس جنی کی خدمت فیضدرجت میں

پہونچو تو اُس عالی منزلت سے بعد از سلام نیاز و بصد اشتیاق ملاقات کے ہماری طرف سے کہنا کہ شعر

با بدان منزل عالی نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بیمان جنی نے کہا بسر و چشم حضور کے ارشاد کو بجا لاؤنگا فی امان اللہ یہ کہکے صاحب قران اکبر کشورستان سے رخصت ہوکے روانہ ہوگیا صاحب قران اکبر فلاک قادر نے بعد اُس قیل و قال کے جو ملاحظہ فرمایا کہ وہ گنبد رفیع و عالی اور باغ رشک فردوس برین اُسی طرح برقرار و موجود ہے ایک فقط وہی تصویر سنگی نہین ہے باقی سب بدستور موجود ہے اور طرفہ یہ امر دیکھا کہ اُس تصویر کے ٹکڑے بھی نظر نہ آئے بس یہ ملاحظہ فرما کر صاحب قران اکبر کے دل مین ایک نوع کا خیال پیدا ہوا نہایت تحیر و تعجب سے فرمایا کہ اس دار ناپایدار کا کچھ اعتبار نہین یہ دنیا محض ناپائدار ہے مثل ایک طلسم کے یہ بھی ہے ثبات مطلق نہین صاحب قران اکبر ایسے ایسے خیالات بے ثباتی دنیا سے مکدر و افسردہ خاطر ہوے اور اُسی حالت تکدر و ملال مین سیر باغ کرنے اور تماشاے قصر دیکھنے دوبارہ شکارگاہ مین تشریف لائے اور شکار مین مشغول ہوے تھوڑی دیر مین ایک ہرن کمند سے باندھ کے اپنی قیامگاہ مین واپس آئے اور پھر اُس آہوے وحشی کے ہاتھ پاؤن مارنے پر رحم آیا بس اُسی وقت صاحب قران اکبر نے اُس آہوے تازہ گرفتار کو چھوڑ دیا اور اُسی حالت سراسیمگی اور پریشان حالی مین مبتلا وہان سے شہر مینا حصار مین داخل ہوے۔ ملک افلاک مینائی کے سامنے وہ تمام واقعہ بیان کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا مرحلۂ سوم یعنے متانت نگار کی طرف روانہ کیا جائے اور خود بھی تیاری سفر مین سرگرم ہوے۔

تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کشورستان کا طرف مرحلۂ سوم کے اور اطاعت غائبانہ کرنا ملک متین آہن پوش کا اور کوچ کرنا وہان سے مرحلۂ چہارم کی طرف اور دوسری بار جنگ و حرب لاقوت شاہ اور ملک زر دھنگ حاکم مرحلۂ چہارم وغیرہ کفار و اشرار کی لشکر اسلام سے اور پھر فتح کرنا بمدد اقبال طلسم کشا کا دونون مرحلون کو جو باقی ماندہ تھے اور دستیاب ہونا مال و اسباب طلسمی بقدرت قادر حقیقی

قطعہ

قریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
خدا کیا قسم سے بہتر کوئی سپاہ نہین
کھڑے ہین کھولے ہوے اپنے سینہ کو عاشق

یہ دشت وہ ہے جہان آب زیر کا نہین
تنون کے نازسے ڈکھڈکھ کے ہاتھ ہیں بسمل
تمھاری تیغ کے زخمون کی بندرہ نہین

بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داد خواہ نہین
نہ ہوئے گوش زد یار تو عجب کیا ہے

قد بلند سے کوتاہ ہے آہ نہین
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
دکھاؤن کسکو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط کرین پڑھکے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین
فقیر سنگ قدم یار اسمین اے آتش

مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین
چمک چمک کے نکلنے کا حال کھلجاتا
طریق احمدؐ مرسل سے شاہ راہ نہین

رہ نوردان عالم خیال و سیاحان اقلیم مقال صفحۂ قرطاس پہ اسطرح نوک ریزخامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب خسرو عالی گہر شاہنشاہ دادگر صاحبقران اکبر فلک قدر شاہزادہ معز الدین دلاور مع لشکر ظفر پیکر گنبد ہیکل حکیم طحفوس جنی سے فارغ ہوکر بخاطر جمعی تمام حسب دلخواہ اس بیکرسنگی کو درہم برہم کرچکے پہلے شہر مینا حصار مین تشریف لائے اور پیش خیمہ و اردوے معلی کو مرحلۂ سوم کی طرف روانگی کا حکم فرمایا دوسرے روز خود بدولت و اقبال بھی مع سرداران تہور شعار و افسران دشمن شکار شہر سے سوار ہوکے بعد طے مراحل و قطع منازل سرحد مرحلۂ سوم مین پہونچے اور بارگاہ فلک اشتباہ کو ایک مقام فرحت القیام مین جہان سے ملک متانت نگار یارہ فرسخ رہگیا تھا استادہ کرایا اور بوجہ لطافت آب و ہوا و کثرت فضا کے دو روز اس دشت پر فضا مین خیمہ زن رہے تیسرے روز عروج دلاور نام ایک معتمد خاص کو ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم نے کچھ مال اور قسم تحفہ وغیرہ ہر ایک شہر کا دے کر مع ایک قطعہ عرضداشت صاحبقران اکبر کی خدمت مین بھیجا جب عروج دلاور در بارگاہ پر پہونچا صاحبقران اکبر کو درگہ سالار نے عروج قاصد ملک متین آہن پوش حاکم مرحلۂ سوم کے حاضر ہونے سے مطلع کیا صاحبقران اکبر فلک قدر نے حکم دیا کہ عروج قاصد کو جلد لاؤ عروج دلاور نے حاضر ہوکر مخبر آگاہ سے مراتب آداب شاہی کو ادا کیا اور ملک متین آہن پوش کی طرف سے حال شوق قدمبوسی عرض کیا اور اس عریضہ کو مع اس تحفہ و ہدیہ کے پیش کش کیا صاحبقران اکبر نے اس عرضداشت کو ملک افلاک کو دیا اور فرمایا اسکو ہمارے سامنے پڑھو ملک افلاک نے بآواز بلند نامہ کو پڑھا مضمون مندرجہ یہ تھا۔ اے شہریار فلک اقتدار بادشاہ جم جاہ سلطان عالی قدر صاحب طلسم کشا صاحب لوح بیضا زوج ملکہ شمسہ تاجدار خورشید لقا یہ غلام حضور کا بدل و جان مطیع و فرمان بردار ہے لیکن بسماعت حلقۂ اطاعت سے پوشیدہ گوش جان کو زیب و زینت دی ہے اور حصول قدمبوسی سے بالفعل معذور اسوجہ سے ہون کہ فدوی نے بزرگون سے سنا ہے اور اسی طرح سے ہدایت بھی ہے کہ جسوقت طلسم کشا اس سرزمین پر وارد ہو فوراً تو بھی با طاعت و فرمانبرداری پیش آنا مگر جسوقت تک طلسم مرحلہ باطل نہ ہولے تو سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز نہونا اسواسطے حضور سے امیدوار ہون کہ قصور عدم ملازمت معرض عفو مین آئے اور یہ خطا معاف فرمائی جائے اور غلام کے حال پر ملال پر نظر الطاف خسروانہ فرمائی جائے انشاء اللہ تعالیٰ جسوقت اس مرحلہ کا طلسم باطل فرمائینگے یہ غلام فوراً حاضر خدمت ہوگا اور شرف قدمبوسی حاصل کریگا اور جو یہ بات بشرط حضور کے خلاف مزاج مبارک ہو اور ناگوار ہو تو پھر حضور جسطرح سے ارشاد فرمائینگے غلام بسر و چشم بجا لائیگا اور بزرگون کی وصیت و تلقین کو خیال مین کبھی نہ لائیگا غلام فوراً ملازمت عالی مین حاضر ہوگا۔

شعر

تابع حکم آن جہان دارم	ہرچہ فرمان شود بجا آرم

صاحب قران اکبر فلک قدر نے مضمون عرضداشت سنا اور پیشانی پر اُس عرضداشت کی بدستخط خاص یہ ارقام فرمایا کہ ہمنے اس تمھاری تحریر کو بدل منظور و قبول کیا جسوقت تمھارے شرائط آبائی پورے ہولین تم اُسی وقت آنا و السلام اور عروج کو حوالہ کیا پانسو روپیہ اور ایک گوشوارہ عروج کو مرحمت فرما کر رخصت فرمایا اور عروج سے زبانی بھی یہی فرمایا کہ مابدولت و اقبال نے تمھاری درخواست کو قبول و منظور فرمایا بعد ازان صاحب قران اکبر نے دوگانہ شکریہ کو درگاہ یگانہ عالم مین ادا کیا اور کہا للہ الحمد کہ ہمارا منشاے دلی اور مقصود قلبی کہ عبارت ترقی اسلام و رواج دین سے ہو اُس کارساز عالم و عالمیان نے کس سہولت سے حاصل کروایا کہ مطلق ہمکو تردد کرنا نہ پڑا سیمگون نے عرض کی کہ حضور کے جملہ مقاصد و مطالب اسی طرح بے منت خلق بوجہ احسن ایزد پاک برلاویگا اور بتصدق مین حضور کے ہم مرادمند بھی اپنے مطالب دلی کو پہونچینگے صاحبقران اکبر نے فرمایا اے سیمگون اب تو اس مرحلے کی طرف سے بہرنوع ہماری خاطر جمع ہو چکی اس امر سے مطمئن ہوں اب تم ہمارا پیش خیمہ مرحلہ چہارم کی طرف روانہ کرو بمجرد حکم صاحب قران اکبر کے سیمگون دلاور نے اُسی وقت پیش خیمہ روانہ کیا اس عرصہ مین عروج قاصد لاک متین آہن پوش واسطے سلام رخصتی کے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے ایک خلعت حسب لیاقت عروج کو عنایت فرمایا اور کہا تم لاک متین آہن پوش سے کہدینا کہ اب تم بندگان مقبول بارگاہ سے ہمارے ہوے اور مابدولت تمھاری خوش نیتی و حسن تدبیر سے نہایت خوش ہوے اب انشاء اللہ تعالے زمانہ طلسم کے فتح کا بہت قریب آپہونچا موافق ارشاد لوح بیضا ظہور اُسکا ہوا چاہتا ہی اور بالفعل ہم زیارت کو حسب الحکم لوح مرحلہ چہارم کی طرف جانا چاہتے ہین بعد انفراغ معاملہ جنگ و جدل مرحلہ چہارم پھر بفراغت تمام و خاطر جمعی سے ہم تمسے ملینگے عروج دلاور یہ پیغام نیک انجام صاحب قران اکبر عالی مقام کا لیکے خوش و خرم روانہ ہوا بعد جانے عروج دلاور کے صاحب قران اکبر بھی باحشمت و اقبال اسپ (؟) پیکر پر سوار ہوکے بسمت مرحلہ چہارم تشریف فرما ہوے

اب راوی نازک خیال صاحب قران اکبر فلک قدر کو اثناے راہ مرحلہ چہارم مین چھوڑکے دو کلمہ حال لاقوت مرتد بدرگش کے معرض بیان مین لاتا ہی

بازارگان شہر سخن و صیرفیان دار العیار ہنر و فن اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت لاقوت شاہ نمک حرام راندۂ درگاہ ایزدی دامنۂ کوہ سبز مین پہونچا اور معرکہ آرا ہوا اور حال جنگ و آثار کون نظر آیا یہ مردود ازلی صاحب قران اکبر کے مقابلہ سے فرار ہوگیا اور افتان و خیزان و حواس باختہ و پریشان حال پہلے شہر عسکریہ کو قبضہ و تصرف مین لشکر اندوختہ کے دیکھا اور کسی طرح اپنا امن و جاے قیام نہ دیکھا ناچار مرحلہ سوم کی طرف خیز کرگیا اور عالم مرحلہ کو مکر و فریب دینا چاہتا

لیکن حاکم مرحلہ یعنی ملک متین آہن پوش نے نہایت بردباری و تحمل کو کام فرمایا اور لاقوت شاہ کو جواب سخت و دندان شکن
دیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ یہان بھی میرا مکر کارگر نہوا اور فریب نے کچھ کام نہ کیا آخر یہ حرام زادہ بے نیل مرام وہان سے
بھی چلا اور راستہ کو بقطع مراحل وطی منازل کرتا ہوا مرحلہ چہارم مین پہونچا وہان زادان بے ایمان ملک زردھنگ
حاکم مرحلہ چہارم کا وزیر و مدار المہام شرارت و بدذاتی مین شیطان کا بھی استاد بے مثل و بے نظیر تھا وہ شوم بخت
شیطان مجسم ملک زردھنگ کے پاس گیا اور کہا اے ملک زہے یاوری بخت و بلندی اقبال تمہارا کہ حاکم مرحلہ اول
بادشاہ جملہ سلاطین طلسم لاقوت شاہ بادشاہ مقرب درگاہ خداوند ابلیس خود تمہارے پاس آیا اور پناہ چاہتا ہے اب
کوکب بخت تمہارا چمکا یہ وقت چلے فکر و دشمن سے بیٹھنے کا نہین ہے جلد تر اسکا استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے
بادشاہ جم جاہ کو ہمراہ اپنے شہر مین لانا چاہیے اب مین آپ سے عرض کیے دیتا ہون کہ یہ شاہ عالیجاہ بہت بڑا بادشاہ
صاحب حشمت و جاہ ہے اسکی بزرگداشت جہانتک آپ سے ہو کم از کم ہے اور تواضع اور دلجوئی مین اسکی کوئی درجہ فرو گذاشت
نہو یہ ایسا ہی ذی حشم ہے اس سے بہت سے کار اہم نکلینگے بلکہ مرتبہ شاہنشاہی کو پہونچ جاؤگے ملک زردھنگ اس گفتگو
کو زادان وزیر کی سنکے خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا۔ راوی کہتا ہے ملک زردھنگ یزدان پرست تھا مگر زادان فریبی
مکار نے اغوا ایسا کیا کہ ملک زردھنگ مرتد ہوگیا اور اب شب و روز نہایت تردد و تفکر مین مبتلا رہتا ہے اور ہر لحظہ اسی
خیال مین مبتلا رہتا ہے کہ یہ عجب آدم زاد عالی نژاد ہے کہ تنہا طلسم عالی منازل کے فتح کرنے کے قصد سے یہان آیا ہے اور
مرحلۂ اول طلسم کہ جو نہایت سخت و دشوار تھے مثل کوہ زاغان اور چشمۂ مائل و طلسم خندق و جزیرہ یاقوت کے ان سب کو
کس آسانی و سہولت سے باطل کردیا اور جو جو دیوان زبردست طلسم کے تھے انکو اپنے قوت دست و بازو سے خاک و خون
مین ملا دیا ایک کی کچھ تدبیر و بہادری پیش رفت نہ گئی سب طعمۂ شمشیر قضا ہوگئے ابھی دیکھتے ہی دیکھتے مرحلۂ دوم کو مع تصویر سنگی
حکیم طمغوس کے باطل کردیا اور اس تصویر کو ایسا پاش پاش کیا کہ ٹکڑے بھی اسکے کسی کو نہ ملے وہ وہ بادشاہان عظیم الشان
جنکے پاس فوج و لشکر بے حد و حساب تھا انکو بھی ایسا بیتاب کیا کہ انکو بجز گریز کے اور کچھ نہ سوجھا کسی جگہ جا کے امن نہ پائی
یہانتک پہونچنے کی نوبت آئی یہ فقط دو مرحلے یعنی مرحلہ چہارم و سوم باقی رہگئے ہین سو یہ اسکے نزدیک چندان سخت و دشوار
نہین ہین یقین ہے کہ عنقریب یہ بھی نہایت آسانی سے باطل ہو جاینگے اے زردھنگ ایسے شخص بہادر سے کہ جو اپنا نظیر نہ رکھتا ہو
اور مؤید من اللہ و منظور کردۂ بزرگان دین ہو تو کسطرح عہدہ برا ہو سکتا ہے اول تو وہ خود ایسا جوان عالی شان ہے کہ جو لاکھون
پہلوانان تہمتن و دیوان کوہ شکن کو دم مین خبردار کرکے جہنم کو روانہ کر دیتا ہے اور اسپر یہ طرہ ہے کہ اب سپاہ و فوج ظفر موج
بھی اسقدر جمع ہے کہ جسکا [illegible] نہین اس سے جنگ مین عہدہ برا ہونا خیال مین نہین آتا بلکہ میری دانست مین اسکی تمام فوج
و لشکر کا ایک ایک جوان ایسا بہادر ہے اور رستم زمان کہ دیو کی کچھ حقیقت نہین کیسی ہی حریف کی فوج کثیر ہو کچھ خیال
مین نہین لاتے اور واقعی جس مہم پر چڑھتے بغیر فتح کیے نہین پھرتے پھر انکے افسر اعلے کا کیا ذکر کیا جائے میرے خیال مین تو جنگ

و پیکار کیسی ایک حملہ مین اس سرزمین کو بالکل پائمال کردیگا قطع نظر اوسب امورون کے ایک لوح ہیضا بادی طریق طلسم اسکی
رہبری کو اور مددگاری کے واسطے کافی ووافی ہے اُسکے مقابلے مین کسی چیز کی حقیقت نہین ہے اور حق تو یہ ہے کہ وہ خود نہنگ بحر شجاعت
و شیر بیشۂ میدان تہوری و جلادت ایسا بہادر زمان و دلاور دوران ہے کہ ہر ایک سلاطین عالم سے اسکے دبدبہ و رعب شاہنشاہی
سے بفخریہ حلقہ بگوش ہے بلکہ اکثر گم ہوجانے لوح طلسم پر بھی وہ جوان مرد میدان کارزار یکہ و تنہا معرکہ رزم و پیکار مین داد
شجاعت و مردانگی دیا کیا ہے کبھی کسی طرح کا اُسکے چہرے پر یاس و ہراس کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور بمدد اقبال و یاری بخت
سے لوح طلسم کو کس سہولت و آسانی سے لیا اور مہم کو بھی سر کیا اور طرفہ امر یہ ہے کہ کسی سحر و افسون نے بھی اُسپر اثر نہ کیا جنگم
سے افسون گر کو کہ جو اپنے کو صاحب قران روزگار جانتا تھا اور بہادری و قوت مین رستم و اسفندیار کو ایک طفل ہفت سالہ
سے بھی کم تر سمجھتا تھا اُس پہلوان زمان نے بزور دست و قوت کشورستانی و قلعہ کشائی سر میدان کس ذلت و خواری سے
قتل کیا کہ مرغان صحرائی بھی اُسکے حال بدمآل پر افسوس کرتے تھے اور ملکہ آذر شاہ بادشاہ طلسم کو کس بہادری سے
اُس قید سخت سے کہ جس قید سے کسی دیو یا پری کی کیا مجال و طاقت کہ جو چھڑا لاتا اُسکو یون آن واحد مین رہا کرکے نجات دی
اور اُس مرحلے کو بھی فتح کر لیا اور جسقدر دیو اور جن کہ اُس مرحلے کے پاسبان و نگہبانی کے واسطے مقرر تھے وہ سب
تہ تیغ بے دریغ ہوے کوئی نہین سامنے اسکی تلوار کے آسکا دیکھا ای زرد ہنگ اب بھی سمجھ اور خوب غور کر لے کہ ایسے شخص
قوی بازو و بلند بخت و جوانمرد صاحب اقبال فیروزی مآل نظر یافتۂ موکلان سماوی مقبول بارگاہ الٰہی سے جنگ و مقابلہ
معاذ اللہ بلکہ یہ ضرور واجب الاطاعت و لائق ستایش ہے اس سے مقابلہ کرنا خطا ہے اور اپنے نفس و مال و ملک و رعایا
پر جفا ہے قصہ کوتاہ ملک زرد ہنگ صاحب قران اکبر فلک قدر کے کارہاے نمایان و قوت رستمانہ کو دل مین خیال کرتا
تھا اور بجاے خود معقول ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ جو مین زادان وزیر کے کہنے پر عمل کرتا ہون اور طلسم کشا سے برسر پرخاش
ہوتا ہون اور پیکار و مجادلہ پیش آتا ہون تو بجز رسوائی کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا مگر یہ شوم بخت نہین معلوم بجاے خود
کیا سمجھا ہے جو مجھ سے باصرار تمام یہی کہتا ہے کہ بت پرستی قدیم ہے اور یہ مذہب یزدان پرستی ابھی تھوڑے دنون سے شایع
ہوا ہے لہذا دین قدیم کو ترک کرکے مذہب جدید اختیار کرنا لازم نہین چنانچہ اور طرح طرح کی خرابیان متصور ہین جسکے سبب سے
مین باغواے زادان وزیر یزدان پرستی سے منحرف ہوا اور ابلیس کو سجدہ کیا ہر روز اسکی پرستش کرتا ہون مگر اس
وقت تک ابلیس پرستی کا کبھی کام میرے نہ آئی کہ کچھ حسب مراد ظہور مین آتا اور نہ کسی طرح کی ابلیس نے میری مدد و اعانت
کی کہ جس سے اِس دین کی خوبی مجھپر ظاہر ہوتی اور میری خاطر جمع ہوتی بلکہ برخلاف گذشتہ کے کاروبار طلسم کی روز بروز
خرابی و بدتری ہوتی جاتی ہے جس امر کو دیکھتا ہون خراب نظر آتا ہے صدہا پہلوانان رستم توان چشم زدن مین تہ تیغ بیدریغ
ہوگئے اور کچھ بھی ابلیس نے مدد کی اور اُس جوان عالی شان صاحب قران اکبر فلک قدر کا خداے نادیدہ البتہ ہر امر
مین اپنے بندہ کا مددگار ہے اور کس طرح مہمات سخت کو کسطرح آسان کر دیا آگے کہتا ہے کہ ملک زرد ہنگ کا وسپر

آزاد بخت ایک رفیق دمساز نہایت خیر خواہ و کارگذار صاحب عقل و فہم تھا ملک زردھنگ اُسپر نہایت اعتماد رکھتا تھا اور وہ
واقعی وہ معتمد تھا ایک روز ملک زردھنگ نے اُس اپنے رفیق سے جو جو دور اندیشیان اور خیالات تھے اُنکو بیان کیا
آزاد بخت نے کہا ای شہریار تمھاری راے خاص اس بارے مین نہایت درست ہی ہرگز نقصان متصور نہین ہی آیندہ تمکو لیا
ہی تمھین اپنے قول و فعل کا اختیار ہی جو تمھاری راے ہو اُسپر عمل کرا اور اگر ابلیس پرستی بعقیدہ تمام منظور ہی تو براہ امتحان
چند روز ابلیس کی خوب پرستش کرو اور اپنی حاجت روائی اُس سے چاہو دیکھو اس سے کیا حاصل ہوتا ہی اگر کچھ بھی ابلیس
مین قدرت ہوگی ضرور تمھاری دستگیری کریگا اور اگر خداوندی کچھ بال نہین ہین تو پھر جو کچھ مناسب ہوگا وہ عمل مین لانا اور یہ
بھی کچھ مصلحت وقت دیکھنا اسپر کاربند ہونا ملک زردھنگ کو اُس شخص عقلمند کی راے پسند آئی اور موافق اُسکے مشورہ
کے عمل مین لایا یعنی ابلیس کی پرستش زیادہ تر کرنا شروع کی رات دن مین پانچ پانچ چھ چھ مرتبہ سجدہ کرنا شروع کیا اور
اپنی مراد دل کو مانگنے لگا اب یہ زمانہ ہی کہ ملک افرشاہ کو صاحبقران اکبر فلک قدر نے قید طلسم سے نجات دی
اور حیدر یاقوت بھی حاصل ہو چکا اور فرقوت وزیر عسکریہ مین قتل ہوا اور وہ شہر عسکریہ از سر نو اسلام آباد ہوا یہ اخبار
متوحش سُنکے پھر دوبارہ ملک زردھنگ نے آزاد بخت سے کہا ای یار وفادار آگاہ ہو کہ مین نے اس عرصہ مین از حد
ابلیس پرستی کی لیکن آثار کاربراری مطلق ظاہر نہوے اور بلکہ نتیجہ بالعکس ظہور مین آیا یقین ہی کہ تمنے سُنا ہوگا کہ اس
طلسم مین کیا قیامت برپا ہو رہی ہی اب فقط یہ امر باقی ہے کہ فوج حریف آوے اور تمام بندگان ابلیس کو تہ تیغ بیدریغ
کردے اسوقت کوئی جاے عافیت بھی باقی نہ رہیگی آزاد بخت نے کہا ای شہریار اب بتائیے اسوقت صلاح وقت کیا ہی
میری راے یہ ہی کہ طلسم کشا کی تشریف آوری کا منتظر رہنا چاہیے کہ تشریف آوری طلسم کشا کی اسطرح سے ہی جسطرح بہر روح
کے واسطے موت کا آنا ہی اور فتح بھی کل طلسم کی اُسی ذات مجمع صفات پر مقرر ہی خواہ حکم خدا سے ہو خواہ ابلیس کے حکم
سے ہو اس راز سے زاوان وزیر بھی واقف ہوگیا ملک زردھنگ اس گفتگو کے بعد خاموش ہوگیا مگر اسکو اس اندیشہ و
خیال سے تو حش رہا اور انھین امورات و وجوہات کے سبب سے اول ہی لاقوت شاہ کو لکھ چکا ہی کہ مین اپنی سرحد سے
ایک قدم باہر نہین رکھ سکتا لہذا بجز اس سرزمین کے دوسری جگہ تمھاری کمک نہین کرسکتا ہان اگر تم خود یہان آجاؤ تو
البتہ مین شریک حال رہ سکتا ہون جو کچھ مجھ سے ہو سکیگا اُسمین دریغ نہین کرونگا اب ملک زردھنگ ایسے ایسے
وجوہات کا خیال کرکے اپنے اُس نوشتہ تقدیر سے نہایت نادم و پشیمان بھی ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ کوئی صورت
ایسی ہو جو اس مرد ننجمہ سے خلاصی ہو نہایت حیران و پریشان ہی اور اپنی سخن پروری کا پاس و لحاظ ہی ادھر صاحبقران اکبر
فلک قدر کی شمشیر دیو کُش کا خوف و ہراس ہلاک کیے ڈالتا ہی خبر خرابی و تباہی طلسم کی شایع ہوتی جاتی ہی کہ صاحبقران اکبر
نے آج مرحلہ دوم کو فتح کرلیا اور سیمان پرستان ظاہر و باطن طلسم نے اُنکی اطاعت قبول و منظور کی اور کل طلسم کا حکم
حکیم بھی باطل ہوگیا اب ملک زردھنگ کو زیادہ تر دد اور نہایت تشویش و فکر رہتی ہی لیکن بوجہ سخن پروری کے

کوئی بات منھ سے نکالتا ہاں جب بہت مجبور و ناچار ہوتا ہی تو کبھی کبھی خیال دل اپنا آزاد بخت سے البتہ کہتا ہی آزاد بخت بھی کبھی تو سن کے چپ ہو رہتا ہی اور کبھی کچھ کہدیتا ہی لیکن جو کچھ وہ کہتا ہی وہ خالی از انصاف نہیں ہوتا اُسی عرصہ مین لاقوت شاہ شکست سخت کہا کے افتان و خیزان حیران و پریشان ملک زردھنگ کے ملک مین پہونچا اور زادان گمکردہ راہ نطفۂ شیطان نے واسطے استقبال لاقوت شاہ کے فہمایش کی بس ملک زردھنگ سنکے خاموش ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ الغرض زادان نے لاقوت شاہ کی آمد سے ملک زردھنگ کو اطلاع دی اور استقبال کے واسطے کہا ملک زردھنگ نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا ای زادان آگاہ ہو کہ مین نے تیرے ہی اغوا سے دین اسلام کو ترک کر کے مذہب و آئین ابلیس پرستی اختیار کیا تو خوب آگاہ ہی کہ بارہ تیرہ برس سے اس دین جدید کو اختیار کیے ہون اور موافق تیری ہدایت و رہنمائی کے اب ابلیس کو سجدہ کرتا ہون اور مین نے ایسی پرستش کی ہی کہ ایک لمحہ اور کوئی ساعت ایسی نہین گذری کہ جو مین نے بندگی نہ کی ہو جو حق پرستش تھا وہ ادا کیا اور ہنوز اسی پرستش مین مصروف ہون واسطے اسکے مین نے بتخانہ خاص قریب مکان کے بنوایا ہی اور مین شب و روز عبادت ہی مین رہتا ہون ابلیس کی بندگی سے غافل نہین ہون یہانتک کہ نصف شب کو بھی بتخانہ مین جاتا ہون سر برہنہ نہایت عجز و زاری سے مراد مانگتا ہون اور سجدہ کرتا ہون بلکہ اے زادان مین نے آرام و عیش سب ترک کر دیا اسقدر تکلیف شاقہ اپنے اوپر گوارہ کی ہی اور یہی ابلیس کی خدمت مین میری دعا ہی کہ اے خداوند ابلیس اب یہی وقت دستگیری اور مددگاری کا ہی اپنے بندگان خاص کی حالت درماندگی اور عاجزی مین کمک و مدد کرنا ضرور ہی بہر حال اس بلاے بے درمان کو ہمارے سر سے جلد دفع کر ہماری جان و مال اور آبرو ان یزدان پرستون کے ہاتھ سے محفوظ رہے اور طلسم کی بنیاد بھی قائم رہے لیکن افسوس ہزار افسوس اسوقت تک کوئی صورت دعا کے اجابت کی ہمارے ظہور مین نہین آئی اور نہ کوئی آثار قبولیت دعا معلوم ہوتے ہین بلکہ جہانتک ہم عجز و زاری کرتے ہین اُسی قدر برعکس اسکے نظر آتا ہی یعنے تمام خرابیان اور بربادیان طلسم کی ظاہر ہو رہی ہین یہانتک نوبت پہونچی ہی کہ اب جملہ طلسم باطل و خراب ہوے جاتے ہین اور بندگان خاص ابلیس قتل ہوے جاتے ہین تا اینکہ اب یہ دو مرحلہ فقط باقی ہین وہ بھی طلسم کشا کے سامنے کیا وقعت رکھتے ہین محض بے بنیاد ہین نہایت آسانی سے باطل ہو جائینگے ای زادان اب بنظر غور و تدبر دیکھ اور انصاف کو کام مین لا کہ اب اسوقت مین ابلیس ہمارے کام نہ آیا تو پھر کیا دستگیری کریگا ای زادان تو نے مجھے اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ باری کی پرستش و سجدہ کرنے کی ہدایت کی اور مذہب و ملت باطل تعلیم کیا کہ مین دونون جہان کے کام سے جاتا رہا کسی طرف کا نہ رہا اور کام سے بھی اپنے ناکام رہا دین و دنیا دونون کو کھو دیا زادان بے ایمان نے جب ملک زردھنگ کے یہ کلام خلاف طبع سنے نہایت پریشان ہوا اور یہ اندیشہ اور خوف دل مین پیدا ہوا کہ اب ایسا نہو کہ ملک زردھنگ پھر اپنے مذہب ابلیس پرستی سے پھر جاوے اور داخل اسلام ہو کے صاحب قران اکبر خدا کا مطیع ہو جائے مجبور اس خیال سے

کے

ملک زردھنگ سے خوش آمدو چاپلوسی کی باتین کرنے لگا اور کہا حضور سچ فرماتے ہین ایسا ہی ہی راوی کہتا ہی کہ اُس سرزمین مین تین شخص سرخیل شیاطین ہین واقعی ان تینون کی حرامزدگی و بادبختطائی کے آگے ابلیس کو اصلا رتبہ نہین ہی ایک ایک مادر قحبہ بجاے خود وہ مرتبہ رکھتا ہی کہ ابلیس اُنسے پناہ مانگتا ہی یعنے اول فرقوت وزیر جو جہنم واصل ہو چکا وہ ان سہ گانہ مین اعلے درجہ رکھتا تھا - دوم زادان مادربختطا کہ فرقوت وزیر کا خواہرزادہ تھا یہ ہر دو بھی ایک ہی بانی فساد تھا اور شیطان اسکا شاگرد تھا - تیسرا لاقوت شاہ نمک حرام جو ہمہ تن شرآب تھا کسی وقت شیطنت و بدذاتی سے باز نہ آتا تھا ہر ساعت و ہر لحظہ اسکی فتنہ انگیزی چلی جاتی تھی کیونکہ شعر

نیش عقرب نہ از پے کین ست	مقتضاے طبیعتش این ست

نقل شیطان مجسم یعنی زادان وزیر کی اور لاقوت شاہ بادشاہ ابلیس پرست کی



الغرض زادان بے ایمان نے جب کلام خلاف طبع ملک زردھنگ کی زبان سے سنے پہلے اُسکی خوشامد کی بعدہ کہا اے ملک آگاہ ہو جسطرح خداوند ابلیس ہر وقت و ہر ساعت اپنے بندگان خاص و معتقدان با اختصاص کی امداد کرتا ہی وہ ظاہر ہی پوشیدہ نہین ہی کہین ایسا بھی ہوتا ہی کہ خداوند ابلیس اپنے بندون کو بظاہر اذیت دیتا ہی اور بعدم توجہی سے پیش آتا ہی

یہبھی مصلحت و مشیت ہی مصرعہ

امور مملکت خویش خسروان دانند

بندون کو خداوندکی عدم توجہی کا خیال نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خداوند گو بظاہر اپنے بندون سے بدسلوکی سے پیش آتا ہی الا باطن مین خداوند بہر صورت اپنے بندون سے بسلوک و مراعات پیش آتا ہی اے ملک یاد رہے کہ خداوند ابلیس اپنے

بندگان خاص پر نظر عنایت و شفقت جب فرماتا ہی تو پس بندہ کو کبھی کسی حال مین خداوندی ذات تقدس صفات سے ناامید
و مایوس ہونا اور کسی طرح کا گمان فاسد دل مین لانا باعث اپنی خرابی کا ہوتا ہی ملک زرد ھنگ نے پوچھا کہ خداوند بندے
کی حیات مین لطف و عنایات فرماتے ہین یا عالم ممات مین کام آتے ہین زادان نے کہا دونون حال مین بندے فیضیاب
خداوند سے ہوتے ہین یعنے بعض ایسے بندے ہین جو بظاہر ناکام و نامراد مرجاتے ہین انکو خداوند اپنے تفضلات خداوندی
سے دوسرے عالم مین درجات عظیم عطا فرماتا ہی اور پھر اُن بندون کو پیدا کرکے منصب جلیل سے سرفراز فرماتا ہی اور خاص
مقرب درگاہ خداوند کردیتا ہی ملک زرد ھنگ نے کہا بس اب چپ ہو ایسا کلام نالائق و بیہودہ و ہیچ و پوچ بیرون
از قیاس زبان پر پھر نہ آوے بس مین اسی قدر جانتا ہون کہ اس معاملۂ جنگ مین فتحیاب ہونا اگر مجھے نصیب ہوا تو
ابلیس کا بدل و جان فرمانبردار ہون اور بندۂ خاص اُسی کا ہون ورنہ درصورت دیگر اُس راندۂ درگاہ کبریائی کو بدتر از سگ و
خوک سمجھونگا اور وہی دین قدیم برحق جو کہ آبائی چلا آتا ہی اختیار کرونگا اسواسطے کہ مین نہایت اسوقت مجبور ہون کسی طرح سے
کوئی تدبیر بن نہین آتی اور لاقوت شاہ کو خود لکھ چکا ہون آگاہ ہو کہ تو یہان چلا آ مین تیرا شریک ہونگا اب لازم ہی کہ
جسقدر مین نے کہا ہی اُسے عمل مین لاؤن اور مجھے کچھ بن نہین آتا انسان کو چاہیے کہ جو منھ سے کہے اُسکا تا امکان انجام
دے خلاف اُسکے انسانیت سے خلاف ہی اور مروت و ہمت سے نہایت بعید ہی بایں لحاظ آدم زاد و فرزند انبیا و
سے جنگ مردانہ کرتا ہون اگر مین اُنپر غالب آیا فہو المراد ورنہ مین اُسکے اختیار مین ہوجاؤنگا چاہے وہ زندہ رکھے یا قتل
کرے فی الواقع اس زندگی سے وہ مرگ کہین بہتر ہی کیا معنے کہ اس آلام و افکار ہر روز مرتے ہین اپنے جینے سے
تنگ ہون اسمین کشمکش و اندوہ و غم و رنج سے نجات ہوجائیگی اے زادان اب تو یہ بتا کہ لاقوت شاہ کہان ہی تاکہ
مین اُسکی ملاقات کو جاؤن اور اپنے ساتھ لے آؤن کسواسطے کہ لاقوت شاہ بھی مرد معزز ہی اور علاوہ اسکے یہ میرے حسب
طلب آیا ہی وہ میرا مہمان و عزیز ہی ہر طرح سے اُسکی خاطرداری اور دلجوئی مجھکو لازم ہی بلکہ واجب ہی زادان نے کہا اے
شہریار اسے لاقوت شاہ شہر سے باہر ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہی ملک زرد ھنگ اسی وقت سوار ہوا اور
زادان وزیر اور آزاد بخت و ضلال جنی و لقلاق بن ثقیل سپہ سالار و سطیل جنی و ارلاس دیو پیشانی و کمال سخت
گردن و حتلام فیل پا و کاطول قشر دندان و باطول قشر لب و زاغول زاغ چشم و رنگال و اسلوکال و کنکال و دست
و جاسول و دموتال نرم دل و ستاذل وغیرہ سرداران نامدار و پہلوانان شیر شکار کو ہمراہ رکاب لیکے بجلوس و جاہ و
حشم روانہ ہوا اور سات فرسخ باہر شہر سے لاقوت شاہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی — ❊

ایرادی پراگندہ حواس حال ساکنان طلسم کا بھی گذارش کیے دیتا ہی تاکہ کوئی امر مبہم نہ رہے

واضح ہو کہ اس طلسم عالی منازل کو بسبب عہد و پیمان حکماے عالی قدر یعنے بانیان طلسم نے دو فریق ایک آتشی

دوسرے خاکی سے آباد کیا ہے اور یہ دونوں فرقے یعنی جن و انسان آپس میں مثل شیر و شکر کے ہوش و قوم مختلط رہتے
چلے آئے چنانچہ جلد ہائے اولی میں اسکا تذکرہ ہو چکا ہے لہذا اس طلسم عالی میں بھی حکمران مراحل دو قوم اجنہ سے
ہیں اور دو قوم انسان ہیں اور ان چاروں کی فوج میں بھی ہر دو قوم کے پہلوانان نامی و گرامی بلاتعصب ملت و مذہب
کے شامل ہیں اور آپس میں کوئی فرق ایک دوسرے میں معلوم نہیں ہوتا اور نہ کسی کی یہ قدرت و مجال ہے کہ کوئی کسی
کسی طرح کی مضرت پہونچا سکے جسطرح سے جن انسانوں کی وضع سے رہتے ہیں اسیطرح انسان بھی جنوں کے لوگ ہو
ہیں بلکہ جو انسان ذی مرتبہ ہیں وہ بادشاہ اجنہ کی رفاقت میں رہتے ہیں اور اسی طرح سے اکثر اجنہ خدمت میں بنی آدم
کے مصاحب و مشیر کار رہتے ہیں اور بعض اجنہ شاہان بنی آدم کے مصاحب و مشیر کار رہتے اس سبب سے ملک
زردھنگ جنی کے لشکر میں بھی بیشتر بنی آدم ہیں چنانچہ دو سردار بہروز دلاور اور فیروز یکہ تاز بہادر نوع انسان سے
ملک زردھنگ کے ملازم ہیں جس وقت ملک زردھنگ۔ زادان وزیر بے ایمان کے مکر و فریب سے دین اسلام
سے منحرف ہو گیا اور اسنے طریق ابلیس پرستی اختیار کر کے سجدہ ابلیس کو کیا بس مردان لشکر اس حرکت خلاف سے
مع بنی آدم و بنی الجان ملک زردھنگ سے منحرف ہو گئے اور بادشاہان خدا پرست کے پاس چلے گئے کچھ لوگ قدیم
تھے انھوں نے بوجہ قدامت رفاقت ملک زردھنگ کی نہ چھوڑی ملک زردھنگ ان لوگوں سے یہی کہتا تھا
کہ مجھے اپنے فعل کا اختیار ہے جس طریق و ملت کو چاہوں اختیار کروں مگر میں تمھارے مذہب و ملت سے تو مزاحمت
نہیں کرتا اسی سبب سے بہروز و فیروز دونوں دلاوروں نے بھی ترک رفاقت زردھنگ کی نہیں کی تھی آدم بر سر مطلب
کہ لاقوت شاہ شہر کے باہر ایک باغ رشک فردوس میں مقیم تھا ملک زردھنگ بھی نہایت جاہ و حشمت شاہانہ سے
لاقوت کے پاس گیا اور ملاقات بھی بعد ذوق و شوق کی لاقوت پدرکش باوجود مجبوری و ناچاری اسوقت ملک زردھنگ
کے پاس حاجت لیکے آیا ہے اور از حد پریشان و سراسیمہ ہے مگر بسبب شرارت ذاتی و فتنہ پردازی کے ملک زردھنگ
سے بہ نہایت نخوت و غرور پیش آیا اور نہ اٹھا اور معانقہ کا قصد کیا ملک زردھنگ لاقوت شاہ کی اس حرکت بیہودہ سے
نہایت درہم برہم ہوا نگاہ قہر زادان کی طرف دیکھا زادان نے اشارتاً کہا کہ لاقوت اسوقت ایسا بد حواس ہو رہا ہے کہ
مطلق ہوش بجا نہیں ہیں یہ فعل فقط بوجہ سراسیمگی و خستہ حالی کے عمل میں لایا ہے ایسے محل و موقع پر جو کوئی حرکت خلاف
واقع ہو وہ پایۂ اعتبار میں نہیں ہے قطع نظر اسکے آپ کو شایان نہیں ہے کہ اسکی بیہودگی خیال میں لایئے اسواسطے کہ اول
تو آپکا مہمان ہے دوسرے آپ کی پناہ میں آیا ہے تیسرے نہایت مجبور ہے اور آپکا بلایا ہوا بھی ہے بس اپنے گھر میں آنے کے سبب
سبکو خاطر منظور ہوئی ہے اس صورت میں ہر نوع اسکی دلجوئی کرنا ضرور ہے اور میں دیکھتا آپکے ملال کو رفع کر کے خاطر جمعی کیے دیتا ہوں
قصہ کوتاہ بعد معانقہ وغیرہ مزاج پرسی کی لاقوت نے جور فلک کج رفتار و شکایت زمانہ غدار و تاراجی مال و اسباب و بربادی تخت و
تاج و سلطنت کا حال بیان کیا یعنی جملہ احوال گذشتہ ابتدا اول سے آخر تک مفصل کہہ سنایا ملک زردھنگ نے کہا کہ

لاقوت شاہ مجھے خوب معلوم ہی کہ جنگم جادوگر عجیب طرح کا حرامزادہ اور ایک ہی مادر قحبہ بدذات و مکار تھا اسکے سزاے اعمال
پانے سے نہایت خوش ہوا اسکا جہنم واصل ہونا ہی خوب تھا اگر وہ مادر بخطا زندہ ہوتا تو اس طلسم مین طرح طرح کے فتنے برپا کرتا
اور ساکنان طلسم کو کاتیہ پایمال ہوجاتے اور بادشاہان سلاطین مملکت کا نشان تک باقی نہ رکھتا لاقوت شاہ نے کہا اے
ملک تم کو ایسے کلام گستاخانہ ایسے بادشاہ عالی جاہ کی شان مین جو کہ دعواے صاحب قرانی کرتا تھا نہ چاہیے کہ مجھے بھی اسکی
خدمت مین ایک طرح کا رسوخ ہی اور مین اسکو نہایت اچھا جانتا ہون بلکہ جنگم کو مردہ نہین سمجھتا کسواسطے کہ وہ نظر کردہ خداوند ابلیس
خاص مقربان درگاہ سے تھا اور میرے عقیدے مین جنگم جادو مثل مین خداوند ابلیس کے ہی اسوقت بھی میری باطنی مدد کرتا ہی
جسوقت مجھے کوئی مشکل سخت درپیش ہوتی ہی تو میری کمک کو پہونچتا ہی ملک زردہنگ نے کہا واقعی تم اسکی مدد باطنی سے
یہانتک پہونچے آیندہ اس سے اور زیادہ امداد کے متوقع رہو مین نے بہت بڑی غلطی کی جو اس ملعون و مرتد کے حق مین کلمہ
بد کہا مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تم اس گروہ سے امیدوار مدد ہو غرض کہ ملک زردہنگ دل مین سمجھ گیا کہ بلاشبہہ یہ
نالایق عقل سے خالی اور حماقت سے بھرا ہی ورنہ ایسے کلمات بے فائدہ و واہیات نہ بکتا - بعد اسکے ملک زردہنگ نے
زاداں وزیر کی صورت دیکھی زاداں منفعل ہوکے سرنگون ہوگیا پھر ملک زردہنگ نے لاقوت سے مخاطب ہوکر پوچھا
کہ اے بادشاہ تم سے یہ معلوم ہوا کہ جنگم جادو مقرب بارگاہ ابلیس ہوگیا ہی لیکن کچھ حال فرتوت حرامزادے کا کہ جو
تمہارا وزیر تھا نہ معلوم ہوا کہ وہ طبقات جہنم سے کس طبقہ مین تشریف فرما ہوا ہی اور حضوری جنگم مقرب خاص کی بدولت
ابلیس کی خدمت مین اسنے کیسا رتبہ عالی پایا ہی اور کس منصب جلیل سے ممتاز ہوا ہی تم کچھ اس کیفیت سے بھی واقف ہو
کسواسطے کہ تم بھی ابلیس کی ایک چیز ہو لاقوت شاہ - ملک زردہنگ کے اس کلام سے نہایت برہم ہوا لیکن سوچا کہ
مصلحت وقت اب یہی ہی کہ چپ ہو رہو لہذا خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو عشق و عاشقی اور دست درازی ملکہ جمال افروز کے
ساتھ جو شہر عسکریہ مین واقع ہوئی تھی فاش ہوجائے اور ملک زردہنگ بھی اس راز سے واقف ہوجائے ورنہ بے لطفی کے سوا
کچھ حاصل نہوگا یہ وجہ سکوت کی تھی ہرچند کہ غیظ و غضب از حد تھا لیکن کیا کر سکتا تھا دم نہ مارا اور یہ بھی خیال مین آیا
کہ مین خود شکستہ حال ہو رہا ہون ایسا نہو معاملہ میرا بالکل بگڑ جائے صاحب غرض بڑا ہوتا ہی مین خود غرض لیکے
ملک زردہنگ کے پاس آیا ہون مین تو ہر طرح مجبور و ناچار ہون اگر اپنے مین کچھ بھی طاقت دیکھتا اس سخت کلامی ملک زردہنگ
کا جواب دندان شکن دیتا پھر ملک زردہنگ کی ایسی مجال بھی تھی کہ مجھ سے ایسے کلام سخت و درشت کہتا اور اس امر کا
بھی لحاظ ہی کہ ملک زردہنگ اسوقت تک ملکہ جمال افروز و فرتوت کے معاملے سے کسیقدر مطلع ہوگا آیندہ اور زیادہ تر
واقف ہوجائیگا اور مجھکو رسوا کردیگا لیکن عجب نہین کہ ملک زردہنگ نے بوجہ عدم واقفیت کے بکوتاہ اندیشی ایسے کلمات
زبان سے نکالے ہون غرض کہ بہر طور سکوت کرنا خوب ہی جواب نہ دو ورنہ سواے پردہ دری کے اور کوئی نتیجہ حاصل نہوگا
ایسے ایسے خیال سے لاقوت شاہ خاموش ہوکر ایک ساعت تک بیٹھا رہا بعد اسکے کہا اے ملک مجھکو فرتوت کے حال

سے اطلاع نہین ہو کہ وہ نمک حرام درگاہ خداوندا ابلیس مین مردود ہوا یا مقبول اسوقت تک مجھے کسی قسم کی بشارت خداوند ابلیس سے نہین ہوئی کسطرح سے مین اسکا حال بیان کر سکون لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ مجھ سے رخصت لیکر تمھارے پاس گیا تھا راہ مین نہین معلوم کیا امر درپیش ہوا کہ جو اسکی نیت برگشتہ ہوئی وہ ما درنجیبا مجھ سے پھر گیا اور باغی ہو کے شہر عسکریہ مین پہونچا اور اُسنے وہان لواے ثابت بلند کیا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھ گیا خداوندا ابلیس نے جیسی اُسنے مجھ سے دغا کی تھی اُسپر اپنا غضب و قہر نازل کیا وہ اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور اُس بغاوت کا مزا بھی ملا کہ وہ دشمنان دین کے ہاتھ سے بعذاب سخت قتل و ہلاک کیا گیا۔ کیا آپ نے نہ سُنا ہوگا ملک زردھنگ نے کہا البتہ مین نے بھی کچھ حال کو سُنا ہی جو تم بیان کر رہے ہو مگر اصل حال جو ہی اسکو بمصلحت بیان نہین کرتے قصہ کوتاہ ملک زردھنگ اُس گفتگو کے بعد لاقوت شاہ کو اپنے ساتھ لیے شہر زرنگار مین داخل ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے ایک ایوان عالی شان مین کہ جو تمام شیشہ آلات سے آراستہ و پیراستہ تھا مقیم کیا اور دعوت و مہمانداری مع رقص و رباب و شراب و کباب کے نہایت اہتمام سے کی اُس صحبت مین زادان بے ایمان بھی موجود تھا اور ہر وقت فرقوت پر لعن کرتا اور کہتا تھا کہ آج لاقوت شاہ مین فرقوت کی اس شرارت و نمک حرامی سے مطلق واقف نہین ہون اسوقت تمھارے بیان سے اُس نمک حرام کا حال سُنکے مجھے نہایت تعجب ہوا اُس مردک نے ایسی خطاے فاحش فریب کے ساتھ کی جو خداوند نے اپنا قہر و غضب اُسپر نازل کیا وہ اسی قابل تھا اب آیندہ کبھی اور لوگون کو جرأت بغاوت نہ ہوگی سب خائف ہو جائینگے لاقوت شاہ۔ زادان وزیر کی اس گفتگو سے موافق طبع سے نہایت خوش ہوا اور کہا اے زادان آفرین اس تیزی عقل اور اس نمک حلالی پر خیر خواہ ایسے ہوتے ہین ملازمون کو اپنے آقا کا ایسا ہی خیال رکھنا چاہیے بیشک تو لائق عہدۂ وزارت ہو اور مالک کو بھی خیال اپنے ایسے ہی ملازم ذی مرتبہ کا سب سے زیادہ چاہیے۔ الغرض زادان۔ و لاقوت شاہ مین اسقدر ربط و ضبط بڑھا کہ اب لاقوت شاہ بے صلاح زادان وزیرا اور زادان وزیر بے مشورے لاقوت شاہ کے کوئی کام نہ کرتا تھا اور وہ اسکا محرم راز اور وہ اسکا رازدان ہوگیا آخر نوبت باینجا رسید کہ ایک روز لاقوت شاہ نے ملک زردھنگ سے استدعا اس امر کی کی کہ اے شاہ جم جاہ عالم پناہ مین تمھاری مہربانی کا شکریہ نہین ادا کر سکتا ایسا مشکور و ممنون تمنے مجھے کر دیا ہو میری زبان نہین کہ جو شمہ تمھارے لطف و احسان سے بیان کر سکون اور اب کہ میزبان بر مہمان عزیز کی خاطرداری و مدارا فرض ہوتی ہی اسواسطے مین ایک امر حسب خواہش دل اپنے بیان کرتا ہون تم بپاس خاطر میرے کام کرنے کا اقرار کرو تو مین بیان کرون ملک زردھنگ نے کہا کیا ایسی وہ خواہش ہی کہ جسکو تم اسقدر اصرار سے بیان کرتے ہو اور مجھ سے اقرار کراتے ہو بیان کرو لاقوت نے کہا میری خوشی یہ ہی کہ زادان وزیر اپنا مجھے بخوشی بخشش دو مین اس صاحب فہم پر فطرت کی صحبت سے نہایت خوش ہوتا ہون دل و دماغ کو ایک نوع کی تازگی حاصل ہوتی ہی اور ایک لحظہ اُسکی جدائی گوارا نہین ہوتی ملک زردھنگ نے لاقوت شاہ کی استدعا کو منظور و قبول کیا بلکہ

دل مین اسی امر کو غنیمت جانا کیونکہ ہمیشہ اس زادان کی صحبت سے ناخوش رہتا تھا اور جو فعل کہ زادان کے فریب کرنے سے ہوا آخر کو انجام مین اُسکے سے منفعل و پشیمان ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا بس بمجرد درخواست لاقوت کے زادان کو حوالہ لاقوت شاہ کے کیا لاقوت شاہ نہایت خوش ہوا اور اُسی وقت عہدۂ وزارت اپنا اُسکو مرحمت فرمایا اور ایک خلعت نہایت گرانبہا زیادہ کیا اب راوی کہتا ہے کہ ابھی تک ملک زر دھنگ کا یہ قصد ہے کہ اول طلسم کشا انسان ضعیف البنیان ایک مشت استخوان سے جنگ نہایت استحکام سے کرنا چاہیے دیکھیں اُسکا زور و قوت اصلی کسقدر ہے اور وہ حوصلے صاحبقرانی کس خیال سے کرتا ہے اور زور آزمائی مین کسطرح پیش آتا ہے بعد اسکے جسطرح مناسب ہوگا عمل میں آویگا الغرض لاقوت شاہ سے کہا اے بادشاہ یہ تو یقین ہی ہے کہ وہ مخرب طلسم اور دشمن جان ابلیس و ابلیسیان پرستان تمھارا مقابلہ کو یہان پہونچا چاہتا ہے مگر نہین معلوم کس آفت و قیامت کا آدم زاد تہور شعار صاحب اقبال ہے کہ نہ آگ سے ڈرتا ہے اور نہ پانی سے بلکہ کسی آفت ارضی و سماوی سے ڈرتا ہی نہین کیون لاقوت شاہ ایسے شخص سے جو کہ یکتاے روزگار و نادرۂ روزگار ہو جنگ و حرب کرنا اپنے خون مین گویا دانستہ ہاتھ بھرنا ہے اور شاید بچ بھی گیا تو بجز پشیمانی اور ندامت کے اور کیا حاصل ہوتا ہے اول تو بچنا ہی دشوار ہے اُس جوان مرد کا سامنا گویا ملک الموت کا سامنا ہے لیکن مین عجب مخمصہ مین گرفتار ہون او عجیب وقت مین مبتلا ہون کیا کرون آخر ناچار و مجبور ہوکے مین نے یہ قرار دیا ہے کہ اُس دلاور و بہادر دوران سے ایک بار زور آزمانا چاہیے کچھ تو حوصلہ دل کا نکلیگا اسکے بعد پھر تو فتح و شکست مقدر کے ہاتھ ہے اے لاقوت شاہ بعض لوگون کا ہمنے یہ قاعدہ دیکھا کہ یاوہ گوئی اور بیہودہ گوئی کرتے ہین اور مآل کار کا مطلق خیال نہین رہتا آخر کار اُنکو بجز پشیمانی و افسوس کے کچھ نہین حاصل ہوتا ہے ہرچند کہ مین بھی ایک مرد سپاہی پیشہ کم عقل و جاہل ہون مگر کسی حال مین مین اپنی حد اعتدال سے قدم باہر نہین رکھتا اور حتی الامکان جو کام کرتا ہون خوب سمجھ کے کرتا ہون اور ہمیشہ انجام پہ خیال رہتا ہے بقولیکہ

مصرعہ - مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

ہر چند کہ اُس آدم زاد صاحب قران کی شجاعت و قدر و منزلت کو خوب جانتا ہون لیکن مین بنا براپنے عہد کے ایک مرتبہ جنگ مردانہ کرنا بہر نوع واجب جانتا ہون اب نہین معلوم مآل کار اُسکا کیا ظہور مین آوے لاقوت شاہ نے کہا اے ملک صد آفرین تمھارے حوصلہ اور جرأت و بہادری پر مردان بہادر تہور شعار ایسے ہی ہوتے ہین مگر ایک بات میری بھی یاد رہے کہ جو تمھاری یہ جرأت ہے تو خداوند ابلیس بھی تمھاری ضرور ہی مدد کرینگے بلکہ شریک حال بھی ہون تو عجب نہین ہے کیونکہ تم بھی تو اُنکے بندگان خاص سے ہو بعید کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم مقاصد دلی سے کامیاب نہو خداوند ابلیس تمھارا ملک اور تاج و تخت سب قائم و برقرار تا ابدالآباد رکھیگا اور عجب نہین جو اس تمھاری خوش اعتقادی و خلوص نیتی کے صلہ مین مناسب علی عطا کرے ملک زر دھنگ نے کہا اے لاقوت شاہ یہ بات بعید از قیاس ہے کسواسطے کہ مجھے ابلیس کی کچھ پروا نہین ہے بلکہ اس وقت زیادہ مجھے اُسکی توجہ سے اپنی بات کا خیال ہے کہ جو مین اس امر پہ آمادہ ہوا ہون مجھکو خیال اپنی بات کا ہے فقط جو کہا ہے وہ کرونگا اور

ہمکو حمایت کو بلایا ہی اب بغیر تمہارے شریک ورد ہوئے چارہ نہیں ہی اسواسطے کہ اب تمہاری ہمدردی سے کنارہ کشی ہوتا ہی
تو یہ جوہر شجاعت و جوانمردی سے نہایت بعید ہی اور مروت بھی نہیں چاہتی ہی اور تمہاری شرکت کرنے میں سراسر تباہی اور بربادی
ہی یہ کوئی امر پوشیدہ نہیں ہی صاف ظاہر ہی اور میری یہی نقط بربادی و تباہی نہیں ہی بلکہ کل سلطنت اور دولت و حشمت و
رعایا برایا وغیرہ کا نقصان متصور ہی ہزاروں کا خون میری گردن پر ہوگا لیکن جو ہو سو ہوا جو زبان سے جو نکل گیا ہی اُسکو کیا کرون
ہی مگر اے لاقوت شاہ دیکھو اور خوب غور سے سُن لو کہ اس سے زیادہ مجھ سے اور کسی طرح کی امید رکھنا تمکو جو کچھ اپنے
حق میں بہتر و مناسب معلوم ہو وہ کرنا مجھکو کسی امر کا الزام نہ دینا میں ایک مرتبہ ضرور جنگ مردانہ کرونگا اور جو صورت حال ہو مناسب
و معقول دیکھونگا عمل میں لاؤنگا لاقوت شاہ نے کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ زادان نے تمہارے سامنے ابلیس کی کسقدر
تعریف کی تھی ملک زرد ھنگ نے کہا زادان ہمیشہ مجھ سے یہ کہا کیا کہ دنیا میں دشمنان ابلیس بندگان ابلیس کے ہاتھ سے
مارے گئے اور ابلیس نے ایسی باتوں کا خیال بھی نہ کیا ہان بعد مرنے کے البتہ اپنے بندوں کو درجات عالی و مراتب بلند
تو بخشے بلکہ مقرب درگاہ اپنا کر دیے تو عجب نہیں ہی جیسا تیرا بیان ہی یہ سراسر خلاف اور بہتان ہی اور سب جھوٹ ہی ایک لفظ بھی سچ نہیں
لاقوت نے کہا اے ملک واقعی زادان نے نہایت درست کہا خداوند ابلیس کی جناب ایسی ہی غنی ہی کہ کسی فعل رعا اور زاری
کی پروا نہیں ہی اے ملک بجز خداوند کے ایسا صاحب کرامت اور قدرت کون ہی کہ حیات و ممات میں دونوں حال کی خبر لیوے اور
دستگیری کرے ملک زرد ھنگ نے کہا ہان درست ہی تمکو یہ اپنی سست اعتقادی مبارک رہے مگر میں ہمیشہ ایسے بے عقل پر
لعنت کرتا رہا ہوں اور ابلیس کو مردود جہان و مورد لعن و دشمن سمجھتا ہوں اسوقت کی صحبت قیل و قال میں ہمارا رحمن بھی موجود
تھا اور یہ باتیں سن رہا تھا دل میں نہایت خوش تھا جب زرد ھنگ کی طبع کو اُس طرف سے منحرف دیکھا اس فکر میں ہوا
کہ کسوقت میں ملک زرد ھنگ کو تنہا پاؤن کہ جو اپنے دل کا حال بیان کرون اور جو ممکن ہو تو صاحب قران اکبر فلک قدر
کی ملازمت میں لیجاؤن راوی کہتا ہی کہ ملک زرد ھنگ آتشی مزاج بنی الجان سے سپاہی وضع ہی نہایت عقلمند ہی
اور صاحب فہم علاوہ اسکے طاقت و شہزوری میں اور فنون جنگ و حرب میں یکتا ہے روزگار ایسا ہی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا
حکام مراحل کا کیا منہ جو اُس سے مقابلہ کر سکیں گے سالہا سال کی ورزش و کثرت سے ایسا زور حاصل کیا ہی کہ پہلوانان
رستم توان اُس سے آنکھ نہیں ملا سکتے ہاتھ ملانا تو کیا چیز ہی حتی کہ بعض دیوان زبردست حیوان صفات گو کہ قوت و توانائی میں
اُس سے بدرجہا زیادہ تھے لیکن ملک زرد ھنگ سے فن کشتی میں کیا قدرت کہ بازی لیجا سکے جب لڑے پست ہوئے
باوجود اس فہم و فراست و ذہن و ذکا کے شباب کے عالم میں اور مستی شراب میں زادان وزیر کے مکر و فریب سے طرح طرح
کی باتیں اور حکایتیں سنا کے ملک زرد ھنگ کو ایسا خوار کیا کہ مرتد کر دیا باوجود اس فہم و فراست کے اُس مکار کے فریب
میں آ گیا لیکن اب بسبب بیدار مغزی کے خود کردہ سے پشیمان ہوا اور نادم ہی اور ایک وقت خاص کا منتظر ہے تاکہ اس دین
باطل کو ترک کر دے اور چونکہ بوجہ مردانگی و بہادری کے صاحب قران اکبر سے ایکبار جنگ مردانہ کرنے کا جو وعدہ

لہذا ہر روز ورزش کرتا ہی اور خوب ہی محنت مین مصروف ہی جب ان سب کامون سے فراغت پاتا ہی تو ملک لاقوت شاہ
کے پاس بھی ضرور جاتا ہی۔ قصہ کوتاہ لاقوت شاہ اور زادان وزیر اور غیلان نطفۂ شیطان مصاحب خاص قدیم ہر وقت
اسی معاملہ مین فکرین طرح طرح کی کرتے ہین اور خیالی پلاؤ پکاتے ہین اور ہر ایک اپنی اپنی عقل و فہم کے لائق نئی نئی صورت
پیدا کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا پر غالب آئین اور دلاوران اسلام کا کہ دشمنان ابلیس ہین قلع و قمع کرنا ضرور ہے تاکہ
نام و نشان انکا جریدۂ روزگار سے مانند حرف غلط کے مٹجائے۔ الغرض یہ چارون کمبخت روسیاہ فتنہ پرداز شیطان ثانی
بمراتب ہین اسطرح سے کہ اول لاقوت شاہ و دوم زادان نطفۂ شیطان و سوم غیلان بے ایمان و چہارم قہقہان حرامزادہ
ہی یہ تینون مردود سواے لاقوت شاہ کے شب کو راے قائم کر لیتے ہین صبح کو باہم بحث و تکرار آپس مین کر کے نقص نکالتے
ہین جو راے نقصانات سے پاک ہوتی ہی اُسکو پسند کرتے ہین چنانچہ ایک روز لاقوت شاہ اپنی صحبت تخلیہ مین تھا کہ
حضرات ثلاثہ بھی پہونچے اور اپنے آنیکی اطلاع دی لاقوت شاہ نے تینون کو بلا لیا جب یہ لعین مجلس مین گئے
لاقوت شاہ کو سلام کیا لاقوت شاہ نے دیکھا کہ ہر ایک کی آج شان جدا معلوم ہوتی ہی مگر غیلان حرامی کی ہیئت
سب سے جداگانہ ہی اپنے سر پہ دو گوشوارے زردوزی مرصع کار اور دو سرپیچ زرنگار ہین اسی طرح دو جامہاے زرین کمربند
خنجر سے آراستہ ہین لاقوت شاہ یہ تماشا سے عجیب دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ سامان شاہی اس قرمساق مفلوک کے پاس
کہان سے آیا آخر کار جب بنظر غور ملاحظہ فرمایا پہچانا کہ یہ تمام سامان وہ ہے جو مین نے زادان کو خلعت و انعام مین دیا تھا
پس یہ دیکھکے نہایت آشفتہ خاطر ہوا مگر غیلان کی ہیئت سے چونکہ مسخرگی پیدا ابھی تھی کتنا اُسکی صورت دیکھکے مسکرایا
اور پوچھا کہ ای زادان یہ لباس شاہانہ اس غیلان مفلس و مفلوک الحال کو کیونکر پہونچا۔ زادان نے کہا ای لاقوت شاہ
عمر و اقبالت کوتاہ باد اسکا حال یہ ہی کہ غیلان کہ عقل مجسم ہے اُسنے بذات خاص ایسی ایک بات پیدا کی ہی کہ وہ ہر ایک صورت
سے لائق تعریف اور قابل تحسین و آفرین ہے مین اُسی تدبیر کو سنکے نہایت خوش ہوا اور اُسکے صلے مین یہ تمام ملبوس
خاص عنایتی حضور کا اُسکو دے دیا مگر ای لاقوت شاہ اسوقت مجھکو اگر تمھاری طرح طاقت و قوت ہوتی تو مین اسی وقت
سلطنت بخش دیتا لیکن مجبور ہون کیا کرون اسوقت جو کچھ میرے پاس موجود تھا غیلان کو دے دیا ای بادشاہ طلسم آئین
کسی طرح کا شک نہین کہ غیلان کو وہ تدبیر عمدہ خاص خداوند ابلیس کی درگاہ سے بذریعۂ الہام معلوم ہوئی ہی ورنہ غیلان سا
کمینہ اور یہ تدبیر کہان انسان و اجنہ کی کیا مجال و قدرت جو ایسی تدبیر جسکا نہ خیال و وہم مین آوے لاقوت شاہ بھی اس
روایت کے سننے سے نہایت خوش ہوا اور پوچھا کہ ہم بھی سنین وہ کیا بات ہی اور کیا منفعت کار ہی زادان وزیر نے کہا ای بادشاہ
اس سامان کو جو تم غیلان کے پاس دیکھتے ہو یہ وہی خلعت ہی جو تمنے مجھے عنایت فرمایا تھا اور دوسرا قہقہان کا دیا ہوا ہی پہلے تم
اس بات کا وعدہ کرو کہ بعد سننے اس تدبیر کے غیلان کو اُسکے صلے مین خلعت و انعام شاہانہ مرحمت فرماؤنگا بعد اس عہد کے
پھر مین وہ تدبیر ظاہر کرونگا لاقوت شاہ پہلے ہی اس خوشخبری سے مثل خرمردہ کے پھول گیا تھا زادان وزیر کی سفارش سے

فوراً ایک خلعت زرتار بیش بہا منگوایا اور کچھ زر نقد اور خنجر و کمر بند بھی مرصع کار و یاقوت نگار غیلان کو دیا اُس مسخرے نے وہ سامان سوم بھی پہن لیا اور چار زانو ہو کر نہایت غرور و تکبر سے ایک جگہ پر بیٹھ گیا بعد اسکے زادان وزیر نے لاقوت شاہ کے کان میں چپکے سے کچھ کہا۔ لاقوت شاہ بمجرد سننے اس خبر کے افراط مسرت میں فوراً مسند سے اٹھا اور ناچنے لگا اور غیلان کو سینے سے دوڑ کر لگا لیا اور بے اختیار بوسے پیشانی کے لینے لگا اور یہ مصرعہ زبان سے پڑھا مصرعہ

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول +

زادان نے پوچھا اے بادشاہ طلسم اس مصرعہ کے کیا معنے ہیں لاقوت شاہ نے کہا اس مصرعہ سے یہ مراد ہے کہ اس وقت تم میرے تین معاون ہو بحسب مراتب ایک زادان وزیر دوسرا قحفان تیسرا غیلان جس حال میں کہ غیلان نے یہ تدبیر معقول و مصلحت آمیز نکالی تو لامحالہ زادان وزیر کی راے سب سے کہیں بہتر و عمدہ ہوگی اور موافق مطلب ہمارے وہ تدبیر مفید کار ہوگی تو نہایت عمدہ بات ہے اور نہیں تو ملک زر دھنگ خود بھی پہلوان جہان ہے بقوت دست و بازو اُس آدم زاد خبیث کے دماغ میں جو دود نخوت طلسم کشائی و صاحبقرانی بھرا ہے ایک لمحہ میں نکال دیگا اے زادان تمنے جو تدبیر نکالی ہے اسکا سرانجام کرو دیکھو کہ خداوند ابلیس کیا پردہ غیب سے ظاہر کرتا ہے - راوی کہتا ہے جب یہ گفتگو ختم ہوئی تو عیار طرار یعنے ہماز جنی نامدار بھی اُس صحبت میں پہونچا اور تمام مجلس کان شیطان کو مسرور دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور یہ فکر پیدا ہوئی کہ ان روسیاہوں کی اسقدر خوشی کا کیا باعث ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر تازہ ایسا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے یہ مکار نہایت مسرور ہیں غیلان کمبخت کو دیکھکے اور زیادہ متحیر ہوا کہ اس مردک نے عجیب وضع اور قطع نکالی ہے اور طمع سے اُس مال کے بمقتضاے عیاری خوش طبعی پر طبیعت مائل ہوئی اور چاہا کہ کسی طرح اس مال کو لینا چاہیے پس اسی وقت فطرت عیاری سے ایک مضمون نو تراشا اور دل میں کہا کہ یہ مال بوقت بیکاری کام آئیگا اور زیادہ تر صاحب قران اکبر فلک قدر کے جشن عروسی میں ضرور ضرورت ہوگی لہذا یہ مال خداداد ہے لیجیے اور علاوہ اسکے ان شیطان کا مال و متاع جسقدر ہاتھ آئے حلال و طیب ہے الغرض جب وہ صحبت برخاست ہوئی اور زادان و غیلان و قحفان لاقوت شاہ سے رخصت ہو کے اپنے اپنے مقام کی طرف روانہ ہونے لگے لاقوت شاہ نے رخصت کے وقت ایک خلعت زرین نہایت پرزر اور سرپیچ مرصع کار زادان کو عنایت کیا اور ایک خلعت حسب لیاقت قحفان کو عطا ہوا یہ تینوں نہایت خوش و مسرور آپس میں باتیں کرتے ہوے اول زادان کے مکان پر پہونچے اور رات بھر یہاں بزم عیش و نشاط گرم رہی بعد اسکے خوب شراب و کباب سے مشغول کیا ناچ اور گانا شروع ہوگیا جس وقت یہ تینوں مشوم بخت بادۂ خوشگوار سے خوب مست و لایعقل ہو گئے ہماز جنی نے جا کے ایک گوشہ میں کسوت عیاری سے روغن ہفت رنگ نکالا اور صورت کو اپنی نہایت بدہیئت صورت سے متشکل کیا اور ایک جامہ عجیب و غریب پہن کے اور کچھ ساز و یراق عیاری لے اُسی صورت بوالعجبی سے زادان وغیرہ کی مجلس کی طرف روانہ ہوا اور زیر دیوار پہونچکر پشت مکان پر کمند ڈالی اور داخل مکان ہوا اور ایک حجرۂ خالی میں پہونچا حسب اتفاق اُس

حجرہ مین ایک کھڑکی تھی اس سے مہتر ہمانے دیکھا کہ زادان وغیرہ اشرار اور چند یاران اوباش بازاری بیٹھے ہین
اور دور شراب چل رہا ہے اور نشہ شراب مین ہر ایک شیطان مخمور و بدمست ہو رہا ہے ایک کو دوسرے کی مطلق خبر نہین ہے
دنیا و مافیہا سے بیخبر ہے آخر بس وہ عیار طرار بھی موقع و محل پاکر اسی کھڑکی کی راہ سے مکان مین آیا اور داخل صحبت ہو گیا
اور سب کی نظر بچا کے زادان کے پلنگ کے نیچے جا چھپا ادھر زادان بھی نشہ شراب مین سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا
کہ یکبارگی زادان نے اس زور سے ایک گوز مارا کہ وہ سارا مکان آواز گوز سے گونج گیا بس اسوقت یہ عیار طرار بھی زادان
کے نیچے سے نکل اسی قطع سے ظاہر ہو گیا اور ایک دھول زادان کے سر پہ اس زور سے لگائی کہ نشہ شراب ہرن ہو گیا اور
ہاتھ اس نابکار کا پکڑ کے مسند سے ہٹا دیا اور کہا او بے ادب ناحق شناس ایسا تو شراب کے نشہ مین مست ہو رہا ہے
تجھے خبر نہین کہ خداوند ابلیس تشریف لائے ہین اور تو عیش و عشرت مین مشغول ہے یہ کہکے وہ عیار نابکار مسند پر جا بیٹھا یہ
دیکھ کے حاضرین محفل کے ہوش جاتے رہے اور بعض ایسی صورت عجیب و ہیئت غریب کو دیکھ کے بیہوش ہو گئے اور
بعض عالم سکوت مین ہمہ تن تصویر ہو کے جس طرح سے بیٹھے تھے بس اسی طرح بیٹھے رہ گئے اور ان [illegible]
سے بیتاب خطا ہو گیا اس عرصہ مین مہتر نے بآواز بلند کہا اے بندگان خداوند ابلیس تم ہرگز خوف نکرو کہ خداوند اپنی
بندہ ضعیف کو تکلیف اور آزار نہین دیتا تمکو اسوقت خوش ہونا چاہیے کہ خوشا نصیب تمہارے اور زہے قسمت کہ آج
خداوند ابلیس بذات خاص شریک بزم عیش ہوئے اور اپنے نور جمال بے مثال سے تمہاری محفل کو منور کیا اور یہ امر خاص
زادان وزیر کے حسن عقیدت و عجز و نیاز کا باعث ہے کہ خداوند نے اپنی بندہ نوازی سے کرم فرمایا یہ تکلیف محض تم لوگون
کے واسطے گوارا کی ورنہ خداوند کو اس امر سے کیا تعلق بعد اسکے زادان سے مخاطب ہو کر کہا اے زادان کیدی ہمارے پاس
آ اور اپنے خداوند حقیقی کی زیارت سے مشرف ہو کہ تیرے واسطے باعث فخر و مباہات کا ہو گا زادان کی پہلے ہی خداوند کے اس
اخلاق اور صورت عجیب و غریب کو دیکھ کے روح پرواز کر گئی تھی بمجرد اس کلام کے اسی وقت سجدہ مین جھک گیا پھر تو تمام
اہل جلسہ نے سلام کیا اور سجدے مین گر گئے مہتر نے پکار کے کہا اے بندگان حاضرین بزم انشاء اللہ اٹھو بیٹھو خداوند کو تمہارے سجدے
کی پروا نہین ہے یہ سنکے وہ سب اٹھ بیٹھے اور ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہو گئے زادان کانپتا ہوا مہتر کے قریب آیا مہتر
نے کہا اے زادان خوش ہو کہ ہمنے اپنی قدرت کاملہ سے براہ بندہ نوازی تیری اور تیرے آقا کی اور اپنے بندگان خاص
راسخ الاعتقاد کی دعا کو مع ملک زرد ہنگ و الوشت شاہ کے قبول کیا اور تمہارے واسطے مراتب و مناصب عالی قدر عطا
مقرر کیا ہے زادان تو ہماری طرف سے ہمارے بندگان خاص با اختصاص کو یہ مژدہ جانبخش سنا دے کہ خداوند نے تمہارے
حال پر نہایت مہربانی فرمائی اور قسمت مین تمہاری فتح و ظفر مقدر کی اب تم سب طرح سے خاطر جمع رکھو پریشان نہو و یقین رکھو کیا
اس بندۂ گمراہ آدم زاد پر اپنا قہر نازل کرتے ہین اور تمکو اسپر ظفر و غلبہ دینگے اور ہم بھی تمہاری مددگاری کو مع جنود شیاطین
ہر حال مین تمہاری دستگیری کرینگے اور اب دیکھنا کہ ہم اس آدم زاد کی شجاعت مع صاحبقرانی و منصب و قوت طلسم کشائی کا کیا

سلب کر لینگے پھر دیکھیں کسطرح غالب آتا ہی اور کار طلسم کشائی و صاحبقرانی کو کیونکر انجام دیتا ہی تمکو چاہیے کہ اس آدم زاد کو
قتل نکرو کیونکہ ہماری خداوندی میں مجبور کو نہیں مارتے اسلیے کہ وہ تو خود ہی مردہ ہی بلکہ بدتر از مردہ ہی فقط واسطے دیکھنے عذاب سخت
کے زندہ رکھنا چاہیے زادان اس مژدۂ جان فزا و فرحت بخش کو سُنکے نہایت خوش ہوا عجب نہ تھا کہ جوش شادی مرگ ہوجاتا
فوراً پھر دوسرے سجدے کو جھک گیا اور ہاتھ باندھ کے عرض کیا خداوندا دو امر کی اس خادم کو نہایت حیرت ہی خداوندا اس
اپنے بندۂ عاجز کی اس حیرت کو دفع فرماوین کہ عین بندہ نوازی ہوگی۔ اول یہ کہ اس مکان میں تنہا حضور کا نزول اجلال کسطرح
ہوا قیاس بشری سے یہ امر باہر ہے یقین ہی کہ خداوند نے آسمان سے نزول فرمایا ہوگا یا زمین سے برآمد ہوے اور اس
صحبت میں کس صورت سے ظہور خداوندی ہوگیا جہتر نے کہا او حرام زادے معلوم ہوا کہ تو راز و اسرار خداوندی سے آگاہ ہونا
چاہتا ہی یہ نہیں جانتا کہ خداوند کے لیے زمین و آسمان خشکی و تری ایک ہی جسطرح جہان چاہے وہان چلا جائے خداوند کا خودی
یہ ہر ذاتی ایسا ہی کہ کوئی پردہ و حجاب روک نہیں ہوسکتا جس شخص کے جسم میں چاہے فوراً حلول کر جائے خداوند کے نزول
ذات کا کوئی حاجب و مانع نہیں ہوسکتا او مادر قحبہ جسوقت کہ تو نشہ شراب سے بدمست ہو کے سربزانو ہوا اور تیرے جسم سے
ایک آواز بڑے جوش و خروش سے پیدا ہوئی بس وہی کرشمہ نزول خداوند کا باعث ہوگیا اس ہوا سے اندرونی کو اپنا
مرکب بادپا قدرت کا علم قرار دے کر کس شہسواری سے اپنے تنگ کو جسے خداوندی کا کام تھا جو سچ گھوڑے کے
شکل آسیے اور تمکو اسکا مطلق خبر نہوئی بلکہ آرام جان کو حاصل ہوا آج تجھکو وہی کرامات دکھائی دی زادان نے کہا ای خداوند
تیری قدرت و کرشمہ کے ہزار جان سے قربان بس میں سمجھ گیا واقعی اسوقت میرے پیٹ میں گویا گھوڑے دوڑ رہے تھے کہیں
جو میں نے زور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا ایک کانٹا نکل گیا اب معلوم ہوا حضور ہی اس مرکب باد پا کو شکم میں بندۂ خاص
کے پھیر رہے تھے واہ ری تیری قدرت ہان خداوند دوسرا خدشہ میرا یہ ہی کہ خداوند کو میں عجیب صورت سے اور مفلوک الحال
دیکھتا ہون یعنی خداوندی کی وہ شان و دبدبہ جس سے بندگان عالم سجدہ کرتے ہین باسباب ظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا ہی
اور یہ پیراہن کہنہ جو حضور کے جسم نازک میں ہی اسکی کیا وجہ ہی یہ سُنکے جہتر ہماز نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور ایک قہقہہ
مار کے کہا ای زادان اسکی حقیقت نہ پوچھ اسوقت خداوند تیرا نہایت مجبور ہی یعنی اب خداوندی کی بساط و کائنات میں کچھ
باقی نہیں ہی فقط یہ داڑھی اور یہ لباس کہنہ ہی اور کچھ نہیں دیکھیں عیاران یزدان پرست سے یہ بھی بچتا ہی یا نہیں ہر وقت
یہی چاہتے ہین کہ کسطرح اس تبرکات کو تاراج کردین ہماز جنی کو دیکھو اور خیال کرو کہ اب بھی اگر کسی وقت مجھکو تم پر رحم آگیا
تو بیشک اُن بندگان غیور و متکبر کو بخشدونگا ای زادان تجھے یاد ہوگا ایک زمانہ ایسا تھا کہ خداوند نے اپنی قدرت کاملۂ خداوندی
و دریا دلی سے نمرود و شداد و فرعون و جمشید و ضحاک وغیرہ کو کیا کیا حشمت عطا فرمائی تھی کہ اپنا خزانہ خداوند نے کل خالی
کردیا اور جو کچھ سرمایہ بچ رہا تھا وہ اپنے بندۂ خاص پہلوانان جمشید خود پرست کو مرحمت کردیا کہ وہ معشوق و مقرب خاص
ہمارا ہی اسی وجہ سے ہمنے جمشید کو ایسا منصب جلیل بخشا ہی آج تک ایسا منصب کسی کو نصیب نہیں ہوا یہانتک کہ خداوند

نے اُسکو ایسا مرتبۂ خداوندی دے کر خداوند بنا دیا اگر تجھکو باور نہو تو زیر جبل اعلے یا بر طلسم کے جاکر بچشم خود دیکھ لے
اور ملاقات بھی کر لے دیکھ تو وہ کس شان و شوکت کا بندہ ہی اور کیسی قدرت اُسمین موجود ہی شاہان عالم و سلاطین معظم
اُسکے تابع فرمان و مطیعان حکم ہین بلکہ اب اسقدر مرتبہ حاصل ہو گیا ہی کہ وہ ہمکو بھی یعنے اپنے خداوند کو بھی ہیچ جانتا ہی اور
علاوہ اسکے جو کچھ سرمایۂ خاص خداوندی ہے وہ تمام و کمال اہل اسلام نے بزور دعوت و تسخیر خداوندے سے بذریعۂ پاپوش
چھین لیا اب تو ہی انصاف کر کہ خداوندی کی جیب مین کیا باقی ہو گا اب یہی سامان رہگیا ہی جو تو دیکھتا ہی سو دیکھیے یہ بھی
تو نظر اہل اسلام مین کھٹکتا ہی بس قصۂ گذشتہ سُن چکا اب رقاصان خوش آواز کو حکم دے کہ ناچ شروع کرین تاکہ
ایک لمحہ مین ہم بھی محظوظ ہون اور تو بھی دلشاد ہو جاوے اور اہل محفل کو مے نوشی کا حکم دے اس بارے مین پاس و لحاظ
خداوندی کی ضرورت نہین ہی۔

محفل رقص و نوا بحکم زادان وزیر کے بہر خوشنودی ابلیس



الغرض زادان نے رقص و نوا کا حکم دیا اور میخواری بھی شروع ہو گئی اور دورۂ شراب کا دور آیا اور جام گردش مین ہوا
شراب مرد افگن سے وہ شوم بخت و کینہ درون بدمست ہوے مہتر ہمازنے وہ شراب بیہوش ربا نکالی اور زادان سے
کہا اے بندۂ حق شناس دیکھ یہ شراب خداوند نے اپنی قدرت خاص سے اسی وقت تیار کی ہے اس شراب کو پی اور نعمت
غیر مترقبہ خداوند کا ذائقہ چکھ اور ان تمام حاضرین جلسہ کو بھی چکھا کہ یہ فیض عام خداوندی ہی اس سے کوئی آدمی محروم نہ رہنے
پاوے خاص و عام سب نوش کرین کسواسطے کہ یہ عطیۂ خاص ہی کل بندگان خداوند کو تقسیم ہونا ضرور ہی زادان نے اُس

شراب کو اٹھا لیا اور آنکھوں سے لگایا پہلے خود ہی دو جام زہر مار کیے بعد اسکے ایک ایک جام تمام حاضرین جلسہ کو پلایا اور مابقی تمام ملازموں کو ایک ایک جام پلایا۔ القصہ جب وہ شراب تیز و تند ان لعینوں کے شکم میں پہونچی پھر کسی کو اپنی جان و مال کی مطلق خبر نہ رہی سب غافل و بیہوش ہوگئے جہتر ہاز نے اسی وقت جملہ حاضرین محفل کا کالا منھ کیا اور مال و اسباب مع لباس و زیور خاطر خواہ لیا اور زرادان و غیلان و قحفان کے جسم سے وہ خلعتہاے فاخرہ و لباسہاے مرصع سب اُتار لیے اور اُنکا نصف منھ کالا اور نصف زرد کیا اور چیت لٹایا اور زرادان وغیرہ کو اس ترکیب سے تحت و بالا لٹایا کہ زن و مرد سب کو برہنہ کرکے اول اُنھیں زنان رقاصہ کو چیت لٹایا مرد کا منھ عورت کے جسم پر اور عورت کا منھ مرد کے جسم پر کر دیا اور وہ لباس وغیرہ بقچہ میں باندھ کے کاندھے پر رکھا اور وہاں سے راہی ہوا اور ایک چشم زدن میں اپنی خوابگاہ پر بآرام تمام سو رہا جب صبح ہوئی اور اُن لوگوں کا اثر بیہوشی زائل ہوا اور خواب سے چونکے ہر ایک نے اپنے منھ کو عجیب مقام پر دیکھا یعنے عورتوں نے مردوں کے جسم کو اپنے منھ پر دیکھا مردوں نے اپنے منھ کو عورتوں کے جسم پر دیکھا اس کیفیت سے ایک حال قبیح میں سب مبتلا تھے اب کسی کا ہاتھ داڑھی پر پڑا ایک بال نہ پایا صاف چہرہ سیاہ و زرد نظر آیا ادھر عورتوں کے سر کے بال ایک جگہ دھرے پائے تمام زن و مرد اپنی اپنی ہیئت کو دیکھ کے غرق بحر ندامت تھے کچھ ہنسی کچھ رنج تھا علی الخصوص زرادان و غیلان وغیرہ کی وضع و ترکیب جب دیکھی سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئے اپنی ذلت کو بھولے دوسرے کی صورت دیکھنے لگے غرضکہ عجب تماشہ و طرفہ ہنگامہ تھا۔ قصہ کوتاہ زرادان و غیلان و قحفان تینوں کفار و اشرار لاقوت شاہ کے پاس آئے سب تبدیل لباس کیے ہوے اور اپنی رات کی کیفیت بیان کی ملک زرد ہنگ نے جو یہ حال سنا نہایت متحیر ہوا لاقوت شاہ نے کہا یہ کام کسی عیار شاطر کا ہے اور عیار بھی لشکر اسلام کا معلوم ہوتا ہے ورنہ کسی کی ایسی مجال کہاں یہ قدرت انھیں لوگوں کی ہے جو کہ ایسی ایسی کارسازیاں کرکے مال و اسباب صاف لیجاتے ہیں اور ذلتیں فاش دیجاتے ہیں خیر کیا مضائقہ ہے ہم اسکا عوض بوقت مجادلہ و پیکار لے لینگے۔

اب راوی ان اشرار و کفار کو باہم صلاح و مشورہ میں مصروف رکھتا ہے ان شاء اللہ تعالی بر سر موقع و محل اس داستان کو حوالہ قلم عجائب رقم کریگا کہ کس امر پر یہ چاروں متفق ہوکے کاربند ہو اور بالفعل حال فرخندہ مآل شاہزادہ با اقبال صاحبقران اکبر کشورستان کا گذارش کرتا ہے یعنے پہونچنا صاحبقران اکبر فلک قدر کا مرحلہ چہارم میں اور پیام بھیجنا ملک زرد ہنگ کو واسطے اطاعت و فرمانبرداری کے اور بجنگ پیش آنا ملک زرد ہنگ کا اور عین جنگ میں

فریب دہنا اشرار وکفار کا صاحب قران اکبر کو آخرکار مغلوب ہونا ملک زرد ھنگ کا اور بعد شکست وہزیمت کے فراری ہونا لاقوت وغیلان اور زادان وقحفان وغیرہ کا طرف بیابان طلسم کے مع دیگر حالات وکیفیات طلسم کے معرض بیان مین لاتا ہے۔

شعر

	سخن سنج داناے شیرین کلام		چنین داد این داستان را نظام	

راویان اخبار وناقلان آثار اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ گردون نشان و سرشکن گردن کشان و زبردست زبردستان شاہنشہ بحر و بر خسرو نامور صاحب قران اکبر صاحب لواے فتح وظفر مرحلہ سوم سے بعد قطع مسافت وطے مراحل مع سپاہ ولشکر ظفر پیکر بہ آرام تمام جابجا مقام کرتے اور ہر ایک گلزار پربہار کی سیر کرتے تماشا قدرت باری دیکھتے باجاہ وتجمل شاہانہ مرحلہ چہارم کی سرحد مین پہونچے اور خیمہ ہاے عساکر شاہی برپا ہوے اور بارگاہ گردون اساس قریب مرحلہ چہارم نصب ہوئی صاحب قران اکبر والاشان کے نزول اجلال سے وہ نواح اور بازینت ورونق ہوا حسب اتفاق اس روز لاقوت شاہ بھی مع اپنے وزیر زادان روسیاہ وغیلان گمراہ وغیرہ مصاحبان وہواخواہ کے صحبت مئے کشی مین مصروف تھا اور اسوقت صاحب قران اکبر والاشان کا ذکر کر رہا تھا بلکہ ملک زرد ھنگ حاکم مرحلہ چہارم بھی اس صحبت مین موجود تھا اور نہایت نخوت وغرور سے اپنی شجاعت وپہلوانی کو بیان کرتا تھا اور بار بار یاران صحبت سے داد سخن چاہتا تھا سو پھولن پرتا و دیتا تھا مونچھون پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا تھا کہ ای فلان اس تھوڑے عرصہ مین میری کم اسقدر ورزش کی ہی کہ جسکی انتہا نہین اب میرا زور بہ نسبت سابق کے بدرجہا بڑھ گیا ہی مجھے دیکھنا ہی کہ وہ آدم زاد طلسم کشا صاحب قران اکبر ملقب اشجع روزگار کسقدر طاقت وقوت رکھتا ہی ای لاقوت شاہ تم اسوقت میری بات کو یاد رکھنا اور دیکھ لینا کہ نوبت رد وبدل کی بھی آوے یا نہ آوے ہنگام جنگ دیکھ لوگے کہ کیا کام مین لاتے کیا ایک ہی حملہ مین اُس آدم زاد کی ترکی تمام کردونگا اور یہ ساری شان وشوکت طلسم کشائی خاک مین ملائی ہو تو کچھ کام نہ کیا بلکہ عجب نہین کہ تو تلوار کی نوبت بھی نہ آوے یہین فقط کف دست مین استخوان نازک اُسکے چورا کردونگا لاقوت شاہ بولا جو آپ کہتے ہین سچ ہی اور اشرار خوشامدی بھی ملک زرد ھنگ کی تعریف کرنے لگے اور کہا ای ملک تم پہلوان جہان ہو واقعی تمھارے زور وقوت وہمت وجرأت کے سامنے وہ بیچارہ آدم زاد وضعیف البنیاد کیا جرأت رکھتا ہی اور کیا قدرت ہی جو مقابلہ کر سکے اول ہی روز مین بوقت مقابلہ طائر روح صاحب قران کی پرواز کی نوبت آجائیگی اور تمام نشہ طلسم کشائی ہرن ہو جائیگا قصہ کوتاہ وہ ملاعین بدکیش وبداندیش نشہ شراب سے بدمست ومخمور ہو رہے تھے کہ لاقوت نے ایک آہ جگر سوز سینہ پر کینہ سے کھینچی اور کہا افسوس صد افسوس کہ

اس آدم زاد فولاد جگر نے تینوں مرحلہ طلسمی کو کیسی آسانی سے فتح کر لیا اور اب اس مرحلۂ باقیماندہ پر آیا ہی اسکے بھی فتح کرنے کا اسکا عزم بالجزم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی سارے جہان سے خراب و خستہ ہو کے یہان آئے اب نہین معلوم یہان کس طرح کی خرابی واقع ہو اور یہان سے کہان جائین ملک زردھنگ نے کہا ای لاقوت شاہ تو نے سچ کہا لیکن شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود | مرد باید کہ ہراسان نشود

اصل امر یہ ہی کہ طلسم کشا کا اس سرزمین پر آنا واجبات سے تھا کہ یہ امر روز ازل سے مقدرات مین داخل ہو چکا ہی اسکی تین وجہین نہایت زبردست ہین۔ وجہ اول یہ ہی کہ وہ طلسم کشا ہی اور طلسم کشا کو طلسم مین آنا ضرور ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ مجھ سے اور طلسم کشا سے ہم نبرد ہونا یہ بھی ایک امر تقدیری ہے تیسرے اس مرحلہ کا طلسم باطل کرنا انہی طلسم کشا کے دست حق پرست پر منحصر ہے کہ یہی نوشتۂ تقدیر ہی پھر کسطرح نہ طلسم کشا اس سرزمین پر تشریف لاتے یہ امور ظہور مین بدون اسکی تشریف آوری کے کیونکر آوینگے لاقوت شاہ نے کہا اے ملک امورات قضا و قدر کا حال کسیکو معلوم نہین لیکن میری راے مین اس سے بہتر کوئی امر نہین ہی کہ تم پہلے قلعہ کسکو کیہ کو آلات حرب اور اسباب جنگ وغیرہ سے درست کر لو کہ پھر وقت پر کسی چیز کی ضرورت نہو مقتضاے عقل یہی ہی ملک زردھنگ کو لاقوت شاہ کی یہ راے نہایت ناگوار خاطر ہوئی اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا لاقوت شاہ سے غضب آلود ہو کے کہا ای حرام زادہ نامرد جہان یہ کیا کہہ کہتا ہی شاید اب تجھکو یہ منظور ہی کہ مجھے بھی اپنی طرح نامرد کرکے رسوا اور بدنام کرے اور یہی تا بکار مین نے تجھ سے بارہا کہا ہی کہ مین جسطرح سے ہوگا ایکبار طلسم کشا سے ضرور جنگ کرونگا بعد اسکے ہرچہ بادا باد لیکن میرے دل کی حسرت نکل جائیگی زور کا امتحان ہو جائیگا مگر یہ محض نامردی ہی کہ قبل از مرگ واویلا کرون بلا سبب ویسے وجہ قلعہ بند ہو جاؤن یہ ننگ و عار ہرگز مجھے گوارا نہین لاقوت اس کلام کو زردھنگ سے سنکے خاموش ہو گیا اور تمام ملازم بھی چپ ہو کے کسی نے دم نہ مارا مگر ایک کو دوسرے نے دیکھا اور اشارے سے کہا ای فلان پہلوان جہان کو اب کسی طرح کی تکلیف دینی مناسب نہین ہی بس وہی مشورے جو باہم ہوے ہین درست و بہتر ہین جب جیسا محل و موقع ہوگا دیکھا جائیگا کس واسطے کہ تقدیر کے آگے کوئی تدبیر کام نہین دیتی راوی کہتا ہی کہ یہ مردک یعنی لاقوت شاہ ملک زردھنگ کے زور و قوت پر بھی نہایت نازان ہی اسواسطے کہ ملک زردھنگ کے زور و قوت کا امتحان کر چکا ہی واقعی ملک زردھنگ بھی ایک پہلوان نہایت زبردست و افضل ترین پہلوانان عالم سے ہی اسکا زور پہلوانی اسقدر بڑھا ہوا ہی کہ اکثر درختان کہنہ و بلند کو جڑ سے ایک ہی زور مین نکال لیا اور ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے دماغ سے کھینچ لی اور شیران صحرائی کو مار ڈالنا تو کچھ بات ہی نہین ہی چنانچہ لاقوت شاہ بھی بخوبی واقف ہی اسی وجہ سے ملک زردھنگ کو صاحب قران اکبر طلسم کشا اور پہلوان جہان خطاب دیا ہی بلکہ ملک زردھنگ اس خطاب سے بدمزاج بھی ہوا اور لاقوت شاہ سے کہا ای ملک ابھی مقدمہ جنگ اس آدم زاد طلسم کشا لقب سے درپیش ہی دیکھیے کسکو حاصل ہو اس صورت مین ایسا خطاب نہین چاہتا ہو خلاف ہی مجھے اس خطاب سے معاف رکھو ہان جسوقت مین حسب خواہش دل اپنے مقاصد سے کامیاب ہونگا اور یہ معاملہ

ہو جائیگا تو البتہ ایسے خطاب و القاب کا مشہور ہونا سزاوار ہو سکتا ہے زادان وزیر نے کہا اے ملک زردہنگ اسمیں کچھ بھی شبہہ نہیں ہے کہ صاحبقران اکبر طلسم ہیفنا کا زور ذاتی اُس آدم زاد طلسم کشا کے زور و طاقت اصلی سے کہیں زیادہ ہے مگر ہاں جس امر میں اُس آدم زاد کو غلبہ ہے وہ یہ ہے کہ اشیا کے طلسمی محافظ جان و مددگار زور و قوت اُسکے پاس بلاشک موجود ہیں بس یہ امر باعث تردد و فکر کا البتہ ہے دیکھیے کہ بروقت جنگ و مقابلہ کیا صورت پیدا ہو ملک زردہنگ نے پوچھا کہ وہ کیا شے ہے بیان کرو میں بھی سنوں زادان نے کہا ایک لوح ہیفنا ہے کہ وہ ہادی طریق و باعث حل مشکلات اہم ہے یہ وہی نسخہ ہے کہ جو ہر ایک اسرار کو ظاہر کر دیتی ہے اور کسی طرح کا سحر کارگر نہیں ہوتا اور جملہ چیزیں کہ جو زور و قوت کی محافظ ہیں اور مبطل سحر بھی ہیں وہ تمام طلسم ہیفنا اور سبع سیارے سے اُسکو دستیاب ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ جو وہ آدم زاد پہلوانان زبردست و دیوان خونخوار پر غالب و فتحیاب ہوتا ہے ورنہ انسان خاکی میں یہ زور و قوت نہیں ممکن ہے کہ جو دیو سے مقابلہ کرے کوئی ایسا ہوشیار و پر فطرت ہو کہ جو اُس آدم زاد سے کسی حیلہ سے وہ اشیا بفکر رسا لے پھر دیکھیں کسطرح جنگ و حرب کا قصد کرتا ہے البتہ اُسوقت تمام مرتبہ صاحبقرانی کا حال معلوم ہو جائیگا اے ملک بغیر اس تدبیر کے اُس سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے جو تمنے قصد جنگ کیا ہے تو اسکی تدبیر ضرور کر لو اور بلکہ قبل از جنگ و پیکار اس طلسم کشا سے کہلا بھیجو کہ اے دلاور دوران و رستم زمان اگر واقعی تم صاحبقران روزگار ہو اور زور و قوت ذاتی رکھتے ہو تو بغیر اشیا طلسمی زور و قوت کا بھی امتحان کر لو اسواسطے کہ یہاں بھی سحر و ساحری کا دخل نہیں ہے اسطرح سے البتہ ہمارے تمہارے باہم زور آزمائی مردانہ کا لطف ہے پھر البتہ فتح و شکست دوسرے کے ہاتھ میں ہے شعر

ببینیم از ما بلندی کراست	بلندی کرا از کمینہ کی کراست

ملک زردہنگ نے کہا ہاں اے زادان یہ البتہ تمنے ایک تدبیر معقول نکالی ہے یہ صورت لا محالہ قرین قیاس ہے واقعی اگر طلسم کشا سے یہ پیغام و سلام کہا جائے تو عجب نہیں کہ مفید مطلب اور سود مند ہو کیا سنا ہے کہ وہ شجاعت پیشہ پابند وضع و جوانمردی اُسی وقت میرے اس التماس کو قبول و منظور فرمائیگا ۔ زادان نے کہا اے ملک زردہنگ ہر چند کہ فتح و شکست موافق تقدیر کے ظہور میں آتی ہے لیکن تدبیر بھی کوئی شے ہے ترکیب کو بڑا دخل ہے اے ملک زردہنگ اگر تمکو ناگوار نہو اور مصلحت سمجھو تو مجھے اس خدمت پر متعین کر دو اور اپنی طرف سے شاہزادہ عالی مقام کو دو ایک کلمہ تحریر فرما کے مجھے دیجیے میں جاؤں اور میرا کام جسطرح مناسب سمجھونگا میں اس کام کو بہت اچھی طرح سے انجام دونگا بلکہ آپ خود ہی ملاحظہ فرمالینگے ملک زردہنگ نے زادان کی رائے نہایت پسند کی اور اسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا لکھا اور اپنی مہر کر کے زادان کو حوالہ کیا زادان نے پایہ تخت ملک زردہنگ کو بوسہ دیا اور کہا بس اب غلام اس نامہ کو محل و موقع دیکھ کے بوجہ احسن نظر انور سے اُس جوان دلاور کے گذرانیگا اور صدقہ میری زبان میں طاقت گویائی ہوگی میں اُس پیام کو زبانی بھی بخوبی ادا کرونگا یقین واثق ہے کہ وہ جوان دلاور رستم زمان جامع اخلاق و مروت ہے بوجہ احسن قبول و منظور کریگا ملک زردہنگ نے کہا اے شخص اب میں نے تجھے اس امر خاص میں اختیار دیا جسطرح تو مناسب جانتا اس کام کو انجام دینا قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر والا گہر بیار فرح کے فاصلے شہر زرنگار سے ایک

صحراے پر بہار وسبزہ زار فرحت آثار طراوت بخش دل ودماغ تھا وہان بارگاہ فلک اشتباہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے
سیر ملاحظہ فرما رہے تھے اور برابر برابر کرسیون پر افسران فوج ظفر موج ودلاوران دوران وپہلوانان رستم توان گرد وپیش صاحبقران اکبر
والا گوہر کے وہ یاران وعاشقان جان نثار وجان باز ومصاحبان دمساز وہمراز بیٹھے تھے یہ خبر لاقوت شاہ وملک زردھنگ
کو بھی پہونچ گئی کہ طلسم کشا باجاہ وحشم مع فوج ظفر موج ولشکر فتح پیکر اس سرزمین پر وارد ہین اور خیام فلک احتشام شہر سے
بہت دور فلان لالہ زار وصحراے پر بہار مین برپا ہین بمجرد سننے اس خبر وحشت اثر کے لاقوت شاہ وملک زردھنگ نے بھی
مع رفقاے وسرداران وپہلوانان تہور شعار وبانبوہ کثیر لشکر جرار وآتش بار باہر شہر کے نکل کر لب دریا خیام اپنے لشکر نکبت اثر کے برپا
کرکے دیکھا کہ خیام فلک احتشام لشکر اسلام بھی اسی دریا کے کنارے برپا ہین جہان تک نظر کام کرتی ہے سواے خیمون کے
کچھ نہین دکھائی دیتا۔ الغرض یہان صاحبقران کشورستان نے دیوان عام مین دربار عام فرمایا تمام سرداران نامدار ودلاوران
تہور شعار وبہادران خنجر گذار مثل سیمگون وسیمقان وآبشار وفخلان وحیطان وملک افلاک وملک نصرون وملک افسر وغیرہ
سرداران شمشیرزن دربار مین حاضر ہوے اور بجراگاہ سے سب نے مراتب آداب ادا کیے صاحبقران اکبر فلک قدر نے رفقاے
جان باز وسرداران دمساز کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا اے یاران وفا شعار ونیک اندیش تم سب صاحبون کو معلوم ہو کہ یہ سرزمین
ممالک طلسم کی ہے یہان نامہ وپیام اور خط وکتابت وپند ونصیحت کی چندان ضرورت نہین ہے اور نہ کچھ فہمایش واظہار ہمت واتمام
حجت کی احتیاج ہے یہان بیخبرون کو خبردار اور نادانون کو ہوشیار کردینا کافی ہے لہذا ہماری راے یہ ہے کہ کوئی دلاور تم صاحبون سے
اس خدمت پر کمر ہمت چست باندھ کر ملک زردھنگ کے لشکر نکبت اثر مین جاکے لاقوت وغیرہ کو ہماری طرف سے پیغام دے
کہ اے لاقوت آگاہ ہو کہ تیری زن ودختر بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہوگئین اور دولت کونین انکے حصہ مین آئی لہذا بپاس
ولحاظ انھین تازہ مسلمانون کے ہمکو ہر طرح سے تیری رعایت ومراعات مدنظر ہے اس خیال سے تجھکو بطور اطلاع دہی وفہمایش
کے کہا جاتا ہے کہ تو بھی اپنے اس عقیدۂ باطل سے باز آ اور مشرف باسلام ہو تو ہم وعدہ اس امر کا کرتے ہین کہ تیری سلطنت
وحکومت تجھے واپس دینگے بلکہ کچھ ریاست اور بھی بخشش دینگے اور ملک اذفر شاہ کہ وہ ایک مرد بزرگ وپیر وقسیس ہین انکو
بجز عبادت پروردگار کے اور کسی شی کی ضرورت وحاجت نہین ہے اختیار نظم ونسق سلطنت تمام وکمال تیرے قبضۂ قدرت مین
ہوگا ملک اذفر شاہ کو امورات ملکی سے سروکار نہین جو ہم انکو حکم دینگے وہ اسی حکم پر راضی وشاکر رہینگے اور شاید ملک اذفر شاہ
کو خواہش سلطنت بھی ہوئی اور وہ اس بات پر راضی ہوے تو ہم انکو اپنی سلطنت وحکومت سے کوئی ملک جداگانہ ممالک
قاف سے جسپر کہ وہ راضی ہونگے دینگے مگر تجھ سے جو وعدہ کرتے ہین اسمین فرق نہوگا جس طرح سے ہوگا اسکو وفا کرینگے اور
تو جس طرح سے چاہیگا ہم تیرا اطمینان کردینگے او بے وقوف بچشم غور وانصاف دیکھ کہ تیرا باپ متوفی بھی تو خدا پرست تھا تجھکو
بھی اسی کی متابعت چاہیے اے لاقوت اگر تو ہماری نصیحت وہدایت پر عمل نکریگا تو اس مرتبہ تیری عزت وجلال سب خاک
مین ملجائیگی آیندہ تجھکو اختیار ہے تو دانی وکار تو۔ بعد ادا کرنے اس پیام کے ملک زردھنگ سے کہنا کہ اے جوان مرد

دلاور تو بھی ایک مرد عاقل و ذی فہم و دانش مند ہی تعجب ہی کہ تو حالانکہ مدت دراز تک یزدان پرست رہا اس دین مبین سے بخوبی واقف ہی مگر افسوس تو مکر و فریب مین مکارون کے آگیا اور انھین مفسدون کے اغوا سے تو نے ایسے دین متبرک کو ایک سخت ترک کر دیا اور شیوۂ ابلیس پرستی اختیار کر لیا ہر چند کہ تو نے نہایت عمدہ طور سے اطاعت ابلیس کی آخر کوئی بھی نتیجہ اسکا ابلیس لعین سے حاصل ہوا اسپر بھی متنبہ نہوا اور تجھکو خیال نہ آیا اس ابلیس مردود راندۂ درگاہ ایزدی کی کیا مجال ہی جو سیہ بخت بد کار اپنے کے اور کچھ بھی کر سکے اب بگوش ہوش سن کہ ہم تیری سراسر بہتری کو کہتے ہین اس ہماری نصیحت کو یاد رکھ ابھی تک کوئی فتور واقع نہین ہوا ہی اب بھی توبہ کر اور بار دگر پھر اسی دین و آئین قدیم کو بدل قبول کر لے ورنہ بجز پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہوگا۔ ای زر دھنگ آگاہ ہو کہ شعر

درگاہ خدا درگہ نومیدی نیست		صد بار اگر توبہ شکستی کہ بازآئی

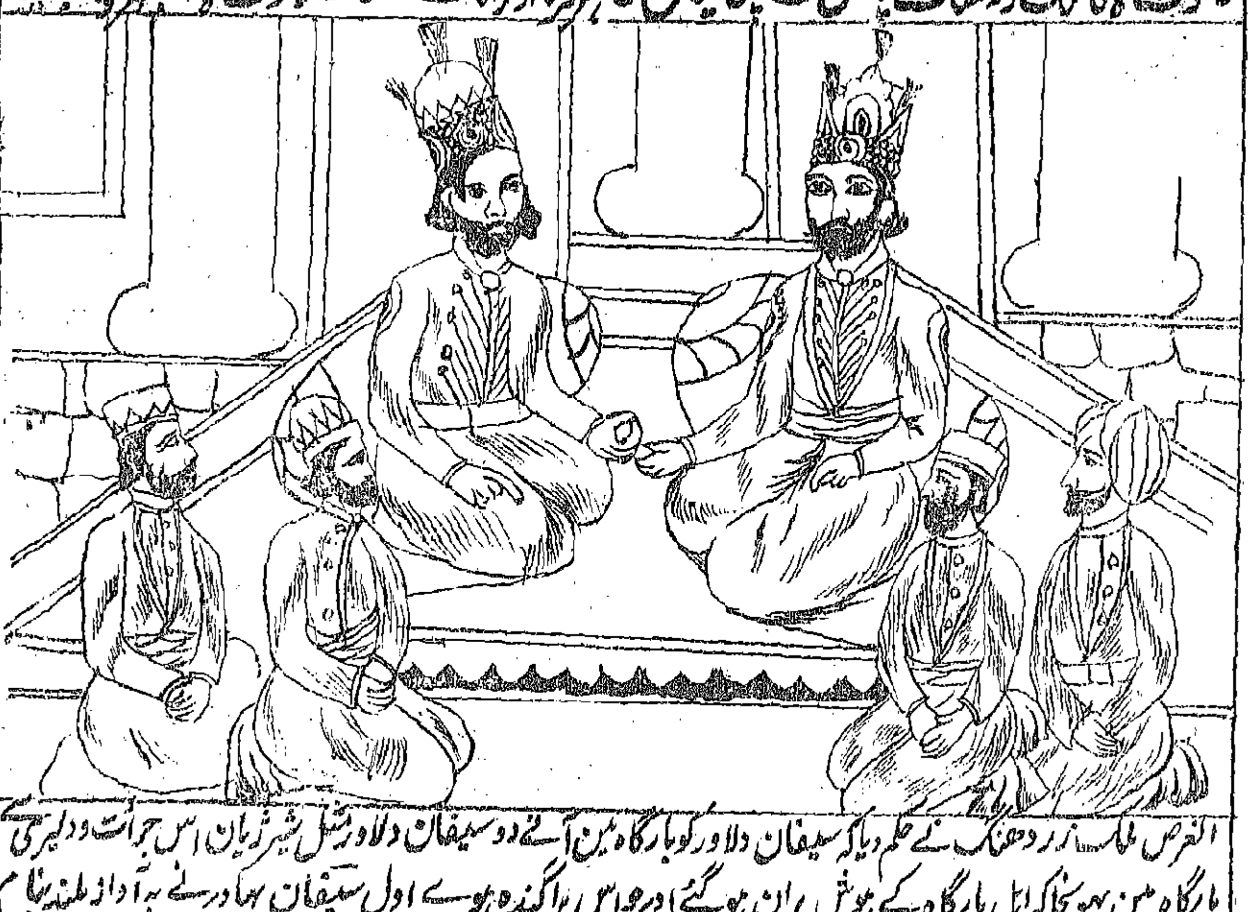
جب صاحب قران اکبر نے اس کلام کو ختم کیا سیفان سیف زبان دلاور زبان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس خدمت اس خادم دیرینہ کو سرفراز فرمایئے صاحب قران اکبر نے فرمایا مرحبا خداوند کریم تیرے ارادون مین برکت دے بعد اسکے ایک خلعت زرتار اس شجاع روزگار و تہور شعار کو مع شمشیر و خنجر یاقوت نگار کے مرحمت فرمایا اور دعاے حفظ پڑھ کے رخصت فرمایا۔ دوسرے روز سیفان دلاور ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوا اور سلاح و کمل ہو کے صاحب قران بلند مکان کے خدمت مین حاضر ہوا اور سلام بہ آداب شاہی بجالا کے اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کر روانہ طرف لشکر نکبت اثر کفار و اشرار ہوا اور بارگاہ ملک زر دھنگ پر پہونچا لاقوت وغیرہ کو اطلاع ہوئی کہ سیفان دلاور فرستادۂ شاہ جم جاہ صاحبقران اکبر عالم پناہ کے لشکر فتح پیکر سے آیا ہی اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہی غیلان نے کہا ای لاقوت یہ موقع و وقت انتقام نہایت ہی خوب ہاتھ آیا ہی پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آویگا اب چاہیے کہ سیفان اس بارگاہ سے زندہ و سلامت نہ جانے پائے لاقوت نے کہا ای غیلان ہر چند مین بھی چاہتا ہون اور قصد میرا بھی یہی ہی کہ مین اس سیفان نمکحرام کو ایسی سزاے سخت دون کہ اور لوگ بھی اسے دیکھ متنبہ ہون تا آیندہ کوئی ایسی حرکت نکرے اور بجاے خود سمجھ لے مصرع

کار بد کردہ را سزا نیست	

مگر اول ملک زر دھنگ سے اس امر مین صلاح لینا ضرور ہی اگر زر دھنگ راضی ہو گیا تو پھر کچھ مضائقہ نہین ہی یہ مشورہ کر کے لاقوت ملک زر دھنگ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارا یہ منشا ہی آپ کی اس بارے مین کیا صلاح ہی ملک زر دھنگ یہ سن کے آگ ہو گیا اور یکبارگی غضب کہا ای لاقوت خبردار اگر بار دیگر ہمارے سامنے ایسا ذکر بھی زبان پر تو لایا اور کسی دلاور اسلام سے بے وجہ و بلا سبب کسی طرح کی پرخاش کی بات کا قصد کیا تو مین بدترین سلوک سے پیش آؤنگا اور اس بارہ مین ہرگز تیرا لحاظ و پاس ملحوظ خاطر نہ رکھونگا۔ او مردک بے حیائی تجھپر ختم ہے تجھے شرم نہین آتی کہ سیفان دلاور ایک بادشاہ عالیجاہ کا پیام لے کر ہمارے پاس آیا ہی اور آپ تنہا پاکر دریے ایذا ہوتا ہی ایسے ناانصاف وناحق شناس یہ امر آئین مروت و طریق عدالت و ہمت سے نہایت بعید ہی

ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی امر نہیں ہے ایلچی کو کوئی بھی آزار دیتا ہے کہ تو ہی یہ ایک امر کریگا۔ زادان وزیر نے بھی ملک زرد ہنگ کے کلام کی تائید کی اور کہا اے لاقوت شاہ اب محل دم زدن نہیں ہے اب جملہ امور صاحب قران طلسم ہیفا کی مرضی و رائے پر موقوف و منحصر رکھنا چاہیے کوئی امر خلاف مرضی پہلوان جہان نہ کرنا چاہیے۔

لاقوت شاہ کا ملک زرد ہنگ کے پاس آکے اپنا خیال ظاہر کرنا اور ملک زرد ہنگ کا لاقوت شاہ سے تقریر و عذر آشتی کا کرنا



الغرض ملک زرد ہنگ نے حکم دیا کہ سیفان دلاور کو بارگاہ میں آنے دو سیفان دلاور مثل شیر ژیان اس جرأت و دلیری بارگاہ میں پہونچا کہ اہل بارگاہ کے ہوش پران ہوگئے اور حواس پراگندہ ہوئے اول سیفان بہادر نے بآواز بلند بنام خدائے جہان آفرین سلام ادا کیا۔ لاقوت کو یہ حرکت سیفان کی نہایت ناگوار معلوم ہوئی زادان وزیر نے کہا اے سیفان تو نے یہ طریقہ سلام کب سے اختیار کیا کہ خدمت میں شاہان اولوالعزم کے اس ترکیب سے سلام کرتا ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے حد اعتدال سے قدم باہر نہ رکھے اپنی لیاقت و منصب کا خیال ضرور ہے آخر تو نے بھی تو ایک مدت تک اس سرکار عالی جاہ کا نمک کھایا ہے آخر کچھ پاس نمک بھی سمجھے ہو یا نہیں اگر اس قدامت کے لحاظ سے کسیقدر خم ہو کے سلام بادشاہ کو کرتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا نہ تیری لیاقت میں فرق آتا اور نہ بادشاہ کا کچھ فائدہ تھا تیری منزلت کو ترقی ہو جاتی سیفان دلاور نے کہا اے وزارت پناہ واہ مصرع براین عقل و دانش بباید گریست ہاے کوتہ عقل تو اس مشہور

ولیاقت پر لاقوت کی وزارت کرتا ہی اور اُسکا مشیر ہوا ہی تف اس تیری عقل پر اور لعنت خدا اس تیری فہم پر ای گیدی ابھی تک
باوجود عہدہ وزارت وغیرہ طریقہ اسلام سے آگاہ نہین ہوا ور مجھ سے سُن کہ سلام دو قسم کے ہوا کرتے ہین ایک یہ کہ ہاتھ
سر پر رکھنا یعنے ہمارا دست بلند دوسرے کے سر تک بے تکلف پہونچ سکتا ہی مگر یہ طریقہ فقط واسطے نظا پر سکے ہی دوسری قسم
کا سلام موافق تیرے قول کے سرنگون ہونا فقط یہ اس شہنشاہ عالم پناہ کے واسطے سزاوار ہی جسکا لقب صاحبقران
طلسم کشا و سرکوب اعداے دین ہی اے وزارت پناہ انصاف کر کہ مین ایسے بادشاہ عالی جاہ و فلک بارگاہ کا غلام ہون
جسکے قبضۂ قدرت مین ہفت اقلیم ہی پھر تو ہی بتا کہ اسکے مقابل مین ہم پایہ کون ہی جسکی مین تسلیم باوجود اسکے لائق یہ سر تو اسکے
آستان فلک نشان پر جھکتا ہی دوسرا کون اُس منزلت کا بادشاہ ہی کہ جو مین اُسی طرح سلام کرون اب شیوۂ کور نمکی کا حال اگر
دریافت کرنا چاہتا ہی تو مجھ سے دریافت کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی اس امر کو لاقوت شاہ سے دریافت کر لے وہ خوب
اُس سے واقف ہی وہ تیرا اطمینان بخوبی کر دیگا لاقوت شاہ سیفان کی اس زبان آوری سے نہایت خشمناک ہوا اور ان
کلمات طعن و تشنیع سے دل مین پیچ و تاب کھایا مگر بخوف ملک زردھنگ خاموش بیٹھا رہا بعد اسکے سیفان دلاور اہل دربار
کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای حاضرین بارگاہ مین صاحبقران طلسم کشا کا فرستادہ آیا ہون اور ملک زردھنگ و لاقوت کے
واسطے پیغام اس عالیجاہ کا لایا ہون تم سب ہمہ تن گوش ہو اور سنو وہ مسند نشین اورنگ جہانبانی ایسا عالیجاہ ہی کہ شاہان
عالم اُسکے بارگاہ کے ایک ادنے غاشیہ بردار ہین اور سلاطین اولو العزم اُسکی آستان ہدایت نشان پر ناصیہ فرسائی کرتے
ہین زادان نے کہا اچھا پھر کیون ادا ے پیام نہین کرتا بیان کر کہ ہم سنین سیفان نے کہا ای وزارت پناہ پہلے تم ایک لمحہ
کو میرے پاس تشریف لاؤ کہ مین تم سے کچھ مشورہ کر لون بعد اُسکے ادا ے پیام کرونگا زادان گیدی کے دل مین یہ خیال گذرا کہ
شاید سیفان اپنی گستاخی کلام و بے ادبی سے نادم ہوا ہی اُسکی معافی چاہتا ہی اسلیے مجھے پاس بلاتا ہی بے تکلف کرسی
سے اُٹھ کے سیفان دلاور کے پاس گیا اور اصل امر یہ تھا کہ سیفان دلاور کو کسی ملعون نے کوئی جگہ بیٹھنے کو نہ دی تھی ناچار
سیفان دلاور اُس وقت شیوۂ عیاری کو کام مین لایا یعنے بحکمت عملی اُس حیلہ سے زادان وزیر سے کرسی خالی کرائی اور خود
بچالاکی تمام کرسی زادان پر جا بیٹھا اور کرسی کو سامنے تخت ملک زردھنگ کے لے آیا اور کرسی پر استادہ ہو کے بطور وعظ
پیام صاحبقران کو بیان کرنا شروع کیا اور کہا اے لاقوت وای زردھنگ آگاہ ہو کہ ایسے بادشاہ عالم پناہ کا پیام عالی جائیے
کہ جاے بلند پر کھڑے ہو کر ادا کرے کہ وہ پیام سزاوار ایسی جاے بلند کا ہی ہر چند کہ یہ کرسی بھی لائق ادا ے پیام عالی نہین ہی
لیکن بمجبوری و ناچاری ادا کیا جاتا ہی بعد اُسکے سیفان نے بفصاحت و بلاغت اُس پیام کو بیان کیا اس پیغام صاحبقرانی
کو بے کم و کاست لاقوت شاہ و ملک زردھنگ نے بخوبی سنا سیفان دلاور نے اثناے بیان مین ایک جملہ مختصر اسکا
ملک زردھنگ کو سُنایا کہ اُسکی سبب سے حاضرین بارگاہ کے طائر ہوش پرواز کر گئے اور جو لوگ بہادر و شجاع تھے انھون
نے سیفان کی جرأت و دلاوری پر تحسین و آفرین کی اور جتنے نامرد و بزدل تھے وہ بسبب خوف کے مثل بید کے کانپنے لگے

لاقوت سے ضبط نہوسکا اور شدت قہر وغضب سے سیفان کے درپی ایذا ہوا اور قصد کیا کہ سیفان کو ہلاک کرڈالے مگر ملک زردھنگ مانع ہوا اور کہا اے لاقوت اسوقت اسقدر کسیکی مجال و قدرت نہین ہے کہ سیفان دلاور کی طرف نگاہ کج سے دیکھ سکے دست درازی و ایذا رسانی تو شئی دیگر ہے حق امر یہ ہے کہ اپنے آقا کا خیرخواہ ایسا ہی ہونا چاہیے آفرین ہزار آفرین سیفان کی ہمت مردانہ وجرأت دلیرانہ پر کیا خوب اُسنے بآئین شائستہ پیام اپنے آقاے نامدار کا ادا کیا بعد اسکے سیفان سے کہا اے بہادر میری طرف سے صاحب قران طلسم کشا کی خدمت فیضدرجت مین سلام نیاز بعد تمناے ملازمت دست بستہ عرض کرنا اور کہنا کہ اے جوان والاشان جو کچھ کہ آپ نے ارشاد فرمایا مین نے بگوش دل سنا آرزو یہی کہ پہلے میدان جنگ کو بتر صیف صفوف مصاف آراستہ کرکے شہریار دولت مدار سے ایک بار جنگ مردانہ اور زور دلیرانہ کرکے اپنی حسرت نکال لون اگر یہ ناچیز شہریار گردون وقار پر غالب آیا تو تمام مقدمات فتنہ و فساد طے ہو جاینگے اور جو حضور نے مجھے مغلوب کرلیا تو اُس صورت مین جو حکم عالی ہوگا بجان ودل قبول ومنظور کرونگا اے شہریار ملک وقار اس امر کو مین نے اپنے اوپر واجب گردانا ہے سیفان دلاور نے کہا اے ملک یہ تیرا جواب البتہ نہایت معقول ہے وہ شہریار کامگار صاحب قران اکبر فلک قدر تیری التماس کو ضرور قبول فرمائیگا پھر لاقوت سے مخاطب ہوکر کہا اے لاقوت تو بیان کر کیا جواب دیتا ہے لاقوت نے کہا اے نمک حرام تو اپنے آقا سے مغرور سے کہدینا کہ اے جوان آدم زاد اگر تو بزور وقوت بازو آسمانوں کو زمین پر گرادے اور زمین کو آسمان پر پہونچادے اور آفتاب کو بے نور اور مہتاب کا دن کو ظہور کردے اور تمام عالم کی ثروت وجہانگیری وسلطنت وحکومت مجھے بخشدے تو بھی ممکن نہین کہ مین ابلیس پرستی کو ترک کرون اور خدا ہے نادیدہ کو اپنا معبود وخالق برحق سمجھون اس امر کی توقع مجھ سے ہرگز نہ رکھنا مین بجز خدا وند ابلیس کے اور کسیکو خیال مین نہ لاؤنگا فقط۔ اشعار

ترک ابلیس پرستی نہ کنم | تا بود جان بہ تن و ہوش بسر
زانکہ ابلیس ز راہ شفقت | بہر لاقوت بود بہ ز پدر

سیفان نے کہا واقعی عجب سیہ قلب وتیرہ درون یہ حرام زادہ نطفہ شیطان ہے یہ کسی طرح راہ پر آنے والا نہین ہے مصرعہ

پر تو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بد ست | تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست

بعد اسکے سیفان دلاور اس بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور صاحب قران ذیشان کی خدمت مین حاضر ہوکے تمام سرگذشت از اول تا آخر مفصل ومشرح بیان کی صاحب قران اکبر نے بعد استماع جواب صاف لاقوت اور ملک زردھنگ کے جنگ کا حکم دیا قصہ کوتاہ جب طرفین سے جنگ وحرب مقرر ہوگئی دوسرے روز لشکر زردھنگ سے صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی اسطرف لشکر اسلام سے بھی صداے کوس حربی بجانے کا حکم ہوا بیت

در آمد بغرید آواز کوس | فلک بر دہان دہل داد بوس

تمام شب دلاوران جنگ جو و شجاعان کینہ خو آراستگی لشکر و سلاح و یراق مین مصروف و سرگرم رہے۔ نظم

چو روز دگر چشمۂ آفتاب　　برانگیخت آتش ز دریاے آب
سحرگہ کہ آمد بہ نیاب اخضری　　گل سرخ بر طاق نیلوفری

غرض کہ ایک طرف لاقوت شاہ اور ملک زرد ھناک وزاوان وزیر و غیلان و قحفان وغیرہ اشرار و کفار گھوڑون پر با کمال نخوت و غرور سے مع فوج جنگ گذار میدان مصاف مین صف آرا ہوے دوسری طرف شہریار نامور صاحبقران اکبر نے دلاوران گردن شکن و بہادران روئین تن کی صفون کو بآئین شائستہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہر ایک افسر کو جا بجا صفوف لشکر مین مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال ایک اسپ برق دم و صبا رفتار پر سوار ہوکے لشکر فتح پیکر سے مقدم مقیم ہوئے نظم

رسیدند لشکر بجاے مصاف　　خسک بر گذرگاہ کین ریختند
دو پرکالہ ہستند چون کوہ قاف　　نقیبان خروشیدن انگیختند
ز بسیاری لشکر ہر دو جاے　　پزک بر پزک سو بسو در شتاب
فرو بستہ کوشندہ را دست و پاے　　نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

قصہ کوتاہ بعد صف آرائی لشکر اول لشکر لاقوت سے بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر لاقوت کہ مرد مردانہ و بہادر زمانہ تھا معرکہ نبرد مین مثل فیل مست کے آہستہ آہستہ آیا اور بعد لاف و گزاف حریف سے نبرد کا طالب ہوا اسطرف لشکر اسلام سے ملک افلاک مینائی اُس دلیر کے مقابلہ کو گیا دونون بہادرون مین تمام روز جنگ رہی اور باہم ایک دوسرے کی تعریف کرتا جاتا تھا آخر ملک افلاک مینائی نے اُس دیو سیرت کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر ایک ہی روز مین زین سے اُٹھا لیا اُسی طرح معلق ہاتھ پہ علم کیا اور لشکر مین اپنے لے آئے صاحبقران اکبر نے طبل بازگشت بجوا دیا اور بارگاہ فلک احتشان مین تشریف لائے پہلوانان لشکر سخت حیرت مین تھے کہ ملک افلاک ایسے پہلوان کو کہ جسکا سواے طاقت و زور کے لنگر ایسا تھا کہ گھوڑا دبا جاتا تھا عجیب مردانگی سے پشت زین سے اُٹھا لیا واہ کیا بہادر دوران ہی بعد اُسکے بہلاق کو صاحبقران اکبر نے بارگاہ مین بلایا اور قید و بند سے اُس نوگرفتار کو رہا کیا اور چند فقرے وحدانیت ایزدی کے بیان کیے اور اس آب و تاب سے بیان فرمائے کہ زنگ کفر و ضلالت بہلاق کے لوح دل سے دور ہو گیا اور اُس دلاور دوران نے بصدق دل اسلام قبول کیا صاحبقران اکبر نے اُسے خلعت گران بہا مع شمشیر و خنجر و خیمہ و خرگاہ مرحمت فرمایا یہ خبر وحشت اثر لاقوت شاہ کو پہونچی کہ بہلاق گرہ گردن سپہ سالار لشکر مسلمان ہو گیا بس ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار رونے لگا ملک زرد ھناک نے کہا ای لاقوت شاہ اس بات سے نہایت متحیر ہون کہ تو نہین معلوم اپنے غم مرگ مین روتا ہی یا خرابی حال پر جان کھوتا ہی یا بوجہ حسد و رشک کے رو رہا ہی کہ بہلاق نے بخوشی دل دین اسلام قبول کیا او گیدی یہ کون محل گریہ ہی پہلے تو بھی اسی دین مین تھا۔ کیا تجھے یاد نہین ہی بھول گیا اگر اُس سپہ سالار صاحب عقل و فہم نے اُس دین کو اختیار کر لیا تو کیا قباحت لازم آئی لاقوت شاہ نے کہا ای ملک حال یہ ہی کہ مین عہد طفولیت سے ابلیس کا غلام تھا لیکن مجبور ری اپنے باپ کے خوف سے اظہار نہ کر سکتا تھا جب مین نے اپنے باپ کو قتل کیا پھر مجھے کسی کا خوف نہ رہا اور سب طرح سے مطمئن ہوکے اُس مطلق العنانی مین بافعال

ابلیس پرست ہوا ملک زردھنگ نے کہا او نمک حرام نطفۂ شیطان تو اپنے چشم کور سے دیکھ یہ اُسی کا ثمرہ تجھکو ملتا ہی کہ تو اس روز بد کو پہونچا ابھی کیا ہی عجب نہین ہی کہ جو تو ایسی بلا سے سخت مین گرفتار ہو جاے کہ جس سے تا قیامت نجات نہو لا قوت نے کہا ای ملک زردھنگ اس فعل کی بدولت مین اس مرتبہ کو پہونچا کہ بادشاہ ہوا اور برکت دین ابلیسی و رہنمائی عقل سے اب جلد مناصب اعلیٰ پر فائز ہوا چاہتا ہون شہر عسکریہ کی سلطنت میرے قبضۂ قدرت مین آگئی اور حاکمان مراحل طلسم پر اسوقت تک حکمرانی کرتا ہون اور آیندہ سے خداوند ابلیس کے لطف مرحمت کا امیدوار ہون ملک زردھنگ نے کہا او گیدی تجھے یہ کلمہ کہتے شرم نہین آتی کہ بھاگ کے ہمارے پناہ مین اب آیا ہی اور ہم پر حکمرانی کرتا ہی اور جس وقت پہلوان گرہ گردن سپہ سالار کے ملازمین و رفقا نے اپنے آقا کو دیکھا کہ لشکر اسلام مین پہونچکر داخل اسلام ہو گیا پس وہ قریب تین ہزار کے سوار و پیادہ تھے سب شبا شب داخل لشکر اسلام ہو کر مشرف باسلام ہوے دوسرے روز پھر ہنگامہ رزم و پیکار گرم ہوا اور کوس رزمی و نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نظم

چو خورشید در سوے چادر زمین
برافروخت رخسارہ بر دشت کین
درخشید شمشیر الماس گون
روان از غلاف سپہر شد برون

بعد صف آرائی عسکر طرفین قیفول زورمند ایک پہلوان بہادر مانند پیل مست جھومتا ہوا لشکر کفار سے نکل کے رزمگاہ مین آیا اور مردانہ و دلیرانہ چند اشعار بطور رجز بفصاحت ادا کیے اور طالب فرد مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے بھی ملک نصیرون بہادر اسپ بادرفتار پر سوار ہو کر قریب حریف کے پہونچا اور ایک تگادری اس زور سے گھوڑے کو حریف کے دی کہ حریف کا گھوڑا چند قدم پس پا ہو گیا ادھر قیفول نے شمشیر آبدار نیام سے لی نصیرون دلاور نے بھی تیغ بے دریغ علم کی اور ایسی ایک ضرب سخت دلیرانہ و رستمانہ قیفول کے سر پر لگائی کہ وہ تلوار خود آہنی کاٹتی ہوئی گردن تک اُتری اور وہان سے زرہ و چار آئینہ کو کاٹتی ہوئی اسفل سے نکل گئی اور وہ ملعون خاک ذلت مین مل کے سیدھا داخل نار ہوا۔ بعد قتل قیفول جلیفول نام ایک پہلوان نہایت قوی ہیکل دیو سیرت طویل القامت میدان کارزار مین آیا وہ بھی شکار ملک افسر دلاور کا ہوا اس غازی نے ضرب اول ہی مین اُسکا سر تن سے جدا کر دیا بعد اسکے میکاس۔ لا قوت کا پہلوان بقصد انتقام جلیفول معرکہ آرا ہوا اُسکو سیمگون بہادر نے واصل جہنم کیا۔ نظم

ہمانا دران عرصہ فتنہ بپا
دم دشنہ پہلو دریدن گرفت
لیسے سر ز تن تن ز سر شد جدا
چو سر وسے کہ از پا در آید بسر
سنان در جگر ہا خلیدن گرفت
فتادند گردان بہ روے ... بتر

الغرض اسی طرح سیفان دلاور نے حلفاج غول پیکر کو روانہ سقر کیا لا قوت نے اس واقعہ جانکاہ کو دیکھکر دونون ہاتھ سر پر مارے اور کہا واحسرتا و دریغا یہ فلک شعبدہ باز عجب عجب نیرنگیان دکھاتا ہی اپنی کجروی سے باز نہین آتا نہین معلوم اس فلک فتنہ ساز و شعبدہ باز سے مجھ سے کیا عداوت ہی کہ ناحق بندگان ابلیس کے درپے آزار ہی مفت مین خراب و خستہ و ذلیل و رسوا کر رہا ہی پہلوانان ابلیس کو یزدان پرستون کے ہاتھ سے باین ذلت و خواری قتل کروائے ڈالتا ہی یہ فلک ناانصاف

خداوند ابلیس کی آبرو کا کبھی لحاظ و پاس نہیں کرتا اس عرصہ میں ہمازِ عیار نے کہا اے بادشاہ طلسم جب خداوند ابلیس کچھ نہیں کر سکتا فلک بیچارے کی کیا خطا ہے ناحق بدنام کرتے ہو ایسی لعنت ہے ایسی خداوند باطل کے واسطے سزاوار ہے کہ باوجود خداوندی کے تمہاری دستگیری نہیں کرتا اے امیر تم خاطر جمع رکھو میں کل میدان کارزار میں خداوند کی تصویر نصب کرونگا اور اتنی پاپوشیں خداوند کے سر پر لگاؤنگا کہ خداوند بھی تمام عمر یاد کرینگے کہ اپنے بندوں کی خبر نہ لینا اور دستگیری نہ کرنا ایسا ہوتا ہے غالبا اس صورت سے خداوند کو کچھ شرم آویگی اور تمہاری عقدہ کشائی کرینگے اور اسپر بھی نہ خیال آیا تو مجبوری ہے لاقوت شاہ نے کہا اے ہماز اگر تو ایسی حرکت کریگا تو میں تجھے اسی وقت عذاب سخت سے قتل کرونگا ادھر زادان بھی ہماز کو کلمات سخت کہنے لگا ملک زردھنگ نے کہا اے ہماز اسوقت تم میں اور تمہارے آقا میں یہ کیا گفتگو ہو رہی تھی کیا کوئی تازہ معاملہ درپیش ہوا ہے تو کہو ہم بھی سنیں ہماز نے کہا اے ملک مجھکو ایک عمل ایسا یاد ہے کہ اسکے سبب سے چند ہی روز میں عقدۂ لاحل بسہولت تمام حل ہو جاتا ہے اسوقت اپنے آقا کو سخت تشویش میں مبتلا دیکھ کے مجھے بھی صدمۂ عظیم ہوا آخر ناچار میں نے اسی عمل کا قصد کیا تھا تاکہ مخدوم کا تردد دفع ہو اور عقدۂ لاحل حل ہو جاے مگر لاقوت شاہ مجھے مانع ہوتے ہیں لہذا میں بھی مجبور ہوں ہاں جب از حد مجبور ہونگا تب بناچاری میں لشکر میں دشمنان خداوند یعنی خدا پرستوں کے جا کر اس عمل کو کرونگا وہاں البتہ کوئی مزاحم نہو گا ملک زردھنگ نے کہا تو ہمسے تو بیان کر وہ کونسا عمل ہے جو ایسی عقدہ کشائی کرتا ہے اسوقت ہماز نے وہ کیفیت تصویر ابلیس کی بیان کی ملک زردھنگ نے اس ترکیب کو سنکے تبسم کیا اور کہا سبحان اللہ زہے شان و قدرت خداوندی کہ جو اس تفضیح پر راضی و خوش ہو تف برین خداوند باطل واقعی ایسے خداوند کا جو علاج تو نے تجویز کیا ہے وہ اور بجز تیرے اور کوئی اس خداوند جہل و باطل کا قدردان و مزاج دان بھی نہیں ہے الغرض لاقوت شاہ دیر تک اسی فکر و خیال میں چپکا بیٹھا رہا اور بعد تھوڑی دیر کے سوچا کہ شاید یہ عیار بہ پیشہ بوقت جنگ میدان رزم میں اس ارادے کو اپنے کر گذرے تو خدا پرستوں کے سامنے بڑی ذلت ہوگی کیونکہ اس عیار طرار کی رگ رگ میں فساد بھرا معلوم ہوتا ہے لہذا پہلے ہماز کو لاقوت نے بخیال ذلت و رسوائی کے منت و سماجت سے منع کیا اور وعدہ کیا کہ تجھے ہم خلعت و انعام دینگے اور کچھ زر نقد بھی دیا ہماز اسوقت چپ ہو رہا رات کو ملک زردھنگ نے طبل جنگی بجوا دیا ادھر لشکر اسلام سے صداے نوبت رزمی بلند ہوئی رات تو درستی سامان جنگ میں گذری

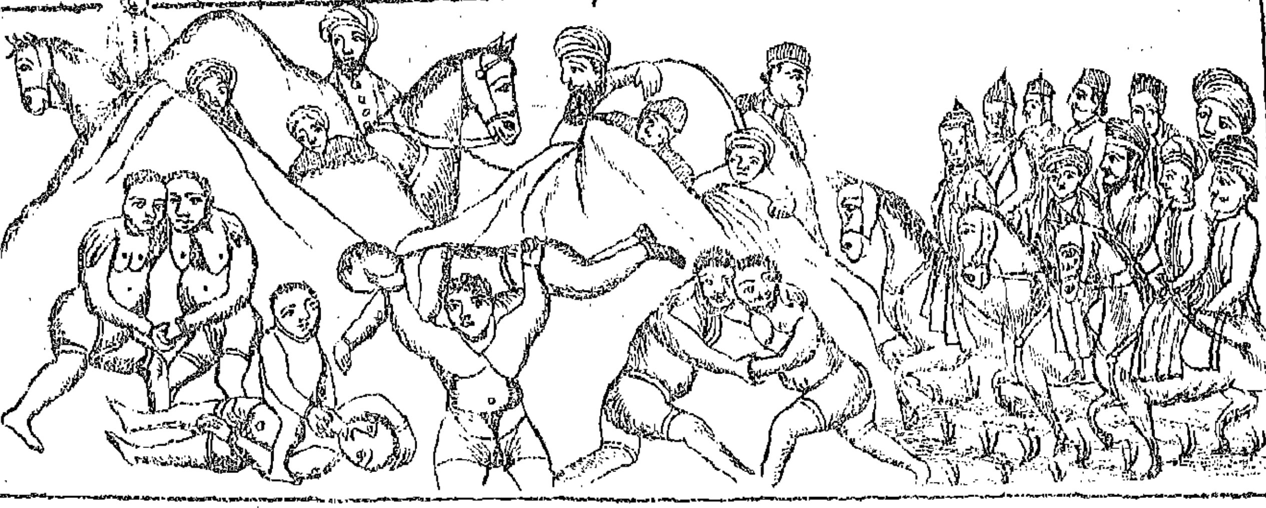
نظم

چو روز دگر چشمۂ آفتاب	برانگیخت آتش ز دریاے آب
چو برگشت اقبال از کافران	ز دور فلک این چنین شد عیان

جسوقت خسرو خاور سخت فیروزہ رنگ پر جلوہ آرا ہوا عساکر رزم خواہ طرفین معرکۂ جنگ میں صف آرا ہوے لاقوت شاہ کے لشکر نکبت اثر سے ایک پہلوان نہایت تنومند ہلاک جنی نام بڑے جوش و خروش سے لاف زنی کرتا ہوا میدان معرکہ میں آیا اور طالب حریف ہوا اس جانب لشکر اسلام سے الشاردلاور نے تنگ مرکب دیکھا اور صاحبقران اکبر گردون نشان ۸

سے اجازت حرب لیکے مثل شیر غضبناک اُسکے مقابلہ کو پہونچا اور پہلے نیزہ بازی و شمشیر زنی ہوئی جب ان آلات سے حصول مقصود نہوا تو دونون پہلوان رستم توان گھوڑون سے کود پڑے اور زور بازو مین مصروف ہوے ایک پہر کامل مثل پیلان مست کے گاؤزوریان رہین آخرکار البشار دلاور نے اُس غول صحرائی کو پست کیا اور دست بستہ اپنے لشکر مین لیگیا ہملاک پہلوان کبھی

البشار و ہملاک کے باہم زور دست و بازو ہونا



بصدق نیت و صفائی قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوا قصہ مختصر اس چند روز کے عرصہ مین جنگ متواتر ہوئی اور دلاوران اسلام نے چالیس پہلوان زبردست کہ جنمین ہر ایک لاف شجاعت و بہادری مارتا تھا اور رستم و سہراب کا عدم وجود دیکھ نہ جانتا تھا ہاتھ سے غازیان تہور شعار کے معرض قتل مین آئے اور مجروحان لشکر کا حساب نہین ہے اب لشکر لاقوت شاہ مین مردان جنگ آزما کی اسقدر قلت ہوئی کہ بقیہ اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے اور تاب و طاقت باقی نہین کسی پہلوان کو میدان جنگ مین جانے کا حوصلہ نہ رہا دلیران رزم جو و نبرد آزما کی پست ہمتی کی یہ نوبت پہونچی کہ میدان داری مین کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہین کرتا تھا لیس صف بستہ مثل تصویر چوبی کھڑے رہگئے کوئی قدم آگے نہین بڑھاتا اب لاقوت شاہ وزادان وزیر اور غیلان و قحفان کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا۔ لاقوت شاہ اس حال خراب کو دیکھکے ہردم و ہر لحظہ روتا تھا اور ہر وقت وحشتناک و ہراسان رہتا تھا آخر دوسرے روز ملک زردھنگ نے اپنے نام طبل بجوایا

نظم

صبحدم کہ آفتاب نورانی
سر کشید از حجاب ظلمانی
کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا تخت تابوت بر ور نہند
در اندیشہ گردن کشان بیسیار
کہ اکنون بکام کہ گردد فلک
زمانہ کرا کار سازی کند
ستارہ بجائے کہ بازی کند

علی الصباح ملک زردھنگ نہایت جاہ و تجمل سے میدان جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے طالب حریف ہوا ادھر سے فحلان جنی ملک زردھنگ کے مقابلہ کو گیا اور حرب و پیکار شروع ہوئی لیکن ملک زردھنگ کی ضرب کی فحلان تاب نہ لا سکا

زخمی ہوا لشکر میں واپس آیا اس روز ملک زردھنگ نے بقوت مردانہ و دلیرانہ دس پہلوان لشکر اسلام کے اسیر و دستگیر کیے اسی طرح دوسرے روز کی میدان داری میں اول سیفان مجروح ہوا بعد سیفان کے چند دلاور اسیر و دستگیر کر کے لشکر اسلام کے لیگیا تیسرے روز الکشار دلاور بھی سارے دن ملک زردھنگ سے سرگرم مصاف رہا آخرکار یہ دلاور بھی مجروح ہوا قصہ مختصر ملک زردھنگ نے بارہ روز کی میدانداری میں سوا سیمگون بہادر کے جملہ دلاوران لشکر فتح پیکر صاحب قران اکبر کو مجروح کیا اور بیس نفر پہلوانان تہور شعار و بہادران نامدار کو بقوت دست و بازو اسیر و دستگیر کر کے لیگیا بعد ازان ایک روز ہنگامہ جنگ موقوف رہا اور اسی روز ملک زردھنگ نے صاحب قران اکبر کو پیغام بھیجا کہ ای صاحب قران اکبر گردون مکان تمھارے ملت و آئین میں مومنان خدا پرست کا مرتبہ سب طرح سے ابلیس پرستون پر فوقیت رکھتا ہی اس صورت میں مین بہتر و مناسب یہ جانتا ہون کہ چالیس نفر پہلوان اس لشکر کے جو تمھارے پاس قید ہین ان سب کو میرے حوالے کر دو اور اپنے بیس پہلوان خدا پرست جو کہ بمنزلہ چالیس نفر ابلیس پرست کے ہین مجھ سے لے لو مین مبادلہ پر راضی ہون اور یقین ہی کہ یہ معاوضہ حسب منشاے خاطر عالی بھی ہو آیندہ آپ کو اختیار ہی میرے نزدیک یہ معاوضہ کسی طرح اور کسی صورت سے بیجا نہین ہو صاحب قران اکبر نے اس امر کو قبول فرمایا اسی وقت تبادلہ کر لیا پہلے صاحب قران نے اسیران لشکر زردھنگ کو رہا کیا بعد ازان زردھنگ نے پہلوانان لشکر اسلام کو چھوڑا جس وقت یہ پہلوان لشکر مین پہونچے صاحب قران عالیشان نے سجدۂ شکر ادا کیا کس واسطے کہ اب لشکر اسلام مین سواے سیمگون دلاور کے اور کوئی پہلوان باقی نہ رہا تھا کہ ملک زردھنگ کے مقابلہ کو جاتا اور حرب و ضرب کا اسکے جواب دیتا نامی دلاوران جنگ آزما کو مجروح و خستہ کر دیا تھا الغرض جس وقت معاوضہ ہو گیا پھر بار دیگر صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی بہادران لشکر اسلام صداے جنگ سن کے نہایت مضطرب الحال ہوے کسی کے ہوش و حواس بجا نہ رہے کیونکہ کسی مین میدان داری کی تاب و توان باقی نہ رہی تھی اور کوئی صاحب جرأت ایسا باقی نہ تھا جو ملک زردھنگ کا مرد مقابل ہوتا اور اسکی ضرب زبردست کا جواب دیتا آخر اس روز بوقت ہنگامہ کارزار و دار و گیر کے یہ راے ہوئی اور یہ امر باہم قرار پایا کہ بندگان خدا کا بے گناہ خون کیون ہو قطع نظر اسکے اب کارزار مین بھی طول حد سے زیادہ کھینچتا ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ دم صبح ملک زردھنگ اور صاحب قران اکبر میدان جنگ و پیکار مین جا کر زور آزمائی کر لین تا کہ یہ معاملہ جلد تر فیصل ہو جاے صاحب قران کشورستان نے بھی بخوشی خاطر اس تجویز کو قبول فرمایا۔

اب راوی لشکر طرفین کو درستی سامان جنگ و آلات حرب مین مصروف رکھتا ہی اور مکر و فریب مفسدان ناپاک یعنی زادان و غیلان وغیرہ کا معرض بیان مین لاتا ہی۔

مومن کا مددگار ہو شاہ نجف ابدال | حامی ہو ترا شیر خدا اشجع ابدال | بت توڑنے کو دوش نبی پہ وہ چڑھا ہی

کعبے کو تولد سے ہی اُسکے شرف ایدل
خاک نجف اکسیر ہی مومن کی نظر مین
گوہر ہی علی کون و مکان ہی صدف ایدل
معصوم ہی علیون سے زمانے کے بری ہی

بے واسطہ ہی احمدؐ مرسل کا خلیفہ
شفاف ہی الماس سے دُرِ نجف ایدل
لاریب اماموں مین سر آمد وہ ولی ہی
وہ لالہ ہی بے داغ و مہ بے کلف ایدل
شیطان کے نطفے سے ہی وہ ناخلف ایدل

دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ایدل
حاصل تو اُسے قلزم قدرت کا سمجھے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل
دشمن ہو جو ایسے کا کسے رکھتا ہی اُلفت

راویان اخبار و ناقلان آثار صفحۂ قرطاس پر اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جسوقت شہریار ہما حسب عقل و ہوش شکانندۂ طلسم حکیم آذر نوش زبدۃ الاسحاق والی ملک اخلاق صفدر و دلاور صاحب قران اکبر مسلح و مکمل مرکب برق رفتار پر سوار ہوکر عازم میدان رزم ہوے اُسوقت لاقوت و زادان اور حرام و غیلان و قحفان نے ایمان کے مشورہ باہم یہ کیا کہ جسوقت طلسم کشا اور زرد ھنگ دونون پہلوان سرگرم رزم و پیکار ہون اُسوقت تو طلسم کشا کے پاس جاکر ملک زرد ھنگ کی طرف سے نہایت ادب سے یہ پیام دینا کہ اے شہریار عالی و قار ملک زرد ھنگ اگرچہ حضور سے مردانہ و دلیرانہ زور آزمائی کرنا چاہتا ہی مگر اُسکی آرزوے دلی یہ ہی کہ حضور کی قوت و زور اصلی کا امتحان ہو جائے کہ حضور مین کسقدر طاقت ہی ورنہ یہ امر تو ادنیٰ ہی کہ دو پہلوانون مین ایک کو غلبہ ضرور ہی ہوتا ہی اور زور و قوت صاحبقرانی کا معلوم ہونا اسی صورت سے ہی کہ طلسم کشا تمام ساز و سامان طلسمی مع فوج طلسم وغیرہ جو طلسم سے دستیاب ہوئی ہے اپنے سے علیحدہ فرماکر کسی معتمد خاص کے سپرد کرین بعد اسکے صاحب قران مجھ سے فنون سپہ گری اور زور آزمائی مین مقابلہ کرین اُسوقت البتہ قوت و قدرت ذاتی جو کہ خداداد ہی قرار واقعی امتحان مین آویگی پھر مین بے حجت و تکرار حضور کا مطیع و فرمانبردار ہو جاؤنگا سوا اسکے یہ امر بھی بعید از آئین مروت و شجاعت و دلاوری ہی کہ حریف سلاح و یراق جنگ و مصاف سے آراستہ ہو اور حضور اشیاے طلسمی زیب تن فرماکر حریف کا مقابلہ فرماوین اس صورت مین حضور کا غالب آنا کچھ تعجب کی بات نہین ہی اسطرح تو ہر شخص غالب آسکتا ہی اور بدو اشیاے طلسم مرتبۂ صاحب قرانی کو پہونچ سکتا ہی ہان اگر شہریار بھی مثل میرے زرہ و سلاح غیر طلسمی جسم پر آراستہ فرماکر مقابلہ فرماوین تو اسوقت البتہ مرتبۂ طلسم کشائی و صاحب قرانی کی کیفیت معلوم ہو بس اے زادان مین یقین کرتا ہون کہ وہ آدم نژاد صاحب غیرت و حمیت ہی بسبب حمیت کے یہ امر سنکے فوراً منظور کریگا اور اُس وقت تمام سامان طلسمی جسم سے اُتار ڈالے گا یہ تدبیر ہو جاوے پھر دیکھ لیا جائے گا اے زادان اس مشورے کو بروقت معرکہ آرائی کے اُٹھا رکھنا اور جو ملک زرد ھنگ خود بیان کرے تو اور اچھی ہی یا پدر اپنے مشورہ ہو تو بھی بہتر ہے بہر نوع یہ صورت کار برآری کی ضرور ہی امید ہے کہ اس امر سے کوئی نتیجہ نیک ظہور مین آویگا اور عجب نہین کہ سیگون اُسکا پہلوان صحیح و سلامت اُسکے ساتھ ہو اور اُسی کے سپرد سب سامان طلسمی سپرد کیے جائین اور سیگون اُس وقت سب اشیاے طلسمی کہین لیکے کھڑا ہوگا بس اے زادان جس وقت طلسم کشا ملک زرد ھنگ سے سرگرم رزم ہوا اُسوقت

ہم تم تینوں باتفاق حیلہ و بہانہ سے تماشاے جنگ کے قریب تر سیمگوں کے پہونچ کر ایکبارگی غفلت میں سیمگوں کو قتل کر ڈالیں
اور سب لیکر کافور ہو جائیں یقین ہے کہ اسطور سے یہ اسباب طلسمی نہایت سہولت سے دستیاب ہو جاوے ای زادان وہ اسباب جب ہاتھ
آجاوے ایک شخص ہم تینوں سے اس اسباب کو لیکر بتعجیل تمام فرار ہو جاوے اور اس مقام پر جا پہونچے کہ جو یہاں سے
چار فرسخ کنارہ دریاے شور کے واقع ہے اور اس کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک سرنگ کھودیں کنارے پر
دمدمہ ہو اور سرنگ پر تین سو سپاہی مسلح ہر وقت کمر باندھے کھڑے رہیں کہ پرندہ پر نمار سکے اور اس سرنگ میں وہ اسباب
رکھا جاوے اور اس طرح وہ اسباب رکھا جائے کہ میدان جنگ سے تا بہ سرنگ آدمیوں کی قطار رہے تا کہ ان دو حدوں میں دست بدست
وہ اسباب تا انتہاے سرنگ پہونچ جاوے بلکہ دریا میں ڈبو دے تو اور بہتر ہے تاکہ پھر کسیکو خبر نہو کہ کہاں ہے اسوقت طلسم کشا
کا قرار واقعی تدارک کر لیا جائیگا شاید اگر طلسم کشا ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو اس سے بے دست و پائی ہیں، کیا
بنا سکتا ہے آخر خستہ حالی اور سراسیمگی سے پریشان ہو کر حصار طلسم سے باہر نکل جانا پڑیگا یا طعمہ اجل ہوگا قصہ کوتاہ تینوں
پرداز اس فکر و تدبیر میں تھے کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے اشیاے طلسمی صاحب قران اکبر سے لینا ضرور ہے کہ صاحبقران اکبر
اس کائنات طلسم میں بیکار و معطل ہو جائے اسوقت طلسم کشا کی طلسم کشائی کو دیکھیں گے کہ کیسے حیران و پریشان
سرگردان پھرتے ہیں یقین ہے کہ طلسم کشا عزت دار شخص ہے بسبب شرم کے بیرون طلسم نجائیگا اور عجب نہیں کہ رفقا و
خیر خواہ بھی طلسم کشا سے منحرف ہو جائیں اور دشمن جان ہو جائیں پھر طلسم کشا کا کام تمام کر دینا کتنی بڑی بات ہے
ای زادان جب یہ کام درست ہو جائیگا تو اسکا انتظار بھی کرینگے کہ ملک زردھنگ و طلسم کشا سے معرکہ جنگ میں کیا
انفصال ہوتا ہے بہمہ وجوہ زردھنگ طلسم کشا پر غالب آئے یا مغلوب ہو ہم دونوں حال میں کامیاب ہی ہونگے امید ہمیں
یہی ہے کہ پہلوان جہان زردھنگ بہادر ہر طرح طلسم کشا پر غالب آویگا کسواسطے کہ وہ آدم زاد ضعیف البنیاد فقط بسبب
لوح اور سلاح طلسمی وغیرہ کے طلسم کشائی کرتا ہے ورنہ قوت طلسم کشائی و صاحبقرانی ایک مشت استخوان میں ہوتی
معلوم ملک زردھنگ پر غالب بھی ہوا تو کیا مضائقہ کی بات ہے ہم بہر صورت اسکا تدارک و علاج کر سکتے ہیں اور جہاں تک
ممکن ہوگا اسکو قلع و قمع کر کے خاک ذلت میں ملا دینگے اور ایک ہی جنگ مغلوبہ سے اس طلسم کشائی کے سامان برباد
کر دینگے جب آلات طلسمی اسکے پاس موجود نہونگے تو اہالیان طلسمی بھی یقین ہے کہ اسکی اطاعت نکرینگے فقط خطاب طلسم کشائی
رہجائیگا ایسی حالت میں تو ہی بتا کہ طلسم کشا کا مار ڈالنا کیا دشوار امر ہے الغرض ان ملاعین نے یہ مشورہ کیا اور زادان ناخلف
شیطان اسوقت کا منتظر رہا اس طرف لشکر اشرار میں بجز لاقوت و زردھنگ کے اور ان تینوں سپہ درون کے کوئی پہلوان
جنگ آزما نہیں تھا کہ جو میدان کین میں دلیرانہ و مردانہ جاتا اور داد مردانگی و بہادری دیتا جو قیدی چھوٹے ہوے ہیں انکی
ہمت و جرأت کچھ ایسی پست ہو گئی ہے کہ نام جنگ سے مانند بید کے کانپتے ہیں ناچار ملک زردھنگ نے خود ہی میدانداری
کا قصد کیا اور حملات جنگی سے چند دلاوران لشکر اسلام کو اسیر و دستگیر کر لیا اب لشکر اسلام میں یہ کیفیت ہوئی کہ جب

صاحب قران اکبر فلک قدر اور ہیکون دلاور کے کوئی متنفس تندرست باقی نہین رہا کہ جو میدان کارزار مین جاتے آج بقدرت قادر حقیقی بہ صورت منجانب اللہ پیش آئی کہ ملک زردھنگ نے خود درخواست اس بات کی کی کہ باہم زور آزمائی ہو تاکہ یہ جھگڑا طے ہو جاوے طول بیجا سے کیا فائدہ ملک زردھنگ نے اس شب کو طبل جنگ اپنے نام بجوایا دوسرے روز عساکر طرفین سے صف آرائی ہو چکی صاحب قران عالیشان نے بہ نفس نفیس میدان رزم مین آنے کا عزم بالجزم فرمایا اور ملک تفیروز دلاور مجروح کو قلب لشکر مین تخت روان پر سوار کر کے قائم کیا اُس طرف لاقوت و زادان اور غیلان نطفۂ شیطان اپنی اپنی شرارت و مکاری مین سرگرم ہوے اور یہ کارروائی ان تینون نے سب سے پوشیدہ کی تھی حتی کہ ملک زردھنگ سے بھی اطلاع اس مشورے کے نہ کی مگر وہان چند عیاران تیز فہم اپنی چالاکی سے اُس دنبہ نقب سے آگاہ ہو گئے انہین سے ایک عیار حفران جنی نام تھا اور دوسرا کفران جنی یہ دونو نادر سخطائی و شرارت ذاتی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے زادان نے اُن حرامزادون کو بخوبی فہمایش کر دی تھی اور سب امور سمجھا دیے تھے کہ وقت پر کچھ حاجت پوچھنے کی نہ رہی حفران اول دہنہ سرنگ پر کھڑا تھا اور کفران شوم تخت دوسرے دہنہ پر جو کہ دریاے شور کے دوسرے کنارے پر واقع تھا وہان مستعد و ہوشیار منتظر وقت تھا اور باقی لوگ جو دست بدست پہونچانے والے تھے وہ دو دو چار چار قدم پر درمیان دہنہ نقب اور زادان وغیرہ کے کھڑے تھے کہ جس وقت وہ اشیاے مطلوبہ ہاتھ آئین فوراً دست بدست دہنہ نقب تک پہونچ جائین ایک دم کی بھی دیر نہو چنانچہ وہ سب ملاعین و اشرار اپنی اپنی خدمت پر بکمال ہوشیاری و مستعدی حاضر تھے آمادم بر سر مطلب

نظم

کجا بود دم اکنون قدم کجا	عنان سخن شد ز چنگم رہا	دم صبح کین توسن خوش خرام
برآمد بجولان گہ نیلہ فام	دو لشکر بہم بر زدند از کمین	تو گفتی زدند آسمان بر زمین
مسلمان و کافر دوان سوے ہم	بصد کین روان بود بر روے ہم	دلیران دویدند در رزمگاہ
یکے رزم جو دو دگر کینہ خواہ	درین سو شہنشاہ صاحبقران	سپہ دار عالم گران با گران
کمر تنگ بستہ براے مصاف	روان شد بسان سلیمان قاف	

بعد صف آرائی عساکر طرفین ملک زردھنگ جنی نہایت مغرور گھوڑے سے پر سوار میدان حرب مین آیا اور باواز بلند پکارا

منم پہلوان جہان زردھنگ	قضاے دلیران بمیدان جنگ
بدشمن چو شمشیر کین بر کشم	زخونش بہر لحظہ ساغر کشم

اُس طرف سے شہریار گیتی ستان صاحب قران گردون مکان نے بھی سلاح جنگ جسم پر آراستہ فرمائے اور تنگ وغیرہ بخوبی ملاحظہ فرما کے اسپ جہان پیما پر سوار ہو کر جنگگاہ مین پہونچے ابھی دونون دلاورون مین نوبت حرب و ضرب کی

نہ آتی تھی کہ زادان نطفۂ شیطان گھوڑے کو اپنے بڑھا کے صاحب قران اکبر کے قریب آیا اور پشت زین سے علیحدہ ہوکے نہایت ادب سے سلام کیا اور رکاب پر بوسہ دیا اور کہا غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہی اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن۔ صاحب قران اکبر سپہر قدر نے اُس مکار کے طرز سخن کی تعریف نہایت فرمائی کیونکہ وہ بے ایمان نطفۂ شیطان نہایت خوش تقریر تھا اور پوچھا ای وزارت پناہ اسوقت اس گفتگو سے تمھارا کیا مطلب ہی صاف صاف بلا کم و کاست بیان کرو۔ زادان نے وہ داستان مصنوعی بالتفصیل نہایت خوش آمد سے بیان کی اور وہ رقعہ بھی پیش کیا کہ جسکا مضمون یہ تھا۔کہ ای شہریار کرم شعار مخزن اخلاق و منبع اشفاق گستاخی معاف ہو اسوقت تک زعم ناقص مین اس ہیچمدان کے یہ تمام طلسم کشائی فتوحات مرحلات و طلسمات و دعوی صاحب قرانی بسبب لوح طلسم اور سلاح و اسباب وغیرہ سامان طلسمی کے ہی اور جو کہ طاقت اور قوت ہی وہ بھی اسی کی بدولت ہی ورنہ طاقت بشر کی بقدر اُسکے جثہ کے ہوا کرتی ہے انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین ہی کہ دیو سے مقابلہ کر سکے اور ہمکو بھی بذریعہ سحر و ساحری سب طرح کی قدرت حاصل ہے جو کچھ چاہین کر گذرین لیکن بجاے خود ہم یہ سمجھتے ہین کہ یہ امر آئین مروت و مردانگی سے نہایت بعید ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ جس طرح یہان معرکہ آرائی بے لوث ہی کہ سحر و ساحری کو مطلق دخل نہین ہی اسی طرح حضور بھی بمدد اشیاے طلسمی مجھ بندۂ ناچیز سے حرب و ضرب نفرمائین حالانکہ اشیاے باطل السحر اور لوح اسرار کا ہونا ضرور ہی لیکن دران حالیکہ حریف مردانہ دلیرانہ حضور کے مقابلہ کو حاضر و آمادہ ہی اور فقط زور و قوت اصلی طلسم کشا کا امتحان منظور ہی پھر کیا ضرور ہی کہ شہریار بزور اشیاے طلسمی مجھ سے جنگ و پیکار فرمائین اگر طلسم کشا جوانمردی و مردانگی کو بغیر واسطہ اشیاے طلسمی کام مین لائین مین شجاعت ہی اشیاے طلسم جسم سے علیحدہ فرماکر کسی اپنے معتمد خاص کے سپرد فرمائین اور خود صاف و پاک بے رو و رعایت الآت حرب سے جنگ فرمائین اور میری دلاوری و جرأت کا امتحان فرمائین فدوی چاہتا ہی کہ اپنا زور حضور پر ظاہر کرے اور قوت صاحبقرانی و جوہر شجاعت و پہلوانی کا حال مجھکو بخوبی معلوم ہوجاوے ابیات

بہ بینم کہ اقبالمندی کراست	بلندی کرا ارجمندی کراست	در آورد خون حمیت بجوش
بگرداز دبان شجاعت خروش	بہ گفت کاے پہلوان پرغرور	مبرا ز عقل بری از شعور
فلک طرفہ ظلمے کند آشکار	کہ گنجشک شاہین نماید شکار	بدین سان چو برخے برآراستند
	می و مطرب خوش ادا خاستند	

صاحب قران اکبر نے اس مضمون کو اول سے تا آخر خوب سُنا اور زادان کی مکاری خوب سُنی ملک زردھنگ سے پوچھا ای ملک یہ رقعہ واقعی تو نے لکھا ہی یا کسی اور شخص نے ملک زردھنگ نے کہا ای شہریار بیشک مین امیدوار اسی کا ہون کہ حضور میری اس درخواست کو قبول فرماوین ورنہ مین بہرصورت حاضر ہون صاحب قران اکبر کو مجبور سننے

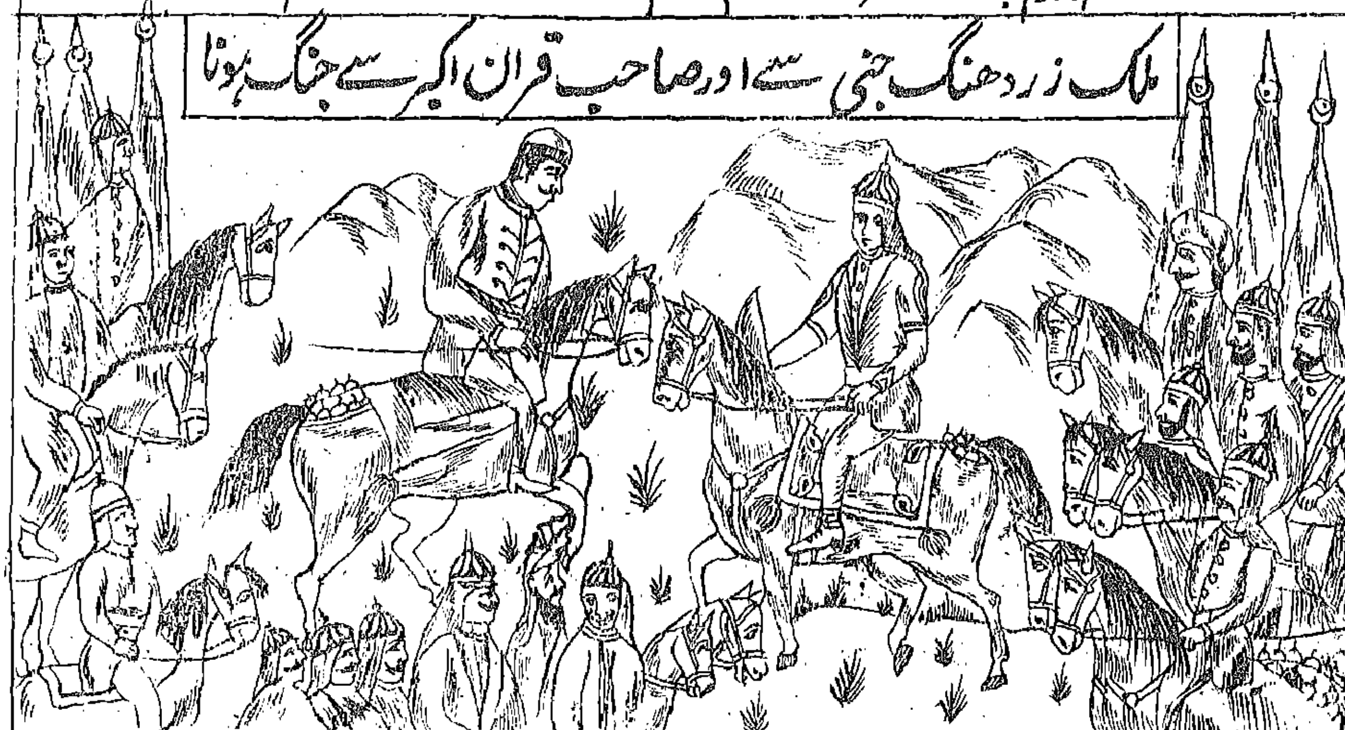
اس کلام کے اسقدر منفعل ہوے کہ عرق پیشانی مبارک پر آگیا اسی وقت لوح وسلاح زرہ صد شقاقی ونیزہ وتیغ خارا شگاف وتیر وکمان وغیرہ کل اسباب طلسمی جسم مبارک سے علیحدہ کرکے ایک چادر مین باندھ لیا اور سیمگون دلاور کے سپرد کیا اور سیمگون سے فرمایا تم نیزہ دوسر کو ہاتھ مین لیلو اور اسی جگہ میدان مین کھڑے رہو جب تک مقدمہ جنگ یکسو نکرلین یہان سے حرکت نکرنا اور اس اسباب سے خوب ہوشیار وخبردار رہنا بعد اسکے خود بدولت و اقبال فقط ایک قباے نیمی پہنے ہوے خالی ہاتھ حریف کے مقابل ہوے ملک زردھنگ سے کہا ای ملک ہمکو کسی ہتھیار کی کچھ چندان حاجت نہین ہے فقط افضال ذو الجلال اور تائید یزدان کے امیدوار رہتے ہین شعر

بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود
اگر قطرہ بدریا چو رسد باز شود

ای دلاور اب کسکا منتظر ہی شعر

ببینیم چہ داری زمردی نشان
کمان کیانی وگرز گران

ملک زردھنگ جنی سے اور صاحب قران اکبر سے جنگ ہونا



الغرض صاحب قران اکبر کی اس شجاعت وبہادری پر اُن ملاعین دامُشر کے ہوش جاتے رہے دلمین کہتے تھے اس قد وقامت حقیر پر یہ آدم زاد فولاد جگر کسقدر بہادر وشجاع ہی اسکو کہتے ہین پہلوانی کس دیو پیکر بہمن تن کے مقابلے مین بے آلات حرب موجود ہو گئے یہ نہ صاحب قران روزگار ہو تو کون ہو انتہا یہ ہی کہ پردہ عالم پر اور کوئی اسکے مقابلہ کا دوسرا جوان نہین ہی نظم

ہمہ جملہ گبران درین گفتگو چہ جرأت کہ داد شہنشاہ دین	کہ اللہ اکبر چہ قدر و غلو تو گفتی بود آسمان بر زمین	بآئین شاہ گیتی ستان دادہ اند کہ ہرگز نمی ترسد از ہیچ کس	بآئین شہریار جہان دادہ اند خدا را نگہدار دانندہ و بس
	نباشد چو او در جہان ہیچ مرد	کہ از یک سمن ہر چہ گفتیم کرد	

پس ملک زردھنگ بھی صاحب قران اکبر فلک قدر کی ہمت و جرأت رستمانہ دیکھکے دنگ ہوگیا اور بجاے خود
نہایت خوش ہوا اور کہا اے زردھنگ زہے نصیب کہ ایسا شکار ایسے وقت مین بسہولت دستیاب ہوجانے اور
یہ بھی دل مین خیال آیا کہ شاید مین نے جو حد سے زیادہ خداوند ابلیس کی عبادت کی ہی یہ اُسی کا ثمرہ ہوا اتنی مدت کے بعد
خداوند نے میرے دل کی آرزو اب پوری کی اور مقاصد دلی پر فائز کیا نتیجہ اُسکا مل گیا کسواسطے کہ یہ سامان جو اس وقت
مجھے نظر آتا ہی یہ بے تائید خداوند کے ممکن نہین الغرض ملک زردھنگ مانند پیل دمان کے صاحب قران کے مقابل
ہوا اور اُسنے ایک نیزہ جان ستان کا وار کیا بدین خیال کہ اُسکے سینہ کے پار ہوجائے صاحب قران اکبر نے بھی اپنی
پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر نیزہ کو اُس مغرور کے پکڑ کے ایسا ایک جھٹکا دیا کہ اگر سنبھلے تو گھوڑے کے نیچے آجاے
لیکن گھوڑے کے اگلے پاؤن تا بزانو صدمہ سے اُس زور کے زمین مین در آ گئے اور نیزہ اُس گبر کے ہاتھ سے چھٹ گیا
صاحب قران نے نیزہ چھین کے جنگگاہ مین پھینک دیا ملک زردھنگ زرد ہوگیا اور آنکھون مین تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا
اُسوقت زادان و غیلان و تحفان حرام زادہ بھیلو و بہانہ تماشا سے جنگ میدان معرکہ مین آگئے اور صاحب قران اکبر
کے پس پشت ایک طرف کھڑے ہوگئے جہان پر کہ سیمگون دلاور اسباب صاحب قران کی حفاظت کر رہا تھا پس یہ تینون
نطفہ شیطان سیمگون سے مخاطب ہوکر صاحب قران اکبر کی بہادری و دلاوری کی تعریف کرتے رہے بلکہ دین اسلام کی بھی
بہکمہ صفت و ثنا بیان کرنے لگے لیکن منشا سے دلی اُن حرام زادون کا وہی تھا کہ سیمگون دلاور کو قتل کرکے اسباب طلسمی چھینکے
اور بھاگ جائیے غرض جسوقت صاحب قران نے ملک زردھنگ کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا زردھنگ اس زور و قوت
کو دیکھکے جو اس باختہ ہوگیا اور اُسی شدت مین صاحب قران سے کہا ہوشیار ہو جا اے دلاور کہ اس نہنگ بحر بلا سے جان
سلامت لیجانا نہایت دشوار ہی یہ وہ قوت نیستانی نہین ہی کہ جسے آسانی ہاتھ سے لے لیا صاحب قران نے کہا اے گبر مغرور
خداوند قدیر مین سب طرح کی قدرت ہی انشاءاللہ اس تیرے حربہ سخت کو دیکھ کہ کس آسانی سے رد کیے دیتا ہون پس ملک
زردھنگ نے وہ تیغ بے دریغ بقوت تمام صاحب قران اکبر کے سر پر لگائی اُس شہریار کشورگیر نے بچتی تمام جگہ کو خالی کیا
اور قبضہ کو گرفت مین لا کے اس قوت سے پیچ دیا کہ تلوار زردھنگ کے ہاتھ سے دور جا کر گری اور زردھنگ جسقدر اپنی پہلوانی
اور سپہگری پر نازان و مغرور تھا اُسی قدر منفعل و شرمسار ہوا اور از خود رفتہ ہوکر گھوڑے سے کود پڑا اور صاحب قران اکبر سے لپٹ گیا
صاحب قران اکبر بھی جنگ پر مستعد ہوگئے اور زور شروع ہوگئے لشکر طرفین اس طرح کی جنگ کو دیکھکے نہایت متعجب ہوئے
کہ ایک پہلوان آلات جنگ سے آراستہ ہی اور دوسرا بہادر خالی ہاتھ ہی باہم صفت و ثنا تحسین و آفرین کرتے تھے اُسطرف

سیمگون اُن مکارہ فتنہ سازکی چرب زبانی اور طلاقت لسانی فائل کھڑا سُن رہا تھا اور تماشا سے جنگ بھی دیکھ رہا تھا کہ یکبارگی غیلان و قحفان دونوں فتنہ انگیزون نے تلوار کھینچ کے فوراً سیمگون پر حملہ کیا اور اُس دلاور کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ وہ بیچارہ اُس اسباب کو بچا سکے یا اپنے لشکر کی طرف بھاگ جائے آخر سیمگون کثرت جراحت سے زمین پر گرا اور وہ شریر فرصت وقت غنیمت جان کر تمام اسباب کا بقچہ اُٹھا کے روانہ ہوئے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے پھر کے نہ دیکھا سیمگون نے اُسی حالت زخمداری میں آواز دی اور پکارا کہ ای شہریار خبردار رہو ہوشیار ہو جاؤ کہ ان شیاطین دغا پیشہ نے فریب و مکر سے اسباب مجھ سے چھین لیا اور مجھے زخمی بھی کر گئے جلد تر خبر لیجیے ورنہ پھر اس اسباب کا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہوگا صاحب قران اکبر چونکہ اُسوقت زور آزمائی میں ہمہ تن مصروف تھے باطمینان تمام حملات و ضربات ملک زردھنگ کو رد کر رہے تھے اور اسلحہ معرکہ آرائی و فنون سپہ گری دکھا رہے تھے ناگاہ کان میں آواز حزین و دردناک سیمگون دلاور کی آئی۔ بمجرد سُننے آواز سیمگون دلاور کے سراسیمہ ہو کر سیمگون کی طرف دیکھا تو واقعی سیمگون کو عجیب حالت میں گرفتار پایا کہ اسقدر کثرت زخم سے خستہ و بے حال ہے کہ طاقت حس و حرکت کی نہیں ہے اور زمین پر افتادہ ہے اور خون مثل فوارہ کے زخموں سے جاری ہے اور وہ بقچہ اسباب کا ندارد ہے اس واقعہ عجیبہ کو دیکھ کر کمال مضطر و پریشان حال ہوئے دیکھا وہ تینوں نطفۂ شیطان سامنے بقچہ اسباب کا لیے بھاگے جاتے ہیں صاحب قران عالی شان نے بھی اُسی حالت سراسیمگی و اضطرار میں نہایت چستی و چالاکی سے ملک زردھنگ کے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور نعرۂ اللہ اکبر مار کے ایک ہی زور میں خانۂ زین سے بزور بازوے صاحب قرانی و اقبال جہانبانی علم کر لیا اور گرد فرق مبارک چکر دیتا ہوا اُن مکاروں کے تعاقب میں روانہ ہوا اس عرصہ میں وہ حریفان مکار دور تر نکل آگئے اور بخوف صاحب قران رستم توان نہایت ہی استعجال میں چلے جاتے تھے اور صاحب قران اکبر بھی اُسی طرح ملک زردھنگ کو ہاتھ پر بلند کیے مرکب جہان پیما کو جھپٹ کے مثل باد تند کے چلے جاتے تھے اور وہ اسپ پری نژاد برق رفتار بھی گرم رفتاری میں سینہ زمین سے ملائے تھا اور ملک زردھنگ بھی ایسا چنگل اجل میں گرفتار تھا کہ ہرچند ہاتھ پاؤں مارے لیکن ممکن نہ ہوا کہ کسی طرح جنبش کھائے صاحب قران نے ہرچند تعاقب کیا اور گھوڑے کو بھی تیز کیا مگر چونکہ عرصہ بہت ہو گیا تھا اسوجہ سے وہ سب دور تر نکل گئے اور قریب تھا کہ دہنہ سرنگ پر جا پہونچیں اور اسباب کو دریا برد کر دیں اتفاقات قضا و قدر سے ایک نقابدار نیزہ خطی در دست مرکب تیز رفتار پر سوار پاشنہ کوب باگ لیے ہوئے مثل تیر قضا کے ایک بیابان پیدا ہوا اور ادھر سے تینوں لعین اُس ترکیب سے کہ زادان زیر بدبیر بقچہ اسباب کاندھے پہ آگے آگے اور پیچھے یہ دونوں غیلان اور قحفان نطفۂ شیطان تلواریں برہنہ علم کیے چلے جاتے تھے کہ زود تر سامنے سے وہ سوار تہور شعار مثل پیک اجل پہونچا اور سدراہ ہوا اور ایک نعرہ ایسا جگر شگاف مارا کہ تمام دشت و کوہ گونج گیا اور کہا باش اے مکار لعنت ہے یہ کہکر زادان لعین کے پاس پہونچکر ایک نیزہ زادان بے حیا کے پاؤں پر اس زور سے مارا کہ یہ ملعون

منقبہ کے بغل زمین پر گر پڑا اور ایسا مضطر و سراسیمہ ہوا کہ ہر چند چاہا اٹھکر پھر بھاگے لیکن ممکن نہوا اس عرصہ میں صاحبقران اکبر مثل باد صرصر کے پہونچے زادان نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر بھی پہونچ گئے وہ ملعون اسقدر بدحواس بخوف جان ہوا کہ وہ بقچہ اسباب کا خود بخود اسکی بغل سے زمین پر گر پڑا نقابدار نے اس بقچہ کو جلدی سے اٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد اور جوانان لشکر ظفر پیکر بھی افتان و خیزان صاحب قران اکبر کی خدمت میں پہونچ گئے نقابدار نے کہا اے صاحب قران عالی شان قربانت شوم اب حضور حرامی کو غلام کے حوالہ فرمادیں اور اپنے سلاح و یراق کو جلد جسم مبارک پر آراستہ فرمائیں کسواسطے کہ اب ہنگامہ جنگ منعقد ہوا چاہتا ہے صاحب قران اکبر نے ملک زردهنگ کے ہاتھ پاؤں باندھنے کا قصد کیا تھا کہ ملک زردهنگ نے کہا اے شہریار سجدہ و زرافرید گار اب غلام نے اس عقیدہ باطل کو ترک کیا اور اپنے گناہ و خطا سے نہایت منفعل و شرمسار ہو کر دین مبین اسلام کو بصدق دل قبول کرتا ہوں اور تمام عمر حلقہ اطاعت و فرمانبرداری شہریار گردون وقار آویزہ گوش جان کرونگا۔ یہ کہکے بآواز بلند کہا لا الہ الا اللہ عیسے روح اللہ وہ خالق بے شک وحدہ لاشریک ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکے پیغمبر ہیں یہی میرا عقیدہ ہے بمجرد اس کلام کے صاحب قران اکبر نے فوراً ملک زردهنگ کو چھوڑ دیا بعد اسکے اس شہریار فلک اقتدار نے وہ سلاح و یراق زیب جسم کیے اور لوح کو بدستور دیکر گلے میں پہنا اور شکر کریم کارساز کا درگاہ بے نیاز میں بجا لایا نقابدار نے کہا اے شہریار گردون وقار اسوقت حضور سے ایسی غلطی فاش سرزد ہوئی کہ مدت العمر اسکا رنج و افسوس رہیگا اور مکر و فریب ان شیاطین کا دل سے کبھی نہ بھولیگا خداوند مسبب الاسباب نے بہت بڑا فضل و کرم کیا کہ جلد تر نہایت آسانی سے حضور کامیاب ہو گئے ورنہ سخت مشکل پیش آتی اب بار دگر حضور کو خیال رہے ایسی غفلت و مروت و ہمت کو کام نفرمائیں اے شہریار کامگار اس مکر و فریب سے ان مکاروں کے ملک زردهنگ تک آگاہ نہیں ہے اور نہ اس غلام کو خبر ہے ورنہ اسقدر طول کی نوبت نہ آتی پہلے اسکا تدارک کرلیا جاتا خیر اب تو جو ہونے والا تھا وہ ہوا امر تقدیری تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نقابدار زنادار تم اس وقت خاص میں ہمارے مدد و معاون ہوئے خدائے کریم تمکو جزائے خیر عطا فرمائے واقعی تم نے عجیب کام کیا تمہارا احسان تا بمرگ نہ بھولونگا کہ میرے محسن و مددگار ہو اگر تم ایک لمحہ اور نہ پہونچتے تو غضب ہو جاتا یہ لعین قیامت ہی برپا کر دیتے ایسا اس اسباب کو غیبت و نابود کر دیتے کہ نشان ملنا دشوار ہو جاتا ملنا اسباب کا کیا مگر تمہارا عین وقت پر پہونچ جانا یہ بھی ایک قدرت پروردگار تھی ورنہ تم کہاں اور یہ کار کہاں ایسے معاملات ہمیشہ خارج از قیاس ہوتے ہیں بہرحال ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ان ملعونوں نے کوئی درجہ مکر و فریب کا اٹھا نہیں رکھا مقدرات کو کیا کرے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک نظر تمہارے جمال جہان آرا کی دید سے بھی مسرور ہوں نقابدار نے اسی وقت چہرے سے پردہ نقاب دور کردیا صاحبقران اکبر نے

ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا ہماز عیار نامدار ہی ہی پھر تو دیکھتے ہماز کی صورت کے ہماز کو گلے لگا لیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای ہماز اب تو لشکر کفار مین جانے کا قصد نکر یا ہماز یہ سُن کے ہنسا اور کہا ای شہریار حضور خاطر جمع فرماوین اور سب طرح مطمئن رہین اب معاملہ کفار کا بہت جلد یکسو ہوا چاہتا ہی پھر جب کفار ہی نرہے تو لشکر کفار کجا صاحب قران نے فرمایا اب یہ بتا کہ تجھے اس حال سے کسطرح خبر ہوئی ہماز نے کہا یہان سے چار فرسخ کوہستان ہی اور اُس پہاڑ مین ایک گھاٹی نہایت خوش آب و ہوا واقع ہی اور وہان ایک مرد زاہد قوم بنی جان سے منزل گزین ہی اور نام بھی اُس عارف باللہ کا حق شناس ہی مگر نہین معلوم کس وجہ سے بظاہر دین ابلیس پرستی اختیار کیے ہوے ہی باطن مین مسلمان ہی ای شہریار گردون وقار ایک روز حسب اتفاق مین بارادۂ سیر کے لیے شہر سے نکلا اور سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا وہ مقام نیک انجام نہایت خوش آب و ہوا مجھے معلوم ہوا وہان ایک مکان نہایت خوش قطع و وسیع و بلند تھا غلام اُس مکان مین ایک لحظہ ٹھہر گیا اور بڑی دیر تک اُس درویش خدا رسیدہ سے باتین کرتا رہا اور اُسکے سخنان خوش و تقریر دل آویز سُنکے نہایت خوش ہوا واقعی اُس عارف کی صحبت سے ایسا مین خوش و محظوظ ہوا جسکو مین بیان نہین کر سکتا پس اُس روز سے مین گاہ بگاہ اُس درویش کی صحبت مین جاتا ہون اور اُسکی صحبت سے بہرہ اندوز ہوا کرتا ہون اسی طرح حسب اتفاق ایک روز جو مین گیا مین نے اثناے بحث مین براہ خوش طبعی اُس بزرگ باخدا سے پوچھا کہ ای مرشد تمھارا اسم مبارک کیا ہی طرز کلام سے تمھارے ظاہر ہوتا ہی کہ تم صاحب کشف و کرامات اور روشن ضمیر ہو مگر تعجب کی بات یہ ہی کہ اس طریق ابلیس پرستی کو کیون اختیار کیا ہی اُس طریق باطل مین کون سی ایسی خوبی ہی کہ جسے قبول کر لیا سچ سچ ارشاد فرمایئے اور غلام کو اس راز و اسرار سے آگاہ فرمایئے اُس درویش نے اول میری پیشانی کو بوسہ دیا بعد اسکے کہا ای شخص آگاہ ہو کہ طریق و ملت خدا پرستی ہی حق ہے اور ابلیس راندۂ درگاہ باری و مردود ازلی ہی لیکن طریقۂ باطل مین صرف اشرار و کفار کے خوف سے بظاہر اختیار کیے ہوے ہون تا کہ اب زمانہ فتنہ و شرکا ان کفار کے قریب اختتام ہی عنقریب ختم ہونے والا ہی اور بہت جلد دین اسلام اُس سرزمین پر رائج ہوا چاہتا ہی اور ملک زردھنگ حاکم مرحلۂ چہارم جسکے مین زیر سایۂ حکومت رہتا ہون بار دگر بصدق قلب دائرۂ اسلام مین داخل ہوگا پس ای شہریار اُس درویش باخدا سے یہ کلام سُن کے مین دل مین نہایت خوش ہوا اور اُس درویش روشن ضمیر کے دونون ہاتھون کو آنکھون سے لگایا اور قدم بوس ہوا اور اب بھی صحبت مین اُس درویش کے جاتا ہون اور فیضان صحبت حاصل کرتا ہون بلکہ اسی وجہ سے غلام کو اتنی فرصت نہین ملتی کہ حضور مین حاضر ہوا کرون چنانچہ آج بھی حسب دستور صبح کو مین اُسی واقف اسرار خفی و جلی کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے درویش صاحب سے عرض کی کہ ای مرشد برحق مین نے سنا ہی آج ملک زردھنگ اور طلسم کشا کے باہم جنگ و پیکار قرار پائی ہی دیکھیے کیا صورت ظہور مین آتی ہی اور کیا ہوتا ہی اُس درویش نے کہا ای ہماز آگاہ ہو کہ

کل شب کو عالم واقعہ مین ایک نیا مقدمہ نہایت اندوہناک دیکھنے مین آیا ہی مجھے اُس وقت سے کمال اندیشہ تھا خوب ہوا کہ اسوقت تو یہان آگیا اب میری خاطر جمع ہوئی آگاہ ہو اور خوب بگوش دل اس حقیقت عجیب کو سن مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ چند کفار و اشرار نے جمع ہو کر آپس مین مشورہ کیا ہی کہ مکر و فریب کر کے کسی طرح طلسم کشا سے ہنگامہ جنگ مین اسباب طلسمی لینا چاہیئے ہی وہ وقت دغا کا خاص معرکہ جنگ ہی مین اُسیوقت سے از حد پریشان ہون کہ ایسا ہو اشرار نابکار کام اپنا کر جائین اور طلسم کشا مجبور و درماندہ ہو جاوے ای ہمراز تو جلد جا اور براہ راست کنارہ دریا سے شور پہونچ وہان ایک شخص کو دریا پر کھڑا پائیگا تو اول بحیلہ عیاری اُس شخص سے حال دریافت کر لینا بعدہ جو تدبیر تجھ سے ہو سکے اُسمین کوشش کرنا کسواسطے کہ دیر کرنے کا اب وقت نہین ہی بس ای شہریار عالی وقار مین مجبر دسن نے اس خبر کے نہایت پریشان ہوا اور اسی وقت قدم بڑھا کے بکمال تیزی و سرعت کنارے دریا پہونچا وہان دیکھا واقعی کفران جنی مسلح و مکمل کمال ہوشیاری سے کھڑا ہی جسطرح سے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی اور اُس ملعون کے سامنے ایک دہنہ سرنگ اسقدر کشادہ ہی کہ جسمین سوار مع اسپ چلا جائے اُسوقت اس امر کو دیکھ کے اور زیادہ اندیشہ ناک ہوا میرے خیال مین یہ آیا کہ اسمین کوئی بھید ضرور ہی یقین ہی کہ کوئی معاملہ فریب و دغا کا پیش آوے بس فوراً ایک مضمون دل سے حسب مقدمہ روبکار تراشا اور یہ تمہید بے اصل اسطرح بیان کی کہ ای بندۂ خاص خداوند ابلیس شادباش و ہوشیار باش تجھے خوشخبری دیتا ہون کہ خود خاص خداوند نے فرمایا ہی اے بندۂ خاص جلد اس وقت ہمین سجدہ کر کہ تو نے تیرا سارا کام بنا دیا اور یہ پیام دیا ہی کہ اے کفران بندۂ خاص خداوند جس کام پر تو مقرر ہی اُسکو نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کرنا کہ بڑی جوانمردی کا کام ہی سہل اسکو ہرگز نہ جاننا کہ بعد طی ہونے اس کار اہم کے خداوند تیرے اور تیرے رفقا کے مراتب اور نیز جو شخص طلسم کشا کا عدوے قلبی ہی اسقدر رفیع کریگا کہ اُس سے زیادہ کوئی نہ ہی تبہ نہو گا کفران نے جو یہ مژدۂ مسرت افزا سنا اسقدر خوش ہوا کہ مثل سگ مردہ کے پھول گیا اور مجھ سے پوچھا کہ ای شخص کیا تو فرستادۂ خداوند ابلیس ہی مین نے کہا ہان اُسنے کہا افسوس کہ تو اب آیا جب کام ختم ہو گیا ورنہ تو ہماری چابکدستی و مکاری دیکھتا کہ ہمنے دس روز کے عرصہ مین کسقدر محنت و مشقت کر کے اس سرنگ کو تیار کیا دوسرا اسکا دہانہ دریا کے پار نکالدیا ہی مین نے کہا ای کفران مین تو ایک عرصہ سے فلان کوہ کے دامن مین خداوند ابلیس کی بندگی کرتا ہون اتنی مدت مین آج مجھے خود خداوند نے یہ بشارت دی کہ تو کنارے دریا جلد جا وہان ایک کفران نامی ہمارا بندۂ خاص ہو گا کہ وہ ہمارے کام مین بجان و دل مصروف ہوا اور اُس بندۂ مقبول نے اپنے کام کو بوجہ احسن انجام دیا ہی پس تو پہلے ہماری طرف سے دعا کہنا اور مژدۂ خداوندی سے خوش و محظوظ کرنا اور کہنا کہ اب ہم تجھے اس کام کے عوض مین اپنے پاس بلا لینگے بس ای برادر مجبر دسن نے اس خبر کے مین بے تحاشا وہان سے بھاگ کے یہان آیا اور پیغام خداوندی کو تمھین پہونچایا آگاہ ہو کہ خداوند ابلیس اس تمھاری کارسازی سے ایسا خوش ہی کہ جسکی انتہا نہین جبتک مین وہان رہا بار بار تیرا ہی ذکر کیا بس ای برادر خوشا نصیب تمھارے کہ تم سے خداوند ایسا خوش ہوا ابتک بیان کر

کہ وہ کیا کام ایسا کیا ہو کہ جس سے اس مرتبہ اعلے کو تو پہونچ گیا اور وہ کام تمام ہوگیا یا ابھی کچھ باقی ہو ای برادر جسقدر باقی ہو اُسکو جلد جسطرح سے ممکن ہو انجام دو کسواسطے کہ اب دیر کرنا نہ چاہیے پس ای شہریار پھر تو کفران نے تمام وہ کارستانی بیان کردی یعنے زادان وغیلان وغیرہ کی مکاری جب غلام نے یہ مکاری ہوش ربا سُنی حواس جاتے رہے دلمین کہا ای ہمارا زان مکارون نے تو کام ہی تمام کردیا تھا بس وہان سے چلا اور کہتا تھا بارالہا اب مین کیا علاج اسکا کرون دفعتہً خیال آیا کہ مین تبدیل ہیئت کرون پس چہرے پر نقاب ڈال کے اسپ پری پیکر پر سوار ہوا اور وہتہ نقب پر انتظار مین اُسی کے کرم ولطف کے کھڑا رہا اور قصد کیا کہ جسوقت زادان وغیرہ نمایان ہون اور اُسطرف آتے دیکھون اُسی وقت جیسا مناسب ہو عمل مین لاؤن اب اس کفران کے پاس قیام کرنا مناسب نہین ہو کیونکہ کفران کے پاس لوگ بہت ہین مبادا نوبت کسی طرح کے فساد کی آئے تو اچھا نہوگا آخر وہان سے مین نے گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑدیا اُسی کی تلاش مین کسیقدر دیر ہوئی لیکن شکر ہے اُس رب قدیر کا کہ مقصد بر آیا اور جو ہوا حضور نے خود ہی بچشم خود ملاحظہ فرمایا مسبب الاسباب نے اپنے فضل وکرم سے اُس اشیاے متبرکہ کو دست بردسے اُن نطفۂ شیطان مکارون پر دغا کے محفوظ رکھا ورنہ نہایت ہی سخت مشکل ہوتی صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ہماز واقعی اگر ایک لمحہ اور تو نہ آجاتا تو اُن کافرون نے قیامت برپا کردی تھی۔ زادان وہتہ نقب مین داخل ہوا چاہتا تھا واقعی تو نے عجیب کام کیا یہ احسان تا قیامت ہمپر رہا۔ بعد اسکے زادان کی مشکین خوب مضبوط باندھکر مردان لشکری کے حوالہ کردیا کہ اُس مادر قحبہ سے کسی حال مین غافل نہونا اور قید سخت مین رکھنا زردھنگ جو اول ہی مشرف اسلام ہوچکا تھا وہ ہمراہ رکاب رہا غرض کہ بعد گرفتار ہوجانے زردھنگ کے لشکر لاقوت کا حال بھی ابتر ہوگیا اور لاقوت شاہ بجبر دسلامتہ اس حال کے غیلان وقحفان دونون اپنے رفیق وشفیق کے سامنے زار زار رویا اور اُسی حالت گریہ وزاری مین لشکر نکبت اثر کو حکم جنگ مغلوبہ کا دیا بحجر دشمن نے حکم جنگ مغلوبہ کے وہ لشکر کفار اسلام پر ٹوٹ پڑا ادھر ناچار فوج اسلام بھی مرنے پر آمادہ ہوکے مستعد جنگ ہوئی اس عرصہ مین صاحب قران بھی اسپ خوش رفتار پر سوار مثل ہوا تند کے آن ہی پہونچے اور اُس ہنگامہ کو ملاحظہ فرماکر شمشیر عدو کش دشمن شکار لیکے غضبناک اُن روباہ صفت پر حملہ آور ہوے اور بہادران تہور شعار بھی تلوارین لے کر فوج کفار پر آگرے اُسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی کہ اللہ کی پناہ وہ جنگ مغلوبہ نہ تھی بلکہ ایک ہنگامۂ حشر برپا تھا سواے صداے بزن وبکش کے دوسری آواز نہ آتی تھی ؎

یکے با دم تیغ گردن برید
بگردون برآمد فغان یلان
برون شد زاندازہ بیداد ہا

یکے با سنان جسم وجوشن درید
دو لشکر بیک دیگر آمیختند
بسوق [illegible] فریادہا

یکے گفت گیر و دگر گفت ہان
قیامت زگیتی برانگیختند
غبار زمین بر ہوا راہ بست

عنان سلامت برون شد ز دست
زمین گرد بر تارک و ترک و زین
نم خون بیاسے و برباد گرد
چقماق خنجر بگردون رسید
دگر با سنان جسم جوشن درید
بپایان در آمد چو این داستان

ز سم ستوران دران پهن دشت
زمین آسمان آسمان شد زمین
جگر تاب شد نعرہاے بلند
بیک جوے خون تا بجیحون رسید
[illegible] دگر آسمان
گران شد بگیتی قلم را فغان
سخن را گذر بر قلم بسته گشت

زمین شش شد و آسمان گشت هشت
فرو رفت بهر رفت را نیست ره
نگه گیر شد بالعجب ہے کمند
یکے با دم تیغ گردن بداد
چنین جنگ کس [illegible] اندر جهان
سر آشفته و خاطرم خسته گشت

ادھر ملازمان ملک زروھنگ نے دیکھا کہ آقا وولی نعمت ہمارے صاحب قران گیتی ستان کی رفاقت میں ہیں اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے بمصداق الناس علی دین ملوکہم چہار ہزار ملازم ملک زروھنگ کی خدمت میں پہونچے اور سب جمع ہوگئے اور لشکر لاقوت کا قتل وغارت ہوا بہرام و قہرمان دونوں پہلوان خدا پرست تھے اور اسی وقت کے منتظر تھے اور ہر ساعت خداوند کریم سے دست بدعا تھے کہ ملک زروھنگ کے عقیدہ ونیت صاف و پاک ہوجاوے کہ یہ بکر و فریب سے زادوان وزیر شیطان کے بہاک گیا ہے چنانچہ یہ واقعہ پیش ہوا فوراً یہ دونوں جوان مع اپنے ہمراہیوں کے مثل بلاے بیدرمان کے اُن کفاروں پر آگرے اور اُن اشرار و کفار کو اسقدر مارا کہ خون کے دریا بہا دیے کشتوں کے پشتے لگا دیے رزم گاہ کثرت زخم ہاے کاری سے لالہ زار ہو گیا ہر ایک طرف ایک جوے خون جاری تھی اور سر اُن کفاروں کے بہتے پھرتے تھے قصہ مختصر ایک آن واحد میں دلاوران تہور شعار نے لشکر اعداے دین کو فی النار کر دیا ادھر ہماز عیار طرار نامدار بھی ایک جمعیت خدا پرستوں کی لیے ہوے علیحدہ کفاروں کو جہنم واصل کر رہا تھا کہ وہ عیار عالی وقار حملہ کرتا ہوا قریب وہنہ کران حرام زادوں نے بکر و فریب بنوائی تھی پہونچا کفران نابکار دہنہ اول نقب پر مع اپنے یاران ومسازے کے انتظار میں گھوڑے سے اُتر کر کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے ہمانوہ جو دیکھا پہلے بہت خوش ہوا کہ شاید وہ کام درست ہوگیا ناگاہ ہماز کی صورت پر نظر پڑی کفران نے پوچھا اے ہماز کیا خبر ہے ہماز نے کہا خبر صحیح یہ ہے کہ معشوق ہیں اُس اسباب طلسمی کے جسکا تو انتظار کر رہا ہے ملک الموت تیری روح نجس قبض کرنے کو آ پہونچا کفران نے کہا اے شخص میں اس سخن کو نہیں سمجھا مفصل بیان کر کہ عزرائیل کس طرح سے یہاں پہونچا اور وہ کس قلعہ کا شخص ہے اور کس واسطے یہاں آیا ہے ہماز نے کہا او گیدی وہی تقریب ہے کہ جو تو نے اُسوقت ہماز کے سامنے بیان کی تھی اور اگر شکل ملک الموت دیکھنا چاہتا ہے تو مجھکو دیکھ لے کہ میری ویسی خونخوار صورت ہے کچھ فرق نہیں ہے اور زیادہ اس سے بھی خبر یہ ہے کہ زادوان و غیلان و قہرمان تینوں نطفہ شیطان کی اجل آگئی تو کس شمار میں ہے آخر تو بھی انھیں حرام زادوں کا شفیق و رفیق و مساز و دغاباز ہے تیری اجل اس سے پہلے چاہیے ہے کہ آوے او کفران

موافق دیلاد کوئی خبر تیرے پاس بھی پہونچی ضرور ہی اُسکے عوض مین اجل ہی پہونچی خوش ہو کہ اب تو اپنے خداوند ابلیس کی
خدمت مین پہونچے گا بعد اسکے بہمارز نے اُس گبر رانده درگاه لم یزل کو فرصت جواب سخن نہ دی اور موافق وعدے اپنے کے
ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین دو ٹکڑے کیا اور دوسری ضرب شمشیر خون چکان مین صفران شیطان کو کہ کفران کا شریک
وہمدم تھا اُسکو بھی داخل جہنم کیا بعد اسکے اندر سرنگ کے پہونچا اور کل مردان متعینہ نقب کو باندھکے آیا اور لشکر مین صاحبقران کے
کے بھجوا دیا اور صفران جنی کہ وہ دوسرے دہنہ نقب پر مامور تھا وہ ملعون اس غلغلہ زن و بگیر کو سنکے بدحواس پریشان حال
ہوا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے جو حال تھا بیان کیا اس حال وحشت ناک کو سنکے وہ لعین دریا مین گرا
اور لقمۂ ماہیان دریا ہوا بعد فراغ اس معرکے کے بہمارز نامدار معرکۂ جدال وقتال مین پہونچا اور شریک غازیان اسلام کا ہو
جنگ مردانہ و دلیرانہ کرتا رہا آخر لشکریان لاقوت شاہ تاب ضرب غازیان لشکر اسلام نہ لا سکے بعد کشتہ و مجروح ہونے کے
بقیۃ السیف پراگندہ حواس ہوکر قلات جبال کی طرف فرار ہوگئے اور گھاٹیون مین پہاڑ کی پناه لی ادہر غیلان و قحفان
دونون مکار لاقوت شاہ کے برابر موجود تھے ان دونون نے لاقوت شاہ سے کہا اے شاہ سیہ بخت و بدنصیب یہ رنگ کیا
تجھے سوجھتا نہین خواب غفلت سے چونک اور ملک الموت کو بچشم کور دیکھ او گیدی اب تو کس بھروسے پر ہی اور کس بات کا
منتظر ہی اقبال اب مبدل بادبار ہوگیا او غافل و مدہوش تو کھڑا کیا تماشا دیکھ رہا ہی لاقوت شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور
کہا اے برادران چارہ ساز و یاران دمساز اب مین کیا کرون مجھے تو کچھ بن نہین پڑتا کوئی جا اس سرزمین طلسم مین ایسی باقی نہین
رہی کہ جہان جا کر دو چار ساعت بھی دم لون یاروا اب مجھے تو بجز مرگ و ہلاکت کے اور کوئی صورت نجات نظر نہین آتی مگر ہان
اس کفتکاری سے اپنے ہاتھ سے جان دیدینا نہایت خوب بات ہی غیلان و قحفان نے کہا اے لاقوت شاہ خودکشی
حرام موت ہی اور محض نامردی ہی اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہوگا ہماری یہ راے ہی کہ بیابان طلسم یہان سے قریب ہی
ہم تم سب اس بیابان مین چل کے پناہ لین ہرچند کہ وہ بیابان طلسم بھی پرازخوف و خطر ہی اور آفت و مصیبت سے خالی
نہین پھر وہان بھی ضرور ہی کہ کوئی بلاے سخت و دشوار مین مبتلا ہوجائین مگر اس مرگ سے تو بہتر ہی کہ یہان تو دشمنان ابلیس کے
ہاتھون سے مارے پاپوشون کے سر کا بھیجا نکل جائیگا اس ذلت و خواری سے قتل ہونا اور دیدہ و دانستہ اپنے کو تہلکہ مین
ڈالدینا نہایت نادانی ہی اے لاقوت تو بادشاہ باطن طلسم ہی شاید وہان کی رعایا تیری پاسداری کرے اور حاکم ہوجاوے
تو کیا بعید ہی ہمارے نزدیک تو یہی امر قرین مصلحت ہی لاقوت شاہ کو اُن بیدینون کی راے پسند آئی آخرالامر وہ گیدی
رات کے وقت فرصت پاکر اُن دونون حرامزادون کو ساتھ لیے جنگاہ سے بے تحاشا بھاگتا ہوا بیابان طلسم مین پہونچا تمام شب
اُس بیابان پرہول و خوفناک مین حیران و سرگردان پھرا کیا دوسرے روز بھی وہ تینون کمبخت باحال پریشان صحرانوردی و
بادیہ پیمائی مین بسر کرتے رہے تھوڑا دن باقی تھا کہ قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچے چونکہ وہان درختان سرسبز تھے لہذا ایک ساعت
آرام کیا اور اُس نہر سے پانی پیا اور بدستور روانہ ہوگئے شام کو تشنہ و گرسنہ حیران و پریشان اپنے نصیبون کو روتے پھر کو

بیٹھتے ابلیس پر لعنت ملامت کرتے ایک مقام پر پہونچے سامنے ایک کوہ عالی شان نہایت بلند آسمان سے باتین کرتا نظر آیا جسکا طول وعرض کا حساب سوائے عالم الغیب کے اور کوئی نہین جان سکتا اور چارون طرف اُس کوہ عالی شان کے کان طلا و نقرہ خوب جمکتی نظر آئی اور ہزارون مزدور اُس کان کو سرگرمی سے کھود رہے تھے اور سونا چاندی اُس کان سے نکال رہے تھے اور ایک شخص بزرگ کرسی زرنگار پر بیٹھا حکومتانہ کچھ کہتا جاتا ہی اور اُن مزدورون پر حکمرانی کرتا ہی اور ملازم وخدمتی گرد وپیش اُسکی کرسی کے دست بستہ کھڑے ہین جسوقت تینون نابکار ذلیل وخوار پہونچے گھوڑے تو پہلے ہی مر چکے تھے یہ تیرہ درون پیادہ یا عجیب ہیئت سے تھے ناگاہ اُن ملازمون نے انکو دیکھا کہ تین شخص روسیاہ بحال خراب دور کھڑے ہین وہ ملازم حسب قاعدہ انکے پاس آئے اور گفت وشنید کے بعد اُن تینون کی گردن مین ہاتھ دیکر اُس کرسی نشین کے پاس لیگئے اُس مرد کرسی نشین نے فرمایا ای قرمساقو تم کون ہو اور یہان کسطرح آئے اُن لعینون نے کہا ای شخص ہم برگشتہ تقدیر اپنی شور بختی سے یہان آگئے خداوند ابلیس نے ہمین یہانتک پہونچایا اس مرد نیک نام فرمانے کہا معلوم ہوتا ہی تم سب ابلیس پرست ہو لاقوت شاہ نے کہا ای شخص ابلیس پرست کیا معنی ہماری جان تک نام ابلیس پر فدا ہی مگر ہم آفات زمانۂ غدار اور کجروی فلک کجرفتار سے اپنی دولت وحشمت اور تاج وتخت کو چھوڑکر اس ذلت وخواری مین گرفتار ہین یعنی اپنا دشمن ابلیس کے ہاتھ سے جو اپنے کو طلسم کشا کے لقب سے مشہور کیے ہوئے ہی ہزیمت خوردہ حیران وپریشان اس سرزمین طلسم مین واسطے پناہ کے آئے ہین لیکن باینہمہ اب بھی ہم سب طرح ابلیس ہی کی عنایت ومہربانی کے امیدوار ہین کہ ہمکو ہر طرح ابلیس کی ذات سے امید وتوقع عطا وکرم ہی اور ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ تا حیات مستعارہ ہمارے دو دن مین فضیحت ہمکو بخوبی حاصل ہوگی لیکن بعد مرگ خداوند ابلیس مرتبہ بلند ہمین عطا فرمائیگا یعنی جب دوبارہ خلق ہونگے تو ضرور عالم کائنات مین یزدان پرستون پر حکمرانی کرینگے اور اپنا انتقام بھی ضرور لینگے اُس شخص کرسی نشین نے اس تقریر بے اصل کو سنکے کہا کور چشم وسیہ درون لب زبان کو روک زیادہ دماغ خراشی وبدگوئی نہ کر ہمکو معلوم ہوا کہ تم سب بچہ شیطان وبندہ ابلیس راندۂ درگاہ رب قدیر ہو بہر صورت تم لوگ قابل قتل ہو بعد ازان اُس مرد نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ان کافرون کو لیجاؤ اور مزدورون کے غول مین داخل کرو مگر یہ ایک مرد کہ بڑا ہر بلبہ مرتبہ معلوم ہوتا ہی اسکو کار فرما کردینا یعنی یہ جو دونون اسکے رفیق طریق ہین انکو دو ٹوکریان دو کہ یہ مرد کے اپنے رفقا سے یہ طلا ونقرہ اٹھوا کر سرون پر لیجائین اور یہ کید ہی اُن دونون پر تاکید وتہدید کرے اور ہر روز حسب دستور یہان کی کارفرمائی کے طور سے کام لیتا رہے اور اگر یہ مردود اُن کسی وقت تمھارے خلاف کوئی کام کرے تو تم خوب جوتی اور پاپوش وچماق سے ٹھیک کردینا تاکہ اسکا سارا نخوت وغرور سرداری ناک سے نکلجائے۔ الغرض لاقوت شاہ نابکار اُن دونون اپنے رفیقون پر اپنی حکومت جاری کیے ہوئے تھا اور جس وقت ان دونون مین کوئی کاہلی وسستی کرتا تھا اُسوقت پاپوش کاری وجوتے کاری ہوتی تھی ہر روز صبح سے تا شام حسب ضابطہ وہان کے کام لیا جاتا تھا اور جب کام انجام پاجاتا تھا تو ایک ایک نان خمیری

جو کی اور ایک ایک کوزہ پانی اُن دونون کو ملتا تھا اور ایک رکابی مین حلوا وغیرہ اس گیدی کے واسطے ہر روز مقرر تھا
تاکہ یہ بندہ خاص ابلیس زہر مار کیا کرے لیکن ایک شرط مزدوری مین یہ بھی داخل تھی کہ وہ دونون نابکار ہر روز چھ چھ
ٹوکرے مس طلا و نقرہ سے لیکے ٹکسال مین ہر روز پہونچایا کرین قصہ کوتاہ جب اُن نابکارون نے مردک ہی نشین کے
احکام بگوش ہوش سنے اور معلوم ہوا کہ اس کوہ کی کان سے ٹکسال تک جہان وہ سیم و زر پہونچانا ہوگا چند فرسخ
کا فاصلہ ہے پس روز کی مشقت و باربرداری سے گھبرائے لیکن بجز سکوت کے کیا کر سکتے تھے آخر جبراً و قہراً وہ بہ مشقت
و مسافت گوارا کی کس واسطے کہ وہان چارہ کار ہی کیا تھا نہ قبول کرتے تو کیا کرتے لاقوت شاہ نے کسی قدر ظاہر و انکار
بھی کیا اُس پر اُن نابکارون نے خوب گفتکاری کی آخر لاقوت پاپوش کھا کے چپ ہو گیا پھر دوبارہ منھ سے کچھ نہ نکل سکا
اور اپنا اس برگشتگی طالع اور بدبختی پر خوب رویا اور اپنے اوپر ہزارہا نفرین کی اور بس اپنی عقل اور کوتہ اندیشی پر
نہایت افسوس کیا اور کہا دانستہ اپنے کو اس بلاے طلسمی مین گرفتار کرایا اور زندہ درگور ہوے اور کہا اے لاقوت
لعنت ہے تیری ابلیس پرستی پر اور ابلیس کے باپ پر کہ اس مردود نے اپنے ایسے بندہ خاص کو اس بلاے بے درمان
مین پھنسا دیا اور اب بجز صبر و شکر کے کوئی چارہ نہین ہے قصہ کوتاہ وہ دونون ملعون غیلان و قحفان ہر روز چھ ٹوکرے
طلا و نقرہ کے اس کان سے کہ فی ٹوکرہ ایک ایک من پختہ کا ہوتا تھا لیکر ٹکسال مین پہونچاتے تھے اور وہان دینار
سرخ و سفید جنکے انبار ہوتے جاتے تھے اس عرصے مین دو ایک بار غیلان و قحفان نے کام مین سستی کی لاقوت نے
بخیال اپنے سرشتہ کے دونون کو دھمکایا اور کہا یارو کار و بار معینہ مین کاہلی نہ کرو ورنہ مین مجبور ہون اگر مجھ سے اس
تمھاری کاہلی سے گفتکاری ہوئی تو مین پھر تم دونون کو جوتے کے تلے رکھ لونگا اور پھر مطلق لحاظ و مروت نہین کرنیکا
وہ دونون لاقوت شاہ کی تنبیہ کو مطلق خیال مین نہ لائے آخر موکلان بالادست نے جو کہ نگران کار رکھے تھے لاقوت شاہ
پر خوب گفتکاری کی اور گوشمالی بھی قرار واقعی کی۔ لاقوت شاہ بیچارے نے مجبور ہوکر اُن دونون شیطانون کو حسب دلخواہ
خوب گفتکاری کی اور سمجھا دیا اور کہا کہ تم برا نہ ماننا آخر ان ملعونون نے بھی اُس گفتکاری سے رونا شروع کیا اور ابلیس
علیہ اللعن کو دو دو ہزار گالیان سنائین جب وہ غم و غصہ لاقوت کم ہوا بکمال عجز و انکساری پیش آیا اور خوشامد
و چاپلوسی کرنے لگا اور توبہ بھی درگاہ ابلیس مین کی اور سجدہ بھی کیے۔ الغرض ان لعینون کا حال یہ ہے کہ کبھی تو بہت دنون
و بدآئین ابلیس کو کہتے ہین کہ خداوند ہمسے غافل ہوگیا ہے ہماری نہین سنتا اُسکی قدرت خداوندی جاتی رہی اور بعض
وقت یہ خیال کرتے ہین کہ ابلیس اس ہماری غفلت کے عوض ہمین مرتبہ عظیم اور منصب بزرگ بار دیگر پیدا کرکے عطا
فرمائیگا چنانچہ لاقوت شاہ گیدی اسی امید موہوم پر توبہ کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور پہرون تصور مین ابلیس کے ہاتھ جوڑے
چپکا ایک پیر سے کھڑا رہتا ہے گویا طریقہ توبہ اسطرح اختیار کیا ہے

اب راوی بالفعل ان نابکارون کو آفات طلسم یعنی محنت و مشقت و مزدوری مین رکھتا ہے اور

دو کلمے احوال فرخ مآل صاحب قران اکبر والاشان وعالی گوہر کے گذارش کرتا ہے

نظم

ہر نظر میں کیں گل رعنا کا لب عناب سا | بہ رہا ہے آج آنکھوں سے مری خوناب سا
روتے روتے کیا جگر میں نم نہیں باقی رہا | دل تڑپتا ہے پڑا ہوا ماہی بے آب سا
عشق میں اس مہروش کے یہ بھی ہو گیا بے قرار | ماہ آتا ہے نظر کچھ یار کا مہتاب سا
عہد پیری میں جوانی کے کہاں وہ ولولے | رہ گیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا
صبر کا جامہ ہو مثل کتاں کیوں چاک چاک | جب عیاں ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا
خاک سی جھڑنے لگی قصر بدن کہنہ ہوا | تھا جو قد مثل ستون وہ ہو گیا محراب سا
باغ جنت میں ہر اک شی پائینگے بے جستجو | عالم عقبیٰ نہیں ہے عالم اسباب سا
دونوں مہر و مہ کبھی پنہاں کبھی ہیں آشکار | چرخ میں ہر رات دن پیدا سماں دولاب سا
مدح کب بندے سے ہو ایسے وحید عصر کی | چشم گردوں نے کبھی دیکھا نہیں ہے آپ سا

تاجداران مملکت سخن و مدبران سلطنت ہنر و فن اس وادی میں اسطرح جلوہ گری کرتے ہیں کہ بوقت لاقوت شاہ نابکار مع اشرار و کفار اس ہنگامۂ گیر و دار سے شبا شب بے سر و پا فرار ہو کر بیابان طلسم میں پہونچا اور تمام لشکر جنگگاہ میں اسکے حال سے خبر پا کے ہر چہار طرف نگران ہوا اور قلب لشکر میں اسکا پتہ نہ پایا تمام دلیران لشکر نے دل و مایوس ہو گئے اور ہر طرف منتشر و پراگندہ ہو گئے اور اکثر افسران فوج معرض ہلاکت میں آ گئے اور بقیۃ السیف نے اسکے دار الامان طلب کی صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ امان اس شرط پر منحصر ہے کہ جو شخص از کہ تا مہ بخوشی دل دولت اسلام قبول کرے اور فکر معیشت و غم حشر سے فارغ البال ہو جائے ورنہ طعمۂ شمشیر غازیان اسلام ہوگا پس بقیہ مردان باقیماندہ مجبوران ذی رتبہ زیر سایۂ علم صاحبقرانی آکر جمع ہو گئے اور پھر بصدق دل و صفائی قلب دین اسلام کو قبول کیا ملک زرنگار نے بعد فارغ ہونے جنگ و جدل اور جسم پیش شدہ کے شہر زرنگار اور قلعہ اسکو کیچ کو از سر نو خس و خاشاک سے پاک و صاف کرکے آئینہ بند کیا اور نہایت آراستہ و پیراستہ کیا بعد فراغ آرایش و زینت تمام شہر اور عمارات شہر کے حضرت صاحب قران اکبر فلک قدر کو نہایت تجمل شاہانہ و حشم خسروانہ سے ہمراہ لیکر اندرون شہر روانہ ہوا صاحب قران اکبر وہاں کی تزئین شہر سے نہایت درجہ محظوظ ہوئے جب محل خاص کے در دولت پر سواری پہونچی عمارات شاہی کے سامنے جو کہ میدان تھا آتشبازی کی لاکھ روپیہ کی نہایت خوبی و صنعت کی آتشبازی نصب تھی ایکبارگی آتشبازوں نے آگ دی اور چرخیاں اور چکر وغیرہ چھوٹنے لگے اور توپیں سلامی کی سر ہونے لگیں زیر آسمان اور ایک آسمان دھوئیں کا چھا گیا زمین صداے اتواپ سے لرز گئی مردمان شہر کو زلزلہ کا گمان ہوا چراغان و مہتاب کی روشنی سے پانچ کوس تک وہ رات مثل دن کے ہو گئی گلی کوچے میں ہر دکان کے

۴۰
۳

سامنے نگیرے کار چوبی نصب تھے جنکی چوبین گنگا جمنی تھین بادلے کی جھالر تھی بعد اسکے محل خاص مین تشریف لیگئے خواتین محل نے زر و جواہر کے خوان نثار کیے اور سامان عیش و نشاط موجود ہوا اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت کی بعد اسکے ملک زردھنگ نے از سر نو شہر کو اسلام آباد کیا تمام بتخانے منہدم کرا دیے اور اُنکے مقام پر مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئین جب صاحب قران اکبر نے دعوت و مہمانی سے فرصت پائی اور تخت جہانبانی پر جلوہ افروز ہوے ہماز عیار نے زادان امیر کو مع بعضے اشرار اور نقب زن وغیرہ کے بارگاہ معلے مین حاضر کیا صاحب قران اکبر نے اُن اشرار کفار کو اسلام کی ہدایت و تلقین کی مگر کسی کے دل پر اثر نہوا اور سیاہی کفر نے تمام خانۂ دل کو اپنا گھر کر لیا

شعر

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

صاحب قران اکبر کی کوئی ہدایت اُن سیاہ قلبون پر موثر نہوئی بلکہ اُسکے جواب مین یہ کہا کہ اے طلسم کشا در اصل امور است اتفاقیہ مین کچھ چارہ نہین ایسے ایسے سوانح اکثر ہوا کرتے ہین مگر جو معاملہ اسوقت ظہور مین آیا ہے یہ حسب رائے خداوند ابلیس کے ہوا ہے بہرحال ہم اسیر رضا مند و شاکر ہین اور خداوندی کے لطف و کرم سے ہر وقت و ہر دم امیدوار رہتے ہین ہمکو یقین واثق ہے کہ خداوند بعد ہمارے مرنے کے ضرور مراتب بلند عطا فرمائیگا لہذا ہمکو اسوقت کی مرگ بخوشی دل قبول و منظور ہے صاحب قران اکبر نے جب زادان سپہ دروں کی یہ تقریر سُنی نہایت برہم ہوا اور اُن نابکارون کو بعذاب سخت ہلاک کیا بعد اسکے سیگون وغیرہ سے پوچھا کہ اب کیا رائے ہے ہم کیا تدبیر کرین اور کس امر کو عمل مین لائین سیگون دلاور ہر چند کہ مجروح بشدت ہو گیا تھا اور اندمال زخم کی کبھی نوبت نہ آئی تھی مگر جرأت و ہمت صاحب قران اکبر سے اور فتحیابی سے اُن کفار بد کردار پر ایسا خوش و محظوظ ہوا کہ اپنے جراحت کی تکلیف بالکل بھول گیا اور عرض کی اے شہریار کامگار میری رائے تو یہ ہے کہ جو دو مختصر مراحل طلسم یعنے مرحلۂ سوم و چہارم باقی ہین اب حضور انھین دونون طلسم کے فتح کا قصد فرمائیں یقیناً یہ دونون طلسم متصل واقع ہین بلکہ ایک طلسم دوسرے طلسم سے لبستہ ہے اور ایک ہی طلسم سے راہ دوسرے کی بھی ہے پس یہ دونون طلسم ساتھ ہی باطل ہو جائینگے آئندہ حضور خود صاحب لوح اور کاشف اسرار ہین آپکو معلوم ہو جائیگا آپ لوح ہادی طریق سے دریافت فرمائین جسطرح لوح حکم دے اسطرح کاربند ہون - القصہ صاحب قران اکبر گردون قدر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا - لوح نے اس عبارت کو معائنہ کرایا کہ اے شہریار کامگار جسوقت تم مرحلہ چہارم مین پہونچوگے وہان ایک جنگ عظیم برپا ہوگی لا قوت شاہ نامحرام سے یہ واقعہ ہوگا اور اُسی ہنگامۂ جنگ مین اشرار دشیاطین کتنے بمکر و فریب پیش آئینگے لیکن بفضل رب قدیر انجام کار بہتر ہوگا اور آپ مظفر و منصور ہونگے بعد اسکے وہ بادشاہ مغلوب ہزیمت خوردہ تمھاری ضرب شمشیر جہانگیر کے خوف و ہراس سے مع اپنے لشکر کے بھاگ جائیگا اور پھر بیابان طلسم مین داخل ہوگا اور آفات طلسم مین ایک مدت تک مبتلا رہیگا اور حاکم مرحلۂ چہارم ملک زردھنگ بار دگر اسلام قبول کریگا اور

آپ کے مخلصان و خیرخواہان خاص سے ہوگا جب اس ہنگامۂ جنگ و فساد سے بالکل خاطر جمع اور اطمینان کلی ہوجاوے
پھر تم طلسم مین جانا اور دونون مراحل طلسم کو باہمدیگر ایک ہی دفع باطل فرما کر اپنے خزانۂ امانتی وغیرہ کو لیکر اپنے قبضہ مین
لانا کہ ایک مدت سے خاص تمھارے واسطے یہان امانت رکھا ہوا ہی اے شہریار گردون وقار مطلان طلسم کا یہ طریقہ ہی کہ تم
بوقت سحر شہر زرنگار سے براہ راست کنارے دریاے شور کے جانا وہان سے کنارے کنارے دریا کے چلے جانا بعد
تھوڑی دیر کے ایک چھوٹی سی آبادی مین پہونچوگے اور باہر اس گانون کے ایک اندارہ ہی پانی اسکا نہایت شیرین و
سرد اور خوشگوار ہی اس گانون کی عورتین گھڑے مٹی اور تانبے اور پیتل کے سر پر رکھے پانی کے واسطے آتی ہین تم ان عورتون
کے غول مین چلے جانا اور دیکھنا کہ ایک عورت ان عورتون مین خورد سال نہایت شکیلہ و جمیلہ لاغر اندام سرو قد پوشاک
پر تکلف پہنے موجود ہوگی اور ایک گھڑا بھی سر پر اسکے ہوگا اور وہ گھڑا پیتل کا نقشی ہوگا جب وہ نازنین تمھسے ملی طلب ہو
تم اس سے کہنا اے نازنین ماہ جبین تو اس گھڑے کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال وہ تمکو جواب دیگی کہ اے شخص ہرچند کہ یہ گھڑا فروختنی
ہوگا لیکن قیمت اسکی مجھے معلوم نہین میری مادر ضعیفہ کو معلوم ہی تم جا کر قیمت اُس سے دریافت کرلو اے شہریار جب وہ نازنین
پانی لیکے کنوین سے اپنے گھر کو جاوے تم بھی اسی کے ساتھ اسکے گھر جانا اسکے گھر مین ایک بڑھیا ہوگی وہ اس نازنین
کی مادر ضعیفہ ہی تم اس پیر زال سے اس گھڑے کی قیمت دریافت کرلینا جس قیمت پر وہ راضی ہو تم بلا تکلف اس گھڑے
کو خرید لینا بعد اسکے اپنی پوشاک و سلاح اس گھڑے مین رکھ لینا اس گھڑے مین بقدرت خدا ایسی گنجایش ہوجائیگی کہ
تمام اسباب تمھارا اس گھڑے مین آجائیگا فقط ایک نیزہ باقی رہیگا اس نیزہ کو تم ہاتھ مین لے لینا اور پھر اسی دریا کے
کنارے چلے آنا اور اس گھڑے کو مع اس اسباب کے دریا مین ڈالدینا اور تم خود اس گھڑے پر سوار ہوجانا کہنا اے
سبوے حکمت مجھے جزیرہ قصبیہ مین پہونچا دے وہ سبوے طلسم مثل کشتی سبک کے نہایت تیز و تند روان ہوجائیگا
راہ مین ایک نہنگ بحر فنا با صورت مہیب نہایت شورش و ہنگامہ کرتا ہوا تمھارے سد راہ ہوگا تم بضرب نیزہ دو سر
اس موذی کا کام تمام کردینا اور کسی طرح خوف دل مین نہ لانا کہ وہ جانور نیرنجات طلسم سے ایک شعبدہ ہی جس وقت
تم جزیرہ قصبیہ مین پہونچو اور کوئی امر اہم و دشوار پیش آوے لوح ہادی طریق سے مشورہ لیکے اسپر عمل کرنا ورنہ معرض خطر
مین آجاوگے خبردار بہت سمجھ بوجھ کے کام کرنا اب مخفیات کو دخل نہ دینا والسلام قصہ کوتاہ جب صاحبقران اکبر
کنارے دریاے مذکور کے پہونچے اس نازنین کے ساتھ روانہ ہوے اور اسکی مادر ضعیفہ سے وہ سبوے برنجی
لینا چاہا اور قیمت دریافت کی اس بڑھیا نے کہا اے شہریار اس سبو کی قیمت کچھ بہت نہین ہی شہزادے نے پوچھا
آخر کیا ہی بیان کرو بڑھیا نے کہا شہر زرنگار کی عمدہ محلداری اس سبو کی قیمت ہی لہذا صاحب لوح بیضا ہو اس عہدہ
کو میری دختر بلند اختر کے نام بنام قرار دو اور سبو کو لیجاؤ اسواسطے کہ تم صاحب لوح بیضا اور فاتح طلسم ہو تمھارا حکم ناطق
کائنات طلسم مین ہر ایک جا جاری ہی دوسری یہ شرط ہی کہ میری دختر ناکتخدا ہی کسی ایسے جوان صالح کے ساتھ عقد کردینا

کہ جو حسب و نسب مین عمدہ ہو صاحب قران اکبر نے اُن سب شرطون کو بڑھیا کی منظور فرمایا بلکہ ایک نوشتہ مہری بدستخط
خاص بڑھیا کو لکھکے حوالے کر دیا اور زر مالی بھی اطمینان اُسکا کر دیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالیٰ بعد اُس
مراحل طلسم کے تمھاری دختر کا کام کہ کار خیر ہی حسب دلخواہ انجام دینگے اُس بڑھیا نے وہ سبوے برنجی حوالہ صاحبقران اکبر
کے کر دیا صاحب قران اکبر وہ گھڑا لیکے کنارہ دریا تشریف لائے دیکھا دریا مین ایک جوش و خروش عظیم برپا ہی ہر ایک
موج دریا سے آسمان پر جاتی ہی اور ہزارون نہنگ و گھڑیال اور سوس وغیرہ جانوران دریائی و آدم خوار پانی سے سر نکالے
ہوے صاحب قران اکبر کو بنظر غضب دیکھ رہے ہین۔ الغرض صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح سلاح اور
پوشاک جسم مبارک کو مع دیگر اسباب کے گھڑے مین رکھا اور گھڑے کو دریا مین ڈالا اور خود بدولت و اقبال سوار سبو
اور کہا اے سبوے حکمت مجھے جزیرۂ نصیبیہ مین پہونچادے بس بمجرد کہنے اس کلمہ کے وہ گھڑا مثل کا فوراً مثل کشتی کے
ہو گیا اور نہایت تند و تیز روانہ ہوا شاہزادۂ والا جاہ اُن جانوران آبی کی صورت و اشکال خوفناک کو دیکھکر ہر دفعہ دل مین
کہتا تھا سبحان اللہ بانیان طلسم نے عجب طرح کی راہ طلسم کی مقرر کی ہی ہر چند مین نے اور بھی مراحل فتح کیے ہین یہ
طریقہ عجیب و طرز نو درپیش نہین ہوا کہ ایسے دریاے قہار موج زن مین شناوری کرتا ہوا طلسم مین گیا ہون اور نہ اسقدر
جانوران آبی دیکھنے مین آئے اور لطف یہ ہی کہ وہ سب جانور بھی سرگرم جنگ ہین۔ اللّٰھم احفظنا من کل البلاء
لیکن ہدایت لوح اسی طرح ہے کیا کیا جاے مجبور و ناچار دل سے یہ باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے آخرکار صاحب قران اکبر
بحالت بیم و امید اُن جانوران دریائی کا تماشا دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے اور وہ جانور ہر چند چاہتے تھے کہ صاحبقران
اکبر کو ایذا پہونچائین لیکن ببرکت لوح وغیرہ اُن جانورون سے کسی طرح کا آسیب صاحب قران اکبر کو نہ پہونچتا تھا بلکہ اُس
سبوے طلسمی تک مجال نہ تھی کہ قریب آ سکے سر نکالے دور ہی سے تکا کرتے تھے اور ڈرا رہے تھے چار ساعت کے بعد ایک
دابۃ الفہر یعنی مگر سرخ رنگ کا نہایت ہی زبردست و مہیب چاہتا تھا کہ ایک بارگی اُس کشتی سبو کے نگلجاے صاحب قران اکبر
نے نہایت سبکی سے اور چابکدستی سے بسم اللہ کہکے ایک نیزۂ جان ستان اس زور و قوت صاحبقرانی سے اُس
سوفری آبی کو مارا کہ کام و دہن اُسکا چھد گیا اور نیزہ گردن سے پار نکل گیا اُس جانور خونخوار کو اُٹھا لیا اور دور پھینکدیا اور
نیزہ کو کھینچ لیا بس وہ جانور دریا مین غرق ہو گیا ایک طوفان اس زور سے شور شدید اُٹھا کہ سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا
صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد لوح طلسم اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اُس وقت سیاہی و تاریکی مین ہر چہار طرف سے
آوازہاے ہولناک و عجیب و غریب آنے لگی صاحب قران اکبر وہ آوازین کہ جنکے سننے سے انسان کا زہرہ آب ہو جاے سنتے
تھے اور سکوت مین بہتے چلے جاتے تھے اور کبھی معلوم ہوتا تھا کوئی اسطرح سے کہتا ہی کہ اے فلان آگاہ ہو اس آدم زاد [illegible]
کے نزدیک کچھ مشکل نہین ہی کہ اسنے کس آسانی سے تمساح جادو کو ہلاک کر ڈالا اور اسکی [illegible] خواہش ہی کہ یہان سے صاف
و پاک نکلجائے تم جلد پہونچو اور اس آدم زاد ضعیف البنیاد کو زندہ و سلامت نہ جانے دینا ہر چند یہ آوازہاے خوفناک پرہول

چارون طرف سے آتی تھین لیکن کوئی صاحب آواز معلوم نہوتا تھا بعد ایک ساعت کامل کے وہ طوفان رفع دفع ہوا اور تاریکی
جاتی رہی روشنی ظاہر ہوئی سبوے حکمت جزیرۂ قصبیہ مین پہونچ گیا اور ایک جا پر صاحب قران اکبر اُس مرکب بحری سے
اُترے اور اُس گھڑے کو کنارے دریا کے بجاے مرکب قائم کردیا بعد اسکے خود بدولت تنہا اُس جزیرے مین داخل ہوے اور سیر
کرتے ہوے چلے جاتے تھے وہ جزیرہ بسبب خوبی آب و ہوا اور سرسبزی و شادابی کے کہ نمونۂ فردوس تھا جمیع درختان پر میوہ ہاے
تحفہ و عمدہ روئیدہ تھے اور گل و غنچہ سمن و یاسمن اور گلاب وغیرہ انواع و اقسام کے کوسون تک تھے جسکی خوشبو سے دل و
دماغ معطر ہوا جاتا تھا صاحب قران اکبر فلک قدر بھوکے بہت تھے کچھ میوہ نوش فرمایا تھا اور پانی چشمہ کا نہایت شیرین و
تحفہ نوش کیا ایک ساعت دم لیا تسکین خاطر ہوئی بعد اسکے وضو کیا اور عبادت پروردگار مین مشغول ہوے بعد فراغت
پھر لوح کا مطالعہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار یہان درختون کو خوب غور سے مع شاخ و برگ و گل
دیکھو جب ایسا درخت کہ جسکی شاخین مثل طلاے احمر کے چمکتی معلوم ہون اور ایک افعی سیاہ شاخ درخت مین لپٹا ہوا دیکھو
تم اُس اژدہے کو بضرب تیر جان ستان ہلاک کرنا اور اُسی شاخ گندہ کو جو کہ اندر سے خالی مثل نے کے بقدر ایک گز کے
سوراخ رکھتی ہو اُس درخت سے لینا اور پھر کنارہ دریا کے جہان کہ وہ مرکب سواری ہو چلے آنا بعدہ پھر اسم بزرگ کو پڑھنا اور اُس
گھڑے کو دریا مین ڈال دینا وہ بمجرد گرنے کے دریا مین نظر سے غائب ہو جائیگا بعد اسکے ایک ساعت کے بعد وہ گھڑا ایسی
ایک کشتی مع ملاح بنکے نہایت خوبصورت و آراستہ و پیراستہ آئیگا اور تمام سامان ہوگا نہ اُس کشتی مین موجود ہوگا وہ ملاح
بنظر قہر و غضب تمکو دیکھیگا مگر اے صاحب قران اکبر تم اس امر کا کچھ خیال نہ کرنا چپکے بیٹھے رہنا بعد اسکے اس گھڑے کو لیکر
اُس کشتی مین سوار ہونا اور ملاح اُس کشتی کو کھول دیگا بعد اسکے تم یہ کام کرنا کہ ہر دفعہ پانی اُس دریا کا گھڑے مین بھرنا اور
اُسی جا پر وہی پانی گرا دینا اور خوب خیال کرنا جس مقام پر وہ پانی دریا کا برنگ طلاے احمر ہو جاوے اُسوقت تم اُس شاخ کو
جسطرف کہ اُسکا سوراخ ہو دریا مین پھینکنا تمکو عجیب و غریب تماشاے حیرت افزا دکھائی دیگا لیکن خبردار اُس ملاح سے
کسی وقت غافل نہ رہنا کس واسطے کہ وہ ملاح ایک دیو خونخوار نہایت قوی ہیکل ہے اور مذہب بھی اُس نابکار کا ابلیس سیرت
ہے اسی سبب سے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہوگا کہ کسی طرح تمکو ایذا پہونچاوے خدانخواستہ اگر موقع پا جائیگا تو ہلاک کر ڈالیگا
اور یقین واثق ہے کہ اپنی ہیئت کو بدل کر ضرور در پے آزار تمھارے ہو تم اُس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی اُس سے غافل نہونا
اور نہ اُسکے قریب مین آنا اور اگر وہ ملاح تمھاری طرف بقصد فساد دست درازی کرے اور تمسے اُلجھے اور بات بات مین
فساد پیدا کرے تو تم بھی بزور و قوت و پہلوانی پیش آنا اور کشتی کو موجود ہو جانا جب وہ دیو پلید تمسے گاؤ زوری کریگا تو وہ
کشتی جسپر تم سوار ہوگے اُسکے تختے جابجا سے ٹوٹ جائینگے تا اینکہ تم دونون مع کشتی غرق ہو جاؤگے جب تمھارے پاؤن
تہ کو پہونچین پس تم بقوت و زور صاحبقرانی اس دیو پلید کو ہلاک کر ڈالنا اور خنجر سے اُسکا سینہ چاک کر ڈالنا اور اسکے
جگر کو نکال کے خوب اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا بعد اسکے پھر لوح کو دیکھنا جو ہدایت ہو اسپر عمل کرنا۔ صاحبقران اکبر نے

کہا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ تو طرفہ صعوبات اور سخت مشکلات اس مرحلے مین روبکار ہونگی یہ تو اب معلوم ہوا کہ
مال و زر بے محنت و مشقت شاقہ ہاتھ نہین آتا چونکہ یہ سرزمین طلسم نہایت ہی زرخیز ہو لہذا اُسی قدر اُس دولت بے بہا
کے حصول مین سختیان اور دقتین بھی ہین اور تو کچھ نہین ایک بات کی حیرت ہو کہ اکثر مال و اسباب کائنات طلسم سے
ہمارے ہاتھ آیا مگر اسطرح کے صعوبات ہمنے کبھی نہین اُٹھائے ہرچند کہ جواہرات گرانبہا مع نقد و جنس بیشبہا ہاتھ آیا
لیکن ایسی دقت نہین واقع ہوئی خیر بہرصورت ہمکو تعمیل حکم بانیان طلسم کی ضرور ہی بلکہ واجبات سے ہو الغرض
صاحب قران اکبر گردون فر بموجب ارشاد لوح طلسم عمل مین لائے یعنے اُس حجرے مین اُس افعی کو مارا اور شاخ درخت
قطع کرکے اپنے ہمراہ لیے دریا کے کنارے آئے اور کشتی پر سوار ہوے اور اس ملاح نے کشتی کو روان کیا اور صاحبقران اکبر
جابجا پانی دریا سے لیکر اُس گھڑے مین بھرتے تھے اور دریا مین ڈالدیتے تھے جس مقام پر پانی دریا کا طلائی معلوم ہوا
صاحب قران اکبر نے وہی اسم جلیل جو کہ لوح نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ کشتی چلتے چلتے رک گئی اور ملاح نے
بچشم قہر و غضب صاحب قران اکبر کو دیکھا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد فولاد جگر خیرہ سر سچ کہ اسوقت کشتی چلتے چلتے
کیون رک گئی اور ایسی رکی کہ مطلق حرکت نہین ہو اسکا سبب بتا صاحب قران اکبر نے ملاح کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور
آب اندرولی کو اُس شاخ درخت سے جو کہ مثل نے کے تھی بغور دیکھتے رہے اور اُسمین سے تماشہاے عجیب و غریب دیکھنے لگے
اندرون آب صاحب قران اکبر کو ایک قلعہ نظر آیا اور اس قلعہ کی فصیل اور کنگرے آسمان سے باتین کرتے تھے اور وہ سب
نقرۂ خالص کے تھے اور اسقدر چمک تھی کہ جسکی حد نہین اور بروج طلاے احمر سے بنے ہوے تھے اور جو عمارات و مکانات اندر
قلعہ کے تھے وہ مینا کار و مرصع نگار تھے جواہرات کی پچی کاری کی ہوئی تھی اور بمثل آسیا گردش کرتے نظر آتے تھے اور اُنکی
گردش مین بھی ایک عجیب لطف کا تماشا دکھائی دیتا تھا صاحب قران اکبر تماشاے قلعہ اُس نے کے روزن سے ملاحظہ
فرما رہے تھے اور اس ملاح کو دیکھتے جاتے تھے جب ملاح نے دیکھا کہ صاحب قران اکبر میری بات کا جواب نہین دیتے بلکہ کچھ
خیال مین بھی نہین لاتے بس غضبناک ہو کر کہا او آدم زاد خیرہ سر و تیرہ بخت معلوم ہوتا ہو تو نے کچھ سحر کیا ہو یہ تیری افسون سازی کا
کا سبب ہی کہ جو دفعۃً کشتی چلتے چلتے ایسی رک گئی کہ مطلق حرکت نہین کرتی اب سحر خوانی کو موقوف کر تاکہ یہ کشتی روانہ ہو اور منزل
مقصود پر پہونچے صاحب قران اکبر نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا ملاح نے دیکھا کہ یہ آدم زاد کچھ خیال بھی نہین کرتا چپکا بیٹھا ہے
بس وہ ملاح اُٹھا اور آمادۂ جنگ ہوا اور دیکھتے دیکھتے ایک طویل القامت اور ہیبت ناک صورت بنگیا اور نعرہ مارنے لگا اور کہا
او آدم زاد برگشتہ بخت و مرگ نصیب تو نے مجھے ناحق اسقدر ہلاک کیا مین تیرے ہاتھ سے نہایت پریشان ہون تو شاید فاتح طلسم
تو نہین ہو جو تیرا حکم آب دریا پر جاری ہو یہ کشتی کو تو ہی نے حکم قیام دیا ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا بس او حرامزادے تیرہ بخت
تو مجھے کیا سمجھا ہو کہ بیہودہ بک رہا ہو وہ بولا کہ مین تجھے ایک آدم زاد ضعیف البنیاد بندگان خداوند ابلیس سے جانتا تھا اب معلوم
ہوا کہ تو طلسم کشا ہو اب مجھکو تیری گوشمالی واجب ہوئی او آدم زاد یاد رکھ کہ اب تو میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نہین جا سکتا

ای آدم زاد تیرہ بخت تو نے تمساح جادو دیو کو دھوکے سے مار لیا ہی وہ نہیں ہون کہ جو تو مار لیگا یا درکھ اب مین تیرے ہمایۂ طلسم کشائی اور جسقدر کہ دود نخوت تیرے دماغ مین بھر گیا ہی آن واحد مین نکالے دیتا ہون اسی دریاے قہار مین ایسا غرق کرونگا کہ تیرا گوشت و استخوان جانوران آبی بھی نہ کھا سکینگے اور ماہیان دریا تیرے حال پر افسوس کرینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا لیکن صاحبقران اکبر نے کچھ خیال نہ کیا جسطرح سے بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی جب دیو کا ہاتھ قریب آیا صاحبقران اکبر نے پنجہ اپنا اُسکے پنجہ سے ملایا اور زور کرنے لگے دیو خونخوار نے اور زور و شور زیادہ کیا صاحبقران اکبر ناچار ہوکر کھڑے ہوگئے اور اُسی کشتی مین کشتی ہونے لگی آخر کار ایسا زور دونون پہلوانون نے کیا کہ کثرت ضربات سے تختہ ہاے کشتی پاش پاش ہوگئے اور صاحبقران اکبر مع اُس دیو کے دریا مین غرق ہوگئے یہانتک کہ پاؤن صاحبقران اکبر کے تہ کو لگے اور کسی قدر ہوش و حواس بھی درست ہوے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک کف دست میدان ہی اور دیو سے کشتی خوب ہونے لگی آخر کو صاحبقران اکبر نے اُسکا کمربند پکڑ کے و ایک زور طلسم کشائی کیا بس اُس دیو کو کہ اسقدر رفعت و قامت و جسامت رکھتا تھا زمین سے اُٹھا کر ہاتھ پر علم کر لیا اور سر کے گرد چکر دے کے اسطرح زمین پر دے مارا زمین حرکت مین آگئی اور استخوان اُس نطفۂ ابلیس کے چور چور ہوگئے روح نجس اُس دیو بدبخت کی تن سے نکل کے بطرف اسفل السافلین روانہ ہوئی فوراً صاحبقران اکبر فلک قدر اُسکے سینہ پر سوار ہوے اور کلید خنجر سے قفل سینہ اُسکا کھولکر صندوق سینہ سے جگر اُس دیو بداختر کا نکال لیا مگر اول حجت اسلام ختم کرلی اسطرح سے کہ جب سینۂ دیو پر صاحبقران اکبر عالی شان سوار ہوے اُس دیو بدبخت سے کہا او پیرو ابلیس ہرچند مجھے حکم لوح ہی کہ تیرا سینہ خنجر سے چاک کرکے جگر کو نکال لون مگر مین ہدایت کرتا ہون کہ اب بھی تو طریقہ ابلیس پرستی پر لعنت کر اور یزدان پرست بصدق دل و صفائی قلب ہو تو مین تیری جان بخشی کرون دیو نے یہ مضمون صاحبقران کی زبان سے سنکے بلند ایک قہقہہ مارا اور کہا او آدم زاد تو کیسا بیوقوف بھی ہی پہلے یہ تو خیال کر کہ جو یزدان پرستی اختیار کرنیوالا ہوتا تو لوح میرے جگر کو نکالنے کا کیون حکم دیتی بس اس سے بہتر یہ ہی کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے نکال ڈال و کہ مین بندۂ خاص ابلیس ہون مین کبھی ابلیس سے منحرف نہونگا ابلیس کو اپنا معبود برحق جانتا ہون جب صاحبقران اکبر نے یہ سُنا سمجھ گئے کہ یہ مردود واقعی سچ کہتا ہی کہ اگر لوح کو اسکی ہلاکت منظور نہوتی تو اسکے جگر کو نکالنے کا حکم نہ دیتی بس صاحبقران اکبر نے فوراً خنجر کو کمر سے نکالا اور اُس دیو پرفنا کا سینہ چاک کیا اور جگر کو نکال لیا اور آب دریا سے خوب پاک کیا اور دھوپ مین رکھدیا جب وہ خشک ہوگیا اُس جگر کو باندھ کے پاس رکھا اب صاحبقران اکبر شدت گرسنگی و تشنگی سے بیتاب ہوگئے ہرچند چارون طرف تلاش کیا لیکن کوئی شئی لائق کھانے کے ہاتھ نہ آئی کہ وہ بیابان بے آب و دانہ اور صحراے لق و دق ایسا تھا کہ جہان بجز تمازت آفتاب کے درخت تک نہ تھا اور زمین بسبب دھوپ کے گرم ہو رہی تھی اور ہر ذرہ ریگ کا مثل شرارۂ آتش کے تھا اور زمین ایسی گرم تھی کہ پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا یہ حال تھا کہ اگر دانہ گندم زمین پر گرتا تو بریان ہو جاتا غرض اُس شدت گرما اور تشنگی و گرسنگی نے ایسے پریشان ہوے کہ جسکی

انتہا نہیں ناچار ہوکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے ہدایت ہوئی کہ اے صاحبقران اکبر مضطرب نہو ملاحظہ فرماؤ کہ وہ سامنے تمہارے
پیش نظر کوہ معادن ہے وہان لاقوت شاہ بھی مع غیلان و قحفان اپنے رفقاے ہزیمت خوردہ کے راہ بیابان طلسم سے
ہوکر پہونچے ہین تم اُن ناکارون کو مزدورون کی حیثیت مین دیکھوگے لیکن تم اُنسے متعرض نہونا فقط اپنے کام سے غرض رکھنا
جسوقت تم کوہ معادن کے قریب پہونچوگے کارگذاران کے جو کہ وہان کے معادن ہین حسب دستور طلسم تمکو بھی کفرون مین
سمجھینگے اور رسی لیکر حسب دستور و آئین مقررہ تمہاری گرفتاری کی فکر مین ضرور آئینگے مگر تم اُنکو بقہر کشورستانی خوب سخت سست
کہنا اور خود داروغہ معادن سے بھی کہنا کہ ہم طلسم کشا ہین داروغہ بمجرد سُننے اس کلام کے تمہارا مطیع و فرمانبردار
ہوجائیگا والسلام صاحبقران اکبر نے حسب الارشاد لوح عمل کیا یعنے اسی حالت تشنگی و گرسنگی مین روانہ طرف کوہ معادن ہوئے
اور تا زوال آفتاب دامنہ کوہ معادن مین پہونچے صاحب قران اکبر نے نہایت بلند کوہ معادن کو دیکھا اُسکی بلندی ہرگز
خیال مین نہین آتی تھی صاحب قران اکبر چونکہ خستہ و تشنہ و گرسنہ تھے اور تمازت آفتاب مین چلے ہوے آئے تھے
اسوجہ سے ایک ساعت کامل وہان سایہ درخت مین دم لیا ابھی پوری ایک ساعت نہوئی تھی کہ ملازمان کوہ گروہ گروہ جوق
جوق شور و غوغا کرتے ہوے صاحب قران اکبر کے گرد جمع ہوگئے اور سب نے صاحب قران اکبر کو گھیر لیا اور چاہا کہ
حسب دستور معینہ صاحب قران اکبر کو بھی گرفتار کرکے لیجائین صاحب قران اکبر ہوشیار ہوگئے اور جوش شجاعت و تہوری
مین بضرب سخت جواب دیا اکثر ہلاک ہوے اور بہت سے زخمی ہوے غرض کہ سخت کھلبلی ہوگئی جب اُن ملازمون نے
یہ کیفیت دیکھی بے اختیار غل و شور مچانے لگے آواز غل شور سُنکے داروغہ معادن پہونچا اور صاحب قران اکبر کو دیکھکے
کمال ادب سے سلام کیا اور ان ملازمون سے کہا اے بیوقوفو تم نے اس جوان عالی شان عالی مکان کو بھی مثل اور
واردان طلسم کے تصور کیا کہ اُنسے جسطرح سے پیش آتے تھے اسکے بھی ساتھ اُسی طرح پیش آنا چاہتے ہو اے نالائقو تم نہین
جانتے کہ طلسم کشا صاحب لوح یہی ہے ورنہ اور کسی کی بھی یہ مجال و طاقت تھی کہ تم لوگون سے مقابلہ کرتا بعد اسکے وہ
داروغہ معادن صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت عجز و انکساری سے عرض کیا اے شہریار عالی مقدار
حضور کس راہ سے اس مقام محنت انجام مین تشریف لائے صاحب قران اکبر نے فرمایا داروغہ صاحب تمکو نہین معلوم
ہم طلسم کشا اور فاتح طلسم ہین اور مالک خزانہ معادن ہین علاوہ اسکے جس راہ سے ہمنے مناسب و انسب جانا اس
راہ سے ہم آئے اور اگر تمکو مفصل میرے آنے کی راہ کو دریافت کرنا منظور ہو تو پھر مین بیان کرتا ہون تم سُنو اول یعنے
پہلے مین نے تمساح دیو جادو کو قتل کیا بعد اُسکے قمقمان جادو کو قصب المنظر درخت پر جہنم واصل کیا اور اس درخت
سے ایک شاخ جو کہ مثل طلاے احمر کے تھی کاٹ لی پھر طلاح جادو کو اُسی سرزمین پر قتل کیا اور حسب ہدایت لوح
صندوق سینہ کا بذریعہ خنجر کے وا کرکے جگر اُسکا نکال لیا وہ میرے پاس موجود ہے داروغہ معادن نے نہایت صاحبقران اکبر
سے عذر کیا اور پاؤن پر بوسہ دیا بعد اسکے بآواز بلند کہا کہ اے ملازمان کوہ معادن خوش ہو کہ خداوند کریم نے میرا گمان صحیح

کر دیا یہ جوان عالی شان صاحب قران اکبر طلسم کشا ہے عالی جاہ ہو اسی کی تشریف آوری کا مجھے انتظار تھا اب تم سب ہوشیار ہو جاؤ کہ فاتح طلسم صاحب لوح بیضا زوج ملکہ شمسہ تاجدار تشریف لایا ہو اُس شہریار گردون وقار کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرو بمجرد سننے اس آواز کے تمام مردان عملہ و فعلہ معاون دارونہ کے حکم سے جسکا نام عدلون تھا ہر چہار طرف سے آکر جمع ہو گئے اور صاحب قران اکبر کی ملازمت بسر وچشم بجا لائے انمین سے کچھ ملازم دندان شکستہ بھی تھے انھون نے سب سے زیادہ عذر کیا اور اپنا عفو تقصیر صاحب قران اکبر سے چاہا شہریار گردون وقار نے کہ ذات بابرکات اُنکی کریم و غربا پرور تھی اُنکے قصور و خطا کو معاف فرمایا عدلون جنی دارونہ معاون صاحب قران اکبر کو اپنے ساتھ لیے ہوے ایک قصر عالی شان مین جو کہ تمام سامان باوکانہ سے آراستہ تھا لایا اُس کے مقابل مین اُسی قصر رفیع کے ایک اور مقام پُر فضا تھا اور نہایت پاکیزہ تھا اُسمین خود رہتا تھا حسب اتفاق اُس چمن مین ایک درخت انار کا بھی تھا اور اُس درخت مین انار کثرت سے پختہ موجود تھے عدلون دارونہ نے اُس انار کا عرق نکال کر شراب تیار کر کے صاحبقران اکبر کے حضور مین پیش کش کی صاحب قران اکبر عالی وقار نے حکیم سفلینوس الہی کو بعد عا سے خیر یاد کیا اور فرمایا کہ ہزار ہزار آفرین ہا اُس حکیم والا قدر و عالم راز و اسرار کے فہم و عقل وادراک پر کہ ہر ایک جا مقامات طلسم مین سامان عیش و طرب مہیا کر رکھا ہو کوئی ایسا مقام نہین ہو کہ جہان اسباب عیش میسر نہو ایسا اسکے صاحب قران اکبر نے نہایت خوشی اور خواہش طبع سے اُس شراب صافتگین کے چند جام نوش فرمائے اس عرصہ مین عدلون نے چند خوان خاصہ کے نہایت عمدہ و تحفہ لا کر حاضر کیے صاحب قران اکبر نے پوچھا ای عدلون مجھکو اسوقت یہ حیرت ہو کہ یہ کھانا کہان سے اسقدر جلدی سے لے آیا معلوم ہوتا ہو کہ کہین یہ کھانا تیار رکھا وہان سے بتعجیل تمام سے لے آیا عدلون نے عرض کی ای شہریار گردون وقار اسکی اصل کیفیت یہ ہو کہ یہان سے دس فرسخ اس غلام کا گانون ہو وہان مسکن اصلی خانہ زاد ہو بعض متعلقان غلام اُس مقام مین رہتے ہین لہذا یہ کھانا وہان تیار ہوا ہی حضور اسکو نوش فرمائین اور عرض شہریار عالی وقار کی خدمت مین یہ ہو کہ غلام کو ایک مدت اسی امید و آرزو مین گذری کہ حضور ایک لمحہ کے واسطے اُس قریہ مین قدم افروز ہون کہ اور بھی خادم اور کنیزین شرف پابوسی حاصل کرین اور غلام بھی حضور کے قدم سے شرف اندوز ہو جاوے صاحبقران اکبر نے فرمایا ای عدلون ہمنے یہ التماس تمھاری بدل منظور و قبول کی بعد اسکے عدلون نے غیلان ولاقوت و قحطان اسیران طلسم کو صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر کیا اور عرض کی کہ ان محبوسون کو کیا حکم ہوتا ہو صاحب قران اکبر نے کہا او لاقوت بتیا ناک حرام و بدکردار تونے اپنے ابلیس کی قدرت دیکھی اور اپنی بد اعمالی کا تماشا دیکھا اور یہ گوشمالی ابھی تجھ کو بس نہین ہوئی کہ جو سزا سے اعمال کو پہونچا ای لاقوت ہمکو ملکہ رنگ افروز تیری دختر کی اسقدر خاطر منظور ہی کہ ہم تجھے بار بار براہ دوستانہ سمجھاتے ہین اور نصیحت کرتے ہین کہ تو اب بھی اپنے اس دین باطل کو چھوڑ دے اور ابلیس پر لعنت کر تو بہر صورت تیری مددگاری کرین اور جو کچھ تیری آرزو و تمنا سے دلی ہوگی اُسکو ہم بخوشی دل پوری کر دینگے صاحب قران اکبر نے نہایت

خلق و مروت و سخنان محبت آمیز سے فرمایا لیکن اس سیہ قلب و تیرہ درون کے دل پر موثر نہوا۔ راوی کہتا ہی کہ لاقوت
تیرہ درون نہایت ہی احمق و بے وقوف ہی اور اُسپر طرہ یہ کہ ابلیس پلید نے ایسا اُس ملعون کو اپنے بس مین کیا ہی کہ ہر وقت
اُسکے سر پر سوار رہتا ہی اور رات کو خواب مین بھی طرح طرح کے کرشمہ دکھاتا ہی یعنے اُسے ہر روز باغ کی سیر دکھاتا ہی اور تسلی دیتا ہی
اور یہ بھی کہتا ہی کہ اے لاقوت بندۂ خاص خداوند یاد رکھ اگر تو محبت و اطاعت مین ابلیس کے قتل بھی ہو جائیگا تو کچھ مضائقہ
نہین ہی یہان جسقدر رنج تجھکو تکلیف ہوگی خداوند سے تو ہرگز مایوس نہوگا بلکہ ہر ایک تکلیف کو عین راحت سمجھنا اے
بندۂ خاص ہمارے خبردار کبھی کسی حال مین تو خداے نادیدہ پر ایمان نہ لانا تجھ سے وعدہ و اثق کرتا ہون کہ تجھے اُس
عالم مین ایسا مختار کرونگا کہ مثل اپنے کر دونگا بس لاقوت کیدی خوش تھا اور نازان تھا اور اعتقاد باطل سے منحرف
نہین ہوتا تھا آخر لاقوت شاہ نے صاحب قران اکبر سے کہا اے معز الدین تمھاری طلسم کشائی مین اور صاحبقرانی مین
کسی طرح کا شک نہین ہی بیشک تم طلسم کشا ہو اور تمنے تمام مراحل طلسم فتح کیے اور جسقدر باقی ہین وہ بھی تم فتح کروگے
اور بہت جلد باطل ہونگے اور یہ بھی جانتا ہون کہ بعد انفصال مرحلات طلسمات کے تم مجھے بھی قتل کروگے زندہ نہین
چھوڑوگے لیکن مین خوب جانتا ہون اور میرا عقیدہ ہی کہ خداوند ابلیس مجھے اپنی قدرت کاملہ سے مراتب و مناصب
اعلی کو پہونچائیگا اور تمکو خداوند ابلیس میرے غلامون مین کر دیگا اے معز الدین یاد رکھ مین اپنی اقبالمندی سے
تجھکو بہ بدترین عذاب بہزار ذلت و خواری سے ہلاک کرونگا صاحب قران اکبر نے جو اسطرح کی لاقوت کافری گفتگو
سُنی سخت ناگوار گذری چاہتے تھے کہ اُس ناپاک و مردود کو سزاے سخت دین مگر بارشاد لوح ناچار خون جگر پی کے
خاموش ہو رہے عادنون سے فرمایا کیون عادنون تم اس حرامزادے کے کلام لغو سنتے ہو یہ کیا بکتا ہی بس اب مناسب
ہی کہ اس کیدی کو یہان سے لیجاؤ اور بدستور قید رکھو بیٹے اُسی مزدوری مین یہ مردک رہے بعد اسکے شہریار عالی قدر
دوسرے روز عادنون کے قصبہ مین تشریف لے گئے عادنون کے زن و فرزند صاحب قران اکبر کی خدمت سراپا برکت مین
حاضر ہوے حسب اتفاق اُسوقت تک صاحب قران اکبر کے پاس وہ سبوے برنجی موجود تھا جسوقت عادن پسر عادنون
کہ نہایت خوشرو و جوان نوخاستہ تھا اور صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر تھا اُسکی نظر اُس گھڑے پر پڑی بمجرد
دیکھنے اُس سبو کے بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور اشک آنکھون سے جاری ہوے اور چہرے کا رنگ دگرگون
ہو گیا ہرچند کہ رنگ رخ اُس جوان کا زعفرانی تھا لیکن اُس گھڑے کو دیکھ کے اور زیادہ تر متغیر ہو گیا صاحبقران اکبر
یہ حال دیکھکر متحیر ہوے اور عادن نوجوان سے اس گریۂ بے محل کا سبب پوچھا عادن نے پاس و لحاظ صاحبقرانی سے
کچھ جواب نہ دیا آخر جب صاحبقران اکبر نے عادن سے اصرار فرمایا تب عادن نے عاشقی و عشق کا دفتر کھولا اور احوال
گذشتہ بیان کیا اور کہا اے شہریار گردون وقار اس امر کی اصل حقیقت یہ ہی کہ چند روز سے یہ خانہ زاد ایسی بلاے تازہ مین
گرفتار ہی جسکے صدمہ سے مضمحل ہو رہا ہون اور مفارقت مین اپنے محبوب کی اپنی زندگی سے عاری ہون تفصیل اس اجمال

کی یہ ہی کہ ایک شب اس خانہ زاد نے عالم واقعہ مین ایک نازنین آفت دل وجان و برباد کن دین و ایمان کو دیکھا کہ ایک مقام پر بصد حیاء بہزار ناز و انداز و کرشمہ دلربائی کھڑی ہوئی ہی اور یہی گھڑا اُس سراپا آفت جان کے سر پر ہی بمجرد دیکھنے اس شمع رخسار کے مین مثل پروانہ کے وارفتہ شیدا ہوگیا جب وہ بلا سے بے درمان پانی بھر چکی اور وہان سے روانہ ہوئی خانہ زاد بھی دیوانہ وار اُسکے گھر تک ہمراہ گیا وہان جا کر مین نے اُس نازنین مہ جبین کی مادر ضعیفہ سے اپنا حال پر ملال بیان کیا اور اُس نازنین کا خواستگار ہوا اور اُس ضعیفہ سے نہایت منت و سماجت کی لیکن وہ ضعیفہ کسی طرح راضی نہوئی آخر جب مین نے حد سے زیادہ خوشامد کی اور رویا تب اُس ضعیفہ کو میری گریہ وزاری اور بیقراری پر کچھ رحم آیا اور اُس مشفقہ نے ترحم فرمایا اور کہا اے فرزند اس دختر کا منسوب ہونا میرے اختیار مین نہین ہی یہ امر اُس شخص با وقار عالیجاہ کے قبضۂ قدرت مین ہی کہ جسکا مرکب سواری کسی وقت خاص مین یہ سبوے برنجی منقوش ہوگا بجز اُسکے اور کسی کو اختیار اس امر کا حاصل نہین ہی اے شہریار عالی وقار جسوقت اس خادم نے ہاتھ جوڑے اور تضرع وزاری کی تب وہ ضعیفہ مجھ برہم ہوئی اور بسبب خوف کے میری آنکھ کھل گئی میرا بیدار ہونا تھا کہ آفت مین گھر گیا اے صاحب قران اکبر والا شان اسی روز سے اس حال مین مبتلا ہون اور اُس نازنین بے نام و نشان کو ڈھونڈھ رہا ہون اور اُسکے عشق مین سیماب وار بیتاب ہون کسی وقت اُس آفت روزگار کا خیال اس خادم کے دل بیقرار سے نہین جاتا سخت حیران ہون کہ شعر

آنکھ نے دیکھا تھا اسکو اسلیے زاری مین ہی	دل نے کیا دیکھا تھا کیون پھنسے گرفتاری مین ہی

صاحب قران اکبر نے عادن کے اس کلام کو سنکے اور تغیر حال کو دیکھکے دل مین فرمایا کہ بیشک اُسی ضعیفہ کی دختر رشک قمر پر جو کہ سبوے طلائی سر پر رکھے تھی عاشق ہوا ہی اور اُسنے مجھ سے عہدۂ تحلداری لے لیا ہی لیکن اُس ضعیفہ نے یہ بھی مجھ سے کہا تھا کہ اس دختر کا اُس شخص سے عقد کر دیجیے گا کہ جو نجیب الطرفین ہو یہ سب مجھ سے کہکے نوشتہ لکھا لیا مگر اے معز الدین یہ بھی ایک اُسکی قدرت کاملہ کا تماشا ہی اور کارسازی ہی کہ من جانب اللہ یہ عقدہ از خود کس آسانی سے حل ہوگیا کہ مجھے ذرا بھی زحمت نہوئی اور یہ تو ثابت ہوگیا کہ عادن اُسی دختر بلند اختر پہ عاشق ہی اور ہماری دانست مین تو یہ نسبت نہایت ہی مناسب ہی آخر صاحب قران اکبر نے فرمایا اے عادن تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار باقی ہی تو اپنی محبوبہ مطلوبہ سے ضرور ملیگا کہ یہ امر بفضلہ میرے اختیار مین ہی اور بہت جلد ظہور اسکا ہونے والا ہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے تمام کیفیت اسکی بیان کی عادن و عدلون دونون باپ بیٹون نے سنکے اس سرگذشت کو صاحب قران اکبر عالی شان سے شکر پروردگار عالم ادا کیا اور دونون نے نہایت خوش ہوکے بصدق دل پابوسی صاحب قران اکبر کی دوسرے روز عدلون صاحب قران اکبر کے واسطے ایک اسپ عربی نہایت تیز رفتار خوبصورت لایا اور عرض کی حضور سوار ہون جب صاحب قران اکبر اسپ برق دم پر سوار ہوے عدلون صاحب قران اکبر کو شہر زرنگار کے قریب لیگیا اور عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار یہ جو سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی یہ قلعہ بھی زرنگار ہی اور اندر اس قلعہ کے ایک اور قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ مسکو کیہ کہتے ہین اور اس قلعہ کے

قلعہ ہفتا

ہر چہار طرف فقط چار دیواری حصاری اور بارہ برج بنے ہوئے ہین لیکن اور کسی طرح کی عمارت وغیرہ نہین ہی ہان قلعہ مین ایک دیوار سرحدی کھنچی ہوئی ہی کہ جس سے قلعہ کے دو حصہ ہو گئے ہین اور یہ سارا قلعۂ مسکوکیہ در سرخ و سفید سے مملو ہی اے شہریار عالی وقار اس ظاہر طلسم کا نام شہر زرنگار ہی جسکو حضور نے خود بچشم ملاحظہ فرمایا اور اُسکے قلعہ کو مسکوکیہ کہتے ہین وہ باطن طلسم مشہور ہی جسطرف سے حضور یہان تشریف لائے ہین لیکن در اصل شہر زرنگار اور قلعہ مسکوکیہ ایک ہی ہی ہان بوجہ آثار طلسمی فقط فرق اسقدر معلوم ہوتا ہی صاحب قران اکبر نے اُسوقت اُس قلعۂ مسکوکیہ کو خوب غور سے ملاحظہ فرمایا کرتا پا اسی طرح کا دیکھا جیسا کہ پہلے قعر دریا مین دیکھا تھا یعنے جسطرح اول مین قلعہ کو مثل چکّی کے پھرتا ہوا دیکھا تھا اب بھی اسی طرح بکمال سرعت پھرتا دیکھے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے عدنون اس بات کا مجھے تعجب ہی کہ اس قلعہ کا دروازہ معلوم نہین ہوتا اور نہ قلعہ یہ کبھی لحظہ بھر ساکت رہتا ہی پھر یہ تو بتاؤ کہ اگر کوئی شخص اس قلعہ کو دیکھنا چاہے تو کسطرح دیکھے وہان تک جانا محال ہی کیونکر جا سکتا ہی اور دور سے اگر چاہے کہ اس قلعہ کی ماہیت و کیفیت معلوم کرے یہ بھی ممکن نہین عدنون نے کہا اے شہریار کامگار بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ مراحل طلسم تمام و کمال مفتوح نہین ہوئے ابھی کسی قدر آثار طلسمی باقی ضرور ہین حضور لوح طلسم بیضا کو ملاحظہ فرمائین جسطور وہ ہادی طریق حکم دے اُسپر عمل فرمایئے اُسوقت اس اسرار قلعہ سے بھی بخوبی واقف ہو جائیگا صاحب قران اکبر نے دوبارہ اُس قلعہ کو ملاحظہ فرمایا اب معلوم ہوا کہ ایک دائرہ سنہری نہایت وسیع ہی جسطرح قوس قزح آسمان پر ایام برسگال مین نمایان ہوتی ہی اور اُسمین خطوط مختلف رنگ نہایت کیفیت کے معلوم ہوتے ہین اور ایک طرفہ معاملہ یہ تھا کہ دو خط طلائی و نقرئی ایسے چمکتے نظر آتے تھے کہ نظر کام نہ کرتی تھی مثل برق کے چمک جاتے تھے اور دائروں کے بیچ مین وہ قلعہ بھی چکر مارتا ہی صاحبقران اس تماشے کو دیکھ کے نہایت حیرت مین تھے اور دل مین کہتے تھے اے معز الدین واقعی ایسا تماشا ہمنے کسی مقام طلسم مین نہین دیکھا یہ عجب ہی کہ ہر لمحہ مین ایک حیرت تازہ پیدا ہوتی ہی آخر صاحبقران اکبر نے پھر عدنون سے پوچھا کہ اے عدنون یہ دائرہ کسوجہ اور کس سبب سے قلعہ کا محیط ہی عدنون نے عرض کی اے صاحبقران اکبر مین حالات طلسمی سے کہ راز و اسرار ہین ہرگز واقف نہین ہون حضور صاحب لوح بیضا ہین حضور کو معلوم ہوگا یا بعد ملاحظہ لوح کے یہ راز و اسرار حضور پر منکشف ہو جائینگے صاحب قران اکبر نے فرمایا ہان البتہ یہ تو ہو سکتا ہی مگر تم بتاؤ کہ قلعۂ مسکوکیہ خالی ہی یا جن و انس کی قسم سے اسمین ہین عدنون نے کہا اے شہریار ہان اسقدر تو معلوم ہی کہ بادشاہ و وزیر قلعہ مین ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا اب ہمکو حیرت ہوئی کہ ساکنان قلعہ کی بسر کیونکر ہوتی ہی کیونکہ یہ قلعہ مثل چاک کے گردش کر رہا ہی اور کوئی دروازہ قلعہ کا معلوم نہین ہوتا ایسی صورت مین اہل قلعہ کی آمد و رفت اور اسباب معاش کا مہیا ہونا بھی تعجبات سے ہی عدنون نے کہا اے شہریار ساکنان قلعہ کے اسباب معاش ممکن ہین کہ دوسری راہ سے قلعہ کی ہو کہ غیر متعارف ہی آتے ہونگے اصل کیفیت اسکی یہ ہی کہ حضور چونکہ طلسم کشا ہین لہذا حضور کی نظر انور سے تمام معاملات و کیفیات طلسم حیرت خیز معلوم ہوتے ہین ورنہ ہمیشہ قلعہ کہین اس ترکیب سے رہ سکتا ہی القصہ بعد اس قیل و قال کے صاحبقران اکبر فلک قدر نے زیر قلعہ چشمہ کے کنارے سایۂ درخت مین

وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کی اور لوح بیضا کو بغل سے نکال کر مطالعہ فرمایا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار
گردون وقار صاحبقران اکبر روزگار فاتح طلسم سنو جسوقت تم دارونۂ اسعادت نور عین جنی کی معرفت قلعۂ زرنگار کے قریب
پہونچو اور اسکو چرخ کہاتے ہوے دیکھو بس تم قلعہ کی طرف دست چپ چلے آؤ جس وقت ایک تیر کے چلے پر پہونچ گئے ایک
درخت نہایت بلند اور تین آور تمکو نظر آویگا تم مجمر پر از آتش ہمراہ رکھنا اور اُس مجمر کو لیکر اُس درخت پر چڑھ جانا اور ایک شاخ
پر اُس درخت کی بآرام تمام بیٹھ جانا اور اِس اسم کو پہر شروع پڑھنا مگر جسوقت اس عمل جلیل کو شروع کرنا سوا بادام کے
اور کچھ نوش نہ کرنا دو روز و شب مین یہ اسم پڑھو لگے تیسرے روز صبح کو ایک تخت روان آسمان سے تمہارے پاس آئیگا
تم بخوف و خطر اُس تخت پر سوار ہونا اور وہ مجمر بھی رکھ لینا جب وہ تخت بطرف آسمان روانہ ہوگا اور قلعہ کے اوپر پہونچیگا
اور وہان قائم ہو جائیگا تم اسی وقت جگر ملاح دیو کو آگ پر رکھ دینا جسوقت وہ جگر جلیگا دھوان خوب اٹھیگا اور اوپر قلعہ کے
خوب گھر جائیگا یعنے مثل دائرے کے ہو جائیگا پھر تم تخت سے خطاب کرنا کہ اے مددگار عجیب مجھے اسی درخت کے اوپر پہونچا
جہان سے مجھے لائے تھے بس وہ تخت اسی درخت کی شاخ پر جہان تم بیٹھے تھے پہونچا دیگا اور خود نظر سے غائب ہو جائیگا
پھر تم اسی اسم بزرگ کو شروع کرنا ہر چند اسوقت تاریکی اس مرتبہ ہوگی کہ کچھ نہ معلوم ہوگا اور آوازین مختلف و خوفناک
چارون طرف سے کان مین آئینگی اور اشکال بھی پریشان و ہیبتناک دکھائی دینگی لیکن تم اسکا کچھ خوف اندیشہ نہ کرنا چپکے بیٹھے رہنا
بعد اسکے جسوقت وہ طوفان دفع ہو جائے اور آسمان صاف ہو جائے درخت سے اُتر کے دیکھنا وہ قلعہ خود بخود ڈھ جائیگا اور
دروازہ قلعہ کا کھلا نظر آئیگا اور ایک مرغ برنگ زرد فیالبند دروازے پر بیٹھا معلوم ہوگا بس تم اُس مرغ کو بہ تیر جان ستان
نہایت ہوشیاری و قدر اندازی ہلاک کرنا بعد تھوڑی دیر کے اُس قلعہ سے ایک دیو قوی ہیکل طویل القامت نہایت جسیم
غصہ مین بھرا ہوا باہر آئیگا تم اُس دیو کو بفن کشتی زیر کرنا وہ دیو تمہارا فرمانبردار ہو جائیگا اور فتاح جنی اسکا نام ہے بمجرد اس
عمل کے در قلعہ کھلجائیگا اور دینار شاہ مع اپنے وزیر درہم کے تمہاری ملازمت کو حاضر ہوگا اور دونون بادل و جان تمہاری
تابعداری مین حاضر رہینگے بعد اسکے اور کوئی کار مشکل و سخت نہین ہے اور یہ طلسم تمام و کمال فتح ہو جائیگا والسلام صاحبقران کبیر
نے لوح کو بوسہ دیا اور بغل مین رکھا اور دل مین کہا اے معز الدین اس طلسم کے فتح مین ہر چند کہ نہایت ہی سہل ہے لیکن کیسے کیسے
صعوبات پیش آئے ہین جنکی شرح مجھسے نہین ہو سکتی اور ابھی دیکھیے کیا کیا سوانح پیش آتے ہین اور کس کس طرح کے قلعہ
سخت و دشوار روبکار ہونگے آخر عیارون سے فرمایا اب تم جاؤ اور جو کاروبار تمسے متعلق ہین انکو انجام دو اور اسکا بھی خیال رکھنا کہ
جسوقت دروازہ قلعہ کا کھلے تم حاضر ہو جانا عیارون آداب و تسلیمات بجالایا اور رخصت ہوا اور اپنے اپنے مقام پر پہونچگیا صاحبقران اکبر
حسب ہدایت لوح طرف دست چپ روانہ ہوے جب قریب درخت پہونچے موافق ارشاد لوح مجمر جو عیارون سے منگا رکھی تھی
پاس موجود تھی اور آگ اُسمین سنہری روشن تھی مع اُس مجمر کے درخت پر چڑھ گئے اور ایک ڈال درخت کا نہایت گندہ اور چوڑا تھا
اُسپر بیٹھکر اُس اسم بزرگ کو شروع کیا اور تھوڑا پانی اور کچھ بادام بھی ساتھ تھے اُس سے رفع گرسنگی کی ۔ اور دو راتین برابر اُسی

درخت کے ڈالے پر بسر کین غرض بہزار محنت و مشقت اُس اسم بزرگ کو تمام کیا تیسرے روز ایک تخت روان آسمان سے نازل ہوا اور معلق ہوا پر ٹھہرا ہی صاحب قران اکبر نے فوراً جگر طلح جادو کا آگ پر رکھا اُسی جگہ سے اسقدر دھوان پیدا ہوا اور بلند ہوا کہ زیر آسمان دوسرا آسمان ہوگیا اور اُس دھوین سے دائرے نقرئی اور طلائی اور دیگر مختلف رنگ کے پیدا ہوسکا و قلعہ کو اُس دھوین نے گھیر لیا بعد اسکے ایک ہوا ایسی آئی کہ سارا آسمان تیرہ و تار ہوگیا صاحب قران اکبر نے اسی حالت تاریکی مین فرمایا ای ہو کلان تخت بحق معبود مجھے پھر اُسی درخت کے ڈالے پر پہونچا دو جہان سے مجھے لائے تھے بمجرد اس کلام کے وہ تخت وہان سے اُڑا اور اُسی درخت پر پہونچا صاحب قران اکبر اُس تخت سے اُتر کے درخت پر بیٹھے اور وہ تخت نظر سے غائب ہوگیا صاحب قران اکبر نے بدستور اول اسم بزرگ کو شروع فرمایا بعد اسکے وہ دھوان تمام عالم مین محیط ہوگیا اور اُس تاریکی مین ایسی ایسی آوازین مختلف و خوفناک آتی تھین کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا دوسرے روز صبح کو وہ طوفان جاتا رہا صاحب قران اکبر موافق ہدایت لوح اُس درخت سے اُترے دیکھا تو وہ قلعہ اب گردش مین نہین ہے اور دروازہ قلعہ کا بھی صاف نظر آتا ہی اور ایک جانور پرند گنجشک سے چھوٹا دونون پنجے زرد پکھراج کے قلعہ پر بیٹھا کلیل کر رہا ہی صاحب قران اکبر نے ایک تیر جان ستان چلہ کمان مین جوڑ کے اس قدر اندازی سے لگایا کہ وہ جانور تیر ازو ہو کے بلا توقف راہی ملک بقا ہوگیا مصرعہ

فلک گفت احسنت ملک گفت زہ

جب وہ جانور زخمی ہوکر خندق قلعہ مین گرا بعد ایک لمحہ کے ایک دیو قوی ہیکل غل و شور مچاتا خندق سے باہر آیا اور صاحبقران اکبر کے قریب پہونچتے ہی کچھ کلام بھی نہ کیا لپٹ گیا اور زور ہونے لگا صاحبقران اکبر نے اُس دیو زبردست کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک زور کیا پہلے ہی زور مین ہاتھ پر اُٹھا لیا اور گرد سر کے چکر دیا اور کہا او فتاح جنی دیکھ اب تو زمین پر آتا ہے۔ دیو بولا ای شہریار گردون وقار مین مسلمان و بندۂ فرمانبردار ہون مین تو ہمیشہ طلسم کشا کا حلقہ بگوش غائبانہ رہا اور دل مین کہتا تھا۔ بار الٰہا وہ کون سا دن ہوگا کہ ملازمت طلسم کشا سے مشرف ہونگا آج خداوند کریم نے میری آرزوے دلی کو پورا کردیا کہ حضور کا نزول اجلال ہوا اور اس وقت فقط بقصد امتحان زور و قوت صاحب قرانی آیا تھا الحمد للہ کہ امتحان کامل ہوگیا اب اے شہریار گردون وقار اسوقت کا قصور معاف فرمایا جائے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے جو یہ کلام فتاح جنی سے سنے اُس دیو کو رہا کردیا بمجرد رہا کرنے دیو کے قلعہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ملک دینار و خواجہ درہم بادشاہ و وزیر مع سامان خسروی و فوج و سپاہ سلاح و یراق سے آراستہ قلعہ سے باہر آئے اور ایک تخت شاہانہ جواہر نگار بھی اپنے ساتھ لائے بعد قدمبوسی و حصول شرف ملازمت صاحب قران اکبر کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اُس تخت عالی پر شہریار گردون وقار کو سوار کیا اور خود مع فوج و سپاہ و جلوس ملوکانہ ہمراہ رکاب انتظام سواری کرتا ہوا چلا جاتا تھا ہر چند شہریار کامگار نے بنظر خلق و محبت فرمایا کہ تم بھی سوار ہوکے واسطے پیادہ روی کی تکلیف اُٹھاتے ہو یہ زحمت ہمارے اوپر شاق و دشوار ہے اُسنے قبول نہ کیا اور

عرض کی اے شہریار گردون وقار ہمارا حضور کی سواری مین پیادہ پا چلنا باعث افتخار ہے اسلیے کہ غلامان بارگاہ سے ہین ہماری اسمین عزت ہی اسی اثنا مین عدلون داروغہ معاون بھی مع اپنے فرزند ارجمند سعادت نوجوان کے صاحبقران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد حصول سعادت قدمبوسی مبارکباد فتح طلسم دی بعد اسکے ملک دینار صاحبقران اکبر والا مقام کو ایک قصر عالی شان مین کہ تمام اسباب و سامان شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا لایا اور صدر کے دالان مین ایک تخت مکلف پر بٹھایا اور گرد کرسیہا سے جواہرنگار پر تمام ارکین سلطنت اپنے اپنے قاعدے سے بیٹھے خواجہ دینار شاہ و وزیر دہم نے کوئی دقیقہ دعوت و مہمانی و خدمت گذاری کا اٹھا نہین رکھا اور طرح طرح کے تکلفات عجائبات دکھائے اور تحائف و میوہ ہاے تروخشک مہیا کیے اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم دیا کہ ہمنے صاحبقران اکبر روزگار کی دعوت کی ہے کہ اس شاہ جم جاہ نے ہمکو سرفراز و ممتاز فرمایا لہذا جسقدر رقاصان خوش آہنگ خوش گلو و خوش رو ہون حاضر ہوکے اپنا فن و ہنر دکھائین بعد اسکے داروغہ آبدار خانہ کو بلایا اور فرمایا کہ کشتیان مینو فشی کی مع صراحی و جام یاقوت نگار اور ساقی سیم تن جلد حاضر کرو جس وقت ضرورت ہو فوراً پہونچے اور کباب واسطے گزک کے ہرن اور نیل گاو کے قابون مین جسقدر موجود ہین علی ہذا تمام اسباب خورونوش و زینت و آرایش کے مہیا کرنے کا حکم دیا صاحبقران اکبر عالیجاہ نے اُن مکانان خوش قطع اور تکلفات کو ملاحظہ فرمایا ہر ایک عمارت کو مطلا و مذہب و مینا کار با شان و شوکت پایا اور بخوبی ملاحظہ فرمایا نہایت خوش و محظوظ ہوے اور فرمایا اے خواجہ آپ نے اسقدر تکلفات کو دخل دیا تکلیف شاقہ اٹھائی بیکار ما حضر کافی و وافی تھا اسواسطے کہ ہم جفاکش آدمی ہین ہمارے واسطے تکلف بیکار ہے اور برادران ایمان سے کسی امر مین تکلف نہ چاہیے۔ خواجہ دینار نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار گردون وقار آپ کیا ارشاد فرماتے ہین بھلا یہ غلام حضور سے تکلف کرسکتا ہے میری کیا تاب و طاقت ہی کہ شہنشاہ سے کسی طرح کا تکلف کرونگا جس طرح سے دل چاہتا تھا خدمت آپکی اس خادم سے نہو سکی۔ بعد اسکے عدلون وغیرہ سے حرف و حکایات مین مصروف ہوے۔ اس اثنا مین کچھ نازنینان شمع رخسار و زہرہ خصال مع ساز حاضر ہوئین صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا ہر ایک ماہ رو از سرتا پا حسن و ناز و کرشمہ و ادا مین بے مثل تھی اور زیور جواہرنگار

ولباسہاے زرین و مرصع نگار در بر عجب دلیری سے دل عشاق پامال کرتی ہوئی

محفل مین آئین اور صاحبقران ونگار

کو باادب سلام کیا او صف بستہ

کھڑی ہوئین

محفل عیش ونشاط واسطے دعوت صاحبقران اکبر کے دروازۂ قلعۂ زرنگار پر



ہجوم ماہرویان کسقدر ہے — مجھے بھی دل کے لیس جانے کا ڈر ہے

صاحب قران اکبر کو ان ماہرویان شعلہ رخسار کا حسن ملیح و ناز و کرشمۂ تمکین نہایت پسند خاطر اقدس ہوا لیکن چونکہ عالم طلسم مین شہریار فلک وقار کے دل کو محبت اسقدر ملکہ صبح روشن گہر کی ہو کہ اسکے عشق مین دنیا و ما فیہا کی خبر نہین ہے باوجودیکہ ہر ایک نازنین کا حسن سحر سامری کا نقشہ رکھتا ہو لیکن صاحب قران اکبر اصلا کسی کی طرف مخاطب نہین ہوتے اور التفات نہ فرماتے آخر صاحب قران اکبر تین شب و روز خواجۂ دینار کے مہمان رہے اور ان پریزادون کا ناچ دیکھا کیے بعد اسکے ملک دینار سے خزانۂ طلسم کا حال دریافت فرمایا ملک دینار نے عرض کی اے شہریار کامگار تمام مال و خزانہ و متاع طلسمی مع عجائب و تحائف طلسم حاضر ہے حضور بھی ملاحظہ فرمائین صاحب قران اکبر عالی وقار اسی وقت ملک دینار کے ساتھ قلعہ مسکوکیہ کے دروازے پر تشریف لیگئے دیکھا کہ دیوار نہایت عریض ہے اور بلندی مین قریب بیس گز کے ہوگی اور از سرتاپا نقرۂ خالص کی ہے اور طلا کاری اور نہایت منقش ہے صاحب قران اکبر فلک قدر نے ملک دینار سے پوچھا اے ملک یہ برج و دیوار قلعہ نقرہ و طلا سے بنی ہوئی ہے یا واقعی نقرہ و طلا ہے یا ملمع نقرہ و طلا کا کیا گیا ہے یا شاید اثر طلسم سے معلوم ہوتا ہے ملک دینار نے کہا اے شہریار والا تبار اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام قلعہ اندر سے سنگ سرخ کا ہے لیکن بیرون دیوار و برج سے طلا و نقرہ سے مغلف ہے صاحب قران اکبر نے دروازۂ قلعہ کو ملاحظہ فرمایا کہ نہایت بلند و مرتفع ہے اور نہایت استحکام و استواری سے بنا ہوا ہے لیکن ابھی تک مقفل ہے اور وہ مقفل بھی نہایت وزنی ہے صاحب قران اکبر نے خواجۂ دینار سے پوچھا اسکی کنجی کہان ہے جس سے یہ قفل کھلتا ہے ملک دینار نے کہا اے شہریار بے

اس حال سے اطلاع نہین ہی یہ جانتا ہون کہ شاید اسکی کنجی طلسم کشا کے قبضۂ قدرت مین ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا مجھے تمھارے بیان سے تعجب ہوا تم نے کیونکر جانا کہ کنجی طلسم کشا کے پاس ہی۔ دروغ گویم برروے تو شاید تم مجھسے خوشطبعی کرتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ تمنے بیان کیا اگر کنجی میرے پاس ہوتی تو مین تم سے کیون طلب کرتا اور علاوہ اسکے یہ اور تماشے کی بات ہی کہ تم خزانہ دار و حاکم ہوکے کنجی سے خبردار نہین یہ کیا معاملہ ہی دینار شاہ نے کہا کیا مجال میری جو مین ایک بات خلاف عرض کرون یہ جاسے کہ خوشطبعی معاذ اللہ مگر حضور کے پاس کنجی نہین ہی تو پھر جہان مین کسی کے پاس نہین ہی صاحب قران اکبر نے آہنگر کو بلا کے حکم دیا اس قفل کو کسی طرح کسی آلہ سے کھول دے آہنگر نے ہرچند کوشش کی لیکن کسی آلہ سے وہ قفل متحرک بھی نہوا کیونکہ وہ قفل اسرار طلسمی سے تھا کس طرح کھلتا بعد اسکے تمام پہلوانان ہمراہی صاحب قران اکبر فلک قدر نے حسب لیاقت و طاقت خوب زور کیا اور عقل آزمائی بھی کی لیکن کچھ موثر نہوا آخر صاحب قران اکبر نے خود زور و قوت کو کام فرمایا اور طاقت صاحبقرانی و قوت طلسم کشائی صرف کی مگر کچھ فائدہ نہوا آخر بضربات تیغ و تبر اس قفل کو توڑنا چاہا مگر اس پر خط تک نہ آیا آخر سب حیران ہوے صاحب قران اکبر نے فرمایا کیسی امانت ہی جو اسقدر کوشش ہوئی لیکن صاحب امانت کو نہین ملتی اسوجہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان کا مال سب فرضی طور سے امانت ہی اور جسقدر روایات مشہورہ ہین وہ محض بے اصل ہین بلکہ کیا عجب ہی کہ اسواسطے مشہور کیا گیا ہو کہ ہم بطمع مال و زر ان مرحلات طلسم کو فتح کرین اور اپنی تکلیف و مشقت کو کچھ خیال مین نہ لاوین ملک دینار نے عرض کی اے شہریار گردون وقار قسم ہے مجھے اس پروردگار عالم کی کہ مجھے اس اسرار سے مطلق اطلاع نہین ہی آپ اسقدر کوشش و سعی بیکار فرماتے ہین اور تکلیف و مشقت گوارا فرماتے ہین حضور تو خود ہی صاحب لوح و کاشف اسرار ہین لوح کو کیون نہین ملاحظہ فرماتے کہ انکشاف امور ہوجائیں اور کاربرآری کی ترکیب بھی نہایت سہل دریافت ہوجاوے یقین ہی کہ لوح اسرار طلسم اس راز کو فوراً ظاہر کردیگی صاحب قران اکبر کو بھی یاد آگیا فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ واقعی امر یہ ہی کہ مین اسوقت ایسا از خود فراموش ہوگیا کہ مطلق خیال نہ آیا امر سہل مین اسقدر کوشش بے وجہ کی اے عادلون و ملک دینار تم سچ کہتے ہو واللہ مین ہی بھولا تھا یہ میری ہی غفلت کا باعث ہی پھر عادلون سے فرمایا اے عادلون کیا اس کار خفیف کے واسطے مین لوح سے مشورہ لون اور لوح ہدایت کرے ہان اگر کوئی کام بہت دشوار ہوتا تو البتہ لوح سے دریافت کرتا عادلون نے کہا اے شہریار گردون وقار حضور سچ فرماتے ہین لیکن ایک بار لوح کے ملاحظہ فرمانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی حضور ملاحظہ فرماوین دیکھین لوح کیا ہدایت کرتی ہی صاحب قران اکبر نے حسب اصرار عادلون لوح بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمائی لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار طلسم کشا و اے صاحب قران تمکو فتح مراحل طلسم و خزانہ طلسم مبارک ہو لیکن کھولنے مین قفل دروازۂ قلعہ کے جسقدر کوشش و فکر کروگے سب لاحاصل و بے سود ہوگی اور وہ قفل کسی طرح کھل نہین سکتا کسواسطے کہ یہ قفل طلسمی ہے اسکا کھلنا سہل نہین ہی اور بے کنجی کسی طرح قفل کھل نہین سکتا اور کنجی اس قفل طلسم کی طلسم آہن حصار مین ہی یعنے جو مرحلۂ سوم کا طلسم ہی اور وہ کنجی قفل خزانہ قلعہ پسکوکیمی کی شکل ایک

تلوار کے ہی جسکا نام افعی اصغر ہی اے شہریار واضح ہو کہ شمشیر مذکور حکیم اسقلیبوس اور حکیم بزرگ دانش نے ترکیب دے کر
چالیس روز کی محنت شاقہ مین کمال حکمت وصنعت سے تیار کی تھی اور نہایت حفاظت سے طلسم آہن حصار مین امانت رکھی ہی
جب تم قلعۂ زرنگار کے طلسم کو فتح کرنا اور ملک دینار تمہارا جب مطیع ہو جائے تم اُس قلعہ کے مال و خزانہ کو اپنے قبضہ مین لیکر
ملکیت کے سمجھنا علاوہ اسکے قفل کے کھولنے مین ہرگز کد نہ کرنا کسواسطے کہ وہ قفل بغیر افعی اصغر کسی طرح کھل نہین سکتا کہ
اس قفل کی وہی کلید ہی اے شہریار اب تم یہ تدبیر عمل مین لاؤ کہ راہ بیابان طلسم آہن حصار مین جاؤ اور کوہ معادن سے
شمال کی طرف راہ وہان کی ہی تم اُسی طرف جانا اور جو اثنا ے راہ مین ضرورت درپیش ہو اور تم مجبور ہو تو لوح سے مشورہ
لینا جسطرح لوح ہدایت کرے اُسی طرح تم عمل مین لانا اور خلاف اسکے کوئی کام ہرگز ہرگز کبھی بھولے سے بھی نکرنا اور یہ بھی یاد
رہے کہ بروقت روانگی کوئی سواری وغیرہ اس طلسم مفتوحہ سے اپنے ساتھ نہ لینا پیادہ پا تنہا توکل بخدا کرکے روانہ ہو جانا اور
کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لانا باقی ماندہ طلسم مفتوح ہو جائیگا اُس طلسم مین خزانہ اور مال و متاع بے حد ہی اور سواے مال و متاع
کے دو چیزین نہایت عمدہ و نادر موجود ہین چنانچہ چند اسلحہ عجیب و غریب ہین کہ اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے اور دوسرا گھوڑا
خادلس الفرس نام توسن ہزار کل مرصع تنگی نسل سے خاص تمہارے ہی واسطے امانت ہی اے شہریار یہ دونون چیزین
بہترین مال و اسباب و متاع طلسم سے ہین بعد فتح طلسم دونون آشیانا درمیانہ پر قابض و متصرف ہونا صاحبقران اکبر
لوح بیضا کے مضمون مسرت خیز کو دیکھ کر اسقدر خوش و محظوظ ہوے کہ وہ تمام خستگی راہ رفع و دفع ہو گئی بعد اسکے لوح کو
بوسہ دے کے گلے مین پہن لی اور اُس مرکب پری پیکر کا نام سُنکے ایسا خوش ہوے کہ قبا جسم مبارک مین تنگ ہو گئی القصہ
دروازۂ قلعہ سے لیکے تبل مقصود چلے آئے دوسرے روز ملک دینار وغیرہ سے رخصت ہو کے ٹکسال مین تشریف لائے
وہان طلا و نقرۂ خالص پر سکہ بنام صاحبقران اکبر پڑ رہا تھا دینار سرخ کا وزن بقدر ایک اشرفی کے تھا اور دینار سفید کا
وزن دس مثقال تھا جب صاحب قران نے اُس مجمع کفار مین لاقوت شاہ اور غیلان و تخوان اشرار کفار کو بحال
خراب دیکھا کہ کاروبار حمالی و مزدوری مین گرفتار ہین چونکہ صاحبقران اکبر عالی شان جامع اخلاق و مروت تھے انکی مشقت
و محنت کو دیکھ کے دل آب ہو گیا آخرکار لاقوت شاہ راندۂ درگاہ باری کو بہت نصیحت کی مگر اُس سیہ قلب و تیرہ درون نے
کچھ خیال بھی نکیا بلکہ اور زیادہ تر افروختہ ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا تبسم اور عدلون سے کہا کہ یہ لوگ اس زر کو یہان سے
لیجا کر کہان رکھتے ہین عدلون نے دست بستہ عرض کی اے شہریار کامگار جب یہان چاندی اور سونے پر سکہ پڑ چکتا ہی وہ دینار
وہ درہم سب اُٹھا کر قلعہ مسکوکیہ مین جمع کرتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ کیونکر یہان سے لیجاتے ہین اور قلعہ مین
کسطرح پہونچاتے ہین عدلون نے کہا جو اجنہ اسکی حمالی پر مقرر ہین وہ اُس زر کو لیکر پرواز کرتے ہین اور اسی طرح بلا [illegible]
پرواز قلعہ مین پہونچتے ہین اور وہ زر وہان رکھ آتے ہین صاحب قران اکبر نے پوچھا اے عدلون اجنہ سے بھی ہو سکتا ہی کہ
اندر قلعہ کے جاکر وہ زر اندوختہ لے آوین عدلون نے کہا اسکا لیجانا زر مسکوک کا قلعہ سے نکال لانا امر دوسرا ہی

معاذ اللہ اگر یہ نیت بد سے بھی اس زر کو دیکھیں تو فوراً سارے بدن میں اُنکے آتش غضب الٰہی پیدا ہو جائے اور آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو جائین فقط ان اجنہ کو یہ کام سپرد ہی کہ وہ ٹوکرا زر سے بھر کے بقوت پرواز قلعہ مین پہونچا دین اور اس قلعہ کا یہ حال ہے کہ نصف قلعہ کا میدان زر سرخ سے اور نصف میدان زر سفید سے بھرا ہوا اور بیچ مین سر تا سر دیوار کھنچی ہے اسوجہ سے اس قلعہ کے دو حصہ مساوی ہو گئے ہین اور کوئی مکان اسمین نہین ہی جب صاحبقران اکبر نے یہ کیفیت قلعہ کی سنی اور حال سے واقف ہوے پھر دوسرے روز تخت روان پر سوار ہو کے بتجمل وجاہ ملوکانہ کوہ معاون کی طرف تشریف لے گئے اور بعد پہونچنے کے مردان ہمراہی کو رخصت فرمایا اور خود بدولت واقبال پیادہ روانہ ہوے اور طرف شمال کی راہ اختیار کی۔

اب راوی روانہ ہونا صاحبقران اکبر فلک قدر کا طرف آہن حصار کے بقصد فتح طلسم جلد سوم اور حاصل کرنا متاع طلسمی یعنے مرکب طاؤسی اور اسلحۂ طلسمی کا معرض بیان مین لاتا ہے

نظم

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج — دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہو مجنون دیوانہ آج — گلشن دنیا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش لغو عیش ہے — مین کہون تو حسن جمال یار کا افسانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب — دیکھتا ہون مین بھی ہمت شیشہ و پیمانہ آج
گل ہمارا اور اسکا امتحان ہو جائیگا — آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل — عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی شگوفے ہر طرف — مین نہین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر نہین ہوتی ہے شیشہ مین شراب — بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
عرش پر ہے اندنون مین اہل دنیا کا دماغ — کون سا گھر ہے نہین ہے جسمین بالاخانہ آج
شرع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش بڈر — شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

بیت

نگارندۂ نقش مانی فریب — عروس سخن را چنین داد زیب

کہ شاہزادۂ گردون فر یعنے صاحبقران اکبر بادشاہزادہ واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابوالقیم کوہ معاون سے تنہا طرف شمال روانہ ہوے اور پیادہ باطے منازل وقطع مراحل کرتے ہوے روان تھے حسب الحکم تمام روز صاحبقران اکبر کو بادیہ پیمائی

ہے

اور دشت نوردی مین گذرا شام کو ایک چشمہ پر پہونچے کہ جسکے کنارے ایک درخت سایہ دار تھا دیکھا ایک ٹہنی مین درخت کی دسترخوان پیچیدہ آویزان ہی اور اُس دسترخوان مین کھانا ہی صاحب قران اکبر نے وہ دسترخوان درخت سے کھولکے جو کچھ کھانا وغیرہ تھا نوش جان فرمایا اور خوب سیر ہوے اور اُسی چشمہ کا آب شیرین کہ نہایت سرد تھا نوش فرماکر آرام کیا صبح کو عبادت ودعا سے فراغت پاکر پھر روانہ ہوے اور بدستور مثل روز اول صحرا نوردی و دشت پیمائی مین دو دن بھی تمام دن گذرا شب کو پھر لب چشمہ زیر درخت سایہ دار پہونچے اور بدستور شاخ درخت مین دسترخوان بندھا پایا اور پھر وہ دسترخوان درخت سے کھولا دیکھا تمیری روٹی اور قورمہ اور شیرینی تھی اُسکو بھی نوش فرمایا اور پانی اُسی چشمہ کا پیا اور شب عبادت پروردگار مین بسر کی صبح کو تیسرے روز بھی اُسی طرح بادیہ پیمائی مین بسر ہوئی چوتھے روز پھر تمام دن محنت و مشقت سفر و دشت نوردی کی مصیبت رہی شام کو پھر ایک چشمہ پر پہونچے منھہ ہاتھہ دھویا ایک ساعت دم لیا اور بدستور سابق درخت سے دسترخوان اُتارا کھولا کھانا نوش فرمایا پانی پیا بعد اسکے سپر فولادی سر کے نیچے رکھکے استراحت فرمائی لیکن نیند نہین آئی اُس عالم غربت و تنہائی مین خیالات صاحب قران اکبر کے دل غمکش منزل مین طرح طرح کے گذرے آخرکار صاحب قران اکبر روزگار کو اُسوقت سواے مسافت و صعوبت سفر اور محنت و مشقت پیادہ پائی کے اپنے محبوبان دلنواز کا خیال آیا اُنکے خیال مین اسقدر روئے اور غرق بحر فکر ہوے کہ دنیا و ما فیہا کی کچھ خبر نہ رہی کبھی تو ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بے اعتنائی اور سنگدلی کو یاد فرمایا اور کبھی ملکہ ناطقۂ روشن بیان کی صحبتہاے عیش کے تصور مین آنکھون سے آنسو جاری ہوتے تھے اور گاہے ملکہ صبح دلکشا کی صحبت ہم آغوشی کو یاد کرتے تھے اور کبھی ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان کے عشق مین زانو پر ہاتھہ مارتے تھے اور کہتے تھے

شعر

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را	کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را +

فرط شوق ملاقات مین دل بیقرار کو اُس کشتۂ فراق کے کسی پہلو آرام و قرار نہ تھا اور کہتے تھے کہ یا الہا تو گواہ ہی جو میرے دل کا حال مفارقت مین محبوبان دلنواز کی ابتر و زار ہے میری دلی خواہش ہی کہ اُن بادشاہان حسن و خوبی کے خیال وصل مین میری یہ تمام شب بسر ہو اور ہمیشہ اسی مشغلۂ مرغوب مین مشغول رہون بقولیکہ۔ ابیات

ز چشم و دل بہ تماشا تمتع اندوزیم	ز جان و دل ہمہ را از بان بگرداسیم
گل افگنیم و گلابے برہگذر پاشیم	مے آوریم و قدح درمیان بگردانیم
ندیم و مطرب و ساقی بانجمن ز ایم	بکار و بار زنے کاروان بگردانیم
گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم	گہے بوسہ زبان در دہان بگردانیم
نہیم شرم بیکسو و باہم آویزیم +	بہ شوخیے کہ رو ہی اختران بگردانیم

قصہ مختصر صاحب قران اکبر اُسی عالت خیال و فکر مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک جانور پرندہ اُڑتا ہوا آیا اور بالاے درخت

سامنے صاحب قران اکبر کے بیٹھ گیا اور بزبان انسانی نہایت خوش آہنگی سے حمد الٰہی مین تر زبان ہوا چونکہ شب ماہ تھی صاحب قران اکبر نے بغور دیکھا وہ جانور ایسا بدشکل و کریہ منظر تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صاحبقران اکبر فلک قدر نہایت مکدر ہوے اور اُس تکدر سے خیال و تصور جانان خاطر اقدس سے جاتا رہا اور ہوش مین آگئے لب بے اختیار کلمۂ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ زبان پر جاری ہوا اور فرمایا بارالہا اسوقت کس تصور و خیال مین تھا دفعۃً اس جانور کریہ منظر کے دیکھتے ہی کیا ہوگیا ایسی شکل بد میری نظر کے سامنے موجود ہوگئی کہ خدا کی پناہ ہی کاش کوئی طائر خوش رنگ زمزمہ پرداز ہوتا کہ طبیعت خوش ہوتی اور اُسکی خوش بیانی سے لذت حاصل ہوتی بقیہ شب بعیش بسر ہوتی اور تکلیف تنہائی برطرف ہوتی اور ایسے امر کو مین اپنے حق مین فال نیک سمجھتا یہ طائر زشت رونے اپنی نحوست سے مجھے بیچین کر دیا بعدہ

طائر بدہیئت کا صاحب قران والاشان سے ہمکلام ہونا۔



صاحب قران اکبر نے اُس طائر کی طرف مخاطب ہو کر اسی عالم تکدر مین فرمایا اے طائر مکروہ شکل مجھکو حیرت ہی کہ خداوند عالم کو تیری پیدائش سے کیا غرض تھی اور اُس خالق عالم کو نہین معلوم کیا منظور تھا اور منشاے خاص تیری خلقت سے کیا تھا کہ اُسکا فعل کوئی خالی از حکمت نہین پھر عوض اور کوئی جانور خوش قطع و خوشرنگ و خوش الحان پیدا کرتا کہ اُسکو دیکھکے اور اُسکی آواز و ترانہ سُنکے خوش و محظوظ ہوتے شاید تیری وجہ سے ساکنان سماوات کو حظ کسی طرح کا حاصل ہوتا اس باعث سے تجھے خلق کیا ہی صاحب قران اکبر کے اس کہنے سے او رعتاب و خطاب کو سُنکے بفصاحت و رنگین بیانی

کہا ای شہریار مغرور و از خود رفتہ اسوقت کس خیال خام مین مبتلا ہو تمنے کتاب اللہ کو جو تمہارے جد اعلیٰ پر نازل ہوئی ہے شاید نہین دیکھا خیر مجھ سے سن لو خداوند عالم نے قرآن مجید و فرقان حمید مین فرمایا ہے کہ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا ای شہریار مست بادۂ کبر و غرور آگاہ ہو کہ اُس حکیم مطلق نے کوئی شی اس عالم کائنات مین عبث خلق نہین کی بلکہ ہر ایک فعل اُسکا حکمت سے مملو ہے اور قدرت کاملہ کا جلوہ ہر اک شی مین موجود ہے لیکن قصور اپنی عقل کا ہے کہ جسقدر وسعت فہم و ادراک بشری ہے اُسی قدر تو سمجھ مین آئیگا مخلوق کی کیا مجال کہ جو اُسکی قدرت کاملہ کو سمجھ سکے

شعر

خاکساران جہان را بحقارت منگر	تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

جب وہ طائر بفصاحت و خوش بیانی بیان کر چکا درخت پر سے پرواز کر گیا صاحب قران اکبر کے دل پر اُس طائر کا قول موثر ایسا ہوا کہ جو کلمات طعن صاحب قران اکبر نے کہے تھے اُس سے کمال درجہ نادم و پشیمان ہوئے اور اُسی رنج و ملال مین جسقدر رات باقی تھی کچھ نہ معلوم ہوئی کہ کہان گئی اور کب صبح ہوئی الغرض بعد ادائے فریضۂ نماز و عبادت پروردگار وہان سے روانہ ہوئے مگر آج کی منزل مین بخلاف اور روزون کے صاحبقران اکبر پر ایسا پیاس نے غلبہ کیا کہ جسکی حد نہین تا اینکہ شدت تشنگی سے صاحب قران اکبر عالی شان کا حال متغیر ہو گیا و جستجوئے آب مین ادھر اُدھر پھرے لیکن نشان تک پانی کا نہ ملا کیونکہ اُس صحرائے لق و دق مین درخت کیسا کہ انس کا نشان تک نہ تھا پانی کجا اور لوح طلسم کی تاکید تھی کہ بغیر چشمہ اور کہین پانی نہ پینا اور نہ دوسری جگہ قیام کرنا ورنہ تمہارے حق مین وہ پانی بہت خلاف و ضرر رسان ہوگا اور عجب نہین کہ باعث ہلاکت کا ہو صاحب قران اکبر اور زیادہ مضطر و بیقرار ہوئے اور دل مین کہتے تھے کہ اسکا کیا علاج کرون ادھر تو شدت تشنگی سے جگر کباب ہوا جاتا ہے اُدھر قطرۂ آب ناپید ہے نہ طاقت رفتار نہ قیام کا اختیار بار خدایا اب یہ بندۂ عاجز کیا فکر و تدبیر کرے کہ یہان آب عنقا اور منزل مقصود دور ہے پیاس کی شدت ہے اگر یہی حال رہے تو پھر تاکے - الغرض صاحب قران اکبر نہایت حیران و پریشان اُس بیابان آفت اور صحرا قیامت مین غلبۂ تشنگی و شدت سے سرگردان تھے اُس بارہ اسی و بیہوشی مین لوح کا مطالعہ خیال نہ رہا اُسی بیابانی و تشنگی کی شدت مین قریب زوال آفتاب کے ایک چشمہ کے کنارے پہونچے اُس شہریار کامگار نے جو بہت خرابی ایسا کے وہ چشمہ پانی کا دیکھا کمال درجہ مسرت حاصل ہوئی مگر وہ پانی زمردی رنگ دکھائی دیا مگر شدت تشنگی نے ایسا بیقرار کر دیا تھا کہ کچھ خیال نہ کیا اور نہ اُس بیخودی مین لوح کا ملاحظہ کرنا یاد رہا بے اختیار دونون ہاتھ پانی مین ڈال دیے اور چاہا کہ ایک چلو پانی سے حلق کو پہلے تر کرون کہ کچھ تو شدت تشنگی مین خفت ہو ہاتھ پانی مین پڑنا تھا کہ دونون ہاتھون مین ایک سوزش پیدا ہوئی اور اس شدت کی سوزش ہوئی کہ گویا شعلۂ آتش مین ہاتھ ڈال دیا اور فوراً ہتھیلی پر آبلے پڑ گئے اور اُن آبلون مین جو پانی تھا وہ بھی ٹپکنے لگا صاحب قران اکبر سے ضبط نہو سکا بے اختیار فریاد و فغان کرنے لگے ایک

انداسے پیا دہ پائی دوسرے شدت تشنگی تیسرے سوزش پاتھوں کی یہ حال ہو گیا کہ شدت کرب و بیتابی میں صاحب قران اکبر مثل ماہی بے آب اس صحرا کی زمین میں تڑپنے لگے اور لحظہ بلحظہ سوزش میں ترقی ہوئی جاتی تھی شاہزادے کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح کی سوزش رہی تو زندگی دشوار ہو گی ناچار چند اسماے اعظم متبرک پڑھ کے ان آبلوں پر دم کیے ان اسماے بزرگ کی برکت و تاثیر سے سوزش آبلوں کی کسی قدر کم ہوئی لیکن بعد ایک لحظہ کے پھر وہی حال ہو گیا بلکہ بہ نسبت سابق کے ترقی ہو گئی آخر یہ نوبت پہونچی کہ الامان والحفیظ اس شدت درد سے لحظہ بلحظہ حال صاحب قران اکبر کا ابتر ہوا جاتا تھا جب اس درد میں ترقی بہت ہوئی اور صاحب قران اکبر میں طاقت ضبط باقی نہ رہی بیتاب ہو کے بتضرع وزاری درگاہ مسبب الاسباب و کارساز حقیقی میں اس طرح سے مناجات و دعا کی۔ شعر

کجا روم چہ کنم بر در کہ رو آرم
بجز تو کیست کہ چشم کرم ازو دارم

آخر دعاے صاحب قران ہدف اجابت پر پہونچا لہٰذا فضل معبود حقیقی حضرت خضر علیہ السلام رہنماے گم گشتگان وادی غربت و مصیبت فوراً بحکم مالک و معبود حقیقی پہونچے اور براہ مہربانی صاحب قران اکبر سے فرمایا اے شاہزادہ عالی تبار معز الدین ہوشیار آگاہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تمکو تنبیہاً یہ تکلیف دی ہے کہ آیندہ پھر کبھی تم کارخانۂ قدرت و حکمت میں ایسی مخفات نہ کرنا اور سخنان لغو و طائل سے باز رہو اسکی کیفیت و قدرت میں انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ چون و چرا کر سکے اول اپنی اصل کو بنظر غور دیکھ لے کہ کیا تھا اور اسکی قدرت کاملہ نے کس درجہ کو پہونچایا اور کیا کیا مراتب رفیع عنایت فرمائے ہیں کہ شاہزادہ گردون وقار یاد کرو کہ تمنے ایک روز کسی طائر کو بنظر سے اسکی صورت دیکر دو دیکھو کیسے کیسے کلمات طعن و تشنیع کیے اور بنظر حقارت اس طائر کو دیکھ کے متبسم بھی ہوے تھے اسی کے عوض میں گرفتار ہو علاوہ اسکے تمنے لوح کی ہدایت بھی بھلا دی اور نخوت و تکبر کے کار بند ہوے یہ نتیجہ اسی کا ہے جو تم اس حال پر ملال میں مبتلا ہوا ہے معز الدین خدا وند جلیل نے اسی طائر مقبول بارگاہ صمدیت کو تمھاری صحت و شفا کا اختیار دیا ہے اب تمکو اسی طائر سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ تم جلد اس بلاے بے درمان سے نجات پاؤ ورنہ نجات پانا غیر ممکن ہے اسے شاہزادہ عالیجاہ یہ چشمہ پانی کا زہر قاتل ہے اصل کیفیت اس چشمہ کی یہ ہے کہ ایک بچھو اور دوسرا رتیلا ہمیشہ پانی پیا کرتے ہیں اور ان دونوں جانوران موذیہ کا زہر قاتل آب چشمہ میں ملجاتا ہے اور اس زہر میں یہ اثر ہے کہ ایک قطرہ بھی اس پانی کا حلق سے اتر جاے تو اسی وقت انسان تو کیا دیو تاب ایک آن میں پانی ہو کے بہجائے خیریت یہ ہوئی کہ تمنے اس چشمہ سے پانی پیا نہیں ورنہ ابتک کبکی روح فنا ہو جاتی۔ الغرض حضرت خضر علیہ السلام نے صاحب قران اکبر کو ایک درخت کا پتہ دیا اور چند کلمہ اور بھی تعلیم فرمائے۔ صاحب قران اکبر اسی حالت کرب و بیقراری میں حسب ہدایت و ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے چشمہ پر آئے پہلے آب شیرین اس چشمہ سے حسب خواہش دل نوش فرمایا جو وقت تشنگی میں خفت ہوئی اور ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک درخت نہایت سبز و شاداب جسکا حضرت خضر علیہ السلام نے نشان دیا تھا اس چشمہ پر سایہ کیے ہوے ہے اور وہی طائر کہ پیشتر شاخ درخت پر بیٹھا بزبان عربی نہایت بلاغت و فصاحت سے ذکر الٰہی میں مشغول ہے

صاحبقران

صاحب قران اکبر اپنی حرکت سے نہایت پشیمان ہوئے اور اُس کلمہ لغو سے توبہ و استغفار کی بعد اسکے اُس مرغ ستودہ خصلت نے
حضرت خضر علیہ السلام کا پیغام پہونچایا اور عذر خواہ ہوا اُس طائر نے صاحب قران اکبر کے حال پر ملال پر افسوس کیا بعد اسکے
چند پر بازو سے نوچ کر زیر درخت ڈالدیے صاحب قران اکبر نے وہ پر موافق ارشاد حضرت خضر علیہ السلام اُٹھا لیے اور اُن
آبلوں پر دست حق پرست سے ملے پھر ملتے ہی اُن پرون کے آبلون کی سوزش فوراً رفع ہوگئی شاہزادہ عالیجاہ نے اُس طائر مقبول الہی
اور برگزیدہ باری سے فرمایا اے طائر خوش نوا و پاک باطن اب یہ ارشاد فرماؤ کہ تم کس جنس سے ہو اور نام کیا ہے اُس طائر
فرشتہ خو نے بزبان انسانی کہا اے شہریار میرے جنس کا نام حمام ہوائی ہے ہمیشہ اسی صورت و شکل ہما ہی ہیں ہمیشہ بقوت پر و بال
پرواز کرتے رہتے ہیں خداوند کریم نے میرے سایہ بال و پر میں یہ تاثیر بخشی ہے کہ جس بشر کے سر پر سایہ پڑے وہ ضرور کسی بادشاہ
کا وزیر ہو جیسا کہ حق سبحانہ و تعالی نے ہما کے سایہ میں افسر بخشا ہے اے جوان عالی شان میں نے ہمیشہ سے اپنا قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ میں سال بھر میں چند مرتبہ اس درخت سے پرواز کرتا ہوں اور چند سنگریزہ زمین سے حسب خواہش کھا لیتا ہوں
بعد اسکے بدستور میں اسی درخت پر بصورت طائر شب و روز یاد الہی میں رہتا ہوں بیشتر ابتدا سے عمر میں البتہ میں اپنی
جنس میں اسقدر کریہ منظر نہ تھا جیسے میری مادہ کو ایک صیاد ظالم و بے رحم بوجہ عمدگی بال و پر کے گرفتار کر لیگیا ہے اور
مجھکو تنہا کر گیا میں نے درگاہ خداوند کریم میں دعا کی کہ میں کریہ منظر ہو جاؤں تاکہ بار دگر کوئی صیاد مجھے گرفتار نہ کرے بلکہ
بسبب کراہت کے صورت کو بھی نہ دیکھے ورنہ اگر رنگین بال و پر دیکھ کے کوئی فریفتہ ہو جاوے اور مجھے بھی گرفتار کرے مثل
میری مادہ کے تو میں پھر کیا کروں صاحب قران اکبر نے کہا اب یہ ارشاد ہو کہ تمہارا زبان انسانی میں کلام کرنا اور بفصاحت
گویا ہونا کس سبب سے ہے طائر نے کہا جس روز تمنے میری صورت کریہ دیکھ کے کلمات طعن کہے اور پروردگار عالم کی نسبت
بھی کلام خلاف تہذیب نکلے اُسوقت میں اپنے حال پر خوب رویا اور اُسی حالت گریہ و زاری میں دعا کی کہ بار الہا تو اپنی قدرت
کاملہ سے مجھے زبان انسانی اور طلاقت لسانی ایسی عطا فرما کہ جو میں بیان کروں ہر بشر سمجھ لے تاکہ میں اُس انسان غفلت شعار
کو جواب ان کلمات گستاخانہ کا دوں اور اُسکو خواب غفلت سے بیدار کردوں کہ وہ جوان متنبہ ہوکر بار دیگر کسی مخلوق کو بنظر
حقارت نہ دیکھے اور جو اپنے معبود کی نسبت گستاخانہ پیش آتا ہے اُس سے توبہ و استغفار کرے بمجرد میری اس دعا کے مجھے
اسقدر طلاقت عطا فرمائی کہ جو تم سن رہے ہو مگر شکر اُس پروردگار کا کہ میری نصیحت اثر پذیر ہوئی اور تمکو خیال آیا اور وہ غفلت
دور ہوگئی بس اسی طرح میری وہ دعا بھی مقبول درگاہ ایزدی ہوئی کہ میری صورت ایسی بدتر ہوئی کہ جیسے تمنے ملاحظہ فرمایا اور تمکو
میری صورت دیکھ کے نفرت ہوئی صاحب قران اکبر نے اس طائر سے اپنی عفو تقصیر چاہی اور اسکے لطف و احسان کا شکر
ادا کیا کہ میں نے بدولت توجہ تمہاری اس تکلیف روحی سے نجات پائی لیکن اب میں حسب الارشاد حضرت خضر علیہ السلام
تمہارے پاس آتا ہوں اور تھوڑا پانی اُس چشمہ کا لیا چاہتا ہوں تاکہ دو روز ایک اسم متبرک تعلیم کردہ اُس راہنما کا پڑھکے
دم کروں اور خود پی لوں اور اُسی پانی سے غسل کروں تاکہ اُن جانوران موذیہ کا زہر اثر نہ کرے اور نجات ہو قصہ مختصر وہ پانی

نوش فرمایا اُسی پانی سے غسل کرکے اُسجگہ جہان کا حضرت خضرؑ نے پتہ دیا تھا کہ وہ مسکن اُن جانوران موذیہ کا تھا تشریف لائے دیکھا تو واقعی وہ سرزمین اُن جانوران موذیہ کے زہر سے ایسی ہوگئی ہے کہ وہانکی گھانس تک جلگئی ہے اُس اثنا مین وہ دونون جانوران مہلک جان وبلاے بے درمان ہوے انسان پاکے بیتابانہ وہان آپہنچے صاحب قران اکبر نے جو بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ جانور بھی قد وقامت مین مثل شیر کلان کے تھے اور آنکھین اُنکی مثل شعلہاے آتش روشن تھین علاوہ اسکے اُنکے زہر ومہمت کی یہ تاثیر تھی کہ جسوقت بچھو ڈنک مارتا تھا تو چٹانین پتھر کی پاش پاش ہو جاتی تھین صاحب قران اکبر اس کیفیت کو دیکھکے نہایت متحیر ہوے اور کہا ایسے جانور سے پرہیز کرنا چاہیے خدا اسکے زہر سے بچاے اور برکت سے اس اسم بزرگ اور تاثیر آب چشمہ سے شاہزادۂ والا تبار ہرایک آفات وبلیات زمانہ سے محفوظ رہے ورنہ وہ ایسا زہر قاتل تھا کہ ایک تیر کے فاصلے جسم انسان کو پانی کر دیتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے اُسوقت جرأت مردانہ کو کام فرمایا کہ نہایت ہی چستی وچالاکی سے چند تیر جانستان رہا کیے تا اینکہ ان جانوران موذیہ کے تمام جسم کو مثل چھلنی کے مشبک کر دیا مگر اُنکے جسم کی تاثیر سے یہ خیال تھا کہ جو تیر اُنکے جسم مین غرق ہوتا تھا پیکان فولادی مع سری کے پانی ہو جاتا تھا جب وہ جانور ہلاک ہوگئے صاحب قران اکبر نے زمین کو کھود کے دونون لاشون کو دفن کر دیا تاکہ اثر زہر سے اُنکی ہوا مین سمیت پیدا نہو اور وہ ہوا انسان کو ہلاک نکرے بعد اسکے وہان سے صاحب قران اکبر شکر پروردگار عالم کرتے ہوے آگے روانہ ہوے جب دو روز کامل مسافت راہ طی کر چکے تیسرے روز دور سے ایک قصر عالی شان نمایان ہوا جسکی رفعت وبلندی ہمسر فلک اور دل تھی منار وبرج اُس قصر کے طلائی اور جواہر نگار ایسے چمکتے تھے کہ اُسپر نظر کام نکرتی تھی اور قبہ اُس قصر اخضر کا مانند آفتاب کے چمکتا تھا ایک فرسخ تک اسکی روشنی سے تمام صحرا روشن ومنور ہو رہا تھا دور سے معلوم ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین آگ لگی ہوئی ہے اور جانوران صحرائی اُس روشنی کے متحمل نہوکے سب فرار ہوگئے تھے شعر

	تعالی اللہ آن قصر عالی بنا		ایوان بہشت برین دلکشا

عجب طرح کا قصر عالی دیکھا کہ جسکی شان وشوکت سے آنکھون کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا صاحب قران اکبر جسقدر قریب اُس قصر عالی کے ہوتے تھے نہایت محظوظ ہوتے جاتے تھے اور اس سرزمین کی ہواے خوشگوار تازہ کن دل ودماغ اور فرحت بخش روح وجان تھی صاحب قران اکبر کی جو نظر پڑی تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ صحرا نوردی ایسا قصر رشک ارم دیکھنے مین آیا ایسے خوش ومحظوظ ہوے کہ جسکی انتہا نہین اور مشتاق جمال ہو رہا کہ پھر کیا گذری گویا قالب بیجان مین جان آگئی صاحب قران اکبر اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا عجیب باغ پر بہار ہے ابیات

	فضاے دلکشایش جان فزودی وسیمہ سبزہ فو پر لب جو		ہواے جان فزایش دل کشودی چو خط گرد لب خوبان دلجو

ہرچند کہ یاقوت نگار منزل خاص ملک صبح روشن گہر تھی لطف وپاکیزگی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا لیکن اس باغ کی زینت

وآرایش کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی اس طلسم عالی کے مراحل و منازل و مقام طبقہ مین کوئی باغ اس باغ بہشتان بے نظیر
کے مقابل مین صاحب قران اکبر کی نظر انور سے اب تک نہین گذرا صاحب قران اکبر اس باغ جنت نظیر مین داخل ہوے
اور ہر طرف سیر کرتے ہوے بطور تفریح چلے جاتے تھے جس میوہ کی طرف صاحب قران اکبر کا میلان خاطر اقدس ہوتا تھا
بے تکلف وہ شاخ درخت ثمردار خود بخود بشہریار دولت مدار کے قریب آجاتی تھی اور صاحب قران اکبر بھی ستان اس پھل کو
شاخ درخت سے توڑ کے نوش فرماتے تھے اور تحیر چلے جاتے تھے تا اینکہ اس قصر عالی مین پہونچے زینت و آرایش اسکی
دیکھ کے متعجب تھے اور کہتے تھے کہ آج تک ایسا قصر و باغ نہین دیکھا اور نہ سنا سواے تکلفات و شوکت و شان کے
اس قصر مین عالیشان کمرے عالی شان اسقدر وسیع و بلند تھے کہ قیاس کام نہ کرتا تھا اور از سرتا پا مرصع و جواہر نگار بنے ہوے
تھے اور پردہ ہاے زربفتی ہر ایک حجرے کے دروازے پر پڑے ہوے تھے اور مقام صدر اسی قصر رفیع البنیاد کا اس درجہ
اسباب زینت و آرایش سے مملو اور آراستہ تھا کہ خدا کی خدائی پیش نظر تھی اور لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا
اس تخت پر مسند زرنگار بچھی تھی اور اس تخت کی صندلی پر ایک کشتی مین جام و صراحی وغیرہ سامان میخوشی آراستہ تھا غرض
کہانتک طول دیا جاے ایسے ایسے اسباب ضرورت و زینت و آرایش کو مہیا پایا کہ جسکو کبھی چشم فلک نے بھی باین گردش
کبھی دیکھا نہ دیکھا تھا شاہزادہ عالیجاہ نے اس سامان سے نہایت خوش ہوکے حکیم اسقلینوس وغیرہ حکماے
عالی قدر و بانیان طلسم کی روح پر فتوح کو بسورۂ فاتحہ یاد کیا بعد اسکے بہ رغبت تمام چند جام اس بادۂ گلفام کے نوش جان
فرماے اور کسی کو بھی نوش کرایا اور عالم کیفیت مین مسرور ہوے بعد اسکے اس کیفیت کو لمحہ بھی نہ گذرا تھا کہ خواب غالب ہوا اور
غفلت طاری ہوئی عالم واقعہ مین دیکھا اس حجرون سے یکبارگی پردے اٹھے بعد اسکے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز
و ملکہ ماہ طلعت روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر از سرتا پا زیور جواہر نگار مین غرق بہزاران ہزار کرشمہ و ناز و ہزار ادا اے
معشوقانہ باہر نکلین اور اسی طرح وہ چارون شاہزادیان برابر تخت پر گرد شاہزادہ گردون شکوہ کے بیٹھ گئین اسوقت صاحب قران اکبر
کی نظر انور مین وہ چارون غیرت بدر و رشک قمر ایسی خوش معلوم ہوئین کہ کبھی عالم ظہور مین بھی ایسی با حسن و جمال نہ معلوم ہوئی
تھین صاحب قران اکبر نے بجاے خود کہا اے معز الدین عجب اتفاق کی بات ہے کہ ان مہجبینون کے ہمراہ ملکہ صبح روشن گہر بھی
آئی ہے اور ملکہ صبح دلکشا نہین آئی اور اگر صبح دلکشا یہان آتی تو البتہ ایک طرح کا فساد و قضیہ ایسا پیدا ہو جاتا کہ زندگی دشوار
ہو جاتی کسواسطے کہ مین بسبب غلبۂ محبت و سوزش عشق صبح روشن گہر کی طرفداری ضرور کرتا اور سب سے زیادہ اسی کی صحبت اختلاط
مین رہتا یہ امر صبح دلکشا کبھی نہ گوارا کرتی بلکہ سراسر خلاف طبع ہوتا چنانچہ اسوقت بھی اگر خیال کرتا ہون ملکہ روشن گہر مثل جان شیرین
عزیز ہے اس صورت مین رشک و حسد کی وجہ سے آپس مین رنج و ملال کو طول ہو جاتا اس سے بہت خوب اور بہتر ہوا کہ ملکہ صبح دلکشا
یہان نہ آئی۔ القصہ صاحب قران اکبر نامدار چارون شاہزادیون کی صحبت عیش مین مصروف ہوے اور بشوق دل ہر ایک
نازنین ماہ جبین کے ہاتھ سے ایک ایک جام شراب ناب نوش فرمایا اور حالت شوق و نہایت ذوق مین ہر ایک ماہ پارہ کے لب نازک

کے بوسے لیے ابھی یہ صحبت بوس وکنار گرم تھی یکایک ایک تخت آسمان کی طرف سے اسی ہنگامۂ عشرت مین آیا صاحب قران اکبر نے بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا اس تخت پر ملکہ شمسہ تاجدار و عندلیب البیان اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا چارون نازنینین سوار ہین صاحب قران اکبر فلک قدر نے اُن نازنینون کو دیکھکر تعجب کیا اور اُن نازنینان اول کو بغور ملاحظہ فرمایا اور پھر ان مہ جبینان تخت نشین کی صورت دیکھی سر مو فرق کسی مین نہ پایا اور زیادہ حیرت ہوئی کہا یارا کہا چار سے اب آٹھ ہوگئین ایک سے ایک اشبہ ہے یہ طرفہ ماجرا ہے پہلے مین جانتا تھا وہ چارون نازنینین میری معشوقان پرتمکین ہین اب جو دیکھا تو چار کی آٹھ ہوگئین یہ چار زائد کہان سے آئین ان آٹھون سے کسکو اصلی سمجھون اور کسکو نقلی جانون کس واسطے کہ ہر ایک کی صورت وشکل ایک ہے کسی کی صورت مین فرق نہین ہے اسی حیرت و استعجاب مین تھے یکایک خواب حیرت سے بیدار ہوئے اب دیکھا کوئی نہین خود ہی تنہا تخت پر ہین دل مین کہا اے سعد الدین یہ طرفہ صحبت اور عجیب کیفیت ہے اسوقت تک کبھی وہم وخیال مین بھی نہین آیا تھا جو اس وقت دیکھا یعنی ہر ایک خاتون دو دو ہوگئی زیادہ تر استعجاب یہ ہے کہ ہر ایک نازنین صورت و وضع مین ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہے بالکل فرق کسی عضو مین نہین ہے بلکہ پوشاک بھی ایک رنگ ہے صاحب قران اکبر گیتی ستان دو ساعت کامل اسی تشویش مین رہے بعدہ اس تخت سے اٹھے اور ان حجرون کی سمت باین قصد تشریف لے گئے کہ چلین دیکھین اس پردہ مین کیا ماجرا ہے یقین ہے کہ کوئی طلسم کا نیرنگ ہوگا وہ نازنینین بھی انھین حجرون سے نکلین تھین پھر ہرچہ باداباد چلو مصرعہ

شاید زہمین بیضہ برآید پروبال

بہرحال ایک نظر دیکھنا ضرور ہے عجب نہین کہ میرا گمان درست ہو یہ قصد کرکے قریب حجرون کے تشریف لائے اور سب کو خوب ملاحظہ فرمایا حجرے خالی تھے کچھ نظر نہ آیا اس سے اور زیادہ صاحب قران اکبر کو حیرت ہوئی لوح بغل سے نکال کر بوسہ دیا اور ملاحظہ کرنے لگے لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ ای شہریار کامگار تم بعد ہلاک کرنے اُن دونون جانوران موذی کے یعنی بچھو و ٹیلا کے قصر النیرین مین پہونچ گئے وہان عالم واقعہ مین ایک ایسا تماشا حیرت افزا دیکھو گے کہ حیرت مین غرق ہو جاؤگے اور وہ استعجاب تمھارا ہرگز دفع نہوگا لیکن تم اس قصر مین بلا تکلف چلے جانا اور پہلے قلعۂ آہن حصار کو فتح کرنا اور جب اس طلسم سے فارغ ہوگے تو ایک اسپ مثل طاؤس کے اس طلسم سے تمکو دستیاب ہوگا جب وہ مرکب عجیب تمھارے قبضہ مین آجائے تم اس فرس پر سوار ہونا اور پھر دوبارہ قصر النیرین مین جانا اور جو تمکو عالم خواب مین تماشا حیرت افزا دکھائی دیا ہے اس تماشے کو تم بچشم ظاہر ملاحظہ کروگے تم سوقت البتہ یہ تمام تعجب تمھارا برطرف ہوجائیگا والسلام جب یہ ہدایت لوح سے ہوچکی صاحب قران اکبر رستم زمان نے ایک شب و روز اسی قصر عالی شان مین بسر کی دوسرے روز حسب الارشاد لوح بقصد فتح آہن حصار روانہ ہوئے ایک یا تین روز کے قطع مسافت وطی منازل کرکے چلتے تھے روز اثنائے راہ مین دیکھا ایک دیوار آہنی بلند و بالا سد راہ ہوئی کہ جسکی انتہا اور ابتدا معلوم ہوتی تھی اور سر تا سر اسی دیوار مین جابجا برج بھی بنے ہوئے تھے ۱۶۲

اور ہر ایک برج دوسرے سے پانسو قدم کے فاصلے سے تھا اور قریب دیوار ایک خندق نہایت عمیق آگ سے بھری ہوئی تھی اور شعلے اسکے فلک اول تک پہونچتے تھے اور اُس آتش کی گرمی سے وہ دیوار ایسی گرم تھی کہ رنگ دیوار کا سرخ مثل انگار کے تھا اور اُس خندق سے دوتیر کے فاصلے تک اسطرح کی حدت تھی کہ انسان کی مجال نہ تھی جو اسکے قریب سے یا کچھ فاصلے سے گذر سکے جل کے وہین رہجاے اور پرند جانور کی یہ قدرت نہ تھی جو دیوار سے پار جا سکے وہ تمام صحرا انبوہ محشر تھا کسی ذی روح کی مجال نہ تھی کہ اُس سرزمین پر قدم رکھ سکے صاحب قران اکبر نے جو اُس دیوار آہنین کو دیکھا - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم - پڑھتے ہوے نیچے اُس دیوار کے دور تک چلے گئے بعد زوال آفتاب ایک دروازہ نمودار ہوا لیکن وہ دروازہ اندر سے بند تھا اور دروازے کے دونون بازوون پر دو فیلان مست کی تصویرین بنی ہوئی تھین اور اُن ہاتھیون کی سونڈین آپس مین اسقدر لپٹی ہوئی تھین کہ اگر دروازہ کھل بھی جاے تو وہ سونڈین وارد و صادر کو اندر جانے کی مانع ہون صاحب قران اکبر سمجھے کہ شاید آہن حصار اسی قلعہ کو کہتے ہین صاحب قران اکبر ایک درخت چنار کے سایہ مین کہ وہ درخت اُس دروازے کے مقابل تھا بیٹھ گئے لیکن صاحب قران اکبر بوجہ خستگی پیادہ روی کے نہایت پریشان ہو رہے تھے دوسرے تشنگی اس شدت کی تھی کہ ہوش باختہ تھے ہر چند پانی تلاش کیا لیکن پانی نہ پایا مجبوراً لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے معلوم ہوا کہ اے صاحب قران اکبر جسوقت تم قریب دروازہ آہن حصار کے پہونچوگے دروازہ بند نظر آئیگا اور دو زنجیر فیلان ہیبت ناک کی تصویرین دیکھوگے اور ہر ایک فیل پر ایک ایک حبشی دیو صفت نہایت قوی ہیکل سوار ہوگا پس اے صاحب قران اکبر تم خوب یاد رکھنا کہ اس مقام پر تمکو سات مرتبہ جنگ عظیم کرنی ہوگی اور ہر جنگ بعنوان نو واقع ہوگی اسواسطے کہ تم ہر ایک اقلیم کے طریقہ و قاعدۂ جنگ سے بخوبی واقف ہو جاؤ لیکن تم خاطر جمع رکھنا کہ تمکو ساتون ستارون سے بھی مدد ہوگی ضرور ملیگی بلکہ نظر کردۂ موکلان سبعہ سیارہ ہو جاؤگے تمکو مناسب ہے کہ ہر ایک اقلیم کے قاعدۂ جنگ کو خوب خیال مین رکھو اور یاد رکھو کہ اب عنقریب معاملۂ جنگ رو بکار ہونے والا ہے اے صاحب قران اکبر نامدار اس طلسم مین سات قسم کی فوج ہے اور سات ہی افسر ہر ایک فوج کے ہین وہ سردار تمسے بجنگ و مقابلہ پیش آئینگے تم ہر ایک سے جنگ مردانہ کرنا انہین سے بعض سردار مغلوب ہو کر تمہاری اطاعت قبول کرینگے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہونگے اور بعض براہ شرارت و شیطنت معرض قتل مین آئینگے اور ہلاک ہونگے یعنے جو انمین یزدان پرست ہین وہ مطیع تمہارے ہونگے اور جو ابلیس پرست ہین وہ بیدین قتل ہونگے اور یقین ہے کہ جبتک ہنگامۂ جدال و قتال برپا رہیگا یہ درخت چنار جو کہ سامنے دروازۂ حصار کے واقع ہے اور تم اُسکے سایہ مین بیٹھے ہوئے ہو تمہارا مسکن و مامن رہیگا تمکو لازم ہے کہ وہ اسم اعظم جو سینۂ لوح پر مرقوم ہے ایک ہزار ایک سو اکہتر بار با درود اول و آخر پڑھو اور خنجر کی باڑھ پر بھی دم کرو ایک شکل زمین پر خنجر کی نوک سے تین گز کی مربع کھینچو بعد اسکے تین گز عمیق مین اُسے کھودو اُس زمین سے ایک چشمہ پانی کا نہایت شیرین برآمد ہوگا پہلے اُس چشمہ سے تم غسل کرنا اور خوب سیر ہو کر نوش فرمانا یہ شدت تشنگی دفع ہو جائیگی بعد اسکے وہ سبوے حکمت جو

تمہارے پاس موجود ہی اُس چشمہ کے پانی سے بھر لینا اور ہر ایک فیل دروازہ کی سونڈ مین تین تین گھڑے پانی کے ڈالنا
پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی والسلام جب صاحب قران اکبر کو لوح ہدایت کر چکی اور
صاحب قران اکبر عالی شان بھی خوب سمجھ چکے اور جو کچھ احکامات سابقہ و حال لوح سے ظاہر ہوے تھے وہ شنیدہ کیے جنکا
حال بوقت ضرورت بیان ہوگا۔ صاحب قران اکبر نے دل مین کہا سُبحان اللہ بحمدہٖ اس مرتبہ لوح نے ہمکو باشکل
مزدوری بنایا ہی مشقت خالی از وقت نہین ہی اور کام بھی یہ طرفہ ارشاد ہوا ہی کہ جو مدت العمر مینے کبھی نہین کیا ہی وہ کرنا
پڑا یعنے ایک چاہ کھودون اور پانی سے اُسکے تشنگی دفع کرون پھر گھڑے کو پانی سے بھرون اور ہاتھیون کی سونڈون مین ڈالون
نہین معلوم اس محنت و مشقت کا نتیجہ کیا ہونے والا ہی کہان صاحبقرانی و طلسم کشائی اور کہان چاہ کنی و آب کشی معلوم
یہ ہوتا ہی کہ اب یہ ہاتھ پانون میرے کار و بار طلسم کشائی اور کشورستانی سے بیکار ہو جاینگے مگر کیا کرون چارہ کیا ہے
اس عالم مجبوری مین کچھ بن نہین آتا اور کوئی چارہ کار نہین سمجھ آتا کہ جو لوح ہدایت کرے اُسکو خواہ مخواہ قبول و
منظور کرون ناچار صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح اُس زمین کو کھودا اُس سے چشمہ آب نمایان ہوا پہلے
چونکہ شدت تشنگی سے نہایت بیچین تھے پانی نوش فرمایا بعد اسکے غسل کیا اور سلاح جنگ جسم پاک پر آراستہ کیے
سبو سے حکمت اُس چشمہ سے بھرا اور اُن ہاتھیون کی سونڈون مین ڈالا اسی طرح سے تین تین گھڑے پانی کے ہر ایک
ہاتھی کی سونڈ مین ڈالے جب اس کام سے فارغ ہوے عجیب ایک تماشا نظر سے گذرا یعنے صاحب قران اکبر کے
ملاحظہ مین گذرا کہ ایک ہاتھی پر ایک شخص بد صورت زنگی سپر و سلاح سوار ہوا اور دوسرے ہاتھی پر ایک شخص نہایت
قوی ہیکل ہندی صورت سپاہیانہ اسلحہ سے آراستہ نہایت عظمت و شان سے بیٹھا ہی یہ چشمہ طلسم کا
پانی اُن ہاتھیون کے دماغ مین پہونچا تھا بعد ایک لمحہ کے وہ پانی مانند فوارے کے دونون فیل سوارون کے سر سے جوش و
خروش تمام نکلا اور اُس آتش خندق مین گرنا شروع ہوا صاحب قران اکبر علیحدہ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور دل مین
کہتے تھے کہ واقعی عجیب و غریب تماشا ہی آخر وہ پانی نہین معلوم کسقدر زیادہ ہو گیا تھا کہ نہایت زور سے خندق مین
گر رہا تھا اور خندق کی آگ بجھا رہا تھا اُسوقت صاحب قران اکبر اُسی درخت چنار کے سایہ مین کھڑے تماشا دیکھ رہے
تھے اور وہ آتش سوزان خندق کی بجھتی جاتی تھی اور دھوان اُس خندق سے ہر رنگ کا نکلتا جاتا تھا اور آسمان کی طرف
روان تھا اور عجیب و غریب آوازین ہولناک کان مین آتی تھین اُس طرف وہ تماشا اور فیل بھی مع سوار ازخود گھلتے جاتے
تھین تمام دن یہی ہنگامہ شور برپا رہا شام کو صاحب قران اکبر کو شدت سے بھوک معلوم ہوئی یکایک نظر ایک شاخ
درخت پر گئی دیکھا موافق قاعدۂ طلسم ایک دسترخوان مین نان خمیری اور قورمہ شاخ درخت سے بندھا ہوا ہی پس
صاحب قران اکبر نے اُس دسترخوان کو درخت سے اُتارا اور کھانا نوش فرمایا اور رات کو اُسی درخت کے سایہ مین آرام
فرمایا جب ایک ساعت رات باقی رہی صاحب قران اکبر بیدار ہوے اور وضو کرکے نماز صبح ادا کی اس اثنا مین خسرو خاور

تخت زمرد نگار پر جلوہ گر ہوا اور شب تار دودار اور خور مغرب میں گوشہ نشین ہوا صاحبقران اکبر نے فراغت ضروری سے فارغ ہوکے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ہاتھی مع سواروں کے ناپدید ہوگئے اور دروازہ حصار کا بھی کھلا ہوا اس امر کو ایک لحظہ نہ گذرا تھا کہ دروازہ سے فوج حبش و زنگبار صف بستہ نکلنا شروع ہوئی اور حبشیان و پس اس فوج زنگی کے ایک شخص ہاتھی پر سوار مسلح و مکمل انسی صورت سے جو کہ اس فیل پر سوار تھا باہر آیا بعد اسکے دوسری فوج باہر آئی اس فوج کے تمام لشکری خندق سے اس پار آئے اور دروازہ کی طرف صف باندہ کے کھڑے ہوئے اس عرصہ میں آتش سوزان خندق کی بالکل بجھ گئی اور تمام پانی خندق میں تھا وہ سب خشک ہوگیا اور خندق خس پوش تھا اسلئے بیگی صاحبقران اکبر بادشاہ اور جو پہلے ہی سلاح حرب سے آراستہ تھے اور زیر سایہ درخت سیر دیکھ رہے تھے یکایک صاحبقران اکبر نے دیکھا کہ صفوف سیاہ زنگبار تیار ہوکے آمادہ جنگ ہوئی اور زنگی فیل سوار نے اپنے ہاتھی کو میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور بآواز بلند پکارا کہ اے ستمزدگان زنگی بہادر و دوران میری ہیبت شمشیر سے اور خوف گرز گران سے رستم و اسفندیار گوشہ قبر میں پوشیدہ ہوگئے یہ کونسا جوان کہ پیکر فولاد و جگر زندگی سے سیر ہوگیا ہو جو جنگ میری اس پیکر قدیم فیل سواری کو باطل کردیا اگر وہ جوان دعوے بہادری اور جرات و تہوری رکھتا ہے اور مرد میدان ہے تو اسوقت آئے میرے سامنے کہ میں بھی دیکھوں شعر

ہر نفس منم در صفت کارزار	بر آرم من از روزگار دمار

جب صاحبقران اکبر گردون وقار نے اس غول صحرائی کی زبان نجس سے ایسے کلمات لاف وگزاف جو سنے تب تاب ضبط نہ رہی کہاں وہ شہریار گردون وقار مثل برق کے چمک کر سایہ درخت سے جدا ہوا اور دلیرانہ و شیرانہ اس دیو پیکر کے مقابل ہوگیا اور ایک نعرہ جگر شگاف اس زور سے مارا کہ وہ میدان صحرا لرز گیا بعد اسکے فرمایا او بدبخت سیہ قلب و سیہ رو تجھے تیری حماقت نے اس طرف سوجھا نہیں کہ وہ جوان عالیشان رستم توان گردون شکوہ دیوان و کافران ہر جبرئیل جان ابلیس پرستان ملک زنگیان ہم ہیں جسنے تیری پیکر زشت و مکروہ کو خراب و باطل کردیا اور اب تیرے قتل و ہلاک کرنے کو موجود ہیں اے کور چشم تیرہ درون تجھکو نہیں معلوم کہ میں صاحبقران اکبر فاتح طلسم سفیانا تحبیہ یافتہ بزرگان عالم امکان ہوں دشمن شکار میری ذات عالی صفات ہے اب میں تجھکو ہدایت کرتا ہوں پنبہ غفلت کو کان سے ہوش کے نکال اور بصدق گوش ہوکے سن اور آگاہ ہوکے ستار مطیع و فرمانبردار کو سعادت دارین حاصل ہوتی ہے اور جو ہمارا دشمن ہے وہ مستوجب نار جحیم ہے او نابکار و مغرور جلد ہشیار ہو اور اپنے ولی نعمت کو پہچان اور حلقہ غلامی اسکا آویزہ گوش جان کر ورنہ اب تو کوئی آن میں راہی ملک عدم ہوکر نار جحیم میں پہونچ جائیگا وہ زنگی تیرہ درست طویل القامت اسقدر مغرور تھا کہ صاحبقران اکبر کے کلام کو مطلق خیال میں نہ لایا بلکہ اس کلام کو سنکے ایک بلند قہقہا مارا اور کہا اے جوان مجھکو افسوس ہے کہ جس وقت تجھکو خلق کیا ابلیس قرساق کو شرم نہ آئی کہ تجھے ایسا کوتاہ قد اور ضعیف پیدا کیا کہ میرا ایک لقمہ بھی نہوگا تجھ میں گوشت بجز استخوان کے نہیں ہے اور مجھ ایسے دیو قوی ہیکل کے مقابلہ کو آیا ہے مگر ہاں تیری اس ہمت اور جرات اور دلیری کی تعریف کرتا ہوں کہ تجھے مطلق اپنی جان کا

خوف نہین بلا خوف وخطر آمادۂ جنگ ہوگیا نہایت فولاد جگر ہی ورنہ اور تجھ ایسا ہوتا تو اُسکو مجال کلام نہوتی زبان ہلانا دشوار ہوتا
اور میری صورت دیکھکے دم نکلجاتا صاحب قران اکبر فلک قدر نے فرمایا بس او غول صحرائی حیوان صفت وبے وقوف ابھی
تیرے کا نشہ سر مین دھوان غرور کا جو بھرا ہی نکلا جاتا ہی یہ فرما کے ہنسے اور پھر کوئی کلام نفرمایا اور ہاتھ کو بڑھایا اور اُس فیل کی
سونڈ کو پنجہ مین لیکر ایسا پیچ دیا کہ وہ ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا اور سونڈ اُسکے دماغ سے کھینچ لی فیل مثل دیوار کہنہ کے زمین پر
گرا اور فوراً ہلاک ہوگیا زنگی نے جو یہ آفت تازہ اُس فیل پر آتے دیکھی فوراً ہاتھی سے کود پڑا دیکھا ہاتھی ہلاک ہوگیا
پیادہ پا ہوا بس بشدت غضب اُس سیہ رو کا چہرہ اور جلکر سیاہ ہوگیا اور تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اُسی حالت
غیظ مین کہا او آدم زاد بلاے بے درمان تو بڑا فتنۂ زمانہ ہی ارے او ضعیف البنیان تو نے تو غضب ہی کیا کہ میرے فیل
سواری کو ہلاک کوڈالا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای کور چشم سیہ قلب وسیہ رو مین نے تیرے ہاتھی کو اسواسطے ہلاک
کیا کہ مین بھی پیادہ ہون تو بھی پیادہ میرے مقابلہ مین آ دیکھ تجھے کیسی گوشمالی دیتا ہون زنگی بولا ای جوان فولاد جگر
شاید تو یہ جانتا ہی کہ زندہ وسلامت چلا جاؤنگا یہ تیرا گمان غلط ہی ارے ہوشیار ہوجا اور دیکھ کہ مین کس سہولت سے تیرا
ایک لقمہ کرتا ہون یہ کہکر اُس بدسرشت نے ایک ہاتھ بڑھایا اور چاہتا تھا کہ صاحب قران اکبر کو اپنے منھ مین کھینچ کے رکھ لے
اور چبا ڈالے صاحب قران اکبر نے ایک قمچی اُس زور سے اُس زنگی کے دست ناپاک پر ماری کہ وہ روسیاہ بیتاب
ہوگیا اور فوراً وہ گرز گران سر کہ شتر من کا تھا کاندھے سے اتار کے تین چار وار پے در پے کیے صاحب قران اکبر والاشان نے اُن
ضربات گرز کو بھی بآسانی رد کردیا اُس زنگی نے جھنجھلا کر گرز کو زمین پر پھینکدیا اور شمشیر آبدار غلاف سے لی اور صاحب قران اکبر
پر حملہ آور ہوا صاحب قران نے اُس غول بیابانی کے پنجہ کو پکڑکے جھٹکا جو دیا تلوار ہاتھ سے نکل گئی زنگی مثل مار دم بریدہ
پیچ وتاب کھاکر بشدت قہر وغضب مین دوڑا اور صاحب قران اکبر کے لپٹ گیا صاحب قران ایسے بکلی شام تک
اُس حیوان سیرت کو ہلاک کرتے رہے جب شام قریب ہوئی پس اُس کوہ پیکر کو دست زبردست پر اُٹھاکر علم کرلیا اور گردش
چرخ دے کر زور سے زمین پر پٹکا اور سر جس اسکا موافق ارشاد لوح تن سے جدا کیا جب فوج زنگی نے اپنے سردار کو اِس
ذلت سے ہلاک ہوتے دیکھا چاہا کہ یکبارگی ہر چہار طرف سے جنگ مغلوبہ کردین مگر سپہ سالار ہندی صورت نے اپنی
فوج کو جنگ مغلوبہ کرنے سے منع کیا اور کہا اے مردان فوج تم کچھ اندیشہ نہ کرنا خاطر جمع رکھو اگرچہ تمھارا سردار دہلمان زنگی
مارا گیا لیکن مین تو موجود ہون دیکھ لینا کہ کل پرسون مین اُس جوان فولاد جگر رستم توان سے دہلمان زنگی کا کیسا قصاص
لیتا ہون یہ انسان ضعیف البنیان ایک مشت استخوان ہے دیکھنا کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہون کہ مرغان ہوائی
اُسکے حال پر افسوس کرینگے اور شاید وہ جوان مجھپر بھی غالب آیا تو پھر بعد میرے ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار حاصل ہے
جیسا اپنے حق مین مناسب سمجھنا عمل مین لانا اُسی عرصہ مین بالکل شام ہوگئی وہ فوج زنگی داخل قلعۂ آہن حصار ہوگئی
ادھر صاحب قران اکبر بھی معرکۂ جنگ سے مظفر ومنصور درخت چنار کے سایہ مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب بیٹھے ۱۶۲

اور شاخ درخت سے دسترخوان پُر از طعام کو کہ روز حسب معمول کھول لیا کرتے تھے اور نان خمیری و یخنی و قورمہ خوب سیر ہو کے تناول فرمایا کرتے تھے نہ پایا آپ شدت اشتہا سے بیچین ہوئے کہ تمام دن تو جنگ و جدل مین گذرا اور گاؤ زوری کی آپ امید تھی کہ کھانا موجود ہوگا کھائینگے لیکن یہان کھانا کجا بلکہ اور کوئی درخت ثمردار بھی نہ تھا کہ اس سے کچھ میوہ وغیرہ نوش فرماتے اور تسکین ہوتی فرمایا سُبحَانَ اللّٰہ کیا خوب بات ہے یہ طرفہ ماجرا ہے اس مہم سخت کے فتح کرنے کا کیا عوض ملا کہ جو رزق معمولی تھا وہ بھی موقوف ہوگیا یہ امر کچھ سمجھ مین نہین آتا شاید اس طلسم کا یہی قاعدہ ہو کہ اس کارنمایان کے صلے مین یہ حاصل ہوا تمام رات شدت گرسنگی مین کروٹین بدلتا رہون اور تمام شب اختر شماری کرون اور صبح کو پھر وہی میدانداری اور جنگ و معرکہ ہے اور اس حالت ضعف مین کسطرح اُن غولان صحرائی سے زور آزمائی کرسکونگا بانیان طلسم نے مجھ غریب سے بعد ایسی مشقت و محنت کے خوب عوض لیا اور اس مقام طلسم مین میرے ساتھ عجب سلوک و مدارا سے پیش آئے یہ اُسکا عوض ہے کہ جو ہم ہر چہار بانیان طلسم کے انتظام سے نہایت خوش تھے اور اُنکی روح پاک کو بفاتحہ و درود یاد کیا کرتے تھے شعر

	نہ موئنسے نہ انیسے نہ آشنائے ہست		عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست

ای معز الدین مجھے نہایت استعجاب ہے بزرگان پیشین سے ایسی بے اعتنائی ظہور مین نہان آئی کہ جنکو ہمیشہ عیش و آرام مین رکھیں اور کوئی سامان و اسباب راحت سے ایسا نہین کہ جو ہر طلسم مین موجود نہو بلکہ ہر مقام مین دنیا کا سامان عیش مہیا ہو یا ایسا برعکس ظہور مین آئے کہ نوبت فاقہ کشی کی پہونچے جو سبب زندگی و سرمایہ حیات ہو وہ نہ ملے یہ کسی طرح خیال مین نہین آتا اگر یہ کہون کہ ساکنان طلسم نے خوشطبعی کی ہے یہ بھی دل قبول نہین کرتا کہ ایسے اشخاص بزرگ و صاحب باطن ایسے حرکات عمل مین لاوین خیر اب کیا چارہ ہے قہر درویش بجان درویش۔ بجز صبر و شکر کے اور کیا کرنا چاہیے جب اسقدر عرصہ تک عیش مین رہے تو یہ رات بے آب و دانہ کرب و اضطراب مین بھی رہینگے بہر نوع گذر ہی جائیگی حق سبحانہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سامان کردیگا۔ شعر

	مشکلے نیست کہ آسان نہ شود		مرد باید کہ ہراسان نہ شود

الغرض صاحب قران اکبر دون فراسی فکر و تشویش بیٹھے دل سے ایسے کلام کر رہے تھے کبھی دل کو تسکین دیتے تھے گاہے انتظام طلسم کی تعریف کرتے تھے گاہ عالم بشریت سے گھبراتے کبھی قدرت و کارسازی پروردگار کے مقر ہوتے تھے کبھی یاد دلدار مین مایوسی کے کلمات کہتے تھے ناگاہ ایک شخص کی رفتار کی آواز کان مین آئی فوراً ہوشیار ہو کے صاحب قران اکبر چارون طرف ملاحظہ فرمانے لگے اور گھبرا کے کھڑے ہوگئے اس اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک شخص مسن باریش سفید کھیتلا جوتا پہنے چکن سلطانی بانات کی پہنے چلا آتا ہے اور پیچھے اس پیرمرد کے ایک جوان وجیہ عمامہ سُرخ سر پر عصا سے طلائی ہاتھ مین کمر باندھے ہے پیچھے اُسکے چند خوان کسنے اور خوانپوش تنے کسے تورہ پوش کمخوابی اور پر پڑے

مع چند مشعلوں کے چلے آتے ہیں اور آگے اُسکے ایک افسر سقہ چھڑکاؤ کرتا ہوا اور پیچھے اُسکے دو مزدور ایک کے سر پر
فرش دوسرے کے سر پر پلنگڑی جسکے چاندی کے پائے نہایت آراستہ غالیچہ بچھا ہوا سپید دون سے خوب کھنچا ہوا
مع دیگر اسباب ضروری و مرفوات ہمراہی قریب صاحب قران اکبر کے پہونچے سب سامان جب پہونچا اول اُس پیر مرد نے مودبانہ
سلام کیا بعد اسکے اُس چوبدار نے چھڑکاؤ کیا اور دعا و ثنا بجا لایا اور سقہ نے چھڑکاؤ کیا جاروب کش نے خس و خاشاک کو برطرف
کیا فراش نے فرش بچھایا اُس مرد بزرگ نے دست بستہ عرض کیا کہ شہریار دولت مدار ترقی عمر و دولت کے ہو اقبال یاور رہے
ہمارے آقا نے تا مدار نے بعد آداب و کورنشات خانہ زاد اور بعد اشتیاق ملازمت کے یہ عرض کیا ہے کہ شہریار گردون وقار
اس سرزمین پر حسب اتفاق تشریف لائے ہیں اور اس دشت پرخار کو برکت قدم سے رشک فردوس بریں فرمایا لہذا
بیہر مہمانداری حضور کی واجب و لازم ہوگئی اگرچہ کہ میری یہ مجال و قابلیت کہاں کہ حضور کا میزبان ہو سکوں لہذا گستاخی کو
اس خادم کی معاف فرما کر یہ نان خشک حضور نوش فرمائیں تاکہ اس خادم کی عزت افزائی ہو علاوہ اسکے معاملہ جنگ و پیکار
علیحدہ ہو صاحب قران اکبر نے دل میں تصور فرمایا کہ شاید یہی وجہ ہے کہ آج طعام درخت نظر نہ آیا یہ کسی شخص غیر نے مسافر نوازی
کو کام فرمایا ہو ہماری مہمانی عزیز سمجھی کی جسے اسبب چونکہ یہ امر جدید پیش آیا ہے لہذا ضرور ہے کہ لوح سے مشورہ لیں ایسا نہو کہ اجل
کچھ قریب ہوا اور ہم کسی بلا سے ناگہانی میں گرفتار ہو جائیں آخرکار صاحب قران اکبر نے لوح کو بغل سے نکال کے ملاحظہ فرمایا لوح
سے بایں ہوئی کہ اے شہریار دولت مدار بہمہ وجوہ خاطر جمع فرماؤ اور اس مہمانی کو قبول و منظور کرو اور بلا تکلف و بے خوف و خطر
طعام دعوت نوش کرو صاحب قران اکبر نے لوح کو بوسہ دے کر گلے میں پہنا اور حکم دیا کہ ہاں خاصہ آوے فراش نے نمگیرہ
زردوزی مخمل سبز کا اور جھالر اسکی مقیش کی جسمیں نقرئی و طلائی تھانوں اسی درخت کے نیچے تان دیا تھا اور پلنگ کے آگے
مسند سفید پر ایک گاؤ تکیہ لگا دیا وہی پیر مرد آفتابہ لیکے حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے دست حق پرست دھوئے دسترخوان بچھایا
اور مہریں خوب خوبصورت دیکھے خوانوں کو کھولا ان خوانوں میں انواع و اقسام کے کھانے پر تکلف اور خوش رنگ و خوش ذائقہ دار تھے
اُسکی خوشبو سے تمام صحرا معطر ہو گیا دسترخوان نہایت تکلف سے چنا گیا اور وہی پیر مرد عمدہ بکاولی پر حاضر ہوا صاحب قران اکبر
نے مرض بھوک کی شدت میں خوب سیر ہو کے خاصہ نوش فرمایا بعدہ اسباب میوہ خوری حاضر ہوا ایک نازنین سیمین تن بعدہ
ساقی گری حاضر ہوئی ادھر شراب گلفام گردش میں آیا ادھر ناچ شروع ہوا طبلے پر تھاپ پڑی سلامت مبارک سلامت کا غل مچا ١٧٠
ساقی گلفام نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار کامگار حضور نے اور مقامات میں تو شراب نوش فرمائی ہے لیکن یہ شراب
ربانی ہے اسکے ذائقہ کو ملاحظہ فرمائیے یہ کہکے وہ شیشہ ارغوانی سامنے رکھ دیا شہریار گردون وقار نے موافق حکم لوح وہ شراب
ربانی نوش فرمائی جب صاحب قران اکبر کا دماغ ادنا بحرانی سے گرم ہوا وہ محفل طرب و نشاط ہوا رقص و نوا کی طرف متوجہ ہوئے
دو ساعت کامل یہ صحبت گرم رہی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ اب ناچ برخاست ہو شمع اسے رخصت کہاں کہ
باطمینان اپنی اوقات کو بسر کروں لہذا مجھکو اس شغل بیکار سے معاف رکھو اور تم سب اسیران کے آقا نے ارادہ کیا

اسم گرامی کیا ہی داروغۂ ارباب نشاط نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا نام سمراج دلاور ہی کل معرکۂ رزم مین شاید حضور نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہوگا اُسکی وضع خودکھتی ہوگی صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر بیان کرو کہ تمھارا آقا اسی قلعہ مین رہتا ہی کہ جسمین قفل بیکیہ فیل لگا تھا اور اُسکے معاش کی کیا صورت ہی اُسنے عرض کی ای شہریار نامدار اسکی کیفیت یہ ہی کہ ہمارا آقا سمراج دلاور بلکہ اور سب اہل قلعہ اسی قلعہ مین بود و باش اختیار کئے ہین جو اشخاص اس قلعہ کے رہنے والے ہین اُنکی آمد و رفت کی اور دوسری راہ ہی صاحب قران اکبر نے پوچھا اے شخص اسکا کیا سبب کہ تمھارا آقا ہمسے اسقدر محبت و الفت اظہار کرتا ہے اور خاطر و تواضع سے پیش آیا اُسنے عرض کی قرابت تو اس دنیا مین کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ باوجود اس اعزاز و اکرام و دعوا غلامی کے اپنے ولی نعمت سے محبت نہ رکھتا ہو آج دیکھا کہ میرا آقا و ولی نعمت اس سرزمین مین تشریف لایا ہی لہذا بہ ارمغا و آرزو مراتب خدمت و مہمانی ادا کرنا واجب تھا یہ فرض ادا کیا اور باتفاق بعض اسباب حصول شرف ملازمت کے مانع ہو ورنہ بسر و چشم حاضر خدمت ہوتا اور سعادت ملازمت حاصل کرتا صاحب قران اکبر نے فرمایا اسکا کیا سبب ہی جو وہ ہمارے ملاز کو حاضر نہو سکا کون اُسکا مانع اور سدراہ تھا عصا بردار نے دست بستہ عرض کی اس امر کو کوئی نہین جان سکتا ہی کس واسطے ع

امور مملکت خویش خسروان دانند

مگر ای شہریار کامگار غلام اسقدر جانتا ہی کہ جو آج ہمارا آقا حاضر نہو سکا تو کل ضروری شرف قدمبوسی حاصل کریگا۔ اسی گفت و شنید مین صاحب قران اکبر کشورستان بر غلبۂ نوم ہوا اور بے اختیار آرام فرمایا علی الصباح بہ آرام تمام خواب راحت سے بیدار ہوے اور فریضۂ سحری ادا کیا حمام مین گئے پوشاک تبدیل فرمائی سلاح حرب سے آراستہ ہوے اور کرسی پر رونق افروز ہوے۔ نظم

دگر روز کین آتشین آفتاب
دلیران میدان نهادند روے
برانگیخت آتش ز دریاے آب
بهم لشکر از هر یکے کینه جوے

صبح کو بدستور روز اول دروازۂ قلعۂ حصار وا ہوا اور فوج و سپاہ جوق جوق و گروہ گروہ حصار سے باہر آئی اور رزمگاہ مین طرفہ پرے جمگئے جب صف آرائی ہوچکی سمراج دلاور میدان مصاف مین آیا اور بہ آواز بلند کہا ای دار و سرزمین طلسم آہن حصار والے برہم زن کفار و اشرار و پہلوانان روزگار کل معرکۂ جنگ مین تمنے دلہان زنگی کو کہ ایک دیو پیکر رویین تن و شیر دل تھا مثل ایک سگ و شغال صحرائی کے خاک و خون مین ملادیا اور آج پھر وہی معرکہ کارزار و ہنگامۂ رزم و پیکار ہوا اب آپ خود بدولت و اقبال معرکہ مین آیئے کہ زور آزمائی ہوجاے تو بہتر ہے تاکہ زور صاحب قرانی کا امتحان ہوجائے اور آپ کی جنگ رستمانہ کے دیکھنے کا دل نہایت مشتاق ہی اگر آپ مجھپر غالب آئے تو پھر جو کچھ فرمائیے گا مین بصد دل بجالاونگا صاحب قران اکبر نے دل مین کہا عجب حیرت کا مقام ہی کہ ہردم ایک امر تازہ وقوع مین آتا ہی اب آج اس ہندی سردار کی حرب و ضرب کا سامنا ہی کل شب کو خاطر و مدارا سے دعوت ہوئی آج اس بے اعتنائی سے پیش آیا ہے

نہین معلوم اُس تواضع و تکریم کا کیا باعث تھا اور آج بے اعتنائی کس مصلحت سے ہی یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی یا تو اُس
جوان دلاور کو میری اطاعت و فرمانبرداری منظور ہی و یا اسکے نیت مین شرارت و فساد ہی آخر صاحب قران اکبر یہی خیال و تصور
فرماتے ہوے مردانہ وار میدان جنگ مین تشریف لائے اور سمراج دلاور بھی ساز و یراق سے مسلح و مکمل میدان جنگ مین
آکر کھڑا ہوا اور حرب و ضرب صاحب قران اکبر سے شروع ہوئی اور تمام زور و قوت اور فنون جنگ و پیکار کو اُسنے صرف
کیا اور چند حملے اُسنے پے در پے کمال مردانگی سے کیے چار ساعت کامل فن و ہنر سپاہگری مین گذارے اور خوب داد مردانگی و شجاعت
دی مگر چونکہ صاحب قران اکبر گردون فر تو اول ہی سے فنون و قوانین جنگ ہفت اقلیم سے واقف و آگاہ تھے سمراج کے
حملات اور ضربات کو بہ آسانی رد کیا آخر اسقدر سمراج عاجز ہوا کہ تمام آلات حرب کھول کے زمین معرکہ پر پھینک دیے اور زور
دست و بازو مین مشغول ہوا صاحب قران اکبر گیتی ستان فن کشتی سے بھی بخوبی ماہر تھے اور زور بھی خداداد تھا قریب عصر
گاؤزوریان رہین آخر ایک بارگی صاحب قران اکبر فلک قدر گردون وقار نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا بس ایک ہی حملہ
مین ہاتھون پر علم کر لیا اور گرد سر کے چکر دے کر چاہتے تھے کہ زمین پر بقوت صاحبقرانی دے مارین سمراج بہادر نے دیکھا
کہ اب کسی طرح مفر نہین ہی اگر اس جوان نے بقوت صاحبقرانی زمین پر دے مارا تو بے شک و شبہ ہڈیان سرمہ ہو جائینگی اب
سواے اطاعت و فرمانبرداری کے کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا ناچار سمراج دلاور نے کہا اے دلاور دوران مین بجان و دل
حضور کا حلقۂ غلامی آویزۂ گوش جان کرتا ہون اب غلام کو اتار دیجیے صاحب قران اکبر نے سمراج کو بمجرد اس کلام کے آہستہ
زمین پر رکھ دیا سمراج نے فوراً اُٹھ کے سر پاؤن پر رکھ دیا اور دائرۂ اسلام مین داخل ہوا اس طرف زنگیان سیہ رو
و تیرہ درون غل و شور مچاتے ہر چہار طرف سے مانند غولان بیابان تلوارین کھینچکر دوڑے اور شہریار گردون وقار پر حملہ آور
ہوے اور سمراج دلاور سے کہا او نامرد جہان آگاہ ہو کہ تو نے اس جوان ضعیف البنیان کی اطاعت قبول کر لی خیر باشد
تجھکو اپنے قول و فعل کا اختیار ہی مگر ہمارے جبتک جان مین دم ہی ہم اس جوان بانی فساد سے اپنے آقاے نامدار دلہان کی
کا بدلا نہ لینگے جنگ و جدل سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے جبتک اس بانی فساد و غارتگر طلسم کا گوشت آپس مین تقسیم نہ کر لینگے
کبھی قرار و آرام نہ آئیگا بعد اسکے پھر تیری اس نامردی کی سزا سے کامل دینگے اور ایسی گوشمالی دینگے کہ مدت العمر یاد رکھیگا
شہریار نامور صاحب قران اکبر نے بھی شمشیر عدو کش نیام سے کھینچ لی اور اُن کفاران تیرہ بخت کے انبوہ مین مثل شیر نیستان
در آئے آن واحد مین جیسے ہواے تند سے بادل پھٹ جاتے ہین تمام لشکر منتشر ہو گیا ادھر سمراج دلاور دوران مع
مردان ہمراہی اُس گروہ اشرار پر حملہ آور ہوا اکثر لعینان بے دین معرض ہلاکت مین آئے اور بہت نامرد دامن جبال مین
گوشہ گیر ہوے اور دائرۂ اسلام مین داخل ہو گئے بعد تصفیۂ مقدمۂ جنگ سمراج دلاور نے صاحب قران اکبر سے
عرض کیا کہ حضور اس فیل مست پر سوار ہون اور قلعہ مین تشریف فرما ہون صاحب قران کشورستان اس فیل مست
پر سوار ہوے اور مع سمراج دلاور و فوج ظفر موج تازہ مسلمان داخل قلعہ ہوے توپخانون مین سلامی سر ہوئی

اور ہر طرف دھوم ہوئی کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہوا سمراج دلاور صاحبقران اکبر کو اپنے مکان خاص مین کہ نہایت قطع دار تھا
کیونکہ صناعان چین کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا لیگیا اور ایک مسند مغرق پر بٹھایا اور خود مثل خادمان قدیم دست بستہ سامنے
کھڑا ہوا المختصر صاحبقران اکبر کیتی ستان نے بنظر سرسری وہان کی آبادی اور مکانات وغیرہ

قلعہ آہن حصار مین صاحبقران اکبر کو سمراج دلاور کا لیجانا اور مسند مغرق پر صاحبقران اکبر کو
بٹھا کے خود مثل خادمان خیرخواہ کا استادہ ہونا



ملاحظہ فرما کر نہایت محظوظ ہوئے اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا واقعی جیسی اس قلعہ کی تعریف سنی تھی اس سے زیادہ وسیع
و خوش قطع پایا اسی طرح سمراج دلاور کا مکان بھی عمدہ ترین عمارات سے تھا اور ایک اس مکان مین حوض بھی چھوٹا سا
سنگ مرمر کا تھا اور ایک مختصر پائین باغ بھی نہایت خوش اسلوب تھا جسمین گل ولالہ و نافرمان اور انواع و اقسام کے پھول
بکثرت تھے چونکہ دہلمان زنگی مقتول کا مکان بھی سمراج دلاور کے مکان سے ملا ہوا تھا اسکو بھی سمراج دلاور نے اپنے گھر مین
ملا لیا اس سبب سے سمراج دلاور کے گھر کی اور زیادہ رونق و وسعت ہوگئی القصہ صاحبقران اکبر دو شب و روز مہمان
رہے اور سمراج دلاور نے عرض کیا اے شہریار عالی وقار اصل حال یہانکا یہ ہے کہ اس شہر و قلعہ کے گرداگرد سات میدان
وسیع الفضا ہین انمین سے ایک میدان ہے جو کہ بیرون قلعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا اور فتح کیا باقی باغ میدان اندر قلعہ کے واقع ہین
اور ایک میدان باہر دروازہ قلعہ کے سامنے واقع ہے جب حضور ان میدانون کو فتح کرلینگے اس وقت سب کام انجام ہو جائینگے
اگر کسی وقت جنگ مغلوبہ واقع ہوگی یہ غلام بھی ہنگام جنگ مغلوبہ حاضر ہو جائیگا صاحبقران اکبر اس حقیقت کو سنکے
خاموش ہو رہے اور لوح طلسم سے مشورہ لیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار صبح کو تم شہر کی بازارون میں
جاؤ اور بازار سے قلعہ کے باہر جب پہونچوگے تو پھر وہی دیوار آہنی سد راہ ہوگی اور دیوار پر دو برج ہم پہلو دیکھوگے اور دو لون

برجون پر ایک کمان اسطرح ہوگی کہ ایک سر الکمان کا اس برج پر اور دوسرا دوسرے برج پر ہوگا اور بیچ میں اسپر ایک مرغ بیٹھا ہوگا
تم اُس مرغ کو ضرب تیر جانستان سے ہلاک کرنا جب وہ مرغ ہلاک ہوجائیگا وہ دیوار بھی منہدم ہوجائیگی بعد اسکے ایک پتلی کہ
جسکی صورت انسان کی اور چہرہ بارہ سنگے کا ہوگا یکبیک اُس دیوار کی جڑ سے پیدا ہوگی اور وہ پتلی تمپر حملہ کریگی تم اُسکے حملہ کو دفع
کرنا اور اُس پتلی کو شمشیر عدو کش سے دو ٹکڑے کردینا بعدہ ایک طوفان عظیم برپا ہوگا جب وہ طوفان برطرف ہوجائیگا اُس دیوار
کا نشان بھی نہ ملیگا بلکہ وہان ایک میدان نہایت وسیع نظر آئیگا جس مین کہین درخت کا نام نہوگا اور جہانتک نظر کام کریگی سوا
میدان کے اور کچھ نظر نہ آئیگا اور ایک جا پر ایک درخت سیب کا ہوگا تم بلا خوف و خطر سایہ مین اُس درخت سیب کے بیٹھ جانا
زیر درخت سیب ایک چشمہ شیرین ہوگا ایک ساعت کامل وہان ٹھہرنا بعد ایک ساعت کامل کے بدستور اول فوج کثیر رومی لباس
سے مسلح و مکمل ایک گوشہ بیابان سے نمایان ہوگی اور سردار اُس فوج کا ہزبر سطبر گردن آگے اپنی فوج کے پرے جمائے
میدان مین پہونچ کے ایک طرف صف بستہ کھڑا ہوجائیگا اور تمکو اپنے مقابلے کو بلائیگا تم مردانہ وار نہایت تہور و بہادری
سے مقابلہ کرنا بعد رد و بدل بسیار اُس ہزبر سطبر گردن کو بقوت و زور صاحب قرانی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لینا جب وہ پہلوان
تم سے مغلوب ہوجائیگا تمھاری اطاعت بدل و جان قبول و منظور کریگا بلکہ تمھاری مہمانداری نہایت تکلف سے کریگا بعد اسکے
تم طرف میدان سوم کے تشریف فرما ہونا اور لوح طلسم سے پھر مشورہ لینا جیسی ہدایت کرے عمل مین لانا و السلام۔ الغرض
صاحب قران اکبر حسب الارشاد لوح عمل مین لائے یہانتک کہ ہزبر سطبر گردن کو مغلوب کیا ہزبر نے بسبب یزدان پرستی کے
اطاعت صاحب قران اکبر بدل و جان قبول و منظور کی اور دو روز و شب صاحب قران اکبر کی دعوت و مہمانی شاہانہ بجا لایا
تیسرے روز صاحب قران اکبر نے پھر لوح طلسم بیضا سے مشورہ لیا لوح نے ہدایت حسب مناسب وقت کی۔ صاحب قران اکبر
فلک اقتدار حسب ہدایت لوح میدان سوم کو روانہ ہوئے اور بدستور قدیم اُس روز بھی ایک دیوار آہنی مانع ہوئی تین برج دیکھے
ہر ایک برج کے کلس پر ایک ایک طائر خورد نہایت خوبصورت سرخ رنگ بیٹھا ہوا کریال کر رہا تھا کبھی وہ تینون طائر ایک برج
مین ہوکہ یکجا جمع ہوجاتے تھے اور کبھی اپنے اپنے برج پر چلے جاتے تھے اور ارشاد لوح یہ تھا کہ جسوقت وہ جانور ایک جا جمع
ہون تم فوراً ایک تیر ایسا چابکدستی سے لگانا کہ وہ تینون جانور ترازو ہوجائین بعد ہلاک ہونے اُن طائرون کے وہ دیوار آہنی
دفعۃً غائب ہوجائیگی اور اگر خدانخواستہ اُن تینون طائرون سے ایک بھی بچ گیا تو یاد ہی رکھنا کہ اُس صورت مین تمکو دو مہیب
صورتون سے جنگ کرنا ہوگی اور اُنکے ہلاک کرنے مین بڑی دقت ہوگی گویا از سرنو مقدمہ قائم ہوجائیگا اور حیرانی و پریشانی بیحد
ہوگی غرض ہر نوع خطا کرنا تیر کا سارا کارخانہ تیرہ و خراب کریگا۔ صاحب قران اکبر نامور نے بجائے خود کہا سبحان اللہ عجیب مشکل
درپیش ہوئی۔ اول تو لوح یہ ارشاد کرتی ہے کہ اس طلسم مین کوئی مشکل نہین ہے نہایت سہل سے فتح ہوجائیگا اور مال بہت ہاتھ
آئیگا جب مین یہان آیا تو اور ہی مقدمات اہم پیش آئے ہمارے نزدیک فتح طلسم کا دستیاب ہونا نہایت مشکل ہے جس طرح
توسن طاؤس القدس کے دستیاب ہونے مین مشکل پیش آئی تھی بہر طور ارشاد لوح گویا سرنوشتہ تقدیر ہوگیا کہ بدل ہی امتحان کتاب

خواہ مخواہ اُسپر عمل کرنا واجب ہی مصرعہ

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

الغرض صاحبقران اکبر نے موافق ہدایت لوح تیر چلہ کمان مین رکھکر اسقدر انداز سے مارا کہ اُن مرغان برج نشین سے دو مرغ ہلاک ہوئے اور ایک مرغ غلطان زدہ زمین پر گرا اور فوراً غائب ہوگیا بعد ایک لمحہ کے اُس دیوار کی جڑ سے دو خوک صورت بدن انسان کا ایک گرز گران سر ہاتھ مین لیے نہایت غیظ و غضب سے صاحبقران اکبر پر حملہ آور ہوئیں

میدان آہن حصار مین قلعہ کا ہونا اور اُس قلعہ کے تین برج پر تین طائروں کو تیر مارنا اور دو طائر کا نشانہ ہونا اور دو خوک صورت کا حملہ کرنا



طلسم کشا نے اُس گرز کو دونون ہاتھ سے پکڑ کر اس زور سے پیچ دیا کہ وہ تاب نہ لاسکے فوراً وہ گرز ان دونون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا صاحبقران اکبر نے نہایت چالاکی سے اُسی گرز سے اُن دونون پیکران طلسمی کو قتل و ہلاک کیا بعد ہلاک ہونے اُن دونون ملاعین بدکردار کے موافق قاعدۂ قدیم ایک طوفان عظیم آیا اور تمام زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد دو ساعت کامل کے ایسی ہوائے تند و تیز چلی کہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اور مطلع صاف ہوا صاحبقران اکبر حسب معمول درخت بادام کے سایہ مین کھڑے ہوگئے اس اثنا مین گوشہ بیابان سے ایک لشکر جرار بوضع و لباس ترکان پیدا ہوا جب وہ فوج وسط میدان مین پہونچکی صف آرا ہوئی اور سردار اُس فوج کا طوفان سرخ پوش از سر تا پا آلات حرب و ضرب مین آراستہ اُس فوج سے آگے بڑھا اور صاحبقران اکبر کے مقابل ہوا اور تیرون کی صاحبقران اکبر پر بوچھار کردی یہانتک کہ دم لینے کی فرصت نہ دی صاحبقران اکبر کے افضال ذوالجلال شامل حال تھا لہذا کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا اُس عالی وقار نے اُن تیرون کو حقیر

کاٹ ڈالا بعد اسکے تلوار کھینچ کر آیا اور تا دیر صاحب قران اکبر پر حملے پر حملہ کرتا رہا صاحب قران اکبر نے اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کہا او شیطان دیکھ مین بخیر خواہی کہتا ہون کہ اس دین باطل کو چھوڑ ابلیس پر لعنت کر اور دین اسلام مین داخل ہو گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا جب دیکھا کہ طوفان ملعون انکار ہی کیے جاتا ہے اور کوئی نصیحت موثر نہین ہوتی ناچار شمشیر آبدار دشمن شکار کی ضرب سے طوفان کو قتل کیا بعد ہلاک ہونے طوفان کے فوج نے چارون طرف سے صاحبقران اکبر پر یورش کر دی اور سب ایکبار حملہ آور ہوے شہریار گردون وقار با شمشیر خون چکان اُس افواج روسیاہ کے انبوہ مین گھس گئے اُدھر سے اس ہنگامۂ دار و گیر مین سمراج دلاور اور سبز پر روحی مع فوج ظفر موج پہونچے اور چارون طرف سے گھیر لیا اور تمام کفار و اشرار کا قرار واقعی استیصال کیا بقیۃ السیف نے صاحب قران اکبر سے امان مانگی اور دین اسلام مین داخل ہوے جولان برادر خورد طوفان کا تھا وہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے بصدق دل مسلمان ہوا بعد فتح جنگ شہریار گردون وقار کو جولان نامدار اپنے مکان سکونت یعنے قصر احمر مین نہایت احتشام و انتظام سے لیگیا اور بتکلف تمام سے دعوت ملوکانہ و مہمانی شاہانہ صاحب قران اکبر کی بجا لایا صاحب قران اکبر دو روز و شب جولان کے گھر مہمان رہے تیسرے دن بحکم لوح زبرجد وہان سے روانہ ہوے جیسے ہی اُس میدان سوم مین پہونچے بدستور سابق وہ دیوار آہن حائل ہوئی اب جو صاحب قران اکبر نے بنظر غور ملاحظہ فرمایا تو وہ دیوار رہا مگر جو کہ سابق مین آہنی تھی اب طلائی معلوم ہوئی اور بقدر طویل تھی کہ قیاس بشری کام نہ کرتا تھا یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہان سے شروع ہوئی اور کہان جا کر ختم ہوئی اور اُس دیوار طلائی مین چار برج طلاے احمر کے نہایت خوش قطع اور خوبصورت ایسے چمکتے تھے کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی اور ہر ایک قبہ برج پر ایک مرغ زرین نہایت خوبصورت بیٹھا ہوا تھا صاحب قران اکبر کو پہلے ہی ہدایت ہو چکی تھی کہ اُن مرغان زرین بال برج نشین سے جسکے سر پر خال سیاہ ہون اُس مرغ کو تیر جان ستان سے ہلاک کرنا بعد ہلاک ہونے مرغ کے ایک شخص شیر سر گرز گران سر ہاتھون مین لیے مقابلہ کو صاحب قران اکبر کے آئیگا لقوت و زور صاحبقرانی اُسے بھی ہلاک کرنا چاہیے الغرض صاحب قران اکبر نے اول اُس مرغ زرین بال و سیاہ خال کو ہلاک کیا بعد اسکے اُس شخص شیر سر کو ضرب گرز گران سے مار ڈالا بعد ہلاک کرنے اُس مرغ و انسان شیر سر کے وہ دیوار طلائی خود بخود غائب ہو گئی اور حسب قاعدہ طلسم سرزمین طلسم طوفان عظیم برپا ہوا جب وہ تاریکی دفع ہو گئی اور آسمان صاف ہوا ایک میدان نہایت وسیع نمودار ہوا کہ جہان درخت کا نام تک نہ تھا اور خس و خاشاک سے پاک و صاف تھا مگر ایک درخت عرعر اُس میدان مین واقع تھا اُس درخت کے سایہ مین صاحب قران اکبر نے دم لیا اس اثنا مین گوشۂ بیابان سے ایک گرد تیرہ نمودار ہوئی جب دامن اُس گرد کا چاک ہوا دیکھا ایک فوج کثیر با سامان شاہی ظاہر ہوئی اور سامنے سے پرا باندھے چلی آتی ہے اور قلب لشکر مین ایک مرد لباس شاہی پر تکلف زیب جسم کیے اور سلاح بیش قیمت سے آراستہ زیر سایۂ چتر زرین نہایت شوکت و حشمت سے چلا آتا ہے اور پیچھے اُس بادشاہ کے ایک پہلوان عالی شان دیو پیکر رستم نشان زرین علم جسکے پھریرے پر ایک مچھلی ہے اور اُس مچھلی کے اوپر نام کا تمغہ لگا ہوا

اور وہ پہلوان دریائے آہن مین غرق تھا یعنے سلاح حرب سے از سر تا پا آراستہ علم کو لی گچھ مین لیے اُس بادشاہ کے سر پہ سایہ علم کیے چلا آتا ہی اور نام اُس پہلوان کا گردان زرین علم تھا جب وہ پہلوان قریب آیا لشکر کی صفین آراستہ کین اور گھوڑے سے کود کے تنگ وغیرہ کو دیکھا اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا بعد اُسکے مردانہ و دلیرانہ نعرہ مارا کہ اے فاتح طلسم بسم اللہ میدان مین تشریف لائیے ہم بھی دیکھین حضور مین کسقدر زور و قوت صاحبقرانی ہے اور کون ایسا آپ مین جوہر شجاعت ہے کہ جسپر آپ نازان ہین آج مجھے بھی اپنا جوہر ذاتی کہ جو مین نے سالہائے دراز سے حاصل کیا ہے دکھاتا ہی صاحبقران اکبر اُس پہلوان مغرور کی نعرہ زنی سے کمال بد دماغ اور افروختہ ہوئے اور بمجرد طلب گردان زرین علم کے میدان مین پہونچے گردان زرین علم بھی پشت مرکب سے اُتر کے آمادہ جنگ ہوا اول نیزہ و شمشیر کے پے در پے وار کیے جب کوئی حملہ اُسکا کارگر نہوا ناچار کشتی کی نوبت پہونچی اور عرصہ تک گاؤ زوری ہوا کی۔ صاحبقران اکبر فلک قدر نے بتائید خداوند دوجہان بمدد اقبال صاحبقرانی گردان زرین علم کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور نعرہ اللہ اکبر مار کے زور اول ہی مین دست بر علم کر لیا اُسوقت خسرو شاہ بادشاہ فوج بتعجیل تمام گھوڑے سے کود کر میدان مین پہونچا اور صاحبقران اکبر قمر قدر کی رکاب کو بوسہ دیا اور اپنے پہلوان ذیشان کی رہائی کا خواستگار ہوا صاحبقران روزگار گردون وقار نے خسرو شاہ کا عذر قبول فرمایا اور حسب درخواست اُسکے پہلوان زرین علم کو رہا کر دیا اور وہ دونون ملازم و آقا بصدق دل مسلمان و فرمانبردار ہوئے بعد یکسو ہونے معاملہ حرب و ضرب کے خسرو شاہ نے صاحبقران اکبر گیتی ستان کی تین دن مہمانی کی اور بڑی دہوم سے دعوت کی اور آداب ملازمت مثل خادمان قدیم کے بجا لایا۔ راوی کہتا ہی کہ سلاح خانہ طلسم اُس مرحلہ مین امانت رکھا ہوا تھا لیکن صاحبقران اکبر کو لوح بمضمون اسطرح ہدایت تھی کہ پہلے تم ان تینون طبقات باقیماندہ کو بالکل فتح کر لینا بعد انفصال جدال و قتال کے جب پھر اسطرف مراجعت فرماؤ گے اُس مال و اسباب طلسمی کو جو کہ مدت مدید سے اُس طلسم مین تمہارے واسطے امانت رکھا ہی اور وہ سب فقط تمہارا حق ہی اپنے قبضہ و تصرف مین لانا اور بیدریغ تمام اور بہ اطمینان تمام خرچ کرنا قصہ کوتاہ چوتھے روز صاحبقران اکبر عالی قدر خسرو شاہ سے رخصت ہوئے اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ روانہ کرکے خود سوار ہوئے حسب معمول اُس روز بھی اثنائے راہ مین وہی دیوار حائل ہوئی دیکھا کہ ایک رخ جہانتک نظر کام کرتی تھی دیوار معلوم ہوتی تھی اور تمام راہ مسدود تھی اور اسقدر بلند وہ دیوار تھی کہ طائر کی مجال نہ تھی کہ بقوت پرواز اُس دیوار کو طے کر جائے اور درمیان اُس دیوار کے حسب دستور سابق برج بنے ہوئے تھے لیکن بخلاف اور دیوارون کے یہان پانچ برج نہایت کلان و وسیع تھے اور ایک یہ بات طرفہ دیکھی کہ اُن برجون پر بالا و پہ بلبلیان بیٹھی تھین صاحبقران اکبر ان پرند بلبلون کو دیکھکر متحیر زیادہ ہوئے اور دل مین کہا ایکی یہ نیا تماشا دیکھا اور اُدھر اُن بلبلون نے صاحبقران اکبر کو دیکھا آپس مین شور و غل مچانا شروع کیا اُسوقت صاحبقران اکبر کے کان مین عجیب و غریب آوازین آنے لگین اور اُن بلبلون مین سے ایک بلبل سب سے زیادہ غل مچاتی تھی اور صاحبقران اکبر کی طرف باربار دیکھتی تھی صاحبقران اکبر نے بحکم و ہدایت لوح ایک اسم پیکان تیر پر دم کیا اور

اُس گربۂ سفید کی پیشانی پر جو کہ سب سے زیادہ شور و غوغا کر رہی تھی مارا وہ تیر بقدرت قادر حقیقی پیشانی سے دماغ کو توڑتا ہوا دُم کے
پاس سے نکل گیا بمجرد تیر سے زخمی ہونے کے اُس بلی نے نہایت شور مچایا اور کہا کہ اسے بہمان آگاہ ہو کہ اس آدم زاد ضعیف البنیاد
نے میری محبوبہ آرام جان کو ناحق ہلاک کیا جلد تر تو میری فریاد کو پہونچ اور اُس بلا سے بے درمان سے میرا انتقام لے ای فلان ظالم دیکھ
یہ دشمن جان ابلیس پرستان ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے خاک و خون میں ملا دے اور جلا کر خاک کر دے اور طلسم کو فتح کر کے صاف نکل جائے
اس کا فرکش کو زندہ و سلامت ہرگز نہ جانے دینا ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص عجیب الخلقت اُس دیوار سے پیدا ہوا
جسکا چہرہ مثل گربۂ صحرائی کے تھا اور قد و قامت اُسکا مرتبہ اسی گربہ سے کم نہ تھا اور دست و پا بھی عجیب و غریب ہیئت کے تھے نہایت
غیظ و غضب میں آکر صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا اور دونوں پنجے اپنے سر و مُنھ پر مارے صاحب قران اکبر موافق ارشاد
لوح پہلے ہی اُس موذی اجل رسیدہ کے حال سے مطلع و آگاہ تھے حالانکہ سب جانتے تھے تاہم اُس بلا سے بد کے حملات سے
نہایت خوفناک و مترود ہوئے اور اسی حالت سراسیمگی میں اُس موذی کے حملہ کو رد کیا اور بفضل خدائے قادر و توانا اُسکے پنجے
سے جسکو پنجۂ قضا کہنا چاہیے محفوظ رہے اور جسم مبارک پر کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا ورنہ زخم سخت سے اسکے ناخن کے محفوظ رہنا
نہایت دشوار تھا اسواسطے کہ ناخن اُسکے دندان افعی سیاہ کا خواص رکھتے تھے غرض صاحب قران اکبر نے اُس موذی کے
دونوں پنجوں کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ وہ نابکار منھ کے بھل زمین پر آرہا بس جیسے ہی وہ زمین کی طرف جھکا اودھر سے ایک ہاتھ
وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ دو ٹکڑے کر دیا بمجرد قتل ہونے اُس موذی کے ایک طوفان عظیم برپا ہوا تمام زمین و آسمان تیرہ و تار ہوا
اور ایسی آوازیں ہولناک آتی تھیں کہ جسکو سُننے انسان کا زہرہ آب ہوا جاتا تھا غرض تین ساعت کامل ایسی ہی قیامت برپا رہی
بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی کل دفع ہوئی اور اثر طوفان مطلق باقی نہ رہا اور دیوار بھی غائب ہو گئی دیکھا ایک میدان ہے
بیچ میں اُسکے ایک درخت شفتالو نہایت ہی عظیم الشان و سبز تر ہے صاحب قران اکبر سایہ میں اُس درخت شفتالو کے کھڑے
ہو رہے بعد ایک ساعت کامل کے ازہر نام ایک سردار با فوج و لشکر جرار کہ ہر ایک پہلوان اُس لشکر کا وضع و لباس اقلیم پنجم کا تھا
اور سلاح و یراق سے آراستہ ایک گوشۂ بیابان سے نمایاں ہوا اور اُس میدان میں پہونچکر ازہر سردار اپنی فوج کے برے سے آگے
مردانہ و دلیرانہ میدان رزم میں پہونچا ادھر سے صاحبقران اکبر بھی بقصد جنگ ازہر سردار کے قریب تشریف لائے اور آپس میں دونوں
جوانوں سے جنگ و پیکار ہونا شروع ہوئی اور ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا داد جوانمردی و مردانگی دونوں نے دی آخر ازہر سردار
مغلوب ہوا اور حلقۂ اطاعت صاحب قران اکبر آویزہ گوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کو وہ جوان پہلوان اپنے مکان پر
لیگیا اور دو شب و روز نہایت دھوم سے دعوت و مہمانی کی اور رقص و نوا و شراب و کباب کی صحبت گرم رہی صاحب قران اکبر
نہایت محظوظ ہوئے تیسرے روز وہاں سے رخصت ہو کر دیوار ششم کی جانب قصد فرمایا جب اُس دیوار کے قریب پہونچے دیکھا
کہ چھ برج طلائی نہایت پُر ضیا وسیع اُس دیوار میں ہیں اور ایک افعی کبود رنگ ایسا پُر زہر ہے کہ اللہ کی پناہ اور اس قدر وہ افعی طویل
تھا کہ ہر ایک برج میں لپٹا ہوا تھا صاحب قران اکبر نے بحکم لوح اُس افعی کو تیر سے ہلاک کیا جب پیکان تیر اُس افعی کے جسم نحس میں

غرق ہوا معلوم ہوا کہ بارود میں آگ دیدی ایک آواز بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی بعد اسکے شعلے آگ کے بلند ہوئے
اور ایک آن میں وہ افعی جلکر خاک سیاہ ہوگیا بعد ہلاک ہونے اُس افعی کے ایک شخص خوک صورت دیوار سے
پیدا ہوا اور صاحب قران اکبر سے بجنگ و حرب پیش آیا اُس شہریار عالی تبار نے اسکو بھی شمشیر خاراشگاف دو [illegible]
سے قتل کیا بمجرد ہلاک ہونے اُس شخص خوک صورت کے ایسی آواز خوفناک آئی کہ زمین کو تہلکہ ہوا اور آسمان ہل گیا
اور ایسا تیرہ و تار وہ دشت ہوگیا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر اس طوفان کا تماشا دیکھ رہے
تھے تین ساعت کامل وہ طوفان رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ طوفان ہے نہ دیوار نہ بلا
میں فقط ایک میدان ہے صاحب قران اکبر عالی گہر حسب معمول اُسی درخت کے سایہ میں بیٹھے سے بعد ایک ساعت
کے تیران تیرانداز مع فوج قاہرہ و لشکر جرار اُس میدان کارزار میں آیا اور تیران تیرانداز نے صفیں اپنے لشکر کی ایک طرف
جمائیں اور صاحب قران اکبر سے مبارز طلب ہوا صاحب قران اکبر فلاک قدر نے تیران تیرانداز کو بعد جنگ و پیکار
کے مغلوب کیا اور وہ بھی مانند اور پہلوانوں کے حلقہ بگوش اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا اس جوان تازہ مسلمان
نے بھی دو دن دعوت و مہمانداری صاحب قران اکبر کی بڑے کروفر سے کی تیسرے روز شہریار عالی وقار یعنی صاحبقران
اکبر نامدار وہاں سے روانہ ہوئے اور دروازہ دوم آہنی حصار پر پہونچے دیکھا کہ یہ دروازہ بھی مثل دروازہ اول کے
بند ہے اور ایک مجسمہ آبی مانند سرطان بزرگ کے سامنے دروازہ کے ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور چاروں پائے کرسی کے زمین
میں دھنسے ہوئے اسقدر ہیں کہ کرسی کو جنبش نہیں ہو سکتی صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم اس کتے کی
تصویر کو مع کرسی بقوت صاحبقرانی زمین سے جدا کرکے دور پھینک دیا اسی مقام پر ایک دفعۃً سرداب نمایاں ہوا اور
اُس تہخانہ سے ایک شخص نہایت ہی کریہ منظر اور عجیب صورت جسکا چہرہ کتے کا اور جسم سرطان کا تھا اُس نقب سے نکلا
اور صاحب قران اکبر پر حملہ آور ہوا صاحب قران اکبر نے اُس جانور عجیب الخلقت کو شمشیر صاعقہ کردار سے پارہ پارہ
کرڈالا بعد اسکے ایک طوفان شدید زمین سے اُٹھا کہ زمین و آسمان دونوں سیاہ ہوگئے کوئی شئے نظر نہ آتی تھی دو ساعت
کامل یہی حال رہا بعد اسکے ہوائے تند چلی اور وہ سیاہی دفع ہوئی آسمان صاف ہوا بمجرد دفع ہونے طوفان کے
وہ دروازہ خود بخود کھلا پایا صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ ایک خندق نہایت عمیق ہے اور پانی اُس خندق میں بھرا ہے
شہریار یعنی صاحب قران عالیجاہ براہ تختۂ پل گذر کر اُس پار تشریف لے گئے دیکھا کہ ابکی مرتبہ میدان تو نہیں ہے
لیکن صحرا ہے پر بہار و سبزہ زار ہے اور اُس سبزہ زار میں جا بجا چشمہائے شیرین و صاف جاری ہیں صاحبقران اکبر
حسب معمول سابق اپنی جا یعنی زیر سایۂ درخت تشریف لائے وہ درخت نہایت سرسبز و بارور تھا کھڑے ہو رہے بعد ایک
ساعت کامل کے ایک طرف گوشہ صحرا سے ایک سردار مع فوج و لشکر جرار کہ نام اسکا [illegible] تھا نہایت عظمت و حشمت
سے میدان کارزار میں پہونچکر صف آرا ہوا اور خیمہ و خرگاہ کو برپا کرایا اور انواع و اقسام کے کھانے تیار کروائے

اور سامان روشنی و فرش و دیگر اسباب ضروری طلائی و نقرئی صاحب قران اکبر گردون شکوہ کے واسطے نہایت انتظام و اہتمام سے بھیجا داروغہ باورچیخانہ نے صاحب قران اکبر کو آداب و تسلیمات عرض کی اور دست بستہ عرض کیا کہ ہمارے سردار ماہیار نے حضور کو آداب و تسلیمات بصد آرزو سے قدمبوسی عرض کی ہے اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ ای شہریار دولت مدار انشاء اللہ المستعان یہ خادم بھی کل صبح کو میدان رزم مین واسطے جنگ و مقابلہ کے حاضر ہوگا اور یہ خاصہ وغیرہ ارسال خدمت کیا ہی کہ حضور براہ پرورش و بندہ نوازی اس نان و نمک ماحضر کو قبول فرمادین کہ باعث افتخار اس ہیچمدار کا ہوگا صاحب قران اکبر نے حسب ہدایت لوح طلسم بصفا اس کھانے کو بخوشی دل منظور و قبول فرماکر نوش فرمایا۔ بعد اسکے سامان مے نوشی آیا صاحب قران اکبر نے چند جام شراب رمانی مفرح قلب و دماغ نوش کیے اور آرام فرمایا۔ راوی کہتا ہی کہ ماہیار کا ایک شاطر چالاک و تیزدم سبک رفتار ماہان عیار نام اس قصد سے بالا دوی کو روانہ ہوا کہ صاحب قران اکبر کو خواب راحت مین غافل پاکر بفن عیاری بیہوش کرکے اپنے لشکر مین لے آنا چاہیے "تاکہ یہ مقدمہ جنگ بسہولت جلد فیصل ہوجاوے اتفاقاً صاحب قران اکبر فلک قدر پر کچھ غنودگی طاری ہوئی اور دیدۂ ظاہر بند ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ مین مطالعہ لوح کا کر رہا ہون لوح سے یہ ہدایت ہوئی ہی کہ اے معزالدین خبردار و ہوشیار ہوجاؤ کہ ایک عیار طرار ماہان نام تمہاری فکر گرفتاری مین سر پر پاؤن رکھے آن پہونچا اور اسکی نیت مین فساد نہایت بھرا ہوا ہی اور اب چاہتا ہی کہ تمکو باندھکر یہان سے لیجاوے اور سب سامان درست کرچکا ہی اب کچھ دیر نہین گو بغفلت مین وہ عیار قابو پاکر تمکو اٹھا لیجائیگا جلد تر تم ہوشیار ہوجاؤ اور اس عیار کو کہ بلاے روزگار ہی جبتک قابو پانے پائے تم ہی گرفتار کرو صاحب قران اکبر اس خواب صادقہ کو دیکھکر فوراً بیدار ہوگئے اور وہ واقعہ۔۔ بچشم خود ملاحظہ فرمایا کہ فی الحقیقت سرہانے کھڑا ہی چاہتا ہے کہ کسی طرح داروے بیہوشی سے غافل کرے اور چادر عیاری مین باندھکر اٹھا لیجاوے صاحب قران اکبر نے اس حال کو دیکھکے دانستہ غفلت اختیار کی بس اب جو اس عیار نے صاحب قران اکبر کو غافل پایا ہاتھ کو آگے بڑھایا صاحب قران اکبر نے قابو پاکر ماہیان عیار کا ہاتھ پکڑلیا اور اپنی طرف کھینچ لیا اور دست و پا بستہ درخت مین لٹکا دیا تھوڑی دیر مین صبح ہوئی اور خبر ماہیار سردار کو پہونچی کہ ماہان عیار کو طلسم کشا نے اسیر و دستگیر کرلیا ماہیار نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار عالی وقار اس خادم نے بصفا سے نیت دل مین یہ امر قرار دیا تھا اور عہد کیا تھا کہ اول ان دونون امرون کا امتحان کرونگا اگر مین اس اپنے امتحان مین کامیاب ہوا تو خیر ورنہ جو میرا مقصد دلی ہے وہ ہوگا یعنے اول یہ کہ رات کو مین اس عیار چست و چالاک کو بفن عیاری بھیجونگا تاکہ وہ عیار اپنی فطرت و ہوشیاری سے شہریار کو لے آئے اگر شہریار واقعی طلسم کشا ہین تو اس عیار کا مکر و فریب فاتح طلسم پر ہرگز متوثر نہوگا تمام عیاری بے سود ہوگی ورنہ وہ عیار ضرور ہی کامیاب ہوگا۔ الحمدللہ امتحان مین نے کرلیا کہ عیاری اس عیار کی کارگر نہوئی اب مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ حضور طلسم کشا ہین آپ کی طلسم کشائی مین کسی طرح کا فرق نہین ہے دوسرا امر یہ تھا کہ مین اس صاحب قران روزگار سے بجنگ و حرب پیش آؤنگا

اور زور وقوت صاحبقرانی کا قرار واقعی امتحان ہوگا یہ امر ابھی باقی ہو بسم اللہ حضور میدان جنگ میں تشریف فرما ہوں
یہ خادم بھی واسطے مقابلہ کے حاضر ہوتا ہو جب صاحب قران اکبر نے اس پیغام کو ماہیار کے سنا ماہیار عیار کو بھی وقت
چھوڑ دیا اور خود بدولت واقبال حسب طلب ماہیار کے میدان میں تشریف لائے ماہیار نے بطور مردان اقلیم ہفتم
کے جنگ شروع کی صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ میں ماہیار کو حسب دستور اسیر و دستگیر کر لیا ماہیار بھی فرمانبردار ہو گیا
اور تخت جواہر نگار لیکر خود حاضر ہوا اور بجلوس شاہانہ صاحب قران اکبر کو سوار کر کے اپنے مکان میں لیجا کر اُتارا
اور نہایت تکلف سے صاحب قران اکبر کی دعوت و مہمانداری کی اور خود بھی ہمہ تن خدمتگذاری میں حاضر رہا
صاحب قران اکبر فلک قدر دو روز ماہیار کے مہمان رہے تیسرے روز ماہیار سے رخصت ہو کر تیران تیر انداز کے مکان
پر تشریف لیگئے تیران سعادت نشان پہلے صاحب قران اکبر کے قدمبوس ہوا اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا صاحبقران اکبر
بدولت و اقبال وہان سے مراجعت فرما کر ہر ایک دلاور کے مکان پر تشریف لیگئے اور ہر ایک جوان والا شان بعد حصول
سعادت قدمبوسی مع فوج و لشکر ہمراہ رکاب ہوا اور شہریار کشور گیر خسرو شاہ بادشاہ کے مکان خاص میں تشریف لائے
یہاں سمراج و ہزبر رومی اور جولان برادر طوفان مقتول کو بھی موجود پایا یہ تمام سرداران عالی وقار صاحب قران اکبر
روزگار کا استقبال بجا لائے اور شرف ملازمت سے بھی مشرف ہوئے اُدھر پھر صاحب قران اکبر فلک قدر حسب ارشاد
لوح بیضا سات روز اُس مکان عالی شان میں رونق افروز رہے اور ہر روز تخت فرمان روائی پر جلوس فرمایا اور رات
دن رقص و سرود وغیرہ کی محفل گرم رہی اور خوب محظوظ ہوئے بعد اسکے موافق ہدایت لوح بیضا ایک حاط میں تشریف
لیگئے اُسمیں چالیس حجرے نہایت وسیع تھے بعض حجرے میں سلاح و آلات حرب ہر اقلیم کے بھرے تھے اور ایک
حجرے میں زین گھوڑے کے متعدد بھرے تھے اور ہر ایک زین ایک پارچۂ الماس و یاقوت کا تراشا ہوا تھا ملک
خسرو شاہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہریار دولت مدار یہ زین ایک ایسے سمند صبا رفتار کی پشت پر کسا جائیگا کہ جو
عالم میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہو صاحب قران اکبر گردون فر نے فرمایا بخدا مجھکو نہیں معلوم وہ کون اسپ ہو کہ جسکا
نشان دیتے ہو مفصل کہو خسرو شاہ نے کہا قبلۂ عالم یہ زین اُس اسپ لاجواب کا ہو جو سمند ہزار گل توسن صاحب قران جعفر
کی نسل سے ہو اور اُس اسپ پر یزاد کا نام طاوس الفرس مشہور ہو صاحب قران اکبر نے پوچھا ای خسرو شاہ تمکو معلوم
ہو کہ وہ اسپ پری پیکر کس مقام میں ہو خسرو شاہ نے کہا مجھے اسقدر معلوم ہو کہ وہ اسپ خوش لجام اسی صحرا کے بہار
میں کسی جا پر ہے لیکن مجھکو یہ نہیں معلوم کہ اُس مرکب عجیب الخلقت کا مسکن اصلی کس مقام پر ہو صاحب قران اکبر نے
اُسوقت دل میں کہا کہ ایسا اس امر کو لوح کاشف اسرار سے دریافت کرنا چاہیے تو البتہ کچھ سراغ اسکا ملیگا اُسی وقت لوح
بیضا کو گلے سے اُتارا اور ملاحظہ فرمایا لوح واقف اسرار نے یہ ہدایت کی کہ اے شہریار گردون وقار اس صحرا کے بہار میں ایک
قطعہ سبزہ زار نہایت خوش گوار رشک چمن فردوس ہے جسکو مرغزار صد برگ کہتے ہین اور لالہ زار کے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں

اسی مرغزار مین ایک تختہ گل صد برگ نہایت وسیع و پر بہار ہی جسکے دیکھنے سے دل کو فرحت اور روح کو تازگی ہوتی ہے
جب صاحبقران اکبر بدولت و اقبال اُس صحرا ے پر بہار مین تشریف لیجاینگے اور یہ زین یاقوت نگار بھی ہمراہ ہوگا تو وہ
اسپ پریزاد یعنے توسن طاؤس الفرس اُس زین متبرک کی خوشبو پاکر اس مرغزار سے خود چلا آئیگا تم لوح بعینہا اس توسن
کو دکھانا اور اپنا حال مع حسب و نسب مفصل اس گھوڑے کے سامنے بیان کر دینا بمجرد سننے تمہارے حال کے وہ اسپ
عجیب الخلقت رام ہو جائیگا اور تمہاری فرمانبرداری بدل قبول منظور کر لیگا جب تم اُس اسپ مطلق العنان کو اپنا مطیع
دیکھنا دست شفقت اُسکی یال پر پھیرنا اور اسپ مذکور کو گرفتار کر لینا والسلام جب صاحبقران اکبر نے لوح سے یہ
ہدایت پائی بے اختیار ہنسے اور دلمین کہا سبحان اللہ عجیب و غریب اوصاف کا گھوڑا ہی کہ جسکی تعریف محال ہی پہلے اول اپنے
سوار کا مزاج اور اُسکے حسب و نسب سے آگاہ ہو لیتا ہی اُسوقت مطیع ہوتا ہی ایسا کوئی گھوڑا نہوگا اور نیز ایسا سوار یا مالک
کون ہوگا جو اپنے پشت نامہ سے جانور کو آگاہ کرے اُسوقت جانور بھی اطاعت اختیار کرے اور قابو مین آوے اسواسطے
مجھے ضرور ہوا کہ مین اُس اسپ کو اپنے خاندان سے بالتصریح آگاہ کرون الغرض صاحبقران اکبر نے حسب ہدایت لوح بعینہا
اُس صحرا ے لالہ زار مین تشریف لیجا کے ملاحظہ فرمایا دیکھی وہ اسپ خوش خرام اُس مرغزار مین مصروف چرا ہی اور خوش فعلیا
کر رہا ہی صاحبقران اکبر اُس گھوڑے کو دیکھ کے نہایت خوش ہوے اور اُس گھوڑے کے سراپا کی کمال تعریف کی او
کہا در حقیقت ایسی شان کا گھوڑا پردہ دنیا پر دوسرا نہوگا اب جو صاحبقران اکبر نے بچشم غور ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکے
جسم پر مثل طاؤس گلہاے زرین تھے اور گل اُس گھوڑے کے جسم پر چمکتے تھے اور عکس دیتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر
پا تک ایک تصویر جواہر نگار ہی صاحبقران اکبر اُس اسپ زرین یال کو دیکھ کے نہایت خوش ہوے اور افراط خوشی سے
قبا جسم مبارک پر تنگ ہو گئی اُس اسپ طاؤس الفرس نے بھی صاحبقران اکبر کو دیکھ لیا اور اُس زین متبرک کی بو
خوش اُسکے دماغ مین پہونچی بس بیتاب ہو گیا اور اسی بیقراری مین اُڑتا ہوا اُس زین کے قریب آیا اور گرد اُس زین
کے پھرنے لگا صاحبقران اکبر نے پہلے لوح بعینہا اُس گھوڑے کو دکھائی اور مسکرا کر اپنا نام و نسب بیان فرمایا پس
وہ اسپ طلسم بمجرد لوح دیکھنے کے اُسی جا سکوت مین کھڑا ہو گیا صاحبقران اکبر نے اُس گھوڑے کی پیشانی پر بوسہ
دیا اور دست حق پرست یال و گردن پر پھیرا اور اُس زین کو اُسکی پشت پر رکھا اور تنگ کو کھینچا اور سجدہ شکر
پروردگار بجا لائے اور بہزار شوق و تمنا سے دلی اُس اسپ برق رفتار پر سوار ہوے پس صاحبقران اکبر کا
اُس گھوڑے پر سوار ہونا تھا کہ ایک شور و غل مبارکباد کا اُس مرغزار سے بلند ہوا صاحبقران اکبر فلک قدر بخوشی
تمام اُس مرکب فلک سیر و جہان پیما کو مہمیز کیے ہوے اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے حاضرین بارگاہ معلے جو ہمین
مرکب سبک رفتار و برق وش کو دیکھا بے اختیار خوش ہو کر پاے صاحبقران اکبر کو بوسہ دیا و مراتب دعا و ثنا
بجا لائے صاحبقران اکبر کشورگیر بھی پشت زین سے اُترے اور ماہان عیار اُسوقت حاضر تھا اُسنے عرض کی اے

صاحب قران اکبر گیتی ستان اب اس خانہ زاد کی آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئی اب حضور سے یہ التماس بصد شوق و تمناے دلی کرتا ہون کہ اس اسپ خوشخرام و فرخندہ قدم کی جلوداری و سائیسی کی خدمت اس غلام کے پاس انعام فرمائی جاوے۔ صاحب قران اکبر نے ماہان کا یہ التماس بدل و جان قبول و منظور فرمایا اور طاؤس الفرس کو ماہان عیار کے حوالہ کیا اور واقعی یہی تھا کہ سواے ماہان عیار کے اور اس خدمت کے کوئی شخص لیاقت نہ رکھتا تھا ماہان عیار جب اس خدمت سے سرفراز و ممتاز ہوا نہایت خوش ہوا اور اسپ طاؤس الفرس کو نہایت شائستگی سے ایک جامے عمدہ اور تحفہ مین کھڑا کیا اور خدمت چاکری مین اسکی مصروف ہوا جس وقت صاحب قران اکبر فلک قدر نے فراغت پائی حسب الارشاد لوح سلاح خانۂ طلسم مین تشریف لائے اور صندوقون کو ملاحظہ فرماکر بند کروادیا اور حکم دیا کہ اسپ کامیاب کو حجرون سے باہر لاؤ اور شمشیر افعی کو زیب کمر کیا بعد اسکے قلعہ سے باہر تشریف لائے اُسی وقت ملک متین آہن پوش بھی موافق بشارت مع فوج و سپاہ واسطے ملازمت شہریار گردون وقار کے حاضر ہوا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا شہریار گردون وقار نے ملک متین پر نوازش شاہانہ فرمائی اور فرمایا کہ اے ملک طلسم یہان تمھارا آنا کسطرح ہوا اور ہمارے حال سے کیونکر تمھین اطلاع ہوئی کہ ہم یہان موجود ہین ملک متین نے عرض کی اے شہریار گردون وقار غلام کو عالم واقعہ مین جناب حکیم اقلیموس الٰہی نے مطلع فرمایا کہ جلد تو صاحب قران اکبر کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہو جب مین حیران ہوا کہ کس مقام پر صاحب قران اکبر کی ملازمت ہوگی بمجرد اس خیال کے جناب حکیم صاحب نے خود ہی فرمایا کہ صاحب قران اکبر فلان مقام مین تشریف رکھتے ہین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ تمھارا شہر یہان سے کسقدر فاصلہ پر ہے ملک متین نے عرض کیا اے شہریار دولت مدار غلام کا وطن اس مقام سے دس فرسخ کامل ہے چنانچہ مین قریب نصفت شب کے اپنے یہان سے روانہ ہوا تھا اور نہایت سرعت سے طے مسافت کرکے یہان پہونچا ہون اور ملازمت حاصل کی۔ الغرض صاحب قران اکبر نے لوح واقف الاسرار کو دیکھا لوح نے یہ ہدایت کی کہ اے شہریار گردون وقار اب تم یہان سے شہرستان حصار کی سیر کو جاؤ لیکن اول تین چار روز ملک متین کی مہمانداری و دعوت کو قبول فرماؤ تخت فرمان روائی پر اجلاس فرماکر سکہ و خطبہ اپنے نام جاری فرماؤ اور اسی ذیل مین شہرستان حصار کی سیر بھی بخوبی ہو جائیگی پھر اس مال و متاع طلسمی کو مع سلاح و یراق وغیرہ ملک متین کے سپرد فرمایا اور ملک متین کو حکم دینا کہ جس وقت مین طلب کرون تمام اشیا کو حاضر کردے لیکن بالفعل ملک متین کو شہر عسکریہ کی طرف روانہ فرماؤ اور جسقدر سردار و افسر و پیادون قلعۂ آہن حصار مین ان سب کو ملک متین کے ہمراہ روانہ کردینا اور یہ تاکید کرنا کہ یہ سب شہر عسکریہ مین پہونچکر ہماری تشریف آوری کے منتظر رہین صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے احکامات لوح کے لوح کو بوسہ دیا اور گلے مین پہن لیا اور ملک متین سے فرمایا اے ملک اب تمھارے کیا قصد ہین ملک متین نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اب غلام کا یہ قصد ہے کہ حضور کو شہر مین لیجاؤن اور جہان تک مجھ سے ہوسکے حضور کی خدمت مین بدل و جان بجا لاؤن کسواسطے کہ مدت العمر

غلام اسی روز کی امیدواری میں رہا کرتا تھا وہ کونسا دن ہوگا کہ حضور میرے خانۂ تاریک کو اپنے نور قدم سے منور فرمائینگے صاحب قران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہے ہمکو بھی تمھاری مہمانی و دعوت بدل قبول و منظور ہے قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر کشورستان حسب الہدایت لوح بیضا شمشیر افعی زیب کمر فرماکر اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوئے اور منزل خانۂ خسرو شاہ سے جو آہن حصار مشہور مقام ہے روانہ ہوئے اور کل سردار اور افسران طلسم ہمراہ رکاب پیادہ تھے شہریار گردوں وقار نے سرداروں کو باصرار تمام گھوڑوں پر سوار کرایا اور بجلوس شاہانہ و تجمل ملوکانہ شہر متانت حصار میں داخل ہوئے اثنائے راہ میں سیر عمارات و دکان و بازار شہر کو بھی بخوبی ملاحظہ فرمایا اور لطافت شہر و صفائی و آبادی کو نہایت پسند فرمایا اور ساکنان شہر بھی بنی نوع انسان کی صورت نہایت با وضع اور خوش پوشاک و خوبصورت دیکھے صاحب قران اکبر فلک قدر سیر شہر ملاحظہ فرماتے ہوئے اور ساکنان شہر کو دیکھتے ہوئے ایوان شاہی میں داخل ہوئے اور چار روز بخوشی دل تخت جہانبانی پر اجلاس فرمایا بعد اسکے پانچویں روز ملک متین آہن پوش سے ارشاد فرمایا اے ملک اب ہماری یہ رائے ہے کہ تم سلاح خانہ طلسم کو لیکر مع سرداران طلسم شہر عسکریہ کو جلد روانہ ہو جاؤ اور ہماری تشریف آوری کے منتظر رہو ملک متین نے عرض کیا فدوی تابع فرمان ہے جو حکم ہو بدل و جان بجالائے اور فوراً مع جمعیت سرداران طلسم روانہ شہر عسکریہ کو ہوگیا صاحب قران اکبر بھی بعد جانے ملک متین کے پھر آہن حصار میں تشریف لائے حسب الارشاد لوح واقف الاسرار ایک روز خسرو شاہ کے گھر مہمان رہے اور دوسرے روز توسن طاؤس الفرس پر سوار ہو کے تنہا دروازۂ دوم قلعہ آہن حصار سے نکلے اور اس وقت سوائے ماہان عیار کے اور کوئی شخص دوسرا جلو میں حاضر نہ تھا شہریار دولت مدار صاحب قران اکبر روزگار جس راہ سے کہ پہلے تشریف لائے تھے اسی راہ سے روانہ ہو اس مرتبہ قطع مسافت میں کوئی تکلیف پیش نہیں آئی بلکہ بخلاف سابق کے ہر منزل پر ایک عمارت مختصر ملتی جاتی تھی اور ہر ایک جگہ پر آب و طعام و دیگر سامان ضروری مہیا تھا صاحب قران اکبر گیتی ستان بحیرت و استعجاب طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے چوتھے روز اسی قصر عالی میں پہونچے واضح ہو کہ سرزمین طلسم بیضا میں یہ قصر عالی شان بھی بجائے خود ایک طلسم سحر بخش و حیرت افزا حکمائے با فرہنگ کا ساختہ و پرداختہ تھا اور بانیان طلسم با دانش و فہم کی حکمت و صنعت کا ایک نمونہ تھا یعنے عالی شان طلسم ہند نے اس قصر بے عدیل و بے نظیر کو درمیان بیابان طلسم مرحلہ دوم و سوم کے بزور علم و حکمت تعمیر کیا تھا یہ وجہ ہے کہ جو اس قصر کا نام بھی قصر النیرین رکھا گیا ہے کہ درمیان دو بیابان طلسم کے واقع ہوا ہے اور اصل منشا حکمائے پیشین کا اس قصر کے بنانے سے یہ تھا کہ صاحب قران اکبر فاتح طلسم کا عقد اسی قصر رفیع الشان میں ہو چنانچہ اسی جال میں یہ بیان بھی گذارش کیا جائیگا

تشریف آوری صاحب قران اکبر شہنشاہ بحر و بر کی قصر النیرین میں اور عیش و عشرت میں

مصروف ہونا اور شراب ناب طلسم سے بیہوش ہونا اور پہونچنا خواتین عالی وقار کا اتفاقات ما سے اُس قصر عالی مین اور ملاقی ہونا صاحب قران اکبر فلک قدر سے اور تمامی واقعات گذشتہ کا بیان کرنا معرض ہوتا ہے

گلدستہ بندان گلستان خیال وگل آرایان چمنستان مقال اس داستان فرحت عنوان سراپا مسرت ونشاط کو اس طرح نوک ریز خامہ عنبرین شمامہ کرتے ہین کہ جسوقت صاحب قران اکبر نامدار و شاہزادہ عالی وقار بار دیگر باغ قصر البیرین مین تشریف لائے اس مرتبہ اُس باغ کو ایک طرح کی رونق وآرایش مین ہزار درجہ اول سے بہتر پایا لیکن ایک امر تو فقط یہی تھا کہ اول مین باغ سُن سان تھا نہ آدمی نہ حیوان نہ پری زاد نہ انسان اور اب جو دیکھا تو تمام باغ پریزادان شعلہ رخسار و ماہ جبینان طرار سنبل مو وعنبر بو سے مملو ہے ابھی صاحب قران اکبر نے اندر دروازہ باغ کے قدم نہ رکھا تھا کہ یکایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا یعنے دیکھا باغ مین ہر روش پر چمن کی کچھ کنیزان ترکیہ وحبشیہ وخواجہ سرا دونون طرف صف بستہ کھڑے ہین اُنکے بشرے سے ظاہر تھا کہ یہ سب صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار مین ہین اور دروازہ باغ پر بھی سامان جلوس سواری وغیرہ موجود تھا جب شاہزادہ فلک قدر نے باغ جنت آئین مین قدم رکھا ہر طرف سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی اور فتح طلسم کا شور از زمین تا آسمان ہو رہا تھا جب صاحب قران اکبر قریب اُن حاضرین باغ کے پہونچے سب نے دست بستہ نہایت ادب سے سلام کیا اور ہر ایک زن ومرد نے قدمبوسی حاصل کی اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور ہمراہ رکاب ہوئے ہر چند کہ صاحب قران اکبر گردون حشم اُن نازنینان ماہرو سے صورت آشنا بھی نہ تھے لیکن ہر ایک عورت ومرد کے حال پر الطاف وعنایات خسروانہ فرمائی اور ہر ایک کی حال پرسی ومزاج پرسی نہایت خندہ پیشانی سے حسب لیاقت کی اور آہستہ آہستہ اُس باغ جنت نظیر کا تماشا دیکھتے ہوئے اور اُن پریزادان شوخ وشنگ سے رمز وکنایہ باتین کرتے ہوئے اُس قصر مین پہونچے گھوڑے سے اُترے اسپ طاؤس الفرس کو ماہان عیار کو دیا ماہان جلودار نے گھوڑے کو ٹہلانا شروع کیا بعد پسینہ خشک ہونے کے ایک گوشہ باغ مین ایک تنہ درخت مین باندھ دیا صاحب قران اکبر نامدار نے باغ کے کنارے کے کھڑے ہو کر لوح طلسم کو گلے سے اُتار کے ملاحظہ فرمایا کہ اب ایسی جائے مسرت انگیز مین کیا کرنا چاہیے اور کسطرح اسنے پیش آنا چاہیے کیونکہ بعد ایک مدت دراز کے یہ ہنگامہ لطافت افزا دیکھنے مین آیا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اے شہریار نامور و صاحب قران اکبر تم اب خاطر جمع رکھو اور اس مقام دل آرام مین کہ نمونہ جنت اور رشک فردوس برین ہی ہرگز یہان سحر و افسون کا دخل نہین ہے اور نہ کسی طرح کا مکر وفریب ہے شوق سے بلا خوف وخطر باطمینان تمام رہو اور سیر وتماشا خوب ملاحظہ فرماؤ بلکہ چندروز بعیش وسرور رہین بسر کرو کہ کلفت سفر وکسل راہ جب بخوبی رفع ودفع ہو جاوے پھر اختیار ہے لیکن یہان صانع کی صناعی کو دیکھو کہ کیا تماشا ہے حیرت افزا وقوع مین آیا ہو اے شہریار دولتمدار تمہاری محبوبہ یعنی عذار شمع رخسار

کبھی اسی باغ جنت نشان میں موجود ہیں تم اُنکے جلوۂ حُسن و جمال جہان آرا سے مسرور ہوگے اور اس رنج سفر کے ثمرے بھی پاؤ گے۔ والسلام جب صاحب قران اکبر نے یہ مژدہ لوح طلسم سے پایا کہ چار دن خواتین یعنے ملکہ صبح دلکشا و ملکہ سیم ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ نوبہار و ملکۂ شمسۂ تاجدار وغیرہ دلربا سے صادق و محب وافق کی ملاقات میسر آئیگی صاحب قران اکبر اسقدر خوش ہوئے کہ قباے جسم مبارک میں تنگ ہوگئی اور چہرہ خوشی سے شگفتہ ہوگیا لوح کو بوسہ دے کے گلے میں ڈال لیا اور سجدۂ شکر درگاہ چارہ ساز و مجیب الدعوات میں بجالائے اور بانیان طلسم کے حق میں دعاے خیر و مغفرت کی قصہ کوتاہ جب صاحب قران اکبر نے اس صحن میں قدم مبارک رکھا بس اُسی وقت اُس شہریار گردون وقار کے گرد و پیش نازنینان ماہ لقا و زہرہ جبینان دلربا نازک اندام و سبک خرام جمع ہوگئیں صاحب قران اکبر خرامان خرامان اُسی ایوان عالی شان میں تشریف لائے جہاں پہلے تشریف لائے تھے ہزارہا نازنینان سنبل مو ہر طرف ایوان میں انتظار کر رہی تھیں فوراً واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے کھڑی ہوگئیں جسوقت وہ شہریار گردون وقار قریب ان ماہ پیکر زہرہ مثال کے پہونچا سب نے فتح طلسم کی مبارکباد دی اور کہا کہ مصرع

اے آمدنت باعث آبادی ما ✤

صاحب قران اکبر ذوالاقتدار ان پریزادان خورشید مثال کی اداے دلبری و شیرین بیانی سے نہایت ہی خوش ہوئے اور ایک نازنین سے کہ اُن سب میں شوخ و شنگ و تیز و چالاک تھی پوچھا کہ اے فلانی ہمکو اس حال سے مطلع کرو کہ تم کون لوگ ہو اور اس باغ و قصر میں کس تقریب سے آئے ہو اور اصل مالک اس مکان و باغ جنت نشان کا کون شخص ہے اور حاکم یہانکا کون ہے اُس نازنین نے بناز و انداز یہ جواب ادا کیا کہ اے شہریار گردون وقار یہ باغ رشک فردوس جناب حکمت مآب حکیم اسقلینوس الٰہی اور حکیم بزرگ دانش کا بنایا ہوا ہے اور مالک اس باغ و مکان کی ہماری ملکۂ معظمہ و مکرمہ ملکہ طلسم اور اُنکا مہمان گرامی قدر و عالی منزلت ہے اور ہم حاضرین قصر اپنی اپنی خاتونوں کی خدمت گذار ہیں اور اسوقت ہم سب حکم سے اپنی اپنی خاتونوں کے حضور کے استقبال کو آئے ہیں کہ حضور کو باعزاز و احترام ایوان عالی میں لیجا دیں الحمد للہ ہماری مراد دلی بر آئی کہ حضور نے اس قصر کو اپنے قدم سے منور فرمایا صاحب قران اکبر نے فرمایا تمہاری خاتون کون ہے اور نام اُنکا کیا ہے قوم آتشی سے ہے یا انسان سے اور تمہارے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ باغ و ایوان کوئی نازنین ہے اور خاتون اصلی اور کو مفصل بیان کرو کہ اس معاملہ کو ہم سمجھیں اُس نازنین شوخ دیدہ نے عرض کیا کہ صاحب قران اکبر اس امر کے استفسار میں حضور عجلت نہ فرمائیں انشاء اللہ تعالےٰ جو کچھ ہوگا حال ظاہر ہو جائیگا صاحب قران اکبر اس جواب سے نہایت متعجب ہوئے اور خاموش ایوان عالی شان میں اسی مقام عشرت فزا میں تشریف لائے جہاں پہلے تشریف لائے تھے اور عالم خواب میں اپنی معشوقان نازک اندام و گلفام کو دیکھا تھا اور متحیر ہوئے تھے پہلے یہ حال قلم بند ہو چکا ہے یقین ہے کہ ناظرین والا کی نظر سے گذرا ہوگا۔ الغرض شہریار گردون وقار صاحب قران اکبر نامدار اس قصر کے ایوان میں تشریف لائے اور تخت عشرت

پر اجلاس فرمایا اور اُدھر وہ جملہ پریزادیں اپنے کاروبار میں مصروف و مستعد ہوگئیں کوئی آب گرم لیکر حاضر ہوئی کوئی اُس آب گرم سے پاؤں دھلانے لگی کوئی گمبرائی کرنے لگی کوئی خاصدان و دست مال لیے ہوئے سامنے دست بستہ کھڑی ہوئی کسی کے ہاتھ میں سلفچی آفتابہ تھا اور اکثر فقط عمدہ عمدہ پوشاکیں اور طرح طرح کے زیور پہنے استادہ تھیں جب صاحب قران اکبر گرد و غبار سے ہاتھ پاؤں کو پاک و صاف فرما چکے اُن نازنین سے ایک پری نازک اندام نزاکت پری نام سے اور دو نازنینان حسین و مہ جبین سے کہ ان سب میں ذی لیاقت تھیں صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار گردوں وقار سامان میخواری یہاں موجود ہے اور ہر ایک طرح کی شراب ناب و گلفام حاضر ہے حکم ہو تو مے کشی و جام و صراحی و ساقی حاضر ہو اور ناچ حضور ملاحظہ فرمائیں تو شروع کیا جائے صاحب قران اکبر نے فرمایا اس قدر خلع و تکریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں مالک قصر و باغ ہو اور کوئی نہیں جو ہماری تواضع کرے ہم مہمان شاید تمھارے آئے ہیں تمھیں ہماری خاطر داری و مہمانداری کرو گی آخر تمھاری ہی صحبت گرم کریں ہم تمھارے مصاحب ہیں اور تمھیں سے ہنگامہ بوس و کنار بھی گرم کریں سبحان اللہ اس طلسم میں عجیب و غریب رسم پیش نظر ہیں نہیں معلوم بانیان طلسم نے اس مقام حیرت افزا میں کس مصلحت سے یہ قرینہ مقرر کیا نزاکت پری نے عرض کیا اے شہریار فلک اقتدار ہم بیچاری کنیزیں کس قطار و شمار میں ہیں کہ خدمت ساقی گری حضور کی ادا کریں اور اپنے ہاتھ سے حضور کو شراب پلادیں معاذ اللہ اگر ہم سے کوئی کنیز اس فعل کو اختیار کرنے کا قصد کرے فوراً عذاب سخت میں مبتلا ہو جاوے حضور ایسا خیال نہ فرمائیں مگر ہاں حضور کچھ دیر صبر فرمائیں گے تو نتیجہ صبر کا اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ خداوند عالم صورت مراد ظہور میں لائے اے شہریار صاحب قران اکبر آپ خاطر جمع فرمائیں بقدرت خداوند جہان بہت جلد ساقیان سیم ساق و نازنینان شہرۂ آفاق حضور میں حاضر ہوا چاہتی ہیں وہی ملکۂ آفاق حضور کو جام شراب ناب دینگی ہم کنیزان خدمتگذار مستعد رہیں تا آنکہ ان خاتونان سیمبر ماہ پیکر کے حضور ارشاد فرمائیں تو یہ کنیزان خاص شراب ریحانی حاضر کریں حضور خود دست حق پرست سے نوش فرمادیں کہ کسل راہ و کلفت سفر دور ہو ہم کنیز و پرستار کی یہ لیاقت کہاں کہ ہم مثل محبوبان جہان کے حضور کی صحبت کو گرم کریں صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر یہ امر دوسرا ہے لیکن اے نزاکت پری تیری شیریں زبانی اور رنگین بیانی سے ہم بہت خوش ہوئے اور تیرے عذر معقول کو تسلیم کیا مگر ہم تجھسے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر ہم شغل مے کشی شروع بھی کریں اور تیری خاتونان تغافل شعار نہ آئیں تو کیا ہوگا اور کس قدر ہمکو ملال ہوگا دیگر یہ کہ جب ہم نشۂ شراب سے سرشار و بیخود ہو گئے اور وہ آئیں تو ہمکو انکے آنے سے کیا لطف ملیگا بقول کسیکہ مصرعہ

پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

نزاکت پری نے عرض کیا حضور خاطر جمع فرمائیں ہماری خاتون عالی قدر اب آیا ہی چاہتی ہیں حضور بادۂ عشرت افزا کا شغل فرمائیں صاحب قران اکبر نے فرمایا اچھا ہمنے تمھاری خاطر سے تمھاری التجا کو قبول و منظور کیا جلد جاؤ اور سامان مے نوشی

لاؤ ہمنے بخوشی خدمت ساقی گری تمکو دی جب تک تمھاری خاقونان معظم نہ آوینگی ہم تمھارے ہی ہاتھ سے دو چار جام نوش کرینگے نزاکت پری جبین شیشہ شراب ارغوانی و ریحانی مع جام و صراحی کشتی میں لائی اور کباب واسطے گزک کے بھی لائی اور خود نزاکت بیگم نے جام بلورین مے ارغوانی سے لبریز کیا اور دست حنائی میں لیکے بکمال نزاکت مسکرا کر صاحبقران اکبر کو دیا صاحبقران اکبر نے وہ جام فرحت افزا نزاکت پری کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور حرف و حکایات با مزہ نزاکت سے نقل کرتے جاتے تھے اور جام مے خوشگوار نوش فرماتے جاتے تھے اور وہ جام پر جام دیتی جاتی تھی۔

اب راوی رنگین خیال صاحبقران اکبر کو یہان شغل بادہ نوشی مین مشغول رکھتا ہے اور دو کلمہ اس قصر کی حقیقت مین گذارش کرتا ہے

نظم

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو
گریبان کو پھاڑ کے پر باندھو اپنے دامان کو
نہ اٹھ کر در بدر ہو کنج عزلت میں جو بیٹھا ہے
دہن سے چھوٹ کر بیقرار دیکھا ہمنے زندان کو
دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اتنی ہے دست انصاف سلطان کو
کبھی دل کھول کر شوق شہادت میں جو رویا ہو
کیا ہے حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو
ہوس لذت کی بعد مرگ بھی انسان کو رہتی ہے
محل میں پاس رکھ دیتے ہیں ورا فتادہ دندان کو
نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی
سکندر تشنہ رہ جائے پیے خضر آب حیوان کو
زہے اقبال سیم و زر زہے عز و شرف آتش
تمام آرائشوں میں سے چنا اس رخ نے افشان کو

رہ نوردان شاہراہ صراط مستقیم ہدایت و پیمایان منزل رضا و تسلیم و رہروان حق بین و طریقت آشنایان حقیقت گزین کی نظروں مین عشاے عقل و خیال سے بے کشف عطا مشرقستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہے اور صفا سے باطن سے شکل مرات تجلی خبر بغیر احتیاج زنگ زدا ہر ایک روشن ضمیر پر ان سا طع اور حقیقت لامع ہے اس تصدیق فطری کو لباس تقدیر بدیہا یون پہناتے ہین پہلے اس جملہ کو بھی گذارش کرنا ضرور ہے تا کہ ناظرین والا تمکین ہمارے قصر کی اصل کیفیت سے بخوبی واقف ہو جائین اور کوئی دقیقہ مبہم نہ رہ جائے یعنے جسوقت حکیم اقلیدس آلدی دحکیم بزرگ دانش با نیان طلسم بعد و علم نجوم زائچہ کر کے حال کلی و جزوی سے واقف ہو گئے کہ فاتح طلسم یعنے شاہزادہ عالیجاہ معز الدین والا بار گاہ حسب صاحبقران اکبر یعنے طلسم اجرام و اجسام عجائبات حکیم ارسطو مین داخل ہونگے اور معرفت دارو غہ عجائبات حکیم فیثاغورس اسکے اس طلسم عالی کی سیر فرمائینگے اور اس طلسم عالی مین شاہزادیان کہ ہر ایک اپنے وقت کی منتخب حسینان جہان ہوگی عقد نکاح

مین شاہزادہ گردون وقار کے آنیکی آئین سے دو شاہزادیان نوع پریزاد آتشین بنیاد ہونگی اور ایک انسان کی نوع
سے ہوگی یعنے ایک نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا و ملکہ ناطقہ روشن بیان اور شاہزادہ عالی تبار بھی ان
خواتین ماہ جبین کی شورش عشق و سودائے محبت و سماجت مین مبتلا ہوگا اور اگرچہ صحبت عیش و عشرت بھی وہ
شاہان والاجاہ ان خواتین سے گرم کریگا مگر اسکے بعد ہمارے طلسم سے جاتا اور منزل خاص ملکہ شمسہ تاجدار مذہب البیان کو
تشریف فرما ہوگا ہرچند کہ شاہزادہ آفاق کا تخت فرمانروائی کو ترک کرنا اور ملک و دیار کو چھوڑنا اور مان باپ سے منہ
موڑنا باعث شوق و ولولہ عشق ملکہ شمسہ تاجدار مذہب البیان سے تھا لیکن چونکہ سرنوشت تقدیر یہی تھا لہذا اسکا پیش آنا ضرور
تھا جبکہ حکمائے عالی منزلت کو اس حال سے اطلاع ہوئی مایوس ہوگئے الغرض جب بانیان طلسم کو احکام نجوم سے
یہ حال معلوم ہوا اور کل امور آئندہ دریافت ہوئے دونون حکمائے عالی منزلت کی خاطر نازک پر بوجہ بشریت کے
نہایت شاق گزرا اور بوجہ رشک و حسد کے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارا مہمان عزیز جسکو ہم بمنزلہ جان کے بلکہ بہتر از جان
سمجھتے ہین وہ بہار طلسم ارسطو مین جائے اور وہان کی سیر و تماشے کے بعد منزل اصلی کی طرف توجہ فرمائے یہ امرانہ
ہونا باعث خلاف آئین محبت ہے پس یہ خیال گزرا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ شاہزادہ معز الدین کا اصل مین وہ ہمارا مہمان عزیز
کو سیر و تماشائے بہار سے باز رکھے اور اول اس طرف کے قصد و ارادہ سے احتراز کرے چونکہ دونون حکیم اپنے
وقت کے ارسطوے ثانی تھے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور بروقت بنائے طلسم انتہائے علم و حکمت کو
کام مین لائے اور کوئی دقیقہ تسخیر وغیرہ سے فروگذاشت نہ کیا اور رات دن اسی کی فکر و جستجو مین رہے چنانچہ جلدہائے سابق
مین بھی اس حال و واقعات طلسم بیضا کو مفصل و مشرح بیان کیا ہے غالباً ناظرین قصہ ہذا کو یاد ہوگا الغرض دونون حکمائے
عالی وقار نے بجد و جہد تمام یہ تدبیر کی کہ چار نازنینان پریزاد و بنی الجان کو بزور علم تسخیر و علم حکمت و اعمال طلسمی قبل از ولادت
صورت سے ان چارون خواتین طلسم اجرام و اجسام کے مشابہ کیا اور اس طلسم عالی یعنے طلسم بیضا مین پرورش و پرداخت
عمل مین لائے اور وہ نازنینان مصنوعی خاتونان اصلی یعنے نوبہار و ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و شمسہ تاجدار
سے ایسی مشابہ کین کہ سرمو فرق اصلی و نقلی مین باقی نہ رہا اور اس امر سے ان حکمائے با فرہنگ یعنی حکیم سقلینوس و
حکیم بزرگ دانش کا یہ منشا تھا کہ جسوقت شاہزادہ معز الدین اس سرزمین مین وارد ہوگا اور سیر و تماشا دیکھیگا پس ان
نازنینان مصنوعی پر ایسا فریفتہ و مفتون ہوجائیگا اور انکے سودائے عشق مین ایسا ازخود رفتہ ہوگا کہ محبوبان اصلی کی طرف
ہرگز توجہ نہ کریگا اور صورت ان پریزادان اصلی کی اسکی لوح دل سے بالکل سہو اور محو ہوجائیگی چنانچہ اسواسطے ان حکمائے
عالی منزلت نے بزور علم چار دختران خورشید رخسار نہایت حسین و خوبصورت و نہایت شوخ و شنگ بنائین دو انمین پریزاد
اور دو آدم زاد تھین لیکن آدم زاد بھی ایسی کہ انکے آگے پریون کی کیا اصل تھی ان چارون کو طلسم بیضا سے انتخاب کیا
انمین ایک دختر ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم کی تھی جو کہ صورت اور قیافہ اور وضع و شکل مین ملکہ صبح دلکشا سے بالکل مشابہ تھی

نام اسکا ملکہ صبح روشن گہر تجویز کیا اور دوسری ملک افلاک مینائی کی دختر بلند اختر ہمشکل ملکہ ناطقہ روشن بیان کے تھی
اسکو بھی پسند کیا اسی طرح دو دختریں بھی انجان ایک ملک زر دھنگ کی دختر کو جو ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہمشکل و وضع اور
اعضا سے مناسبت رکھتی تھی قرار دیا اب رہا معاملہ ملکہ شمسئہ تاجدار کا کہ وہ بذات خاص کل کائنات طلسم مین بادشاہ و مالک
طلسم و ساکنان طلسم ہی بلکہ سب طرح سے زیادہ وہی عالی منزلت ہی اور فرزندان حکماے عالی منزلت مین شمار کیجاتی ہے
اس صورت مین بانیان طلسم کو ملکہ شمسئہ تاجدار کی شکل سے مشابہ کرنے کی ضرورت نہوئی لیکن فقط واسطے رفع اعتراض کے
ایک نازنین اور بھی انتخاب کی کہ مبادا کوئی شخص حکماے کے علم و عمل پر معترض ہو اسوجہ سے حکماے عالی قدر نے دختر ملک
متین آہن پوشن کو ملکہ شمسئہ تاجدار کی ہمشکل و ہم وضع کیا اور اس عمل کی ابتداے بناے طلسم سے نیباد ڈالی تا یہ چارون دختران مصنوعی
ان دختران اصلی کی ہمشکل و ہمصورت ہون اور ابتداے پیدایش سے تا روز موعود ایک ہی ترکیب اور وضع پر پرورش و پرداخت
انکی کی گئی گو کہ حکماے با فرہنگ کے نزدیک ترتیب اس عمل کی نیرنگ و شعبدہ کے طور پر نہ تھی کہ جو حرکات دلبری اور دلربائی و ناز
و رعنائی و رفتار و گفتار ان نازنینان و خاتونان اصلی کے تھے اسباب و علامات شاہدی و انداز محبوبی ان بیچاری نازنینان
مصنوعی کو کہان اور کس طرح نصیب ہونگے مگر ملکہ صبح دلکشا کا تجربہ نہایت ہی صحیح و درست تھا بایں وجہ کہ حکیم مطلق صورت گر ازلی
نے صبح روشن گہر بنت ملک افو فرشاہ کو از سر تا پا شکل و صورت اور ناز و انداز و حرکات و سکنات محبوبیت و دلربائی مین صبح دلکشا
کے ایسا مشابہ کر دیا کہ دونون مین مطلق فرق نہ تھا اس سبب سے عمل حکماے عالی منزلت کا نسبت صبح روشن گہر کے کامل ہوا
اور ان تینون نازنینان و خاتونان اصلی کی صورت سے تفاوت تھا تاہم تاثیر عمل طلسم سے حسن و صورت و صفائی رنگ مین اسطرح
مشابہ اور ہمصورت ہو گئین یقین کہ اصلی کو چھپاؤ اور نقلی دکھاؤ تو مطلق تمیز نہو کہ وہ کون ہی اور یہ کون ہی علاوہ اسکے بانیان طلسم
نے ایک نسخہ شراب ربانی کا باعمال حکمت مخصوص اسی کام کے واسطے سرزمین طلسم مین ترتیب دیا تھا کہ وقت موعود وہ شراب بھی
فاتح طلسم کے کام آئے اور وہی نتیجہ ظاہر کردے کسواسطے کہ حکماے بانیان طلسم اس حال سے خوب واقف و ماہر ہوچکے تھے
کہ طلسم کشا طلسم ارسطو کی مہر سے فارغ ہوکے ضرور اس طرف تشریف لائینگے اور واسطے فتح طلسم ہفیا سرزمین طلسم مین داخل
ہونگے اور فتح مراحل طلسم کرکے ضرور قصر عالی مین پہونچینگے اور تھوڑے روز اسی قصر مین بعیش و عشرت رہینگے چنانچہ اسی واسطے
نسخہ شراب ربانی ایجاد کیا اور یہ خاصیت اس شراب مین حکماے نے رکھی ہی کہ جسوقت طلسم کشا ان چارون نازنینان طلسم سے
کسی نازنین کے ہاتھ سے تین جام شراب نوش فرمائینگے بادہ طلسم سے اسقدر مست و سرشار ہونگے کہ نازنینان باحسن و
جمال حسن نازنینان اصل سے زیادہ بہتر و خوشتر نظر افروز مین معلوم ہونگی اور محبت و دلبستگی معشوقان اصلی سے کہین زیادہ
ہو جائیگی اور اگر طلسم مین تین جام سے روز زیادہ نوش فرمائین یعنے چھ جام تو طلسم کشا نو روز کامل اسی محویت و بیخودی مین
رہینگے اور انتیس ۲۹ روز غلبہ عشق عارضی طلسم کشا کے دل عشق منزل مین رہیگا اور اگر بارہ جام شراب طلسمی کسی محبوبہ مصنوعی
کے دست حنائی سے طلسم کشا نوش فرمائین تو نو برس اور نو مہینے اثر طلسم دل سے طلسم کشا کے زائل نہوگا اور محبت ان

نازنینان اصلی سے نازنینان مصنوعی کی حد سے زیادہ قائم ایسی ہو جائیگی کہ نازنینان اصلی کیطرف اصلا رغبت نہوگی بلکہ نوبت
سودا سے عشق اُن محبوبان مصنوعی کی اس درجہ پہونچیگی کہ کبھی دلمین طلسم کشا کے اُن ماہ وشان اصلی کا خیال تک نہ آئیگا
ہمہ تن انھین نازنینان طلسمی کے اشتیاق دیدار جمال عالم افروز مین مبتلا اور نشۂ الفت مین سرشار و مدہوش رہینگے قصہ کوتاہ
وہ دونون حکیم عالی منزلت وصاحب فطرت بوجہ رشک وحسد کے اس عمل کے فکر وتدبیر کی تیاری مین مصروف وسرگرم
ہوگئے جب حسب دلخواہ یہ عمل تیار ہوچکا اور انجام کو بھی بخوبی پہونچگیا اسوقت اُن چارون دختران وہمینان مصنوعی کو
اہالیان طلسم سے انتخاب کرکے اُنکی ابتدا سے ولادت سے ایک ایک رشک قمر وماہ پارہ کے واسطے ایک ایک باغ
رشک فردوس اور قصر عالی منزل علیحدہ علیحدہ سرزمین طلسم مین تیار کرادیا کہ اسی باغ وقصر مین بود وباش اُنکی ہو اور وہ باغ
بجائے خود اثر طلسمی سے تھا اور اُن ماہ وشون کے والدین کو یہ حکم دیا کہ تم اپنی دختران ماہ پیکر کو روز ولادت سے انھین
باغہا سے دلکشا وقصرہا سے فرحت افزا مین رکھو ہر ایک پری پیکر رات دن اپنے اپنے باغ وقصر مین پرورش پائے تا وقت
موعود حسب وصیت اسی باغ مین اُن دختران عالی قدر کی سکونت رہے جسطرح قصر مین ملکہ شمسہ تاجدار کا نشو ونما پانا مقرر
ہے اسی صورت سے ان دختران مصنوعی کی بھی پرورش ہوتی رہی اور کسی پر ظاہر نہوا پوشیدہ سبب سے یہ کام ہوا چنانچہ
موافق ارشاد ووصیت حکما سے عالی قدر کے روز پیدایش سے اسوقت تک چارون دختران طلسم نے باغہا سے مذکور
مین پرورش پائی اور ہر ایک جداگانہ اپنے اپنے باغ مین رہتی تھی اور پرورش پاتی تھی مگر تھوڑے دنون بعد اتفاقات زمانہ
سے ایک طرح کی خرابی پیش آئی یعنی ملکہ صبح روشن گہر کہ ایک عماید مین سے ہے اور مرتبہ بھی انکا اول ہے ان تینون نازنینون
سے اور اُنکے احوال مین کچھ فتور واقع ہوئے ہین چنانچہ جلد ہفتم کے عنوان مین نوک زبان قلم عجائب رقم ہوچکا ہے یعنی جسوقت
ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم پدر ملکہ روشن گہر پر لاقوت شاہ کے وزیر نے دست ستم دراز کیا اور اذفرشاہ کا
تخت وتاج تاراج ہوگیا اور وہ نمک حرام دغا دربخطا خود مسند ریاست پر بیٹھا اور حاکم شہر عسکریہ ہوا اور بے خوف وخطر طلسم
فرمانروائی کرنے لگا اس سبب سے ملکہ صبح روشن گہر بخوف پردہ دری وبیعزتی بحکم بشارت بزرگان دین قلعہ یاقوتیہ کو
چلی گئی اور اُسی قلعہ طلسم مین پناہ لی اور اپنے باغ سکونت کو چھوڑ دیا قصر مین نہین رہی علاوہ اسکے ملکہ صبح روشن گہر سر دفتر
محبوبان جہان تھی اور ان تینون پریزادون اور آدمزادون سے کہین خوشتر وبہتر تھی اور شاہزادہ والا قدر معز الدین والا گہر
کے زمرۂ خاتونان خاص سے تھی اور یہ تینون نازنینین کیمیزان شہریار سے کتنی اور ملکہ روشن گہر باسباب ظاہر ہر شعبۂ
سرداری اور محبوبی مین افضل اور قائم مقام صبح دلکشا کے ہے کسواسطے کہ ایک بادشاہ عالی جاہ کی دختر بلند اختر کو ہر طرح
شہریاری ہے ہر چند نازنینان سہ گانہ سے درۃ التاج دختر ملک مکتین ہم قیافہ شمسہ تاجدار اور رشک قمر پری پیکر خجستہ
ملک زردمشک ساحتی ہمشکل وہمصورت ملکہ روشن سخن دختر ملک افلاک ہمصورت ملکہ نادرہ دختران حاکمان مرحل طلسم
مین مگر صبح روشن گہر سے رتبہ کو کسی طرح پہونچ نہین سکتین چنانچہ جبھی سے ملکہ روشن گہر ان تینون نازنینون پر فوق رکھتی ہے

قصہ کوتاہ حکماے واقفان اسرار و دقائق و حقائق آگاہ بانیان طلسم نے بروقت بنانے طلسم چاروں نازنینوں کو ایک ایک لوح بھی مرحمت فرمائی تھی اور بطور وصیت نامہ کے ایک کتاب لکھ کے علیحدہ علیحدہ حسب لیاقت و موافق اوضاع مزاج کے صندوقچہ میں اُنکے والدین کے حوالے کی اور کہا ہر ایک نازنین سے تاکید کردینا کہ خبردار اس وصیت نامہ کو تم اپنا نوشتہ تقدیر سمجھنا اور کوئی کام خلاف اسکے ہرگز نہ کرنا ہمیشہ اسی کی کاربند رہنا چنانچہ نازنینان مذکور ہمیشہ حسب الاحکام لوح کاروبار کیا کرتی تھیں اور اپنے اپنے باغ سکونت میں شب و روز بفراغت و اطمینان خاطر بسر اوقات کرتی تھیں چنانچہ صاحبان طلسم نے اس قصر جنت نشان کو بعد ترتیب عمل خاص اسی کام کے لیے تجویز کیا تھا کہ یہیں یہ چاروں نازنین صاحب قران اکبر کو اپنے صحبت و اختلاط سے مست و سرشار کردینگی اور کرشمہ و ادا سے دام مکر و تزویر میں ایسا گرفتار کرینگی کہ رہا ہونا دشوار ہوجائیگا اور اس شراب طلسم و بادہ ہوش ربا سے ایسا بیہوش کردینگی کہ وہ شخص بالکل از خود رفتہ و بیہوش ہوجائیگا دوسرا امر یہ ہے کہ اس شہریار گردون وقار کے دل عشق منزلت میں ان خاتونان اصلی کی محبت مطلق باقی نہ رہیگی بلکہ خیال بھی نہ آئیگا اور انھیں نازنینان عہد تمثال غارتگر کشور دل و ایمان کو یہانتک اختیار دیے گئے ہیں کہ جبتک چاہیں اُس نونہال چمن حسن و جمال اور سرو بستان جاہ و جلال کو مست بادۂ عیش و عشرت رکھیں اور ہر وقت صورت دیکھا کریں لیکن ایک نازنین ملکہ درۃ البیضا جو کہ ملکہ شمسہ تاجدار کی شکل سے خوب مشابہ تھی اُسکی لوح وصیت نامہ میں یہ عبارت جداگانہ لکھی ہوئی تھی کہ درۃ البیضا شاہزادۂ عالی صفات و مبتلاے محبت محبوبان جہان کو تین جام شراب طلسمی سے زیادہ اپنے دست حنائی سے نہ دے اگر احیاناً تین جام سے زیادہ پلا دیگی تو اُسکے حق میں اچھا نہوگا اور دوسرے یہ شرط وصیت نامہ میں مندرج تھی کہ یہ ہنگامۂ صحبت عیش و عشرت خاص ایکہی دن اور ایک ہی جلسہ میں اور ایکہی وقت واقع ہو اور ہر ایک نازنین اپنے اپنے دستہاے رنگین سے صاحب قران اکبر فلک قدر کو متواتر جام ہاے شراب دیتی رہیں۔ الغرض آمدم بر سر مطلب جب وہ وقت موعود اور زمانہ مسعود قریب آیا اور ہر ایک نازنین کو از روے لوح وصیت نامہ معلوم ہوا کہ صاحب قران اکبر طلسم کشا عنقریب قصر النیرین میں تشریف لانے والا ہے ہر ایک نازنین ماہ جبین اپنی اپنی آرائش میں مصروف ہوئی اور اُس شراب نایاب محبت افزا و ہوش ربا کو حسب الحکم لوح وصیت نامہ کے ترکیب دے کے شیشہ ہاے بلورین میں بھر کے رکھا ہر چند کہ شراب ربانی وہی شراب ہے کہ جسکا ذکر صاحب قران اکبر کے تذکرہ میں ہوچکا ہے لیکن اسکے بعض بعض اشیاے طلسمی متضمن خواص سے اس شراب میں اضافہ کی گئی ہیں چنانچہ یہ بیان کرنے شراب مذکور کے تینوں پریزادان طلسم یعنی درۃ البیضا و بہار افروز و روشن سخن باغ میں قصر النیرین کے آئی ہوئی تھیں اور منازل مقررہ میں اپنے اپنے مقیم رہیں لیکن نازنین چہارم یعنی ملکہ صبح روشن گہر ایک سبب خاص سے نہیں آئی وہ وجہ بروقت موقع و محل بیان کیجائیگی

اب راوی اُن نازنینان طلسم کو اپنی اپنی آرائش و زیبائش میں مصروف و مشغول رکھتا ہے

اور کچھ حال ملکۂ روشن گہر کا معرض بیان مین لاتا ہے

ساقی نامہ

پلا مجھکو ساقی شراب سخن
کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن
سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی
سخن کی ہے مجھے فکر دن رات ہی
سخن کا سدا گرم بازار ہی
سخن سنج اسکا خریدار ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح نوک ریز خامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ ملکۂ صبح روشن گہر کے نہ آنیکا سبب خاص اور قصر النیرین مین شریک صحبت ہونے کی وجہ خاص یہ ہی کہ ملکۂ صبح روشن گہر بنت ملک افروز شاہ بادشاہ طلسم سفید صاحب قران اکبر والا گوہر شاہزادہ معز الدین ناموری کی جدائی اور مفارقت مین اسقدر بیقرار و بیتاب تھی کہ خواب و خور اسکو حرام ہوگیا تھا اور گریہ و زاری و سکوت مین اسکی اوقات بسر ہوتی تھی جب شرطۂ درد و الم سے اس حال کو پہونچی کہ تاب صدمۂ جانکاہ کی نہ رہی ناچار ملکۂ صبح روشن گہر نے ایک روز اس اضطراب دل کا حال اپنی انیس و محرم راز دردانۂ رازدار بنت یاقوت جنی کے سامنے اظہار کیا اور کہا ای خواہر محترم اب میری یہ حالت پہونچی ہی کہ اس بیتابی دل سے ہر دم طائر روح کو قفس تن مین مثل طائر تازہ گرفتار کے بیقرار رکھا ہی یقین ہے کہ اب اس تار قفس کو توڑ کر پرواز کر جاے اور حالت کرب و بیقراری دل یہی چاہتی ہی کہ گریبان کو چاک کرکے سر بصحرا کسی طرف کو نکل جاؤن ای خواہر تمھارے سر عزیز کی قسم اور اسی خداے پاک کی قسم اب مجھ مین اس آدم زاد تغافل شعار کے آلام مفارقت و مہاجرت اٹھانے کی طاقت نہین ہی روز بروز بلکہ ساعت بساعت میری روح تحلیل ہوتی جاتی ہے براے خدا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اس دل بیتاب و ناصبور کو قرار و آرام آئے ورنہ ایک روز مین اسی غم و الم مین ہلاک ہو جاؤنگی ای خواہر عزیز اللہ اگر تمکو میری جان عزیز بچانا منظور ہو تو تم جسطرح ہوسکے قصر اخضر کی طرف جاؤ اور اس آدم زاد کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ دشمن جان و ایمان آج کل کس شغل مین ہی اور ایسا کونسا کاروبار اہم ہی کہ جس سے اس جفاکار کو فرصت نہین ہی جب ملکۂ صبح روشن گہر نے دردانۂ رازدار سے اسطرح سے کہا اور قصر اخضر کے جانے مین اصرار کیا کہ وہان جاکر شاہزادہ کا رنگ صحبت دریافت کر بلکہ بچشم خود دیکھ اور بےکم و کاست مجھ سے بیان کر کہ کیو جہ سے اب تک طلسم سے نہین آیا دردانہ نے یہ حال دل ملکۂ روشن گہر خود ملکہ کی زبان سے سنا اور صورت پر آثار مرض عشق کے ظاہر دیکھے کمال صدمہ ہوا دردانۂ رازدار اٹھی اور ملکۂ صبح روشن گہر کی بلائین لیکے کہا قربانت شوم تم خاطر جمع رکھو جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا مین دریغ نہ کرونگی اگر جان بھی کام آویگی تو مین حاضر ہون آنکھو بالائے خود دھو خاصہ پوشش فرماؤ ابھی یہ کنیز جاتی ہے اور تمھارے حق رفاقت سے ادا ہوتی ہی یہ کہکے اٹھی اور مردانہ لباس پہن کے روانہ ہوئی لیکن پہلے اپنے والد یاقوت جنی کی خدمت مین حاضر ہوئی اور ملکۂ صبح روشن گہر کا حال سوز و گداز بیان کیا یاقوت جنی نے بہت مناسب کہکے اپنی دختر کو گلے سے لگایا اور کہا جاؤ تمکو خدا کو سونپا لیکن جلد پھر آ دیر نکرنا

کہ بیمار عشق کو صبر نہین ہوتا الغرض وہ دلسوز روانہ قصر اخضر ہوئی دردانہ رازدار اسوقت خاص قصر اخضر مین پہونچی کہ شاہزادہ
عالی وقار سرکان تخلیہ مین خواتین شمع رخسار و ماہرویان آفت روزگار سے بخوشی خاطر عیش و عشرت مین مشغول تھا ہر ایک نازنین
مہ جبین اپنے دست حنائی سے جام بجام شراب ناب پلا رہی ہی اور شاہزادہ عالیجاہ نشہ شراب مین بیخود و مدہوش تھا
دنیا و مافیہا کی خبر نہین تھی اور ایک نازنین خورشید رخسار با صد ناز و انداز دہانی پشواز پہنے زیور جواہر نگار مین از سرتا پا
آراستہ مسند زرنگار پر سامنے شہزادہ عالی وقار کے بیٹھی زمزمہ سنجی و خوش آہنگی مین مصروف ہی ۔

قصر الشیرین مین صاحبقران اکبر کا نازنینون کے ہاتھ سے بادہ نوش فرمانا اور پھر ایک ماہ جبین کا سامنے
مسند زرین پر با ناز و ادا بیٹھے ہونا اور دردانہ جلیس فاتنہ ملکہ صبح روشن گہر کا ہنگام عیش و نشاط تلاش صاحبقران اکبر
مین پہونچنا



دردانہ رازدار اس صحبت اختلاط اور محفل عیش و عشرت کو دیکھ کے دنگ ہو گئی اور نہایت درہم و برہم ہوئی تا اینکہ
تمام عالم اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اور حال زار ملکہ صبح روشن گہر پہ خوب روئی کہا افسوس ملکہ یون اپنی جان شیرین
کھوئے سارا زمانہ اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہے اور یہان شاہزادے عیش و عشرت مین مصروف ہین اُنکو عاشق زار کا
مطلق خیال نہین آخر مجبور و ناچار حکمت عملی اور فن عیاری کو کام مین لائی اور اُس صحبت عیش و عشرت بے تکلفت مین داخل
ہوئی اور خود خدمت ساقی گری بجا لائی تمام کی چند شیشہ شراب مرکب اپنے ساتھ لائی تھی اُسکے چند جام لبریز کیے اور شاہزادہ کو

بلاتے ہیں اور قصر النیرین سے چلی آئی اور یہاں آکر ملکۂ صبح روشن گہر سے تمام وکمال کیفیت شہزادے کی صحبت عیش وعشرت کی بیان کی ملکۂ روشن گہر شہزادہ کا یہ حال سنکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا۔ وردانہ رازدار سے کہا اے خواہر عالی قدر میں سخت حیران ہوں کہ اُس تغافل شعار کو میرا خیال مطلق نہیں ہے اور میرا حال اُسکی مفارقت میں جیسا ہے ظاہر ہے پھر دل کی طرف اپنے مخاطب ہوئی اور کہا۔ اشعار

کیوں دلا ہم ہوئے پابند غم یار کہ تو ۔۔۔ اب اذیت میں بھلا ہم ہیں گرفتار کہ تو
ہاتھ کیوں عشق بتاں سے نہ اُٹھایا تو نے ۔۔۔ کف افسوس اب ہم ملتے ہیں ہر بار کہ تو
بے جگہ اپنا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار ۔۔۔ طعن و تشنیع کے اب ہم ہیں سزاوار کہ تو
وحشت عشق بڑی ہوتی ہے دیکھا تو نے ۔۔۔ ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو

اور ایک آہ سرد دل پر درد سے اس زور سے کھینچی کہ بیہوش ہو کے گر پڑی وردانہ رازدار نے دوڑ کے دونوں ہاتھوں سے ملکہ صبح روشن گہر کو سنبھالا اور کہا اے ملکہ دوران یہ کیا کرتی ہو۔ جی ہے تو جہان ہے۔ شعر

نہیں پروا ہمارے قتل سے گر اُنکو نفرت ہے ۔۔۔ بہت ملجائینگے قاتل جو سر اپنا سلامت ہے

وہ عیش وعشرت میں مصروف ہیں اور تم اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہو یہ بڑی نادانی ہے ملکہ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر مجبور ہوں کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا اس عرصہ میں سنا کہ صاحب قران اکبر فلک قدر بدولت و اقبال فلان روز داخل طلسم ہوئے اور خندق وجزیرہ وغیرہ کو فتح کیا اور ملک افرشاہ کو قید طلسم سے رہا کیا اور تخت سلطنت شہر عسکریہ پر افرشاہ کو بٹھا دیا اور امورات حکومت کی بھی فہمایش کر دی اب اور مراحل باقی ماندہ فتح کر کے مظفر ومنصور یہاں تشریف لائینگے جس مقام طلسم میں صحبت عیش ہوگی اور قیام ہوگا تجھے ضرور بلائینگے اس مژدۂ جان بخش و روح افزا سے ملکہ صبح روشن گہر کے قالب میں گویا جان تازہ آگئی اور خوشی سے رنگ چہرہ کا سرخ ہو گیا اور انتظار میں شہزادہ گردون حشم کے بسر کرنے لگی واضح ہو کہ ملک افرشاہ ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار ہیں اور افرشاہ بادشاہ طلسم کو بانیان طلسم نے ایک لوح دی تھی اور کہا تھا کہ یہ لوح وقت پیدایش سے ہر روز ملکہ صبح روشن گہر کے گلے میں پہنائی جائے اور تھوڑی دیر کے بعد اُتار کے بحفاظت تمام صندوقچہ میں رکھ دی جائے لہذا ملک افرشاہ بادشاہ طلسم نے حسب الحکم بانیان طلسم اُس لوح کو سپرد دایہ اور کنیزان خاص لائق کے کیا اور تاکید شدید کی کہ خبردار یہ لوح ایک بار ضرور روزانہ ایک ساعت کے لیے گلے میں ملکہ روشن گہر کے پہنائی جائے بعدہ صندوقچہ میں نہایت حفاظت سے رکھی جائے چنانچہ اس قاعدہ کے موافق ہر روز وہ لوح گلے میں ملکہ کے پہنائی جاتی تھی اور ملکہ صبح روشن گہر لوح کو بغور دیکھ لیا کرتی تھی اور اگر اسی طرح کی کوئی عبارت تازہ اُس لوح میں نظر سے گذرتی تھی تو اُسکے موافق عمل کیا جاتا تھا سالہا سال یہی قاعدہ اور دستور جاری رہا نرگس خاتون دایہ لوح کو صندوقچہ سے نکالتی تھی اور اسم بزرگ اُس لوح میں کندہ تھے وہ پڑھ کے

لکہ پیار سے تا یاد م کرتی تھی اِس سال فاتح طلسم شہریار گردون وقار صاحب قران اکبر عالی شان شہر عسکر میں پہونچے اور وہان
مرحلہ دوم کی طرف قصد فرمایا یہ زمانہ ملکہ صبح روشن گہر کے جشن سالگرہ کا تہا ملکہ کی گرہ سولہوین برس کی ختم ہوکر سترہوین
سال کی لگی اور سترہوان برس خیریت سے شروع ہوا اتفاقات سے اسی مرتبہ نرگس خاتون دایہ ملکہ نے جو لوح کو دیکہا تو
یہ عبارت نظر آئی بسم اللہ فتح الابواب یعنی جب سترہوان سال ملکہ کو شروع ہو ملکہ صبح روشن گہر کو چاہیے کہ فلان روز
اور تاریخ حسب الاحکام لوح و وصیت مع شیشہ ہاے شراب ربانی قصر النیرین مین جاوین کہ اسی باغ و شبستان مین شاہزادہ
عالی وقار فاتح طلسم تشریف لاوینگے اور ملکہ صبح روشن گہر اس عالی قدر کی صحبت و وصل سے مسرور ہوگی الغرض اس
تحریر کو دیکہکے دایہ اور خواتین محل متحیر ہوئین کہ آج تک لوح مین کبہی یہ عبارت نظر سے نہین گذری اسی مرتبہ یہ کیا سانحہ ہے
کہ اس لوح کی عبارت دیکہنے مین آئی چنانچہ ملکہ صبح روشن گہر نے بہی اُس عبارت کو پڑہا پہلے تو محو حیرت ہوگئی لیکن مژدہ
وصل سُنکے اسقدر خوش و شادان ہوئی کہ جسکی انتہا نہین وہ رنج و ملال مطلق نہ رہا اور رنگ چہرہ کا افراط مسرت سے سرخ
ہوگیا ایک ملازم کو حکم دیا جلد جاؤ یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو ہماری طرف سے سلام کہو اور کہنا کہ ایک کام نہایت
ضروری ہے ملکہ نے آپکو یاد کیا ہے اسی وقت چلے چلیے وہ ملازم ملکہ بتعجیل تمام یاقوت جنی کے پاس گیا اور پیغام ملکہ کا پہونچایا
یاقوت جنی یہ پیغام ملکہ سُنکے اُٹھ کہڑا ہوا اور فوراً تبدیل پوشاک کے بعد ہمراہ ملازم ملکہ ملکہ کے پاس حاضر ہوا ملکہ نے بعد
مزاج پرسی وغیرہ لوح یاقوت کو دکہائی یاقوت جنی نے بعد دیکہنے اُس عبارت لوح کے ملکہ سے کہا اے ملکہ آفاق بانیان طلسم
حکماے متاخرین نے اسی واسطے یہ لوح تیار کی ہے کہ جو امر ہونے والا ہو اس لوح سے اول معلوم ہو جائے پس تم اس حکم
لوح کو مقدم جانو ضرور قصر النیرین مین شہزادہ عالیجاہ تشریف لائیگا اور ملکہ صبح روشن گہر بہی اُس صحبت عیش و عشرت
مین شریک ہونگی پس جسقدر مجہکو معلوم تہا مین نے عرض کیا آیندہ خدا جانے کیا ہوگا لیکن بزور علم نجوم اسقدر ضرور معلوم
ہوا ہے کہ جب طلسم کشا ذلیہ یاقوت نگار سے مراجعت فرمائیگا اور پہر داخل طلسم ہوگا اُس وقت قصر النیرین مین طلسم کشا سے
تمہاری ملاقات ہوگی اور چند روز صحبت عیش بہی گرم رہیگی اور کیا عجب ہے کہ نوبت وصال بہی آجاوے ملکہ روشن گہر نے
پوچہا اے عم بزرگوار یہ تو بتاؤ کہ اب طلسم کشا کے تشریف لانے مین کسقدر عرصہ باقی ہے یاقوت جنی نے کہا اے ملکہ عالم
میرے گمان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کے وقوع مین قریب ایک ماہ کے عرصہ ہے ملکہ نے فرمایا اے شیخ الابرار و گنجینہ اسرار
طلسم یہ آپکا ارشاد صحیح ہے لیکن مین اس صحبت عیش مین لائق شرکت نہین مگر حکم بانیان طلسم سے کبہی انحراف غیر ممکن ہے کہ
یہ وصیت ہے ہان ایک امر مین میری عقل کام نہین کرتی سخت متحیر ہون کہ مین خواہ مخواہ طلسم کشا صاحب قران اکبر کی زوجیت
مین داخل ہونگی یا اُسکی کنیزون مین شمار کیجاؤنگی اسی فکر و تردد مین شب و روز مبتلا ہون کس لیے کہ شعر

کہان مین اور کہان وہ اہل ادراک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ہادی طریق و دستگیر درماندگان اگر مثل ملکہ نوبہار و ملکہ شمسہ تاجدار و زینب البیان وغیرہ کے میرا عقد و نکاح شرعی

طلسم کشا صاحب قران اکبر سے ہوا اور مین بلفظ خاتونی خطاب کی گئی تو شاید میری زندگی ساتھ خوشی اور شادمانی کے گذرتی
ورنہ در صورت دیگر حیات مستعار کے جو چند نفس باقی ہین وہ بھی بدتر از مرگ ہو جاوینگے اب اس مقام پر انصاف شرط ہی کہ اگر
مین بھی شکل اور کنیزان مفلوک کے ذلت و خواری مین رہی تو پھر میرے لیے تو کوئی لطف زندگی نہین بلکہ ایسے جینے سے تو مرنا
بہتر ہی اسے بھی مرنا بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین اس جان شیرین کو پہلے ہی ضایع کر دون تو خوب ہو تاکہ اس کاہش جان اور
آلام دنیا سے نجات پا جاؤن کیونکہ اگر خدانخواستہ حلقہ مین کنیزون کے داخل ہو گئی تو پھر جان کے دینے سے بھی وہ دھبا
نہ جائیگا کہ آبرو پہلے ہی جاتی رہیگی پھر جان بھی دی تو کیا حاصل ہوا

ملکہ صبح روشن گہر کا یاقوت جنی واقف اسرار طلسم کو اپنی لوح وصیت نامہ یعنی بانیان طلسم کا نوشتہ دکھانا اور مشورہ لینا



یاقوت جنی ملکہ روشن گہر کی یہ تقریر سنکے متحیر ہو گیا اور خاموش با چشم پر آب وہان سے اٹھا اور چاہا کہ رخصت ہو ملکہ
یاقوت کے جواب نہ دینے سے نہایت مضطر ہوئی اور بے اختیار رونے لگی اور یاقوت جنی کا دامن پکڑ لیا اور اسی تحیر
و یاس مین کہا اے یاقوت جنی تمنے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا نہ کوئی میرے درد کی دوا بتائی یاقوت جنی نے کہا اے ملکہ
تم خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اس تمھارے مرض خاص کے بارہ مین فکر کرتا ہون جیسا مناسب مجھے معلوم ہوگا تم سے
بیان کرونگا تم گھبراؤ نہین تمنے اپنا حال پر ملال بیان کرکے مجھکو پریشان کر دیا اسوقت میرے ہوش و حواس درست
نہین رہے یہ کہکے یاقوت جنی اپنے مکان پر چلا آیا ادھر ملکہ روشن گہر کے دل نازک پر کوہ غم ٹوٹ پڑا [illegible]
بیتاب ہو گئی اور صبر و قرار ایک لخت جاتا رہا ع

نہ تبسم نہ تکلم نہ حکایت نہ سخن

اگر کسی نے پوچھا مزاج کیسا ہے کہا شکر ہے جو دم ہے غنیمت ہے **نظم**

درد عشق دلم شد بہت تیز کسے
خون من گشتہ حلال دم شمشیر کسے

زخم من بہ شدنی نیست ز تدبیر کسے
فکر درمان من اے عیسی مریم تا کے

چہ کنم آہ چہ سان کشتہ نگردم کہ جدا
نیست در شہر بہت قولذت تقریر کسے

یاد دل غمزدہ ہر سو کہ روم مے آید
سایہ سان از پے من زلف گرہ گیر کسے

اور کبھی کہتی تھی ؎

چہ می پرسی ز من حال دل غمدیدہ ام چون شد
دلم شد خون خون شد آب و آب از دیدہ بیرون شد
طبیب مہربان را دست حکمت بیش می گردد
بسینہ آتشے دارم اگر نبض مرا بیند

غرض ملکہ روشن گہر کو تین روز اسی رنج و ملال اور کرب و اضطراب میں گذرے چوتھے روز حکیم عقفر طوس جنی یاقوت جنی کے گھر میں تشریف لائے یاقوت جنی نے حکیم عقفر طوس کی تعظیم و تکریم کی اور مراسم مہمانی ادا کیے اور بلا تکلف بہ بوسہ دیکر اور نہایت اعزاز و احترام سے ایک مکان میں فروکش کیا اور ملکہ روشن گہر کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور کہا اے ملکہ تم بڑی خوش نصیب ہو عنقریب تمہارا مقصد حاصل ہوا چاہتا ہے آج حسب اتفاق حکیم الجن داروغہ طلسم نے مجھکو سرفراز فرمایا اور میرے کلبہ تاریک کو اپنے نور قدم سے منور فرمایا ملکہ روشن گہر یہ مژدہ مفرح قلب و جگر سنکے کمال مسرور ہوئی اور یہ یاقوت جنی سے کہا اے یاقوت میری طرف سے اس حکیم عالی منزلت کی خدمت میں بصد اشتیاق طلب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ کنیز حضور کی قدمبوسی کی نہایت مشتاق ہے یاقوت ملکہ سے رخصت ہوکے حکیم صاحب کی خدمت میں آیا اور ملکہ صبیح روشن گہر کی طرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے بہت بہت آداب و تسلیمات عرض کیا ہے اور حضور کی قدمبوسی کا نہایت اشتیاق رکھتی ہے حکیم عقفر طوس نے ملکہ کا سلام و پیغام سنکے اول جواب سلام فرمایا بعدہ فرمایا تم جاؤ اور ملکہ سے کہدو کہ ای فرزند میں خاص یہاں تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں انشاء اللہ الرحمن کل بشرط زیست ضرور آؤنگا یاقوت جنی نے اسی طرح فرمودہ حکیم کو ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے خوش ہوکے یاقوت جنی سے کہا تمہارا کمال احسان مجھپر ہوا ؎ **شعر**

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

قصہ کوتاہ یاقوت جنی یہ خوش خبری ملکہ روشن گہر کو دے کے اپنے گھر آیا ادھر ملکہ نے اسی دن آرائش مکان کا حکم دیا الغرض اس روز حکیم صاحب یاقوت جنی کے مہمان رہے دوسرے روز جناب حکیم الجن ایک ناقہ تیز رفتار پر سوار ہوکے روانہ ہوئے یاقوت جنی بھی ہمراہ رکاب تھا جناب ممدوح ملکہ روشن گہر کی حرم سرا میں تشریف لائے ملکہ روشن گہر مع دروانہ رازدار یعنی یاقوت جنی اور خواصان خاص یعنے ملکہ رنگ افروز دختر لاقوت شاہ نمک حرام دگر با خاتون و شیرین ملک غمزہ ملک وغیرہ کہ یہ ہر وقت کارساز و دمساز و محرم راز تھیں تا بہ دروازہ محلسرا واسطے استقبال حکیم صاحب

پیشوائی

عالی منزلت کے گئیں اور آداب و تسلیمات بجا لائیں اور نہایت اعزاز و احتشام سے اُس نیک نہاد کو حرم سرا میں لائیں
اور بتکلف تمام حکیم صاحب کو مسند پر بٹھایا اور خود بعد ادائے مراسم عبودیت دست بستہ مثل کنیزوں کے سامنے
کھڑی ہوئیں جناب حکیم صاحب ہر ایک نازنین سے علی قدر مراتب نوازش بزرگانہ سے پیش آئے اور ہر ایک سے
مزاج پرسی فرمائی لیکن ملکہ صبح روشن گہر کی صورت و طرز کلام سے آثار تکدر خاطر و ملال حکیم صاحب کو پائے گئے اگرچہ حکیم صاحب
خود گنجینۂ اسرار تھے اور بذریعہ علم مکاشفہ تمام حال و مقال ملکہ سے بخوبی واقف تھے لیکن حسب رسم زمانہ ملکہ روشن گہر
سے باعث ملال خاطر پوچھا اور فرمایا اے فرزند ارجمند مجھکو اسوقت تمہارے بشرے سے آثار حزن و ملال پائے جاتے
ہیں سچ بتاؤ تمہاری اسقدر برہمی مزاج و محزونی خاطر کا کیا سبب ہے ملکہ نے فرط شرم و حیا سے سر جھکا لیا اور چپ ہو رہی بعد
چند لمحے کے ساکے یاقوت جبینی کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ جناب عالی یاقوت جبینی اس خادمہ کے حال سے بخوبی واقف
ہے حضور کی خدمت میں عرض کر دینگی لیکن میں حضور سے معلوم کیا چاہتی ہوں کہ مرد ان دیندار کو چار عورتوں کے علاوہ بھی
نکاح جائز ہے حکیم صاحب نے فرمایا تم اپنا مطلب پہلے بیان کرو تاکہ میں جواب اسکا دوں ملکہ نے عرض کیا کہ ملت اسلام و طریقہ
دنیوی کے موافق کلاسم یعنے صاحب قران اکبر شاہزادہ معز الدین دلاور کے واسطے اول ہی خاتونان عالی منزلت والا
مقرر ہو چکی ہیں حضرت بھی اس حال سے بخوبی واقف ہیں یعنے ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان
و ملکہ صبح دلکشا بلکہ پری طلسم کشا کے عقد طلسمی میں بھی آ چکے ہیں اب یہ امر کسی طرح سے قیاس میں نہیں آتا کہ سوائے اُن
شاہزادیوں کے اور کوئی عورت اگر شاہزادہ معز الدین سے کسی نوع کا سروکار رکھتی ہو وہ کسطرح عقد میں آسکے کی ہاں کنیزوں کے
زمرہ میں البتہ ہو نا ممکن ہے جسطرح ملاحت پری اور عورتیں مشکوی حیرت کی ملکہ نوبہار بادشاہ طلسم کی کنیزیں اور پرستاریں
ہیں اور گوہر بزم افروز وغیرہ نازنینیں طلسم سبع سیاع و طلسم ہفتہا کی کنیزوں میں ملکہ شمسہ تاجدار کی مشہور ہیں اسواسطے کہ
جب ملکہ عالم یعنے شمسہ تاجدار اس طلسم کی مالک اور حاکم ہیں پھر تمامی اہل طلسم زن و مرد جسقدر قلمرو میں ہیں وہ سب بمنزلہ کنیز
اور غلام کے ہو چکے اور جو غلام خاص ہی وہ کل رعایا سے مرتبہ افضلیت رکھتا ہے میں بدنصیب بھی کاش اس سرزمین پر پیدا
ہوتی کیونکہ میں بھی ساکنان طلسم سے ہوں اسوجہ سے میں بھی بہرحال معز الدین کی کنیزی میں داخل ہو نگی معز الدین ملکہ
شمسہ تاجدار کا شوہر ہی لہذا یہ امر مجھکو واقعی نہایت ناگوار ہے کہ میں اپنے کو کسی کی کنیزی میں شمار کراؤں میں بھی اپنی جگہ پر
کچھ تھوڑی سی قدر و منزلت رکھتی ہوں اور برلب نام شاہزادی دختر بادشاہ طلسم کی ہوں اور خواتین طلسم سے فوقاً حسباً
و نسباً عقلاً و فہماً کسی طرح کم نہیں ہوں سوائے اسکے شاہزادہ معز الدین سے ایک طرح کا مرتبہ عاشقی و محبوبی بھی مجھے حاصل ہے
میں اس ننگ کو کسطرح گوارا کروں قطع نظر ان سب امور کے میں اپنی طبیعت کو کیا کروں حضور بھی بخوبی واقف ہیں ابتدائے عمر
میری طبیعت میں کسقدر تند مزاجی واقع ہوئی ایک ذراسی بات بہت ناگوار معلوم ہوتی ہے اور ہر وقت یہی فکر ہے یہی اندیشہ ہے اور
کہتی ہوں کہ خدایا میرا آل کار کیا ہے اگر میری سرنوشت میں کاتب تقدیر نے یہی لکھا ہے کہ معز الدین کی کنیز کہلاؤں تو مجبوری ہے

نوشتۂ تقدیر سے کیا چارہ ہے جہان تک میرا اختیار چلے گا یہ نقاب ہرگز گوارا نکرونگی جان رہے یا جائے آبرو تو باقی رہیگی آبرو کا صدقہ جان ہے اسمین بھی نام ہے آپکی شفقت کی امیدوار ہون جو حضور ارشاد فرماوین عمل مین لاؤن حضور کوئی تدبیر ایسی فرمائین کہ یہ خادمہ اپنے مقصود اصلی کو پہونچے اور اس کاہش روزانہ سے نجات پائے حکیم سقراطوس نے فرمایا اے ملکہ روشن گہر ہم کو بھی تمہارا رنجیدہ ہونا کمال شاق و دشوار ہے ہم اس بارہ مین فکر کرتے ہین خداوند کریم فضل کریگا گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو یہ کہکر حکیم صاحب تھوڑی دیر تک سر کو زانو پر رکھکے مراقبہ مین گئے بعدہ فرمایا اے ملکہ روشن گہر تمنے جو کچھ کہ اپنا حال زار و واقعہ پر سوز بیان کیا مین نے وہ سب بگوش دل سنا مگر کیا کیا جائے کہ عالم مجبوری و بیچارگی مین کچھ علاج و درمان ممکن نہین ہے ای ملکہ بروقت بنائے طلسم جناب حکیم اسقلینوس و دیگر حکماے عالی منزلت نے طلسم بندی مین ایک مدت صرف کی اور ایسے مقامات مین بخوبی لحاظ فرمایا تا اینکہ علم و عمل مین کوئی درجہ باقی نہین رکھا لیکن نوشتۂ تقدیر اور مقدرات ازلی و قدرت قادر حقیقی سے ہر طرح مجبور رہا اور جسقدر فکر کی سب بے سود ہوئی اعمال طلسم وغیرہ کو ایک شعبدہ خیال کیا اور بعض لغو و لاطائل سمجھے الغرض جناب حکیم الجن نے ملکہ روشن گہر سے تمام و کمال وقایع و صنائع طلسمی بانیان طلسم کی فکر و تدابیر کے بیان کیے یعنے پرورش کرنا درۃ البیضا و بہارافروز و قطیعہ روشن سخن وغیرہ چارون نازنینون کا جسطرح سے اول تحریر ہو چکا ہے مفصل و مشرح بیان کیا ملکہ روشن گہر اور یاقوت جبین دونون نے بگوش ہوش تمام سرگذشت سنی اور غرق دریاے حیرت ہوے اور کچھ جواب نہ دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت تک یہ چارون نازنینین ایک دوسرے کے حال سے واقف نہ تھین اور حقیقت سے انکی مطلق آگاہ نہ تھین کہ ہمکو خاص اسی کام کے لیے حکما نے پرورش کیا ہے مگر ہان اب حسب ہدایت لوح نازنینان مذکور جسوقت قصر النیرین مین ایکجا جمع ہوئین اور باہم ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئین چنانچہ ملکہ روشن گہر کی لوح ہدایت و وصیت نامہ مین بھی مثل ان تینون نازنینون کے یہی عبارت مرقوم تھی یعنے جس وقت تک وہ چاہے صاحب قران اکبر کو بزور جام شراب ربانی اپنے پاس اپنے عشق و محبت مین گرفتار رکھے یعنے لبریز جام شراب ربانی پلائے جاوے صاحب قران اکبر اثر شراب طلسمی سے کہین نہ جائینگے جب حکیم صاحب سے ملکہ روشن گہر نے جواب صاف سنا اور وہ تحریر وصیت کہ جو خیال مین آئی تھی اب بخوبی سمجھین اور اثر کو بھی اس شراب کے خوب کامل و صحیح جانا اسوقت وہ نشہ ہرن ہوگیا اور آنکھین کھل گئین ملکہ روشن گہر نے بھی حسب وصیت وہی شراب ربانی طلسمی تیار کی مگر قصر النیرین مین بوجوہات چند در چند نہ گئی چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو اتبک ملکہ روشن گہر قصر النیرین مین نہین آئی اور شریک صحبت کبھی نہین ہوئی قصہ کوتاہ جب ملکہ صبیح روشن گہر اور یاقوت جبین نے اس بیان کو جناب حکیم الجن کی زبان مبارک سے سنا اور اس معاملہ سے اطلاع پائی ملکہ روشن گہر کو خود بخود شوق ملاقات ان نازنینان طلسمی کا پیدا ہوا اور چاہا کہ ہم بھی اس صحبت مین جائین اور ان نازنینون سے ملین لیکن اول یہ مشورہ کیا کہ اے روشن گہر قصر النیرین مین تماشاے غریب قابل دید ہے جو بھی چشم فلک کو بھی دیکھنا نصیب ہوگا لیکن افسوس تو ہی اس کیفیت کے دیکھنے سے محروم رہی جاتی ہے اب جسطرح سے ممکن ہو چل کر اس صحبت کو دیکھنا

ضرور بلکہ واجب ہے کوئی بات اُس صحبت کی خالی از لطف نہو گی چونکہ صاحب قران اکبر فلک قدر بھی اُس صحبت مین ہونگے
لہذا وہان تیرا ہونا بھی ضرور ہے اور کوئی بات اسمین قباحت کی بظاہر معلوم نہین ہوتی بفضل ایزد پاک تو بھی اُن نازنینون سے مرتبہ
مین کم نہین ہے بلکہ اُن پر ترجیح ہے ہر چند کہ موافق آئین رسم طلسم مین ملکہ شمسہ تاجدار کی کنیزون مین شمار کیجاتی ہون وہ بھی
رئیس زادی عالی خاندان کل طلسم کی بادشاہ ہے اور بہ اسباب ظاہر مین بھی ہمنام وہم مرتبہ صبح دلکشا کی ہون اس اعتبار سے
بھی اُس صحبت مین شریک ہونا کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے غرضکہ ملکہ روشن گہر ایسے ایسے خیالات دلمین کرکے اپنے
دل کو تسلی دیتی تھی بعد اسکے پھر یاقوت جنی نے حال پر ملال ملکہ روشن گہر مفصل و مشرح حکیم عبقر طوس جنی کی خدمت مین
بیان کیا اور کہا اے رازدار طلسم اب ملکہ صبح روشن گہر حضور سے امیدوار ہے حضور اُسکے واسطے کوئی فکر کرین آپ کو
خداوند قدیر نے ایسا ہی رتبہ عنایت فرمایا ہے کہ جسکے حق مین جو کچھ چاہین وہ ہو سکتا ہے حکیم عبقر طوس نے پھر ایک لمحہ فکر کی
بعد اسکے فرمایا اے یاقوت رازدار طلسم ملکہ کو مناسب ہے کہ وہ زاہدہ خاتون کی قبر پر جاوے اور وہان جاکر دو چار روز
عبادت پروردگار کرے اور اُس خاتون کی روح کو درود کا ثواب بخشے اور اپنے مقصود کو طلب کرے غالب ہے کہ ملکہ روشن گہر
کی مراد دلی اور مطالب اصلی بر آئین اور جس کام کی طالب ہے وہ کام بوجہ احسن ہو جاوے جسوقت حکیم صاحب نے یاقوت جنی
سے یہ روایت بیان کی اور ملکہ روشن گہر نے بھی حکیم کا بیان سُنا نہایت متحیر ہوئی اسواسطے کہ یاقوت و ملکہ روشن گہر
نے آجتک زاہدہ خاتون کا نام تک نہین سنا تھا قبر و مزار کا کیا ذکر ہے آخر حکیم صاحب سے زاہدہ خاتون کو پوچھا کہ اے
حضرت ہمنے تو کبھی اُن معظمہ کا نام بھی نہین سُنا اُنکے حال سے ہمکو بھی مطلع فرمائیے حکیم عبقر طوس نے نہایت صفت و ثنا
زاہدہ خاتون کی فرمائی بعد ازان جو کچھ حال مقبرہ کا تھا بیان کیا یاقوت جنی نے کہا زاہدہ مرحومہ کا مقبرہ کہان ہے اور ہم کس طرح
وہان پہونچین حکیم صاحب نے یاقوت جنی سے فرمایا کہ نشان قبر اُس صاف باطن کا نہین ہے حسب وصیت اُس مرحومہ کی قبر
کا نشان مٹا دیا تاکہ کسی شخص کو معلوم نہو الغرض بعد نشان دینے کے حکیم عبقر طوس ملکہ سے رخصت ہو کر تشریف لیگئے یاقوت جنی
بھی حکیم صاحب کے ساتھ ہوا ملکہ روشن گہر نے اُسی قبر پر ایک خیمہ برپا کرایا اور حسب الاحکام حکیم عبقر طوس تین روز عبادت ایزد باری
بجالائے اور نہایت تضرع وزاری کی اور اُسی حالت گریہ وزاری مین درود پڑھکے ثواب اُس خاتون مرحومہ کی روح کو بخشا اور
اپنے مدعاے دلی کی استدعا کی غرض تیسرے روز شب کو عالم خواب مین دیکھا وہ قبر شق ہوئی اور اُس قبر سے ایک خاتون مقدسہ
نہایت صاحب جمال نکلی کہ کوئی شخص ایک کرسی لیے ہوے حاضر ہوا اُسنے کرسی بچھا دی وہ مقدسہ کرسی پر جلوہ گر ہوئی ملکہ
روشن گہر سامنے اُس مقدسہ کے دست بستہ کھڑی ہوئی اُس خاتون مرحومہ نے براہ لطف و مہربانی نہایت شفقت سے
فرمایا اے دختر تو کون ہے اور کسواسطے یہان تکلیف کی بیان کر ملکہ روشن گہر نے اُس نیک نہاد کے قدم مبارک پر سر کو جھکا دیا اُس
خاتون معظمہ نے ملکہ کا سر اُٹھا کے اپنے سینہ سے لگا لیا اور دلاسا دیا اور کہا اے دختر بادشاہ طلسم تیرا مطلب اصلی کیا ہے بیان کر
ملکہ روشن گہر نے باچشم پر آب کمال شرم و حیا سے گردن نیچی کی اور تمام حال زار کو بیان کیا اُس خاتون بزرگ نے فرمایا اے

و شہر ملکہ روشن گہر مین تمھاری سرگذشت اور معاملہ اصلی سے کما حقہ واقف ہون کوئی ضرورت بیان کی نہین ہے مگر عالم مجبوری کا ہے کہ کوئی چارہ کار بن نہین آتا کسواسطے کہ مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے اور نوشتہ تقدیر ضرور پیش آتا ہے حکماے طلسم نے پہلے ہی اس باب مین بہت بڑی کوشش اور سعی کی لیکن کوئی نتیجہ اُسکا پیدا ہوا اور تمام کوشش و سعی بے سود ہوگئی ناچار حکمت عملی کو کام مین لائے مگر ہان اُسمین ایک صورت بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تو ہماری نصیحت کو بگوش دل متوجہ ہوکر سُن اور اُسپر عمل کر ملکہ نے عرض کیا اسے حضرت میری مجال ہے کہ مین ارشاد حضور بجا نہ لاؤن اور خلاف راے حضور کے عمل کرون حضور ارشاد فرمادین۔

عالم خواب مین ایک خاتون مقدسہ کا قبر سے باہر آنا اور ملکہ کو فہمائش کرنا



اُس عابدہ نے فرمایا اے فرزند آگاہ ہو کہ سواے نکاح دائمی کے ایک اور نکاح بھی ہے جسکو شریعت مین متعہ کہتے ہین اور متعہ عہد حضرت خاتم الانبیا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری ہوا ہے بلکہ یہ سنت نبوی مین داخل ہے اور ثواب بھی از حد ہے لہذا تم اس ذریعے سے ازواج معز الدین مین داخل ہوگی بہرحال خاطر جمع رکھنا چاہیے خدا نے چاہا تو انجام بخیر ہوگا اور سواے اسکے اور کوئی تدبیر تمھارے عقد کی ممکن نہین اور یاد رہے کہ جس وقت تم عقد مین شاہزادہ عالی جاہ کے داخل ہوگی اُس تاریخ سے تین برس کے بعد پھر دوبارہ عقد دائمی بھی ہوسکتا ہے کسواسطے کہ اس تین سال مین ملکہ صبح دلکشا انتقال کرجائیگی اور اُسکی جا پر تم ہوجاؤگی جو روز تمھارے قصر النیرین مین جانے کا مقرر ہو اُس روز ہرگز قصر النیرین جانے کا قصد نکرنا بلکہ تین روز اُس جگہ سے حرکت نکرنا دیکھنا پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ہان جسوقت بزرگان خدا شناس و حق آگاہ تمکو یاد فرمائین بے تکلف چلی جانا اور دل مین کسی طرح کا شبہ و شک نہ لانا دیگر یہ کہ جسوقت قصر النیرین مین پہونچو اور شاہزادہ معز الدین سے نوبت ملاقات کی آوے میری طرف سے شاہزادہ عالیجاہ کو سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اے شاہزادہ گردون

کبھی کبھی اس غریب و مسکین کے لوح مزار کو اپنے نور جمال سے روشن و منور فرمایا کیجیے اور ثواب فاتحہ سے یاد و شاد فرمائیے
یہ امر یقین ہے کہ آئین سلاطین سے خلاف ہو بلکہ معلوم ہے کہ بھی ثواب ہوگا کہ ایک روز وہ تھا کہ میں عبادت اپنے پروردگار کی کرتی
تھی یا اب ایک سورۂ فاتحہ کو محتاج ہوں یہ عاجزی ہے الغرض جو کلمات نصیحت زاہدہ خاتون نے فرمائے ملکہ روشن گہر
سکوت میں بخوبی سُنا کی لیکن رعب زاہدہ خاتون ایسا ملکہ پر غالب ہوا کہ ملکہ گردن خم کیے کھڑی رہی اور کسی بات کے جواب
کی جرأت نہوئی زاہدہ خاتون نے پھر ملکہ روشن گہر کو سینہ سے لگایا اور کہا اے فرزند کسی طرح کا خیال دل میں نہ لانا اور
نہ آشفتہ خاطر ہونا بخاطر جمعی اپنے گھر میں بیٹھی رہنا وہ چارہ ساز عالم سب کام عنقریب درست کردیگا اپنے مدعا سے دلی
سے جلد کامیاب ہوگی اور کہا اے فرزند اب میں رخصت ہوتی ہوں اور کوئی بات اگر قابل دریافت ہو دریافت کرلو ملکہ
روشن گہر نے جو اس خاتون کو اپنے حال پر نہایت مہربان دیکھا عرض کیا اے خاتون بزرگ اگر اجازت ہو اور کسی طرح
مضائقہ نہو تو میں یہاں ایک گنبد سنگی بنوا دوں تاکہ یہ نشان مزار باقی رہے خاتون بزرگ نے بپاس خاطر ملکہ کے التماس
کو قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو خیر کیا مضائقہ ہے بنوا دو ملکہ روشن گہر اور کچھ پوچھا چاہتی تھی کہ وہ
خاتون نظروں سے غائب ہوگئی اور آنکھ کھل گئی مگر وہ خواب تمام و کمال یاد رہا صبح کو ہنستی ہوئی پلنگ سے اُٹھی اور یہ
خواب دردانہ کے روبرو بیان کیا دردانہ نے اپنے پدر یاقوت جنی سے بیان کیا کہ ملکہ نے یہ کیفیت بہ برکت اسم فرمودہ حکیم
عقبر طوس عالم رویا میں دیکھی اور خاتون بزرگ نے ملکہ کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی فرمائی اور اس اس طرح سے ہدایت
کی یاقوت جنی بھی اس حال کو سُنکے نہایت خوش و مسرور ہوا اور کیفیت ملکہ کی حکیم الجن سے بیان کی حکیم عقبر طوس نے فرمایا
اے یاقوت اس خواب واقعی کو خواب و خیال ہرگز تصور نکرنا بلکہ رویائے صادق اور بشارت سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ کہ اُس بندہ خدا نے
ملکہ روشن گہر سے ارشاد فرمایا ہے اُسمیں سر مو فرق نہوگا اور اُس پر عمل کرنا ضرور ہے اسکے خلاف نکرنا ورنہ بقول اُس
مقدسہ کے پشیمان ضرور ہوگی ہماری رائے یہی ہے کہ ملکہ روشن گہر روز مقررہ صحبت قصر النیرین سے تین روز کے بعد جائیں قبل
اسکے ہرگز نہ جائیں کہ اس تدبیر سے ملکہ کی محبت طلسم کشا کے دل میں زیادہ ہوگی اور ملکہ کی قدر و منزلت بھی اُن نازنینوں سے
زیادہ ہوگی بعد اس گفتگو کے حکیم عقبر طوس یاقوت جنی سے رخصت ہوکے تشریف لیگئے اور فرماگئے کہ انشاءاللہ العزیز
جس روز شاہزادہ معز الدین صاحب قران اکبر فلک قدر قلعہ یاقوتیہ میں بقصد جشن عروسی تشریف لائینگے اُس وقت
ہم بھی ضرور آئینگے اور تم سے بھی ملاقات کرینگے مگر اب بالفعل ملکہ روشن گہر کو چاہیے کہ تا روز موعود بخاطر جمعی تمام باستقلال مزاج
اپنے مکان میں بیٹھی رہے اور دیکھیے غیب سے اُسکے واسطے کیا سامان پیدا ہوتا ہے کسی طرح کی فکر و تردد کو اپنے دل میں
دخل دینا نہ چاہیے۔

ابتدای عنان ادہم قلم مشکیں رقم کو حال فرخ فال شہریار عالی مکان کشورستان صاحبقران اکبر

خسرو واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابوتہیم کی طرف منعطف کرتا ہے اور ملکہ صبح روشن گہر والا قدر کو اسی حال پر ملال میں رکھکے دو کلمہ قصر النیرین کی صحبت کے معرض بیان میں لاتا ہے

نظم

ہے نظر میں کس گل رعنا کا لب عناب سا ۔ بہ رہا ہے آج آنکھوں سے مری خون آب سا
روتے روتے کیا جگر میں نم نہیں باقی رہا ۔ دل تڑپتا ہے پڑا جو ماہی بے آب سا
عشق میں اس مہوش کے یہ بھی ہوگیا تغیر ۔ ماہ آتا ہے نظر کچھ پارۂ سیماب سا
عہد پیری میں جوانی کے کہاں وہ ولولے ۔ رہگیا ہے وہ زمانہ یاد ہمکو خواب سا
صبر کا جامہ ہو مثل کتان کیوں نہ چاک چاک ۔ جب عیان ہو پیرہن سے وہ بدن مہتاب سا
باغ جنت میں ہر اک شے پائینگے بے جستجو ۔ عالم عقبیٰ نہیں ہے عالم اسباب سا
دل کو مہر و مہ کبھی پنہاں کبھی ہے آشکار ۔ چرخ میں ہر رات دن ہے آسمان دولاب سا
خاک سی جھڑنے لگی جب چرخ کہن کہنہ ہوا ۔ تھا جو قد مثل ستون وہ ہوگیا محراب سا

سخن سنجان نکتہ پرور و عالی خیالان ہنرور سطح قلم فرسا ہوے ہیں کہ جسوقت شہنشاہ گردون فر صاحب قران اکبر نے نزاکت پری کے ہاتھ سے چند جام لبریز بادۂ ارغوانی کے علی التواتر نوش فرمائے اور نشۂ شراب طلسمی سے دماغ تر ہوا عالم کیف و لطف میں صاحب قران اکبر تماشاے قصر و باغ و ایوان میں مصروف ہوے نزاکت پری بھی بہزاران ناز و انداز صاحب قران اکبر کے ہمراہ خرامان تھی اثناے سیر باغ میں صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری تجھے قسم ہے اپنی جان کی سچ بتا اس قصر رشک ارم میں کسی ماہ پارہ راحت بخش دل و جان سے ہم بھی صحبت عیش و عشرت گرم کرینگے یا نہیں اگر کوئی نازنین ہمکو مہمان رکھیگی اور سامان دعوت مہیا کریگی تو وہ کونسی ساعت ہوگی جو ہمکو یہ سامان نصیب ہوگا اور وہ صاحب خانہ

معلوم نہیں کب جلوہ افروز ہونگی ۔ مصرعہ
طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت

پاشاہ بانیان طلسم نے بمذاق مجھ سرگشتہ و آوارہ سے فرمایا کہ فقط شراب بے لطف سے دعوت ہماری ستم ظریفی ہے کہ خود ہی شراب بھی پییں اور خود دل سے باتیں بھی کریں اور زیادہ برین چند کنیزان و مکان دار سے کہ جنکا نام بھی نہیں معلوم صحبت گرم کریں اور باختلاط بیش آئیں اپنے اوقات کو خواہ نخواہ ضائع کریں اگر زیادہ دل گھبراوے سیر چمن اور تماشاے باغ و گل و ریاحین دیکھیں اور کوئی سامان مجھکو بظاہر نظر نہیں آتا اے نزاکت پری اس قصر و باغ جنت میں اسوجہ سے اور اس نیت سے آیا تھا کہ صحبت و اختلاط سے نازنینان پری تمثال و مہر جبینان خورشید جمال کی لطف و حظ زندگی حاصل کرونگا

اور بزم عیش و عشرت گرم کرونگا اور اپنا دل بہلاؤنگا ۔ اشعار

زچشم دل بہ تماشا تمتع اندوزیم +	زجان و تن ہمہ را زبان بگردانیم
گل افگنیم و نکالے بزنگ در پاشیم	می آوریم و قدح درمیان بگردانیم
گہی بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم	گہی بہ بوسہ زبان در دہان بگردانیم
شمیم شرم بیک سو دیا ہم آویزیم	بشوخی کہ روی آخران بگردانیم

مین اسواسطے نہین آیا تھا کہ تم ناز محبوبانہ سے پیش آؤ اور مین دیوانہ وار تمھارے گرد رہون اے نازنین اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا تو ہرگز ہرگز ادھر کا رخ بھی نہ کرتا بخدا ے عزوجل میرے اس دل مشتاق و آرزومند وصال یار مین اسقدر طاقت ضبط و صبر کہان کہ اشتیاق مین مجبور و عاجز پڑا رہون نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی اے شہریار گردون وقار ہر ایک کام کا ایک قرینہ ہوتا ہے علی الخصوص ایسے امورات مین عنان صبر کو دست اختیار مین رکھنا چاہیے اور استقلال طبع ضرور ہے لہذا حضور خاطر مبارک کو جمع فرمائین اور لاغرضی اور استغنا کو کام فرمائین انشاء اللہ تعالے عنقریب انھین حجرہاے ایوان سے ماہ طلعتان خوش جمال و زہرہ جبینان حور تمثال باہر نکلا چاہتی ہین حضور خود دیکھ لینگے کہ انمین سے ہر ایک آفت جان عاشقان ہے صاحبقران اکبر نے فرمایا کہ ایک خواب مین نے دیکھا ہے یقین ہے کہ اس خواب کی تعبیر بہت جلد ظاہر ہو بلکہ ایک مرتبہ اسی قصر مین تماشاے حیرت افزا عالم واقع مین مین نے دیکھا تھا یقین ہے کہ بموجب اسی خواب کے وہ نازنینان و زہرہ جبینان شمع رخسار اس سرشاری نشہ مین اور وحشی مستی مین یہان تشریف لائین اور میری چشم مشتاق کو اپنے نور جمال خورشید مثال سے روشن و منور کرین ۔ راوی کہتا ہے کہ اس قصر عالی مین ہرچند کہ حجرے بہت وسیع و بیشمار ہین لیکن چار حجرے اس قصر کے اُن چارون نازنینون کے مکان سے اسقدر قریب واقع ہوے ہین کہ ہر ایک نازنین اپنے مکان سے بے تکلف اور بہ آسانی حجرہاے قصر مین چلی آئے بلکہ اُن واحدین چارون نازنین یعنے ملکہ درۃ البیضا اور ملکہ فصیحہ روشن سخن اور ملکہ رشک بہار وغیرہ موافق نصیحت و وصیت اپنے اپنے حجرۂ معینہ مین داخل ہوئین اور ایک ساعت تا ملاکہ صبح روشن گہر آئی تا چار یہ تینون نازنینین شیشۂ شراب رمانی لیکر حجرون سے برآمد ہوئین اور پرتو حسن و جمال سے صحن و ایوان قصر و تمام باغ روشن ہو گیا صاحبقران اکبر اسوقت حالت اندوہ و ملال معشوقان دل نواز مین سرنگون بیٹھے تھے اور فکر و تشویش مین گرفتار اور نشۂ شراب طلسم سے سرشار جھوم رہے تھے اور نزاکت پری سے ہمکلام تھے یکایک صاحبقران اکبر کے کان مین آواز پازیب کی آئی صاحبقران اکبر نے حیران ہو کر حجرہاے قصر کی طرف ملاحظہ فرمایا دیکھا پردہاے زرنگاری حجرے کے بلند ہوے اور ہر ایک حجرے سے ایک ایک نازنین از سرتا پا زیور جواہرات سے آراستہ پوشاک پر تکلف زیب جسم کیے عجب ناز و انداز سے باہر آئی اور صحن قصر مین اپنے اپنے مسند زرنگار پر بصد کرشمہ و ادا بیٹھ گئی جسوقت صاحبقران اکبر کی نگاہ

پری اور آنکھ سے آنکھ لڑی اسی وقت ہوش و حواس جاتے رہے — شعر

نظرے یار می آید بآئینے کہ می دانی	ترا دیدار از زالی کہ من از ہوش رفتم

جب ہوش و حواس بجا ہوئے اور نازنینان خورشید رخسار کو دیکھا بس یہ معلوم ہوا کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نو بہار و ملکہ ناطقہ روشن گہر بیان اپنی اپنی مسندہائے زرنگار پر جلوہ افروز ہیں شاہزادہ گردون شکوہ نے جو یہ سامان دیکھا عنان صبر دست اختیار سے چھوٹ گئی اور دل بیقرار آرزومند وصال یار مثل ماہی بے آب سینہ میں تڑپنے لگا اور حد سے زیادہ بیتاب ہوگیا اسواسطے کہ بعد مدت مدید کے محبوبان گلعذار کا نظارہ میسر آیا فوراً از فرط مسرت سے بیکایک مضطربانہ تخت رفعت سے اٹھ کھڑے ہوئے — نظم

اے دل تجو وبال کرانہ اوج طالعت	خورشید و ماہ و زہرہ بہم ہر سہ آمدند
این ہر سہ سیر و ہر سہ گل و ہر سہ ماہرو	یکجا بہ بزم دیدۂ عاشق قدم زدند

قصہ کوتاہ یہ اشعار پڑھتا ہوا پروانہ واران شمع رخسار کے قریب پہونچا ملکہ درۃ البیضا کو کہ شکل و شمائل میں ملکہ شمسہ تاجدار کے مشابہ تھی اور وہی سب نازنینوں سے چند قدم آگے تھی صاحب قران اکبر نے حالت محویت و بیہوشی میں ملکہ شمسہ تاجدار کے تصور و خیال میں بے اختیار آغوش میں اٹھالیا اور چند بوسے بھی اس لب لعل کے بار کے لیے بعد اسکے ملکہ رشک بہار کو بخیال ملکہ نو بہار گلشن افروز آغوش میں لیا اور اسی طرح ملکہ فصیحہ کو باشتباہ ملکہ ناطقہ روشن بیان سینہ سے لگایا خلاصہ یہ کہ چوری چوری ان مہ جبینان خورشید رخسار کے لب جان بخش و رخسار دلکش کے بوسے لیے نزاکت پری اسے مخاطب ہوکے فرمایا اے زن از خود رفتہ تجھے کچھ خوف خدا یا کسی کی مروت بھی ہے یا نہیں تو کس خواب غفلت میں ہے تیری ذات سے افسوس ایسی امید نہیں تھی کہ جب یہاں کچھ نہ تھا فضول باتیں کرتی تھی اور جب موقع وصل یار کا آیا خاموشی اختیار کی حیف اگر بے اعتنائی منظور رکھتی کسواسطے اصرار کرکے زبردستی خدمت ساقی گری اختیار کرائی اب وہ بادۂ ریحانی وہ ارغوانی کہاں ہے جلد لا اور اس حرف شگوار سے ایک جام لبالب مجھے بھی لا دے — شعر

ساقی خبرت نیست کہ ایام بہار است	این بے خبری مژدۂ صد بوس و کنار است

نزاکت پری نے کہا اے شہریار گردون وقار میں اسوقت نہایت حیرت و استعجاب میں دیکھ رہی ہوں ماشاء اللہ حضور اسوقت عالم سرور میں ہیں صاحب قران اکبر نے فرمایا خیر جو کچھ تمنے کہا سب تمہاری عنایات و مہربانی ہے بس اب دیر نہ کرو اور اپنے دست حنائی سے سامان مے نوشی و عشرت لاؤ اور اس مبتلائے الام کو دو ایک ساغر روح افزا پلاؤ کہ گونہ سرور و مسرت کے حاصل ہو نزاکت پری نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو یہ کنیز خاص بسر و چشم بجا لاتی اور فوراً ایک ساغر لالہ فام بھر صاحب قران اکبر کو دیا اور کہا — شعر

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنین نماند چنان نیز ہم نخواہد ماند

صاحبقران اکبر عالی شان وہ جام راحت بخش دل وجان نزاکت پری سے لیکے بلا خوف وخطر پی گئے اس شراب طلسمی سے دلولۂ شوق ایسا پیدا ہوا کہ اُس جوشِ مستی مین پہلے درۃ البیضا کو آغوش مین لیکر اختلاط مین مشغول ہو گئے اس عرصہ مین نزاکت پری نے دوسرا جام لبریز کیا اور صاحب قران اکبر کو دیا صاحب قران اکبر نے وہ جام بھی نوش فرمایا اور ایسا غلبۂ شوق ہوا کہ ملکہ فصیحہ روشن سخن و ملکہ رشک بہار کو بھی گلے سے لگا لیا اور لب و رخسار کے بوسے اسقدر لیے کہ عارض گلفام کو رشک نیلم کر دیا جب وہ عارض گلگون نیلگون ہو گئے پھر وہ دونون نازنینین پہلوے صاحب قران اکبر سے ہٹ گئین تیار ہے کے صاحب قران اکبر نے ایک ایک جام لبریز ہر ایک نازنین کو اپنے ہاتھ سے پلایا اور پھر سرگرم اختلاط ہوئے پھر وہ کبھی درۃ البیضا کو سینہ سے لگا کر لطف وصل حاصل کیا اور کبھی فصیحہ روشن سخن اور رشک بہار سے ہم آغوش ہو کے کہا کہ

نظم

سزد که فخر کند بر سپهر طالع من
که شادمان شده ام از وصال سیمبران

سه ماه سیمتن لاله روے و غنچه دهن
بباغ دهر قد هر یک است سرو روان

نمود جا بکنارم چو سرو بر لب جو
روان نگر به شادی ست آب تا دامان

قصہ کوتاہ بعد اس عیش و عشرت کے اُس شہریار عالی وقار نے اُن نازنینون سے رمز و کنایہ کی باتین شروع کین پہلے یہی ذکر آیا کہ اے معشوقان دلنواز و محبوبان سرمایۂ ناز اس صحبت عیش مین ملکہ صبح دلکشا نے تمھاری شرکت کیون نہ کی اسکا کیا سبب ہے اور تمھارے ساتھ اسکے نہ آنے کا کیا باعث ہے آخر قصر اخضر مین بھی تو تم سب ایک جا جمع تھین اور وہان کیسی کیسی صحبتین عیش و نشاط کی شب و روز رہا کرتی تھین اب نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ اُس نازنین نے تم سے کنارہ کیا اور جدا ہو گئی اور یہان صحبت مین نہ آئی یہ تو بتاؤ کہ اُسکے دشمن کچھ علیل تو نہین ہو گئے یا خدا نخواستہ آپس مین سو مزاجی ہو گئی کہ اُسنے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا آخر کیا وجہ ہے کوئی سبب ایسا ہوا ہے کہ جو یہانتک نوبت پہونچی اسکا بھید ہمکو بھی معلوم ہونا چاہیے اُس ہرزہ نگار نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ یہ چارون نازنینین سبع روشن گہر ایک دوسری کے حال سے خبر نہین رکھتین اور نہ خلیقت سے کسی کی کوئی واقف ہے فقط اب بوجہ وصیت لوح کے البتہ قصر مین پہونچکر ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوئی ہین اور یہ معلوم ہوا ہے کہ ہم چارون عورتین ایک طرح کی ہین اور ہم چارون ایک مرتبہ ضرور طلسم کشا سے ملاقات کرینگی اور حجرۂ طلسمی سے ساتھ ہی آوینگی چنانچہ اسی واسطے ان تینون نازنینون نے ملکہ صبح روشن گہر کا قصر مین انتظار کیا تھا قصہ مختصر اُن تینون نازنینون نے صاحب قران اکبر کا سوال سُنا اور جواب دیا کہ اے شہریار نامدار ہمکو کسی کے دل کا کیا حال معلوم ہے ہان البتہ ہم جانتے ہین کہ بظاہر اسباب ہم مین کسی نازنین سے کوئی ایسا امر سرزد نہین ہوا کہ جو اُنکے تکدر و ملال کا باعث ہوا ہو اور اُنکے نہ آنے کے حال سے ہمکو خبر نہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بفضل خدا صحت سے ہین ایک عرصہ ہوا ہے کہ ہم اُنکی صورت سے واقف نہین کہ بعد آنے کوئی حال نیک و بد دریافت کرتے اور نہ اُنکے یہان ہم مین سے کسیکی آمد و رفت ہے صاحب قران اکبر ان نازنینون کے جواب

سنکے یہ سمجھے کہ شاید ملکہ صبح روشن گہر کو کوئی کام ضروری ایسا لاحق ہوا ہی کہ وہ نہین آئی عجب نہین کہ وہ اپنے مکان پر ہو کہین
مہمان گئی ہو یا پردۂ قاف کو چلی گئی ہو بہر طور قصر اخضر مین نہین ہی ورنہ ضرور یہان آتی اور شریک صحبت ضرور ہوتی آخر بوجہ
بیخود ہونے کے تاثیر طلسمی سے صاحبقران اکبر نے کہا اچھا ہوا مین بھی ملکہ صبح روشن گہر کے نہ آنے سے نہایت خوش
ہوا کہ اسکے شریک صحبت ہونے سے میرا عیش تلخ ہوجاتا ملکہ صبح روشن گہر نے اسوقت مجھپر یہ بھی کمال احسان کیا کہ یہان
تشریف نہ لائین ورنہ مجھکو نہایت ہی ناگوار و شاق گذرتا اسے ملکہ اصل حال یہ ہی کہ اس سرزمین مین دوسری صبح مجھے ایسی ملی ہی
کہ مجھ سے اسکی تعریف نہین ہوسکتی اور اگر ابھی جو مین ایک کرشمہ اسکی صورت دلفریب و حسن و جمال کا حال بیان کرون تو تمہارا
مزاج درہم و برہم ہوجائے اور تمہارے مزاج کی برہمی و افسردہ خاطری میری پراگندگی ہوش و حواس کا اور تکلیف و زحمت کا
سبب ہو پھر مین ناحق اپنا لطف کیون کہودون آخر تم بھی تو اپنے حسن و جمال اور شکل و شمائل مین لاثانی و بے مثل ہو
تمہارا دنیا مین مثل و نظیر نہین ہی وہ نازنین تمہارے کف پا کی برابری نہین کرسکتی البتہ ملکہ صبح دلکشا کی صورت و سیرت سے
ہم پایہ ہی بلکہ مشابہت و مناسبت بھی رکھتی ہے بلکہ صبح دلکشا کو صفائی مین اور ملاحت وغیرہ مین انیس درجہ اور اس دوسری
صبح کو بیس درجہ تصور کرنا چاہیئے بس اتنا فرق ضرور ہی یہ گفتگو سے زائد سراسر بے لطف ہی کسواسطے کہ تمہارے خلاف ہی
ایک نوع کا از جا ملال تمہارے دل عشق منزل پر گذریگا تینون نازنین اس گفتگو سے دل خراش صاحبقران اکبر سے
دیوانہ وار خوب ہنسین اور آپس مین اشارہ بھی کرتی گئین اور صاحبقران اکبر اسی عالم بیخودی مین اس ہنسی کو بھی ایک
غمزۂ معشوقانہ سمجھے بے اختیار حالت مستی مین بار دیگر ایک نازنین سے لپٹ گئے اور غلبۂ شوق سے اسکے لب شیرین و رخسار نازنین
کے بوسے اسطرح لیے کہ زنان حاضرین کی زبان پر ذائقہ آگیا اور دیکھنے والون کے منہہ مین پانی بھر آیا پھر اسی طرح اس مدہوشی و بیخودی
مین ورقۃ البیضا کی طرف مخاطب ہوئے اور بوس و کنار کی صحبت گرم کی یہ نازنین ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار ہی اور پوچھا ای ملکۂ آفاق
دلربا میرا دل مشتاق برلے خدا سچ کہو تو اسوقت کس سبب سے خاموش بیٹھی ہی تجھکو اسطرح مثل تصویر خاموش دیکھکے میرا دل
کباب ہوا جاتا ہی بلکہ کلیجہ منھ کو آتا ہی خدا نخواستہ آئینۂ دل پر کسی طرح کا غبار ملال تو نہین آگیا ہر چند کہ مین یہ بھی جانتا ہون
کہ تم نہایت مہذب و باوقار ہو اور نہایت مستغنی المزاج بھی ہے لیکن شاید یاد ہو کہ اگلی صحبتون مین زبان گہربار سے کلمہ و
کلام کرتی تھین اور سرگرم عیش و عشرت رہا کرتی تھین اسطرح سے کبھی تمکو بیٹھے سکوت مین نہین دیکھا اور یہان کوئی شخص صحبت
بھی نہین ہی پھر ایسی شرم و حیا بیجا کسواسطے ہی خدا کے واسطے کچھ منھ سے بولو اپنی کہو اور میری سنو پہلے یہ کہو کہ تمہارا مشیر
و مربی ہادی طریق مربی و شفیق پادری ایبروس خیر و عافیت سے ہی اور مدت دراز اور عرصۂ کثیر سے کبھی اسکو روزنامچہ بزرگ
لیے بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا یا کوئی خبر تازہ بھی آپ کو معلوم ہوئی دوسرے تمہارے والد بزرگوار والا تبار ابو عامر نامدار
شاہ فردوس آج کل کس شغل مین مصروف ہین تیسرے تمہارا چچا ابو حاکم نابکار کہ وہ سرگروہ اشرار و کفار ہی اور بانی فتنہ و فساد
کا کیا حال کیا فسادات برپا کر رہا ہی اور اب کسکا طرفدار و مددگار ہی تمکو تو ضرور بوجہ سکونت قصر اخضر اخبارات تازہ و حقیقت

وکیفیت لشکر کفار کی معلوم ہوا کرتی ہوگی اُن حالات کے سُننے کا مین بھی مشتاق تھا یعنی توجہ وعنایات سے مجھے بھی سُنا دو ملکہ درۃ البیضا شاہزادہ عالیجاہ کی گفتگو وتقریر کو سنکے متحیر ہوئی اور غرق بحر فکر ہوئی کچھ جواب نہ دیا سوا اسکے کہ ملکہ نے کبھی ایسا قصہ کاہے کو سُنا تھا وہ کیا جانے ایارہ وس کون ہے اور ابوعامر و ابوحاکم کون شخص ہین متحیر ہوئی کہ یہ شاہزادہ کیا کہتا ہی خواب کی باتین کرتا ہی بلکہ مجنون سا معلوم ہوتا ہی اب مین اس مجنون کی بات کا کیا جواب دون مین کیا جانون مین نے اس طلسم سے باہر قدم نہین رکھا زمانے کے گرم و سرد کا مزا نہین چکھا اور واقعی یہ ناواقف محض کیا جانے ہان اگر ملکہ شمشہ تاجدار ہوتی تو جواب دیتی آخرکار درۃ البیضا اسی سکوت مین بیٹھی رہی اور عوض جواب کے ایک جام پر از شراب رمانی دیا صاحب قران اکبر نے اُس جام ہوش ربا کو اپنے دست حق پرست مین لیا اور یہ شعر پڑھکے نوش فرمایا۔ شعر

ما شیخ و وعظ کم شناسیم | یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ

اسی عرصہ مین ملکہ درۃ البیضا نے دوسرا جام مے رمانی لبریز کرکے پھر شاہزادہ عالیجاہ کو دیا اور کہا۔ شعر

بنوش جام مے و چہرہ ارغوانی کن | بہار آمدہ سامان شادمانی کن

بعد اسکے ملکہ حیرت زدہ دل مین کہتی تھی۔ شعر

ببینم کہ تا کردگار جہان | درین آشکارا چہ دارد نہان

صاحب قران اکبر کو اُس عالم سرور مین اُس محبوبۂ عالم یعنے درۃ البیضا کے اشعار خوب معلوم ہوے اور بہت ہی محظوظ ہوے فرمایا اے ملکۂ آفاق ہمکو اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمھارا لقب اسی وجہ سے عذب البیان قرار دیا ہی کہ تم ماشاء اللہ سے نہایت ہی شیرین بیان ہو اور فصاحت بیانی مین یکتا بلکہ شہرۂ آفاق ہو اب مین سمجھا کہ تمکو مین نے نہایت ہی نقصان پہونچایا کہ ایسی گفتگو سے بے موقع و بے محل کی تمھاری محض بیجا خراشی ہوئی اب تم مجھے معاف فرماؤ الغرض صاحب قران اکبر اسی محویت و بیخودی مین ملکۂ درۃ البیضا سے جدا ہو گیا اور ملکہ رشک بہار سے مخاطب ہوکے اُسے سینہ سے لگایا اور چند بوسے لیے اور کہا اے ملکہ تو بہار تمکو وہ بھی زمانہ یاد ہی کہ طلسم اجرام واجسام مین مجھ خستہ و پریشان آوارہ و سرگشتہ پر کیسا کیسا ظلم وستم ناحق کیا اور اس فتنۂ عشق وسودا سے محبت مین مجھ آشفتہ حال پر کس کس طرح کی آفتین نازل ہوئین اور تمنے اکثر مقامات طلسم مین کس کس تغافل شعاری کو کام فرمایا ہی اور کیسی کیسی بدسلوکی سے پیش آئی ہو یہ تمکو کاہیکو یاد ہوگا کہ تمنے میری ایذا دہی اور دل آزاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور امتحان تو کامل ہوا اور ایسا ہوا کہ کاہیکو کسی کا ہوا ہوگا مگر شکر ہے اُس پروردگار عالم کا کہ باوجود اس پریشان خاطری و مدہوشی کے ثابت قدم ہی رہا خیر وہ تو جو کچھ تھا گذر گیا اب آپ یہ فرمایئے کہ طلسم اجرام واجسام اسی طرح باقی ہی یا کوئی امر جدید اور ہوا ہی اور ہمارے استاد والا نشاد جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس الحکمت مدظلہ العالی تو

خیریت سے ہیں اور مجھکو کسقدر عرصہ ہوا جناب حکیم صاحب سے جدا ہوئے ایک مدت ہوئی کہ حکیم صاحب کی زیارت جمال باکمال سے محروم ہوں نہایت اشتیاق سعادت قدمبوسی ہوں خیر اب آپکے حال سے مطلع کرو ملکہ رشک بہار بھی مانند ملکہ درۃ البیضا شہزادے کی یہ باتیں سنکے غریق بحر حیرت ہوئی اور کمال متحیر ہوکے دل میں کہا بارآلہا

قصر الیسرین میں صاحب قران اکبر کا سیر و تماشا دیکھنا اور نازنینان چمن کے ساتھ ہمدوشی کرنا اور ہمین نازنینان ہمشکل ملکہ شمس تاجدار و ملکہ صبح رونگھ و ملکہ ناطقہ وغیرہ کا ہمراہ شاہزادہ گردون وقار کے ہونا



یہ کیا ماجرا ہے سمجھ میں نہیں آتا حکیم فسطاس الحکمت کہاں ہیں اور صحبت کیسی شاید خواب کا ذکر کرتا ہے اب میں اسکے کیا جواب دوں طلسم اجرام و اجسام کہاں ملکہ نو بہار کون اور دل اور دل آزاری کیسی میں بیچاری اس گوشہ میں بیٹھی ایسے امورات کی کیا خبر میں نے تو کبھی اپنے نام بھی نہیں سنے دیکھنا کیسا پھر اسکا جواب میں کیا دوں آخرکار اسنے ایک جام شراب ربانی سے لبریز کرکے صاحب قران اکبر کو دیا اور شہزادہ نے بلا تکلف نوش فرمایا اور یہ شعر زبان حال سے پڑھا

شعر

بنوش بادہ واز حال کس سوال مکن | کہ وقت بادہ کشی از خلائق بے خبر است

صاحب قران اکبر اس جام شراب ربانی کے نوش فرماتے ہی ایسے بیخود اور بادہ نوش رہوے کہ عقل سے بالکل خارج ہو گئے اور پھر وہی سوال کیا اور اسکے ہاتھ سے ایک اور جام شراب لیکر نوش فرمایا اب کسیقدر طبیعت عالی اور خاطر اقدس پر ان نازنینوں کا جواب نہ دینا ناگوار گذرا کہ ہم نے ان نازنینوں سے جو سوال کیا کسی نے ہماری بات کا جواب نہ دیا اور ہمارے کہنے کو خیال میں نہ لائیں ہماری باتوں کو انہوں نے محض لغو تصور کیا اور عوض میں جواب کے ایک جام مئے گلگون دے دیا اور

زیادہ یہ ہی ایک شعر پڑھ دیا مجھکو یہ نہیں معلوم کہ آخر یہ سمجھیں کیا ہیں اور اس تجاہل عارفانہ سے فائدہ ہی کیا ہی اور ان نازنینون نے بخلاف اول اب یہ غمزہ بیجا و کرشمہ بیمحل و عشوہ بیہ نہ کب سے اختیار کیا ہی کبھی ایسی نخوت و بیہ اعتنائی نہیں دیکھی نہیں معلوم ان معشوقان عاشق کش پر کیسی بلاسے ناگہانی نازل ہوئی ہی کہ دفعۃً سب کی قلب ماہیت ہوگئی اور یہ عورتین آدمیت سے خارج ہوگئین یا یہ شرارت و نفسانیت کا باعث ہی کہ ہر ایک طرح سے دل آزاری و خاطرشکنی کرتی ہین آپس مین اتفاق کرکے شیوۂ تغافل شعاری اختیار کیا ہو قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر نے اس ملال و اندوہ مین ملکہ رشک بہار کیطرف سے منہ پھیرا اور ملکہ فضیحہ روشن سخن کیطرف مخاطب ہوسے لیکن اپنی دانست مین ملکہ ناطقہ روشن بیان کی طرف توجہ فرمائی اور ہاتھ بڑھا کر ملکہ کو گود مین اپنی بٹھالیا اور بیتابانہ لب و رخسار کے بوسے لیے اور پھر چین بجبین ہوکے فرمایا اے ملکہ ناطقہ روشن بیان یہ نہایت تعجب کا مقام ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم مجھی کو شراب پلاکے بیٹھی جاتی ہو اور مانند تصویر خاموش سکوت مین بیٹھی رہتی ہو اور یہ لطف یہ ہی کہ نہ اپنی کہو اور نہ کسی کی سنو اور کیا قیامت ہی کہ تم میری بات کا بھی اصلا جواب نہین دیتین اس سبب سے مین غریق بحر حیرت ہون لتعجب ہی کہ اسطرح کی کم خلقی و بے اعتنائی کیون کرتی ہو مجھے صدمۂ عظیم ہوتا ہی کیا میری بات کا جواب دینا منع ہی اے ملکہ تم سچ کہو تمھارے جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہی اور تم اسقدر چپ کیون ہو اس تمھاری خاموشی نے تم سے مجھکو نا امید کردیا ہی اگر تم جواب باصواب نہ دوگی رفع تردد نہوگا اول یہ بتاؤ کہ تمھاری ہمجلیس آوارہ خاتون کہان ہی اور کیسی ہی اور غمزۂ شیرین بیان کا کیا حال ہی وہ تو بڑی شوخ و تندمزاج اور بڑی دمساز و محرم راز تھی ایکدم تمسے جدا نہ ہوتی تھی سایہ وار ہر وقت تمھارے ہمراہ رہا کرتی تھی اب کیا ایسا غضب ہوگیا کہ ایسی رفیق و غمگسار تم سے جدا ہوگئی جسکا جدا ہونا وہم و گمان مین نہین آتا نہین معلوم وہ کس کام مین مشغول ہی کہ ایسی صحبت ۔۔ مین نہین آسکتی فضیحہ روشن سخن نے یہ جو سنا وہ بھی حیران ہوئی اور مثل وردۃ البیضا اور رشک بہار کے یہ بھی سکوت مین بیٹھکے چپ ہو رہی اور حیرت کے عالم مین صاحب قران اکبر کی صورت تادیر دیکھا کی اور کچھ جواب نہ دے سکی پھر اسی طرح ایک جام شراب ہوش ربا شہزادے کو دیا اور کہا - اشعار

ای بادشاہ بخت جوان بادہ نوش کن	پیر فلک مطیع تو اقبال شد غلام
لیکن زحال ہیچکس از ما مکن سوال	این بزم خاص بادہ بود نہ بذکر عام

صاحب قران اکبر نے بمجبوری تمام جام ہوش ربا کا جام اس ماہ جبین و گل اندام کے ہاتھ سے لیکر نوش فرمایا اور کہا بارالہا یہ کیا معاملہ ہی کہ ہر دم ایک نیا معاملہ پیش آتا ہی یہ خواتین جواب مطلق نہین دیتی ہین بات نہین کرتین عجب بات ہی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مجھکو ان نازنینون کی وضع اور قول سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ نازنینین آپس مین اتفاق کرکے یہان آئی ہین ایک حرف زبان سے نہ نکالینگی اور بصورت تصویر سکوت مین بیٹھی رہینگی اور مجھکو آئینہ دار حیران کرینگی یہ امر خالی از علت نہین قصہ کوتاہ شاہزادہ عالی جاہ اسی فکر و تشویش مین بار دگر وردۃ البیضا کی طرف متوجہ ہوا اور وردۃ البیضا

فوراً جام شراب ہوش ربا لبریز کیا شاہزادہ والا جاہ وہ جام درۃ البیضا کے ہاتھ سے لیکر نوش فرما گئے اور بجائے گزک چند بوسے لب و رخسار کے لیے اور اسی حالت میں ملکہ درۃ البیضا کے کان میں کہا اے ملکہ عالم تمہارے اس اخلاق و محبت سے نہایت بعید ہے کہ تم میری بات کا جواب نہ دو اور چپکی بیٹھی رہو اگر ہمکو جواب دینا شاق ہے یہی کہدو کہ ہم نہیں چاہتے یا ہمسے اس وقت نہ پوچھو ہمارا مزاج درست نہیں ہے آخر کچھ جواب تو دو۔

شعر

تو از تمکین من از حیرت نہ آگاہ نہ تقریرے	بدان ماند کہ ہم بزم ست تصویرے بتصویرے

جب درۃ البیضا نے شہزادے کا حال دگرگون دیکھا دل میں کہا اب سخت مشکل درپیش ہے اگر میں حال اپنا واقعی بیان کر دیتی ہون راز افشا ہوا جاتا ہے مبادا اور کسی طرح کی آفت برپا ہو جائے پھر اسکا علاج غیر ممکن ہوگا لوح بیضا کا بھی یہی حکم ہے کہ طلسم کشا کی صحبت میں جہانتک ہو صبر کرنا چاہیے بجز سکوت کے اور کوئی علاج نہیں اور جب مجبور زیادہ ہون اور دیکھون کہ اب بدون جواب کے چارہ نہیں اور شاہزادہ مجبور کرے ناچار جواب دینا پڑیگا اور طرفہ یہ کہ جو حال کہون وہ بجز سچ کے ایک شمہ جھوٹ نہ کہون اور یہ بھی صحیح ہے کہ بعد تین جام شراب طلسمی کے ہر ایک نازنین کو اپنا حال مجبوری صاحب قران اکبر سے بیان کرنے کا اختیار ہے پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ اسکے حق میں وہ بیان کرنا نہایت مفید و بہتر ہوگا ای درۃ البیضا یہ بھی مقدمہ کسقدر سخت و دشوار پیش آیا ہے کہ ابھی صاحب قران اکبر گردون وقار نے کل دو ہی جام شراب ہوش ربا نوش فرمائے ہین ہنوز تیسرے جام کی نوبت نہیں آئی ہے اور اصرار شاہزادے کا بڑھتا جاتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ جواب دو اب میں حیران ہون۔ گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل اگر جواب نہیں دیتی ہون صاحب قران اکبر کی آزردگی کا خیال ہے اگر حال واقعی بیان کرون لوح کے خلاف ہوتا ہے سخت حیران ہون کیا کرون ناچار بحالت انتشار درۃ البیضا نے کان میں صاحب قران اکبر کے کہا اے شہریار گردون وقار اصل حال اس کنیز کا یہ ہے کہ میں ملک تقشین آہن پوش کی دختر بداختر ہون اور درۃ البیضا میرا نام ہے حسن اتفاق سے میری ولادت اسی سرزمین طلسم میں بحکمت حکماے عالی منزلت بانیان طلسم ہوئی ہے اور میں مشابہ صورت و شکل ملکہ شمسۂ تاجدار کے ہون اور بخداوند ذو الجلال والاکرام میں ہرگز ملکہ شمسۂ تاجدار نہیں ہون بلکہ اسقدر قدرت و مجال بھی نہیں رکھتی کہ اس ملکۂ آفاق کی کنیزون سے بھی ہمسری کر سکون ہان اگر اس ملکۂ تاجدار دولت مدار کی کنیزون میں داخل ہون تو جائے فخر و مباہات ہے علاوہ اسکے بانیان طلسم نے روز ولادت سے زائچہ کر کے طالع میرا دیکھا اور نام شمسۂ تاجدار کی کنیزان خدمتی میں لکھ دیا میں کسی طرح خاتون اصلی نہیں ہو سکتی۔ الغرض جب صاحب قران اکبر نے درۃ البیضا کی زبان سے یہ سنا درۃ البیضا کو از سر تا پا بنظر شہریاری ملاحظہ فرمایا لیکن شہریار عالی وقار نے چونکہ شراب طلسمی کے دو جام نوش فرمائے تھے اسکی تاثیر شہزادہ کے دماغ میں کام کر گئی تھی اسوجہ سے مطلق نیک و بد میں تمیز نہ کر سکتے تھے اس سرشاری شراب طلسمی میں درۃ البیضا کی شکل ہمشیہ شمسۂ تاجدار کی معلوم ہوئی آخر دست خواہش سے اپنی طرف کھینچا اور بے اختیار لب و رخسار کے بوسے لیے اور کہا اے جان جہان و سرمایۂ آرام جان

یہ تو بتا کہ ملکہ شمسہ تاجدار میں کیا ہی کہ تم میں نہیں ہے تم بھی ملکہ شمسہ تاجدار سے کسی طرح کم نہیں اتنا فرق ضرور ہے کہ وہ صاحب قران اعظم سلطان المعظم خورشید تاج بخش کی اولاد خاص سے ہی اور بانیان طلسم نے اس کائنات طلسم کی تمام دولت و متاع اُسکے جہیز کے لیے امانت رکھی ہے اس امر میں البتہ ملکہ شمسہ تاجدار ممتاز ہی یہ حصہ فقط اُسی کا ہے اور سب سے زیادہ ہی اگر سچ پوچھو تو اس عزو وقار عارضی میں ایک بہت بڑی شق ہی یعنے موافق مقدرات ازلی اس دولت وحشمت کا فاتح طلسم شریک ہی فاتح طلسم نے ہزار جانکاہی و محنت و مشقت شاقہ طلسم و مراحل طلسم کو فتح کر کے تمام مال و اسباب نفیسہ طلسم پر قبضہ کیا اور تحت و تصرف میں لایا کل کائنات طلسم مع دولت و مال حق اسی کا ہی اور پریزاد و دیوزاد کا بھی مالک و مختار ہی یہ سب کنیز و غلام اُسکے ہیں اگرچہ اُسکا جی چاہے متصرف ہو قطع نظر اسکے ملکہ شمسہ تاجدار باعتبار عالی نسبی البتہ بالاتر ہے تم بھی حسن و جمال و ادا سے دلربائی میں ہر طرح سے شمسہ تاجدار پر ترجیح رکھتی ہو اور واقعی امر یہ ہی کہ میری نظر میں اسوقت سب سے ہزار درجہ بہتر و برتر ہو ملکہ شمسہ تاجدار کیا چیز اور کس شمار میں ہیں لیلی را بچشم مجنون باید دید۔ اب تم اصلی ہو یا نقلی اس بحث سے مجھے کیا حاصل ہی شعر

صفائے عارضت را او ندارد	زمشکین سنبل تو بو ندارد

قصہ کوتاہ درۃ البیضا۔ صاحب قران اکبر عالی قدر کے التفات و خود رفتگی سے نہایت خوفناک ہوئی اور ہر ایک عضو میں لرزہ پیدا ہو گیا زیادہ تر خوف کی یہ بات تھی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے مزاج سے بخوبی واقف تھی کہ وہ نہایت تنک مزاج ہی ادنی سی بات میں بہت جلد بگڑ جاتی ہے سمجھی کہ مبادا ملکہ شمسہ تاجدار کے گوش زد ہو جائے کہ شہزادہ یہاں عیش کرتا ہی تو ناحق اُنکے ملال خاطر سے مجھے بھی ندامت اور انفعال حاصل ہو بالآخر صاحب قران اکبر سے کہا اے شہریار جو امر ہو صاف صاف اس کنیز سے ارشاد فرماویں تاکہ یہ خادمہ خاص بدل و جان بجالاوے اور جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب درست اور بجا ہی لیکن یہ کنیز تو کسی طرح لائق تعریف نہیں ہی محض یہ حضور کی پرورش اور حسن ظن ہی جو حضور ایسا کلمہ ارشاد فرماتے ہیں حضور اپنی تعریف فرماتے ہیں اور علاوہ اسکے میں اپنی خاتون عالی منزلت سے ہمسری کی لیاقت نہیں رکھتی میری کیا مجال بلکہ اُنکی کنیزی بھی میرے واسطے باعث فخر ہی اور علاوہ اسکے جب کاتبان تقدیر نے میرے دفتر اعمال میں لفظ کنیزی کو رقم کر دیا تو پھر کہیں مٹ سکتا ہی بہر حال میں کنیز ہوں اور وہ ملکہ خاتون میری ہے مصرعہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

الغرض صاحب قران اکبر نے اسی حالت بیخودی و محویت میں فرمایا۔ اے راحت جان مضطربان و مشتاقان اصل حال تو یہ ہے کہ شعر

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

یہ قیل و قال عبث ہی اب مجھ میں تاب ضبط نہیں ہے

نظم

بیا ساقی اے زندگی بخش جان — بیا اے سرور دل دوستان
بدہ زان مے لالہ گون در نشاط — بگردون بر آرم سر انبساط
کہ در پیش دارم یکے داستان — ز ہر سطر چون شمع روشن بیان
عجب داستانے مسرت فزاے — دل افروز جان بخش و خاطر کشاے
کہ سرگشتگان بیابان عشق — ز خود رفتہ جمع پریشان عشق
بفضل الٰہی رسیس از درے — کہ نے صبر شان ماندہ نے طاقتے
بوصل نگاران خود میرسند — کہ یاران بیاران خود میرسند

استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ ملکہ شمسہ تاجدار بیچاری کیا اور ہم کیا تمھارے حسن سے اسکو کیا نسبت ہان اے ملکہ عالم اب بتاؤ کہ تم دونون وصل کون ہو درۃ البیضا نے کہا سبحان اللہ آپ نہ شد دو شد پہلے تمنے نہایت اصرار کرکے تمام حال مجھ سے دریافت فرمایا اب اورون کی کیفیت مجھی سے پوچھا چاہتی ہو آپ نے مجھے دلالہ بنایا ہی مین ہر ایک کی داستان بشرح بیان کرون جسکا جو معاملہ ہو اسی سے مفصل کیون نہ دریافت فرمائین کہ ناحق مین اپنا دماغ پریشان کرون اور ہر ایک کا افشاے راز کرون کیا اور کسی کے منھ مین زبان نہین ہے یا وہ خدانخواستہ بہرے گونگے ہین وہ خود اپنا قصہ اپنی زبان سے جسطرح سے مناسب ہوگا بیان کرینگی جب درۃ البیضا یہ جواب شہزادے کو دے چکی بہانہ حوائج ضروری اس مقام سے اٹھ گئی واضح ہو کہ یہ جملہ ملکہ درۃ البیضا نے جو بیان کیا اور ان دونون کے حال سے صاحب قران اکبر کو آگاہ نہ کیا یہ بھی کتاب وصیت نامہ مین داخل تھا بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ جہانتک ہوسکے بجز سکوت کے کوئی حال بیان نہ کرنا اور سواے لوح وصیت نامہ کے اور چند کاغذ بھی ایسے تھے کہ جن مین کل حال بہ تصریح لکھا تھا کہ نازنینان طلسم ملکہ شمسہ تاجدار بنت ابو عامر فرہ روسی کی کنیزین ہین اور نکاح مین صاحب قران اکبر کے ممکن نہین کہ آسکین بلکہ ہمبستر بھی صاحبقران اکبر کے نہین ہوسکتین ہان خود ہی ملکہ شمسہ تاجدار اجازت دین تو ممکن ہو کہ صاحب قران اکبر کے تصرف مین آوین اسی واسطے یہ شراب عجیب و غریب ایجاد کی گئی ہے اور خاص ان نازنینون کے حوالہ کی گئی ہے کہ اسکی خاصیت سے شاہزادہ عالیجاہ زوج ملکہ شمسہ تاجدار قصر الشہرین مین ان نازنینون پر عاشق و مفتون ہو جاوے اب اگر انکا طالع زبردست ہی تو صاحبقران اکبر انکے حسن صورت و لفریب پر آشفتہ و فریفتہ ہو جائیگا اور خود بخواہش نفس ہر ایک نازنین کے ہاتھ سے وہ جام شراب عجیب الصفات نوش فرمائیگا اور جو امر شدنی ہے وہ ضرور پیش آئیگا لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ بہر صورت انکی محبت کا غلبہ اور سوداے عشق ان خواتین اصلی کی محبت سے کہین زیادہ تر صاحبقران اکبر کے دل پر ہوگا رہا امر کنیزی یہ تو نوشتہ تقدیری ہے جو ہوگا ہو

شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو — سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

یہ امر کسی طرح بدل نہیں ہو سکتا جملہ ساکنان طلسم ادنی و اعلی اُس ملکۂ آفاق کی کنیزی اور غلامی کو باعث عزت جانتے ہیں قصہ مختصر ملکۂ درۃ البیضا نے جس وقت اس کاغذ کو بچشم خود دیکھا اور عبارت کو بخوبی پڑھا ان سب امور کو خیال کر کے نہایت افسوس کناں اور خائف ہوئی کہ ایسا نہ ہو ملکۂ شمسہ تاجدار کو کسی طرح کا خیال و ملال ہو لہذا صاحب قران اکبر کے پہلو سے اٹھ گئی اور بعد جانے ملکہ درۃ البیضا کے صاحب قران اکبر نے اسی حالت سرور میں دوبارہ رشک بہار کو جو بصورت ملکۂ نوبہار تھی سینہ سے لگا لیا اور لب جان بخش کے بوسے لیے ادھر رشک بہار نے بھی بہ تیز دستی شہریار گردون وقار کو ایک جام دیا اور اُس شہریار نے بھی بلا خوف و اصرار نوش فرمایا اور پھر دوسرا جام بھی فوراً دیا یہ عالی وقار وہ بھی نوش فرما گئے تاثیر طلسمی نے غلبہ کیا صاحب قران اکبر کو بدستور رشک بہار کی محبت پیدا ہو گئی اور غلبہ محبت کے ساتھ ہی خواہش کے توسن نے سرکشی شروع کی حالت بیخودی میں رشک بہار کو بغل میں دبا لیا وہ نازنین بھی بے اختیار ہو کر زانو پر لیٹ گئی پھر تو صاحبقران اکبر کو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی ہمہ تن بوس و کنار میں مشغول ہو گئے تا اینکہ دست گستاخ کمر تک پہونچے تھے کہ ملکہ رشک بہار احتیاطاً علیحدہ ہو گئی اور کہا کیا حضور مجھے ملکۂ شمسہ تاجدار سے شرمندہ کریں گے مجھے ایسی ذلت اپنی گوارا نہیں ہو اس پر صاحب قران اکبر نے اُسے سینہ سے لگا لیا اور کہا اے نازنین و آرام دل حزین یہ تمہاری جفا کاری و ستم شعاری تھی کہاں ہر ایک بات کی انتہا ہے ہر چند کہ میں تمہاری تند خوئی سے بخوبی آگاہ ہوں لیکن یہ تنک مزاجی کبھی آج کے پہلے نہیں دیکھنے میں آئی تھی جو آج دیکھتا ہوں اسکے ملکہ عالم پر حیف انصاف کی کہ ہم تو کلام کرتے ہیں اور تم جواب نہیں دیتیں ہاں جام شراب پے در پے دیتی ہو لو وہ اور کوئی شعر حسب حال پڑھ کے سناؤ اس بے التفاتی و دل آزاری سے تم کو کیا حاصل ہوتا ہے عوض محبت و الفت کا تمہارے یہاں یہی ہے کہ ہم تو کس منت سے کہتے ہیں اور تم جواب نہیں دیتیں آخر رشک بہار کو جب کوئی عذر مفر کی نہ دکھلائی دی اور کچھ بن نہ آیا ناچار اس کلام کو شہزادہ عالیجاہ سے کہنے لگی کہ اے شہریار گردون وقار مجھے قسم ہے اس خالق اکبر کی حضور کا ارشاد میں ہرگز نہ سمجھی اور نہ میرے فہم ناقص میں کچھ آیا اس بیان کا ماحصل کیا ہے میں ملکہ نوبہار کو نہیں جانتی اُسکی صورت سے بھی نہیں واقف ملکہ نوبہار کہاں اور میں کہاں میں بیچاری خانہ نشین ناچیز بہ ترین زمانہ کنیز ملکۂ عالیہ شاہی اور تحقیق جانتی ہوں کہ آپ فاتح طلسم ہیں اور زوج ملکۂ شمسہ تاجدار ہیں اور میں تو اُس ملکۂ عالم کی کنیز خاص ہوں کیونکہ وہ سلطان البیضا صاحب قران اعظم کی فرزند ارجمند طلسم بیضا کی مالک و والی ہے علاوہ اسکے اور کسی امر سے میں واقف و آگاہ نہیں ہوں کیونکہ میں اس طلسم سے باہر نہ کہیں گئی ہوں اور نہ کسی سے ملتی ہوں اور واللہ باللہ اس خاکسار کا ایک ذرہ حسن جو تازہ داخل حلقہ غلامی میں ہوا ہے یہ ارشاد حضور تصور فرما دیں کہ اس خادمہ عاصی کو لوگ رشک بہار کہتے ہیں ملکہ نوبہار کو حضور نے اور کسی چمنستان بہار افزا میں ملاحظہ فرمایا ہوگا یا اس سرو چمن حسن و خوبی کو کسی لالہ زار میں دیکھا ہو میں تو ایک گلستان ہمیشہ بہار کی رہنے والی ہوں میں دل آزاری و دلداری سے آگاہ نہیں ہوں مگر حضور یہ فرما دیں کہ خواب میں ہیں یا بیدار جو ایسی بہکی بہکی باتیں اور سخنان بے اصل ارشاد فرماتے ہیں اس کنیز کی

گستاخی معاف فرمائی جاوے میں نے اسوقت کلمات بے ادبانہ حضور کی خدمت میں عرض کیے صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ملکہ شکر ہے خداوند قادر حقیقی کا کہ خیر تمنے اپنی زبان سے یہ تو کہا ہمکو اسی قدر تمھارا بولنا غنیمت ہے کہ تم نے جواب تو دیا اب تم بہرکیف کوئی ہو اس صحبت عشرت منزل میں تمسا دوسرا نہیں دیکھتا علاوہ اسکے جسوقت تمکو بنظر خریداری دیکھتا ہوں تو ناز و ادا و جمال و حسن میں ہزار درجہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے بہتر و برتر معلوم ہوتی ہو اور میں جسقدر نوبہار گلشن افروز کو چاہتا تھا اس سے زیادہ تر تمکو چاہتا ہوں اگرچہ تم ملکہ نوبہار گلشن افروز درحقیقت نہیں ہو لیکن میں تمکو نوبہار سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور واقعی امر یہی ہے کہ اگر اس محفل عشرت منزل و بزم عیش و نشاط میں ملکہ نوبہار اصلی بھی اسجگہ موجود ہوتی تو تمھارے پرتو حسن و جمال عالم افروز و صورت دل سوز کے روبرو کنیز تصور کیجاتی مگر آفرین اس صنعت و حکمت حکماے عالی منزلت پر کہ بزور علم ایسا طلسم بنایا اور تمکو اس شکل و شمائل سے تیار کیا نوبہار ثانی کیا بلکہ بالکل نوبہار ہی کردیا اے ملکہ میں اب تمھارے بیان کرنے سے اس کیفیت و حقیقت حال سے مطلع ہوا اصل امر یہ ہے کہ اگر اور کوئی کہتا تو ہرگز یقین نہ آتا اور جو تم بھی بقسم شدید نہ بیان کرتیں تو میں جانتا کہ خوش طبعی ہے اور ملکہ نوبہار گلشن افروز ہی ہیں مجھے بہکاتی ہیں القصہ رشک بہار بھی پہلوے صاحب قران اکبر سے جدا ہو کر اٹھ گئی اور شاہزادہ عالی مقام کو نہایت رنج ہوا اور کہا —

شعر

اٹھتے ہی یار کے ہوئی کسقدر بیکلی	کیا گیا کہ ہمنشین تھا ہمین صبر و قرار بھی

اور اسی مکدری و بیخودی میں فصیحہ روشن سخن کے پاس آئے اور آتے ہی لپٹ کے لب جان بخش اور رخسارۂ انور کے بوسے لیے اور کہا اے ملکہ کشور حسن و جمال مجھے خوب یاد ہے کہ شاید تمکو میں نے مرحلۂ دوم میں کہیں دیکھا ہے فصیحہ روشن سخن نے کہا اے شہریار فلک وقار میں تو اول ہی عرض کر چکی ہوں کہ میں ملکہ شمسہ تاجدار اور اسکے شوہر عالی گوہر کی کنیز ہوں اور مجھے فصیحہ روشن سخن بنت ملک افلاک مینائی نام سے مشہور کرتے ہیں اور شاید جسطرح سے آپ ارشاد فرماتے ہیں حسب اتفاق میری پیدایش اسی نہج پر واقع ہوئی ہو کہ میں کسی دوسری صورت سے مشابہ پیدا ہوئی ہوں کسلیے کہ اکثر معاملات عالم کائنات ممکنات میں واقع ہو جاتے ہیں ورنہ میں اصل میں ناطقہ روشن بیان نہیں ہوں اور آج تک سواے حضور کی زبان کے اور کسی سے کبھی یہ نام بھی نہیں سنا دیکھنا کیسا میں کیا جانوں کہ اس نام کے لوگ کس شہر میں رہتے ہیں مجھے بھی سنکے حیرت ہوئی کہ ایسے نام بھی دنیا میں ہوتے ہیں صاحب قران اکبر نے فصیحہ کی گفتگو کو خوب بنظر غور سنا ہرچند کہ شاہزادہ بھی اسوقت تک اسی حالت بیخودی میں تھا لیکن فصیحہ کا یہ بیان سنکے سمجھ گئے کہ یہ تینوں عورتیں اصلی نہیں ہیں طلسم کا ایک یہ بھی شعبدہ ہے جو حکماے عالی منزلت نے بزور علم نیرنجات ایجاد کیا ہے بانیان طلسم چونکہ کامل الفن تھے اپنی صنعت و قابلیت ظاہر فرمائی علی الخصوص جناب فیضمآب حکیم استقلیوس الٰہی کے علم و دانش پر ہزار ہزار آفرین ہے کہ اسقدر اپنے کمال کو زینت و رونق دی خالق کون و مکان کی قدرت

کاملہ ہی کہ اُسنے ایک ایک ایسے بزرگ صاحب عقل و فہم پیدا کیے ہیں کہ اُنکو وہ قدرت و طاقت مرحمت فرمائی ہی کہ مجاز کو حقیقت کر دکھائیں اور بجائے خود کہا ہی معز الدین تمکو کیا کام ان قصون سے یہ نازنین اصلی ہون یا نقلی تمہین اس سے کیا بحث تمہارے دل کو جو مرغوب ہی اُسکو اپنا معشوق جانو اور اس عشرت کو غنیمت جانو اگر وہی خواتین اصلی ہوتین تو کیا ہین کیا یہی شاخ زعفران ہی جو انمین نہین ہے ہر طور و ہر صورت میرے نزدیک یہ نازنینان پری تمثال اُنسے ہزار درجہ اسوقت بہتر و خوشتر ہین بلکہ اب اس زمانہ اور وقت مین تو یہ اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتین اسوقت تو صورت مین مشابہ اُنکے ہین اگر ہماری لڑکیان اور معشوقہ و محبوبہ بھی آجائین اور یہ بالفرض ان نازنینون کی کنیزین بھی ہوئین تو وہ بھی متعجب ہو جائینگی کہ یہ تو گویا وہی ہین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر مست ہو طلسم اسی خیالات مین ہر ایک نازنین و زہرہ جبین کی صحبت اور اختلاط و بوس و کنار مین سرگرم و مشغول ہوگئے اور پھر وہی شراب طلسمی کے جام چلنے لگے اور صحبت شراب و کباب گرم ہوئی اور پھر ہر ایک نازنین سے ملکہ صبح روشن گہر کا احوال پوچھا اسواسطے کہ ایک مدت دراز سے صاحب قران اکبر کا دل عشق منزل ملکہ روشن گہر کے دام محبت مین گرفتار رہتا تھا چنانچہ اسوقت بھی ملکہ روشن گہر کی الفت و محبت مین مبتلا تھے غرضکہ اُن نازنینان پری چہرہ سے حال ملکہ روشن گہر کا دریافت کیا اُن سب نے باتفاق عرض کیا ای شہر یار نامدار ہم اسیقدر جانتے ہین کہ ملکہ روشن گہر ضرور یہان آئینگی لیکن وجہ تاخیر ہمکو نہین معلوم واللہ اعلم کیا باعث ہوا کہ اسقدر دیر ہوئی اور وہ کس کام مین ہین کہ جو اُنھین ابھی تک اس کار ضروری سے فرصت حاصل نہین ہوئی ورنہ اب تک ضرور آتین

اب راوی رنگین بیان اس داستان سحر نشان کو موقوف رکھتا ہی یعنی صاحب قران اکبر کو اس صحبت عشرت مین مشغول رکھکے کچھ حال حکیم عالی منزلت والا مرتبت یعنی حکیم قسطاس حکمت آب ادام اللہ برکاتہ کا معرض بیان مین لاتا ہی

ساقی نامہ

پلا مجھکو ساقی شراب طہور
یہی تو زمانے کی سوغات ہی
سخن کے ہین طالب جو ہین عقلمند
اب اُنکا فسانہ ہی جون نقل خواب
سخن کا اگر گرم بازار ہے

کہ مفتوح ہو جس سے باب سرور
سوا اسکے دنیا مین ہی اک سخن
سخنور کا ہوتا ہے رتبہ بلند
سخن کا صلہ کوئی دیتا ہے کب
سخن سنج اسکا خریدار ہے
الٰہی رہین قدردان سخن

اسی کی مجھے فکر دن رات ہے
کہ ہون جس سے خوش سارے اہل زمن
کہان رستم کرد و افراسیاب
جدا ہر کوئی مول لیتا ہے کب
رہے جبتلک داستان سخن

محرران افسانہ حیرت افزا و راویان روایت غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہیں کہ حکیم عالی منزلت و والا مرتبت یعنے حکیم قسطاس الحکمت پہلے اس سے کہ صاحب قران اکبر ان مراحل سہ گانہ طلسم ہفتا میں تشریف لائیں بعد فراغ اکل و شرب کے یاد الٰہی میں مشغول ہوے اور اسی حالت میں آرام فرمایا عالم واقعہ میں جناب حکیم ارسطو کی دیدار جمال باکمال سے مشرف ہوے اس جناب کو نہایت درجہ مضطرب الحال دیکھا فرمایا اے فرزند ارجمند واے لخت جگر قسطاس تو ایسا بیخبر پنبہ بگوش بیٹھا ہے کہ تجھکو اپنے حال و مآل کی مطلق خبر نہیں دیکھتا ہے کہ زمانہ کا کیا رنگ ہے اب بھی خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہو اور خرابی کار و بار کی جلد تر خبر لے۔ بیت

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

یعنے حکیم اسقلینوس اور حکیم بزرگ دانش دونوں یگانہ آفاق اپنے مطالب و مقصود سے کامیاب ہو گئے اور بازی لیگئے اور تو معطل رہگیا افسوس تجھکو ذرا خبر نہیں ایسا بیخبر ہو گیا حکیم قسطاس اس کلام سے اس جناب کے دم بخود ہو گیا بعد تنبیہ اس مخزن اسرار ربانی نے حکیم قسطاس کی طرف مخاطب ہو کے تمام کیفیت و حقیقت طلسم ہفتا اور حکما سے با دانش و فرہنگ کے تدابیر نیرنجات کو مفصل و مشرح اسطرح بیان فرمایا کہ کما حقہ حالی ہو گیا اور نہایت تسکین دیکر یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ ان حکما سے با فطرت کا عمل حکمت صبح روشن گوہر کے معاملہ میں ابھی بخوبی تکمیل کو نہیں پہونچا ہے مثل ایک شاہد رسا کے ہے اگر اسکا تدارک تعجیل نہ کیا جائیگا اور تساہل ہوگا تو وہ بھی حد کمال کو پہونچ جائیگا پھر استحکام قرار واقعی ہو جائیگا اور مشکل سخت پیش آئیگی اور یہ کام درست ہو گئے ہیں سب خراب و ابتر ہو جائینگے پھر خرابی اسکی نہ جائیگی اور یہ خواتین عالی منزلت والا مرتبت یعنے ملکہ نوبہار اور ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ فاطمہ روشن بیان و ملکہ صبح و اکثر اپنے حقوق وغیرہ سے محروم رہجائینگی اور پھر کوئی تدبیر وغیرہ بن نہ آئیگی اور کوئی تجویز کارگر نہ ہوگی اے قسطاس اب تمہارا اسطرح پنبہ بگوش بیخبر بیٹھنا اچھا نہیں ہو ایسے وقت میں یہ قرین مصلحت ہے کہ تم قریہ فردوس اور جبل اعلے میں پہونچکر شاہنشاہ خورشید کی اختتام کو پہونچا چاہتا ہے تمام ہونے پائے اور شاہزادہ معز الدین نے طلسم ہفتا کو تمام و کمال پامال کر دیا ہے اور فتح کر لیا ہے اب فقط ایک ہنگامہ جشن کتخدائی معز الدین اور انکے رفقا کا نہیں ہوا ہے ابھی وہ باقی ہے اس جشن میں تمہارا شریک ہونا بھی ضرور بلکہ واجب ہے علاوہ اسکے بعض امورات ضروری کہ جو مناسب اور قرین مصلحت تھے وہ بھی اپنے شاگرد رشید قسطاس الحکمت کو سمجھا دیے چنانچہ حکیم عالی وقار بھی حسب ہدایت اپنے استاد والا نژاد کے ان امورات ضروری کے انصرام و انتظام میں ہمہ تن مصروف ہوے محنت و ریاضت پر کمر ہمت کو چست کیا اور کوشش و سعی پر مستعد و تیار ہوے اور بزور حکمت ایک نسخہ شراب ربانی کا ایسا مرتب کیا اور ایسی ترکیب سے تیار کیا کہ شراب ربانی کا اثر طلسمی اور ارشاد مرور ساختہ حکیم اسقلینوس ایسا خوب ہوگا کہ اسکا استعمال سے صاحب استعمال کیسا ہی مست و مدہوش ہوا اور بیخود ہو جائے تو بیخودی اسکی اور بیہوشی رفع دفع ہو جائے اور پھر کسی طرح سے وہ اثر طلسم پایا نہ جائیگا اور مزاج کا حال صلیت پر

آجائیگا حکیم قسطاس الحکمت نے جبکہ وہ نسخہ درست و تیار کر لیا ملکہ نوبہار گلشن افروز کو شہر فرشیہ سے بلایا اور ملکہ طلعت روشن بیان سے بھی کہلا بھیجا کہ بمجرد پہونچنے ہمارے پیغام کے ہمارے پاس چلی آؤ ایک آن توقف نکرو جب یہ دونو نازنینان عالی شان خدمت میں جناب حکیم صاحب کی حاضر ہوئیں حکیم صاحب اُن دونوں خواتین کو تخت رواں پر بٹھا کر اپنے ساتھ لیگئے اور قصر اخضر میں داخل ہوئے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ملاقات کی اور اس تمام و کمال کیفیت و واقعات سے مطلع کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار کو مع خلدانہ و بہمن بانو و بعض کنیزان خاص کے جو کہ محرم راز ملکہ کی تھیں ساتھ لیے ہوئے جانب صاحب قران اکبر طلسم بیضا روانہ ہوئے

اب راوی ان خواتین کو طلسم بیضا کی طرف رواں رکھتا ہے اور بار دیگر اشہب کلک تیز گام کو میدان حال شاہزادۂ عالی شان بلند مکان کی جانب منعطف کرتا ہے

راویان اخبار تمکین و ناقلان آثار نو آئین اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہیں کہ شاہزادۂ نامور یعنی صاحبقران اکبر عالی قدر وقت چاشت سے ظہر تک اُنھیں تینوں نازنینوں کی صحبت اختلاط و عیش و نشاط میں مشغول رہتے ہیں اور جس وقت گرسنگی غلبہ کرتی ہے تو کچھ میوہ نوش فرماتے ہیں اور بعد فراغ اکل و شرب بستر خواب پر استراحت فرماتے ہیں جسوقت شاہزادۂ عالیجاہ خوابگاہ میں رونق افروز ہوتے ہیں یہ تینوں نازنینیں بھی اپنی اپنی خوابگاہ میں چلی جاتی ہیں چنانچہ اُس روز بھی اُسی طرح بعد آرام فرمانے صاحب قران اکبر عالی جاہ کے ہر ایک نازنین اپنے بستر خواب پر جا کے سو گئی ہر ایک نازنین نے عالم خواب میں ایک آواز غیبی سُنی کہ گویا کوئی شخص نہایت تاکید و تہدید سے ہدایت کرتا ہے کہ اے فلان بنت فلان خبردار آگاہ ہو جاؤ کہ تمھاری خاتون معظمہ و مکرمہ عالی منزلت سرو فتر النسوان باشوکت ملکہ شمسہ تاجدار والا رتبت مع خواتین کہ وہ بھی حسن و جمال و منزلت و جاہ میں کسیقدر پایہ کمی ملکہ شمسہ تاجدار سے نہیں رکھتی ہیں اس طلسم عالی میں تشریف لاتی ہیں تمکو چاہیے کہ جلد اُس سرو چمن عز و وقار کے استقبال کو جاؤ اور ملازمت سے مشرف ہو چنانچہ درۃ البیضا اس بشارت غیبی سے سراسیمہ ہو کر فوراً اُٹھ بیٹھی اور پریشان خاطر ہو گئی اُسی وقت رشک بہار کی خوابگاہ میں آئی یہاں دیکھا رشک بہار بھی اسی کیفیت میں مبتلا ہے یعنے اُسی آواز غیبی کو سُنکے خواب سے چونکی ہوئی عالم فکر و تحیر میں سر زانوے اندوہ پر رکھے ہوے پریشان خاطر بیٹھی ہے ناگاہ ایک طرف سے درۃ البیضا اور دوسری سمت سے فصیحہ روشن سخن نہایت مضطر و بداس باختہ موجود ہوئیں رشک بہار ان دونوں نازنینوں کو دیکھکر کھڑی ہو گئی اور جگہ خالی کر دی بعدہ پوچھا اے خواہر یہ کیا حال ہے خیر تو ہے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن نے باتفاق رشک بہار سے آواز غیب کی کیفیت بیان کی رشک بہار نے کہا اے خواہر عالی قدر بخدا میں نے بھی اُسی آواز غیب کو سُنا اور اسی تردد میں ابھی خواب سے چونکی تھی اور بجاے خود کہتی تھی کہ بار الٰہا یہ کیا اسرار ہے جلد اس رمز کو مجھپر ظاہر کر کہ میں نہایت ہی پریشان خاطر ہوں کوئی امر قیاس میں نہیں آتا اس خواب کی تعبیر کس سے پوچھوں یکایک آپ دونوں صاحب

تشریف لائین اب جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن اور اس پریشانی خاطر کو رفع کرون درۃ البیضا ان نازنینون مین زیادہ تر عاقل و رضا فہیم و دراک تھی کہا اے خواہر عزیز تم اس خواب کو محض خیال نہ سمجھنا قسم ہی خدائے عزوجل کی یہ خواب بشارت ہی یقین کامل ہی کہ ہماری خاتون معظمہ یعنی ملکۂ عالم اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگی کسی طرح فرق نہوگا کسواسطے کہ صاحبقران اکبر کا مربی و سرپرست حکیم قسطاس الحکمت سا عالی منزلت ہی جو آج اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا زندہ و سلامت موجود ہی وہی تو شاہزادہ کا ہر ایک حال مین ناصر و مددگار و پشت پناہ ہی وہ بزرگ ہر لحظہ و ہر وقت اسی فکر مین بسر کرتا ہی اور تمام و کمال کیفیت طلسمی اس عالی منزلت پر ظاہر ہی بلکہ کل واقعات گذشتہ طلسم ملکہ کے سامنے بیان کر دیے اس طرح کہ گویا وہان پر موجود تھے اور یہ بھی یقین واثق ہی کہ ملکہ بھی اس کیفیت کو سنکے آتش رشک و حسد سے جلکر کباب ہوگی بلکہ اس حال سے سراپا ملال کو سنکے ضبط کی تاب نہ رہیگی ضرور ہی کہ اس طرف کا قصد فرمائینگی اور صاحبقران اکبر نے تو بارہا میرے سامنے حکیم قسطاس الحکمت کی نہایت تعریف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ حکیم صاحب ممدوح کسی وقت اور کسی حال مین غافل نہین ہین اور نہ ہونگے پس اے خواہر عزیز القدر اسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین یقین سمجھ کہ حکیم عالی جناب ملکۂ آفاق کو ساتھ لیکر واسطے اصلاح مزاج شاہزادۂ عالیجاہ کے یہان ضرور تشریف لائینگے کبھی اسمین فرق نہوگا ہمنے یہ بھی سنا ہی کہ حکیم صاحب ملکۂ نوبہار کو بھی بہت عزیز رکھتے ہین بلکہ محبت دلی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اکثر اسکی طرفداری کی ہے اور حامی و مددگار بھی ملکۂ نوبہار کے ہین اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز بھی حکیم صاحب کو اپنا قبلہ گاہ جانتی ہی اور مثل کنیزون کے مطیع ہی لیکن یہ معلوم نہین ہو کہ ملکۂ نوبہار باشندہ کس ملک کی ہے اور کس خاندان سے ہی الا اسکی شوکت سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین کی شاہزادی ہی اور نازک مزاج از حد ہی بگڑتی ہی تو حکیم صاحب کی بھی خدمت مین دو چار کلمات گستاخانہ کہہ اٹھتی ہے اور حکیم صاحب بھی الفت سے طرح دے جاتے ہین اور اکثر مسکرا کے اٹھ جاتے ہین مگر اس امر مین البتہ عقل حیران ہی کہ صاحبقران اکبر سے ملکۂ نوبہار گلشن افروز کو کس طرح کا تعلق ہے خواہر درۃ البیضا تمکو تو بخوبی یاد ہوگا کہ اس صحبت اختلاط مین اسی وجہ سے مین شاہزادہ کے پہلو سے اٹھ گئی تھی کہ ایسا نہو شاہزادہ کوئی حرکت خلاف کر بیٹھے پھر سوائے انفعال کے اور کچھ ہین نہ آویگا اور انجام اسکا ندامت و پشیمانی ہی اور انصاف بھی مقتضی اس امر کا ہی کہ مین لیاقت ہمبستری شاہزادہ کسی طرح نہین رکھتی یہ منصب انھین خواتین کا ہی اور یہی وجہ ہی کہ جو ملکۂ روشن گہر بھی یہان تشریف نہین لائین ورنہ اور کوئی سبب انکے یہان نہ آنے کا نہین ہی پھر مین ناحق کیون کسی کی باعث ملال کا ہوون اور تم نہین جانتین کہ ملکۂ نوبہار گلشن افروز کا باپ یاقوت جنی رازدار طلسم ہی اسنے تمام و کمال حال طلسم سے اور کیفیت صحبت و اختلاط اور اثر شراب ربانی اور نشیب و فراز معاملات طلسم سے بخوبی آگاہ کر دیا ہوگا اور فہمائش کی ہوگی بلکہ عجب نہین ہی کہ جو یاقوت جنی رازدار طلسم نے ملکہ روشن گہر کو اس قصر مین آنے اور شریک صحبت ہونے سے منع کر دیا ہو اسواسطے کہ جب تک یاقوت جنی ملکہ روشن گہر کو اجازت نہ دیگا وہ کبھی یہان نہ آویگی اب موافق احکام آواز غیبی اور بشارت صریحی کے استقبال کرنا اپنی خواتین معظمہ و مکرمہ اور مالک و مختار اپنی کا ضرور بلکہ واجب ہی لیکن ایک یہ البتہ مشکل ہے کہ ملکۂ عالم یعنی ملکۂ تہمینہ تاجدار عذب البیان کی تشریف آوری سے مجھکو یہ آگاہی نہین ہی کہ وہ معظمہ و مکرمہ کس جانب اور کس سمت سے

تشریف لاوینگی اور کس مقام پر اجلاس والا فرماوینگی یہ فکر البتہ اسوقت زیادہ ہی کہ اب ہم کس طرف کو جاوین اور کہان سے انکا
استقبال بجالاوین میری راے ناقص مین یہ مناسب ہی کہ ہم سب دربانِ باغ پر جاکر اسی خاتون گردون حشم کی تشریف آوری
کے منتظر رہین دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اور کس طرح سے زیارت جمال جہان افروز سے اپنی معظم کے مشرف
ہوتے ہین - الغرض یہ تینون نازنین یعنے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن اور رشک بہار باتفاق مع اپنی اپنی کنیزون
کے باغ کے دروازہ پر آکر ٹھہرین ہنوز ایک لمحہ کامل نگذرا تھا دیکھا ایک گوشۂ صحرا سے نشان وغیرہ ظاہر ہوے اور سواری
نہایت تزک اور شان سے قریب پہونچی معلوم ہوا کہ چار محافہاے زرنگار نہایت زرق برق پریزادون کے دوش پر
کچھ پری زاد پیادہ پا محافہ کے ہمراہ چلے آتے ہین اور اُن محافون کے آگے ایک تخت روان جواہر نگار پر تین شخص بارلیش
سفید نہایت مقدس و مشخص سوار ہین راوی کہتا ہی کہ جسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت داروغہ عجائبات حکیم جہان
اُسکے قصر اخضر مین تشریف لے گئے اور چارون خواتین عالی منزلت یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان
و ملکہ صبح دلکشا کو مع کنیزان خاص محافہاے زرین و مرصع نگار مین سوار کرکے حمالان پریزاد کو حکم دیا کہ نہایت تیزی اور چالاکی
سے قصر النسرین مین پہونچا دو اور خود اپنے تخت سواری پر سوار ہوکے آگے آگے اُن خواتین کے طلسم بیضا کی طرف روانہ
ہوے جسوقت یہ تخت اور محافے دہنۂ طلسم پر پہونچے حکیم صاحب موصوف نے وہان قیام فرمایا اور ایک پریزاد سبک رو
تیز رفتار کو اردوے معلے مین پہونچا کر جلد تر سلطان ابو الحسن جوہر اور حکیم اختی جان کو ساتھ اپنے لے آئے چنانچہ
ویسا ہی ہوا یعنے یہ تینون شخص حسب الطلب دہنۂ طلسم پر آئے اور حکیم صاحب کے قدمبوس ہوے جب ابو الحسن جوہر
اور یہ حکماے عالی قدر وہان پہونچے حکیم صاحب اپنے تخت روان پر سوار ہوکے مع شاگردان رشید قبل زنانی سواری
کے روانہ ہوے اور ابو الحسن جوہر بھی ایک تخت روان پر سوار ہوکے ہمراہ سواریون کے روانہ ہوے تھوڑی ہی دیر مین
اہتمام سواری کرتے ہوے سرحد قصر النسرین مین پہونچے کہ جہان سے قصر النسرین ایک فرسخ باقی رہگیا تھا حکیم صاحب
نے اسی مقام پر قیام فرمایا اور سواری کو با جلوس و شوکت مع ابو الحسن جوہر روانہ کیا اور خود بدولت مع شاگردان رشید
آگے آگے چلے چنانچہ اسی شوکت و شان سے وہ سواریان قصر النسرین کے دروازہ پر پہونچین لیکن حکیم صاحب پہلے
سواری سے پہونچ گئے تھے جس وقت درۃ البیضا وغیرہ نازنینان قصر نے سواری کو اس زینت و رونق سے آتے
دیکھا انکو یقین کامل ہوا کہ یہی سواری ملکہ عالم کی ہے اور قبل سواری آنے کے ان تینون نازنینون کا یہ حال تھا کہ
سواری کے انتظار مین کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھین اور گاہ صحرا کو بار بار دیکھتی تھین اور کہتی تھین کہ شاید
ہماری ملکہ آفاق اوج ہوا پر سے تشریف لائینگی یا منزل بمنزل مسافت راہ طے کرکے نزول اجلال ہوگا کس واسطے کہ ان
لوگون کو یہی خیال تھا کہ ملکہ عالم حاکم و بادشاہ کارخانہ طلسم ہین اور پریزادان تیز پر تابع حکم ملکہ ہین کیا عجب ہی کہ ملکہ عالم
تخت روان پر بجالی پریزادان تیز سوار ہون اور اوج ہوا سے تشریف لائین اب جو اس جاہ و حشمت سے سواری کو آتے

دیکھا فوراً سمجھ گئین کہ ہماری ملکہ عالم کی یہی سواری ہے



چنانچہ رشک بہار نے بھی یہی کہا کہ اے خواہر عزیز القدر ہمکو بھی یقین ہے اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ ہماری خاتون کی سواری ہے رشک بہار نے کہا یہ سب کچھ ہمنے قبول کیا مگر ایک اندیشہ میرے دل مین پیدا ہوا ہے اُسکا کیا علاج کیا جائے یہ تو آپ خوب جانتی ہین کہ ہم طلسم کشا کو بیہوشی کی حالت مین تنہا چھوڑکر یہان آئے ہین پھر خبر نہین کہ وہان کیا کیفیت گذری ہوگی مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ مبادا شاہزادہ عالیجاہ بیدار ہو اور ہر طرف ہمکو تلاش کرے اور ہمکو وہان موجود نہ پائے تو کیسا ملال خاطر اقدس پر گذریگا اور کسقدر بددماغ ہونگے یقین ہے کہ اُس عالم سرشاری مین ہماری طرف سے وہ شہزادہ بہت بدگمان ہوگا اس امر کو مین اچھا کسی طرح نہین جانتی درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار بات تو سچ کہتی ہے لیکن ہمکو شاہزادہ کی سوے مزاجی کا اسقدر خیال نہین ہے کس لیے کہ صاحب قران اکبر تین جام شراب رمانی ہمارے ہاتھ سے نوش فرما چکے ہین لہذا کسی طرح کا اندیشہ نہین ہے ہان اندیشہ کی جا یہ ہے کہ ایسا نہو ہماری خاتون عالیجاہ کے کان اس خبر وحشت اثر سے آشنا ہون اور ہم لوگون کو سب سے زیادہ اپنی خاتون کا خیال ہے جہانتک ہوسکے اپنی خاتون کو رضامند ہی رکھنا ضرور ہے شاہزادہ کا رنج وملال دفع ہونا کچھ امر دشوار نہین ہے ہم ہر طرح رفع کرسکتے ہین اور ملکہ آفاق کی آزردگی ہمارے حق مین زہر ہے الغرض جسطرح سے ہوسکے خوشنودی ملکہ سے غرض رکھنا چاہیے اسمین کچھ بہتری ہے واضح ہو کہ ان تینون نازنینان ماہ جبین کو ملکہ عالم کا ایسا اعزاز و احترام کا کرنا فقط اسوجہ سے ہے کہ بانیان طلسم نے لوح وصایا مین نہایت تاکید سے لکھا ہے کہ لوح کو دھو کے ہر ایک کو پلایا کرین چنانچہ اُسی اعمال طلسم کے تاثیر سے نازنینان مذکور بصدق دل اپنے کو ملکہ شمسہ تاجدار کی ہر حال مین کنیز وپرستار سمجھتی رہین اور روشن گہر کی طرح سے اپنی شاہزادگی کا غرور نہین اور نہایت خوشندگی سے

ان تینون نازنینون کو ملکہ شہنشہ تاجدار کی کنیزی کا فخر ہی کسواسطے کہ یہ ابتدا سے اُس ملکہ عالم کے تابع فرمان رہین اور یہ تینون نازنین
اپنے اعزاز و شاہزادگی کے وقار پر نازان نہین ہوتین اس رتبہ سے زیادہ اس کنیزی مین شرف ہی قصہ کوتاہ یہ تینون نازنین
ملکہ عالم کے انتظار مین باہم بیٹھی ہوئی یہی گفتگو آپس مین کر رہی تھین ناگاہ ایک جانب صحرا سے تتق گرد اُٹھا جسوقت اس
غبار کا پھٹا علم لشکر ظفر پیکر کے نظر آئے بعدہ سواران جرار و پیادگان آتشبار کے جلوس سواری بھی معلوم ہوا جب سے
بغور دیکھا معلوم ہوا کہ بعد جلوس سواری کے ایک تخت روان پر کوئی شخص مقدس سوار چلا آتا ہی چنانچہ پھر درۃ البیضا وغیرہ
نے خوب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ اُس تخت مرصع کار پر تین شخص نہایت صاحب حسن و جمال پیچھے تخت کے اہتمام جلوس
سواری کرتے چلے آتے ہین جسوقت وہ سواری اور قریب دروازہ باغ کے پہونچی درۃ البیضا نے کہا ای خواہر عزیز از جان
دیکھو وہ شخص بزرگ فرشتہ خو ملک صورت جو کہ اس جاہ و حشمت اور شان و شوکت سے تخت روان پر رونق افزا ہی وہ
میرے گمان ناقص مین شخص بزرگ جمیع خوبی و کمالات صاحب قران اکبر کا اُستاد و مربی و رہنما ہی اور وہ جو مثل ستارہ صبح
چمک رہے ہین وہ محملون کی کاسمان ہین اُن محافون مین ہماری ملکہ عالم ضرور ہونگی ایسی سواری با حشمت و شوکت
کس کی ہوگی ہزار درجہ تو ہماری ہی خاتون کی سواری ہے اور دیکھو جسکی آب و تاب مثل آفتاب جہان تاب کے ہی صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ بلا شک و شبہہ وہ محافہ ہماری خاتون کا ہی وہی تشریف اس شان و تزک سے لاتی ہین یہ وہی ہین جنکی خبر دو روز پیشتر
سوکلان غیب نے ہمکو دی ہی آخر جناب حکیم قسطاس الحکمت اول باغ مین تشریف لائے اور صحن باغ مین ایک صفہ پر کہ نہایت
پاک و پاکیزہ تھا قیام فرمایا اور اپنے شاگردان خاص کو مثل حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشی جان کے ایک گوشہ باغ مین علیحدہ قیام
کا حکم دیا اور خود تنہا اسی صفہ پر بیٹھے رہے درۃ البیضا نے کہا اے خواہر رشک بہار اسوقت دل چاہتا ہی کہ مین پہلے اس
بزرگ صفات فرشتہ خصال کی خدمت باسعادت مین حاضر ہون اور سعادت قدمبوسی حاصل کرون میرا دل گواہی دیتا ہے کہ
یہ بزرگوار اسی وجہ سے تنہا اس صفہ پر بیٹھا ہی اور ہمارے حاضر ہونے کا انتظار کر رہا ہی کہ قبل تشریف آوری ملکہ کے ہمکو کچھ اسرار
جو کہ ملکہ عالم اور ہمارے واسطے مناسب و بہتر ہون ہدایت فرمادے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی کہ خاصان خدا راز ہاے دلی
سے ضرور آگہی رکھتے ہین جب تو یہ بزرگ ہمارا انتظار فرما رہا ہی اسکے اسطرح بیٹھنے پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ گویا وہ ہمارے ارادۂ دلی
سے ماہر و واقف ہی رشک بہار نے کہا ای خواہر درۃ البیضا ہمارے نزدیک بھی یہی مناسب ہی بسم اللہ چلو ہم بھی موجود ہین جو
رائے تمہاری ہی بخوشی دل ہمکو قبول و منظور ہے غرض درۃ البیضا نے پہلے اپنی ایک کنیز خاص کو حکم دیا کہ اس بزرگ کی خدمت مین جا
اور بعد سلام کے ہمارے حاضر ہونے کی اطلاع کر چنانچہ وہ کنیز بمجرد حکم ملکہ درۃ البیضا فوراً حکیم صاحب کی خدمت مین گئی اور پیام
اپنے خاتون کا پہونچایا حکیم صاحب نے مسکرا کر فرمایا تو جا کے اپنی خاتون سے کہہ کہ اب جلد تشریف لیچلیے ہم دیر سے انتظار مین ہین
اور اس سبب سے اور کہین نہین گئے یہان بیٹھے ہین بسم اللہ اب جلد آپ قدم رنجہ فرمایئے اس کنیز نے بھی ملکہ کو جلد جا کر پیام
حکیم صاحب کا پہونچایا ملکہ درۃ البیضا اور رشک بہار و فقیہہ روشن سخن حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کے ملازمت

مشرف ہوئیں حکیم صاحب نے یکسان ہر ایک کے حال پر نوازش فرمائی اور کیفیت حال دریافت کی یعنے اُس صحبت کے منعقد ہونے کا حال اور شاہزادہ کی بیہوشی کا تمام قصہ اول سے آخر تک جسقدر کہ انکو معلوم تھا دریافت فرمایا درۃ البیضا وغیرہ نے بسبیل اختصار اپنی سرگذشت مع احکام لوح وصیت نامہ اور تدابیر حکماے طلسم بند جسطرح سے پہلے تحریر ہو چکا ہے حکیم صاحب کے روبرو بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا اے نازنینان طلسم تم بہر نوع خاطر جمع رکھو کہ ہر ایک نازنین علے قدر مراتب اپنے اپنے مراتب و مناصب کو پہونچیگی یعنے تم جس جس نازنین کی شکل سے مشکل و ہم صورت ہو بعد مراتب اُسی خاتون کے تمھارا مرتبہ خاتونی مقرر کیا جائیگا اور یہ امر کہ جو تم بنام کنیزی موسوم ہوا اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ یہ عہدہ کنیزی محض تمھارے واسطے بسبب اثر طلسمی کے بانیان طلسم نے نہایت مجبوری اور ناچاری سے مقرر کیا ہے ورنہ تم ہر ایک اپنے اپنے ملک و دیار کی شاہزادی اور اپنے گھر کی خاتون ہو چونکہ کل کائنات طلسم کی ملکہ شمسہ تاجدار بادشاہ ہے اس صورت میں تمام مال و متاع جسقدر اس طلسم میں موجود ہے ملکہ شمسہ تاجدار کی ملکیت میں داخل ہے اور تمام ساکنان طلسم اُس ملکہ آفاق کی کنیز و غلام ہیں اور کل مطیع و فرمان بردار ہیں دوسرا امر یہ بھی ہے کہ جو عورتیں بندی میں آتی ہیں ہر چند کہ وہ وزیرزادیاں اور شاہزادیاں ہوتی ہیں لیکن کنیزیں تصور کیجاتی ہیں بس اسی طرح سے تم بھی ہو

الغرض حکیم صاحب نے ابھی اس گفتگو کو ختم نہ کیا تھا ناگاہ سواری ملکہ عالی وقار کی باغ میں داخل ہوئی اُن تینوں نازنینوں کے جسوقت سامنے قریب پہونچے بآئین شائستہ کمال ادب سے اپنے خاتون عالی گہر کے سامنے کھڑی ہوئیں اور آداب بجالائیں جسوقت کہ ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے درۃ البیضا اور رشک بہار و فصیحہ روشن سخن کو اپنی ہمصورت سے مشابہ دیکھا غرق بحر تحیر ہوئیں اور نہایت استعجاب ہوا کہ بار بار کہا یہ ہماری ہمصورت و ہمشکل کہاں سے پیدا ہوئیں کہ از سر تا پا کسی اعضا و قد و قامت میں فرق نہیں ہے پھر دوبارہ ہر ایک کو ملکہ عالی قدر و والا منزلت نے بچشم غور و امتیاز ملاحظہ فرمایا - اور تادیر سر سے پاؤں تک دیکھا کیں اور آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ کے خوب ہنسیں یہ تینوں نازنین یعنے درۃ البیضا وغیرہ پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے ہوے تھیں اور زیور جواہر پہنے ہوے تھیں ان شاہزادیوں نے بھی یہی خیال کیا کہ یہ بھی نازنین ضرور کسی خاندان عالی سے ہیں بلکہ عجب نہیں کہ جو خاندان شاہی سے یہ بھی شاہزادیاں ہوں انکے بشرہ اور قیافہ سے صاف نجابت و شرافت بلکہ شاہزادگی کے آثار پائے جاتے ہیں ملکہ نوبہار نے کہا اے خواہر شمسہ تاجدار تمنے ملاحظہ فرمایا کہ ان حکماے معظم بانیان طلسم نے کس خوبصورتی سے تضحیک ہماری کی خوب اختراع کیا کہ ہر وقت ہم انکی صورتوں کو دیکھ کے آتش رشک و حسد میں جلا کریں خوب ہمسے سلوک کر گئے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے جناب قبلہ و کعبہ انھیں عورتوں کا تماشا دکھانے کو یہاں لائے - الغرض ملکہ نوبہار تو اس صنعت حکماے عالی منزلت کو دیکھ کے حکما کی طرف عتاب و خطاب کرتی تھی اور اُن نازنینان ہمشکل کو بار بار دیکھتی جاتی تھی اور ہنسی کے مارے غش ہوئی جاتی تھی لیکن ملکہ شمسہ تاجدار نے جسوقت یہ واقعہ دیکھا کہ وہ نازنینان طلسم مثل کنیز و پرستار ہمارے جلو میں چلی آتی ہیں اُس جامع خلق و معدن مروت و سخاوت کو یہ وضع انکی اچھی معلوم نہ ہوئی نہایت ناخوش ہوئی کہ باوجود شاہزادگی یہ مثل کنیزوں کے ہمارے جلو میں چلی آتی ہیں یہ امر خلاف شان خسروی ہے غرض کہ

ملکہ شمسہ تاجدار اس امر سے بجاے خود نہایت شرمسار و منفعل ہوئی آخر بمقتضاے ریاست و لیاقت ذاتی اُنسے دریافت فرمایا
کہ اے نیک بختون تم کس خاندان سے ہو اور ہمارے جلو مین کسواسطے تم ہولیتین کیا فائدہ اس سے ہی براے خدا تم جاؤ اور
ہمین زیادہ شرمندہ نکرو بس تمھاری اسی قدر تکلیف کفایت کرتی ہی کہ تم یہان تک آئین آئندہ ایسے تو منع سے ہمین معاف
رکھو درۃ البیضا اور رشک بہار اور فصیحہ نے اپنی خاتون کے الطاف و نوازش کو دیکھکے کہا اے ملکہ عالم و اے سرتاج
نسوان بنی آدم جس حالت مین کہ آپ طلسم کی مالک و مختار ہین پس ایسی حالت ہین جتنے ساکنان طلسم ہین سب اپنے بادشاہ
و ولی نعمت کے مطیع و فرمانبردار ہین چنانچہ کنیزی کے زمرہ مین ہم بھی داخل ہین اور جب ہم کنیزین ہین تو لا محالہ ہمکو حضور کی
خدمت مین رہنا ضرور بلکہ واجب ہوا پس ہم آپکے جلو مین چلنا باعث افتخار سمجھتے ہین اسواسطے کہ ہم تو حضور کے بندہ
بے زر ہین اور آپ ہماری خاتون و مالک ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عزیز ہم تمکو بخداے عز و جل ہرگز کنیز نہین
جانتے تم سب ہماری بمنزلہ ہمشیر عزیز کے ہو اور یہ خطاب کنیزی بانیان طلسم نے تمکو دیا ہی اس امر مین ہمارا کیا قصور اسکا گلہ
اور شکوہ بانیان طلسم سے کرو مجھ سے کچھ سروکار نہین ہی مین تمکو بجاے اپنی خواہر کے جانتی ہون آخر وہ تینون نازنینین ملکہ
آفاق کی مروت و محبت دیکھکے کمال خوش ہوئین اور دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم ہم کنیزون کو اس امر کی عین تمنا اور
آرزو ہی کہ ہم ہر وقت اپنی خاتون عالی منزلت کی خدمت مین مثل کنیزون اور پرستارون کے حاضر رہین کسی وقت جدا نہون
بعد اسکے یہ تینون شاہزادیان یعنے ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقہ روشن بیان محافون سے اُترکے
قصر مین داخل ہوئین بعد ایک ساعت کامل کے جناب حکیم صاحب بھی تشریف لائے ملکہ نوبہار کہ ہمیشہ سے نازک مزاج
و تند خو تھی اور کسیقدر گستاخ و حاضر جواب بھی تھی حکیم صاحب کے سامنے آئی اور آداب و تسلیمات بجا لاکے کچھ کلام شکوہ کے
شروع کیے پہلے تو صاحبقران اکبر کو سخت و سست کہا بعد اسکے نہایت افروختہ ہوکے حکماے عالی منزلت یعنی بانیان طلسم کی
نسبت کچھ سخنان خلاف تہذیب کہے بعدہ حکیم صاحب کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا حضور ہم لوگون کو یہان اسی غرض سے لائے
ہین کہ یہان پریزادان شوخ و شنگ ہماری نقل کرین اور مسخرگی کرکے ہماری تضحیک کرین واہ کیا خوب بانیان طلسم نے ہماری
پاسداری اور رعایت فرمائی ہے اور جناب قبلہ و کعبہ کی بھی ہم پر نظر مرحمت و عنایت ہی اور اسقدر پرورش و نوازش کو کام فرمایا کہ
جسکی حد نہین جہان نوازی کے یہی معنی ہین ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عالیقدر ملکہ نوبہار تمکو ان کلمات زائدہ بیفائدہ سے
کیا حاصل ہی اس سے تو خاموش ہی رہنا بہتر ہی اور انسانیت بھی یہی چاہتی ہی کہ ایسے حکماے ذیشان اور عالی منزلت کی شان مین کلمے
ناروا زبان پر نہ لائے جائین اے خواہر والاقدر یہ بھی سمجھنا اور خیال کرنا چاہیے کہ اگر کارخانہ طلسم مین علم و حکمت کو دخل نہوتا اور وہ علماے
بادانش و فرہنگ ورائے مددگار اور پشت پناہ نہوتے تو ہم سب اس مرتبہ اعلی کو کسطرح پہونچتے نوبہار گلشن افروز نے کہا اے خواہر
گرامی قدر یہ تو ہمنے مانا کہ یہ مرتبہ ہمکو نصیب نہوتا یعنے ہم ازواج شاہزادہ مین داخل نہوتے خیر نہوتے بجہنم یہ صدمہ جانکاہ تو نہوتا ایسا
کہان سے مین جگر لاؤن کہ متحمل اس کوہ الم کی ہون علاوہ برین اس شاہزادہ ہر دل عزیز کو منصب صاحبقرانی اور رتبہ طلسم کشائی

کب ملتا اور نہ ہمکو اسکی بیوفائی وبے اعتنائی سے یہ روز بد نصیب ہوتا اور نہ پریزادان طلسم ہماری نقل کرتین اور نہ ذلت اٹھاتین اور نہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے بلکہ ہم خود اُنکی مہمانداری و خاطرداری بتواضع و تکریم کرتے طرہ یہ کہ وہ ہماری تابعداری کا دم بھی بھرتی ہین اور ہماری نقل بھی کرتی ہین ان باتون کی تحقین متحمل ہو خدانے تمہارا رتبہ ہم سب سے عالی کیا ہی اور عالی ظرف ہو ہمکو یہ بات کہان ہمسے تو یہ ذلت نہ اٹھ سکے گی ہر وقت صدمۂ جانکاہ وجگرخراش اٹھاوین ہم ایسی خاتونی اور عشق و محبت سے باز آئے۔ اشعار

کیمیا سیم تنون کو کبھی سمجھے نہ بشر کشتہ عشق کو سونا نہین ملتا دم بھر	دل یہ آنچ آتی ہی پھک جاتا ہی اس آگ مین	دھیان مین رنگ طلائی کے دہکتا ہی جگر خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر یہ ہی
	نقد جان تن مین بچا رکھنے کی تدبیر یہ ہی	

جب ہمین ہونگے تو رتبہ کسکا اور زوجیت مین کون داخل ہوگا الغرض ملکہ نوبہار حکما کی طرف یہ عتاب و خطاب کرتی تھی اور ان زنان نقالہ کو دیکھ کے افراط خندہ سے لوٹ جاتی تھی لیکن سر دفتر خاتونان بنی آدم ملکہ شمسۂ تاجدار سراپا خلق وکرم مجسم نے جسوقت یہ کیفیت دیکھی کہ وہ نازنینان طلسم مثل کنیزون کے ہمارے جلو مین چلی آتی ہین نہایت ناگوار گذرا اور ملکہ نوبہار نے جب بار دگر اُن نازنینان طلسم کو دیکھا ہر چند ضبط کیا ہنسی نہ رکی اور بے اختیار قہقہہ مارا ملکہ نوبہار کی بے اختیار ہنسی سے ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ اسقدر ہنسین کہ بیتاب ہوگئین اور بعض ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین جب ہنسی سے ملکہ کو فرصت ہوئی پھر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے وہی کلمات شکایت کے کہنا شروع کیے ملکہ شمسۂ تاجدار نے فرمایا ای خواہر واسطے خدا کے اب خاموش ہو اسقدر زبان آوری اور تند خوئی اچھی نہین ای خواہر ملکہ نوبہار یہ تم خوب ملحوظ خاطر رکھو کہ ہمکو ہر حال مین شاہزادہ عالیجاہ کا حفظ مراتب واجب ولازم ہی اور بے تہذیبی کسی طرح مناسب نہین ہی کسواسطے کہ وہ عالی خاندان والا دودمان پیغمبر اولو العظم کی اولاد سے ہی ایسی صورت مین ہمکو اُس خدائے یگانہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ اُس مسبب الاسباب نے ہمکو ایسے عالی خاندان کی زوجیت سے سرفراز فرمایا اسکی وجہ سے ہمکو سعادت دارین حاصل ہوئی اور ہم فخر کرتے ہین ای ملکہ نوبہار اس شرف واعزاز کا شکر درگاہ جناب باری مین ادا کرنا چاہیے آج ایسا اعلیٰ اعزاز ہمین حاصل ہی کہ شاہزادہ معز الدین کی زوجیت مین تم داخل ہوئین یہ افتخار دارین حاصل ہوا ای نوبہار اس مرتبہ کو تم کیا کم جانتی ہو واللہ اس امر کی لوگ آرزو رکھتے ہین



قصہ مختصر حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ شمسہ تاجدار کی فہم و فراست پر ہزار ہزار آفرین و تحسین فرمائی اور ملکہ نوبہار کو
زبان درازی سے منع فرمایا سلطان ابو الحسن جوہر نے کہا ای ملکہ باوجودیکہ تم سروستان حیرانی مین پریشان ہو چکی اور
ذلت اٹھا چکی ہو لیکن تم اپنی عادت تند خوئی اور زبان آوری سے باز نہین آتین یہ تمھاری شوخی اور خوش طبعی خلقی ہے
یہ کب جانی ہے حالانکہ تم قوم پری جان سے ہو اور شاہزادہ بنی نوع انسان سے ہے اور یہ بھی خوب جانتی ہو کہ انسان
اشرف مخلوقات ہے اور یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ انسان و پریزاد مین کچھہ مناسبت نہین ہے بلکہ منافرت کلی ہے اور ایسی صورت
مین تمکو شاہزادہ عالی منزلت کا شرف صحبت حاصل ہوا اسکو غنیمت نہین سمجھتی ہو اور زیادہ برآن رشک و حسد سے اپنی
طبع نازک کو پریشان کرتی ہو ملکہ نوبہار یہ کلمات سنکے بے اختیار ہنسی اور کہا کہ ای ابو الحسن شاباش مردان وفا شعار
ایسے ہی ہوتے ہین جیسے تمنے اسوقت کلمات ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے ارشاد فرمائے اور شاہزادہ کی جانب داری
اور سر امر رعایت کو کام فرمایا اور انصاف قطعاً چھوڑ دیا اس امر سے مجھے تمھاری ذات بابرکات سے امید قوی ہوئی اور دل کو
طاقت ہوئی کہ شاید کسی وقت مین اسیطرح ہمارے ساتھ رعایت ضرور کروگے کیون بھائی صاحب تم ہمارے اس کلام ناقص
و خوش طبعی سے ناخوش ہوے تمکو نہایت ناگوار گذرا تجھے قسم ہے تمھاری جان کی مین نے کوئی کلمہ تشنیع کا نہین کہا بلکہ میری زبان سے
ہنسی مین نکل گیا مین خود ہی اپنی زبان آوری سے نہایت پشیمان و منفعل ہوئی ای برادر مین کیا کرون کہ جو زبان سے نکل جاتا ہے
وہ پھر واپس نہین ہو سکتا مین خوب اپنے نوشتہ تقدیر سے آگاہ و ماہر ہون اور بہر نوع اپنے مقدر اور اسکی رضا پر راضی اور شاکر ہون
الحاصل یہ سب شاہزادیان ہنستی ہوئی بصد ناز و ادا ایوان عالی مین تشریف لائین اور سرگرم صحبت ہوکے آپس مین باتین
کرنے لگین اس عرصہ مین ان خواتین عالی کی نظر درة البیضا وغیرہ پر جا پڑی انکی سرگذشت سے مطلع ہوکین تحسین و تعریف
شاہزادیان نہایت مہربانی و شفقت سے پیش آئین بعد اسکے جناب فضیلت مآب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ اے
نازنینان طلسم یہ جو تمنے تین جام شراب ربانی طلسم جو کہ حکیم سقلیہ نوس کی ساختہ ہے صاحب قران اکبر کو پلائے مگر تم ہرگز اس
شراب ہوش ربا کی کیفیت سے آگاہ و واقف نہین اسواسطے مین تمکو اس شراب کے وصف سے مطلع کرتا ہون تم بھی بگوش ہوش سنو
اور جسطرح مین کہون موافق اسکے عمل مین لاؤ ای درة البیضا وغیرہ اس شراب طلسمی ہوش ربا کی یہ کیفیت ہے کہ جسوقت وہ شراب
طلسمی ہوش ربا شاہزادہ نوش فرمائیگا پھر نوش کرنے کے شاہزادہ اسقدر نشہ مین مبتلا ہوگا کہ از خود رفتہ ہو جائیگا سر و پا کی
مطلق خبر نہ رہیگی اور بتقاضاء عشق اسکے دل پر ایسا غالب ہوگا کہ کسی کی خبر نہ رہیگی بس جسکو دیکھینگے وہ اپنا معشوق جانیگا اور صورت
اپنے معشوق اصلی کی سمجھیگا لیکن اس محبت و عشق کو ثبات نہوگا صرف اثر اسکا نو روز رہیگا جب نو روز مین وہ شراب ہضم ہو جائیگی
اسکی تاثیر بھی زائل ہو جائیگی شاہزادہ اپنے ہوش مین آئیگا ہر ایک نازنین و خاتون کو پہچانیگا اور سب مراتب و لیاقت سبکو
سمجھیگا اسوقت تمھارا رتبہ تمھارے مرتبے کے موافق ہوگا اور جو اصل خواتین ہین انکا منصب بدستور بلند تر ہوگا لہذا تمھارے واسطے
ہماری راے مین یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم جسطرح مین کہون عمل مین لاؤ تمھارے حق مین بہتر ہوگا کہ تم مین سے ہر ایک نازنین

بدستور اول تین تین جام شراب رمانی شاہزادے کو اسی حالت مدہوشی مین پلا دو کہ ہوش نہ آنے پاوے اور اس شراب کے اثر اور کیفیت کو دیکھو کہ یہ شراب میری ترکیب دی ہوئی ہے اس شراب کے پینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ اس شراب رمانی طلسمی کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا اور اس شراب نادر الوجود کا اثر شاہزادہ کی طبع ہمایون پر غالب ہوگا اور شاہزادہ جو مست بادۂ بیخودی ہے وہ کیفیت حال و مال سے باخبر ہو جائیگا اور ہر ایک حقدار اپنے اپنے حقوق اصلی سے کامیاب ہو جائیگا اے نازنینان طلسم اس تمھاری خدمت اور فرمانبرداری سے تمھاری خاتون عالیجاہ ملکہ شمسہ تاجدار نہایت خوش ہونگی اور انکی خوشنودی مزاج تمھارے حق مین باعث ازدیاد جاہ و حشمت ہوگا اور تمھارا جو علاوہ اسکے مقصود ہے وہ بھی نہایت آسانی سے حاصل ہوگا ورنہ یہ خوب یاد رکھو کہ بعد اس ہنگامۂ صحبت جشن کے تمکو نہایت ہی پشیمانی ہوگی اور مآل کار نہ حاصل ہوگا اگر اسمین تمنے تامل کیا بس ادبار خرابی واقع ہوگی آیندہ تمھین اختیار ہے الغرض اُن نازنینان طلسمی نے جو اس بات کو حکیم صاحب سے بغور سُنا اور دل مین سمجھین تینون نازنینین متفق اللفظ عرض کرنے لگین کہ اے جناب ہم تابع فرمان حضور کے ہین کنیزون کو آپکے تعمیل احکام مین کیا عذر ہے بعد اسکے حکیم صاحب نے باطمینان تمام ایک ایک شیشہ اُس شراب کا جو کہ طلسم حکمت سے بناکر اپنے ہمراہ لائے تھے ہر ایک نازنین کو دیا اور فرمایا ہان اب تم صاحب قران اکبر گردون شکوہ کی صحبت مین جاؤ ہم آتے ہین وہان جسطرح ہم حکم دین تم عمل مین لانا تینون نازنین وہ شیشے لیے ہوے شگفتہ دل صاحب قران اکبر کی حضوری مین حاضر ہوئین ادھر سے ابو الحسن جوہر بھی اُنکے عقب مین جانے کو تھا کہ حکیم صاحب نے منع فرمایا اور کہا اے فرزند ابو الحسن تم اسوقت ان نازنینان طلسم کے ساتھ نہ جاؤ اور نہ شریک صحبت صاحبقران اکبر ہونا مگر کسی گوشہ مین پوشیدہ کھڑے رہنا اور تماشا دیکھنا کہ کیا اُسکی قدرت کا تماشا دکھائی دیتا ہے تم دیکھتے رہنا جسوقت تک یہ نازنین تین تین جام شراب کے نہ پلالین ہرگز ظاہر نہونا بعد اسکے اختیار ہے اگر منظور ہو تو ظاہر ہو جانا کچھ مضائقہ نہین ہے ورنہ جسطرح تمھاری راے مین آوے ویسا کرنا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جسوقت تم صاحب قران اکبر کی خدمت بابرکت مین پہونچنا ہمکو ضرور اطلاع دینا کہ ہم اُس صحبت کی کیفیت ضرور دیکھینگے جوہر نے کہا بہت خوب جو حضور نے ارشاد فرمایا ایسا ہی ہوگا اور پھر اُن نازنینون کے عقب مین روانہ ہوا آخر کار وہ نازنینان گل اندام بصد جلوہ و ناز صاحب قران اکبر کی خوابگاہ مین پہونچین اس عرصہ مین شہریار کامگار بھی بیدار ہوے اور وضو کرکے عبادت پروردگار مین مصروف ہوے بعد اداے فریضہ جب تخت عشرت پر جلوہ آرا ہوے اُن تینون نازنینون مین سے ایک مہ جبین جسکا نام نزاکت پری تھا خدمت مین صاحبقران اکبر کے حاضر ہوئی اور آداب و مجرا بجالائی صاحب قران اکبر نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا اے عورت آج اس صحبت عیش کو مین نہایت پریشان دیکھتا ہون اسکا کیا سبب ہے وہ تینون ماہ رخسار تیری خاتونین کہان ہین اور کس خواب غفلت مین ہین شاید تمھارے یہان یہ بھی قاعدہ ہے کہ مہمان کو تنہا چھوڑکر چلے جاتے ہین واہ مصرعہ

طاقت مہمان نہ داشت خانہ بمہمان گذاشت

اس حرکت خلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی امر ایسا ہی درپیش ہوا ہے کہ جس امر مین وہ مشغول ہین اے نزاکت پری تو ہی انصاف سے

کہ کیا اپنے عاشق و مہمان کو نیم جان بستر تنہائی پر پریشانی مین چھوڑ کر چلی گئین اور ہمارا مطلق کچھ پاس و لحاظ نہین کیا یہ کونسی آدمیت ہے نزاکت پری
نے عرض کی اے شہریار گردون وقار اس کنیز کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خاتون اپنے حجرے مین تبدیل پوشاک کرتی ہین اور لباس
و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو رہی ہین بعد اسکے جب فارغ ہونگی حاضر ہونگی صاحب قران اکبر نے فرمایا اے نزاکت پری
ہم تیرے نہایت ممنون ہونگے اگر تو اپنی خاتون کو کہ وہ تسکین بخش خاطر پریشان و دوائے دل زار و ناتوان ہے جلد جا کر بلا لا بلکہ جس طرح
سے ہو اپنے ساتھ ہی لا کیونکہ مجھے ایک ساعت اب یہان برابر ایک سال کے انکی مفارقت مین ہے جبتک ایک ایک جام شراب
راحت فزا اپنے دست نگارین سے مجھے نہ دینگی یہ بیچینی و اعضا شکنی نہ جائیگی بلکہ روح تحلیل ہو جائیگی اور کیا عجب ہے اگر
مرغ روح گھبرا کر قفس تن سے پرواز کر جائے اے نزاکت پری بس اب تو زیادہ تساہل و تغافل نہ کر کہ حال زار میرا بغیر جلوہ دلدار ساعت
بساعت دگرگون ہوتا جاتا ہے کچھ خیال مین نہین آتا کہ کیا اسرار ہے ابھی صاحب قران اکبر اسی گفتگو سے بیخودی مین مصروف تھے
اور سلسلہ کلام قطع نہوا تھا یکایک وہ تینون نازنینان خورشید لقا یعنی رشک بہار و فصیحہ روشن سخن و درۃ البیضا از تا پا
زیور و لباس سے پیراستہ بانداز معشوقانہ اپنے اپنے حجرون سے مع سامان مے نوشی باہر آئین جب ان ماہرویان پری پیکر کا پرتو
عارض و رخسارہ آتشین شاہزادہ عالیجاہ کی آنکھون مین اسی عالم محویت و بیخودی مین جلوہ افروز ہوا اور افراط
مسرت سے ازخود رفتہ ہوگئے اور بیتابانہ بجالا کی تمام ایک نازنین کو گود مین اٹھا لیا اور اسی حالت بیخودی مین نہایت ذوق و
شوق سے لب جان بخش و رخسارۂ مہر تمثال کے بوسے لیے اور اسقدر متواتر بوسے لیے کہ ملکۂ نو بہار وغیرہ کہ یہ دونون
پس پردہ تھین آواز بوسون کی سنکے آتش حسد سے افروختہ ہوگئین دیکھا کہ شاہزادہ رشک بہار کو گلے سے لپٹائے لب بلب
و سینہ بسینہ تخت پر بیٹھا ہے اسطرف ابو الحسن جوہر بھی ایک حجرے مین پردے کے پیچھے کھڑے تھے اور بچشم غور پردے
سے یہ تماشائے عجیب دیکھکے ہنستے ہنستے لوٹے جاتے تھے لیکن شاہزادہ والا جاہ کو کچھ پروا ابھی نہ تھی اسی طرح ان مہوشان
گل اندام سے عیش و عشرت مین سرگرم اختلاط رہے صاحب قران اکبر کے اس بیباکانہ اختلاط و بوس و کنار سے وہ نازنینان
آئینہ رخسار شرم و حیا سے نیچی گردن کیے سکوت مین بیٹھی تھین اور شرم کی ان نازنینون کی یہ وجہ تھی کہ وہ جانتی تھین کہ ابو الحسن جوہر
دیکھتا ہے پس صاحب قران اکبر کی اس گرم جوشی و حرکات بیباکانہ سے بحر شرم و حیا مین غرق ہوئی جاتی تھین اور انکار بھی
کرتی جاتی تھین مگر شاہزادہ شراب ربانی طلسمی سے ایسا ازخود رفتہ تھا کہ اسے دنیا و ما فیہا کی خبر نہ تھی شرم کیسی اور لحاظ کیسا
ازخود فراموش تھا جسقدر نازنینین انکار کرتی تھین شاہزادہ اور زیادہ مختلط ہوتا تھا کبھی ملکۂ درۃ البیضا کو بحال ملکہ
شمسہ تاجدار گلے سے لگاتا تھا اور دل خوش کرتا تھا اور کبھی رشک بہار سے لپٹ جاتا تھا اور ہوس دل نکالتا تھا اور
گاہ فصیحہ روشن سخن کے لب و رخسار کے بوسے لیتا تھا اور منھ سے منھ ملتا تھا اور وہ شاہزادیان بیچاریان شرم زدہ
سکوت مین تھین اور شاہزادہ عالیجاہ اسی طرح بوس و کنار و اختلاط مین مشغول و مصروف تھا ادھر جوہر یہ حرکتین
صاحب قران اکبر کی دیکھتا تھا اور بے اختیار ہنستا تھا اور قہقہے لگاتا تھا اور بیتاب ہوا جاتا تھا ادھر یہ نازنینین جوہر

کے سینے سے نظر بر پشت پا دوختہ ہوئی جاتی تھیں آخر بہزار مسرت صحبت گرمجوشی گرم ہوئی۔ درۃ البیضا نے ایک جام گلفام لبریز اپنے دست نگارین سے بعد ناز و کرشمہ شہزادہ عالی وقار کو دیا۔ شہزادہ نے فوراً وہ جام معشوقہ کے ہاتھ سے لیکے نوش کیا اور اس ماہ وش گل اندام کو سینہ سے لپٹا لیا اور اسقدر بوسے لیے کہ وہ نازنین گھبرا گئی آخر پریشان ہو کے اس نے کہا اے شہریار اسقدر کہاں تک پریشان کیجیے گا بھلا یہ بھی کوئی موقع ہے ایسے حرکات خلاف وضع خوش نہیں آتی ہیں بس بے تکلفانہ و بیباکانہ اختلاط و گرمجوشی سے باز آئیے اور یہ کرم و لطافت اور کسی پر فرمائیے بقول اسکے

نظم

پیارا اسطرح کا ہنستے نہیں دیکھا ہی نہیں
کب تلک صورت تصویر رہوں جیب میں حزین

کیا بہت جیسے پیستہ میں پڑی ہائے غضب جان حزین
میں بھی تو آدمی کی جان ہوں حیران نہیں

بوسہ بازی کی بھی کچھ حد ہے نیا طور ہے یہ
دم مرا گھٹ گیا اس پیار سے کیا طور ہے یہ

اے شہریار عالی وقار آپ نے نہایت شرمندہ فرمایا پیار و اخلاص دیا کانہ سے کہ ہر ایک سے نفرت ہی ہوں لیکن اختلاط بیجا قبیح و بیجا نہیں جانتی ہی اے شہریار نامدار اگر آپ کی مرضی مبارک میں آوے تو دو جام شراب اس ناچیز کے ہاتھ سے نوش فرمائیے ورنہ تخلیہ ہو کے ہم آغوشی و بوس و کنار کے لیے بہت وقت ہے جلدی کیا ہے کیا میں کہیں چلی جاتی ہوں جو آپ کو اسقدر اضطراب ہے بیتابی ہی کس واسطے کہ سامان عیش و عشرت سب موجود ہے ایسے وقت میں اضطراب و اضطرار کیا ضرور ہے ہاں اگر آپ کو اور کسی کی خواہش ہو اور ایسی ہی بیتابی ہو تو مجبوری ہے حضور بے تکلف ارشاد فرمائیں کنیز اپنی کسی خواص خاص نازنین کو حاضر کر حضور جناب عالی سے رفع القلق فرمائیں اور لطف شباب حاصل کریں اور جب تک حسب دلخواہ میری معشوقہ درۃ البیضا یہاں بہت پہنچی اور اسکی جان ایک گرین انتظار ہے ہاں فقط ایک شرم و حجاب البتہ مانع ہوتا ہے اس سے آپکو کچھ کام نہیں ہے کیا ہی قصہ کوتاہ جب تلک درۃ البیضا نے ایسے کلام کیے کہ شاہزادہ والا تبار درۃ البیضا کے آزردہ ہونے سے نہایت منفعل و شرمسار ہوئے اس عرصہ میں ملکہ درۃ البیضا نے فرصت پا کے بچا بلکہ سمجھی تمام دو چار جام شراب بقیہ بھی صاحبقران کو پلا دیے اور خود بھی پیے ہوئے تھی ہو کے لیٹا اور تب انکی آنکھ لگ گئی بعد اسکے شہریار سرشار بادۂ الفت و محبت ملکہ رشک بہار و نیلوفر عشق کی یاد میں بیتاب ہو گیا اور اسی طرح شوق و ذوق میں اُن پریزادوں کو سینہ سے لگا لیا اور بوس و کنار میں مصروف و مشغول ہوگئے لیکن یہ دونوں نازنین نازو ادا سے معشوقانہ سے پیش آتی تھیں اور انکار بھی بہ ظاہر کرتی جاتی تھیں مگر کام سے غافل نہ تھیں لیکے دونوں پریزادوں نے تین تین جام شراب ارغوانی طلسمی شہزادہ کو اپنے دست نگین سے بلا توقف پلا دیے اور طرفہ یہ کہ بہادر صاحبقران اکبر سے ملاقات کی ہوگی یکایک اس عرصہ میں سلطان ابوالحسن جو ہر ایک پردہ چھپا کر وہاں سے باہر آیا اور شاہزادہ کو دونوں سے روبرو سلام کیا اور کہا

نظم

السلام اے بادشاہ تخت شوکت السلام
السلام اے آفتاب اوج دولت السلام

السلام اے بادہ نوش محفل عیش و نشاط	السلام اے خسرو اقلیم عشرت السلام
السلام اے آنکہ ہردم در بغل گیری بتے	زین نگاران از سر جوش محبت السلام
السلام اے حق فراموش قدیم اے بیوفا	السلام اے تجربہ ہر رنگ دولت السلام

اسوقت صاحب قران اکبر گیتی ستان و کشور گیر نے اپنے برادر جہان میرزا ابوالحسن جوہر کو ملاحظہ فرمایا مثل گل شگفتہ ہو گئے اور فرط الفت و جوش محبت سے بے اختیار جوہر کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور جوہر بھی اسوقت بلحاظ و پاس شہریاری گردن خم کیے کھڑا رہا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابوالحسن اسوقت تمہارے یہان آنے سے مجھکو نہایت حیرت ہوئی سچ بتاؤ تم کسطرح یہان پہونچے اور خاص اس مقام مین کیونکر آگئے مجھے سخت استعجاب ہی جوہر نے عرض کیا ای شہریار فلک اقتدار مین کیا عرض کرون مسبب الاسباب نے یہان پہونچا دیا بحسب اتفاق زمانہ اور نوشتہ قسمتی سے اپنی پیان آگیا اور خاص جس وجہ سے مین یہان آیا ہون وہ وجہ بھی حضور پر حالی ہو جاویگی حضور اس عالم بیخودی مین یہان مبتلا ہین اور اس وضع خلاف کا جو حضور نے اختیار فرمائی ہی کیا سبب ہی ہر چند کہ یہ نازنینین ساکنان طلسم سے ہین اور اپنی صورت و وضع مین بھی حسین و جمیل ہین مگر نہ اسقدر کہ جیسی ملکہ نوبہار و ملکہ شمسہ تاجدار رشک خورشید پر وغیرت ماہ ہین انکے مشابہ ہونا بھی عجب کا مقام ہی دہمرتبہ وہم پلہ ہونا شی دیگر ہے اور صورت انکی تو ایک شعبدہ ظاہری معلوم ہوتا ہے مصرعہ

آخر ایں کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

اے شہریار عالی وقار مجھکو خود ہی حیرت ہی کہ حضور کا ان خواتین کی طرف میلان طبع کیونکر ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ یہ بیچاریان اُن خواتین عالی وقار کے مقابلہ مین کوئی حقیقت نہین رکھتین صاحب قران اکبر نے جب ابوالحسن جوہر کی زبان سے اس گفتگو سے خلاف طبع کو سُنا حالانکہ بوجہ طغیانی نشہ کے شراب ربانی سے از خود رفتہ ہو رہے تھے اسی حالت بیخودی مین دل نے پیچ و تاب کھایا اور نہایت برہم ہوکر فرمایا ای شخص ہمارے سامنے یہ کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور اسقدر زبان درازی کرتا ہی اُن نازنینون کی نسبت کلمات ناسزا کہنا کمال نا انصافی ہے تیرے فحوائے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تو اُن خواتین اصلی کی جانبداری کرتا ہی جو ایسے کلمات نازیبا ان نازنینون کے حق مین کہتا ہی اور انکی سفارش دربردہ کرتا ہی ہم پوچھتے ہین کہ ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ خواتین اصلی کے کیا شاخ زعفران لگی ہوئی ہے کہ یہ نہ ہون یہ نازنین نہین ہین ای بیوقوف یہ نہین جانتا کہ اُس خالق مطلق نے اس عالم اسباب مین ہر فرد بشر کو موافق اسکی قدر و منزلت کے دولت حسن و جمال عنایت فرمائی ہے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہے فَضَّلْنَا بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا۔ ایک سے ایک کو بزرگ و برتر پیدا کیا ہی اسی طرح حسب لیاقت ہر ایک کو مرتبہ بھی عنایت فرمایا ہی اسی طرح ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ گلشن نوبہار بھی اپنے اپنے مرتبے کے موافق صاحب حسن و جمال ہین اور یہ نازنینین بھی بجائے خود صفات ذاتی رکھتی

ولیظر ہین اے ابوالحسن بچشم غور و انصاف قدرت اُس قادر حقیقی او رصنعت اُس صانع کی دیکھنا چاہیے کہ یہ تینون شاہزادیان کیسا حُسن وجمال عالم افروز رکھتی ہین اور صورت مین بھی ہمشکل ملکہ شمسۂ تاجدار و ملکہ گلشن نوبہار کے ہین کسی طرح کا فرق نہین ہی بلکہ اصل مین ترجیح انھین کو ہی ہر حال مین۔ ابیات

رُخے چو ماہ بخوبی گذشتہ از خورشید
نقاب رفتہ سر کلہ یا سحاب زدہ
ہزار برق ستم پائمال توسن او
ہزار سیل بلا بوسہ بر رکاب زدہ

تعجب ہی اے ابوالحسن تم ایسی چاند سی صورتون کو بُرا کہتے ہو تمھین کیا ہو گیا ہی انصاف کو بالکل ہاتھ سے دیے دیتے ہو آخر اسمین کوئی سبب ہی کہ جو تم ایسے عقلمند و اہل فہم ہو کے یہ کلمہ ایسے لوگون کی شان مین جو کہ اپنا نظیر نہین رکھتی ہین کہتے ہو گے ابوالحسن نے کہا اے شہریار والا منزلت شرط انصاف یہی ہی صاحب وضع ایسے ہی ہوتے ہین بھلا حضور کے قول و فعل کا بھی کچھ اعتبار ہی آپ ہر دل عزیز ہین جہان گئے وہین کے ہوے انصاف کوئی چیز نہین ہی آپ جو چاہین کرین وہ کچھ نہین دوسرے کو نا انصاف ٹھہرائین واقعی یون ہی ہی انصاف کے یہی معنے ہین وفاداری و وضعداری بھی اسی کو کہتے ہین کہ کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز و شمسۂ تاجدار رشک البیان کے سوداے عشق مین مجنون و سرشار ایسے ہین کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہین جب اُنسے الگ ہوے تو پھر جانتے بھی نہین کہ شمسۂ تاجدار کون پری ہی اور نوبہار گلشن افروز کس شی کا نام ہی پہلے حضور ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ خواتین عالی وقار و محبوب روزگار کو بچشم حق بین و نظر انصاف ملاحظہ فرمائین اور ہر ایک نازنین عالی منزلت کا ان نازنینان طلسمی سے مقابلہ فرمائین کہ کون حسن و جمال و ادا و کرشمۂ دلربائی مین بہتر و برتر ہے قصہ کوتاہ اس گفتگو مین صاحب قران اکبر گردون فر کے معدہ مین وہ شراب ہضم ہوئی اور اثر طلسمی زائل ہوا اور شاہزادہ کی مدہوشی و بیخودی رفع ہوئی ہوش مین آئے اُسوقت اُن نازنینان طلسمی کا وہ خیال جو عالم سرشاری مین اور بیخودی مین تھا کم ہوا اب جو جوہر کی باتین سنین جیپ ہوے اور دل مین بھی معقول ہوے اور کہا جوہر سچ کہتا ہی مین نے بڑی غلطی کی اب بنظر خریداری اُن تینون نازنینون کو ملاحظہ کیا اور سمجھے کہ اصل اصلی ہے اور نقل نقلی ہے نقل اصل کو کب پہونچ سکتا ہی اُسوقت جو مین نے کہا وہ سب بیجا اور لغو تھا اسمین کچھ شک نہین ہے اور مین اپنے اختیار سے باہر تھا کسی بات کی تمیز نہ تھی اور دل مین کہا اے معز الدین حقیقت مین تو نے بڑی غلطی کی کہ اُن خواتین با تمکین کو ایسا بھول گیا کہ گویا دیکھا ہی نہ تھا اور اُنکو ایسے کلمات ناسزا مُنہ سے کہے الغرض شاہزادے کو اپنے حرکات لغو اور لاطائل یاد آئے اور دل مین نہایت معقول ہوے اور جوہر سے فرمایا اے برادر والا قدر تمکو قسم ہی میری جان عزیز کی تمنے جو حرکات و افعال مجنونانہ میرے دیکھے ہین واسطے خدا و رسول کے ملکہ شمسۂ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ کے سامنے کہین ذکر نہ کر بیٹھنا کہ وہ شہزادیان نہایت ہی نازک طبع و شوخ مزاج ہین مجھکو اُنسے از حد ندامت ہوگی اے برادر مجھکو خود اسوقت اپنی اُن حرکتون کا خیال آتا ہی اور متعجب ہوتا ہون کہ مجھے کیا ہو گیا تھا کس آفت و بلاے ناگہانی مین پھنسگیا تھا شراب ربانی کا پینا گیا تھا کہ گویا گرفتار بلا ہو گیا دفعۃً اُس شراب طلسمی سے قلب ماہیت ہو گئی

سیاہ

ایسا بے عقل و بیخود ہوگیا کہ بجز اُن نازنینون کے اور کوئی خوبصورت معشوقہ معلوم ہی نہوتی تھی بس جو کچھ تھیں وہی تینون نازنینیں تھیں ابوالحسن جوہرشاہزادہ کی یہ گفتگو سنکے خوب ہنسا اور کہا حضور اب کیا ہوتا ہی حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہی باعلان فرمایا ہی اور مین نے کیا ایک عالم نے سنا اب حضور تو اس سے انکار کسی طرح سے ممکن نہین حضور کی طرح نا انصاف و ناقدر ہو جاؤن او غفلت شعاری کو کام مین لاؤن حق کو چھوڑ دون ہمت و انسانیت سے باہر ہو جاؤن تو شاید آپکا رازدار ہون یہ امر مجھ سے ہونا معلوم کسواسطے کہ مین کسی کا محرم راز تو ہون نہین اس سے اب معاف رکھا جاؤن حضور تو شراب ربانی طلسمی نوش فرماکر بری الذمہ ہوگئے جو جسکو چاہا ارشاد فرمایا کچھ پروا نہین فدوی کسطرح محفوظ رہ سکتا ہی مین تو مدہوش نہین ہون کہ ناحق جھوٹ سچ بولون اور آپ کی خوشامد کرون اور آپکا رازدار ہون مجھ سے خداوند نعمت یہ نہوگا حضور اس خادم سے یہ توقع ہرگز نہ رکھیں کسواسطے کہ حضور پر بخوبی روشن ہی فدوی ایک مرد عیار پیشہ ظریف مزاج ہی اگر بزم عشرت مین کہ وہ مقام بے تکلفی ہے بر سبیل تذکرہ مذاقًا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو تعجب بھی نہین اور علی الخصوص ایسے امورات بیان کرنے مین کوئی قباحت ظاہر اسباب معلوم نہین ہوتی بلکہ خالی از فائدہ نہین ہی لہذا غلام تمام واقعہ بالتصریح ضرور بیان کریگا بلکہ اُن خواتین عالی وقار سے تاکیدًا عہد کرالونگا کہ ایسے مرد بے وفا اور ناآشنا کی صحبت سے اجتناب چاہیے اور کبھی اپنی صحبت مین شریک نہونے دے جسکو نہ اپنی بات کا لحاظ ہی نہ قول و قرار کا پاس ہی ایسے شخص کا کبھی ساتھ نہ دینا چاہیے صاحبقران اکبر نے یہ سنکے جوہر کو سینہ سے لگا لیا اور بہزار منت و سماجت فرمایا کہ بس اب مجھکو ذلیل نہ کرو یہ باتین تمھاری نہایت شاق معلوم ہوتی ہین اور مین نہایت خجل ہوتا ہون مگر جوہر ایک بات بھی شہزادے کی نہین سنتا تھا اور سخنان پند و نصایح سے شرمندہ کیے جاتا تھا شاہزادہ ہردم نادم و منفعل ہوکر عرق عرق ہوا جاتا تھا اور بار بار ابوالحسن کو بخوشامد یا دیکھے جاتا تھا اُس وقت صاحب قران اکبر اور جوہر مین عجیب رمز و کنایہ کی باتین ہو رہی تھیں آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ صاحبقران اکبر نے انتہا سے ندامت و انفعال سے ٹوپی پاؤن پر ابوالحسن جوہر کے رکھدی اور کہا کہ ای برادر دس ہزار تومان دونگا اب تم اس ملامت کرنے سے باز آؤ کہین میرا پیچھا چھوڑو ابھی یہ بحث و تکرار ہو ہی رہی تھی ناگاہ حجرہ سے ملکہ شمشیر تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز و ناطقہ روشن بیان تینون شاہزادیان بسم اللہ بسم اللہ کہتی ہوئی اسی عشرتگاہ مین بہزار ناز و انداز پہونچین شاہزادہ عالیجاہ سکوت کے عالم مین بیٹھے ہوے تھے یہ تینون شاہزادیان ہنستی ہوئی صاحبقران اکبر کے قریب پہونچین بس جیسے ہی اُن نازنینون کو صاحب قران اکبر نے سر اُٹھا کر دیکھا گویا ایک ہنگامہ قائم تھا

اُس وقت صاحب قران اکبر نے یہ بند حسب مناسب پڑھا نظم

سحر وصل کو غل ہے کہ سواری آئی	ہوگیا دل کو یقین موت ہماری آئی
ساعت مشغلۂ گریہ و زاری آئی +	قیس و فرہاد موے اب مری باری آئی

دل دھڑکنے لگا سینہ مین جگر پھٹنے لگا

دمبدم پوچھنے لگے پاس لہو گھٹنے لگا

صاحب قران اکبر پر کچھ ایسا خوف و رعب غالب ہوا کہ از سرتا پا وہ عالی جاہ مثل بید لرزنے لگا ہر چند رفع ندامت کے لیے فکر کی لیکن کوئی صورت کار برآری ظہور میں نہ آئی آخر کار ابو الحسن جوہری کی طرف نظر یاس و حسرت سے دیکھا ابو الحسن جوہری کو بے اختیار شاہزادہ عالی وقار کے حال زار پر ترحم آگیا اور اشارہ سے کہا حضور خاطر شریف کو جمع فرمائیں کیا مجال غلام کی کہ کوئی حرف ایسا زبان سے نکالوں کہ جو خلاف ارادہ حضور ہو حضور غلام کی طرف سے ہر طرح مطمئن رہیں اور کسی طرح کا اندیشہ نہ فرمائیں الغرض صاحب قران اکبر ناچار نادم و شرمسار با چشم اشکبار کھڑے ہو کر ان شاہزادیوں کے استقبال کو اٹھے اور چند قدم تعظیماً بڑھے اور ہر ایک ملکہ کشور حسن و خوبی کا استقبال کر کے بکمال خوشی تمام ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی طرف لائے اور ان شاہزادیوں نے بھی اول مراتب آداب و شائستگی کے ادا کیے بعدہ صاحب قران اکبر کے ہمراہ ہولیں صاحب قران اکبر نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ ہر ایک شاہزادی کا سلام لیا لیکن ساتھ ہی اس کے صاحب قران اکبر چونکہ ندامت کا اثر اٹھائے ہوئے تھے اور ان خواتین عالی منزلت نے سلام و مجرے میں ایک نوع کی شوخی ظاہر کی بس صاحب قران اکبر کے دل میں صاف خیال اس بات کا پیدا ہوا کہ یہ سلام انھوں نے نہیں کیا گویا مجھکو نادم و خفیف کیا یعنی شکایت اس جہت سے ہوتی ہو اسے معز الدین اب کیا کریں جو غضب ہوا میں کس طرح اس اپنی ندامت و شرمندگی کو رفع کروں آخر اسی فکر کی وجہ سے آنکھ اٹھا کر ان خواتین جہان کی طرف نہ دیکھ سکا اور ابھی تو یہ ہی وجہ ہے کہ جوں جوں اثر شراب زائل ہوتا جاتا ہو ویسی انفعال و شرمندگی بڑھتی جاتی ہے آخر شاہزادہ عالیجاہ نے اسی شرمساری میں مسند زرنگار پر ان شاہزادیوں کو ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور بیچ میں آپ بیٹھے اور درۃ البیضا اور رشک بہار و مہر روشن سخن ہر ایک بائیں طرف پیچھے کھڑی ہوئیں لیکن درۃ البیضا چنور لیے ہوئے پیچھے ملکہ شمسہ تاجدار کے کھڑے ہو کر مگس رانی کرنے لگی اور رشک بہار و مہر روشن سخن دونوں جانب راست اپنی اپنی خاتون عالی منزلت کے دست راست کے کھڑی ہو گئیں اس وقت صاحب قران اکبر نے جو آنکھ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا اور بچشم غور دیکھا لطافت کو کام فرمایا دل میں نہایت متعجب ہوئے اور کہا واقعی یہ امر کچھ ... ہو اور وہ حسن و ملیح و جہان افروز ادا ...

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

واقعی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نو بہار گلشن افروز اور ملکہ ناظرہ روشن بیان عجیب حسن و جمال خورشید مثال رکھتی ہیں جسکی تعریف ممکن نہیں قصہ مختصر صاحب قران اکبر خاموش بیٹھے تھے ابھی نوبت سکا ظہور کبھی نہیں آئی تھی کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز نے اپنی شوخی مزاج سے خود ہی سبقت کی اور تھوڑی دیر بعد پوچھا کہ او شہریار خیر ہو کیونکہ ... آج حضور کا مزاج کیا ہے کہ اس وقت کچھ طبع عالی مکدر ہے اسکا کیا باعث ہے ایسا سکوت تو کبھی نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو ہمارا یہاں آنا ناگوار ہوا ہم لوگ مخل صحبت ہوئے اور ہم تو حضور کے تابع فرمان ہیں جیسا حکم ہو ہم یہاں سے چلے جاویں کچھ مشکل امر نہیں ہو ...

ہمکو تو حضور کی ہر طور خوشی منظور ہے حضور اسقدر ناحق شرمندہ کیون ہین اپنے خدمتی سے شرمندگی کیسی ثابت ہوتا ہی کہ حضور نے ان نازنینان نوخاستہ سے کسی امر کا وعدہ کیا ہوگا اُسکا ایفا نہو سکنے پایا کہ ہم چلے آئے اُنکے دلون مین حسرت رہگئی اور آپکو اپنی وعدہ خلافی سے شرمندگی حاصل ہوئی یہ باعث اُسکے انفعال کا ہے ورنہ اور کوئی امر زیادہ اس سے بظاہر پریشانی کا خیال مین نہین آتا اگر یہی امر حضور کی پریشانی کا سبب ہی تو بیجا ہی کسواسطے کہ اگر بوجہ نشۂ شراب و زیادتی سر و حصول مطلب نہوا ہو تو پھر ہو سکتا ہی کہ بہ جمعیت عیش از سر نو کرم فرمائیے گا اور حسرت دل نکال لیجیے گا شب و روز سب حاضر ہین بلکہ ہر وقت سب دست بستہ موجود ہین حضور خود بھی خاطر جمع فرمائین اور جنسے وعدہ ہوا اُنکی بھی تسکین خاطر فرمادین کہ ہم دوسرے وقت آپ کی آرزو سے دل نکالدینگے یہ کوئی بات ایسی مشکل نہین ہے اور جو ہمارا لحاظ و پاس ہی یہ حضور کی قدر دانی ہی ورنہ ہمارا لحاظ کیا ان باتون کا حضور خیال نہ فرمائین ملکہ نوبہار شاہزادے کو انواع و اقسام کے سخنان طعن سے خفیف کرتی تھی اور شاہزادہ بھی جو بحر ندامت مین غرق ہوا جاتا تھا اس اثنا مین ابو الحسن جوہر نے جب غشیاسے شاہزادہ نامور کہا اے ملکۂ عالم یہ آپ اس وقت کیسے سخنان جگر خراش فرما رہی ہین ہماری سمجھ مین نہین آتے صاف صاف فرمائیے آپ کو شاہزادۂ عالی وقار کے دل کی کیا خبر ہے نہین معلوم کہ اسوقت کسکا خیال آیا ہوا اور کیا فکر کر رہے ہون بقول کسی شاعر کے مصرعہ

امور مملکت خویش خسروان دانند

آپکو اپنے ہی مطلب سے کام ہی کہ یہ محل مذاق کا نہین ہی ہر وقت کے واسطے ایک محل ہوا کرتا ہی ہر وقت انسان کا دل ایک طرح نہین رہتا ہی آپ دیکھتی ہین کہ صاحب قران اکبر کے ابھی بخوبی ہوش و حواس درست نہین ہوے صبر کیجیے ہوش و حواس جمع ہو لینے دیجیے دیکھتی ہو کہ شاہزادے کے بشرے سے آثار رنج و ملال صاف ظاہر ہین اور انفعال سے غرق عرق ہوے جاتے ہین ابھی تغیر طبع عالی سے گیا نہین جب ہوش و حواس درست ہون اور مزاج عالی اصلاح پر آئے پھر شکوہ و شکایت کا مضائقہ نہین اس بات کی خبر رفتہ رفتہ جناب حکیم قسطاس الحکمت کے بھی گوش زد ہوئی۔ حکیم صاحب فوراً صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے چونکہ صاحب قران اکبر بعد مدت مدید کے زیارت جمال باکمال حکیم صاحب سے مشرف ہوے لہذا اس مدہوشی اور خود رفتگی پر بھی ایسے خوش ہوے کہ گویا جان تازہ قالب بیجان مین آگئی اور وہ کیفیت بالکل رفع و دفع ہوئی نہایت شوق سے اپنے استاد والانژاد کے دست و پا کو بوسہ دیا اور حکیم صاحب نے بھی نہایت شفقت و مہربانی سے سر صاحب قران اکبر کا سینہ سے لگایا اور پیشانی انور پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ارجمند ایسی تعظیم و تکریم کی ضرورت نہین ہی کیون مجھے شرمسار اور گنہگار کرتے ہو صاحب قران اکبر نے کہا قبلہ و کعبہ مین تو آپکا شاگرد ہون اور شاگرد بجای فرزند کے ہوتا ہی اور حضور میرے راہنما ہین اور شاگرد کو استاد کا پاس واجب ہی آپ کیونکر خدانخواستہ گنہگار ہونگے آپ کی قدمبوسی ہماری عزت کا سبب ہی اب ارشاد ہو کہ حضور نے جو اس خاکسار

کو اسوقت سرفراز فرمایا اسکا کیا سبب ہی اور یہ تینوں نازنین یہان کسوجہ سے آئی ہین بالفعل عجیب مخمصون مین گرفتار ہون
بعض امور ناگفتہ بہ ہین دوسرا استعجاب اس امر مین ہی کہ کہان طلسم ارسطو اور کہان طلسم سفید فاصلہ مشرقین ہی اسقدر دور و دراز سے
جناب کا تشریف لانا خالی از علت معلوم نہین ہوتا خدا جانے اسمین کیا راز و حکمت ہی ہر چند فدوی زیارت سے بھی مشرف ہوا اسکی
اس خوشی کے جسقدر تردد تھا فوراً دفع ہوا لیکن یہ تعجب دل سے دور نہین ہوا حضور میرے تردد کو دل سے دفع فرمائین تاکہ میرے دل مضطر کو
قرار و آرام ہو حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار عالیوقار آگاہ ہو کہ مین خاص تمہارے واسطے حکیم ارسطو کا بھیجا ہوا آیا ہون تخلیہ ہو تو مین بیان
کرون غرض صاحبقران اکبر حکیم صاحب کو تخلیہ مین لیگئے حکیم صاحب نے شراب ربانی کی تمام کیفیت از اول تا آخر مفصل بیان کی جسوقت صاحبقران
اکبر نے کیفیت شراب ربانی کو سنا جسقدر شرمندگی تھی رفع دفع ہو گئی اسوقت خیال آیا کہ یہ دیوانگی و محویت تاثیر طلسم و ترکیب شراب ربانی سے
تھی آپ ہی آپ خوب ہنسے آخر جناب حکیم صاحب بعد اظہار اس سرگذشت کے اپنے حجرے مین تشریف لیگئے اور صاحبقران اکبر بھی
بار دیگر ان محبوبان گل رخسار کی صحبت مین تشریف لیگئے اور نہایت شگفتگی سے فرمایا ای خواتین وفا شعار مین خوب جانتا ہون
کہ تمہارے آئینہ دل پر ضرور میری طرف سے زنگ ملال آگیا ہی واسطے خدا کے اپنی خاطر نازک سے رنج و ملال کو دور کرو اور
گمان فاسد کو دل مین راہ نہ دو اسواسطے کہ مین شراب ربانی طلسم سے ایسا بیخود و مدہوش ہو رہا تھا کہ جسکی انتہا نہین بالکل
سرشار ہو گیا تھا دنیا و مافیہا کی اصلا خبر نہ تھی اس حالت بیخودی مین جو کچھ افعال و حرکات نالائق و نازیبا مجھ سے ظہور مین آئے
وہ سب بجا و درست ہین یقین ہی کہ تمنے بھی یہ سارا حال سنا ہوگا اور ان حرکات نازیبا پر اعتبار کیا ہوگا ان سب حرکات
نالائق پر ہرگز اعتقاد نہ کرنا چاہیے معاملات طلسمی سب ایسے ہوتے ہین اور قیاس بشری و فہم انسانی سے اکثر خارج ہوتے
ہین بھلا بشر کی کیا تاب و طاقت ہی جو اپنے حواس و ہوش کو بجا رکھ سکے اور یقین تو ہی کہ تمنے کوئی دقیقہ میری سرگذشت
دیوانگی کا ایسا نہو گا کہ جو سنا نہو پھر مین مفصل بیان کرتا ہون اے خواتین عالیشان سوائے ان افعال و حرکات
خلاف وضع کے بعض باتین ایسی نالائق و رکیک تمہاری شان مین میری زبان سے نکلین کہ جب مجھے خیال آتا ہی بحر ندامت
مین غرق ہو جاتا ہون جب ایسے کلمات تمہارے گوش زد ہوتے ہونگے تم اپنے دل مین کیا کہتی ہو گی مگر بخداوند لم یزل مین
محض بے اختیار تھا بوجہ تاثیر شراب ربانی طلسمی کے ایسا سرشار تھا کہ نیک و بد کی مطلق خبر نہ تھی جو کچھ ہوا وہ حرکت میری تھی
مین مجبور تھا غور کرو کہ معاملات طلسم سے انسان ضعیف البنیان کا کیا زور چل سکتا ہی سوائے مجبوری و ناچاری کے کوئی چارہ
نہین ہی کسی طرح سے کوئی بشر ایسا نہین کہ جو طلسم مین داخل ہوا اور جامہ سے اپنے باہر نہوا اور اپنی حالت اصلی پر قائم رہے اسواسطے
کہ کائنات طلسم مین عجیب و غریب مقدمات رونما رہتے ہین اور ہر ایک کام اختیار و قدرت سے باہر ہوتا ہی واے بر حال
اسکے جسکو بانیان طلسم اور حکماے عالی منزلت دیدہ و دانستہ طلسم مین گرفتار کرین وہ کیونکر اختیار مین رہ سکتا ہی سوا
اسکے پھر اس طلسم مین گرفتار ہو جانا ایک وجہ خاص سے ہی کسواسطے کہ بانیان طلسم نے اپنی فطانت سے زنان حور لقا کو تمہاری
صورت و شمائل سے ایسا مشابہ کیا کہ تم مین اور انمین بالکل فرق نہ تھا انکو جو بعد مدت مدید دیکھا تو ایسا جوش طبیعت مین پیدا ہوا

کہ وہ افسون وسحر کام کر گیا بس اُس بیخودی اور بیہوشی مین ہرگز اصل و نقل مین تمیز نہوئی اور مین تو گویا تمھارے ہی سوداے عشق مین گرفتار ہون اور تمھارے ہی صورت وجمال کا عاشق وشیدا تھا ہر چند مین تاثیر شراب طلسمی سے از خود فراموش تھا لیکن تاہم تمھارا خیال دل سے نہین گیا اور تمھارے خیال سے دام مکر مین گرفتار ہوا میرا اسمین کچھ قصور نہین ہے ہان اتنا قصور البتہ ہوا کہ اس سرشاری کی حالت مین اصلی و نقلی کو پہچان نہ سکا ورنہ مین ایسے فعل کا ہرگز مرتکب نہوتا ای ملکہ عالم مین تمھارے حسن عالم افروز کو دیکھکے اپنے جامہ سے باہر ہو گیا اور اس فریفتگی کی نوبت یہ پہونچی ملکہ نوبہار نے کہا ای شہریار نامدار جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب بجا اور درست ہے مگر مین تمکو قسم دیتی ہون کہ انھین محبوبان دلنواز و راحت بخش دل و جان کی جنسے چند روز سرگرم عیش رہے ہو اور جنکے واسطے دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو گئے ایک نظر انکو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ وہ حضور کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہین پھر جو آپ فرمائینگے ہم بھی اُسے تسلیم کرینگے ای شہریار والا تبار یہ کس آئین مین ہے کہ جس سے رات دن گرم صحبت رہے انھی سے اس بے اعتنائی سے پیش آیئے کہ گویا کبھی کے آشنا ہی نہ تھے ہمارے نزدیک یہ امر خلاف مروت وانسانیت ہے آخر وہ زمانہ کون تھا کہ جو انسے کس جوش وخروش سے ہم بغل ہوتے تھے اب کیا ہو گیا یہ وہی تو ہین کہ جنکے دست حنائی سے بصد شوق و ذوق جام شراب نوش فرماتے تھے اور بجاے گزک کے لب ورخسار و دہان کے بوسے لیتے تھے اب کچھ تو انکا پاس و لحاظ مرعی رکھنا چاہیے علاوہ انکے پاس و لحاظ کے اپنی بھی حفظ وضع کا خیال ہونا لازم ہے قول مردان جان دارد - یہ شرط آدمیت سے نہایت خلاف ہے کسی شخص کی آبرو مین رخنہ ڈالنا نہ چاہیے آپکو کچھ خوف خدا بھی ہے اُن بیچاریون کو دفعتًا بلا قصور دل سے فراموش کر دیا اور زیادہ بران ہمسے اپنی دیوانگی کا عذر بیجا کیا اب اسکا آپکو کیا جواب دیا جاے پس اب جو کچھ حضور ارشاد فرماوین وہ بجا ہے اور جو کچھ حضور نے کیا بہت خوب کیا اب ہمسے عذر کی کیا احتیاج ہے ہم بیچارے کس حساب اور کس شمار مین ہین جو ہم کسی کے حال سے معترض ہون علاوہ اسکے خسروان ذیجاہ و سلاطین با عز و جاہ اپنے فعل جائز و ناجائز ایک جانتے ہین کیونکہ کوئی انکا خوردہ گیر و مانع تو ہو ہی نہین سکتا پھر کیا بقول سعدی شیرازی کے مصرعہ

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است

حضور کو ہم بھی خوب جانتے ہین اور حکماے سابق بانیان طلسم نے بھی خود بدولت کو خوب جانکے اور مزاج کو دریافت کرکے ہر ایک عمل و تاثیرات و نیرنگ اور اسباب عیش و عشرت کو مہیا کیا ہے صاحبقران اکبر نے فرمایا ای ملکہ عالم اب گذشتہ باتونکو پھر از سر نو زبان پر لانا کیا ضرور ہے بلکہ محض بے سود ہے میری خطا کو معاف کرو درانحالیکہ خاطی اپنی خطا کا مقر ہوا اور پذیر کیا پھر کیا باقی رہا تکرار کرنے سے کیا حاصل مین تو خود اپنے قصور پر نادم وپشیمان ہون ناطقہ روشن بیان نے کہا ای شہریار عالیوقار آپ نے پہلے بھی ہمکو اطلاع دی تھی کہ ہم فلان کام کرتے ہین جو آپ اس سے عذر کرتے ہین ہمکو کسی فعل سے کیا کام تم جانو تمھارا کام جانے جو عاشق پیشہ ہین اور عیش طلب ہین خداوند کریم نے انھین کو جوہر مردانگی عنایت فرمایا ہے کہ وہ جب کسی زن خوبرو کو دیکھینگے مفتون وشیدا ہو جائین اور اپنی وضع وشان کا بھی لحاظ نہ کرین ننگ وناموس کو بالاے طاق

رکھیں اور جب خوب محظوظ ہو جائیں بعدہ عذر کریں ایسی صورت میں کسکو غرض ہے کہ اُنکے عذر کو سُنے اور خطا و قصور کو معاف کرے ملکۂ نوبہار گلشن افروز نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کی پشت پر دست محبت رکھا اور ہنسکر کہا اے خواہر گرامی قدر آفرین صد آفرین اسوقت تمنے بڑا کام کیا خوب میری حامی و مددگار ہوئیں کیا معقول جواب دیا ملکہ شمسۂ تاجدار نے کہا اے خواہر والا قدر بس ختم کرو اس تقریر بے فائدہ سے کیا حاصل یہ بھی نوشتۂ تقدیر تھا پیش آیا اب بہرطور رضائے الٰہی پر راضی رہو کسی کے اطوار و کردار سے کیا سروکار تم نہیں جانتی ہو کہ بجز اپنے مطلب کے اور کوئی کسی کا رفیق و غمخوار نہیں ہاں یہ ایک عذر واقعی قابل تسلیم ہے کہ جو فعل صاحب قران اکبر سے ظہور میں آئے وہ سب عالم بیخودی میں اثر شراب طلسمی سے تھے لہذا اُنکا گناہ بھی بانیان طلسم کی طرف عائد ہو سکتا ہے نہ صاحب قران اکبر کے ذمہ قطع نظر اسکے وہ شہریار کامگار صاحب قران روزگار ہے اُس عالی مناصب والا مناقب سے جو افعال حسب خواہش نفس سرزد ہوں وہ شایان ہیں۔ مصرعہ

ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست

اب دوسرا مقدمہ بندگی و بیچارگی کا ہے اس نظر سے ہم تم سب مجبور ہیں کیونکہ اس شہریار عالی وقار کے محکوم کیے گئے ہیں سوائے اطاعت و فرمانبرداری کے چارہ کیا ہے بہر نوع رضاجوئی ہر امر میں انکی ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہے۔ شعر

خلاف رائے سلطان رائے جستن — بخون خویش باشد دست شستن

کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ہم لفظ شکوہ زبان پر لاویں بلکہ جہانتک ہو سکے صبر کریں۔ قہر درویش بر جان درویش جوہر نے کہا کہ ملکہ آفاق میں جانتا ہوں کہ آپ دنیا اور اسباب دنیا کو نہیں جانتیں دنیا ایسی ہی ہے واقعی بری چیز ہے اسکا برتاؤ نہایت مشکل ہے مگر ان اس دنیا کو ہماری خواہر محترم ملکہ نوبہار گلشن افروز نے خوب جانا ہے باوجود اس ناز و نعمت اور عز و نخوت کے جسقدر حالات دنیا سے آگاہی حاصل کی کبھی کسی اہل دنیا نے حاصل نہ کی ہوگی یعنے ملکہ عالیجاہ نے اپنے عاشق صادق کو کس کس طرح کے آلام و صدمات میں مبتلا رکھا تا اینکہ اپنے کو سفاک عالم کے خطاب سے مشہور کر دیا اور اسقدر ظلم و ستم کیا کہ اُن عاشقان مظلوم و ستم رسیدہ کے مقابلہ میں گرفتار و اسیر ہوں تو تعجب نہیں آخرکار اُس روز اور تمام شب اسی طرح کی حیص بیص رہی اور باہم شکایتیں رہیں صاحب قران اکبر کا یہ حال تھا کہ کبھی ان خواتین عالی منزلت کی صحبت میں اور گاہ حکمائے عالی مرتبت کی خدمت میں جاتے تھے دوسرے روز جناب حکیم عنبر طوس حبشی کا آنا خاص اسی وجہ سے ہوا کہ حکیم قطاس الحکمت کو اسرار طلسم اور اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرے جو کچھ سرگذشت ہے وہ بھی سناوے تاکہ اور کار ضروری کو وہ بخوبی دریافت کر لیں اور سمجھ جاویں ہر چند کہ حکیم قطاس الحکمت پہلے ہی سے بزور علم نجوم و مکاشفہ کل راز طلسمی و احوال گذشتہ سے بخوبی واقف و آگاہ ہو گئے تھے لیکن اطلاع حال کی ضرورت نہ تھی اور یہ بھی خوب معلوم تھا کہ طلسم بیضا میں فلاں بزرگ عنبر طوس حبشی نام از جانب طبقۂ اعلے سے مقیم ہوا اور ایک عرصہ بعیدہ سے وہ بزرگ بطور داروغہ کے رازدار طلسم ہے باینہمہ عنبر طوس حبشی داروغہ طلسم بیضا نے ایک رقعہ اشتیاقیہ در بارۂ ملاقات حکیم قطاس کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا اور اپنے آنے سے بھی مطلع کیا تھا

چنانچہ حکیم صاحب ممدوح نے رقعہ کو ملاحظہ فرمایا اور خود مع حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان عبقر طوس کے استقبال کو آئے اور ملاقات ہوئی چند ساعت تک ان حکمائے معظم کے باہم راز و اسرار کی باتین رہین لیکن صاحب قران اکبر کو اس امر کی مطلق خبر نہ کی اور بجرد دیکھنے رقعہ کے بے اجازت پوشیدہ تشریف لیگئے چونکہ عبقر طوس جنی نے اپنے نشان اور پتہ سے آگاہ کر دیا تھا کہ مین فلان کوہ کے دامنہ مین لب چشمہ مقیم ہون اور مین آپ ہی کی ملاقات کو یہان آیا تھا اور مجھے چند مطالب ضروری بھی آپ سے گذارش کرنے ہین انشاء اللہ بروقت ملاقات عرض کیے جاوینگے لہذا اس حقیر کو قدمبوسی سے مشرف فرمایئے چنانچہ بمجرد سننے اس مضمون کے حکیم قسطاس الحکمت مع ہر دو شاگرد یعنی حکیم الجن اور عبقر طوس کے دامنہ کوہ مین تشریف لے گئے اس طرف اس مقام مذکور مین حکیم الجن منتظر تشریف آوری حکیم عالی منزلت تھے چند قدم حکیم صاحب کا استقبال کرکے نہایت اعزاز و احترام سے اپنے قیامگاہ مین لائے بعد مصافحہ و معانقہ چارون حکیم عالی منزلت برلب چشمہ ایک قالین بچھا کر بیٹھے اول تو باہم مزاج پرسی ہوئی بعدہ نوبت حرف مطلب کی اسطرح پہونچی کہ حکیم قسطاس الحکمت نے حکیم استقلینوس الٓہی کی نہایت تعریف کی اور فرمایا اے رہنمائے قوم بنی جان اب ملکہ صبح روشن گہر کے حالات سے بھی کچھ واقف ہین اس بارے مین جسطرح ارشاد ہو عمل مین آوے انجام اسکا کیا ہوگا اور اب کیا فکر کرنی چاہیے اس نیازمند کو از روے بشارت معلوم ہوتا ہے نیز پیر مرشد حکیم ارسطو نے ارشاد فرمایا ہے کہ عمل طلسم حکیم استقلینوس الٓہی کا صبح روشن گہر پر کارگر ہوگیا لہذا جلد تر اس معاملہ مین کوئی تدبیر کرنی چاہیے اسواسطے کہ آپ کو بھی یہ حال بخوبی معلوم ہے کہ صبح روشن گہر کو ان خواتین عالی وقار یعنی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ناطقہ روشن بیان کے عالی درجات و مراتب سے کچھ مناسبت نہین ہے اور یہ بھی آپ پر بخوبی روشن و ہویدا ہے کہ شاہزادہ معز الدین والا گوہر صاحب قران اکبر تاثیر طلسم و خاصیت شراب رمانی طلسم سے صبح روشن گہر کے عشق و محبت مین ایسا محو و از خود رفتہ ہو رہا ہے کہ نوبت جنون کی پہونچی ہے تا اینکہ اب نیک و بد مین بھی تمیز مطلق نہین ہے مین حیران ہون کہ اس بارے مین کیا فکر و تدبیر کرون حکیم الجن نے جواب مین عرض کیا اے عالی منزلت و معدن علم و حکمت یہ سب آپکی ذات ستودہ صفات پر منحصر ہے اور خاص تمھاری ذات خجستہ صفات سے یہ مقدمہ وابستہ کیا گیا ہے پس حضرت ہی کوئی ایسی تدبیر فرمائین کہ آپس مین دونون صبح کے کوئی صورت بحث و مناقشہ کی پیدا نہو کہ رنج و ملال کو طول کھینچے اور بسہولت و آسانی ہر ایک امر طے ہو حکیم صاحب بزرگ نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ دو خواتین مین کوئی صورت ملال کی پیدا نہو اب چونکہ دونون خواتین سے کوئی اس قصر عالی مین موجود نہین ہے لہذا جلد تر کوئی صورت نیک و سود مند اس بارہ خاص مین ہونا چاہیے اور انکی موجودگی مین کوئی کام بن نہ پڑیگا حکیم الجن نے کہا قبلہ و کعبہ فدوی نے پہلے ہی سے روشن گہر کو منع کر دیا کہ جبتک مین طلب نکرون تم ہرگز قصر مین آنے کا قصد نکرنا اور اب مین خدمت فیضدرجت مین حکیم بزرگ کے جاتا ہون یہ تمام تصہ تمھارے حال پر ملال کا بیان کرونگا جو مصلحت ہوگی اور حکیم بزرگ کی بھی راے عالی ہوگی وہ تم سے کہلا بھیجونگا اور جہانتک ممکن ہوگا مین خود تمھین بلوا لونگا

اس بات سے بہر نہج حضور خاطر جمع رکھین کہ صبح روشن گہر کو طلب نہ کرونگا وہ یہان قصر مین نہ آئینگی اب آپ باطمینان اس مقدمہ خاص مین جیسا کہ مناسب ہو اور نیک ہو دونون صاحبون کے حق مین تجویز فرمائیے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے محرم اسرار طلسم مین بھی اسی مصلحت سے ملکہ صبح دلکشا کو اپنے ساتھ نہین لایا کہ پہلے یہ مرحلہ طے ہو لے جب تک صلاح و مشورہ آپس مین باہم قرار پالے اور مقدمہ یکسو ہو لے تب تک اُن خواتین کا ایک جا ہونا اچھا نہین ہے لبعدہ دیکھا جائیگا اُسوقت مضائقہ نہین ہے الحاصل بعد اس قیل وقال کے حکماے عالی منزلت کی راے عالی اسپر قرار پائی کہ ایک شربت طلسمی تیار کیا جائے اور ایک ایک پیالہ اس شربت طلسمی سے دونون شخصون کو پلا دیا جاے کہ اس شربت کی تاثیر سے آپس مین ایسی الفت و محبت فی مابین پیدا ہو کہ دونون آپس مین حقیقی معلوم ہون اور غبار حسد آئینۂ دل سے دور ہو جاے اور تا زیست پھر کسی طرح کا ملال نہ پیدا ہو آخر یہ سب امور تجویز فرما کر ان حکماے عالی منزلت نے اُس عمل کے اسباب اور سامان شربت مہیا کیے اور بتعجیل تمام تین روز کے عرصہ مین وہ شربت طلسمی حسب مراد تیار کر لیا جناب حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے حکیم انجمن اب تو سب طرح سے ہماری خاطر جمع ہو گئی اور بفضل معبود برحق مراد بھی برآئی اب تم بلا وسواس بخاطر جمعی تمام ملکہ صبح روشن گہر کو بلا بھیجو اور مین بھی ملکہ صبح دلکشا کو بلائے بھیجتا ہون بفضل رب یزل کسی طرح کا تردد باقی نہین رہا حکیم عقر طوس نے حسب الارشاد حکیم بزرگ نہاد صبح روشن گہر کو بلا بھیجا اور حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے ملکہ صبح دلکشا کو بلا لیا اور بعد فراغ اس کار اہم کے ایک جاے معقول پر فرش نہایت تکلف سے بچھوایا اور حکماے با فرہنگ گفت و شنید مین مشغول ہوے

اب ان حضرات کو اس قیل وقال مین سرگرم رکھنا چاہیے اور دو کلمہ حال فرخ فال شاہزادۂ عالیجاہ و عالم پناہ صاحب قران اکبر یعنے معز الدین نامور کے معرض سماعت مین لانا چاہیے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما اس داستان ندرت بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ یہ تین چار روز صاحب قران اکبر کو اس سرور و شادمانی مین گذرے یعنے کبھی صحبت خواتین عالی وقار مین شراب و کباب کا مشغلہ ہے اور کبھی ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نو بہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان سے وقتاً فوقتاً بوس و کنار و لطف ہم آغوشی کا شغل رہتا ہے اور وہ تینون زنان طلسمی یعنے درۃ البیضا اور فصیحہ روشن سخن اور درخشک پری بیچاریان ناشاد و نامراد با دل محزون اپنی خاتون عالی وقار یعنے ملکہ شمسہ تاجدار کی خدمت مین دست بستہ کھڑی رہتی ہین اور دم بدم آہ جانکاہ کرتی ہین اور بنظر حسرت اُس صحبت بوس و کنار کا تماشا دیکھتی ہین گویا زندہ درگور ہین اور غم جانکاہ و غصہ سے اپنا خون جگر پیتی ہین طاقت دم زدن نہین اور مجال سخن نہین آخر ایک روز ملکہ شمسہ تاجدار نے بسبب اپنے بھی

خلق و مروت جبلی کے تینون پریزادون کو سینہ سے لگایا اور ہر ایک کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا ای خواہران عزیز بقدر بس اب تم لوگ تکلف کو موقوف رکھو بزرگان طلسم کا حکم بس اسیقدر تھا کہ جو کچھ گذر گیا اور تم بھی بجان و دل اُنکا حکم بجالاؤ برائے خدا مجھے زیادہ حد سے شرمندہ و منفعل نہ کرو اب میری خوشی یہی ہی کہ تم ذیل خواتین مین داخل ہوجاؤ یہ کہا اور اُن خواتین کو خود اُس جامع اخلاق و کرم نے خلدانہ ماہرو اور نادرۂ رازدار کے پہلو مین بٹھا دیا ہرچند کہ اُس محفل مین نادرۂ رازدار و خلدانہ سے رتبہ مین زیادہ ترکوئی عالیجاہ نہ تھا لیکن بپاس خاطر صاحبقران اکبر اور نیز بلحاظ اس امر کے کہ ہر ایک نازنین و شاہزادی ہے لہذا اُنکا اعزاز بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہی بعد اسکے یہ بھی فرمایا کہ ای خواہرون تمھین قسم ہے ہماری جان کی تم بھی یکے بعد دیگرے صاحبقران اکبر کو اپنے دست حنائی سے شراب پلاؤ جسطرح پہلے صحبت شراب و کباب کی تم گرم کیا کرتی تھین اُسی طرح اب بھی عمل مین لاؤ اور عیش و عشرت مین شاہزادۂ عالی وقار کے ساتھ بسر کرو اور اُسی طرح سے جام شراب دو اور محظوظ ہو وہ نازنینین بوجہ شرم و حیا اور آداب شاہی کے کچھ نہ کہ سکین الا یہ کہا کہ ہم لوگون کی کیا مجال ہے کہ حضور کی موجودگی مین کسی طرح سے دعواے برابری کر سکین ملکہ آفاق نے فرمایا اب تم ہماری خاطر سے اُسی طرح سے بے تکلفانہ شراب شاہزادے کو پلاؤ ہم مین سے کسی کے رنج و ملال کا خیال کبھی دل مین نہ لاؤ اور بخداے لایزال مین ہرگز تم سے ناخوش نہین ہون اور نہ ہونگی بلاخوف و خطر صحبت عیش منعقد کرو ہرچند ملکہ شمسۂ تاجدار نے اس بات مین اصرار کیا مگر اُن تینون نازنینون نے شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیا اور سرنگون بیٹھی رہین شاہزادۂ عالیجاہ نے جب ایسا خلق ملکہ شمسۂ تاجدار کا دیکھا آفرین و تحسین کی اور فرمایا کہ ای ملکہ سراپا مروت و اخلاق مین اسوقت تمھاری اس مہربانی سے نہایت خوش ہوا واقعی امر یہ ہی کہ تم سے جسقدر امر ہو وہ ظہور مین آئے کم از کم ہو اس وجہ سے کہ تم کس شاہنشاہ ہفت اقلیم کی اولاد سے ہو اور اُس ملکہ خوبان کی اولاد سے ہو کہ جو سرتاج نسوان بنی آدم تھی اُس ملکہ روزگار کے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ ایسے ہین کہ جو حد تحریر و تقریر سے باہر ہین قصہ کوتاہ وہ شہریار نامور صاحبقران اکبر صحبت مین اُس گل گلزار محبوبی کے ہمہ تن محو عشرت تھے کبھی ملکہ شمسۂ تاجدار کے شمیم گیسوے پرخم سے مست و سرشار تھے اور گاہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کی ہم آغوشی کا لطف اُٹھاتے تھے اور کبھی ملکہ ناطقۂ روشن بیان کے لب جان بخش اور کسی وقت اُن ماہرویان پری پیکر یعنے درۃ البیضا و فصیحہ و رشک بہار و ملاحت پری وغیرہ کے دست حنائی سے جامہاے مے ارغوانی نوش فرماکر عارض گلرنگ کے بوسہ لیتے تھے اسی طرح سلطان ابو المحسن جوہر بھی ایک طرف نادرۂ رازدار و خلدانۂ ماہرو و شمع رخسار وغیرہ محبوبان آرام جان سے سرگرم صحبت عیش و عشرت تھا اور بوس و کنار مین ہمہ تن مصروف تھا الغرض ہر ایک اہل انجمن عیش و نشاط مین محو بیخودی تھا کہ جسے دین و دنیا کا ہوش نہ تھا تین شبانہ روز اسیطرح ہنگامہ عیش و طرب و جوش و خروش نہایت ذوق و شوق سے برپا رہا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی چوتھے روز صاحبقران اکبر والاقدر اس صحبت عیش و سرود سے فراغت پاکر باہر تشریف لائے اور حکیم صاحب عالی منزلت کی خدمت فیضدرجت

میں رونق افروز ہوئے وہاں آکر دیکھا مکان خالی ہے حکیم صاحب تشریف نہیں رکھتے آخر بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ جناب حکیم عالی وقار مع شاگردان نامدار جناب حکیم عبقرطوس جنی کی ملاقات کو تشریف لے گئے ہیں اور ہنوز وہیں رونق افروز ہیں صاحب قران اکبر گیتی ستان اس حال کو سنکے نہایت ملول و غمگین ہوئے اور نہایت افسوس سے فرمایا کہ بڑا تعجب ہے حکیم صاحب نے مجھے مطلق اطلاع نہ فرمائی اور بلا استفسار و اطلاع تشریف لے گئے اگر مجھے خبر ہوتی یا حکیم صاحب فرماتے تو میں بھی ضرور ہی ہمراہ انکے جاتا بعد اسکے سلطان ابو الحسن جوہر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ای ابو الحسن تم طاؤس الفرس کو تیار کراکے حاضر کرو کہ ہم اپنے حکیم صاحب کے پاس جائینگے ابو الحسن جوہر نے ہامان جنی کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور طاؤس الفرس کو تیار کرلاؤ ہامان جنی حسب الحکم فوراً گیا اور اس توسن برق وش و تیز خرام کو تیار کرکے لایا اور عرض کی کہ گھوڑا حاضر ہے صاحب قران اکبر اس مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے اور ابو الحسن جوہر کو ساتھ لیے اسی دامنہ کوہ کی سمت روانہ ہوئے جسوقت قریب قیامگاہ حکیم صاحب عالی منزلت پہونچے اور حکماے عالی قدر و والا مرتبت کو آمد شاہزادہ گیتی ستان کی خبر ہوئی فوراً چاروں حکماے عرش احتشام و فلک مقام شاہزادہ گردوں مقام کے استقبال کو آئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے اُس مہر یار عالم کو لائے اور اُسی قالین پر جہاں کہ آپ رونق افروز تھے شاہزادہ آسمان جاہ کو بٹھایا اور ایک طرف آپ بیٹھے دوسری جانب شاگردان بلند مکان کو اجازت بیٹھنے کی دی صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب سے شکایت بے اطلاع تشریف لیجانے کی کی اور فرمایا کہ جناب عالی اگر مجھے اپنی تشریف بری سے اول اطلاع فرماتے تو میں بھی ہمراہ رکاب فیض انتساب چلتا اور جناب حکیم الجن کے فیضان زیارت جمال باکمال سے بہرہ ور ہوتا مگر افسوس مجھ مشتاق زیارت جمال کو حضور نے اپنے تشریف لیجانے سے خبر نہ کی حکیم بزرگ نے فرمایا ای فرزند دلبند لخت جگر و نور بصر تمھاری یہ شکایت بجا و درست ہے لیکن مجھکو یہ خیال گذرا کہ تمکو اپنی محبوبان گل اندام کی صحبت عیش و عشرت سے کنارہ کرنا ہوگا اور تمھارے عیش میں تلخکامی واقع ہوگی اور یہ مجھے کسی طرح منظور نہیں ہے اسواسطے میں بلا استفسار و بے اطلاع چلا آیا اور مجھے اگر معلوم ہوتا کہ تمھارا یہ قصد ہی اور تم میرے ساتھ آؤگے تو میں ضرور تمکو اطلاع دیتا بلکہ بغیر تمھارے آئے میں ہرگز روانہ نہوتا آخر وہ تمام روز شاہزادہ گیتی پناہ کو حکماے عالیجاہ کی خدمت و صحبت میں گذرا شام کے وقت وہاں سے مع اُن حکماے عالی مقام کے روانہ ہوا اور قصر فردوس منزل میں رونق افروز ہوا اور حکماے عالی منزلت بھی اپنے اپنے منازل خاص میں فروکش ہوئے جناب حکیم صاحب بزرگ اور حکیم الجن یعنے حکیم عبقرطوس جنی نے صاحب قران اکبر گیتی ستان سے فرمایا کہ ای فرزند ارجمند ہماری راے اور صلاح یہ ہی کہ اب تم اس قصر عالی میں معطل و بیکار نہ بیٹھو بلکہ تمکو جو کارہاے ضروری درپیش ہوں انکو بحسن و خوبی و بدلجمعی تمام اتمام کو پہونچاؤ کہ انکا سر انجام تمھاری ذات ستودہ صفات سے متعلق ہی لامحالہ تمکو انکا انجام دینا بھی واجب و لازم ہی چنانچہ بالفعل ایک نہایت ضروری یہ کام درپیش ہے کہ تم اس مرکب طاؤس الفرس پر سوار ہو اور شمشیر آبدار افعی اخضر زیب کمر کرو اور پھر دوبارہ طلسم مرحلہ چہارم مفتوحہ میں جاؤ اور اس شمشیر آبدار یعنے شمشیر افعی اخضر سے قفل

خزانۂ طلسم کو کھولو کہ اس زمانہ مین تمنے ہر چند چاہا اور کوشش کی لیکن وہ قفل نہ کھلا اسوقت اسکا کھلنا مصلحت نہ تھا اب اسکے کھلنے کی ساعت آگئی لہذا بعد وا ہونے قفل مذکور کے خزانۂ طلسم کو اپنے تحت و تصرف مین لاؤ بالفعل کائنات طلسم مین ایک ہی مرحلہ باقی ہے جب قفل خزانہ کھلجائیگا اور مال و متاع طلسم ہاتھ آجائیگا بعد اسکے پھر بالکلیہ طلسم خود ہی باطل ہوجائیگا اور ملک زرد ھنگ اور ملک آفلاک وغیرہ سلاطین طلسم تمھاری خدمت و ملازمت مین خود ہی حاضر ہونگے بعد ازان جس شخص پر تمھارا اعتماد کلی ہو اور جسے اپنا معتمد و خیرخواہ سمجھو اُس شخص کو خزانہ داری کا عہدہ مرحمت فرماؤ اور سب مال و اسباب اسکے حوالے کرو اور ملک زرد ھنگ وغیرہ سرداران مراحل کو حکم دو کہ وہ مع فوج ظفر موج و خزانہ شہر عسکریہ کی طرف کوچ کر جائیں اور جبتک تم وہان نہ جاؤ یہ خیمہ زن رہین اور تمھارا انتظار کرین اور لاقوت جنی وغیرہ اسیران طلسم کو بھی اگر انھین ہمراہ کر دو تو اور مناسب ہے کسواسطے کہ لاقوت کے مقدمات کا بھی انفصال ضرور ہے اور وہ مقدمہ اُسی سرزمین عسکریہ پر طے ہوا چاہتا ہے کیونکہ اُن مقدمات کا طے ہونا مقدر ہوچکا ہے بعد اس کام کے خود بدولت و اقبال اس باغ و قصر عشرت مین نہضت فرمائین اور پھر جو کچھ ہمین کہنا ہوگا وہ بھی کہدیا جائیگا صاحب قران اکبر نے جناب حکیم صاحب کے ارشاد عالی کو بدل قبول کیا اور اُسی وقت اسپ طاؤس الفرس پر سوار ہوے اور ابوالحسن جوہر کو ہمراہ رکاب فیض انتساب لیا اور نیز دیگر مردمان مقرب کو ہمراہیان ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اپنی جلو مین لیکر روانہ ہوگئے بعد طے مراحل و قطع منازل تیسرے روز زرین حصار اور قلعہ مسکو کیہ مین پہونچے ملک دینار و خواجہ درہم عیار وزیرا اور عدلون و معاون جنی صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کی خبر سنکے اُسی کوہ معاون کے دامنہ مین خدمت شاہزادۂ عالی مین حاضر ہوے اور بعد حصول شرف ملازمت اپنے اپنے قرینہ سے مقیم رہے صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو واقعی اب طلا و نقرہ کوہ معاون سے نکلنا مطلق موقوف ہوگیا اور تمام کانہاے طلا و نقرہ معدوم ہین بلکہ اُن مقامات پر انبار پتھرون کا ہوگیا ہے آخر شہریار گردون وقار مع ملک دینار وغیرہ او ابوالحسن جوہر شہر زرین حصار مین داخل ہوے صاحب قران اکبر نے ملک دینار سے فرمایا اے ملک یہ شخص عیار وضع جو ہمارے ساتھ ہے یہ ہمارا برادر عزیز القدر ہے اور نام اس عالی مقام کا سلطان جوہر مشہور ہے بمجرد سننے اس کلام صاحبقران اکبر گردون مقام کے جوہر سے معانقہ کیا اور موافق معمول ابوالحسن جوہر کے ہاتھ چومے اور نذر گذرانی بعد اسکے اپنے نہ پہچاننے کے عذر خواہ ہوے کہ ہمنے بوجہ لاعلمی نذر وغیرہ نہین گذرانی بعد اسکے شہریار گردون وقار زرین حصار کی سیر کرتے ہوے ایوان و حرم سرا مین داخل ہوے اور ایک شب وہان قیام فرمایا اور مطربان خوش آواز و نازنینان سراپا ناز کے نغمات دلکش سے تمام شب خاطر ہمایون کو عجب طرح کا سرور رہا شب عیش و سرور مین بسر ہوئی دوسرے روز صاحبقران اکبر قلعہ مسکو کیہ مین تشریف لائے اور موافق ارشاد حکیم عالی منزلت بسم اللہ کہکر شمشیر افعی اخضر غلاف سے نکال کر اُس قفل طلسمی پر بزور و قوت تمام ایک ضرب اس ترکیب سے لگائی کہ بفضل الٰہی ضرب اول ہی مین قفل طلسمی دو ٹکڑے ہوا اور مع حلقہ در زمین پر گرا اُدھر قفل طلسم کا مفتوح ہونا تھا کہ دونون دروازہ جو مدت مدید سے بند تھے خود بخود کھل گئے صاحب قران اکبر نے بنظر اُس تمامی

قلعہ کو ملاحظہ فرمایا جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصل مین وہ قلعہ نہین ہی بلکہ ایک احاطہ بغیر سقف ہی اور اس احاطہ مین انبار زر سرخ اور زر سفید کا لگا ہوا ایک طرف اس احاطہ کے ایک حجرہ تھا اس حجرہ مین بعض بعض اشیاے نفیس طلسم حیرتکدہ آصفی جو کہ مثل درخت طلا وغیرہ سے عبارت ہی موجود ہی صاحب قران اکبر نے اس درخت جواہر بار و نادر روزگار کو بچشم غور ملاحظہ فرمایا اور نہایت خوش و مسرور ہوئے ابو الحسن جوہر نے کہا ای شہریار گردون وقار مین حیران ہون کہ یہ خزانہ اور اسباب گرانبہا سر حلقہ سرنگان عالم بہتر توفیق ذات شریف کی دست برد سے کسطرح سلامت بچا جو اس طلسم مین رکھنے کی نوبت آئی علاؤن وغیرہ نے کہا ای سلطان ابو الحسن جوہر یہ اشیاے طلسمی اُن اشیا مین نہین ہین جو بے محنت و بلا مشقت و تکلیف سے کسی کے ہاتھ آجائین اور بہتر توفیق کی کیا قدرت و مجال تھی کہ ادھر دیکھ سکتا علاوہ اسکے ان اشیاے طلسم کو بحفاظت تمام محصور کر دیا ہی تا دست برد سے ہر ایک کے محفوظ رہے ورنہ بہتر توفیق اپنی زنبیل حکمت مین ضرور داخل کر لیتے شاہزادہ نامور صاحب قران اکبر اس متاع لا زوال اور دولت بیقیاس کو دیکھکر اسقدر خوش ہوئے کہ قبا جسم مین تنگ ہو گئی جوہر سے کہا ای برادر عزیز القدر دیکھو اُس قادر حقیقی کے لطف کرم کو کہ اس اپنے بندۂ حقیر و ضعیف کو اسقدر دولت بیقیاس عطا کی کہ آج تک کسی بادشاہ باشوکت کو تمام عمر مین نصیب نہوئی ہوگی اس کمترین کو جو ایک جگہ سے دستیاب ہوئی ہی حق یہ ہی کہ اگر ہر موے بدن زبان ہو جائے تو بھی اس معبود مطلق کا ادا شکر نہو سکے۔

شعر

شکر کردن کے توانم درخور آلاے تو
شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

ای برادر والا گوہر اسقدر یہ دولت ہی کہ اگر اپنی تمام عمر بخوبی صرف کرون تو ہرگز کم نہو مین حیران تھا کہ اس مال و متاع کو کیونکر صرف کرون آخر میرے دلمین خود ہی یہ خیال آیا کہ اس دولت لا زوال کے خرچ کرنے کا یہ طریقہ تجویز کیا ہی اور عہد واثق یہی کر لیا ہے کہ تا زمان سلطنت اور عہد حکومت یہ قاعدہ مقرر کرون کہ ہر روز صبح سے تا زوال آفتاب دیوان عام مین اجلاس کرون اور اس دولت لا زوال کو اپنے راست و چپ رکھون اور تخت رفعت پر جلوس کرکے حکم عام دون کہ غربا و مساکین شہر حسب خواہش اپنی بلا قید لیوین اور صرف کرین اور مادام حیات اپنی یہی دستور العمل اور فیض عام جاری رہے کہ جملہ غربا و مساکین اُس خزانہ سے فیضیاب ہوون اور علاوہ اسکے فقراے متوکل اور عارف حق آگاہ و قانع کا کل کا بھی علوفہ کامل یہین سے جایا کرے اور باشندگان بیت المقدس کے واسطے بھی ایک جاگیر معقول یہان سے ایسی مقرر کیجائے کہ ہر ایک شیخ و شاب کو حسب لیاقت اسکے پہونچا کرے تا کہ وہ لوگ فکر معاش سے اپنی مستغنی رہین اور اس بدترین خلائق کے واسطے دعاے آمرزش پروردگار عالم سے کیا کرین اور اپنے پروردگار کی عبادت بدل جمعی تمام ہر طرح کی بے فکری سے بجا لاوین الغرض صاحب قران اکبر نے بعد اس انتظام و نظم و نسق کے اس خزانہ عامرہ کو جوہر کے سپرد کیا اور خود بدولت دیوان عام مین تشریف لا کر اورنگ خسروانی پر رونق افروز ہوئے اور تمام امرا و سلاطین و ارا کین سلطنت سلام و مجرا گاہ سے مراتب تعظیم و تکریم بجا لائے اور تمام حاضرین دربار نے شہریار گردون وقار کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور نذرین گذرانین لیکن ملک زر و مشک و ملک افلاک مینائی و سیمگون و سیفان

و فخلان و البشار وغیرہ جو کہ غلامان خیر خواہ و خیر اندیش بارگاہ فلک اشتباہ صاحب قران اکبر تھے اور تمام جن و انس اسوقت
سرزمین ظاہر مرحلہ چہارم مین صاحب قران اکبر کی تشریف آوری کے انتظار مین چشم براہ و نہایت مشتاق ملازمت تھے
انھون نے دیکھا ایکبارگی زمین صحرا سے اسقدر گرد و غبار عظیم اٹھا کہ از زمین تا چرخ برین تیرہ و تار ہوگیا اور زمین و آسمان
نظر نہ آتا تھا وہ ظلمت اور ہواے تند و تیز ایک روز و شب کامل قائم رہی دوسرے روز جب خسرو خاور تخت زمردی پر با فوج
شعاع جلوہ گر ہوا وہ طوفان ہوا ہوگیا اور ہواے خوشگوار چلی ایک گوشہ بیابان سے کوہ معادن اور برج قلعہ زرین خشیار
صاف نظر آنے لگے جملہ سلاطین طلسم پر یہ حال حالی ہوگیا کہ اب طلسم مفتوح ہوگیا اور کوئی مقام ایسا باقی نہیں رہا کہ جو ابتک
فتح ہو اسی وقت ملک زردھنگ مع جملہ سلاطین و امراے عالی شان جو اسوقت وہان موجود تھے کمال فرحانی و خوشدلی
سے صاحب قران اکبر کی ملازمت کو روانہ ہوے دوسرے روز صاحب قران اکبر کو بھی اس حال سے اطلاع ہوئی کہ شاہ
ظاہر مرحلہ چہارم طلسم ملک زردھنگ جنی وغیرہ چند سلاطین طلسم ملازمت عالی کو حاضر ہوے ہین اور تمناے زیارت
شہریار عالی وقار رکھتے ہین بمجرد سننے اس خبر کے اس شہریار گیتی ستان نے حکم دیا کہ بارگاہ سہیلے مین آنے دو بمجرد اجازت
باریابی دربار دُربار ملک زردھنگ مع سلاطین نامدار بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہوا سب بجا آگاہ سے آداب و مجرا بجا لا
اور شہریار گردون وقار کی دست بوسی کی اور پاؤن پر سر نیاز کو جھکایا اور سعادت قدمبوسی حاصل کی بعد اسکے صاحبقران
اکبر کو مبارکباد فتح طلسم دی صاحب قران اکبر شہنشاہ نامور نے ہر ایک سلاطین عالی شان کے شان پر موافق ہر ایک
کی قدر و منزلت کے عنایات و مرحمت ملوکانہ فرمائی اس عرصہ مین ابوالحسن جوہری نے اس نقد و جنس کو پیش نظر کیمیا اثر کیا
صاحب قران اکبر نے اس خزانہ خداداد کا عہدہ خزانہ داری سیمگون دلاور کو تفویض فرمایا اور ملک دینار کو مددگار سیمگون
خزانہ دار کا مقرر کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ملک زردھنگ اور جملہ سلاطین کو حکم دیا کہ تم سب سرداران ذولوقار
اس خزانہ عنایت کردہ پروردگار کے ساتھ واسطے محافظت کے نہایت ہوشیاری و سرگرمی سے رہو اور پیادگان ہمراہی
و ماتحت اپنے سے پاسبانی وغیرہ کا کام لو اور دارالملک شہر عسکریہ کی طرف کوچ کر جاؤ وہان پہونچکر اپنے بادشاہ کی ملازمت
بجا لاؤ اور جب تک کہ بدولت و اقبال وہان وارد ہون بیرون شہر خیمہ زن رہو چنانچہ اسی وقت حسب الحکم شہریار گردون وقار
رخصت ہو کر تمام سرداران نامدار مع سلاطین ذوالاقتدار روانہ شہر عسکریہ ہوے ادھر صاحب قران اکبر و شاہنشاہ نامور
پانچ چار روز شہر زرین حصار مین تخت حکومت و فرمانروائی پر جلوس فرما رہے متاع و دولت طلسمی کو سیمگون دلاور کے سپرد کیا
اور لاقوت شاہ وغیرہ ساکنان طلسم کو سیفان جنی کے حوالے کیا اور حکم محکم دیا کہ ان نابکار دلون کو جبتک بدولت و اقبال
یہان رونق افروز ہون اپنی حراست و حفاظت مین رکھو لیکن کھانے پانی وغیرہ کی انکو تکلیف نہو ہم شہر عسکریہ مین پہونچکر
ملک اذفرشاہ کے سامنے انکے اعمال کی سزا سے کامل دینگے غرضکہ جب صاحب قران اکبر اس انتظام وغیرہ سے فارغ ہوئے
طاؤس الفرس پر سوار ہوے اور ملک افلاک شاہ کو حکم دیا کہ مع اپنے جواہر خانہ کے شہر عسکریہ کو جلد روانہ ہو اور ایک رقعہ

ٹھہری بدستخط خاص ملک افلاک شاہ کو مرحمت ہوا کہ یہ رقعہ ترصیع جبنی کو دینا اور تاکیداً کہنا کہ تم بھی بمجرد دیکھنے اس تحریر کے مع جواہر خانہ متاع طلسمی و زمرد وزیر کے دار الملک عسکریہ کو روانہ ہو جاؤ ایک آن توقف نہ کرو اور تا ورود ما بدولت و اقبال ملک اذفرشاہ بادشاہ طلسم کی سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہو ملک افلاک شاہ زمین خدمت کو بوسہ دے کر اول اپنے ملک کو روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر ترصیع جبنی کو وہ رقعہ دیا اور زبانی بھی حکم شاہی کو سنا دیا بعد اسکے تمام جواہر خانہ اور درختان جواہرات و اثمار طلسمی جسقدر کہ اس قلعہ میں اس قسم کا اسباب موجود تھا ہمراہ سب کے روانہ ہوئے اور اسی طرح ترصیع و زمرد وزیر بھی جواہرات متعلقہ جواہر خانہ و آلات حرب مرصع کا ساتھ لیکر ملک افلاک شاہ کے ہمراہ ہوئے بعض اخبار میں یوں وارد ہوا ہے کہ جواہر خانہ بزرگ شہر عسکریہ ہے غرض بہمہ وجوہ ملک افلاک اور ترصیع و زمرد جملہ اشیاء ہمراہی لیکر عسکریہ کو راہی ہو گئے اور بعد رخصت کرنے اُن سرداران ملکوں کے شاہزادۂ آسمان جاہ زرین حصار سے سوار ہوئے اور ملک آبشار و ملک نفیرون مع اپنے خدم و حشم کے ہمراہ رکاب دولت انتساب رہے صاحبقران اکبر گردون سریر جمعیت قلیل کے ساتھ قصر النیرین کو روانہ ہوئے

اب صاحب قران اکبر والاشان کو طرف قصر النیرین کے روان رکھا جاتا ہے اور حال مخدرات خواتین کا گذارش ہوتا ہے



بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن و زمزمہ سرایان محفل ہنر و فن مفتون خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ دلدار طرفگی بنیان گلزار جہان راز شناسان بلبل ہزار داستان اس قصۂ حیرت افزا اور فسانۂ مژدہ کو عشرتکدۂ بیان میں لاکر زیور عروس سخن سے اسطرح آراستہ کرتے ہیں کہ بعد تشریف لیجانے صاحب قران اکبر نامور کے ملکہ صبح روشن گہر اور ملکہ صبح دلکشا دونوں

شاہزادیان حسب المطلب حکماے عالی منزلت لباس پُر تکلف زیب جسم کرکے اور زیور جواہرات گوناگون سے آراستہ ہوکر
سجادہ و تجمل خسروانہ تخت مرصع کار پر مع چند خواصان دمسانہ کے روانہ ہوئین اور نہایت سرعت اور تیز روی سے قطع مراحل
وطے منازل کرتی ہوئی خرم و خندان قصر النیرین مین پہونچین یعنے ملکۂ صبح روشن گہر قلعۂ یاقوت نگار سے روانہ ہوئی تھین
اور ملکۂ صبح دلکشا طلسم اجرام و اجسام سے چلین اور دونون شاہزادیون کا حسب الاتفاق ایک ہی وقت و ایک ہی ساعت
خاص مین داخلہ ہوا پہلے خدمت باسعادت جناب فضیلت مآب مین حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا اور سعادت قدمبوسی
سے مشرف ہوئین بعد اسکے اسی جلسۂ خواتین مین رونق افروز ہوئین جسوقت دونون صبح مطلع انوار نے ایک ہی وقت مین
طلوع کیا اور قران السعدین کی نوبت پہونچی ایک نے دوسری کو دیکھا وہ چشمہای نرگسی دوچار ہوئین چونکہ بعض وقت اگر کسی
موقع و محل مین ایک دوسری کے سامنے ذکر آگیا تو مزاج ہاتھ سے جاتا رہا اور تیور بدل گئے اور کلمات سخت و درشت
زبان سے جاری ہوتے تھے اب کہ دونون شاہزادیان ایک ہی جا جمع ہوگئین اور مقابلہ ہوا ہر اس سبب سے آتش رشک
وحسد اور زیادہ ترکھڑکی دماغ پریشان ہوا تاب ضبط انہین رہی لبیں برہمی طبع اور اضطرار قلب سے بیتاب ہوگئین اور اس
رشک وحسد نے ایسا بے اختیار کردیا کہ ایک نے دوسری کو سخنان نا ملائم بطور شکایت کہنے شروع کیے اور آپس مین ایسا
طول کلام ہوا کہ نوبت فساد کی پہونچی اور طرفین سے ہنگامہ برپا ہوگیا ہرچند کہ ملکۂ شمسہ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز
و ملکۂ ناطقہ روشن بیان بھی اسی عارضہ مین تھین لیکن انھون نے ہرچند چاہا کہ کسی طرح یہ آتش فتنہ و فساد و پیچ و ملال
فرو ہوجاوے اور حتی الامکان اس معاملہ مین نہایت کوشش کی اور سمجھایا لیکن کون سنتا ہے کسی کا کہنا اثر پذیر نہوا مگر
ملکۂ نوبہار کی تاکید و تہدید سے اتنا ہوا کہ ملکۂ صبح دلکشا خاموش ہوگئی بعد اسکے ملکۂ شمسہ تاجدار ملکۂ صبح روشن گہر پر
بہت خفا ہوئی وہ بھی بپاس خاطر ملکہ چپ ہوئی لیکن سامنا اسقدر ناگوار تھا کہ ملکۂ صبح دلکشا نے ملکۂ صبح روشن گہر
کی طرف سے منھ پھیر لیا اس عرصہ مین ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ روشن بیان نے ملکہ روشن گہر کے
حسن و فریب کو نہایت غور سے ملاحظہ فرمایا واقعی نہایت حسینہ و جمیلہ پایا ملکۂ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر عزیز القدر ہمارے
نزدیک کلمۂ حق یہ ہے کہ ملکہ روشن گہر بھی عجیب رخ باصفا اور جمال جہان آرا رکھتی ہے اسکی صورت زیبا دیکھکے دل کھینچتا ہے اے
خواہر تمنے یہ بھی بغور دیکھا کہ اس نازنین کی شکل و شمائل اور صبح دل کشا کی صورت ایکہی ہے سرمو فرق نہین ہے ملکۂ نوبہار نے
کہا اے خواہر عالی قدر ہرچند کہ ملکۂ صبح دل کشا میری خالہ زاد بہن ہے مگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دونگی جو کلمۂ حق ہوگا وہی کہونگی
تمہارے سرعزیز کی قسم ہے ملکۂ صبح روشن گہر بھی بعض بعض ادا سے دلربائی و حرکات معشوقانہ و محبوبانہ مین دل کشا سے
نہایت درجہ بڑھی ہوئی ہے اور حسن و جمال ماہ مثال مین اپنا عالم جداگانہ رکھتی ہے مگر افسوس ہزار افسوس رشک و حسد
خانہ خراب نے باہم مخاصمت کو دخیل کردیا ہے اسکا رفع ہونا معلوم اور کوئی صورت چاہیے کہ موانست و اتحاد کی آپس مین پیدا
ہو ممکن نہین اور طرفہ تر یہ کہ دونون نازنینین لفظ کنیزی کو اپنی نسبت سنکے ایسی افروختہ ہوتی ہین کہ ہوش بجا نہین رہتے

گویا جامہ سے اپنے باہر ہو جاتی ہیں اور ہرگز اس شک کو گوارا نہیں کرتیں اور بجائے خود یہ فہم میں نہیں آتا کہ بیت

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم	بندہ بارگاہ سلطانیم

ہر چند کہ دونوں کے کاغذ عقد میں لفظ کنیزی موجود ہے زوجیت و خاتونی کا کہیں ذکر بھی نہیں ہے آخر صبح دلکشا یہ کہتی ہے کہ صاحب قران اکبر نے پہلے مجھے دیکھا ہے اور اس زمانہ میں کہ جب شاہزادہ سودائے عشق نوبہار میں از خود رفتہ ہو رہا تھا میرے حسن صورت پر عاشق ہوا اور ایسا مبتلا و فریفتہ ہوا کہ جسکی وجہ سے ملکہ نوبہار شاہزادے سے آزردہ ہو کر چلی گئی تھیں اسی آزردگی سے شاہزادہ عالی قدر کو ایک مدت تک مفارقت و مہاجرت میں گرفتار کر رکھا تھا علاوہ اسکے پاسبان طلسم نے صاحب قران اکبر معز الدین نامور کی زوجہ چہارم مجھی کو قرار دیا اور بشوق تمام مجھے زمرۂ ازواج میں داخل کیا مجھکو غیرت ہے کہ اس صورت میں دوسری عورت کو حوصلہ کس بات پر ہے پہلے اپنی قدرت اور جمال کو ترقی دے اور اپنا مرتبہ بلند کرے تاہم میری طرف تو بھلا کیا طاقت ہے جو کوئی نظر کج سے دیکھ سکے آنکھیں اسکی نکلوا ڈالوں صورت بگاڑ دوں شعر

اچھا کیا ہے اُسنے باندھا ہے مجھ سے بیر	جیتی رہی تو سمجھونگی اور مرگئی تو خیر

ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا اے خواہر نوبہار اس معاملہ میں ہرگز جائے دم زدن نہیں کاتب تقدیر نے ہر ایک کے نامہ اعمال میں جو لکھا ہے وہ ضرور ہوگا دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے کس واسطے کہ صبح روشن گہر کا یہ قول ہے کہ میں تو شاہزادہ معز الدین گردون وقار مالک طلسم بیضا کی زوجیت کا منصب رکھتی ہوں شاہزادہ والا گوہر ایسا مجھپر شیدا ہوا کہ دین و دنیا کی خبر نہ رہی آخر وہی میں ہوں یا اب بدل گئی ملکہ شمسہ تاجدار کے بھی عشق و محبت کو بھول گئے تھے اس صورت میں سوائے ملکہ شمسہ تاجدار کے بجز منصب زوجیت و خاتونی میرے سوا اور کسکو پہونچ سکتا ہے صبح روشن گہر یہ سنکے برافروختہ ہو گئی اور کہا صاحبو تم سب صحیح کہتے ہو میں جھوٹی ہوں جھوٹے کا بیان کیا جو کچھ آپ صاحبوں نے فرمایا وہ سب بجا اور درست لیکن میں اپنے مزاج سے مجبور ہوں مجھے کسی حال میں یہ ننگ گوارا نہیں کہ لفظ کنیزی سے منسوب ہوں اے ملکۂ عالم تم خوب جانتی ہو کہ طبائع مختلف ہوتے ہیں خداوند عالم نے مجھ کمبخت کی طبیعت اسی قسم کی خلق کی میں کیا کروں مجھے اپنا مرنا قبول لیکن کنیزی اور پرستاری سے نامزد ہونا منظور نہیں یہ امر میرے حق میں اچھا ہو یا برا مجھکو اس لفظ کے سننے کی تاب نہیں میں کیا کروں آیندہ نوشتۂ تقدیر سے کیا چارہ ہے سب ہی مجبور ہیں نوبت اینجا رسید کہ ملکہ صبح روشن گہر نہایت ہی درہم اور برہم ہوئی اور اس صحبت سے اُٹھ گئی اور بجائے خود یہ عزم بالجزم کر لیا کہ ایک نظر صاحب قران اکبر نامور کو دیکھ لوں کہ میری آرزو اور تمنا بر آئے بعد اسکے پھر اپنا ہلاک کر ڈالنا کتنی بڑی بات ہے ہر روز کی جان کنی سے اور ہمیشہ کے غم و اندوہ سے تو نجات پا جاؤنگی یہ کہکے سودۂ الماس اپنے پاس رکھ لیا اور دل میں کہا جسوقت میں تنگ زیادہ ہونگی اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا اور اس روز کے صدمہ جانکاہ سے نجات ہو جائیگی آخر اسی غم و غصہ میں چلی جا بیٹھی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی اور یہ کہتی جاتی

کہ ابھی زاہدہ خاتون نے عالم رویا مین مجھسے کہا کہ تو رنجیدہ و محزون کیون ہوتی ہے خدا سے امیدوار لطف وکرم کی رہ انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوگی خاطر جمع رکھ تیرے باب مین ضرور فکر کیجاویگی اسوقت یہ معاملہ عجیب دیکھتی ہون لیکن معلوم انجام کیا ہوتا ہے بظاہر تو کوئی صورت نیک معلوم نہین ہوتی بلکہ ہزار درجہ مآل کار بدہی نظر آتا ہے اسی بحث و تکرار مین صاحبقران اکبر عالی شان و شاہزادہ رفیع المکان بھی داخل قصر ہوے اور پہلے حکماے عالی منزلت سے ملاقات کی اور بعد اُسکے کل واقعات گذشتہ و سوانح حکیم بزرگ کی خدمت سراپا برکت مین بیان کیے بعد اسکے وہان سے فراغت حاصل کرکے خواتین عالی قدر کی صحبت مین تشریف لے گئے دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بھی اُس جلسہ خواتین مین ملکہ نوبہار کے عقب مین بیٹھی ہے اُسکی طرف سے پشت کرلی ملکہ صبح دلکشا نے صاحبقران اکبر کو ہنسکر سلام کیا شاہزادہ عالیجاہ نے جمال جہان آراے ملکہ کو مدت کے بعد دیکھا تھا بمجرد دیکھنے اُس صورت دلفریب کے بیتاب و بیقرار ہوگئے ایکبارگی بیتابانہ دوڑکر صبح دلکشا کو آغوش مین اُٹھالیا اور لب و رخسارۂ گلفام کے بوسے لیے اور پھر محبت ملکہ صبح دلکشا کی دل عرش منزل شاہزادہ ذی وقار مین ازسرنو پیدا ہوگئی ملکہ صبح دلکشا نے صاحبقران اکبر سے ملکہ صبح روشن گہر کی شکایت کی اور کہا اے شہریار گردون وقار آپنے کچھ یہ بھی سُنا کہ ملکہ صبح روشن گہر میرے منصب خاتونی کو مجھسے لے لینا چاہتی ہین اور اپنا مرتبہ کنیزی مجھ ناچیز کو مرحمت و عنایت ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اسپر دلیل یہ لاتی ہین کہ صاحبقران اکبر نے مجھسے اقرار کیا ہے کہ تجھے مین مرتبہ خاتونی سے سرفراز و ممتاز کردونگا بلکہ ملکہ صبح دلکشا کا مرتبہ خاتونی تجھے دونگا ابھی تھوڑی دیر کا ذکر ہے کہ حضور کی غیبت مین یہی بحث اور گفتگو کررہی تھین آخر اُس بحث و تکرار مین یہانتک نوبت پہونچی کہ قریب تھا کہ روشن گہر اپنے فرد مطلب پر مجھ سے دستخط کرالیتین مگر بوجہ بعض امور کے یہ امر ملتوی رہگیا اے شہریار عالی وقار بس یہ جان نثار حضور سے بمنت عرض کرتی ہے کہ اگر اُنکا قول صحیح ہے اور حضور نے واقعی وعدہ واثق کیا ہو اور یہ امر شدنی ہو تو حضور اسی وقت مجھے آزاد فرمائین کہ مین اس روز کے غم و ملال سے نجات پاؤن اب مجھے ایک لمحہ کی زندگی بدتر از مرگ معلوم ہوتی ہے پہلے سے مجھے معلوم نہ تھا کہ جناب فضیلت مآب حکیم اسقلینوس مغفور نے یہ میرے حال پر توجہ فرمائی ہے اور طرفہ شعبدہ بازی میرے ساتھ خرچ کی ہے شاید حضرت کا یہ منشا تھا کہ شاہزادہ معز الدنیا کے چارون منکوحہ اول کے سر پر اور چار عورتین طلسم خارج القسمت کی بزور و ظلم مسلط کردین مگر ملکہ شمسہ تاجدار و ناطقۂ روشن بیان اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کا اقبال تھا اور طالع زبردست تھا کہ اُنپر عمل طلسم نہ چلا باطل ہوگیا لیکن بادۂ عمل حکمت پناہی سے میرا جام حیات لبریز ہوگیا اور ہماری شامت اعمال نے یہ رنگ دکھایا کہ ہماری تقدیر نے نیرنگ طلسم کو قائم رکھا اور یہ بھی خوبی تقدیر و قدرت ربانی ہے جو وہ یکتاے زمان ملکۂ دوران خاتون جہان رشک قمر ملکۂ صبح روشن گہر میری حیات مین میرے سامنے دعواے خاتونی کرین اور طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ حکیم الجن بقراطوس صاحب بھی روشن گہر کے حامی و مددگار ہین اور اسی معاملہ مین روشن گہر کی سرپرستی کرتے ہین اور قوت دیتے ہین

قصہ مختصر صاحب قران اکبر عالی وقار صبح دلکشا کی گفتگو سے غضب آمیز بغور سنا کیے اور کمال تشویش و فکر مین باہر چلے آئے اُسوقت اپنے دل مین خیال کرتے تھے کہ کیا کیا صحبتین عالم طلسم مین میسر آئین اور کسیقدر ملکہ روشن گہر کے سوداے عشق مین گرفتار ہو رہے تھے کہ بجز روشن گہر کے اور کسی دوسرے کا خیال تک دل مین نہ لاتے تھے نہ جانتے تھے کہ کوئی دوسری معشوق دنیا مین ہے یا نہین مگر اب وہ خیال فریفتگی و مفتونی نازنینان سنبل مو جو بسبب آثار طلسم کے تھے مطلقًا سہو و محو ہو گئے بلکہ اب اس مرتبہ ہوش و حواس درست و صحیح ہو گئے تھے کہ نیک و بد کو بخوبی سمجھتے تھے اور یہ بھی سمجھے کہ سوزش عشق و سوداے محبت مین جو مبتلا ہو گیا تھا بوجہ آثار شراب طلسم کے تھا ہر چند کہ وہ آثار محبت و عشق کم ہو گیا ہے لیکن پھر عشق ملکہ روشن گہر ایسا درست و کاری دل پر لگا ہے کہ ملکہ صبح دلکشا و روشن گہر رتبہ مین ایکسان نظر آتی ہین دونون مین سر مو فرق نہین معلوم ہوتا شہزادے کو محبت یکسان ہے کسی کی نہ کم ہے نہ زیادہ چنانچہ اس وقت شاہزادہ نہ ملکہ صبح دلکشا کے بارے مین کچھ بول سکتا ہے اور نہ صبح روشن گہر کے معاملہ مین دخل دے سکتا ہے کسواسطے کہ دونون کو برابر دل سے چاہتا ہے اور حیران و پریشان ہے کہ اب کیا کرون کوئی چارہ کار ایسا معلوم نہین ہوتا کہ جس سے یہ دونون ماہ جبینین اس قصہ کو طول نہ دین اور اتفاق سے رہین الغرض صاحب قران اکبر گردون وقار یہی کر دین غمگین و محزون وہان سے اٹھا اور انھین خواتین کی صحبت مین تشریف لیگیا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے جو شاہزادہ عالی وقار کی صورت زیبا دیکھی پھر وہی حسب عادت دفتر شکایت کھولا اور نوبت گفت و شنید کی بھی آگئی اور بسبب تند مزاجی کے اول حکماے عالی منزلت بانیان طلسم کے حق مین کلمات طعن و تشنیع شروع کیے اور اسی ذیل مین صاحب قران اکبر کو بھی کچھ کلمات سخت و سست کہے شاہزادہ گردون حشم از حد محزون ہوے اور اسی ملال مین مجلس سے اٹھکے ایک حجرے مین جہان ملکہ صبح روشن گہر تھی تشریف لائے ملکہ روشن گہر غصہ مین بھری بیٹھی تھی صاحب قران اکبر کو دیکھکے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی سلام کیا صاحب قران اکبر نے صبح روشن گہر کا اول سلام لیا بعدہ کہا اے صبح روشن گہر اسوقت کی تمہاری اس ناخوشی نے مجھے غمگین کر دیا اور علاوہ اسکے مجھے رنج و الم بھی حد سے زیادہ ہوا کیونکہ مین نے کبھی ایسا تمکو ملول و محزون نہین دیکھا تھا ابھی ملکہ صبح روشن گہر ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالنے پائی تھی کہ فقط صورت صاحب قران اکبر نامدار دیکھکے بے اختیار صبح روشن گہر کی چشم نرگسین سے قطرات اشک ٹپاٹپ پڑے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیا بات ہے بس یہ کہنا صاحب قران اکبر کا گویا او معین ہو گیا بے اختیار اس شدت سے روئی کہ تمام دامن و آستین تر ہو گئے اور اس درد کی آواز سے روئی کہ صاحب قران اکبر کی بھی آنکھون سے اشک رواں ہو گئے آخرکار ملکہ رنگ افروز اور دردانہ اور گرمایہ خاتون وغیرہ نے بیتاب ہو کر عرض کیا اے شہریار عالی وقار ہم آگے سنتے تھے کہ قول مردان جان دارد مرد اپنے قول و قرار سے انحراف نہین کرتے حضور کو کچھ یاد ہے کہ زبان مبارک سے کیا ارشاد فرمایا تھا یعنے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم صبح دلکشا کا مرتبہ خاتونی و زوجیت کا

منصب ملکہ روشن گہر کو بخشدینگے اور بجاے صبح اول صبح دوم کو منصب خاتونی سے سرفراز و ممتاز کرینگے لہذا ای شہریار آپکو اپنی بات کا پاس ضرور ہے اور ایفاے وعدہ کرنا چاہیے تاکہ یہ ناکام بھی اپنے مقصد قلبی سے کامیاب ہو جاے نظم

یاد کن آن عہد را اے شہریار مرد دائم حرف خود سے پرورد		مرد مومی را زین نشان روشن ستا از سخن گشتن بنامردان سزد

قصہ مختصر نازنینان مذکور نے یک زبان ایسی ایسی باتین شیرین و رنگین چرب زبانی کے ساتھ کین کہ صاحبقران اکبر کو انکے کہنے سے ہوا اور دریاے ندامت مین غرق ہو گئے اور پریشانی مین پہلے ہی سے مبتلا و حیران ہو گئے تھے اس گفتگو سے سراپا ندامت کو سنکے اور زیادہ حیران ہوے بجاے خود فکر کرتے تھے کہ اس گفتگو کے واقعی کا کیا جواب دون کچھ بن نہ آتا آخر بمقتضاے وقت و مناسب حال سمجھ کے ملکہ روشن گہر کو فہمایش کی اور بکمال اندوہ و غم و رنج وہان سے روانہ ہو اور اپنے استاد و الا نژاد حکیم فیطاس الحکمت کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر تمام سرگذشت از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کیا ای والا تنف اسرار خفی و جلی مجھ ایسے کم عقل اس قصہ و فساد دو زہرہ نے میری زندگی تلخ کر دی ہی جبتک حضور کوئی تدبیر نفرمائینگے اس نیازمند کی زندگی نہو گی اور اگر مین زندہ بھی رہا تو ایک روز یہ ضرور ہو گا کہ مین اپنا گریبان پہاڑکر سر صحرا نکل جاؤنگا اسمین کسی طرح کا فرق نہو گا میری ہر وقت و ہر لحظہ یہی دعا ہے کہ دونون نازنینان سرکش و تند مزاج آپس مین موافقت بسر کرین کوئی حرف شکایت کا درمیان مین نہ آوے ان دونون کا رنج و ملال بہر نوع میرے لیے باعث کاہش جان ہے ہرچند مین اسی فکر مین رات دن غلطان و پیچان رہتا ہون لیکن بظاہر کوئی صورت ایسی نظر نہین آتی کہ یہ قصہ و فساد آپس کا رفع ہو بلکہ اور ہر روز آتش رشک و حسد زیادہ بھڑکتی جاتی ہے سمجھ مین نہین آتا کہ کیا علاج اسکا کرون یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ جسکی طرف سے زیادتی ہو اسکی جانب داری کرون مگر یہ بھی محال ہے کس واسطے کہ میرے حق ذاتی مین لحاظ کرنے سے اور جانب داری کرنے سے ایک کو دوسرے کی نسبت خیال ہو گا اور یہ امر زیادہ تر سبب مخاصمت کا ہو گا انجام کار یہ مخاصمت بغیر ایک کے ہلاک ہوے ممکن نہین کہ دفع ہو اور مجھکو دونون سے دست بردار ہونا لازم ہو گا مگر عشق کے ہاتھ سے بالکل از خود رفتہ ہو رہا ہون دست بردار بھی غیر ممکن ہے کہ یہ امر اختیاری نہین ہے ای عالی جناب عجیب کشمکش مین ہون مجھے اب کچھ بن نہین آتا کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون حکیم ابو المحاسن نے مذاقا کہا ای شہریار گردون وقار ہان یہ آپ نے درست فرمایا اس رشک و حسد نے اکثر نقصان بڑے بڑے نقصان کیے ہین اس مسئلہ کو حل کرنا نہایت دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہو کہ ان دونون نازنینون مین سے جو اچھا جانو اور تمہاری راے کے موافق ہو لیکن ولیکہ دل بھی مائل و راغب ہو ایک کو گوارا فرماؤ اور دوسری کو ترک فرماؤ نہین تو واقعی امر یہ ہو کہ اس برہمی مزاج طرفین سے آپ کی جان عذاب مین پڑ جائیگی اور آیندہ دونون کو ترک کرنا پڑیگا اور آپ کو بھی رنج و ملال حد سے زیادہ ہو گا ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	

ان دونون نازنینون کا مزاج ایسا تند واقع ہوا ہے کہ اُنکی اصلاح نہایت ہی دشوار ہے علاوہ برین آپکو یہ روا کیا ہے کسواسطے کہ
آپ کو فقط وہی تینون نازنینین کافی ہین یعنے ملکۂ نوبہار گلشن افروز اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان و ملکۂ شمسۂ تاجدار بس
ہین اسپر بھی اگر خواہش نفس باقی رہیگی تو اور کنیزان خوب رو و سنبل مو بھی تصرف کیلیے موجود ہین صاحب قران اکبر نے
کہا اے حکیم والامنزلت حضور بجا ارشاد فرماتے ہین واقعی مجھ ضعیف وناتوان کو فقط ایک نازنین گل رخسار و گل اندام
ہی کفایت کرتی ہے اور ایک مشکل یہ ہے کہ ایک ہی کی خدمت گذاری سے عہدہ برا ہونا غیر ممکن ہے قطع نظر اسکے مین
پہلے ایک ہی نازنین کے سوداے عشق مین اپنے وطن مالوف سے نکل کے آوارہ و سرگردان پھرا کیا اور کوئی شکل
خاطر جمعی کی نظر نہ آئی اور یہ شکل و صورت وہم و گمان مین بھی نہین تھی کہ مین اسطرح مجبور رہکر دام تزویر مین پھنسونگا
لیکن اپنے بزرگون کے سبب سے مجھکو اسقدر عیش و عشرت نصیب ہوئی ہے اور کچھ اندیشہ امروز و فردا کا نہین ورنہ
مین اور ایسا عیش کہ جو بادشاہان ہفت کشور کو بھی شاید اس بے فکری اور اطمینان خاطر سے ممکن نہوا ہوگا انصاف
شرط ہے حضور ہی فرمائین کہ مین اب کسکو ان نازنینان عشق پیشہ سے جدا کردون آخر کچھ تقاضاے غیرت و حمیت بھی ہے
یا محض خودغرضی ہی ہے کہ حقدار کو دیدہ و دانستہ حق سے محروم کردون یہ امر خلاف وضع مجھ سے تو نہین ہوسکتا آیندہ جیسا امر
مین اختیار نہین ہے مجبوری ہے جہانتک میرا اختیار ہوگا مین تو ہر ذی حق کو ناخوش کبھی نہ کرونگا حکیم صاحب یہ سنکے مسکرائے
اور فرمایا اے فرزند ارجمند شاباش یہی چاہیے مردان خداشناس و حق آگاہ ایسا ہی کرتے ہین ہم اسوقت تمھارے اس
کلمۂ حق شناسی سے بہت خوش ہوے جب تو تمھاری سرنوشت مین کاتب تقدیر نے عیش و عشرت لکھدی ہے اسمین میرا
کیا اختیار ہے دولت و حشمت و جاہ و نعمت تمھارے پروردگار نے تمکو عنایت فرمائی تمکو اُس خالق ارض و سما کا شکر ادا کرنا
چاہیے اور غربا پروری و دادرسی کو شعار اپنا کرو اور اُسی شکریۂ الٰہی مین ہم ایسے عاجز ترین بندگان خدا کو کہ گنہگار ہین بدعاے
خیر یاد کیا کرو صاحب قران اکبر نے فرمایا قبلہ و کعبہ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین یہ جو کچھ ہے حضور ہی کی بدولت ہے مین کس زبان سے
حضور کا شکریہ احسان ادا کرون اگر ہر موے تن زبان ہو حضور کی شفقت بزرگانہ اور محبت و عنایت کا شکریہ ادا نہین کرسکتا
اب حضور یہ فرمائین کہ فدوی اس درد لاعلاج کا کیا علاج کرے کہ باعث سوہان روح ہے اور مجھکو اس رشک و حسد کا
دفع ہونا بظاہر کسی صورت سے معلوم نہین ہوتا اسلیے اسکے میری زندگی دشوار معلوم ہوتی ہے واسطے خدا کے جلد اسکی
فکر فرمائیے اور اس بندۂ مجبور کو اس کاہش جان سے نجات دلوائیے القصہ حکیم قسطاس الحکمت کا دل بیچین ہوگیا
فرمایا اے فرزند دلبند تم کیون اسقدر پریشان و متردد ہوے ہو خاطر جمع رکھو ہمارا وعدہ کیا ہم دیا تھا ہے تو تمھارے حسب دلخواہ
جو امر ہوگا انجام پاجائیگا وہ کارساز ایسا ہی ہے کوئی اُسکی درگاہ سے بے نیل مرام نہین پھرتا بندہ کو چاہیے کہ اُسکی ذات
سے مایوس و نا امید نہو بعد اس کہنے کے حکیم صاحب نے وہ شربت خانہ ساز جو کہ اشغال طلسم سے باتفاق حکیم عقرطوس
جنی تیار کیا تھا صاحب قران اکبر کے حوالے کیا اور فرمایا اے شہریار گردون وقار تم اس شربت کو پیا کرو اور نہایت چھپا کر

سے رکھو اور بروقت موقع ومحل اُن خواتین کو پلاؤ اور اپنے صحبت گرم کرو دیکھو کہ خداوند کریم پردۂ غیب سے کیا
ظاہر کرتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہی جام شربت نوش کرنے میں یہ قصہ یقین تو ہے کہ بفضل خدا رفع ہو جائے
دوسرے جام کی نوبت نہ آئیگی اور کام تمہارا درست ہو جائیگا اگر شاید اسکے پینے سے کوئی صورت ظہور میں نہ آئے
تو اور ایک شراب عملی بھی جناب حکیم صاحب عالی منزلت نے تیار کی ہے وہ تم لیجا کر پلانا خدا چاہیگا تو اُس سے بہت
جلد تمہارا کام نکل جائیگا اور وہ شراب بھی منگوا کر صاحب قران اکبر کو مرحمت فرمائی اور دونوں کی ترکیب استعمال کی
بیان کی اور تاثیر سے بھی آگاہ کر دیا پس شراب و شربت عنایتی جناب حکیم فضیلت مآب سے صاحبقران اکبر شاد ہوگئے
اور دست حق پرست جناب حکیم آنکھوں سے لگائے اور بوسہ دیا اور حکیم صاحب کی صفت وثنا فرمائی اور وہ دونوں
چیزیں نایاب زنانہ خدمتگاروں کے ہاتھ بھیجیں اور خود نہایت خرم وشادکام ٹہلتے ہوئے دیوان عام و قصر عالیشان
میں داخل ہوئے اور خلوتخانے میں تشریف لیگئے اور ایک کنیز کو بلا کر حکم دیا کہ جا اور ملکہ دلکشا کو ہمارے پاس جلد بلا لا اور
اپنی ملکہ عالم سے کہدینا کہ اب دیر نہ فرمائیے شہزادے نے فرمایا ہے کہ جلد جسطرح سے بیٹھی ہوں فوراً چلی آئیں دیکھو تو میں
تیری ملکہ تند مزاج کو کیسا معقول کرتا ہوں اور دوسری کنیز کو پکار کے فرمایا تو جلد جا اور ملکہ صبح روشن گہر سے کہہ کہ جلد چلو تمکو
بلایا ہے خبردار دوڑتی ہوئی جانا اور جسطرح سے بیٹھی ہوں اُسی طرح یہاں لانا اور کہنا کہ جو کچھ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا
وہ میں تمہارے مدعی کے سامنے بالمشافہہ بیان کر دونگا بلکہ اُسکی تعمیل بھی کر دونگا کہ ہر روز کا قصہ و فساد جاتا رہے اور جو
تمہاری تمنا ہو اُسمیں پورا کر دونگا اور ملکہ صبح دلکشا کو بھی تمہارے حسب دلخواہ راضی کرا دونگا کہ تمہارے اور اُنکے
دلوں سے یہ فساد رفع ودفع ہو جاوے - الغرض اسی عرصہ میں ملکہ صبح دلکشا مغرب کی طرف سے اور ملکہ صبح روشن گہر
مشرق سے طالع ہوئیں اور مکان خلوت میں داخل ہوئیں صاحبقران اکبر نے دونوں خواتین عالی قدر کو بکمال
خوش مزاجی وخاطرداری چپ و راست اپنے پہلوؤں میں جگہ دی اور دونوں ماہ رخساروں نے نہایت ادب سے
مسکرا کے بناز معشوقانہ سلام کیا صاحبقران اکبر نے بخندہ پیشانی جواب سلام دیا حال پرسی فرمائی بعد اسکے وہ دونوں
زہرہ لقا چین بجبین راست و چپ بیٹھیں اور گوشہائے چشم سے ایک دوسرے کو دیکھتی تھیں اور دل میں پیچ وتاب
کھاتی تھیں اور چہرہ کا یہ حال تھا کہ کبھی غصہ سے سُرخ ہو جاتے تھے اور گاہے حسد کیوجہ سے زرد پڑ جاتے تھے بلحاظ ادب چپ بیٹھیں
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملکہ دوران تمہارا یہ سکوت کبھی ہمکو خوش نہیں معلوم ہوتا کچھ تو بات کرو یہاں کہو
اسوقت تم کس شغل میں تھیں ہمارا اس وقت بلوانا تو ناگوار خاطر تو نہیں ہوا بعد اسکے دوسری طرف مخاطب ہو کر
فرمایا کہو تم کب سے اپنے دل میں کیا کیا کہتی ہو اور سب طرح خیریت تو ہے اب تمہارا مزاج تو اچھا رہتا ہے ملکہ روشن گہر نے
کہا اے شاہزادہ صاحب آپکی دنیا سازی کی باتیں کرنے سے کچھ ہمارا دل نہ خوب مزے اٹھاتا ہے مگر کیا کریں

مجبور ہیں

ہم تمکو اپنے پیرون پہ گرواکے چھوڑ لیتے ۔ پر کیا کرین کہ آہ مین اپنی اثر نہین

صاحب قران اکبر نے فرمایا جو کچھہ تم کہتی ہو سب بجا اور درست ہے اے ملکۂ عالم اگر بنظر انصاف دیکھو تو کچھہ بھی نہین یہ دنیا ایک سرا ہے شام کو آئے اور صبح کو چلے گئے اور تھوڑے سے وقت کیلیے نا حق کا ایک بار عظیم سر پر لینا اور ناحق کسی کا دل دکھانا ہمارے نزدیک تو اچھا نہین ہے چند نفس حیات مستعار کو غنیمت سمجھے اور جہانتک ممکن ہو نیکی سے در گزر نہ کرے

شعر

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست ۔ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

یہ سنکے ملکہ دلکشا نہایت منفعل ہوئی اور بولی اے شہریار آپ جیسے بیٹھے رہین ہمارا تو خیر جو حال ہے وہ ہی لیکن آپ کے دشمنون کو کہین ناحق رنج ہو بعضی بات ناگفتہ بہ ہوتی ہے صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ دونون کا مزاج بگڑا ہوا ہی خدا خیر کرے فرمایا کوئی حاضر ہے جلد جاؤ اور سامان مینوشی لاؤ غرض ملکہ صبح روشن گہر نے کہا اے شہریار عالی وقار یہ کون موقع ہے مینوشی کا

مصرع

بیٹھے ہین خون دل نہین حاجت شراب کی

صاحب قران اکبر نے فرمایا تم سچ کہتی ہو کسواسطے کہ جب کسی طرح کا صدمہ ہوتا ہی تو کسی چیز کو دل نہین چاہتا ہی شراب کیسی اور کباب کیسا لیکن اسوقت ہمارا ہی دل چاہتا ہی خوشی سے نہ سہی خیر ہماری خاطر ہی سہی ملکہ صبح دلکشا نے کہا بہت بہتر ہے منگوا لیجے ہمکو آپ کی خوشی سے غرض ہے الغرض اس عرصہ مین سامان مینوشی آیا شہزادہ نے خود اپنے دست حق پرست سے ایک جام شراب لبریز ملکہ صبح دلکشا کو دیا دوسرا جام ملکہ صبح روشن گہر کو دیا بعد اسکے ایک جام اس شربت خانہ ساز سے ملکہ کو دیا اور دوسرا جام شراب دوسری ملکہ کو مرحمت فرمایا اور کہا اے ملکۂ آفاق یہ شربت بہ تکلف جناب حکیم قسطاس الحکمت نے نہایت لذیذ و مرغوب تیار کیا ہی دیکھین اسکے نوش فرمانے سے کسی طرح کا رنج و ملال پیدا ہو تو یہ بالکل دفع کر دیتا ہی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے اور دل کو ایک طرح کا سرور پیدا ہوتا ہی اب دیکھنا کہ کیا قدرت ایزد باری کا جلوہ دکھائی دیتا ہی ملکہ صبح دلکشا نے بخوشی دل وہ جام شربت نوش کیا بعد ایک لحظہ کے واقعی ایک طرح کا سرور پیدا ہوا خود بخود مسکرانے لگی ادھر دونون خواتین کو پلانے کے بعد ایک جام شربت صاحب قران عالی وقار نے خود نوش فرمایا بعد اسکے پھر دوسرے دور مین ان دونون خواتینون کو اس شربت عملی کا جام دیا اور انھون نے بخوشی دل وہ جام بھی نوش جان کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے فرمایا اے جان جہان مین چاہتا ہون کہ اب تم دونون آپس مین ملجاؤ اور قصہ و فساد کو تم دونون اپنے اپنے دلون سے نکال ڈالو اور خوشی و خرمی و عشرت و عیش و آرام سے بسر کرو اس رنج و ملال بیفائدہ سے کچھہ حاصل نہین اپنے کو ہلاک کرنا ہی ہر چند کہ یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انجام کار تم دونون ملکہ چار دن مین باہم بجان و دل شریک حال ہو گی لیکن اسوقت تم ہماری خاطر سے ملجاؤ اور اس رنج و ملال کو دفع کرو ہمارے

خوشی اسوقت یہی ہو بس اٹھو اور ملو دونون آپس مین ملجاؤ شعر

ناخوشی کی ہو چکی بس انتہا	آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

آیندہ خبردار ہرگز لفظ شکوہ و شکایت زبان پر نہ لاوے اور ہمیشہ خوشی سے اوقات بسر کرو قصہ کوتاہ وہ دونون خواتین عالی منزلت حسب الارشاد صاحب قران اکبر بدل وجان رضامند ہوکے اٹھین اور باہم خوب گرمجوشی سے بغلگیر ہوئین اور کہا اے شہریار عالی وقار ہمکو بجز اطاعت حضور کے اور چارہ کیا ہی جب دو تین جام شراب خانہ ساز اُن خواتین ماہ جبین نے نوش کیے اور خوب سرور و پر کیف ہوئین دونون نازنینون نے کہا اے شہریار باوقار اگر ارشاد ہو تو ہم خدمت ساقی گری حضور کی بجالاوین اور اپنے دست نگارین سے جام شراب حضور کو پلائین صاحب قران اکبر عالی وقار نے فرمایا اے خاتونان باوقار ابھی تمہاری ساقی گری کا وقت نہین آیا ہو مین تمکو خدمت ساقی گری کی تکلیف دون اور تمہارے ہاتھ سے شراب نوش جان کرون مگر یون ابھی صبر کرو اب وہ وقت بھی بہت جلد آیا جاتا ہی اسوقت انشاءاللہ تعالے ہم تمکو اپنا ساقی قرار دینگے پھر تم خوب شوق سے شراب پلانا مگر اسوقت خاص مین نے تمہاری ہی خوشی خاطر سے اس عہدہ کو قبول کیا اب اسوقت تم ہمارے ہی ہاتھ سے شراب نوش فرماؤ اور جناب حکیم صاحب کو بھی بدعا سے خیر یاد کرو کہ یہ سارا لطف ومزا انھین کی ذات بابرکات سے ہی-

ہر دو صبح کا لغہا لش صاحب قران اکبر والاشان بغلگیر ہونا اور خود اپنے دست حق پرست سے اُس شہریار گردون وقار کا اُن خواتین پر تمکین کو جام شربت خانہ ساز کا پلانا - * *



الغرض جس وقت وہ شربت خانہ ساز اور شراب مرکب طلسمی معدہ مین پہونچی اسنے اپنا عمل کیا تا فیر طلسم نے بھی اپنی کیفیت دکھائی

دونون ماہ لقاؤن کے دل و دماغ مین ایسی فرحت پیدا ہوئی کہ وہ رشک و حسد تمام و کمال نیست و نابود ہو گیا اور آئینہ دل گرد غم و ہم سے بالکل صاف و پاک ہو گیا اور انس و محبت نے دل مین عود کیا پھر تو دونون ایک دل و ایک زبان ہو گئین اور پھر تو آپس مین ایسی الفت پیدا ہوئی کہ ایک کے بغیر دوسرے کو قرار نہ تھا اسی وقت سے ایک دوسرے مین ہنسی و خوش مذاقی شروع ہوئی اور ایک ایک کو دیکھکر نہایت شادمان ہوتی تھی یہ دیکھکر صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوے اور شکر پروردگار عالم بجا لائے اور دونون ماہرویان رشک قمر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواتین عالی وقار مین اسی وقت کا منتظر تھا اب ہماری ساقی گری اختیار کرو اور ہمین اپنے دست نازک سے جام شراب ناب پلاؤ اور اپنی صحبت سے ہمکو خوش و محظوظ کرو ملکہ صبح دلکشا نے باخاطر فرحناک جام شراب ناب سے لبریز کیا اور باندار معشوقانہ دیا صاحب قران اکبر نے بھی بخوشی خرمی وہ جام نوش فرمایا بعد اسکے دوسرا جام گلفام ملکہ صبح روشن گہر باندار محبوبی صاحب قران اکبر کے سامنے لیگئی صاحب قران اکبر نے بخوشی و خندہ پیشانی بنگاہ محبت ملاحظہ فرماکے وہ جام بصد شوق و ناز نوش فرمایا بعد اسکے پھر دو جام شراب بھرا اور ملکہ صبح دلکشا کو دیا ملکہ صبح دلکشا نے بھی دوسرے دور مین پہلے صاحب قران اکبر کو ایک جام دیا بعد اسکے ملکہ صبح روشن گہر کو دیا سب کے بعد ایک جام خود پیا اور صاحب قران اکبر سے عرض کی اے شہریار والا تبار واقعی بزم عیش و صحبت عشرت و مے نوشی کا جبتک احباب و دمساز ایک جا نہون لطف نہین کسواسطے کہ لوازمات عیش و عشرت مین احباب و نازنینان ماہرو و نغمہ سرایان خوش گلو و رقاصان عنبر مو داخل ہین کیونکہ ہر کام مین اسکے لوازم ضرور ہین صاحب قران اکبر اس تقریر دلپذیر کو سنکے نہایت خوش ہوے اور شکر مسبب الاسباب کا بدل و جان بجالائے ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے شہریار گردون وقار ہرچند کہ ایک عرصہ سے مین تمہاری خدمت مین تھی اور اختلاط و ہم آغوشی سے بہرہ یاب ہوا اور بعنایت ایزد پاک منصب خاتونی بھی حاصل ہے باوجود ان مراتب و مدارج کے کبھی مغرور نہوئی اور کبھی رشک و عناد کو اپنے مین دخل نہ دیا اور اتنک ایسا ہی ہے اگر آپ میرے سامنے صدہا محبوبان حور تمثال سے ہم آغوش ہولین تاہم مجھے ناگوار کبھی نہو بلکہ جہانتک ممکن ہوگا مین خود تواضع و مدارات محبوبان حضور کی بدل و جان کرونگی کیونکہ مجھے حضور کی ہر طور رضامندی و خوشنودی سے کام ہے تابع فرمان کو رشک و حسد سے کیا کام بلکہ یہ عین نافرمانی ہے اور نافرمانی شوہر کی گناہ عظیم ہے لہذا مین تو اتنا سمجھتی ہون بلکہ اپنا منصب خاتونی اس خواہر عزیز کو کہ حضور کے دام الفت مین گرفتار ہوئی ہے اور حضور کی بھی مطبوع خاص ہے دیدون وہ بھی کیا یاد کریگی کہ صاحب قران اکبر ذیحشم کی ایسی ایسی عالی خیال خواتین عظام ہین جو کوئی دنیا مین نہین کرتا وہ کرتی ہین بیگمات میرے خوش آمدی نہین ہین کہ حضور کے روبرو دنیاسازی سے کہتی ہون قسم ہے اپنی خواتینی کی اب مین سچے سچے خود یہ عہد واثق کرلیا ہو اور اقرار کرلیا ہے جبتک میرے دم مین دم ہے مین اس اپنے قول و قرار سے کبھی نہ پھرونگی بلکہ روز بروز اسکا خیال کرونگی اور رشک و حسد کو کبھی پاس نہ آنے دونگی زبان [illegible] زبان پر آیا [illegible] ملکہ صبح دلکشا کے یہ کلام محبت بمقابلہ صاحب قران اکبر

کے ملکۂ صبح روشن گہر نے سُنے بس ملکۂ صبح روشن گہر کے دل مین ایک جوش محبت پیدا ہوا بیقرار ہوگئی اور دونون ہاتھ پھیلائے گلے سے ملکۂ صبح دل کشا کے لپٹ گئی اور کہا اے خاتون معظم مین تمہاری کنیز ہون یہ کہکے فوراً شیشہ کو ملکۂ صبح دل کشا کے سامنے سے اُٹھالیا اور ایک جام اُس مے گلفام سے بھر کے پہلے صاحب قران اکبر کو دیا اور دوسرا جام ملکۂ صبح دلکشا کے لب جان بخش کے پاس لے گئی اور مسکرا کر کہا حضور اس کنیز کی اگر خطا معاف ہوئی ہو تو اس ساغر کو نوش فرما دیجیئے اور اے خاتون معظم قسم ہے اُس پروردگار عالم کی کہ یہ کنیز حضور سے زیادہ مدعا مائل الفت و محبت مین پابند تسلیم و رضا ہو گیا مجال جو میرے دل مین حضور کی طرف سے کبھی کسی طرح کا خیال رشک یا حسد آئے بلکہ مجھے ہر وقت و ہر لحظہ تمہارے مراتب و اعزاز خاتونی کا پاس و لحاظ رہتا ہے کسواسطے کہ اول میرے معشوق کی معشوق دوسرے مہمان عزیز ہو تیسرے شاہزادی پھر کسطرح واجب التعظیم نہو جو تمہارے مراتب کا لحاظ نہ رکھون اور خلاف تہذیب تم سے پیش آؤن جو ذلیل و کم اصل ہے وہ ایسا کرے کہ ان کی ہر مذہب مین خاطر و تواضع واجب ہے آپ نے مجھ غریب کو سرفراز فرمایا ہے تو مجھپر سطرح آپ کی خاطرداری و تواضع واجب ہے اے خواہر والا قدر مین اپنے بجائے خود یہی عہد کیا ہے کہ کبھی رشک و حسد کو اپنے قریب نہ آنے دون گی اور شہریار گردون وقار کی خوشی کو اپنی خوشی اور رنج کو اپنا رنج سمجھونگی اگر تمکو یقین نہو تو مین اب پھر تمہارے سامنے دوبارہ عہد کرتی ہون کہ فقط ایک نظر شہریار عالی وقار کے نور جمال بے تمثال کو دیکھکے دل کو روشن اور آنکھون کو منور کرونگی باقی جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہوگا وہ بہر طور رہو گا مین قانع اور راضی برضا ہونگی۔

شعر

ما غریبان را تماشائے چمن درکار نیست
کار عاشق جز تماشائے جمال یار نیست

اے خواہر گرامی قدر و عالی گہر آپکا منصب خاتونی آپ کو مبارک رہے مجھکو ہرگز تمہاری خاطر شکنی گوارا نہین فقط تمہاری خدمتگذاری مین رہونگی تمہارے کسی کام مین عذر نہ کرونگی اور جو کچھ خطا مجھ سے آپ کی حضور مین ہوئی ہو اُسکو بہر خدا و رسول معاف فرماؤ کیونکہ عذاب آخرت سے یہ بہتر ہے مجھے یہان جو آپ چاہین سزا دین بدل قبول و منظور ہے غرض اس گفت و شنید کے دونون نازنینین آپس مین بغلگیر ہوئین اور صیغۂ اخوت پڑھ لیا اور مثل ہمشیرگان حقیقی کے ہوگئین مگر غیر ایسی کہ جو ایک شہزادہ عالم کے نکاح مین نہ آسکین کیونکہ شریعت مین عقد بین الاختین جائز نہین ہے جب ان امورات سے فارغ ہوئین ملکۂ صبح دلکشا نے ملکۂ صبح روشن گہر سے کہا اے ملکۂ روشن گہر تمکو مبارک ہو صاحب قران اکبر کی صحبت و مواصلت مین بخوشی دل کہتی ہون ملکۂ صبح روشن گہر نے کہا اے خواہر گرامی قدر ملکۂ صبح دلکشا مین بھی بخوشی دلی کہتی ہون کہ آپ کو صاحب قران اکبر کشورستان کی زوجیت و خاتونی لباس عیش و عشرت مبارک ہو اور ہم تم دونون صاحبون کی خدمتگذاری مین اپنی عمر کو بسر کرینگے کسواسطے کہ یہاں اُس نہال چمن حسن کی اور تمہاری خدمتگذاری سلطنت ہفت اقلیم سے بہتر ہے آخرکار ان دونون خواتین کی عذر کرتے کرتے یہ نوبت پہونچی کہ ایک دوسری کی بخوشی کنیزی و پرستاری قبول و منظور کرتی تھی اور ہر ایک بالقسم شاہد یہ کہتی تھی کہ ہم دونون فقط شاہزادہ عالیجاہ

نظارہ جمال خورشید تمثال کے خواستگار ہیں اور ہمکو تمسے کسی طرح کا سروکار نہیں ہے اور نہ اس شہریار گردون وقار کے کسی فعل سے سروکار ہے ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے خواہر ملکہ صبح روشن گہر اگر صاحب قران اکبر کا سرکار میری صحبت اور صحبت سے راضی ہوں تو بصد شوق سے صاحب قران اکبر کی زوجیت اور خدمت ہو جاوے اور داخل ہو جانا میں راضی اور میرا خدا راضی بلکہ میں تمھاری کنیزی وپرستاری میں حاضر رہونگی اور ہر طور میں تمکو اپنی خاتون دوسرا تاج سمجھونگی قصہ مختصر دونوں خواتین یعنی ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر آپس میں یہی باتیں کرتی تھیں اور ساحر گر ایسے ہی ایسے جواب سوال میں مصروف رہیں اور صاحب قران اکبر یہ کلام آرام جان سنکے سامعہ عالی منزلت کی تعریف فرماتے تھے اور کبھی ان دونوں خواتین کی یہ گفتگو سے محبت خیز وسرور انگیز بآہستگی سنتے تھے اور شکر درگاہ پروردگار عالم میں ادا کرتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اب خاطر جمع ہماری ہوگئی بعدہ ہردو خواتین کو رخصت فرمایا اور خود بدولت بخوشی وخرمی تمام ملکہ نوبہار داد ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ کی صحبت میں تشریف لیگئے اور تمام کیفیت اس صحبت اور اتحاد اور محبت کی ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر کے روبرو بیان کی ملکہ شمسہ تاجدار نے کہا شکر ہے اس پروردگار کا کہ یہ مرحلہ عظیم طے ہوا ورنہ کا خدشہ تھا اے شہریار گردون وقار تمھاری تمنا سے دلی بر آئی کہ حسب منشا سے دلی یہ امر طے ہوا ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے خواہر گرامی قدر مجھے تو اس معاملہ میں نہایت حیرت و استعجاب ہے کہ اللہ اکبر ان دونوں ملکہ عالی منزلت کو اسقدر شہزادہ عالی قدر کا پاس ولحاظ مدنظر ہے یہ کہکے چپ ہو رہی ملکہ نوبہار گلشن افروز کہا چاہتی تھی کہ سامنے سے ملکہ صبح دلکشا آتی معلوم ہوئیں اور آکر داخل صحبت ہوگئیں ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا اے خواہر عزیز القدر ملکہ صبح دلکشا ہمنے خبر سنا ہے کہ تمھارے اور ملکہ صبح روشن گہر کی جو ایک طرح کی سوءمزاجی تھی وہ الحمد للہ رفع دفع ہوگئی بلکہ تمھارے اور انکے باہم صورت محبت واتحاد کی پیدا ہوگئی آیا یہ سچ ہے یا نہیں کیونکہ تمھارے حسب الخواہ یہ امر ہونا بظاہر نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا اگر واقعی یہ امر سچ ہو تو نہایت ہی خوب ہوا مگر عقل کام نہیں کرتی تم بیان کرو ہم بھی سنیں ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ آفاق میں مجبور ہوگئی اور کیا کہوں کہ دفعۃً بیٹھے بیٹھے دل میں میرے محبت ملکہ صبح روشن گہر کی پیدا ہوگئی اور ایسی محبت نے جوش مارا کہ میں بیچین ہوگئی لیکن اتنا صبر نہوسکا کہ میں بیٹھی رہتی جب مجھ سے ضبط نہوسکا آخر مجبور ہو کر میں گئی ملکہ صبح روشن گہر سے لپٹ گئی اور اس بے اختیاری میں وہ وہ کلمہ میری زبان سے نکل گئے کہ جنسے ہمیشہ مجھے انکار رہا کرتا تھا میری خود عقل کام نہیں کرتی کہ یہ کیا ہوگیا یہ ہی معاملہ پیش ہوا کہ شعر

تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہیں خود نما کر تم	بمجبوری گلہ کو کاٹتے ہیں ہم مرتے ہیں

ملکہ نوبہار گلشن افروز نے کہا خیر وہ عالم تو بے اختیاری کا تھا اور بے اختیاری میں سب ہی مجبور ہوتے ہیں جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو بے اختیاری نہیں ہے اب بتاؤ کہ وہ قول واقرار جو تمنے کیا وہ بعض بپاس خاطر شہزادہ کے کیا یا اب بھی تم اس قول واقرار پر ثابت قدم ہو ملکہ صبح دلکشا نے کہا اے ملکہ طلسم تجھ سے پاک ہر چند کہ اسوقت عالم سرشاری اور بسبب سرور کے تھا اور نشہ ۱۲۰

شراب طلسمی کی وجہ سے بے اختیاری مین میری زبان سے وہ کلمے نکل گئے اُسوقت مجھے اپنے حال و مال کا مطلق ہوش نہ تھا مگر مین بقسم شرعی کہتی ہون کہ وہ جو مین نے قول و قرار کیا ہی وہ سب میرا صحیح و درست ہی اور مین اسوقت تک اپنے قول پر قائم ہون اسواسطے کہ مجھے تو بہر صورت اطاعت و خوشی صاحب قران اکبر کشورستان کی منظور ہی مین فرمانبردار کو کسی طرح کا عذر باقی نہین رہتا جو مالک کی خوشی ہو اور اب بجاے خود عہد کر لیا ہی کہ تاحیات مین عہد شکنی نہ کرونگی اور جب مین اپنے عہد پر قائم ہی ہونگی تو صاحب قران اکبر کسطرح خلاف اپنے عہد کے کرینگے بس صاحب قران اکبر نے ملکہ صبح روشن گہر سے عہد کر لیا ہی وہ ضرور ہوگا اُسکے ایفا نہ کرنے مین باعث ندامت و بدنامی کا ہی اور اگر شہریار عالی وقار کے دل مین میری جانب سے ملال آگیا تو قیامت برپا ہو جائیگی ایسی حالت مین میرا ٹھکانا کہان ہے اور ہمیشہ میرے واسطے بدنامی رہیگی ای ملکہ عالم مین صاحب قران اکبر کی ملحوظ خاطر رکھتی ہون مجھے رشک و حسد سے کیا علاقہ اگر صاحب قران اکبر ہزار عورتین اپنے عقد مین لائین میری عین خوشی ہے اور واقعی میرا نقصان ہی کیا ہی مجھے تو صاحب قران اکبر کی کنیزی و پرستاری ہی کافی ہے بلکہ باعث فخر و مباہات ہی اور اگر صاحب قران اکبر مجھے اپنی کنیزی مین بھی رکھنا منظور نہ فرمائین کسی وجہ سے تو مین فقط تمھاری ہی خدمت و اطاعت مین عمر کو گذار دونگی کہ مجھے تمھاری کنیزی مین بھی کسی طرح کا ننگ و عار نہین ہی ملکہ نوبہار گلشن افروز بولی اے بہن یہ کیا کہتی ہو ہم خود تمھاری خدمت گذار رہین ہمکو کیون گنہگار کرتی ہو۔ یہ تو کہا لیکن ملکہ صبح دلکشا کی زبان سے سنکر نہایت متعجب ہوئی اور حکماے عالی منزلت کامل الفن کے علم و حکمت کی تعریف کی اور دل مین کہتی تھی سبحان اللہ کیا خوب پرتاثیر حکمت کا چشمہ ہی کہ جسنے آن واحد مین ملکہ صبح دلکشا کے آئینۂ دل کو گرد ملال و حسد سے پاک کر دیا اور اُسکے برعکس صورت محبت و الفت کی نمایان ہوئی دفعتاً قلب ماہیت ہو گئی طرفہ یہ کہ اُسکے فحواے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ رنج و ملال دلی بھی ایک لخت دفع ہو گیا رشک و حسد کا ذکر تک زبان پر نہین آتا کیا خوب پرتاثیر ترکیب ہی اسکو سراسر اعجاز جانتا ہی جو صاحب فہم و تمیز ہی سحر اسکے سامنے کونسی چیز ہے

اب راوی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کو اس محبت و اخلاص کی باتون مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال صاحب قران اکبر فلک قدر کا معرض بیان مین لاتا ہی

بادہ نوشان عشرتکدۂ سخن و زمزمہ سرایان محفل ہنر و فن مقتول خنجر مژگان یار شہید نیم نگاہ دلدار طرفگی بنیان گلزار خیال راز شناسان ہزار در ہزار داستان رس افسانۂ عشرت خیز و حکایت نشاط انگیز کو اس عنوان سے معرض تحریر مین لاتے ہین کہ جب اُس شہریار گردون وقار کو اس امر اہم و دشوار سے فراغ حاصل ہوا کہ جسکا صلاح پر آنا قیاس مین بھی نہ آتا تھا اور پھر ایسی خوبی سے واقعی امر یہ ہی کہ اس رنج و نفاق کا درمیان سے ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کے دفع ہونا اور باہم الفت و محبت کا ہونا سہل نہ تھا لیس وہ عالی منزلت اپنے اُستاد کی خدمت سراپا برکت مین تشریف لایا اور نہایت

خوشی و مسرت سے آداب و تسلیمات بجا لایا اور دست حق پرست پر استاد عالی نہاد کے بوسہ دے کر ادائے شکریہ کیا اور
تمام و کمال کیفیت گذشتہ کو بشرح بیان کیا جناب حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت نے مسکرا کر فرمایا ای صاحبقران اکبر
عالی شان شکر اُس پروردگار و کارساز حقیقی کی درگاہ عالی میں ادا کرنا چاہیے کہ اس کریم و رحیم نے اپنا بہت بڑا فضل کیا
کہ ایسے معاملہ سخت و دشوار کو کسطرح آسانی سے سہل کر دیا کہ جسکی کسی طرح امید نہ تھی بھلا ان دونوں خواتین سرکش و
آفت روزگار کے مزاج کا اصلاح پر آنا اور اسطرح متفق ہونا کبھی خیال میں نہ آتا تھا فللہ الحمد کہ دونوں نازنینوں کے دل سے
وہ رشک و حسد جاتا رہا اور باہم محبت دلی پیدا ہو گئی اور اُسکی عنایت سے محبت بھی ایسی کہ دونوں خاتونیں اپنا اپنا حق
و منصب خاتونی برضا و رغبت بلا فہمایش کسی دوسرے کے ایک دوسری کو تواضع کرتی ہیں بلکہ منصب کیا جان تک
عزیز نہیں کرتیں یہ بات فقط اُسی کے افضال سے ہے بشر کی مجال نہیں کہ اسطرح قلب کو کسی کے پھیر سکے ہاں اب تم اسکا
جواب صاف صاف بلا رو و رعایت مجھے دو کہ اب تمکو کیا منظور ہے اے شہریار کامگار میں اسواسطے یہ امر تم سے دریافت
کرتا ہوں کہ مجھے بھی تو آپکا منشائے طبیعت بخوبی ظاہر ہو جاوے کہ میلان خاطر اقدس دونوں صبح کی نسبت کیسا ہے اور
کسطرف التفات زیادہ رکھتے ہو اور صبح دلکشا اور صبح روشن گہر دونوں میں کسکو کنیزی میں رکھو گے اور کسکو مرتبہ
زوجیت مرحمت ہوگا اس راز دلی سے آپ کے میں آگاہ ہو جاؤں کہ پھر اُسکی تدبیر کیجاوے یہ کام کچھ ایسا سہل نہیں ہے
نہایت ہی مشکل ہے جب ایسی ہی تدبیر و فکر معقول کیجائیگی تب درست ہوگا تاکہ پھر کسی طرح کا خدشہ نہ رہے اور رشک و
حسد کا ذکر زبان پر نہ آوے بلکہ خدا نے چاہا تو ایک دوسرے پر اپنی جان کو تصدق کریگی منصب و مال کیا چیز ہے صاحبقران اکبر
اس کلمہ کو حکیم صاحب سے سنکے چپ ہو گئے اور دل میں فکر کرنے لگے کہ اب میں اسکا کیا جواب دوں اور اس عقدہ
لاحل و دشوار کی شرح کیا بیان کروں گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل اور سب سے زیادہ مشکل یہ ہے کہ جناب حکیم صاحب
نے بھی تو اس کار اہم کا فیصلہ مجھی پر موقوف رکھا ہے اب میں سخت حیران ہوں اور عجب کشمکش میں مبتلا ہوں کہ کسکا حق
تلف کروں اور کسکا منصب و حق چھینکے کسے دے دوں جسوقت تصور کرتا ہوں تو دونوں خاتونیں مجھے عزیز ہیں کسی میں کچھ
فرق نہیں ہے الغرض شہزادہ عالی وقار تا دیر اسی فکر میں بیٹھے رہے اور کچھ ہست و نیست کا جواب نہ دیا اور طبیعت کو بھی
انتشار رہا اس عرصہ میں حکیم سقراطوس جنہی نے حکیم بزرگ کے کان میں تمام سرگذشت اس واقعہ کی جو زاہرہ خاتون نے
ملکہ روشن گہر سے بطریق ہدایت ارشاد فرمائی تھی مفصل و مشرح بیان کی اور یہ بھی کہا کہ ای یگانۂ آفاق اب تمکو چاہیے
کہ تم خود بخوشی دل شاہزادہ گردون شکوہ و ملکہ صبح دلکشا کا عقد کرکے ازدواج صاحبقران اکبر میں داخل کر دو کہ
مناسب اور صلاح وقت یہی ہے اور ملکہ روشن گہر سے متعہ ہو جائے اس سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کسواسطے کہ متعہ بھی
داخل شریعت نبوی ہے اور کتب امامیہ کی بنا پر اسمیں بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ حسب کتاب اہل سنت و جماعت پہلے
خلیفہ صاحب کے وقت تک جاری رہا ہے لیکن دوسرے خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت سے اس طریقہ کو موقوف کر دیا۔

بلکہ حرام فرمایا بارک اللہ اب قابل غور یہ مقام ہی کہ جو امر سنت نبوی ہی اور خلیفہ جانشین رسول مقبول ہی بس جس امر کو رسول مباح و سنت فرماتے اسکو اُسکا نائب کہ مطیع اسی کا ہو کب ترک کر سکتا ہی یہ امر خیال مین نہین آتا خسرو مصرع

امور مملکت خویش خسروان دانند

اسمین بجائے خود کوئی وجہ ہوگی الغرض اس شاہزادہ والا گہر کے واسطے مباح و جائز کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہوگا اور نہ کوئی قباحت لازم آئیگی اسواسطے کہ شاہزادۂ عالی گہر اسوقت حالت یاس و ہراس مین حیران و پریشان ہی اور قطع نظر اسکے شاہزادہ فلک جاہ دودمان نبوی سے ہی اُسکے واسطے یہ طریقہ جو حضرت خلیفہ صاحب کا منسوخ کیا ہوا ہی جاری کیا جائے تو کچھ قباحت نہین ہی ہر چند کہ متعہ فی زمانہ جائز نہین ہی لیکن ایسی ضرورت سخت و اہم مین اگر ایسا امر کہ جو منسوخ کردہ کسی نائب نبی کا ہی کیا جاوے تو کچھ گناہ لازم نہین آئیگا اور شاہزادہ معز الدین کہ وہ خود ہی عالی نسب ہی اور ملکہ روشن گہر کی پیدایش بزرگان با فرہنگ بانیان طلسم کے سبب سے واقع ہوئی ہے اور انھین بانیان طلسم نے اُن نازنینان طلسم کا ہونار شاہزادۂ عالی جاہ کو خاص باعمال طلسم مقرر کیا ہی پھر کیا اندیشہ کی بات ہی اگر متعہ بمصلحت وقت جائز کر دیا جائے کوئی فتور و قصور عائد نہین ہوگا حکیم بزرگ نے ارشاد فرمایا اے حکیم با دانش و رازدار طلسم جو کچھ تم کہتے ہو یہ سب درست اور مسلم اور کسی طرح کا اسمین خلل نہین ہے تاکہ انصاف سے نظر کیجاوے تو وہی بنا بر حدیث نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہی ہم تو کسی طرح کی مخالفت نہین کر سکتے گو خلیفہ دوم امام زادہ نہین لیکن خلیفہ تو ہین تمام اہل اسلام علے الخصوص فرقہ اہل سنت و جماعت نفرین کرینگے ہمکو جان بچانی مشکل ہو جائیگی گو کہ عذاب اخروی نہین ہے اور اگر ہو بھی تو شعر

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

لہذا ہرگز ہرگز مین ایسی صلاح نہ دونگا کہ خواہ مخواہ مین تو وہ ملامت ہو جاؤن یہ نہوگا ہان یہ ایک امر البتہ ہی اگر شاہزادہ گردون حشم خود خلیفۂ ثانی سے ملتجی ہون اور خلیفہ کی روح طاہرہ سے اپنی حاجت روائی چاہین تو یقین ہی کہ بپاس خاطر شاہزادہ معز الدین اپنے کرم و رحم و اخلاق سے شاہزادہ کی استدعا قبول فرما کر اجازت متعہ دے دین کسواسطے کہ خلیفہ ثانی کی ذات والا صفات سراپا الطاف ہی کیا عجب ہی اگر وہان سے اجازت ملجاسے اس معاملہ خاص کے لیے جب اجازت ملگئی تو پھر کوئی خلل باقی نہ رہیگا حکیم دانشور نے کہا حضور کے کلام کو مین رد نہین کر سکتا لیکن میری گستاخی معاف ہو مین معترض نہین الا مصلحتاً عرض کرتا ہون کہ اگر روح خلیفہ عالم واقعہ مین متعہ کی اجازت دے تو بھی حضرات اہل سنت آپکو نفرین کرینگے اسواسطے کہ اول یہ آپ تصدیق خواب کہان سے لائیگا دوسرے احکام مردہ جائز کب ہین اگر آپ کو اعتقاد ہی ہوا کرے ہر شخص یہ نہین کہیگا کہ ہمکو روح خلیفہ صاحب نے متعہ کی اجازت دے دیا پھر اسکا کیا علاج ہی مگر ہان بالفعل یہ کام اسطرح انصرام کو بخوبی پہونچ جائیگا حکیم عنقر طوس کو حکیم بزرگ کی راے

پسند آئی حکیم نے ایک اسم جلیل شاہزادہ والا جاہ صاحب قران اکبر عالم پناہ کو تعلیم فرمایا تا کہ اول صفائی قلب حاصل ہولے بعد شاہزادہ نامور خلیفہ ثانی کی جناب مین بدل متوجہ ہوکر اپنے کار ضروری کی استدعا فرماوین قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر حسب الارشاد حکیم بزرگ عمل مین لائے یعنی اس نقش جلیل کو حکیم بزرگ سے معلوم کرکے یاد فرماکر تمام شب عبادت الٰہی مین مشغول رہے اور دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور اپنے پروردگار سے بالتجا اپنے مطلب کی استدعا کی بقدرت کاملہ قادر حقیقی اسی رات کو حالت سجود مین شاہزادہ پر نوم غالب ہوا عالم خواب مین جناب علی ابن ابیطالب تشریف لائے اور بکمال الطاف وکرم ارشاد فرمایا کہ ای شاہزادہ عالی مرتبت والا منزلت آگاہ ہوکر استدعا تمھاری قبول ہوئی اور ہمنے تیرے کار اہم وسخت وعقدۂ لاحل کو حل کردیا اور تجھے اس کشمکش روحی سے نجات دی ای شہریار کامگار خداوند عالم نے صیغۂ متعہ کو جاری کردیا ہی منسوخ نہین کیا اور یہ نہین ہمیشہ جاری رہیگا جبتک اس کائنات مین دین محمدی جاری رہیگا یہ بھی جاری رہیگا بہرحال خاطر جمع رکھو کہ تمھارے تمام کار اہم حسن وخوبی سے انجام پاوینگے اور انجام سب کا بخیر ہوگا اور سوا اسکے حق سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح سے مددگار ہی مگر ای شاہزادۂ عالی جاہ اب تمکو چاہیے کہ تم ہر حال مین کس بیکسان وداد رس دادخواہان ہو اور غربا پروری وداد گستری اپنا شعار رکھو اور بزرگان دین وصاحب یقین کے حق مین دعا سے خیر کرتے رہو تا زیست ساتھ عیش وعشرت واقبالمندی کے بسر کروگے جب صاحب قران اکبر کشورستان نے یہ خواب بشارت دیکھا فرط شادمانی سے فوراً آنکھ کھل گئی اور اسی حالت خوشی مین صاحب قران اکبر نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور حکیم بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوے اور تمام کیفیت خواب بیان کی دونون حکماے عالی منزلت نے جب واقعہ شب کو سنا اور نہایت خوش ہوے اور صاحب قران اکبر گیتی ستان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ای شہریار کامگار تمھارا مقصود دلی حاصل ہوا تمکو مبارک ہوا اور ادھر یہ خبر فرحت اثر محلسرا مین پہونچی تمام خواتین محل نے ملکہ صبح بناگوش اور ملکہ صبح دلکشا کو حصول مراد کی مبارکباد دی دونون خواتین عالی منزلت بھی حد سے زیادہ خوش ہوئین اور سجدۂ شکر پروردگار کی درگاہ مین بجالائین جب شاہزادۂ عالی شان اس قصہ وفساد سے فارغ ہوے اور سب طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا حکیم مقفر طوس جنہی نے زاہدہ خاتون کا جو ارشاد تھا اس سے صاحبقران اکبر کو آگاہ کردیا اور کہا کہ ای شہریار نامدار اب آپ کو خاتون بزرگ کی قبر شریف پر مع دونون خاتونون کے جانا چاہیے کیونکہ واسطے کہ خاتون بزرگ کا ارشاد اسی طرح ہے صاحب قران اکبر حسب الارشاد جناب حکیم مقفر طوس جنہی اسی وقت مع دونون خواتین عالی وقار یعنی ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر کے زاہدہ خاتون کی قبر پر تشریف لیگئے اور تین چار دن اس قبر شریف پر فاتحہ خوان وعبادت پروردگار کرتے رہے تیسرے روز شب کو عالم خواب مین صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم اور دونون خاتون ایک باغ پر تکلف رشک فردوس مین گئے ہین اور وہان ایک محلسرا سے عالی شان مین زاہدہ خاتون نہایت عزو وقار سے ایک کرسی زرنگار پر تشریف رکھتی ہے اور سامنے ان خاتون معظم کے اکثر خواتین صاحب عصمت کا

ہجوم ہی وہ سب دست بستہ کھڑی ہین جب صاحب قران اکبر اس محلسرائے شاہی مین پہونچے اور زیارت سے اُس خاتون معظم کی مشرف ہوئے زاہدہ خاتون کرسی سے اُٹھین اور کمال محبت و لطف سے اُن دونون خاتون یعنے ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر کو سینہ سے لگا لیا اور شاہزادۂ کامگار کو گلے لگایا اور دست شفقت اپنا پشت پر شاہزادے اور دونون خاتون کے رکھا اور نہایت مہربانی سے پیش آئین اور فرمایا ای صبح دلکشا و صبح روشن گہر ہم تم سے نہایت خوش ہوئے تم سے تمہارا خدا و رسول بھی راضی ہوا کہ جو امر پیغمبر آخر الزمان کے زمانہ سے جاری تھا اُسکو پھر از سر نو تمنے زندہ کیا لہذا تمکو محض بپاس خاطر تمہارے بشارت دی گئی اس صورت مین تم دونون دختران بلند اختر کو چاہیے کہ احکام مشیوا یان شریعت پر راضی رہو اور تم دونون کے عقائد دائمی مین کوئی لفظ حجت و تکرار درمیان مین نہ آوے بلکہ ہمیشہ باہم اگر کوئی صورت رنج و ملال کی پیدا ہو اور آپس مین اتفاق و سلوک و مدارا سے بسر کرو کہ یہ امر نیک انجام تمہارے واسطے نہایت بہتر و سود مند ہوگا اور اگر تمنے اسکے خلاف کیا تو تمام عمر پشیمانی اور افسوس مین رہو گی اور پھر کسی صورت نیک کا پیدا ہونا غیر ممکن ہوگا بعد اسکے تینون صاحبون کو ایک ایک گل تازہ مرحمت فرمایا اور شاہزادۂ فلک جاہ کو تھوڑا سا حلوائے خوشگوار بھی عنایت ہوا اور فرمایا ای شہریار عالی وقار اس حلوائے بامزہ سے تھوڑا آپ نوش فرمایئے اور باقی دونون خواتین کو کھلا دیجیے چنانچہ شاہزادۂ نامدار نے اُسی عالم خواب مین وہ حلوائے متبرک و مفرح القلب و جگر دونون خاتونون کو کھلایا اور خود بھی نوش فرمایا غرض جب شہزادۂ عالم اُس خواب سے بیدار ہوئے ہر ایک بجائے خود مسرور و دل شاد تھی اور طرفہ یہ معاملہ تھا کہ اس بیداری مین تینون زن و مرد کی زبان پر ذائقہ حلوائے خوشگوار کا موجود تھا اور دونون ہاتھون مین خوشبو پھولون کی ایسی راحت افزا آتی تھی کہ جس سے روح تازی ہوئی جاتی تھی جب شاہزادۂ کامگار کو شب کا معرکہ یاد آتا ہی روح کو تازگی ہوتی ہی اور وہ سب سمان آنکھون مین پھر جاتا ہی اور اس سے خود بخود دل باغ باغ ہوا جاتا ہی غرض صاحب قران اکبر نے اُس خواب فرحت سے بیدار ہو کے اُن خواتینون سے یہ کیفیت خواب بیان کی دونون خواتینون نے بھی یہ کیفیت عالم خواب مین مشاہدہ کی تھی من و عن شہزادۂ فلک قدر سے بیان کی اور زیادہ تر متعجب ہو کے دونون خواتینون نے اپنی پوشاک کو صاحب قران اکبر گردون حشم کو سنگھایا اور کہا ملاحظہ فرمایئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی پھول اس لباس سے جدا کیے ہین اور پھولون مین اسقدر خوشبو قائم کب رہ سکتی ہے صاحب قران اکبر نے اُسی وقت بالین قبر شریف کھڑے ہو کر ثواب فاتحہ روح زاہدہ خاتون کو بخشا اور اگر سوز مین عنبر و عود روشن کیا اور زیارت پڑھ کے تخت روان پر سوار ہوئے اور سب خواتین عالی گہر قصر الشیریہ مین تشریف فرما ہوئے اور یہ واقعات عالم واقع کے حکمائے عالی منزلت کے روبرو بیان کیے بعد اسکے محلسرا مین تشریف فرما ہوئے اور خواتین والا تبار اور سلطان ابو الحسن جوہر کو اس حال سے واقف و آگاہ کیا ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان نے بالاتفاق کہا ای شہریار بلند مرتبت والا منزلت لله الحمد که مادۂ رشک و حسد درمیان سے اُٹھا اور رابطہ و اتحاد نے باہم دل مین جگہ کی بہت مسرت و شادمانی حاصل ہوئی کہ شہریار

فلک اقتدار کو سب طرح سے اطمینان ہو گیا اسکا ہمکو بھی سجدۂ شکر درگاہ کارساز حقیقی مین بجالانا چاہیے کہ اُس ایزد پاک نے ہماری روح و جان یعنے صاحب قران اکبر ذیشان کو تمام مقاصد دلی سے حسب دلخواہ کامیاب فرمایا بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ایک جلسہ قرار دیا اور فرمایا کہ فلان تاریخ بزم طرب و نشاط آراستہ ہوا اور خواتین عالی قدر صحبت عیش و عشرت مین مشغول ہون اور سامان موافق مع جام یاقوت نگار و صراحی جواہر نگار و مرصع کار و ساقیان ماہوش و سیمین ساق و نغمہ سرایان خوش گلو و خوش آواز حاضر ہوا اور ماہرویان شعلہ رو و خورشید رخان عنبر بو بالباس پر تکلف و زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ اس محفل جشن مین حاضر ہو کر اپنے اپنے مرتبے اور قرینے سے کرسیہا جواہر نگار پر جلوہ افروز ہون

اب راوی رنگین خیال و سخنور دانا قول شیرین مقال و نکتہ پرور شہزادۂ عالی گہر کو محبوبان گلعذار و معشوقان طرحدار کی صحبت عیش و عشرت مین مشغول و مصروف رکھتا ہی اور چند کلمہ آرایش و سامان منعقد و متعدد کے بیان کرتا ہی یعنے ملاحظہ فرمانا حکیم قسطاس الحکمت کا عالم واقع مین جناب حکیم استقلینوس الٰہی کو اور ارشاد فرمانا حکیم بزرگ کا حکیم قسطاس الحکمت سے واسطے انعقاد جلسہ عروسی صاحب قران اکبر کشورستان کے اور آراستہ ہونا قصر البیرین کا مع ساز و سامان نشاط باہتمام جناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت و حکیم عقرطوس وغیرہ حکماے با فرہنگ اور منعقد ہونا جشن عروسی صغرا و کبرا کا اور مہیا ہونا اسکے تمام لوازمات ضروری و مطلوبی کا۔

نظم

واہ کیا رتبہ ہی فکر طبع حق آگاہ کا
کھینچ لے نقشہ جبین پر بسم اللہ کا
گھٹ نہیں سکتا گھٹائے سے کبھی کل کا کمال
مین نہین ہیچ اہان ہون ہی پیارا کمال و جاہ کا
تیر سے حد سے امتحان کر کچھ تو او پردہ نشین
خوب دیکھا ہار ہی انجام الٹی راہ کا

سایہ ہی بالا سے مطلع تیر بسم اللہ کا
دیکھنا کیا مرتبہ ہی عاشقون کی آہ کا
بے الف معنی سے کب خالی ہے لفظ اللہ کا
سب مین او سب سے الگ ہی یا کہ امانی ہی
حوصلہ دیکھا اپنے مشتاق اجازت خواہ کا
دل کسی صورت تو بہلے کیون تم آزردہ ہو

خوب ہی آزاد رہنا مرد حق آگاہ کا
اول و آخر مین جسکے حرف ہی اللہ کا
چاہتا ہون دید تیری عالم ایجاد مین
بعد ملنے کے جدا ہی لفظ جیسے راہ کا
کجروی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار
شور بیتابی نہین ہی زمزمہ ہی آہ کا

مین تو اسکے رو سے روشن گر ہون پروانہ ہم
تنگ ہے جسکو لقا ہے حسن جلوہ ماہ کا

سرود سرایان بزم سخن و نغمہ پردازان محفل ہنروفن یون زمزمہ سنج ہوئے ہین کہ جب شہنشاہ ہفت اقلیم واجب التعظیم شاہزادۂ معزالدین ابو تمیم کو بہمہ وجوہ خواتین شوخ مزاج و سرکش کے رشک و حسد سے اطمینان ہوگیا اور اس شہریار گردون وقار پر کما حقہ ظاہر و منکشف ہوگیا کہ یہ تمام صناعی حکیم اسقلینوس الٰہی و حکیم بزرگ و دانش حکماے عالی منزلت و بانیان کارخانہ طلسم کی ہے کہ نازنینان سہ گانہ طلسم کو ہمشکل ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقۂ روشن بیان کی فنون حکمت صرف کرکے بنایا اور مجھے از بادۂ طلسم سے نازنینان طلسم کی شورش عشق و محبت مین چند روز مبتلاے آلام و سرگردان و حیران رکھا اور اسطرف ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر کے دل عشق منزل مین رشک و حسد پیدا ہوگیا تھا لہذا ان دونون خواتین کو اس ترتیب و حکمت سے قصر مین بلوا کے جسطرح سے ممکن ہو بالعنوان مستحسن رضامند کردیا اور طرفہ یہ امر ہوا کہ جسقدر ان مین رنج و حسد اور نفاق و رشک تھا اس سے زیادہ آپس مین ایسی محبت ہوگئی کہ جس طرح حقیقی دو بہنین ہوتی ہین بلکہ عاشق و معشوق کو بھی گرد کردیا یعنے ملکہ صبح روشن گہر کو بدون دیکھے ملکہ صبح دلکشا کے قرار و آرام نہین اور نہ ملکہ صبح دلکشا کو بے ملکۂ صبح روشن گہر کے سکون و آرام ہے اگر فضل خداے کریم شامل حال نہوتا تو ہرگز ایک کام کا بھی انصرام نہوتا اور یہ امر واقعی ایسا سخت و دشوار تھا کہ تاقیامت طے نہوتا فقط بعنایت خدا وند تعالیٰ ایسے مراتب سخت تمام و کمال مع مراحل طلسم طے ہوئے ہین مگر ایک معاملہ جنگ و پیکار باقی ہے وہ بھی اُسی قادر حقیقی کے کرم و فضل سے طے ہوا چاہتا ہے شعر

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود	مرد باید کہ ہراسان نہ شود

الغرض شاہزادۂ گیتی ستان بخاطر جمعی تمام نازنینان ماہ رخسار و زہرہ جبینان گلعذار سے صحبت عیش و عشرت مین سرگرم ہین اور جناب حکیم حکمت مآب یعنی حکیم قسطاس الحکمت جو شاہزادۂ گردون حشم کے بڑے سرپرست و نیز استاد ہین ہمہ تن اس فکر و تدبیر مین غلطان و پیچان ہین کہ فی الحال بفضل رب ذوالجلال تمام کارہاے مرجوعہ کا انصرام ہوجائے اور کل مراحل طلسم ہاتھ سے شاہزادۂ عالیجاہ کے مفتوح و باطل ہوجاوین تاکہ پھر کوئی خدشہ باقی نہ رہے اور کتاب شاہنامۂ خورشیدی کو بھی ابتدا سے انتہا تک سن چکے ہین اب بجز ہنگامہ آرائی کفار و دفع شرارت اشرار اور کوئی قصہ و فساد باقی نہین ہے وہ بھی بعنایت ایزدی بہت جلد طے ہوجائیگا پس اس صورت مین شہریار عالی وقار صاحب قران اکبر گیتی ستان شہزادۂ نصرت قرین معزالدین عالی گہر مع رفیقان نامور شوق سے جشن عروسی اور بزم عیش و نشاط برپا کرین اور دن عید اور رات شب برات ہو اور تا انفصال اس ہنگامۂ جنگ و جدل کے سامان جشن جمع ہوا اور کوئی مقام و محل واسطے انعقاد جلسہ کے جو میدان وسیع و ہموار ہو تجویز کرنا چاہیے چنانچہ جناب حکیم صاحب ممدوح اسی فکر و تردد مین ہر وقت مبتلا رہتے ہین کہ کیا تدبیر ہو اور کون مقام اس جشن عالی کے واسطے تجویز کیا جائے اور کبھی یہ راے ہوتی ہے کہ ایسی صحبت بزم عالی کیلئے کون باغ عشرتگاہ قرار دیا جائے کہ جو طلسم اجرام و اجسام کا جلوہ خانہ ہو اور گاہ یہ تجویز کرتے تھے کہ جبل اعلے اور قصر اخضر کے درمیان

یہ صحبت جشن قرار دیجائے ابھی کوئی تجویز قرار نہ پائی تھی اور حکیم صاحب اسی فکر میں مبتلا تھے کہ ایک شب کو عالم واقعہ میں جناب حکیم اسقلبیوس نے ارشاد فرمایا کہ ای واقف حقائق کائنات طلسم میرے نزدیک آج کل آرائش جشن عروسی شاہزادہ معز الدین نصرت قرین کے لیے تعین روز و مقام و مکان میں زیادہ تر فکر نہ کرو کہ تمہاری فکر کرنا بیکار محض ہوگی اور کوئی مقام تمہارے خیال میں نہ آویگا لہذا اسقدر متفکر و پریشان نہو میں تم سے اطلاعاً کہتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں کہ اس جشن عالی کے واسطے ایک عرصہ بعید ہوا کہ محل و مقام تجویز ہو چکا ہی لیکن ابھی اعلان اسکا عام طور پر نہیں ہوا اور طرفہ یہ امر ہی کہ حسب رائے صاحبقران اعظم وہ مقام جشن اور مکان جلسہ باغ قصر النیرین خاص قرار دیا گیا ہی اور ساز و سامان عشرت اس روز مبارک کیواسطے تیار کیا گیا ہی اے حکیم عالی منزلت آگاہ ہو کہ یہ باغ فردوس منزل اسقدر وسیع و رفیع اور ہموار و صاف ہی کہ باید و شاید بلکہ قیاس سے باہر ہی تمنے چونکہ ہنوز اُس باغ و قصر کو اچھی طرح سے نہیں دیکھا کیونکہ منازل و ایوان و باغ بسبب آثار طلسم کے اسوقت تک نظروں سے پوشیدہ ہیں لیکن اب تم مفصل اُس باغ کو بغور ملاحظہ فرماؤ کہ کسقدر عمدہ وہ قصر و ایوان بکثرت خاص جشن عروسی کیواسطے بنائے گئے ہیں علاوہ اسکے ایک طرف اس باغ کے شہر فردوسیہ و قصر خضری واقع ہوا ہے اور دوسری طرف طلسم سبع سباع کے منازل و مقام سرحد باغ سے ملے ہوے ہیں اور ان مقامات و منازل میں اموال و اجناس طلسم بقیاس امانت ہیں اور طرف سوم قصر النیرین کے منازلات طلسم بیضا واقع ہوے ہیں اور یہ سمت چہارم طلسم اجرام و اجسام کا دروازہ ہی اور قصر بزرگ چار منزلہ درمیان میں واقع ہوا ہی اے حکیم عالی منزلت ملکہ صبح روشن گہر اور ملکہ صبح دل کشا کا منتہ نہایت خوبی اور حُسن سے انشاء اللہ المستعان ہوگا اور جب یہ مقدمہ طی ہو جائیگا تو پھر کوئی مرحلہ سخت و دشوار الیباقی نہ رہجائیگا کہ جسکے واسطے تمکو کسی طرح کا تردد یا فکر ہو بس اب کچھ فکر نہ کرو اُٹھو اور اول اُنھیں دونوں نازنینان مراد مند کے کار خیر میں مصروف بدل ہو کر سر انجام اُسکا کردو کہ وہ آرزومندان وصال ستم رسیدہ و جفا کشیدہ حصول مقصود سے اپنے شادان و فرحان ہوں اور جلد اُنکا نخل مراد سر سبز و شاداب ہو کر بارور ہو باقی معاملہ جشن عروسی و مقدمہ عقد ملکہ حشمتہ تاجدار عندلیب البیان و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان چونکہ یہ بھی ایک امر عظیم ہی طی ہونے پر ہنگامہ کارزار و محاربہ کفار کے موقوف و منحصر ہی اسمے یو نہیں رہنے دو بعد یکسو ہونے ان مقدمات مرجوعہ کے یعنی جنگ وغیرہ کے قابل توجہ ہوگا اب تم اس جشن عالی کا سامان کرو اور مال و متاع یعنی جواہرات و اشجار جواہر و اثمار طلسم و جمیل چراغ سلیمانی وغیرہ اشیاے نفیسہ امانتی طلسم حیرت کدۂ آصفی جو کہ اس طلسم عالی میں موجود ہی اُسکو جابجا سے لیکر جابجا موقع و محل جہاں دیکھو وہاں حکمت کے ساتھ قصر میں نصب کر دو اور قصر کو اسباب و آرائش و زینت سے اسطرح آراستہ و پیراستہ کرو کہ جیسا چاہیے بلکہ دیدۂ فلک نے کبھی ایسی آرائش و زینت نہ دیکھی ہو جب یہ معاملہ جنگ و پیکار یکسو ہو جائیگا تو شوکت صاحبقران اکبر کشورستان شوکت و حشمت شاہنشاہی سے اس قصر دل کشا و فرحت افزا میں یعنی قصر اخضر میں تشریف فرما ہوں اور ملکہ حشمتہ تاجدار سے عقد کیا جائے اور ملکہ نوبہار کا عقد شہر عشرت سیہ بچلیہ میں مقرر و مقدر کیا گیا ہی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان کا نکاح شہر جادوستان میں واقع ہوگا آئندہ تم خود اپنے مقامات طلسم سے واقف و ماہر ہو ہر ایک

مقام طلسم کو بوجہ احسن آراستہ کرنا اور دروازۂ طلسم عجائبات کو جو قصر الیزین کی طرف واقع ہوا ہی کھول دینا چاہیے اور
اُس دریاے ناپیدا کنار کو جو مابین جزائر واقع ہوا ہی اُسے چراغ و فانوس سے ایسا مزین و آراستہ کرنا کہ آج تک کبھی ایسی
روشنی دنیا مین نہوئی ہوا ور کنارہ دریا کا دورویہ فرش اور شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ ہوا ور ہر طرف پری رویان
خوش آہنگ رقص کنان ہون اور ہر ایک زر و زیور سے آراستہ و پیراستہ ہو اور پوشاک بھی نہایت پرزر و پر تکلف و
عمدہ ہو علاوہ اسکے تمکو تعلیم کرنا اس بارۂ خاص مین گویا حکمت لقمان کو سکھانا ہی کسواسطے کہ تمکو آراستگی جشن عیسی (؟) جیسا
صاحب قران اعظم اور صاحب قران اصغر کے قصہ مین از روے شاہنامۂ خورشیدی بتمام و کمال دریافت ہو گئی
ہوگی میری فہمائش کی کچھہ حاجت نہین ہی تم خدا کی عنایت سے خود فہمیدہ و صاحب فراست ہو اب تم چندے روز اس قصر مین
تشریف رکھو اور اسی کے انصرام مین مشغول رہو الغرض حکیم اسقلینوس الٰہی نے تمام حقائق و معارف جو کہ مناسب وقت
تھے حکیم قسطاس الحکمت کو اُسی عالم خواب مین بخوبی سمجھا دیے حکیم قسطاس الحکمت عالی منزلت جب اُس خواب
خوش خرم سے بیدار ہوے تمام و کمال حال حکیم عقرطوس جنی کے سامنے ارشاد کیا حکیم الجن نے کہا اے حکمت مآب
آپکو حکیم بزرگ نے عالم خواب مین تمام و کمال مدارج تعلیم فرمائے اور مجھہ سے پہلے ہی عالم ظہور مین خود ارشاد فرمایا
لیکن ساتھی اسکے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ ایک وقت مین جب ہم عالم رویا مین ارشاد کرینگے جب تم بھی ہمارے اس
راز سے آگاہ کرنا لہذا تا ہنوز مین بھی خاموش تھا اور انتظار مین اس خواب کے تھا کہ جسوقت آپکو بشارت و
ہدایت جناب فیضمآب سے ہوگی مین بھی اپنا اظہار حال فرخندہ مآل کرونگا۔ الحمد للہ کہ آج وہ معاملہ ظہور پذیر ہوا
اور عقدۂ سربستہ حل ہوا کہ جو آپ کو بشارت صادقہ ہوئی حکیم قسطاس الحکمت نے روزنامچۂ بناے طلسم اہرام
و اجسام کو نکالا اور اُسکو خوب غور سے دیکھا تو واقعی وہ تمام حالات حکیم بزرگ کے جو عالم خواب مین ارشاد فرمائے
تھے مع حالات دیگر کے مندرجہ کتب تھے اور بہنگام معائنہ کتاب روزنامچہ دروازۂ دوم طلسم کا حال بھی نظر آگیا
فی الحقیقت جناب حکیم عالی منزلت کی خاطر عاطر سے سہو ہو گیا تھا وہ اب مطالعہ روزنامچہ سے تمام و کمال یاد آگیا اور
معلوم ہو گیا اور وہ جو حکیم اسقلینوس نے عالم خواب مین فرمایا تھا واقعی وہ سب تصدیق ہو گیا قصہ کوتاہ بعد مطالعہ
روزنامچۂ تاریخ طلسم حکیم موصوف صاحب قران اکبر کے پاس تشریف لائے اُس وقت صاحبقران اکبر فلک اقتدار کی صحبت
مین ملکۂ صبح دل کشا اور ملکۂ صبح روشنگہر بھی حاضر تھین اور صاحب قران اکبر نہایت خوش و خرم ملکۂ شمسہ تاجدار اور
ملکہ نوبہار اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان سے حرف و حکایات مین مصروف تھے یکایک حکیم قسطاس الحکمت و الامنزلت
تشریف لائے صاحب قران اکبر فوراً استاد والانژاد کی تعظیم و تکریم کو اُٹھہ کھڑے ہوے اور نہایت ادب سے تسلیم بجا لائے
اور مسند کو چھوڑ دیا اور استاد کو بجاے اپنے مسند پر بٹھایا اور جناب حکیم قسطاس الحکمت نے تمام حالات اپنے واقعہ
اور ہدایت حکیم بزرگ کے بیان فرمائے ابوالحسن جوہر نے کہا پیر و مرشد حیرت و استعجاب کا مقام ہی کہ حکیم اسقلینوس نے

آپ ایسے حکمت مآب کو ہدایت کی حالانکہ آپ بجائے خود واقف رازو اسرار ہین کسی کے افہام و تفہیم کی کیا ضرورت ہی بات یہ ہے
و تعلیم اسکے واسطے مقدم ہی جو جاہل و نادان ہو حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا ای سلطان ابوالحسن جوہر فی الواقع یہ معاملہ ایسا ہی
ہی بعض اسرار طلسم ایسے بھی ہین کہ مین اسکو نہین جانتا اور مین لاعلم محض ہون اور بعض امور ایسے ہین کہ جنھین مین جانتا ہون
اور وہ میری خاطر سے سہو ہوگئے اب حکیم عالی مرتبت نے وہ سب بالکل تازہ کر دیے اور جو جو رازو اسرار طلسم مخفی تھے انسے
مجھے آگاہ کر دیا اور بعض امور مین نے روزنامچۂ ہوشیاری سے معلوم کیے کہ جو بنائے طلسم تھے انھین دیکھکے میری خاطر جمع
ہوگئی اب مین ہمہ وجہ مطمئن ہوگیا ورنہ دو روز سے اسی فکر و تشویش مین غلطان و پیچان تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے یہی وجہ
ہوئی کہ جناب حکیم صاحب نے بمحبت دلی خواب مین تشریف لاکر مجھے آگاہ کر دیا بھر گیا تھا اور طرفہ یہ کہ روزنامچہ کا بھی مجھے
مطلق ہوش نہ رہا تھا نہین تو مین روزنامچہ کو دیکھکے واقف ہو جاتا بلکہ اور جو سہو ہوگیا تھا وہ بھی یاد آجاتا مگر کچھ خیال
آیا ظاہر ہے کہ زیادہ تردد آدمی کو پریشان کر دیتا ہی قصہ مختصر اب حسب الارشاد جناب حکیم بزرگ اور از روے روزنامچہ
طلسم یہ امر قرار پایا ہی کہ پہلے عقد فیروز اکبر یعنی نکاح و متعہ ملکۂ صبح دل کشا اور ملکۂ صبح روشن گہر کا مقامات طلسم سیمیا
مین ہو بعدہ ملکۂ شمسۂ تاجدار و ملکۂ نوبہار گلشن افروز و ملکۂ ناطقہ روشن بیان کا عقد وقوع مین آئے بعد اظہار مراتب
و مراسم سامان عروسی ان خواتین کے حکیم والا منزلت نے ملکۂ صبح روشن گہر کو قلعۂ یاقوت نگار مین روانہ کیا اور ملک
اذفرشاہ والد ماجد ملکۂ روشن گہر کو واسطے تیار کرنے سامان عروسی کے پیغام بھیجا اور ملکۂ صبح دل کشا سے فرمایا کہ اب
تم بھی اپنے شہر مین جاؤ اور ملکۂ نوبہار گلشن افروز کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور نہایت تاکید سے ارشاد ہوا کہ شہر عروس مین
پہونچکر جلد سب سامان عروسی کو جمع اور مہیا کرو جب اسباب عروسی فراہم ہوجاوے تم یہان چلی آؤ بعدہ ملکۂ ناطقہ روشن بیان
نے واسطے چند روز کے رخصت وطن طلب کی اور بعد حصول رخصت شہر طوستان اپنے وطن کو روانہ ہوگئی اور ملکۂ
شمسۂ تاجدار نے جب سب کو اپنے اپنے وطن جاتے دیکھا لہذا آپ بھی مصلحتاً رخصت لیکے قصر اخضر کو روانہ ہوگئی
اور اپنی کنیزان خاص یعنی قلہار ماہ رخسار وغیرہ کو حکم دیا کہ تم لوگ صاحب قران اکبر کی حضوری مین حاضر رہو لیکن خبردار
کوئی امر خلاف طبع شہریار گردون وقار کے ہونے پائے نہایت ہوشیاری اور جانبازی سے خوب سمجھکے کام کرنا
اور انشاء اللہ المستعان عروسی ملکۂ صبح دلکشا اور ملکۂ صبح روشن تک اپنا سامان عروسی تیار کرکے لیتی آؤنگی خلاصہ یہ کہ
تمام خواتین اجازت و رخصت جناب حکیم عالی منزلت سے لیکر واسطے تیاری سامان عروسی کے اپنے اپنے شہر و وطن کو
ہو گئین بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اکبر کو ہمراہ لیکر اس قصر عالی مین تشریف لائے اور تمام کیفیت
اندرونی و بیرونی ملاحظہ فرمائی واقعی اسقدر وسیع و رفیع الشان ہی کہ جسکا نظیر آج تک ہماری نظر سے نہین گذرا ہر چند
کہ طلسم اجرام و اجسام مین بڑے بڑے عالی شان اکثر قصر ہین کہ مشکوے فلک سے جنکو نسبت دیجائے تو بجا ہے لیکن
اسواسطے کہ اس قصر عالی شان کے متعلق ہزار قصر و منازل ہین کہ جنمین ہر ایک بجائے خود قصر عالی شان معلوم ہوتا ہی

اسواسطے کہ اسکے ہر ایک قصر و منزل کے ساتھ منظر و ایوان رفیع و وسیع ہین اور اکثر قصور و خانہ و باغ و بائین باغ اور
چمن پر بہار والی قصور مین تعمیر کیے گئے اور ہر ایک قصر مین نقش و نگار مینا کار اور مطلا اور مذہب ایسے ہین کہ عقل کام
نہین کرتی اور یاقوت و زمرد کی وہ پچی کاری ہے کہ گویا قلم سے لکھا ہوا ہے اور بوٹیان اور پتیان اور رنگین ایسی
ابھری ہوئی ہین کہ جیسے قدرتی ہوتی ہین۔

قصر عالی شان کا ملاحظہ کرنا حکیم قسطاس الحکمت اور صاحب قران اکبر کا مع اپنے تابعین کے



الغرض بعد ملاحظہ فرمانے قصور و ایوان کے جناب حکیم فیضمآب نے اپنے شاگرد خاص یعنی حکیم ابو المحاسن کو
شاہزادۂ فلک قدر کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ اب باقبال و دولت شہر عسکریہ دار السلطنت طلسم مین تشریف لیجاؤ
اور تمام جواہر و اشجار جواہر و اثمار وغیرہ مال و متاع طلسم ساتھ لیکر جلد تر یہان تشریف لاؤ اور بعد جانے صاحبقران
کے خود بنفس نفیس دروازۂ طلسم عجائبات کی طرف متوجہ ہوئے کہ دروازۂ دوم عجائبات کو اس جانب سے کہولین
اسلیے کہ دروازۂ طلسم کا کھلنا اعمال طلسم پر منحصر و موقوف تھا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر مع ابو الحسن جو ہمراہ
حکیم ابو المحاسن شہر عسکریہ کو روانہ ہوئے اور قزاراتہ وغیرہ جو کنیزان خاص ملکہ شمسہ تاجدار کے تھین بنی آدم و بنی الجان
قصر الکبریٰ مین رہین اور انتظار مین اپنی خاتون عالی منزلت کے چشم براہ تھین تاکہ جسوقت ہماری خواتین معاودت

کریں بس ہم بھی اُنکے ساتھ شہر عسکریہ کو چلینگے جب صاحب قران اکبر شہر عسکریہ کے قریب پہونچے اور شہر عسکریہ مین خبر آمد آمد شہریار گردون وقار کی مشہور نزدیک و دور ہوئی ملک افرشاہ بادشاہ طلسم بیضا یعنے ملکہ صبح روشن گہر کے والد بزرگوار مع لشکر و بیدلاور و ملک افلاک مینائی و ملک متین و ملک زردھنگ وغیرہ بادشاہان طلسم با جاہ و حشم و خدم استقبال کو آئے اور بعد بجا آوری مجرا و آداب شہزادہ عالیجناب کی رکاب کو بوسہ دیا بعد اسکے ملک افرشاہ نے اعیان مملکت و ارکین سلطنت کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور مزاج پوچھا بعدہ کہا نظم

کہ ای شہریار سعادت قرین
بود دشمنت ہر کہ مقہور باد

معین تو باد اجہان آفرین
جہان را شہنشاہ اعظم توئی

بعالم فشون تو منصور باد
نظر کردۂ نور عالم توئی

طلسم جہان را بدست کشاد
نگہدار ذات تو رب العباد

اسی طرح لشکر و بیدلاور نے دعا و ثنائے شہریاری ادا کی اور کہا۔ اشعار

تا درخشندہ ماہتاب و تا برآید آفتاب
باوجاہت بیکران و باد دولت بیکران

تا برافروزد شہاب و تا فروتا بد سہا
حال نیکت بے زوال و سال عمرت بے فنا

بعد ازان ملک افرشاہ نے التماس کیا کہ ای شہریار گیتی ستان حضور غریب خانۂ فقیر کو اپنے نور قدم سے منور فرمائیے کہ باعث فخر اس خاکسار و خیرخواہ کا ہو صاحب قران اکبر نے ملک افرشاہ سے معانقہ و مصافحہ کیا اور مزاج پرسی فرمائی اور شہر عسکریہ مین نہایت جاہ و حشم سے مع ملک افرشاہ داخل ہوے ہنوز شہریار در شہر پناہ تک پہونچے تھے کہ ایکبار چار طرف سے غلغلۂ تحسین و آفرین و مبارکباد اُٹھا شہریار عالمگیر نے ہر چہار طرف ملاحظہ فرمایا لیکن کسی بشر کی صورت نظر نہ آئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر در و دیوار سے مبارکباد کی صدا آتی ہی شہزادۂ عالی وقار آہستہ آہستہ سیر کرتے سراے شاہی مین تشریف لائے اور تخت رفعت و جہانبانی پر رونق افروز ہوے ملک افرشاہ نے شاہزادۂ کامگار کی دعوت و مہمانی کا سامان مہیا کیا اور جلسۂ رقص و سرود قرار دیا گیا شاہزادۂ گردون حشم نے بعد خاصہ تناول فرمانے کے تمام شب ناچ ملاحظہ فرمایا آواز نغمہ و سرود سے محظوظ ہوے اور اُن پریزادان زہرہ جبین نے ناچنے اور گانے مین کمال اپنا دکھایا اور نہایت عمدگی سے رقص کیا۔ صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوے دوسرے روز صاحب قران اکبر گیتی ستان نے حکم دربار عام دیا کہ جملہ سرداران ذی وقار و سلاطین عالی مقدار و امرا و ارکین و مدبران ممالک و رؤساے نامدار شہر کے دربار مین حاضر ہون اور اُسی وقت اس گردون وقار نے لاقوت شاہ و قحطان و غیلان وغیرہ تینون جفا شعار کو جو کہ مقید تھے دربار مین طلب فرمایا اور اس جلسۂ عام مین نصیحت فرمائی لیکن اُنکو کچھ اثر نہوا گو کہ نصیحت اور فہمائش فرمائی لیکن کسی طرح راہ راست پر نہ آئے ملک افرشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار نصائح و پند سے کیا فائدہ

۲۰۰

شعر

باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ

شہزادۂ عالی وقار نے ملکہ رنگ افروز دختر لاقوت شاہ جنی سے فرمایا اے ملکہ پریزادان تم اپنے پدر بدگہر کے حق مین کیا
کہتی ہو جلد تر یہ مردود راہی دار البوار ہوا چاہتا ہے ہمنے جو حق سمجھانے کا تھا سمجھایا لیکن ان نالایقون کے خیال و فہم مین
نہ آیا یہ راندۂ درگاہ ایزدی اپنی شقاوت قلبی سے باز نہین آتے ہم ناچار ہین ملکہ رنگ افروز نے عرض کیا اے شہریار
گردون وقار یہ کنیز خاص جب داخل اسلام ہوئی تو ان کافران غدار و ستم شعار سے مجھے کیا سروکار جو جیسا کریگا ویسا پائیگا
جب حضور کی فہمایش انپر موثر نہوئی تو مین کیا چیز ہون یہ جہنمی کا ہیکو سمجھینگے آپ کو ہر طور اختیار ہے حد شرع اس بدین پر
جاری کرنا واجب و لازم ہے صاحب قران اکبر نے لاقوت وغیرہ بیس نفر ابلیس پرست اسیرون کو اذفرشاہ کے حوالے
کر کے حکم دیا کہ اے بادشاہ طلسم تمکو اختیار دیا جاتا ہے جسطرح سے تمہارا دل چاہے ان اشرار و کفار کو قتل کرو اور واسطے اپنا
عوض قرار واقعی لو ملک اذفرشاہ نے اسی ذلت لاقوت کو نہایت ذلت سے ہلاک کیا اور قحفان وغیلان الرزق
جوانون کو تیر باران کرایا اور انکی لاشین سرحرک لٹکوا دین تا آیندگان و روندگان دیکھ کے عبرت کرین اور ایسے جرم کے
مرتکب نہون بعد دربار عام کے صاحب قران اکبر جواہر خانۂ بزرگ طلسم مین تشریف لائے درخت طلا و جواہر طلسم
جو تکیدہ آصفی اور اثمار جواہر طلسم اور جبل چراغ سلیمانی وغیرہ اشیاے نفیسہ طلسم مع دیگر اسباب و سامان حکیم ابو المحاسن
تفویض کردیا حکیم صاحب موصوف اسی دن اس مال و متاع طلسمی کو ساتھ لیکر قصر النیرین کو روانہ ہوگئے اور شہریار
گردون وقار شہر عسکریہ مین مقیم رہے اور ملک اذفرشاہ کو تیاری سامان عروسی کا حکم دیا اذفرشاہ نے حسب الحکم عالی
ہر ایک مقام مین اسباب آرایش وغیرہ کو جمع کردیا اور پریزادات چابکدست کو نہایت حسن تدبیر سے آراستگی
سامان کتخدائی پر مامور فرمایا اور تاکید حکم دیا کہ اشیاے زینت مین کسی طرح کا فرق نہین شہر و قلعہ وغیرہ آراستہ ہو کہ پہلے
سامان عقد صبح دل کشا ہوگا بعد اسکے ملکہ صبح روشن گہر کا متعہ قلعہ یاقوت نگار مین واقع ہوگا بعد اس جشن صغرا کے
جشن کبرا کا انتظام کیا جائیگا مگر فی الحال دونون عقد مین یہ امر قرار پایا ہے کہ شاہزادۂ فلک جاہ با شکوہ ملوکانہ شہر عسکریہ
دار السلطنت طلسم بیضا سے سوار ہوکر قلعہ یاقوت نگار مین تشریف لیجائین اور تیس فرسخ راہ جو کہ مابین شہر عسکریہ
اور قلعہ یاقوت نگار کے واقع ہوئی ہے منزل بمنزل بہ آرام تمام طے کرین اسطرح سے کہ تمام رات عیش و آرام مین بسر ہو
اور صبح کو کوچ کرکے ایک پہر مین وہ مسافت طے ہو تاکہ کسی کو ناگوار نہو سب اپنے اپنے کام بخوبی انجام دیلیں بعد عقد و متعہ
دونون بادشاہون کو موافق رسم و رواج قدیم شہر عسکریہ مین لے آنا چاہیے اور نکاح و متعہ کے واسطے حکماے عالی وقار نے
ایک روز سعید مقرر فرمایا ہے اس روز نوبت خانۂ جشن کتخدائی رکھنا چاہیے اور شیر دیہ دلاور کو حکم ہوا کہ تمام شہر عسکریہ آیینہ بندی
کیا جاوے اور شہر عسکریہ سے تا بہ قلعہ یاقوت نگار دونون طرف روشنی چراغان وغیرہ تمام رات کیجاوے اور آتشبازی بہر قسم کی

عمدہ چار طرف قلعہ کے نصب کیجاسے اس عرصہ مین ملکہ نوبہار گلشن افروز صبح دل کشا باسامان عروسی شہر عسکریہ سے
قلعۂ یاقوت نگار مین داخل ہوئی اور ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان بھی شہر عسکریہ مین پہونچین یعنی ملکہ شمسہ تاجدار اور
ملکہ ناطقۂ روشن بیان وغلہ انہ ماہرو دختر ملک افلاک شاہ دختر ملک شاہ وغیرہ نازنینان آدم زاد صاحب قران اکبر
کشورستان کی طرف سے ساز وسامان عروسی مین شریک رہین اور نازنینان پری پیکر سے نوبہار گلشن افروز دو نوع کی عروس
کی زینت وتزئین وآراستگی مین مقرر ومعین ہوئین اور دوسرے کارپردازان چالاک وبے باک منتظمان واقف آئین
سلاطین و وزرا و وابستگان دامن دولت وخیر خواہان جابکدست نے شہر عسکریہ کو تا قلعۂ یاقوت نگار کثرت روشنی سے
رشک وہ آتشخانۂ بلخ کر دیا بعد اس سامان تزئین وآرایش کے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو اردوے معلی
کی طرف روانہ فرمایا اور کہا اے برادر بجان برابر تم فوراً لشکر ظفر پیکر مین جاؤ اور سرداران وافسران لشکر اور سلاطین ذی وقار
کو اول فتح طلسم کی خوشخبری دینا بعد اسکے یہ انتظام کرنا کہ قسم امیر مجاہد الدین دلاور کو لشکر کا سپہ سالار کرنا اور اختیار
کل دینا اور امیر محمد دلاور کو سالاری لشکر سے سرفراز کرنا اور کل دلاوران وسلاطین ذی وقار کو اس امر کی اطلاع
دینا کہ صاحب قران اکبر کشورستان چالیس روز تک زمین طلسم مین رونق افروز رہینگے بعد مدت مذکور کے انشاء اللہ
تعالے جشن ظفر سے فرصت پاکر مظفر ومنصور داخل اردوے معلے ہونگے تم کسی طرح کا اندیشہ نکرنا کسواسطے کہ بفضل
معاملات جنگ بافضال پروردگار عالم یکسو ہین اور ہر طرح خاطر جمع ہے بفضل ایزد باری کسیطرح کا اندیشہ وفکر نہین ہے
اگر سلاطین کفار سے کوئی صورت جنگ وپیکار کی پیدا ہوگی تو بقدرت قادر حقیقی ہمارے لشکر مین اکثر پہلوانان تہمتن
ودلاوران گردن شکن مثل امیر مجاہد الدین دلاور وامیر محمد وامیر زادہ سیف الدین تہور شعار سے موجود ہین فوراً
قرار واقعی اُس لشکر اشرار وکفار کو گوشمالی دینگے اور بخوبی لشکر کفار کا استیصال کر دیا جائیگا ہان ایک جمشید خود پرست
کا البتہ کچھ خیال واندیشہ ہے کہ وہ ایک ہی نطفۂ شیطان وبلاے بد ہے مکر وفریب مین اپنا مثل نہین رکھتا اور صاحب قوت
وزور بھی ہے اور ساحر ہوتا تو سب ہی جانتے ہین ایسا نہو کہ کوئی فتنہ تازہ برپا کرے لیکن بہرصورت فضل الٰہی شامل حال ہے
تو کیا غم ہے وہ مادر بخطا کیا قدرت رکھتا ہے کہ نظر بد سے لشکر اسلام کو دیکھ سکے اور شاید ایسا اتفاق ہوا تو امیر زادہ امیر محمد
عالی وقار اور امیر زادہ سیف الدین نامدار اُسکی آنکھیں نکال لینگے اور خاطر خواہ اُسکی گوشمال کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا تو ہر ایک پہلوان لشکر فیروزی اثر اس حرامزادے کی سرکوبی کو کافی ووافی ہوگا اور وہ دونون دلاوران شیر دل
شجاعت ونہنگ بحر جرأت یعنی امیر زادہ امیر محمد وامیر زادہ امیر سیف الدین فنون سپہ گری اور زور وقوت دست و
بازو مین جمشید مردود پرست ملعون سے کہین زیادہ ہین کسیطرح کم نہین ہین اور بارہا معرکہ جنگ مین جمشید کو زک دی
ہے اور جنگ مغلوبہ کا تو کسی طرح یقین نہین ہے کہ ہوسکے اسکا وہم وگمان بھی نہین ہے اگر کوئی موقع جنگ مغلوبہ کا
ہوا بھی تو اگر ہزار برس یہ فلک کجرفتار چرخ مارے تو بھی لشکر اسلام کا زور وہان سیلا نہین ہوسکتا اور مقابلہ کرنا تو

ایک امر جدید کا نہیں ہمارا لشکر فتح پیکر بفضل رب اکبر دریاے قہار ہی جسکا شمار قیاس سے باہر ہی اس حال میں اگر کفار مقابلہ کرینگے تو کیا کر سکتے ہیں حدیث نبوی سے ثابت ہی کہ جب کفر و اسلام سے مقابلہ ہوگا تو اسلام ہی قوی نکلیگا الغرض ہمکو کسی طرح کا اندیشہ و فکر نہیں ہے بعد اسکے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو سب مدارج و مراتب سمجھا دیے اور آرد وسے معلے کو خود بدولت روانہ ہوے ادھر سلطان ابو الحسن جوہر بتعجیل تمام لشکر ظفر پیکر میں آیا اور امیر مجاہد الدین بن بدر الدین و امیر زادہ امیر محمد و امیر زادہ سیف الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل و امیر سلطان وغیرہ دلاوران نامدار و شہسواران و مقربان بارگاہ صاحب قران اکبر سے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور حالات حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی صاحب قران اکبر گردون حشم اُن امراے عالی وقار سے خلوت میں بیان کیے اور ہر ایک امیر سے تاکید کہا کہ فی الحال چند روز اس امر کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ صاحب قران اکبر کشورستان نے حکم قطعی یہ دیا ہی کہ تا تشریف آوری ما بدولت اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ایسا نہو کہ لشکر کفار سے کسی طرح کی شورش پیدا ہوا اور بیکار فتنہ و فساد تازہ قائم ہو جاے اسوقت ہمکو ایک طرح کا تردد لاحق حال ہوگا بعد اسکے بموجب حسب الحکم صاحب قرانی امیر مجاہد الدین دلاور کو اختیار لشکر فتح پیکر دیا اور یعقوب حرانی کو اپنا منصب نگہبانی تفویض کیا اور تاکید یہ بھی کہا کہ شب و روز لشکر کی محافظت و نگرانی میں ہمہ تن مصروف رہنا اور اسی طرح سے امیر محمد دلاور کو عہدہ سپہ سالاری لشکر فتح پیکر سے ممتاز کیا بعد اس گفت و شنید کے سلطان ابو الحسن جوہر پادری ایدروس کی خدمت میں آیا اور پہلے صاحب قران اکبر گردون فر کا سلام شوق پہونچایا بعد اسکے تمام سرگذشت پادری سے بیان کی اور اس حال کو بھی بیان کیا کہ جناب حکیم اسقلینوس الٰہی نے عالم واقعہ میں حکیم قسطاس الحکمت کو جشن عروسی صاحب قران اکبر کے بارہ خاص میں بشارت دی ہے کہ پہلے عقد معز الملک صبح دل کشا و ملکہ صبح روشن گہر کا شاہزادہ والا قدر سے ہوگا اور ان دونوں کا عقد سرزمین طلسم بیضا میں قرار پایا ہے لہذا جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدارا و ملکہ نوبہار گلشن افروزا و ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی جلد آراستہ کرنا چاہیے کہ اب تھوڑے عرصہ میں مقدمات جنگ و پیکار بھی تمام و کمال بفضل خدا فیصل ہو جائیں گے پادری ایدروس نے یہ سنکے اسی وقت روزنامچہ کو منگوا کر معائنہ کیا واقعی جو کچھ سلطان ابو الحسن جوہر کا بیان تھا وہی روزنامچہ میں بھی تھا جب روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ چکا ابو الحسن جوہر سے کہا اے گرامی قدر و عالیجاہ

تم بھی ایک نظر اس روزنامچۂ بزرگ کو دیکھ لو کہ کس قدر مطابق تمہارے

بیان سے ہے۔ سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی بمجرد

کہنے پادری ایدروس صاحب کے

روزنامچۂ بزرگ کو دیکھا

سلطان ابو الحسن جوہر اور پادری ایدروس کا روزنامچہ کو دیکھنا



اُنمین یہ عبارت تحریر تھی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ حسب الحکم صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر اس جشن عروسی
کے بارہ مین یہ تجویز ہونا چاہیے کہ قبل از عقد ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان
دو عقد صغرا جو پریزادان طلسم کے شاہزادہ معز الدین سے اسی سرزمین طلسم بیضا مین واقع ہونگا اور ملکہ شمسہ تاجدار
باستر ضاے خود شاہزادہ عالی جاہ کے ساتھ طلسم مین جا کر اُن دونون پریزادون کا نکاح کرینگی اور بعد عقد کے دونون کو
اپنے ساتھ لیے ہوے آئینگی اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ناطقہ روشن بیان اس عقد مین شریک ہونگی اور عقد
کے بعد شاہزادہ خورشید منزلت اُردوے معلی مین جا کر معاملات جنگ فیصل کریگا اور کفار و اشرار کو تہ تیغ کریگا بعد یکسوئی
معاملہ جنگ کے انعقاد جشن عروسی کبرا کا ہوگا بعد طے ہونے مہم جنگ کے جشن عروسی ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز
و ملکہ ناطقہ روشن بیان کا نہایت اہتمام سے آراستہ و پیراستہ کیا جائیگا جب ابو الحسن جوہر نے روزنامچہ بزرگ کی عبارت
دیکھی نہایت تعجب کیا اور بانیان طلسم کی پیشین گوئی کی نہایت تعریف کی بعد اسکے پادری ایدروس سے رخصت ہو کر
صاحب قران اکبر کے حضور مین حاضر ہوا اور تمام احوال خیریت مآل لشکر ظفر پیکر کا گوش گذار کیا صاحب قران اکبر
گردون حشم نے بعد آنے سلطان ابو الحسن جوہر کے دو جلسہ عیش و طرب جشن کے مقرر فرمائے اس تفصیل سے کہ پہلا
جشن قبل عقد صغرا شہر عسکریہ مین مقرر ہوا اور جشن دویم عقد قلعہ یاقوت نگار مین مقرر ہوا اور اُسی جشن اول مین شاہزادہ
کامگار گردون وقار باشوکت و جاہ تخت عشرت پر جلوہ افروز ہوے اور فقرا و مساکین کو داد و دہش سے غنی کر دیا۔ واضح ہو کہ
شہر یاقوت نگار مین ایک شراب خانہ نہایت سال خوردہ تھا جسمین ایک عرصہ سے شراب کہنہ رکھی تھی اور اُس شراب خانہ مین

بانیان طلسم نے ایسی زبردست طلسم بندی کی تھی کہ آج تک کوئی متنفس اُسکے حال سے وقوف نہ رکھتا تھا ایک شخص قوم جن سے جسکا نام ذوالخمار جنی تھا موکل اس شراب خانہ کا تھا اور وہ اسی خدمت پر مامور تھا کہ جب تک قفل طلسم ہے افشردہ انار طلسم سے شراب تیار کرے اور اسی شراب خانہ مین جمع کرتا جائے چنانچہ تین پشت سے ذوالخمار جنی کی نسل مین ایک کے بعد ایک اپنے اپنے زمانہ مین عہدۂ داروغگی خمخانہ پر مقرر و معین ہوتا چلا آتا ہے اور یہ ذوالخمار جنی اب اخیر زمانہ مین داروغہ شراب خانہ کا ہے الغرض بانیان طلسم نے اس شراب کو خاص اس غرض سے ترتیب دیا کہ جسوقت ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان وغیرہ نازنینان شمع رخسار و پریزادان گلعذار وغیرہ پریزاد و آدم زاد صاحب قران اکبر کے عقد و نکاح مین تشریف لاوین بلکہ اور جملہ نازنینان طلسم جو بعقد نکاح صغرا یا بنکاح کبرا یا بعنوان کنیزی شاہزادہ عالیقدر کے شرف زوجیت و مواصلت سے سرفراز ہوں ایس شراب عجیب سے نوش کریں اور اس شراب مین یہ خاصیت ہے کہ بمجرد نوش فرمانے جام شراب مذکور کے رشک و حسد و رنج و ملال آپس مین کسی طرح کا باقی نہ رہے اور ایک طرح کا جوش محبت خود بخود دل مین پیدا ہو الغرض روز اول جشن عروسی ذوالخمار جنی صاحب قران اکبر کی خدمت مین موافق ہدایت و بشارت کے حاضر ہوا اور بعد سلام مبارکباد فتح طلسم کی دی اور چند شیشہ بلورین مع جام یاقوت نگار اُس شراب عجیب الفعل و نادر الخواص کے نذر شاہزادۂ گردون حشم کیے اور حال شراب سے مع خواص آگاہ کر دیا اور عرض کی کہ بانیان طلسم نے یہ شراب نادر الخواص محض اسی روز جشن مسعود کے واسطے تیار کی تھی کہ ایام جشن عروسی مین کام آویگی ادنی اور اعلی کوئی اس شراب راحت بخش و فرحت دہ قلب و جگر کے ذائقہ سے محروم نہ رہے اے شہریار کامگار اس شراب کا پینے والا کسیطرح کا کوئی شخص ہو وہ ظاہر و باطن مین کسی اپنے دشمن جانی و قاتل سے کبھی ملال دلی نہ رکھیگا بلکہ جسقدر یہ لوگ کہ حاضرین محفل ہونگے اُنمین ایک طرحکا آپس مین اتحاد و محبت دلی کا دخل ہوگا کہ بیدون دیکھے ایک کے دوسرے کو قرار و آرام نہوگا علاوہ اسکے یہ شراب طلسمی ایام جشن تک حاضرین جشن کے واسطے کافی و وافی ہوگی اسقدر متعدد شیشہ و قرابے تیار ہین صاحب قران اکبر اس حال عجیب کو سنکر نہایت خوش و مسرور ہوئے اور بانیان طلسم کی مکرمت و عنایت کا شکریہ ادا کیا اور بدعائے خیر یاد کیا اور ذوالخمار جنی کو بعطیۂ خسروانہ و شاہانہ سرفراز فرمایا اور خلعت گرانبہا مرحمت فرماکر رخصت فرمایا

اب راوی ہنرور صاحب قران اکبر کو جشن عیش و عشرت مین مشغول رکھتا ہے اور چند کلمہ بیرون طلسم یعنی لشکر کفار و اشرار کی بد باطنی و بد افعالی کے بیان کرتا ہے اور نیز فتنہ پردازی جمشید خود پرست راندۂ درگاہ الٰہی کی لشکر اسلام سے اور جنگ و پیکار کرنا اُس لعین و بدکردار کا اور لشکر فیروزی اثر سے اور دعوائے صاحبقرانی بلکہ ادعائے خدائی اُس

نابکار کا باعانت ساحران مردود ومقہور مع واقعات وحالات دیگر کے ۔ نظم

سنتے ہی یہ اضطراب مرا دوستانہ ہے ہشیار ہو کہ تیرا اجل کا نشانہ ہے
کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا کاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
دنیا کے تخفے ہین یہ فرزند و بستر با بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
انفاس مستعار ہے کیا اعتبار زیست اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بو قلمون بے ثبات ہین ہو زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار سے ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سنے کیا ہوگئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم مجھے سب مٹا چکے نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

بیت

یکے تازہ تر داستان آورم پئے سامعان ارمغان آورم

منشیان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس قصۂ حیرت افزا کو یون زیب قرطاس رنگین اساس کرتے ہین کہ جب یہ خبر تحقیق اس نطفۂ ناتحقیق یعنے جمشید پلید خود پرست کو صحیح پہونچی اور کئی مردان معتبر کی زبانی یہ سنا کہ عرصۂ بعید سے ملکۂ شمسہ تاجدار قصر اخضر مین نہین ہے اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان سلطان ابو الحسن جوہر آرد وے معلے سے کسی طرف کو بلا اطلاع عالی خود چلے گئے ہین اور نہین معلوم کس طرف چلے گئے ضمار منکوس منحوس سے پوچھا اے استاد بد تدبیر کچھ تجھپر حال کھلا کہ یہ لوگ بہیئت مجموعی کس مقام مین گئے طبعی بولا غالب ہے کہ معز الدین نے طلسم فتح کیا انھین تماشاے قصور و خزائن موقوفہ کے لیے جو کہ طلسم سے پیدا ہوے ہین گئے ہون جمشید قرمساق ہنسا اور کہا او گیدی مسخرے کاش تجھے تھوڑی سی عقل کہین سے خیرات ملگئی ہوتی تو ہمارا کام رونق پذیر ہو جاتا ۔ نظم

قرمساق کیا دخل اس بات کا کہ اسکے لیے سب بلا سے گئے خوالون کو دیکھین مکانون کو بھی
ہمین کیون نہ یہ سب دکھائے گئے گدھے مسخرے تیری داڑھی پہ تھوک نشان تجھ مین الو کے پاے گئے

ضمار منکوس دیو شبطبعی بولا ارے مادر قحبہ حلبتی بچہ رو سیاہ نطفۂ ناتحقیق جیسا تو نے مجھ سے سوال کیا ویسا جو میرے خیال مین آیا جواب دیا آخر تیرے خیال ناپاک مین کیا آتا ہے جمشید بولا یہ تو نے کسطرح جانا کہ معز الدین نے طلسم بیضا فتح کرلیا اور جشن بھی ٹھہر گیا اور ایسا جلدی اطمینان بھی ہوگیا کہ جو تماشا دیکھنے کو بلایا ایسی خوشی ہوئی

ارے حرامزادے یہ کیون نہین کہتا کہ معزالدین کے سر پر کوئی آفت ارضی وسماوی ایسی آئی ہو کہ جس سے یہ لوگ گھبرائے
ہوئے گئے ہین تاکہ کوئی تدبیر کرکے معزالدین کو اُس آفت سے نجات دلائین اور ملکہ شمسہ تاجدار عذب البیان بقرار
ہوکر گئی ہوگی کہ وہ محفل ماتم اپنے طلسم مین قرار دے اور خود معزالدین کے ماتم مین بیٹھے رونے بیٹھے اور جتنے لوگ
خیر خواہ وہوا خواہ معزالدین ہون وہ سب ملکہ شمسہ تاجدار کو پرسا دین کہ یہان بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے معزالدین کا
کوئی وارث جائز نہین ہو ضرار منکوس منحوس بولا او غلام بچے لعنت ہو تیری اس عقل پر جو تجھے نصیب ہوئی ہے تجھے
خیال نہین ہو کہ ملکہ شمسہ تاجدار ابھی نا کتخدا ہو اُسے کیا ضرور ہو کہ وہ ماتم داری معزالدین کو جائے یہ بات بھلا کسیکی
بھی عقل مین آتی ہے جمشید اپنے اُستاد سے یہ سُنکے خوب ہنسا اور اُستاد کی داڑھی کو پکڑ کر خوب ہلایا اور ہاتھون کو چوما
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا واہ اُستاد خوب سوچے کیا خوب تجویز کیا سچ تو یہ ہو کہ تو نے بھی جھک مارا اور مین بھی لغو بکا۔
اب تو کتاب نجوم کھول اور زائچہ کرکے بزور علم نجوم دریافت کر کہ معزالدین پر کیا آفت گذری اور یہ لوگ کسواسطے مضطرب
یہان سے بھاگے ہوئے بدحواس گئے ہین اور شمسہ تاجدار کے جانے کی کیا وجہ ہوئی جلد مجھ سے اس حال کو بیان کر
لیکن اُستاد صحیح صحیح حال ہو اگرچہ ایک بھی یہ بات نہوئی ہو یا غلط ہو تو اُستاد خطا معاف جوتے سے خبر لونگا نہین
فرق ہوگا ضرار منکوس بولا یہ تو نے بڑا جھگڑا بیان کیا اسکو ایک مدت چاہیے اور بڑی محنت ومشقت سے ہوگا
کیا تو یہ امر سہل سمجھا ہو مجھکو اسقدر فرصت کہان اور آپ سے کیا غرض ہو کہ مین بے فائدہ اسقدر مشقت کرون اپنی
جان کو مفت عذاب مین ڈالون جمشید بولا ارے گیدی اس تیرے کلام سے معلوم ہوتا ہو کہ معزالدین کسی بلا مین مبتلا ہوگیا
اب مین اُسکے لشکر کا بھی خاتمہ کیے دیتا ہون ایک متنفس کو زندہ وسلامت نہ رکھونگا ضرار منکوس منحوس بولا اُسکا لشکر ایسا
نہین ہو کہ تو یکایک اُسکو قتل وغارت کرے جمشید بولا آخر تیرا سحر وجادو کس روز کام آئیگا کچھ تو کار برآری ہونا چاہیے
ضرار منکوس نے کہا ارے حرامزادے مجھے ساحر سمجھا ہو مین نے سحر کا کب دعوے کیا ہو مین سحر کو کیا جانون ہان علم
سحر کچھ معلوم ہو اور عمل سے سحر کے مجھکو از حد کراہت ہو کسواسطے کہ سحر مین نجاست کو دخل ہو ایسا گندہ دماغ کہان سے
لاؤن جمشید پلید بولا اس نازک دماغی سے معلوم ہوتا ہو کہ تو فرقۂ حکماے عالی دماغ سے ہو یہ بھی غلط ہو حکیمون کی کیا
چشم بھی نہین ہو دیکھو چشم کور سے حکیم لشکر معزالدین مین ہین جنکا شہرۂ حکمت قاف سے قاف تک ہو ضرار منکوس بولا
او نا دربنگا آج تجھے خوش طبعی سوجھی ہے تجھے نیا خبط ہوا ہی یہ تو بیان کر کہ تیرے دل مین کیا ہو جمشید نے کہا مجھے یہی منظور
ہو کہ معزالدین کے آنے تک اُسکے لشکر کو غارت کردون ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑون اور نام لشکر کا صفحۂ ہستی سے مٹادون
ضرار منکوس بولا یہ امر نہایت دشوار ہو امیر زادہ امیر محمد سا دلاور اور یعقوب حرانی سا بہادر ایسے جوان معزالدین
لشکر مین موجود ہین کیا تو اُنھین نہین جانتا کہ وہ کیسے دونون شیر میدان رزم ہین جمشید بولا یعقوب حرانی بیچارہ بوڑھا
ہو تو ہی اس سے ڈرتا ہوگا مین اُسکا وجود نہین جانتا ہان امیر محمد البتہ ایک جوان جرار وصف شکن ہے لیکن جب مین اُسکے

قتل کا عزم بالجزم کیے ہوئے تو اور کیا وجود رکھتا ہی اور کون ایسا پر جگر ہے جو مجھ سے مقابلہ کر سکے اور امیر مجاہد الدین ایک مرد پیر و ضعیف ہی اُسکے ہاتھ سے کچھ ہو سکے یہ معلوم ہی وہ بڈھا کیا کر سکتا ہے اب رہے اور دو چار نوجوان وہ بھی کچھ ایسے ویسے ہی ہین وہ بھلا میرے حملے کی تاب لا سکین گے شاید کچھ میرے مقابلہ مین قیام کر سکین تاہم مین اُنکو کیا سمجھتا ہون کہ وہ کیا مال ہین اُنکو بھی تم ہلاک ہی جانو ضمار منکوس بے ناموس نے جو اس نابکار و پلید کو اسقدر مستعد و سرگرم پایا اور یہ تقریر سنی خوب ہنسا اور کہا اگر تیرا قصد ایسا ہی ہی تو خیر تیری خاطر سے تین دن تو صبر کر مین کچھ سحر پڑھونگا اور تیرے واسطے اپنے اوپر مشقت شاقہ گوارا کرونگا پھر دیکھ تو کیسا عمل زبردست تیار کرتا ہون کہ جسکا ثانی پردۂ دنیا پر نہوا ہی اور نہو گا جمشید نے یہ جو عبارت ضمار منکوس منحوس کی زبان سے سنی خوش ہوا اور کہا اے استاد بد نہاد۔ شعر

دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی ✣

القصہ ضمار منکوس دیو زشت اپنے خیمۂ منحوس مین چلا گیا اور خلوتخانہ مین جا کے وہ کتاب جو کہ چاہ بابل سے لایا تھا صندوق سے نکال کے دیکھنا شروع کی اور ہر ایک عمل سحر کو اپنے سمجھتا گیا اور منتخب کرتا گیا اور خوب بغور و تامل ہر ایک عمل کی ترکیب اور عقل کو لڑا رہا تھا کہ یکایک ایک دربان نے آکر عرض کی کہ ایک غلام حبشی سرخ چشم بد ہیئت طویل القامت کہتا ہی کہ طبیعی سے ایک کار ضروری ہی جلد اطلاع کرو ضمار منکوس نے کہا پوچھو نام تیرا کیا ہی اُسنے کہا نام میرا فیروز ہی ضمار منکوس یہ خبر سنکے خوش ہوا اور کہا جلد بلا لا اس عرصہ مین وہ غلام سامنے آیا بغیر سلام اُس بے ادب نے ایک رقعہ بغل سے نکال کے ضمار منکوس کے آگے ڈالدیا اور بیٹھ گیا گیدی نے نامہ اُٹھا لیا اور پڑھنے لگا اُس نامہ مین یہ مضمون تھا کہ اے ضمار منکوس منحوس تجھ کو خمار جادو بن خنزیر جادو کی طرف سے معلوم ہو کہ بمجرد دیکھنے رقعہ ہذا کے تن تنہا میرے پاس جلد چلا آ تیری اور جمشید کی مین دستگیری کو آیا ہون اور جو امر مین نے جمشید کے واسطے تجویز کیا ہی بیان اُسکا ملاقات پر موقوف ہی بعد یہان آنے کے سب تجھپر حالی اور روشن ہو جائیگا فقط ضمار منکوس نے جو عبارت رقعہ کو دیکھا خوشی سے مثل خرمردہ کے پھول گیا اُسی وقت حکم دیا کہ جلد میری سواری کا شتر تیار ہو جونہین وہ اونٹ جو تیار ہو کر آیا یہ گدھا فوراً غلام کو ساتھ لیے شتر پر سوار ہوا اور روانہ ہوا تین فرسخ جب راہ کوہستان طے کی ایک غار کوہ معلوم ہوا فیروز غلام حبشی ضمار منکوس کو اُس غار مین لیگیا ایک فرسخ کی مسافت قطع کی تھی کہ دور سے ضمار منکوس نے ایک دروازہ باغ کو دیکھا جسکی چارون اینٹ طلا سے خالص کی تھین اور فیروزہ خوشرنگ سے مرصع اس کیفیت کو دیکھ کے ضمار منکوس نہایت حیران ہوا اور اُس غلام سے کہا کہ ہم اکثر اس راہ سے آئے لیکن آج تک کبھی اس سرزمین پر ایسا باغ رشک ارم دیکھنے مین کیا سننے مین نہین آیا الغرض طبیعی اسی حیرت و استعجاب مین داخل باغ ہوا فیروز غلام اُس ولد الحرام کو ایک ایوان قصر مین لیگیا اس ایوان عالی شان کے چبوترے پر ایک حوض پر از آب خوش گوار تھا اُس حوض مین مچھلیان سرخ و سبز کھیلتی فوارے نقرئی و طلائی جاری تھے لب حوض ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا اُسپر ایک مکار و بدکار ساحر باریش دراز بیٹھا دیکھا فیروز غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ

ضمار منکوس

ضار منکوس منحوس حاضر ہی وہ ساحر بولا کیون او ضار منکوس تونے سلام کیون نہ کیا ضار منکوس حیران ہوا کہ یہ تو طرفہ ماجرا ہی اب مین اس شخص کو کیا جواب دون آخر واسطے سلام کے مجھکا خناز جادو جبر بھی نہوا مگر تھوڑی دیر کے بعد اشارہ کرسی پر بیٹھنے کا کیا۔ ضار منکوس سلام کرکے کرسی پر بیٹھا بعد ایک ساعت کے بہر طیبی کی طرف مخاطب ہوا اور کہا او ضار منکوس تو کس حال مین گرفتار ہے ضار منکوس نے کہا مین آپکے جمال جہان آرا کو دیکھ کے بہت خوش و مسرور ہوا خناز جادو نے کہا او فرساق بھلا تونے میرا کیا کرشمہ دیکھا کہ جسکے سبب بہت خوش ہوا ضار منکوس اس گفتگو سے خناز جادو سے بہت حیران ہوا مگر اس کا فر کا رعب ایسا اسکے دل پر اثر کرگیا کہ دم نہ مار سکا لب بند بیٹھا ہوا ایک ایک کا منہ بحیرت دیکھا کیا پھر خناز جادو نے کہا مین جھوٹ نہین کہتا بہت صحیح و درست کہتا ہون تونے او گیدی جمشید کو صاحب قران بنایا اسکی تربیت و تعلیم پر کمر ہمت باندھی اور اس غریب کے واسطے کچھ نہ کیا کہ ایک ایک معز الدین کا ادنی ملازم ہمیشہ جمشید کے پیچ مارا کیا کچھ ستے پشیمان کندہ نہوئی نہ وہ مادر بخطا کچھ کر سکا اور واقعی یہ امر ہی کہ جمشید یہ مادر بخطا کچھ مال نہین ہے اور بالفرض اس گیدی مین کچھ زور و قوت بھی ہو تو اسی معجون ساحران قدیم کی بدولت ہو کہ وہ معجون حکما سے کامل الفن کی بنائی ہوئی تھی آخر تو جو ایک نیم حکیم خطرۂ جان بنا ہوا ہی تو کیا جھک مارتا ہی واقعی تو بڑا گدھا ہی تو اس فن سحر کی تحصیل کو بکمال شوق چاہ بابل گیا وہان سے بھی خاک حاصل نہوا بیوقوف ہی رہا سچ ہی ضار منکوس یہ سنکے نہایت شرمندہ ہوا اور سر نگون تا دیر بیٹھا رہا آخر بولا معز الدین کے سامنے کسی کا سحر چل نہین سکتا اسلیے کہ اسکا مربی حکیم قسطاس الحکمت ایسا صاحب کمال ہی جسکے حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان ایسے عالم باعمل شاگرد ہین وہ سحر کی کیا حقیقت سمجھتے ہین اور اگر ایک مین فن سحر مین ناقص ہون جنگم افسون گر تو کامل تھا اسکو اسی کمال پر کیسی خرابی سے مارا ہی کہ بیان نہین کیا جاتا خناز جادو بولا وہ کیا فرساق تھا اگرچہ وہ گیدی ساحر زبردست تھا لیکن عیش دوست تھا ایسا کہ جان گئی تاہم جنگم کس کیفیت سے لوح معز الدین کی خیرہ الملکیا نگر لعنت اہل طلسم یفہم ہو سکا لوح صاحب لوح کو پہونچ گئی او فرساق تو اصل راز سے بھی واقف ہوا نہی غیب پوشی اسی پردہ مین کرتا ہی شعر

جاننے والون سے کب چھپتا ہے غیب		مجھکو سب معلوم ہین اسرار غیب	

ضار منکوس سمجھا بولا کیا آپ نے مجھے اسی لیے بلایا تھا کہ دشنام مغلظ دین سوا اسکے اور کوئی کام بھی ہوگا خناز جادو بولا او فرساق اگر مجھے کام مد نظر نہوتا تو مین تجھے کیون بلاتا آگاہ ہو مجھے خناز جادو خونخوار بن خمر یزید جادو کہتے ہین اور میرا مقام سکونت جابلقا کبریٰ مین کوہ فیروزہ پر ہی ایک روز حسب اتفاق ایک کتاب بزرگون کی نکل آئی اسمین چند سطرین بطور وصیت آبائی مندرج دیکھین لیکھے ہمارے دادا کا جنگم دوست جانی ہے وہ بوجہ کثرت عمل بہت دنون زندہ رہیگا لہذا ہم اپنے خاندان مین یہ وصیت تاکیدی کرتے ہین کہ جس کسی کا ہمارے فرزندان مین سے سحر ناقص ہو وہ جنگم سے رجوع کرے اور علم سحر سیکھے ہر چند کہ ہمنے اس فن سحر کو حد کمال کو پہونچا دیا ہو کسی کو احتیاج نہ ہو

کسی سے نہ رہیگی مگر مسادالشہور کوئی ناقص ہی رہجاوے تو وہ جنگم سے دریافت کرلے عبارت کتاب کو دیکھ کے شوق ملاقات
جنگم پیدا ہوا اور مین نے اسی وقت اپنے غلام کو واسطے خبر لانے جنگم کے روانہ کیا اس غلام نے دریافت حال جنگم کیا معلوم
ہوا کہ جنگم قتل ہوگیا چونکہ وہ غلام بھی سحر مین بیمثل تھا اپنے زور جادو سے داخل طلسم سفیا ہوگیا اور مفصل قتل جنگم سے
مجھے اطلاع دی اس وجہ خاص سے کہ جنگم میرے بزرگون کا دوست قدیم تھا قصاص جنگم جادو اپنے ذمہ واجب گردانا ان حملہ
عطالکر کی کیفیت سے مین واقف تھا جب خوب غور و تامل سے دیکھا معلوم ہوا کہ اس کام کے واسطے بجز جمشید کے لیاقت
کسی مین نہین ہے بس یہ سمجھ کے یہان آیا اور تجھکو بلایا کہ تو اور جمشید دونون جسطرح مین بتاؤن اور تعلیم کرون عمل مین لاؤ
کہ بسر افتخار تمہارا افلاک ہفتمی سے تجاوز کر جائیگا آیندہ وہ جانے اور تم۔ ضارمنکوس سنکر یہ سخن بہت خوش ہوا اور کہا
ای عالی جناب آپکی کیا بات ہی اس لیاقت علمی پر اگر ضارمنکوس کے سر سخن پر ذوکسی پا پوشین لگائے تو سزاوار ہی بلکہ سر تا
ہمرتبہ فلک اول سے ہو جاوے اب غلام کو اجازت ہو تو جمشید کو حاضر کرے خناز جادو بولا مین تجھے جانے نہین دونگا
تو غلام کو بھیج کے بلوالے ضارمنکوس نے فولاک غلام کو جمشید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ای صاحبقران اکبر
خود پرستان خداوند طلبیت بحر وہ تجھپر مہربان ہوگیا کہ ایک دولت بیقیاس ولازوال تیرے واسطے بھیجی ہی یہ آدمی واسطے ان
دفع تکدر خاطر کے بھیجا ہی تو کسی کا اندیشہ نہ کرنا ہم بھی دو ہی دن مین آتے ہین بر وقت ملاقات کے یہان کا حال مفصل بیان
کرینگے فولاک جمشید کے پاس پہونچا اور ضارمنکوس کا پیغام کہا جمشید نے اور حال فولاک سے پوچھا فولاک نے
جو دیکھا بیان کیا جمشید سنکے شادی مرگ ہوگیا ہوتا لیکن بچگیا اور انتظار مین ضارمنکوس کے وہ تین دن گرانی مین بسر
ہوگئے خناز جادو نے رات دن ضارمنکوس کے ساتھ شراب خواری کرنا شروع کی اور تمام روز و شب باہم صحبت شراب کباب
گرم رہی دوسرے روز صبح کو جو ضارمنکوس سوکے اٹھا دیکھا ایک پتھر پر بیٹھا ہون اور خناز جادو ایک پتھر پر علیحدہ
بیٹھا ہی اور کوئی غلام دست بستہ حاضر نہین طبیعی حیران ہوا اور کہا ای شاہ جادوگران یہان تم کب آئے اور کیا کام ہی کہ ایسا باغ
بے مثل چھوڑ کے اس صحراے ویران مین تشریف لائے اور اسطرح سے آئے کہ مجھے مطلق خبر نہ ہوئی خناز جادو بولا گیدی
تجھے ان باتون سے کیا کام تو چپکا بیٹھا رہ اسی عرصہ مین ایک غلام کھانا لایا ان دونون حرامزادون نے زہر مار کیا لیکن
ضارمنکوس بحر حیرت مین غرق ہوگیا اسی کیفیت مین وہ روز گذرا اور رات آئی پھر باتین آپس مین رہین کھانا کھایا شراب
پی پھر اسی کوہستان مین زیر درخت سو رہے اب صبح کو ضارمنکوس بیدار ہوا دیکھا سامنے قلعہ ہی اور بازار قلعہ مین لوگ خرید و فروخت
کر رہے ہین خناز جادو مسند تخت حکومت پر بیٹھا حکمرانی کر رہا ہی اور ہزارون امرا و وزرا مجرا کرتے ہین اور مودب کھڑے
ہو جاتے ہین ضارمنکوس کے یہ سامان دیکھ کے حواس باختہ ہوگئے دل مین کہا یہ قلعہ اور وہ باغ کہان سے پیدا ہوگیا آخر
دم بخود ہوگیا تاہم ضبط نہو سکا خناز جادو سے پوچھا ای شاہ جادوگران یہ کیا اسرار ہے کہ کبھی باغ مین اور کبھی قلعہ مین سریر
سلطنت پر تمکو دیکھا خناز جادو بولا تجھسے بلکہ سب دوستون سے وقت فرصت کہدیا جائیگا کوئی امر قابل اخفا نہین ہے

آگاہ ہو کہ یہ وہی مکان ہی لیکن بزور سحر ہر روز دیکھنے والون کی آنکھون مین دوسری صورت نظر آتی ہو اب تو جا اور جمشید کو اپنے ہمراہ لیکے آتا کہ کل تدبیرین بتادون اور یہ راز سربستہ مفصل تجھسے بیان کردون سب کے سامنے ضمار منکوس منحوس نے سر تجھپر لیا اسکے پاے تخت پر رکھا اور آنکھین کف پاسے ملکے کہا پیرو مرشد ضمار منکوس نے بہت ہوسکے تو بہت سے عاقل دیکھے ہین لیکن تجھسا عاقل زبردست نہ دیکھا اور نہ سنتا ہی اور تمھارے دروازے کی دہلیز بلکہ تمھارے پائخانہ کو اسی داڑھی سے پاک کرونگا آپ مجھسے نالائق کو اپنی غلامی سے سرفراز فرمایئے کہ یہ چند نفس حیات مستعار تمھارے آستانہ بوسی اور غلامی مین صرف ہون خناز جادو نے کہا تو صبر کر تیرے دشمنون کو تیرے شاگردون کے ہاتھ سے ملک عدم مین پہونچائے دیتا ہون اور اسی وقت پھر تجھکو مین اپنا شاگرد بھی کرونگا بلکہ خلیفہ درجہ سوم اپنا کرونگا

خناز جادو اور ضمار منکوس منحوس کے باہم گفتگو ہونا



الغرض ضمار منکوس نہایت خوش اور شاد وہان سے رخصت ہوا اور راہ قطع کرتا ہوا داخل خیمہ نکبت اثر ہو فوراً آدمی ہاتھ جمشید سے کہلا بھیجا کہ جلد کوئی جا تخلیہ کی تجویز کرین تجھسے ملاقات کرونگا اور جو کچھ کہنا ہو وہ بھی کہونگا جمشید واسطے استقبال کے تا بہ دروازہ بارگاہ آیا اور نہایت اعزاز سے وہ ملعون دست راست خلوت سرا مین آیا طبیعی خوش ہوا اور خوش طبعی سے منڈے سر پر کہ جہان بالکل بال نہ تھے ایک چپت لگائی اور گلے سے لگا کے منہ چوما اسنے بھی اسی گرمی اختلاط مین کئی بال داڑھی کے اکھیڑ ڈالے آپس مین یہی شوخیان ہوئین بعدہ طبیعی نے کہا ای جمشید بچپن سے مین نے مکتب مین تیرے در دولت کو کھولا ہی آج تک تیرا اقبال بڑھتا چلا جاتا ہی اگر دو تین دن مین ملال ہو بھی گیا مجھسے مگر اب ایک مربی ایسا تیرے لیے خداوند طبیعت مجرد نے بھیجا ہی کہ مین اسکا حلقہ بگوش ہوگیا ہون یہ تمام حقیقت خناز خونخوار کی

بیان کی جمشید خوشی سے اچھل پڑا دونون ناچنے لگے ضارمنکوس نے جمشید سے کہا او مادر قحبہ یہ کیا بات ہی اس سے کیا حاصل آخر یہ دونون مردک پوشیدہ رات کے وقت ضارمنکوس اور جمشید ملعون بحیلہ سیر باتین کرتے ہوے لشکر سے باہر نکلے کسی کو ساتھ نہ لیا اور بدستور اس باغ بے مثل ولاجواب مین پہونچے دیکھا جادوگر مردود تخت پر بیٹھا ہی اور اسباب شراب وغیرہ سب موجود ہی جمشید اور ضارمنکوس نے بادب تمام سلام کیا وہ ساحر حرام زادہ اسوقت وہ کافر ازلی علت ابنہ مین گرفتار تھا جمشید کو پسند کیا معکوس دراز ہوگیا یہ بیچارا بھی مستعد ہوگیا طبیعی کے سامنے خاک مذلت سر پر ڈالی پھر جمشید سے بولا کچھ جانتا ہی طالع بلند نے تیری طرف رخ کیا ہی کہ مجھ سے ساحر زبردست نے تیری مدد پر کمر ہمت کو چست باندھا ہی اب کئی چیزین اور مین ساتھ لایا ہون جسکی پناہ کسی چیز سے ممکن نہین ہی چونکہ تیرا مذہب الحاد اور طبیعت پرستی ہی خدائی دعوے کرنا اور کہنا مجھے خداوند طبیعت مجردہ نے اپنا نائب کیا ہی اور لوگون کو سجدہ کرنے کو مقرر کیا ہی بعد اسکے ایک مہر نکالی اُس مہر پر نقش کندہ تھے آگ مین ڈال دی جب مہر لال ہوگئی ماتھے پر جہان سے بال نکلتے ہین چپکا دیا جہان سے آواز آئی گوشت جل گیا نقش ابھر آیا پھر دوا ملی اسکے سبب زمین نقش کی سفید اور حرف سیاہ نکل آئے حرفون مین آفتاب کا چہرہ شیر پر سوار نظر آیا شیر کی پیشانی پر بھی پانچ چار حرف تھے لیکن وہ حرف ایسے تھے کہ کسی سے پڑھے نہ جاسکتے تھے غرض ساری رات یہی صحبت رہی یزدان ابلیس پرست کا ناچ ہوا کیا جب صبح ہوئی تمام طلسم غائب ہوگیا اُس قرمساق ولد الحرام کو غار کوہ مین ایک پتھر پر بیٹھا دیکھا اُس غار مین بہت بڑی وسعت تھی اور کئی اور قصر سنگی تھے اور سامنے اُنکے نہایت وسیع میدان و صحن تھا اور اسقدر درختان میوہ دار صحرائی تھے کہ جسکی انتہا نہین اور اکثر جا پر چشمۂ شیرین نہایت پاک وصاف جاری تھے خنازجادو نے جمشید پلید و ضارمنکوس دیوث سے کہا آگاہ ہو یہ سب کارخانۂ سحر ہی اسے ضارمنکوس و اے جمشید تم طبیعت کی پرستش کرتے ہو مین تمھین خداوند جانتا ہون بعد اسکے خنازجادو نے کہا اے جمشید یہ نقش جو تیری پیشانی پر کیا گیا ہی اسکو چاہیے کہ ہمیشہ عمامہ کے نیچے پوشیدہ رہے پہلے تو طمع زر دیکے لوگون کو اپنا اپنا مطیع کر کہ وہ سجدہ کرین بعد اسکے بزور شمشیر آبدار لوگون کو سجدے کی تکلیف دے اور جو بسر بھی کسی کو گوارا نہ ہو تو پھر اُسکو اپنی پیشانی کا داغ دکھا دینا بس وہ بے اختیار سجدہ کریگا اور مین فلان غار کوہ مین جو کہ تیرے لشکر سے قریب ہی ہفت اور دوزخ خاص تیرے لیے بزور عمل سحر بناتا ہون جسپر تو مہربان ہونا اُسکو بہشت مین بھیجنا کہ ایک لمحہ دیکھ کے پھر آئے اور جسپر غضب ہونا اُسکو جہنم کو روانہ کرنا کہ اُسکا جہنم کو دیکھ کے زہرہ آب ہوجائیگا اور جو میدان جنگ قرار دیا ہی اُس میدان مین بزور سحر چالیس گز کے مربع مین طلسم بناؤنگا بروقت جنگ جب تیغ و نیزہ کی نوبت آئیگی اور حریف کو اپنے اوپر غالب اور فتحمند دیکھنا تو اپنا رخ طرف اس زمین طلسم کے کرنا جب تو داخل طلسم تیرا زور دس حصہ حریف سے زیادہ ہوجائیگا اور اُسپر ظفریاب ہوگا بعد اسکے ایک تلوار دی کہ جسکے قبضے کے نیچے مہر سحر تھی اور کہا کیسی ہی زرہ زبردست ہوگی یہ شمشیر سحر مثل برگ درخت کاٹ ڈالیگی لیکن یہ اور جسکے لیے ہی معز الدین

کے لیے کچھ بھی نہیں کیونکہ معز الدین پر کسی طرح سحر اثر نہیں کرسکتا وہ ایسے اموں سے بہر نوع مطمئن ہے اور صاحب قران ہے
اور صاحب فنون و علوم ہے ابطال سحر کا تو بادشاہ ہے اسکے بزرگ بھی مثل ہمارے صاحب کمال ہیں جمشید نے جو کلام خنازہ
جادو سے سنا بہت رویا۔ کہا اے شاہ جادوگران مجھکو تو اسی کا اندیشہ ہے اور تو کسی کو میں برابر ایک پشہ کے بھی نہیں خیال
میں لاتا ہاں معز الدین کی کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ اسکے نام سے میرے تمام جسم میں لرزہ پڑجاتا ہے اگر یہ بندوبست نہوا تو گویا
کوئی کام نہوا اور زار زار رونا شروع کیا جب خنازہ جادو نے دیکھا کہ جمشید حد سے زیادہ فریاد و زاری کر رہا ہے یکبارگی
جادوگر ہنسا اور کہا اے جمشید تو کیوں اسقدر رو رو کے دماغ پریشان کر رہا ہے لے اٹھ اور غلام کو پکار لے جمشید
نے خشیر غلام کو پکارا غلام حاضر ہوا دیکھا نہایت بدشکل ایک مرد سیاہ ہے۔ جادوگر نے کہا اے خشیر چالیس روز محنت
میں نے اس بدبخت کیواسطے کی تھی تو جا اور وہ شے لے آ خشیر گیا اور ایک گرز آہنی لے آیا جسپر از سرتا پا کچھ نقوش سحر
کندہ تھے۔ جادوگر بولا اے جمشید یہ گرز کہ گرز قدرت اور اجل طاهیان اسکا نام ہے آگاہ ہو کہ معز الدین ہو یا کوئی
اور شخص ہو اس گرز سے محفوظ نہیں رہسکتا اور اسقدر اسکو مستحکم سحر بنایا ہے کہ حکیم قسطاس الحکمت اور مع اسکے
شاگردوں کے سبکا نام اسمیں مندرج کیا ہے اس عمود کا علاج ان کل لشکروں میں ایک پاس نہیں ہے مگر یہ تجھکو بھی یاد رہے
کہ سواے معز الدین کے اور کسی سرپر اس عمود کا وارد کرنا اور جو کوئی مثل معز الدین کے ہو تو مضائقہ کی بات نہیں
ہے اسپر بھی وار کرنا جمشید وہ عمود جادو لیکے بہت خوش ہوا اور سجدہ جادوان ادا کیا ضارہنکوس دیوث بھی اس
عطیۂ جادوان کا شکر کا سجدہ بجالایا جمشید سات بار تصدق ہوا اور بولا آج میں نے اپنے خداوند کی خدائی کا جلوہ
دیکھا میرے نزدیک تو گویا آج طبیعت مجردہ مجسم ہو زندہ ہو جادوگر بولا خبردار میرا حال کسی پر ظاہر نہو ہمیشہ میں تیرے لیے
جادو کا ورد کرونگا کہ تا بیدار رہے جبتک تیرے دشمنوں کا بخوبی استیصال نہوسکے گا میں تیرے پاس موجود رہونگا
اور جسطرح میری راے ہوگی کام کرونگا جمشید بولا معز الدین سے بڑھکر کوئی میرا دشمن نہیں اسکے لیے بندوبست ہوگیا
اب مجھے کیا پروا ہے جادوگر بولا جس دن میں نے اس عمود کو تیار کیا تھا اعمال سحر سے ایک افسون اسپر پڑھکے دم کیا اور
سوگیا خواب میں دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے جسمیں کوسوں تک کوئی درخت نظر نہیں آتا اور اس میدان میں ایک طرف
میرا لشکر اور دوسری جانب لشکر حریف صف آرا ہے اور تجھ سے اور معز الدین سے میدان داری ہے اس عرصہ میں تو نے
ایک گرز آہنی معز الدین کے سرپر اس زور سے مارا کہ سر معز الدین کا پارہ پارہ ہوگیا اور صدمے سے اس گرز بے پناہ کے
معز الدین کو غش آگیا میں نے وہاں ایک سپاہی سے پوچھا کہ جہاں معرکہ آرائی ہے یہ کون زمین ہے اسنے بیان کیا کہ
سرزمین طلسم ہے جسوقت میں خواب سے بیدار ہوا معلوم ہوا کہ یہ گرز میرا کامل ہوگیا غرض دوسری رات کو بھی میں نے
پھر ایک افسون پڑھا اور سو رہا پھر میں نے خواب میں دیکھا تو اسی طرح معرکہ میں معز الدین کو بیہوش و مجروح گرز بے پناہ
دیکھا تیسری رات پھر وہی عمل کیا اور سو رہا پھر اسی طرح معز الدین کو بیہوش پایا غرض اسی طرح چار راتیں متواتر عمل میں مصروف رہا

اور معز الدین کو جب دیکھا مجروح و بے ہوش ہی دیکھا پھر مجھکو نہیں معلوم کہ معز الدین بیمار ہی یا فوت ہوا اُسکے حالات سے
تا ایندم خبر نہیں - نہیں معلوم کیا ہوا - تعبیر خواب سے معلوم ہوا ہی کہ معز الدین چار روز تک روز و شب اس عمود سے زخمی
ہونے پر بھی زندہ رہیگا مگر بیہوش رہیگا اور مغلوب ہونے کی یہ دلیل قوی ہی اور طرفہ ایک یہ امر ہوگا کہ معز الدین پر بیہوشی
ایسی طاری ہوگئی کہ رفیق و ہوا خواہ اُسکے شوربا حلق مین ٹپکاوینگے اور شوربا تک حلق سے نہ اُتریگا کہ جس سے زندگی ہو
بس یہ تصور کرنا چاہیے کہ جو شخص مجروح چار روز بیہوش رہے اور دانہ پانی سے محروم رہے کیونکر اُسکی زندگی ہو ضمار منکوا
منحوس بولا مین نے اپنے علم سے بخوبی دریافت کیا جمشید پلید کے اقبال کا ستارہ ایسا بلند ہوگا کہ سلطنت ہفت اقلیم
اُسکے قبضہ تصرف مین آجائیگی جمشید بولا او قرمساق تو عبث کیون بیہودہ بکتا ہی علم سے تو ایک پشم برابر بھی بہرہ نہیں
رکھتا ہے - جادوگر بولا ای جمشید یہ تو نہ کہہ وہ بھی تیرا اُستاد و مربی ہے اسی کی بدولت تو اس رتبہ کو پہونچا وہ تیرا ہر طرح محسن
ہی احسان فراموشی نکر جمشید نے کہا ای جادو تم اس معاملہ مین دخل نہ دو تمکو نہیں معلوم واقعی یہ میرا اُستاد بد نہاد ہی
اور اکثر کار نمایان اس سے ظہور مین آئے مگر مین اس سے شوخی کرتا ہون خناز جادو بولا تو چاہتا ہی کہ جو شفقت و حمیت
تیرے حق مین کرتا ہی اور جو جو کام تیرے اسنے کیے ہین اسکا کیا باعث ہی آگاہ ہو اسکے چند سبب ہین ایک تو سبب
عظیم قصاص جنگلم ساحر کا ہی کہ وہ جد خناز کا برادر خواندہ تھا دوسرے یہ تیرے ذریعہ سے قصاص اس سبب سے لیتا ہی
کہ خداوند آتش نے تیرے ہاتھ سے اسکا قصاص مقدر کیا ہی کہ مادہ شرارت اور فساد دراصل تیری ہی ذات مین ہے
تیسرے یہ کہ مابدولت نے تجھے واسطے دفع مرض اور حصول لذت جسمانی کے پسند کیا ہی بعد اسکے ایک نقشہ جمشید کو
تخت کا دیا کہ ایسا تخت تیار کیا جائے اور جب وہ تخت تیار ہو میرے پاس بھیجدے مین اُس تخت کو طلسم بند کر دونگا
جب تو اُس تخت پر اجلاس کریگا تمام خلق دل سے بے اختیار تیری اطاعت کریگی اور تجھکو نہایت سچا جانیگی تیرا
قول کبھی رد نہین کریگی اور تجھکو اپنا خداوند حقیقی جانیگی اور ایک اسپ ابلق تازی جلد خرید کے ہمارے پاس بھیجدے
اُس گھوڑے کو بھی بزور اعمال سحر روئین تن کر دونگا اور جہانگرد بھی کر دیا جائیگا بعد اسکے جب تجھے فرصت ہوگی اپنے
شیاطین اور غلامان خاص کو حکم دونگا کہ اُس تخت طلسم کو فلان پہاڑ پر لیجا کے پوشیدہ رکھ آوین اور وہان ایک باغ
رشک ارم بعمل سحر سے بنوا کر آراستہ کرونگا جسکا عالم مین نظیر نہوگا ای جمشید جب یہ سامان درست ہو جائیگا اور سحر
میرا خوب پختہ ہو جائیگا اُسوقت تو کوہ مذکور پر جانا اور ایک لحظہ توقف کرنا جسوقت شیاطین تجھے دیکھینگے فوراً
وہ تخت طلسمی تجھے حوالے کر دینگے تو اُس تخت پر اجلاس کرنا اور نام اُس تخت کا تخت قدرت رکھنا اسی طرح گھوڑے
کو بھی سمند جہان پیما مشہور کرنا اور قبل ان سب امور کے جملہ سلاطین و امرا و وزرا و رؤسائے قدیم کو اپنے پاس بلا کر جمع کرنا
اور اُنسے کہنا کہ ای صاحبان اقبال ہمدم و ہم نفس تم جانتے ہو کہ خداوند طبیعت مجردہ عالم ظہور مین نہین ہی لہذا اُسکی صورت مین
اُسکا ایک نائب ضرور ہونا چاہیے تاکہ عالم ظاہر مین بندگان خداوند ہر وقت پر تو نور جمال خداوندی سے مشرف ہوتے رہین

اسواسطے خداوند طبیعت مجردہ نے مایہ دولت اقبال کو براہ الطاف و عنایات خداوندی اپنی نیابت خاص سے لائق اس عہدۂ جلیل کے لقدور فرما کے سرفراز فرمایا ہے تا مین احکامات خداوندی کو وقتاً فوقتاً جاری کیا کرون اور بندگان خداوند طبیعت مجردہ کو فہمایش کرون اور ان لوگون کے گناہ عدول حکمی کو اپنی سفارش سے خداوند کی درگاہ سے بخشوادیا کرون لیکن اس بارہ مین اس وقت سے تمھاری عاقبت بخیر ہونے کے واسطے اور تقرب بارگاہ خداوند کے واسطے کہتا ہون کہ تم سب مجھے بصدق دل سجدہ کرو تا کہ مین تم لوگون کو موافق فرمانے خداوند کے اور اپنی نوازش و کرم گستری کے اس بہشت عنبر سرشت مین جو کہ تمھارے پیش نظر ہے مقام عمدہ دون اور جس شخص کو اپنی عنایت سے مین مقام عمدہ بہشت مین دونگا وہ بعد مرگ بھی اسی مقام بہشت مین سیر کرتا رہیگا اور جو بندہ میرے سجدہ سے انحراف کریگا اور ہماری اطاعت قبول نہ کریگا وہ زندہ جہنم مین جاویگا اور تا قیامت وہ عذاب سخت مین گرفتار رہیگا اور مثل ہمیزم سوختنی جلا کریگا پھر کبھی اسکو اس عذاب سے نجات نہوگی ای جمشید جسوقت تو اس عبارت کو بیان کریگا اور دوزخ و جنت کو دکھائیگا اور ہماری شان جبروتی انپر ظاہر کریگا تو یقین ہی جان کہ جسقدر حاضرین وقت ہونگے فوراً ایمان لائینگے اور تیرے قدمون پر سر رکھینگے اور تجھکو نائب خداوند طبیعت جانینگے اور وہ تیرے معتقد ہونگے جب تو اس عبارت کو ختم کریگا شیاطین عالم غیب سے تخت و مرکب تیرے قریب پہونچا دینگے اسوقت تیرے کرشما اور قدرت ظاہر کو دیکھ کے جو لوگ منحرف تجھسے ہونگے وہ بھی تیری شان و منزلت خداوندی کے معتقد ہو جائینگے اور جو مطیع ہین انکا کیا ذکر ہے جسوقت تو اس کام سے فرصت پا چکے تو پھر جو لوگ سخت دل اور مضبوط عقیدہ رکھتے ہین انکو بزور شمشیر جہانگیر اپنا مطیع و فرمان بردار کر لینا کسواسطے کہ

شعر

کارے کہ ز صلح بر نیاید	دیوانگی درد نباید

اسکے سوا بخشش و سخاوت وہ چیز ہے کہ جس سے عالم مطیع ہو جاتا ہے بس تو اپنا دست و کرم دراز کرنا اکثر لوگ زر و مال کی حرص و طمع سے تیری اطاعت کر لینگے بعد اسکے تو بے خوف و خطر فرمان روائی کرنا اور کوس لمن الملک بجانا اور اے جمشید تو اس حال سے بھی آگاہ ہو کہ شاہزادہ معز الدین ابھی طلسم مین موجود ہے اور اُسنے کل طبقات طلسم کو فتح کر لیا ہے حصار طلسم فقط باقی ہے اور وہ ایک سہل بند طلسم سے وابستہ ہے وہ بھی عنقریب باطل ہوا چاہتا ہے ہان اسقدر عرصہ البتہ ہے کہ معز الدین ابھی چند روز طلسم سے باہر نہین آئیگا کسواسطے کہ اُسے انصرام کار کتخدائی درپیش ہے بلکہ یہ بھی مفصل سنا گیا ہے کہ شاہزادہ معز الدین اور فیلطاس الحکمت و دیگر حکمائے عالی منزلت اور ملکہ شمسہ تاجدار سرانجام جشن عروسی اور تیاری اور آراستگی مقامات طلسم کی فکر مین ہمہ تن سرگرم و مصروف ہین اور ابو المحسن جوہر بھی معز الدین کا شریک ہے احتمال یہ ہے کہ شاہزادہ معز الدین ابھی چالیس روز تک طلسم مین رہینگے اور لشکر مین نہ آئینگے ای جمشید تجھے چاہیے کہ اس فرصت کو غنیمت جانکر تمام و کمال کام بخوبی درست کر لے اور ایک لمحہ اس کار کے سرانجام

مین غفلت و تساہل کو جائز نہ رکھ ورنہ آیندہ بہت افسوس کریگا اور بجز ندامت و ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اسکو خوب بگوش ہوش سن لے خبردار ایسا نہو کہ غفلت اختیار کرے جب خناز جادو جمشید پلید کو یہ پند و نصائح کر چکا جمشید نے بجان و دل اُسکی ہدایت و تلقین کو قبول و منظور کر لیا اُسوقت نو لاک غلام نے کہا اے شاہ جادوان چند روز ہوئے کہ مین نے ایک عربی گھوڑا کنارہ دریا کے فلان سوداگر کو چراتے دیکھا وہ گھوڑا البتہ لائق بادشاہان عالی شان کی سواری کے ہی صاحب قران خود پرستان اگر اُس گھوڑے کو سوداگر سے منگوا لین تو نہایت ہی مناسب ہوگا یہ سُن کے جمشید نو لاک غلام پر از حد غضبناک ہوا اور کہا او غلام بے ادب کیا بکتا ہی مجھکو صاحب قران کہتا ہی اور کو چشم نکحرام تو نہین جانتا کہ مجھے اب مرتبہ خداوندی ملا اب مین صاحب قران کیون ہون صاحب قران میرے مطیع و تابع ہین خبردار آیندہ پھر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور ہمیشہ مجھے خداوند جمشید کہا کرنا اب تو جلد دینار سُرخ خزانہ خداوندی سے لیکر اُس مرکب عربی کو خرید لا اور شاہ جادوان کی خدمت مین پہونچا دے لیکن خبردار کوئی آدمی لشکری یا دوسرا اس حال سے خبردار نہو نو لاک غلام اُسی وقت روانہ ہوا بعد اسکے جمشید نے مہتر سمنک عیار سے کہا اے مہتر تو جلد جا اور کسی سنار کو بلا لا اُس سے موافق اس نقشہ کے ایک تخت تیار کروا میرے پاس خلوتخانہ مین لے آنا جسوقت وہ سنار وہ تخت تیار کر چکے اُسے فوراً قتل کر ڈالنا کہ سوا تیرے اُسکے اور کوئی آگاہ نہو خناز جادو نے کہا اے مہتر سنار کا ہلاک کرنا کچھ ضرور نہین ہی وہ اسقدر میرے پاس سے آتا ہین ایسا بند و بست معقول کر دونگا کہ پھر اُسے افشاے راز کی مجال و قدرت نہین رہیگی الغرض جب تمام کام جمشید کے درست ہوگئے اُس گیدی پلید نے خناز جادو سے کل اشیاے سحری حاصل کین ہر طرح سے اُسکی خاطر جمع ہوگئی اُسوقت ضار منکوس راندۂ درگاہ الٰہی خناز جادو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر نکبت اثر مین آیا بعد جانے جمشید کے خناز جادو نے یہ امر اختیار کیا کہ ہر روز تاریکی شب مین اہل لشکر کی نظرون سے پوشیدہ جمشید کے خیمہ مین آتا ہی اور بجز ضار منکوس منحوس کے اور کسی شخص کو اسکے حال سے اطلاع نہین اور وہ ملعون ہر روز جمشید سے خیمہ کے اندر بدفعلی کراتا ہی اور اپنا لطف دلی حاصل کرتا ہی جب چار گھڑی رات باقی رہتی ہی اُسوقت وہ روسیاہ وارین اپنی جاے سکونت پر چلا جاتا تھا اور خوابگاہ مین سویا کرتا تھا اب راوی واقعہ نگار اس داستان کو سطح قلمبند کرتا ہی کہ خناز جادو مکار اپنا مقام و مسکن انھین مغارات کوہ و جبل مین اختیار کیے ہوئے ہی کہ جنکا ذکر اول گوش گذار ہوچکا یقین ہے کہ سامعین والا تمکین کو یاد ہوگا۔ الغرض خناز جادو نے چارون طرف سے اُس کوہ و جبل کو زور اعمال سحر سے ایسا محفوظ کیا ہی کہ کوئی شخص مسافر وغیرہ سے بھی گذر سکے کیا ممکن ہی اور اگر شاید کوئی راہگیر اسطرف جا بھی نکلا تو اُسکو ایسی ایسی صورتین مہیب و خوفناک دکھلائی دیتی ہین کہ اُسکا زہرہ آب ہو جاتا ہی راہ سے کیا جان سے گذر جاتا ہی علاوہ اسکے اس کافر نے اس دشت و کوہ کو از سر تا پا خلائق کی نظر سے ایسا معدوم کر دیا ہی کہ اسطرف مطلق راستہ معلوم نہین ہوتا اور وہ لعین زشت رو شب کو بزور سحر جمشید کے پاس خلوت مین آتا ہی اور اپنا کام دل حاصل کرتا ہی اور بعد فراغ وہان سے میدان کارزار کی طرف آتا ہی اور اُس زمین آرامگاہ کو طلسم بند کرتا ہی یعنی اول چالیس گز مربع قطعہ زمین ناپ کر اشکال مثلث کھینچکر اعمال سحر و طلسم کھینچکر خوب بند کیا اور چلا آیا اسی طرح ہر شب میدان جنگ مین آیا

جاکر عمل سحر کی تجدید کرتا ہی اور خوب استحکام کر کے چلا آتا ہی تاکہ جمشید جسوقت زور آزمائے بسبب اثر سحر حریف پر غالب آئے بعد ازان بدستور روزمرہ چار گھڑی رات رہے اپنے مقام پر چلا آتا ہی غرض اس کافر شریر النفس نے سات روز کامل اعمال سحر کا ورد کیا اور ایک ہفتہ کی محنت و سعی مین اُس قطع زمین کو حسب دلخواہ طلسم بنا کیا اور ہر شب اس عمل کو ایسا پوشیدہ کیا تھا کہ بجز جمشید و طبیعی اور غلامان چند مثل خواکت و تواکت وغیرہ کے دوسرا واقف و آگاہ نہین ہوا تھا اور نہ اُس سطح زمین کی شان و ہیئت مین کسی طرح کا فرق آیا تھا کہ کچھ نشان معلوم ہوے جو کسی پر یہ راز ظاہر ہوتا غرض اُس بے دین نطفہ ابلیس لعین یعنی خناز جادو نے اس کام سے فرصت پاکر سرداران لشکر جمشید کی طرف توجہ کی اور چند سرداران نامی و گرامی کو مثل ارجاسپ مردار خوار و تلخاس مردار خوار و لقوس بدقیافہ و فیل زور و تلخم بن النجوم مصری و شلمحشور مصری و نیل تن بن نیلکن دمشقی و بہرام دمشقی و خشغول و مغشول وغیرہ پہلوانان تہمتن کے اپنے ہمراہ لیا اور پہلوانان رستم توان کے نام لکھے اور ہر ایک سردار کے نام پر سحر کیا اور سیمرغ کے پر منگا کر ایک ایک پر ہر ایک سردار کے نام بنام اعمال سحر سے تیار کیا اور دوسرے روز جمشید کی خلوت مین جاکر وہ پر سیمرغ کے کہ افسون کئے تھے جمشید کو دیے اور کہا جسوقت کوئی سردار تیرے لشکر کا حریف کے مقابلہ و مقاتلے کو جاوے تو ایک پر اسکی پگڑی مین رکھ دینا کہ حریف کی نظر سے پوشیدہ رہے اور اے جمشید وقت مقابلہ و مجادلہ اس سردار کا زور حریف سے چار درجہ زیادہ ہو جائیگا اور رعب و داب ایسا ہوگا کہ حریف اُسکے مقابلے مین بات نکر سکیگا لڑنا کیسا مین نے تجھے اختیار دیا ہی کہ جسوقت تو چاہے جس سردار کو پر حوالہ کردے اور خواہ اُسکو مستعار دے ہمیشہ کے واسطے تجھے اختیار ہی جمشید خناز جادو کے اس عطیہ و مہربانی سے اسقدر خوش ہوا کہ بے اختیار ناچنے لگا اسی حالت وجد مین خنار منکوس دیوث کے سر پر ایک دھول ایسی لگائی کہ عمامہ حکمت اُسکا دور جاکر گرا بعد ازان داڑھی پکڑ کے پہلے خنار منکوس کے لب و رخسار کے بوسے لیے پھر استاد بد نہاد کو اپنے سجدہ کیا خنار منکوس جمشید کے سجدہ کرنے سے اسقدر خوش ہوا مثل خر مردہ کے پھول گیا اور اُس دھول کو حرکت معشوقانہ سمجھ کے چپ ہو رہا اور دل مین کہا اگر جمشید اسوقت اس دھول کے عوض سو پاپوشین بھی لگاتا تو بجا تھا مین اور زیادہ خوش ہوتا بلکہ ہر ایک ضرب کو عطاے خداوندی سمجھتا کسواسطے کہ اب جمشید کا مرتبہ بسبب خناز جادو کے اسقدر بلند تر ہو گیا ہی کہ ہر ایک حرکت اُسکی فضائل مین داخل ہی کیونکہ منصب خداوندی پر پہونچ گیا ہی ہر چند کہ جب سے جمشید کو یہ مرتبہ عالی ملا ہی وہ مجھے اپنی پشم سے بھی کمتر جانتا ہی مگر ہان جسوقت جمشید نے مجھے سجدہ کیا اور استاد بھی کہا مجھے اب اُس سے کسی طرح کی شکایت باقی نہین رہی بلکہ اس اعزاز و اکرام پر اُسنے اگر ایک دھول لگائی تو کچھ مضائقہ نہین اے خناز میرے اور جمشید کے ایک مدت سے دوستی ہی اور خوش طبعی ہوتی ہی ایسے اتحاد و یکجہتی مین جو اُسنے ایک دھول لگائی تو کیا قہر ہو گیا معشوق لوگ تو عاشقون کو جان سے ہلاک کر ڈالتے ہین اور عاشق دم نہین مارتے ہر طرح اُسکی کفشکاری سے بدل ہوتا

ہرگز نہ چاہیے بلکہ اپنا فخر تصور کرون تو میری سعادت مندی ہی اور برا ماننا عین حماقت ہی الغرض ضمار منکوس اُس
دھول کو اپنا اعزاز سمجھ کر خوش ہوا جمشید نے کہا ای اُستاد سچ بیان کرنا کہ اسوقت میرا طالع اقبال یا ور ہی یا معزالدین
کا اقبال اور مجھ مین اور معزالدین مین کسقدر فرق ہی ضمار منکوس نے کہا ای جمشید تو بھی بڑا احمق ہی تجھ سے اور
معزالدین سے کیا مناسبت کجا تو نظر کردہ خداوند بلکہ عین خداوند معزالدین اگر ہی بھی تو شاہزادہ ہی لیس یہ سمجھ لے
کہ تو خورشید جاہ و جلال ہی اور وہ ذرہ بے مقدار تجھ مین اور اُس مین زمین آسمان کا فرق ہی یہ امر تو ظاہر ہی کسی کے
کہنے کی کیا ضرورت ہی غرض کہ جب یہ صحبت ختم ہوئی خناز جادو نے کہا کہ اب تخلیہ ہونا چاہیے بجرد جمشید خناز جادو کو
تخلیہ مین لیگیا اور بدل جمعی تمام اپنا منھہ کالا کرایا جب فارغ ہوا اپنے مقام پر چلا گیا اس عرصہ مین نولک غلام بھی
وہان پہونچا اور مرکب مذکور بھی خناز جادو کو دکھایا خناز جادو نے اس گھوڑے کو نہایت پسند کیا اور اُسی وقت اُس
ساحر نے کچھ افسون اس گھوڑے پر پڑھا اور ازسرتا پا دم کیا بمجرد پڑھنے اُس افسون کے ایسا وہ گھوڑا روئین تن ہو گیا کہ
اُسکے سر پر کوئی حربا کارگر نہوتا تھا اور طرہ یہ کہ اُس گھوڑے کو اعمال سحر سے طاؤس زرین بال و مرصع نگار خناز جادو نے
بنا دیا بعد اسکے سہمناک عیار اُس تخت طلائی کو تیار کرکے لایا اور عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہی خناز جادو نے اول اُس زرگر پر
افسون دم کیے وہ بیچارہ بالکل گونگا ہو گیا بعد اسکے خناز جادو نے اُس تخت طلائی پر اپنے ہاتھ سے کچھ نقوش کندہ کیے اور سحر
سے آراستہ کیا بعد درست ہوجانے تخت کے کل اسباب کو اپنے شیاطین تابع اور غلامان ساحر کو حوالہ کر دیا اور سمجھا دیا کہ تم اُس
تخت سحر کو فلان کوہ کے غار مین لیجاکر پوشیدہ رکھو جسوقت جمشید اُس پہاڑ پر پہونچے تم فلان وقت کل چیزین جمشید کو
حوالے کر دینا لیکن خبردار اور کوئی شخص اس امر سے آگاہ نہو بعد اسکے خناز جادو خود پہاڑ پر گیا اور زمین ہموار دیکھ کے خناز جادو
بیدین نے اسماے سحر اُس زمین پر دم کیے طرفۃ العین مین ایک باغ پر فضا اور پُر بہار نہایت خوش قطع پر تکلف جہان تک
نظر کام کرتی تھی انواع اقسام کے گلہاے خوش رنگ معلوم ہوتے تھے اور ہر ایک تختہ اپنی اپنی بہار دکھاتا تھا اور گرداگرد
روشون اور کیاریون کی نالیون مین پانی رواں ہوکر ہر چشمہاے مصفا مین جاتا تھا اور دوسرے چشمہ سے بہ آتا تھا
اور تکلف سب سے زیادہ یہ تھا کہ رات کو اُن نالیون کا پانی ایسا ضو دیتا تھا کہ تمام باغ چشمہ منور تھا اور دن کو ایک پہر اُن
نالیون سے شہد خالص اور بعد اسکے دوپہر تک شیر تازہ اور تیسرے پہر کو شہد خالص اور اسیطرح تا شام عرق بیدمشک
بہتا تھا باقی شب کو وہی پانی نہایت صاف و سرد جاری رہتا تھا اسی کے جواب مین دوسری طرف ایک غار کوہ مین اسقدر
آتش سوزان تھی کہ جسکے شعلے تا چرخ بریں جاتے تھے اور اُس آگ مین انواع و اقسام کے جانوران درندہ جنکی صورتین ایسی
خوفناک و ہیبت ناک نظر آتی تھین کہ جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوا جاتا تھا جب یہ ساز و سامان درست ہو گیا خناز جادو
موافق معمول اپنا منھہ کالا کروانے رات کے وقت جمشید کے پاس آیا اور کہا ای جمشید اب تو بخوبی آگاہ ہو کہ اب قدرت
خداوندی سے سب سامان حسب دلخواہ مہیا و موجود رکھا ہی اب تو شوق سے بفراغ خاطر تخت قدرت پر جلوہ گر ہو اور لوا

خداوندی اپنی کو بلند کرا اور اپنی قدرت و نیابت خداوندی کو شہرت دے بلکہ منادی کرا دے مگر ابھی خبردار کسی طرح سے لشکر اسلام
سے متعرض نہونا اور ابھی حرب و ضرب و جنگ و جدل کی قطعاً ممانعت رہے اور نہ کسی قسم کا اظہار خداوندی اہل اسلام سے کرنا وہ
یاد رہے کہ بجز پشیمانی و ذلت کے کچھ حاصل نہوگا اسواسطے کہ بہر نوع غالب اہل اسلام ہین اگر تو لشکر اسلام سے کوئی صورت پرخاش
و خصومت کی پیدا کریگا تو یہ جو کچھ ساختہ پرداختہ میرا ہی تلف ہو جائیگا اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تا آنکہ معز الدین کے
لشکر اسلام اور اہل اسلام کو کسی طرح کی تکلیف نہو خبردار یہ خوب یاد رکھنا اور نہ کسی طرح کی غفلت کو کام مین لانا وہ نہ نقصان
اٹھائیگا تیرے ساتھ مین بھی بدنام ہونگا فی الحال شاہان مختلف المذاہب کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنا اور اس عمود سحری
بجز جنگ معز الدین کے کسی پہلوان کے مقابلہ مین آزمائش نہ کرنا وہ عمود مسحود خاص معز الدین کی جنگ و پیکار کے لیے
تیار کیا ہی اور معز الدین ہی کے نام سے سحر کیا ہی اے جمشید یہ یاد رہے کہ اس گرز آہنی پر معز الدین کی ہلاکت و مرگ و
زیست کو مین نے مقدر کیا ہی لہذا معز الدین کے کسی دلاور جنگ گذار و تہور شعار کے مقابلہ مین امتحان نہ کرنا نہین تو
سزا پائیگا ای جمشید آج کی رات تو بہ آرام تمام بسر کر کل صبح کو ایک بارگاہ عالم پناہ آراستہ و پیراستہ کرونگا تو اسی بارگاہ
مین تخت نیابت خداوندی پر اجلاس کرنا جسوقت بارگاہ مین سرداران لشکر اور افسران فوج اور ارکین سلطنت و خیر خواہان
دولت جمع ہو جائین تو ہر ایک کو حسب لیاقت خلعت گران بہا سے ایسا ممتاز و سرفراز کرنا کہ وہ لوگ خوش ہو جاوین اور تیرے
بخشش و کرم کا جہان مین شہرہ ہو جاوے جو مین نے امور سمجھا دیے ہین اور جو باتین تعلیم کی ہین انکو عمل مین لانا ورنہ بہت
اندیشہ ہی اب مین جاتا ہون اپنے وقت پر آؤنگا غرض بعد پند و نصائح خناز جادو چلا گیا بعد اسکے جمشید خواب مرگ مین گیا
صبح کو اٹھا تو توشہ خانہ کے داروغہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جلد ایک بارگاہ عالی ایسی تیار کرو کہ نظر سے سلاطین نامی کے نہ گذری ہو
اور اسکا مثل و نظیر پردۂ دنیا پر نہو کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے آج شب کو عالم ظہور مین اپنا نائب خاص مقرر کیا
جب وہ بارگاہ معلّی تیار ہوگئی مین اُس تخت قدرت پر اجلاس فرمائونگا جو آج شب کو میرے خداوند نے خاص میرے واسطے
اپنی قدرت کاملہ سے تیار کرکے بھیجا ہی اُسکو مین بھی کل سلاطین و ارکین سلطنت کے آگے ظاہر کرونگا کہ وہ سب بھی اُسکی
زیارت بزرگ سے فیضیاب ہون داروغہ توشہ خانہ نے جب یہ خبر حیرت افزا سنی نہایت متحیر ہو کر دربار سے چلا آیا اور حسب الحکم
جمشید کے ایک بارگاہ عالی جاہ نہایت زیب و زینت کی وسیع اور ایک بارگاہ مختصر اُس بارگاہ کے شامل نہایت خوبصورت
اور خوش قطع تیار کی اور اُن دونون بارگاہون کو فرش اور شیشہ آلات و قندیل و قمقمہ طلائی و نقرئی اور آئینہ ہاے حلبی
اور قالین ریشمی وغیرہ سے خوب آراستہ کیا جب وہ بارگاہین تیار ہوگئین تمام لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوگئی کہ آج خداوند طبیعت
مجردہ نے جمشید کو نیابت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہی چنانچہ اسی خوشی مین جمشید نے جشن جمشیدی نہایت اہتمام و انتظام
سے اُنھین بارگاہون مین کیا قصہ کوتاہ بعد آراستہ ہونے بارگاہون کے جمشید پلید نے تخت نیابت خداوندی پر جسے
تخت قدرت کہتے ہین جلوس فرمایا اور لشکر نکبت اثر مین نقارہاے شادمانی کے بجانے کا حکم دیا ہر طرف مبارکباد کے نعرے

بلند ہوئے اور جمشید لعین بھی لباس و پوشاک پُر زر تکلف زیب جسم کرکے اور جواہرات بیش بہا سے خوب آراستہ ہوکر نہایت
جاہ و تجمل سے تخت قدرت پہ بیٹھا سرداران لشکر و افسران فوج اس خبر فرحت اثر کو سنکے حاضر بارگاہ عالی ہوئے نجاشی لعین سقطی
وغیرہ سرداران و رفیق و یار قدیم جمشید کی خدمت میں سجدہ گاہ سے آداب شاہانہ بجالائے اور دیکھا کہ آج جمشید لباس
جواہر نگار زیب جسم کیے عجب شوکت و شان و نہایت غرور و نخوت سے تخت قدرت پہ بیٹھا ہوا ہے وہ سرداران لشکر اس تماشا
عجیب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کہ یہ آج عجیب و غریب معاملہ دکھائی دیتا ہے لیکن اسکا کچھ سبب معلوم نہیں ہوا سبحان
خود کہا کبھی ایسی نخوت و غرور سے اس پلید کو نہیں دیکھا آج یہ نیا معاملہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جمشید ایسی آراستگی کو کام
میں لایا ہے یقین واثق ہے کہ کوئی امر تازہ پیش آیا ہے الغرض جسوقت سرداران لشکر سجدہ و سلام سے فارغ ہوئے اور نذریں
گذران چکے جمشید پلید نے کل حاضرین دربار کی طرف مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہا اے یاران دمساز قدیم ہمارے وای
بندگان خداوند طبیعت مجردہ تم اسوقت کیا بنظر استعجاب دیکھ رہے ہو اب تم میری طرف متوجہ ہو اور خوب بنظر غور دیکھو
اور جو میں کہوں اسکو بگوش ہوش سنو اول سوال یہ میرا تم سب صاحبوں سے ہے کہ تم سب حاضرین بارگاہ راست راست
بلا رو و رعایت کہو کہ میں تم سب صاحبوں کے ساتھ آج تک ہر طرح کی رعایات و مرحمت سے پیش آیا ہوں اور ہر ایک امر میں
تمھارے مدارج و مراتب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے یا کوئی امر خلاف مجھ سے تمھاری نسبت سرزد ہوا ہے جب یہ کلمات جمشید پلید کے
سب حاضرین بارگاہ سے بیان کیے سب نے باتفاق کہا کہ آپنے ہم سب سے سراسر سلوک نیک کیا اور ہم آپ کی بخشش
و کرم کا کہانتک شکریہ ادا کریں آپکے ممنونِ احسان ہیں اور جب تک ہمارے تن میں جان ہے ہم جان و مال سے حاضر ہیں کسی امر
میں عذر نہ کرینگے اور بے حد اس سگ خارشتی کی تعریف و توصیف کی پھر جمشید نے نجاشی سے پوچھا کہ اے ملک جلشہ
تم میرے رفیق قدیم ہو تمکو بخوبی یاد ہوگا کہ ہمیشہ مذہب و ملت کے بارے میں کیا کہا تھا نجاشی نے کہا تمنے اکثر کہا کہ صانع
حقیقی کل کائنات کا خداوند طبیعت مجردہ ہے اور ہر شی طبیعت سے خلق ہوتی ہے پس ہر ایک شی کو مخلوق اور ہر ایک کی
طبیعت کو خالق تصور کرنا چاہیے اور حقیقت طبائع مختلفہ مخلوق ہیں وہ سب طبیعت مجردہ کی ذات و کرشمہ قدرت سے ہیں
جمشید بولا آفرین اے بندۂ خاص خداوند تو نے نہایت درست اور سچ کہا اور اس عبارت کو نہایت فصاحت سے ادا
کیا اور میرے مطلب کو خوب سمجھ گیا بندۂ عاقل و صاحب فہم و ادراک اسی کو کہتے ہیں اے بندۂ خاص تو خوب جانتا ہے
کہ خداوند طبیعت مجردہ بسبب لطافت ذات و صفائی جوہر خداوندی کو اپنے بندوں کی نظر میں جلوہ گر بظاہر نہیں کر سکتا
تھا اور آج تک بندگان خداوند طبیعت مجردہ و مقلدان ملت خداوند صفت خداوند نادیدہ بیان کرتے تھے کسی بندہ کی نظر میں
جمال خداوندی جلوہ گر نہیں ہو سکتا تھا لہذا خداوند نے یہ خیال کیا کہ ایسی ذات لطیف کے واسطے جلوہ گری بھی ضرور ہے
اور عالم ظاہری میں بھی ایک نائب مثل خداوند رہنا ضرور رہا ہے اور خداوند ہمیشہ اپنے نائب کے جسم ناپاک میں حلول کیا
کریں کہ بندگان خداوند بنظر ظاہر جلوۂ خداوندی کو معائنہ کرین ہر چند اصل ذات خاص خداوند پوشیدہ ہی رہیگی لیکن ۱۸

پھر بجائی کسیقدر یہ تو افگن ہوگی اور شان خداوندی ضرور نظر آئیگی چنانچہ کل شب کو بعد گذرنے نصف شب کے مجھپر سانحہ گذرا کہ ایکبار ذات خداوندنے میرے جسم ناپاک مین حلول فرمایا اور الہامات ہوے کہ مین سب کو بیان نہین کر سکتا اسواسطے کہ وہ امور قیاس بشری سے خارج ہین اور نہ اُنکے سمجھنے مین عقل کو دخل ہے اسوقت میرے قلب جگر دونون بھی گواہی دیتے ہین کہ جوہر ذات خداوندی ہون یعنے طبقات زمین و آسمان سب میری نظرون مین آئینہ ہو گئے ہین اور کل حیوانات بری و بحری پیش نظر ہین اور تمام نباتات و جمادات کا حال مجھپر آئینہ ہے بلکہ یہ سب مجھسے گویا ہوتے ہین اسے حاضرین دربار مین عالم خواب مین یہ دیکھتا تھا ناگاہ ایک شی مثل ضیاے الشمس المسمی مجھپر ظاہر ہوئی کہ اُسکی ضیا سے آنکھین میری خیرہ ہو گئین بعد اسکے ایک آواز غیب سے آئی گویا کوئی کہتا ہے اے جمشید فرزند خاص خداوند بچشم غور دیکھ یہ روشنی جمال جوہر ذات خداوندی ہے جسکو تو خداوند طبیعت مجردہ کہتا ہے اور واقعی وہی تیرا خالق ہے جسوقت مین نے یہ آواز سنی اور اس کرشمۂ خداوندی کو دیکھا میرے حواس خمسہ بجا نہ رہے اور محویت طاری ہوئی اُسی عالم مین سجدہ کو جھکا اس عرصہ مین پھر وہی آواز میرے کان مین آئی پھر مین نے سر نیاز اپنا اُسکے آستانۂ بارگاہ پہ جھکایا غرض اسیطرح سات بار وہی آواز میرے کان مین پے درپے آئی اور مین ہر بار ہر آواز پہ سجدہ کو جھکا بعد اسکے پھر آواز آئی کہ اے جمشید پلید تجھے مبارک ہو یہ مژدہ جان بخش کہ آج ہمارے جوہر ذاتی نے تیرے قلب کو اپنے نور قدیم سے روشن و منور کیا اور اس جسم خاکی مین جوہر ذاتی ہمارا حلول کر آیا اور تجھکو ہمنے اپنے تفضلات خداوندی سے عہدہ نیابت مرحمت فرمایا اب تجھے چاہیے کہ مثل ہمارے عالم ظہور مین خلائق کو ہدایت نیک کر اور ہمارے بندگان خاص جو کہ از تہ دل تجھے سجدہ کیا کرین اور تیرے فرمان برداری سے کبھی کسی حال مین باہر نہون اور تجھے ہیئت خاص خداوند سمجھین انکو بہشت عنبر سرشت عطا کرنا اور جو کہ ہمسے منحرف اور تجھ سے خلاف ہو اسکو داخل جہنم کرنا اور بعذاب سخت ہلاک کرنا جبکہ وہ اپنا اعتقاد درست کرکے درگاہ خداوندی مین توبہ کرین اور تجھکو اپنا خداوند سمجھکے پاک دل سے سجدہ کرین سب گناہ اُنکے بخشدینا اور اُنکو فوراً جہنم سے نکال کر داخل بہشت کردینا اے فرزند تو اپنے یاران دمساز و آشنایان وجانبازان وتابعان قدیم سے کہدینا اور تاکید کردینا کہ وہ بجاے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند طبیعت مجردہ سمجھین اور بجاے اُسکے تجھے سجدہ کرتے ہین اسیطرح تجھے وہ سجدہ کیا کرین پس اے حاضرین دربار غور سے سنو اور خوب اس بات کو سمجھو کہ طبیعت مجردہ نے میرے معرفت کے واسطے اپنے بندگان خاص و مصاحبان قدیم کو تاکید کی اور ہدایت صریح ہو کر کہا کہ وہ بجاے خداوند طبیعت مجردہ تجھے اپنا خداوند سمجھین اور اب بجاے خداوند سجدہ بھی تجھی کو کرین اور کہا کہ یہ ہمارے لیے باعث خوشی کا ہوگا اور جو شخص ہمارے بندگان خاص سے اس ہمارے فرمان کو بخوشی بجا نہ لائیگا یا کسی طرح کی حجت کو دخل دیگا اُسے ہم بلا پرسش اعمال فوراً داخل جہنم کرینگے اسواسطے اے حاضرین بارگاہ تمکو آگاہ کرتا ہون کہ طبیعت مجردہ نے میری معرفت سے اپنے بندگان خاص کو پیام دیا ہے تمکو چاہیے مجھے مظہر ذات خداوند طبیعت

تصور کرو اور خاص نائب و رسول خداوند طبیعت مجردہ سمجھو اور جو مین کہون اُسکو صحیح جانو اور جو کچھ تمکو اپنے خداوند سے
کہنا ہو وہ ہم سے کہو اور ہمکو سجدہ کرو کبھی خداوندگی کسی طرح نافرمانی مت کرو تاکہ تم اپنے اعمال و کردار کے مکافات سے رستگار
ہوا ہی بندگان خاص و مقربان با اختصاص مژدہ باد کہ خداوند نے تمھارے لیے مرتبۂ اعلی اور مناصب بزرگ و بلند مقرر کیے ہین
اور بہت جلد وہ مراتب جلیل ظہور مین آنے والے ہین تم دو ہی چار دن مین اپنی آنکھون سے خود مشاہدہ کروگے کہ خداوند
نے کیسے کیسے اپنے کرشمے ظاہر کیے خداوند طبیعت مجردہ ہمارے لشکر کے گرد و نواح مین ایک باغ جنت نظیر اور ایک حرارت
قصر مثل دوزخ واسطے اپنے بندون کے ظاہر کریگا کہ جو جیسا بندہ ہمارا کرے اُسکی جزا اور سزا اول یہین ہو جاوے اور مجھے حکم
خداوند کا یہ صادر ہوا ہی کہ تو ہمارے بندون کو کرشمۂ قدرت خداوندی اور مقدرات ہر ایک خاص و عام کے جو جسکے تقدیرات
مین مندرج ہو چکے ہین دکھلاوے اور جو مطیعان و پیروان ملت و مذہب ہمارے ہین وہ بعد مرگ بھی باغ بہشت عنبر سرشت
مین مقیم رہینگے اور جو نافرمانی کرنے والے ہین وہ طبقات جہنم مین بھیجے جاینگے اور انواع و اقسام کے عذاب سخت اُنپر ہونگے
چنانچہ اسی واسطے مین بھی اپنے بندون کی تکلیف کو روا نہین کرتا کہ جو سبب مین اپنی قدرت سے سمجھے ہوے ہون کہ میرے بندون
سے اسقدر محنت شاقہ نہو سکیگی وہ لائق تحمل اسقدر بار کے نہین ہین لہذا مین نے اپنے بندون کو ہر طرح کی آزادی دی ہی اور
کل افعال نیک و بد کو اُنپر حلال و مباح کر دیا ہی جس فعل کو وہ چاہین اختیار کرین اور موافق خواہش دل مین لائین یہانتک
کہ شراب و کباب کا استعمال اور زنا و لواطہ عورتون سے کہ حرام مطلق ہین جائز ہی لیکن اتنا خیال رہے کہ رضامندی شرط ہی اے
بندگان عقیدت مند یاد رہے کہ مین ایسا خداوند نہین ہون کہ اپنے بندون کو کسی فعل و آئین کا پابند رکھون اور لذات دنیا
دون سے بھی وہ بیچارے محروم رہین جیسا کہ خداے نا دیدہ مسلمانون کا ہی مین بھی حکم و احکام سخت جاری کر دون یہ مجھ سے
نہوگا مجھ مین سواے کرم و بخشش کے سختی و بیرحمی تو ہی ہی نہین اے بندگان خاص دیکھو خداوند نے مجھے بظاہر اپنا نائب
و جانشین کر دیا ہی اور عہدہ نیابت مقرر فرمایا مجھے اسقدر اعزاز عنایت فرمایا ہی کہ ایک تخت قدرت اور اسپ قدرت اور
ایک شمشیر قدرت و گرز قدرت اور سامان و جلوس بھی مع عزت اور منزلت کے عطا فرمایا ایک روز وعدہ بھی کیا ہی یقین ہی
کہ دو ہی چار روز کے عرصے مین اُسکا ظہور تم سب کے روبرو ہوگا اور اشیاے قدرت پردۂ غیب سے تم سب بندون کے
سامنے مجھکو عطا ہونگے اور روبرو سب کے پاینگے اور تمکو بھی اُسکی خداوندی و قدرت کا حال بخوبی معلوم ہو جائیگا اُسوقت مین بقدرت
خداوندی دوستون کو نہال اور دشمنون کو پامال و ذلیل کرونگا یعنے جسپر میرا قہر بسبب نافرمانی اور سجدہ نہ کرنے کے نازل ہوگا
اُسے آتش دوزخ مین جلنا ہوگا اور جو لوگ میری اطاعت کرینگے وہ مستحق مراحم و الطاف خداوندی ہو کر بہشت عنبر سرشت مین
منازل اعلی پاینگے اے بندگان راسخ الاعتقاد و کامل الایمان خداوند کا وہ دوست دینی ہی کہ خداوند کو سجدہ کرے اور اُسکی
اطاعت کو بدل و جان قبول کرے اور بندگی بجا لاوے اور دشمن وہی ہی جو خداوند کی نافرمانی کرے اور سجدہ کرنے سے انکار
کرے پس تم سب بخوشی دل اپنے خداوند کی اطاعت کرو اور اُسکے سجدہ کرنے مین غفلت نہ کرو پھر تم بے خوف و خطر آرام کرو طرح ۱۷

کے لطف اٹھاؤ اور بخشش و انعام کے امیدوار رہو وہ ایسا خداوند ہو کہ تم سب دوستوں کو اپنے کرم سے سرفراز فرما کر بمناصب و مراتب اعلیٰ سے ممتاز فرمائیگا اور بعد مرگ بھی اپنے بندوں کو گناہان گذشتہ سے نجات دیگا مین وعدہ کرتا ہون اسی طرح بندگان منافق و بیخبر طریقت کو خواہ وہ کسی مرتبہ و منزلت کے ہون اور کیسی ہی قدرت و اختیار رکھتے ہون اور با شوکت و جاہ ہون لیکن اُنپر ہمیشہ اپنا قہر و غضب نازل کریگا اور انجام کار بدترین عذاب سے ہلاک کریگا بس حکایات مین بیان کر چکا اب تم بتاؤ کہ تمہاری فہم مین آیا یا نہین اور خوب سمجھ گئے یا ابھی کچھ باقی ہے اور جسکو کسی طرح کا شک اسمین ہو وہ بھی بیان کرے کہ ابھی مین جواب دے سکتا ہون اور بخوبی سمجھا بھی سکتا ہون ابھی ایسی گستاخی لائق سماعت نہین ہو بعد اسکے جو کوئی منحرف ہوگا تو وہ مورد عتاب خداوندی ہوگا۔ اب تم مجھے سجدہ کرو اور اپنے خداوند کو بخوبی پہچانو اور ایمان لاؤ۔

دربار عام مین جمشید خود پرست کا ہر ایک بادشاہ بدکیش کو ترغیب سجدہ و طاعت دینا اور نصائح و پند جمشید سُنکر ہر شخص کا محو حیرت ہونا اور بکمال استعجاب جمشید کو دیکھنا



وقصہ کوتاہ جسوقت سرداران لشکر نے یہ عبارت طویل اور روایت حیرت افزا جمشید لعین کی زبان سے سُنی ہر ایک محو حیرت ہوگیا اور عالم سکوت مین ہر شخص جمشید کی صورت بحیرت دیکھنے لگا اور ہر شخص دل مین سمجھا کہ اب بجز بجا آوری احکام جمشید کے کوئی چارہ نہین ہو اور نہ کوئی صورت انکار یا مفر کی دکھلائی دیتی ہو ناچار و مجبوراً تمام پہلوانان و افسران لشکر نے متعلقین اُس لعین بے دین و بد آئین کو سجدہ کیا اور دیر تک سجدے مین رہے بعد اسکے جمشید پلید نے کہا ای بندگان

راسخ الاعتقاد تمھارا سجدہ درگاہ خداوندی میں قبول ہوا اب سب اپنا سر نیاز اٹھاؤ دیکھو کہ جو ہماری طرف سے نزول رحمت ہو کر جو قیمتی
سجاشی و بے دین مسقطی دار جاس مردار خوار وغیرہ سلاطین و امرا نے سر سجدۂ ابلیس پلید سے اٹھایا بس عجیب طرح کی مفرح قلب اور
خوش اُنکے دماغوں میں آئی ہر ایک کا لباس جسم معطر ہو گیا اور اُس بوے خوش سے ہر شخص کو حیرت ہوئی کہ خلاف معمول آج
جمشید کو یہ قدرت کسطرح حاصل ہو گئی کہ جو ہماری فہم و عقل میں نہیں آتی اسقدر عرصہ ہوا کہ ہم لوگ روز دربار میں آتے لیکن
کبھی ہمنے ایسی بوے خوش نہیں سونگھی اور نہ ایسے کلمات حیرت انگیز سنے اس معاملہ میں ہماری عقل حیران ہے یہ کیا اسرار ہے راوی
کہتا ہے کہ غلامان ختار جادو سے ایک غلام ساحر اُس صحبت میں حاضر تھا اُس غلام نے بزور علم سحر اُس بوے خوش سے تمام
بارہ دری کو معطر کر دیا تھا تاکہ جمشید کا کرشمۂ خداوندی تصدیق ہو جاوے اور سب حاضرین دربار معتقد ہوں قصہ مختصر جمشید
نے ضار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہو کے کہا ہے ضار منکوس منحوس ہر چند کہ تو میرا استاد و معلم قدیم ہے اور مجھے ہر طرح
سے تیری خاطر و مدارات اور اعانت بدل منظور ہے لیکن مراتب و مناصب جو اسوقت مجھے تجھ سے حاصل ہوے ہیں یہ
خداوند طبیعت مجردہ کی خاص عنایت و مرحمت سمجھنا چاہیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے مجھے اپنا فرزند و نائب مقرر فرمایا
اور تم سب بندوں کو میری طاعت اور سجود کے واسطے معین و مامور کیا ہے اے ضار منکوس منحوس تجھے کیا تحیر و استعجاب ہے کہ
تو خاموش بیٹھا ہے اور ہر ایک کا منھ تک رہا ہے تجھے چاہیے کہ جلد سجدہ کر اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے خداوند سے
بیزار ہے یا شاید تجھکو کسی طرح کا میری خداوندی میں شک ہے جو تجھے شبہ ہو اُسے جلد نکال ڈال مجھے خوف ہے کہ تو کہیں مردود و معتاب
و معذب ہو جائے ضار منکوس نے کہا ہے جمشید مجھکو تعجب ہے قبل میں کبھی ایسے کلمات کہ جن سے حیرت ہو نہیں سنے نہیں
معلوم کیا راز ہے کہ تو آج بخلاف اپنی عادات سابق کے کیا کیا سخنان حیرت انگیز کہتا ہے کہ جو قیاس میں نہیں آتے یہ کیا قصہ
ہے اے جمشید میری راے میں یہ امر دو حال سے خالی نہیں یا تو تجھکو مرض مالیخولیا دفعتاً عارض ہو گیا کہ جسکے سبب سے
تو اس نوبت کو پہونچا ہے کہ بے اختیاری میں سخنان فضول و بے موقع بکتا ہے یا واقعی خداوند طبیعت مجردہ نے ذات خاص
تجھ میں حلول کیا اور ولی عہدی کے عہدے سے تجھکو سرفراز و ممتاز فرمایا اور جو تو بیان کرتا ہے سب درست اور بجا ہے کہ خداوند نے
اسپ قدرت و تخت قدرت و گرز قدرت و شمشیر قدرت سے بھی سرفراز و ممتاز فرمایا اور بہشت و دوزخ تجھکو دینے کا وعدہ
کیا اور انتظام عالم کا تیرے اختیار میں دیا اب یقین ہے کہ موافق تیرے قول کے ظہور میں آوے قدرت خداوند کو سب طرح
کی ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے کیا عجب ہے کہ وہ ویسا ہی کرے اسکو اسی طرح منظور ہوا ہو قدرت خداوندی سے بعید نہیں ہے
جسکے واسطے جو کچھ چاہے چشم زدن میں کر دے تو تو ایک بادشاہ ہے یہ حال تیرا اے جمشید نہیں رہیگا بہت جلد ظاہر ہو جائیگا
اسوقت تیرا جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا لیکن واہ کیا مرحمت و عنایات خداوند طبیعت مجردہ ہے کہ خداوند نے تجھکو اتنا بڑا
عہدہ جلیل بخشا کہ نا شایستہ کو دیا اس سے زیادہ اور کوئی عہدہ میرے خیال میں نہیں آتا مگر ہاں ایک کمی البتہ پڑیگی کہ یہ عہدہ
کے واسطے علامت کا ہونا بھی ضرور ہے تاکہ اُس علامت کو لوگ خود ہی دیکھ کے تجھکو سجدہ کریں گے اور میرے کہنے کو یقین

یقین

جائینگے پھر کچھ تاکید کرنے کی احتیاج نہین بندگان خاص خود ہی تجھکو خداوند اپنا سمجھین گے بلکہ تمام عالم تجھکو سجدہ کریگا اور مجھے بھی سجدہ کرنے مین عذر نہوگا۔ الغرض یہ دونون بے ایمانون نے باہم بیٹھ کے مشورہ کیا پس فشارینگوس منحوس نے جمشید سے کہا تھا کہ تو اول اس طرح کی باتین کرنا اور مین اُسکے جواب مین رد و قدح کرونگا جب میرے اور تیرے بسبب گفتگو ہو چکے تو حاضرین دربار سے کہنا ایہا الناس آج کی شب مین تمھارے سامنے اپنی ذات کی طرف رجوع کرونگا تم میری خداوندی کا کرشمہ دیکھ لینا بعدہ تم کو اختیار ہے القصہ جمشید نے اُسی رات کو ایک محفل بطور جلسۂ عام مقرر کی اور اُسکو خوب آراستہ و پیراستہ کیا اور حاضرین محفل کے سامنے کچھ ایسی حالت بنائی کہ جس سے سراسر محویت ثابت ہوتی تھی اور پھر اُسی محویت مین کھڑا ہوگیا اور عجیب و غریب حرکات عمل مین لایا منھ مین کف آنے لگا آنکھین سرخ ہوگئین اور کہا اے فرزند رشید اے ولیعہد خداوند آگاہ ہو کہ خالق کل اشیا میری ذات خاص ہے اور فی الحال مین نے بقدرت جاودانی تیرے جسم خاکی مین حلول کیا ہے اور تجھکو بجاے خود مسجود خلائق کر دیا ہے کہ اس عالم ظاہری مین بھی خلائق میری قدرت خداوندی کا جلوہ دیکھ کے بہرہ مند ہوا ہے فرزند جو شخص بندگان خاص سے ہماری بعبدیت دل سجدہ کرے اور تیرا دل و جان سے فرمانبردار رہے اُس بندۂ نیک ذات کو بہشت برین مین جگہ ملیگی اور یہ میرا نائب خاص بھی وعدہ بہشت دینے کا کریگا اور ہمیشہ لطف الطاف و مراحم خداوندی اور عطایاے دولت و حشمت بندگان خاص نیک نیت و مطیعان دولت پر رکھیگا اور دشمنان و انحراف کنندگان خداوند سے ایسا بیزار ہوگا کہ بلا پرسش اعمال داخل جہنم کریگا اور طرح طرح کے عذاب و عقاب مین گرفتار کریگا اور بد ترین عذاب سے ہلاک کریگا چنانچہ اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے مجردہ طبقات دوزخ و بہشت عنبر سرشت کو بھی اسی عالم ظاہر مین مقرر کیا ہے تاکہ دشمنان خداوند کو نار جہنم مین ڈالین اور دوستان نیک عقیدت و بندگان خاص کو بے حساب داخل جنت کردیا جاے اور اے فرزند تیرا اُستاد بد نہاد و بد اعتقاد و بانی فساد ابھی تک تیری خداوندی کا معتقد نہین ہوا اور نہ ایمان لایا شاید وہ کوئی نشانی و علامت خاص کرشمۂ خداوندی کے دیکھنے کا مشتاق ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تیرہ درون و سیہ قلب ہے کیا مضائقہ ہے تیرا کچھ بگڑا نہین مگر تو اُس بد اعتقاد کو کسی طرح بُرا نہ کہنا اسواسطے وہ مستحق ملامت نہین ہوسکتا کہ وہ بھی تو ہمارے فرزند ولیعہد خاص کا اُستاد ہے اور ذات اُستاد بھی برابر خدا کے ہے سجدہ کرنا اُستاد کو واجب ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے فرزند کا گو اُسکے گوشت کے اندر جاتا ہے اور تمام جسم جسم سے مس ہوتا ہے اور اُس فرزند خداوندی کے گوشت سے نزول آب رحمت الٰہی ہوتا ہے پس وہ بھی لائق اعزاز و احترام ہے اور جو کچھ کہ وہ براہ نصیحت کہتا ہے خالی از مصلحت نہین ہے پس ضرور ہوا کہ اُسکے بیان کو بدگمانی و بے اعتقادی پر محمول نہ کرنا چاہیے کسواسطے کہ اُسکے فحواے کلام سے یہ امر مترشح ہے کہ کوئی نشانی ظاہری اور جلوۂ خداوندی کی علامت کا ہونا بھی واجب و لازم ہے اور یہ بھی وہ سچ کہتا ہے کہ جب اُس علامت خداوندی کو خلائق دیکھیگی ضرور اعتقاد لائیگی کچھ اُس سے تاکید اور تنبیہ کرنے کی ضرورت نہ رہیگی کیسا ہی کوئی بد اعتقاد ہو مجھے

دیکھنے اس علامت خداوندی کے معتقد ہو جائیگا کچھ حاجت فہمایش و تاکید کی نہ رہیگی ازخود ایمان لائیگا یہ وجہ ہو کہ جو ہم بھی
تیرے استاد بدنہاد کو چاہتے ہین مگر ہم بھی موافق تیرے اُستاد کے کہنے کے ایک داغ محبت اور تمنا سے فرزندی و
ولیعہدی اپنی قدرت کاملہ خاص سے اسی وقت تیری پیشانی ظلمانی پر ظاہر کیے دیتے ہین پھر دیکھیو اس داغ خداوندی
کے تمام مخلوق ہماری خود بخود تجھے سجدہ کریگی لیکن یہ تجھے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اس داغ کو بغیر کسی کار ضروری اور مشکل سخت
کے ظاہر نہ کرنا اور نہ کسی کو دکھلانا بلکہ ہمیشہ عمامہ کے نیچے پوشیدہ رکھنا یہ بھی واضح رہے کہ غدار جادو نابکار نے جمشید لعین و
بے دین کو اس معاملہ خاص مین یہ ہدایت کی تھی کہ جس شخص کو تو ایکبار داغ پیشانی دکھلا دیگا پھر ایک ہفتہ کے اس شخص کو مکرر
داغ دکھانا اسواسطے کہ اثر اس داغ کا اُسکے دل پر بحال و قائم رہیگا اور جو خلاف اسکے کریگا تو پھر عقل سحر مین نقص پیدا
ہو جائیگا اس باعث سے جمشید پلید ہر کس و ناکس کو اپنا داغ پیشانی کبھی دکھلاتا نہین تھا اور زبانی آدمیان لشکر کو
اطاعت کی ترغیب دیتا تھا اور سمجھاتا تھا بعد اس مکر و تزویر کے جمشید پلید مکار و دغاباز اس حالت دیوانگی و بدحالی
مین عجیب طرح کے کلام واہی و بے انتظام تا دیر بکتا رہا اور انواع و اقسام کی حرکات کرتا رہا اور حاضرین جلسہ عالم سکوت
مین حیرت زدہ یہ تماشا دیکھ رہے تھے لیکن کسی کو مجال سخن نہ تھی مجبور جو وہ بکا کرتا تھا سنتے تھے اور جمشید بد دین کی کیفیت
تھی کہ گاہ سکوت مین اور کبھی بیہوش تھا لیکن در اصل بسبب سحر کے حرکتین کر رہا تھا کبھی اُٹھ کر ضار منکوس کے سراپا کو نظر
غور دیکھتا تھا اور کبھی از خود قہقہے مارتا تھا اور کف پاے ضار منکوس کو آنکھون سے ملتا تھا اور کبھی داڑھی ضار منکوس
منحوس کی زور سے پکڑکے تمام صحن بارگاہ مین کھینچتا پھرتا تھا اور ایسے جھٹکے دیتا تھا کہ طبیعی کا حال غیر ہو جاتا تھا اور شدت درد
سے روح نکلی جاتی تھی جب زیادہ حالت اس ملعون کی غیر ہوتی تھی تو اُسے چھوڑ کے اپنا الٹا دست کاٹتا تھا اور
انگشت بدندان بصورت تصویر ایک طرف کھڑا ہو رہتا تھا گاہ نجاشی و غیرہ سلاطین و دیگر حاضرین دربار کو نظر قہر سے
دیکھتا تھا وہ بیچارے خوف سے کانپنے لگتے تھے اور آنکھین بند کرکے سر جھکا لیتے تھے الغرض جمشید لعین اسی طرح کی حرکات
مین مصروف تھا ایک نجاشی سے پوچھا کہ شاہ حبش کبھی اور بھی صاحبقران خود پرست کی ایسی حالت دیکھی تھی جس طرح آج
دیکھ رہے ہو اسواسطے کہ تم نہایت عقیل و صاحب فہم و فراست و ادراک ہو سچ کہو اور تم صاحبقران خود پرست کی خدمت مین
بہت رہے ہو اور ہر ایک طرح کی صحبت خلوت و جلوت مین بھی شریک رہے ہو تم سے زیادہ کون ان حالات سے ماہر ہوگا اور
طرفہ یہ کہ ہمارے تمہارے مذہب و مشرب کی بھی ہو جو کچھ تم جانتے ہو دوسرا نہین جان سکتا نجاشی نے دل مین کہا اور غضب ہوا
اسوقت اس قرمساق نے ایسی بات پوچھی ہو کہ جسکا جواب نہین دے سکتا اگر مین اس لعین سے خلاف کوئی بات
کہتا ہون تو یہ مردود اور زیادہ برخاستہ ہوگا اور اسوقت اسکا بدمزاج ہونا ستم ہوگا اور لطف یہ کہ انشا سے طبیعت سے
بھی تو آگاہ نہین ہون خیر ہر چہ باداباد لیکن اب چاہیے کہ ہم اُسکے مزاج کے موافق کہین چنانچہ ایک بار ایسا ہو بھی چکا ہے
جسکی سزا مین آج تک گرفتار ہون اور ابھی تک اُس مرد کے دل سے وہ بات نہین گئی ہر وقت ملال موجود رہتا ہے

ابطال زنگی اور زنگا وہ زنگاری پوشش اسی وجہ سے مجھ سے جدا ہو گئے اب آج پھر وہی معاملہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے کس طرح اس ملعون کے ہاتھ سے جان بچیگی سخت حیران ہوں کیا جواب دوں۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ سوچ کر ضمارسنکوس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کیوں جناب حکمت مآب آپ نے بھی بخوبی بچشم غور ملاحظہ فرمایا واقعی امر تو یہ ہے کہ ہمنے تو کبھی ایسا واقعہ صاحب قران خود پرست سے واقع ہوتے نہیں دیکھا اور نہ کبھی ایسی حالت کسی سے سنی آج قلب ماہیت ہو گئی یہ معاملہ تو ہمکو خالی از اسرار معلوم نہیں ہوتا بلکہ عجب نہیں کہ آج کل میں کوئی کرشمہ خداوندی ظہور میں آجاوے بلا شبہ و شک کوئی نہ کوئی اسمیں راز ہے اور یہ بھی عجب نہیں کہ صاحب قران میں کسی شی نے حلول کیا ہو اس عرصہ میں جمشید نے آنکھیں کھول دیں اور کہا اے بندگان خاص خداوند سجدہ کرو اور اے گنہگاران نابکار سجدہ کرو بس اس کلام جمشید لعین کے سنتے ہی سب اہل دربار سجدہ کو جھکے ادھر جمشید نے عمامہ کو اونچا کیا اور اس داغ پیشانی ظلمانی کو حاضر جلسہ کو دکھایا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ داغ پیشانی جمشید بوجہ مالش روغن سحر کے اسقدر سفید ہو کر چمکتا تھا کہ جسطرح تازہ چمکتا ہو جیسے ہی سب حاضرین دربار کی اسپر نظر پڑی آنکھیں خیرگی کرنے لگیں یہ دیکھ کے تمام حاضرین دوبارہ سجدہ کو جھکے اور سبھوں نے کہا اے خداوند برحق تحقیق خداوند ہو اور تمہارا کرشمہ خداوندی اور نیابت خداوندی برحق ہے ضمارسنکوس مکار نے سب سے پہلے سجدہ کیا اور کہا الحق یہ جلوہ خداوندی ہے جو میں اسوقت جمشید کی پیشانی میں دیکھتا ہوں اور تمام کرشمہاے خداوندی ظاہر ہیں اب مجھکو جمشید کے خداوند ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اے نجاشی تو بھی جلوہ خداوندی کو دیکھ کہ کیا تماشا ہے قدرت نظر آتا ہے نجاشی نے دوبارہ اس داغ کو بچشم غور دیکھا اور خود بھی اثر سحر میں گرفتار ہو گیا پھر تو تمام حاضرین جلسہ کو یقین ہو گیا کہ جمشید نائب خداوند ہو گیا اور کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا بلکہ تمام تابعین و ملازمین نے جمشید کو بصدق دل مکرر وسہ کرر سجدے کیے ارجاسپ سردار خوار و ملجاس وغیرہ پہلوانان لشکر کہ کل منظور نظر تھے وہ بھی شریک سجدہ تھے یہ خبر شدہ شدہ تمام لشکر میں منتشر ہو گئی کہ آج جمشید کو خداوند طلسم تحیر نے اپنا نائب و فرزند مقرر کیا اور جوہر ذات خداوندی نے جمشید کے جسم میں حلول کیا چنانچہ یہ خبر اسقدر شہرت از بام ہو گئی اور ہر ایک مقام میں ایسی مشہور ہوئی کہ اسی بات کا چرچا ہونے لگا ہر اعلی و ادنے کہتا تھا کہ جمشید نے آج عجیب و غریب حالت وجلالی بہم پہونچائی ہے یعنے اب وہ خداوند ہو گیا قصہ کوتاہ جمشید راندۂ درگاہ لم یزلی نے دوسرے روز پھر اپنی بارگاہ میں تخت فرمانروائی پر اجلاس کیا اور دربار کا حکم دیا اور بارگاہ کے پردے وغیرہ اٹھوا دیے کہ ہر خاص و عام کو بخوبی تماشا دکھائی دے تاکہ وہ سجدہ کریں غرض جب منادی ہو گئی تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ تماشا جمشید کی حرکتوں کا دیکھنے کو آئی جمشید پلید نے پانچ روز کا جشن کیا اور کل حاضرین جشن کو سجدے کی ترغیب دی خوب اغوا کیا اور بہکایا یہانتک کہ تین ہزار آدمی لشکر کے گمراہ و بے دین ہوے اور اس مردک کو سجدہ کیا اسی طرح جمشید نے متواتر پانچ روز جشن کامل کیا اور اہل لشکر سے سجدہ کرایا بعد اسکے ایک روز تمام لشکر کی دعوت و مہمانی کی

اور طرح طرح کے کھانے سب کو کھلائے اور ہر ایک کو زر و جواہر علی قدر مراتب تقسیم کیا لوگون کو انعام و خلعت ایسے دیئے کہ غرباء
مساکین دولتمند ہوگئے کوئی محتاج نہ رہا لیکن اکثر لوگ لشکر جمشید مین ایسے بھی تھے کہ جنھون نے جمشید کو سجدہ نہ کیا اور بعض
لوگ ایسے تھے کہ جو جشن مین نہ آئے اور نہ اس سجدے وغیرہ مین جمشید کے شریک ہوے بلکہ خیمہ سے باہر تک نہ آسکے
حالانکہ وہ سب ملازم جمشید تھے اور شہرہ جمشید کی خداوندی کا بخوبی سنتے تھے لیکن کچھ خیال نہ کیا اور بہ آرام تمام اپنے اپنے
خیمون مین بیٹھے رہے اس جماعت مین اکثر لوگ مسلمان ہین وہ اول بھی اس مذہب الحاد کے شریک نہین ہوے وجہ خاص اسکی
یہ ہی کہ یہ جوگ علم و فہم و عقل سے بہرہ مطلق نہین رکھتے بالکل جاہل مطلق ہین یہانتک کہ نیک و بد مین بھی انکو تمیز نہین ہی یہ سب
مسلمان تو ہین مگر حبشی ہین محمد آخشید کے ساتھ بغداد سے آئے تھے اور اسی وقت سے اُن لوگون کی بود و باش ملک مصر مین
ہوئی تھی اور بہت سے آخشیدی بھی تھے یعنے محمد آخشید کی اولاد سے غرض اس جماعت نے اپنے خیمہ سے حرکت نہ کی جسطرح سے
بیٹھے تھے بیٹھے رہے اور ان شعبدون کو جمشید کے کچھ خیال مین بھی نہ لائے محض لغو اور بیہودہ سمجھا کیے قصہ کوتاہ چھٹے روز
جمشید پلید باشارہ خنازجا و وضارسنکوس و نجاشی و نیز دیگر سرداران خاص سوار ہو کر اس کوہ پر پہونچا جہان اُن ساحران
ملعون نے وہ اسپ و تخت قدرت وغیرہ پوشیدہ تیار کر رکھے تھے جسوقت جمشید بے دین مع مردان ہمراہی قلعہ کوہ پر پہونچا
اور ایک مقام پر کھڑا ہوا ہمراہیان جمشید نے چارون طرف دیکھا معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر کچھ فاصلہ سے ایک باغ نہایت
پر فضا تھا اور نہایت آراستہ تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی بجز سبزہ اسے پر بہار و مرغزار کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور چشمہا سے
شیرین خوشگوار روان تھے جابجا نہرین شہد و شیر کی جاری تھین خس و خاشاک کا کہین ذکر نہ تھا اس تماشے کو دیکھکر وہ سب
متحیر ہوے اور دل مین کہتے تھے کہ اس مقام کو ہمنے بارہا دیکھا لیکن یہان کوئی درخت تک نہین دیکھا تھا باغ کیسا اور گلشن
کیسا اُن ڈھیر مٹی کا البتہ تھا تھوڑے دنون مین ایسا باغ پر بہار کسطرح تیار ہوگیا معلوم ہوتا ہی برسون کا بنا ہوا ہی غالبًا اسرار کو
کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہر ایک کو یہ تماشا سے تازہ دیکھکر حیرت ہوئی مگر دم بخود رہے اس عرصہ مین یکایک چند مردان
عجیب الخلقت لشکلہا سے مہیب قعر کوہ سے نمایان ہوے اور ایک تخت نہایت پرتکلف جواہر نگار اور ایک شمشیر آبدار
اور ایک اسپ سبکرو اور ایک گرز سنگی ہمراہی مین تھا پہلے ان مردان ہمراہی نے جمشید کو سجدہ کیا بعد اسکے کہا اے فرزند خاص
خداوند تیری ذات خداوندی سے جو ہتھیار پیدا ہوئین حسب الحکم خداوند طبیعت مجرد وہ ہم بندگان درگاہ خداوندساتھ لیے ہوے
حاضر ہوے جمشید نے اُس تلوار قدرت کو کمر سے لگایا اور گرز قدرت کو کاندھے پر رکھا اور اُس اسپ قدرت پر سوار ہوا
اور نہایت غرور و تکبر سے اُس پہاڑ سے نیچے اُترا اور نہایت شوکت و احتشام سے اپنے بارگاہ مین آیا جسقدر لشکری سلاطین
وغیرہ کے وہان موجود تھے اس تماشا سے عجیب و غریب و بعید القیاس کو دیکھکر اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے اور سلاطین کو
اس واقعہ سے آگاہ کیا حسب اتفاق اُسی روز لندھور بن سعدی بکران شاہ خارجی کی ملاقات کے واسطے اُسکے خیمہ مین گیا تھا
اور ابو حاکم بندہ غرض بھی مع سیاوانان رستم توان اُسوقت بکران شاہ خارجی کے خیمہ مین بیٹھا ہوا ادھر اُدھر کا قصہ کہ رہا تھا

غرضکہ یہ تینون ولد الزنا باہم صحبت مین بیٹھے ہوے باہم گفتگو کر رہے تھے ایک جاسوس نے یہ خبر تازہ بیان کی بکران شاہ خارجی نے نصرون ربیعی کی طرف مخاطب ہو کر کہا ای ملک نصرون تم جانتے ہو کہ اس لشکر مین کس قسم کے آدمی ہین اسواسطے کہ تم اور معزالدین دونون پیغمبر زادے ہونے کا دعوے کرتے ہو ہر چند کہ تمھارا جد اعلے نزدیک اہل اسلام کے کاذب تھا خیر کاذب صحیح تاہم باعتبار خاندانی نسبت تو ایک ہی رکھتے ہو اور بکران شاہ اگرچہ برائے نام مسلمان ہین لیکن دشمنان خاندان پیغمبر سے ہین اب رہا اشبوط دیلمی وہ تو خود ہی دعوائے پیغمبری کرتا ہوا اور پیغمبر بنا ہی ہوا ہو لیکن باوجود ان امر کے کسی کو ان سلاطین مین سے دعوائے علویت نہین کیا ہان اب جمشید کو البتہ ایسی جرات ہوئی اور اسقدر رسوخ پیدا کیا کہ وہ دعوائے خدائی کرنے لگا اس بات سے اُسکی صاف ظاہر ہے کہ جمشید ہمکو ضرور ایذا پہونچائیگا نصرون ربیعی نے کہا ای ملک فی الحال زمانہ کا رنگ جیسا ہی ظاہر ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اور کیسے کیسے معاملات تازہ پیش آتے ہین لیکن اسے بکران شاہ مجھے تو یہ ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ جمشید کو آجکل کچھ خلل دماغ ہو گیا ہے جو اُسنے ایسے خیالات واہی دل مین پیدا کیے ہین یعنے دعوائے لغو بے سبب و بلا وجہ کرتا ہو اس سے کیا فائدہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ اسمین کچھ نہ کچھ اسرار ہے خالی از علت نہین ہو مگر ابھی ظاہر نہین ہوتا پوشیدہ ہو بکران شاہ نے جواب دیا کہ ای نصرون ربیعی مین نے کبھی سنا ہو کہ نجاشی وغیرہ سلاطین لشکر جمشید جمشید کو سجدہ کرلیتے ہین اسمین کوئی تو سبب تازہ ضرور ہی ہوا ہوگا کس واسطے کہ مصرع

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

تعجب نہین کہ ضارمنکوس نے بزور سحر کوئی شعبدہ تازہ تیار کرکے نیرنگ دکھلایا ہوا اور جمشید بھی اسوقت کو غنیمت سمجھا ہو کس واسطے کہ بالفعل میدان خالی ہے کوئی پوچھنے والا نہین ہے جو چاہین کرین ورنہ یہ دعوائے بے سر و پا کیا کیسے ابو حاکم نے کہا ہان یہ آپکا کہنا درست و بجا ہو لیکن ناراچہ ازین قصہ ہم سے کوئی کسی طرح کی مزاحمت نہین کرسکتا اگر جمشید ہمسے سجدہ کرنے کو کہیگا تو ہم یہی عذر کرینگے کہ ہمارا سجدہ معزالدین کے قتل و ہلاک پر منحصر ہو جسوقت تو اُس فساد عظیم کی بنا مٹا دیگا اور معزالدین کو مغلوب یا ہلاک کریگا جسکی ذات سے تمام جہان مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہو ہم بلا عذر موجود ہین جو حکم کریگا اسکو بسر و چشم ہم بجا لائینگے اور تیری خداوندی کو بصدق دل قبول کرینگے اور ایک سجدہ نہین باون سجدے کرینگے بلکہ رات دن تیرے ہی سجدون مین اور طاعت مین بسر کرینگے لیکن جبتک معزالدین مغلوب نہین ہوتا اور یہ فتنہ و فساد برطرف نہین ہوتا ہم بھی بیٹھے ہین یہ ہمکو کیا ضرور ہی کہ ہم ابھی سے بصدق دل و صفائی نیت جمشید کی اطاعت قبول کرلین اور حلقہ بگوش ہو جائین ہان جب ہمارا عذر ہی جب وہ جاتا رہیگا ہم بھی جو وعدہ کرتے ہین اُسکو پورا کرینگے وہ جمشید کی خدائی کو بظاہر منظور کرینگے اشبوط دیلمی کو جسوقت یہ خبر پہونچی اُس احمق نے اس خبر کو سُنکے اپنے غلام و رفیقان خاص سے کہا کہ ای بندگان دیلم آج رات کو مجھپر وحی نازل ہوئی ہے خداوند دیلم نے مجھے بخوبی سمجھا دیا ہو اور آگاہ کردیا ہی

کہ اب جمشید دعوائے خدائی کیا چاہتا ہی سرداران لشکر جو کہ عقل و فہم نہیں رکھتے بالکل بلے وقوف ہین وہ سجدہ کرینگے اور
احمقین کو وہ بھی ترغیب سجدہ کرنے کی دیگا لیکن آخر کو اسپر خداوندکا ریا قہر و غضب نازل ہوگا کہ وہ خود بخود بلا واسطہ پیغمبر
خداوند دیلم کا مطیع و فرمان بردار ہو جائیگا تم لوگ کسی طرح اپنے دل مین اسکے اس دعوے سے اندیشہ نہ کرنا کوئی بات تردد
اور فکر کی نہیں ہی تم بخاطر جمعی تمام بیٹھے رہو بعد اسکے یہ خبر سلطان شاہ و آذرشاہ و ملکہ الملوک نے بھی سنی یہ تینون سلاطین
بھی اس خبر وحشت افزا سے نہایت فکرمند ہوئے اور موافق اپنی اپنی عقل و فہم کے باتین کرتے رہے چنانچہ سلطان شاہ
نے کہا کہ یارو تم نے کچھ سنا بھی ہو کہ جمشید خود پرست کیا کرشمہ کر رہا ہو اب اسکو ایسا مرتبہ ہو گیا کہ بادشاہ سے صاحبقران
ہوا اور اب تو صاحب قرانی کیسی خدائی کرنے لگا کوئی ایسا نہین کہ جو اُس بیحیا سے پوچھے کہ ابھی تجھے رتبہ شاہی بھی
پورا حاصل نہیں ہوا ہو مرتبہ خدائی کس طرح سے ملگیا۔ شعر

تو کارے زمین را نکو ساختی	کہ با آسمان نیز پرداختی

مگر ای آذرشاہ خدا خیر کرے مجھے آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے دیکھئے کیا معاملہ پیش آنے والا ہی خبر کیا اس معاملہ کو کم
سمجھے ہو دیکھنا یہ فتنہ کیا قیامت برپا کرائیگا اور دیکھیے گا کہ کیا کیا فساد برپا ہوتا ہی اُدھر لشکر فتح پیکر اسلام مین عیارانِ
طرار نے اس خبر بے اصل کے امیر مجاہد الدین نامدار کو مع اس واقعہ کے اطلاع دی امیر مجاہد الدین نامدار نے سرداران
لشکر سے مخاطب ہو کر کہا لو صاحب این گل دیگر شگفت یعنی رانده درگاہ ایزدی یعنی جمشید مردود ازلی نے یہ کیا
مضحکہ کیا کیا شان خدا کی ہے کہ وہ کتہ نا تراش حبشی بچہ نطفہ حرام اپنے علویت بلند کرے اور خداوند شیطان خود بنجا
اور شمشیر و اسپ و تخت دیگر کو بیان کرے کہ یہ غیب سے میرے واسطے آیا ہی اور لطف یہ ہی کہ اس شیطان کی مسخرگی
کو سب بیحیائی و احمقی سمجھین اور سجدہ کرین آپس امر کو تعجب سے حرانی سے تسلیم عرض کیا ای امیر عالی وقار مجھے تو ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ خونخوار منکوس نطفہ بلے وقت کی شعبدہ بازی ہی اُسنے کوئی عمل سحر سے تازہ شگوفہ کھلایا ہی یا افسون تیار کیا ہو کہ
جمشید ملعون گیدی کو ان کرشمون کو دیکھ کے اس طرح کا حوصلہ پیدا ہوا ہی اور اسی پر وہ مغرور و نازان ہے اور اس ولولہ مین
ایسا از خود رفتہ ہو گیا ہی کہ جو بات بیان کرتا ہی بیکار و فضول بکتا ہی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پیمانہ عمر اس نابکار کا لبریز ہو چکا ہے
اب شاید کوئی دن مین داخل جہنم ہوا چاہتا ہی یعنی ابھی اس بیحیا کو رتبہ شاہی نصیب ہوا نہیں اور مرتبہ خدائی کو پہونچ گیا بس وہ
حرامزادہ جو کچھ بکتا ہی کہ وہ کھاتا ہی آج کل مین اُس طرف اگر حضور کے اس بندہ ناچیز کا گذر ہو گیا تو پھر اُسکی خداوندی ملاحظہ
فرمائیگا کہ کیسی قلعی کھولی ہو گی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ ساتھی اسکے اس امر مین کوئی بھید ضرور ہی لیکن کب تک وہ مردود چھپائیگا
کھل ہی جائیگا حضور خاطر جمع فرمائین بہت جلد اپنی شامت اعمال کو پہونچیگا قصہ مختصر یہ خبر وحشت اثر ایسی منتشر ہوئی کہ
لشکر شاہی مین ہر فرد بشر کی زبان زد یہی کلمات تھے کوئی کہتا تھا ہمنے سنا ہی خونخوار منکوس منحوس نے ایک مہرہ سحر تیار کیا ہی کہ
اور جمشید کو دیا ہی اور جمشید نے پوشیدہ اس مہرہ کو اپنے مقام اسفل مین رکھ لیا ہی یہ سب اسی کی کرامات ہی کوئی کہتا تھا

کہ طبیعت مردود جمشید سے اغلام کرتا ہے اور حالت حظ میں افسون اسکے اسفل میں پھونکتا ہے اسوجہ سے جمشید رویین تن
ہوگیا خدائی کا دعوے کرتا ہے غرض ہر شخص ایک روایات تو بیان کرتا ہے اور جو جسکی عقل میں آتا ہے کہتا ہے جمشید بلیہ بارگاہ
میں نہایت خوشی اور خرمی سے تخت پر بیٹھا جشن کر رہا ہے اور ابلیس اُس پیچھا سنے اپنی شکل بنائی کہ جو شخص جمشید کو
دیکھتا تھا اسکا رعب دیکھنے والے کے دل میں ایسا غالب ہوتا تھا کہ وہ شخص بے اختیار سجدہ کو جھکا جاتا تھا غرض
لشکر جمشید میں دو چار شخصوں کے علاوہ کوئی ایسا نہ تھا کہ جو جمشید کو نائب خدا وند طبیعت مجردہ نہیں سمجھتا اور سجدہ
نہیں کیا اور جنھوں نے سجدہ نہیں کیا وہ ایک جماعت مسلمانان جاہل اور وحشی خصائل اور نہ ادنی و اعلی تاثیر
کے دام سحر میں گرفتار ہوئے از انجملہ ایک نجاشی بادشاہ حبش بھی تھا کہ وہ بدل و جان جمشید کا معتقد و مطیع ہوگیا
تھا اور جمشید کو خداوند خاص جانتا تھا اور کسی طرح کا اُسکو شک باقی نہ تھا غرض جمشید اندر درگاہ ایزدی آتے
لشکر اور اہل لشکر سے مطمئن جب ہوچکا اپنا دعویٰ خداوندی سب پر ظاہر کرنے کا قصد کیا تھا پہلے سب سے نجاشی کو
پیغام بھیجا اس مضمون کا کہ اے یار و یار آگاہ ہو جب تک کہ میں بندہ طبیعت مجردہ تھا اُس وقت تک میں بھی تیری طرح
بندگی کرتا رہا اور اب تو نے یونہی سنا ہوگا کہ مجھکو خداوند طبیعت مجردہ نے لیاقت و قابلیت دیکھکے اپنا نائب
اور فرزند خاص مقرر کردیا ہے بلکہ مثل اپنی ذات خاص کے مجھکو مرتبہ خداوندی مرحمت فرمایا ہے اور جوہر خداوندی میری
ہر رگ و پے میں داخل کردیا ہے مختصر یہ ہے کہ خود خداوند نے بذات خاص مجھ میں حلول کیا اب مجھکو حکم خداوند ہے کہ جو شخص
مجھے سجدہ کرے اور میری خداوندی کو حق سمجھے اُسکو ہر ایک طرح کی بخشش و رحمت سے سرفراز کر اور بخشش و کرم کی نگاہ
اُسپر دائم رہے اور جو بندہ ہمارا ہماری نافرمانی کرے یا ہماری خداوندی کا قائل نہو اور سجدہ نکرے اُسکا سر تن سے بضرب
تیغ بے دریغ جدا کر اور اُسکی نعش کو طبقات جہنم میں ڈالے اور روح نجس اُسکی ہمیشہ عذاب الیم میں مبتلا رہے تاکہ وہ اپنے
گناہ کے اعمال کی سزا کو پہونچے اے نجاشی ان شروط میں تجھے بھی بپاس خاطر حقوق دوستی آگاہ کرتا ہوں کہ وقت مناسب دانستہ ہے کہ
تو مجھے اپنا معبود دیرینی و خالق کل اشیا سمجھے اور بصدق دل و صفائی باطن سجدہ کرکے تیرے حق میں بہتر اور انسب یہی ہے پھر تو
بھی تمام اور با سامان و آرام بسر کریگا اور مہربانیہا الطاف و مرحمت خداوندی کا رہے پھر میں کسی طرح کی تجھے تکلیف نہیں دونگا
اور تیرے دولت و سلطنت سے میں متعرض ہونگا اور نہ کسی کو تجھ سے مزاحمت کرنے دونگا ہر حال میں تیرا شریک رہونگا
چاہتا ہوں کہ تو مجھے اپنا معبود سمجھ اور تمام سلاطین کے سامنے میرے آستانہ خداوندی کو اسکے نگہبان سے بڑھکر اور مجھے سجدہ
اپنا شعار کر دوسرا کام میرا تجھ سے یہ ہے کہ اگر شاہ نیز ارادہ نافرمانی کرنے کا ہو تو اُسکا ہمکو جواب دے اور جنگ کی تیاری کرکے
موجود سمجھ ہم ایک لمحہ دیر نکرینگے سب سے اول خدمت گذاری کرینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ تجھ کو سزا سخت ایسی دونگا کہ
تو بھی تا قیامت یاد کریگا ان شروط تو اس بیان کو میرے ہرگز غلط نسمجھنا اور اس سلسلہ کو جاری ہوا جاننا یہ سمجھنا کہ یہ فقط
تیرے ہی واسطے ہے بلکہ ایسی سب کو تکلیف دیجاویگی فقط تیرے واسطے پر قناعت ہرگز نہیں کرونگا تو دیکھ لینا کہ اب تیرے سطح

پیغام اور احکامات خداوندی تمام لشکرون اور سلاطین مین جاری کرونگا ہر ایک شاہ وگدا کو تکلیف سجدہ کرنے کی دیجاویگی
جسطرح وہ قبول کرینگے خواہ باآشتی یا بغیر آشتی جہانتک قدرت خداوندی ہو اسی بارے مین صرف کیجائیگی جسطرح سے ممکن ہوگا
جملہ سلاطین کو اپنا مطیع و فرمان بردار کرونگا فی زمانہ مجھے بھی ایک کار ضروری درپیش ہو مجھے یقین ہے کہ یہ بھی معلوم
ہوگا کہ لشکر اسلام اور افسران و سرداران معزالدین کے ساتھ مجھکو عداوت قلبی ہوا ور مین بیشک اُسکا اور اُسکے رفقا کا دشمن جانی
ہون لہذا مجھکو پہلے اسی سے مجادلہ ومقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا تھا اور اپنا جلوۂ خدائی اُسکو دکھاتا لیکن فی الحال عداوت و
دشمنی یکسخت مین نے دل سے اپنے نکال ڈالی لطف وکرم خداوندی عام کردیا اسکا باعث یہ ہو کہ شان خداوندی سے
اپنے بندون سے امورات دنیوی مین عداوت ودشمنی کرنا نہایت بعید ہو خداوند کو بہرحال بندون پر کرم ومہربانی کرنا چاہیے کہ
شایان خداوندی یہی ہو اور جہانتک قصور بندون سے ہون درگذر کرنا چاہیے یہ عین خداوندی ہو مگر جسوقت غریب
مجہول الاحوال یعنے معزالدین طلسم سے باہر آئیگا اسوقت اس بندۂ مغرور ومنکر خداوندی کو بھی طلب کرکے احکامات خداوندی
سنائے جائینگے اگر وہ راہ راست کو شاید منظور کریگا اور آیا تو خیر اُسکے حق مین بہتر ہوگا اور اگر معزالدین نے حکم خداوندی کو
منظور نہ کیا اور ایک ادنے بھی عذر کیا یا اس آستانۂ قدرت کو بصدق دل سجدہ نہ کیا تو البتہ بوجہ نافرمانی کے تم سب کے
سامنے گرز قدرت خداوندی سے اس بندۂ مغرور ومتکبر کا سر نرم کیا جائیگا بعدہ اُسکو خیال ہوگا کہ افسوس مین نے کیون
نافرمانی کی جو مجھپر اسقدر عذاب سخت ہوا حالانکہ مین بندۂ خاص اور مقرب درگاہ بلکہ نظر کردۂ خداوند مشہور ہوگیا تھا اور مجھکو
خداوند نے ہزارون بندون سے مستثنے کرکے صاحبقران زمان اور زورآور دوران کردیا تھا اور منصب طلسم کشائی سے
بھی ممتاز فرمایا تھا اگر مین نائب خداوند کو سجدہ کرتا تو وہ بھی مجھے ضرور صاحبقران اور پہلوان جہان خطاب مرحمت فرماتا افسوس مین نے
کیا قصور کیا بلکہ یقین ہو کہ اس عذاب خداوندی سے اپنا منھ چھپاکے بھاگ جائیگا - الغرض جب سطرح کا سخت پیغام اشپوط دیلم نے
سُنا دود غضب اُسکے دماغ سے نکلنے لگا اور تمام زمین وآسمان آنکھون مین تیرہ وتار ہوگیا اور تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعد اسکے سرداران
لشکر کو مثل دشنخوار ونشخوار جبار قامت وشتمال فیل گردن وگرہ گیر گرہ پیشانی وغیرہ کے کہ ہر ایک انمین سے اپنی بہادری اور دلاوری
کے سامنے سام ونریمان کو طفل جانتا تھا بلوایا جب یہ سب پہلوانان نامی وگرامی آکر جمع ہوئے اشپوط دیلم نے کہا کہ ای مقلدان
طریق دیلم واے پیروان ملت پیغمبر دیلم وپہلوانان رستم توان تمکو اسواسطے اسوقت طلب کیا ہو کہ آگاہ ہو شب کو مجھپر وحی نازل ہوئی کہ
کل جمشید مجھکو ایسا پیغام سخت بھیجیگا تو سب افسران صف شکن وپہلوانان شمشیرزن کو بلوا کر اپنے اس بارے مین مشورہ لے دیکھ
وہ لوگ کیا مشورہ تجھکو دیتے ہین پھر دیکھا جائیگا لہذا تم سب سے یہ سوال کیا جاتا ہو کہ تم اس بارے مین کیا کہتے ہو اور تمکو مین قسم خداوند دیلم
کی دیکر پوچھتا ہون کہ پیغمبر دیلم اس ذلت ورسوائی کو کس طرح سے گوارا کریگا میرے نزدیک توکسی طرح شایان خداوند دیلمی نہین ہو
کہ جو بذات خود پیغمبر ہو وہ ایک بیدین وبے ایمان کو سجدہ کرے اور حق وناحق اُسکا مطیع وفرمان بردار ہو جاوے اور یہ خوب
تم سب جانتے ہو اور سب پر بخوبی روشن ہو کہ جمشید پیمایہ بزور دولت وقوت سحر اسقدر مغرور ومتکبر ہوگیا کہ وہ مرتک

ہوا

دعواے خدائی کرنے لگا اُسکی اطاعت کسطرح گوارا کیجاوے جب اشبوط سے یہ جملہ سب نے سنا پہلوانان لشکر نے اُسکے جواب مین کہا اے پیغمبر دیلم ہم حیران ہین کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو تم تو یہان فقط واسطے تماشاے جشن عروسی کے اور کتاب سننے آئے ہو نہ واسطے جنگ وپیکار کے اب اگر یہ معاملہ اتفاقی درپیش ہوگیا اور صورت فساد پیدا ہوگئی یہ دن میدان داری وجنگ وپیکار سے نجات نہین ہے اور جمشید اصرار ومجبور کرتا ہے او جنگ پر آمادہ ہے پھر عالم مجبوری ہے اور بوقت مجبوری و ناچاری جو کچھ ہو ہم سب جان نثار موجود وحاضر ہین اور اسی دن کیواسطے ہین آپ خاطر جمع رکھین ہم ہر طور جنگ وپیکار کو موجود ہین جمشید بیچارہ کس شمار وقطار مین ہے ایک سگ خارشتی مزبلہ ہے کیا کر سکتا ہے اگر فرشتۂ آسمانی بھی ہوتا تو ہمین کچھ خوف نہ تھا سمین ہراس کی کیا بات ہے ہم ایسے ہین مصرع

جہان ڈر ہے وہین مردون کا گھر ہے

دیکھ لیا جائیگا بالفرض اگر جمشید پلید فولاد کا ہے تو ہم بھی کل بجلے جواب دندان شکن ایسے دینگے کہ دیکھ لیجیئے گا اے پیغمبر دیلم ہم کسی طرح آپ کو یہ صلاح نہ دینگے کہ آپ اس ملحد کو سجدہ کرین اے پیغمبر دیلم کسی طرح ہمکو گوارا نہو گا کہ ہمارا پیغمبر ایک سگ خارشتی کا تابع فرمان ہو اشبوط دیلم یہ بیان وگفتگو اپنے مطیعان شجاعت شعار سے سنکے بہت خوش ہوا اور سب کی رفاقت اور جوانمردی کی بہت تعریف کی اور حسب لیاقت ومراتب سب کو خلعت وانعام مرحمت فرمایا اور ہر ایک کے منصب کو ترقی دی اور حکم دیا کہ اگر کچھ لوگ موافق تمھارے کام کے ملجائین تو اُنکو بھی نوکر رکھ لو ہم بخوشی اجازت دیتے ہین بعد اسکے جمشید کے پیام کا جواب یہ لکھا کہ اے جمشید خود پرست فی الحال پیغمبر دیلم بوجوہات چند در چند اپنے مقام سے کوچ نہین کر سکتا ہے لیکن ایسی مجبوری اور ناچاری بھی نہین ہے کہ ایک بے دین کی خواہ مخواہ اطاعت کرے اور سر نیاز اُس نالائق کے سامنے جھکائے اور ایک سگ خارشتی مجہول النسب کو اپنا معبود وخداوند سمجھے اے جمشید آگاہ ہو کہ دین آبائی مین کسی طرح سے ترک نہین کر سکتا ہون اپنے دین ومذہب کو سب سے بہتر اور انسب جانتا ہون پھر کسطرح اُسکو ترک کردون ہرگز ہرگز مین خلاف احکام اپنے مذہب کے کسی امر کو گوارا نہین کرونگا علاوہ اسکے مجھے پابندی وحی کی بھی لازم ہے ہان اگر مجھے وحی اس بارے خاص مین آگئی پھر تجھے کبھی اسکی ترغیب دینے کی بھی کچھ ضرورت نہین ہے مین خود ہی تعمیل احکام وحی بسر وچشم بجالاؤنگا اور جو کوئی کام ہو اُسکو کہلا بھیج البتہ مین اُسکی تعمیل کرونگا ہنوز کوئی وحی خداوند دیلم نے اس معاملہ مین نازل نہین کی کہ جس سے تیرا حال مجھپر تمام وکمال ظاہر ہو جاتا کہ خداوند دیلم نے تیرے حق مین کیا ارشاد فرمایا ہے بہر طور مجھکو اس تکلیف بے فائدہ سے معاف رکھنا الغرض جسوقت یہ جواب اشبوط دیلم کا جمشید کو پہونچا اور جمشید ملحد نے بچشم کور اس جواب کو دیکھا قہر وغضب سے مثل مار دم بریدہ کے پیچ وتاب کھایا اور ایسا بیتاب ہوگیا کہ اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور ضمار منکوس منحوس سے کہا اے استاد بدنہاد تو نے کان کھولکے سُنا کہ اشبوط بے وقوف نے کیا جواب نامعقول لکھا اصل یہ ہے کہ کوتہ اندیش کو کبھی خیال نہین ہوتا جب تک وہ

برش شمشیر آبدار کو نہ دیکھ لے خدا وند کی طرف اُنکا رجوع ہونا نہایت مشکل ہے اور جب تک اُنپر زد و کوب ہوتی ہے اُسوقت رو با صلاح ہوتے ہین لہذا جبتک اُن نابکارون پر قہر و غضب خدا وندی نازل ہوگا وہ میری خدا وندی کو خیال مین نہ لاوینگے غرض جب جمشید کے لشکر سے صداے طبل جنگ و کوس حرب بلند ہوئی تمام عساکر سلاطین مین بھی طبل جنگی و کوس حربی بجنے لگے اور معرکہ کارزار از سر نو گرم ہوگیا تمام سامان و لوازم جنگ کا بند و بست ہوگیا دوسرے روز جب خسرو فلک جارمی تخت نیلگون پر سوار ہوکر مع افواج سیارگان و سپاہ شعاع جانب غرب روان ہوا ہر طرف واسطے جنگ و پیکار کے اسطرف عساکر نصرت مآثر سلاح و یراق سے آراستہ و پیراستہ ہوکر اپنے اپنے خیام و جاے قیام سے باہر آئے اور میدان جنگ مین بترکیب و ترتیب صف آرا ہوے پہلے باران شاہ خارجی و ملک زحمیرون ربیعی کا لشکر میدان کارزار مین پہونچا کہ یہ دونون لشکر لطا ہر لشکر اہل اسلام سے شمار کیے جاتے ہین دوسری مرتبہ لشکر القیموس زنگی و اقلیموس فرنگی و ابو حاکم فردوسی کہ یہ شاہان ذوی الاقتدار جداگانہ ہین ایک طرف میدان جنگ مین بالاتفاق کھڑے ہوے تیسری مرتبہ لشکر ملک الکتویہ و آذرشاہ و سلطان شاہ کے ایک سمت صف آرا ہوے اسی طرح ملک اشبوط دیلمی نے اپنے کو رزمگاہ مین لاکر صف آرا کرایا واضح ہو کہ اب باعتبار تعداد یہ لشکر نوان تھا اور دسوان لشکر جمشید کا نہایت زور آور سب لشکرون سے زیادہ مشہور ہے وہ لشکر اشبوط دیلمی کے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور گیارھوین فوج قاہرہ صاحب قران اکبر یعنی معز الدین دلاور کی ایک جانب اپنے قیامگاہ پر نہایت شکوہ و شان سے مسلح و مکمل بالباس ہاے نو ایک سمت صف آرا تھی اور سامنے لشکر سلطانی کے جملہ پہلوانان نامور و سرداران دلاور مستعد و ہوشیار تماشاے جنگ دیکھ رہے تھے غرض جب تمام لشکر صف آرا ہوچکے بازار قتال و جدال گرم ہوا اور جنگ شروع ہوئی۔ نظم

دو لشکر نگویم کہ دو کوہ قاف — رسیدند در جلوہ گاہ مصاف
رسیدند لشکر بجاے مصاف — دو پرکالہ استند چون کوہ قاف
خشک پر گذرگاہ کین ریختند — نہیبان نبرد شدند انگیختند
دو لشکر دگر بارہ برخاستند — دگر گونہ صفہا برآراستند
دو ابر از دو سو در خروش آمدند — دو دریاے آتش بجوش آمدند

الغرض لشکر ملک اشبوط دیلمی سے ایک پہلوان کہ نام جسکا قولاج دیلمی بہمود باز تھا اور پہلوان زبردست و جنگ آزمودہ بہادر تھا میدان جنگ مین آیا اور ایک نعرہ مردانہ و دلیرانہ مارا کہ تمام میدان رزم گونج اُٹھا اور کہا او جمشید خود پرست ملحد و پر دغل و مکار اول جو دعواے باطل الحاد کا رکھتا تھا وہ کون سا دعواے لغو و لاطائل تھا کہ جواب اُسکو چھوڑ کر دوسرا دعواے علویت کا کرتا ہے اے گیدی تجھے شرم نہین آتی کہ تجھ سے پہلے کون سا ایسا کار نمایاں ہوا کہ جو تو

اب کسی دلاور و بہادر کی پشم کندہ کریگا اسے ملحد یاد رکھہ کہ اس نافرمانی و ملعون کی تلافی مین خداوند یلم تجھپر اپنا قہر و غضب نازل کیا چاہتا ہی اسے بیحیا ضعف لشکر مین چھپا ہوا کیا تماشا دیکھتا ہی تجھے چشم کور سے معلوم نہین ہوتا کہ تیرے سامنے غضب خداوندی موجود ہی اگر تجھے حوصلہ مردانگی ہے تو میدان جنگ مین آ اور آتش قہر خداوندی کے مقابل ہو ہم بھی دیکھین کہ تو کسقدر زور و قدرت خدائی رکھتا ہی اور کیا ہوتا ہی

میدان وسیع مین لشکرہاے سلاطین کفار و اہل اسلام کا جمع ہونا اور ہنگامہ حرب و ضرب گرم ہونا



جمشید پلید نے جسوقت اس گبر مغرور کے کلمات سخت و درشت سنے بیتاب و بیقرار ہوگیا اور شدت غضب و غیظ سے قریب تھا کہ تخت قدرت سے گر پڑے اور اسپ قدرت پر سوار ہو کر اس گبر لاف زن کو بزبان شمشیر قدرت جواب دے اسی عرصہ مین تاتخاس مرد ارخوار ایک پہلوان نامی اور سردار گرامی کہ نہایت ہی لعین تھا لشکر سے کودا اور جمشید کے پاس پہونچا اور اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور سجدہ کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ای خداوند تیری یہ شان و منزلت نہین ہی کہ تو ایسے ایک بے حقیقت و مفلوک کے مقابلے کو جاوے اور اس ادنی ترین پہلوان سے جنگ و پیکار گوارا فرماوے اور ایسے ناچیز کے خون سے ید قدرت کو رنگین کرے ہم نہین چاہتے کہ خداوند بذات خود قتلگاہ مین جاوے اور آپ قصہ جنگ کر لیا یہ بندگان خداوند جان نثاران ہو دشمن کسواسطے ہین بس

خداوند کا ایما و اشارہ کافی ہی تو اپنی قدرت سے اُسکو شکست دے اور اپنے بندگان خاص کو فتح بخش چنانچہ اسوقت اس کمترین اپنے بندے کو اجازت دے کہ میدان مین جاکر تیری حقیقت قدرت کو ظاہر کرون اور اسکو تیری قدرت خداوندی کا مزا چکھا اسوقت جملہ سلاطین و سرداران لشکر وغیرہ موجود ہین تیری خداوندی کا کرشمہ دیکھین اشبوط دیلمی بھی جانے کہ ہان خداوند نے اپنی قدرت سے ایک پہلوان رستم توان کو ایک آن مین زیر کیا پس جمشید نے یہ کلام تلخاس سُنکے وہ پٹکہ مسحور کہ جو خاص تلخاس کے نام سے مسحور رکھا اُسے اُتار کے حوالہ کیا تلخاس نے اُس پٹکہ سحر کو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور پھر دوبارہ سجدہ کرکے روانہ ہوا جمشید نے تلخاس کو ایک جام شراب دے کر رخصت کیا تلخاس مردارخوار وہ جام شراب زہر مار کرکے نہایت خوش وخرم میدان جنگ مین آیا اور حریف سے مقابل ہوا فولاج عمود بار پہلوان ایک ساعت تک میدان جنگ مین کھڑا رہا اور مونچھون پر تاب دیتا رہا اور گاہ داڑھی پر ہاتھ پھیرا کیا جو نہین حریف سامنے آیا یہ بھی اُدھر سے چلا آخر دونون دلاور اپنے اپنے مذہب کی تعریف کرتے رہے اور بعد ہمزبانی نیزہ بازی مین مشغول ہوگئے ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ دوست ودشمن دونون کی زبان پر تحسین وآفرین بے اختیار جاری ہوئی بعد اسکے تلخاس نے حملہ ہم مین فولاج کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا فولاج دلاور کہ گرز بازی مین بے مثل تھا غضبناک ہوکے گرز گران سرسنگین ہاتھ مین لیا اور تلخاس سے پیکار کی کہا او نابکار گبر نادان ہوشیار ہو اگرچہ تو میرے نیزہ خونخوار سے بچگیا خیر کیا مضائقہ ہی مگر یاد رہے کہ اس گرز بے پناہ کی ضرب سخت سے تیرا زندہ وسلامت رہنا محال ہی مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو اس دین باطل سے توبہ کر اور خداوند دیلم کو اپنا معبود برحق سمجھ اور بصدق دل خداوند کو سجدہ کر تاکہ مین تیرے قتل سے دست بردار ہون ورنہ تجھے اختیار ہے تلخاس مردارخوار نے کہا او قرمساق بے وقوف تو سمجھا کیا ہی۔ نظم

تو جنگ دلیران کجا دیدهٔ	همین خویشتن را پسندیدهٔ
بیار آنچه داری ز مردی نشان	که در رزم گه نیست جای زنان

او نابکار سراپا مغرور زبان بہ بند و بازو بکشا اگر تجھے کچھ حوصلہ ہی تو ہنر سپہ گری دکھلا نیزہ تو چھنوا چکا اب شاید گرز بھی چھنوائیگا اگر قصد ہی تو آ دیر نہ کر ورنہ اگر عزت رکھتا ہو تو سامنے سے چلا جا اب اور دوسرے پہلوان اجل گرفتہ کو میدان مین آنے دے ای پرغرور تو کس خیال مین ہی مین ایک تیرے تمام پہلوانان لشکر کو کافی ہون فولاج عمود باز یہ طعن وتشنیع تلخاس مردارخوار کی سُنکے شدت غضب سے بیتاب ہوگیا اور ایک ضرب عمود ایسی تلخاس کے سر پر بقوت تمام لگائی کہ اگر بجاے تلخاس پارۂ کوہ بھی ہوتا تو پاش پاش ہو جاتا مگر تلخاس نے اُس ضرب کوہ شکن کو اسطرح بہ آسانی سپر فولادی پر روک لیا کہ تماشائیان لشکر کو حیرت ہوگئی ہر ایک اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہرچند یہ پہلوان زبردست ہی لیکن فولاج کا مقابلہ کرسکے اور اس پہلوان دیوپیکر کا ہمپلہ ہو یہ غیر ممکن ہی اور نہایت تعجب کی بات ہی کہ ہر لحظہ تلخاس کو غلبہ ہوتا جاتا ہی اسمین کوئی رمز ضرور ہی یہ خالی از علت نہین ہی کیون یارو تم سب دیکھتے ہو کہ تلخاس نے اس آسانی سے فولاج کی ضرب روکی اُس

ضرب بے پناہ کا متحمل ہونا ایسا سہل نہ تھا اس حال میں ضرور کوئی فریب ہے غرض فولاج نے پھر دوبارہ جھنجھلا کے ایک ضرب
اور تلخاس پر لگائی لیکن تلخاس مردار خوار نے بکمال آسانی اور بخاطر جمعی اُن ضربات کو دفع کیا فولاج نے آخر غصہ میں اُس گرز کو
زمین معرکہ پر پھینک دیا تلخاس موقع پاکر حریف سے لپٹ گیا اور باہم زور آزمائی شروع ہو گئی اس عرصہ میں زنجیر کمر فولاج
پہلوان کی تلخاس مردار خوار کے ہاتھ میں آگئی پس زنجیر کمر میں تلخاس نے ہاتھ ڈال کر فولاج پہلوان کو صدر زین سے
اُٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ فولاج کے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے بعد اسکے ابو لاج
برادر فولاج وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اشبوط دیلمی کے یکے بعد دیگرے میدان میں آئے جنمیں سے تلخاس مردار خوار
پہلوان کے ہاتھ سے تین جان سے مارے گئے اور دو زخمی ہو کر اپنے لشکر میں واپس چلے گئے اُس طرف جمشید جرم
نعرہ ہائے خوشی مار رہا تھا اور تلخاس مردار خوار حرامزادہ ہر مرتبہ مظفر و منصور جمشید کے پاس آتا تھا اور سجدہ کرتا تھا
آخر کار قریب شام لشکر میں طبل بازگشت بجا جمشید اپنے تخت سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان رزم میں کھڑا
ہو کر بآواز بلند ہو گا خراش چلایا چونکہ اُس حرام خور کی آواز بسبب اعمال سحر اور استعمال معجون سحر وغیرہ کے اسقدر بلند اور خوفناک
تھی کہ مثل بادل کے گرجتی تھی پہلوانان رستم توان اس آواز سے دہل گئے اور جسم اُن پہلوانوں کے کانپنے لگے اور تمام میدان
رزم میں زلزلہ پڑ گیا الغرض اُس لعین نے کہا اے شاہان و سلاطین تم اگر نہ جانتے ہو تو اب جانو کہ میں خداوند طبیعت مجردہ کا
نظر کردہ ہو گیا ہوں اور میرا پیغمبر خاص ضارستکوس دیوث میرا استاد بد بنیاد ہے پس میں تم سب کو یہ نصیحت و ہدایت کرتا ہوں
کہ تم سب عقائد باطل کو چھوڑ دو اور راہ راست اختیار کرو اور مجھے خداوند خالق کل اشیا سمجھو اور سجدہ کرو اے حاضرین معرکہ و اے
اہل لشکر گبر و مسلمان تم اپنے دل میں یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ میں فقط اشبوط دیلمی سے عداوت و پرخاش رکھتا ہوں بلکہ مجھے
تمام سلاطین و شاہان عالم سے وہی غرض خاص ہے جبتک تمام شاہان روے زمین کو اپنے خداوندی کا اقرار نہ کرا لونگا اور
اُنکو اپنا مطیع و فرمان بردار نہ کر لونگا مجھکو قرار و آرام نہ ہوگا اور ایک لمحہ خاموش نہ رہونگا اور نہ کسی کی عداوت و پرخاش سے
باز آؤنگا لیکن اسوقت میری قدرت خداوندی اسی امر کی مقتضی ہے کہ پہلے اشبوط دیلمی کی گوشمالی پر توجہ میں کروں اگر میرے قہر
و غضب سے میرے مخالف متنبہ ہوے تو فہو المراد ورنہ بعد قتل اشبوط دیلمی دوسرے ملک کی طرف توجہ ہوگی اور لشکر اسلام
سے مجھے ایک عداوت قلبی ہے باوجود اس عداوت قلبی کے اسواسطے تکلیف نہیں دیتا کہ سالار لشکر موجود نہیں اور غیبت
میں کسی کے کوئی کام کرنا خداوندی سے بعید ہے جسوقت معز الدین لشکر میں اپنے آیا پھر تم دیکھ لینا کہ میں کیسی گوشمالی دیتا ہوں
ایسی سزا قرار واقعی دونگا کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے ابھی میں اُنکے لشکر سے بالکل خبر بھی نہیں ہونگا تم دیکھنا یہی میدان ہوگا
اور معز الدین ہوگا اور ہم ہونگے اور تم سب تماشا دیکھنے والے ہوگے اب فقط تمھیں دو چار سلاطین سے غرض و مدعا
ہے اور اسی وجہ سے میں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ تم اگر اپنی خیریت جان و ملک و مال کی چاہتے ہو تو جلد مجھکو سجدہ کرو اور پیغمبر
شریک حال ہو ورنہ اپنا اپنا کفن سر پہ باندھو اور مستعد جنگ رہو میں تم سب کو روانہ ملک بقا کرتا ہوں اور نار جہنم میں جلو گے

اور طرح طرح کے عذاب مین گرفتار رہو گے یہ کہا اور روانہ ہوگیا یہ کلام سخت جمشید نے بے خوف وخطر سب کے سامنے بیان کیے سب اُسکے چپ ہو رہے کسی نے جواب نہ دیا اور سب پر خوف غالب ہوا اور ہر ایک کو فکر پیدا ہوئی اور جمشید نے یہ بھی بیان کر دیا کہ مین نے ضار منکوس اپنے اُستاد بد بنیاد کو اسی واسطے اپنا پیغمبر مقرر کر دیا ہی کہ وہ ہر ایک لشکر مین جاکر کار رسالت کو بخوبی انجام دیا کرے اور پیغام خدا وندی کو بآئین خوش ادا کرتا رہے اس رات کو معرکہ آرائی کو موقوف کیا اور تمام شب جمشید نے بزم نشاط کو گرم رکھا اور سرداران لشکر و رفقاے عالی شان کے ساتھ شراب وکباب مین مشغول رہا

شعر

رقص دیدند و بادہ ے خوردند	ے بآواز چنگ و نے خوردند

دوسرے روز علی الصباح جمشید پلید نے دربار آراستہ کیا اور ضار منکوس منحوس کو اشبوط دیلمی کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر میری طرف سے پیام تہدید دینا اور اپنی طرف سے خوب نشیب وفراز بزبان آوری تمام سمجھا دینا اور بہر نوع راضی کر نیکو ضار منکوس غرضکہ اشبوط دیلمی کے پاس آیا اشبوط اُسکی خبر آمد سُنکے استقبال کو گیا اور تا بہ دربارگاہ استقبال کرکے نہایت اعزاز واکرام سے ضار منکوس کو بارگاہ مین لیجا کر ایک جاے پر تکلف پر بٹھایا اور بعد مزاج پرسی کے اشبوط نے پوچھا کہ ای جناب حکمت مآب آج حضور کس غرض سے تشریف لائے اور کیا امر تھا کہ جو اس ناچیز کو سرفراز وممتاز فرمایا ضار منکوس نے کہا ای ملک اشبوط تو نہین جانتا کہ مین فرزند خداوند طبیعت مجردہ کا پیغمبر ہون مجھے عہدۂ رسالت سے سرفراز کیا ہے یہی کام میرا ہی کہ ہر ایک بندہ خداوند کو فہمایش کر دون اور جہانتک ہوسکے اُسکے جرائم وگناہ کو خداوندا و ذات خداوند سے معاف کرا دون اور جو وہ میرے کہنے کو مانے تو اُسے بہشت مین جگہ دون ورنہ دوزخ تو اُسکے واسطے ضروری ہی چنانچہ اسوقت بھی مین تمھی نائب وفرزند خداوند کا بھیجا آیا ہون کہ تجھکو خداوند کا پیغام پہونچا دون اور اعمال نیک کی ہدایت کرون بعد اسکے ضار منکوس نے چند کلمات اور بھی بطور نصیحت کے اشبوط کے سامنے بیان کیے اور جمشید کی اطاعت اور سجدہ کرنے کی ترغیب دی اشبوط نے کہا ای ضار منکوس جبکہ مین خود پیغمبر ہون پھر کسطرح خداوند دیلم کے سوا اور کسی کو اپنا معبود گردانون ایسے امر کا مجھ سے آپ ذکر نہ فرمائین اور مجھے ایسا تکلیف سے معذور رکھین اور جو ارشاد ہو وہ مین بدل وجان قبول ومنظور کرون مین بجز ذات خداوند دیلم کے اور کسی کو اچھا نہین جانتا اور سجدہ کرنا تو شی دیگر ہے ضار منکوس نے کہا ای اشبوط دیلم ہمارا خداوند تخت قدرت اور اسپ قدرت بھی رکھتا ہی اور شمشیر قدرت کو تو ابھی اُسنے باہر کبھی نہین نکالا ہی غلاف ہی مین ہی ورنہ تو اُسکا کرشمۂ قدرت دیکھتا علاوہ اسکے طبیعت مجردہ نے ہمارے پہلوانان لشکر کو اسقدر زور مرحمت فرمایا ہی کہ تیرے دس پہلوانون کے برابر ہمارا ایک پہلوان ہی چنانچہ کل کے معرکے مین تجھکو معلوم ہوگیا ہوگا دوسرے ہمارے خداوند بہشت و دوزخ کے بھی مالک ہین اب تو بیان کر کہ تیرا خداوند دیلم کونسی صفت وقدرت رکھتا ہی اور کیا دلیل اُسکی خداوندی کی ہی اور کونسا کرشمہ خداوندی کا اُس سے

بھی

ظہور مین آجتک آیا ہی کہ جو اُس خداوند پر ناز کرتا ہی اشبوط دیلمی نے کہا ہان یہ جو آپ نے فرمایا درست ہی مگر مین تیرے خداوند کے تمام کرشمون کو ہیچ و پوچ جانتا ہون اسوجہ سے کہ تیرا سب کارخانہ سحر و افسون و جادو ہی یہ عمل تازہ بھی سحر سے تیار کیا گیا ہی ضارمنکوس نے کہا ای اشبوط دیلمی قسم ہی قدرت خداوندی اور اپنی پیغمبری کی کہ مین نے ایک مدت دراز سے سحر وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا ہی اور اسوقت تک کوئی امر سحر و افسون کا درمیان مین نہین آیا اشبوط دیلمی یہ سنکر چپ ہوا لیکن پہلوانان اشبوط دیلمی نے کہا ای حکیم طبیعی ابھی معاملہ جنگ رہگیا ہی ختم نہین ہوا جب معاملہ جنگ و پیکار ختم و یکسو ہو جاے پھر تم کہنا یہ وقت پند و نصیحت کا نہین ہی ضارمنکوس نے کہا مین ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی بادشاہ بے گناہ تباہ و برباد ہو جاے لیکن عالم مجبوری مین کیا کیا جاوے کہ تم سب کو خود اپنی بربادی منظور ہی تم جانو اور تمھارا کام بہت خوب تم کو اس میدان داری مین قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی - قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید یہ کہکر ضارمنکوس جمشید کے پاس آیا اور اشبوط سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی دوسرے روز پھر دونون لشکرون مین سامان جنگ کی تیاری ہوئی اور صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوے نظم

دگر روز کین آتشین آفتاب — برانگیخت آتش ز دریاے آب
در اندیشہ گردن کشان یک بیک — کہ اکنون بکاسے کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند — کرا تخت تابوت بر در نہند
زمانہ کرا کار سازی کند — ستارہ بجاے کہ بازی کند
ز گردی کہ بر چرخ دوار شد — یکے ہیچ خاکی نمودار شد
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر — رہ رفتن خویش گم کرد مہر

الغرض بعد آراستگی میدان میمنہ و میسرہ اول اشبوط دیلمی کے لشکر سے طوفان دیلمی نام ایک پہلوان کہ نہایت زبردست و نامی تھا میدان جنگ مین آیا اور چند دلاوران لشکر جمشید کو کہ وہ یکہ پر سحر رکھتے تھے اور پر سحر بھی رکھتے تھے اور سحور بھی تھے زخمی و مجروح کیا مگر تلخاس مردار خوار نے پھر دوسری بار میدان مین جاکر بقوت دست و بازو طوفان پہلوان کو زین سے اُٹھا کر زمین معرکہ پر دے مارا اور خاک سیاہ کر دیا پس جسوقت تلخاس مردار خوار کو یہ زور دکھلایا جملہ ناظرین لشکر پھر تفکر و حیرت مین ڈوب گئے اور ہر ایک انگشت بدندان تھا بعد اسکے دس نفر پہلوانان نامی گرامی لشکر اشبوط دیلمی سے آئے اور بڑی دیر تلخاس کے ہاتھ سے مارے گئے اور مجروح بھی ہوے غرض شام ہوئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرامگاہ مین گئے اُس رات کو خناز جادو مرد دوازی حسب معمول جمشید کے پاس آیا جمشید نے پہلے اُس لعین کو سجدہ کیا بعد اسکے ان دونون کے باہم کار فاعلی و مفعول عمل مین آیا جب وہ دونون اس کار بد سیاہی سے فارغ ہوے جمشید نے خناز جادو سے کہا ای شاہ دوران عالم اگر اسی طرح پر افسون تیار کرکے ایک تیار کر دیجیے

تو البتہ اور زیادہ تر پہلوانان لشکر کے کام آوینگے اور سب کام بسہولت تمام درست ہو جاوینگے خناز جادو نے کہا اے شہنشاہ اس کام کے واسطے ایک مدت مدید و عرصہ بعید چاہیے اگر مین نہایت محنت و مشقت اور جانفشانی کرون تو بہت عرصے چند یکہ پر سحر تیار ہوں مگر ایک چیز تحفہ تیرے واسطے تیار کر کے لایا ہون عالم مین اسکا ثانی نہین ہی اور بہت سا برس کی محنت و مشقت شاقہ مین نہایت مشکل سے تیار ہوئی ہی مگر وہ چیز تیری ہی قسمت کی ہی اسوجہ سے کہ اسکا سب سامان جسکو انسان مدتون مین جمع نکر سکے وہ نہایت جلد موجود و مہیا ہوگیا یہ فقط خوبی تقدیر کی ہی کہ جو کل سامان فراہم ہوگیا ورنہ یہ سامان ممکن نہین کہ جو فراہم ہو سکے جمشید پلید اس ساحر کی تقریر سنکے نہایت خوش ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا اور رات بھر اس مردود ازلی کی صحبت اختلاط مین مشغول رہا اسوجہ سے معرکہ آرائی بھی اُس روز موقوف رہی

اب راوی جمشید پلید راندۂ درگاہ ایزدی کو خناز جادو کے ہاتھ روسیاہی مین مشغول رکھتا ہی اور کچھ حال پُر اختلال اشبوط دیلم کا معرض بیان مین لاتا ہی۔ نظم

بمن استاد وقت درس دادن — چنین گفتی بعقل ورائے روشن
سخن بسیار دانی اندکے گوے — یکے را صد مگو صد را یکے گوے

الغرض ایک شب اشبوط دیلمی جمشید کی فتنہ پردازی و فساد اور اس مردود ازلی کے ظلم و بیداد سے عاجز ہوا اور القیموس زنگی کے خیمہ مین گیا حسب الاتفاق اسوقت اقلیموس فرنگی بھی خیمہ مین موجود تھا جسوقت اشبوط دیلم سراسیمہ و بد حواس القیموس کی بارگاہ مین پہونچا القیموس نے نہایت تعظیم و تکریم سے اشبوط دیلمی کو اپنے پاس بٹھا لیا بعد مزاج پرسی کے یہ ملعون خربے دم آپس مین ہمکلام ہوئے اثنای مکالمہ مین اشبوط نے جمشید کی شکایت شروع کی اور کہنے لگا اے القیموس تمنے بھی کچھ ملاحظہ کیا کہ اس ناکار زنگی بچے نے یہ کیسا ہنگامہ قیامت برپا کر رکھا ہی کہ [illegible] کہ ضاربسنکوس منحوس کے اعمال سحر کا سبب ہی یا اور کوئی اسرار ہی کہ جسکے سبب جمشید کو اسقدر غرور اور نخوت ہی کہ کسی کو خیال مین نہین لاتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید ضاربسنکوس منحوس نے کوئی اعمال سحر وغیرہ سے کوئی چیز ایسی بنا دی ہے کہ جس سے جمشید حبشی بچہ کا اسقدر غرور و تکبر بڑھ گیا کہ زنہار نہین یا شاید شاہزادہ معزالدین چونکہ یہان نہین ہین لہذا اس مردود نے خالی میدان پاکر زمین و آسمان کو سر پر اٹھا لیا ایسی فسادہ پردازی پر کمر باندھی اور سب سے پہلے مجھے بھی صاف کیا ہی یہی روز اب میرے سب کے واسطے ہی بلکہ وہ خود ہی اس معرکے مین بلا خوف و خطر بآواز بلند کہہ گیا ہی کہ مین سب سلاطین سے سجدہ کراؤن گا مگر اس بارہ مین میری عقل حیران ہی کہ میرے لشکر مین چند دلاور اپنا نامی و گرامی ایسے معرض قتل مین آئے کہ جنکا نظیر نہ تھا اگر مجھے کام نہ لیا جاتا تو ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ اس آسانی سے قتل ہو جاتے کیا شئے کہ ہاتھ سے پہلوانون کا کوئی حربہ اُسکے پہلوان پر اثر نہ کرتا تھا اور اسکا ادنی لشکری ہمارے پہلوان پر

دیو ہیکر پر غالب اسطرح سے آتا ہے کہ جیسے شاہین گنجشک پر یہ خالی از اسرار نہین ہے لیکن اب اُس ملحد و مردود کا منشا یہ ہے کہ اُسکی طاقت و قوت اور ظلم و جور دیکھ کے کل سلاطین اطاعت قبول کرین اور لشکر اسلام کے دل پر بھی خوف و دہشت غالب ہو جاے ہر چند کہ اُس نابکار زنگی بچے کو یہ خوب معلوم ہے اور اسکے دل پر کالنقش فی الحجر ہے کہ شاہزادہ معز الدین کی شمشیر آبدار و حربۂ بے پناہ سے کسی طرح مین زندہ و سلامت نہین رہ سکتا چنانچہ اسی واسطے اُسنے یہ شعبدہ بازی کی اور دعواے باطل خدائی کا کرنے لگا کہ اور کچھ روز سلطنت و حکومت کی تا کہ حسرت دل مین باقی نہ رہے آخر تو جو کچھ ہونا ہوگا وہ ضرور ہوگا اور مجھکو خبر دی آچکی ہے کہ جمشید لعین کا ستارۂ اقبال کو نہایت ہی جلد زوال ہوا چاہتا ہے انجام کار معز الدین کے دست زبردست سے نہایت ہی ذلت و خواری سے فی النار و السقر ہوگا اے اقلیموس و اے قلیموس مین اسوقت تمھارے پاس اسواسطے آیا ہون کہ آیا تمنے بھی اُس روز کے معرکے مین جمشید لعین کے قول و ہدایت کو سُنا کہ اُس گیدی نے کیسے کیسے سخت کلمات کہے غالبًا وہ تمکو بھی یاد ہونگے وہ کلمات سرزنش صرف میرے ہی واسطے نہ تھے بلکہ اور لوگون کی طرف بھی اُسکا اشارہ تھا ہر چند اے اقلیموس مجھکو اور سلاطین سے کیا مطلب ہے مگر ہان تم دونون صاحبون سے البتہ ایک طرح کی دوستی و اتحاد قدیمانہ چلا آتا ہے معہذا فقط بپاس دوستی دیرینہ مین تم سے کہتا ہون کہ اگر ہم تم تینون سلاطین اس ہنگامۂ قیامت اور فتنہ و فساد کو جمشید کے باہم دیگر باتفاق دفع کرین تو نہایت ہی بہتر ہوگا اور یہی قاعدہ سلطنت سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کے شریک حال وقت بد مین ہو جاتا ہے اور ہر حال مین اتفاق سے بہتر کوئی امر نہین اور یہ بھی سب کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم لوگ فقط واسطے دیکھنے جشن اور سننے کتاب کے آئے تھے نہ واسطے جنگ و پیکار کے اور یہان اس جمشید ملعون نے ناحق کا فساد برپا کر رکھا ہے اور ہمارے دین و مذہب کا دشمن ہو رہا ہے ہم کسطرح سے اپنا مذہب قدیم ترک کرین اور کس مردک کی اطاعت قبول کرین اس بارے مین اگر آپ لوگ ہمکو مدد دین تو خیر ہم جہانتک ممکن ہوگا اُس سے مقابلہ کرینگے ورنہ بعد ہمارے تم سب کا یہی حال ہونا ہے اور یہ میری غرض اسواسطے ہے کہ جب جمشید دیکھیگا کہ تینون سلاطین ایک دل ہو گئے ہین تو اُسکے بھی دل مین کچھ خوف و اندیشہ ضرور ہی پیدا ہوگا ہمکو یقین ہے کہ اسکے تئین ہم ہر طرح اس موذی و بانی فساد پر غالب ہونگے اور اُس فساد عظیم کو جمشید پلید کی رفع و دفع کرینگے اور ہم سب اسکے شر و فتنہ پردازی سے محفوظ رہینگے بہر حال اسوقت مین ہمارا اتفاق و ایک دل ہو جانا عین مصلحت و مقتضاے عقل ہے

شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پراگندگی آرد انبوہ را

ایک امر اور بھی ہے کہ جسوقت معرکۂ جنگ مین میرے پہلوانون سے کوئی کام مردانہ ہوگا اسوقت تمھارے پہلوان بھی جنگ آزما ضرور ہے کہ حریف کی دغا وغیرہ سے آگاہ ہو کر محفوظ رہینگے اور دوسری طرح سے اُسکا جواب دیکر حریف پر غالب ہونگے اور نا اتفاقی مین اگر جمشید تم پر غالب ہوا تو پھر تمھارا بھی محفوظ رہنا نہایت ہی مشکل ہوگا اور پھر تم ہر چند چاہو گے لیکن

ایسا وقت قیامت تک ہاتھ نہ آئیگا شنیدہ کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد - پھر بجز پشیمان ہونے کے کچھ حاصل نہین لہذا اے القیموس و اقلیموس ایسے وقت مین اتفاق ہی قرین مصلحت ہے اسکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر نہین ہے کہ ہم تم تینون ایک دل و یک زبان خوب مستعد و آمادہ ہو کر نہایت ہوشیاری سے جمشید کی شرارت و فساد کو دفع کر دین پھر دیکھین کہ کسقدر جمشید مردود قدرت خداوندی رکھتا ہے اور عجب نہین ہے کہ ضار منکوس کی بھی سحر و جادو کی کیفیت ظاہر ہو جاوے آیندہ پورا ہم دونون صاحبون کی ہو بیان کرو مجھکو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا غرض القیموس اور اقلیموس نے اشبوط دیلمی کی راے کو پسند کیا اور بجاے خود سمجھے کہ جو کچھ اشبوط نے بیان کیا وہ سب واقعی ہے اور یہ امر ضرور ہوتا ہے کہ جمشید حرامزادہ سب پر علیحدہ علیحدہ جنگ و مقابلہ کرکے غالب ہو جائیگا پھر کچھ نہو سکیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ ہم سب باتفاق جنگ کرین تاہم تنہا اس فیل پیکر سے مقابلہ کسی طرح نہین کر سکتے چنانچہ ان تینون سلاطین نے اُسی وقت اس معاملہ مین باہم دیگر عہد و پیمان کیا اور تینون سلاطین نے باتفاق راے طبل جنگ بجوا دیا دوسرے روز یہ تینون لشکر متفق ہو کر جنگ کے میدان مین آئے اور بعد صف آرائی پہلے جمشید کے لشکر نکبت اثر سے اخراش مردار خوار میدان رزم مین آیا اور لشکر اشبوط دیلمی سے میعاد دیلمی مانند فیل مست اخراش کے مقابلے مین آیا اور بعد حملات چند در چند ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ سے اخراش مردار خوار پہلوان کا کام تمام کیا بعد اسکے خرتیس و اخرس مردار خوار دونون بھائی آگے پیچھے میدان جنگ مین آئے اور وہ بھی میعاد پہلوان دیلمی کے ہاتھ سے قتل و ہلاک ہو کر داخل جہنم ہوئے جمشید پلید نے جو یہ واقعہ دیکھا نہایت ہی بد دماغ ہوا اور چاہتا تھا کہ کسی پہلوان صاحب یکہ پر سحر کو میعاد کے مقابلہ کو بھیجے اس اثنا مین طبل بازگشت کی آواز بلند ہوگئی اور جمشید ناچار نہایت ہی ملول اور محزون اپنے خیمہ مین آیا اور اشبوط دیلمی نے اس روز اسی قدر لڑائی کو غنیمت جانا اور بخوشی اپنے خیمہ مین داخل ہوا اس شب کو یہ تینون سلاطین باہم خرم و مسرور شراب خواری مین مصروف ہوے اور ایک دوسرے کی راے پر آفرین و تحسین کرنے لگا ادھر رات کو خناز جادو حسب دستور جمشید کے پاس آیا جمشید نے خناز جادو سے اس جنگ کا حال بیان کیا اور نہایت ہی شکوہ کیا خناز جادو نے کہا اے جمشید تو کمال احمق اور نادان ہے یہ نہین جانتا کہ مین نے تجھکو وہ یکہ مسحور اسی واسطے دیے ہین کہ تو ہر ایک پہلوان کو بروقت جنگ و مقابلہ یکہ پر دے دیا کر اور اسی واسطے مستعد و یکہ پر تیار کرکے حوالے کیے تھے کہ جس پہلوان لشکر کے پاس وہ یکہ پر ہوگا وہ نہایت ہی قوی ہو جائیگا اور دوسرا امر یہ ہے کہ کوئی حربہ اس پہلوان کے جسم پہ اثر نہ کریگا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے وہ یکہ سب پہلوانون کو نہین دیا یا تو نے جو پہلوان زبردست اور شہ زور تھے انکو وہ یکہ دیدیے اور جو پہلوان کم زور ہین انکو نہین دیے بیچارے کم زور اس یکہ پر سے محروم رہے اب مجھ سے نہین ہو سکتا کہ مین ان پہلوانون کو بھی زور آور و روئین تن کر دون کہ وہ پہلوان تمام عالم پر غالب و فتحیاب ہو جائین اگرچہ اخراش مردار خوار پہلوان تھا اور باوجود موجود ہونے یکہ پر سحر کے بھی قتل ہو گیا ہو جاوے کچھ مضائقہ نہین کس واسطے کہ یہ معاملہ جنگ ہے جنگ کے پیکار مین اکثر معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ حریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور کبھی یہ اتفاق ہو جاتا ہے کہ حریف نظر مین بالکل بے حقیقت معلوم

ہوتا ہی مگر انجام کار حریف کو ہزیمت ضرور ہوتی ہے اسمین کسی طرح کا شبہ و شک نہین ہی تجھکو فکر و ملال کرنا نہ چاہیے مصنف
سمجھا ہی ای جمشید کم اصل تو یہ نہین جانتا اور اپنے دل مین معقول نہین ہوتا کہ میرے اعمال سحر و جادو کی بدولت کس مرتبہ کو
پہونچ گیا ہی اور مین نے تیرے واسطے کسقدر محنت اور مشقت کی ہی اور کیسے کیسے اسباب مہیا کر دیے جنکا آج پردۂ دنیا پر
مثل و نظیر نہین ہی اور اس معاملہ مین کس قدر حکمت کو صرف کیا ہی تجھکو انھین اسباب کے سبب یہ رتبہ ملا ہی اور دریا ہاے
تجھکو تمام عالم پر غالب اور فتحیاب کرینگے ای فرزند دلبند تو کسی طرح فکرمند نہو اور کسی طرح کا اندیشہ دل مین نہ لا انجام کار
میدان تیرے ہی ہاتھ رہیگا دعی تیرے تیرے مطیع اور فرمانبردار ہو جائینگے شاہزادہ معزالدین کے سوا کسی کی مجال نہین ہی
کہ جو تجھے نگاہ کج دیکھ سکے جمشید نے ناچار خناز جادو نابکار کو سجدہ کیا جب خناز جادو کے کپڑون سے فنے نذر کیا بے اختیار
جمشید کو اپنی آغوش مین لے لیا اور لب و دہان کے بوسے لینے لگا اور جمشید پلید کا بھی حوصلہ بڑھا اور مشغول فعل
کریہ ہوا اور اپنی اور اسکی جان ایک کی غرض جب وہ دونون روسیاہ فارغ البال ہوے خناز جادو اپنے مقام ناکام
کو روانہ ہوا اور جمشید ولدالحرام نے طبل جنگ بجوا کے حکم دیا کل صبح کو پھر معرکہ آرائی ہو الغرض جب صبح ہوئی تمام لشکر
آراستہ ہو کر رزمگاہ مین پہونچا بعد صف آرائی اس روز پھر سعاد پہلوان دیلمی میدان جنگ مین آیا اور جمشید کی طرف سے
تلخاس مردار خوار کہ وہ صاحب یکہ پر سحر تھا اُس سے دہان کے مقابلے کو آیا باہم پہلوانون مین رد و بدل ہوئی تلخاس
مردار خوار مجروح و ذلیل ہو کر واپس آیا بعد اسکے کیلاس مصری پہلوان کہ یہ بھی صاحب یکہ پر تھا سعاد پہلوان دیلمی سے
مقابل ہوا سعاد پہلوان دیلمی نے کیلاس پہلوان کو قتل کیا بعد اسکے ہیلوم مصری کہ یہ پہلوان نہایت تن و مند و زبردست
تھا میدان مین آیا اُسنے سعاد دیلمی کو زخمی کیا بعد اسکے لشکر اقلیموس سے ایک پہلوان زنگی کہ نام اس پہلوان کا اسقا
زنگی تھا اور نہایت پرزور و تہمتن پہلوان تھا قدم برداشتہ مردانہ و دلیرانہ ہیلوم مصری سے مقابل ہوا اور ضرب اول ہی
مین ہیلوم مصری پہلوان کو دو حصہ کر دیا بعد اسکے سوسق مصری نیزہ باز پہلوان حریف سے ہمنبرد ہوا اور تا دیر نیزہ بازی
آپس مین رہی ہیلوم مصری نے حریف کو دم نہ لینے دیا اور ایک نیزہ سینۂ سوسق مصری مین ایسا مارا کہ نوک نیزہ پشت سے
باہر ہو گئی اور سوسق پہلوان راہی دارالبوار ہو گیا بعد ہلاک ہونے سوسق پہلوان کے کافوس فرنگی کہ شجاعان روزگار
سے تھا لشکر اقلیموس سے میدان مصاف مین آیا اور بضربات شمشیر خارہ شگاف و عمود کوہ شکن ہیلوم پہلوان مصری
کو خاک ذلت مین ملا دیا اشبوط دیلمی نے طبل بازگشت بجوا دیا جمشید پلید دوبارہ میدان جنگ مین اپنے لشکر سے جدا
ہو کر آیا اور درمیان رزمگاہ کھڑا ہوا اور بآواز بلند کہا کہ ای حاضرین معرکہ رزم دیکھا کہ اسکا قرار واقعی ظاہرہ ہوا اور کیا
اور تم نے بچشم خود دیکھ بھی لیا کہ اس معرکہ جنگ مین سحر و افسون کا نام بھی نہین ہے لیکن اکثر بعض مردان کج فہم
و کوتہ اندیش یہی جانتے ہین کہ خنار منکوس نے کوئی عمل سحر کا یہ تازہ ایسا تیار کیا ہی کہ اس سحر سے خداوند طلسمات سحر
کے لشکر کو ترقی ہی لیکن آج بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا اور تمام شاہان و سلاطین پر روشن ہو گیا ہی کہ اس جنگ میدان کارزار

ہرگز سحر و افسون کو دخل نہیں ہے اگر پرورسحر معاملۂ جنگ و پیکار رہتا تو یہ پہلوانان پیل تن ہمارے لشکر کے کہ ہر ایک
بجائے خود رستم و اسفندیار تھے اسطرح سے بآسانی قتل و ہلاک ہو جاتے بس اسمیں اسواسطے تم سب شاہان
و سلاطین کو آگاہ کرتا ہوں کہ جو زور و طاقت ہمارے پہلوانان لشکر کو حاصل ہے خاص عطائی الٰہی خداوند طبیعت مجردہ
کی ہے اور میرے خداوندی کا کرشمہ ہے کیونکہ خداوند طبیعت مجردہ کا میں خاص فرزند ہوں اور عہدہ نیابت بھی مجھی کو سرکار
خداوند سے مرحمت ہوا ہے اور مجھکو یہ طاقت و قدرت خداوند نے مرحمت فرمائی کہ میں ایک لحظہ میں ہزارہا ساحران بے حد
کو ابھی تم سب کے سامنے خلق کرسکتا ہوں اگر میں بنظر قہر اور غضب خداوندی سے دیکھوں تمام عالم کو فنا کردوں اور
عدم و وجود سب کا برابر ہو جاوے مگر یہ امر شان خداوندی سے نہایت بعید ہے اور مقتضا سے انصاف بھی نہیں ہے بلحاظ بنظر
ترحم و اخلاق خداوندی اپنے بندوں کو نصیحت و ہدایت البتہ کرتا ہوں کہ بندگان خداوند راہ جہالت کو چھوڑ دیں اور راہ راست
پر آئیں اور اپنے خداوند خاص کو کہ جو اس وقت مثل آدمی میدان رزم میں کھڑا ہے پہچانیں اور بصدق دل سجدہ کریں ورنہ
یاد رکھیں کہ بسبب غضب و قہر خداوندی کے بدترین عذاب اور سخت ترین عقوبت سے ہلاک کیے جائینگے اور ہر ایک بندہ
بدکردار کو اسکی زشتی اعمال و کردار کی سزا دیجائیگی اے بندگان سرکش یہ بھی تم یاد رکھو کہ جمشید پلید ایسا خداوند ہے کہ جسکو بادۂ
سگ خوار زشتی نے مزبلہ پر جنا ہے اور خاص ابلیس لعین کے پراز سے پیدا ہے اگر میری ہدایت کو نہ مانوگے پشیمان ہوگے آتش
غضب خداوندی سے جلکر خاک ہو جاؤ گے دیکھو میں عین قدرت خداوندی سے کام لیتا ہوں اور کسی اپنے بندہ کو اعمال
سے اپنا مطیع نہیں کرتا اور نہ ترغیب و ہدایت کرتا ہوں میں نے بڑی کوشش اور محنت سے ایک مدت مدید اور زمانہ دراز
تک خداوند طبیعت مجردہ کی بندگی و اطاعت کی ہے اور عرصہ تک وسیلہ مراتب اعلیٰ و مناسب جلیلہ کے خداوند سے التجا کی تب
خداوند نے اس میری بندگی اور اطاعت کا ثمرہ مجھے عطا فرمایا اور منصب خلافت خاص اپنا عنایت کیا بلکہ بجائے خود مجھے خداوند
مقرر کر دیا قصہ کوتاہ جب جمشید حالات اپنے خداوندی کے بیان کر چکا میدان سے چلا گیا اور اپنے خیمہ نکبت آثار میں داخل ہوا
رات کو پھر خمار جادو لعین آیا اور اسنے تمام رات حسب دلخواہ اپنا منہ کالا کروایا وہ رات تو انہی روسیاہی میں گذری
دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا اور صبح کو بعد آراستگی صفوف لشکر اقلیموں سے پھر وہی پہلوان تہور شعار کاوس فرنگی نعرہ
مارتا ہوا معرکۂ رزم میں آیا اور لشکر جمشید پلید سے ارجاس سردار خونخوار پہلوان بیک پیکر روانہ ہوا اور میدان مصاف میں پہنچا
دونوں پہلوانوں میں زور ہونے لگے پہلے نیزہ و شمشیر وغیرہ سے خوب حرب و ضرب کی جب ان آلات سے کچھ مقصود حاصل نہوا کشتی
کی نوبت پہونچی ارجاس نے ایک ساعت کی کوشش و تکاپوی میں کاوس فرنگی پہلوان کو ہاتھ پر علم کر لیا اور زمین پر دے مارا
اور سینہ پر سوار ہو کے بقوت دست و بازو کاوس فرنگی کو دو حصہ کر دیا حاضرین معرکہ اس واقعہ سخت و دشوار گذار کو دیکھ کے
نہایت متعجب ہوئے کہ ارجاس میں اسقدر زور و قوت ہونا عجیب ہے جو اسنے کارنمایاں کیا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
ساری کرامات خدار منکوس دیو بشر کے سحر و جادو کی ہے خدار منکوس ہنگام جنگ و پیکار ضرور سحر و افسون کی مداخلت کرتا ہے ۱۲۰

یا کوئی اور امر تازہ تیار کیا ہو الغرض کانوس فرنگی پہلوان کے قتل ہونے کے بعد یاقوت دیلمی کہ یہ بھی پہلوان نہایت زبردست و قوی ہیکل تھا میدان میں آیا اور اُسکو بھی ارجاس مردار خوار نے قتل کیا اسکے بعد شنقاش زنگی سپہ سالار ایقموس کہ یکتائے زور و قوت میں اور ہنر و فن سپہ گری میں بے نظیر اور نہایت اشجع اور بہادر روزگار تھا میدان جنگ میں حریف کے مقابل ہوا اور کہا او ارجاس ملعون نابکار ہوشیار ہو کہ تیری قضا سے میرم تیرے سر پر آ پہونچی اگر کچھ حوصلہ تیرے دل میں باقی ہو اُسکو جلد نکال لے ورنہ پھر فرصت نہ ملیگی تو اپنے مقر اصلی کو پہونچا دیا جائیگا ارجاس نے وہی شمشیر خون آشام شنقاش کے سر پر ماری اگر وہ استانہ فولادی نہوتے تو وہ ضرب سخت دفع نہوتی آخر شنقاش پہلوان نے اُس ضرب کو دفع کیا اور بعد رد و بدل کے ایک ضرب شمشیر بے پناہ اس قوت و زور سے ارجاس کے سر نجس پر لگائی کہ خود فولادی کو کاٹ کر چہار انگشت کا فنہ سر میں در آئی اور فوارہ خون جاری ہوا ارجاس پشت مرکب سے زمین پر گرا ادھر وہ یکہ بھی دستار سے دور نکل کے گرا قلیموس کے ایک ملازم نے دوڑ کر وہ یکہ پر سحر اٹھا لیا اور اپنی پگڑی میں رکھ لیا جسوقت جمشید نے اپنی سپہ اور برادر نسبتی کا یہ حال بد دیکھا غصہ کی تاب نہ لا سکا مرکب جہانگرد مہمیز کر کے میدان معرکہ میں آیا اور کہا ای لقا ای خداوند تو اس کبر مغرور و ستم شعار سے ارجاس کا انتقام لے اور اس بندہ بے ادب و بد نصیب کو جلد ہلاک و برباد کر یہ کہا اور سپہ سالار دلاور سے مخاطب ہوا اور کہا ای بندہ گردنکش جلد تر تو رکاب خداوندی کو بوسہ دے اور فوراً سجدہ کر ورنہ خداوند تجھپر ابھی اپنا قہر و غضب نازل کیا چاہتا ہے شنقاش سپہ سالار نے کہا ای جمشید میں اپنے خداوند قدیم کے سوا اور کسی خداوند کو نہیں جانتا جسے سجدہ کرتا ہوں کرونگا میں تجھکو کیا جانوں کہ تو کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہے تجھکو تیرا خداوند دم دار معلوم ہوتا ہے کیونکر سجدہ کروں او جمشید سگ ناپاک میں تجھکو براہ نصیحت کہتا ہوں کہ جو تجھے اپنی جان کی خیریت منظور ہے تو میرے خداوند کو سجدہ کر ورنہ تو آگاہ ہو کہ بہت پشیمان ہوگا جمشید نے کہا او مادر قحبہ ولد الحرام کیا گوہ کھاتا ہے خداوند کی شان میں ایسے کلمات گستاخانہ زبان پر لاتا ہے تجھکو نہیں معلوم کہ مرتبہ خداوندی میں رکھتا ہوں بس زبان بند و بازو بکشا دیکھوں تو کسقدر طاقت رکھتا ہے اور کہانتک نافرمانی خداوند کرتا ہے تیری یہ مجال و قدرت ہے کہ تو خداوند سے کلمہ بیجا اور گفتگو کرے الغرض شنقاش پہلوان دلاور نہایت غضبناک ہوا اور ایک گرز گران سر دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر جمشید کے سر پر اس زور سے مارا کہ اگر بجائے جمشید اور کوئی ہوتا تو خاک سیاہ ہو جاتا لیکن جمشید نے ہر چند اُس گرز کی ضرب کو اپنے گرز سے دفع کیا لیکن پھر بھی وہ گرز گران جمشید کے گرز سے ضرب کھا کر جمشید کے شانہ پر گرا جمشید پلید اُسکے صدمہ سے ایسا بیتاب ہو گیا کہ ہوش بجا نہ رہے تاہم اس بچانے شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر اسطرح شنقاش کے سر پر لگائی کہ خود کاٹ کے سینہ سے گذر گئی اور تنگ مرکب تو کاٹتی ہوئی زمین میں در آئی امیر مجاہد الدین دلاور نے اس نابکار کی یہ قوت دست دیکھ کے کہا ای دلاوران اسلام تمنے کبھی پہلے بھی ایسی صفائی اس ابلیس پرست کے ہاتھ سے دیکھی تھی یا میری ہی نظر میں اسوقت معلوم ہوئی ہے دلاوران لشکر اسلام نے متفق اللفظ کہا بخدا ہمنے

اُس کا فرکا دور ایسا کبھی نہین دیکھا یہ ملعون بہ نسبت قبل کے وہ چند زور رکھتا ہی بس معلوم ہوا یہی وجہ ہی کہ جو یہ ملعون اپنی خداوندی کا اظہار کرتا ہی اور اپنی قوت وطاقت پر نازان ہی غرض جمشید پلید بعد قتل کرنے شنقاش پہلوان دیلمی کے پھر میدان مین آیا اور دوسرے حریف کو خود طلب کیا لشکر اشبوط سے لیکن کسی دلاور نے جواب تک نہین دیا آخر جمشید نے طبل بازگشت بجوادیا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ شنقاش پہلوان بندۂ نافرمان کی لغش کو کھینچ لاؤ اور نار دوزخ مین ڈال دو بمجرد اس حکم کے انصار لشکر جمع ہوے اور شنقاش کی نعش کو لیجانے کا قصد کیا جب اس حال کو اشبوط دیلم او دیلمی اور لقیموس اور اقلیموس کے دلاوران لشکر نے سنا بتعجیل تمام میدان مین پہونچ گئے اور قریب تھا کہ بضربات پا پوش جمشید کو ہلاک کرین لیکن جمشید اس انبوہ کثیر کو دیکھ کے بے تحاشا میدان سے بھاگ گیا اور اپنے لشکر مین داخل ہوگیا مردمان اشبوط شنقاش کی نعش کو کاندھون پر اٹھا کے لیگئے قصہ کوتاہ چند روز کی معرکہ آرائی مین جمشید نے بذات خود اور اُسکے پہلوانان لشکر نے اشبوط دیلم و لقیموس و اقلیموس کے پہلوانان نامی وگرامی اسقدر قتل ومجروح کیے کہ تینون سلاطین عاجز آگئے اور نہایت منتشر ہوگئے آپس مین مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے تاکہ اس مردود کے ہاتھ سے نجات ملے آخر یہ راے قرار پائی کہ ایک شب ہم تینون سلاطین باتفاق ہمدگر جمشید کے پاس چلین اور اُس سے کہین کہ او ظالم وجفا شعار تجھکو ہم سے کیا عداوت ہی کہ تو ہماری بربادی ناحق چاہتا ہی اسواسطے کہ بکثرت تو نے ہمارے پہلوانان نامی وگرامی کو کہ جو شجاعان روزگار سے تھے تہ تیغ کیا اور جسقدر کہ مجروح وزخمی ہوے اُنکا حساب نہین وہ بیچارے خستہ و نیمجان ہین زندہ ممکن نہین کبھی یا نہ بچین بس اب تو اس بیداد وجفا سے باز آ اور ہمارے عوض اور کسی بادشاہ زبردست کو زیر کر اُس سے مقابلہ کرکے کچھ لطف حاصل ہوگیا تیرا مقابلہ کرین مجبوری سے اپنی جان بچاتے ہین اور ہم سے اس بات کا اقرارنامہ لکھوا لے کہ جب تمام سلاطین واہل اسلام تیرے مطیع ہونگے پھر ہمکو کیا عذر ہوگا ہم بدون تیرے کہے تجھکو سجدہ کرینگے اور تیرے ہر حال مین شریک رہینگے اور دین وآئین تیرا قبول ومنظور کرلینگے لیکن فی الحال ہمین چند روز کی مہلت دیجاوے کہ ہم اس معاملہ مین بجاے خود غور وفکر کرلین پھر تیرے سجدہ کرنے مین اور اطاعت کرنے مین کسی طرح کا عذر نہوگا الغرض ان تینون سلاطین نے باہم صلاح ومشورہ کیا اشبوط دیلمی اور القیموس و اقلیموس بالاتفاق جمشید کے لشکر مین گئے اور اسوقت اُسکی بارگاہ مین پہونچے کہ جمشید پلید نہایت غرور ونخوت سے تخت قدرت پر بیٹھا تھا اور ضارمنکوس اور نجاشی باتین کر رہے تھے اس عرصہ مین جمشید کو درگہ سالار نے خبر دی کہ اشبوط دیلم اور القیموس و اقلیموس وغیرہ سلاطین حاضر ہین جمشید نے ضارمنکوس اور نجاشی کو اُنکے استقبال کے لیے بھیجا اور ایک تخت نجاشی کے پہلو مین بچھوا دیا ضارمنکوس تینون بادشاہون کو نہایت اعزاز واحترام سے بارگاہ مین لایا اور سب حاضرین بارگاہ نے تعظیم اور صاحب سلامت مین کچھ پیش قدمی کی لیکن اُس مغرور بے دین نے مطلق مراسم تعظیم وتکریم کو ترک کیا اول ہی کل مراسم ترک کرچکا تا چارات تینون سلاطین نے بسبب غرض کے خود ہی سلام مین سبقت کی جمشید نے کہا ای بندگان خداوند ہم تمہارے اس سلام معمولی سے ہرگز خوش نہین ہوے اسواسطے کہ یہ رسم شاہ وسلاطین

کے واسطے زیبا ہی اور مین مرتبہ خداوندی رکھتا ہون تمھیے سجدہ کرنا چاہیے کہ یہی شان خداوندی ہی یہ تینون سلاطین گفتگوے جمشید
سُنکے خاموش ہوگئے اور تخت پر جو کہ نجاشی کے پہلو مین بچھوا یا گیا تھا بیٹھ گئے ضمار منکوس منحوس نے کہا ای اشبوط و القیموس
اقلیموس تم سب آگاہ ہو کہ جمشید نے فی الحال منصب خداوندی پایا ہی علاوہ اسکے اور مراتب ومناصب خاص خداوند طبیعت مجردہ
نے جمشید کو عنایت فرمائے ہین جسطرح کسی زمانہ مین نمرود و شداد و فرعون اور جمشید کو مرتبہ خداوندی خداوند نے دیا
اور انھین سے ہر ایک نے بسبب امتیاز خاص کے مرتبہ سلوبیت پایا عجب نہین کہ جو تمنے بھی کتب تواریخ مین اس واقعہ کو دیکھا
ہو لیکن انجام مین بوجہ تمردی و نافرمانی خداوند طبیعت مجردہ نے وہ منصب چھین لیا اور وہ مرتبہ جاتا رہا اور بقہر و غضب خداوندی
ہلاک ہوے بعد انکے ضحاک کو وہی مرتبہ و اعزاز خداوند نے مرحمت فرمایا ای اشبوط اسی طرح اب خداوند طبیعت مجردہ کو اب
جمشید کے حال پر اس درجہ شفقت و عنایت ہوئی ہی کہ جمشید کو اپنا فرزند قرار دیا ہی اور عہدۂ نیابت خاص بھی عطا فرمایا
اور خاص اپنی مسند خداوندی پر بٹھا دیا جو شخص کرامت یافتہ اور نظر کردۂ خداوند ہی اُسکا اعزاز کل بندگان خداوند پر فرض
ہی کسواسطے کہ بندگی و بیچارگی کا نشا یہی ہے چنانچہ اسی باعث سے آج جمشید خداوند نے تمھاری تعظیم و تکریم بلحوظ خاطر
نہین رکھی کہ تم ابھی زمرۂ بندگان درگاہ مین ہو اور جمشید تمھارا خداوند ہی اشبوط دیلم یہ کلمات ضمار منکوس کے
سُنکے غیظ و غضب مین گرفتار ہو گیا اور ہر وقت یہی چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت دے مگر اقلیموس اشبوط دیلم کو مانع رہا اور کان
مین کہا ای اشبوط دم بخود بیٹھے رہو کچھ جواب نہ دو کہ یہ وقت ایسا ہی ہی یہان مصلحت یہی ہی غیظ و غضب کا وقت نہین ہے
اگر یہان کوئی تجھ سے حرکت ناجائز سرزد ہوئی تو یہ یاد رہے کہ پھر یہ تمام کام خراب ہو جائیگا اور راہ چارہ بھی مسدود ہو گی پھر
بے جان دیے نجات نہو گی اشبوط یہ سُنکے چپ ہو گیا بعد اسکے ضمار منکوس نے اشبوط دیلم وغیرہ کے واسطے سامان شراب
طلب کیا اور ان سلاطین کی تواضع کی اور پاسداری اور مدارا بخوبی کی جب دو دو چار چار جام شراب ناب کے زہر مار کیے اور
نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا ضمار منکوس نے اشبوط دیلم سے یہان آنے کا سبب پوچھا اس عرصہ مین جمشید پلید بھی
کمال اخلاق و مہربانی سے سرگرم سخن ہوا اور کہا ای اشبوط آگاہ ہو کہ شاہزادہ معز الدین کے مرگ و زیست خاص میرے دست
قدرت پر مقدر ہوئی ہی کسواسطے کہ اصل خداوند طبیعت مجردہ نے اسکا قتل روز ازل سے میرے ہی ہاتھ پر موقوف رکھا ہی
اور نہایت ہی قریب اُسکا ظہور ہونے والا ہی جسوقت معز الدین طلسم بیضا سے باہر نکلا اور مین نے اُسکا کام تمام کیا پھر
ایک لمحہ کی دیر جائز نہین رکھونگا قصہ کوتاہ اشبوط دیلم وغیرہ سلاطین نے جو بجاے خود مشورہ کیا تھا وہ جمشید پہ
ظاہر کر دیا جمشید نے کہا ای بندگان خاص مین تمھارا خداوند خالق ہون مین نے تمھارے التماس کو قبول کیا اگر تم
اول ہی یہ عذر معقول اپنا خداوند کے روبرو پیش کر لیتے تمھارے مردان لشکر پر قہر خداوندی نازل ہوتا اور نہ وہ بے گناہ
بیچارے قتل کیے جاتے اشبوط دیلمی نے کہا ای جمشید جب تو خداوند اور خالق ہی تو یہ کیا بڑی بات ہی تیرے قبضۂ قدرت
اور حیز امکان سے سب کچھ ممکن ہی تو اگر چاہے تو تمام مقتولون کو خلعت حیات عطا فرما دے اور وہ سب زندہ ہو جاوین

جمشید دل مین سمجھ گیا کہ یہ مردک ہماری خداوندی پر طعن کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ ای اشبوط یہ امر میری حیز امکان مین نہین بلکہ میری قدرت خداوندی سے باہر ہی یہ کسی کو قدرت نہین کہ مردے کو زندہ کردے اور نہ کوئی خداوند اپنے کارخانہ قدرت اور مقدرات کو بدل سکتا ہی اس امر مین جو کوئی کچھ بیان کرے سب غلط اور جھوٹ ہی ہرگز ہرگز قرین قیاس نہین اور نہ عقل اس امر کو گوارا کرتی ہی ایسی روایات کو ایک قصہ مصنوعی تصور کرنا چاہیئے ای اشبوط خداوند طبیعت مجردہ بھی کسی بندہ مردہ کو جلا دے یہ ممکن نہین جس حال مین کہ خداوند کو خود مقدور بندے کو جلا دینے کا نہین تو فرزند یا نائب خداوند کو یہ قدرت کہان کہ جو مردہ کو زندہ کرے ای اشبوط اب تو بتا کہ تیرا خداوند دیلم قرم ساق جسکا تو پیرو اور پیغمبر ہے کیا بلا ہی آج تک کوئی کام ظہور مین نہین آیا اگر وہ شان خداوندی رکھتا ہی تو کوئی کرشمہ قدرت ظاہر کرے اور ہمکو دکھلائے اور وہ اگر معدوم ہی تو پرستش کسکی کیجاوے اور اگر وہ خداوند قدرت ہی تو اسنے اپنے پہلوانون کو مرنے کیون دیا اور جو وہ مر گئے تو پھر زندہ کیون نہین کرتا اور ای اشبوط دیلم جو مین نے تیری نسبت اعتراض کیا ہی وہی اعتراض اقلیموس و اقلیموس کی نسبت بھی میرا ہی کہ یہ دونون سلاطین شب پرست ہین آخر کس قدرت وکمال پر پرستش کرتے ہین ای اشبوط ہر چند کہ مین مردہ کو زندہ نہین کر سکتا لیکن قتل وہلاک کی تو قدرت خاطر خواہ رکھتا ہون بہرکیف تمہارے خداوند خفتہ سے بدرجہا بہتر و برتر ہون تمہارا خداوند فرضی ہمارے مرگ وہلاک پر قدرت نہین رکھتا اور مین تمہارا خداوند ظاہر تمہارے قتل وہلاک پر قدرت بخوبی رکھتا ہون اور تم پر قہر وغضب اپنا نازل کر سکتا ہون الغرض اسی بحث مین جمشید پلید نے اپنے عمامہ کو سر سے اونچا کیا اور پیشانی ظلمانی کو دکھلایا ان خران بے دم کی نظر جو نہین اس داغ پیشانی پر پڑی اثر سحر سے وہ تمام قیل وقال بھول گئے اور ساعت بساعت محبت جمشید بوجہ تاثیر سحر بڑھتی جاتی تھی تا اینکہ جمشید کا قول انکے دل پر نقش کالحجر ہو گیا بعد ایک ساعت کے یہ تینون احمق بے اختیار جمشید کے آگے سجدہ کو جھکے اور کہا ای جمشید اب ہمکو یقین وثابت ہو گیا کہ تو برحق خداوند ہی اور ہم تیرے بندے ہین اور آج تک ہم خواب غفلت مین تھے اور اپنے خداوند کو بھولے ہوئے تھے

شعر

ہمہ عمر خود بیہودہ باختیم	دریغا کہ قدر تو نشناختیم

جمشید اسوقت اسقدر خوش ہوا کہ جامہ اسکے جسم نجس پر تنگ ہو گیا اور ان تینون بادشاہون پر نہایت مہربانی فرمائی اور کہا ای اشبوط خداوند نے تیرا منصب پیغمبری بدستور قائم وبحال رکھا لیکن جسطرح تو پہلے پیغمبر تھا ہمنے بھی تجھے ویسا ہی منصب پیغمبری عطا فرمایا ضدار منکوس منحوس کو پیغمبر دست راست کیا تجھکو عہدہ پیغمبری دست چپ کا دیا اشبوط گبری اثر سحر سے ایسا خود غلط ہو گیا کہ اپنے حال وقال سے ہوش نہ رہا اور اس مہربانی جمشید کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کئی سجدے پے در پے جمشید کو کیے اور راتون رات ان تینون احمقون نے اپنے اپنے لشکرون کو بلوا لیا اور لشکر جمشید کے شریک ہو گئے۔ راوی کہتا ہی کہ جمشید کی رفعت وشان اسقدر بڑھی کہ دماغ اس مردود کا آسمان ہفتم پر پہنچ گیا اور دود نخوت وغرور دماغ مین ایسا سما گیا کہ وہ نابکار

بجز خناز جادو کے اور کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور نہ کسی کا وجود جانتا تھا حتی کہ ضارمنکوس دیوث کو بھی کچھ نہین سمجھتا تھا لیکن خناز جادو کو بغرض و خوشامد بلا عذر سجدے بہم کیے جاتا تھا اور بہزار شوق دل اُس کافر ساحر کی خواہش کو روز بروز پورا کیے جاتا تھا قصہ کوتاہ ایک روز جمشید نے نہایت غرور و تکبر سے فخریہ ضارمنکوس منحوس سے کہا اے استاد بدبنیاد دیکھا تو نے چشم کور سے اعمال سحر اسکو کہتے ہین کہ جو شاہ جادوان یعنے خناز جادو عمل مین لایا کیسے کیسے کارہاے لائق و عمدہ قابل تحسین و آفرین ظہور مین آئے ہین نہ ایسے اعمال لغو ولاطائل جسکا تو دعواے باطل کیا کرتا ہی سچ تو یہ ہی کہ تو نے ایسا اس فن سحر کو حاصل کر کے غارت کیا ہی کہ جسکی حد نہین ہی تا اینکہ آجتک تجھ سے پشم کندہ نہوئی اے استاد میری تو اب صلاح یہ ہی کہ تو شاہ جادوان کی چندے خدمت کرا ور اُس کا شاگرد ہوجا اور خوب محنت کر کے اُس سے سحر سیکھ لے یقین ہی کہ چند روز مین تو بھی فن سحر مین کامل ہوجائیگا اور تیرا بھی کمال مشہور ہوجائیگا ضارمنکوس نے کہا اے جمشید یہ تو کیا کہتا ہی مین شاہ جادوان کا شاگرد کیسا بلکہ شاہ جادوان کا بندۂ بے زر ہون اور شاہ جادوان کا الطاف کریمانہ مجھپر ایسا ہی کہ جسکی حد نہین اُس کریم النفس نے خود مجھے اپنی شاگردی سے سرفراز و ممتاز فرمانے کا وعدہ فرمایا ہی لیکن مجھے افسوس یہی ہی کہ تو میرے سلوک اور احسانات کو خیال مین نہین لاتا کہ مین نے کس کس جانفشانی اور جانکاہی سے تیرے جاہ و اقبال کو بڑھایا ہی اور کوئی وقت ایسا نہین کہ مجھے تیری فکر نہو یا تجھ سے غافل رہون مگر تجھکو مطلق پروا نہین افسوس میری ہی تعلیم و تربیت اور محنت و مشقت سے تو اس مرتبہ کو پہونچا کہ تمام سلاطین عالم مین تو ایک ہی لیکن تو نے میری کچھ قدر و منزلت نہین کی اور اگر مین ذرا سی بھی غفلت کرتا تو اس قدر و منزلت کو پہونچنا ممکن نہ تھا اور خناز جادو تجھے ایک موے پشم بھی نہ سمجھتا بہرصورت اگر تو بچشم انصاف دیکھے تو یہ جسقدر تیرا جاہ و جلال اور ترقی اقبال ہی میری ہی کوشش کا باعث ہی جمشید نے کہا اے استاد بدنہاد تو آزردہ خاطر نہو مین نے یہ تجھ سے مذاقاً کہا ہی ورنہ تو جانتا ہی کہ اب مجھے کیسی قدرت حاصل ہی تیری مرگ و زیست میرے ہی قبضہ قدرت مین ہی لیکن اس اختیار پر تجھے مین مثل جان کے عزیز رکھتا ہون اور تیرا ادب ملحوظ خاطر رہتا ہی الغرض جب اشبوط دیلم اور اقلیموس و القیموس تینون سلاطین کے لشکر جمشید کے لشکر نکبت اثر مین شریک ہوگئے پھر تو اور بھی دماغ جمشید کا عالم بالا پر پہونچا اور غرور و تکبر اسقدر بڑھا کہ اب وہ یاجی اپنے مقابلے مین کسیکی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور یہ حالت بہم پہونچی کہ اب جب وہ ملعون سوار ہوتا ہی سر راہ جو شخص ملتا ہی وہ عوض سلام کے سجدہ کرتا ہی اور اس ملعون کو خداوند جمشید کہتے ہین ضارمنکوس منحوس نے جمشید کے لیے بیچ مین لشکر کے ایک جا بلند مثل دمدمہ کے بنائی تھی اور اس بلندی پر ایک برج نہایت بلند اور وسیع بنوا دیا تھا اور اُس برج مین چارون طرف کھڑکیان بنوائی تھین اور ہر ایک کھڑکی مین پچی کاری جواہرات کی تھی اسواسطے کہ جمشید مسند خلافت پر اُس برج مین اجلاس کرے اور اپنا جلوۂ منحوس مردمان لشکر کو دکھایا کرے اور نام اس برج کا جہان نما رکھا تھا غرض دوسرے روز جمشید نے اشبوط دیلم کو بارگاہ مین بلوا کر حکم دیا کہ اے پیشمبر دست راست میرے تو بلد جا اور بکران شاہ خارجی اور

نصرون ربیعی کو ہماری طرف سے سجدہ کی ہدایت کرنا کہ انھین نہایت عمدہ طور سے تلقین وہدایت کرکے دونون کو اپنے ساتھ ہمارے پاس لے آ اگر وہ سلاطین ہمارے پاس آنے مین کسی طرح کا عذر پیش کرین اسوقت ہماری شمشیر آبدار سے کہ خوشہ قدرت سے موسوم ہی اور خاص خداوندی ہی انکو خائف کرنا اینلیے وہ غضب الٰہی سے ڈر جائین اور بلا عذر دنگار چلے آئین نجاشی نے کہا ای خداوند این بندۂ ناچیز کی یہ صلاح ہی کہ ابوحاکم کو بھی یہی پیام زبانی کہلا بھیجا چاہیے یقین ہی کہ مناسب ہوگا جمشید نے کہا اس گیدی کو کچھ ضرورت نہین ہی ابھی اسکو پیام دینے کی چندان احتیاج نہین آی یہ مین خوب جانتا ہون کہ وہ بندۂ غرض ہی تم دیکھنا کہ وہ خود بخود حاضر ہو جاویگا کیسلیے کہ ابوحاکم ہمیشہ پہلوانان زور آور کی خوشامد کرتا رہا ہی بالآخر گمان و قیاس اسکا نہایت ہی درست نکلا کہ اسی روز ابوحاکم بلا طلب وسیلے معرفت نجاشی کے جمشید کے پاس پہونچا اور کہا ای جمشید خداوند یہ کمترین بھی واسطے سجدہ کے حاضر ہوا ہی لیکن میرا سجدہ کرنا ایک شرط پر منحصر ہی وہ شرط یہ ہی کہ معزالدین طلسم کشا بانی فتنہ و فساد کو نیست و نابود کردے اور ابوطاہر و شمسہ تاجدار کی آرزوے جہان پوری نہو اگر تجھے ایسی قدرت حاصل ہی تو اپنی قدرت خداوندی کا مجھے یہ کرشمہ دکھادے پھر مین ایسا سجدہ تجھکو کرون کہ تو مجھسے نہایت ہی خوش ہو جمشید نے کہا ای ابوحاکم تھوڑا اور صبر کر پھر مین تجھے اپنی خداوندی کا کرشمہ دکھاؤنگا کہ خداوند نے کیا کیا امورات مقدر کیے خداوند تیرا اب فقط معزالدین کے طلسم سے باہر آنے کا منتظر ہی جسوقت وہ طلسم سے باہر آجاے اسوقت تو میری قدرت خداوندی کا تماشا دیکھنا کہ کیسے کیسے اور کیا کیا کرشمے نظر آتے ہین اور معزالدین کو طرح طرح کی عقوبت و عذاب مین گرفتار کرونگا اور نہایت ذلت و خواری سے معزالدین اور اسکے رفیقون اور سرداران لشکر کو کارزار مین ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی اور ماہیان دریائی اسکی حال پر تاسف کرینگے ابوحاکم نے اس راندۂ درگاہ ایزدی سے جسوقت اس افسانہ کو سنا بے اختیار سجدے کو جھک گیا اور تین چار سجدے متواتر کیے اور اسی روز مع اپنے لشکر کے آکے لشکر جمشیدی مین داخل ہوا بعد اسکے اشبوط دیلمی حسب الحکم جمشید پلید سوار ہوکے بکران شاہ خارجی و نصرون ربیعی کی بارگاہ مین آیا بکران شاہ خارجی خبر اشبوط دیلم کے آنے کی سنکے تا دربارگاہ واسطے استقبال کے آیا اور اپنے ساتھ لاکر تخت پر بٹھایا جب اشبوط دیلم بارگاہ مین پہونچا یہ آواز بلند کہا میرا اسلام اس شخص پر جو جمشید کو صاحب قران اور خداوند کا فرزند و نائب خاص سمجھے اور میری پیغمبری کا اقرار کرے جب اشبوط دیلم نے یہ جملہ سر دربار بیان کیا اور حاضرین دربار نے بخوبی سنا بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ربیعی اور سنجدون بن انجار جہان پہلوان بلکہ اور حاضرین بارگاہ نے خوب قہقہے لگائے

بارگاہ بکران شاہ خارجی مین ملک نصرون ربیعی اور انجد بن سنجدون وغیرہ

کا مجتمع ہونا



بعد اسکے بکران شاہ خارجی نے کہا اے شاہ دیلم تجھے ایسے کلمات اپنی زبان سے کہتے شرم نہین آتی تو ساری عمر مرتبۂ پیغمبری مین گذاری اور تمام مردمان دیار دیلم تجھکو اپنا شاہ اور پیغمبر دیلم سمجھتے رہے اور اب آج تو بلا وجہ اور بلا سبب ایک ملحد خود پرست مردود وخلائق جانشی بیچے کی اطاعت اختیار کرتا ہی اور خداوند کہتا ہی اور طرہ یہ کہ خود بھی گمراہ ہوا ہے اور سب کو ہدایت راہ ضلالت کرتا ہی او بے حیا تجھے اپنے ننگ وناموس کا بھی کچھ خیال نہین ہی اے اشبوط دیلم تو خارج از عقل پہلے تو نہ تھا مگر جمشید کے داغ مسحور کو دیکھ کے اثر سحر مین گرفتار ہو گیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ بالکل از خود رفتہ ہو گیا اصلا نیک و بد مین تمیز نہین رہی اشبوط دیلم نے جواب دیا کہ اے بکران شاہ ونصرون شاہ اصل حال یہ ہی کہ آج تک مین تمھاری ہی طرح جمشید کے مرتبۂ خداوندی سے خبردار نہ تھا اور نہ معلوم تھا جب میرے پاس وحی پہونچی اور خداوند دیلم نے مجھے اس راز و اسرار سے آگاہ کیا اور کہا کہ جمشید بلاشک وشبہ خداوند ہی اور تو بھی اسے سجدہ کر اور اپنا معبود برحق جان اور تجھکو جمشید اپنا پیغمبر دست چپ کریگا کہ اُسنے یہ عہدۂ خاص تیرے لیے رکھا ہی اے بکران شاہ اُسوقت مجھے جمشید کی جاہ وحشمت وجلال کا حال معلوم ہوا کہ جمشید کو بیشک مرتبۂ خداوندی حاصل ہی آخر احکام وحی کے موافق مین کاربند ہوا کہ جمشید کو خداوند سمجھکر سجدہ کیا غرض اشبوط دیلم گیدی کی حماقت

سنکے پھر اہل دربار دوبارہ خوب ہنسے لیکن اشبوط دیلم کو کچھ بھی خیال نہوا وہ اپنی ہی کہا کیا آخر بکران شاہ خارجی نے پھر کہا
ای اشبوط دیار دیلم اب تم یہ ارشاد فرماؤ کہ تمھارے پاس وحی کس قرمساق کی آتی ہی اور کون گدھا وحی بھیجتا ہی اشبوط بولا
شاید تجھکو نہیں معلوم ہمیشہ کون وحی بھیجا کرتا ہی ای بے وقوف بجز خداوند دیلم کے اور دوسرا کون ہی جو وحی نازل کرے
نصرون ربیعی نے کہا شاید تیرے زعم باطل اور عقیدۂ بد مین دیلم گیا ہی خداوند ہی پھر جمشید کو تونے کسواسطے خداوند جانا
اور سجدہ کیا او قرم ساق ہر ملت و مذہب مین ایک معبود ہوتا ہی تیرا عجیب مذہب ہی کہ دو خداوند رکھتا ہی یہ ہمنے کہین نہین سنا
کہ ایک شخص دو خداوند کی بندگی کرے اور دونون کو اپنا معبود سمجھ کے سجدہ کرے اشبوط دیلم نے کہا ای نصرون خدا وند دیلم ہی
نے وحی مین یہ ارشاد فرمایا ہی کہ ہمنے تھوڑے روز کے واسطے اپنی خداوندی جمشید کے حوالے کردی ہی اور اُسی کو خلق کی
پرستش کے لیے کافی کر دیا ہی تو بھی اُسے سجدہ کر اور اپنا معبود سمجھ بس مین نے بعد پہونچنے وحی کے جمشید کو سجدہ کیا اور
اپنا معبود جانا مین نے اپنے خداوند دیلم کے حکم کی تعمیل کی جب سے مجھے معلوم ہوگیا کہ جمشید بیشک لائق سجود خلائق ہی
بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم تیری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ عقائد تیرے راسخ نہین ہین خیر اب اس قصہ کو موقوف کر
اور یہ کہو کہ تمنے یہان کیون تکلیف کی اور کس غرض سے یہان آنا ہوا اشبوط دیلم نے کہا ای ملک نصرون و بکران شاہ تم نہین
جانتے کہ جمشید کا وزیر زبردست او سپہبر دست چپ مین ہون اور مجھے کار ہدایت خلائق مرحمت ہوا ہی سو مارا خداوند
کے حکم سے خاص واسطے ہدایت و تلقین کے یہان آیا ہون کہ تمکو خداوند جمشید کے سجدے کی ہدایت کرون اور راہ ضلالت
سے نکالون ای نصرون و ای بکران شاہ اگر تم بچشم بصیرت دیکھو اور انصاف سے غور کرو تو جمشید پلید کا کرشمۂ خداوندی
و قدرت ظاہر ہی کچھ پوشیدہ نہین ہی کوئی تیغ قدرت سے امان نہین پا سکتا مگر وہ شخص جو کہ بندۂ خاص اُسکا ہوا اور یاد رکھو
کہ بوجہ اس نافرمانی کے عذاب مین ایسے گرفتار ہوگے کہ تا قیامت کسی طرح سے نجات نہ پاؤگے بلکہ طرح طرح کا قہر و غضب
خداوند کا تم پر نازل ہوگا بکران شاہ نے کہا ای اشبوط دیلم معلوم ہوا کہ سرتاپا تم خبط مین گرفتار ہو کسی طرح تم اپنے ہوش و حواس
مین نہین ہو اور یہ بھی تمھاری حماقت ہی کہ جو تم چار پہلوانون کے مارے جانے سے ایسے پریشان ہوے کہ از خود رفتہ ہوگئے
اور بے دہشت و یاس محض اپنے کو جانتے ہو اور بے وجہ اور بلا سبب جمشید کو سجدہ کرنے لگے ہم ایسے تمھاری طرح
نادان نہین ہین کہ ناحق اپنا مذہب قدیمانہ ترک کردین اور ایک بے دین کو خداوند اپنا گردانین اور اُسکو سجدہ کرین اور
اُسکی خواہ مخواہ خوشامد کرین ابھی تو ہمارا پشت و پناہ اور قوت بازو اسجد بن سجدون جہان پہلوان جرار و بہادر جمشید کا
سرکوب موجود ہی جمشید مردود کا کیا خوف ہی ہم اُس سگ خارپشتی کو کیا سمجھتے ہین جسوقت وہ مردود پلید ذرا بھی سر
اُٹھاویگا یا ہماری طرف نگاہ کج سے دیکھیگا ہم اُسکو اور اُسکے خداوندی کو مثل حرف غلط کے دفتر عالم سے مٹا دینگے
اُسکا دعواے باطل ہمارے آگے کب فروغ پا سکتا ہی جمشید ولد الحرام کی خداوندی کا حال ظاہر کرینگے ای اشبوط
دیلم ہم جمشید کی اور جمشیدیون کی کچھ حقیقت نہین جانتے بلکہ ایک موے کپشم سے بھی کمتر اور بدتر جانتے ہین ہم کیا جانین

کہ جمشید کون سگ مزبلہ وبازاری ہی اشبوط دیلم گیدی یہ کلمات سخت سنکر خاموش ہوگیا اور جسطرح آیا تھا خاموش واپس گیا اور جمشید سے جاکر تمام وکمال اس گفتگو کو مفصل بیان کیا جمشید رسالت سے اشبوط دیلم کی اس گفتگو سے نہایت خوش ہوا اور ایک خلعت پر زر نہایت گران بہا عنایت کیا بعد اسکے جمشید نے لشکر مین جاکر طبل جنگ بجوا دیا جب صدا ے طبل بلند ہوئی اور بکران شاہ کے کان مین پہونچی بکران شاہ نے ملک نصرون ربیعی سے کہا تم بھی اپنے لشکر مین حکم دو کہ کوس حربی بجے ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کل کی گفتگو ہماری اشبوط دیلم فرستادے نے جمشید نابکار سے بیان کی ہی اسواسطے اس مردود ازلی نے آج طبل جنگ بجوایا ہی خیر جو کچھ ہو دیکھ لیا جائیگا شعر

	گر از جمشیدی و خوار سے دہد		بہ نیم کرانجست یار سے دہد	

اسوقت اکثر پہلوانان شجاعت شعار و سرداران تہور آثار بکران شاہ کی بارگاہ مین حاضر تھے مثل نصرون شاہ اور شیستان بن شیلست کے جو شجاعت سے شہید الشہداء کے عہدۂ سپہ سالاری پر ممتاز ہی اور دوسرا پہلوان جہان انجد بن نجدون جسکی معرکہ آرائی کا حال گوش گذار سامعین عالی منزلت ہوچکا ہی اور بکران شاہ کی حشمت و شوکت کا مدار بھی اسی پہلوان یگانۂ روزگار پر منحصر ہی بکران شاہ کے لشکر مین کوئی پہلوان و سردار مثل انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نہین ہی حالانکہ انجد بذات خاص ایک پہلوان فیل پیکر ہی اور اسکا زور و طاقت بسبب مہرۂ سحر کے زیادہ ہی لیکن فی الحال بباعث گم ہوجانے مہرۂ سحر کے انجد پہلوان کا زور جاتا رہا جسکی وجہ سے انجد جہان پہلوان مشہور ہوا اب انجد بن نجدون مین فقط زور اصلی باقی رہگیا ہی چنانچہ یہ داستان ندرت بیان بشرح و بسط جلد ہاے اولی مین بیان ہوچکی ہے ابھی اس مہرۂ سحر کا اثر بالکل زائل نہین ہوا کسی قدر باقی ہی کیا معنے کہ اس ساحر جہنم نصیب یعنے میرے استاد نے یہ کہا تھا کہ جبتک اس مہرہ کو اپنے شکم مین رہنے دیگا تو کوئی پہلوان روزگار بلکہ کل عالم کے پہلوان شہ زور تجھپر غالب نہین ہونگے مگر ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہ مہرۂ سحر تیرے شکم سے نکل کے گم ہو جائیگا بعد گم ہونے مہرۂ سحر کے بھی سالہا سال مہرہ کا اثر تیرے جسم مین باقی رہیگا اور ہاتھ پاؤن سے قوت سحر زائل نہوگی چنانچہ انجد اس حال سے اپنے بخوبی واقف تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی اثر مہرۂ سحر بالکل جاتا نہین رہا اور میرے دست و بازو مین قوت و توانائی بھی دو چند پائی جاتی ہی غرض دونون پہلوانان قوی ہیکل و دیو پیکر بارگاہ مین موجود تھے طبل جنگ کی آواز سنتے ہی یہ دلاوران شجاعت آثار و تہور شعار لاف زنی کرنے لگے بکران شاہ نے بھی دونون پہلوان رستم زمان کے بھروسے پر اپنے لشکر مین طبل بجوا دیا اور دوسرے روز حسب معمول وہ گیارہ لشکر جنگاہ مین صف آرا ہوے اور بعد آراستگی صفوف عساکر پہلے جمشید کے لشکر سے تلخوم مصری ایک پہلوان دلاور معرکۂ رزم مین پہونچا اور بعد رجز خوانی ہم نبرد طلب کیا ادھر لشکر بکران شاہ خارجی سے بلتاس ایک جام شراب ارغوانی نوش کرکے تلخوم کے مقابلے کو چلا تلخوم پہلوان نے تلتاس کو بعد رد و بدل بسیار قتل کیا بعد اسکے قتل ہونے کے شیستان سپہ سالار نے میدان رزم کا قصد کیا اور اس بہادر

دوران نے تلخوم کو مجروح کیا اور میلان مصری وغیرہ چار پہلوانان نامی گرامی کو لشکر جمشید سے بضرب شمشیر آبدار قتل و ہلاک کیا اس عرصہ میں شام ہو گئی ملک نصرون وبکران شاہ نے اسی قدر غلبہ کو غنیمت جانا میدان سے ہاتھ روکھکر طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے روز پھر معرکہ کارزار آراستہ ہوا اسدن اقواس و تلواس زنگی وغیرہ پانچ پہلوان لشکر اقیموس سے پر دریدہ میدان جنگ میں آئے اور شیشان دلاور میدان کی سنان شمشیر کے طعمہ ہو گئے اسی طرح دوسرے روز میدان کارزار میں بھی شانول وخرتول وغیرہ دس پہلوان جمشیدی شیشان پہلوان تہور شعار کی ضرب شمشیر سے جہنم واصل ہوئے جمشید نے شیشان دلاور دوران کی دلاوری اور بہادری دیکھ کے دل میں تعریف کی اور کہا واقعی ہر ایک پہلوان اس جوان بہادر سے تاب مقابلہ نہیں لا سکتا اسوقت برجاس مردار خوار جمشید کے برابر کھڑا تھا اور نشۂ مردانگی سے جھوم رہا تھا جمشید پلید نے برجاس پہلوان سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ اے برجاس دلاور دیکھتا ہے کہ شیشان بہادر کیا کارنمایاں کر رہا ہے برجاس اس تعریف سے چیں بجبیں ہوا اور کہا اے خداوند تیری تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند بھی شجاعان زمان اور بہادران دوران کی ضرب بے پناہ سے خائف ہوتے ہیں خیر کل صبح کو یہ بندۂ خاص آپکا رزمگاہ میں جاکر اس پہلوان روزگار کا مزاج پوچھیگا جب اس ضرب دست قدرت کا حال معلوم ہوگا اور بہادری کی لذت حاصل ہوگا مگر اے خداوند میں امیدوار ہوں کہ حضور بخوشی دل مجھے رخصت فرمادیں اور نقارۂ رزمی بھی میرے ہی نام پر بجوایا جائے پھر میں اس پہلوان پسندیدۂ خداوند کے مقابلہ کو جاؤنگا اور ابھی خداوند کے سامنے اس گبر متکبر و مغرور کو مانند بز و گوسفند کے ذبح کرونگا۔ الغرض دوسرے روز صبح کو بعد آراستگی صف عساکر طرفین برجاس خونخوار پہلوان جمشید نے جمشید پلید سے رخصت لی اور ایک جام شراب زہرمار کیا اور گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان رزم میں آیا پہلے چار پہلوانان لشکر بکران شاہ خارجی و ملک نصرون بہی سے خاک و خون میں ملائے بعد اس ہنگامہ شور افزا یعنے قتل پہلوانان لشکر شاہان مذکور کے نعرہ مارا اور آواز دی کہ اے شیشان پہلوان زمان — شعر

کل کے میدان میں کیا خوب رنگ لائے تھے ہمیں
آج کیا مر گئے تلوار اٹھانے والے

آج ہاتھ و تمھاری ہی حرب و ضرب کا تماشا دیکھنا منظور تھا اور اسی لیے آئے تھے معلوم نہیں کہ تم اجل رسیدہ کس گوشہ میں بخوف میرے مقابلہ کے گوشہ گیر ہو رہے اگر کچھ حیا ہو اور جرأت و جوانمردی رکھتے ہو آؤ ہم نہایت مشتاق ہیں اور اجل بھی تمھیں تلاش کر رہی ہے ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کسقدر جوہر مردانگی رکھتے ہو جلد آؤ میرے دو چار حربوں کا تماشا دیکھو۔ شیشان پہلوان کو حریف کے طعن و تشنیع کی تاب کہاں تھی بمجرد اس آواز کے مانند برق جولان گھوڑے کو چمکاتا اور نیزہ کو ہلاتا ہوا رزمگاہ میں پہونچا اور کہا

شیشان پہلوان کا میدان رزم میں بغرض جنگ و پیکار مسلح اور مکمل ہو کر آنا اور

جنگ مردانہ کرکے برجاس کو قتل کرنا



باش او ولد الزنا ان چار مردان ضعیف کے قتل ہونے سے ایسا از خود رفتہ ہو گیا دیکھ تو اب کیسا غرور و تکبر تیری ناک کی راہ سے نکالتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا ارے تجھکو کبھی اسقدر بھی سمجھ آئی ہوئی کہ تو مردان شمشیر زن کے مقابلے کی ہوس رکھے بچشم کور دیکھ کہ تیری قضا تیرے سر پر کھیل رہی ہے برجاس مردار خوار بھی ایک پہلوان قوی الجثہ تھا سنتے ہی شمشیر خون آشام نیام سے لی اور ایک ساعت کامل رد و بدل رہی اور جوہر مردانگی اپنا دونون نے خوب دکھایا بعد ان حملات کے شیثان نے ایک ضرب قضا نزول اس قوت سے برجاس کے سر پر لگائی کہ خود آہنی کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی اور مغز سر نابکار کو منتشر کرتی ہوئی اور دل و جگر کی خبر لیتی ہوئی زین اسپ پر پہونچی یکایک طبل بازگشت لشکرون مین بج گئے سب اپنے اپنے آرامگاہ کو روانہ ہوئے جمشید پلید کمال بد دماغی اور رنج و غصہ سے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اسپ جہان گرد کو چمکاتا ہوا شیثان پہلوان کے مقابلے کو آیا اور بآواز مہیب کہا اے بندۂ پرغرور اب تیرا ظلم و جور اسقدر بڑھ گیا کہ تیری جفا و بیداد خداوند کو سخت ناگوار گذری آخرکار خداوند نے یہ امر مقدر فرمایا ہے کہ خداوند بذات خاص اس بندۂ ظلم شعار کو اسیر و دستگیر کرلے تا بعذاب سخت داخل جہنم کرے بعد اس قیل و قال کے نوبت حرب و ضرب کی دوبارہ پہونچی جمشید نے بعد دو حملات وہی شمشیر قدرت غلاف سے نکال کر

شیشان کے سر پر ماری شیشان نے بقوت سپہ گری اس ضرب کو دستہ فولادی سے رد کیا ورنہ شمشیر بے پناہ تنگ کمر
تک اتر کر مع راکب و مرکب چار پرکالہ کر دیتی تاہم چار انگشت کاسئہ سر مین شیشان پہلوان کے در آئی عیاران لشکر
نہایت سرعت و تعجیل سے شیشان پہلوان کو اپنے لشکر مین میدان جنگ سے لیگئے نفرون شاہ ربیعی اپنے سپہ سالار
لشکر کے زخمی و مجروح ہونے سے زار زار رونے لگا اور نہایت محزون و مغموم ہو گیا کس واسطے کہ اسکے لشکر مین بلکہ کل سلطنت
مین بس ایک وہی پہلوان نامی و گرامی تھا اور کوئی دوسرا اسکا جواب دینے والا نہ تھا اور در واقعی جمشید کا ایسا وار روکتا
کہ اور کوئی پہلوان اسکی شمشیر قدرت کا متحمل ہو سکتا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے نفرون شاہ کی نہایت تشفی کی
اور خوب سمجھایا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے کل میدان مین دیکھ لینا کہ جمشید پلید سے شیشان پہلوان کا کیسا انتقام
لیتا ہون کہ جمشید بھی ہمیشہ یاد رکھیگا۔ الغرض اس رات کو انجد بن نجدون پہلوان جہان کے نام طبل جنگ بجا اور صبح کو بعد
صف آرائی انجد بن نجدون جہان پہلوان کر فرسے مثل فیل مست گھوڑے کو جھکارتا ہوا رزمگاہ مین پہونچا اور پہلوانان
نامی کو لشکر جمشید سے خاک و خون مین ملا دیا چنانچہ پانچ روز کی میدانداری مین چالیس پہلوانان جمشیدی اور شبوط
دیلمی و القیموسی و اقلیموسی کو کہ ہر ایک پہلوان بے مثل تھا انجد بن نجدون جہان پہلوان نے خستہ و مجروح کیا بعض تو
راہی دار البوار ہوئے اور بعض زندگی کے دن پورے کرنے لگے اور بعض انھین سے صاحب یکہ سحر تھے مثل ارجاس و
ترجاس و تلخاس و فلخاس وغیرہ کے وہ بھی اس بہادر دوران و پہلوان جہان یعنے انجد بن نجدون عالی شان کے
ہاتھ سے خستہ و دست و پا شکستہ جنگ و پیکار سے محض بیکار ہو گئے اور بیس پہلوانان زبردست و قوی ہیکل گرفتار
ہوئے جمشید پلید اس واقعہ کو دیکھ کے ایسا گھبرایا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شب کو ہنگام ملاقات و خدمتگذاری
خناز جادو سے سرگذشت اس معرکہ کی اور شکایت ظلم و جور انجد بن نجدون جہان پہلوان کی بیان کی اور نہایت
آبدیدہ ہوا خناز جادو ساحر نے کہا ای جمشید تو اس بات کا شکر ادا نہین کرتا کہ انجد بن نجدون کے قلم سے وہ
مہرہ سحر نکل گیا اور عمل سحر مین کامل نہین رہا ورنہ وہ پہلوان قیامت برپا کر دیتا یہ کیا ممکن تھا کہ کوئی اس پہلوان
سے مقابلہ کر سکتا ہرگز نہین انجد بن نجدون پہلوان ایک عالم کے پہلوانون سے قیامت تک مغلوب نہوتا اور تو بھی
کبھی اسکی قوت و شہزوری کا مقابلہ نہ کر سکتا خیر با این ہمہ کل تو خود انجد بن نجدون کے مقابلہ کو جانا اور بزور و قوت
خداوندی انجد بن نجدون پہلوان جہان کو گرفتار کر لانا مگر اے جمشید یہ یاد رہے کہ انجد بھی ایک پہلوان زبردست تو
دیکھنا کہ بروقت جدال و قتال اہل اسلام کے اس انجد بن نجدون پہلوان سے ایسے ایسے کار نمایان ظہور مین آئینگے کہ
تیری شان خداوندی کو رونق از حد ہو جائیگی اور تجھکو اس جوان ذی شان سے مدد اور کمک ملیگی قصہ مختصر جمشید
کو خناز جادو نے بدل جمعی تمام سمجھا دیا اور حال آیندہ بھی سب بیان کر دیا جمشید یہ واقعہ سُنکے سمجھا اور یقین ہو گیا کہ انجد
بن نجدون پہلوان نہایت زبردست ہے واقعی میرے لشکر کا کوئی پہلوان بجز میرے حریف نبرد نہین ہو سکتا خناز جادو نے

بھی واسطے میدانداری کے حکم دیا تھا ناچار جمشید نے خود انجد کے مقابلہ کا قصد کیا اور طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو انجد بن
نجدون میدان جنگ مین آیا اور نہایت فصاحت سے رجز پڑھ کے طالب حریف ہوا نجاشی بادشاہ حبش جمشید پلید سے
اجازت حرب لیکر میدان مین آیا اور انجد بن نجدون سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار جیسے سے اور پہلوانان لشکر زخمی
و مجروح ہوسے تھے نجاشی بھی زخمی ہو کر لشکر کو واپس گیا اسکے بعد جمشید ملعون نے نقلیان لشکر کو حکم دیا کہ معرکہ
میدان مین آواز لگاؤ اور اس عبارت کو بلند آواز سے بیان کرو ای گبر و مسلمان وای بندگان خدا وند خاص آج تم سب
جلوۂ جمال خداوندی کے انتظار مین چشم براہ رہو دیکھو بہت قریب خداوند معرکہ رزم و پیکار مین آیا چاہتا ہے اور اپنا قہر
و غضب اور کرشمۂ قدرت تم سب کو دکھایا چاہتا ہے تم لوگ خوب بچشم غور دیکھنا کہ خداوند اس بندۂ مغرور و متکبر یعنی انجد بن
نجدون پہلوان کو کس آسانی سے اسیر و دستگیر کرتا ہے ورنہ اب بھی توبہ کر کے خداوند کو سجدہ کرے تاکہ وہ اپنی بخشش و کرم
خداوندی سے معاف فرمائے نقلیان لشکر جمشید نے بموجب حکم جمشید یہی کلمات ادا کیے تمام اہل لشکر نے سنکے
خوب قہقہے لگائے جمشید اس خندۂ بے محل سے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا کیا بعد اسکے جمشید نے اسپ جہانگیر
کو زین مرصع و زرنگار سے آراستہ کیا اور خود برج جہان نما کی مسند خلافت سے اترا اور سوار ہوا بروقت سواری کے شہیط
ویلمی و البقیموس و اقلیموس اور نجاشی بھی باوجود زخمداری کے اور نیز ابو حاکم فردوسی وغیرہ سلاطین و امرا برج جہان نما مین
حاضر تھے جمشید پلید سوار ہوا اُدھر تمام اعلے اور ادنی نے اُس کا فر کو سجدہ کیا جمشید نابکار اُسی اسپ قدرت پر سوار ہو کر
میدان معرکہ مین آیا اور انجد بن نجدون بھی صف جنگاہ مین مثل شیر نر و پیل دمان جھوم رہا تھا اور انتظار مین حریف کے
تھا کہ جمشید بھی بکر و فر تمام میدان جنگاہ مین پہونچا انجد بن نجدون نے دل مین کہا اے یزید و مروان اگر آج مین اس
جمشید ملعون پر غالب ہوا اور فتح مجھے حاصل ہو گئی تو مین تمہاری بخلوص عقیدت خدمت کرونگا اور اعتقاد وکئی
میرا اکمل ہو جائیگا ورنہ تمھارے نام پر ہزار ہزار بار پوشین لگاؤنگا اور اسقدر دشنام سے مغلظ دونگا اور نفرین
کرونگا کہ جسکے لائق تم ہرگز نہو گے الغرض جمشید نے پہلے تنگ کو مرکب کے تنگ کیا اور خوب لنگر سے کر دیکھ لیا
بعدہ جوشن و بکتر اور چار آئینون کو سنبھالا اور میدان مین آ کر کھڑا ہوا تمام سلاطین و امرا ہمراہ رکاب سجدہ
کرتے چلے آتے تھے ہر ایک کو رخصت کیا اور کہا اے بندۂ خاص تم پر رحمت اپنی نازل کرونگا آج تم
ہماری خداوندی کا کرشمہ قدرت دیکھنا اور جو جلوۂ قدرت تم کو دکھاؤں اسکو بخوبی یاد رکھنا کہ تم کو آج عجیب عجیب

جلوۂ قدرت خداوندی نظر آئینگے تمام ہمراہیان حاضر رکاب
اُس نامرد کو سجدہ کر کے رخصت ہوے اور علیحدہ الگ ادب سے

کھڑے ہوے اور

انجد بن نجدون اور جمشید ملعون سے باہم زور



ادھر لشکر اہل اسلام نے سرداران عالی مقام وو اوران نیک انجام جمشید کی اس حرکت ناشائستہ کو دیکھتے تھے اور متحیر ہوتے تھے کہ یہ مردک کیا کریگا جو اسطرح کے کلمات بیہودہ زبان سے نکال رہا ہے کسقدر بیحیا ہے جو چاہتا ہے بکتا ہوا و طرفہ تر تماشہ یہ ہے کہ اُسکے مقلدین بھی آمنا وصدقنا کہے جاتے ہیں بارالٰہا یہ مردود اس تبہ کو کس طرح پہونچا اور لطف یہ کہ آج اس مردود ازلی کا مکر و فریب ظاہر نہین ہوا ہر ایک سردار کو اس امر سے نہایت تعجب تھا بعض لوگون کا یہ قول تھا کہ اس مرتبہ ضار منکوس منحوس نے یہ مکر کیا ہے معلوم نہین کہ کونسا نسخہ اس قرساق نے اعمال سحر سے اختراع کیا ہے کہ جسکی وجہ سے اس جمشید پلید کو اسقدر زور حاصل ہو گیا اور بعض کا یہ قول تھا کہ ضار منکوس قرساق مین اسقدر اعمال سحر سے قدرت کہان کہ وہ مردود اسقدر جمشید کو شہزور و صاحب دولت و جاہ و حشمت کر دیگا اس بیحیا کو سحر مین کچھ دخل ایسا نہین ہے مگر یہان کوئی رمز اسمین ضرور ہے اسی طرح یعقوب حرانی بھی ہر روز جمشید نابکار کے حرکات و سکنات دیکھکر کہا کرتا تھا اور سب سے زیادہ تر مشوش و متفکر تھا کوئی لحظہ اس فکر سے اُسکو فراغ نہ تھا بلکہ اسقدر اس جوان عالی شان کو حیرت و تعجب نے گھیرا تھا کہ راتون کی نیند اڑ گئی تھی امیر محمد عالی منزلت نے یعقوب حرانی سے پوچھا ای برادر تمکو اس عرصہ مین مین نے کبھی بالا دوی بھی کرتے نہین دیکھا یہ تو کہو کہ تمھارا مزاج کیسا ہے معلوم ہوتا ہے شاید تمکو

جمشید ملعون نے دھوکا دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا وہ مردک کیا خر ہو اور اسکا وہ خداوند کیا سگ بازاری ہو کہ وہ مجھکو دھوکا دیگا مگر اسے امیر نامدار آپ نے خوب ارشاد فرمایا واقعی چند روز سے میرے مزاج مین کسل اور سستی نے ایسا دخل پایا ہی کہ جمشید ملعون پر کیا موقوف کہین جانے کا اتفاق نہین ہوا مگر یہان مین نے برادر نہنگ مصری عالی جاہ سے اسقدر سنا ہی کہ جمشید پلید کی پیشانی پر ایک نشان سفید ایسا ہی کہ جو شخص ایک نظر اسکو دیکھ لیتا ہی وہ بے اختیار اسکو سجدہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس صورت مین کوئی اعمال سحر سے ضرور نسخہ تیار ہوا ہی جو کچھ مادہ فساد ہی اس مردود کی پیشانی ظلمانی مین ہی بظاہر مجھکو بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضار منکوس ہو یا اور کوئی ساحر تازہ وارد ہو اسکے عمل سحر سے اس ملحد کی پیشانی مین یہ اثر پیدا کرا دیا ہی کہ جسکی وجہ سے اس رانده درگاه لم یزلی کا کام درست ہو گیا آپ خاطر جمع رکھین خدا نے چاہا تو دو ایک روز مین یہ سب حال ظاہر ہو جائیگا مین بھی وقت و موقع کا منتظر ہون القصہ جمشید پلید مغرور بہ احتشام میدان رزم مین آیا اور ایک نعرہ ایسا مارا کہ تمام معرکہ جنگ گونج گیا ایک ساعت کامل اس مردود نے اپنے خداوند کی تعریف و صفت بیان کی جب اس تعریف و توصیف سے فرصت پائی انجد بن سجدون پہلوان جہان کے مقابل مین کھڑا ہوا اور کہا ای جفا شعار مغرور آگاہ ہو کہ یہ زور و قوت تجھے خداوند نے خاص اپنی قدرت کاملہ سے مرحمت فرمائی ہی ورنہ تو اپنی اصل کو دیکھ کہ کیا ہی ایسا غرور کرنا اور کسی کی قدر و منزلت کو نہ دیکھنا اور خداوند کی نافرمانی کرنا تجھ سے نہایت بعید ہی اب بھی اگر تو اپنی خیر و عافیت چاہتا ہی تو خداوند کی قدرت کو دیکھ اور جلد بصدق دل خداوند کو سجدہ کر کہ خداوند تیرا مرتبہ دوبالا کر دیگا اور منصب اعلی سے جلد تر تجھے سرفراز و ممتاز کریگا ۔ انجد بن سجدون پہلوان جہان نے کہا ای جمشید مین سخت حیران ہون کہ تو وہی تو جمشید ہی کہ جو بارہا میرے مقابلہ سے بھاگ گیا یا شاید وہ اور کوئی جمشید تھا اب تیرے کلام واہی اور بیہودہ سے معلوم ہوتا ہی کہ تو دیوانہ ہو گیا جو تو ایسے کلام کرتا ہی او نابکار مین تجھے خوب جانتا ہون اور یقین ہی تجھے بھی یاد ہوگا کہ اکثر صحبت ہم کشتی مین مذاق و خوش طبعی تجھ سے ہوا کرتی تھی اور کبھی کبھی زد و کد بھی ہوتے تھے ہم تجھے کلمہ بکلمہ جواب دیتے تھے اور کئی بار تجھے معرکہ جنگ مین بھی ذلت فاش دی اب اسوقت تو میرے سامنے اسطرح کی اپنی شان و شوکت بیان کرتا ہی اور عجیب و غریب صورت بنا کر آیا ہی اور دعوی بیجا ایسا تیرے دماغ مین سمایا ہی کہ جو مطلق سمجھ ہی مین نہین آیا مجھپر بخوبی واضح ہی کہ یہ تمام فساد برپا کیا ہوا ضار منکوس کا ہی کہ یہ سب سحر و افسون کا کارخانہ اور اسی کی قدرت کا کرشمہ ہی اور تو گیا مال ہی جمشید نے کہا ای انجد بن سجدون پہلوان آگاہ ہو کہ اول مین طبیعت مجردہ کا ایک ادنی غلام و خانہ زاد تھا اور اب اسی خداوند نے مجھے اپنا نائب خاص بلکہ اپنا فرزند قرار دیا ہی اور گاہ بگاہ خود خداوند مجھ مین حلول کرتے ہین ای شوم بخت تو ایک ادنے آدمی خداوند کی شان مین ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور کسی کی نسبت زبان پر لاتا تو زبان کاٹ ڈالی جاتی مگر خداوند ایسا ہی رحم دل ہی کہ اپنے بندہ کی خطا کو خیال مین نہین لاتا اور نہ تیرا کہین اسکا نشان بھی نہ معلوم ہوتا مین تجھکو ہدایت کرتا ہون اور سمجھائے دیتا ہون کہ تو اپنی اس خطا کو معاف کروا اور خداوند کو

سجدہ کرو ورنہ نہایت پشیمان ہوگا انجد بن نجدون نے کہا او ولدالزنا جیسے رہ اسطرح کے وعظ و پند کسی اپنے معشوق کی نسبت
کر یہ معرکہ جنگ ہی اگر کچھ جرأت جوانمردی ہی تو میرے سامنے آ اور اپنا جوہر ذاتی اور مردانگی دکھلا ہم بھی دیکھیں تو کیسا سپاہی ہی کر
اور کیسا زور پہلوانی رکھتا ہی جمشید یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور غیظ مین آکر بولا او نابکار تو کبھی ایسا ہی کہ ہمارے خداوند کا کرشمہ
دیکھے گا او مادر بخطا زبان بند کر اور تلوار میان سے لے دیکھ اب بہت جلد تیرے اوپر قہر و غضب خداوندی نازل ہوا چاہتا ہی
انجد بن نجدون پہلوان جہان بولا او فرسپاق دیکھ مین کس عذاب سخت سے ہلاک کرتا ہون اور نہایت ہی غیظ و غضب
مین اپنا گرز ہشتادمنی بزور و قوت تمام جمشید کے سر پر مارا وہ گرز کوہ شکن اس زور سے جمشید کے سر پر آیا کہ وہ ملعون
باوجود روئین تنی اس گرز کے خوف سے لرز گیا حالانکہ جمشید نے اس ضرب کو سپر فولادی پر روکا مگر اسکی ضرب سے دل و
جگر پر اسقدر صدمہ پہونچا کہ بیتاب و بیقرار ہوگیا اور زمین پر بیٹھ گیا یقین تھا کہ اسی صدمہ سخت مین وہان سے لشکر کو چلا جاوے
مگر بمقتضاے شجاعت موجود رہا اور نہ گیا انجد بن نجدون نے دیکھا کہ جمشید پلید میری ضرب سے زندہ و سلامت رہا لیکن
یہ دیکھ کے اس گرز کو زمین پر پھینک دیا اور شمشیر صدمنی غلاف سے کھینچی اور اس زور سے ایک ضرب جمشید کے سر پر لگائی
کہ سپر فولادی کو چاک کر ڈالا لیکن بسبب روئین تنی کے جمشید کے کاسہ سر تک پہونچکر رہ گئی لیکن جمشید نے اسی حالت
گیرودار مین انجد پہلوان کا بند دست اس زور سے پکڑا کہ انجد کو بار دیگر ضرب لگانے کی مجال و قدرت نہ رہی اسوقت
جمشید کے اس زور و طاقت پر انجد بن نجدون نے ہزار ہزار آفرین اور تحسین کی اور کہا ای جمشید میرا ہاتھ چھوڑ دے اب
مین تجھی سے اپنے زور و قوت کی آزمائش کرتا ہون جمشید نے انجد کا ہاتھ چھوڑ دیا انجد پہلوان نے وہ شمشیر صدمنی بھی میدان
رزم مین پھینک دی اور دونون دلاور زور دست و بازو مین مصروف ہوئے وہ دن اسیطرح کی گاوزوری مین گذرا خوب
زور آزمائی ہوئی لیکن نہ این را خطر شد او را ظفر۔ دونون پہلوانون مین کسی کو غلبہ نہوا غلبہ نہونے کی وجہ یہ تھی کہ انجد بن نجدون
پہلوان بھی ایک جوان نہایت ہی زبردست ہی اور قد و قامت مین ایک دیو زبردست ہی علاوہ اسکے ورزش وغیرہ بھی خوب ہی
کیے ہوئے تھا اور اثر جوہرہ سحر کا بھی بالکل زائل ہوا تھا جوہرہ بھی موجود تھا اس سبب سے انجد بن نجدون پہلوان جہان
جمشید پلید سے مغلوب نہین ہوا اور نہ انجد بن نجدون پہلوان جمشید پر غالب ہوا کیا معنے کہ جمشید پلید بھی بسبب اعمال
اور معجون وغیرہ کے زور آور از حد ہی انجد پہلوان سے دس حصہ زور اصلی جمشید رکھتا ہی پھر کسطرح انجد سے مغلوب ہوتا
بلکہ انجد جمشید سے مغلوب ہو جاتا تو عجب نہ تھا دونون شیطان مجسم ابلیس صورت تمام دن باخاطر جمعی آزمائش زور کرتے
رہے جب رات ہوئی جمشید ملعون گرسنگی سے بیقرار ہوگیا آخر بیتاب ہوکر انجد بن نجدون سے کہا ای بندۂ خداوند دو گھڑی
صبر کرو تو بہتر ہی کہ خداوند مارے بھوک کے نہایت ہی بیچین ہی خوب سیر ہولے تو پھر جنگ و پیکار شوق سے ہو۔ ادھر چونکہ
انجد بن نجدون پہلوان جہان بھی دن بھر کی زور آوری اور گاوزوری مین شل ہوگیا تھا کہا کیا مضائقہ ہی خداوند جسقدر
جی چاہے کہ کھا لے مین اپنے لشکر مین جاتا ہون کل ہی کو ہی میدان تم دیکھو کہ مین خداوند کی ساری خداوندی کا کسے

نکالے دیتا ہوں یہ کہکے انجد پہلوان اپنے لشکر میں چلا گیا ہر چند جمشید نے کہا کہاں جاتا ہے خداوند کو منظور ہے کہ جس وقت تک
مقدمۂ جنگ باسوختہ ہووے میدان سے باہر قدم نہ رکھا جائے انجد بن نجدون کب سنتا ہے بلا تکلف قدم بڑھائے چلا گیا اور اپنے
لشکر میں پہونچ گیا اس عرصہ میں یعقوب حرانی میدان رزم میں پہونچا اور کہا او جمشید بس اسی زور اور قوت پر تو کرشمہ خداوندی
دکھاتا تھا تف ہے تیری خداوندی پر کہ ایک ادنی پہلوان زیر نہو سکا اور تجھ سے کیا ہو سکیگا۔ حواس جاتے رہے حریف کو
چھوڑ دیا وہ تیری خداوندی کیا ہو گئی اسی خداوندی کے بھروسے پر لاف زنی کرتا تھا او مردک ہزار لعنت تیرے اوپر اور تیرے
ایسے خداوند مردک پر سچ ہے تجھ سا بے غیرت شاید کوئی اور پردۂ دنیا پر پیدا ہوا ہو جمشید نے جواب میں کہا اے یہودی بے
صبر کیوں گھبراتا ہے کل کی میدانداری میں کرشمہ خداوندی اپنی چشم کور سے دیکھ لینا اور پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکال۔
یہ کہکر جمشید بھی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا بعد اسکے سب لشکر اپنے اپنے مقام میں چلے آئے اور وہ تمام رات سامان
جنگ و پیکار میں گذری صبح کو لشکر میں کوس حرب بجا تمام لشکر موافق قاعدہ کے میدان جنگ میں پہونچ گئے اور انجد بن
نجدون پہلوان جوان مسلح و مکمل رزمگاہ میں آیا اور پکارا او جمشید خود پرست میں تیرا قابض روح موجود ہوں اور اب
بگوش ہوش سن لے کہ جب تک مقدمۂ جنگ ہوگا ہرگز میں جنگ سے دست بردار نہونگا میدان سے باہر جانا کیسا لیکن اب
تاخیر کا موقع نہیں ہے جلد آنا چاہیئے الغرض جمشید پلید بھی بمجرد سننے آواز نجدون پہلوان کے فوراً میدان رزم میں موجود
ہو گیا اور کہا اے انجد پہلوان یہ یاد رہے کہ میں تجھکو دستگیر ضرور کرونگا اور پھر جسطرح سے ہوگا تجھ سے سجدہ خداوند کو کراؤنگا
بہرجہت تجھے سجدہ کرنا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اب بلا عذر و تکرار سجدہ کر لے کہ سب اہل لشکر بھی تجھے سجدہ کرتے دیکھ لیں
تاکہ میری خداوندی کی شان و قدرت معلوم ہو جائے اور پھر سب یہ کہیں کہ انجد پہلوان نے بصدق و صفا سجدہ کیا اور باعتقاد
صحیح خداوندی کی خدائی کا قایل ہو گیا ورنہ یاد رکھ کہ بعد مغلوب کرنے کے پھر تجھ سے کہونگا کہ مجھے سجدہ کر۔ یہ ساری آبرو اور عزت
خاک میں ملجائیگی اور پھر پشیمانی اور ذلت کے کچھ حاصل نہوگا آیندہ تجھے اختیار ہے انجد پہلوان نے کہا او جمشید پلید کیا تو نے مجھے
بالکل بے حقیقت سمجھا ہے ابھی تو اس رتبہ کو کب پہونچا ہے کہ جو میں تیری پند و نصیحت کو خیال میں لاؤں ہاں اگر تو مجھ پر غالب ہوا
اسوقت جیسا موقع ہوگا دیکھا جائیگا اور جو تو کہیگا میں بطور قبول و منظور کرلونگا جمشید نے کہا اے انجد بن نجدون مجھے
قسم ہے خداوند طبیعت مجردہ کی اگر میں کچھ بھی ظلم و ستم کی طرف توجہ کروں تو ابھی تجھ سے سجدہ کرا سکتا ہوں لیکن خداوند ہرگز
ظلم و ستم کسی طرح اپنے بندوں پر کرنا جائز نہیں رکھتا بلکہ خداوند چاہتا ہے کہ پہلے قوت دست و بازو اپنا کرشمہ خداوندی تجھے دکھا دے
بعد اسکے دستگیر و اسیر کرکے پھر سجدہ کی تکلیف دیوے کہ بندہ کے دل میں کسی طرح کا وصلہ باقی نہ رہجائے انجد بن نجدون نے
کہا بس اب تقریر ختم ہو یہ رزمگاہ ہے زبان بند و بازو بکشا ہم خوب جانتے ہیں خداوند قمر مساق میں اسقدر قدرت نہیں ہے
کہ ہمارے دل کو اپنی طرف مائل کرلے یہ کہا اور جمشید پلید کا ہاتھ پکڑ کے گھوڑے سے اتار لیا جمشید بھی اسی حالت
میں لپٹ گیا دونوں حرامزادوں میں خوب گاؤزوریاں ہونے لگیں اور کشش و کوشش طرفین سے ہونے لگی غرض ایک

شب و روز کامل خوب گاوزوریاں ہوئیں اور دونوں میں کوئی مغلوب نہوا آخر کار تیسرے روز بعد دوپہر کے جمشید پلید پر آثار کاہلی ایسے ظاہر ہوئے کہ نہایت سراسیمہ ہوا اُس طرف انجاد بن نجدون کا یہ حال ہوا کہ جمشید سے بھی زیادہ تر خستہ ہو گیا اُسوقت جمشید پلید کو وہ قطعہ زمین جسکو خناز جادو نے مسحور کر دیا تھا یاد آگیا پس وہ مکار دغاباز انجاد کو فریب دیکر اُسی قطعہ زمین مسحور پر لے آیا انجاد کا اُس زمین پر قدم رکھنا تھا یکبارگی اسکے دست و پا بیحس ہو گئے اور طاقت بھی جسم کی زائل ہو گئی انجاد یہ رنگ اپنے جسم کا دیکھکر حد سے زیادہ مضطر و سراسیمہ ہوا اور چاہا کہ اب کسی طرح سے جنگ و پیکار سے دست بردار ہو مگر جمشید شیطان کب چھوڑتا ہی اس ملعون نے بعجلت تمام اُس انجاد نطفہ حرام کے سر کو خوب مضبوط پکڑ کے چاہا کہ زمین سے اُٹھالے اس طرف انجاد نے بھی بجالاکی تمام وچابکدستی بالا کلام جمشید ملعون کے زنجیر کمر کو جھٹک کے تھاما تھا اور عہد اس کو قائم کر کے اسقدر زور کیا کہ انجاد کی اسفل سے ایک آواز ایسی زور سے آئی کہ جمشید آج اپ بڑا لیکن جمشید کا لنگر زمین سے جدا ہوا اس عرصہ میں جمشید پلید نے جو زور کیا حملہ اول ہی میں انجاد بن نجدون پہلوان کو زمین سے اونچا کر لیا اور اسی حالت بدحواسی میں اپنا داغ شقاوت اثر پیشانی ظلمانی انجاد کو دکھا کر اپنا کام کر گیا یعنے جیسے ہی انجاد کی نظر اس داغ پیشانی پر پڑی سحر کام کر گیا انجاد پہلوان مسحور ہو گیا اور بے اختیار اُسکی زبان پر جاری ہوا کہ اے جمشید خداوند مجھے رہائی مرحمت ہو کہ میں بصدق دل تیری خداوندی کا قائل ہوا اور کرشمہ خداوندی کا مجھپر ظاہر ہوا اب کسی طرح کا شک باقی نہیں رہا۔ ابیات

غافل از حال تو بودم تا حال گر ترا سجدہ کنم جا دارد	این زمان قدر ترا دانستم بہ رہ بندگیت دل بستم

پس نجدون کو آہستہ زمین پر رکھ دیا جس وقت انجاد نے رہائی پائی فوراً جمشید کو سجدہ کیا اور دست بستہ یہ آواز بلند کہا اے جمشید واقعی تو خداوند ہی تیری خداوندی میں کچھ شک نہیں جسوقت یہ واقعہ سر میدان سب نے دیکھا حواس باختہ ہو گئے اور نہایت تشویش میں مبتلا ہوئے ہر شخص حیران و ششدر جمشید کے روایات مختلف بیان کرنے لگا اور نصرون دیگران شاہ خارجی اس واقعہ ہوش ربا سے ایسے پریشان ہوئے کہ جنکی انتہا نہیں چہروں کا رنگ زرد ہو گیا اور دونوں بادشاہوں کی ہمت پست ہو گئی اسواسطے کہ انجاد ان سلاطین کا باعث قوت تھا اسی پہلوان کے بھروسے یہ دونوں بادشاہت کرتے تھے کوئی شخص مقابلہ نہ کر سکتا تھا الغرض جمشید پلید انجاد پہلوان کے مطیع ہونے سے نہایت خوش ہوا اور انجاد بن نجدون کو بھی ساتھ لیا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا راہ میں انجاد جمشید کی رکاب کو بوسہ دیتا جاتا تھا جمشید ملعون غرور نخوت کے ساتھ افسران لشکر سے سجدہ کراتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اشقیوط دیلمی وغیرہ سلاطین خیر خواہ نے خوان زر سفیدا اس پلید پر سے نثار کیے انجاد بن نجدون پہلوان پھر میدان معرکہ میں آیا اور یہ آواز بلند کہا اے بکران شاہ خارجی و نصرون تم بھی آگاہ ہو کہ اب تک میں اپنے خداوند سے مطلق آگاہ نہ تھا اور بوجہ زشتی اعمال کے بیخبر تھا تمام عمر اپنی

تم لوگون مین مفت ضائع کر دی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا اور زمانہ بےفائدت مین مفت برباد کر دیا اب مین نے اس دین مہمل کو ترک کیا اور اپنے
خداوند خاص یعنے جمشید بلیپہ کے مذہب کو بدل پسند کیا پس اے بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ رہبی اب تم بھی
راہ ضلالت کو چھوڑو اور اس مذہب حق کو اختیار کرو جمشید خداوند خاص کو سجدہ بخوشی دل کرو اور اسکے سایۂ عاطفت کو
باعث عافیت سمجھو اور اسکو اپنا معبود برحق جانو ورنہ اب یقین ہی کہ بہت جلد تم اپنی سزاے اعمال کو پہونچوگے نہ تم اپنے
فضل کے مالک و مختار ہو تم سے نہ کوئی واسطہ ہی اور نہ کسی طرح کی غرض ہی مین فقط تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہون جب
مین تمام دنیا مین خراب و خستہ پھرا تب جلوۂ خداوند صاحب کمال و کرشمہ میسر آیا اور خداوند کو صاحب کرامات بخوبی دیکھ لیا
تو مین ایمان لایا اور سجدہ کیا مین فقط بنظر خیر خواہی کہتا ہون ورنہ مجھکو تم سے کسی طرح کا سروکار نہین تم جانو اور تمہارا کام یہ کہا
اور جمشید ملعون لشکر نکبت اثر مین چلا گیا جب جمشید بلیپہ مین بارگاہ مین تخت قدرت پر بیٹھا اہل لشکر بھی بارگاہ جمشیدی
مین حاضر ہوکے ہر ایک نے جمشید کو سجدہ کیا اور جمشید بھی ہر ایک سردار سے بہ نہایت الطاف و مہربانی پیش آیا
بعد اسکے خداوند وس نے اشپوط و یلچی کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے بندۂ خاص خداوند تم کو حکم ہوتا ہی کہ تم اس بندۂ
جدید انجہ بن نجہ دن پہلوان جہان کی نہایت درجہ خاطر داری اور تواضع و تکریم کرنا اب ایک جلسہ عیش آراستہ کرو اور
سامان مےخواری کا تیار رہے اور اس اپنے مہمان کی بہت بڑی خاطر سے دعوت کرو اسکی کسی طرح سے دل شکنی نہونے پاوے
تاکہ اپنے خداوند کا یہ بندہ شکر گذار ہو - قصہ کوتاہ موافق حکم جمشید ملعون کے سامان بزم عیش مہیا ہوا رقاصان ماہ رو
و پریرویان خوش گلو حاضر ہوئین ناچ شروع ہوا اور ساقیان سیمین ساق جام یاقوت نگار و صراحی لیکر حاضر ہوے اور
دور ساغر شروع ہوا سرداران لشکر دیبلش انجہ پہلوان سے جمع ہوئے انجہ پہلوان نابکار خوب مست و لایعقل ہوگیا اپنی
جگہ سے اٹھا اور بحالت وجد مین مثل بیہوشون ناچنے لگا جب تھکا کہا اے خداوند اب حکم ہو تو بندہ اپنے لشکر مین جاوے اور
بکران شاہ و نصرون شاہ دونون بندگان سرکش کو ہدایت کرکے آوے کس واسطے کہ ان دونون بندون کی اس
خیر اندیش و ناچیز پر حقوق کرم و لطف بہت سے ہین اس سبب سے عجب نہین کہ وہ بندگان منحرف اپنی خطا کو معاف کراوین
اور راہ راست اختیار کرین اور مجھے بھی انکی مفارقت گوارا نہین ہے یہ محفل عیش تنہا میرے دل کو خوش نہین آتی اور دوسری
وجہ یہ ہی کہ بکران شاہ کی دختر بلند اختر سے ایک مدت تک صحبت رہا ہون اس وجہ سے چاہتا ہون کہ بکران شاہ راہ
ضلالت و گمراہی کو چھوڑ دے تاکہ غضب خداوندی مین مبتلا نہو اور اسی طرح نصرون شاہ کو نصیحت و ہدایت کرکے اپنے
ساتھ لاؤن کہ وہ بھی میرا دوست قدیم ہی اور میرے اسکے نہایت دوستی و اتحاد ہی بہتر ہوگا اگر وہ دونون سلاطین اس
دولت ایمانی و نعمت خداوندی سے سرفراز و ممتاز ہون جمشید نے ابو حاکم سے کہا اے بندۂ ابن الغرض تو بھی سنتا ہی
کہ انجہ جہان پہلوان بندہ جدید میرا کیا کہتا ہی خداوند کو اس بندۂ مقبول کی ایسی باتین نہایت پسند ہین تجھکو بھی چاہیے
کہ تو بھی انجہ پہلوان جہان کے ساتھ جا اور اس کار نیک مین شریک ہوکر انجام دے کہ باعث خوشنودی خداوند ہوگا

اور وہ دونون بندگان گمراہ یعنے بکران شاہ ونصرون شاہ تم دونون کی ہدایت اور فہمائش سے اطاعت خداوندی بدل قبول کرلینگے کیونکہ انجد پہلوان اپنے حق یاری ومحبت کو بیان کرتا ہی اس صورت پر دونون کی نصیحت اور فہمائش کارگر ہوجائیگی مختصر انجد سے کہا ای بندۂ خاص آج خداوند تجھ سے نہایت خوش ہی جلد سجدہ کر کہ خداوند نے خوش ہوکر تجھکو عہدۂ پیغمبری مرحمت فرمایا جسطرح سے کہ ضارمنکوس کو پیغمبر دست راست اور اشبوط کو پیغمبر دست چپ مقرر فرمایا ہی اسی طرح تجھکو پیغمبری خدا کے سامنے کی عنایت ہوئی ہی اور خطاب فیر اصاحب السیف جہان پہلوان مقرر کیا انجد یہ مژدہ سنتے ہی نہایت خوش ہوا اور جمشید کے گرد سات بار پھرا اور پانچ چھ سجدہ پے درپے کیے اور پابوسی کی بعد اسکے ابوحاکم کو ساتھ لیکے روانہ ہوا اور بکران شاہ خارجی کی بارگاہ مین پہونچا اس وقت یہ مردود پہونچے کہ بکران شاہ ونصرون شاہ دونون آپس مین بیٹھے ہوے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور نہایت حیران وپریشان خاطر تھے اور اسی مقدمہ مین گفتگو کر رہے تھے کہ انجد اور ابوحاکم دونون بلا اجازت بارگاہ مین چلے گئے اور جمشید کے نام سے سلام کیا بکران شاہ بولا ای انجد سچ بتا تونے مذہب جمشیدی کو کسطرح اختیار کیا آیا بظاہر اسباب کسی وجہ سے اس طریقہ کو قبول ومنظور کرلیا یا براہ خوش طبعی انجد نے بکران شاہ کے سامنے جمشید پلید کی خداوندی کی نہایت ثنا وصفت اور شان وشوکت شاہنشاہی بیان کی اور کہا ای بکران شاہ مختصر یہ کہ اب تو جلد میرے ساتھ چل اور خداوند کی اطاعت وفرمان برداری اختیار کر مین تجھکو جمشید نائب خداوندی کی شرف ملازمت سے سرفراز وممتاز کرادونگا اور خطاے نافرمانی بھی معاف کرادونگا کہ اب باقی ماندہ زندگی براحت وآرام بسر ہوا اور ہمیشہ جلوۂ خداوندی سے خوش ومسرور رہے ای بکران مین تجھے نصیحت اس وجہ سے کرتا ہون کہ مجھپر تیرا ایک طرح کا احسان ہی کہ مدت دراز تک تیری بیٹی سے مین ہمصحبت وہمکنار رہا ہون چنانچہ یقین ہی کہ تو بھی اس امر سے بخوبی واقف ہوگا مین چاہتا ہون کہ تیرے حق سے ادا ہوجاؤن اور جہان تک مجھ سے ہوسکے مین حق دامادی بسر وچشم ادا کرون اور اگر تونے میرے کہے کو نمانا اور نصیحت کو خیال مین نہ لایا تو البتہ پھر مین تجھکو بزور لیجاؤنگا اور پھر مین کچھ پاس ولحاظ تیرا ہرگز نہ کرونگا جسطرح سے تو جاویگا مین لیجاؤنگا تو خوش ہو یا ناخوش مین ایک نہ سنونگا بکران شاہ ونصرون شاہ نے جو یہ جملہ ہوش ربا سنا بکران نے نصرون کی صورت دیکھی اور کہا ای برادر اب کہیں تمہاری کیا صلاح ہی سنا تمنے انجد کیا کہتا ہی ہرچند کہ یہ معاملہ بھی خالی از علت نہین ہی لیکن اب اسوقت تو مکر ودغا کا کچھ خیال نہین کیا جاسکتا علاوہ اسکے چارۂ کار ہمکو نظر نہین آتا کہ ہم انجد کے ساتھ نہ جائین پس اسوقت مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہم بے عذر انجد کے ساتھ چلے جائین اور جو کچھ یہ کافر کہے اسکو بجبر قبول کرین۔ تو ہر درویش بجان درویش - اور ایک یہ بھی غضب ہی کہ یہ شریر النفس نشۂ شراب سے بدمست ہو رہا ہی ظاہر ہی اگر ہم کسی طرح کا عذر کرینگے تو یہ کافر کبھی درگذر نکریگا - بلکہ آزار ضرور پہونچاویگا اسکا خیال بھی ضرور کرنا چاہیے اب ہمارے نزدیک صلاح وقت یہی ہی کہ ایسے موقع ومحل مین دم نہ ماریں اور جسطرح سے ہوسکے بظاہر جمشید کی اطاعت کرین اور دیکھین کہ اس ہنگامہ کا انجام کیا ہوتا ہی مگر یہ تو یقین ہی کہ بعد ہم لوگون کے شاہزادہ معز الدین سے بھی ضرور جمشید مزاحمت کریگا اگر یہ شاہزادہ معز الدین پر بھی غالب آیا تو پھر دو امر سے خالی نہوگا یا تو معز الدین ؛

قتل ہو جائیگا یا اُسکا دین اختیار کریگا بس یہ ہمکو یقین کامل ہے کہ وہ شاہزادہ عالیجاہ جان کا دینا قبول کریگا لیکن دین اُس نابکار کا کبھی اختیار نکرے گا اور جو شاید شاہزادہ معز الدین بتقاضائے ہو گیا تو پھر ہمکو کیا عذر ہوگا بہر طور ہم اطاعت کرینگے اور اُسکا طریقہ اور آئین بدل وجان منظور و قبول ہے ورنہ جو اُسوقت مناسب مصلحت وقت ہوگا کیا جائیگا جس حال مین کہ ہمارے ہاتھ پانون جمشید کے مطیع و فرمانبردار ہوگئے پھر ہم بےدست و پا ہیں کیا ہو سکتا ہے کوئی لشکر بھی مین ایسا ہے کہ جو انجد پہلوان اور جمشید کو جواب دے سکے ایک پہلوان شبستان البتہ ہے کہ وہ ابھی تک زخمی پڑا ہے اس زخمداری کی حالت مین کیا کر سکتا ہے اور بالفرض اُسنے صحت بھی پائی تو ایک اکیلا کہان تک سینہ سپر ہوگا اور ان دو فیل مست سے کہ جنکا آج قوت و طاقت مین نظیر نہین ہے کسطرح سر بر ہوگا بہر طور اسوقت انجد کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور خواہ بظاہر یا بدل اُس ملعون کی اطاعت قبول و منظور کرو کہ اُسکے ملعون کے اطوار شرارت کو دیکھ کے یہی امر قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے آیندہ جو تمھاری رائے اور صلاح ہو نصرون شاہ نے کہا اے بکران شاہ تم سچ کہتے ہو واقعی تمھاری رائے بہت درست ہے یہ جو تم فرما رہے ہو بیشک یہی ہوگا کسواسطے کہ جب تم مین طاقت جواب دینے کی نہ رہی تو پھر اُسکو اختیار ہے جسطرح چاہے پیش آئے ہم کیا کر سکتے ہین بس ہماری بھی رائے یہی ہے کہ اب بلا عذر انجد کے ساتھ جمشید کے پاس چلو اور اُس ملحد کو سجدہ کرو سجدہ کرنے مین ہمارا کچھ نقصان نہین ہے پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا وقت پر جو کچھ مناسب ہوگا کر گذرینگے قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ ربیعی دونون نے ابو حاکم سے پوچھا کہ اے شاہ فردوسیہ ابن الغرض تم نے جمشید کی خداوندی کا کرشمہ ابتک کوئی نہین دیکھا زبردستی اُسکے مطیع و بندہ رہو ابو حاکم نے کہا اے بکران شاہ مین ایک غریب و بیچارہ کس شمار اور کس قطار مین ہون اس دنیا مین بجز خاصان خدا کے اور کوئی بھی بےغرض ہے سب موافق اپنے اپنے مرتبہ و حوصلہ کے بندۂ غرض ہین اس سے خالی کوئی بشر نہین ہے اور خود جمشید کہ جسکو خداوند کہتے ہین اور سجدہ کرتے ہین کیا وہ اہل غرض سے نہین ہے ہمارے نزدیک وہ سب سے زیادہ غرض مند ہے بس دنیا ہے اور غرض ہے اور جو تم حال خداوندی جمشید پوچھتے ہو تو اکثر کرشمہ خداوندی جمشید کی ہمنے دیکھی اور روز بروز کوئی نہ کوئی کرشمہ قدرت اُسکا ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ یہ بھی ایک کرشمہ قدرت جمشید ہے کہ انجد ایسا پہلوان کہ کسقدر جمشید سے لڑا اور کلمات سخت و بیہودہ زبان سے کہے لیکن پھر آخر کیسی اطاعت کرنے لگا بدون کرشمہ قدرت ہو سکتا ہے اور آپ کو کیا سجدہ کرنے مین کچھ عذر ہے یا شیر ہر بیشۂ انجد پہلوان جہان ہے اگر تم کچھ بھی عقل و شعور رکھتے ہو تو خود ہی سمجھ لو کسی کے بیان کی کیا احتیاج ہے مگر ہان صاحبان عقل و فہم انجام کو سمجھ کے کچھ زبان سے نکالتے ہین ؏

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

قصہ کوتاہ بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ربیعی دونون بمجبوری ناچار انجد پہلوان جہان کے ساتھ جمشید کی طرف روانہ ہوئے جمشید نے دونون سلاطین کے آمد کی خبر سُنکے استوبط و یلیجی و نقیموس کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور یہ دونون بکران شاہ و نصرون شاہ کو نہایت عزت و حرمت سے بارگاہ جمشید مین لے گئے جس وقت بکران شاہ اور نصرون شاہ

بارگاہ مین داخل ہوئے دونون بادشاہون نے موافق اپنے قاعدہ کے جمشید کو سلام کیا انجبار پہلوان جہان نے کہا اے بکران شاہ ونصرون شاہ سلام خداوند جمشید کی شان و منزلت کے خلاف ہی تمکو چاہیئے کہ تم سجدہ خداوند کو کرو اور خود دست بستہ امیدوار مراحم و اعزاز ہو جمشید نے بھی کہا ای پیغمبر جمشید تم کو خداوند کے سامنے ایک لمحہ توقف کرنا چاہیئے کہ خداوند نے تمہارے مقدر کو بدل دیا اب تمہارے مقدر نے تازگی قبول کی لہذا تم بچشم دہی مراتب دیکھ لو یہ دونون سلاطین بندگان جدید جمشیدی خود بلا عذر سجدہ کرینگے انکو کسی کے سمجھانے اور کہنے کی حاجت نہین غرض یہ دونون سلاطین بعد سلام کے کرسیون پر بیٹھ گئے جمشید پلید نے ایک ایک جام شراب مرکب دونون شاہزادون کو دیا جب نشہ شراب سے خوب یہ دونون بدمست و سرشار ہوئے اُس وقت جمشید نے چالاکی سے وہ داغ پیشانی ظلمانی اپنا ان دونون کو دکھا دیا بس دیکھتے ہی اُس داغ کی تاثیر سحر سے دونون مسجود ہو گئے اور خود بخود فوراً سجدہ کو جھکے اور کہا اے خداوند جمشید قسم ہی ہمکو تمہاری قدرت خداوندی کی کہ ہم اب تک ضلالت و گمراہی مین پھنسے رہے مگر اب تمہاری توجہ خاص سے ہم اس گرداب ضلالت سے نکلے اور اپنے خداوند معبود حقیقی کی خدمت مین پہونچے اب امیدوار تفضلات خداوندی سے ہین کہ ہماری نافرمانیون کی خطا و قصور کو معاف کرو اور لطف خداوندی ہمپر رکھو کہ ہم اب تک ناواقف و لاعلم تھے جمشید نے کہا ای بکران شاہ و نصرون شاہ اُٹھو اور اپنے معبود کو پھر بصد ادب سجدہ کرو کہ خداوند نے تمپر اپنا رحم و کرم نازل فرمایا اور تمام گناہ و خطا تمہارے معاف فرمائے بمجرد اس علم کے بکران شاہ ونصرون فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور تاثیر سحر سے اسقدر از خود رفتہ تھے کہ کچھ اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا اور سجدہ کو جھکے بعد اسکے جمشید سے رخصت ہو کے اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران لشکر و افسران عساکر کو بلایا جب سب افسر و ارکین سلطنت جمع ہوئے سب کو اپنے مذہب سے آگاہ کیا اور مذہب الحاد مین سب کو داخل کر کے حکم دیا کہ اسی وقت ہمارا لشکر ہمارے خداوند معبود کے لشکر مین ملجائے بمجرد حکم سلاطین لشکر اُن دونون سلاطین کے جمشید کے لشکر مین ملحق ہو گئے



راویان رطب اللسان و حاکیان حکایات مسرت عنوان اسطرح بیان کرتے ہین کہ سات بادشاہ مع نجاشی بادشاہ حبشہ جمشید
ملعون کے زیر حکومت آکر مطیع و فرمان بردار ہوگئے اور جمشید پلید کا جاہ و جلال بکمال ترقی پذیر ہوا اور وہ ملعون نہایت
مغرور و متکبر ہوا تا اینکہ نمرود کو پریشہ کے برابر سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ نمرود و شداد کے کچھ لوگ معتقد تھے اور اسکی خدائی مین
کوئی کرشمۂ خداوندی بظاہر نہ تھا اور میرے تو بادشاہان عالی شان معتقد و مطیع فرمان ہین اور کرشمۂ خداوندی میرے صبح سے
شام تک ہزارہا ظاہر ہوتے ہین شداد نے اپنی عمر مین ایک بہشت بنایا لیکن وہ بھی اُسکو دیکھنا نصیب نہ ہوا اور مین نے
بہشت و دوزخ دونون بنالئے اور جسکو چاہا دوزخ مین بھیجا اور جس بندے کو چاہا اُسے داخل بہشت کیا یہ مرتبہ کب نمرود
و شداد کو حاصل ہوا تھا جو آج مجھکو حاصل ہے چنانچہ ایک روز جمشید نے مقتولون کی لاشین جمع کر کے حکم دیا کہ ان لاشون
کو بہشت مین لیجاؤ اور فلان مقام خوش اسلوب مین کہ وہانکی آب و ہوا نہایت مفرح اور خوب ہی دفن کردو چنانچہ بعض
ملازم جو کہ محرم راز تھے اور وہ قریب تیس نفر کے تھے اور اُس باغ مین مقرر تھے حسب الحکم جمشید اُن لاشون کو لیگئے
بعدہ جمشید خود بھی سوار ہو کر اُس پہاڑ پر گیا غار کوہ مین جہان خواجہ زجاد و نے اعمال سحر سے چمنہاے فرحت فزا و عمارات
خوش قطع و چاہہاے خوش نما کو تیار کیا تھا اسمین ایک منجنیق تھی اور ایک ستون چوبی نصب تھا جمشید کی ہمراہی مین
اشبوط دیلمی و لنقیموس و اقلیموس فرنگی و ابو حاکم فردوسی و لفعون شاہ ربیعی و بکران شاہ خارجی و انجد بن یحیٰ بن
جہان پہلوان و نجاشی بادشاہ حبشہ وغیرہ سلاطین بھی اُس پہاڑ پر گئے تھے پس جمشید ملعون سب سلاطین ہمراہی سے
مخاطب ہوا اور کہا اے بندگان خاص خداوند تم خوب جانتے ہو کہ ایک مدت مدید و عرصۂ بعید سے ہمارا اور تم سلاطین کا لشکر اس
حوالی کوہ مین خیمہ زن ہی اور مقیم ہے اور اکثر سلاطین اس راہ سے واسطے صید و شکار کے آئے لیکن آج تک کسی نے اس مقام پر
ایسا باغ سرسبز و شاداب تو کیا چار درخت بھی میوے کے نہ دیکھے ہونگے اور یہ باغ رشک فردوس برین کبھی چشم فلک سے
نہ گذرا ہوگا ابھی تھوڑے سے روز ہوے کہ خداوند نے اپنی قدرت خداوندی سے اس باغ فرحت افزا کو ظاہر کر کے اپنا کرشمہ
قدرت ظاہر کردیا اور جلوۂ خداوندی کو اپنے بندون پر ظاہر کیا یہ دیکھ کے اس ملحد لعین کو سب نے سجدہ کیا اور متفق اللفظ
کہا قسم ہے خداوند کی قدرت کاملہ کی کسی نے اس باغ کو نہین دیکھا بلکہ آج تک ہمنے سنا بھی نہین کہ اس پہاڑ پر ایسا باغ
پر فضا ہو واقعی یہ لطف خداوندی قدرت کاملہ کا جلوہ ہو کہ اپنے بندگان خاص کے واسطے باغ ظاہر کردیا بعد اسکے جمشید
پلید نے حکم دیا کہ ان لاشون کو بذریعۂ اس گوپھن کے اس بوستان بہشت مین پھینکدو انکے دفن کی کچھ حاجت نہین
ہی ملازمان متعینۂ باغ نے بموجب حکم جمشید پلید اُن لاشون کو فلاخن مین رکھ کے ایک چرخ دیا اور زور سے پھینکا
وہ لاشین اُسی غار کوہ مین جا کر گرین بعد اسکے جمشید نابکار نے تمام ہمراہیون کو حکم تاکیدی واسطے سجدے کے دیا
اور ہر ایک نے متواتر اس پلید کو سجدے کیے مگر بکران شاہ خارجی اور نجاشی بادشاہ حبشہ نے بتمردی سجدہ نہین کیا اور
ایکطرف علحدہ کھڑے تماشا دیکھا کیے اور جمشید بھی اُنکو گوشۂ چشم سے دیکھا کیا بعدہ اُن ملازمون کو قریب اپنے

بلایا اور نہایت قہر و غضب سے کہا کہ ان سب کو باندھکر فلان پہاڑ کے طبقات مین جہنم کے قریب لیجاؤ اور خداوند بھی وہان آتا ہی آخر اُن سب بے گناہون کو وہان بھیجدیا اور خود بھی اُسی مقام پر گیا وہان دو پہاڑ مقابل واقع تھے اور بیچ مین اُن پہاڑون کے ایک غار نہایت گہرا تھا اور اُس غار سے شعلہاے آتش اسقدر بلند تھے کہ تا بہ فلک ایک پہاڑ آگ کا معلوم ہوتا تھا اُس غار آتشین و شعلہ فشان کو ختاز جادو نے اعمال سحر سے طلسم بنا کر دیا تھا تا اینکہ نمونہ دوزخ ہوگیا تھا اور ہزارہا جانور موذی مانند سانپ اور بچھو اور گھڑیال اور سوسمار وغیرہ سب بزور سحر اُس آگ مین پیدا کر دیئے تھے جمشید پلید نے اُن سب بے گناہون کو اُسی منجنیق کے ذریعہ سے آتش مشتعل مین پھنکوا دیا جمشید کا یہ قہر و غضب دیکھکر ہر شخص بسبب خوف کے مثل بید کانپنے لگا الغرض جمشید ملعون نے اپنا جاہ و حشم خداوندی اظہار کرنے کو یہ حرکت کی کہ اُن بیچارون کو ناحق اُس غار آتش فشان مین ڈلوا کر جلوا دیا بعد اسکے وہ لوگ جو کہ ختاز جادو مردود کے شاگرد وغیرہ تھے اُنکو اپنی جانب سے جابجا ہر مقامات دوزخ و بہشت مین مقرر کیا اور تمام اُنکا موکلان دوزخ و خازنان بہشت رکھا اور ایک شخص کو افسری بہشت اور دوسرے کو مالک دوزخ قرار دیکے حکم دیا کہ کوئی بندہ ہمارا بے اجازت ہماری سیر و تماشے کو نہ آنے پائے اور جو نافرمانی کرے اُسکو بلا تکلف جہنم مین ڈالدینا کچھ پوچھنے کی ضرورت نہین ہی خبردار اس حکم مین ہمارے فرق نہو تم مین سے کسی شخص نے اگر خلاف کیا تو جو سزا اُس شخص کے واسطے مقرر ہوگی اُسکی دوچند تعمیل حکم نہ کرنے والے کو دیجائیگی اور جو شخص ایسی خبر کو ہم سے پوشیدہ کریگا اور خداوند کو اُس مجرم کے گناہ سے اطلاع نہ دیگا وہ بھی مستوجب اُسی سزا کا ہوگا غرض اب جمشید پلید کی اوقات نہایت عیش و عشرت سے بسر ہوتی ہے جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی کوئی عذر کرے کیا مجال رکھتا ہی ہر چند وہ نابکار اپنے دل مین خود ہی سمجھ کے معقول ہوتا ہی کسواسطے کہ اس مردود سے تو ایک پشم بھی کندہ نہین ہوسکتی باقی یہ کارخانہ سحر ختاز جادو کی بدولت ہی اور وہ بھی چند روزہ ہی اسکو کسی طرح استقلال ممکن نہین آخر نابود ہونا ضروری ہی لیکن یہ کیہدی اپنی حماقت سے واقعی اپنے کو خداوند و نائب و فرزند خداوند طبیعت مجردہ جانتا ہی طرفہ یہ کہ اُس گیہدی کو یہ خیال ہی کہ ختاز جادو خاص خداوند طبیعت مجردہ کے حکم سے یہان آیا ہی اور میرا معین و مددگار ہی اور مجھے یہ مرتبہ صاحبقرانی و مراتب نائبی و فرزندی خود ہی خداوند نے مرحمت فرمائے ہین اب آج اس عالم مین کوئی بشر یا جن و پریزاد ایسا بردۂ دنیا پر نہین ہی کہ جو میرے جاہ و حشم اور شوکت و شان خداوندی سے آگاہ نہین اور بالفعل عساکر اور سلاطین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ جسنے میرے زور و بازو کو نہین دیکھا کسی کی یہ جرأت و حوصلہ نہین کہ جو نافرمانی کرے اب جسوقت معز الدین ملعون سے باہر آئیگا اُسی وقت مین موجود ہو جاؤنگا دم لینے کی فرصت نہین دونگا ہان اگر اُسنے مجھے سجدہ کیا اور میری اطاعت کی اور نافرمانی کا عذر کیا تو البتہ مین اُسکو بہت بڑا عہدہ دونگا اور اپنا وزیر و مشیر کرونگا ورنہ ایک دم مین سارا لشکر مع اُسکے کشائی و صاحبقرانی نکالدونگا بلکہ عجب نہین ہی کہ خود ہی میرے اس جاہ و جلال اور دبدبہ خداوندی کو دیکھکے مطیع ہو جائے کہ وہ نہایت عقلمند ہی اور عقل سے نہایت بعید ہی کہ جو اپنی بربادی حال و بال کو گوارا کرے - الغرض جمشید مردود اپنے حکمرانی سے ایسا مغرور تھا کہ کسی کی حقیقت نہ جانتا تھا اکثر رات کو ختاز جادو اہل لشکر

سے پوشیدہ جمشید کے پاس خلوت میں آیا کرتا تھا اور صحبت عیش میں بدستور اپنی آتش ہوس کو آب وصال ناجائز سے بجھایا کرتا تھا ایک روز جمشید پلید نے خناز جادو سے کہا کہ ان خدا پرستوں سے کس طرح جنگ و پیکار کرین تمھاری کیا رائے ہے اور تم مجھے کسقدر مدد دوگے خناز جادو نے کہا اے جمشید آگاہ ہو کہ کتاب سحر جو میرے بزرگوں سے چلی آتی ہے اسمین صاف یہ لکھا ہے کہ سواے شاہزادہ معز الدین کے اور کل پہلوانان یزدان پرست کا خون اس شمشیر سحر سے جو کہ شمشیر قدرت مشہور ہے ہوگا اور وہ مین نے تجھکو دیدی ہے وہی کافی ہے اس تلوار سے کوئی بچ نہین سکتا الا شاہزادہ معز الدین کی مرگ خاص اسی گرز قدرت پر مقدر و منحصر ہے اے مرد و دازلی تو ابھی تھوڑے روز صبر کر تا کہ تمامی مردان عالم تیرے حلقۂ اطاعت مین آجاوین پس جب فقط ایک دین یزدان پرست باقی رہجائے پھر اس ایک فرد کا قتل و غارت کرنا یا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہے بمجرد سننے اس کلام کے فرط خوشی سے از خود رفتہ ہو گیا اور خوش ہو کے فوراً سجدہ کیا اور کہا اے مرشد اور اے خداوند جمشید مجھے اب کسواسطے اجازت رزم و پیکار نہین آپ دیتے کہ مین آن واحد مین مثل حرف غلط انکا نام مٹادون تا کہ بضرب شمشیر قدرت یہ قصہ ایک ہی مرتبہ فیصل ہو جاوے اور مین بے خوف و خطر حکمرانی کرون خناز جادو نے کہا او احمق یہ شمشیر قدرت مسحور شاہزادۂ معز الدین پر ہرگز کارگر نہوگی اور وہ گرز قدرت جو مین نے بڑی مشکل سے خاص شاہزادہ معز الدین کے نام سے تیار کیا ہے اس گرز سنگی کی تاثیر خاص معز الدین کے نام سے خصوصیت رکھتی ہے اس عمود سنگی کی ضرب کسی طرح معز الدین دفع نہین کر سکتا کیا قدرت رکھتا ہے کہ جو اس ضرب کا متحمل ہو اگرچہ از سرتا پا فولاد کا بھی ہو جائیگا تو اس عمود کوہ شکن سے جانبر نہوگا اور شاید اس عمود سنگی کی حکیم فیطاس سحر ساحت کو بھی خبر نہوگی ہو حالانکہ اس علم و حکمت میں وہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے لیکن اس عمود اجل کی ضرب جا ہین کہ کسی تدبیر سے رد کر سکین ممکن نہین کسواسطے کہ مین نے پہلے ہی حکیم فیطاس الحکمت اور حکیم اخشیجان اور حکیم ابو المحاسن کے نام طلسم بندی کر دی ہے ان حکماے عالی منزلت کو اول تو اس معاملہ کی خبر ہی نہوا اور شاید خبر بھی ہو جاویگی تو دیا تک انکی فکر و تدبیر نہ پہونچ سکیگی بہر نہج یہ عمود قدرت خاص معز الدین کی جنگ و حرب کے وقت کام آویگا کہ معز الدین کی مرگ و ہلاکت اسی گرز قدرت سے مقدر ہو چکی ہے اور جسقدر اہل اسلام ہین انکے واسطے شمشیر قدرت کافی و وافی ہے اسی شمشیر قدرت سے تمام لشکر معز الدین قتل و مجروح ہوگا جمشید اس بیان خناز جادو سے نہایت خوش ہوا اور اسی خوشی مین اس کافر نے خناز جادو کو بلند جا سمجھ کے پابوس کیے جب وہ ملعون اپنے مقام کو روانہ ہو گیا دوسرے روز جمشید پلید نے اسفند جادو دیلمی گیلانی کو بلایا اور کہا اے پیغمبر دستخط جیب اب تو لکھ دے اور شاہان و ملکاے المنو بہ و سلطان شاہ کے پاس جا اور انکو بھی میری خداوندی سے آگاہ کر اور ہدایت کرتا کہ مجھے سجدہ کرین اور جو ہوسکے تو انکو میرے پاس اپنے ہمراہ لیتا آ اور بلکہ انجبہ جہان پہلوان کو بھی ساتھ لے لے تو نہایت بہتر ہوگا اور شاید تیری ہدایت کو وہ سلاطین خیال میں نہ لاوین تو انجبہ جہان پہلوان کے خوف و رعب سے تیری ہدایت و فہمائش کو فوراً قبول و منظور کر لین انجبہ پہلوان کا خوف ان پر ایسا غالب ہوگا کہ انکو سواے اقبال کے چارہ

ہوگا اور بالفرض وہ کسی طرح کی حجت و تکرار کریں تو انکو جسطرح سے ہو زبردستی گرفتار کرلانا پھر میں قرار واقعی انکی سرتابی اور
نافرمانی کی سزا ایسی دونگا کہ وہ بھی یاد کرینگے اشبوط دیلمی نے کہا اے خداوند جمشید پہلے ستر بارات ہدایت و پیغام اس
بندۂ خاص کے پیر ہوا کرتے تھے یعنے خاص اس بارے میں میرے پاس وحی نازل ہوا کرتی تھی کہ میں خداوند قدرت کا پیغمبر
ہوں عہدۂ رسالت خداوندی سرکار سے مجھے مرحمت ہوا ہے جب احکام شریعت خداوندی انکو پہونچا دونگا کہ پیغمبر خداوند کا
کوئی کام خلاف حکم شایع کرنا نہ چاہیے جمشید ملعون نے کہا او اشبوط تو کیا سنتا تجھ سے کہتا ہوں تیرے اسوقت تجھ پر وحی
نازل کی بلکہ اول ہی احکامات ہدایتی اسقدر کرچکا ہوں پھر وحی ظاہری کی کچھ حاجت نہیں ہے الغرض اشبوط دیلمی مسخرہ اور
اسجہ جہان پہلوان دونوں نامور قحبہ شریر النفس سلطان شاہ کے لشکر میں گئے اور اتفاق سے اسوقت پہونچے کہ وہ
تینوں سلاطین مذکورہ یعنے آذرشاہ و ملک النوبہ و سلطان شاہ و لشکر ان شاہ ہی اور بایران شاہ و نہار کے مدد ہو جانے
کا حال سنکے نہایت مشوش و بدحواس ہو رہے تھے اور افسوس میں بیٹھے تھے اور کہتے تھے اب اسکو کیا تدبیر کرنا چاہیے
کہ جمشید ملعونوں کے شر و فساد سے نجات ملے آخرکار ان تینوں سلاطین مذکورہ نے باہم یہ مشورہ کیا کہ بدون کسی تدبیر
معقول کے جمشید سے چاہیے کہ آرام سے ملے یہ غیر ممکن ہے بہتر یہ ہے کہ سلطان شاہ کہ عقل و فہم و جہاندیدہ و کار آزمودہ ہے
جو وہ تجویز کرے یقین ہے کہ نہایت مفید ہوگا آخر سلطان شاہ نے کہا اے آذرشاہ آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں
سلطان شاہ نے کہا اے آذرشاہ جو کہتے ہو وہ سب درست ہے اسمیں شک نہیں لیکن یہ ظاہر ہوگا کہ جمشید ملعون جسوقت
فارغ ہوا پھر ہمیں تمہیں سب کو تکلیف پہنچائے ضرور ہی دیگا کسواسطے کہ اب کچھ رہا ہے اور کوئی بادشاہوں میں منحرف یہاں
باقی نہیں ہے یا لشکر اسلام ہے وہ لشکر ظفر پیکر ایسا نہیں ہے کہ جمشید ملعون نیکا ایک نگاہ کج سے دیکھ سکے کیا طاقت رکھتا
رکھتا ہے ہم لوگ کیا ہمارا لشکر کیا بلکہ کل سلطنت میں کوئی پہلوان ایسا نہیں ہے کہ جو جمشید سے مقابلہ کرسکے جب اسجہ
جہان پہلوان ایسے دیو پیکر کو جمشید نے بزور قوت و فن پہلوانی مغلوب کرکے اپنا مطیع کرلیا اور سطرح بھی کہا کہ
جمشید کو خداوند جانتا ہے اور اسکو سجدہ کرتا ہے اور جمشید کی طرف سے دعویٰ ہی کرتا ہے اور جو نہیں مانتا اسکو
بزور و قوت گرفتار کرلیتا ہے پھر کون ایسا فولاد جگر اور رویین تن ہے کہ جو جمشید مردود کی ہمسری کرے اور برسر پیکار ہو اور
اسکے مقابلہ سے ہم معرکہ آرائی کریں جمشید سے لہذا اب ہماری رائے میں تو مصلحت وقت اور مناسب یہ ہے کہ ہم اپنی قبل
تکلیف دہی جمشید کے لشکر اسلام سے جا کے ملجاویں اس صورت میں البتہ راحت متصور ہے ورنہ جمشید ملعون
کی فتنہ پردازی اور شرارت نفسی سے محفوظ رہنا غیر ممکن بالفرض و التقدیر اس معاملہ کو طول کھینچا اور خدانخواستہ اور
کوئی صورت ظہور میں آئی تو اسوقت مرگ انبوہ جشنے دارد جو حال لشکر اسلام کا ہوگا وہی ہمارا بھی ہوگا الغرض آذرشاہ
و ملک النوبہ دونوں نے یہ رائے سلطان شاہ کی پسند کی اور اسی وقت باتفاق رائے آذرشاہ و ملک النوبہ اور
سلطان شاہ نے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے امیر عالی منزلت آپکو یقیناً بخوبی معلوم ہوگا کہ جمشید لعین سے (۱) ۱۳۱

قیامت برپا کر رکھی ہے جو اس ملعون کے اس معاملے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پلید کوئی فتنۂ تازہ برپا کیا چاہتا ہے بلکہ آج
وہ لعین بد باطن ہماری تکلیف دہی پر آمادہ ہوا ہے لہذا ہمکو نہایت اندیشہ اور خدشہ ہے اور رات دن اسی فکر و تردد میں غلطان
و پیچان رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نمودی کے ہاتھ سے کیونکر جان بچیگی کیا تدبیر کریں کوئی صورت اپنی جان اور ایمان بچانے
کی لگاتار معلوم نہیں ہوتی اسواسطے کہ ہم اس کافر سے کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتے اور یہ بھی ہمکو منظور نہیں کہ ہم اس کافر کی
اطاعت قبول کریں لیکن اس صورت اضطراب و انتشار میں نہایت حیران و پریشان ہیں حضور سے الطاف و کرم کے امیدوار
ہیں اگر حضور کی راے عالی ہو تو ہم حضور والا کے لشکر ظفر پیکر میں جا کے پناہ لیں کہ اور کہیں امن و عافیت کی صورت
نظر نہیں آتی آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ میں اپنی اوقات بعافیت گذاریں اور تا معاودت صاحبقران اکبر
فلک قدر و رائے اژدہا و دولت و اقبال و جاہ میں مشغول رہیں جب صاحب قران اکبر کشور گیر اردوے معلی میں
تشریف لاوینگے ہم لوگ بھی شریک جشن عروسی ان کی شہنشاہ تاجدار ہونگے اور شرف ملازمت سے بھی کامیاب ہونگے جس
جسطرح ہم لوگوں کے واسطے صلاح و مصلحت وقت ہوگا اسکو بدل و جان عمل میں لاوینگے یقین ہے کہ ہمارا خلوص دل
صاحب قران اکبر گردون فر پر بخوبی ظاہر و منکشف ہوگا پوشیدہ نہیں ہے بلکہ اور سب دلاوران نامدار و بہادران تہور
شعار بھی ان بندگان عقیدت نشان کے حال سے بخوبی ماہر و واقف ہیں کہ ہم لوگ باوجود مغایرت خیر خواہی و خیر اندیشی
سے حضور کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور اسوقت بھی ہم صاحب قران اکبر کشورستان کے جان نثاری میں بجان و دل
حاضر و موجود ہیں الغرض ان سلاطین نے اپنی مہر خاتم پر کر کے لفافہ بند کیا اور سفر دانا
نامی عیار آذرشاہ کو جو نہایت ہوشیار و چالاک تھا دیا اور کہا تو جلد جا اور یہ رقعہ امیر مجاہد الدین فیروز لیمی کی
خدمت میں جو کہ سپہ سالار لشکر اسلام ہے پہونچا اور جلد تر اسکا جواب باصواب لیکے آ ۔ الغرض اس عیار طرار نے حسب الحکم
اپنے آقا کے اس نامہ کو اپنے سر سے باندھا اور آداب بجا لا کے روانہ ہوا اور دربارگاہ فلک اشتباہ صاحبقرانی پر پہونچا
دربانان عالی رتبہ امیر مجاہد الدین نامدار کی خدمت میں عرض کی کہ ایک عیار ملازمان ملک آذرشاہ سے حاضر ہے اور
اعلیٰ حضرت بادشاہی میں جانا چاہتا ہے امیر نامدار نے حکم دیا اسنے دو جب وہ عیار طرار خدمت میں امیر مجاہد الدین نامدار کے پہونچا
اول مجرہ بجا لا کے دست بستہ و تسلیمات شاہانہ بجا لایا بعد اسکے دعا و ثنا ادا کی اور وہ نامہ خدمت عالی میں پیش کیا امیر
عالی وقار نے بعد مطالعہ نامہ بادشاہان عالی شان یہ جواب پشت نامہ پر لکھدیا ۔ ع

کرم ہاے تو ما را کرد گستاخ

اور نامہ عیار کو حوالے کر دیا عیار نے اس نامہ کو لیکر مراجعت کی اور ملک آذرشاہ کی خدمت میں اس نامہ کو پہونچا دیا
سلطان شاہ و ملک الشمس و آذرشاہ اس جواب کو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور جسقدر فکر و تشویش لاحق حال
تھی رفع ہو گئی اور مطمئن ہو گئے ۔ راوی کہتا ہے کہ ان سلاطین عالی شان نے فقط واسطے رفع شک اور امتزاج کے

امیر مجاہد الدین نامدار کو نامہ لکھا تھا ورنہ ان سلاطین پر امیر مجاہد الدین عالی منزلت بلکہ جملہ سرداران تہور شعار کے
اخلاق و مروت کا حال روشن تھا اور یقین کامل بھی یہی تھا کہ امیر خوش تدبیر ہمارے التماس کو ضرور قبول و منظور فرمائینگے
یہ ممکن نہین کہ انکار فرمائین چنانچہ اسی وجہ سے سلطان شاہ نے قبل آنے جواب نامہ کے اپنا تمام مال و اسباب و جواہر خانہ
وغیرہ لشکر فتح پیکر اہل اسلام مین بھیجدیا تھا اور خود بآسایش در گوشۂ بارگاہ مین باطمینان خاطر و دلجمعی تمام منتظر رہا
اور باہم حرف و حکایات مین مصروف تھا یکایک عیاران لشکر نے خبر دی کہ انجبہ جوان پہلوان اور شہوط دیلمی دونون ملعون
آتے ہین ناچار وہ بادشاہان عالی شان ان ملحدان و مردودان ازلی کا استقبال کر کے بارگاہ مین لے آئے اور ایک کرسی
زرنگار پر انجبہ اور دوسرے ہم تخت پر شہوط دیلمی کو بٹھایا اور جملہ سامان مہمانی مہیا کیا جب دو چار مرتبہ جام شراب ناب
گردش مین آیا اور ان ملعونون کا نشہ شراب ناب سے دماغ گرم ہوا انھون نے اپنے مطلب کو جسکے واسطے آئے تھے ظاہر
کیا پہلے وہ جمشید ملعون کی حد سے زیادہ تعریفین کی بعد اسکے سلطان شاہ اور والی التوبہ سے حکم جمشیدی کو بیان
کیا یعنی فقط اطاعت اور سجدے کی ہدایت کی جب ان سلاطین نے سنا تامقدور عذر و انکار کیا اور انجبہ پہلوان کی طرف
مخاطب ہوکر کہا اے پہلوان تجھکو بھی یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ ہم سب سلاطین موجودہ جبل ایلے سے شاہزادہ معز الدین
صاحبقران اکبر فلک قدر زیادہ تر بلند مرتبہ ہین اُس عالی جاہ کے رتبہ کو کوئی بادشاہ عالی وقار نہین پہونچ سکتا اور
حق یہ ہے کہ اُنھی کی ذات بابرکات کے واسطے یہ ساری ہنگامہ آرائی ہورہی ہے جس وقت جمشید و شاہزادہ معز الدین کا
معاملہ جنگ و پیکار یکسو ہو جائیگا اور جمشید معز الدین پر غالب آئیگا اُس وقت ہم لوگ بلا عذر و تکرار خود ہی جمشید کے
حلقۂ اطاعت و فرمانبرداری مین موجود ہو جائینگے اور جو حکم سرکار جمشیدی سے صادر ہوگا بسر و چشم قبول و منظور کرینگے انجبہ
پہلوان نے کہا مین اِس تمہاری گفتگو کو نہین سنتا کہ یہ کلام محض نامعقول ہین جنگ و پیکار کیسی اور مقدمہ اور معاملہ کیسا مجھے
فقط جمشید خداوند کی تعمیل حکم سے غرض ہے مین تمہارے اِس حیلہ و حوالے کو نہین سنتا اگر خوشی سے چلوگے تو لیجاؤنگا
اگر خوشی سے نہ چلے تو جبر لیجاؤنگا مجھے تمکو خدمت مین جمشید خداوند کی بہر طور پہونچا دینا ہے پھر تم جانو خداوند جانے
اس سے بہتر یہ ہے کہ تم بخوشی میرے ساتھ چلو اور اگر تم کسی طرح کی چون وچرا کروگے تو پھر مین تمکو دوسری شکل سے لیجاؤنگا
سلطان شاہ کو اِس کلام سخت انجبہ سے نہایت ملال ہوا اور اسقدر ناگوار خاطر ہوا کہ نزدیک تھا جواب ترکی بترکی دے
مگر چونکہ فہمیدہ و عاقل تھا ضبط کیا اور انجام بینی کو کام فرمایا کہ جواب ہست و نیست کچھ نہ دیا اور مفردات عیار سے
اشارہ کیا کہ تھوڑی بیہوشی شراب مین ملاکر جلد حاضر کرے مفردات عیار بمجرد سننے اس حکم کے برق ہوگیا فوراً ایک شیشہ
شراب ارغوانی کا کہ وہ در اصل نہایت تیز و تند تھا لایا اُسمین داروے بیہوشی آمیز تھی جب وہ شیشہ سلطان شاہ کے پاس
آیا سلطان شاہ نے چند جام اُس شراب ہوش ربا کے لبریز کیے اور اُن دونون کافرون کو پلائے اُس شراب کا حلق سے
اترنا تھا کہ وہ شراب کامل اپنا عمل کر گئی اِس اثنا مین انجبہ پہلوان بولا کہ اب تمکو کسکا انتظار ہے جلد تیار ہو اور چلو اور

جمشید خدا اوند کو سجدہ کرو ورنہ تمکو بھی اب صاف دوکہین پھر تمہاری دوسری ترکیب کرون لیکنے کہ مثل غلامون کے بستہ و گرفتہ لیجاؤن کہ جمشید پلید بھی اسکے انتظار مین ہوگا سلطان شاہ ان دونون کافرون کے فتنہ و فساد سے تو بخوبی مطمئن ہی چکا تھا بہ آواز بلند کہا کہ اتش ان نادیدہ بخت و نادیدہ انجام ایسی بکواس کرتے ہو تم جمشید لعین رانده درگاہ کے مذہب مین داخل ہوگیا اور راہ ضلالت و گمراہی مین دوسرا ہی اختیار کرلی کہ ایسا ہی کبھی خراب کرنے آیا ہی او نابکار تجھپر اور تیرے نابکار خدا وند باطل پر لعنت ہی او ولد الزنا جمشید تیرا خدا وند کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی اس مردود کی کبھی یہ لیاقت ہی کہ جو ہم بادشاہان ذیجاہ اس ملعون کی اطاعت کو قبول و منظور کرین انجیہ نے جو سلطان شاہ کے یہ کلمات سخت سنے مانند مار دم بریدہ پیچ و تاب کہانے لگا اور شدت غیظ و غضب سے عالم اسکی چشم کو زمین تیرہ و تاریک ہوگیا اور جیسے ہی غصہ مین اس قصد و ارادے سے اٹھا کہ سلطان شاہ کو ضرب شمشیر آبدار سے جواب دے بس کھڑا ہوتا تھا کہ چیخ کہا کر مثل دیوار کہنہ کے گرا اور فوراً بیہوش ہوگیا بعد اسکے اشبوط نابکار نے جو یہ حال دیکھا آتش غضب مین پیچ و تاب کہا کر اپنی جگہ سے حرکت کی اسکی بھی خبر لے بس وہ بھی اسی صورت سے پشت بزمین ہوگیا اور اپنے ہوش و حواس سے گذر گیا سلطان شاہ نے دونون لعینون کے دست و پاؤں باندہ کر ڈالدیا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جسقدر مردان ہمراہی ان کافران بدخو کے موجود ہون اُن سب کو قتل کرو خبردار ایک متنفس زندہ و سلامت یہان سے نہ جانے پائے بمجرد حکم بادشاہی مردان سلطانی نے اُن جملہ ہمراہیان اشبوط و انجیہ پہلوان کو قتل کرڈالا اور بعض کی ناکین کاٹ کر لشکر سے نکلوا دیا لیکن ایک شخص جو کہ پہلے اقلیموس کا ملازم تھا وہ اشبوط دیلمی کے ہمراہ آیا تھا وہ شخص تھا کہ جسنے ہنگامہ جدال و قتال مین ازجانب مردار خوار کا بلکہ بیر سے بے خبری مین پایا تھا اس شخص نے سلطان شاہ کی اطاعت بدل منظور و قبول کی اسوجہ سے وہ قتل سے بچگیا بعد اسکے سلطان شاہ نے اشبوط دیلمی اور انجیہ پہلوان کا منھہ کالا کیا اور داڑھی مونچھین اور ابرو کا صفایا کر کے دونون کو عریان کیا اور اسی شخص اور سپاہ کے سپرد کیا اور کہا ان دونون نامعقولون کو براہ بیخبر متعارف لیجا کر جمشید کے لشکر مین پہونچا دے اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر انجیہ پہلوان کی گردن مین باندہ دیا کہ اے جمشید پلید خود پرست آگاہ ہو کہ ہم سلاطین عالیجاہ ایسے نادان نہین ہین کہ تیرے دام مکر مین آجائین اور تجھ ایسے مکار و دغاباز کو معبود اپنا سمجھکر سجدہ کرین اور راہ ضلالت مین دیدہ و دانستہ چلے جائین ہمکو ہمارے معبود حقیقی نے ابھی تک تیرے شر و فساد سے بچا یا ہی بہر حال اُسکی ذات سے ہمکو یقین ہے کہ ہر بلائے ارضی و سماوی سے تاحیات محفوظ رکھیگا اور ہم شکر اپنے پروردگار کی درگاہ مین بجالاتے ہین کہ ہمکو بعافیت تمام لشکر اسلام مین پہونچا دیا اب ہم بخوبی آرام سے رہینگے اور تیرا ستم و جور کسی طرح سے ہم تک نہ پہونچیگا — ع

گر پاد شوی تا سر زلفش نرسی

اے جمشید تو نہین جانتا کہ ہم اس قریۂ فردوس و جبل اعلیٰ مین خاص واسطے سننے تاریخ اعظم اور جشن عروسی ملک

شہنشاہ تاجدار غارب البلدان کے آتے ہیں جیسے ہمنے اس جشن کی خبر سنی ہی کمال اشتیاق دید میں ہین چنانچہ اسیوجہ سے انتظار مین اسی محفل جشن کے مقیم ہین بفضل ایزدی ایک آرزو ہے دلی ہماری بر آئی یعنے تاریخ اعظم شمن چکی اب فقط شوق دید جلسہ کدخدائی صاحب قران اکبر گردون وقار باقی ہی وہ بھی عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بخیر تمام دیکھا چاہتے ہین اے جمشید ملعون ہم اپنا دین و مذہب کبھی ترک نہ کرینگے اور اگر شاید ایسا کوئی امر سخت درپیش آیا کہ بدون ترک کیے دین وآئین اپنے کے چارہ نہو گا پس ہم دین اسلام مین داخل ہونگے کبھی ایسا دیسا دین اختیار نہ کرینگے اور تیرے دین باطل کو کبھی حق نہ سمجھینگے کس واسطے کہ دین اسلام بہترین ادیان عالم سے شمار کیا جاتا ہی اسی دین متین کی حقیقت خوبی بخوبی ہمارے دل پر منکشف ہوگئی او ولد الحرام تجھکو آجکل خبط ہوگیا ہی اب مین تجھسے براہ خیرخواہی کہے دیتا ہون کہ یہ خیالات خدا وندی وغیرہ جو کہ تیرے دماغ مین سما گئے ہین ان سب خیال سے توبہ کر اور سلامتی جان و مال کو غنیمت سمجھکے شاہزادہ معز الدین فاک جاہ کے غلامون مین داخل ہوجا ورنہ بہت جلد تجھکو اور تیرے ہواخواہون کو سزا سخت ملیگی الغرض اسی مضمون کا رقعہ لکھکر انجد پہلوان بن تجہدون کی گردن مین باندھکر مصر اسپ عیار کو سپرد کیا اور حکم دیا کہ ان دونون ملعونون کو شتاب جمشید کے لشکر نکبت اثر مین پہونچا کے جلد چلا آ بعد اسکے آذر شاہ و ملک سلطان شاہ و ملک النوبہ یہ تینون سلاطین مع اپنے مال واسباب و حشم و خدم کے شہاشب لشکر اسلام مین چلے گئے امیر مجاہد الدین دلاور کو خبر ہوئی کہ ملک آذر شاہ اور ملک النوبہ و سلطان شاہ مع اپنے حشم و خدم کے آتے ہین مجرد سننے اس خبر کے امیر مجاہد الدین تا دربارگاہ واسطے استقبال کے آئے اور ان سلاطین کو نہایت اعزاز و احترام سے لیکر بہشت لشکر ظفر پیکر کہ وہ جا نہایت پر فضا تھی اتروایا اور خاطر داری اور تواضع مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جب ان سلاطین نے امیر مجاہد الدین دلاور سے ملاقات کی اسی صحبت مین اپنی کیفیت اور جمشید ملعون کی شرارت اور انجد بن تجہدون پہلوان کی زبردستی اور اشبوط دیلمی کی کیفیت اور جو کچھ کہ ان ملاعین بدخو کی سرگذشت تھی مفصل بیان کی جسقدر افسران و سرداران لشکر فتح پیکر کہ حاضر دربار فیض آثار اہل اسلام تھے اس واقعات عجیب و غریب کو سنکر اسقدر ہنسے کہ بیخود ہوگئے اور سلطان شاہ کی فہم و فراست پر ہزار ہزار آفرین و تحسین کی اور کہا کہ ایسے ملعونون کے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیے ورنہ ان تینون بیدینون سے عقب گذاری نہایت دشوار و سخت مشکل تھی اور جنگ و جدل کا بھی موقع و محل نہ تھا بڑی دانائی کو کام فرمایا ہے

اب راوی کو ان دونون ملعونان شقاوت آثار و کافران سیاہ قلب و بدکردار کا حال زار بھی گذارش کرنا ضرور ہوا

راویان اخبار دنا قلان آثار اس داستان حیرت عنوان کو یون بیان کرتے ہین کہ مصر اسپ عیار ان دونون بدکارون

کو مع عرابہ کے ایک میدان میں چھوڑ کر بخیریت اپنے لشکر میں پہونچا اور خدمت میں ملک سلطان شاہ کے اطلاع
کی اور صبح کو انجد بن نجدون پہلوان اور اشبوط دیلمی دونوں ملحدوں کے دماغ سے اُس بیہوشی کا اثر زائل ہوا اور
ہوش میں آئے دیکھا عجب حال تباہ میں پھنسے ہیں سینے ہاتھ پانوں دونوں کے بسا مضبوط بندھے عرابہ پر پڑے
ہیں اور عرابہ ایک میدان خراب و پرخار میں کھڑا ہے اشبوط دیلم یہ حال اپنا دیکھ کے نہایت غضبناک ہوا اور انجد
بن نجدون پہلوان کو بنگاہ قہر دیکھا اور کہا او قرمساق مادر قحبہ جلد بتا تو کون ہے اور تجھکو کس قرمساق ولد الحرام
نے عہدہ پیغمبری دست چپ دیا اور تو کیوں ایسے مرتبہ جلیل سے منسوب ہوا انجد بن نجدون بولا کچھ خبر ہے او مادر بخطا
تو دیوانہ ہے کہ جہان پہلوان پیغمبر کے سامنے خداوند کی شان میں کلمات گستاخی کہہ رہا ہے صاف صاف گالیاں
دے رہا ہے تجھکو نہیں معلوم کہ میں کون ہوں اور کس مرتبہ کا آدمی ہوں اے ولد الحرام تجھے چشم کور سے نہیں معلوم دیتا
کہ میں انجد بن نجدون جہان پہلوان جمشید پلید کا پیغمبر ہوں اشبوط نے جھنجھلا کے کہا پہلے تو نے کس واسطے
نہ کہا میں تو سمجھا تھا کہ تو کوئی بلائے آسمانی اس جنگل میں نازل ہوئی ہے اور وہ میرے پہلو تک پہونچ گئی انجد
پہلوان نے کہا او مادر قحبہ قسم ہے خداوند باطل کی کہ میں بھی اسی تشویش میں بیٹھا تھا کہ یہ کون بلا عجب صورت
میرے برابر بیٹھا ہے اشبوط دیلم نے کہا اے انجد پہلوان قسم ہے مجھے اپنے خداوند کے فرزند کی کہ میں نے کبھی
پیغمبری دیلم کے عہد سے آج تک ایسی ذلت نہیں پائی جیسی اب اس جمشید پلید کی خداوندی و رسالت میں اس
نوبت کو پہونچے نہیں معلوم یہ کیسی تقدیر خداوند جمشید نے واسطے اپنے خلق کی ہے کہ ہم اس عذاب
سخت میں مبتلا ہو گئے انجد پہلوان نے کہا خاموش رہو دم مارنے کی جا نہیں ہے یہ سلوک ہم سے
بے مرضی خداوند کیا گیا ہے یہ انھیں تینوں سلاطین کا کام ہے جنکے واسطے ہم مبعوث ہوئے اور کیا
پیغمبران اہل اسلام نے بھی کیا کیا ایذائیں اٹھائی ہیں ہمنے اگر ایذا اٹھائی تو کیا غضب ہو گیا اس عرصہ میں
کچھ لوگ جمع ہو گئے اور رشیدہ شاہ جمشید کو خبر ہوئی وہ حرام زادہ بولا جاؤ انسے کہو کہ تم اسی صورت
سے ہمارے پاس چلے آؤ ہم اس قوم پر غضب نازل کرینگے کہ جسنے مرسلان خداوند سے ایسی بے ادبی
و گستاخی کی۔ راوی کہتا ہے کہ جمشید پلید بدبخت کسی سے صاف نہ تھا ان قرمساقوں کا رسوا کرنا
اور انکی وضع پر ہنسنا منظور تھا اسلیے کہ اس ولد الحرام و مادر بخطا کو کسی سے اطمینان نہ تھا خصوصاً انجد
و اشبوط کا کینہ دل شقاوت منزل میں بھرا تھا۔

داخل دربار ہونا اشبوط دیلم اور انجد بن نجدون پہلوان کا بحال خراب و صورت زبون بصفائی چارابرو



القصہ اخفین اسی صورت سراپا تقویت سے بارگاہ میں طلب کیا حاضرین دربار اخفین دیکھ کے خوب ہنسے جمشید بولا کہ ای اشبوط تو آزردہ نہو جیسے خداوند کو تجھسا پیغمبر ضرور چاہیے ہو ان اذیتوں کا متحمل ہو اور خاطر جمع رکھ تیرا انتقام سلطان شاہ وغیرہ سے بہت جلد لیا جائیگا اسے انجد تیرا رتبہ تو اشبوط سے بہت بڑھا ہوا ہی کہ وہ پیغمبر رہو بیٹے اور جہان پہلوان تیرا خطاب بدستور سابق مقرر ہو تو کل میدان کارزار میں ضرور بدلا لینا انجد بولا اے خداوند وہ تو اہل اسلام کے لشکر کی پناہ میں گئے ہیں جمشید شہزادہ بولا کیا ہوا آخر اسی لشکر کو بھی تو شکست دینا ہوگی پھر ہر ایک کو ایک ایک خلعت گران بہا او ملبوس خاص تقسیم کیا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا جب رات ہوئی خنازجادو بھی حسب معمول آیا جمشید نے اُن سلاطین کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میرے پیغمبر کو ان سلاطین نے ایسی ذلت دی کہ جسکو بیان نہیں کرسکتا اور خود جاکر اہل اسلام کے لشکر میں داخل ہوگئے اب میں کب تک معز الدین کا انتظار کرون کل میں پیام جنگ بھیجونگا اور سامان رزم درست کرکے جنگ شروع کرتا ہون خنازجادو نے بھی اجازت صریح سے دی ہی

اب راوی جمشید خود پرست وبد مست کو لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کے بہ سبب ... میں مبتلا و غلطان و پیچان لکھتا ہی اور عساکر کفر و اسلام کے باہم نامہ و پیام کا حال معرض بیان میں لاتا ہی

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح توسن ریز قلم عجائب نگار کو ... لکھتے ہین کہ جب سلطان شاہ و آذر شاہ و

ملک النوبہ دراشبوط دیلمی و سنجرہ جہان پہلوان کو ایسی ذلت سے بھیج چکے اور اب حمایت دینا لشکر میں آئے جمشید ملعون
فرط غضب سے برافروختہ ہوا اور خنازیر ملعون سے اجازت حرب بھی حاصل کر لی دوسرے روز لشکر اسلام میں امیر مجاہد الدین
کے پیام بھیجا کہ فی الحقیقت جو طبیعت کے فضل و کرم سے سرفرازی مجھے حاصل ہوئی مخفی و محتجب نہوگی میں اب تک
تمہارے بادشاہ معز الدین بن اسمعیل کا انتظار کرتا تھا کہ وہ طلسم سے باہر آئے تو میں مقدمہ جنگ یکسو کروں اور مثل سلاطین
کے میری خداوندی کو قبول کرے میں اپنے بندوں کو کس لیے زحمت جنگ دوں اور نہیں تو حسب مصلحت وقت ہو تیسر عمل
کروں وہ تو اب تک نہ آیا اب ملک النوبہ اور آذرشاہ و سلطان شاہ نے میرے پیغمبروں کو بے حرمت کیا اور تمہارے
لشکر سے ملحق ہوئے اس صورت میں اگر تم اُنھیں بستہ و گرفتہ خداوند خاص کی خدمت میں بھیج دو تو میں اُسی اپنے
عہد و قرار داد پر قائم رہوں اور آنے تک تمہارے بادشاہ کے صبر کروں اور اگر تم نے اُنکے بھیجنے میں تامل کیا تو تمہارا
خون تمہاری گردنوں پہ ہوگا آگاہ ہو اور خوب تصور کر لو کہ یہاں اب کارخانہ خالی ہے مثل سابق کے تصور نکرنا دبدبۂ
شاہی کا تھا اب شمشیر قدرت سے تم سب کو روانہ دار العدم کرونگا موکلان دوزخ تمکو لیجا کر آتش جہنم میں داخل کرینگے
اور قیامت تک جاوے گے بہشت میں ہرگز تمھیں نہ بھیجونگا آئندہ تم جانو اور تمہارا کام جسوقت نامہ جمشید ملعون کا خدمت
میں امیر کبیر مجاہد الدین صاحب توقیر کے پہونچا اور امیر محمد وغیرہ دلاور و بہادروں نے بھی اُس نامہ کے مضمون کو ملاحظہ
فرمایا خوب ہنسے اور غائبانہ اُس ملعون کے خیال پر تمسخر ہوا یعقوب حرانی نے کہا ای میر یا تو پھر اس احمق کے نامے کا
جواب دینا اس خادم کا کام ہے اگر حکم ہو تو غلام جائے اور جواب نامہ زبانی ایسا دے کہ وہ بھی خوب یاد کرے اور حسب
مناسب وقت اُنکی خدمت بھی کی جائے گی امیر نے فرمایا ای برادر والاقدر لشکر میں اُس حرامزادہ کے اشرار و کفار بہت
جمع ہیں مجھے یہ خیال ہے کہ شاید کوئی حرام زادہ کسی طرح کی برائی تمہارے ساتھ کرے اور نوبت بفساد پہونچے اور خدانخواستہ
تمھیں کوئی ضرر پہونچے اُسوقت ہم اُسکا کیا انسداد کر سکتے ہیں یعقوب حرانی نے کہا اے امیر بارے کو سپرد خدا کے فرمائیے
اور آپ کچھ اندیشہ نفرمائیے فضل رب قدیر شامل حال ہے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا کار ہائے نمایاں کرتا ہوں حضور جسطرح
ہو ضرور فدوی کو اجازت عنایت فرمائیں میرا دل یہی چاہتا ہے کہ دو کلمے اُس ملعون سے جسطرح کہ میرے دل میں ہیں
بالمشافہ روبرو حضور کے کہوں قصہ کوتاہ بمشکل تمام امیر مجاہد الدین نامدار نے یعقوب حرانی کو اجازت مرحمت فرمائی
یعقوب حرانی بمجرد پانے اجازت کے اپنا سامان سرہنگی لے کے لشکر جمشیدی میں داخل ہوا ایلچی جمشید جو کہ نامہ لایا
تھا وہ یعقوب سے آگے روانہ ہوا جمشید بدبخت کو خبر آمد یعقوب پہونچا دی حسب اتفاق جمشید گنبدی اُسوقت
برج جہان نما میں بیٹھا تھا آمد یعقوب حرانی نامدار کی سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ پناہ بذات ایزد ایلچی نے دست بستہ
جمشید سے عرض کیا کہ امیر لشکر اسلام نے حضور کے نامہ کا جواب کچھ نہ لکھا اور یعقوب حرانی کی زبانی پیغام بھیجا ہے
جمشید ملعون نے یعقوب حرانی سے کہلا بھیجا کہ حیف امرائے اسلام اپنے دل میں کیا سمجھے ہوئے ہیں کہ میرے نامہ کا

جواب نہ لکھا زبانی پیام بھیجدیا یعقوب حرانی نے جو یہ اُس بوم شوم کا کلام سُنا کہلا بھیجا ع برین عقل و دانش بباید گریست
باوجودیکہ دعواے خداوندی کرتا ہی گرتا نہیں سمجھتا کہ امیر مجاہد الدین وغیرہ امراے عالی وقار اسلام نے تیری عزت بنسبت
قبل کے زیادہ کی کہ مجھ ایسے اپنے خادم خاص کو بھیجا ورنہ ایک پرچہ کاغذ پر دو حرف لکھکر روانہ کردیتا مگر افسوس تو ان مراتب
اعلیٰ کی قدر نہیں جانتا پھر اتنا بڑا دعواے الوہیت جو تو کرتا ہی اُسکو کوئی کیونکر قبول کرے جمشید ملعون کو یہ جواب
دندان شکن سُنکے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی اور کہلا بھیجا کہ امیر مجاہد الدین نامدار نے جو میرے پیغام کا جواب دیا ہی وہ میرے
اس ملازم کی زبانی کہلا بھیج وہ مجھ سے کہدیگا۔ یعقوب حرانی نے کہا جمشید نے جبتک کہ دعواے خداوندی نکیا تھا جبھی
اچھا تھا کہ کسی سے ڈرتا تو نہ تھا بے خوف و خطر رہتا تھا اب اس دعواے بلند پر اسقدر خوف بڑھ گیا کہ مجھے اپنے سامنے
بلاتے ڈرتا ہی اور اپنے دیدار بخجسن سے بھی محروم رکھتا ہی مین بھی تو دیکھون کہ اب اسمین کونسی خصوصیت پیدا ہو گئی کہ جسکے سبب سے
اتنا بڑا دعوا کیا ہی جب جمشید نے یعقوب حرانی سے ایسے کلام سُنے لاچار ہوا اور کہا خیر بلا لو جسوقت یعقوب حرانی نے
جمشید پلید کے پاس جانے کا قصد کیا نہایت رجوع قلب سے درگاہ مستجیب الدعوات مین بتضرع وزاری دعا کی اور پیغمبر
خدا اور اہلبیت طاہرین علیہم التحیۃ والثنا سے شفاعت چاہی ادھر جمشید پلید نے اپنے دل مین یہ تجویز کی کہ جسوقت
یعقوب آئیگا جواب و سوال کے وقت داغ شقاوت اثر اپنی پیشانی ظلمانی کا دکھا دونگا پس اُسکو اپنا مفتون و شیفتہ
بناؤنگا بعدہ اُسکو قتل کرونگا اسوجہ سے کہ وہ حرامزادہ یعقوب حرانی سے عداوت دلی اور کینہ دیرینہ رکھتا تھا قصہ کوتاہ
یعقوب حرانی داخل برج جہان نما ہوا جمشید مردود ازلی مسند پر بغرور و نخوت بیٹھا تھا ضارینکوس منحوس اُسوقت موجود
نہ تھا اشبوط ولیم و انجار پہلوان جہان یہ دونون ملی رسا منہ بیٹھے تھے یعقوب حرانی سامنے گیا اور کہا ہمارا اسلام
اس محفل مین اُس شخص پر کہ جو خداے لاشریک لہ کو معبود برحق جانتا ہی جمشید پلید بولا ای یعقوب مجھے سجدہ کر منصب
خداوندی پر مین فائز ہون یعقوب نے کہا ابھی تک مین تجھے اُسی نظر سے دیکھتا ہون کونسی ایسی بات ہی کہ جسکی وجہ
اس دعوی کا مستحق ہوا گیدی بولا دیکھو اشبوط و انجار وغیرہ سلاطین روزگار نے ہمیشہ مجھ سے خصومت و دشمنی رکھی آخر
مجھے سجدہ کیا کوئی بات تو مجھ مین دیکھی کہ تابع وغیرہ ہوکر میری طاعت مین سرگرم ہوے یعقوب حرانی بولا
میرے گمان مین اثر سحر ضارینکوس کی وجہ ہے کہ یہ سب بیچارے مسحور بیٹھے ہین جمشید نے قسم
کھائی کہ جو تو سمجھتا ہے وہ نہیں ہے مین ابھی اپنی خداوندی تجھپر ثابت کیے دیتا ہون اور ایسی علامت دکھاتا ہون
کہ جس سے تو بے اختیار سجدہ کریگا یعقوب سن چکا تھا کہ جو کوئی اُسکی پیشانی ظلمانی دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ
کرتا ہے سوے کوئی نشانی اس لعین نے پیشانی پر ظاہر کی ہے اس سبب سے یعقوب حرانی نیچی آنکھیں کیے
باتین کر رہا تھا لیکن کنکھیوں سے دیکھتا جاتا تھا جمشید بولا پہلے یہ کہو کہ امیر مجاہد الدین نے میرے
نامہ کا کیا جواب دیا ہی یعقوب حرانی نے کہا امیر با توقیر نے فرمایا ہی کہ یہ ملعون سلاطین سلطان شاہ وغیرہ ہماری پناہ مین

آئے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ انہیں تجھکو حوالہ کر دیں زیادہ بہتر یہی ہے کہ لڑائی ہو ہم مقابلۂ جنگ و جدل میں ترک فلک سے
بھی نہیں ڈرتے آدمی کیا چیز ہے اور تو ہمیشہ ہمارے ہاتھ سے ذلیل ہوا کیا ہے اب کیا ہو گیا آخر وہی تو ہے اور وہی ہم ہیں۔
جمشید نے اس پیام سے سر جھکا لیا اور غور کرنے لگا کہ اس جواب لاجواب کا کیا جواب دینا چاہیے یعقوب حرانی بولا اے
جمشید یہ تو امراے اسلام کا پیام تھا جو میں نے گذارش کیا لیکن دو کلمے میں اپنی طرف سے کہا چاہتا ہوں اگر
حکم ہو عرض کروں جمشید نے کہا کون مانع ہے تو شوق سے کہہ یعقوب نے کہا تیری بہن طرۂ مشکین خال نے دعا کہی ہے
اور کہا ہے کہ اب دعوی باطل خدائی کا کرتا ہے اور اپنے زعم ناقص و اعتقاد باطل میں رتبہ بلند پر پہونچا ہے میرا حق بھی یہی ہے
کہ میں تیری بہن ہوں اور یہ ہے کہ شوہر کا حق جان اس کلام سے یعقوب حرانی کو خفیف و ذلیل کرنا جمشید کا منظور تھا
چنانچہ حد سے زیادہ جمشید ذلیل و خفیف ہوا اور دماغ شہادت کا دکھانا بھی بھول گیا غصے سے کانپنے لگا تمام عالم نظر میں
تیرہ و تار ہو گیا اگر یعقوب حرانی نے بات کرنا موقوف نکیا کہا کہ تیری بہن طرۂ مشکین خال مجھ سے جفت ہونے کے سبب
حاملہ بھی ہے اگر دعوائے خدائی کرتا ہے تو کہو اُسکے لڑکا ہے یا لڑکی - راوی کہتا ہے کہ یعقوب حرانی نے ذلت دینے کو
فقط یہ جملہ بنا کے بیان کیا تھا اور سبطے کہ یعقوب حرانی نے کبھی تو اپنی عروسی صاحب قران اکبر کی عروسی پر موقوف
رکھی تھی جس طرح امیر حمزہ نے عہد کیا تھا غرض جمشید دفعتاً چلا اٹھا اور کہا اس یہودی بچے کو خبردار زندہ نہ جانے دینا
مگر یعقوب حرانی یہ سنتے کے ساتھ ہی ایک جست کر کے جمشید کے برابر آیا اور سات کنگروں کا تاج جو کہ نیا تیار کیا گیا تھا
اُسکے سر سے لیا اور بغل میں دبا کے خنجر کو میان سے لیا اُس جلد دیو نے دامن یعقوب حرانی پکڑا تھا کہ یعقوب حرانی نے
ایک دھپ اس زور سے گدی کے سر پر دی کہ دس قدم کے فاصلہ پر تاج سر پاپک اُسکا جا کر گرا پنجہ پہلوان جہاندیدہ نے
ہاتھ پھیلا کر دوڑا چاہتا تھا کہ یعقوب حرانی نے اُسکی ہتھیلی پر نوک خنجر اس زور سے ماری کہ پشت دست سے پار نکل گئی مشہود
دیلمی کا بھی تاج اُٹھا لیا پھر ایک جست کر کے بارگاہ سے باہر نکلا اُدھر دربار میں ہنگامہ برپا تھا ہزاروں حرامزادے ہر چہار
طرف سے دوڑے جمشید بلبلا کر گھبرا کر تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہہ رہا تھا کہ اگر یعقوب نکل گیا تو ایک ایک کو جہنم میں
پہونچاؤنگا اور جو شخص پکڑ لائے گا اُسکو مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا اور آخرت میں بہشت بھی دونگا مگر یعقوب بفضل
حافظ حقیقی اور تائید ربانی خنجر سے مارتا ہوا زینہ سے اُترنے لگا لیکن مشتبہ ہوا کہ نیچے والے ادھر آتے تھے راہ دونوں
طرف سے آمد و رفت کی مسدود ہو گئی یعقوب سراسیمہ ہوا کہ اب بجز گرفتار ہو جانے و یا قتل ہونے کے کچھ نہ ہو گا جب تک
کہ دست و پا میں قوت رہی اُن کافروں کو مارتا رہا اور جست و خیز کر کے اپنی حفاظت کرتا تھا آخر خدا پر تکیہ کیا اور مینار کے
روشندان سے کود پڑا چونکہ مینار بہت بلند تھا یعقوب سمجھا کہ اب زمین پر گرونگا تو استخوان سرمہ ہو جائینگے اتفاق
سے زیر برج فراش خانہ کا شامیانہ استادہ تھا اور اُسکے نیچے بیچوں بیچ میں دریاں اور چاندنیاں بناہ جی ہوئی رکھی تھیں
یعقوب اُس شامیانہ پر گرا اور صدمہ سے محفوظ رہا دوسری جست کے لوگوں کے سروں پر پاؤں رکھ کے نیچے اُتر آیا

زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا اور تیغ سلیمانی کھینچے ہوئے مثل برق کے غول میں اُن نامردون کے در آیا ادھر نہنگ مصری بھی وہ
قارورے لیے ہوئے بہ تبدیل ہیئت موجود تھا جیسے ہی نہنگ مصری نے دیکھا کہ یعقوب حرانی آ گیا ہی فوراً موقع پا کر وہ قارورے
مین آگ و پاری پس آگ کا دینا تھا کہ قیامت برپا ہو گئی تاریکی نے اُس سارے میدان کو گھیر لیا اُسی ظلمت و تاریکی مین دونون
عیار طرار پچاس ساٹھ ملحدون کو داخل جہنم کر کے سب صحیح و سالم خوشی و خورم نکلے چلے آئے اور لشکر ظفر پیکر مین پہونچکر امیر
کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور ساری سرگذشت اپنی بیان کی امیر نے از حد تعریف کی اور شکریہ احسان درگاہ حافظ حقیقی
مین ادا کیا امیر نے یعقوب حرانی و نہنگ مصری پر نہایت نوازش فرمائی اور کہا عجب کام کیا ہو ان کے خلعت و انعام سے
مالامال کر دیا - اب دو کلمہ اُن کافران غدار کے گذارش کیے جاتے ہین کہ جب دود ظلمت وہان کا برطرف ہوا جمشید
پلید نے اس حال جان گزا کو سنا فرط غضب سے دھوان دماغ سے نکل گیا اور کہا عجیب بندگان شوخ و شنگ مین نے پیدا
کیے ہین اب خود سمجھتا ہون کہ کیا کیا نہایت مشکل درپیش ہوئی ان خدا پرستون کے ہاتھ سے میری خدائی دیکھیے باقی رہتی ہے
یا نہین آشوب دیلم جگر سوختہ ذلت زدہ بیٹھا تھا بے اختیار بول اُٹھا اے خداوند مجھے ابھی وحی آئی ہو کہ یہ لوگ نہایت
متمرد ہین یہ کب کسی سے دبتے ہین انکا مغلوب ہونا سہل نہین ہو جمشید مردود بولا ای قرمساق آخر وحی بھیجنے والا مین ہی تو
ہون مین نے ہرگز وحی نہین بھیجی دوسرا کون ہو جس نے ایسی وا ہی تباہی وحی تجھے بھیج دی آشوب دیلم شرمندہ ہو کے خاموش
ہو رہا جمشید پلید نے حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجا دو آج مین خود انھین میدان رزم مین دیکھ لونگا رات کو خناز جادو حسب معمول
آیا اور جمشید ملعون نے اُس مردود کے سامنے یعقوب حرانی کا ذلت دینا اور صاف نکل جانا سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ
اُسی کا کام تھا اور کسی سے کچھ ہو سکا وہ بڑی ذلت و خفت مجھے دے کے نکل گیا اور طرفہ کام یہ کر گیا کہ میرا تاج سر پر سے اُڑا
لے گیا اور کسی کے روکے نہ رُکا مجھے اُس تاج یاقوت نگار کا بڑا افسوس ہوا کہ اُس تاج کے بنوانے مین زر کثیر خرچ ہوا تھا اور عرصہ دراز
مین یہ تاج نہایت شوق سے زر کثیر صرف کر کے بنوایا تھا اور طرفہ ماجرا یہ ہو کہ مین نے تاج کو آج کے سوا کبھی پہنا بھی نہ تھا خناز
جادو بولا خیر کیا مضائقہ ہو اُسکا فکر بھی تجھے ہے کیونکہ تیری بہن اُسکے گھر مین ہو پھر وہ اپنا حصہ ضرور ہی لینا چاہیگا مین جو ایسے جزئیات
کی طرف متوجہ ہون کہ اُس سے تاج چھین کے تجھے دیدون تو فی الواقع حکیم فنطاس الحکمت بھی ایک مرد متشخص ہین اور عالم
مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے اُنکو خواہ مخواہ ناگوار گذرے گا پھر وہ میری ساری قلعی کھول دینگے اور جب میرا راز کھل گیا اور
مسلمانون پر حقیقت ظاہر ہو گئی تو بے شبہ میرے دفع کرنے کی فکر مین مصروف ہونگے معز الدین اور حکماء دیگر کو خبر پہونچیگی
وہ بھی انھین کے ہم خیر ایسا حال ہو کے ایسے امر کی طرف متوجہ ہونگے وہ بھی ایسے ویسے نہین ہر ایک علامہ دہر و فلاطون ثانی
ہو میرا وجود کیا اُنکے آگے چاہیے کہ مین اُنسے مقابلہ کر سکون کیا مجال ہو بے شک مین اُنکے ہاتھ سے ذلیل ہون گا اور مارا بھی
جاؤنگا تو عجب نہین اس صورت مین میرا پوشیدہ ہی رہنا مصلحت ہو جہان تک میرے حال سے کوئی آگاہ نہو بہتر ہو جو لوگ
گمان سحر کرتے ہین خناز منحوس منحوس پر کرتے ہین مجھے نہین جانتے مجھ سے غافل ہین ایسی غفلت مین تیرا کام درست ہو جائیگا

ورنہ پھر بڑی مشکل درپیش ہو جائیگی یہ کارخانہ ایک لمحہ مین فوراً نیست و نابود ہو جائیگا پھر میرے بنائے کچھ نہ بنے گا بلکہ مجھے اپنی ہی جان کی پڑ جائے گی کام کیسا بس جس طرح ہی اسی طرح سے رہنے دے اسکو غنیمت نہین جانتا سا اعالم تو تیرا مطیع و فرمانبردار ہو اگر ایک فرقہ نہین مانتا نہ مانے اس مین کیا نقصان ہی جمشید سمجھ گیا یہ سمجھا کہ واقعی سچ کہتا ہو بس دم بخود ہوا ایک لمحے کے بعد خناز جادو کو جمشید نے سجدہ کیا اور کہا کہ اے مرشد اتنا تو کرو کہ خواہر جمشید مسماۃ طرۂ مشکین خال اور محبوبۂ جمشید سرو سہی کو خانہ یعقوب و امیر ستمگار سے مجھے بلا دو کہ مین ایک کو قتل کرون اور دوسری کو پہلو مین بٹھاؤن پھر دونون کا قصہ ابتدا سے انتہا تک خناز جادو کے سامنے بیان کیا اور اشتیاق سرو سہی حد سے زیادہ بیان کیا اور منت و زاری انتہا سے زیادہ کی خناز جادو بولا اچھا کیا مضائقہ ہی پہلے کسی عیار طرار کو لشکر اسلام مین بھیج اور ان دونون نازنینون کے رہنے کا مقام تحقیق کرکے مجھ سے بیان کر پھر مین دونون کو بلا دونگا جمشید ملعون یہ سنکے شادی مرگ ہو گیا اور اسی وقت ارژنگ برادر نہنگ مصری کو کہ یہ عیار ہاشمی دست راست تھا خاص اسی کام پر مامور و مقرر کیا ارژنگ تبدیل ہیئت کرکے لشکر اسلام مین گیا اور خوب ملکہ سرو سہی اور طرۂ مشکین خال کا حال تحقیق کرکے واپس آیا جمشید سراپا کرو کینہ کو آکے خبر دی کہ جب صاحبقران نے دوسری بار فتح بقیۂ طلسم بیضا کا قصد کیا یہ دونون قصر اخضر مین ملکہ شمشیرہ تاجدار کے پاس گئین اور اب وہین ہین یہ سنکر جمشید نے خناز جادو سے کہا وہ بدبخت ہنسا اور کہا کہ جب تیرا بخت یاوری نکرے تو اسمین مین کیا کرون جادوگر کی کیا مجال کہ جو قصر اخضر مین جا سکین اسلیے کہ حکماے عالی منزلت نے بڑی محنت اسکے ترتیب مین کی ہی اور علوم غریبہ و فنون عجیبہ کو صرف کیا ہی عالم مین کسی کی محنت ضائع نہین ہوتی اگرچہ مین بھی محنت مین بشر نہین ہون محنت کرنے کو موجود ہون لیکن اس کام مین مدت چاہیے ابھی صبر کر معز الدین کا جھگڑا تمام ہولے اسوقت خود بخود تیری مراد دلی حاصل ہو جائیگی جمشید یہ سنکے خوب رویا اور کہا حیف اس دعوی خداوندی پر بھی احتیاج باقی ہے برسبیل تذکرہ ایک حکایت یاد آگئی — واضح ہو کہ ایک زمانے مین محمد حسین نامی ایرانی نے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین آکے ایک مذہب تازہ اختراع کیا بہت مرید کیے ہزارہا دعوی باطل کرتا تھا اور کہتا تھا میرے کان مین غیب سے آواز آتی ہی اور الہام ہوتا ہی چنانچہ اپنا خطاب ھو واللہ مقرر کیا ہر مرید کو اسی قبیل سے خطاب دیا اور شعر بھی کہتا تھا ایک مطلع یاد تھا بحسب مناسبت لکھا گیا — شعر

خدا شدیم پیمبر شدیم و بود نہ بود
علاج مرگ نکردیم و احتیاج چہ سود

مرید اسے خفقان نمود کہتے تھے اور حسب ہدایت اسکے نماز شش رکعتی جسمین سجدہ نہ ارد ادا کرتے تھے نام اس نماز کا دایرہ رکھا تھا اور اقوال و افعال اس سراپا ضلال کے اسی قبیل سے بکثرت ہین بخیال طوالت بیجا انکو ملتوی رکھ کے اسیقدر پر اکتفا کیا — القصہ جمشید نے جب یہ کلام سنے طبل جنگ بجوایا صداے طبل لشکر کفار اہل اسلام کے کان مین پہونچی امیر کبیر یعنی امیر مجاہد الدین نامور نے فرمایا ہان غازیان دین ہمارے یہان بھی کوس حربی پہ

چوب پڑھے چنانچہ شعر

زنقارہ آواز آمد برون	کہ دون ہست دو ہست گردون دون

جمشید پلید اسب قدرت پر سوار ہوکر میدان کین میں آیا ارشبوط دیلمی باران خارجی القیموس زنگی اقیموس فرنگی نصرون ریشی ابو خالم فرودسی سنجابشی سقلی وغیرہ سرداران لشکر نکبت اثر وغیرہ جمشید خود پرست کے ساتھ تھے اور ادھر سے امیر مجاہد الدین و امیر غضنفر نامدار اور امیر صمصام دلاور و امیر ناصر الدین پہلوان و طیفور نیزہ باز و سمعاج اژدر در و سپہداری مسعود و سپہدار سالم اور اوتاح بن التوم و ابطال زنگی بہادران روزگار دلیران تہور شعار معرکہ کارزار میں آئے اور صفین آراستہ ہوئیں بعد استوی صفوف اول اشقون بن اشقان دمشقی نے جمشید سے رخصت لی اور میدان رزم میں آیا ہر چند یہ ملعون بحسب ظاہر نہایت زور آور قوی ہیکل تھا لیکن وہ گیدی صاحب یکہ ہیچ سحر نہ تھا کیونکہ یکہ سحر جنگنامہ سے مسحور ہوا تھا انھین کے پاس رہنے سے موثر ہوتا تھا مگر جمشید پلید کے گمان میں یہ تھا کہ یکہ پر سحر جسکو دیا جائیگا اثر دکھائیگا چنانچہ ایک اشقون کو بھی دیا وہ گیدی تکبر و غرور سے بھرا اور عقل سے خالی رزمگاہ میں پہونچا اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکے ایک نعرہ مارا کہ اے لشکر اہل اسلام و دوستداران آل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس پر کیون ظلم و ستم کرتے ہو اور اپنے دشمن ہو رہے ہو جمشید کی قدر نہین جانتے اور اسکی معرفت کی راہ نہین پہچانتے ہو حالانکہ ارشبوط دیلمی کہ دولاکھ سوار جرار کا بادشاہ ہے اور القیموس زنگی ڈیڑھ لاکھ سوار کا فرمان روا ہے اور باران شاہ خارجی ایک لاکھ سوار کا مالک ہے ایسے ایسے سردار ہزارہا اسکے دائرۂ اطاعت مین آگئے ہین اور سر عجز سجدے مین جھکاتے ہین یہ سب بغیر قدرت خداوندی دیکھے مطیع ہوئے ہین دلاوران اہل اسلام نے جو یہ اسکے سخنان لغو و لاطائل سنے خوب ہنسے اور آپس مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ دیکھیے ان فرساقون نے جمشید پلید کو خداوند مقرر کرکے اطاعت اختیار کی ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ایسے مقامات مین کہا جاتا ہے۔ القصہ لشکر ظفر پیکر سے شہدی سالم برادر سپہدار اسلم نوجوان جو کہ خطاب باربری سے سرفراز ہوا تھا مقابلہ کو اسکے آیا۔ اشقون بہادر نے نصیحت کی گالیاں کھائیں نیزہ مارا سپہدار سالم نے پانچوین تان مین وہ نیزہ ہوائی کردیا اور وہی نیزہ اٹھا کے سینہ کافر پر اس زور سے ایسا بکہ ستی تمام مارا کہ نوک نیزہ پشت کو توڑ کے باہر نکل آئی۔ پھر نیزہ کو تکان دی اور صدر زین سے اٹھا لیا اور بقوت تمام زمین پر دے مارا اور اوپر سے گھوڑا دوڑا کے خاک و خون مین ملا دیا اور کہا مین جانتا تھا کہ تو مسلمان ہوگا اسیلئے تجھے قتل کیا۔ اشقون دمشقی چھوٹا پہلوان نہ تھا دمشقیون مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا بڑا نامی اور بہادر تھا جمشید ملعون کو اسکے قتل ہونے سے نہایت ملال ہوا اور کہا یہ طرفہ تماشہ ہے یہ مقدمہ ہو گئی ہین کہ جنکی اصلا کچھ خبر نہین ارژنگ بولا اے بادشاہ پہلے کیا کمی تھی کہ جو دعوائے خدائی

میدان کارزار مین جنگ و جدال کا پہلوانان رستم توان سے ہونا۔



اسپر بڑھایا گیا۔ بولا مین نایب طبیعت مجرد ہون اُسنے مجھ سے فرمایا کہ اسے ابھا وغیرہ سے خالی کر مین نے ویسا ہی کیا آخر فلوشتا
مین زرتنگ نے چونکہ راز سے آگاہ تھا کہا جب عاقبت کھو دے پھر آدمی جسقدر چاہیے زندگی عیش مین بسر کرے
دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر صف آرا ہوے قحطان مصری شیطان مصری شیطان اسپا شمشی طیفور نیزہ باز
کے ہاتھ سے جہنم مین پہونچے ارجاس مردار خوار آخر روز آیا طیفور کو زخمی کیا دوسرے دن کلثوم مصری نکلا الواج بن الیوم
نے زخمی کیا انجاد بدبخت کا دست نجس وشوم جو کہ ضرب شمشیر آبدار یعقوب سے مجروح ہوا تھا ابھی اچھا ہوا تھا کہ
میدان جنگ مین آیا اور الواج کو زخمی کیا اور شیدای سیاہ شہید ہوا طبل بازگشت بجا جمشید نے انجاد کو اپنے پاس
بلایا اور بڑی نوازش و توقیر کی اور کہا اسے انجاد مین نے تجھے پیغمبری رتبہ برد مرحمت فرمائی ہے لیکن اب تو اس رتبہ
سے کبھی زیادہ مرتبہ کا امیدوار رہو زرتنگ ہنسا اور کہا پیغمبری سے بڑھ کے آگے کیا پھر خدائی کا مرتبہ ہے وہ ظلم کرتے رہو
پھر مین کس مرتبہ کا امیدوار رہون جمشید بولا محمدی بہت سے مرتبے بیان کرتے ہین مثل ابدال و اقطاب وغیرہ کے
انمین سے ایک انجاد کو دونگا اور ایک تجھکو مہتر زرتنگ بولا خداوند نے اکثر مراتب مقرر کیے ہین اور اپنے بندون کو مرحمت فرمائے ہین

چنانچہ بالفعل عہدۂ لبس لشیت خداوند خالی ہے جمشید پلید اپنی بے وقوفی سے نہایت برہم ہوا بولا اے عیار تجھے کیا ہم
خداوند ہیں جو مراتب چاہیں زرتنگ کیا جسپر مہربان ہوں اُسے عطا کریں زرتنگ چپ ہو رہا - راوی کہتا ہے کہ زرتنگ
نے داغ شقاوت پیشانی پر بارہا دیکھا تھا لیکن چونکہ وہ اُسکی اصل سے واقف تھا لہذا اُسکو اعتقاد مثل اوروں کے
نہیں تھا اسی طرح جو شخص راز سحر سے آگاہ تھے وہ داغ شقاوت کے دیکھنے سے مسحور نہیں ہوتے تھے قصہ کوتاہ
دوسرے روز پھر جمشید پلید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا یکایک صدائے طبل جنگی بلند ہوئی لشکر خدا میں بھی
کوس حربی بجا تمام رات سامان جنگ کی درستی میں گذری صبح کو صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں مختال
مصری نے سمند شقاوت کو میدان رزم میں جولان کیا اور بعد رجز خوانی طالب حریف ہوا - امیر عزیز الدین دلاور
امیر مجاہد الدین نامدار سے اجازت حرب لیکے میدان میں آیا اور بعد حملات اُس بے ایمان کو شمشیر جان ستان سے
دو حصہ کیا ارجاس حرامزادہ گیا اور امیر باتوقیر مذکور کو زخمی و مجروح کیا - امیر شجاع الدین بن عرب شجاع گیا اور اُس کافر
کے سر نحس کو زخمی کیا بعد اسکے انجد بن مخدون مرتد نے مرکب کی باگ لی اور مقابل ہوا آخر اسی حرب و ضرب میں امیر
سر میں شمشیر آبدار خود کو کاٹ کے جا بہ رانگشت اُتر گئی فوراً ہر ایک رگ سے فوارے خون کے جاری ہوئے جمشید
پلید نے انجد جہان پہلوان کے سر پر زر کثیر نثار کیا اور کہا اپنی خداوندی کی قسم ہے کہ میں نے کوئی بندہ تجھ سے بہتر نہیں
پیدا کیا میں تجھے اپنا نائب کرونگا لیکن خطاب خداوندی دینے میں البتہ تردد ہے ابو حاکم چونکہ مذہب عیسائی رکھتا تھا
بولا کچھ مضائقہ نہیں اگر تینوں خداوند رہینگے تم اور انجد اور طبیعت مجردہ تینوں خدائی قبول کرو ہم سب کی بندگی بجالائینگے
بشرطیکہ معز الدین تمہارے ہاتھ سے مارا جائے - راوی کہتا ہے کہ ابو حاکم ملعون کو ہر وقت یہی فکر تھی کہ کسی طرح دشمنان
معز الدین قتل کیے جائیں الغرض خناز جادو لعین نے ایک مرہم بناکے جمشید کے پاس بھیجدیا کید ی نے اپنے ہاتھ
سے بجا لا بنایا دست انجد میں لگایا ایک رات میں زخم رو بصحت ہوا پھر صفیں جمیں اور خونخوار دمشقی نکلا امیر اعظم نے
علاوہ پانچ ملعونوں کے اُسے روانہ دار العدم کیا مگر مکر و فریب میں آکے انجد ملحد کے ہاتھ سے زخم کھایا راوی کہتا ہے
کہ ایک شمشیر سحر خناز جادو نے جمشید کو دی تھی جمشید نے اب وہ تلوار انجد کو دے دی اور کہا اس تلوار کو میں نے
مادۂ قدرت سے بنایا ہے یہی وجہ تھی کہ اُس کافر نے سبکو زخمی کیا تھا اور آئندہ زخمی و ہلاک کرنے کی جرأت رکھتا تھا دوسرے
دن امیر غضنفر دلاور بھی زخمی ہوا کہ وہ بھی بہادران روزگار اور دلاوران تہور شعار سے تھا دوسرے روز امیر شجاع الدین
ثانی بن امیر بہاء الدین مصری میدان کارزار میں انجد کے مقابلہ کو گیا اول نیزہ بازی ہوئی ہنر و فن نیزہ بازی میں حق تعالے
نے اُس بندۂ موحد کو ملحد پر غالب کیا پھر شمشیر زنی کی نوبت آئی یکایک تلوار امیر کی اُس ملحد پر پڑی کہ پیچ پگڑی کے
کاٹ کے کاسۂ سر میں در آئی ایک فوارۂ خون سر سے جاری ہوا جمشید نے فوراً طبل بازگشت بجوادیا انجد نے اپنا زخم
پگڑی سے خوب مضبوط باندھا ادھر اُس پلید جمشید نے پھر غضب آلودہ ہوکے طبل جنگ بجوایا اور سلحشور مصری نامی پہلوان

میدان جنگ میں آیا لشکر اسلام سے نصرت قرین امیر ناصر الدین نامدار رزمگاہ میں آیا سلحشور بولا خوب ہوا کہ تو آیا تیری بہادری اور دلاوری کی بڑی دھوم ہے میں بھی اُس دلاوری کو دیکھا چاہتا ہوں امیر نے فرمایا بسم اللہ زبان بہ بند و بازو بکشا قصہ کوتاہ نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ اس پر غرور کا ہوائی کر دیا اب شمشیر زنی کی نوبت آئی امیر خوش تدبیر نے ایک ہی ضرب بے پناہ سے اُس شوم بخت کو جہنم واصل کر دیا سلحشور برادر سلحشور میدان میں آیا امیر نامور نے اس کافر کو بھی جہنم واصل کیا الغرض شام تک دس پہلوان نامی اس امیر عالی وقار کے ہاتھ سے داخل نار جہنم ہوئے دو چار آدمی صاحب یکہ پر بھی بمصداق اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ بضرب تیغ بے دریغ یکہ سحر بھی کٹتا تھا اور مارے جاتے تھے جمشید نے بے اختیار آہ جگر خراش کی اور بہ آواز بلند رو کے کہا مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی اور نیابت خداوندی کی کل خود میدان جنگ میں جاؤنگا اور کسی کو سنبھلنے دونگا کہ ان خدا پرستوں نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھوں یہ میرا کیا کرتے ہیں خنازجادو نے بھی وقت رو سیاہی اجازت دے دی الغرض جمشید نابکار نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور دوسرے روز بوقت آرائی کے جمشید میدان میں آیا اور رجز خوانی کی بعدہ قسم دی کہ بندگان مسلمان سے بغیر امیر ناصر الدین نہ لڑونگا اگر وہ میرا منکر ہے تو اُسے اپنے دین کی قسم ہے مجھ سے لڑنے آئے امیر ناصر الدین امیر مجاہد الدین نامور کے پاس گیا اور رخصت چاہی بس کلمہ رخصت زبان پر آنا تھا کہ امیر مجاہد الدین کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے راوی کہتا ہے کہ امیر ناصر الدین خالو امیر زادہ سیف الدین کا تھا غرض یہ سب سے بخوشی مرخص ہو کے روانہ ہوا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ امیر کو اپنے شہید ہونے کا یقین ہو گیا تھا اسی وجہ سے ہر ایک سے رخصت ہوتا تھا تا اینکہ میدان میں گیا بعد قیل و قال بسیار کے نیزہ بازی شروع ہوئی دو ساعت برابر نیزہ بازی رہی آخر جمشید نے ہاتھ سے نیزہ پھینکدیا اور ایک ضرب گرز امیر کے سر پر لگائی اس دلاور دوراں نے بفضل ایزدی اُس ضرب عمود کو روکا اور ایک ہی ضرب گرز جمشید پلید کے سر نجس پر لگائی وہ گرز خود سے پھسل کے گردن پر پہونچا۔ حالانکہ روغن وغیرہ وہ شریر اپنے جسم پر ملتا تھا تاہم ضرب گرز سے بے حال ہو گیا ذرا دم نہ لیا اور پھر تلوار کھینچ کے وار کیا امیر نے شربت شہادت نوش فرمایا عیاران لشکر اہل اسلام دوڑے اور اُس شہید کا لاشہ اپنے لشکر ظفر پیکر میں لے گئے۔ اُس دن جمشید پلید نے پانچ آدمی اور شہید کیے دوسرے روز اگرچہ صفوف جدال و قتال پھر آراستہ ہوئیں لیکن بوجہ درد گردن کے وہ کیدی خود نہ آیا دمشقی و البطالی وغیرہ دس نفر پہلوانان نامی وگرامی یکے بعد دیگرے آئے لیکن امیر سیف الدین بہادر نے تا شام سب واصل جہنم کیے دوسرے دن لشکر اشبو طادیلی سے بارہ نفر پہلوان بد دین آئے اور اُنکو امیر بہار الملک نے جہنم واصل کیا جمشید پلید نے کہا دو چار روز لڑائی کو موقوف رکھنا چاہیے کہ پہلوانان مجروح و خستہ صحت پائیں سب حاضرین دربار نے اس رائے کو پسند کیا اور جنگ و جدال موقوف رہا

جمشید پلید کا شمشیر پُر جوہر سے معین الملت والدین امیر ناصر الدین بہادر و

دلاور کو شہید کرنا



اب راوی حسب ایماے جمشید پلید واسطے صحت پہلوانان مجروح شدہ کے جنگ وجدل موقوف رکھتا ہی اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی عشق وعاشقی کا حال معرض بیان مین لاتا ہی

مشتاقگان عرائس ہنر فن وحلاوت بخشان طعام سخن اس داستان مین یون قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ ابراہیم بن حیدر خدمت عالی منزلت صاحبقران اکبر فلک قدر سے رخصت ہوکر زنگادہ زنگاری پوش اور اسلم بن سالم کو قید مطبقہ جادو سے چھڑانے کو بحر اعظم کی طرف روانہ ہوئے تین منزلین خشکی کی طی کی ہونگی کہ ایک دریاے ناپیدا کنار لاجرم نہین کنارے اس دریاے قہار کے پہونچے دیکھا صدہا کشتیان موجود ہین ایک کشتی مین مع ہزار سوار جرار کے وہ فلک اقتدار سوار ہوا اور ایک درویش عارف باللہ نے ایک اسم جلیل اسماے الٰہی سے سنگ مقصود پر کندہ کر دیا تھا اور شاہزادہ عالیمقدار اس نقش معظم کو اپنے بازو پر باندھے تھا اور شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ نقش جلیل واسطے حفاظت سحر کے ہے کہ تمکو سحر وساحری سے محفوظ وامان مین رکھیگا جس وقت تک کہ یہ نقش تمھارے بازو پر رہیگا کسی کا

جادو تمہیر موثر ہوگا۔ شاہزادہ اُس تعویذ کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس مہم جادو کو اسی نقش رد سحر کے خیال سے قبول کیا تھا۔

اب دو کلمہ حال میں مطلقہ ساحرۂ غدارہ کے بھی راوی کو واجب العرض ہیں

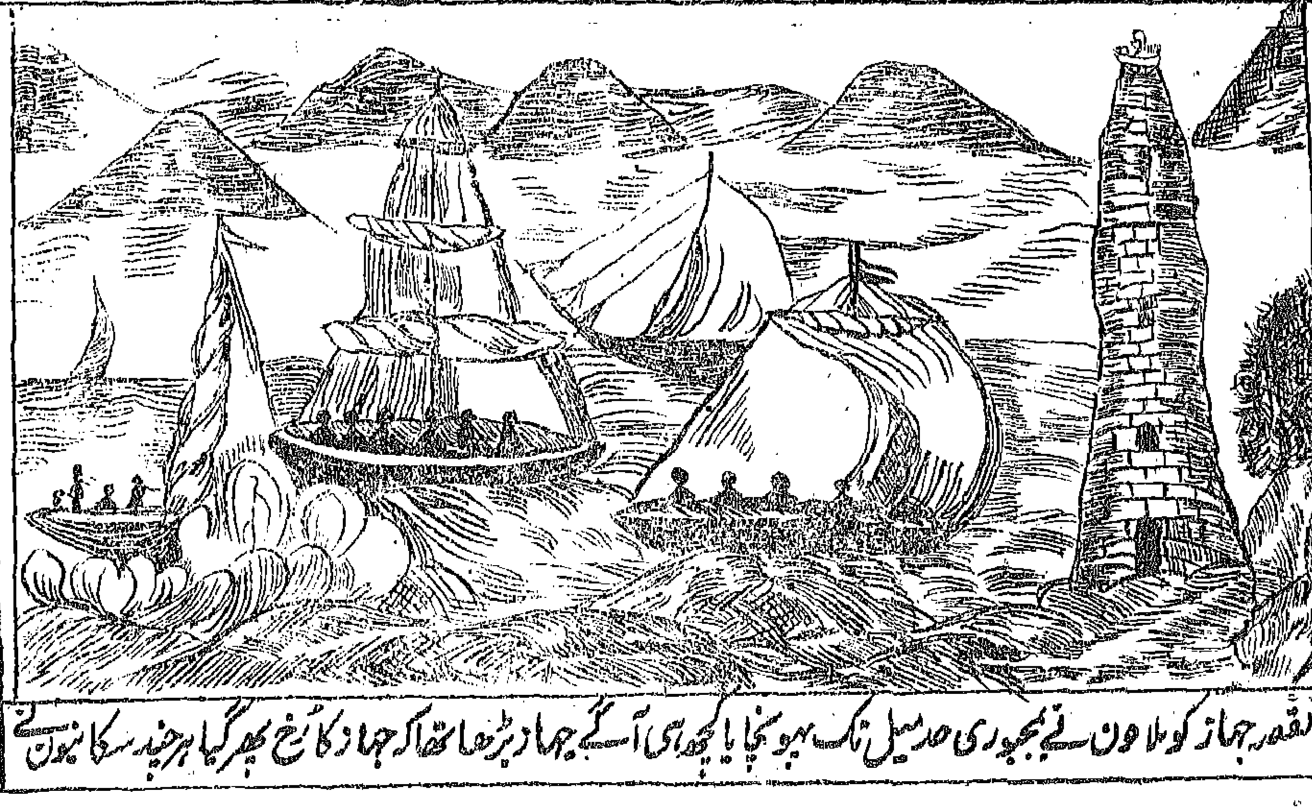
جب اُس مطلقہ ساحرہ نے سیدی سالم کو مقید کیا اور پھر اُس نابکار کو بعلم کہانت معلوم ہوا کہ سیدی سالم غلامان صاحب قران اکبر شاہزادہ معزالدین ناموریسے ہی اور صاحب قران والاشان سے منجملہ تمام ساحران نبرد کے یہ بھی خوب واقف تھی وہ ساحرہ ملعونہ ڈری کہ مبادا وہ دشمن ساحران اسطرف کا قصد فرمائے تو قیامت برپا ہو جائیگی اسلیے الکفر جادو کو کہ اس سکارہ کا اُستاد تھا بلایا اور چار سو نفر ساحر ظلمات سے بھی طلب کیے جزیرۂ اجبل میں سکونت اختیار کی ایک قلعہ کو جاسب مع عمارات وسیع تھی اُسی جزیرۂ مذکور میں بنایا اور اس کوہ کے گرد طلسم بندی کی تاکہ نظر خلائق سے بھی پوشیدہ رہے اور صاحب قران اکبر سے بھی محفوظ رہے اب اُسی جزیرہ اجبل میں کفر جادو او مطلقہ جادو دونوں منزل گزین ہیں لیکن ہر ایک کا مقام ومسکن علیحدہ علیحدہ ہی لیکن یہ اکثر باہم دونوں منھ بھی اپنا کالا کرتے ہیں وہ قطامہ ہمیشہ زنگادہ واسلم سے طالب وصال ہوتی ہی لیکن اسلم وزنگادہ قبول ومنظور نہیں کرتے اور اپنے مرگ وزیست پر راضی ہیں چونکہ انکا رشتۂ حیات قطع نہیں ہوا تھا بدین وجہ ساحرہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اسیر میرے دام سحر سے کہاں جا سکتے ہیں آخر کبھی نہ کبھی راضی ہو جائینگے اسلیے کبھی منت وسماجت کرتی تھی اور کبھی ڈراتی اور دھمکاتی تھی اور طلسم کی یہ صورت تھی کہ اُس جزیرۂ اجبل کے قریب ایک پہاڑ پانی میں غرق تھا تھوڑا حصہ پانی کے اوپر اُبھرا ہوا مثل جزیرہ کے نمودار تھا اور اُس کوہ پر ایک میل نہایت بلند بنایا تھا اُس میل پر ایک گنبد کو نصب کی تھی کہ اُس طرف کے جانے والوں کو اشارے سے ممانعت کرتی تھی اگر کوئی جہاز بسبیل اتفاق سے آجاتا تھا وہ میل میں چیخ مارا کرتا تھا جسوقت تک کہ اُس جہاز میں رہتا تھا اہل جہاز زندہ رہتے تھے آخرکار ہلاک ہو جایا کرتے تھے اسکے بعد وہ مردمان ساحر مال واسباب اُس جہاز پر سے لوٹ لیا کرتے تھے جبتک اُس جہاز میں ایک بھی زندہ رہتا تھا انکے مال سے کوئی تعرض نہ کرتا تھا اسلیے کہ یہاں کی حقیقت حال کا کوئی سراغ نپاوے اور کسی کو یہاں کی کیفیت معلوم ہو۔ صاحب قران اکبر کو بھی خبر نہ پہونچے کہ وہ دشمنان جان ساحران ہمارے حالات سے مطلع ہو کے قیامت برپا کریگا الکفر جادو اُس شہریار کے نام سے کانپتا تھا اور از روے علم کہانت یقین کیے ہوے تھا کہ میری موت اہل اسلام کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہے اور صاحب قران اکبر تمام ساحروں کو جہنم میں پہونچا دینگے اس صورت میں اسی امر کو خوب جانتے تھے کہ اس قلعہ سے باہر نہ جائیے کہ اس قلعہ سے نکلا اور دیکھ لیا کسی کو اور کچھ نہ یاد رہا آخر صاحب قران اکبر کو یہ خبر پہونچ گئی کہ فلاں قلعہ میں ساحران بے دین رہتے ہیں اور

سالم کو قید مین رکھا ہی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کا جہاز بھی ملاحون نے وہانتک پہونچایا جہان سے وہ میل نظر آتا تھا
شاہزادہ ابراہیم نے غور سے دیکھا تپلی کی صورت معلوم ہوئی میل پر سے اشارہ ہاتھ سے کر رہی تھی کہ پھر جاؤ شاہزادہ
ابراہیم بن حیدر نے ملاحون سے پوچھا یہ کیا سامنے میل سکندری دکھائی دیتا ہی وہ بولے ای شہریار نامدار ہمنے
یہ میل سابق مین یہان کبھی نہین دیکھا تھا غالب ہی کہ یہ میل ساحرون نے بنایا ہی فرمایا اُن ملاعین کا مقام کہان ہی
ملاحون نے کہا حضور ہم بھی حیران ہین کہ اول اس جگہ کوہ جزیرۃ الجبل نظر آتا تھا شاید اب وہ غائب ہوگیا اور یہ
کیفیت نئی معلوم ہوتی ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اُنھین ملعونون کا سحر ہوگا شاہزادہ ابراہیم بن حیدر اُسی
نقش کے بھروسے پر آتا تھا آخر نہایت حیران ہوا بڑی دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کیجیے آخر الامر فرمایا کہ اب جو ہو
سو ہو جہاز زیر میل لیچلو جو قسمت کا لکھا ہی وہ تو ضرور ہی ہوگا۔ مصرعہ

آنچہ قسمت نصیب ہم میسر

مین بھی دیکھتا ہون کہ آگاہین کیا مشیت ایزدی ہے۔

دریا مین میل سحر کا ہونا اور اُسپر ایک تپلی کا مثل سد سکندری کے نصب ہونا اور ہاتھون سے ہر ایک جہاز پر اسطرف آنیوالے کو منع کرنا



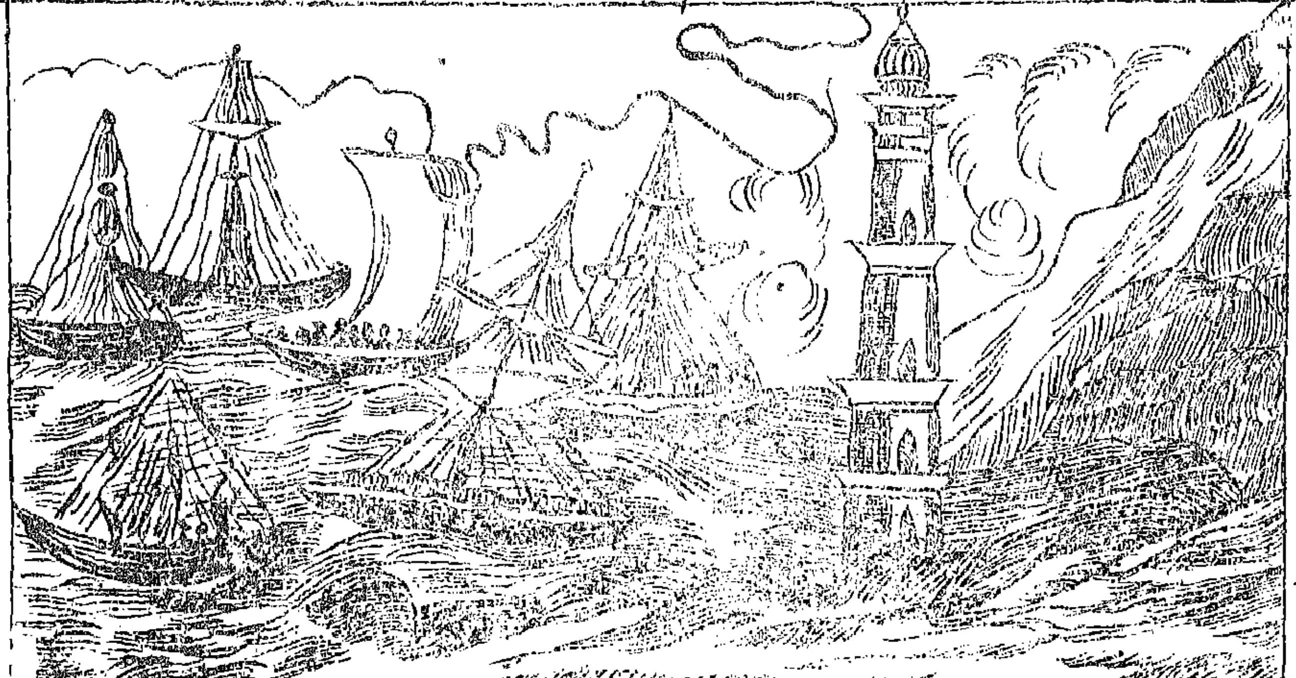
القصہ جہاز کو ملاحون نے بمجبوری حد میل تک پہونچایا کچھ ہی آگے جہاز بڑھا تھا کہ جہاز کا رُخ پھر گیا ہرچند سکانیون نے

اپنا ہنر و فن صرف کیا اور لاکھ لاکھ کوششین کین لیکن کچھ فائدہ نہوا اور جہاز چکر مین آکے میل کے گرد پھرنے لگا تب
شاہزادے نے فرمایا یہ کیا ہوا کہ جہاز کو قرار نہین ہی ملاحون نے کہا ای شہریار دولت مدار عنان مرکب آبی دست اختیار
سے باہر ہوگئی اب ہمارا دسترس نہین ہی محض مجبور ہین لیکن یہ ہم بخوبی جانتے ہین کہ یہ سارا کارخانہ سحر ہی اور
فی الحال مرتب ہوا ہی کہ جہاز گرد چکر مارتا ہی اب چرخ سے نکلنا نہایت دشوار ہی ہرگز اس دورے سے جہاز نکل
نہین سکتا شاہزادہ نہایت مضطرب ہوا اس عرصہ مین جہاز جہان سے گیا تھا خود بخود بقدرت خداوند تعالے پھر
اسی جگہ پر آپہونچا اور پھر اسی دائرہ پر روان ہوا یکایک تین چار جہاز دکھلائی دیے جب بغور دیکھا معلوم ہوا
کہ انمین مال و اسباب وغیرہ بار نہین ہی آدمیون کے مردے بہت تھے قضا و قدر نے صاحبان جہاز کی اجل
اسی طرح مقدر کی تھی شاہزادہ نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور مناجات درگاہ قاضی الحاجات مین کرنا شروع کی
ملاح بولے ای شہریار ہم دریاے سحر مین ایسے پھنسےگے کہ بجز پروردگار کے اور کوئی نجات دہندہ نظر نہین آتا ہی
یقین کامل ہے کہ جیسا ان تینون جہازون کا حال ہوا ہی ہمارا بھی ہونے والا ہی شاہزادے نے فرمایا جو مرضی
پروردگار کی بندہ مجبور و ناچار ہی لیکن تم ان جہازون پر جاؤ اور جسقدر مردے انمین ہین ان سب کو دریا مین ڈالدو
اور جہاز کو خالی کردو اپنے جہاز کو دیکھا تو اسی طرح گرد میل کے گشت کر رہا تھا ہرچند شاہزادہ ابراہیم نے کوشش کی
لیکن کچھ نہوا قصہ کوتاہ تین شب و روز متواتر مناجات وگریہ وزاری مین معروف رہے اور اہل کشتی قریب مرگ
ہوے اور زندگی سے مایوس تھے چوتھی شب شاہ حق آگاہ کو عالم واقعہ مین شاہزادہ کی کیفیت معلوم ہوئی اور وہ
عارف باللہ شاہزادے کے خواب مین تشریف لائے شاہزادے نے اپنی ساری مصیبت و پریشانی بیان کی تب
باخدا نے فرمایا ای فرزند خدا کو یاد کرو جسکے اوپر نظر کرکے تم آئے ہو وہی مشکل تمھاری آسان فرمائیگا اس طلسم کی فتح
تمھارے دست حق پرست پر اُس خالق ارض و سما نے مقدر فرمائی ہی ای فرزند تمکو چاہیے کہ تم اس اسم معظم کو
خوب حفظ کرو کل بقدرت ایزدی میل سحر مین ایک زنجیر آویزان نظر آئیگی تم تیر و کمان لیکر الا اللہ کہکے جست کرنا
تا اینکہ زنجیر تک پہونچو اور سرا اُسکا تمھارے ہاتھ مین آجاوے بس تم اُس زنجیر کو خوب مضبوط پکڑکے اوپر میل کے جانا
وہان جو صورت بالاے میل بنی ہی اُسے توڑ ڈالنا اور اُس اسم جلیل کو ایک سو دس بار پڑھکے اُسپر دم کرنا کہ اُسی طرف
اُن ساحران بدکردار کا مسکن ہی اس اسم معظم کے پڑھنے سے اُن ساحرون پر ایسی غفلت طاری ہوگی کہ مطلق
ہوش نہ رہیگا پھر تم اُسی تصویر شکستہ کو دریا مین ڈالدینا خبردار اسمین فرق نہو خوب یاد رہے اور دو رکعت نماز حاجت
ادا کرنا اور پھر اسی اسم جلیل و معظم کو بار دیگر ایک سو بیس مرتبہ پڑھنا طرف آسمان کے دم کرنا بمجرد پڑھنے اس اسم باترکیب کے
ایک جانور بشکل زغن اوج آسمان سے میل کے نیچے آئیگا جونہین اس جانور کا سایہ میل پر پڑے تم نہایت چستی سے
ایک تیر جان ستان اُسپر رہا کرنا لیکن اس کام کو نہایت سرعت سے کرنا کہ وہ جانور اول پیشاب کرنے کا قصد کریگا

پس چاہیے کہ قبل پیشاب کرنے کے اسکا لہو تیر سے بہجاے اور اگر خدا نکردہ ایک بھی قطرہ اُس جانور کے پیشاب کا
تم پر گریگا فوراً تم عارضہ جزام مین گرفتار ہو جاؤ گے اور دوسرا امر یہ ہی کہ بسبب اُس جانور کو تیر مارچکنا فوراً اُس بیل سے جست
کرکے اپنے جہاز پر چلے آنا بعد اسکے ایک طوفان شدید آئیگا بعد دفع ہونے طوفان کے وہ کوہ جزیرۃ الجبل نظر آئیگا اور
آب دریا حالت اصلی پر اپنے آجائیگا اور وہ گرداب بالکل کالعدم ہو جائیگا جہاز زیر کوہ لیجانا وہان سے سیدھے روانہ ہونا
زیر کوہ ایک درخت ہوگا اور اُس کوہ کی جڑ سے تنہ اُس درخت کا ملا ہوگا بس وہین لنگر کردینا جہاز کو درخت سے باندھ دینا
اور یہ دوسرا اسم معظم و مکرم مین بتاتا ہون یاد کرلو اسکو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور جہاز کے گرد مثل حصار کے دم کردینا
پھر برکت سے اس اسم کے تمھارا جہاز مع اہل جہاز بلاے سحر سے محفوظ رہیگا پھر تم چار سو قدم شمالی طرف دست راست
چلے جانا وہان ایک غار کوہ دکھائی دیگا تم اُس درہ کوہ مین بلا تامل بے خوف و خطر داخل ہو جانا جسوقت تم وہان پہونچوگے
جہان چار درخت انار کے ہین اور بیچ مین اُن درختون کے ایک چشمہ شیرین نہایت مصفا ہوگا اُسوقت تمھارے لوگ
ظروف آب لیے حاضر ہونگے تیسری بار پھر اسم پڑھکے سبو چون پر دم کرنا بس وہ نگینہ سنگ عقیق جسپر اسم مبطل السحر
کندہ ہی اور تمھارے بازو پر بندھا ہی ہر سبو چہ مین ڈالنا اور اُس پانی کو واسطے مردان جہاز کے بھیجدینا کہ وہ سب
اس پانی کو نوش فرماکے مکر و کید و سحر ساحران نابکار سے محفوظ رہینگے لیکن تمکو لازم ہی کہ تم اُس چشمہ پر کوئی دوسرا نہو تنہا
عبادت معبود برحق مین مشغول رہنا سواے پاخانہ اور پیشاب کے کہین نہ جانا اور کسی سے بات کرنا بلکہ کھانا پانی
اپنا وہین رکھ لینا اور بعد فریضہ معمولی کے دو رکعت نماز حاجت بھی ادا کرنا بعد نماز کے یہ اسم جلیلہ دوسری نماز کے
وقت تک ادا کرنا جب تین دن اس وضع سے گذر جائینگے تو ایک شخص ظاہر ہوگا اور طریقہ فتح طلسم اور قتل استیصال
ساحران تمکو تعلیم کریگا جو کچھ وہ ارشاد فرماے اُسکو بدل و جان قبول کرنا اور عمل مین لانا لیکن شاہزادے نے شاہ
حق آگاہ کے پہلو مین ایک مرد جمیل سالہ نہایت نورانی شکل کو دیکھا کہ آثار ریاضت و تقوے و طہارت اُسکی پیشانی انور
سے ظاہر و ہویدا تھے شاہزادے نے اُسی عالم خواب مین شاہ حق آگاہ سے اُس جوان کو پوچھا شاہ حق آگاہ نے
فرمایا یہ ایک بندۂ خاصان خدا سے ہی تم سے اس بکھیڑے سے کیا تعلق ہی تم بروقت ملاقات کے اپنا مطلب بیان
کرنا جو کام کہ حسب مشیت ایزدی ہوگا وہ اُس بزرگ سے ظاہر ہوگا اور تم پر وہ سب حال کھلجائیگا اب ہم تم سے
رخصت ہوتے ہین ہمارے بعد اسی جوان کو تم اپنا کفیل سمجھنا یہ فرمایا اور غائب ہوگئے شاہزادے کی آنکھ کھل گئی
خواب راحت سے بیدار ہوے جو مرشد نے فرمایا تھا مع اسم پاک کے وہ سب یاد رہا نہایت خوش ہوے شکر ایزد پاک
بجالائے رفقاے شاہزادہ سے ایک سردار تھا کریم الدین نجفی نام نہایت صاحب فہم و ادراک اور بہت قوی ہیکل اُس
صاحب فہم سے حال خواب اپنا بیان کیا اُس جوان نے کہا یہ بشارت فتح طلسم اور قتل ساحران بے دین اور مقہوری اہرمن
بے دین کی معلوم ہوتی ہی آپ کو فتح کفارون پر مبارک ہو الغرض شاہزادہ عالی وقار تیر و کمان لیے ہوے بالا سے بیل تشریف

لائے اور پتلی کو توڑا اور اسم پڑھا پتلی کو پانی مین پھینکا یا جانور کو مار کے خود جہاز مین آ گئے طوفان اس شدت سے اُٹھا کہ خدا کی پناہ زمین اور آسمان تیرہ و تار ہو گیا بعد اسکے جب طوفان برطرف ہو گیا جزیرۂ اجمیل نظر آیا شاہزادے نے جہاز درخت سے بندھوا دیا اور سبو چہ چشمہ کے پانی سے بھر لیے اور اسم پڑھا اور عقیق کندہ پانی مین پھینکے لوگون کو رخصت کیا اور عبادت مین مصروف ہوا تین روز کے بعد ایک شخص با جاہ و جلال نورانی شکل چہرے پر نقاب ڈالے ظاہر ہوا اور سامنے آ کے کہا

میل طلسم دریائے ناپیداکنار کا مع پتلی کے ٹوٹنا اور چشمۂ شیرین پر ایک شخص نورانی صورت کا اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر سے ملاقی ہونا



السلام علیکم شاہزادے نے جواب سلام دیا اور تعظیم کے لیے اٹھا مصافحہ کیا اور ہم پہلو بٹھایا فرمایا کہ اے سید ابراہیم کیا مطلب ہی شاہزادے نے فرمایا کہ حال دل آرزومندان بزرگان روشن ضمیر پر واضح ہی اس جوان نے فرمایا ہان بس اسی قدر معلوم ہوتا ہی کہ بجناب اعلی وزیر نگاہ دہ پیش نہاد خاطر عالی ہمت ہی اسی ضمن مین فتح طلسم و قتل جادوگران و اشرار و کفار بھی ملحوظ خاطر اقدس ہی آگاہ ہو کہ حق تعالی نے فتح طلسم تمہارے نام پر مقدر فرمائی ہی لیکن بالفعل اس غار سے نکل کے بالائے کوہ تشریف لیجاؤ آگے بڑھو گے ایک نہر ملیگی پانی اُسکا نیچے پہاڑ کے آتا ہی اور اس زور سے گرتا ہی کہ راہ کو مسدود دیکھے ہوئے ہی تم اس اسم بزرگ کو پڑھ کے اس نہر کے پانی پر دم کرنا بمجرد اس اسم پڑھنے کے ایکسا

نہنگ کلان پانی سے سر نکالیگا اُسکی پیشانی پر ایک آنکھ ہوگی تم ایک تیر مارنا کہ اُس آنکھ پر پڑے اور ہرگز نہ ڈرنا پس وہ نہنگ تیر کھا کر پانی مین غوطہ لگا جائیگا بعد اسکے ایک سانپ اُٹھی جاے نکلیگا تم یہ اسم جلیل پڑھ کے پیکان تیر پر دم کرنا اور اُسکی پیشانی پر مارنا وہ سانپ نہایت شور و غل مچاتا پانی مین چلا جائیگا اور پھر وہین سے ایک حیوان کہ جسکا نصف بدن آدمی کا اور نصف بدن مچھلی کا ہوگا سر نکالیگا تم اُسے بھی تیر مارنا پس پھر وہ تیر کھاتے ہی طوفان آئیگا تمام آسمان و زمین تیرہ و تار ہو جائیگا بعد ہر طرف ہو جاے طوفان وغیرہ کے ایک قلعہ ساحرون کا دکھائی دیگا پھر وہ ساحر میدان بزم آراستہ کرینگے سحر ساحران بے ایمان آپ پر اثر نہ کریگا مردانہ وار اُنسے جنگ کرنا ہو اسکے وہ اکفر جادو شاہ بلند کو تم سے آئیگا جب تم سے مغلوب ہوگا تو بھاگ کے قلعہ مین داخل ہو جائیگا پھر بوقت ضرورت مین بھی تمھارے پاس آکے فتح قلعہ کا طریقہ بتاؤنگا شاہزادے نے فرمایا خداوند کریم آپ کو جزاے خیر دے کہ آپ وقت پر ہر ایک اہل غرض کے کام آتے ہین ضرور موافق آپ کے فرمانے کے عمل مین لاؤنگا ۔ الغرض شاہزادہ نے تینون حیوان مارے اور قتل کیا اور زیر قلعہ پہونچے دیکھا تو قلعہ سنگ سیاہ سے بنا ہوا تھا اور اُس قلعہ کے کئی برج تھے اور ایک ایک اژدہا سر نکالے ہر برج مین بیٹھا تھا اُس اژدہے کی شکل ایسی مہیب و ہیبت ناک تھی کہ آدمی کا دیکھ کے زہرہ آب ہو جاتا تھا شاہزادہ متعجب ہوا دروازہ بند پایا اس عرصہ مین وہ جوان نقابدار آپہونچا اور کہا اے شاہزادہ والا تبار تم سامنے دروازے کے بیٹھ کے اس اسم پاک کو ستر مرتبہ پڑھنا اور ہر برج قلعہ کی طرف دم کرنا پس دیکھنا بقدرت ایزدی کیا ظاہر ہوتا ہے شاہزادہ عالیجاہ نے حسب الارشاد جوان عمل کیا بمجرد اسم پڑھنے کے سب اژدہون نے سر اندر برج کے کر لیے اور غائب ہو گئے پھر معلوم نہوے کہ کہان ہین

اب راوی اُن ساحران بدکردار و ناہنجار کا حال معرض بیان مین لاتا ہے

کہ اسم بزرگ کے پڑھنے کے بعد برکت سے اُس اسم کے وہ ساحر ایسے غافل ہوے کہ ہوش نہ رہا اور شاہزادہ نامدار زیر قلعہ پہونچے اور اسم پڑھا اژدہے غائب ہو گئے اور وہ ساحر دفعتاً آگاہ ہو گئے لیکن اکفر و مطبقہ دونون بیٹھے اختلاط کر رہے تھے اور شراب زہرمار کر رہے تھے یکایک قلعہ کا رنگ دگرگون ہو گیا اور نوکر چاکر آنا شروع ہوے اشیم جادو کہ سب مین زیادہ ممتاز تھا وہ بھی آیا اکفر جادو سے کہا تو بیٹھا کیا کرتا ہے ارے کیدی غضب ہو گیا بولا کیا ہوا مین کچھ نہین جانتا اشیم نے کہا آگاہ ہو حریف آن پہونچا اور وہان پر آ گیا کہ جہان انسان تو کیا پرندہ پر نہین مار سکتا دیو و پری کی مجال و قدرت نہ تھی کہ جو قدم آگے بڑھا سکتے اب دیکھ کہ اژدہے برج سب باطل ہو گئے اکفر جادو اور مطبقہ یہ خبر سُنکے ہوش مین آئے اور اشیم جادو سے کہا وہ کون ایسا زبردست ہے جو یہان آ گیا کہا طلسم بیل بھی ٹوٹ گیا اور نہر بھی برطرف ہو گئی اور طلسم قلعہ بھی ٹوٹا چاہتا ہے اور اژدہے بھی نابود ہو گئے ایک جوان

سامنے دروازے کے بیٹھا ہوا ہے اکفر جادو بولا کہ ہاں میری مرگ مسلمانوں کے ہاتھ سے مقدر ہوئی ہے میں خوب جانتا ہوں
وہ مسلمان وہ ہوگا جسکا نام معز الدین ہوگا اور دوسرے مسلمان کی یہ طاقت اور قدرت نہیں ہے علاوہ معز الدین کے کوئی
ابطال سحر بھی نہیں جانتا اور صاحب قران روزگار بھی نہیں ہے کہ صاحب قران روزگار ابھی طلسم ہی سے فارغ نہیں ہوا
میں خوب جانتا ہوں کہ وہ طلسم بنفیات سے باہر نہیں آیا پھر یہ کون شخص ہے کہ جو قتل کو آیا ہے عجب نہیں کہ کوئی جادوگر ہو اور طمع
مال دامنگیر ہوئی ہے و اہل طمع کی تدبیر بہت سہل ہے بعد اسکے اُسی وقت سوار ہوکے باہر قلعہ کے آیا سو نفر جادوگر اُس شوم
بخت کے ہمراہ تھے پس سب جادوگروں نے صف آرائی کی اور آتشیم جادوگر کو میدان میں بھیجا اُسنے بہت لاف زنی کی اور کہا
کہ اے جوان جادوگر میرے مقابلہ کو آ جب تک ہم غافل تھے تو نے ہماری غفلت میں جو چاہا کیا اب دیکھوں تجھ سے کیا ہو سکتا
ہے شاہزادہ پیادہ میدان میں تشریف لیگیا وہ مردک سوار تھا آتشیم جادو ہنسا اور شاہزادہ کو نظر حقارت سے دیکھا اور کہا
تجھے گھوڑا بھی نہیں میسر کہ تو سوار ہوکے آتا پیادہ آیا ہے اور حوصلہ جنگ ہے شہزادہ نے فرمایا خاموش ہو اور اے ملعون
مقابل ہو کے کوئی حملہ کر آتشیم جادو نے کہا پہلے تو ہمیں اپنا سحر دکھا کہ ہم بھی دیکھیں کیسا تو جادوگر ہے شاہزادہ نے کہا
ہم جادو کرنے والوں پر لعنت کرتے ہیں آتشیم جادو بولا یہ طرفہ ساحر ہے کہ سب ساحروں پر لعنت کرتا ہے اپنی ساحری کی
پوشیدہ کرتا ہے یہ کہکے سحر پڑھا کوئی افسون نہ چلا ناچار ہوا ایک وار نیزے کا کیا شاہزادہ نے نیزہ چھین لیا اور وہی
نیزہ گھوڑے کے شکم میں مارا دوسرے پہلو کے پار نکل گیا آتشیم جادو کا جب گھوڑا بیٹھا ہوا وہ ملعون بھی پیادہ ہو گیا
اور تلوار میان سے کی شاہزادہ نے وہ تلوار بھی چھین لی اور اُسی تلوار سے اُس ساحر کو جہنم واصل کیا بعد اسکے التمش جادو
آیا شاہزادہ نے اُسے بھی قتل کیا القصہ تا وقت نماز ظہر اٹھارہ ساحر بے دین آئے اور سبکو شاہزادہ عالیوقار
نے قتل کیا۔ القصہ ظہر کے بعد اکفر جادو لعین واسطے جنگ کے ایک اسپ برق رفتار پر سوار نہایت کروفر سے میدان
میں آیا۔ راوی کہتا ہے کہ نقابدار نے شہزادہ سے کہہ دیا تھا کہ اکفر جادو کی سواری کا گھوڑا اجبطلح ہوا اپنی سواری کا گھوڑا
بنانا چاہیے کہ وہ گھوڑا نہایت عمدہ و تحفہ ہے شاہزادہ ابراہیم عالی مقام کو بمشاہدہ اسپ سواری اکفر قول نقابدار یاد آگیا
دل میں فرمایا [illegible] یہ گھوڑا قابل سواری ہے ضرور لونگا آخر اُس ساحر ملعون سے مقابل ہوئے اکفر جادو نے سحر کرنا
شروع کیا کچھ نہ اثر ہوا ہونٹ ہلائے ہاتھ پر ہاتھ مارے لیکن کچھ اثر نہ ہوا حیران ہوا اور چاہا کہ مثل پہلوانان تہمتن جنگ
کرون کہ سوا سحر و ساحری کے وہ کافر قوت بھی بہت رکھتا تھا گرز پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ اُسکے پہلو میں آگیا اور [illegible]
پنجہ رکاب میں ڈال سکے جو زور و قوت تمام کھینچا پاؤں اُس ملعون کا رکاب سے نکل گیا شاہزادہ نے زور سے
ایک جھٹکا دیا وہ ملعون گھوڑے سے سنبھل نہ سکا اور پشت سے بر زمین رسیدہ ہوا۔ پس شاہزادہ عالیجاہ ایک جست
کر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور فرمایا اے کافر جلد تر تو اور گھوڑا منگوا کہ اب ہمارے اور تیرے برابر کی لڑائی ہو یہ کیا کہ ہم
پیادہ اور تو سوار ہو گیا بس نہایت حیران ہوا اور بنظر حیرت شاہزادہ نامدار کو دیکھ رہا تھا اکفر جادو نے کہا اے جوان تو نے

عجیب کام کیا نئی ترکیب سے گھوڑا الیاس سے ملازمون سے کیون نہ کہا آتشیم جادو وغیرہ کے گھوڑون مین سے کوئی گھوڑا لیا
شاہزادہ بولا وہ پاجی بھی اس لائق تھے کہ انکا مرکب میری سواری کے لائق ہوتے تو ہزار بار ہی تیرا گھوڑا البتہ لائق ہمارے
سواری کے ہی اور ہمکو پسند بھی ہی اکفر جادو نے کہا مین تیرے لیے اس گھوڑے سے بہتر گھوڑا طلب کرتا ہون لیکن
اس گھوڑے کو مجھے دیدے۔ شاہزادے نے فرمایا اس گھوڑے کو بجوانمردی مین نے تجھ سے لیا ہی اگر تو زبردست
ہی تو مجھ سے بزور لے لے غرض اکفر جادو نے ہر چند شاہزادہ سے کہا لیکن شاہزادے نے گھوڑا نہ دیا اکفر جادو
ناچار و مجبور ہو گیا اور دوسرا گھوڑا منگوایا سوار ہوا اور کہا ای جوان دلاور اس گھوڑے کو مین نے خنگ جہان پیما خطاب
دیا ہی تو نے مفت مجھ سے لے لیا خیر کیا مضائقہ ہی سحر مین مین تجھپر غالب نہو سکا اسکا کیا سبب ہی تو کوئی زبردست ساحر
ہی یا شاید معز الدین ہی کہ بہ تبدیل صورت و ہیئت آیا ہی شاہزادہ اسکے سخنان لغو پر ہنسکر ایا وہ اکفر جادو ملعون بھی نہ
مجمل ہوا بولا جانتا ہی کہ مین پہلوان زمانہ اور فن دلاوری اور سپہ گری مین یگانہ ہون شاہزادہ کامگار نے فرمایا مین بھی
دیکھون تو کیسا پہلوان زمانہ ہی اور کیا صفت رکھتا ہی

جدال اکفر جادو اور شاہزادہ ابراہیم والاتبار بن حیدر



القصہ نیزہ بازی شروع ہوئی تیسری تان مین شاہزادے نے نیزہ اکفر جادو کے ہاتھ سے نکال لیا اکفر نے جھنجھلا کے

تلوار میان سے لی اور ایک ضرب سخت شاہزادے پر لگائی شاہزادے نے وہ ضرب شمشیر رد کی آخر وہ کافر آمادہ کشتی ہوا زور ہونے لگے شاہزادے نے ایک ساعت میں اُس ملعون بے دین کی کمر میں ہاتھ ڈالکر جو زور کیا پہلے ہی زور میں اُسے اٹھالیا اور ہاتھ پر علم کیا اتفاق سے وہ زنجیر کمر اُس کافر کی ٹوٹ گئی اور وہ ملعون اوندھا منھ کے بھل زمین پر گرا پھر فوراً اُٹھ کے بھاگا اور قلعہ میں داخل ہو کے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لیکن دروازہ قلعہ کا معلوم ہوتا تھا اسوجہ سے کہ ایک طلسم اور باقی تھا شاہزادہ عالی جاہ نے فرمایا یہ کافر میرے پنجہ سے مفت نکل گیا بڑا تردد ہوا ادھر ادھر رہا دگر کبھی بھاگ کے قلعہ میں چلے گئے شاہزادہ پھر دروازے کے سامنے بیٹھ گیا اور اسم خوانی شروع کی شب کو پھر وہ نقابدار آپہونچا اور کہا اے شاہزادہ ابراہیم حضور کا کیسا مزاج مبارک ہے اور حال جنگ وجدل کیا ہے شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ شکر ہے اور حال جنگ جو پوچھتے ہو کیا بیان کیا جائے اتنی قدرت گرسنگی سے نقابدار نے کہا آج کی رات آپ کو فقط میوہ نوش فرمانا چاہیے لیکن میوہ بھی صحرائی ہو پھر شاہزادہ نے سارا ماجرا بیان کیا اور نقابدار سے پھر حال میوۂ صحرائی پوچھا کہ یہاں میوہ کا درخت تو معلوم ہی نہیں ہوتا پھر کہاں ملیگا نقابدار نے کہا سامنے تشریف لیجائیے ایک کوہ ملیگا آپ بالائے کوہ جائیے پھر جانب راست تین سو قدم شماری پر درخت انار ملیگا اے شاہزادہ عالی تبار جسقدر حضور کو اشتہا ہو انار نوش فرمائیے گا اور اُسی درخت انار کے قریب ایک چشمہ ہے آب شیریں آگیں ہوگا اُس چشمہ سے پانی نوش فرمائیے گا اور حضور کے تمام شب عبادت پروردگار میں بسر کرنا صبح کو بعد فراغ فریضۂ سحری استراحت فرمائیے گا جس وقت خواب راحت سے بیدار حضور ہونگے ایک طرف سے ایک گوسفند پیدا ہوگا اور ایسا وہ گوسفند پر زور و قوت ہوگا کہ ہاتھی بھی اُسکی طاقت و قوت کو نہیں پہونچ سکتا اے شاہزادہ والا تبار خداوند کریم کو یاد فرما کر اُس گوسفند کو جو رہا ہو گرفتار کر لیجئے گا اور بعد گرفتاری اُس گوسفند کے ایک کدوے خشک بھی اسی کوہ میں تلاش کیجائیگا اُس کدو کو اندر سے خالی کر کے بطور کاسہ کے بنائیگا اور اُس کاسۂ پوست کدو کو اُس گوسفند مادہ کے دودھ سے پر کر کے طرف دست چپ مع اُس گوسفند اسیر کے روانہ ہوجائیگا ایک مقام پر جب پہونچیے گا وہاں درخت بکثرت ہونگے اُن درختوں کے سایہ میں ایک چبوترہ نہایت صاف بنا ہوا ہوگا اُس گوسفند کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ کے اُسی چبوترہ پر رکھنا اور وہ کاسۂ شیر بھی ساتھ ہی رکھ دینا اور آپ کہیں درختوں میں پوشیدہ ہو جانا اور اس اسم جلیل کو پڑھنا ایک ساعت کے ایک شیر بہ رنگ سیاہ بائیں طرف سے اُترا ہوا آئیگا اور اُس گوسفند کو کھا جائیگا جب اس گوسفند کو کھا چکیگا تو ساعت مرتبہ متواتر خمیازہ لیگا خمیازہ کے ہر دفعہ میں ایک اژدر نہایت جسیم اور طویل وہاں شیر سے نکلیگا اور وہ کاسہ شیر کا اُن شیروں کے پینے میں مصروف ہوگا اسوقت ایک تیر ہاتھ ان شکم مار پر مارنا خون مار اُس دودھ میں ملجائیگا اور سانپ بھی مر جائیگا اور وہ سانپ جہاں شیر کے سانپ کے مرتے ہی شیر بھی خود بخود مر جائیگا اور طوفان شدید سے سارا زمانہ تیرہ و تار ہو جائیگا جب وہ طوفان برطرف ہوگا تو شیر و مار دونوں کا نشان نہ ملیگا مگر اُس شیر خون آمیز کے واسطے ایک جانور کی شکل اسکی شکل کی سے کہ ہوگی نظر آئیگا اور فوراً جسطرح سے

کبوتر گنبد سے جوڑ کر گرتا ہو مضطربانہ اس کا نشہ بشیر پر آئیگا اور دود دھوئیں بیٹنے لگیگا پس آپ تیار رہنا چاہئیے اُس جانور کے جا کے
مثل کبوتر بازوں کے ایک ہاتھ مارنا تاکہ وہ ہاتھ میں آجاوے اور اُسی کا نشہ بشیر میں غوطہ دینا تا اینکہ تمام پر و بال جل جاتا اور وہ
دروازہ مسدود قلعہ کے سامنے بیٹھ کے اس اسم جلیل کو تین بار پڑھنا اور اُس جانور پر دم کرنا بمجرد اسم پڑھنے کے وہ جانور
پرواز کرکے دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھیگا بمجرد بیٹھنے اُس جانور کے وہ دروازۂ قلعہ کھلجائیگا اور دیوار قلعہ بھی گر پڑیگی اور
طلسم بالکل باطل ہو جائیگا ہوا سے تند چلیگی ایسا گرد و غبار ہوگا کہ از زمین تا ہیچ برین بالکل گرد آباد ہوگا بعد ایک
ساعت کے وہ ہوا برطرف ہوگی اور میدان صاف ہو جائیگا اکفر جادو کا فریع ساحران غدار و آتش بار و مبلغہ جادو کے
ایکبارگی تلوار کھینچ کے حملہ آور ہوگا اور سحر بھی کریگا لیکن ببرکت نقش نگینہ بازو کوئی حربہ آپ پر اثر نہ کریگا پھر خود بھی تلوار ہاتھ میں
سے لیکر حملہ آور ہونا اور بکار دلیری و عنایت ایزدی تم موقع پاکر لڑائی کو چھوڑ کر قلعہ میں داخل ہو جانا وہاں طرف دست چپ
ایک قصر ملیگا اُس قصر کے اندر بلا تامل چلے جانا وہاں لطیفہ جادو بیٹھی سحر خوانی کرتی ہوگی تم ایک تیر جان ستان چلہ کمان
میں جوڑ کے اس اسم کو پیکان تیر پر دم کرنا اور قریب پہونچ کے اُس ملعونہ کو دیکھنا کہ اُسکی پیشانی ظلمانی پر ایک خال سیاہ
نمایاں ہوگا تم اسی خال پیشانی ملعونہ پر اُس تیر کو مارنا کہ وہ جہنم داخل ہو جائے اسلئے وہ رنگا وہ قید سے نجات پائینگے
پس تم اس حجرۂ آہنی سے کہ جس حجرہ میں وہ قید ہیں قفل توڑ کر سب کو باہر حجرہ کے لانا بعد اسکے متوجہ حرب و ضرب ہوکر
اُن کفاروں کو ہلاک و غارت کرنا لیکن اکفر جادو بھاگ جائیگا اُس کا قتل تم سے متعرض ہونا کہ اُسکی اجل اور ایک جا پر مقدر
ہوئی ہی اور وہ ملعون اور طرح مارا جائیگا اور سب ساحران بے ایمان زہر فنا سے داخل جہنم ہونگے اور جو نہیں سمجھ
جانتے انمیں مسلمان بھی ہونگے اور کافر بھی ہونگے انمیں سے کافروں کو مسلمان کرنا اور سب کو اختیار دینا چاہیے جہاں
چاہیں چلے جائیں اپنے اپنے مکان کو اور اس فتح کے بعد سجدہ شکر درگاہ خدا سے حقیقی میں ادا کرنا شاہزادہ ابراہیم نے
فرمایا ای مشفق پھر بھی کبھی تشریف لائیے گا نقابدار نے کہا اگر خدا نے چاہا تو حاضر ہونگا شاہزادے نے فرمایا ہم تو
جمال انور کے دیدار کے نہایت مشتاق ہیں نقابدار نے شاہزادے کے فرمانے سے نقاب چہرے سے دور
کردی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی شاہزادے کی نظر انور جب عارض پر اُس پری پیکر کے پڑی وہی جوان عالی شان نورانی
شکل دیکھا جسکو عالم خواب میں شاہ حق آگاہ کے ساتھ دیکھا تھا پہچانا فرمایا ای حق آگاہ آپ ہی کی ہدایت سے مخلص
یہانتک پہونچا اول تمھیں اُس عالم خواب میں کہ تم اپنے مرشد شاہ حق آگاہ کے ساتھ تھے دیکھا تھا الحمد للہ اب
بالمشافہ ملاقات ہوئی نقابدار نے کہا خیر جو کچھ آپ نے دیکھا وہ دیکھا اور جو کچھ کہ اب ہوگا وہ اب ملاحظہ کیجئے گا یہ
کہا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے شاہزادہ اُس نقابدار کے کلام سے حیران رہگیا پھر موجب ہدایت اُس بزرگ
خداشناس کے کمر باندھ کے کوہ پر تشریف لائے اور اثمار نوش فرمائے اور پانی چشمہ کا پیا اور عبادت الٰہی میں مصروف
ہوئے جب صبح ہوئی ایک گوسفند دیکھا کہ مثل گائے کے بلند تھی شاہزادہ اُس سے لپٹ گیا چاہا کہ گھڑی بھر کشتی رہی

آخر غالب ہوا کالسہ پوست کدو کا بنا کے انھین بشکل تمام دودھ دوہا اور چارون ہاتھ اور پانون اُس گوسفند کے باندھ کے
اسی چبوترے پر رکھدیا ناگاہ اُس شیر سیاہ کو دیکھا کہ پیدا ہوا اور گوسفند کو کھا گیا اور خمیازے لینے لگا کہ مارے سرخ نکلا
شاہزادے نے تیر سے اُس سانپ کو مارا اُنھون نے اُدہ دودھ مین گرا اور شیر دونون مرے طوفان آیا اور ہوا چلنے لگی
جانور پہونچا اور دودھ پینے لگا شاہزادۂ نامدار کمینگاہ سے نکلا اور اُس جانور کو گرفتار کرکے اُسی کالسہ شیر مین غوطہ دیا دروازۂ
قلعہ کے سامنے آیا تین مرتبہ اسم پڑھا دم کیا اور جانور کو چھوڑ دیا وہ طائر آلودۂ شیر ولوث دروازۂ قلعہ پر جا بیٹھا سامنے
کی دیوار قلعہ مع دروازہ اس زور سے گری کہ زمین ہل گئی اور سارا قلعہ لرز گیا گویا بنائے کفر و سحر منہدم ہوگئی ان ساحرون
مین ایک شور و غل ہوا۔ اکفر جادو ملعون کو خبر ہوئی گبری نے ایک آہ جگر سوز سینۂ پر کینہ سے کھینچی اور سارے
لشکر کو آواز دی سب ساحر جمع ہوئے بجمعیت تمام تلوارین کھینچے ہوئے شاہزادے پر مثل بلائے آسمانی آگرے
شاہزادۂ دلاور نامدار نے بھی تلوار دشمن شکار کو علم کیا اور خنگ جہان سیر پر سوار ہوکے گروہ کفار مین آیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے

میدان داری شاہزادۂ ابراہیم بن حمید رکی اور تنہا قتل کرنا ہزارون ساحران بدکردار کو شمشیر آبدار سے



اُس دشت مین لاشون کا ڈھیر لگا دیا سو یا دو گروں کو طرفۃ العین مین واصل جہنم کیا تھا کہ کریم الدین دلاور بہادران
اسلام کو لیے آن پہونچا اور لشکر کفار مین داخل ہوا جنگ مغلوبہ خوب واقع ہوئی شاہزادہ شکر الٰہی بجالایا اور اپنے عیار
کو کہ وہ اولاد مہتر شباب سے تھا اور نام اُسکا اسرع جلد قدم تھا ساتھ لیکے اُس مغلوبہ سے نکلا اور داخل قلعہ ہوا

لطیفہ جادو سحر خوانی مین مشغول تھی ناگاہ پیک اجل کو سر پر کھڑا دیکھا جبتک وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے شاہزادہ نے خال پیشانی پر اسکی ایسا تیر مارا کہ پشت سر سے نکلگیا وہ ساحرۂ ملعونہ چلائی کہ ای جوان مرد افسوس تونے مجھے مار ڈالا تو نہین جانتا کہ میرا نام لطیفہ جادو ہی اور دوسو ساٹھہ برس کا میرا سن ہی ابھی پورے تین سو برس کا بھی سن نہین ہوا اگر تحصیل ثواب منظور ہے تو اسی حال زخمداری مین تیرگا مجھسے ہمبستر ہو کہ مین دنیا سے ناشاد و نامراد نہ جاؤن اور تو بھی دو نقل حسنات ہو جا - شاہزادہ نے کہا لعنت ہی تیرے ارادے پر اور تھوڑی خاک اُسکے دہن ناپاک مین ڈالدی ایک گھڑی کے بعد وہ ملعونہ جہنم واصل ہوئی شاہزادے نے دروازے حجرے کے کھولے اسلم اور اُسکے ہمراہیون کو نجات دی اسلم نے قید سے نجات پائی زنگادہ نے فوراً شاہزادے کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا اگر ہر سر موے تن میرا زبان ہو تو بھی مین حضور کے اس شکریۂ احسان سے ادا نہین ہوسکتی اور شاہزادے کا مزاج پوچھا شاہزادے نے فرمایا الحمد للہ شکر ہی اور احسان اُس پروردگار کا کہ جسنے ہر آفت ارضی و سماوی سے محفوظ رکھا اور اُس حقیر کو یہ رتبہ عالی مرحمت فرمایا اب بالفعل جنگ ساحران فقط باقی ہی انشاء اللہ تعالے بعد فتح جو کچھ حال گذشتہ ہی بیان کرونگا اسلم مع دلاوران اسلام شاہزادے کے ہمراہ جنگ مغلوبہ مین پہونچا اور شام تک خوب تلوار چلی بازار اجل گرم رہا شاہزادے نے ستر جادوگر اپنے دست حق پرست سے قتل و ہلاک فرمائے اور برکت سے اُس نقش معظم و مکرم کے سحر ساحران شاہزادے پر بھی موثر نہوا سب مسلمات بقدرت ایزدی آسیب ساحران سے محفوظ رہے الغرض جادو نے دیکھا کہ اب کام تمام ہوچکا اور سحر و افسون کچھ کام نہین کرتا بلکہ یقیناً مین بھی گرفتار و ہلاک ہو جاؤنگا ناچار بزور سحر ایک جانور پرند کی صورت ہو کے ایسا غائب ہوا کہ کسی کو خبر نہوئی - القصہ چار سو نفر جادوگر قتل ہوئے اور بقیۃ السیف جو کہ سحر سے ناواقف تھے اور کفر ملعون و مطلقہ جادو بزور سحر انھین لائے تھے اور انھین مسلمان و کافر دونون تھے انھون نے امان مانگی شاہزادے نے انھین امان دی اور جو کافر تھے انھین دولت اسلام سے سرفراز و ممتاز فرمایا یہ قریب سات سو نفر کے تھے انھین اکثر اہل حرفہ وغیرہ بھی تھے یہ سب شاہزادہ کو دعائین دیتے تھے اُس شہریار کامگار نے قلعہ و قصر کے انہدام و خرابی کا حکم دیا اور جواہرات وغیرہ کے علاوہ تمام اسباب و تحائف صاحب قران نے اُن لوگون کو بطور انعام مرحمت فرمائے اور اسلم اور زنگادہ کو بھی زر و جواہر کثیر عنایت فرمایا اور کہا کہ یہ تمہارے مصارف عروسی مین کام آویگا اور کشتیون پر سوار ہو کے بفتح و فیروزی مع اسلم و زنگادہ شاہزادہ ابراہیم نے کوچ فرمایا - شعر

بفیروزی و فتح آن تاجدار ۔ روان شد بتائید پروردگار

اثنائے راہ مین اسلم نے زنگادہ کو مسلمان کیا اور زنگادہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ شاہزادہ عالی جاہ صاحبقران والا مقام کے اعزا سے قریب ہے مین دوبارہ بشوق تمام و آرزوے مالا کلام قدم ہمایون پر شاہزادہ والا جاہ کے سر نیاز جھکایا اور حلقۂ غلامی آویزۂ گوش جان کیا چونکہ ہوا موافق تھی لہذا سفائن شاہزادۂ عالی منزلت یعنی ابراہیم بن حمزہ کنارۂ دریا پہونچ گئین

کل ہمراہیوں کو یاد فرمایا اور کہا اب ہمنے بخوشی و رضا تمکو اختیار دیا چاہو اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور چاہو ہمارے ہمراہ چلو الغرض جب شاہزادہ والا تبار نے سبکو خود مختار کر دیا اُنمین سے تین شخص کہ نشۂ شجاعت و مردانگی سے سست و سرشار تھے شاہزادے کے رفیق و مصاحب ہوئے اور باقی سب اپنے اپنے مسکن و وطن کو روانہ ہوئے شاہزادہ مع اسلم و زنگی زادہ جانب جبل اعلے نہضت فرما ہوئے

اب راوی اس قصۂ شاہزادہ ابراہیم واجب التکریم کو موقوف رکھتا ہی اور چند کلمہ حال جمشید پلید کے معرض تحریر مین لاتا ہی

راویان حکایت عجیبہ و حاکیان روایات غریبہ اسطرح اوراق ریز خامۂ عنبرین شمامہ ہوتے ہین کہ جب بسبب زخمداری لاورانِ طرفین کے چند روز جنگ موقوف رہی بعد صحت پانے جوانان تہمتن و دلاوران صف شکن کے جمشید نے حکم طبل جنگ دیا اور صدائے طبل لشکر کفار اہل اسلام کے کان مین پہونچی پھر تاب ضبط کہان ادھر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا اور وہ رات درستی سامان جنگ مین گذری علے الصباح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر جمشیدی سے سوہان دمشقی کہ وہ ملعون چشم و چراغ لشکر دمشق تھا اور اول مین خارجی تھا اب دین جمشیدی رکھتا ہی میدان مین آیا اور ادھر لشکر اسلام سے طیفور بن سیفور نیزہ بازہ واسطے مقابلے کے گیا بعد نیزہ بازی وغیرہ کے نوبت تلوار کی پہونچی اُس مومن پاک دین نے سوہان کافر لعین کے دست نجس سے شربت شہادت نوش کیا سیفور بھی زخمی تھا اس بہادر کے زخم و جراحت اندمال کو ابھی نہ پہونچے تھے کہ شہادت پسر نیک سیر کی خبر سنی خون دل سے جوش کھا کے زخمون سے بہا اور طاقت ضبط باقی نہ رہی امیر مجاہد الدین دلاور سے باصرار تمام رخصت میدان حاصل کر اور کمر ہمت انتقام خون فرزند پر چُست کی اور زندگی سے ہاتھ اٹھا گھوڑے پر سوار ہو میدان رزم مین مثل شیر غضبناک کے پہونچا اور داد مردی و مردانگی دی مگر قضا و قدر سے مجبور ہو کر پھر دوبارہ زخمی ہوا اُس دلاور کے بعد امیر عبد اللہ کہ یہ بہادر بھی شجاعان روزگار سے تھا میدان مین آیا اور اُس کافر نے اس امیر کو بھی شہید کیا اس جری کی شہادت سے امیر مجاہد الدین کو کمال صدمہ ہوا آہ جگر خراش کی فرمایا یارو امیر ناصر الدین اور امیر عبد اللہ کے شہید ہونے نے مجھے بیتاب کر دیا کہ اب قرار نہین آتا مین صاحب قران اکرم عالیشان سے کیونکر آنکھین چار کرونگا اور انکو کیونکر منھ دکھاؤنگا یہ بڑی بے شرمی و خجالت کی بات ہی امیر خلیل نے عرض کی اگر امیر کبیر خداوند کریم ایسا نکرے کہ انکو خجالت ہو خجالت کیسی شہادت کا درجہ نہایت بلند و بہتر ہی خوشا نصیب اُنکے جنکو یہ مرتبہ ملے اور اس امر مین آپکا کیا قصور ہی یہ کہا اور رخصت طلب ہوا امیر کبیر نے اجازت میدان امیر خلیل دلاور کو مرحمت فرمائی اور دعائے حرز بازو پڑھ کے دم کی اور فرمایا جاؤ خدائے کریم کو سونپا خداوند تعالے تمکو دشمنان دین پر ظفریاب فرمائے امیر خلیل بہادر میدان کارزار مین آیا اور پہلوان

بے ایمان سے اول نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ ہویان کے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور بعد نیزہ بازی کے نوبت تلوار کی آئی
امیر نے تلوار کی ضربین بھی نہایت سبکی سے دفع کین اور ایک ضرب شمشیر آبدار کی اس زور سے اس کافر کے سر پر لگائی کہ
وہ تلوار تا بہ کمر اس شقی کے اتر گئی اور وہ مردود جہنم کو روانہ ہوا جمشید نے ایک ہائے کا نعرہ مارا اور کہا حیف کہ ہویان
ہمارے لشکر کا چراغ گل ہو گیا اب ایسا بہادر دلاور مشکل سے دستیاب ہوگا ابوحاکم نے کہا خداوند طبیعت مجردہ
کو بھی قدرت نہین کہ جو اسکا مثل خلق کرسکے جمشید نے کہا او گیدی خاموش ہو یہ وقت مسخرگی نہین ہے ہویان کے رنج و
الم مین نہایت ملول ہون اور تجھکو خوش طبعی سوجھی ہے الغرض بعد اسکے ملہان ہویان کا برادر میدان مین آیا امیر خلیل دلاور
نے اسے بھی واصل جہنم کیا غرض کہ اسی طرح پانچ پہلوان لشکر کفار کے معرض ہلاکت مین آئے آخر انجد بن منجدون پہلوان جہان
میدان مین آیا اور اس ملعون کے ہاتھ سے امیر خلیل زخمی ہوے بعد اسکے کفار مین طبل شادمانی بجا اور کیقال مصری
لشکر نکبت اثر جمشید سے آیا اور ادھر لشکر اسلام سے پہلوان برادر امیر خلیل دلاور کا میدان جنگ مین تشریف لایا
اور کیقال بد مآل کو روانہ ملک عدم کیا بعد اسکے اور تین پہلوان لشکر جمشیدی کے جہنم واصل ہوے بعد اسکے
انجد پہلوان نے اس نوجوان دلاور کو بھی زخمی کیا اور امیر قمقام عالی مقام میدان رزم مین تشریف فرما ہوا بعد جنگ
جبل کے شہید ہوا دوسرے روز انجد پہلوان اول ہی مرتبہ میدان مین گیا امیر محمد بہادر کو انجد سے لڑنے کی نہایت
تمنا تھی یہ امیر با توقیر بھی امیر مجاہد الدین سے رخصت میدان لیکے روانہ ہوا اور فوراً انجد پہلوان سے نیزہ بازی
شروع ہو گئی امیر محمد بہادر نے دو ہی چار تاون کے بعد نیزہ انجد کا ہوائی کر دیا بعد اسکے گرز بازی ہونے لگی امیر دلاور
نے عین گرمی رد و بدل مین ایک چوب آہنی اس زور سے بند دست انجد پر ماری کہ صدمہ دست سے اس نابکار
کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی عیاران لشکر نے انجد کی تلوار اٹھا لی قصہ کوتاہ آخر نوبت کشتی کی پہونچی شام تک کاوردی
ہوا کی لیکن ایک کو غالبی و مغلوبی کی تمیز نہوئی اور وہ رات بھی کشتی ہی مین تمام ہوئی دوسرے روز جمشید نے کہا
اگر انجد امیر محمد دلاور پر غالب ہوا تو خداوند کو چاہ مین خطاب اسکو دونگا ابوحاکم نے کہا یہ تو معلوم نہین ہوتا ہے اسے
کہ امیر محمد دلاور کی جنگ ایسی ویسی نہین ہے امیر با توقیر نہایت با جوش لڑ رہا ہے آخر بوقت ظہر امیر محمد بہادر نے انجد پہلوان
کو دونون ہاتھون پر بلند کر لیا تھا کہ زنجیر کمر اس گبر کی ٹوٹ گئی اور وہ گیدی بیجا زمین پر گرا اور امیر کے گھوڑے کو پکڑ ڈالا
امیر دلاور نے چاہا کہ پکڑ لون ور کردون جمشید پلید نے تعجیل طبل بازگشت بجوا دیا لشکر طرفین میدان سے پھر کے اپنے اپنے
خیمون مین آئے انجد پہلوان نے جمشید ملعون سے کہا تو کیسا خداوند ہے کہ میرے زور کو امیر محمد کے زور سے زیادہ کر دیا
جمشید حرامزادہ بولا ابھی تک میری حکومت لشکر اسلام پر جیسی چاہیے جاری نہین ہوئی اب فکر بھی اثر خداوندی پہونچ جائیگا
ابوحاکم نے کہا ای انجد تو بڑا کم بخت و بدبخت ہے ورنہ آج امیر محمد بہادر پر غالب ہوکر خداوند کو چاہ کا خطاب پاتا القصہ اس روز
جمشید پلید کو نہایت رنج و غم رہا آخر رات کو حسب معمول شراب خانۂ جادو سے درون آیا جمشید نے حال اس لڑائی کا اس کافر سے

بیان کیا وہ ملعون بولا مین کچھ تمام عالم کا ذمہ دار نہین ہون کہ مین ہر ایک تیرے پہلوان کے لیے محنت و مشقت شاقہ گوارا
کرون اور اسکو صاحب قران بنا دون جو کچھ چاہیے وہ رتبہ مین نے تجھے دیا تو خود انصاف سے دیکھ کہ جسقدر لوگ جبل اعلیٰ
مین حاضر ہین سب سے تیرا زور دہ چند ہی یہانتک کہ معز الدین جسکا نام ہی آج دنیا مین کوئی مثل اسکا شوکت و شان و شجاعت
و بہادری و جرأت و قوت مین نہین ہی بلکہ تجھے کبھی رتبہ اسکا مثل آفتاب کے روشن ہی وہ بھی مغلوب ہوگا تجھکو وہ گرز
نے بناہ دیا ہی کہ اس گرز کی ضرب سے وہ حواس باختہ ہو جائیگا آئندہ پھر اسکی تقدیر اور تیرے نصیب اور تو کیا چاہتا ہی
جمشید ملعون نے کہا اے شاہ جادوان تیرے پاؤن کی خاک آنکھون سے لگاتا ہون اور نہایت منت و سماجت سے
سجدہ کیا اور تا دیر دست بستہ کھڑا رہا خناز جادو نے کہا تو کیا چاہتا ہی اور کیا قصد ہی جمشید ملحد نے کہا بس اب کل سے
خود میدان مین جایا کرونگا اور کسی کو تکلیف و زحمت نہ دونگا لوگ ہمارے لشکر کے ہر چند کہ مسلمانون پر غالب ہین لیکن
بعض مغلوب بھی ہو جاتے ہین اور طرفہ یہ معاملہ ہی کہ حالت غلبہ مین امراے اسلام کو زخمی کرتے ہین اور حالت مغلوبیت
مین مارے جاتے ہین خناز جادو نے کہا یہ امور اتفاقیہ ہین اور ایسے امور اتفاقی اکثر اوقات ہوا کرتے ہین اسیلیے تیرے
پہلوانون نے بھی تو پہلوانان لشکر اسلام کو قتل کیا ہی جمشید ملعون نے کہا ہان یہ تو سچ کہتا ہی ضرار منکوس منحوس لبول کا
ہان ایسا ہی اتفاق ہوا ہی قصہ کوتاہ جمشید نے نقیب طبل جنگ بجایا اور خود میدان مین آیا امیر محمد دلاور کو طلب کیا وہ شہریار
تہور شعار بھی نہایت کر و فر سے قدم جرأت و جلادت کو بڑھاتا ہوا امیر بہاء الدین کی خدمت مین پہونچا اور امیر باتوقیر سے
رخصت لے کے میدان مین آیا اور جمشید مغرور کے سامنے کھڑا ہوا جمشید کی نظر جو نہین جمال باکمال امیر محمد پر پڑی اور
اگلے حملے انکے یاد آئے نہایت غضبناک ہو کے کانپنے لگا کہا اے امیر محمد یاد ہی کہ تو نے مجھ سے کیا کیا سلوک کیے ہین اور
مین نے تیرے ہاتھ سے کیسی کیسی ایذائین اٹھائی ہین امیر باتوقیر نے کہا او ملعون مین نے مجبور اسکے کہ ملکہ سرو سہی
کو تجھ سے لیا ہو تکہ وہ اہل اسلام سے تھی اور مین اس سے ہمبستر ہوا اور تیری خواہر طرفہ لشکین خال کو تجھ سے
لے کے اپنے عیار یعقوب حرانی کے ساتھ نامزد کر دیا اور مین نے کیا کیا جمشید پلید یہ کلام سنکے زرد ہو گیا اور
مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا اور ایک نیزہ امیر کے سینہ بے کینہ پہ مارا امیر نے اگرچہ اس لعین کا نیزہ بفضل دلاوری
و بہادری ہوائی کر دیا لیکن وہ تلوار کہ جو آب سحر سے بجھی ہوئی تھی زخم اسکا سر پہ کھایا یعقوب حرانی میدان سے لیگیا
ورنہ وہ نامرد چاہتا تھا کہ دوسری ضرب مین کام امیر کا تمام کر دے یعقوب حرانی نے کہا او جمشید باوجود دعواے خدائی کے
ایسی نامردی کرتا ہی اپنی خدائی کو خاک مین ملائے دیتا ہی یہ کہان کا قاعدہ ہی کہ حریف مجروح کو زخمی کرے اور ایک تیر فلاخن
مین رکھکے اس زور سے جمشید کے مارا کہ سر اس پلید کا شق ہو گیا اور اسی جگہ بیٹھ گیا یعقوب حرانی امیر محمد کو لیگیا جمشید
نے دوسرا حریف طلب کیا لشکر اسلام سے امیر سیف الدین بن امیر بہاء الدین جو کہ ہمسر امیر محمد تھا اپنے والد سے اجازت
حرب لیکے میدان مین آیا اور جمشید ملعون سے لڑنے لگا اور بقدرت خداوند قہار سے فن نیزہ مین غالب آیا آخر کو وہ

شاہزادہ بھی زخمی ہوا پھر امیر سلطان اور امیر خلیل دونون جمشید کے ہاتھ سے زخمی ہوے اس عرصہ مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین نے ایسی ایک آہ جگر سوز کی کہ صاحبان اولاد کے دل ہل گئے امیر کبیر نے فرمایا اے برادر جمشید حرامزادہ پہلے تو ایسا زور آور نہ تھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضارمنکوس کی کرامات ہے کہ جسکے سبب سے تلوار خطا نہین کرتی امیر جلال الدین نے کہا ہم ضارمنکوس قرمساق کو ایسا نہین جانتے تھے ہرگز وہ ملعون اس لیاقت کا نہین تھا ایسا ساحر یہ ملعون کیونکر ہو گیا قیاس مین نہین آتا اور عجیب وقت مین سحر اس ملعون کا کارگر ہوا ہے کہ جس وقت مین صاحب قران اکبر عالی وقار لشکر مین نہین ہین اور نہ کوئی ان حکماے عالی منزلت مین سے یہان تشریف رکھتا ہے سلطان ابو المحسن جوہر نے کہا اس مادر بخطا کا راز ظاہر نہین ہوتا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اس جمشید ملعون کا حال معلوم ہو کہ اس نابکار نے یہ سحر کہان سے بہم پہونچایا ہے القصہ ان امراے عالی وقار نے ملول و مکدر مراجعت فرمائی اور جمشید پلید کمال سرور مین زر نثار کرتا ہوا پھرا اور گمراہون نے اس نابکار کو سجدے کیے اور اس غدار ناہنجار کی تعریفین کین وہ گیدی بہت خوش ہوا اور برج جہان نما مین جا کے عیش مین مشغول ہوا - راوی کہتا ہے کہ ایک روز ابو حاکم نے بخوشامد جمشید پلید سے کہا اے خداوند تم نے کچھ حال زمرد شاہ باختری کا سنا ہے جمشید نے کہا بیان کر کیا ہوا ابو حاکم نے کہا زمانہ قدیم مین ایک گمراہ کہ نام اسکا زمرد شاہ تھا وہ دعوے خدائی کرتا تھا اُسکی داڑھی نہایت لمبی تھی اور ہر بال مین اُسکی داڑھی کے موتی پروئے ہوے تھے مین چاہتا ہون کہ تم بھی اپنی ریش مبارک مین موتی پرو دو کہ بندون کی نظر مین نہایت زیب و زینت معلوم ہوگی جمشید پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اگرچہ داڑھی اُس مردود کی بہت لمبی نہ تھی لیکن جتنی تھی بہت در از قیمتی مروارید گرانبہا جواہر خانہ سے منگائے اور اپنی داڑھی مونچھون مین پروئے اشلوط دیلم نے کئی جوڑیان موتی کی براہ خوشی جمشید کے پیش کین غرض سب داڑھی اور مونچھون مین ہزار در غلطان صرف ہوے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ آج جمشید نے زمرد شاہ کا قصہ سنکے اُسکی نقل کی ہے اپنی داڑھی مونچھون کے بال مین موتی پروئے ہین یعقوب حرانی نے کہا تف ہے اُس داڑھی پر وہ مردود مسخرگی کو حد سے زیادہ عمل مین لایا یعقوب حرانی اور نہنگ مصری مین مشورہ ہوا اور دونون کی راے اس امر پہ قرار پائی کہ اگر یہان لفظ عیاری کوئی کام کیجیے اور عیاری چل جائے تو کیا خوب بات ہے پہلے نہنگ مصری کہ اول میں عیار باشی جمشید پلید کا تھا اب براہ ہدایت داخل اسلام ہو گیا تھا [illegible] کمال ہمت کو کام مین لایا اور یعقوب سے یہ صلاح کر کے جمشید ملعون کے پاس گیا اور کہا اے امیر کل عالم خواب مین طبیعت مجردہ بصورت مجسم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا او نہنگ تو کیون گمراہ ہوا ہے تیری عقل زائل ہو گئی ہے جلد ہم تک اور ہمارے فرزند و نائب خاص کے پاس کیون نہین جاتا اور بھی کچھ کلمات مناسب کہے اور چاپلوسی بہت کی اور پھر سجدے بھی کر کے دل مین لعنت بھی جمشید مرتد پر کی آخر ایسی خوشامد کی کہ جمشید گیدی دام مکر مین نہنگ کے آ گیا اور تقصیر نہنگ کی معاف کر کے ہاتھ نہنگ کے اپنے ہاتھ سے کھولے اور باتین ملامت آمیز کہتا رہا نہنگ

باتین اُسکی سنتا جاتا تھا اور عذر کیے جاتا تھا الغرض دو تین دن مین جمشید کے دل کو بدگمانیون سے ایسا پاک و صاف
کیا کہ جمشید کو کسی طرح کا گمان بد باقی نہ رہا پھر ایک شاگرد یعقوب حرانی کو کہ نوخاستہ تھا اور یعقوب حرانی سے مانگ
لایا تھا اُس شاگرد کو حسینہ وجمیلہ بنایا پھر اُس صورت پر وہ روغن ملا کہ جسکا نسخہ یعقوب حرانی کے پاس تھا اور یعقوب
حرانی نے ابوالحسن جوہری سے اور سلطان ابوالحسن جوہری نے بہتر توفیق سے حاصل کیا تھا اور جو اسکے روغن کی ساعت
معین تھی اس ساعت مین اُس زن مصنوعی کے چہرۂ زیبا پر خوب ملا تا اینکہ ہیئت اُسکی بالکل مبدل ہوگئی اور اُس
زن مصنوعی کو کلام حسب دلخواہ خوب تعلیم کیے لیکن جب تک یہ شعبدہ بنتے بنتے دو تین روز اور معرکہ آرائی رہی جمشید
ملعون نے اکثر دلاوران لشکر اسلام کو قتل کیا قریب تیس امرائے نامی وگرامی لشکر ظفر پیکر اسلام کے مثل امیر معظم الدین
اور امیر نجم الدین اور امیر نجم الحق اور امیر شہاب الدین وغیرہ کے زخمی کیے امیر مجاہد الدین نامور ہر روز اُس کافر
بدکیش خناز جادو کے ہاتھ سے تنگ ہوکر خون روتے تھے اور جمشید بلی جب جنگ سے تھکتا تھا دو چار روز
لڑائی موقوف کردیتا تھا اور ہر روز رات کو اُس جادوگر ملعون سے اختلاط کرتا تھا اور افعال شنیع سے تنگ آ کے
خاموش ہوجاتا تھا ناگاہ نہنگ عیار بھی اس راز سربستہ سے آگاہ ہوا کہ جمشید ہر روز بعد نصف شب کو ایک خیمہ مین
جاتا ہے اور وہان کسی کا دخل نہین وہ مکان تخلیہ ہے اور کوئی اُس راز سے آگاہ نہین ہے نہنگ نے ہرچند چاہا کہ اُس خیمہ
مین جائے لیکن نہ جا سکا اسوجہ سے کہ اُس ساحر حرامزادہ نے اُس خیمہ کو طلسم بند کردیا تھا اور اُس طلسم کی تاثیر یہ تھی
کہ جو وہان چلا بھی گیا تو نیند ایسی غالب ہوتی تھی کہ ہوش نہ رہتا تھا بس فقط ایک خمار منکوس منحوس کے علاوہ کوئی نہ جا
سکتا تھا نہنگ عیار نامدار نے اپنی تیزی عقل و فراست سے معلوم کیا کہ جسقدر فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے اس مکان سے
ہوتا ہے لیکن اور کوئی امر معلوم نہو سکا اصل معاملے کا پتہ نہ پایا ایک شب خناز جادو نے جمشید لعین سے کہا
مین نے اپنے طالع سے دریافت کیا ہے ایسا قران سخت ہے کہ جسکی حد نہین اس سبب سے مین چالیس روز تک خلوت
مین تنہا رہونگا اور اعمال سحر پڑھونگا بعد فراغ اس چلے کے تجھ سے ملاقات کرونگا اور تیرے طالع کو مسلمانان سے
معز الدین کے نہایت قوی دیکھا ہے اور سب اسباب تقویت وقوت کے مہیا کرو جیسے مین لڑے تو ہرگز خوف نہ کرنا سب
دلاوران اسلام کو اُسی تیغ بے دریغ سے جسکا نام خونریز رکھا ہے قتل ومجروح کرنا اور جب معز الدین سے سامنا ہو تو اُسی گرز سے
جو کہ مین نے خاص تیری خوشی کے واسطے فقط معز الدین کے نام سے تیار کیا ہے جنگ ومقابلہ کرنا غرض بہت سی [illegible]
بد خناز جادو نے جمشید کو تعلیم کیے جمشید نے بھی خوب ذہن نشین کرکے منظور وقبول کیے اور جدائی خناز جادو سے [illegible]
خوش ہوا کہ جتنے وقت تک جان بچی وہی غنیمت ہے کہ اُسکے اختلاط سے از حد تنگ تھا غرض بعد فراغ اس صحبت کے [illegible]
سے رخصت ہوکر جمشید برج جہان نما مین آیا اور پھر عیش وعشرت مین بدستور مشغول ہوگیا اور جنگ [illegible] عرصہ مین
موقوف تھی ایک روز یہ گبرکی حرامزادہ غرفۂ جہان نما سے بیٹھا ہوا سیر صحرا سے پرفضا دیکھ رہا تھا ناگاہ [illegible]

زیر غرغرہ چلائی کہ ای جمشید اگر تو خداوند ہی تو مجھے اوس سے ملا دے اور میرا دردِ دل سن اور فریادرسی کر جمشید نے یہ سنکے اس زن فریادی
کو بلا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور تیرا کیا مطلب ہی بیان کر اُس عورت نے کہا کہ خداوند صریحہ قانون نواز میرا نام ہی اور میں
اُستاد مصفور کی بیٹی ہون باپ میرا مر گیا ہی اور خالہ چاہتی ہی کہ اپنے بیٹے کے ساتھ نسبت کرے اور وہ مرد احمق بے ہنر ہی
اور میں ہنرمند ہون پھر میں کیونکر اُس بے وقوف سے راضی ہون جمشید ملعون کہ اغلام سے عاجز ہو گیا تھا اور نازنینون
کی صحبت کا شوق تھا چاہتا تھا کہ کسی نازنین زہرہ جبین سے ہمصحبت ہو مگر خوف خناز جادو سے ظاہر نہ کر سکتا تھا کہ اُسکو
قطعاً منع کیا تھا غرض جمشید کو محل میں جانے سے منع کیا تھا اب وہ جادوگر چالیس روز کو گیا اُس ملعون نے فکر کی کہ اب
چالیس روز جو چاہونگا کرونگا کچھ خوف نہین ہی جب وہ ملعون آئیگا دیکھا جائیگا جمشید نے فرصت غنیمت جانکے اُس
زن فریادی سے کہا ای نازنین خداوند سے تو کس واسطے پردہ کرتی ہی اُس عورت نے جواب دیا کہ تیری خداوندی مجھپر ثابت نہین
ہی جمشید بولا کہ تو کسطرح کی ثبوت خداوندی چاہتی ہے اُس عورت نے کہا میں چاہتی ہون کہ اپنی مراد دلی پر فائز ہون جمشید
نے کہا یہ تو بہت آسان ہی تیری خالہ کی کیا مجال ہی کہ بدون تیرے رضامندی تیری اپنے بیٹے سے منسوب کرے مگر اسکے سوا
اور جو مراد دلی ہو وہ بیان کر اُس عورت نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہی کہ ایک بلندی پر بیٹھی ہوئی قانون بجا رہی ہون
اور تمام خلقت عالم مجھے سجدہ کرتی ہی اس خواب کے دیکھنے سے میں حیران ہوئی کہ میں کجا اور سجدۂ خلائق کجا مجھے
اسکی تعبیر بتا دیجیے کیا ہی جمشید نے دل میں خیال کیا کہ اس خواب کی تعبیر اسطرح سے ٹھہرانا چاہیے کہ یہ نازنین صاحب حسن
و جمال ہی میں اسے اپنی محبوبہ قرار دون اور اسکو سرفراز کرون اس صورت میں اگر مجھے سجدہ کیا گویا اُسے سجدہ کیا یہ دل سے
مشورہ کرکے اُس عورت سے کہا ای نازنین پہلے تو اپنے حسن و جمال اور صورت زیبا کو دکھا پھر میں تعبیر خواب تجھے دونگا
اُس عورت نے کہا صورت دکھانے میں مضائقہ کیا ہی نہنگ مصری آگے آیا اور اُسکے منہ سے برقع ہٹا دیا اور کہا
محفل خداوند میں منہ چھپانا کیا اُسوقت جمشید کے پاس اور کوئی موجود نہ تھا فقط چند ملازم خاص تھے قصہ کوتاہ
نظر جمشید پلید جو نہین اسکی صورت زیبا اور شکل رعنا پر پڑی اُس دختر ماہ پیکر چاردہ سالہ کو دیکھکے فریفتہ ہو گیا قریب
اپنے بلایا اور کہا قسم ہی مجھے اپنی تقدیر کی اور میں سچ کہتا ہون کہ تعبیر تیرے خواب کی یہی ہے کہ تو میرے پہلو میں جلوہ گر
ہوگی اور میری محبوبہ گردانی جائیگی ایسی حالت میں جو کوئی تجھے سجدہ کرے گویا مجھے سجدہ کیا ای صریحہ قانون بجا میں چاہتا
ہون کہ اپنا پہلو تجھ سے گرم کرون ضمار سنکربس منحوس اور بکران شاہ خارجی اور نصرون شاہ ہبجی اور ابو حاکم فردوسی
اور شبوطہ دیلمی اور اقیموس و نجاشی کو بھی طلب کیا ضمارسنکوس نہین آیا اور سب حاضر ہوے اُس ملعی نے کہلا بھیجا
کہ آج میری طبیعت بدمزہ ہی میں نہین آسکتا بعد اسکے وہ عیارہ صریحہ جو عورت کی شکل سے آراستہ ہوا تھا اور صریحہ نام اپنا
رکھا تھا اُسنے قانون لیکے بجانا شروع کیا تمام محفل محو ہوگئی جمشید پلید ہردم بیتاب و بیقرار ہوا جاتا تھا اُسوقت
صحبت میں مہتر نہنگ بھی شریک تھا جمشید نے حکم دیا کہ سامان مینوشی جلد آوے شراب مع اسباب ضروری

مثل کباب و گزک وغیرہ کے حاضر ہوا نہنگ عیار نے بعیاری اُس شراب میں دارو بیہوشی ملا دی اور جام گردش میں آیا وقت شب کا تھا آہستہ آہستہ محفل گرم ہونے لگی جب حاضرین جلسہ مع جمشید پلید مست ہوئے نہنگ نے اشارہ کیا وہ عیار بہ نہایت ظریف و چالاک ساقی بنا اور بہ ہنر و فن عیاران چالاک طبع صرف کرنے لگا جام لبریز شراب بیہوشی آمیز سے ہر ایک اہل محفل کو پلانا شروع کیے تا اینکہ وہ شراب قاتل ہر ایک کے حلق سے اُتری اور معدے تک پہونچکر اثر اپنا ظاہر کرنے لگی ہر ایک بد انجام بیخود ہوکے حرکات بے انتظام عمل میں لانے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ بیہوش ہو گئے جب نہنگ مطمئن ہو گیا دروازے بند کرکے زینہ کو بھی خوب خاطر خواہ بند کر دیا اُسوقت یعقوب حرانی بھی ایک طرف سے پیدا ہوکے شریک کار نہنگ ہوا کیونکہ عرصے سے بہ تبدیل ہیئت وہاں موجود رہتا تھا نہنگ نے اول چاہا کہ جمشید کو بہ شتارہ عیاری میں باندھ کے لیجائے اور قید کرے جبتک کہ صاحب قران اکبر تشریف نہ لائیں یہ مردود بھی قید رہے اسواسطے کہ شمشیر سحر سے اس پلید نے اہل اسلام کو زخمی کیا ہی اور اکثر سلاطین کو قتل کیا ہوا خواہوں کے داغ ہو رہے تھے تسکین ہوگی گو کہ بار کو ہر چند چاہا کہ اُٹھا دے ممکن نہوا دونوں نے مل کے زور کیا لیکن جنبش نہوئی اسوجہ سے کہ وہ کافر سحر کے روغن روز بدن پر ملتا تھا جسم اس پلید کا آہنی ہو رہا تھا نہنگ جب نہایت تنگ ہوا یعقوب حرانی سے کہا ای برادر عالی قدر حالت غفلت میں ہم لوگ صاحب قران اکبر کو اُٹھا لیتے ہیں اور اس ملحد کی سنگینی کہیں زیادہ ہی بڑی حیرت کی بات ہی کہ ایسا اسے کیا ہو گیا ایک نے کہا یہ اثر سحر کا ہی اسلیے کہ اسکے حالات اکثر متغیر ہو گئے ہیں سبب تبدل و تغیر سوا سحر جادو کے معلوم نہیں ہوتا نہنگ نے کہا سچ کہتے ہو یہی وجہ ہے ناچار اس ارادے سے درگذرے داڑھی مونڈی اور منہ کالا کیا پاجامہ اُتارا بیضوں کو تاگے سے باندھا اور سرا اُس تار کا اشبوط دیلم کے بیضوں میں باندھ دیا اور زنگولہ ہاے سحری کو اُسکی کمر میں باندھا سنجاشی اور نصروں وغیرہ کا حال بھی ایسا ہی بدتر کیا کسی کا نصف چہرہ کالا اور نصف لال کسی کا زرد کیا برج جہان نما کے بالاخانہ پر لے گئے اور ہر ایک کو ایک کنگرہ سے خوب باندھا اور داڑھیاں سب کی صاف کیں یعقوب حرانی نے کسوت عیاری سے روغن نکالا اور چہروں پر ملا نہنگ نے کہا ای استاد یہ روغن کیسا ہی یعقوب حرانی نے کہا یہ روغن خارشت پیدا کریگا جب ہوش میں یہ قرمساق آوینگے افراط خارشت سے بیقرار ہو جائینگے نہنگ نے دست استاد پر بوسہ دیا اور کہا حق امر یہ ہی کہ جائے استاد خالی۔ القصہ جب ان کاموں سے فارغ ہوئے ملازم و غلام کی طرف توجہ ہوئی ہر ایک ملازم کو بحال خراب برابر لٹایا اور جمالگوٹے کا پانی ہر ایک کے حلق میں اُتارا کہ حالت بیہوشی میں تمام فرش کو خراب و نجس کریں اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ کے مونچھ میں لٹکا دیا کہ ای جمشید ہمنے سنا تھا کہ ابو حاکم نے نقل زمرد شاہ کی تھی یعنے اس احمق نے اپنی ریش نجس میں موتی لگائے تھے لیکن یہ نہ کہا کہ عیار عمر نامی نے اُسکی داڑھی بطمع مروارید خوب مونڈی اور مروارید لیگیا تو نے بھی اُس مردک کی نقل کی اور داڑھی میں موتی پروئے ہم بھی عمر عیار کی شکل بنکے داڑھی مونڈ لے گئے اسواسطے کہ بادون اسکے نقل پوری نہوگی ناقص رہتی اب وہ نقل پوری ہو گئی

بعد اسکے اسباب طلا و نقرہ چادر عیاری مین باندھا اور کاندھے پر رکھا دروازہ کھول کے نیچے اترے چوکیدارون سے
کہا خداوند نے تمھارے سجدے حکم دیا ہی کہ شراب ہر ایک کو خوب آج پلا دو یہ سنکے سب نے سجدہ کیا ظریف نے ہر ایک
چوکیدار کو ایک ایک جام شراب بیہوشی آمیز نہایت تیز و تند پلایا ایک ہی جام مین ایسے بیہوش ہوے کہ سر و پا کا کسی کو ہوش
نہ رہا دونون عیار نیچے اترے اور صحیح و سالم روانہ ہوگئے لشکر سے ایک فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ قرساق دمشقی طلایہ کو گئے
تھے اور ادھر سے پھرے ہوے آتے تھے انھون نے دیکھا کہ تین شخص پشتارہ کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین بجرد
دیکھنے اس حال کے قرساق بولا تم لوگ کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤگے اور یہ تمھارے کاندھون
پر کیا ہی یعقوب حرامی اور نہنگ نے اپنے پشتارے ظریف کو دیدیے اور کہا تو چل کہ مال تلف نہو اور آپ تیغ کھینچ
کھینچ کے آگے بڑھے اور کہا تمھارے داماد ہین یہ کہکے مانند برق کے اونپر جا پڑے ؎

یکے را بپا و یکے را بہ بر	یکے را بگردن یکے را بسر

طرفۃ العین مین دو سو نفر کو واصل جہنم کردیا قرساق و قرساق دمشقی قریب ان دونون کے پہونچ گئے یعقوب حرامی
نے ایک تیغ قرساق قرم ساق کو مارا اور نہنگ نے قرساق دمشقی کو داخل نار کیا ادھر اور جو باقی پیادے رہے انھون
نے یعقوب حرامی پر ہجوم کیا یہ دونون کب ٹلتے تھے مارتے پیٹتے صاف زندہ و سلامت چلے گئے اسطرح زندہ و سلامت
نکل جانا فقط تاثیر دعاے امیر با توقیر امیر مجاہد الدین نامدار سے تھا کہ وہ امیر نہایت پرہیزگار تھا۔ القصہ راہ صحرائی
سے لوگون کے تعاقب کو کچھ خیال مین نہ لائے آخر ان لوگون نے بھی راہ غلط کی اور کوچۂ احمد مین پہونچ گئے پھر کیا تھا
یہ تینون عیار طرار لشکر اسلام مین داخل ہوگئے امیر محمد اور امیر مجاہد الدین نامور کی خدمت مین حاضر ہوے اور جو عیاری کی
کی تھی مفصل بیان کی امیر با توقیر اور سب جوانان اہل اسلام نہایت خوش ہوے اور آفرین و تحسین سبھون نے کی
لیکن امیر مجاہد الدین نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ جمشید مردود اس ذلت و خواری پر بھی اپنی وضع سے دست بردار
نہوگا کہ نہایت بیحیا اور حرامزادہ ہے۔

اب دو کلمے حال جمشید پلید کے گوش گذار ہوتے ہین

کہ جب صبح ہوئی اور مردان لشکر برج جہان نما کے نیچے آئے یہ تماشا نیا دیکھا کہ وہ صور نہایت عجیب و اشکال غریب
سنگ گرون پر دیکھین ہے [illegible] اور نہایت حیران ہوے بعضون نے کہا یہ کیسی تقدیر خداوند نے مقدر فرمائی و
نئی قسم کی صورتین خداوند نے پیدا کی ہین طرفہ تحفل رو رسیا ہونگی برج پر معلوم ہوتی ہی کسی نے کہا شاید نگہبانان قدرت
ہون کہ بحفاظت خداوند کے لیے آئے ہون غرض ہر شخص اپنے اپنے خیال ظاہر کرتا تھا لیکن ان لوگون کے چہرون پر ایسا
روغن عیاری ملا ہوا تھا کہ کسی کی شکل کوئی پہچان نہ سکتا تھا جب ان ملاعین کی بیہوشی برطرف ہوئی اور رفاقت سے

زور کیا بے اختیار ہاتھ اٹھا لیے اور جوتیوں کے تلے جو ہاتھ میں عیاروں نے باندھ دیے تھے وہ منھ پر پڑنے لگے جس جس جگہ کھجلی ہوئی وہیں جوتا پڑا ایسی پاپوشکاری ہوئی کہ جسکا حساب نہیں عجیب لطف تھا بیچ میں اشبوط دیلم بیٹھا تھا اور منھ پر جوتیاں لگا رہا تھا اب جمشید پلید ہوش میں آیا کہ اسکی بیہوشی سب سے زیادہ تھی اُسنے بھی اپنے منھ پر جوتیاں مارین عیاروں نے شمعیں بجھا دیں تھیں اور سجیل اُس کیدی کا منھ کالا کیا گیا تھا سو جسسے وہ داغ شقاوت عیاران اہل اسلام پر ظاہر نہیں ہوا ورنہ نظر آیا ورنہ بڑی قباحت لازم آتی یہ تاثیر دعا سے امیر مجاہد الدین کا سبب تھا مردمان معتقدان جمشید پریشان ہوے اور ہنستے تھے اور یہ ناپاک اپنے حال میں سرگردان جوتیاں مارتا ہوا اٹھا ادھر غلام وغیرہ بھی ہوش میں آئے اُنھوں نے بھی اپنا عجیب حال دیکھا اور لطف یہ تھا کہ جو کوئی نیچے اُترتا تھا جمشید پلید کو برج کے اندر اور اشبوط وغیرہ کو باہر کنگوروں پر دیکھتا تھا متحیر خاموش ہو جاتا تھا آخر ضار منکوس کو یہ خبر پہونچی وہ بتعجیلت تمام پہونچا یہاں آکر یہ حال عجیب دیکھا حیران رہگیا جمشید کی مونچھ سے وہ رقعہ کھولا اور پڑھا جمشید ملعون کو سنایا جمشید یہ سنکے ہنسا بولا زہر دشاہ بڑا بادشاہ تھا کہ اُسنے دعوے سے خدائی کیا تھا خوب ہوا بہت چیزوں میں مجھے اُسکی پیروی حاصل ہوئی اور یہ بھی تقدیر خداوند تھی جو خداوند طبیعت مجرد نے ظاہر کی اور میری خداوندی کو اس دلیل سے خوب ثابت کیا کا فران کنگرہ سوار کو بھی اُتارا اور علت فارشت پوچھی پھر اُس روغن کو دھویا دو تین روز میں وہ کھجلی برطرف ہوئی وہ سب ایک ہفتہ تک بحال رہے لیکن اس عرصہ میں جمشید نے ہرچند چاہا کہ خنار جادو سے ملاقات ہو وہ نابکار بخوف جان ایسا پوشیدہ ہوا کہ ضار منکوس تک کو اُسکا مقام پتہ نہ ملا لیکن جمشید نے اُسی غصہ میں طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر اسلام میں صدائے طبل جنگ پہونچی امیر مجاہد الدین نے فرمایا ہماری طرف بھی کوس حربی بجے انشاء اللہ تعالیٰ فتح پائینگے

اب راوی اُس جمشید ملعون کو ذلت وخواری میں آمادہ جنگ وجدل رکھتا ہی اور کچھ احوال فرخ اشتمال فلک قدر یعنی صاحب قران اکبر معز الدین نامور کا معرض بیان میں لاتا ہے

راویان اخبار وناقلان آثار اسطرح قلم فرسا ہوتے ہیں کہ شہریار کامگار صاحب قران اکبر روزگار گل گلستان سیادت میوۂ باغ نبوت سلطان واجب التعظیم معز الدین ابو تمیم کا قصد نکاح صغرا ملکہ صبیح روشن گہر اور ملکہ صبیح دلکشا سے ہی اور ملکہ صبیح دلکشا اور ملکہ ماہ سیما کے باہم ہرچند کہ تکدر خاطر وغبار ملال راہ پائے ہوے تھا لیکن شراب حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم عبقرطوس کے پینے سے وہ ملال دفع ہوا اور باہم ارتباط اخلاق اسقدر ہوا کہ جسکی حد ونہایت نہیں اور علاوہ برینا زاہدہ خاتون نے بھی آپس میں ملکہ صبیح دلکشا اور ماہ سیما اور صبیح روشن گہر کے معانقہ کرا دیا تھا اور حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم نقشبیان قصر النیرین میں سامان عروسی صاحب قران اکبر کے دو ان جشن میں مشغول ہیں اور

اس مکان رفیع الشان کو مانند باغ زاہدہ خاتون کے جشن کتخدائی صاحب قران اعظم مین آراستہ کیا تھا اور نہایت زیب و زینت
دے رہے ہین پہلے تسطیر ہو چکا ہی کہ جو باغ قصر البحرین دروازہ دوم طلسم اجرام و اجسام ہی اور ہنوز نظر سے اہالیان طلسم کی
مخفی ہی حکیم قسطاس الحکمت نے اسکو کھول دیا صاحب قران اکبر نامور اسی دروازے سے عجائبات طلسم ارسطو مین داخل ہونگے
ملکہ نوبہار اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان کو لاوینگے اور ملکہ شمسہ تاجدار کو جبل اعلے سے لیجاوینگے اسی واسطے سب مقام آراستہ
ہو رہے ہین اور امیر مجاہد الدین وغیرہ اپنی اپنی محبوبان پریزاد کو بھی لیجاوینگے لیکن صاحب قران اکبر کا عقد صغرا کہ ہر دو صبح سے مقرر
ہوا ہی اس طلسم مین جو مفتوح ہو چکا ہی قرار پایا ہی مقام شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک کہ بیس فرسخ کی مسافت ہی دورویہ
آئینہ بندی ہوئی ہی اور قندیلین طلائی و نقرئی مرصع کار ہر رنگ کی آویزان ہین اور ملکہ صبح روشنگہر اور ملکہ صبح دلکشا دونون
قصر یاقوت نگار مین رہین اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان و خلدانہ اور سروسہی اور حلقۂ مشکین غال صاحب قران اکبر کے سامان
عروسی مین بصد آرزو مصروف ہوئین ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقۂ روشن بیان اور ملکہ شمسہ تاجدار اگرچہ ایک بار
اپنے مقام مین گئی تھین پھر تاریخ مقررہ مین موافق وعدہ کے حاضر ہوئین ملاحت پری بنت علیدون عابد نوبہار گلشن افروز
کی طرف اور گوہر بزم افروز جانب شمسہ تاجدار تھی یہ دونون کنیزون کی طرح مطیع حکم تھین القصہ جب کل سامان
مرتب ہو چکا صاحب قران اکبر فلک قدر شہر عسکریہ سے سوار ہوے اور مع ملک اذفرشاہ قلعہ یاقوت نگار مین
تشریف فرما ہوے اسواسطے کہ والد مکرم ملکہ صبح روشنگہر کے اور سرخ پوش والد ملکہ صبح دلکشا کے بھی مع افواج
پریزادان حاضر تھے اور ابو المحسن جوہر صاحب قران اکبر کے ساتھ حاضر تھے صاحب قران اکبر نے بیس فرسخ
زمین کی مسافت کو دو روز مین طی کیا تھا اس طریق سے کہ شب کو سوار ہوتے تھے اور دن کو آرام فرماتے تھے اور شکار
بھی کھیلتے تھے سب سرداران بنی الجان ہمراہ رکاب فیض انتساب شاہزادہ تھے غرضکہ آتشبازی کی سیر کرتے ہوے
بساعت سعید داخل قلعۂ یاقوت نگار ہوے سلطان سرخ پوش ملک اذفرشاہ سعادت قدمبوسی سے مشرف ہو
تیسرے روز حکیم قسطاس الحکمت اور حکیم ابو المحاسن اور حکیم خشخشیجان اور حکیم عقرطوس جنی بھی پہونچے قلعۂ
یاقوت نگار کو آئینہ بندی و چراغان وغیرہ سے ایسا آراستہ کیا تھا کہ فلک پیر نے بھی باین گردش لیل و نہار نہ دیکھا ہوگا
اور واقعی ایسی آرایش و زینت تھی کہ بایدو شاید خیمہ شاہی سے ایوان قصر خاص تک فرش اطلس چین و دیبا کا بچھا ہوا
تھا اور صبح دل کشا کے لیے علیحدہ ایک مکان عالی شان آراستہ کیا تھا ملکہ نوبہار گلشن افروز مع متعلقین وہان
موجود تھین چنانچہ اسی طور سے چند روز گذرے یہان تک کہ روز عقد آیا اول ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ نازنینان بنی آدم
سوار ہو کے مکان ملکہ صبح دل کشا مین گئین اور آپس مین نہایت محبت و اتحاد سے پیش آئین اور خوب خرم و دلشاد
ہوئین پھر صاحبقران اکبر رونگار سوار ہوے اور سلاطین جن و انس بہ تجمل شاہنشاہی دکر و فر نامتناہی چلے قطعہ

سلاطین جن و پری آدمی	بصد انبساط و بصد خرمی	ہمہ در رکاب شہ مہ لقا	

ہمہ

رسیدند در خانۂ دل کشا — یکی بزم چون خلد آراستند — می و عود رامشگران خواستند
بدامان آن محضر اوج وقار — نمودند دامان صبح استوار — بایوان صبح دوم بردراه
بجوش خرمی چہرۂ ہمچو ماہ — کہ او را لقب بود روشن گہر — عروس بعد زینت و کروفر
بان شاہ ہم عقد را خواستند — لبیقہاے گوہر برافشاندند

الغرض پہلے صبح دل کشا کا عقد پڑھا گیا پھر اُسے ساتھ لیے باغ صبح روشن گہر مین گئے او شمس نازنین کا عقد نہایت انتظام سے ہوا لیکن مقدمۂ زفاف مین ہرچند ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار گلشن افروز نے صرحیا کہا لیکن حسب ایما صاحبقران اکبر نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ حرکت بعد عقد کہ لے عمل مین آئیگی قصہ کوتاہ دوسری نازنینون کے ساتھ گرم صحبت رہکے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت فرمایا کہ اے اُستاد عالی نژاد اب کیا حکم ہوتا ہو لشکر کی طرف سے خاطر پریشان ہو جب جمشید بساد دشمن سر پر موجود ہو پھر کسطرح اطمینان خاطر ہو اگرچہ میرے یہان بھی دلاوران تہور شعار و صف شکن موجود ہین لیکن احتیاطاً خاطر خواہ یہی چاہتا ہون کہ جلد رزم و بزم کا مقدمہ فیصل کر دون اور سعادت قدمبوسی والدین جلد حاصل کرون اب دل مشتاق دیدار والدین کی تاب نہین رہی حکیم صاحب نے فرمایا مبارک ہو اب اس طلسم مین کچھ کام باقی نہین رہا ہو اگر ہے تو بہت سہل ہو لوح بیضا سے دریافت کرنا چاہیے صاحبقران اکبر بموجب ارشاد حکیم صاحب والا تبار مطالعۂ لوح مین مصروف ہوے لوح سے یہ مضمون ظاہر ہوا کہ اے سعید عالی تبار و اے شاہزادۂ کامگار اے زوج ملکہ شمسہ تاجدار الحمد للہ کہ کام حسب دلخواہ دوستان سرانجام پذیر ہوا چارون مرحلۂ طلسم بیضا تمام و کمال شکست ہو چتر یاقوت خزائن بیشمار اشجار جواہر چہل چراغ سلیمانی شجرۃ الذہب طلسم حیرت کدۂ آصفی مع دختر فرمان فرماے عصر سب مال تمھارا اور عروس کا جہیز ہو جب عقد دختر بلند اختر ملک ادفرشاہ سے فراغت ہو جاے حصار بھی برطرف کروا اور بعافیت تمام باہر تشریف لیجاؤ دشمنان دین جو اس زمانے مین زیر جبل اسلئے جمع ہین اور تمھارے لشکر ظفر پیکر پر ظلم و تعدی کرتے ہین انکا استیصال ضرور ہو بلکہ واجب ہو پھر سامان جشن محبوبۂ اصلی مین مشغول ہونا شکر پروردگار عالم بجالاؤ لیکن شکست حصار کا طریقہ یہ ہو کہ باہمین قلعۂ یاقوت نگار اور قلعۂ عسکریہ دست راست لشکر کا جانا تا اینکہ احاطہ مختصر ملیگا اور اُس چہار دیواری مین چار دروازے دکھائی دینگے ہر دروازے پر ایک عفریت با ہیبت بیٹھا ہوگا تمکو چاہیے کہ زاغ مہرے سے کام لو کہ یہ اُسکا عمل آخری ہو پھر اُسکا باطل ہونا کچھ مشکل نہین ہو یہی ترکیب کافی ہو جب وہ طلسم باطل ہو جائیگا پھر جس دروازے سے جی چاہے داخل ہو جانا قدرت قادر حقیقی دیکھنا بعدہ باہر آنا اور دروازۂ مشرقی سے شروع کرنا اُسکے بعد اُسکے عفریت موکل کو بزور بازوے صاحبقرانی مغلوب کرنا جب وہ عفریت آگاہ ہوگا کہ تم صاحب لوح ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ہو تب وہ تم سے اپنا اظہار اسلام کریگا اور اسکو مسلمان ہونا چاہیگا تم قبول نہ کرنا کہ وہ مردک فریبی و دروغ گو ہو اُسکو زندہ نہ چھوڑنا مار ہی ڈالنا پھر دروازۂ شمالی کی طرف تشریف لیجانا

موکل عفریت بشان وشوکت سامنے آئیگا اور طرح طرح سے خائف کریگا ہرگز اسکی باتون پر التفات نکرنا اور طالب جنگ ہونا
اور جسقدر وہ نابکار حربے کرے تم اُن حربون کو بدستی حواس رد کرنا آخرالامر نوبت کشتی کی آئیگی تم بھی کشتی مین آمادہ ہو جانا
اور اُس گبر مغرور کو بقوت تمام اس زور سے زمین پر گرانا کہ چارون شانے چت ہو جائے پھر اسکے سینہ پر کینہ پر سوار ہو کر بلا
کرنا اور اگر وہ اسلام قبول کرے اور مطیع ہو تو امان دینا اور طرف دروازہ غربی کے جانا عفریت موکل دروازہ کو خوب زور
سے الکارنا تمھاری صدائے مہیب سُنکے آئیگا بعد مغلوب ہونے کے تمھارا مطیع ہو جائیگا پھر باب الجنوب کی طرف تشریف
لیجانا اس عفریت موکل دروازہ جنوب کو بھی قتل کرنا کہ قتل آخر اسی گبر سے مراد ہے پھر حصار طلسم بھی برطرف ہو جائیگا جبل اعلےٰ اور
قصر یاقوت نگار ایک ہو جائینگے مگر طلسم جبل اعلےٰ اور قصر اخضر بعد عروسی ملکہ شمسہ تاجدار برطرف ہو جائیگا صاحبقران اکبر
نے لوح کو ملاحظہ فرماکر بوسہ دیا اور بغل مین رکھ لیا اور اس عبارت لوح کو مفصل جناب حکیم صاحب سے بیان کیا حکیم صاحب
نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجائیے اور حسب الارشاد لوح عمل مین لائیے صاحبقران اکبر حکیم صاحب سے اجازت
پاکے روانہ ہوئے وقت ظہر وہ احاطہ دکھائی دیا زاغ مہرہ پاسے جیب مین باندھا غائب ہوئے اور باب المشرق پر پہونچے
وہان طرفہ موکل دکھائی دیا کہ سر تو سانپ کا اور جسم آدمی کا نہایت غیظ وغضب آلود گرز ہاتھون مین لیے کرسی آہنی پر
بیٹھا ہے اور دستہائے جماہیان لے رہا ہے جب منھ مثل درہ کوہ کے کھولتا ہے دہن ناپاک سے شعلہائے آتش نکالتا ہے
اُس شہریار نامدار نے اس شکل مہیب کو دیکھ کے کہا کہ اس ہیئت کا دیو کم دیکھنے مین آیا تھا پناہ بخدا اور آگے بڑھے
باب الشمال پر پہونچے وہان دیکھا کہ ایک عفریت کہ چہرہ اُسکا آدمی کا اور جسم سارا شیر کا کرسی آہنی پر بیٹھا ہے اور آگے بڑھے
باب الغرب مین تشریف لے گئے وہان ایک شخص ملاحظہ مین آیا کہ سر شیر کا اور دہن آدمی کا تھا - آگے بڑھے باب الجنوب
پر پہونچے وہان ایک اور بلائے روزگار دیکھی کہ جسم سانپ کی صورت اور چہرہ سور کا لیکن انتہا کی ہیبت اُس موکل
کی صورت سے پیدا تھی قصہ کوتاہ وہ شہریار عالی وقار بعد اس سیر و تماشے کے کہ عجیب وغریب تھا اندر داخل ہونے کا
قصد کرنے لگا اور باب الشمال سے داخل حصار ہوا وہان ایک دریاچہ دیکھا کہ تمام حصار اُس سے بھرا ہوا ہے اور کوئی
چیز اُس مین نظر نہین آتی صاحبقران اکبر نے بجائے خود خیال کیا کہ اگر ایسا ہی تماشائے قدرت مشاہدہ کرتا ہے
تو کوئی بحر النجور کیون نہ دیکھین بیفائدہ حیران و پریشان کیون پھرین ناگاہ تہ آب مین جو نظر کی فی الواقع طرفہ تماشا
نظر آیا کہ کبھی نہ دیکھا تھا نہایت حیرت ہوئی اور تو وہ مقام جہان تیر یاقوت نصب تھا وہان ایک خندق دیکھی اور
کنارے اُسکے اپنے کو استادہ دیکھا پھر چشمہ مائیل دکھائی دیا پھر دیکھا مائیل سے لڑ رہا ہوں اور سنگین بھی وہان
موجود ہے اور کوہ زاغان نظر آتا ہے غرق بحر حیرت ہوئے پھر جا بجا طلسمات طلسم باطل ہو رہے تھے شبیہ جنگ جادوان
افواج لاقوت شاہ پدر رخش وشہزادہ معونہ ناشبیہ زنگ افروز کو بھی دیکھا کہانتک بیان کیا جائے قصہ کوتاہ ابتدا سے
انتہا تک جو دیکھا تھا اور کام کیے تھے یاد یودون کو مارا تھا اور فریب مین گرفتار ہوئے تھے حمام زنان اور قلعہ یاقوت نگار

گنبد ہیکل حکیم طیفوس مراحل ثلثہ باقیہ سب پھر دوبارہ پانی مین دیکھے شام تک یہ تماشا دیکھا کیے دل مین بہت تعجب
فرمایا اور علم و ہنر اور راے حکماے متقدمین پر آفرین و تحسین کی الغرض مغرب کے وقت تک یہ تماشاے
عجائبات ملاحظہ فرما کر وہان سے برآمد ہوے دل مین خیال فرمایا کہ رات ہو گئی ہے اس شب تاریک مین ان عفریتون سے
جنگ و جدال کرنا نہایت بے لطفی کی بات ہے کل صبح کو انشاء اللہ تعالے جنگ و جدل کر لینگے اور بعد اسکے لشکر
ظفر پیکر مین بھی جانا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ توقف کیجیے غرض سامنے ایک کوہ بلند تھا اس کوہ کی طرف روانہ ہوے
اور دل مین کہتے تھے کہ اس کوہ پر جہان کہین درخت میوہ دار ہوگا اور چشمہ آب شیرین بھی ملیگا وہین تمام رات بسر
کرونگا غرض بالاے کوہ گئے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے اُس پہاڑ پر تاریکی بہت نہ تھی درخت میوہ دار اور
آب خوشگوار کی تلاش تھی ناگاہ ایک مقام ملا کہ وہان حجرہ سنگین بنا ہوا تھا اُسکے آگے ایک چبوترہ نہایت
خوش قطع اور مصفا تھا اُس چبوترہ پر فرش نہایت پاکیزہ بچھا ہوا تھا اور دو فانوس اُنمین دو شمعین کافوری روشن
تھین اور شمعدان اُنکے طلائی تھے اور ایک مسند مغرق بجواہر آراستہ تھی اور دیکھا کہ ایک جوان کہ سن اُسکا بیس
برس کا ہوگا وہ مسند سے علٰحدہ بیٹھا ہے ہر ساعت کھڑا ہوتا ہے اور مسند کو سلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے
صاحب قران اکبر روزگار اے شاہزادۂ عالی وقار کیا ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ تو بدولت اقبال اس مسند
کو قدم فیض توام سے زیب و زینت بخشے اور مجھ بیچارے مراد مند کو منزل مقصود تک پہونچا دے حضور ہی کا
کے قدم شریف کا امیدوار بیٹھا ہون جسقدر جلد رونق افزا ہوگا عین لطف و کرم ہے یہ کہتا تھا اور زار زار
مثل مانند ابر نوبہار روتا تھا صاحب قران اکبر نظر سے غائب تھے اس تماشاے حیرت فزا کو ملاحظہ فرما کر
حیران ہوے دل مین کہا اے معز الدین طلسم مفتوح ہو گیا مگر عجائبات حیرت افزا ابھی تک باقی ہین اس
بیچارے سے حال دل پوچھنا چاہیے کہ اسکے چہرے اور بشرے سے آثار شرافت ظاہر ہین اور کچھ بوے محبت بھی آتی ہے
غالب ہے یہ جوان کسی پری کا عاشق زار ہے اور اُسی کی الفت و محبت سے سرشار ہے القصہ مہرے کو پاے راست مین
باندھ لیا اور ظاہر ہوے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیکُم اے جوان ذیشان وہ جوان بمجرد سننے اس آواز کے بے اختیار فوراً
اُچھل پڑا اور عرض کیا وَعَلَیکُمُ السَّلَام اے شاہزادۂ عالی جاہ والا بارگاہ اور فوراً قدمون پر سر رکھ دیا اور بوسے دینے لگا
اور آنکھون کو پاے مبارک پر ملنے لگا اور پھر اُٹھا گرد پھرا اور کبھی خوشی سے ناچتا تھا اور اپنے بخت کی رسائی اور بلندی طالع
سے خوش ہوکر تعریفین کرتا تھا صاحب قران اکبر عالی شان نے فرمایا بس اے جوان ان حرکتون کو موقوف کر اور اپنا حال
ہمسے بیان کر کہ تو کیون اسقدر رویا اور پھر باعث شادی کا تیری کیا ہوا۔ اُس جوان نے صاحب قران اکبر کے ہاتھون کو
آنکھون سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہا حضور اس مسند پر رونق افروز ہون تو مین حال زار اپنا عرض کرون الغرض صاحب قران
اکبر نامدار مسند پر رونق افروز ہوے اور فرمایا ہان بیان کر اُس جوان نے عرض کی اے شہریار گردون وقار ایک مدت سے حضور آمد آمد

فرمالین اور خستگی راہ دفع ہولے تو پھر حال عرض کرون گا وہان سے اُٹھا اور ایک حجرے مین گیا اور شربت نہایت سرد و لطیف ایک ظرف جواہر نگار مین لایا اور صاحب قران اکبر کو وہ شربت پلایا بعد اسکے قہوہ تیار کرنے لگا حال اس جوان کا یہ تھا کہ بار بار گرد پھرتا تھا اور خوشی کے مارے تالیان بجاتا تھا صاحب قران اکبر اُسکی حرکات سے حیران تھے دل مین کہتے تھے یہ کون شخص ہی پھر یہ جوان گیا مرغ ذبح کیا چاول نہایت تحفہ لایا اور مصالحہ حجرے سے لایا تین چار چاندی کی انگیٹھیان اور دیگچیان لایا نہایت سلیقہ سے پلاؤ پکایا قہوہ جب تیار ہو چکا صاحب قران اکبر کو پلایا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای جوان قہوہ اور شربت پیا اور پلاؤ بھی تیار ہے اب تو خاطر جمعی سے بیٹھ حال اپنا بیان کر اور مفصل ہمسے کہہ کہ تو کون ہی کہان کا رہنے والا ہی اور نام تیرا کیا ہی اور اس طلسم مین کیونکر گرفتار ہوا یہین کی تیری پیدائش ہی مگر ایسا تو ضرور ہی معلوم ہوتا ہے وہ جوان صاحبقران اکبر عالیشان سے یہ سنکے کہنے لگا بہت خوب اور پھر حجرے مین گیا اور رکابی لوز بادام کی لایا کہ نہایت عمدہ طور سے تیار کی ہوئی تھی صاحب قران اکبر کے آگے رکھدی اور عرض کی ای شہریار جبتک پلاؤ تیار ہو تھوڑا تھوڑا اس لوز سے تناول فرماوین صاحب قران اکبر نے ایک لوز بادام اُٹھائی اور نوش فرمائی۔ فرمایا نے اب حال اپنا بیان کر لیکن اب صاحبقران اکبر کے

صاحب قران اکبر فلک قدر کی بہزاد سے ملاقات کرنا اور بہزاد کا بجوش آمد پیش آنا اور جو کچھ ما حضر تھا پیشکش کرنا اور صاحب قران کا نوش فرمانا اور حال پوچھنا



دلمین کچھ شک واقع ہوا لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ مبادا کوئی اس مٹھائی مین یا کھانے مین فریب ہو لوح صاف معلوم ہوئی سمجھے تحریر میں

ہی بوسے صدق بھی اُسکے کلام سے پائی گئی پھر اُس جوان نے آداب عرض کیا اور سامنے صاحب قران اکبر فلک قدر کے آکر مودب بیٹھا اور احوال اپنا عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ عالم پناہ یہ غلام اصل مین وزیرزادہ ملک متین آہن پوش کا ہی اور نام اس بندہ کا بہزاد نوجوان ہی اور نام میرے باپ کا خواجہ خسرو ملک ہی اس سے پہلے جناب عالی اس طلسم مین تشریف فرما ہون لاقوت شاہ جنی اگرچہ کافر اور جن ہی اور ملک متین آہن پوش خدا پرست اور بنی آدم ہی لیکن بسبب مشارکت حکومت و سلطنت مراحل طلسم کے باہم بظاہر اتحاد و یکجہتی چار ملک رکھتے تھے لاقوت شاہ جنی نے اپنے وزیر فرتوت کو بھیجا اور پیغام محبت آمیز دیا ملک متین نے اُسکا جواب قلمی کیا اور میرے باپ خسرو ملک کے ہاتھ بھیجا غلام سیر شہر عسکریہ کے ارادے سے اپنے والد کے ساتھ گیا میرا باپ ایک مہینے لاقوت شاہ جنی کا مہمان رہا مین بھی وہان رہا بنی آدم اور بنی الجان دونون باہم مخلوط تھے مین شکار کا نہایت شوق رکھتا تھا ایک روز اپنے باپ سے اور لاقوت جنی سے اجازت لیکر شکار کو گیا وقت مراجعت ایک باغ مین گیا وہان آرام کیا میرے ساتھ دو غلام اور ایک گھوڑا تھا ایک غلام گھوڑا لیے باہر کھڑا رہا اور دوسرا غلام بھی بضرورت چند در چند دروازے سے باہر نکل گیا اُس روز اتفاقاً زادان ساحر شاگرد فرتوت وزیر کی دختر سیر کو آئی تھی باغ کو خالی سمجھ کے اندر باغ کے چلی آئی کنیزین بھی ساتھ تھین وہ سیر کرتی ہوئی جہان مین سوتا تھا وہان پہونچی میری آنکھ اُسکی آواز سے کھلی اور اُسکے جمال جہان آرا پر نظر پڑی بے اختیار دل اُسکے دام زلف مین اسیر ہوگیا اگرچہ اول اُسکو تپش زیادہ ہوا لیکن بمقتضا - مصرعہ

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر

اُسکا دل بھی مائل ہوا اُس نے میرا حال پوچھا مین نے اپنا اظہار حال عشق کیا اور اپنی خواہش دل سے بھی آگاہ کیا پھر وہ نازنین میرے ساتھ نہایت دلجوئی اور گرمجوشی سے پیش آئی اور بعد زوال آفتاب باغ سے اپنے گھر گئی لیکن مجھ سے وعدہ کر گئی کہ فلان روز مین آؤنگی اور رات کو اسی باغ مین رہونگی اگر تجھ سے ہوسکے تو تو بھی آنا مین نے قبول کیا روز موعود باپ سے شب باشی کی اجازت لے کے ایک اور باغ مین جو کہ اس باغ سے قریب تھا گیا اور اپنے ساتھیوں اور دو ملازمون کو بحیلہ و بہانہ اُس باغ مین چھوڑ دیا اور مین مقام موعود مین گیا اُس نازنین کا گلچہرہ پری نام تھا وہ میرا انتظار کر رہی تھی جب مین وہان پہونچا بعد اقوال و افعال راز و نیاز کے ہم دونون باہم بیٹھے شراب نوشی ہوئی رات بھر خوب بوس و کنار کی صحبت گرم رہی صبح کے وقت اُس نازنین سے رخصت ہوکے مین اپنے گھر آیا اور وہ بھی اپنے گھر گئی قصہ کوتاہ جبتک اُس شہر مین رہا ہفتہ مین دو تین راتین ضرور اُس نازنین سے سرگرم صحبت ہوتا تھا یہانتک کہ لاقوت شاہ جنی نے میرے باپ کو رخصت کیا آخر مین بھی ناچار با دیدۂ اشکبار ہمراہ والد ماجد کے روانہ ہوا اُس نازنین کو بھی اپنے فراق مین نالان و گریان چھوڑا ای شہریار فلک اقتدار اب کیا عرض کرون کہ اُسکے فراق مین میرے دل پر کیا صدمہ گذرا غرض مین اپنے ملک مین آیا غلام نے گلچہرہ پری کو مسلمان کیا تھا اس وجہ سے میرا دل اور بھی اُسکی آتش فراق مین [illegible]

چلتا تھا - زادان وزیر بدبخت و بدمذہب سحر خوب جانتا تھا یقین ہوا کہ بسبب اس ملعون کے اسکا دستیاب ہونا زندگی میں بہت محال ہے ناچار صبر کیا - مصرعہ

صبر کب عاشقوں سے ہوتا ہے

طرفہ احوال تھا آخر جب غلبۂ عشق ہوا بحیلۂ شکار جنگل کو نکلگیا ملازمون کو ایک طرف چھوڑا اسپ ... پوشیدہ ایک جانب ایک آہو کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا پھر مرکب کو بھی ایک مقام پر درخت سے باندھ دیا اور خود پیادہ جانب عسکریہ روانہ ہوا اور اسی جا باغ میں ٹھہر کسی تقریب سے دایہ گلچہرہ سے ملاقات ہوئی دایہ سے اپنا حال بیان کیا دایہ راز سے آگاہ تھی اسنے جاکر دختر ماہ پیکر کو خبر کی وہ بھی میرے فراق میں تباہ حال تھی یہ خبر سنتے ہی خوش ہوئی اور اسی باغ میں آکے مجھسے ملاقات کی اور گلے مل کے بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی گلچہرہ بولی ہمنے سنا تھا آدمی زاد بیوفا ہوتے ہیں مگر غلط ہے تجھے طریق وفا میں نہایت ثابت قدم پایا آفرین تیرے خاندان پر کہ جہان تونے ہوش سنبھالا ہے اب میں تیری بندۂ احسان ہوں لیکن وصل حقیقی کی راہ نکلتی معلوم نہیں ہوتی دیکھا چاہیے کہ مآل کار اسکا کیا ہوتا ہے یہ کہا اور میری محبت کے جوش میں خوب روئی - نظم

اسکے رونے نے لگائی جو ادھر منہہ کی جھڑی	بے قراری نے ادھر میری گرائی بجلی	یون تو سو مرتبہ رقت ہوئی اور مینا کی
جو ندامت جو تھی انکی نہ گئی پہر نہ گئی	قتل کرتا ہے وہ گردن کا جھکانا انکا	تیغ ابرو کی طرح سر نہ اٹھا سکا

جب چندان گریہ وزاری سے افاقہ ہوا اسنے کہا افسوس میرے تمہارے مراد وصلت کی صورت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تم بھی جان تم بنی آدم دوسرے میرا باپ ابلیس پرست و ساحر ہے تم خدا پرست ہو نہیں معلوم میرا باپ اس امر کو سنکے کیا کیا برپا کریگا اے شہریار کیا عرض کرون آخر مین نے اسی باغ میں رہنا اختیار کیا لوگوں سے اس امر کو ہمیشہ چھپایا تھا باغبانون وغیرہ کو گلچہرہ نے انعام کثیر دیکر اپنا شریک کیا بدستور ہفتہ میں چار بار ملاقات ہوتی تھی کبھی گلچہرہ شب کو بھی باغ میں رہجاتی تھی آخر کئی مہینے کے بعد یہ راز اسکے پدر لیے آیان سے مخفی نہ رہا ایک کنیز رعنا نام نے کہدیا وہ ملعون سراغ لگا کے آیا ہماری صحبت جو اسنے بچشم خود دیکھی نہایت غضبناک ہوا مجھے اس مقام سے لایا اور ایک حجرے میں قید کرکے سحر بند کردیا اور کہا باپ چونکہ میرا دوست قدیم ہے اسلیے میں تجھے قتل نکرونگا اور تیرے باپ کو تیرے حال کی بھی خبر نہیں بھیجونگا تا حیات قید یہ بدتر از مرگ تیرے واسطے ہے اور لیکن ہر گلچہرہ کو بھی قید کیا یہ بھی مجھسے کہا کہ اس سبب سے اور تجھے قتل نہیں کرتا کہ ناموس گلچہرہ میں تو رخنہ انداز نہیں ہوا ہے لیکن ابھی تک وہ سربمہر ہے اے شہریار نامدار دو شیاطین جو کہ بزور سحر اس ساحر مردود کے تابع تھے مجھپر مقرر کیے کہ ہر روز ایک گردہ نان اور کوزۂ آب وہ دے جایا کرتے تھے دو برس یونہین مجھے قید سحر میں گذر ایک رات اس مصیبت اور صدمۂ مفارقت دلدار سے تنگ آکے حق تعالیٰ سے آرزوے مرگ کی اسی شب کو میری محبوبہ گلچہرہ خواب میں آئی اور کہا اے شہزادہ نوجوان تو غم نکر فرقت ہارا گیا اور تیری نجات اور مجھسے مواصلت کا

زمانہ قریب آیا ہی کہ طلسم کشا بدولت و اقبال داخل طلسم ہوا مرحلہ اول کے طبقہ شکست کرچکا ہی عنقریب خدا پرستون کا دور
ہوا چاہتا ہی اور مین بھی تجھ تک ضرور آیا چاہتی ہون تو خاطر جمع رکھ۔ الغرض چند روز اسی طرح اور گذرے پھر ایک شب
مین جفا سے روزگار سے آہ و بکا کرتی تھا کہ پھر محبوبہ خواب مین آئی اور مجھ سے کہا تو کیون اسقدر بیقرار و بیتاب ہوتا کہ
خوش ہو کہ لا قوت کا غبار اگیا اور عسکرہ مین عملداری اسلام ہوگئی نام بھی اسکا اسلام آباد رکھا گیا ہی مین تیرے انتظار
مین بیٹھی ہون ای شہریار عالی وقار مین ان خوابون سے حیران تھا ایک روز خود بخود بند سحر مجھ سے جدا ہو گئے اور شیاطین
بھی دونون غائب ہوے اسی رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہین ای بہزاد اٹھ اور خوش ہو
کہ طلسم کشا اسی مکان مین تشریف لاتے ہین تو ضیافت کا سامان کر اور اسباب دعوت طلسم کشا مہیا کر لیکن اس امر کو بھی
کسی پر ظاہر نکرنا جب وہ شہریار یہان آئیگا اپنا حال زار اس سے عرض کرنا وہ بھی تجھے تیرے مطلوب سے ملا دیگا اسے
شہریار دولت مدار اسی وجہ سے مین نے اسقدر اسباب جنس و نقد جہان تک ہو سکا مہیا کیا اور انتظار مقدم ہمایون مین
بیٹھا رہا الحمد للہ کہ جو خواب مین نے دیکھے تھے تعبیر ان خوابون کی ظاہر ہوگئی اور مقاصد دلی میرے حاصل ہوگئے حضرت قران
ذیشان نے فرمایا کہ خداوند کریم سب کے مطالب دلی بر لاتا ہی بے شک تیرا مقصود بھی بر آئیگا القصہ اس شب کو وہین خیمہ
بہزاد مین صاحبقران اکبر نے بسر کی اور شکر پروردگار بجا لائے کہ اس محتاجی مین کہ تلاش میوہ صحرائی مین سرگردان تھے
اس و نہاق مطلق نے اپنے فضل و کرم سے ایسے مقام مین پہونچایا کہ جہان مرغ بریان و دیگر نعمت دنیا موجود پائی۔
القصہ خیر الرازقین جب صبح ہوئی صاحبقران اکبر نے بہزاد سے فرمایا اب عفریت کشی کے لیے جاتا ہون تو یہین رہ
بعد فراغ تجھے بھی ساتھ لیجاونگا۔ بہزاد نے کہا بندہ بھی سایہ دار ہمراہ رکاب فیض انتساب ہو صاحبقران اکبر نے فرمایا
مبادا ان عفریتون سے تجھے اذیت پہونچے یہ فرما کے اس کوہ سے نیچے تشریف لائے اور بہزاد بھی عقب مین صاحبقران
کے نیچے پہاڑ کے اترا اور ایک گوشے مین دور جا کے کھڑا ہو رہا صاحبقران اکبر قریب حصار تشریف لے گئے اور نظر سے
غائب ہوے پھر اندر حصار کے تشریف لائے ملاحظہ کیا واقعی جو کل دریاچہ ملاحظہ فرمایا تھا آج نہ پایا چند مقام باقی تھے مثل
عکس پہ ویا قوت نگار گنبد ہیکل حمام زنان قلعہ نصرون کوہ قہقار باغ جو کوہ زاغان پر سب مقام اصلی تھے اور وہ سب
بطور قوت گئے تھے اپنی شبیہ اور شکل کی کام بھی نہ دیکھے مگر گرد قلعہ حصار سر بفلک کشیدہ و مستحکم دیکھا معلوم ہوا کہ حصار طلسم جو
ظاہر مین دکھائی نہین دیتا یہی ہی شاید بعد قتل کرنے عفریتون کے باطل ہو پھر باب شرقی پر آئے اور ظاہر ہوئے عفریت
کی نظر جو جمال انور پر پڑی حیران رہگیا سر وہان مثل سانپ کے رکھتا تھا پہلے غضب و قہر کی نگاہ سے صاحبقران اکبر کو
دیکھا اور دو زبانین منہ سے لپ لپ نکالتا تھا جسطرح سانپ کی زبان کو حرکت ہوتی ہی صاحبقران بھی بغور دیکھا کیے
ایک ساعت اسی طرح نظر بازی مین گذری اسکے بعد عفریت بولا ای آدمی زاد برگشتہ روزگار کیا قیامت تجھ پر نازل ہوئی جو تو یہان
آیا شاید تجھکو طلسم مین کہین جگہ نہین ملی کہ جو تو ایسے مقام مین پہونچ گیا صاحبقران نے فرمایا ای نابکار تو خود سمجھا طلسم

واقعی قیامت آئی ہی اب تمام و کمال شکست کو نصیب ہوگی بمدد الٰہی اُسے بھی مفتوح کرتا ہون کہ راہ جبل اعلےٰ کھل جائے عروسی ملکہ شمسہ تاجدار درپیش ہی عفریت نے کہا کیا تم طلسم کشا ہو اور زوج ملکہ شمسہ تاجدار ماہ لقا ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا بفضل ایزد غفار بیشک ہمین ہین اُس دیو نے کہا اگر تم طلسم کشا ہو تو لوح دکھاؤ صاحب قران نے لوح دکھائی عفریت نے دیکھا قاہ قاہ ہنسا اور کہا اے آدم زاد بالفرض تم سچ کہتے ہو لیکن فتح حصار سے دست بردار ہو اسواسطے کہ جب تک مین زندہ ہون یہ کام تم سے نہو سکیگا دروازے پر ایک دیو زبردست مقرر ہی مجال نہین کہ پرندہ پر مار سکے صاحب قران نے فرمایا پہلے تجھے قتل کرونگا اور جب تو قتل ہوگا بس یہی باعث شکست حصار اور سبب عبور نہر ہوگا۔ راوی کہتا ہی کہ سامنے حصار کے ایک نہر آب رواں تھی لوح نے حکم دیا تھا کہ ان چارون عفریتوں مین جو کوئی مارا جائیگا اسکا خون نہر مین داخل ہوگا اور جو اطاعت کریگا خود عبور کر جائیگا پھر طوفان عظیم آئیگا اور حصار برطرف ہو جائیگا اسوجہ سے صاحب قران اکبر نے فرمایا تھا کہ تیرا قتل موجب فتح حصار ہی وہ دیو بولا مین خوب جانتا ہون کہ لوح نے تم سے کہا ہی لیکن کیا ضرور ہی کہ جو تم میرے اور اُن تینون دیوون کی جنگ مین اپنے جسم نازنین کو زحمت مین ڈالو اس سے بہتر یہ ہی کہ فتح حصار سے ہاتھ اُٹھاؤ اور آمد و رفت جس طرح سے تم چاہو کے ہو سکتی ہے صاحب قران نے فرمایا مین اپنی طلسم کشائی کو ناقص کسواسطے کردون کہ لوح کی اجازت نہین ہی عفریت یہ سن کے نہایت غضبناک ہوگیا ایک گرز اُسکے ہاتھ مین تھا بڑے زور سے سر مبارک صاحب قران اکبر پہ مارا لیکن بفضل و تائید ایزد پاک صاحبقران نے وہ ضرب گرز کی روکی پھر اُس نابکار نے دوسرا حملہ کیا ابکی مرتبہ اُس موید من اللہ نے گرز دیو کے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُس دیو مردود نے پتھر اُٹھالئے اور مارنا شروع کیے اور لکڑیان مارتا تھا غرض جو ہاتھ مین اُسکی دیو اجل رسیدہ کے آگیا وہ اُسنے مارا مگر بفضل خدا سے صاحب قران اکبر نے ایک بھی اُسکی چوٹ نہ کھائی عفریت نے کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تو بیشک طلسم کشا ہی مین اب اطاعت قبول کرتا ہون اور دین اسلام مین داخل ہوتا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا لوح نے مجھے اُسکے خلاف خبر دی ہی دیو ہنسا اور کہا اے آدمی زاد ہزار جان مین عفریت کی ایک موے پشم ابلیس پر قربان ہین لے ایک ضرب اور کرتا ہون ابکی دفعہ بھی صاحب قران اکبر نے اُسکی ضرب روکی اور پھر وہی گرز اُس دیو کے ہاتھ سے چھین کے اُس گیدی کے سر پہ مارا اسکے بدن سے ایک شرارہ نکلا اور جلنے لگا طوفان آیا اور اُسکے برطرف ہونے کے بعد دیکھا کہ خاک کا ایک ڈھیر پڑا ہی اور وہ دروازہ شرقی نامعلوم ہوگیا مگر حصار قائم تھا اور پہلے دروازہ دیوار ہوگئی وہان سے تعجب کرتے ہوے دروازہ شمالی پر پہونچے اُس دیو کا نام ببریت تھا اُسکا سا جسم شیر کا اور صورت آدمی کی تھی جب صاحب قران کو اُس نابکار نے دیکھا بآئین مردانہ سخت کلامی کرنے لگا آخر جنگ کی نوبت آئی بعد رد و بدل لیبارہ

	بگشتی گرفتن نہادند سر		گرفتند ہر یک دوال کمر

صاحب قران اکبر نے دو ساعتون مین اُس دیو کو اُٹھا کر زمین پر مارا اور دعوت اسلام فرمائی بعد اسکے یہان بھی

دروازہ پوشیدہ ہو گیا اور ایک دیوار پیدا ہو گئی صاحب قران اکبر نے اُسکو مسلمان کیا پھر نہر سے عبور کیا کھڑے ہو رہے پانی سے دھوان اُٹھا طوفان برپا ہوا جب ہوا برطرف ہوئی یہان بھی بجاے دروازہ دیوار نظر آئی شہریار کامگار باب المحبوب پر تشریف لائے سو کلان باب المحبوب نے کہ انکا سر دو ریکا اور جسم سانپ کا تھا جونہین صاحب قران اکبر کو دیکھا مودب آداب بجا لایا اور فتح طلسم کی مبارکباد دی اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا صاحب قران اکبر کو باعتبار شریعت اسلام باوجودیکہ لوح نے اُسکے قتل کا حکم دیا تھا تاہم تردد ہوا حیران تھے کہ کیا کرون آخر پھر لوح کو دیکھا لوح سے یہ ہدایت ہوئی کہ اُس موکل عفریت سے کہو کہ اگر تو میری اطاعت کو قبول کرتا ہو اور خدا پر ... ہو تو جا بہر بہشت و شہر نگار کے برابر کھڑا ہو صاحب قران اکبر نے یہی کیا وہ عفریت بدبخت غضبناک ہو گیا اور ربانی طلسم کو گالیان دینے لگا تا وقت عقر خوب لڑا آخر اس شہریار نے شمشیر دیوکش سے اُسے قتل کیا طوفان عظیم اُٹھا اور آوازین ہولناک آئین جب ہوا برطرف ہوئی اور دروازے کا نشان معدوم ہو گیا اور حصار کی علامت پیدا تھی چونکہ زالاب ... مخفی تھا لیکن آج اُس مین کوئی چیز نظر نہ آتی تھی شہر نگار و بہشت بہار بھی بصورت مبدل موجود تھے ابھی تک اسی مین مقیم رہتے القصہ صاحب قران اکبر بہزاد نوجوان اور پسر ... فیروز نگار کے ساتھ روانہ اردو سے ملے ہوئے مانین یاقوت نگار اور عسکریہ لشکر مقیم تھا حکیم عبقر طوس نے اُس شہریار کی تشریف لانے کی سب کو خبر دی سب استقبال کو نکلے اُس ... کو دو ... کو تخت روان پر سوار کیا لشکر مین لائے صاحب قران نے چارون حکماے عالی وقار سے ملاقات کی اور حال اپنا بیان کیا عبقر طوس نے مبارکباد فتح طلسم دی اور دن نے بھی مبارکباد دی صاحب قران اکبر نے بہزاد کا حال بیان کیا اور کہا ہماری اسنے ضیافت کی تھی اس حالت مین کہ ہم مثل دروازہ تھے اور چارہ کار نظر نہ آتا تھا لہذا اسکو اُسکے مطلب پر فائز کرنا بھی ہمارے ذمہ واجب ہے ملک افروز شاہ نے عرض کی اے شہریار کامگار اُسکی محبوبہ گلچہرہ پری بھی حاضر ہے اکثر غلام کے گھر مین آتی ہے مسلمان پاک اعتقاد ہے اور آثار عشق اُسکے بشرے سے ظاہر ہین جب اُس سے پوچھتے ہین کہ تیرا دل کسکے دام زلف مین اسیر ہے کہتی ہے میرا مطلوب خود بخود آپکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب آئیگا جس سے تمام طلسم مین کوئی شخص بہتر و برتر نہین ہے مردمان محل حیران ہوتے تھے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہتی تھی صاحب قران نے فرمایا ضرور اُسنے اپنے مطلوب کی طرح بشارت پائی ہے بس یہ باتین کہتے ہی عنبر نگار اور بہر ... انسان کی شکل بنائے حاضر تھے صاحب قران اکبر نے تجویز حکیم سے انھین عہدہ لیا اور خلعت کیا وہان سے باشان و شوکت پہلے شہر عسکریہ مین آئے سات دن کا جشن فتح برپا کیا اور اُس جشن مین گلچہرہ پری بہت زادان کو طلب فرمایا وہ نازنین ملازمت مین حاضر ہوئی فرمایا حق بجانب بہزاد ہے

شعر

دل باین زلف رسا گر نہ رسد پس چہ کند	بچنین بادولت اگر نہ رسد پس چہ کند

اُس سے پوچھا اے گلچہرہ تو اور رنگ افروز ایک طالع رکھتی ہے سچ کہ وہ باتین جو لوگون سے کہتی تھی کس دلیل سے

بیان کرتی تھی اُس نے عرض کی ای شہریار ایک شخص بصورت بہزاد اکثر میرے خواب مین آتا تھا اور بشارت حصول مقصود دیتا تھا چنانچہ چند روز بیشتر بعد قتل پدر آیا مجھے سمجھایا کہ تیرا باپ کافر تھا اُسکے مرنے سے مغموم ہو اور خاطر جمع رکھہ تیرا مطلوب عنقریب ہمراہ رکاب طلسم کشا پہونچتا ہی اور تیرا مقصد حاصل ہوا چاہتا ہی صاحب قران نے تعجب کیا اور حکیم استاد سے پوچھا کہ جناب عالی خواب بہزاد مین اُسکی مطلوبہ کی صورت سے اور خواب گلچہرہ مین اُسکے محبوب کی شکل سے کون آتا تھا حکیم صاحب نے فرمایا جہان دار جان آفرین اُنکے ہمزادون کو حکم کرتا ہی کہ انکے مطلب کی خبر دین اسکے بعد صاحب قران اکبر نے اپنے جشن مین شہر کو آئین بند کیا کوچہ و بازار مین بڑی دھوم تھی اور بڑی بہار تھی بہزاد کی عروسی گلچہرہ پری سے کی خلعت شہر سے ایک خدمت اُسے بخشی یار دگر مرخص ہو گئی باغ قصر النیرین مین تیاری سامان کے لیے جو کہ تحریر کیا گیا ہے صاحب قران نے بھی اُنسے رخصت ہوکے عزم لشکر فتح پیکر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادون سے بھی رخصت ہوکے عزم لشکر فتح اثر کیا ملکہ نوبہار ملکہ ناطقہ وغیرہ پریزادین بھی رخصت ہوئین سلطان سرخ پوش پدر ملکہ صبح دلکشا حاضر تھا وہ بھی مرخص ہوا صبح روشن گہر قلعہ یاقوت پرشکار کو آئی لشکر اس طلسم مین جو آدم اور جنی حیوان کا جمع ہوا تھا وہ سب حاضر رکاب ظفر انتساب تھا ملک افرشاہ اور ملک بہمن افلاک و ملک زروہنگ وغیرہ بھی لباس بشکل انسان ہوگئے جابجا اسباب آرائش مہیا ہوا علاوہ اسپ کے جسکا نام خنگ جہان پیما تھا اور چتر یاقوت کے سب مال و اسباب باغ قصر النیرین مین بھجوایا کہ ایک دفعہ سب طلب ہوگا صاحب قران اکبر اس شوکت و سطوت سے متوجہ طرف اردو سے معلے ہوے سلطان ابوالحسن جوہر صاحب قران اکبر سے پہلے واسطے خبر لشکر ظفر پیکر کے روانہ ہوا۔

اب راوی صاحب قران گیتی ستان شاہزادہ معزالدین نصرت قرین کو اثنا سے راہ مین رکھکر کچھ حال جمشید پلید کا قلمبند کرتا ہے - نظم

بیا ای سخن گوی چابک سوار | نشاط سخن را یکایک بیار
سخن را ازان نامور خفتگان | فزودی فروغ دم آشفتگان

راوی بیان کرتا ہی کہ جمشید پلید نے اُس ذلت و خفت سے جو عیاران اسلام یعنی یعقوب حرانی اور ہونگ مصری کے ہاتھ سے حاصل ہوئی تھی طبل جنگ کا حکم دیا دوسرے روز صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جمشید خود میدان مین آیا اور بعد رجز خوانی باواز بلند پکارا ای اسپ سوار معزالدین و ای غازیان نصرت قرین تم اپنے اعتقاد مین عیارون کو بھیجکے ہمین ذلت دلواتے ہو یہ خیال خام تمھارا ہی خداوند کو ہرگز ذلت نہین ہوتی بندگان عاصی ہزار گالیان اگر خداوند کو دین تو اُسکی خداوندی مین فرق نہین آتا زمردشاہ باختری جسکا قصہ خاص و عام مین مشہور ہی عمر عیار اُسکی ڈاڑھی ہمیشہ مونڈا کیا مین خوش ہون کہ زمردشاہ کی پیروی مجھے حاصل ہوئی وہ بھی خداوند طبیعت مجردہ کا محبوب تھا اور خداوند

جمیع کائنات سے اُسے بھی مرتبہ خداوندی عنایت ہوا تھا چنانچہ مین نے بھی اُسی کی پیروی کی اور یہ ذلت تمہارے
عیارون کے سبب سے پائی مین ہرگز آزردہ نہین ہوا بلکہ بہت خوش ہون یعقوب آگے بڑھا اور پکارا اے جمشید اگر
خوش ہوا ہے تو ریش علی مین موتی پرو ہم پھر آ کے اُسے لین اِس صورت مین تیرا رتبہ زمرد شاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا
جمشید نے حماقت سے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا لیکن دل مین کلام یعقوب حرامی سے بہت خفیف ہوا اور بولا اے
یعقوب ایک نظر مین تجھکو خاک مین ملا دونگا یعقوب نے کہا میری خاطر جمع ہے تجھ سے ایک پشم بھی کندہ نہوگی
نہنگ مصری عیار نے کہا اے جمشید ایسا نکرنا تیری بہن طرح مشکین خال رانڈ ہو جاویگی جمشید کلام نہنگ سے
اور آزردہ ہوا اور حریف طلب کیا امیر خلیل الدین کہ نہایت شجاع و بہادر اور رفیق قدیم صاحب قران اکبر تھا
اجازت لے کے میدان مین گیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی دونون برابر رہے لیکن تیغ بازی مین امیر زخمی ہوا
اسی طرح امیر وحید الدین بھی بدستور زخمی ہو کے پھرا اور امیر یقین الدین و امیر منیر الدین درجہ شہادت پر فائز ہوے
امیر مجاہد الدین امیر منیر الدین کے واسطے آبدیدہ ہوا القصہ تین دن مین بہتر امیر جلال الدین کے اُمراے باتوقیر
زخمی ہو گئے ہر روز جمشید علم تکبر و تجبر کو بلند کرتا تھا اور بے انتہا لاف زنی کرتا تھا اس کافر اکفر کی شمشیر مسحور سے
جو جوان زخمی ہوتا تھا بسبب سحر و جادو کے تمام حال ہو جاتا تھا اور مرہم بھی زخم پر کارگر نہوتا تھا شدت درد اور
سوزش زخم زیادہ ہوتی جاتی تھی اس سبب سے دلیران تہور شعار کو زخمہاے بدن سے انتہا کی بے قراری تھی مگر
ایک شب جمشید کو کسل مندی ایسے عارض ہوئی کہ انجد پہلوان جہان ولد الزنا نے جام بھرا اور سامنے جمشید کے
لیگیا اور کہا کہ یہ جام مراد ہے جمشید نے کہا مراد تیری کیا ہے انجد حرامزادے نے کہا اب تو خداوند نے اپنی قدرت
سے لشکر اسلام مین طاقت باقی نہین رکھی اب مین امیدوار ہون کہ شکست غلام کے ذمہ کریں بیشک امیر حمزہ دلاور اور
امیر سیف الدین نامدار میرے حریف تھے اور کا تو مین وجود نہین جانتا وہ کچھ بال نہین آپنے کیا ضرور کہ خداوند
بنفس نفیس متوجہ حرب ہو غلام کس لیے ہے جمشید پلید نے جام زہر مار کیا اور انجد کی استدعا کو قبول کیا اور کہا
کہ مین تیری تلوار کو اپنی قدرت سے آب دیتا ہون ضرور جا اور کل سے میدان داری مین کوشش کر مین آج کل سلمند
بھی ہون اس سبب سے نہین جا سکتا دو چار روز مین مین بھی اپنی قدرت اور طبیعت مجردہ کے ملاحظہ سے چیاق
ہو جاؤنگا قصہ کوتاہ دوسرے روز صفوف عساکر طرفین آراستہ ہوئین اور انجد پہلوان جہان نا ہنجار میدان مین آیا
اور حریف کا طالب ہوا۔ غازی خان مغربی دلاور ان روزگار اور رفیق قدیم سلطان اسمعیل نامدار تھا امیر مجاہد الدین
نامدار سے رخصت حرب لیکر معرکہ مین گیا اور انجد سے مقابل ہو کے کہا اے انجد نابکار پہلے غازی تھا اب ناامید
ہو گیا انجد پہلوان اور جمشید پلید نے خان موصوف کو ہدایت بہت گستی کی خان مذکور نے گالیان دین انجد نے ایک
وار نیزہ کا کیا اُس بہادر نے نوک نیزہ پر وار کو انجد کے روکا انجد حرامزادے نے شمشیر سحر اوان سے کلی اور اس

مومن پاک دین کے سر پر لگائی کہ سینے تک اُتر آئی وہ مومن پاک شہید ہوا امیر نے آہ کی تین لفر شکر اور شاہ ملک التوبہ
نکلے سب کو قتل کیا اسی طرح وہ تین میدانون مین تینون لشکر کے نامی گرامی مارے گئے امیر باتوقیر نے اُسنے فرمایا تم ہمارے
یہان پناہ لائے ہو تو مہمان ہو کس واسطے اپنے پہلوانون کو مفت ضایع کرتے ہو وہ بولے ای امیر جب دلاوران اسلام
زخمی ہو چکے تب ہمنے اپنے پہلوان بھیجے چاہیے تھا پہلے ہم اپنے دلاورون کو غازیان اسلام پر تصدق کرتے اب کیونکر
تامل کرین یہ باتین تھین یکایک آمد آمد سلطان ابو الحسن جوہر ہوئی اور یکایک داخل لشکر ہو گیا ایک غلغلہ
عظیم ہوا کہ ابھی تک ہنگامۂ رزم گرم تھا کہ ذرد کھن آذرشاہ کا پہلوان انجد پہلوان سے کشتی کر رہا تھا اور یہ بحث
ہو رہی تھی کہ اُسنے کہا میرے گمان مین تیری تلوار سحر آلود ہے مین تجھ سے کشتی لڑونگا انجد نادر تھا کشتی مین کسی کو
موجود نہ جانتا تھا کہ قوت جہرہ سحر اب تک باقی تھی الغرض دونون اسی بات پر لڑ رہے تھے اس عرصہ مین دوپہر ہو گئی
اور آفتاب وسط آسمان پر آیا کہ سلطان ابو الحسن جوہر پہونچا اور امیر مجاہد الدین دلاور سے ملاقات کی عیارون
کی طرح پیادہ آیا تھا یہ بھی پیادہ پا ہو معانقہ کیا سب دلاوران اسلام گھوڑون سے اُترے رسم سلام بجا لائے اور
قدم بوس ہوئے ابو الحسن جوہر نے سب کو گلے سے لگایا اور نہایت الطاف و عنایات سے پیش آیا امیر کو سوار
ہونے کو کہا امیر نے فرمایا میرا پیادہ رہنا مناسب ہے تم اور سب دلاوران غازی سوار ہون امیر نے فرمایا یہ نہین ہو سکتا
کہ تم پیادہ رہو آخر ایک گھوڑے پر سلطان ابو الحسن سوار ہوئے اور پھر کشتی انجد و آذرون کو ملاحظہ کرنے لگے
آخر انجد بدبخت نے آذرون پہلوان بیچارے کو زمین پر دے مارا اور سینے پر اُسکے بیٹھ گیا اور اُسکے سر کو دھڑ سے
کھینچ لیا جوہر نہایت آزردہ ہوا اور اُسی وقت مراجعت کی اور صاحب قران گردون حشم کی خدمت مین پہونچا۔ وہ
شہریار نامدار بھی اسی طرف تشریف لاتا تھا بلکہ قریب آگیا تھا کہ ابو الحسن نے سلام کیا صاحب قران والاشان نے
بعد سلام فرمایا کیون برادر والا قدر خیر تو ہے کیون تم اسقدر جلدی سے پھر آئے ابو الحسن جوہر نے کہا ای شہریار نامدار کیا
عرض کرون اسوقت مجھے ایسا صدمہ ہوا کہ مجھ سے لشکر مین ٹھہرا نہ گیا چلا آیا بعد اسکے جمشید پلید کا دعوائے الوہیت کرنا
اور دلاوران لشکر اسلام کو زخمی کرنا اور کفار کا اُس لعین سے سازش کرنا مفصل بیان کیا صاحب قران نے فرمایا اللہ اکبر
ہمارے ہونے مین یہان عجیب عجیب واقعے پیش آئے مسلمانون نے کافرون سے اذیتین اٹھائین ہمنے بڑی غفلت
کی عیش و عشرت مین ایسے محو ہوئے کہ کچھ خبر نہ رہی خیر اب اُسکی تلافی ہو جائیگی الحاصل وہان سے روانہ ہوئے اب
اسقدر قریب پہونچے کہ کل لشکر مین داخل ہون گے اس جمشید پلید نے چند خوان زر و جواہر انجد پہلوان ملعون کے
سر پر نثار کیے اور کلغی انجد پہلوان کے سر نحس پر اپنے دست نجس سے لگا دی اور قدرت جمشیدی خطاب دیا انجد نے
عرض کی آج خبر آئی ہے کہ مسلمانون کا بادشاہ کل داخل لشکر ہوگا مین ہمیشہ اُس سے جنگ کرنے کا مشتاق ہون امیدوار
ہون کہ اجازت حرب مجاہد الدین بڑے کو عنایت ہو جمشید نے قبول کیا اور شراب سحر جو کہ خنازجادو نے جمشید پلید کو بھیجے

تیار کی تھی اسلیے تین جام اُس مردود نے زہرمار کیے اور طبل جنگ بجوا دیا اور اُس رات کو گیارہویں برج جہان نما میں گیا
اپنی بارگاہ میں محفل آراستہ کرکے بیٹھا اور صاحب قران کا ذکر کرتا رہا جمشید نے کہا ہم جانتے تھے کہ معزالدین
ایکبار طلسم میں گرفتار ہوگا اسلیے کہ خداوند طبیعت مجردہ نے اُسکی موت میرے ہاتھوں سے مقدر کی تھی پھر طلسم میں
کیونکر مرتا ابو حاکم نے کہا وہ کونسا دن ہوگا کہ معزالدین خداوند کے ہاتھ سے مارا جائیگا میں نے عہد کیا ہے کہ اپنے خویش و
اقربا کے ساتھ سات دفعہ تصدق ہونگا جب خداوند اس کا جشن کریگا میں اسی جشن میں خداوند قدرت کے سامنے
ناچونگا جمشید بولا تو ناچنا جانتا ہے ابو حاکم نے کہا اگر ناچنا نہیں جانتا تو کیا حرج بھی لگانا نہیں جانتا اس بات پہ
جمشید پلید اور اہل محفل خوب ہنسے انجدہ پہلوان بولا اے ابو حاکم کل میں معرکہ آرا ہونگا اور جب تک کہ معزالدین نہیں
آویگا اسوقت تک میں معزالدین کے لشکر کے مسلمان قتل کرونگا اور عجب نہیں کہ معزالدین بھی میرے ہی ضرب شمشیر آبدار سے
مارا جائے اسلیے کہ قدرت جمشیدی مخاطب پاچکا جمشید بولا ہاں ہم مقدر کرچکے ہیں کہ تو قتل کریگا بعد اسکے جو شراب سحر کہ جمشید
پلید خود پیتا تھا اس شراب سے کئی جام انجدہ کو دیے اور روغن ہفت رنگ جو ملتا تھا وہ بھی اُسکے بدن پر ملا اور خوش ہو کر کہا کہ
کل تجھے جنگ کرنا ہوگی اب جلد جا اور ہر نوع خاطر جمع رکھ کہ شراب قدرت پی اور روغن قدرت ملا گیا ہے انجدہ پہلوان وہاں سے اٹھا
اور رخصت ہوا لیکن ایک محرم راز نے تجدید کے خناز جادو کے آنے کی خبر جمشید کو کی یہ گیدی بہت خوش ہوا اور سب سے رخصت
ہوکے خیمہ خلوت میں گیا خناز کو کہ میں منحوس کبھی تھا جمشید ملعون خناز جادو کے پانوں پر گر پڑا اور بدستور اس کا قرکو سجدہ کیا اور
صاحبقران کے آنے کا حال کہا خناز جادو نے پہلے اپنی محفل خوب سٹوائی جب روسیاہی سے فارغ ہوا جادو مردود بولا اے جمشید
اسدن بھی میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے طالع میں چالیس دن کا قران دیکھتا ہوں آج چالیس دن میں سے آٹھ روز بہت
سخت ہیں اس مدت میں میں نے اسقدر محنت کی ہے کہ اور جادوگر آٹھ مہینوں میں نہیں کرسکتے چاروں حکیموں کی راہ آمد بند کردی کوئی
عیار نہیں جاسکتا اور جمشید کو ایک شیشہ دکھایا اور کہا اسمیں میں نے حکیموں کے لیے طلسم سحر بندی کیا ہے چاروں حکیم اب
معزالدین سے غافل رہینگے انکو معزالدین کی طرف سے اندیشہ نہوگا اور زیر کوہ رہنے والوں کو خوف نہوگا کچھ خیال
واندیشہ اُن کے دل میں نگذریگا اور جس قدر دن مجھپر سخت ہیں اُس سے دو روز کم معزالدین پر بھی بھاری ہیں بلکہ مجھ
زیادہ معزالدین کے دن سخت ہیں انھیں ایام میں اگر معزالدین اپنے طالع کی مدد سے بحال ہوگیا تو مشکل سخت درپیش
ہوگی اگر یہ ایام مذکورہ منقضی ہوگئے پھر مجھپر کوئی آفت نہیں آئیگی اور معزالدین بھی کسی طرح جان بر نہوگا کہ اسکے سردار
تیر و شمشیر سحر سے زخمی ہونگے انکی امید نجات نہیں ہے جس صورت میں معزالدین ہلاک ہوگیا پھر انکو بھی ہلاک ہی سمجھو کہ بیچارے
مرجائینگے تو خاطر جمع رکھ اس سے بے دہشت جنگ کیا کر اور وہی ہمود کہ جسے میں نے مسخر کردیا ہے بے شک اسکو ہلاک
کریگا آگے اُس کے نصیب یاور ہو سکے تو کیا کوئی کرسکتا ہے جمشید نے کہا کل سے میرا ارادہ ہے کہ انجدہ پہلوان جہان
کو پہلے میدان رزم میں بھیجوں خناز جادو مردود نے کہا بہتر کیا مضائقہ ہے وہ بھی تیرے بعد صاحب قران ہے جمشید نے کہا

اُسکے طالع معز الدین کے برابر کسطرح سے ہوسکتے ہین خناز جادو نے کہا ہان مجھے تجھ سے کام ہی لیکن انجد بھی شہزودہ کی
اب مین جانتا ہون کہ اپنے کو چھپا دون فقط بضرورت یہان آیا تھا ورنہ میرا دم اُلٹا جاتا ہے موت کا پیغام آتا ہے یہ کہا
اور روانہ ہو گیا جمشید بادہ پرست ہوا ۵

دم صبح کین آتشین آفتاب ❊ برانگیخت آتش زدریاے آب ❊ رسیدہ دو لشکر بمیدان کین ❊ ہم از کافران وہم از اہل دین

جمشید جانتا تھا کہ آج صاحب قران آئینگے بڑے کر و فر سے میدان کا عازم ہوا بزینت تمام وحشمت مالا کلام سوار ہوا اور شبوط دیلمی و ابو حاکم فردوسی بہران خارجی نصرون ربیعی الفیموس فرنگی سنجاشی بے دین مسقطی سب پہلوانان تہمتن جلو مین پیادہ تھے حکم ہوا کہ آج میرے سامنے کھڑے ہون اور جسکے پاؤن تھک جائین وہ سوار ہو کر میرے تخت قدرت کے پیچھے پھرے فوراً تازہ دم ہو جائیگا پھر سامنے آئے اور پیادہ کھڑا رہے میرا مطلب یہ ہے کہ معز الدین کو مین اپنے زور و قدرت کا تماشا دکھاؤن ابو حاکم او سنجاشی نے کہا ہم لوگ شام تک کھڑے رہینگے پیادین مسقطی نے کہا ہم بھی کھڑے رہینگے قصہ کوتاہ معرکۂ جدال و قتال آراستہ ہوا ور انجا پہلوان بدبخت میدان مین آیا اور رجز طولانی لشکر اسلام کو سنا کے حریف طلب کیا امیر مجاہد الدین نامدار نے مجاہد خان نام سردار دلاور کو انجا پہلوان کے مقابلہ کو بھیجا وہ دلاور انجا سے خوب لڑا آخر اُس کافر کے ہاتھ سے شہید ہوا یعنے اُس انجد ملحد نے اس جوان کو نیزہ پر اُٹھالیا اور زمین پر گرا کر چاہتا تھا کہ گھوڑا دوڑا دے یعقوب حرانی نے بچالا کی ایک پتھر فلاخن مین رکھکے اس مردود کے سینۂ نجس پر اس زور سے مارا کہ وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور یعقوب لاش اُس شہید کی میدان سے لیگیا بعد اسکے سالار خان بن سلم میدان مین گیا اور سنجد پہلوان مردود نے بضرب تیغ بیدریغ اُس جوان کو بھی شہید کیا بعد اسکے سردار خان جوان دلاور دوران رزمگاہ مین گیا وہ گرز سے شہید ہوا اب اہل اسلام ایسے خائف ہوئے کہ نوبت مناجات کی پہونچی امیر مجاہد الدین نامدار با وجود خوشی تشریف آوری صاحب قران گردون حشم چشم پر آب ہوئے اور سکوت مین بیٹھے تھے اس عرصہ مین گوشۂ بیابان سے تتق گرد نمایان ہوا اور اسا سہ صاحب قرانی نظر آئے شعر

بصد شوکت و قدر صاحبقران ❊ سوارہ درآمد بہ تخت روان

لیکن امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین اور امیر عظفر اور امیر دلیر اور امیر حامد سید حمید یہ سب امرا و وزرا واسطے استقبال صاحب قران کے روانہ ہوئے باقی جتنے امرا زخمی تھے جب صاحب قران تشریف لائے قدمبوس ہوے اور ملازمت بجالائے اُس شہریار نامدار نے حال لشکر دیکھکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور حال زخمداری سرداران و دلیران نامور پر نہایت افسوس کیا اور تا دیر اسی افسوس مین سر نگون رہے اور اسقدر ملال و رنج ہوا کہ آنسو آنکھوں سے بے اختیار جاری ہوئے

اب سامان سواری وہمراہیان صاحب قران اکبر گردون فر کا نوک زیر قلم عجائبات رقم ہوتا ہے

کہ دس بادشاہ ہمراہ رکاب فیض انتساب صاحب قران عالیجاہ ہوئے تھے لشکر انسان کی قریب لاکھ سوار جرار پیش بار
کی جمعیت تھی باقی افواج جنات بھی ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھی لشکر لباسہاے رنگین ولوائیون سے سب آراستہ تھے اور باجے
طرح طرح کے بج رہے تھے تخت روان پر صاحب قران اکبر سوار تھے چتر یاقوت کا سایہ شہپر دہ ہنہ جستی سر مبارک شہریار عالیجاہ
پر کیے تھا کہ جسکی شعاع سے تمام میدان روشن تھا جب آفتاب عالمتاب کا عکس اُس چتر یاقوت پر پڑتا تھا آنکھیں خیرہ
کرتی تھیں جمشید پلید نے یہ جاہ وحشم صاحب قران والا ہمم دیکھکے آہ سرد کی اور کہا باوجود خداوندی ابھی تک ایسی
کوئی چیز ہمین نہ ملی ابو حاکم ونجاشی دونون نے کہا یہ سب تمہارے لیے ہی جب معز الدین کو قتل کرینگے تو یہ سب اسباب
تمہارے قبض ونصرت مین آئیگا جمشید یہ کلمہ سُن کے ہنسا اور کہا سچ کہتے ہو مجھے بعد طلسم شکنی کی یہ ہوگی یہ چیزین
مفت ملجائینگی قصہ کوتاہ اب ادہر کا معاملہ یہ ہی کہ انجد پہلوان ملعون میدان رزم مین طالب حریف تھا قاعدہ جنگ یہ ہی کہ
جب طرف ثانی کا کوئی پہلوان میدان مین آتا ہی اور حریف طلب کرتا ہی تو لشکر طرف ثانی سے بمجرد آواز کے مقابل موجود
ہوتا ہی درصورت تاخیر سبب توہین ہوتا ہی بہرحال وجہ عصفور نیزہ باز او طیفور نیزہ باز واسطے رخصت کے آیا اور انجد
سے مقابل ہوا چونکہ فن نیزہ بازی مین یہ جوان دلاور کامل تھا غالب رہا انجد نہایت خفیف ہوا اور خجلت زدہ ہاتھ
بڑھا کے کمربند مین عصفور دلاور کے ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دیکے زمین پہ مارا عیاران لشکر اسلام آگے
شہید کا لے گئے بس جونہین صاحب قران گردون حشم نے یہ ملاحظہ فرمایا اسقدر صدمہ ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
تمام عالم تیرہ وتار معلوم ہوا اور اُس دلاور کے حال پر آبدیدہ ہوئے اور غضبناک ہوکے فوراً جناب جہان پناہ پر سوار ہو
اور مانند برق چمک کے انجد کی طرف آئے فرمایا باش او ملعون بہ حقیقت مردان میدان کو اس نامردی سے مارتا ہی یہ کہان
نامردی کی بات ہی او مردود ملعون جہان اب جو جوہر رکھتا ہی اُس سے کام لے انجد بولا ای شاہزادہ معز الدین وہ میرا
حریف تھا جسطرح چاہا مارا اور قتل کیا اب اپنی فکر کیجیے کہ مین اب وہ پہلوان نہین ہون مجھے خداوند جمشید ملعون نے
اپنی قدرت خطاب دیا ہی اور اسی خداوند نے میدان مین بھیجا ہی جو کار نمایان مجھسے ہوئے ہین وہ تمہین سننے ہونگے
صاحب قران نے فرمایا ای حرام زادے نابکار تیری کیا حقیقت اور اُس تیرے خداوند جمشید پلید کی کیا ہستی ہی کہ
مجھے تمام کیفیت معلوم ہی انجد پہلوان بولا اگر تم بھی اطاعت جمشید کی کرو تو تمہاری دنیا وآخرت دونون بہتر ہونگی
صاحب قران نے فرمایا تیرا کلام اُن ملعونون سے مشابہ ہی کہ حضرت خامس آل عبا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا
سے مدینہ منورہ مین کہا تھا کہ اگر اطاعت یزید کیجیےگا تو آپ کی عاقبت بخیر ہوگی تجھ سے نالائق سے ہم کلام ہونا باعث
کسر شان ہمارے لیے ہی انجد نے جھنجھلا کے سینۂ بے کینہ صاحب قران عالیشان پر ایک وار نیزہ کا کیا اُس
شہریار نامدار نے دو انگلیون سے نیزہ اُس مردود کا پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ نیزہ فوراً ہاتھ مین آگیا اور پھینک دیا

انجد پہلوان نے تلوار میان سے لی اور صاحب قران پر وار کیا اس شہر یار شیر افگن نے سپر پر وار روکا جیسے سرد وہ تلوار نابکار کے پڑی کہ سپر کو اس دلاور میدان نے چرخ دیا فوراً چھن سے آواز آئی اور وہ تلوار ٹوٹ گئی انجد ملحد نے بہ آواز بلند ایک آہ کی اور کہا اے خداوند جمشید وقت مدد ہے اب تیرے خداوند نے بڑا کیا آفت پڑ گئی طبیعت بجر دہ کیطرح رجوع کر جمشید بھی چلایا کہ ہاں یہی وقت زور ہے ہمیشہ ورزش کی شراب قدرت میں اثر جوہر بھی موجود ہے پھر کیون جی چھوڑے دیتا ہے اور شراب سمجھتا ہوں اُسے بھی پی لے خانہ زور میں در آ اور ایک شیشہ خاص بھیجا انجد نے اُس شیشہ شراب قدرت کو پی لیا اور اُس شراب کے نشہ میں صاحب قران عالیجاہ سے دست و گریبان ہو گیا آخر اس ورزگاہ زور کی ہوا کی جب رات ہو گئی انجد بولا کل پھر جنگ کرنا اب رات کو موقوف رکھو صاحب قران نے فرمایا میرا ضابطہ نہیں ہے کہ میں اولاد بغیر فرار ہے ہوں وہ گیدی کو یہ بخوبی یاد تھا کہا اب آپ طعام زہر مار کرنے کی مجھے اجازت فرما صاحب قران عالی شان نے اُن ملعونوں کو اجازت کھانے کی دی اور خود بھی کچھ تناول فرمایا نماز پڑھی پھر جنگ شروع ہوئی صبح تک خوب زور ہوا پھر انجد نے کھانا کھا کے پانی پیا اور شراب زہر مار کی اور پھر جنگ پر مستعد ہوا صاحب قران نے فقط نماز ہی پڑھی القصہ اسی طرح دو دن اور دو راتیں کشتی اور گاہ زور رہی تیسرے روز ظہر کے وقت انجد نے کمر بند صاحب قران گرفت میں لا کے تین زور متواتر کیے کہ بار صاحب قرانی اُٹھا نہ سکا صاحبقران نے انجد ملحد کی کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ اللہ اکبر مارا پہلے ہی زور میں اُس قامت و جسامت پر انجد کو ہاتھوں پر علم کر لیا اور بالاے سر چرخ دیا تمام ہتھیار کمر سے کھل کے گر پڑے پھر اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ چاروں شانے چت ہو گیا اور فوراً آچک کے سینہ پر جا بیٹھے ایک گھٹنے سے دبایا اور اسلام کی دعوت کی فرمایا اے حرامزادے باوجودیکہ تجھ سے اکثر شرارتیں ظہور میں آئی ہیں تاہم اگر مسلمان ہو گا سب گناہ معاف کر دونگا اُس جہنم نصیب کو یہ توفیق کہاں تھی کلام نامناسب جواب میں کہے بلکہ جمشید مردود نے کہلا بھیجا کہ لاکھ اشرفیاں میں دیتا ہوں اگر آپ انجد کو زندہ و سلامت چھوڑ دیں صاحب قران نے اُس لعین کے اوپر لعنت ملامت کی اور پھر اسلام کی ہدایت فرمائی جب دیکھا کہ اب کسی طرح میری نصیحت موثر نہیں ہوتی اور اس حرامزادے کے رگ و ریشے میں شیطنت بھری ہے ناچار کھڑے ہوئے اور ایک پاؤں اُس نابکار کا اپنے پاؤں سے دبایا اور دوسرا پاؤں پکڑ کے بقوت صاحبقرانی دو ٹکڑے کر ڈالا اور دونوں حصوں کو اُٹھا کے جمشید پلید کی طرف پھینک دیا

نظم

یکے نعرہ آمد ز حلقش بدر	کہ آہن دلا نرا درید جگر	یکے نعرہ زد آں یل ارجمند	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
در آورد یک پاے در زیر پا	بپاے دگر برد دست رسا	بس انگہ بہ بازوے کشور کشا	بدرید تا سینہ آں گبر را

راوی کہتا ہے کہ صاحب قران نامدار نے اُس کافر بے ایمان کو کالنہ تک چیر ڈالا گوشت ہڈیوں سے اس زور سے

جدا ہوا کہ آواز دونوں لشکروں نے سنی ادھر دوستوں نے بے اختیار تکبیریں کہیں دشمنوں کے سینۂ آتش خانہ ہو گئے بلکہ اکثر دہشت سے مر گئے اور جمشید باوجود دعواے خدائی اور اطمینان عمود سحر اور تقویت خناز جادو کے مارے ڈر کے کانپنے لگا اور کہتا تھا یہ زور سحر ہو صاحب قران عالی نشان کا دل اس امر عجیب سے نہایت شگفتہ اور خوش ہوا اور گونہ بجاے خود مغرور ہوے یہ غرور و تکبر درگاہ خداوند تعالے میں پسند ہوا چنانچہ اسی سبب سے کوئی نتیجہ نیک حاصل ہوا الغرض جمشید نے اسی صدمۂ سخت و ملال میں جھنجھلا کے طبل جنگ بجوا دیا اور خود خیمۂ نکبت میں گیا اور ماتم انجد میں سیہ پوش ہوا بکران خارجی نے بھی گریبان چاک کیا زمین پر لوٹتا پھرتا تھا

قتل ہونا انجد بن نجدون پہلوان کا



جمشید نے کہا خاطر جمع رکھو پہلے مجھے انجد کی محبت نہ تھی لیکن بہادری کی ہمیشہ تعریف کرتا تھا جب اُسنے میری نوکری قبول کی مجھے ایسی اُسکی محبت ہو گئی کہ جسکا بیان ممکن نہیں اب بعد فراغت ماتم کے اپنی قدرت کا قصاص معز الدین سے ضرور لونگا اور ایک دم قرار و آرام نہ لینے دونگا ورنہ مجھکو چین ہو گا اسشرط دیلم اور لغمرون اور ابو حاکم بکران شاہ خارجی کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ چپ رہو تم تماشا دیکھنا کہ خداوند اپنی قدرت کاملہ سے کیسا معز الدین سے اس پہلوان کا قصاص لیتا ہے کہ معز الدین بھی خوب یاد کرے غرض کہ دوسرے روز طبل جنگ جمشید بد لعین نے بجوایا اور ایک نامہ شاہزادہ بلند قدر کو اس مضمون سے لکھا کہ اے معز الدین صاحب اقبال ہمیشہ

رہتا جبتک انجد پہلوان تمہارے ہاتھ سے قتل ہوا تمہارا اقبال ترقی پر تھا اب جو تمنے ایسے بندۂ خاص خداوند کو قتل کیا اقبال بھی تمہارا خداوندی نے مبدل بادبار کردیا اس صورت مین بجز یا قوت اور اسباب سرداری کا اپنے مجھے بھیجدو اور میری اطاعت اختیار کرو اور اپنے گناہ کا عذر کرو مین بوجہ خداوندی تمپر اپنی رحمت نازل کرونگا اور اپنا ابلہ شکست کرونگا ورنہ یاد رہے کہ جب جنگ شروع ہوگی مین ایک دم مین فنا کردونگا منتظر جواب کا ہون اگر میری اطاعت منظور ہو فلان روز میدان رزم میں آؤ جسوقت یہ نامہ صاحب قران اکبر فلک قدر کی خدمت مین پہونچا جواب لکھا کہ او ملعون شعر

تو کار زمین را نکو ساختی ۔ کہ با آسمان نیز پرداختی

تونے دعوائے صاحبقرانی انتہا کو پہونچا دیا اب دعوائے خدائی کرتا ہے لعنت ہے تیری اس خدائی پر جب معرکہ جدال و قتال بہادران نامی و دلاوران گرامی سے گرم ہوگا تیرا حال انجد نابکار سے بھی زیادہ بدتر ہوگا او گیدی بیحیا ولد الحرام کس دعوے سے تو چتر یاقوت وغیرہ اسباب طلسمی مجھسے مانگتا ہے بزور سحر جمشید تو ساقون نے تیری اطاعت قبول کرلی ہے اسی پر تو مغرور ہے لعنت ہے تیری اوقات پر جواب نامہ ایلچی کے ہاتھ روانہ کیا جمشید نابکار نے اُس جواب نامہ کو دیکھکے کہا مین نے نصیحت کی تھی اُسکی اجل آئی ہے کہ اُسنے میرے کہنے کو نہ سُنا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صاحب قران اکبر بعد قتل انجد ملعون داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اخر استعمال آرزوں حاصل کی پھر اُس شہر بارگردون وقار نے جون کو رخصت کیا بنی آدم فقط رہگئے پھر تخت صاحبقرانی پر جلوس فرمایا جمشید ملعون نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور صاحبقران اکبر بلند مکان سے جنگ و جدال کا ارادہ کیا صدائے طبل لشکر اسلام مین پہونچی صاحب قران اکبر والاشان نے بھی حکم دیا کہ کوس حربی بجے امیر محمد وغیرہ مجروحین اپنے آقا کی تشریف آوری سے نہایت شادمان ہوئے اور شدت سوزش و درد جراحت کی شکایت کی اور کہا نہین معلوم زخم تیغ جمشید مین شدت درد کیون ہے جہان پناہ نے زخمیون کو عدم حرکت کیلیے تاکید کی اور سبکو تسلی دے کے اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوایا تمام شب دلیرون کو کارسازی جنگ مین گذری

نظم

دم صبح کین چرخ عالی مقام ۔ برآورد رخشندہ تیغ از نیام

دلیران ہمہ سوے میدان شدند ۔ سوے یکدگر کینہ جویان شدند

اُسطرف سے جمشید مردود نہایت زیب و زینت سے بکران خارجی و اشقوطاء دیلمی وغیرہ جمیع سلاطین کو ہمراہ لیکے جلوہ مین لیے میدان مین آیا اسطرف سے صاحب قران اکبر والاشان بہادران نامدار و سرداران تہور شعار کو ہمراہ لیے معرکہ رزم مین رونق بخش ہوئے

نظم

خدنگ برگشت درگاہ کین رنجشتند ۔ اُشقیاں خرو شیدن انگیختند

بر یک بر یک سو لب بر شتاب ۔ نہ در دل سکون و نہ در دیدہ خواب

القصہ بعد ترصیف صفوف جدال پہلے جمشید نے عزم میدان کیا وہ جمشید پلید تھا تخت روان سے اترا اور مرکب پر سوار ہوا جسکا نام کہ اسپ قدرت رکھا تھا تنگ کھینچ کے ضارمنکوس کے پاس آیا اور کہا ای استاد اب مجھے اجازت میدان عنایت ہو اور میرا فلک ملاحظہ ہو کہ باوجود خداوندی حق استاد میں بھولتا اور بازنسبت نہ بھولونگا طلبی کہہ کہ بولا جا طبیعت تجھے تیری یاور رہے اور تجھکو مژدہ پہونچے کہ آج تیرے اور معزالدین کے طالع میزان نجوم میں تولے ہیں تیرے طالع کو غالب دیکھا اور طالع اس کا مجھی سے اسفل زیر و زبر کر جمشید پلید اس کلمہ کو ضارمنکوس سے سنکے مثل غنچہ کے خوشی سے پھول گیا اور بہایت شوکت و شان سے میدان رزم میں آیا اور اس طرح رجز خوان ہوا۔ نظم

منم آن خداوند گیتی پناہ — بتقدیر خود در جہان پادشاہ — سلاطین مرا سجدہ ہا میکنند

ہمیشہ سجباکم و ثنا میکنند — ز شاہان یکی ہمت شہ پادشا — کہ دارد دلیر سپہر اوگدا

بہ پیچید از گردش سپہر ماز — اگر شہ شود سبلے اشنا ز

صاحب قران اکبر عالی شان اور دلاوران اسلام اس رجز کے سننے سے خوب ہنسے الغرض صاحب قران اکبر خنگ جہان پیما پر سوار ہوئے دلیران نامدار و سلاطین ذوی الاقتدار اس شہریار کی رکاب میں کسب سعادت کرتے چلے بعد چند قدم ہر ایک کو باصرار بلیغ رخصت کیا جمشید پلید نے اُن قرم ساقوں کو کہ گرد اسپ کھڑے تھے رخصت نہ کیا دھوپ میں جل رہے تھے پھر بولا ای آدم و حوا و ملیم اور ای ابوہاکم و ای بکران شاہ خارجی تم کچھ سمجھے کہ ابھی تک میں نے تمکو اجازت مراجعت کیوں نہ دی اور معزالدین نے سبکو رخصت کر دیا سب نے کہا ہم بندگان مطیع ہیں خداوند جو ارشاد فرمائینگے ہم عین مصلحت جانینگے اسلیے کہ خداوند و غیر خداوند میں فرق چاہیے آخر وہ بھی دعوائے خدائی کرتا ہی جسپر ظریف نے داغ پیشانی پر دیکھا تھا بولا بیلے اگر دروغ ہو ایک راوی کے قول پر وہ ظریف زرتاگ برادر مہتاب تھا جو اصل راز جمشید جانتا تھا لیکن جمشید نے جملہ سلاطین سے کہا آج سب گرد کھڑے رہو تماشا خنگ جہان پیما دیکھو اپنے اپنے گھوڑے طلب کرو کہ تماشا جانا تو سوار ہو کے گھوڑے پر رہنا سب نے کہا بجان و دل قبول ہے کہ سحر میں گرفتار تھے ادھر صاحب قران اکبر نے نعرہ مارا اور رجز پڑھا بطور سابق اور مقابل جمشید پلید کے کھڑے ہوئے جمشید گیدی بولا ای پسر سلطان اسمعیل مجھکو تو توقع تھی کہ تم مجھے سجدہ کروگے سجدہ نہ کیا خیر سلام کرنا چاہیے صاحب قران اکبر نے فرمایا او قرم ساق سچ ہے اگر ایسی تمنا ہوتی باوجود عبدیت معبودیت کا دعوی کیوں کرتا تجھ سے پہلے فرعون و نمرود نے بھی دعوائے خدائی کیا تھا خدا کی حماقت کی تھی لیکن تجھ سے وہ ہر طرح سے بہتر تھا تو اُنسے کہیں بدتر اور بیحیا ہی اسواسطے کہ ضلالت اور کرم تجھ میں نہیں ہی توحد ناصر دعوائے خدائی لیکن دعوائے باطل ربوبیت کرتا ہی جمشید نے سر نیچا کیا کہ داغ تھا وقت پیشانی ظاہر نہ دکھاوے اگر اس وقت تختاز جادو کی نصیحت یاد آئی اس مردود نے کہا تھا کہ معزالدین کو ہرگز یہ داغ نہ دکھانا

نہ دیکھا تھا کہ وہ بڑا باطل السحر ہی تیرے اس داغ شقاوت کا اثر بالکل زائل ہو جائیگا مین اور تو دونون عالم مین بدنام ہو جائینگے
یہ سوچ کے چپ ہو رہا اور نیزہ لیا ادھر صاحب قران اکبر نے بھی نیزہ پر ہاتھ ڈالا آخر باہم نیزہ بازی ہونے لگی جمشید بھی فن
نیزہ بازی مین یگانۂ روزگار تھا پچاس طعن کے بعد صاحب قران اکبر عالی قدر نے نیزہ جمشید کا ہوائی کر دیا اُس ملحد کا
چہرہ بخجلت خفت سے زرد ہو گیا کہا ای شاہزادے تم واقعی عجب ہو کہ نیزہ بازی اہل عرب پر بھی تفوق ہی بعدہٗ شمشیر قدرت اُس
ملعون نے میان سے لی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ اسی شمشیر مسحور سے پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے اور
جراحت مین سوزش ہے اسی سبب سے صاعقۂ سکندری جو کہ صاحبقران اکبر کو طلسم مین ہاتھ آئی تھی غلاف سے کھینچی اور
پشت تیغ گاؤ روئے تیغ سے جمشید پر وار کیا اگر وہ مسحور رکھتی تو یہ تلوار طلسمی تھی اس تلوار کی جھنکار چرخ نیلی رنگ تک
پہونچی شام تک خوب تیغبازی ہوئی آخر ملعون نے دیکھا کہ تلوار سے کام نہ نکلیگا صاحب قران اکبر کے گریبان مین
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دوسرے روز کشتی مین اس مکار نے پیچھے ایکبارگی ہٹنا شروع کیا اور صاحبقران اکبر کو
اُسی زمین مسحور پر ہٹا لیگیا کہ جس زمین کو خنّاز جادو نے سحر بند کیا تھا اور صاحب قران اکبر کو اس زمین کی مطلق
اطلاع نہ تھی جمشید مردود ایک ساعت کامل اُسی زمین پر کشتی لڑا بعدہ دست بردار ہوا صاحب قران اکبر نے پوچھا ای
جمشید تیرا کیا قصد ہے اُس مردود نے کہا ای شہریار دولتمدار جنگ نیزہ و شمشیر تم سے کر ہی چکا ہون لیکن ابھی جنگ
گرز نہین کی وہ مین بھول گیا تھا اب مجھکو یاد آیا لہذا مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ گرز بازی بھی تم سے مین کرون کہ یہ بھی ارمان
دل مین نہ رہے اگر عمود سے کاربرآری نہوگی تو پھر کشتی لڑونگا مین بدون اس مقدمہ کو یکسو کیے نہ رہونگا صاحبقران اکبر
گردون حشم نے فرمایا تجھے اختیار ہے مین سب طرح موجود ہون جمشید نابکار نے عمود ساختہ ساحر اٹھایا صاحبقران اکبر
عالیشان نے دیکھا کہ کاغذ زرد پر کچھ نقوش لکھے ہوئے گرز پر چسپان ہین اور روغن سے خوب وصل ہین اور کچھ
خطوط سحر کندہ ہین اور بظاہر وہ گرز سونے کا معلوم ہوتا تھا صاحب قران اکبر عالیشان نے اُس گرز کو دیکھ کے
حیران ہو گئے اور دل مین کہا تعجب کی بات یہ ہی کہ اُس گیدی نے سب حربون سے دست بردار ہو کے اس عمود طلائی پر
حصر کیا ہی یہ گرز اسکو نہایت عزیز ہی یہ امر خالی از علت نہین ہی بہرحال حفظ و حمایت اُس پروردگار عالم کی چاہیے کہ
اُسکے سوا کون پشت و پناہ ہی جمشید نے کہا ای معز الدین مین نے یہ گرز بنا تیار کرایا ہی اور گرز قدرت اسکا نام رکھا ہی
یہ ہر چند بظاہر چھوٹا ہی الا باعتبار قدرت بڑا ہی صاحب قران اکبر گردون سریر نے فرمایا باعتبار قیمت کے بھی یہ زیادہ ہی خیر
حافظ حقیقی میرا شریک حال ہے اور مین اُسی سے امیدوار ہون کہ بال کا رنجہ بندۂ گنہگار کا نہو جمشید گیدی نے کہا
آپ اپنا گرز اٹھائیے اور وار کیجیے بعدہ اس عمود قدرت کی ضرب کو دیکھیے صاحب قران اکبر نے فرمایا ای بدبخت اہل اسلام
کا طریقہ نہین کہ پہلے وار کرین تو پہلے وار کر یہ فرمایا اور عمود بے پناہ اپنا اٹھایا جمشید پلید نے کہا تم عبث [illegible] وار
نہ کیا اُسکے بعد اُس بدبخت روسیاہ نے اسپ خر صورت کو گرم کیا اور دونون پاؤن رکاب مین قائم کرکے وہی گرز سحر

اپنے گرد سر پھرایا اور باخداوند طبیعت مجروہ کہکے صاحب قران اکبر کے سر مبارک پر مارا ہر چند کہ دست حق پرست صاحبقران اکبر نے جنبش بھی کی لیکن قسمت عمود کی ضرب اُس عالی جاہ کے سینۂ بے کینہ پر پہونچی اُس ضرب سے ایک درد بشکل درد ذات الصدر بشدت تمام اُٹھا اور ایسا اُس درد نے بیچین کیا کہ حال اُس بندۂ برگزیدۂ ایزد متعال کا دگرگون ہو گیا اور عالم نظر مین تیرہ و تار ہو گیا ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون کھڑے اس حال کو دیکھ رہے تھے بس ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی ادھر دوسری بار دست نحس کو جمشید پلید نے بلند کیا کہ حربہ دوسرا کرے اور کام صاحبقران اکبر گردون نشان کا تمام کر دے جوہر نے فلاخن مین پتھر رکھ کے مارنا شروع کیا کئی پتھر جمشید پلید کے سر و سینہ نحس پر پڑے اور گھوڑے پر بھی لگے اگرچہ بسبب سحر کے دونون حیوان سخت جان تھے تاہم صدمۂ سخت دونون کو پہونچا اور سراسیمہ و پریشان ہوئے عیاران طرار صاحب قران اکبر کو لے گئے اور لشکر مین پہونچا دیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور نہایت خوش ہوا وہان سے مراجعت کر کے کہا اے ابو الحسن افسوس معز الدین کو میرے چنگل سے بچا لے گیا نہین تو وہی ایک ضرب گرز قدرت اُسکو کافی و وافی تھی ساری قلعی کھل گئی ہوتی خیر کیا مضائقہ ہے کہان جاتا ہے اب تم لوگ معز الدین کی زندگی سے ہاتھ دھوؤ اور اُس سے بہتر کوئی اپنا سردار ڈھونڈھو اب اس ضرب عمود سے ہرگز معز الدین جانبر نہین ہوگا صاحب قران اکبر نے صدمۂ ضرب گرز سے منھ سے لہو ڈالا اور بیہوش ہو گئے ابو الحسن نے بادیدۂ گریان و سینۂ بریان تخت روان پر سوار کیا اور خیمہ مین لے گئے دلیران زخمی نے گرد ہجوم کیا اور وہ شہریار دولت مدار اُسی طرح بیہوش تھے۔ امیر مجاہد الدین و امیر جلال الدین خون کے آنسو ونکے روئے غازیان اسلام مین ماتم برپا ہو گیا ایسا عالم بیخودی مین غازیان وفا شعار سینہ و سر پیٹتے تھے کہ دیکھا نہ جاتا تھا۔

نظم

نعرۂ ہائے واویلا | آسمان تک زمین سے پہونچا
اسقدر تھا ملال و غم کا ورود | ہوئی چشم فلک بھی نم آلود

یہ خبر ابو عامر فردوسی کو پہونچی وہ بھی بارگاہ گردون اساس مین آئے اور اس شہریار دولت مدار کا یہ حال زار دیکھ کے گریبان چاک کیا اور خاک سر پر اڑائی اطباے لشکر نے نبضین اُس صاحب اقبال کی ملاحظہ کین دیکھا کسی عضو مین سوائے نبض کے حرکت نہ تھی پادری ایڈروس اور ابو عامر دونون سکوت مین تھے کہ شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر قصر اخضر مین پہونچی اور ملکہ شمسہ تاجدارا اور خلدانہ اور گوہر افروز وغیرہ خواتین محل نے قصر اخضر مین سر و سینہ پیٹنا شروع کیا اور سیل اشک آنکھون سے جاری تھے گویا قیامت برپا تھی علی الخصوص ملکہ نے تو اپنا حال ایسا بنایا تھا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اور شمشاد نوجوان کو دمبدم پادری ایڈروس کے پاس بھیجتی تھی اور کہلا بھیجتی تھی اسے والا قدر خدا کے واسطے جلد کہو اب کیا ہوگا یہ کیا ہو گیا پادری ایڈروس نے کہلا بھیجا آپ خاطر جمع رکھیے خداوند کریم شافی مطلق ہے دعا کیجیے صحت کا دینے والا وہی ہے لیکن کون سنتا تھا کسی کے ہوش اُڑے جاتے تھے ترجمہ نگار بیہودہ گو کہتا ہے

بہادران اسلام و دوستان نیک انجام و خواتین و والاحترام کی گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری کا اگر کل حال لکھیے تو ایک دفتر طویل ہو پس مجملاً یہ تصور کرنا چاہیے کہ لشکر ظفر اثر مین آثار حشر آشکار تھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جس سے اشک خونین نہ ٹپکتے ہون آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ و سمعلاج اژدر درد ابطال زنگی وغیرہ جسقدر رفیقان و مطیعان اسلام تھے اور محبت دلی صاحب قران اکبر عالی شان سے رکھتے تھے از فرط قلق سے از خود رفتہ ہو رہے تھے یعقوب حرانی نے سلطان ابوالحسن جوہر سے کہا ای برادر والا قدر ایسا نہو کہ یہ کافر آج رات کو طبل جنگ بجوا دے ہم تو ابھی اپنے حال مین مبتلا ہین اس سے مقابلہ کو کون جائیگا لہذا اب مین جاتا ہون اور اس امر کی حتی الامکان تدبیر کرتا ہون جب مین اسکی فکر سے فارغ ہونگا تو آپ کو ضرور اطلاع کردونگا ابوالحسن جوہر خود بھی بدحواس بیٹھا ہوا تھا جواب کون دیتا یکن یعقوب حرانی تبدیل وضع و صورت کرکے روانہ ہوا اور نقارخانہ جمشیدی مین پہونچا داروے بیہوشی سب کو پلا کے بیہوش کر یا تمام نقارہ ہاے خورد و کلان شق کردیے نفیری و کرنا وغیرہ کو توڑ کے پھینکدیا نقارچیون کا حال خراب بنا یا جمشید ہردود کمال غرور مین بیٹھا تھا ابوحاکم وغیرہ خوشامد کرتے تھے اور بالاتفاق کہتے تھے کہ اب غالباً صاحب قران اکبر زندہ نہوگا اور ہر دم جمشید کے تصدق ہوتے تھے اور اسکی خداوندی کے معترف تھے جمشید پلید مارے خوشی کے مثل خرمردہ کے پھول گیا اور غرور و نخوت سے بھرا ہوا تھا اور اپنے آگے کسی کا وجود جانتا تھا جب سواری نکلتی تھی جولاہ نان بائی کنجڑے دھنیے حلوائی کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور سجدہ کرتے تھے وہ حرامزادہ ایک ایک کو دیکھتا تھا اور جو سجدہ نہ کرتا تھا اسے اسی وقت گرفتار کرکے دوزخ مین جو کہ خانہ جادو کا بنایا تھا پھکوا دیتا تھا اس حرکت سے جمشید پلید کی لوگ خائف تھے اور جدھر جہان اس صورت نحس کو دیکھتے تھے ناچار سجدہ کرنے لگتے تھے جسمین سے وہ ذلت اٹھائی یہ ملعون ہیچ جہان نامین نہین گیا۔ الغرض جب ان کافران بے ایمان کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے جمشید نے کہا یارو مقدمۂ جنگ مین آج کی شب کیا صلاح دیتے ہو۔ ابوحاکم فردوسی و بکران شاہ خارجی نے کہ یہ لوگ بغض و عداوت معز الدین اور اہلبیت طاہرین سے رکھتے تھے کہا ای خداوند تقدیر اب طبل جنگ ضرور بجے انھین مہلت دینا اچھا نہین ہے بکران شاہ خارجی نے ایک نعرۂ آہ کا مارا اور کہا افسوس انجد جہان پہلوان کسوقت مین جہنم گیا مجھ ایسے دوست کو اکیلا چھوڑ گیا ای خداوند جمشید اگر آپ مجھے اجازت دین تو مین اسیوقت اپنا لشکر خونخوار و آتشبار ہمراہ لیکے لشکر اسلام پر شب خون مارون اور قصاص انجد پہلوان کے خون کا لون ایسے مین سب سردار پہلوان مجروح و خستہ حال اپنی آفت مین ایسے گرفتار ہین کہ ہوش و حواس بجا نہین مین ایک آن مین سب کو نیست و نابود کردونگا ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑونگا بدون خداوند کو سجدہ کیے سفر نہ دونگا جمشید پلید بولا ای بکران شاہ خارجی لشکر دشمن پر وہ شخص شب خون مارے جو مقابلے سے عاجز ہو ہم کسواسطے اس ننگ کو گوارا کرین ہم کیا مجبور ہین سب خوش آمد کے مارے چپ ہو رہے جمشید نے کہا بکران شاہ خارجی کی خاطر سے طبل جنگ بجواؤ کہ ہم خود بدولت و اقبال میدان رزم مین جائینگے کہ اب اس لشکر مین امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین وغیرہ

پانچ چار جوان ضعیف و ناتوان رہگئے ہین انکو مار لیا کتنی بڑی بات ہی دیکھو اب مین فیصلہ کیے دیتا ہون اور یہ جو ساکت مصری و عامر مصری و سمعاج و بطال وغیرہ ہین انکا اسلام قبول کرنا مشروط ہی یقین ہی کہ وہ مسلمانون کیطرف سے ہرگز نہ لڑینگے ارجاس مردار خوار کہ وہ کبھی بچون کہا گئے تھا اس سبب سے وہ ملعون رستم و اسفندیار کی حقیقت نہ جانتا تھا اُٹھا اور کہا ای خداوند مین امیدوار ہون کہ مجھے بھی اجازت حرب مرحمت ہو تاکہ ان مسلمانون کو ہلاک کرون اقلیموس زنگی بھی پہلوان زبردست تھا عرض پیرا ہوا کہ خداوند بندہ بھی ہاتھ پاؤن ہلانا چاہتا ہی اور اپنے خداوند کو کچھ ایسا تماشا دکھانا چاہتا ہی نجاشی نے کہا مین بھی مدت سے میدان مین نہین گیا ہون بیٹھے بیٹھے دم گھبرا گیا ہی بکران شاہ خارجی نے کہا مین بھی فقط بادشاہ نہین ہون بلکہ دعوا پہلوانی بھی رکھتا ہون اور ایسا ویسا پہلوان بھی نہین ہون مجھ سا زور آور تہمتن روے زمین پر دوسرا نہین ہی اسی طرح ہر ایک پہلوان نے لاف زنی کی اور لڑنے کو آمادہ ہوے جمشید ملعون بھی سنا کیا اور سب کی لاف زنی و مستعدی سے نہایت خوش ہوا آخر بولا مین سب کی جنگ کا تماشا دیکھونگا اور ہر ایک کو موافق مرتبے کے منصب عنایت کرونگا بکران شاہ خارجی بولا طبل بجایا جائے جمشید ملعون نے حکم دیا کہ پیادل و نقیب جائین اور نقارچی سے طبل جنگ بجوائین مجرد اس حکم کے پیادل آیا اور عرض کی خداوند نقارخانین تعجب بر تازہ حادثہ ہوئی ہی کہ نقارے سب پھٹے ہوے ہین اور نفیریان وغیرہ ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہین اور نقارچی ایسے بیہوش پڑے ہین کہ گویا مردہ صدسالہ ہین جمشید ملعون یہ حال سنکے مانند مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاکر ضرار منکوس منحوس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای استاد بدنژاد تونے سنا کیا ماجرا ہوا ضرار منکوس مردک جھینکے سے بولا کہ بجز عیاران لشکر اسلام کے یہ کام اور کسی کا نہین ہی آخر ایک نقارچی کی ٹانگ پکڑکے کھینچتے ہوے لاے طبیبی نے اثر بیہوشی کو خوب دریافت کرکے زرنگ سے کہا اسے جلد ہوش مین لا تاکہ پتہ لگے فتیلہ عیاری دیا جب اثر دارو سے بیہوشی زائل ہوا نقارچی کے ہوش و حواس درست ہوے اُس سے استفسار حال کیا اسنے کہا ایک شخص ناچتا گاتا تالیان بجاتا آیا اور تمھاری فتح کی بہت خوشی کی ہم بھی اُسکی خوشی سے نہایت خوش ہوے کہ ہمارے آقا اور خداوند کی فتح ہوئی تھی پھر اُسنے مٹھائی بازار سے منگوائی اور کہا مین نے نذر مانی تھی کہ اس فتح کی مٹھائی تقسیم کرونگا- پس سب عملہ و فعلہ کو اُسنے اپنے ہاتھ سے وہ مٹھائی تقسیم کی ہم لوگون نے مٹھائی کھائی تھی ہمکو خبر نہین کہ کیا ہوا ضرار منکوس بولا مجھے یقین کامل ہی کہ تیری بہن کا شوہر تیرا بہنوئی ہوگا یہ کام ضرور یعقوب سرائی کا ہی وہی تیرے جونہ لگا گیا- الغرض اُس روز مجبوری طبل جنگ بجنا موقوف رہا مگر جمشید نے اپنی بیحیائی نہ چھوڑی کہا یہ میری تقدیر ہی اسواسطے کہ آخر وہ بھی تو میرے ہی بندہ ہین آج مین نے نہ چاہا کہ طبل بجے اسکے انکو مین پریشان خاطر کرون بکران شاہ خارجی و ابوحاکم کی خاطر سے کہدیا تھا کہ طبل بجے چونکہ اصل مین میری مرضی نہ تھی لہذا یہ امر واقع ہوا ای بندگان من خوش ہوا اور مجھے سجدہ کرو غرضکہ سجدہ کو جھکے جمشید بولا کل جلد نقارے تیار ہون اور نفیر و قرنا وغیرہ بنوا لیے جاوین باقی سامان سرکار کے گودام سے لیجاؤ یہ حکم دیکے خود محل مین چلا گیا اور خواہر ارجاس مردار خوار سے روسیاہی مین مشغول ہوا اور باقی متفرق ہوکے اپنے اپنے

مقام کو روانہ ہو گئے اسطرف صاحبقران اکبر بدستور بیہوش تھے نبض میں بھی طرفہ اضطراب پایا جاتا تھا اطبائے لشکر ظفر پیکر
ہر چند علاج کرتے تھے فائدہ مترتب نہ ہوتا تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ جو گریان و نالان نہو خواب و خور حرام مطلق تھا جب
صبح ہوئی یادری ایدروس کو خیال آیا کہ روزنامچۂ بزرگ و خورد دونوں ملاحظہ فرمائیے شاید کچھ انھیں بزرگان پیشین نے تحریر
فرمایا ہو کیونکہ بشر کے واسطے غلطی و سہو لازم ہی ممکن نہیں کہ بشر سے خطا نہو مقتضائے بشریت یہ ہی آخر گمان یادری صحیح ہوا
اور روزنامچۂ بزرگ میں اس عبارت کو نہایت شرح و بسط سے پایا کہ تاریخ ال بیضا او رفتح طلسم بیضا کے بعد صاحبقران
اکبر معز الدین و لادر مروج دین پیغمبر رونق بخش اسلام الملقب بابو تمیم عالی مقام کو دشمن قوی کے ہاتھ سے صدمۂ عظیم
ضرور پہنچے گا اس شہریار کا حال پرملال بوجہ عارض ہونے عارضۂ غشی کے دگرگون ہوجائیگا اور زمانۂ غشی چند روز
رہیگا مگر کچھ محل خوف نہیں ہی فضل خداوند کارساز شامل حال ہی آخر صحت کلی حاصل ہوگی مآل کار بقدرت پروردگار بخیر و
خوبی مشتمل ہی یادری عصر کو لازم ہی کہ جسجگہ محفل شاہنشاہ منعقد ہوئی تھی اس شہریار مریض کو لیجائے اور سب دوست و
رفیق مرحمت حکیم مطلق کے منتظر رہیں و السلام یادری اس عبارت کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اس عبارت مبارک
کو فوراً ابو عامر کو معائنہ کرایا اور اسکو ایسی تسلی و تشفی دی کہ ابو عامر مطمئن ہوگیا پھر دونوں باتفاق امرائے عالی مقام
پاس آئے ابوالحسن جوہر اور امیر مجاہد الدین وغیرہ کو دکھایا اس مژدۂ جانبخش سے تن مردہ میں گویا جان آئی جب
سب کے ہوش درست ہوئے خیال آیا اور تدابیریں شروع ہوگئیں تا اینکہ بدر عالم منجم کو تلاش کیا اتفاق سے منجم موصوف
بھی آگیا اور اس داستان جگر خراش و سوانح غم و الم کو سنا جسطرح دفتر سوم بہار دوم میں مذکور ہوچکا اب دوبارہ حاجت
تشریح نہیں یہ حال صاحبقران اکبر کا دیکھ کے اشک خون چشم دل سے جاری ہوئے بعد فراغ زائچہ کیا اور بموافق قاعدۂ
نجوم کے طالع دیکھے یا تو غمگین بیٹھا تھا یا ایکبارگی چہرے پر رونق آگئی اور خوش ہوکے کہا ای حضرت قسم ہی اس خالق
کائنات و بخشندۂ حیات کی کہ خانۂ حیات صاحبقران رفیع الدرجات کا بہت قوی پاتا ہوں اور مطلوب جسکا ذہن مقصود
میں دیکھتا ہوں اسی سے اور زیادتی قوت متصور ہوتی ہی انشاء اللہ المستعان اب جلد یہ حالت غشی وغیرہ برطرف ہوئی
جاتی ہی خوف لیکن اگر یا تو اسی ہفتہ میں صحت کامل ہوگی لیکن کچھ سونے کی قسم سے اور جواہرات زرد رنگ و لباس جسم پاک
سے نکال کر وہ بھی زرد رنگ ہو بطور صدقہ کسی غریب و محتاج کو دینا چاہیے اور حبس دوامی سے پانچ قیدی کو بھی رہا کیے
جاوین باقی خیریت ہی الغرض ان باتوں سے بدر عالم منجم کی سب کو تسکین ہوئی اہل اسلام کو اطمینان خاطر حاصل ہوا
ابوالحسن جوہر اس کتاب روزنامچۂ بزرگ کو لیکے قصر اخضر میں گیا اور ملکہ شمسہ تاجدار کو دکھایا یہاں سب خواتین
محل کا یہ حال تھا کہ روتے روتے بینائی میں فرق آگیا تھا ابوالحسن جوہر نے پکار کے کہا ای ملکہ ہوش میں آؤ
دیکھو میں ایک خوشخبری سناتا ہوں جیسے ہی جوہر کی آواز سنی آنکھ کھولی جوہر نے وہ کاغذ دکھایا کچھ بحال ہوئی
اور کہا ای برادر جوہر آب و دانہ ہر ذی حیات کا باعث بقائے جان ہی اگر وہ غذا نہ پائے تو کیونکر جیگا اسکی

زندگی کیونکر ہوگی جوہر اس کلام سے خوب رویا اور کہا میں بھی اسی فکر میں ہوں یہ جو آپ نے ارشاد فرمایا بجا ہے آپ کی
اس بات سے مجھے سخت تردد ہوا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خبر آئی پادری صاحب آتے ہیں ملکہ پادری سے پردہ
کرتی تھی تعظیم کو اٹھی اور پادری کا ہاتھ آنکھوں سے لگایا کرسی جواہر نگار پہ بٹھایا پادری نے ملکہ سے کہا اے فرزند تمہارا
یہ حال دیکھ کر مجھے اسوقت نہایت رنج ہوا اسقدر تم مضمحل ہو کہ جسکی کچھ حد نہیں اے فرزند خاطر جمع رکھو میں نے
روزنامچہ بزرگ و خرد دونوں دیکھے بلکہ میں لیتا ہی آیا ہوں دیکھیے روزنامچہ کو جلد میں کیا لکھا ہے آپ کی تشویش
بہت کم ہو جائیگی آخر میں لکھا ہے کہ جب صاحب قران اکبر کی یہ حالت ہو جاوے کہ چند روز غذا کچھ نہ ہو تو انہیں ایام
میں باغچہ قصر اخضر میں ایک درخت سیب از خود پیدا ہوگا اور آٹھ دن قدرت خدا سے سیب بھی پیدا ہونگے پس
اس درخت سے سیب توڑ کر قریب دماغ صاحب قران اکبر کے رکھا جائے کہ بوے سیب دماغ میں جائے اسکی
بو سے اسقدر قوت دل و دماغ کو حاصل ہوگی کہ جسم ضرور تحلیل ہوگا اور نہ قوت میں کسی طرح کا خلل آئیگا آپ
فلان گوشہ باغ میں تلاش کرائیں وہ درخت سیب ملے تو سیب ہرگز اسکے ایک ہی سیب اسمیں ہوگا ملکہ نے کنیزوں
سے فرمایا دیکھو پادری صاحب کیا فرماتے ہیں کنیزوں نے عرض کیا حضور ہم اسطرف شاہجہان کا پادری صاحب
نشان دیتے ہیں ہزار بار سے کم نہ گئے ہونگے لیکن جیتے وہاں کوئی درخت سیب نہیں دیکھا القصہ ملکہ خود مع
پادری صاحب و ابوالحسن جوہر اسطرف روانہ ہوئی دور سے درخت سیب نظر آیا لیکن کوئی ثمر نہ دیکھا پادری
نے کہا اے ملکہ عالم دیکھا آپ نے یہ درخت سرسبز و شاداب وہی درخت سیب ہے ملکہ نے فرمایا بجا ارشاد ہوا لیکن
کوئی سیب معلوم نہیں ہوتا پادری نے کہا ممکن نہیں کہ سیب نہ ہو قریب سے ملاحظہ فرمائیے جب قریب درخت
پہونچے دیکھا واقعی ایک سیب سرخ نہایت خوشرنگ بقدر انار بزرگ آویزان ہے اور اس سیب کی بو سے دماغ معطر
ہوا جاتا ہے اس ثمر مراد کو دیکھ کے ملکہ کو بے اختیار ہنسی آگئی اور سبھوں کے چہرے بشاش ہوگئے سب نے کہا خداوند
انجام بخیر ہونے کی تیری ہی ذات سے امید ہے اب امید قوی معلوم ہوتی ہے کہ تیرا شاہ ان شاء اللہ بحال ہوگا الغرض وہ سیب
کو توڑ کر ابوالحسن جوہر نیچے اترے اور صاحب قران اکبر کے خیام ہر فوعات میں پہونچے اور تخت پر رکھدیا امیر حمزہ
و زخمیوں کو بھی وہیں بلوایا اور جراح معالجہ میں مصروف ہوئے ان زخمیوں کے زخم بھی جواب دے چکے تھے سیب نہ تھی
مگر سوزش از حد تھی اور غذا وغیرہ بھی بخوبی کھائی جاتی تھی اور صاحب قران اکبر ابھی تک بیہوش پڑے تھے مگر جب
وہ سیب دماغ کے پاس رکھا بعد ایک ساعت کے اب جو نبض دیکھی قوت پائی سب دیکھ کے نہایت خوش ہوئے
مسیح الملک حکیم شب و روز سرہانے صاحب قران اکبر کے کرسی بچھائے رہتے تھے اور ابوالحسن جوہر کے جو کچھ ہو سکتا
درست ہوئے اور خود اپنے خیال آیا کہ حکیم قسطاس الحکمت سے بھی حال صاحب قران اکبر کو بیان کرنا چاہیے کہ بجز اس
حکیم عالم و راز دار غیب کے اور کوئی علاج نہیں کر سکتا اپنے قصد کو سب احباب سے بیان کیا اور کہا اس باب میں کیا صلاح ہے

صاحبون کی کیا راے ہی سب باتفاق بولے سبحان اللہ آپ یہ خوب سوچے نہایت انسب ہی ابتک یہ خیال کسی کو نہ آیا ایسا
بدبو اس اور دست پاچہ اس صدمۂ جانکاہ سے کر دیا تھا اگر اب آپ سب کامون پر اس امر کو مقدم جانیے اور جلد روانہ ہوجیے
جو ہر اسی وقت با سلحہ جنگی آراستہ ہوا تا شام حیران و سرگردان پھرا لیکن منزل مقصود کا اصلا نشان نہ پایا از بسکہ پریشان واپس
آیا سب سے یہ سانحہ بیان کیا سب حیران ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہی یعقوب حرانی نے کہا مین نہین جانتا یہ سب کارخانۂ سحر ہی آپ
تصور فرمائیے کہ زخم سے اور اس طرح کی بیہوشی سے کیا علاقہ علی ہذا کسی ساحر ملعون نے سحر سے راہ مسدود کر دی اب
اور طرفہ حال سنیے کہ ادھر تو لشکر اسلام مین یہ ہنگامہ برپا تھا اور اسی رات کو جمشید پلید نے طبل جنگ بجوا دیا اور
اہل لشکر اسلام مین صداے طبل پہونچی ناچار اس طرف سے بھی لشکرون سے صداے کوس حربی بلند ہوئی ع

روز دیگر کین جہان پر غرور | یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد باین زرین سپر | ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر

سپاہ عساکر میدان مین آئی اور بعد تسویہ صفوف اول جس بہادر نے قصد میدان کیا وہ ارجاس مردار خوار حرامزادہ تھا اور
اس مردود نے جمشید کے ہاتھ سے جام شراب زہرمار کیا تھا اور خوب نشہ مین سرور لعنت سے بارتا ہوا آیا اور بہ آواز بلند کہا کہ
دلاوران لشکر اسلام آگاہ ہو کہ تمھارے طالع نے بلندی سے پستی کی طرف میل کی ہی اب خدا وند جمشید کو سجدہ کرو اور اپنے
بادشاہ کی حیات سے ناامید ہو کہ وہ ضرب قدرت ہی اُس سے ہرگز زندہ نہ بچیگا دو تین دن نبض ملیگی پھر نہ نبض کا پتہ ہوگا نہ
صاحب نبض کا سید سعدی حمید کو یہ کلام اُس مردود نافرجام کا نہایت ناگوار گذرا تاب ضبط باقی نہ رہی فقط ایک چوب دستی
اُسوقت ہاتھ مین تھی بے رخصت میدان مین پہونچا اور جاتے ہی کہا باش او نامرد قحبہ جمشید پلید فنا ہوگا صاحب قران اکبر
گردون مقام کا خالق مطلق حافظ ہی اور اُنکے جد علی پشت و پناہ اُنکے ہین یہ کیا تو گو کہتا ہی یہ کہکے وہی چوب دستی اُسکے
سر نحس پر ماری اُس کافر نے پناہ سپر لی وہان سے وہ چوب گیری کے شانے پر آئی ضرب معقول اُسکے پہونچی لیکن وہ
ولد الزنا ایک ہی نطفۂ شیطان تھا اُس سید پاک دین کو شہید کیا سید سعدی سالم کے اعزا سے تھا سید سالم
نہایت غمگین ہوا اور کہا افسوس بڑی حمیت سے خطا ہوئی کہ مفت جان گنوائی و صلۂ مردی نہ نکالا غرض بعد حمید کے
حمید الدین دلاور میدان رزم مین گیا اور مجروح ہوا لیکن اسکے دو شخص اور گئے وہ بھی زخمی پھرے اس عرصہ مین شام
ہوگئی طبل بازگشت بجا سب اپنے مقام آرام مین گئے دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی لشکر کفران شاہ خارجی سے
بکر بن عمر خارجی کہ عداوت اہلبیت رسالت علیہم السلام مین اشعث کندی پر بھی سبقت لیگیا تھا میدان مین آیا
سید حسین بن عبد اللہ دلاور کہ اجل سادات عظام اور اشجع دلاوران والا مقام سے تھا مرتبۂ شہادت پر فائز ہوا
امیر مجاہد الدین فیروز بلخی کو تاب نہ رہی امیر کبیر سے اجازت حرب لیکے میدان مین گیا اور اُس گبر سے کہا او بدبخت ملعون
عداوت سابقہ سے اس سید جلیل القدر کو راہ بہشت دکھائی اب تو بھی آمادہ سفر ہو حرامزادہ نے تلوار کا امیر کبیر پر

وار کیا اُس بہادر نے اُس نابکار کی تلوار چھین لی اور اپنی تلوار کو بھی زحمت نہ دی اسی کی تیغ بیدریغ سے اُس کا فرا کفر کو دو پرکالہ کیا شمر بن بکر نے غم بدیہ مین گریبان پھاڑ ڈالا اور میدان مین آ کے امیر پر نیزہ کا وار کیا امیر نے نیزہ چھین لیا اور اسی نیزہ پر صدر زین سے اُٹھا کے علم کیا اور زمین پر پٹکا اور مرکب اُس کا فر کی لاش پر دوڑا دیا بعد اسکے کند ابن اخرج نے امیر پر اُسنے گرز مارا امیر جلیل القدر نے پھر اُسی کا گرز چھین کر ایسا سر پر مارا کہ خون کا دریا بہا دیا الغرض شام تک سیاہ تیرہ خارجی جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید ہنسا اور کہا اے بکران شاہ تیرے دلاور مسلمانون سے حریف نہین ہوسکتے وہ بلاے روزگار ہین۔ بکران شاہ خوب رویا بولا تمہارے لشکر مین بھی میرے گمان مین کوئی امیر جلال الدین کا مرد مقابل نہین ہے بس ارجاس مردار خوار کو بڑا معلوم ہوا بولا اے بکران شاہ سبکو جیسا تو ہی تصور کرتا ہے یہ نہ چاہیے کل دیکھنا کہ امیر کے سر پر وہ بلا نازل کرونگا کہ مدت العمر یاد کریگا بکران شاہ خارجی بولا دیدہ می باید القصہ پھر طبل جنگ بجا دوسرے روز پھر صف آرائی ہوئی۔

جنگ ارجاس مردار خوار پہلوان لشکر جمشید کی امیر جلال الدین سے اور ارجاس کا قتل ہونا



ارجاس مردار خوار بڑے طمطراق سے میدان مین نعرے مارتا ہوا آیا اور رجز طولانی پڑھے اپنی اور جمشید کی حد سے زیادہ تعریف کی بعد اسکے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ اے جلال الدین مین تجھے یاد کرتا ہون امیر نے باگ گھوڑے کی لی اور چمکاتا ہوا میدان مین آیا امیر مجاہد الدین نے پھر دعا کے لیئے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور کہا خداوندا امیر جلال الدین کی شرم تیرے ہاتھ ہے کہ وہ ایک خوک صحرائی نسبت سے لڑنے جاتا ہے امیر کو یقین تھا کہ ارجاس خوار

جمشید سے زور و قوت مین کہین زیادہ ہے القصہ امیر رجز خوان ہوکے اُس ولدالزنا کے مقابل ہوا ارجاس مردار خوار نے
کہا اے امیر جلال الدین تم پیر تو ہو گئے لیکن ابتک ہوس جنگ ہے جواب دیا او نادان مرد جسقدر پیر ہوتا ہے شوق جنگ
کافرون سے بڑھتا جاتا ہے ارجاس مردار خوار نے کہا اگر شوق جنگ زیادہ ہوگیا ہے تو لو یہ کہکے گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر وہ ضرب روکی اور باہم گرزبازی ہونے لگی بعد گرزبازی کے تلوار چلی جب تلوار سے بھی قصہ فیصل نہوا گریبان
مین ہاتھ پڑگئے اور کشتی مین مشغول ہوئے دوسرے دن وقت ظہر ارجاس ملعون کی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈال کے
صدہ زین سے اُٹھا لیا تین بار چکر گرد سر کے دیا اور زمین پر دے مارا اور مرکب سے اُتر والا اُتر کر اُس کے سینہ کافر
پر بیٹھا اور دعوت اسلام کی وہ کافر زبان پر لفظ اسلام نہ لایا قبول کرنا تو شے دیگر ہے بس امیر نے ایک ہاتھ زیر زنخدان
رکھا اور دوسرا ہاتھ سر کے نیچے دیا اور تین پیچ دیے اور ایک نعرہ اللہ اکبر مارکے اُس سر نجس کو اُسکے تن سے کھینچ کے
پھینکدیا جمشید نے ایک آہ دردناک کی اور بے اختیار دو ہتڑ اپنے سر پر مارا اور خوب دونون ہاتھون سے داڑھی
نوچی اور طمانچے لگائے اور اسی صدمہ سے تخت سے کودا اور گھوڑے پر سوار ہوکے پکارا کہ اے باغی او خدا پرست جفا شعار
تو نے غضب کیا کہ جمشید کی جان تن سے نکال لی یہ کہا اور ایک وار تلوار کا امیر پا تو قبر پر کیا امیر کو بچاؤ کی فرصت نہ ملی
چار انگشت وہ شمشیر سحر امیر مین در آئی داستان نے پارے تلوار نکل گئی خون کی چادر چہرے پر گرنے لگی ناموہ چاہتا تھا
کہ دوسری ضرب لگائے کہ عیاران لشکر اسلام امیر کو لے گئے امیر بہاء الدین نے نہایت تعریف کی اور کہا اے برادر عزیز القدر
اگرچہ تمہارے زخمی ہونے سے مغموم ہون لیکن تمہارے کام سے مین نہایت مسرور ہون بڑے کافر کو مارا کسی طرح
اشخر پہلوان سے اسکا زور و حملہ کم نہ تھا سبحان اللہ شیران ولا ویسے ہی ہوتے ہین امیر جلال الدین آداب بجالایا پھر
امیر کبیر نے طبق جواہر سر امیر پر نثار کیے مگر جمشید ملعون نے امیر کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور خود پھر اپنے سامنے
کے ماتم مین بیٹھا اُسکی بہن یعنے جمشید کی زوجہ نے جو اپنے بھائی کا حال سُنا چوٹی کاٹ ڈالی اسطرف ابو المحسن جوہر
تین دن سرگردان رہا لیکن کہین راہ کا نشان نہ ملا اور پہلا مقام حکیم صاحب کا سراغ نہ پایا تمام زمین طلسم اُسکی نظرون
سے ایسی پوشیدہ سحر سے کر دی تھی جسطرح بہشت شداد نظر خلائق سے مخفی ہے جوہر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے
کھینچی اور پھر پادری ایدروس کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا پادری نے پھر دونون روزنامچون کو ملاحظہ کیا لیکن
اس بات مین کوئی عبارت نہ پائی سبکو حیرت ہوئی اور وہ سعد پا جوہر ہوئے غرض پھر مایوسی کے عالم مین بدر عالم منجم
کے پاس آئے اور کہا آپ اس بارے مین زائچہ کھینچیے یہ کیا اسرار ہے کہ مین روز جاتا ہون اور چارون طرف پھرتا ہون لیکن
عجب کا مقام ہے کہ راستہ نہین پاتا کئی روز سے حیران و سرگردان پھرتا ہون ناچار ہوکے پھر آتا ہون بدر عالم منجم
نے زائچہ کیا اور اس امر کو دریافت کیا کہ صاحب قران اکبر کے روبرو صحت پائینگے اسکے بعد مسئلہ طرق دیکھا اور
زائچہ کھینچا اتنا معلوم ہوا کہ حد بندی کی ہے اور کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ دیوار کس طرح ہے اور کس نے بنائی ہے وہ امر اسب پریشان

ہوئے اور صاحب قران اکبر اسی طرح بیہوش رہے جسم مبارک مین کہین مطلق حس و حرکت نہ تھی گو ایسے سبب سے
اتنا فائدہ ہوا کہ نبض مین قوت آئی اور آمد و رفت نفس برقرار رہی اور زخمون کو تیغ جمشید کے مطلق آرام نہ تھا
جراح علاج مین بڑی کوشش کر رہے ہین پر کچھ مفید نہ ہوتا تھا انہین کیا علاج کارگر ہوتا بیچارے کیا کرتے اب توقت
پر موقوف رہا اُدھر جمشید پلید وہ روز ارجاس کے ماتم مین مشغول رہا اُدھر اس عرصہ مین خبر آئی تلواس فیل زور
مردار خوار برادر حقیقی ارجاس مردار خوار جمشید کو پہونچی گیدی اس خبر سے نہایت خوش ہوا کہ وہ ملعون بھی آن پہونچا
اور اُسنے ملازمت جمشید حاصل کی جمشید نے اُس کافر کو ڈیڑھ برس کے بعد دیکھا تھا وہ طرفہ دیلو ان جسیم و تنومند
نظر آیا حیران ہوا اور کہا اے تلواس کیا تو نے کہا کہ اس مدت قلیل مین تیری ہیئت ہی بدل گئی تو تو پہچانا نہین جاتا ہے
تلواس بولا اے امیر جس گنبد مین ہتنے وہ معجون قوت کھائی تھی مین وہین ہمیشہ جا کر ورزش کرتا تھا ناگاہ ایک روز ایک
شخص آیا کہ وہ نہایت کریہ منظر و بدصورت زرد ریش و کبود چشم مہیب شکل تھا اسکو دیکھ کے ہیبت طاری ہوئی اور
مین ورزش چھوڑ کے اُسکو دیکھنے لگا اُسنے پہلے گنبد کا طواف کیا بعد اسکے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے مین نے کہا
صاحب قران خود پرست کا مین خویش ہون اور تمہارا حال سارا اُسکے سامنے بیان کیا اُس ذکر مین زہر بار کرنا تمہارا
معجون کا بھی ذکر کیا اور پھر یہ کہا کہ اے مرد عجیب الخلقت جب صاحب قران خود پرست کو یہان سے یہ نعمت معجون کی بہرہ
نصیب ہوئی تو اس مکان عالی شان مین ورزش کرنا بھی خالی برکت سے نہوگا اسی لیے گھر سے مین یہان آیا ہون اور
ورزش کرتا ہون یہ سنکے وہ شخص ہنسا اور کہا ہان یہ گنبد فلان جادوگر کا بنایا ہوا ہے فی الواقع معجون ایسی ہی اُسنے تیار
کی تھی اب تجھے معلوم ہوا کہ وہ معجون تیری قسمت کی تھی خوب ہوا کہ حقدار کو پہونچا اب آگاہ ہو کہ
میرا نام اکفر جادو ہے طلسمات کا باشندہ ہون اور مین حسب المطلب اپنی آشنا اور شاگرد طبقہ جادو کے جاتا ہون
کہ وہ جزیرۃ الجبل مین رہتی ہے تیری وضع مجھے اچھی اسوقت معلوم ہوئی ہر وقت مراجعت بھی تیرے پاس آونگا اور
تجھکو بھی دولت سحر دونگا ایسی مدت قلیل مین تعلیم سحر تجھکو کرونگا کہ عالم مین تیرا کوئی حریف نہو سکیگا اور سوا
باطل السحر کے کوئی تجھپر غالب نہوگا مین نے کہا سحر سے مجھے کچھ شوق نہین ہے کہ دلیران جوان کو جادو سے ننگ ہے
بلکہ ہمارے صاحب قران نے بھی اسی وجہ سے سحر نہین سیکھا ہان اگر آپکی ایسی مہر ہے تو اس معجون کی طرح
جو کہ ہمارے صاحب قران نے نوش فرمائی ہے میرے لیے کوئی چیز ایسی بنا کہ مین بھی کھا کر صاحب قوت ہو جاؤن
یہ سنکے وہ مرد پلید متامل ہوا اور کہا بہت خوب مین ایسی چیز تیار کر دونگا کہ تو بھی یاد کریگا لیکن تین روز تو اسی گنبد مین رہ
اور وہ چار ملازم جو تیرے معتمد خاص اور محرم راز ہون اُنھین بھی رکھ لے اور باقی کو رخصت کر دے جب جمشید نے
اس داستان کو سُنا اُٹھا خلوت مین گیا اُسنے بھی لپٹا لیا کہا یہ راز کی باتین جو سب کے سامنے بیان کرنا اچھا نہین
ہے اسواسطے تجھے مین خلوت مین لے آیا اب تو شوق سے سب حال مفصل بیان کر بعد اسکے کیا ہوا اور یہ بھی تاکید کی کہ

اب مجھے شہریار شد کہ خداوند کہا کرا یکبار تو نے بوجہ ناواقفیت کے کہا تھا لہذا ہمنے تیری خطا معاف کی تلواس اس کلمہ کو
جمشید پلید کے سُنکے حیران ہوا کہا گیدی یہ کیا کہتا ہے بولا اکفر جادو نے جو کہا وہ مین نے قبول کیا گھر مین کہلا بھیجا
مین گنبد مین رہونگا خلاصہ یہ کہ رات کو اکفر جادو نے اپنے ڈبّے سے کچھ دوائین نکالین اور کچھ جنگل سے بھی لایا اور رات بھر
اسیر سحر خوانی کی پھر صبح کو اُن دواؤن کو دودھ مین جوش کیا اور افسون پڑھتا گیا اور پھونکتا گیا یکایک ایک کالا سانپ
نہایت زہرآلود پیدا ہوا اکفر جادو نے اُس سانپ کو پکڑا اور سر کو کاٹ ڈالا اور اسکو بھی دودھ مین ڈال دیا اور جو
پکا کر معجون بار تیار کی مجھ سے کہا کہ چالیس روز کھا اور یہ کہا کہ مین مجبور ہون کیا کرون مجھے فرصت نہین ورنہ مین سر
اور دم سانپ کی بھی داخل معجون کرتا تاکہ قوت معجون چوگنی ہو جاتی مگر خیر اب بھی بہت ہے مین نے پوچھا کہ سر و دم کو داخل
کیون نہین کیا اُسنے کہا سر و دم مین زہر ہوتا ہے اور سمیات پر ایک مدت تک محنت کیجاتی ہے جب ضرورت اصلاح دکھلا
دیتی ہے لیکن تیرے لیے یہ ہی کافی ہے تیری قوت اصلی آٹھ حصہ زیادہ بڑھ جائیگی اب مین پھر بھی تیرے پاس آؤنگا کہ
مین نے تجھے اپنا فرزند جانتا ہون یہ کہا اور جو عمل خمار منکوس کرتا ہے وہی اُس اکفر جادو نے کیا یعنے فعل بد بجو اشرار و کفار
مین معیوب نہین ہے القصہ تلواس مردار خوار نے کہا مین روز معجون کھایا کیا یہانتک کہ چلّہ تمام ہوا اور واقعی مجھ مین زور و
قوت نے بہت ترقی کی کہ درخت کلان کو جڑ سے اُکھاڑ لیتا ہون اور فیل مست زبردست کو ایک گھونسے سے مارتا ہون
اور نیزہ بازی و تیغ بازی و گرزبازی مین بھی کمال بہم پہونچایا ہے لیکن اکثر اُسی گنبد مین رہتا ہون غرض بعد چھ ماہ کے وہ
جادوگر رات کو آیا مین گنبد مین موجود تھا اُسے دیکھتے ہی خوش ہوا اور ہاتھون پر بوسہ دیا حال پوچھا اُسنے کہا سطیقہ اپنی
شاگرد کے پاس جزیرۃ الجبل مین تھا وہ ایک خداپرست سطیقہ کی قید مین اسیر تھے انکو چھڑانے کو ایک خداپرست تائید
غیبی سے آیا اور وہ بزرگ بعلم باطل اسپر بھی غالب آیا اور سطیقہ کو قتل کیا مین وہان سے بھاگ کر آیا ہون کہ تجھکو
صاحبقران بناؤن اور زیر جبل اُسکے تو چل اور مین بھی تیرے ساتھ مقابلہ اُسکے چلون اور لشکر خداپرست کو غارت کرکے
دل شاد ہون بعد اسکے وہ شب اکفر جادو اُسی گنبد مین رہا قضا را جس سانپ کو اُسنے مارا تھا اُسکی مادہ اُسکے انتظار مین
تھی رات کو بعد فراغ امورات ضروری جادوگر سو رہا مین بھی لیٹا تھا مگر ہنوز جاگتا تھا ناگاہ وہی ناگن آئی اور جادوگر کے
کاٹا فوراً وہ کافر جہنم واصل ہوا دوسرے دن مین نے اُس پلید کو گنبد مین دفن کیا اور نہایت افسوس کرتا رہا آخر مین نے
لشکر آراستہ کیا پانچ ہزار سواران جرار کی جمعیت سے تمہاری خدمت مین حاضر ہوا یہان آکر سُنا کہ ارجاس مردار خوار مارا گیا
جمشید بولا یہ میری قدرت تھی کہ بجاے ارجاس مردار خوار تو آگیا پھر تلواس سے تو جمشید نے پیچ کیا واقعی تلواس
کو زور تو دریایا نہایت خوش ہوا امجد کا منصب تلواس کو بخشا اور اُسی کے ہتھیار بھی دیدیے اُس حرامزادے نے کمان
امجد کو کھینچ کے دیکھا اور عمود کو بھی گردسر چکر دیا جمشید نے ارجاس کا ماتم تمام کیا اور جشن کا حکم دیا تمام کفار کو تلواس کے
آنے کی خوشی ہوگئی اور جمشید گیدی بولا دیکھنا میری قدرت کو پھر سب نے جمشید کو سجدہ کیا جاسوسان خبر رسان نے

یہ خبر لشکر ظفر پیکر اسلام مین بھی شائع کی کہ ایسا حرامزادہ خوک صحرائی آیا ہی اور منصب انجد پہلوان اُس حرامزادہ نے جمشید
سے پایا ہی اور تلو اس مردار خوار ارجاس مردار خوار کا برادر بزرگ ہی اور زور و قوت مین مثل فیل مست کے ہی امرائے
لشکر اسلام نے کہا خداے ما بزرگ است تلو اس مردار خوار نابکار نے جمشید پلید سے پوچھا میرے بھائی ارجاس
مردار خوار کو کسنے مارا اُس مردود نے کہا امیر جلال الدین نے تلو اس مردار خوار نے کہا امیر جلال الدین اب کہان ہین
سب نے کہا وہ بھی بشمشیر قدرت سے زخمی ہوگئے یقین ہی کہ اب جلد تمام ہو جاوین کہ امید قطع حیات ہوگئی تلو اس بولا
مین چاہتا ہون کہ اپنے بھائی کے قاتل سے انتقام لون اُسے تمنے زخمی کر دیا اب مین کیا کرون جمشید پلید بولا وہ اگر
نہین ہی تو خیر اور تو ہین اُنکے سمجھ لے تلو اس بولا اور بھی شجاعت و بہادری مین مثل امیر کے ہین جمشید نے کہا مثل
اُسکے تو کوئی نہین ہی مگر ایک شخص جسکا نام امیر مجاہد الدین ہی وہ البتہ جرار و شجاع ہی اور کوئی نہین ہی اور وہ امرائے قدیم
معز الدین سے ہی اُسکے مرتبہ کو کوئی نہین پہونچتا تلو اس مردار خوار نے کہا مجھے اسی سے کام ہی جسطرح سے کہ امیر
جلال الدین نے میرے بھائی کو مارا ہی اسی طرح مین بھی امیر مجاہد الدین کو قتل کرونگا جمشید پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور
اس حرامزادے کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا تو میری قدرت ہی شاباش ایسا ہی بہادرون کو چاہیے جو کہ
ہین وہ عوض خون عزیز لیتے ہین القصہ طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صداے طبل لشکر اسلام مین پہونچی اُدھر سے بھی صداے
بوق بلند ہوئی تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو طرفین سے صف کشتی ہوئی تلو اس حرامزادہ گھوڑے کو جمکاتا ہوا
میدان حرب مین پہونچا اور طالب مقابل ہوا ادھر لشکر اسلام سے سالک مصری دلاور دوران جرخوان جنگاہ مین آیا اور وہ بہادر

میدان داری تلو اس برادر ارجاس کی لشکریان اہل اسلام سے اور زخمی ہونا پہلوانان اہل اسلام کا



خوب لڑا آخر قریب شام کے وہ دلیر زخمی پھرا جمشید ملعون نے نرخ شمار کیا دوسرے روز یعقوب حرانی صورت بدل کے
میدان مین آیا اور کھڑا ہوا تلواس مردار خوار طالب حریف ہوا عامر مصری برادر سالک مصری گیا اور نیزہ و شمشیر کے
بعد کشتی ہونے لگی ہنگام غروب آفتاب تلواس مردار خوار نے عامر مصری کو صدر زین سے اوٹھا لیا چاہا کہ زمین پر دیمارے
یعقوب حرانی نے ایک پتھر فلاخن مین رکھ کے ایسا بدست پرتاک کے مارا کہ عامر مصری اوسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑا
تلواس مردار خوار غصہ مین ایک ہاتھ تلوار کا چاہتا تھا کہ لگا نے یکایک طبل بازگشت بج گیا اور لشکر طرفین پھرے
عامر مصری کو زخم خفیف پہونچا جمشید پلید بولا اب تجھے اجازت دیجاتی ہی دوسرے روز صفین آراستہ ہوئین
تلواس مردار خوار حرام زادہ نے بآواز بلند کہا اے امیر مجاہد الدین مین ارجاس مردار خوار کا بھائی ہون اور
بقصد انتقام خون برادر آیا ہون مگر اوسکا قاتل شمشیر قدرت سے مجروح ہی وہ تو زندہ نہ رہیگا تم سپہ سالار دست
راست لشکر ہو اور بظاہر حشم امیر جلال الدین بھی ہو جو تمکو حوصلہ جنگ ہو میدان مین آؤ اور مجھے جواب دو

جنگ کرنا امیر مجاہد الدین ولاور کا تلواس برادر ارجاس مردار خوار سے اور تلواس کا قتل ہونا امیر باتوقیر کے ہاتھ سے



امیر مجاہد الدین نے یہ کلام ... امر کے ... ارادہ جنگ کیا ہر چند سب مانع ہوے مگر امیر باتوقیر نے نہ مانا اور

اس گبر کا سامنا کیا اور نیزہ گبدی کے ہاتھ سے نکال دیا ضربیں شمشیر کی بھی خوب رد کیں آخر روز کشتی شروع ہوئی دو روز برابر گاؤزوربان رہیں لیکن دونوں میں کوئی غالب و مغلوب نہوا تیسرے دن بفضل ایزد غفار اور بتائید پروردگار اس پہلوان کو صدر زین سے اٹھا کر دست حق پرست پر علم کر لیا اور اس زور سے زمین پہ مارا کہ تمام اعضا بدن اس کافر کے ریزہ ریزہ ہوگئے اور سینے پر اس کافر کے امیر با توفیر نے قرار فرمایا اور تکلیف قبول اسلام اس بدانجام کو دی وہ سیہ درون کب قبول اسلام کی قابلیت رکھتا تھا محض انکار کیا امیر نے اسکا سر دھڑ سے کھینچ کے پھینکا یا دور جا کر گرا جمشید پلید کی آنکھوں میں جہان تاریک ہوگیا اور گریبان اپنا تا بہ دامن چاک کیا اور گھوڑے پہ سوار ہو کے امیر کے مقابل ہوا آخر الامر امیر نے اسے بھی زخمی کیا سب امیر کی تعریفیں کرنے لگے امیر جلال الدین نے کہا تمہارے دست و بازو کی طاقت کے کیا اوصاف بیان ہوں واقعی مجھ سے بھی زیادہ آپ نے کارنمایاں کیا سب زخمی گرد صاحب قران اکبر کے حلقہ کیے تھے اور وہ شہریار اسی طرح بیہوش تھا اور وہ سیب قریب دماغ رکھا تھا چھٹا روز تھا کہ سیب کی بو دماغ میں پہنچ رہی تھی اب پریشانی لشکر اسلام کی انتہا ترقی پذیر تھی کہ جس کا بیان تحریر ممکن نہیں القصہ جمشید نے ایک دن اس نہا فکر کا ماتم کیا آخر بولا اب عوض میں اس ستم کے میدان داری کرونگا اور طبل جنگ اپنے نام بجوایا دوسرے روز [illegible] صفوف لشکر میدان میں آیا اور حریف طلب کیا ادھر سے البطال زنگی خوب کو میدان میں گیا اور [illegible] آخر گرفتار ہوگیا۔ راوی کہتا ہے کہ البطال ایسا کبھی نہ تھا کہ اسکو جمشید ایسا جلد گرفتار کر لیتا لیکن وہ حرامزادہ بقریب لڑتا ہوا اس زمین [illegible] پر لیگیا جس پر [illegible] تھا اور [illegible] کے گرفتار کر لیا ان دونوں میں یہ [illegible] نہیں رکھتا تھا اس تکبر و نخوت سے [illegible] مصروف تھا اسی وجہ سے زمین [illegible] البطال کو لیگیا تھا میں کم سے کم تین چار دن میں غالب ہوتا [illegible] گرفتار کیا سنجاشی کو [illegible] مارا [illegible] البطال کو بلایا اور اپنی خداوندی کے دلائل پیش کیے البطال نے اس [illegible] داغ نہ دکھایا اور دل میں کہا قتل کر دونگا سنجاشی نے کہا [illegible] اسکو نصیحت کروں جمشید نے کہا اچھا لیجا سنجاشی البطال زنگی کو لیے ہوئے اپنے خیمہ میں آیا اور ہر چند نصیحت کی مگر البطال نے ایک نہ سنا اور لعن کرتا رہا [illegible] اضافہ کیں آخر سنجاشی ناچار [illegible] شب کو پہونچا اور [illegible] کے سر کاٹ کے البطال کو لیگیا صبح جمشید کو خبر ہوئی سنجاشی پر حد سے زیادہ جمشید خفا ہوا کلمات سخت کہے سنجاشی نے کہا خداوند غصہ نہ ہوں میں اسے سر میدان قتل کرتا ہوں یا باندھ لاتا ہوں جب وہ دن گذرا سنجاشی نے البطال کو طلب کیا البطال کسی بات سے غصہ ہوا آپس میں خوب جنگ ہوئی سنجاشی زخم کھا گیا جمشید پلید نے البطال کو زخمی کیا مصباح اثر در [illegible] آیا وہ بھی زخمی ہوا اب لشکر اسلام میں ایک سردار باقی نہ رہا جو مقابل حریف ہوتا

سب بہادر مجروح ہو گئے ہاں ابوالحسن جوہر اور یعقوب حرانی وغیرہ باقی رہے تھے کہ سرداری و عیاری دونون عہد
اُنکے متعلق تھے جو ایک جماعت زیرکان باقی تھی اُنھون نے جوہر سے کہا اور نمک صاحب قران اکبر کی قسم دی اور
سر کو بھی پانْون پیر رکھا کہ آپ میدان مین نہ تشریف لیجائین آپ بجاے صاحب قران اکبر ہین آپ کو چاہیے کہ
قلب لشکر مین تشریف رکھین اگر اس کافر نے پھر معرکہ آرائی کی اور خدانخواستہ دشمن آپ کے زخمی ہو گئے اور قلب
مین لشکر کے کوئی نہ رہا تو یہ جماعت متفرق ہو جائیگی پھر بڑی مشکل ہوگی اور چارۂ کار دشوار ہو جائیگا ابوالحسن جوہر
کو یہ راے ان لوگون کی نہایت خوب معلوم ہوئی اور قبول و منظور کی دروازہ بارگاہ فلک اشتباہ صاحب قرانی
کے واسطے حکم دیا کہ ہر وقت بند رہے اور بغیر ہمارے حکم کے ہرگز نہ کھولا جائے فقط دروازہ کوچک بارگاہ معلے کا
کھلا رہے جب ابوالحسن جوہر عہدۂ حکومت پر جلوہ گر ہوتے ہین یہ سردار اور مخبران دیوانی مثل شیخ احمد عرب اور
بعض علما اور سلاطین آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ و عمران شاہ بن جمشید کے آتے ہین اور بیٹھتے ہین جوہر
فرمان احکام جاری کرتا ہو جب ان امور ملکی و مالی سے فرصت پاتا ہو صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے
ابو عاس بھی اکثر اوقات واسطے عیادت صاحبقران اکبر کے آتے ہین اور بادری ایدروس اور بدر عالم منجم اور
حکیم مسیح الملک اور دیاقوس طبیب عیسائی کوئی وقت بالین صاحب قران اکبر سے جدا نہین ہوتے تھے
ہر وقت موجود رہتے ہین اور اُسی خیمہ مین ایک طرف سب مجروحین لشکر بھی تھے اور لشکر قریب کوہ تھا لیکن جمشید
نہایت درجہ خوش ہوتا تھا اور ہر ایک سے بہت سجدہ کراتا تھا اور لاف زنی کرتا تھا ابو حاکم وغیرہ تعریفین ایسی کرتے
تھے کہ اسکی خوشامد جمشید کے دماغ کو خراب کیے دیتی تھی آرام طلبی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اب اس کیفیت کو
پہونچگیا کہ جنگ و جدل مین جانا بالکل چھوڑ دیا اور عیش و عشرت مین ہر وقت پڑا رہتا ہو اسوجہ سے بارگاہ مین اپنی
پہلوانون سے کہتا ہو کہ یارو لشکر معز الدین مین جسقدر پہلوان تھے وہ سب شمشیر قدرت سے زخمی ہو چکے اب
چند گمنام باقی ہین وہ کچھ مال نہین تمکو چاہیے کہ تم انھین زیر و زبر کرکے دو چار حملون مین کام انکا تمام کرو جب جمشید
نے یہ کہا سب پہلوان سینکے لاف زن ہوے اور طبل جنگ بجوایا لشکر اقلیموس زنگی سے جو سلطان جمشید تھے
انھین میقاس زنگی ایک جوان نکلا اور بعد صف آرائی لشکر طرفین میدان جنگ مین پہونچا اور مقابل طلب ہوا ادھر سے
ساموس دلاور لشکر آذر شاہ سے اجازت حرب لے کے آیا اور مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار میقاس کو جہنم واصل کیا
بعد اسکے ہلاق دیلمی میدان مین گیا ساموس دلاور کو زخمی کیا اور بکران شاہ نے ہلاق کو قتل کیا حراق فرنگی ادھر
سے آیا اُسنے بکران شاہ کو زخمی کیا پھر ملوس نوبی ایک جوان نے حراق کو زخمی کیا وہ دن اُسی جنگ و پیکار مین
گذرا بلکہ ہر روز یہی معرکہ رہا کہ ایک لشکر نکبت اثر کفار سے آتا تھا اور مقابل طلب کرتا تھا ادھر لشکر اسلام سے کوئی جوان
میدان مین جاتا تھا اور دونون مین لڑائی ہوتی تھی جو کوئی قتل یا زخمی ہوتا تھا اسکے بعد دوسرا جاتا تھا اسی طرح

انتظام رہا۔ کیا جنگ و جدل ہوگی

اب اس قصہ کو یہین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمے ضابط بن اشبوط دیلم اور علقمہ بن القیموس زنگی کے حال مین گذارش کیے جاتے ہین۔

معرکہ آرایان میدان لطف سخن و یکہ تازان عرصۂ ہنر و فن اس داستان حیرت بنیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ ضابط بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگادہ زنگاری پوش بنت نجاشی کی تلاش مین بسواری کشتی متوجہ البطالیہ ہوے اثنای راہ مین بشدت طوفان سے کشتی شکستہ ہوئی اور ہر ایک ہمراہی لطمۂ بحر فنا سے روان و دوان ہوا اگرچہ دونون ایک ایک تختۂ شکستہ پر رہ گئے سو غرق ہوے وہ داخل نار جحیم ہوے اور جو باقی بچے وہ ایک جزیرہ مین پہونچے دیلمی و زنگی اُترے آپس مین مشورہ ہوا آخر یہ راے قرار پائی کہ چندے یہین قیام کرین اپنے اپنے مالکون کی راہ دیکھین شاید اُنہے تختے بھی بہتے ہوے اس طرف آنکلین اگر چھ ماہ کی مدت تک ہم اپنی مراد دلی کو پہونچے یعنے ہمارے مالک بھی پہونچ گئے تو خیر ورنہ بعد مدت چھ ماہ کے ہم لوگ متفرق ہو کے جسطرف آب و دانہ لیجائیگا روانہ ہو جائینگے اور اُدھر کارخانہ قضا و قدر کو ملاحظہ فرمایئے کہ ضابط بن اشبوط دیلمی ملک زنگبار مین پہونچا جو کہ وطن علقمہ کا تھا تن تنہا چلا جاتا تھا دل مین کہتا تھا کہ کیا فکر کرون کسطرح اپنے منزل مقصود کو پہونچون ناگاہ شہر القیموس نمودار ہوا جب شہر مین داخل ہوا اُس شہر کو القیمیت کہتے تھے وہان ایک باغ قریب شہر نہایت خوش قطع دیکھا اندر باغ کے گیا بھوکا از حد تھا ارادہ کیا کہ میوہ اس باغ کا کھائے چنانچہ کچھ میوہ توڑا اور کھایا نہر سے پانی پیا کچھ سیری ہوئی غفلت و کاہلی معلوم ہوئی ایک گوشۂ باغ مین سنگ مرمر کی پٹری پر لیٹا سو گیا القیموس کی ایک دختر بلند اختر علقمہ کی خواہر نہایت حسین و پری پیکر تھی اتفاق زمانہ ناہنجار و گردش فلک کجرفتار سے وہ ماہ پارۂ عالم چاردہ سالگی مین بیوہ ہوگئی تھی بہلاس زنگی اُسکے شوہر کا نام تھا اور بہلاس زنگی کو ایک شیر صحرائی نے پھاڑ ڈالا تھا اور اُس نازنین بہلاس زنگی کی زوجہ کو زنگہ بانو کہتے ہین برس ہوے ہین اسے رانڈ ہوے جب اس پری پیکر پر خواہش نفس غالب ہوتی ہی تو یہ دیوانہ وار گھبرا کر باغ مین آتی ہی اور باغبانون وغیرہ سے جسے خوش قطع اور فربہ دیکھتی ہے اُس سے اپنی خواہش کو پورا کرواتی ہی جب خوب سیر ہوتی ہی تو چلی جاتی ہی اُسی خواہش نفس سے مست و مجنون ہو کے آج بھی حسب معمول وہ حورتمثال باغ مین آئی اور سیر کرتی ہوئی بالین ضابط پہونچی دیکھا کہ ایک جوان ذیشان بے خبر سو رہا ہی بس دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی اور ولولۂ شوق و اشتیاق وصال مین عنان صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹ گئی ایسی بے اختیاری مین کہ ضابط تصور زنگادہ مین سو گیا تھا آواز پا کان مین پہونچی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک نازنین حبشیہ گو سیہ فام ہو لیکن مثل روغن تلخ کے رنگت

چمک ہوا اور چہرے مین نہایت ملاحت اور شوخی پائی جاتی ہے اپنے نوع مین وہ نازنین کسی طرح بری نہین ہے القصہ ضابطہ کا بھی عالم شباب تھا ولولۂ ذوق و شوق اور نشۂ جوانی سے سرشار ہو رہا تھا عورت کو تنہائی مین دیکھ کے بیچین ہو گیا خواہش نفس غالب ہوئی دلمین کہا اب تو یہ حسینان جہان سے کہین بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ شعر

	ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ		شنیدہ کے بود مانند دیدہ

قصہ کوتاہ ضابطہ اٹھ بیٹھا اور اوس نازنین کو بھی پاس بٹھا لیا اول کچھ راز و نیاز کی باتین ہوئین باہم اختلاط ہوا اور نوبت بوس و کنار کی آگئی دونون آپس مین نہایت خورم و شاد تھے زنگہ بانو نے ضابطہ سے حال پوچھا اسنے اپنی سرگذشت بیان کی اور حسب و نسب بھی اپنا ظاہر کر دیا زنگہ بانو نے کہا خاطر جمع رکھو مین تجھ سے نکاح کرونگی ضابطہ نے کہا مجھے قبول و دل منظور ہے کہ یہ خداوند ویلم کا میرے لیے عطیہ ہے زنگہ بانو نے کہا ویلم نہین بلکہ خداوند سواع کی طرف سے جان اس امر مین تھوڑی دیر بحث رہی یعنے ویلم کو وہ خداوند کہتا تھا اور یہ سواع کو آخر جب معلوم ہوا کہ دونون پتھر کے بت ہین برائے نام فرق ہے زنگہ بانو کہ عاقلہ ہے بولی تمھاری زبان مین اس ملک کے لوگ ویلم کہتے ہین اوسی کو ہم اپنی زبان مین سواع کہتے ہین پھر زنگہ نے باغبان سے ضابطہ کی سفارش کی اور ضابطہ سے کہا فلان روز تم اس کوہ مین جو کہ اس باغ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر ہے چلے جانا اور یہ درخت چنار ایک چشمہ ہے اوس چشمہ پر بیٹھنا مین تجھے بلا لونگی ضابطہ نے کہا بہت خوب ایسا ہی سہی زنگہ بانو شہر مین آئی ایک رات بتخانے کی زیارت کو گئی وہین سو رہی صبح کو وہان سے اپنی مان اور صدفال غلام کو جو نائب الملک تھا بلا بھیجا کہا خداوند سواع نے مجھے بدکاری و ہرزہ کاری سے منع فرمایا ہے اور میری نسبت بادشاہ دیار ویلم کے بیٹے سے ٹھہرائی ہے اور فرمایا ہے کہ داماد کو اسی ملک مین بھیجونگا فلان کوہ پہ آئیگا مادر زنگہ بانو بہت خوش ہوئی اور کہا حکم خداوند سواع بسر و چشم بجا لاؤنگی زنگہ نے مان سے کہا اوس پہاڑ پر جاؤ اور دیکھو اگر داماد آیا ہو تو شہر مین دو چار روز کے بعد پھر جاؤ اگر وہ شاید نہ آیا ہو تو تیسری بار پھر جاؤ اور جو تیسری بار بھی نہ آوے تو میرا خواب دروغ تصور کرو صدفال نے ضابطہ کو اسی چشمہ پر بیٹھا دیکھا اور پاؤن پر گر پڑا ضابطہ نے سر اسکا اٹھا لیا اور سینہ سے لگایا پھر صدفال نے حال پوچھا ضابطہ نے اپنا نام و ملک کا بیان کیا صدفال نے پوچھا کس تقریب سے یہان آنا ہوا بولا خداوند نے بھیجا ہے صدفال نے اسکے بیان کو واقعی جانا اور نہایت خوش ہوا بڑی عزت و تکریم سے لیگیا زنگہ بانو نے کہا اب جلد شہر کو آئینہ بند کرو اور سامان عروسی تیار ہو مادر زنگہ بانو نے کہا جان مادر صبر کر تیرے باپ سے بھی اجازت منگوا لون کہ یہ بھی امر ضروری ہے زنگہ بانو نہایت منغص ہوئی اور کہا کہ حکم خداوند کو حکم پدر سے کیا مناسبت خداوند نے کہا ہے آگے باپ کیا چیز ہے القصہ بڑے دھوم سے شادی ضابطہ کی زنگہ بانو کے ساتھ ہوئی اور دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے بعد چندے ایک روز زنگہ نے ضابطہ سے کہا ہم تم چلین کوہ کی سیر کرین ضابطہ بولا بہت خوب الغرض آپس مین مصاحبت کر کے روانہ ہوئے راہ مین ایک جزیرہ ملا ضابطہ نے اپنے ہمراہیون کو پہچانا اور سب سے ملاقی ہوا اور مال و اسباب بھی ہاتھ آیا آخر باہم یہ راے قرار پائی کہ

دونون نقاب چہرے پہ ڈالین زنگہ بھی دعواے پہلوانی کرتی تھی اور ضابطہ بھی جوان زبردست تھا اسواسطے دونون
بہت خوش ہوے اور زیر جبل اعلےٰ روانہ ہوے

اب کچھ حال علقمہ بن القیموس کا گذارش کیا جاتا ہی

شعر

ز راویان سخن پرور اینچنین مرویست
کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

شناوران دریاے سخن وغواصان بحر ہنر وفن اس داستان ندرت بیان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ علقمہ بن القیموس
کا تختہ بہتا ہوا دریاے دیلم مین پہونچا اشبوط دیلمی کا ایک بھائی مشبوط نام ہو اور قلعہ مشبوطیہ مین وہ رہتا ہی اس
قرمساق حرامزادہ نے اپنے نام سے اس قلعہ کو مشہور کیا ہو اور پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے یہ نابکار کبر اس قلعہ
مین حکمرانی کرتا ہی اس پلید کی عملداری مین محصول از قسم جواہرات آتا ہو اشبوط دیلمی کبھی اُسسے کچھ بطور خراج کے لیتا ہی
اور سلطان اپنا نام اُس نحس وشوم نے مشہور کیا ہو اور بھائی کو اپنے پیغمبر بیان کرتا ہی اور اکثر کہتا ہو کہ مین پیغمبر
ہون اور اشبوط بادشاہ ہو اور مشبوط کی ایک بیٹی ہو ضابطہ بانو نام اور باہر قلعہ کے ایک باغ لب دریا واقع
ہی ایک روز ضابطہ بانو حسب عادت بارہ دری باغ کے بالاخانے پر کرسی زرنگار پہ بیٹھی سیر باغ ودریا کر رہی تھی
اور شست دریا مین ڈالے شکار مین مشغول تھی اور ماہی گیر وملاح بھی حاضر تھے ایک ماہی گیر سے ملکہ نے فرمایا
تو جال ڈال اُسنے جال ڈالا قضا وقدر کے کارخانہ عجیب وغریب ہوتے ہین بجاے تختہ علقمہ کبھی آ پہونچا اور علقمہ
بیہوشی مین اُس تختہ پرسے دریا مین گرا اور غوطہ کھا کر دام ماہی گیر مین پھنسگیا ماہی گیر اُس دام کو مع شکار کے حضور
مین ملکہ کے لایا جب نظر ملکہ کی علقمہ پر پڑی ملکہ کو صورت زیبا علقمہ کی نہایت پسند طبع ہوئی ماہی گیر سے فرمایا خداے
دیلم نے خواب مین مجھے بشارت دی کہ کل ایک آدمی کو ماہی گیر بجاے ماہی کے دام مین اسیر کر لاویگا ماہی گیر نے
کہا پھر حضور کو مبارک ہو خواب حضور کا سچا ہی ضابطہ نے دوائین اسکے بدن پر ملوائین اور علقمہ کو ہوش آیا اُس نے
آنکھ کھولی طرفہ تماشا دیکھا یعنے ایک نازنین ماہ جبین برسر بالین کرسی زرنگار پر رونق افروز ہو اس نابکار کو عشق
زنگاوہ زنگاری پوشش محض خام تھا یہان اس نازنین سے پختہ ہوگیا ضابطہ بانو نے ماہی گیر کو انعام واکرام دیکر
رخصت کیا اور فرمایا خبردار تو کسیکا کہین ذکر نہ کریو اور خود وہان سے اُٹھی علقمہ کا ہاتھ ہاتھ مین لیکے بارہ دری مین آئی
اور مسند زرنگار پر جلوہ آرا ہوئی اور اپنے پہلو مین علقمہ کو بٹھا کے باہم گرم صحبت ہوئی اور تختہ نرد کھیلنے لگی
آپس مین راز ونیاز کی باتین ہونے لگین علقمہ ضابطہ کا عاشق ہوا اور ضابطہ علقمہ کے عشق مین مجنون ہوئی آخرکار
ضابطہ علقمہ کو کنیزان حبشیہ مین داخل کرکے قلعہ مین لیگئی وہان تین روز پورے نہ گذرے تھے کہ مشبوط کو علقمہ

کے طالع سے درد قولنج عارض ہوا اور تمام رات رہا اور اسی درد مین تمام ہوگیا ضابطہ موافق ضابطہ اس ملک کے تخت پر بیٹھی علقمہ کو زرکثیر دیا اور کہا تو ساتھ تجمل اور شکوہ کے آ اور میری خواستگاری کر علقمہ بمجرد سننے اس سخن کے اور جزیرہ مین گیا ایک گھوڑا مول لیا کئی ملازم نوکر رکھے کچھ فوج بھی جمع کی اور زیر قلعہ آیا اور موافق تعلیم ضابطہ پیام دیا کہ خداوند دیلم نے مجھے خواستگاری دختر مشبوط کے لیے بھیجا ہی دختر مشبوط نے پہلے بمصلحت کچھ جنگ زرگری کی علقمہ غالب آیا اور سب قلعہ بند ہوگئے آخر دوسرے روز ملکہ نے ایک ملازم سے رات کو دروازہ کھلوا دیا اور اس حیلہ سے دونون قلعہ علقمہ کے تصرف مین آ گئے ضابطہ سے عقد کیا فوج کو ہمراہ لے کے نقاب منھ پر ڈالا جانب جبل اعلیع اپنے لشکر کے روانہ ہوا

اب علقمہ اور ضابطہ بانو کو سرگرم قطع منازل وطی مراحل رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل شدید بن شداد پہلوان کے سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہونے کا گذارش کیا جاتا ہے

نظم

کم گو سخن کہ خاطر دلدار نازک ست
بار گہر نمیکشد این تار نازک ست

ساقی بجام بلورین چہ میدہی
گل را پیالہ کن کہ لب یار نازک ست

بسیار گفتگو نہ کنم پیش چشم یار
دائم کہ طبع مردم بیمار نازک ست

با شیشہ خاطریم تو سنگین دل ای نگار
صحبت میان ما و تو بسیار نازک ست

یکی تازہ تر داستان آورم
پی سامعان ارمغان آورم

منشیان بلاغت شعار و دبیران فصاحت آثار و محرران اخبار ماضیہ و مخبران آثار حالیہ اس داستان صداقت بیان کو یون زیب صفحۂ قرطاس رنگین آساس کرتے ہین کہ پہلوان زمان شدید بن شداد پہلوان سمعاج اژدر کی بھانجی پر عاشق ہوکے متوجہ جزیرہ آفاقیہ ہوا کہ عارضہ منورہ بانو کی دوا اس جزیرہ سے حاصل کرے یہ داستان دفتر دوم گلستان سوم کتاب بوستان خیال مین بتفصیل مرقوم قلم بلاغت رقم ہوئی تھی مگر بطریق اجمال مکرر مذکور ہوتی ہی سمعاج اژدر کو جب شدید بن شداد نے گرفتار کیا اور مسلمان ہونے کو سمعاج نے کہا کہ مین تمنا سے دلی رکھتا ہون لہذا میرا اسلام قبول کرنا اسی شرط پر موقوف ہی میری بھانجی منورہ بانو کو مرض فالج عارض ہوا ہی اگر وہ صحیح ہو تو مین اسلام کو حق جانون اور دین اسلام کو بدل منظور و قبول کرون حکیم خشیجان نے فرمایا اس عارضہ کو فالج طبری کہتے ہین اور اصل اس عارضہ کی یہ ہی کہ جزیرۂ آفاقیہ مین ایک جانور رات کو آتا ہی جسکے سر پر سایہ اس جانور کا پڑتا ہی وہ شخص نصف سیاہ اور بے حس ہو جاتا ہی اور اسی جزیرے مین ایک درخت ہی کہ اسکی پتی کا عرق اس مرض کو دفع کرتا ہی شدید نے جب یہ حکیم کی

زبان سے سنا پچیس ہزار سوار کی جمعیت اپنے ہمراہ لیے جانب جزیرۂ آفاقیہ روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا جہاز پر سوار ہوا
چندروز میں داخل جزیرۂ آفاقیہ ہوا جب آفاق شاہ نے خبر آمد فوج بیگانہ سنی اُسنے بھی فوراً سامان جنگ درست کیا اور
پیش خیمہ شہر سے باہر آیا دونوں لشکر مقابل ہوئے شدید نے خیال کیا کہ اس معاملۂ جنگ کو طول کیوں ہو لہذا مثل سکندر
جو نوشابہ کے سامنے بے خوف و خطر چلا گیا تھا بصورت ایلچی لباس تبدیل کیے نامہ لیکے روانہ ہوا آفاق شاہ نے سنا
کہ سردار لشکر بشکل ایلچی پوشاک تبدیل کیے نامہ لیے آتا ہے نہایت خوش ہوا اور کہا وہ چاہتا ہے مجھے دغا سے یقین ہے
کہ وہ دغا اُٹھائے میں ہی اُسے دغا کیوں نہ دوں بارگاہ کو نہایت زیب و زینت سے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ ایلچی کو
کوئی نہ روکے آنے دے شدید نے وضع اور لباس کو تغیر دیا تھا نامہ گذرانا آفاق شاہ نے اُس نامہ کی بڑی عزت اور
حرمت کی اور بہ آواز بلند فرمایا کہ نامہ پڑھا جائے چونکہ اول ہی میں دعوت دین اسلام کی بابت مضمون مندرج تھا
بعد اسکے دوشیشہ عرق درخت فلان کی خواہش تھی آفاق شاہ نے فرمایا کہ قبول دین اسلام سے تو معذور ہوں لیکن عرق
کا مضائقہ نہیں جب صاحب اسقدر مسافت سخت اُٹھا کر آوے تو ہم کیونکر اُس سے ایسی چیز کہ جسکے دینے میں سوائے
فائدہ کے نقصان نہیں ہے دریغ کریں شدید اس امر سے شاہ کے نہایت خوش ہوا یہ نہ سمجھا کہ شعر

بر تو ضعیفا سے وشمن تکیہ کردن ابلہی است	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

بجائے خود مشورہ کیا کہ اگر مسلمان ہوتا اُسکی عاقبت بخیر ہوتی عرق آئیگا میرا مقصود تو یہی ہے یعنی ذریعہ وصل منورہ بانو
حاصل اسی سے ہوگا غرض اُسکے قریب آگیا آفاق شاہ نے ایلچی سے تملق کی باتیں کیں اور تواضع بے حد کی آخر
شربت وطعام میں داروے بیہوشی دیدی جب یہ بیہوش ہوگیا مسلسل کرکے قید کرلیا اور فوراً قلعہ انوس میں ملک
انوس شیر پیشانی کے پاس بھیجدیا کہ وہ آفاق شاہ کے عزیزوں میں تھا اور نہایت ہوشیاری و حفاظت کی اور تاکید
کی کہ اس قیدی کو بہت خبرداری سے رکھنا اور دوسرے روز لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا بعض دلاوران شجاعت شعار
شربت شہادت نوش فرما کے روانۂ ملک عدم ہوئے اور باقی نے شکست کھائی غار ہاے کوہ و مقامات جزائر میں
گوشہ گیر ہوئے پھر تو لشکر کفار غالب آیا اور سبھوں کو محصور کرلیا اُدھر زوجہ ملک انوس کے درد قولنج عارض ہو گیا اُسنے
کہا بندیوں کو کھانا کھلاؤنگی تو میرا درد جاتا رہیگا کہ اس قوم کے اعتقاد میں اسیروں کو کھانا کھلانا بہترین اعمال سے
ایک عمل تھا بلکہ جانتے تھے کہ اس عمل نیک سے قضاے مبرم پھر جاتی ہو الحاصل جب قید خانہ میں وہ شاہزادی
تشریف لائی شدید کے چہرۂ پرنور کو دیکھتے ہی والہ وشیدا ہوگئی کنیزوں کو ہٹا دیا اور کہا اے جوان دلاور تو اگر مجھے قبول
کرے تو میں تیری نجات کی فکر کروں شدید نے اپنے دل میں کہا یہ تو بڑی بلا ہے بد ہے مگر ناچار مجبور قبول کرنا پڑا شہزادی
وہ تو وہاں سے باہر آئی اور مرض اُسکا دفع ہوگیا تیسرے روز پھر حیلہ درد کا کیا اور زندان میں پہونچی تیر و تبر ساتھ
لیتی گئی اور کنیزان محرم راز سے فرمایا ایک ہاتھ اس جوان کا قید سے چھوڑا دو اور دروازہ قید خانہ کا بند کر دو شدید نے

دو روز مین حلقۂ دست سو ہن سے ریت کے جدا کیا اور طوق گردن بھی رہتا اور باقی بند چھوٹے چھوٹے زور سے مرطور کے توڑ ڈالے
کہ کسی کو اصلا نہ معلوم ہوا دوسرے روز جو نگہبانان مجلس سے شدید کے لیے آب و طعام لایا جیسے ہی قفل زندان کھلا اور
در زندان وا ہوا شدید جوان دلاور کو خلاص پا جاتا تھا کہ غل مچائے شدید نے وہی زنجیر صد منی اٹھا کے اسی زور سے
ماری کہ اس کافر نے سانس بھی نہ لی سپید ہا رواۂ سقر ہوا اور شدید دلاور دروازۂ مجلس کھول کے باہر آیا اور رجوع قلب سے
زوجۂ ملک انوس کو دعا سے بخیر دی اور دل مین کہا خدایا اس سے مین نے بضرورت وعدہ بحجر کیا لیکن اُسنے تو مجھ سے
نیکی کی ہر چند کہ اُسنے بغرض یہ حرکت کی لیکن مین اُسکی غرض کو نہین نکال سکتا کس واسطے کہ اس سے کسی طرح کی حرکت کرنا
حق شوہر مین خیانت کرنا ہی قابل تعزیر ہو جاؤنگا اور مین نے وعدہ اس سے کیا ہی اب مجھے کچھ بن نہین آتا کہ مین کیا کرون
سخت حیرت مین گرفتار ہوا تھا جب دربانون کو خبر ہوئی کہ قیدی نکلا جاتا ہی سب نے آکے شدید بہادر پر یورش کی اس بہادر
دوران نے دو دو کی گردنین پکڑ کے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے سو آدمی اس طرح سے قتل کیے سامنے سے سب بھاگے
اور کہتے تھے کہ آدمی ہو تو اس سے لڑین دیو سے کیونکر لڑین اسی اثنا مین ملک انوس کو خبر پہونچی وہ بھی نکلا شدید کے
مقابل ہوا تلوار چلی شدید نے تلوار ملک انوس کی چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا انوس کے دل صفا منزل
مین آفتاب حقیقت دین اسلام پرتو افگن ہوا از سر صدق مسلمان ہوا شدید بہ صدق و صفا ملک انوس سے
پا کر اُسکی ہلاکت سے دست بردار ہوا ملک انوس نے شدید پہلوان کی دعوت بڑی دھوم سے کی باہم کھانا کھایا شب کو
وہین آرام کیا زوجۂ ملک انوس بفضل ایزد غفار اور بتوفیق پروردگار اپنی نیت و ارادے سے دل مین نہایت پشیمان
و شرمسار ہوئی اور تمام رات توبہ و استغفار مین مصروف رہی آخر شب ایک آواز غیب سے آئی کہ اے خاتون توبہ تیری
قبول ہوئی تو ایک رقعہ شدید کو لکھ اور اپنے حال سے مطلع کر غرض زوجۂ ملک انوس اس آواز غیب سے نہایت خوش
ہوئی اور سجدہ درگاہ خدا مین بجا لائی اور ایک رقعہ مین اپنا حال لکھ کے شدید پہلوان کی خدمت مین روانہ کیا شدید جلد
نے جو وہ رقعہ دیکھا نہایت خوش ہوا اور اُس نے بھی دو رکعت نماز شکر بدرگاہ مسبب الاسباب مین ادا کی بعد اسکے
ملک انوس نے شدید پہلوان کے ساتھ پانچ ہزار سوار جرار برائے حفاظت مقرر کر کے پشت کوہ سے پو پھٹتے دن روانہ
کر دیا شدید پہلوان اُسوقت اپنی فوج مین پہونچا کہ مردان فوج اُس وقت شدید بن نہایت پریشان تھے اور ہر ایک مناجات
درگاہ قاضی الحاجات مین کر رہا تھا اور لشکر آفاق شاہ اُن بیچارون پر طرح طرح کے ستم ایجاد کر رہا تھا وہ لوگ اپنی جان سے
تنگ آ گئے تھے شدید پہونچا دیکھا لشکر ملک انوس کل فوج کو بیان کی محاصرہ کیے ہوئے مانند شیر ژیان کے گو سفند پر گرا اور کشتون
کے پشتے لگا دیے آخر اس فوج گمراہ کو شکست ہوئی آفاق شاہ نے سنا پہلے تو حیران ہوا جب تحقیق معلوم ہوا کہ شدید
پہلوان کی بہادری ہی اور یہ ساری کارسازی اُسی کی ہی تب ملک انوس نے فرمایا کہ عجب وقت مین لشکر اسی کی سے
بیرقان بہر شوکت اور صیقال بہر شوکت سپہ سالاران زبردست و قوی ہیکل تھے کوئی اس ملک مین اُنکے برابر نہ تھا

کہ جو مقابلہ کرتا بعد اُسکے پھر اُس ملعون نے لاف زنی کی آفاق شاہ نے ناچاران پہلوانان نامدار سے دوبارہ مقابلہ کیا شاہ پہلوان نے صف آرائی کی بعد تسویۂ صفوف کے اول جسنے عزم میدان کیا وہ بہرام شیرزور خواہرزادۂ میقال ببر شوکت تھا بادشاہ اور اپنے ماموں سے رخصت میدان لیکے رزمگاہ مین پہونچا اور طالب حریف ہوا ملک انوس جدید الاسلام مقابلے کو اس کافر بدکار کے پہونچا

جنگ وجدال بہرام شیرزور سے اور ملک انوس شاہ جدید الاسلام سے



بہرام شیرزور نے کہا ای ملک انوس اس سن مین تیری عقل کو کیا ہوگیا ہی اپنے ہوش درست کر پاس نمک شاہ قمر رونق تو دشمن بادشاہ سے ملگیا ملک نے فرمایا ای بہرام تو ابھی بچہ ہی بات سمجھ کے نہین کہتا عاقل وہ ہی جو اپنے نیک و بد کو خوب دریافت کرے اور سمجھے اور خانۂ دنیا و آخرت کو معمور و آباد رکھے بلکہ اول عاقبت کا کام درست کرے بعدہ دنیا کا خیال کرے مجھپر حقیقت دین اسلام کی مانند آفتاب جہانتاب کے روشن ہوگئی ہی اسوجہ سے اس بہادر کی دین لئے اطاعت کی اور یہ امر قبول و منظور ہوا کہ مشرف باسلام ہوا اور اگر بادشاہ میرے اختیار مین ہوتا تو مین شرط نمک حلالی بجالاتا اور دین حق کیطرف دلالت کرتا پھر جو اُسکا دشمن ہوتا اُسکا مین دشمن و تشنۂ خون ہوتا بہرام نے کہا یہ تیرہ میرے ہاتھ سے لے کہ تیری عقل معلوم ہوگئی یہ کہکے ایک ضرب تلوار ملک انوس پر لگائی ملک نے وہ ضرب ردکی اور اُس ملعون کو زخمی کیا میقال آیا اُسنے ملک کو زخمی کیا پھر پہلوان عالی نژاد والا نباد یعنے شہریار بن شداد جسکا لقب صاحبقران اکبر کی سرکار سے جہان پہلوان ہی میدان رزم مین آیا اور میقال اور صیقال دونون کو دست حق پرست سے علم کرلیا۔

میدان جنگ مین شدید بن شداد جہان پہلوان صاحبقرانی کا دو پہلوانون کو دونون ہاتھون پر بلند کرنا



اور باندھ لیا تا اینکہ ایک روز مین بیش پہلوان نامی وگرامی زخمی کیے بادشاہ کے ہوش و حواس باختہ ہوگئے ناچار مجبور ہو ناچار پیغام بھیجا کہ اب حال مجھ مین نہین ہے مدعا آپ کا کیا ہے۔ شدید پہلوان جہان نے فرمایا وہی جو نامہ مین مندرج تھا پھر آفاق شاہ نے پیام دیا کہ یہان سے وہی جواب ہے جو کہ اسوقت جہان پہلوان نے سنا تھا فرق اتنا ہے کہ اسوقت بمکر کہا تھا اب بصدق دل کہتا ہون پہلوان جہان نے پھر جواب مین اسکے کہا کہ درست ہے پہلے بادشاہ کا جواب نہ تھا کہ عرق کے شیشے دیتا تھا اور دین اسلام قبول نہ کرتا تھا اگرچہ مین اسوقت بھی راضی نہ تھا اور ہونا اسلیے کہ مطلب ہم ہمارے آقا اور تابعین کا ترویج دین اسلام ہے چاہتا ہون کہ تمام عالم مین یہ دین رائج ہو لیکن اب بادشاہ خود جانتا ہے کہ کیا عمل سرزد ہوا ہے اب کیونکر فقط عرق لینے پر راضی ہون بس اس زمانے مین پہلے قبول دین اسلام ہو بعدہ دوسرا کام ہو یعنے عرق درخت کا طالب ہونگا جب آفاق شاہ نے یہ جواب سنا اور دیکھا کہ کسی طرح پہلوان جہان کی رضامندی نہین ہوتی خود اٹھا اور جہان پہلوان کے دیکھنے کو گیا پہلوان شدید بن شداد نے جب آمد آفاق شاہ سنی خود استقبال کو تا لب فرش گیا اور بڑے اعزاز و احترام سے بارگاہ مین لایا اور شربت وغیرہ حاضر کیا جب دماغ نشہ شراب سے گرم ہوا اور خوب سرور ہوا آفاق شاہ نے جو کہلا بھیجا تھا وہی زبانی خود بھی بیان کیا

جہان پہلوان نے بھی وہی جواب ترکی بترکی دیا آفاق شاہ نے کہا اے پہلوان اگر فی الواقع تمہارا دین اور تمہارے
صاحبقران کا مذہب برحق ہے تو اپنے خدا و رسول سے درخواست کرو کہ اس جانور کی اذیت جو کہ ہر سال ایک جماعت کو
اس مرض مہلک میں گرفتار و ہلاک کرتا ہے برطرف و دفع کردیں اور اپنے معتقد کو اس مرض سے نجات بخشیں تو پھر سب
صغیر و کبیر و برنا و پیر اس جزیرے کے صدق دل سے مسلمان ہونگے ورنہ اگر ہم بجبر مسلمان ہوئے تو کیا جبر میں کچھ لطف
نہیں بلکہ ہمارے نزدیک یہ اُسی طرح کا معاملہ ہے کہ جو تمہارے پیغمبر اور اُنکی آل پر بعد پیغمبر گذرا جو لوگ بجبر مسلمان ہوئے تھے
جب اُنکو موقع ملا اُنھوں نے عوض اُنکی اولاد سے لیا اور ایسا سلوک اُنکے زن و فرزند سے کیا کہ کسی پیغمبر کی امت نے اپنے
پیغمبر کے اہلبیت سے نہیں کیا معرکۂ کربلا میں ہزارہا حافظ فرقان حمید و قرآن مجید موجود تھے اور خیال یہ تھا کہ جب فرزند
پیغمبر کو شہید کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اسکا مطلب یہ تھا کہ جسطرح اہل اسلام نے اُنکے جد و پدر کو قتل کیا اور تکبیر کہی اسیطرح
ہم اُنھوں نے بھی پیغمبرزادے کو قتل کیا اور تکبیر کہی شد بدین شد جہان پہلوان نے جو یہ تقریر آفاق شاہ بادشاہ کی سُنی
چپ ہو رہا کچھ جواب نہ دیا اور تامل بسیار کیا اسکا جواب میں کل دونگا آفاق شاہ نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے کل ہی لیکن یہ
بات کا جواب ہو کہ میں نے مثالاً کہی ہے آپ کیا دے سکتے ہیں کس واسطے کہ ایسے بھی بہت مسلمان تھے کہ جو پیغمبر کے پیچھے
نماز بلکہ پڑھتے تھے اور وہ سجدہ خدا کو نہ کرتے تھے بلکہ بتون کو آستینون میں پوشیدہ رکھتے تھے اور ہنگام سجدہ اُن بتون
کو سجدہ کرتے تھے چنانچہ عین نماز میں جب وحی نازل ہوئی اور حکم آیا کہ ہاتھون کو کھولدو اُسوقت بت آستینون سے گرے
جہان پہلوان نے کہا خیر میں شب کو فکر کرونگا دیکھوں کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے آفاق شاہ نے کہا بہت خوب
یہ کہکے رخصت ہوا اور اپنے خیمہ میں چلا گیا اور پہلوان جہان کی از حد تعریف کی کہا جو مرد میدان و با ایمان ہیں اُنمیں خلق و
مروت از حد ہوتا ہے کہ یہ بھی شاید رکن اسلام ہے ہرچند کہ میں بھی بڑی جرأت سے اور نہایت جوانمردی صرف کرکے پہلوان جہان
کی خدمت میں گیا مگر پہلوان جہان نے بھی بہت بڑی جوانمردی کو کام فرمایا حق یہ ہے کہ عجب دلاور و بہادر ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس جوان بہادر کا دین بھی حق ہے مگر میں نے بھی ایسی گفتگو کی کہ اس منصف مزاج و عالی منزلت کو جواب نہ بن پڑا
چپ ہو رہا اور دوسری یہ تکلیف شاقہ ایسی دی کہ دیکھیے اسکا کیا علاج کیا جاتا ہے اور کیا صورت ظہور پذیر ہوتی ہے
آفاق شاہ کے بعد پہلوان جہان نے خیمہ عبادت برپا کرایا اور تین روز روزہ رکھا کچھ کھایا اور نہ پیا اور بہ رجوع قلب
عبادت بجا لایا حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کو شفیع گردانا تھا اور بتعصب سپہ گری سے قسم بھی کھائی عہد کیا کہ خداوند تعالیٰ
جب تک اپنے مطلب دلی پر فائز ہونگا ہرگز نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا تین روز بوجہ افطار روزے کے بشرط افطار ضرور
ہی تھوڑا پانی پیا ورنہ کچھ نہ کھایا۔ چوتھی شب کو بوقت سحر جو اس پہلوان کی آنکھ لگی ہوئی عالم واقعہ میں چشم بصیرت وا ہوگئی
دیکھا کہ ایک شخص بزرگ ظاہر ہوئے اور اُسکا ہاتھ پکڑکے ایک باغ دل کشا و فرحت افزا میں لیگئے وہ باغ درحقیقت قابل دید
تھا اُسکی تعریف میں زبان بیان لال ہے اور ایک حرف زبان سے نکلنا محال ہے اور طبیعت بیحال ہے ایسی قطع دلچسپ اُس

باغ کی تھی کہ تشبیہ اسکی ذہن میں نہیں آتی - دربان کبیل پردہ لایا اور کہا یہان کا ارادہ اور اپنا مطلب عرض کر تاکہ جواب
باصواب تجھے حاصل ہو شدید نے کہا غلام کا ارادہ ترویج دین اسلام کا ہی اس ملک کو چاہتا ہوں کہ اسلام آباد ہو
بادشاہ نے ایک درخواست کی ہی اس سے نہایت مضطر و حیران ہو رہا ہوں کہ نہیں کیا جواب دوں ارشاد ہوا کہ اس مقام
سواری کر کر دست راست کی طرف تین دن برابر جاؤ اور سو نفر دلاوران قدر انداز تمہارے ساتھ ہوں ایک جگہ
پہونچو گے کہ جہان کوہ گردون شکوہ ہوگا ایک طرف اس پہاڑ پر جانے کی راہ ہی تم ادھر جاؤ سوار تیر کمان میں جوڑے
رہیں کہ راست و چپ سے شیر ہجوم کرینگے انھیں مارنا پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ جانا وہان ایک گنبد نظر آئیگا اس گنبد میں ایک
درویش خدا رسیدہ رہتا ہی اسکی خدمت میں مطلب دلی اپنا اظہار کرنا خداوند کریم کے فضل و کرم سے مقاصد دلی تمہارے
بر آئینگے پہلوان جہان خواب سے بیدار ہوا اور اپنے مکان کو روشن و منور پایا بوے خوش آتی تھی یہ دیکھ کے شکر خداوند
جان آفرین بجا لایا لشکر کو وہیں چھوڑا سو نفر سواران شجاع و جرار ہمراہ لیکر گردون پر سوار ہوا اور چلا چوتھے دن اس جزیرہ میں
پہونچا کوہ پر چڑھا لشکر اپنا ملک انوس کے سپرد کیا اگر مقتال و صیقال نے جب یہ حال دیکھا از سر صدق مسلمان ہوئے
ساتھ چلے گردون کو بھی زیر کوہ چھوڑا اور آگے روانہ ہوا اب دیکھا کہ شیر راست و چپ چلے آتے ہیں کبھی ادھر سے کبھی کمان
کر کمین اور تیر جان ستان چلے ان شیرون کا شکار ہوا قصہ مختصر جہان پہلوان نے پانچ شیر بضرب شست و لکد مارے اور
بارہ شیر تیرون سے قتل کیے ادھر یاران دلاور نے بھی دو دو شیر ایک ایک حملہ میں مارے اور پہاڑ پر چڑھ گئے تلاش کی
ایک گنبد نظر آیا کہ نہایت خوش قطع سنگ رخام کا بنا ہوا تھا عظمت و شوکت اس گنبد سے پیدا تھی اور باغیچہ نہایت پر فضا
و سرسبز و شجر میوہ دار خوب پھلے ہوے شاخین جھوم رہی تھیں ہر بار ہوا کے ساتھ زمین پر بوسہ دیتی تھیں اور سبزہ و دستہ گلاب
لائق درود اور جوانان باغ آب شبنم سے وضو کیے تسبیح خوان قمریان ذکر حق سے تر زبان اب جہان پہلوان گنبد میں داخل ہوا
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی شکل سفید ریش کرسی زر نگار پر بصد جاہ و تجمل بیٹھا ہی اور یاد الہی میں مشغول ہی جہان پہلوان
نے رسم سلام ادا کی دست بوس ہوا وہ بزرگ بھی تعظیم کو اٹھا سب قدمبوس ہوے آخر معلوم ہوا کہ فقیر صاحب اولاد سے
شدید بن شداد کو اور حیرت ہوئی فقیر بھی ہمکلام ہوا مزاج پرسی ہوئی کہ بسبب تشریف آوری پوچھا شدید نے اپنا قصہ بیان کیا
فقیر گھر میں گیا اور پانچ بکریان ذبح کین خوب کھانا پکوایا دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا چنا گیا پہلوان جہان نے خاصہ نوش فرمایا
اور وہین آرام کیا درویش عبادت پروردگار میں مشغول ہوا جہان پہلوان بھی عبادت کرتا تھا درویش نے وقت صبح شدید کو بلایا اور
حال پوچھا یہ بولا شاید خواب میں غیب نے تمہاری طرف رہنمونی کی میں حاضر ہوا - درویش نے کہا درست ہی مجھ سے بھی فرمایا ہی
شدید حیران ہوا پوچھا تمسے کس نے فرمایا درویش بولا میرے مرشد محبوب الحق جو تمام عمر منھ پر نقاب ڈالے رہے اور برقع پہنے رہے
نماز کے سوا کسی وقت برقع نہ جدا کرتے تھے انکی قبر اسی پہاڑ پر ہی اور میں مجاور اسکا ہوں تمکو جسنے بھیں پردہ اسطرف ہدایت
کی تھی وہی حضرت تھے جہان پہلوان نے دوبارہ اس بزرگ کے ہاتھ چومے اسکے ساتھ قبر مرشد پر گیا فاتحہ پڑھا نذر گذرانی

پھر اپنے مقام میں آیا اس درویش کا نام حبیب تھا گنبد میں گیا ایک تھیلی کہ اُس میں بیج بھرے ہوئے تھے لایا جہان پہلوان
کو دیئے اور کہا یہ تخم لیجا کے ملک آفاق شاہ کو دینا کہ اپنے اور رعایا کے گھر میں وہ بوائے جس گھر میں یہ درخت لگا ہوگا
وہ طائر نہ آئیگا اور جو شاید آیا بھی تو وہ خاصیت جو کہ آنکھوں میں ہے برطرف ہو جائیگی ریحان اصفر اسکا نام ہے جہان پہلوان نے
اُسکے ہاتھوں پر بوسے دیئے بولا اے بزرگ عالم میں نے تو یہ باور کیا لیکن اور لوگوں کو کیونکر یقین ہوگا کہ ان بعد ایک سال
کے جب یہ درخت بڑے ہو جائینگے اور گل و ثمر لائینگے اور طائر کے آنے کا موسم گذر جائے اور کبھی کو آسیب نہ پہنچے
اُسوقت وہ مسلمان ہونگے کم سے کم ایک برس چاہیے اور مجھے ایک دن کی فرصت نہیں بلکہ اب بھی گمان ہے کہ تاریخ اعظم
باقی رہی ہو یا نہو غالب کہ تمام ہو چکی ہوگی خیر میں مضمون کتاب کا اوروں کی زبانی بھی سن سکتا ہوں لیکن جانا مجھے
ضرور ہے کیا سفر اتفاق ہے یہ نہیں سہی جو تو چاہیے تھی صاحب نے کی میری اور تمام اہل جزیرے کی دوا سے درد عنایت
فرمائی درویش حبیب مسکرایا اور ایک اسم پڑھا ہوا پر دم کیا چار ساعت کے بعد طیران طائر بزرگ کی آواز سب کے
کانوں میں آئی ناگاہ دو جانور عجیب الخلقت آکے درویش کے آگے ایک پتھر پر بیٹھے مشرف بدین شد جہان پہلوان
نے دیکھا کہ وہ جانور برابر گھوڑے کے قد آور ہیں اور ہشت پا ہیں بطرز حیل سے ہیں اور مانند مرغ کے سر پر تاج ہے
اور نقطے سیاہ و سفید و سرخ داغ سے تا دم برابر نصف سیاہ اور نصف سفید ہیں اور آنکھیں ایسی کہ دیکھنے کو خوف
معلوم ہوتا تھا جہان پہلوان نے پوچھا اے مرشد یہ کیسے جانور ہیں درویش نے فرمایا یہ وہی جانور ہیں جنکے سایہ سے
مرض فالج ہوتا ہے انھیں جانوروں نے زن و مرد جزیرہ وغیرہ کو غمگین و بدتر از مرگ کر دیا ہے انھیں کے سایہ سے
شب جو تا سیہ یں وہی حالت ہو جاتی ہے شاید پہلے آہستہ کہا اگر حکم ہو تیر سے بیجان کروں درویش نے فرمایا کیا
تمہارا تیر کہاں لگیگا اور جو شاید لگا بھی تو کارگر نہو گا کہ یہ انھیں میں ہیں جو بدعوت مسخر ہو کے آئے ہیں ورنہ انھیں
کوئی دیکھ نہیں سکتا جب غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اسپر انکا سایہ پڑتا ہے اُس جزیرے میں نافرمانی مالک حقیقی بہت
پھیلی ہوئی ہے یہی وجہ ہے جو ان طائروں کو آپ پر تسلط فرمایا ہے کہ ہر سال یہ جانور دونوں جاتے ہیں بلکہ اُسی جزیرے کے
حوالی میں رہتے ہیں مگر اب چونکہ اہل جزیرہ مسلمان ہوئے اور ترک فسق و فجور کیا حق تعالٰے نے اس بلا کو اُنسے دفع کیا
شہزادہ سنکے خاموش ہو رہا درویش نے اور ایک اسم پڑھا اُن پر دم کیا کہا اے ابلق الطیر اب وہ وقت آیا ہے کہ اسباب
سفر مہیا کرو اور اب اپنا مسکن و ماوٰے دوسری جگہ جہاں حکم الٰہی ہو مقرر کرو اور جو کچھ بادۂ شفا خداوند برحق نے تمکو
عنایت فرمایا ہے ہمکو دو بعدہ ایک خادم سے کہا کہ ایک ظرف کلاں پُر از آب اُنکے آگے لاکے رکھ دو چنانچہ حسب الحکم ایک
ظرف پُر از آب دونوں جانوروں کے آگے رکھدیا دونوں جانور اُس ظرف پر آئے اور خوب پانی پیا اور پرواز سوئے
آسمان کی۔ درویش نے فرمایا وہ ظرف لاؤ جب سامنے ظرف آیا دیکھا تو اُس ظرف کا پانی مانند سنگ کے بستہ ہوگیا تھا
اور رنگ بھی پانی کا ابلق تھا اسطرح کہ بال برابر کم و زیادہ نہ تھا جہان پہلوان کو حیرت ہوئی اور پوچھا کہ واقف اسرار

خفی و جلی یہ اسرار کیا ہے فرمایا اسے بھی تم لے لو اور خوب احتیاط سے رکھو جس درخت کے عرق سے لوگ شفا پاتے ہین وہان جاؤ اور گرد درخت مذکور کے حوض پختہ بنواؤ بیچ درخت کے قریب سوراخ کروا اور یہ پتھر انگیٹھی مین رکھکے اس سوراخ مین رکھدو اور مٹی سے بند کردو بعد چند ساعت کے درخت سے عرق جاری ہوگا اس کثرت سے کہ ہر شاخ و برگ سے پانی ٹپکے گا اور اسقدر پانی آئیگا کہ سب حوض بھر جائینگے پس حاجتمند لوگ ٹھلیان اور گھڑے لیے کھڑے رہینگے اور پانی ان حوضون سے بھر لینگے بر وقت ضرورت کام مین لائینگے اور یہ ستور صرف کریگے تین دن تک عرق درخت بہنہ کی طرح بہیگا بعدہ اسی حوض مین سب لوگ نہائین غالب ہے کہ تمام اہل جزیرہ کو کافی ہوگا اور سب صحت پائینگے اور وہ تخم آفاق شاہ کو دینا وہ سب لوگون کو تقسیم کردین تھوڑے تم بھی ساتھ رکھنا اور جسقدر عرق مطلوب ہو لیجانا انشاء اللہ تعالے مرض برطرف ہوگا تمام عمر امن مین رہیگا اور آفاق شاہ مع متعلقین بصدق دل مسلمان ہوگا اہل جزیرہ بھی اسلام قبول کرینگے مگر اے شدید پہلوان جہان جب تم اردو سے معلے مین پہونچوگے صاحب قران اکبر کو ایک بلا مین گرفتار دیکھوگے لیکن کچھ اندیشہ کی بات نہین ہر پھر انھین روزون مین وہ بلا دفع ہوجائیگی اور اس بلا سے بفضل و کرم ایزد پاک نجات ملجائیگی ایک بزرگ کا قدم مبارک آئیگا برکت سے اس قدم ہمایون کی وہ صدمہ و ملال دفع ہوجائینگے تم میرا سلام صاحب قران کی خدمت مین ضرور پہونچا دینا ابیقال اور پہلوان جہان نے کہا بسر وچشم ہم حضور کا سلام پہونچائینگے بعد اسکے اس درویش بزرگ سے رخصت ہوکر روانہ ہوے اب کوئی شیر وغیرہ نظر نہ آیا اور آفاقیہ مین پہونچا ابیقال آگے بڑھ گیا پہلوان جہان کی بادشاہ سے اطلاع کی اور جو کچھ حال دیکھا تھا وہ بھی بیان کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور بصدق دل مسلمان ہوا اور جہان پہلوان کا استقبال کرکے عزت و تکریم سے لایا اور بعد مزاج پرسی کے کہا اے مروج دین حق میرے طالع کی خوبی اور بلندی بخت ہے کہ آپکے قدم مبارک آئے اور یہ شہر پارہ دولت مداری کی بدولت راہ راست دیکھی اور عاقبت بخیر ہوئی تاریکی ضلالت سے نکلا اور تا شہانہ حلقۂ غلامی صاحب قران اکبر کا زیب گوش جان کیا اب آپ میرا قصور معاف فرمائین اور ارکان اسلام تعلیم کیجیے کہ جس سے میرا قلب روشن و منور ہو اور مین دونون جہان مین رستگار ہون جہان پہلوان نے کلمۂ شہادت و توحید خالق یزدان تلقین کیا اور فرمایا کہ خدا وند کریم ٹھرایا اور پروردگار اور لوا سے سرور کائنات سایہ گستر ہو آفاق شاہ اور جمیع امرا و وزرا اور اراکین سلطنت و اہالیان مملکت جسقدر در دولت پر حاضر تھے بخلوص نیت و عقیدت دل مسلمان ہوے اور سب نے بزبان صدق اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا۔ بعد اسکے شدید بن شداد جہان پہلوان کی بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئینہ بند کیا تھا اون کا منھ کھلوا دیا تین روز تک جلسہ رہا چوتھے روز وہ تخم تقسیم کئے سب لوگ بجتیجہ آپ سوار ہوے وہ درخت دار الملک سے دس فرسخ پر تھا اعلے و ادنے ساتھ ہوئے وہان پہونچے تنہ مین سوراخ کیا اور موافق حکم درویش بزرگ عمل مین لائے تا شام سب حوض لبریز ہوگئے ارباب حاجت بقدر ضرورت لیگئے بعد اسکے سب نے غسل کیا اور تین دن تک چشمۂ فیض جاری رہا مریض جسقدر تھے سب نے صحت پائی

عارضہ دفع ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ چالیس روز کامل جہان پہلوان اُس جزیرے میں قیام پذیر رہے بعد اسکے قرابے عرق کے اور تحفے لیکے راہی اُردو سے ملے ہوئے اثنائے راہ میں قلعہ سمعاجیہ متعلقہ دیار دیلم کہ راہ میں تھا وہاں گئے عرق بھیجا منورہ بانو کو شفائے کلی حاصل ہوئی غائبانہ محبت شدید بن شداد کی اسکے دل میں ایسی جاگی کہ جسکی انتہا نہیں لوگوں سے کہتی تھی کہ مجھے اس مرض سے زندگی کی امید نہ تھی اس جوان نے مجھے اپنی کنیز بنا لیا اور جان بخشی کی۔ پھر اپنے ماموں سمعاج اژدر کے دیکھنے کا ارادہ کیا جہان پہلوان نے نائب سمعاج سے کہا میں آگے جاتا ہوں تم عقب سے منورہ بانو کی سواری روانہ کرنا اُسنے قبول کیا اور شدید نے بار کی فرمائش تھی کہ ایک دفعہ جلد جمشید کے جمال خورشید مثال کی زیارت کروں جسکے لیے کیسی کیسی آفتیں اور مصیبتیں گوارا کیں مگر عالم شرع سے مجبور ہوا اس امر سے درگذر کیا اور جانب جبل اعلیٰ نہضت فرمائی

کوچ کرنا شدید بن شداد و جہان پہلوان کا بہمراہی منورہ بانو کے جبل اعلیٰ کی طرف



اب شدید بن شداد و جہان کو راہ میں رکھا جاتا ہے اور کچھ حال بدمآل جمشید پلید ملحد علیہ اللعن کا گذارش کیا جاتا ہے

نظم

سائل نجات کا ہوں خدائے کریم سے
گلزار ہو رہے ہیں معطر نسیم سے
اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے

رحمت بزرگ تر ہی گناہ عظیم سے
یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ میں
دو باتیں کیوں نہ ایک سخن نے کلیم سے

آئی تھی کل کی سنبل و عنبر شمیم سے
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
خال جبین ستارہ تو ہی بانگ کہکشان

رُخ چودھویں کا چاند ہیں صاف صاف ہم سے

نکتہ سنجان افسانۂ حیرت افزا و راویان روایات غرابت انتما و خازنان گنجینۂ گفتار و صیرفیان نقود اخبار اس داستان نادرۂ بیان کو اسطرح قلمبند کرتے ہیں کہ جمشید پلید جب حد اعتدال سے گذر گیا ظلم پیشہ ہوا الحاد سے الوہیت کا دعوے کیا بمقتضائے آیۂ کریمہ - فقد حقت علیہ کلمۃ العذاب - جیساکہ معرض تحریر و تسطیر میں آیا - آمدم برسر تسلسل داستان جمشید بدبخت ہر روز طبل جنگ بجواتا ہے اور دو تین کو زخمی کرتا ہے یہانتک کہ جملہ پہلوانان عالی شان لشکر ظفر پیکر صاحبقران رفیع الارکان کے مع امیر باتوقیر امیر مجاہد الدین و امیر جلال تہور شعار اُس کافر ملعون کی تیغ مسحور سے زخمی و مجروح ہوگئے اور اُن مجروحوں کا حال یہ تھا کہ بسبب تاثیر سحر کے بے حد و نہایت شکایت سوزش و درد کرتے تھے وہ اسوقت کہ جب چندان غش سے افاقہ ہوتا تھا ورنہ تمام روز اور تمام شب بیہوش رہتے تھے اب جمشید بھی خود متوجہ میدان داری نہیں ہوتا ملخاس مصری القوم مصری میدان میں جاتے ہیں اور مسلمانوں کو زخمی کرتے ہیں غرضیکہ اہل اسلام پر بیحد بہت تنگ آگیا ہے مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں کرتے ہیں مجبور تھے بیچارے کیا کرتے کہ نہ کوئی سعی مفید ہوتی تھی اور نہ کوشش کارگر ہوتی تھی صاحبقران اکبر فلک قدر کا حال بھی ویسا ہی تھا - شعر

تا درنہ رسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر کار کہ ہست

اور دوسرا غضب یہ ہے کہ جو شخص حکیم صاحب کے پاس واسطے بیان حال صاحبقران اکبر کے جاتا ہے وہ دن بھر خراب و خستہ پھرتا ہے اور شام کو پھر آتا ہے کہ راہ نہیں ملتی ہے ہمراہیوں سے بعض اشخاص جو چندان علم ہیئت و علم نجوم سے بہرہ رکھتے ہیں رمّال بھی اُنھوں نے قواعد نجوم سے دریافت کیا اتنا معلوم ہوا کہ مآل کار اسوقت کا بخیر ہوگا اور مدت کو ہر چند چاہا معلوم ہو کچھ معلوم نہ ہوا حساب کیا غلط ہوگیا یا سہو واقع ہوا الحاصل ایکروز جمشید نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اور دوسرے روز سمکال زنگی لشکر کفار القیموس سے میدان میں آیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا یہاں سے سیاہی حسن دلاور بیاور سیاہی سالم مقابلے کو گیا اور زخمی ہوکے واپس آیا سمکال نے دوسرا حریف طلب کیا اس عرصہ میں ایک گوشۂ بیابان سے دامن گرد چاک ہوا نقابدار زرد پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا اور میدان میں آکے وہ فوج صف آرا ہوئی اور سمکال سے کہا کہ اے او نابکار و غدار کیا غرور کرتا ہے ناحق لاف زنی کر رہا ہے زنگی نے کہا اے برقع پوش تو کون ہے جو مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے نقابدار نے کہا میں مسلمانوں کا حامی نہیں بلکہ اُنکو بھی اپنا دشمن جانتا ہوں مگر لاک القیموس سے البتہ عداوت ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ تو اُسکے لشکر کا ہے تو میں لڑنے آیا سمکال بولا تیرا نام کیا ہے تو کیوں عورتوں کی طرح منہ چھپائے ہے نقابدار بولا او قرمساق تجھے اس تحقیق سے کیا کام ہے اگر تو دعوائے مردمی رکھتا ہے تو مقابل ہو سمکال کو یہ کلمہ نقابدار کا برا معلوم ہوا ایک گرز نقابدار پر مارا اُسکی ضرب نقابدار نے روکی اور ضرب شمشیر آبدار سے اُس ملعون کو جہنم واصل کیا اور دوسرا حریف طلب کیا لشکر القیموس سے پھر دوسرا سمکال زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا سوفال زنگی بھی قتل ہوا جمشید حیران ہوا اور کہا اے القیموس نقابدار

کو تم سے کیا عداوت ہے وہ بولا اے شہریار مین نہین جانتا کہ یہ کون ہے اور مجھ سے کیا عداوت رکھتا ہے القصہ اس رات کو
بھی طبل جنگی بجا اور تمام رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو نقابدار نے پھر میدان مین لاف زنی نہایت درجہ کی کی
لشکر القیموس سے طالب حریف ہوا۔ ناگاہ پھر گرد میدان سے اُٹھی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اور اُس تیرگی مین علم و
نشان کی علامات سے معلوم ہوا کہ یہ تیرہ ہزار سوار جرار کی جمعیت ہے اور پیش پیش اُسکے ایک نقابدار سیہ پوش ہے
جب وہ نقابدار سیہ پوش قریب پہونچا اور اُسنے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ نقابدار زرد پوش
لشکر القیموس سے حریف طلب کرتا ہے یہ سُنکے نقابدار سیہ پوش نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور زرد پوش کے مقابل ہوا اور
کہا باش او بدبخت مفلوک تو کون ہے کہ جو لشکر زنگبار سے طالب حریف ہے نہین جانتا کہ مین اُسکے مخلصون سے ہون زرد پوش
نے کہا اے سیاہ پوش و سیاہ قلب و روسیاہ تو کون ہے کہ مجھ سے چار آنکھین کرتا ہے نقاب سے روے نحس اپنا
چھپا کے میدان مین آیا ہے شاید لشکر القیموس کا کوئی گیدی ہوگا سیہ پوش نے کہا او مردک اب خاموش ہوا اور بازو و
کھول یہ کہکے نیزہ حوالۂ سیہ پوش کیا زرد پوش نے اُسکا وار رد کیا اور اپنا نیزہ مارا زرد پوش نے بھی وار نیزہ کا روکا۔
قصہ کوتاہ تا شام بڑی کوشش و سعی کی لیکن آئینہ مرادین روے مقصود جلوہ نما نہوا آخر زرد پوش نے کہا اب شام
ہوئی لڑائی موقوف کر پھر کل لڑونگا سیاہ پوش نے کہا کیا مضائقہ ہے تیری خاطر مجھے عزیز ہے فی الواقع وقت رات کا آرام کے
واسطے ہے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور لشکر بھی دونون وہین خیمہ زن ہوے جمشید بلبل نے کہا افسوس ان دونون نابکارون
نے ہمارے کام مین خلل ڈالا ورنہ انھین دو تین دن مین ہمارے دلاور پہلوان اُنکے دلاورون کو نیست و نابود کر دیتے
لشکر اسلام کا کہین نشان بھی نہ معلوم ہوتا اور جب کوئی پہلوان مقابلہ کو نہ نکلتا تو پھر مین حکم جنگ مغلوبہ کر دیتا سب کا یکبارگی
استیصال ہو جاتا ابو حاکم بولا اے خداوند تیری تقدیر کے قربان جلدی بہتر ہے اب تاخیر کرنی خوب نہین جمشید بد نہاد
بولا اب خوش ہو کہ حیات معز الدین مین چند روز باقی ہین ابو حاکم بہت خوش ہوا اور خوش طبعی کرنے لگا جمشید نے
پھر طبل جنگ کا حکم دیا اور صبح کو لشکر آراستہ ہوا اور خود میدان مین آیا اُسدن نقابدار زرد پوش کچھ کسلمند تھا معرکے مین
نہ آیا مگر حسب ضابطہ لشکر کو اپنے بھیجا نقابدار سیہ پوش پھر رزمگاہ مین آیا اور لاف زنی بیحد و نہایت کی اشبوط دیلمی کے
لشکر سے حریف طلب کیا اور بہ آواز بلند کہا اے لشکریو آگاہ ہو کہ مین لشکر اسلام کا بھی عدوے جانی ہون اور اُنکے پہلوانون کے
بھی خون کا تشنہ ہون صعفوق دیلمی جمشید و اشبوط سے رخصت لیکے میدان مین گیا اور نقابدار سیہ پوش سے
لڑنے لگا آخر نقابدار نے اُسکو زخمی کیا جمشید بولا اپنی تقدیر کی قسم کھاتا ہون کہ یہ معاملہ تازہ مشاہدہ کرتا ہون مین چاہتا ہون
مسلمانون کا جلد استیصال ہو لیکن یہ دونون گمنام آکے مانع ہوے ہین دیکھتا کہ اُنکو کس حال سے ہلاک کرتا ہون القصہ
اُسدن بھی شام ہو گئی طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے رات کو پھر طبل جنگ کی صدا سب نے سُنی سامان جنگ
مین مصروف ہوے صبح کو صف کشی ہوئی دونون نقابدار میدان مین آئے زرد پوش نے سُنا کہ سیہ پوش نے کل اشبوط کو

بولا دیا تھا میدان میں آکے سبز پوش کو للکارا بولا او گیدی تو نے کل کیوں شلوطیوں کو مارا جانتا نہ تھا کہ میں مخلص اشبوط دیلم
نیز بھی سرکوبی کو موجود ہوں سبز پوش نے کہا او مردک تو نے بھی تو القیموسی مارے میں بھی القیموس کا خیرخواہ ہوں قصہ کوتاہ
پھر جنگ شروع ہوئی ظہر تک باہم کشتی رہی خوب گاؤزوریاں ہوئیں جمشید یہ سنکے جل گیا فی الفور تخت سے اترا اور گھوڑے
پر سوار ہو کے میدان میں آیا اور پکارا ارے ملعونان بدخو تم دونوں ہم پلہ ہو کوئی ایک دوسرے پر غالب و مغلوب نہ ہوگا میں
خداوند ہوں آیا ہوں کہ تم دونوں میں صلح کرا دوں مجھے تم دونوں سجدہ کرو تاکہ باعث تمہاری ترقی کا ہو اور عالی درجے
دستیاب ہوں تمہارے واسطے ہماری سرکار میں نہایت اعزاز مرعی رکھا جائیگا دونوں نقابداروں نے یہ بھی نہ جانا
کہ کیا بکتا ہے اس مردود ازلی کی بات کا جواب کیسا خیال بھی نہ کیا جمشید نے آزردہ ہو کے کہا کہ یہ مردود یوں نہ
مانینگے اور ہاتھ بڑھا کے دونوں کے کمربند میں ہاتھ ڈالا اور زور کرکے دونوں کو صدر زین سے اٹھا لیا اور زمین پر
دے مارا عیار مصری سے کہا جلد انکی مشکیں کس لے زرتاگ نے خوب زور سے دونوں کو باندھا انکو بات کرنے کی
قدرت نہوئی جمشید نے حکم دیا کہ نقاب انکے منھ سے اٹھا لو جب نقاب چہرے سے دور ہوئی معلوم ہوا ضابط
بن اشبوط دیلمی اور علقمہ بن القیموس زنگی ہیں جمشید بولا کیوں تمہیں کیا خبط نے گھیرا کہ آپس میں لڑے تمہارے
باپ نے مجھے سجدہ کیا اور ہم تمہیں بندگان مخلص سے سمجھے تم ایسے خاموش رہے کہ ہمیں جواب تک نہ دیا۔ آخر
طبل بازگشت بجا اسدن جمشید میدان سے پھر کے بارگاہ میں آیا اور اشبوط و القیموس کو خبر دی کہ تمہارے
فرزندان ارجمند کی آمد کا مژدہ دیتا ہوں وہ دونوں کافر نہایت خوش ہوئے جمشید نے مدت سے انہیں داغ شقاوت
نہ دکھایا تھا ہر ایک کے دل میں شک آیا اشبوط نے کہا اے جمشید میں نے نہ کہا تھا کہ خداوند دیلم کو اپنے پیغمبر کی خاطر
نہایت عزیز ہے اور وہ بیٹا اسکا پھر پیدا کریگا دیکھا تو نے القیموس نے کہا خداوند سواع نے اپنے بیٹے کو بھیجا جمشید پلید
ان باتوں سے نہایت بد دماغ ہوا اور کہا اے قرمساقو تم پھر گئے اور اپنے اپنے بتوں کی پاسداری کرتے ہو اشبوط بولا اے
جمشید یو خداوند دیلم تمکو سنگ سیاہ کردیگا القیموس نے کہا اے جمشید تیرا حق صحبت میرے ذمہ ہے ورنہ میں بھی گالیاں دیتا
جمشید پلید نے کہا ارے مادر قحبہ خاموش کیا گوہ کھاتا ہے بک بک نہ کر میں تیرا خداوند ہوں اور قدرت رکھتا ہوں
کہ ابھی تجھے قتل کر دوں وہ بولا تیری کیا قدرت خداوند دیلم اور سواع کی قدرت برحق ہے جمشید غضب ہوا بولا اے زرتاگ
ان دونوں قرمساقوں کو لا کہ پہلے ان حرامزادوں کی سامنے ان نابکاروں کے گردنیں ماروں تاکہ وہ میری قدرت کے
قائل ہوں زرتاگ نے اسی دم انہیں حاضر کیا اشبوط و القیموس کی محبت پدری جوش میں آئی مگر حیران تھا کہ کیا تدبیر کرون
وقت معین پر داغ شقاوت کے نہ دیکھنے سے اگرچہ کچھ فرق و فساد اعتقاد میں آگیا تھا لیکن جانتے تھے کہ جمشید سے
کسی طرح سر بر نہیں ہو سکینگے اور نہ اسکی پہلوانی کے سامنے ہماری پہلوانی ہے اور نہ اسکے پہلوانان لشکر کی پہلوانی کو ہمارے
پہلوان پہونچ سکتے ہیں اور نہ بحسب کثرت لشکر و خزائن اُسپر کسی طرح فوق رکھتے ہیں بہرحال فکر کرتے تھے اور یہ باتیں دل سے

کرتے تھے نصرون ربیعی کہ جو پہلے سے عداوت اشبوط و القیموس سے رکھتا تھا اور بالفعل غرض بھی متعلق نہ تھی لہذا وہ بھی جمشید کا طرفدار تھا اور اُسکے کلام کی تصدیق کرتا تھا - القصہ جب یہ قصہ مہمل طبل کو پہونچا تو ایک غلام نے یہ حقیقت کل و جز مفصل اپنے آقا ضار منکوس منحوس سے بیان کی ضار منکوس گیا یہ حال سُنکے خبر بھی نہ ہوا کہ وہ مردک ان ایام مین عیش و عشرت مین مصروف تھا جو دن کہ خنازجادو نے ہلاکت صاحبقران اکبر کے لیے کہے تھے ابھی تک وہ دن منقضی نہین ہوئے تھے ساعت ساعت شمار کرتا ہو دل سے کہتا ہو اے ضار منکوس اگر معز الدین اس صدمہ سے مرگیا تو تمام دولت کا مالک جمشید ہی ہوگا کبھی اس تردد مین طپش کھاتا ہو اور سکوت ہی غرض جب ایک غلام نے یہ ماجرا اُس سے بیان کیا حرامزادہ سمجھا کہ داغ شقاوت کے نہ دیکھنے کا باعث ہی سوار ہوا اور بارگاہ نحوست پناہ مین آیا ضابط و علقمہ کو قطع شاک پر بیٹھے دیکھا اشبوط دیلمی و القیموس کو برگشتہ پایا جمشید کو گالیان دیتے سُنا بارے جمشید محفل مین طبعی کی تعظیم نہین کرتا خلوت مین پاؤن چومتا ہی اسکے پہونچتے ہی سجدہ کیا جمشید خوش ہوا اور کہا ای خلیفہ خداوند طبیعت مجردہ اور میرے خلیفہ خوش آمدی ضار منکوس منحوس جمشید کے پاس آیا اور کان مین کہا ارے او مادر بخطا حرامزادے احمق ناحق تو کیون لوگون کو اپنے سے بے اعتقاد کرتا ہی بہت دن ہوئے ہین کہ تونے داغ شقاوت نہین دکھایا خناز جادو نے کہدیا تھا اب جمشید کو خیال آیا کہا افسوس مجھ سے بڑی خطا ہوئی ضار منکوس نے کہا جلد جا اور داغ شقاوت دکھا جمشید نے دل مین سمجھ کے جلاد کو اشارے سے منع کیا پھر شراب و گزک منگوا کے پہلے آپ شراب ناب زہرار کی پھر اُستاد بدنہاد کو دی اور حکم دیا کہ تمام سلاطین کو یہان بلاؤ اور شراب پلاؤ ساقی خوش ہو کے اول بکران شاہ خارجی و نصرون ربیعی کو دو دو جام دیے اور آپس کی خصومت اور حسد سے ساقی نے اشبوط و القیموس کے دینے مین تامل کیا - ضار منکوس نے کہا او ساقی حرامزادے سنمبر جمشید کو پہلے شراب کیون نہ دی پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر اشبوط کو دیا اُس ہمیبا نے پی لیا دم نہ مارا پھر القیموس کو دیا اُسنے بھی نوش جان کیا پھر ضابط و علقمہ کیطرف دیکھ کے کہا کیا ضابط و علقمہ نہین بندۂ خداوند کے انھین اس قطع پر کیون بٹھایا خداوند اپنے بندون کو بیجا و بیجا مغضوب فرماتا ہی کوئی کون ہی غرض شفاعت کی کرسیون پر بٹھایا جب جمشید نے دیکھا سبکو اثر مستی نے گھیر لیا اور خوب سرشار ہوے کسی بہانے سے تاج اونچا کر لیا داغ شقاوت ان اشقیا کو دکھا دیا بس دیکھتے ہی اُس داغ کے اعتقاد اور بھی زیادہ ہوگیا اُسی دم اُٹھے اور سب نے سجدے کیے دونون قرم ساق عذر کرنے لگے ضابط و علقمہ بھی مانند پدران ناہنجار کے ایک ضلالت سے نکلے دوسری ضلالت اور نجاست کے دریا مین گرے جمشید خوش ہوا ہر ایک کو خلعت گران بہا مرحمت کیا اور خلعت رحمت نام رکھا نقارخانہ مین نوبت بجی پھر جمشید نے ضابط و علقمہ سے اُنکی سرگذشت پوچھی اب تو اور ہی عقائد ہوگئے تھے اپنا ماجرا راست راست بیان کیا جمشید ہنسا بولا کہ اشبوط و القیموس ہماری قدرت کے کارخانے دیکھے تمنے جو مجھے سجدہ کیے تمھارے بیٹون کو کامیاب کیا تمھارے پاس پہونچا دیا دونون مین خویش و قرابت ہمیشہ موقوف کی کہ ضابط و خنزر القیموس کے ہم آغوش

ہوا اور علقمہ اشبوط کی بھتیجی سے موانست کرنے لگا اب اشبوط اپنے فرزندون کو گلے لگاؤ اور ہر ایک اپنے اپنے داماد کو خلعت
دامادی دو اور انہیں نوشادی کردو اگر تم دین سابق پر ہوتے تو اچھا ہوتا یہ خاموش ہو رہے بلکہ تصدیق کی لیکن یہ مادر بخطا
زنگادۂ زنگاری پوش کی بھی ہوس دل خیانت منزل مین رکھتے ہین کہا خداوند مقربۂ زنگاوہ مین کیا فرماتے ہین کہ ہم موافق
مسئلہ ہندو باہم راضی ہوکے تلاش کو نکلے تھے اتفاق ایسا ہوگیا جمشید بولا ابھی اس معاملے مین مین نے تقاضا نہین کی
تم بھی چپ ہو رہو جبتک مین تقدیر کرون دونون خاموش ہو رہے محفل عیش گرم ہوئی وقت شب ضابطہ و علقمہ حالت مستی
مین اُٹھے عرض رسا ہوئے کہ ای خداوند ہر ایک میدان مین گیا خدا پرستون سے لڑا بحکم خداوند مجروح و بے روح کیا اور خداوند
نے اپنے دست قدرت سے سبکو غرق بحر ناکامی کردیا اب ہماری باری ہے امیدوار ہون کہ کل جنگ باقی ماندہ ہمارے نام پہ
مرقوم ہوا اور ہم دونون باہم زنگاوہ پر عاشق ہوے اور ساتھ ہی نکلے سرگذشت بھی ایک ہی ہے ایک جا باتفاق ہے لیے
وہ ایک دن کا فرق ہی کچھ ایسا زیادہ نہین ہے اسلیے چاہتے ہین کہ میدان مین ساتھ ہی جائین اور دو دو کو بلائین ملک
عدم مین پہونچائین ایک دم مین شکست دین فوج اسلام کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سبکو گھیر کر مارلین فتح ہمارے نام پر
لکھی جائے جمشید یہ سنکے شاد ہوا اور ہر ایک کو مروارید کے مالے عنایت فرمائے اور وعدہ کیا کہ تم دونون عہدہ
پیغمبری کے امیدوار رہو ابو حاکم نے کہا ای فرزندان دلاور تم خوب آئے آفرین ہزار آفرین اچھے ایسے ہی ہوتے ہین
اشبوط یہ سنکے خوش ہوا القیموس کا بھی دماغ غرور و تکبر سے پر ہوگیا ابو حاکم خوش وقتی مین سنکے ناچنے لگا ہی سبب سے
شیطان درگاہ کا خطاب ملا القصہ رات کو طبل جنگ بجا صبح کو صفین آراستہ ہوئین علقمہ و ضابطہ میدان کے
اجازت خواہ ہوے جمشید پلید نے شراب سحر پلائی اور رخصت کیا شراب سحر کا یہ خواص ہے کہ نشہ مین زور دو نا کرتی
ہے جب یہ دونون میدان رزم مین آئے نعرے مارے جمشید پلید اور اپنی تعریفین بہت کین اور پکار کر کہا ای خدا پرستو
جسے آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آئے خداوند نے یہ مہم ہمارے سپرد کی ہے تاکہ اس مہم کو ہم جلد فیصل کر دین اور
تم مین سے دو شخص ہمارے مقابلہ کو آوین بعدہ ان حرامزادون نے مسلمانون کے حق مین سخنان نالایق و نامناسب
کہے رشید بیگ خراسانی و فتح الدین مغربی جو کہ سرداران ممتاز سے تھے میدان مین آئے بعد رجز خوانی کے
جنگ شروع ہوئی پہلے نیزہ بازی ہوتی مسلمانون نے کافرون کے نیزے ہوائی کردیے تلوار کی نوبت آئی دونون کافر
زخمی ہوگئے سردار سالم و سردار غانم و سردار حمید الدین اور سردار عزیز الدین درجۂ شہادت پر فائز ہوے جمشید پلید
نہایت خوش ہوا دونون کو اپنے اردو کی بازار کا پیغمبر مقرر کیا چند خوان زرسرخ اُنکے فرق نامبارک پر نثار کیے اور حالت
مستی مین بولا ای بندگان مین تم سب کی ایسی تقدیرین کر دونگا کہ تم نہایت خوش ہوگے یہ سُنکے سب نے جمشید کو
سجدہ کیا اب اس رات کو ان دونون کافرون کے نام طبل جنگ بجا اور وہ رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح
کو لشکر طرفین رزمگاہ مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین ان حرامزادون نے میدان کارزار مین تین چار پہلوانون کو

زخمی کیا اور ایک درجہ شہادت پر فائز ہوا اشبو طہ دیلمی نے جمشید سے کہا ای خداوند اب اگر دیلم خود بھی آئیگا اور مجھے
پیغمبری کی تکلیف دیگا ہرگز قبول نہ کرونگا اُسے گالیان سناؤنگا کہ تیری توحد کا بدخوہ ہو القیموس زنگی نے کہا مین سواع
پر لعنت کرتا ہون پتھر کو بوسہ دینا اُسکے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا لیتے ہو لیکن اُس معرکے مین ہمیسے روز ضیا لڑنے
بھی لاف زنی شروع کی اور حریف طلب کیا ابو الحسن فکر مین غلطان و پیچان تھا جسکا دروازے پر کھڑا تھا کس پہلوان کو دا
مقابلے کے بھیجتا کہ سب پہلوانان صف شکن و دلاوران تہمتن زخمی ہو چکے تھے اور ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ بالاے
قصر اخضر وہ زمین سے دیکھتی تھین اور مناجات قاضی الحاجات مین کر رہی تھین آخر غازی الدین و عماد الدین دو سردار
ابو الحسن جوہر سے رخصت لیکے میدان رزم مین گئے اور شربت شہادت نوش فرمایا یہ دونون مادر بخطا یہ آواز بلند
چلاتے تھے کہ ہم شام تک مسلمانون کے قتل سے باز نہ آئینگے جلدی آؤ اور دار العدم مین سیدھے چلے جاؤ لشکر اسلام
کے دلون مین اضطراب راہ پائے ہوئے تھا مرد و نامرد ہر لشکر مین ہوتے ہین نامرد باہم حرف و حکایات مین مشغول
تھے اور مرد مناجات مین مشغول تھے ابو الحسن جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا ای برادر ناچار مین خود جاؤنگا یعقوب
نے سر مبارک صاحبقران اکبر کی قسم دی کہ ایسا ارادہ نہ کرنا اور کہا ای شہریار یہ دونون حرامزادے تیرے سامنے کیا حقیقت
رکھتے ہین جمشید مردود ثانی نمرود کو کہ باشباب بانی ضلالت و شرارت ہی خوب جانتے ہو مجھے خوف یہی ہی کہ اُسکی تلوار سے
جو آب سحر مین بجھائی گئی ہی مبادا ذات عالی کو آسیب پہونچے اُسوقت لشکر بے دل کیا کریگا یقیناً متفرق ہو جاویگا جوہر
نے دیکھا کہ یعقوب معقول کہتا ہی اور آذر شاہ وغیرہ نے بھی یہی کہا لیکن وہ دونون نطفۂ بے وقت وہیجا کلمات سخت
اور ناسزا ایسے کہہ رہے تھے کہ کسی کو تاب سماعت نہ تھی مگر مجبور تھے کیا کرتے کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا ناگاہ گرد جانب
جنوب سے نمایان ہوئی جب وہ گرد چاک ہوا دو نقابدار پیدا ہوئے کہ ایک جماعت قلیل اُنکے ساتھ تھی لیکن کمال
سرعت و تیزی سے گھوڑے اُڑاتے ہوئے سر میدان کین پہونچے اُنمین ایک سبز پوش دوسرا سفید پوش تھا ایک
ضابطہ سے مقابل ہوا دوسرا القمہ کے سامنے آیا دونون نے دونون کو آواز دی کہ ای حرامزادو مغرور آتش جہنم سے
قریب رحمت خدا سے دور یہ کلام لغو و بیہودہ کیا کہہ رہے ہو کیا گوہ کھاتے ہو یہ کیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہی لعنت خدا تمپر اور
تمھارے مادر و پدر بیغیرت پر اور اُس جمشید ولد الزنا پر یہ حرامی حیران ہوئے کہ یہ کون گالیان دینے لگا کہا تم کون ہو کہ
اس مجہولیت پر پیغمبرون سے لڑنے آئے شاید تمکو خبر نہین کہ خداوند جمشید نے ہمین اُردوے معلی کی پیغمبری سے
سرفراز فرمایا ہی وہ بولے اُس بازاری نے تمھین بازاری سمجھ کے مسخرہ بنایا ہی القصہ علقمہ نے سفید پوش کو نیزہ مارا سفید پوش
نے وہ وار نیزہ کا رد کیا اور ضرب شمشیر بھی خالی گئی اور عوض مین اُسکے ایسی ایک شمشیر آبدار کی ضرب سر مجنس علقمہ پر ماری
کہ تا کمر اُتر آئی اُدھر نقابدار سبز پوش نے حملے پے درپے کرنا شروع کیے تا اینکہ ایک ضرب تیغ بید ریغ مین راکب و مرکب دونون کا
چار پرکالے کیا القیموس نے گریبان تا بدامن چاک کیا اور تلوار کھینچ کے سفید پوش پر جھپٹا نہ کچھ کہا نہ سنا غفلت مین

ایک ضرب شمشیر سفید پوش کے لگائی کہ چار انگل کا نشہ سر میں اُسکے در آئی پھر یہ دونوں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے
عیاران لشکر اسلام اُنھیں لیے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے سبز پوش تو زخمی نہ تھا اسلیے کہ اُس بہادر سے کوئی نہیں لڑا
ابو المحسن جوہر کے سامنے دونوں گئے سفید پوش نے نقاب چہرے سے دور کی معلوم ہوا اسلم بن سالم دلاور ہے
جوہر نہایت خوش ہوا شکر پروردگار عالم بجا لایا وہ دوسرا جوان زنگار وہ زنگاری پوش تھا ابو المحسن جوہر نے انھیں
خیمہ میں مقیم کرایا اشبوط دیلمی نے سر پیٹنا شروع کیا گریبان پھاڑ ڈالا عمامہ سر سے پھینکدیا خاک سر پر ڈالی زمین پر اپنے
کو گرا دیا القیموس نے اپنا برا حال کیا جمشید پلید نے طبل بازگشت بجا دیا بارگاہ میں اُن دونوں کو لے گیا اور
ہر ایک کو تسلی دیتا تھا یہ دونوں کہتے تھے خداوند ہماری تسلی کسی طرح سے نہیں ہوتی اور نہ ہوگی جبتک کہ یہ
دونوں جوان از سر نو زندہ ہونگے جمشید نے کہا ای احمقو کبھی دیلم قرم ساق یا سواع بد ذات نے بھی مردہ زندہ
کیا ہو کہ جو تو مجھ سے توقع رکھتا ہو آخر ضار منکوس منحوس کے اشارے سے جمشید نے کہا تمھاری خاطر داری مجھکو
ہمیشہ مد نظر رہتی ہو کیا مضائقہ ہو لیکن بالفعل انھیں دفن کر دو بعد انقضای چہلم ہم انھیں زندہ کر دینگے ادھر ابو المحسن
جوہر رات کو اسلم کی عیادت کو آیا احوال شاہزادہ صفدر یا ابراہیم بن حیدر کا پوچھا بولا شکار میں مشغول ہو شاید کل
یا پرسوں وہ بھی تشریف فرما ہونگا پھر تمام قصہ مطبقہ کے قتل کا اور شکست کرنا طلسم کا ابتدا سے انتہا تک مفصل بیان کیا
سیدی سالم بھی زخمیوں میں داخل تھا اُسکو نور چشم کے آنے کی خبر دی بلکہ سامنے لیگئے بیٹے نے سلام کیا باوجود زخم کاری
کے بیٹے کو دیکھکے بہت خوش ہوا ابطال زنگی بھی زخمی تھا اپنے خیمہ میں آیا بھتیجے کے آنے سے بہت خوش ہوا از صدق
کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا ابو المحسن جوہر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کے آنے سے بہت فرحناک ہوا ادھر اشبوط
اپنے خیمہ میں گیا جمشید کو پیام دیا کہ اگر میرا فرزند زندہ ہو گیا ہو تو اُسکے ماتم میں نہ بیٹھوں اور اگر دیر ہو تو تھوڑی دیر اُسکے
ماتم میں مصروف رہوں جب یہ پیام جمشید نطفۂ حرام کو پہونچا ضار منکوس منحوس خلوت میں اُس قرم ساق کی ابلہی حماقت
پر خوب ہنسا ضار منکوس نے کہلا بھیجا کہ تم بالفعل اُن نا پاکوں کا ماتم کرو جسدن وہ پھر زندہ ہونگے پھر اُنکی شادی کرنا قصہ
کوتاہ دونوں بڑے طمطراق سے اس امید پر کہ جمشید وغیرہ آئینگے ماتم میں بیٹھے جمشید مردود نے کلام تسلی بخش کہے
ادھر بدستور القیموس بھی ماتم نوجوان پسر میں بیٹھا دونوں کے خیمہ برابر تھے دو دن جنگ اس ماتم وگریہ میں موقوف رہی تیسرے
روز شب کو پھر صدای طبل جنگ بلند ہوئی اور ادھر سے بھی آواز کوس حربی بلند ہوئی بعد صف آرائی اُس دن
سرداران کفار جمشید نابکار کے حکم سے دس نفر ایک دفعہ میدان رزم میں گئے اور ان حرام زادوں نے دس حریف طلب
کیے علیم الدین وغیرہ دس شخص لشکر اسلام سے بھی میدان میں پہونچے پانچ نے اپنے حریف مارے اور پانچ شہید ہوئے
دوسرے دن سو کافر آئے ادھر سے بھی سو مسلمان گئے مگر بفضل رب اکرم اہل اسلام غالب رہے جمشید پلید نے سو نفر
اور اُنکی کمک کو بھیجے اُدھر سے بھی کمک پہونچی رفتہ رفتہ جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی لیکن جنگ حربی کتنی مغلوبہ کلی نہ تھی

دس ہزار جوان جرار دونون طرف کے تھے مگر پھر غلبہ اسلام ہی کا رہا آخر الامر طبل مراجعت بجا سب اپنے اپنے خیمہ مین گئے
دوسرے روز جمشید پلید نے اور سردار ملک کے واسطے بھیجے لشکر اسلام مین اور جوان نہ تھے اسوجہ سے کچھ اہل اسلام مغلوب
معلوم ہوے تیسرے روز جمشید پلید نے ارادہ کیا کہ لشکر اسلام کو شکست دینا چاہیے تلوار کھینچ کے داخل جنگ مغلوبہ بھی
ہوگئے ادھر سے ابو المحسن جوہر اور یعقوب صحرائی وغیرہ بھی شریک جنگ تھے ہر چند کہ جنگ خیری رہی بیس ہزار سوار طرفین
کے کٹتے قریب تھا کہ اسلام مین شکست ہو جائے ناگاہ حق گرد گوشہ صحرا سے نمودار ہوا جب دامن گرد چاک ہوا شاہزادہ ابراہیم
بن حیدر بہزار سوار کی جمعیت سے پہونچا اور حال لشکر معلوم کرکے مانند شیر غضبناک گلہ گوسفند پر جا پڑا اور کشتون سے پشتے
لگا دیے شام تک جنگ مغلوبہ رہی آخر کو آپس سے جدا ہوے جمشید کو شاہزادہ ابراہیم کے آنے کی اطلاع ہوئی نجاشی
نے عرض کی یا خداوند بڑا تعجب ہے آخر بین خدا پرستون کا کام درست ہوا جاتا ہے جیسا کہ اب یہ علوی یعنی ابراہیم بن حیدر آیا
جادوگر کو مارا طلسم توڑا زنگاوہ و اسلم کو چھڑایا اشبوط نے کہا ای نجاشی مجھے وحی پہونچی کہ میرے بیٹے کو تیری بیٹی نے مارا ہو وہ
نقابدار سبز پوش تیری بیٹی زنگاوہ تھی نجاشی بولا ای احمق اسے وحی کہا چاہیے جاسوس سنکے خبرین لائے ہین ہر ایک سے
انھون نے کہا کہ دونون نقابدار اسلم و زنگاوہ تھے اور جو انھون نے میدان مین کیا سب نے دیکھا نجاشی نے تعجب کیا
اشبوط بولا ای حبشی سچے ایک تو تیری دختر ابتر نے میرے پسر کو مارا دوسرے پھر تو مجھے احمق بناتا ہے نجاشی بولا تو کیون احمقون
کی سی باتین کرتا ہے جو خبر سنی اسے وحی کی طرف منسوب کرتا ہے اشبوط بولا وحی یہ ہے کہ جب خداوند جمشید میرے بیٹے کو زندہ کریگا
زنگاوہ پھر اسے مین دونگا القموس بولا ای اشبوط دیلم کی پیغمبری مین بھی شک ہے تو بڑا احمق تھا اور اب بھی تو بڑا احمق ہے
دختر برادر تیری بیوہ ہوئی میرا بیٹا مارا گیا وہ زندہ ہوویگا تو زنگاوہ اسکے حق کی ہے مین نے سنا ہے کہ وہ تیری دختر برادر سے
راضی نہ تھی بولا اور وہ سیاہ تیری بیٹی نے میرے بیٹے کو قتل کروایا جمشید پلید انکی بیہودہ باتین سنکے چین بجبین ہوا اور
کہا ای اشبوط دیلم ہی نے زنگاوہ اسلم کو بخشی اور ہرگز ایسی نامعقول دواہی وحی بین کسی کو نہین بھیجا معلوم ہوا کہ دیلم پرستی
کے وقت مین بھی تیری وحیان جھوٹ ہوتی تھین اشبوط شرمندہ ہوا ادھر شاہزادہ ابراہیم نے ابو المحسن جوہر دبیر چہرہ سے
ملاقات کی صاحبقران اکبر کے سرہانے آیا اس شہریار کامگار کا حال دیکھ کے خوب رویا امراے زخمی سے بھی ملاقات
کی جمشید پلید پر لعن کی اور فرمایا یہ خبر تین روز ہوے کہ شکارین مجھے پہونچی مین نے اسلم کو آگے روانہ کیا وہان شکار
بہت تھا مین مشغول ہوا دوسرے روز یہ خبر پہونچی مین پریشان و مضطر روانہ ہوا اب دیکھنا جمشید پلید کو کس عذاب
جہنم واصل کرتا ہون ابو المحسن جوہر نے کہا ای شاہزادہ ابراہیم والا گہر جمشید حرامزادہ سحر کی مدد سے یہ کام کرتا ہے نہین
کیا اسکی مجال اور قدرت تھی جو نگاہ کج سے اسطرف دیکھہ سکتا تھا فقط ایک امیر محمد نے کیا کیا ذلیل کیا ہے اب لوگ
ضار منکوس پر گمان کرتے ہین مگر میرے نزدیک کسی ساحر زبردست کا یہ کارخانہ ہے گیدی طبعی سے ابتک کیا ہوتا
جواب ہوگا ای شاہزادے مین تمھین ہرگز صلاح جنگ اس مردود سے نہ دونگا کہ شمشیر و گرز و اسپ اس حرامزادہ کے

سحر بند ہین اور نہین معلوم کہ یہ کس ساحر ملعون نے سحر کیا ہی شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا تعویذ باطل السحر میرے پاس حضرت حق آگاہ کا عنایت کیا ہوا موجود ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ای شاہزادہ عالی گہر صاحبقران اکبر نامدار خود اسم اعظم باطل السحر جانتے ہین مگر کچھ مفید نہین مین نے سنا ہی کہ یہ چیزین سحر خوانی کے وقت کام آتی ہین اگر کوئی ساحر محنت کرے اور کوئی کارخانہ مرتب کرے تو وہ کارخانہ طلسم کا حکم رکھتا ہی اُسکا شکست ہونا محال ہی بلکہ اعمال سے متعلق ہے جو اُسکے مقابلے مین ہون یا ساحر کے مرجانے سے وہ برطرف ہوتا ہی اور اگر سحر کے ساتھ اعمال حکمت سے ترکیب دیے ہوئے تو وہ عمل بعد مرنے کے بھی قائم رہتا ہی جیسا کہ حال شاہزادہ مشتری اور صاحبقران اعظم کا سننے مین آیا ہی اور طلسم ساحران مسقط کا قصہ بیان ہو چکا ہی مین اسوجہ سے کہتا ہون کہ تمکو جمشید پلید سے لڑنا کسی طرح مناسب نہین ہی تم بجائے صاحبقران اکبر قلب لشکر ظفر پیکر مین رہو کہ اہل اسلام کی تقویت کا باعث ہو اگر خدانخواستہ تم بھی مثل اورون کے زخمی ہو گئے تو قیامت برپا ہو جائیگی سب نے یہ تقریر سُنکے کہا سچ ہی بلکہ پادری ابیدروس نے بھی تصدیق جوہر کے قول کی کی شاہزادہ ابراہیم ناچار خاموش ہو رہا آخر بولا کہ کچھ خوف نہین خداے ما نزدست مین دیکھونگا جو کچھ ہوگا۔ اتنے مین آواز طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی اور دوسرے روز صف آرائی کے بعد محروق داغستانی ایک گبر میدان رزم مین آیا اور طالب حریف ہوا دو تین نفر لشکر اسلام سے اُس گبر کے مقابلے کو گئے لیکن زخمی ہوئے بعض شہید ہوئے شاہزادہ ابراہیم نے کہا اگرچہ ان مسلمانون کی اجل آگئی تھی لیکن اب مجھ سے نہین ہو سکتا کہ مین موجود ہون اور یہ ہنگامہ دیکھون اور خاموش رہون یہ کہکے مرکب کی باگ لی اور میدان مین پہونچا اور جاتے ہی محروق داغستانی کو بعد رد و بدل بسیار قتل کیا بعد اسکے مخذول دمشقی آیا اُسے بھی زمین پر دے مارا اور سر کو اُس گبر کے دھڑ سے کھینچ لیا۔ القصہ دس پہلوان کافر لشکر نکبت اثر جمشید پلید سے شاہزادہ ابراہیم نے جہنم واصل کیے طبل بازگشت بجا جمشید پلید بارگاہ مین اپنی آیا بیٹھا بولا معلوم ہوتا ہی یہ علوی بھی آب شمشیر قدرت کا تشنہ ہی بیشک یہ بہادر زبردست ہی بعض پہلوان لشکر اشبوطالات زنان ہوے جمشید نے دوسرے روز انہین بھیجا دلیس اشبوطی اور پانچ بکرانی تیغ ابراہیم سے واصل جہنم ہوئے اور تا شام دو نفر القیموسی دس نفر نصروتی بھی مارے گئے دوسرے دن ہامان بن ہاں شیر نیستانی کو جمشید نے میدان مین بھیجا اُسپر بڑا اعتماد تھا لیکن اُسے بھی شاہزادے نے چورنگ کیا جمشید کو غصہ آیا اور اُسی غضب مین تخت سے کود کے گھوڑے پر سوار ہوا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک تقدیر مین آرام نہین ہی ہر چند چاہتا ہون کہ آسائش و آرام کرون مگر میسر نہین ہوتا القصہ مقابل ہوا بولا ای علوی تیرہ روزگار و شوم بخت اپنے خداوند کو پہچان اور سجدہ کر شاہزادہ ابراہیم نے فرمایا اے بدبخت شقی ازلی مین نے اپنے پروردگار کو خوب پہچانا ہی دن مین سو بار ہم اسکی درگاہ مین سجدہ کرتے ہین تو اپنے حال بد مآل پر اشک حسرت بہا کہ بندۂ مفلوک دعوے الوہیت کرتا ہی جمشید شاہزادۂ عالی منزلت کی فصاحت تقریر سے متحیر ہوا اور کہا فصاحت بنی ہاشم مشہور ہی ناچار تجھے بھی دیکھ مین تیرے لوگون مین ملا لیے دیتا ہون کوئی حربہ تو نہ کیا لیکن گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ دو روز ایسے زور ہوے کہ آوازہ تحسین و

آفرین جانبین سے بلند ہوئی دونون برابر رہے جمشید کو باوجود قوت اصلی اور عارضی کے یہ قدرت نہ رہی کہ شاہزادہ عالیجاہ پر غالب ہوتا آخر جمشید تنگ آیا اور جھنجھلا جھنجھلا کے زور کرتا تھا تا اینکہ شاہزادہ کو بہیلو دے ڈالا اس زمین مسحور پر لے آیا اور کہا کہ اب حربے سے لڑونگا معلوم ہوا تم بھی مغرور ہو آخر وہی عمود طلسم بار اشاہزادے کے شانے مین ضرب شدید پہونچی کثرت درد سے بیہوش ہو گیا عیاران لشکر اسلام جو حاضر تھے اُن کفار کو سنگ فلاخن سے ایسا مارا کہ وہ سب بھاگ گئے اور ابراہیم کو اپنے لشکر مین لے گئے جمشید نے طبل بازگشت بجوادیا پھر گیدی کا حال بھی صدمہ زور شاہزادے سے بدتر ہو گیا بارگاہ مین جاتے ہی بیہوش ہو گیا دو پہر کے بعد کچھ بحال ہوا شراب سحر کے دو ہی شیشے باقی تھے ضار منکوس نے خوش ہو کے چند جام متواتر دیے گیدی اُٹھ بیٹھا بولا اے اُستاد یہ علوی بھی بلاے روزگار ہے اگر سحری مدد نہوتی تو کبھی برابر مقابلہ مین نہ رہتا اور سخت مشکل پیش آتی ضار منکوس بولا شاہ عالم پناہ حیدر کرار غیر فرار کا نام شاید تو نے سنا نہین یہ اسی خاندان سے ہے اور طبیعت مجردہ نے روز ازل سے بعضون کو حسب استعداد و مراتب فضیلت بخشی ہے جمشید نے کہا جو کچھ ہو لیکن یہ یقین کامل ہے کہ میرے گرز قدرت سے ممکن نہین کہ جانبر ہو کوئی جائے اور خبر لائے کہ جوان علوی کا کیا حال ہوا زندہ ہے یا راہی ملک عدم ہوا ایک جاسوس حاضر تھا اُسنے کہا شاہزادہ ابراہیم اگرچہ مثل معز الدین کے بیہوش نہین ہے لیکن شدت درد سے نہایت بیچین ہے جراح علاج کر رہے ہین ضار منکوس نے کہا یہ عمود فقط ذات معز الدین سے خصوصیت رکھتا تھا چنانچہ اُسکو اسی گرز نے اس حال کو پہونچایا اورون سے کیا کام ہے جمشید بلیہ نے کہا اپنی خداوندی کی قسم کہ اوروں کے لیے بھی بُرا نہین ابراہیم کا دل ہی جانتا ہوگا اے اُستاد یہ نہاد آج کی رات مہلت دے دو کہ سب خوب آرام کر لین میرا حال بھی اچھا نہین ہے اب مین نے یہ تجویز کیا ہے کہ دو ایک روز مین جنگ مغلوبہ کرونگا اور اہل اسلام کو شکست دیکر دل شاد کرونگا۔ اُس طرف کا حال سنیے کہ ابراہیم کا حال درد سے اچھا نہین ہے ابو الحسن جوہر کبھی زار زار روتا ہے کوئی چارہ کار نظر نہین آتا یادری ایدروس ابو عامر کے بھی ہوش و حواس بجا نہین صاحبقران اکبر کے حال مین کچھ فرق نہین ہے بلکہ آگے سے اب نبض مین کچھ ضعف زیادہ پایا جاتا ہے چودہ روز ہوے ہین کہ غذا کیا پانی تک نوش نہین کیا اب حکماے عالی منزلت یعنے حکیم مسیح الملک وغیرہ اطبا شب و روز بالین سر معز الدین ہر وقت حاضر رہتے ہین اور دمبدم نبض دیکھتے ہین وہ بھی نبض کے غیر منتظم ہونے سے نہایت مشوش ہین اُنکی پریشانی و تشویش سے سب پر عالم یاس و حراس طاری ہے کسی کے ہوش بجا نہین کہین زنگاورہ زنگاری پوش ملکہ شہنشہ نامدار کی خدمت مین گئی اور حال صاحبقران اکبر کہہ کر خوب روئی اور ملکہ سے حال نبض بیان کیا ملکہ نے حال صاحبقران اکبر سنکے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا دیکھیے یہ شومی بخت ہماری ہمکو کیا دکھاتی ہے نہین معلوم کیا ہونا ہے ادھر خلد آرا وغیرہ کنیزان محل نالان و گریان ہین تمام قصر اخضر ماتمکدہ ہو گیا یادری ایدروس وابو عامر نے جو صداے گریہ وزاری سنی نہایت متفکر ہوے خود تو نہ گیا مگر یادرہ کو محل مین بھیجا یادرہ محل مین گئی دیکھا سب رو رہے ہین ایک حشر بپا ہے کسی کے حواس بجا نہین ہین یادری نے فلک سے کہا اے فرزند تم عاقل

دوانا ہوا اسقدر مضطر نہو خدا کو یاد کرو کہ وہ کارساز و مجیب الدعوات ہے جب تم ایسا حال اپنا کروگی تو اور سب کا کیا حال ہوگا تم خود سب کو سمجھاؤ تمنے تو خود عبارت روزنامچہ ملاحظہ کی ہے تم کیا اُس عبارت کو غلط سمجھی ہوئی ہو اور کچھ مطلق خیال دل مین نہ لانا جو کچھ حکما سے قدیم لکھ گئے ہین ممکن نہین اُسمین سر مو فرق ہو اگرچہ صاحبقران اکبر کی نبض کیسی ہی ضعیف ہو جائے لیکن اُنکی جان کی خیر ہے یہ تم خوب یاد رکھو بفضل الٰہی و لعنایات و کرم نامتناہی وہ صحیح و سالم ہو جاینگے ابھی تو بڑے بڑے کام اُنھین انجام دینا ہین اور تمام دشمنان دین و اسلام کو مستاصل کرنا ہے اور جمیع مطالب دین و دنیا اُنکے بر آینگے اور وہ اپنے اعزا و رفقا کی حاجت برآری کرینگے بزرگان دین و حکما سے باعلم و یقین کا حکم لغو نہین ہوتا کبھی ایسا ہوا ہی جواب ہوگا سب کچھ کہتے تھے لیکن آنکھون مین آنسو بھی بھرے تھے اسلیے کہ علم لغیب بطریق یقین مخصوص علام الغیوب کو ہی یہ بات بھی ضرور ہی کہ جس سے محبت دلی ہوتی ہی اُسکی نسبت اکثر گمان بد ہوتے ہین یا دری سبکو تسلی و دلاسا دیکے صاحبقران اکبر کی خدمت مین گیا دیکھا تو شام کو نبض مین دن سے دونا ضعف پایا گیا دلون مین اور زیادہ ہراس پیدا ہوا کوئی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جسمین اشک بھرے نہون اور دستیاب سلیب کو دماغ کے پاس صاحبقران اکبر نادار کے رکھتے تھے کہ بجز اسکے اور کوئی علاج اور چارہ کیا تھا مگر غضب یہ تھا کہ ضعف مین ترقی ہوتی جاتی تھی اور حکما اور اطبا کو اضطراب زیادہ ہوتا جاتا تھا بعض بندگان خاص و محب با اختصاص روتے اور پیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے نصیب مین دیکھیے کیا لکھا ہی بارالہا وہ مروج دین اسلام ہی اور محبوب خلائق ہی اور تیرا بندۂ خاص ہی واسطہ اپنے حبیب کا اسے صحت عطا فرما اپنے حفظ و حمایت مین رکھ اور ہمکو ایسا روز سیاہ نہ دکھا کہ ہم اپنی آنکھون سے اُسکا حال بد دیکھین اور جو تجھکو ایسا ہی منظور ہے تو اول تو ہمکو اس دار فانی سے اُٹھا لے

بعد از سرمن کن فیکون شدہ باشد

قصہ کوتاہ وہ رات مسلمانون پر بہت سخت گذری جمشید کے مخبر دستیاب خبرین جمشید پلید کو پہونچاتے تھے جب وہ پلید حال صاحبقران اکبر سنتا تھا خوش ہوتا تھا ابو حاکم مردود سے کہتا تھا دیکھا تمنے میری قدرت کا تماشا اب سب صاحبقرانی بھول گئے زمین و آسمان آنکھون مین اندھیر ہے ابو حاکم نے کہا واقعی سچ ہی تیری خداوندی مین کیا شک ہی لیکن آپ آنکھون سے مسلمانون کا استیصال دیکھو نگا کہ اُنمین اب حال باقی نہین رہا ہی زندگی سے تنگ ہین بعض بندے کہ لا سپتی و مین خوف کرنا چاہیے اور جان دینے والے سے ڈرنا ضرور ہی کسواسطے کہ جو جان سے اپنی تنگ ہوگا وہ ایسا لڑیگا کہ ایک ہزارون پر بھاری ہوگا یہ تم خوب یاد رکھنا ضار منکوس منحوس نے کہا تو سچ کہتا ہی جمشید بشدت کسل و اعضا شکنی سے کہتا ہے مجھکو دماغ جنگ نہین جب صحیح و سالم ہونگا سمجھ لونگا۔ آگاہ ہو کہ یہ بھی ایک مشیت الٰہی تھی جو ایسے دشمن قوی کا یہ حال تباہ ہوا اور اس خیال کو اُسکے دل مین پیدا کر دیا ورنہ ایک دن مین لشکر اسلام کا حال ابتر کر دیتا کہین پتا بھی نہ لگتا بڑی خرابی مقصود تھی ادھر صبح کو جو صاحبقران اکبر کی نبض دیکھی کل سے زیادہ ضعیف پایا ابو الحسن جوہر وغیرہ کے چہرے متغیر ہو گئے ہوش گم تھے

شیخ احمد عرب کہ مرد صالح و متقی و پرہیزگار تھا صاحبقران اکبر کے پاس بیٹھا دعائیں پڑھیں یعنے اعمال واقع سحر کیے شفائے مرض کا جو طریقہ تھا ہر ایک کو تعلیم کیا سب نے سجادے بچھائے دعائیں پڑھنے لگے اور عمل میں اسی طریق سے جسطرح بتایا تھا مشغول ہو پھر شیخ عرب نے فرمایا میں نے عالم واقع میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہتا ہو ای احمد اہل اسلام ز جبل الہی جمیع انھیں مژدۂ شفا سے صاحبقران اکبر دو یہ سنتے ہی میں بیدار ہوا دعا کرنے لگا یہانتک کہ گریبان سحر چاک ہوا صبح صادق ہوئی فریضہ واجب ادا کیا سب نے بہ متفق اللفظ کہا بیشک یہ خواب نہیں ہی بشارت ہو اور تم بھی بزرگ ہوا اور یہ وقت بھی خوب ہی بلا شبہ و شک یہ خواب واقعی ہے نہ خیالی - الغرض یہان کا حال یہیں چھوڑا جاتا ہی اور کچھ حال صحت صاحب قران بیان ہوتا ہی -

اب سلسلہ بند داستان کیفیت خانہ کو عرض جشن صحت صاحب قران اکبر فرخندہ فال شاہزادہ کامگار شہنشاہ تاج بخش فلک رخش جہاندار گردون اقتدار شکنندۂ طلسم سیفا برہم زن ہنگامۂ رزم و پیکار گردن شکن اشرار و کفار بادشاہ واجب التعظیم شاہزادہ معز الدین ابراہیم میں سطرح جولانی دیتا ہی کہ بقدرت قادر حقیقی پہونچنا اسرار اللہ شاہ حق آگاہ کا جبل اعلی میں اور معالجہ کرنا صاحب قران اکبر کا ببرکت آیات مبارکۂ قرآنی و نقوش جلیلہ اور صحت پانا صاحب قران اکبر کا اس بلا سے سحر سے اور قتل ہونا خنار جادو کا سلطان ابو الحسن جوہری کی سعی و کوشش سے اور مستاصل ہونا لشکر کفار کا اور حالات جشن کتخدائی صاحب قران اکبر والا شان میں جہنر کرتا ہی -

معرکہ آرایان میدان فصاحت و یکہ تازان عرصۂ بلاغت اس داستان نو عنوان کو اسطرح تسطیر کرتے ہیں کہ جب اضطرار و اضطراب ابو الحسن جوہر وغیرہ ہوا خواہان ناموس کا حد سے درگذر بالفعل ہوا - اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ مجیب الدعوات نے دعا کو ان صاحبان اضطرار کی قبول فرمایا اور دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا ہنوز شیخ احمد عرب اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ اسی وقت خبر مسرت نمط پہونچی کہ آج خواجہ جنید مغربی نام ایک تاجر زمین حجاز سے جہاز پر سوار آیا اور آپ جہاز سے اتر کے شہر فردوسیہ میں داخل اندرونے محلے ہوا اور امیدوار ملازمت صاحب قران اکبر و امراے نامدار ہوا اور امیر شجاع الدین کی خدمت میں زیادہ اظہار خلوص کرتا ہی تمام دلاور مع شاہزادہ ابراہیم اگرچہ شدت درد و سوزش زخم سے نہایت بے چین تھے لیکن یہ سنتے ہی اپنے اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے امیر شجاع الدین وغیرہ بولے ہر چند اس جا پر ہر ایک کا

اتنا مناسب نہین لیکن خواجہ اُن لوگون مین نہین ہین کہ جنسے کسی طرح کا ضرر پہونچے لہذا اُنکا منع کرنا بھی مصلحت نہین ہی وہ مرد نیک سیرت
تمام عمر تجارت مین بسر کرتا رہا ہی موافق شرع کے نفع لیتا ہی اور جو پیدا کرتا ہی اُسمین سے بھی دو حصہ راہ خدا مین دیتا ہی اور چار مرتبہ حج سے
مشرف ہوا ہی زیارات عتبات عالیات بھی بجالایا ہی صائم النہار قائم اللیل بھی ہے ایسے شخص کو کسطرح منع کر سکتے ہین جوہر نے
کہا قسم ہی سر مبارک صاحبقران اکبر کی ایسے شخصون سے دعا کروانا باعث برکت ہی صاحبقران اکبر اور ہم بیچارون کے حق مین
جو ایسا بندۂ خاص دعا کریگا حق تعالے اُسکی دعا کی برکت سے یقین کامل ہی کہ صحت کامل کرامت فرمائیگا میرے دل مین کچھ
آج نہین معلوم کیا ہی کہ آثار مسرت و انبساط پائے جاتے ہین تم جلد جاؤ اور اُس بزرگ سے کہو کہ آپ بخط مستقیم یہین تشریف لائیے
ہم آپ کی زیارت کے مشتاق ہین یہ سنکے بہت لوگ دوڑے اور خواجہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے چلے آئے بعد تھوڑی دیر کے
ایک اور خبر آئی کہ ایک بزرگ کہ چالیس برس کے سن مین آثار بزرگی و صلاحیت و زہد و تقوی جبین نورانی سے ظاہر ہین
وہ بھی ساتھ ہی جب خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کا حال جوہر اور امراے عالی قدر نے سُنا نادیدہ حلقۂ اطاعت آویزۂ
گوش جان کیا اور خود بخود غنچۂ دل شگفتہ ہوے ابو الحسن جوہر بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور سلطان شاہ اور باقی
سلاطین کو ساتھ لیے واسطے استقبال کے چلے راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی عقلاً معلوم ہوا کہ خواجہ کا آنا فقط بہانا تھا
مطلب اُسی بزرگ سے تھا اسی طرح خواجہ کو بھی جانیے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر کی نظر اُس عالی منزلت کے جمال انور پر پڑی
ایسا دبدبہ اور رعب پیدا تھا کہ جسکی حد نہین اُس درویش عالی قدر نے جوہر سے معانقہ کیا اور کہا بسم اللہ صاحبقران اکبر
کو ایک نظر مجھے بھی دکھاؤ پھر کسی نے بیچارہ خواجہ سے بات تک نہ کی ابو الحسن جوہر مثل ادنئے ملازمون کے پیش پیش
آردوے معلا کو مع درویش کے روانہ ہوا اور آذر شاہ و سلطان شاہ سے کہا اے برادر والا قدر ملاحظہ ہوا اس دین متین
مین ایسے ایسے روشن ضمیر ہوتے ہین اُسنے کہا الحق تو سچ کہتا ہی ملک النوبہ نے کہا مین تو اس ملت کو ضرور ہی اختیار
کرونگا آذر شاہ نے کہا حق سبحانہ و تعالے نے اسی واسطے ہمارے دلون مین محبت صاحبقران اکبر کی ڈالدی ہی کہ ہمارا
مآل کار اچھا ہوا اسلام مین داخل ہونا قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا چاہیے قصہ کوتاہ ابو الحسن اُس شمع انجمن کو لیے
ہوے داخل بارگاہ عرش پناہ ہوا ابو عامر کے دل مین بھی نور یقین روشن ہوا کہ اب شاہزادہ معز الدین ضرور ہی کہ
صحت پائیگے یہ درویش نہین ہی بلکہ خداوند کریم نے کسی موکل کو درویش کے حیلہ سے واسطے معز الدین کی صحت کے بھیجا ہی
یہ برکت بجز دین اسلام کے اور کسی مذہب و ملت مین نہین ہی اب مین بھی دین عیسائی ترک کرتا ہون اور مسلمان ہونگا کہ
عیسائی مذہب مین کچھ لطف نہین ہی قصہ کوتاہ اب سنیے شان معبود کی اسطرح نمود ہوئی کہ جو جو زخمی تھے اُنکے دل خود بخود
قوی ہو گئے وہ بیچارے اپنے بسترون سے اُٹھ کے درویش کے جمال باکمال کی زیارت سے مشرف ہوے اور
سعادت ملازمت حاصل کی اور درویش پاک نیت نے اگرچہ مصافحہ و معانقہ سب سے کیا لیکن کسی سے بات کی نوبت ابتک بھی
نہین آئی الغرض وہ عالی مقام براہ راست بالین صاحبقران اکبر گردون حشم پر پہونچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اُس حال

بیہوشی کو صاحب قران اکبر والاشان کی ملاحظہ فرمایا تین مرتبہ کہا سُبحَانَ اللّٰہِ وَ الحَمدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکبَر اور فرمایا عجب لوگ ہین کہ ہنوز کوئی ابتک اُسکے حال سے واقف نہوا اور ادب و تعظیم مین اُس بانداکی نہایت مبالغہ کیا اسقدر مرتبہ ادب کو دخل دیا کہ مافوق تصور نہ تھا جو ہرنے بجاے خود کہا ۔ بیت

ہیبت حق است این از خلق نیست		ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

مگر جب شاہزادہ ابراہیم کی نظر جمال انور درویش پر پڑی بے اختیار قصد کیا کہ اُٹھ کے گرد اس بزرگ کے پھرے لیکن اُس مرد بزرگ نے منع فرمایا جوہر نے جب اطاعت شاہزادہ ابراہیم کی اوروں سے زیادہ دیکھی آہستہ پوچھا اے شہریار کامگار مجھے اس تمھارے اعتقاد سے ثابت ہوتا ہے کہ تم اس بزرگ سے شناسائی رکھتے ہو کہین تمنے دیکھا ضرور ہے ابراہیم نے کہا ہان لیکن اس عالم مین نہین دیکھا جوہر نے کہا پھر کس عالم مین انسے ملاقات ہوئی ابراہیم مسکرائے اور کہا عالم طلسم اکفر و مطلق کے مرحلہ اول مین ہمنے عالم خواب مین جمال خورشید مثال جناب شاہ صاحب سے دیدہ باطن کو روشن و منور کیا تھا بعد انکے پھر ایک لقا بدار کو دیکھا اور میری رہنمائی کی تھی اس عرصہ مین وہ بزرگ بھی وظیفہ سے فارغ ہوا اور سر اُٹھا فرمایا اے ابوالحسن جوہر ظاہر اتنکو اور ان حاضرین انجمن کو فقیر کے حال مین حیرت ہے یہ فقیر پہلے اپنے حال سے آپ صاحبون کو آگاہ کرتا ہے پھر جو کام مجھ سے متعلق ہے اُسکو بجالاؤنگا اے فرزند ابوالحسن جوہر مین تمھارا اور صاحبقران اکبر کا ماموون رشتہ مین ہون اور فرزند شاہ حق آگاہ راز دان ہون یہ سُنکے تمام محفل مین ایک شور ہوا سب قدمبوس ہوے پھر فرمایا کہ اس فقیر کا نام اسرار اللہ سرحق ہے پانچ برس کے سن مین مدینہ منورہ مین تھا کہ والد بزرگوار نے سیاحی کو فرمایا جب خاطر مبارک مین آتا تھا وہ بزرگوار میرے دیکھنے کو آتے تھے جس زمانے مین مین مدینہ منورہ مین کسب علم کرتا تھا اور والدہ بھی میرے پاس تھین علم زائچہ استادون سے حاصل کیا علم سینہ والد بزرگوار نے تعلیم فرمایا پھر والدہ نے انتقال فرمایا والد ماجد کے ظل عاطفت مین آیا والدہ صاحبہ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہوا بعد اسکے جناب والد بزرگوار نے مجھے کچھ تھوڑا سا پڑھایا اور اپنے ہمراہ نجف اشرف و کربلاے معلے لیگئے وہان سے مشہد مقدس گیا بعد زیارت بغداد مین آیا اور دونون اماموں کی زیارت سے مشرف ہوا پھر وہان سے بار دیگر کربلاے معلے اور نجف اشرف پہونچا وہان سے مکہ معظمہ گئے پھر مدینہ منورہ مین آیا اور دس برس وہین رہا بعد اسکے سیر مغرب بھی کی جب مین چالیس برس کا ہوا ایک روز صبح کو جناب والد ماجد نے فرمایا اے فرزند آگاہ ہو کہ عالیہ خاتون جسکو مین نے مثل اپنے فرزندون کے جانا اُسکا فرزند دلبند غریب الوطن ہو گئے جبل اسلے مین پہونچا مین ابراہیم بن حیدر کو رخصت کر آیا ہون اور تاکید کی ہے کہ تم بھی اپنے برادر زادے کی خدمت مین جاؤ اور وہ تعویذ باطل السحر اُسکے بازو پر باندھ دیے لیکن صاحب قران اکبر روزگار ہوا ہے وہ کام کہ جو طاقت بشری سے باہر ہے اُس سے ظہور مین آئے ہین مگر افسوس یہ ہے کہ اسکا دیدار نور الابصار میری قسمت مین نہین ہے اُسی مروج دین اسلام کو فلان ایام اور فلان مقام مین ایک فقیر

اکفر کے ہاتھ سے سحر صدمۂ عظیم پہونچیگا وہ ساحران نابکار راہ معالجات کو بھی ایسا مسدود بسبب سحر کے کر دینگے کہ اہل لشکر اسلام عاجز و مضطر ہو جائینگے دانایان لشکر ظفر پیکر اُسوقت حاضر نہونگے وہ حرامزادے ایسا بند سحر باندھینگے کہ حکماے عالیشان کی خدمت مین ابوالحسن جوہر تک نہ جا سکیگا حسب مشیت ایزدی و تقدیر ربانی اس بندہ حقیر و ضعیف و ناچیز پر علاج منحصر فرمایا گیا ہے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فقیر اُسوقت اس عالم مین نہوگا لہذا مین تین لوحین تیار کرتا ہون تجھے چاہیے کہ اُنھین ایام مین داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر اپنے خواہرزادے کا مع رفقاے نامدار و امراے عالی وقار علاج کرنا پھر ایک تکسیر حروف معوذتین کی دوسری لوح آیتون کی تیسری کا اسم اعظم کی مشقت عظیم سے تیار کی اور ہر سہ الواح اسماے جسکا سلسلہ یا حلل السحر سے مکمل کیکے میرے سپرد کین اور لوازم ضروری اُسکے مجھکو تعلیم کیے اور اس عالم فانی سے دار بقا و دانی کو رحلت فرمائی قبر مطہر اُنکی مدینہ منورہ مین ہے جب ایام موعود پہونچے مین بارادۂ سفر جبل اعلے چلا پہلے مغرب گیا دریا کے کنارے اس ناچیز کو دیکھا کہ یہ بھی اسی طرف کا عازم ہے اُسی کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا بارے حق سبحانہ و تعالے نے منزل مقصود پر پہونچایا دوستون کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوا تمام تقریر ایسی زبان مین بیان کی کہ بجز جوہر کے اور کوئی نہ سمجھا حالانکہ اور اکثر صاحبان علوم و فنون جمع تھے اور غرض اس سے یہ تھی کہ کوئی جاسوس کفار نہ سمجھے اور جمشید کو خبر نہ ہو فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ جمشید پلید نے یہ تو سُنا کہ ایک درویش لطیف الطبع وارد آیا ہے اور سب نے اُسکی بہت بڑی تعظیم و تکریم بھی کی اور بکمال اعزاز و اکرام سے لیگئے گمان کرتے ہین کہ اُسکی دعا و تعویذ سے صاحب قران اکبر صحت پاوینگے جمشید ہنسا اور کہا مقدمۂ معز الدین تو ایسا ہو گیا ہے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ پھر کے نہین آتا عمود قدرت کا مارا کبھی کہین اچھا ہوا ہے اب اُسکی زندگی ممکن نہین اُسکے مرض مین تدبیر کرنا بیکار ہے اب چند نفس اور باقی ہین وہ امروز فردا مین پورے ہو جائینگے لیکن طبیعت اُس حرامزادے کی کبھی ابھی تک نادرست ہے ہاتھ پاؤن مین درد ہے ضمار منکوس منحوس اپنے خیمہ مین عیش و عشرت کر رہا ہے ادھر شاہ اسرار اللہ ملقب بسر الحق مکان خاص مین تشریف فرما ہوا اور جوہر وغیرہ جو کہ محرم راز تھے وہ بھی موجود تھے کہ شاہ صاحب نے ایک لوح نکالی صاحب قران اکبر کے سینہ بے کینہ پر رکھی اور دو انار شیرین طلب کیے ان انارون پر کچھ پڑھا اور دم کیا پھر کچھ لکھا اور بعد ایک لمحہ کے جب وہ نوشتہ خشک ہو گیا اُن انارون کو توڑا اور عرق لیکے شربت تیار کیا اور موچھون کو اُس شربت مین غوطہ دیا پھر گلاب و بید مشک سے دھویا اور رکھ دیا بعد ایک ساعت کے صاحب قران اکبر نے جماہی لی بس اُسی وقت وہ شربت حلق مین چھوڑ دیا اُس شربت کا معدے مین پہونچنا تھا کہ دو ساعتون مین اُس شہریار دولت مدار نے آنکھین کھولدین سب حاضرین دربار کو خوشی حاصل ہوئی گویا بہار چمن خزان دیدہ مین آئی یا جان تازہ تن بیجان مین سمائی فرح اکبر بدل الم اعظم و غم اصغر سے مبدل ہوے بس یکبارگی سب نے سر سجدہ معبود حقیقی مین جھکایا اور شکریہ احسان اُس داور دادرس کی جناب مین ادا کیا اور حمد و ثناے الٰہی مین زبان تر کی ابوالحسن جوہر نے چاہا خبر صحت صاحب قران اکبر کو شہرت دے اور خوشی کی نوبت بجے شاہ سر الحق نے منع فرمایا اور کہا ابھی وقت شہرت نہین آیا صاحب قران اکبر انشاءاللہ تعالے بعد ایک ہفتہ کے حالت

اصلی پر آوینگے دو دن اور دو ساعتیں گذرینگی تو یہ بات کرینگے جب تک مزاج صاحبقران اکبر کا درست ہو اس مدت میں جو میں کہوں اُسپر عمل کرو یعنے اُس ساحر نابکار کا عمل خاک میں ملا دو اور اُس حرام زادے کو پکڑ لاؤ کہ یہ کام تمھارا ہی اور تمھارے ہی نام پر فتح مقرر ہوئی ہی ابو الحسن جوہر نہایت خوش ہوا اور شاہ صاحب کے پاے مبارک پر بوسہ دیا کہا میں تابع فرمان ہوں جو ارشاد ہو بجا لایا جاوے لیکن صاحبقران اکبر نے جب چشم مبارک وا کی ایک پیالہ فرحت رسانی اُس درویش کے ہاتھ سے نوش فرمایا سے پھر کو ہوش آیا اب جو کوئی کچھ کہتا تھا صاحبقران اکبر بھی سمجھتے تھے لیکن ابھی کلام کرنے کی طاقت نہ تھی شاہ سراج الحق نے ایک اور دوائی اپنے پاس سے نکال کے تیار کی اور اُس دوا میں بھی لوح کو دھویا اور فرمایا اُس پانی سے ان سب مجروحین کی آنکھیں دھوئی جاویں اور کہا مرہم میں بھی یہی پانی لگایا جاوے پھر اُسی پانی سے اور ایک دوا تیار کی اور شاہزادہ ابراہیم کے بازو پر باندھی تا اینکہ سوزش جراحت اور شدت درد میں افاقہ ہوا اور صحت کی نوبت آئی پھر شاہ صاحب نے ایک لوح جوہر کو دی اور جو کچھ چاہیے تھا کہا یعقوب حرانی کو بھی ساتھ کر دیا اور خناز جادو کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا اور جو کچھ تعلیم کیا اُن لوگوں کو بر وقت موقع و محل عرض کیا جائیگا مگر ابھی جوہر کو رخصت نہ کیا تھا کہ ایک مرد باجمال لباس سفید زیب جسم کیے ہوے اور عمامہ سر پر دونوں طرف شملے کے پیچ چھوٹے ہوے ایک جانب سے ظاہر ہوا سراج الحق کو سلام کیا سراج الحق اُس مرد بزرگ کو لیے ہوے مکان خلوت میں گیا اور دو ساعت کامل مقیم رہا پھر وہ شخص برآمد ہو کے غائب ہو گیا کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ وہ کون تھا۔ ابو الحسن جوہر کو اس کیفیت سے کمال حیرت ہوئی پھر شاہ صاحب نے جوہر کو رخصت فرمایا۔

اب ان دونوں عیاران طرار کو اثناے راہ میں رکھا جاتا ہی اور کچھ حال خناز جادو کی ساحری اور بد اعمالی کا مسطور ہوتا ہے

راویان شیرین مقال و ناقلان رنگین خیال اس داستان ندرت توامان کو یوں معرض بیان میں لاتے ہیں کہ دوسرے دن وقت صبح سلطان ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی شاہ سراج الحق صاحب کی خدمت با برکت میں حاضر ہوے شاہ صاحب نے گوش حق نیوش جوہر کو دُر گرانمایہ سخنان بکار آمد سے گرانبار فرمایا پروردگار عالم کے حفظ و حمایت میں سپرد کر کے مرخص کیا ابو الحسن جوہر نے عرض کی جناب فیضمآب سے امیدوار ہوں کہ اس شخص کا حال معلوم ہو کہ جس سے حضرت نے خلوت میں ملاقات کی فرمایا یہ ایک طبقہ اعلے کا موکل تھا اُسنے خناز جادو اور اُسکے غلامان نابکار کی خبر دی تھی کچھ بیان کر دی خزائیل اسکا نام تھا اور جو حال اُس سراپا اضلال کا میں نے سنا تھا وہ تم سے بیان کر دیا ورنہ کیا مجھے علم غیب ہی اسی طرح جو حال معلوم ہوتا ہی اُسکو ظاہر کر دیتا ہوں پھر ایک کاغذ اپنے جیب سے نکال کے مرحمت کیا اور کہا کہ جو امر تمکو سہو ہو جاے اس کاغذ میں دیکھ لینا تمکو فوراً یاد آ جائیگا ابو الحسن جوہر نے شاہ سراج الحق کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور کچھ رات باقی تھی اسی تاریکی میں مع یعقوب حرانی کے روانہ ہوا اور قبل روانہ ہونے کے افسران لشکر ظفر پیکر

سے کہا ان حضرت کو اختیار ہی جو فرمائین بلا تامل عمل مین لاتا ہر ایک نے کہا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا - الغرض جوہر پہلے کوہستان مین داخل ہوا یعقوب حرانی کی شمشیر آبدار اور خنجر پر اسم جلیل دم کیا تاکہ ساحرون کے قتل وغارت مین کام آوے کسی طرح کمی نہ کرے اور سحر اسپر اثر نہ کرے اور دوسرا اسم بزرگ یعقوب کو تعلیم کیا اور کہا پڑھے جانا تمپر سحر کسی طرح کارگر نہوگا جو کچھ آپ سیکھا تھا اُسمین سے تھوڑا یعقوب کو سکھایا - شاہ سراج الحق نے ایک تعویذ بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کے یعقوب حرانی کے بازو پر باندھ دیا تھا ابو الحسن جوہر کے پاس لوح تختی اور کاغذ تھا کہ اُسمین کے جو کام مذکور ہونگے تعلیم ورو واجب التعظیم ہین قصہ کوتاہ حسب الارشاد شاہ سراج الحق جوہر و یعقوب حرانی داخل درہ کوہ ہوے

اب راوی ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی کو طے مراحل وقطع منازل مین کوہستان کے بالفعل مصروف ومشغول رکھتا ہی اور دو کلمہ حال خناز جادو نابکار کے مذکور کرتا ہے ❊

کہ خناز جادو نے ہر ایک کو تابعین سے اپنے ساحر بنایا اور ایک طلسم در بند تیار کیا ہی اور ہر در بند پر پانچ شخص مقرر کیے ہین کہ وہ بصورت مہیب نگہبانی کرتے ہین ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دلاور ایک فرسخ گئے تھے کہ ایک ثعبان آتش فشان دور سے نمایان ہوا کہ عین راہ مین بیٹھا تھا یعقوب حرانی نے کہا ای اُستاد عالی نژاد دیکھیے یہ اژدہا راہ بند کیے بیٹھا ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ڈرو نہین چلے چلو یہ اس ساحر نابکار کا دروازۂ طلسم ہو آپ آگے بڑھا اژدہے کے منہ مین چلا گیا یعقوب حرانی بھی داخل دہن ثعبان ہوا ہر چند کہ مطلق گزند نہ پہونچی مگر تاریکی از حد تھی دونون نے فتیلہ عیاری روشن کیا اور روانہ ہوے تھوڑی دیر کے بعد روشنی ملی ایک گنبد دیکھا اُسکے سامنے پانچ زنگی بچے نہایت قوی ہیکل بیٹھے شراب زہر مار کر رہے تھے جب اُنکی نظر یعقوب حرانی و ابو الحسن جوہر پر پڑی غل مچاتے اُٹھے شمشیر لیے سامنے آئے ابو الحسن جوہر و یعقوب حرانی نے بھی تلوارین علم کین دونون ایک ہی ضرب مین دونون نے مارے اور اُن دونون مردودون کی تلوارین بسبب لوح و تعویذ کے کچھ کام نہ کر سکین کہ آب سحر مین بجھائی ہوئی تھین تین زنگی بھاگ کے گنبد مین چلے بعد ایک لمحہ کے وہ ناری اژدہے بنکے منہ کھولے ہوے اور شعلے نکالتے ہوے آنکھین سرخ کیے ہوے اندر سے گنبد کے نکلے جوہر نے اُن دونون کی پیشانی ظلمانی پر ایک تیر سہ پہلو ایسا مارا کہ تڑا دہ ہو گیا یعقوب حرانی نے بھی ایک تیر جان ستان مارا پھر جوہر نے اسم باطل السحر پڑھا اور اسپر دم کیا بمجرد پڑھنے اسم جلیل کے جسم اس ساحر نحس کا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور طوفان برپا ہو گیا جب وہ طوفان برطرف ہوا ایک جلا سوختہ پڑا ہوا تھا پھر گنبد سے دوسرا گیدی شیر پر سوار ہو کے غصہ مین بھبکتا ہوا برآمد ہوا اور ڈرانے لگا جب یہ دونون دلاور نہ ڈرے اُس نابکار نے گرز کا وار جوہر پر کیا جوہر نے وہ گرز دونون ہاتھون سے پکڑ کے چھین لیا اور اسم پڑھا اِس وہ گیدی شیر پر سے کودا اور جوہر پر آیا شیر نے بھی یعقوب حرانی پر حملہ کیا جوہر نے اُس گرز سے اس گیدی کا سر توڑ ڈالا اور بھیجا گرا دیا اُدہر یعقوب حرانی نے شیر کو شکار کر لیا طوفان آیا جب برطرف ہوا دیکھا تو پانچ نقشے

برہنہ پڑی تھیں جوہر نے اُن نعشوں کو ایک جا جمع کر کے آگ دیدی وہ جلکر خاک سیاہ ہو گئے بعدہ حسب ہدایت شاہ صاحب ابوالحسن جوہر و یعقوب حرانی داخل گنبد ہوئے دیکھا اُس گنبد میں ایک نقب ہے جب اُس نقب میں اُترے ایک صحرائے پرخار میں نکلے اور اسقدر ماران سیاہ سے وہ صحرا پُر تھا کہ کہیں پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد یہاں تو سانپ اسقدر ہیں کہ راہ چلنا دشوار ہے دوسری طرف سے چلو ابوالحسن جوہر نے کہا دیکھتے ہو کہیں راہ بھی ہے یعقوب حرانی نے کہا معاذ اللہ یہ کیسی راہ پُرخطر ہے ابوالحسن جوہر نے کہا اُس ملعون نے سحر سے طلسم ناقص بنا کے سات دربند رکھتے ہیں ہم نے بمدد الٰہی ایک کو توڑا اب دوسرا یہ ہے یعقوب حرانی نے کہا اس میدان آفت خیز میں قدم کیونکر رکھا جائیگا جوہر نے کہا ہر ایک راہ ایک وار کے متعلق ہے یہ بھی مرحلہ آسان ہو جائیگا یہ کہکے دست راست کی طرف چلا ایک جگہ پہونچا دیکھا ہزارہا چھوٹے چھوٹے پتھر بالوان مختلف پڑے ہیں اُنمیں سے سات پتھر لیے چار خود رکھے اور تین پتھر یعقوب حرانی کو دیے اور اسم سات مرتبہ پڑھا اور اُن پتھروں پر دم کیا اور یعقوب حرانی سے کہا اب نہ ڈرنا خبردار باطمینان تمام چلا آ دیکھ یہ سب ہیچ ہے سب ریسمان اور تنکے ہیں فقط ایک کالا سانپ ہے زرد خال اُسکے بدن پر ہیں پیشانی پر سرخ دھبے ہیں اُسکو پتھر تم کھینچ کے مارنا وہ صورت اصلی پر آکے بحرب و ضرب پیش آئیگا لیکن کوئی سحر اُس بدبخت ساحر کا تجھپر مؤثر نہوگا تو مطلق خائف نہونا گو کہ وہ تجکو بہت سا خوف دلائیگا اپنے دل کو مضبوط رکھنا اس دربند میں اُس ولد الحرام خنار جادو بد انجام کے چھ غلام ہیں سیاہ فام یعقوب حرانی نے کہا آپ خاطر جمع فرمائیں فقط مجھے ہر ایک دیو سے آگاہ فرماتے جائیں الغرض جوہر ایک طرف اور یعقوب حرانی دوسری طرف چلا اور دونوں اسم پاک نظامی شاہ صاحب پڑھتے چلے تھے ہر چند کہ صورت مہیب اُن سانپوں کی تھی لیکن جب اُنپر پاؤں رکھا رسی اور تنکے تھے اور کچھ نہیں تا اینکہ زرد خال سانپ کے پاس پہونچے وہ نہایت سرعت سے انکی طرف دوڑا جب قابو پر آیا ہر ایک نے پتھروں کا وار کیا پھر دیکھا کہ وہ تمام ماران مذکور بصورت زنگیان نہایت قوی ہیکل سلیح و مکمل سامنے سے آتے ہیں یہ دونوں بہادر بھی ان غلامان بدرقبہ کی طرف مخاطب ہوئے پھر تو جنگ شروع ہوئی پہلے سحر بازی ہوئی جب سحر سے کچھ کام نہ نکلا تو زوری شروع کر دی لیکن بمدد ایزد غفار ہر ایک بہادر غالب ہوا ابوالحسن جوہر نے حریف کو بضرب خنجر ہلاک کیا یعقوب حرانی نے شمشیر آبدار سے سر خبیث بد ذات و نابکار کے قلم کیے جدال و قتال مابین درختان جبار واقع ہوئی سانپ اس مقام میں خس و خاشاک ہو گئے جوہر نے سب کو جمع کیا اور جلا دیا اور آگے بڑھے قصہ کوتاہ اسی طرح ان زنگیوں سے جنگ کر کے قتل و زخمی کرتے اور مقابلہ کرتے ہوئے متوجہ دربند سوم ہوئے یہ دربند کنارہ دریا ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا پانچ گرگ یہ ایک میل آہنی پر بیٹھے تھے اور آوازیں ہولناک دے رہے تھے کبھی دریا میں غوطہ مار کے مثل ثعبان آتش فشان و مانند بلاے بے درمان پانی سے سر نکالتے کبھی بشکل عجیب و غریب بنتے کبھی زنگی ہو جاتے تلواریں کھینچ کھینچ کے آپس میں لڑتے پھر گرگس بنکے میل پر جا بیٹھتے یعقوب حرانی نے کہا اے اُستاد آپ ملاحظہ فرماتے ہیں یہ مرد کے

کیسے شعبدے کر رہے ہین ابو الحسن جوہر نے کہا بظاہر تیسرا در بند یہی ہے اب کاغذ مطالعہ کرنا چاہیے کہ کشود کار سے خاطر جمع
ہو جاوے ایک دائرہ کھینچا آپ اور یعقوب حرانی دونون دائرہ مین بیٹھے اسم شروع کیا جب ایک ساعت گذری یکایک
طوفان اٹھا اور ہوا چلی اور آسمان سے سانپ اور بچھو برسنا شروع ہوئے لیکن بافضال ایزد متعال ان دونون بہادرون کو
کسی طرح کا آسیب نہ پہونچا بعد اسکے ایک دیو قوی ہیکل نہایت طویل القامت پیدا ہوا اور دار و پشت وغیرہ سے ڈرانے لگا
بعدہ حیوان درندہ کی مثل شیر و گرگ و خوک و خرس کے ہزارہا صورتین دکھائین دین پھر ہوا سے تند چلی جوہر نے یعقوب
کو اشارہ کیا کہ اب تم آنکھ بند کر لو اور خود بھی آنکھین بند کر لین بعد ایک ساعت کے آنکھ کھولی دریا معدوم پایا بجاے مثال
پارچہ سنگ مثل قلعہ کوہ معلوم ہوا اسپر سے پانچ شخص نہایت طویل القامت خوک پر سوار آئے اور قریب آکر خوک پر سے
اترے اور حرب مین مشغول ہوئے پھر ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی بھی دائرہ سے باہر آئے خنجر و شمشیر سے مقابلہ ہوا
پہلے اسم پڑھ کے انپر دم کیا اب صورتین اصلی انکی نمایان ہوئین جو جانور بسبب سحر کے رام ہوے تھے اور مرکبون کا کام دیتے
تھے اب جو اثر سحر برطرف ہوا وہ انکو زمین پر پٹک کے روانہ ہوے جب وہ گیدی حیران و پریشان ہوے ایک دفعہ
پانچون حملہ آور ہوے ان عیاران بے نظیر و جھتران عدو گیر کے مقابلے مین ان گیدیون کی کیا حقیقت اور اصل تھی اگر
آدمی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے آخر بضرب خنجر و تیغ بے دریغ آتش جہنم مین پہونچے یہ تیسرا در بند تین دن مین مفتوح ہوے
انکی خوراک بالفعل کلیجے اور نقل و میوہ ہر رات کو دائرہ کھینچ لیتے تھے اور چین سے استراحت کرتے تھے القصہ چوتھے
در بند کی طرف چلے ایک احاطہ مین پہونچے شام ہو گئی تھی دروازہ احاطہ کا بند تھا ابو الحسن جوہر نے دائرہ کھینچا غذا
نوش کی یعقوب نے بھی کھائی نمازین پڑھین جوہر نے اسم جلیل جو کہ کاغذ شاہ سر الحق سے ارشاد ہوا تھا تعداد
معین یعقوب حرانی کو بھی تعلیم کیا کہا جب فارغ ہونا مجھے اطلاع دینا بعد اسکے آپ بھی پڑھنے لگا لیکن زبان جوہر کی روان
زیادہ تھی قبل یعقوب کے اسم تمام کیا طبیعت پر کسل زیادہ تھا سو گئے ہر چند چاہا نہ سوؤن مگر ممکن نہوا کچھ پڑھنا
رہ گیا تھا کہ یعقوب بھی سو گیا ایک ساعت کے بعد جو بیدار ہوا دیکھا چاندنی چھٹکی ہے اسم باقی ماندہ کو ختم کیا ناگاہ کیا دیکھتا ہے
کہ دروازہ احاطہ کا کھلا تین شخص نکلے ایک زن جمیلہ ہے دوسرا غلام قرم ساق ہے تیسرا آقا مرکب پر سوار ہے عورت سے
کہا تجھ پر تیرے مذہب و ملت پر ہزار ہزار لعنت اسی جگہ چولہا بنا اور آگ سلگا مین ابھی دم گوشت شکار کر کے غلام کے
ہاتھ بھیجتا ہون بہت اچھا قورما پکا اور ہزارہا دشنامہاے غلیظ دیکے چلا گیا اس عورت نے دیگچہ صاف کیا اور چولھے
مین آگ روشن کی یعقوب حرانی اس تماشے کو دیکھا کیا بعد ایک لمحہ کے غلام ایک آہو ذبح کیا ہوا لایا دونون نے جو
گوشت اچھا تھا صاف کر کے دیگچے مین رکھ کے چولھے پر چڑھا دیا آنچ تو ہوتی ہی تھی پکنے لگا غلام بھی چلا گیا عورت
نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگی خداوند تعالے ان ساحرون کو جہنم واصل کرے ایک بھی حرامزادہ زندہ نہ رہے
تاکہ سحر سے غریب و ضعیف مسلمان انکے ہاتھ سے ہلاک نہون یہ کیا غضب ہے کہ دشمن خدا تو خوش ہون اور دوست خدا انکے

غمگین یہ کہتی تھی اور زار زار مثل ابر نوبہار روتی تھی یعقوب حرانی کو اُس عورت پر رحم آیا دل مین کہا معلوم ہوا کہ یہ بیچاری
عورت مسلمان ان کافرون کی قید مین گرفتار ہی اور روشنی آتش مین اُسکی صورت زیبا دیکھی تو نہایت حسین و صاحب جمال
پایا پھر اُس سے پوچھا ای زن مصیبت زدہ تو کون ہی اور کس طرح ان کفارون کے فریب مین پھنسگئی وہ بولی کہ مسلمان
ہون ان حرامزادون نے اسیر کرلیا ہی انکا سردار و افسر شغاز جادو ہی یعقوب حرانی تو اُس جادوگر ملعون کے نام سے
واقف ہی تھا کیونکہ شاہ اسحٰق نے فرما دیا تھا کہا تو خاطر جمع رکھ ہم اب اُسکو قتل کرتے ہین چنانچہ تین دربند تو شکست
کرچکے اب عنقریب تجھے بھی نجات ہوجائیگی وہ بولی خدایا دعا میری قبول فرما بعدہ قورمہ نہایت لذیذ تیار تھا اور یعقوب
حرانی نے تین چار روز ہوئے تھے کہ گوشت آنکھون سے بھی نہ دیکھا تھا کھانا تو شئی دیگر ہی دل طرف گوشت کے مائل
ہوا اُس عورت نے بھی کہا ای جوان بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسی لطیف خوراک تو یہ حرام زادے ساحر کھائین اور
مسلمان صاحب ایمان نہ کھائین اگر جی چاہے تھوڑا سا نوش جان فرما یعقوب حرانی نے دلمین کہا کہ اسم تو پڑھ چکے ہین اب
کیا ڈر ہی کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس محبوبہ سے اختلاط بھی کرونگا اب مناسب وقت یہی ہی قصہ کوتاہ اُس غدارہ و مکارہ کے دام
مکر مین یعقوب حرانی آگیا دائرہ سے نکل کے دیگچے پاس جا بیٹھا اُس مکارہ حرافہ نے نہایت خاطر و مدارا کی روٹیان تیار تھین
سامنے رکھدین اور قورمہ بھی نکالدیا اور کہا حضور نوش فرمائین یعقوب حرانی نے جیسے ہی لقمہ اُٹھایا اور منھ مین رکھا ایسا تلخ تھا کہ
پناہ بذات کبریا یعقوب نے کہا ای نازنین یہ طعام ایسا ناگوار کڑوا کیون ہی اُس مکارہ نے کہا شاید لونگ زیادہ ہوگئی ہی یا اُس
بورانی مین مرچ آگئی ہی دوسرا لقمہ نوش فرمائیے دوسرا لقمہ جو یعقوب نے منھ مین رکھا وہ اُس سے زیادہ کڑوا تھا یعقوب نے وہ سب کھانا
اُٹھاکے پھینکدیا اور کہا بہت خراب پکایا ہی اب تو وہ بدبو ایسی پھیلی کہ یعقوب کا دماغ پریشان ہوگیا وہ عورت بھی ناشستہ و نامربوط باتین بکنے
لگی یعقوب حرانی کو غصہ آگیا کہا او قحبہ مردار یہ تو نے کیا مکر کیا بس اُسی وقت پیچھے سے دو تین مرد پیدا ہوئے اور یعقوب پر بیخبری مین حملہ آور ہوے
اور فوراً اسیر کرلیا یعقوب چلایا ای استاد ملاحظہ فرمائیے یہ مردود مجھے گرفتار کیے لیے جاتے ہین صبح تو ہو ہی چلی تھی ابوالحسن جوہر بیدار ہوا
جب اس حال کو سنا نہایت آزردہ خاطر ہوا یعقوب حرانی کے لیے نہایت پریشان ہوا لیکن اب کیا ہوتا ہی وہ ملعون تو انکار
یعقوب حرانی کو لیے داخل حاطہ ہوگئے اور دروازہ حاطہ کا بند کرلیا آخر جوہر نے کمال اضطرار مین فریضہ سحری ادا کیا اور کاغذ
شاہ صاحب کو معائنہ کیا وہ کاغذ گویا اس طلسم کی لوح تھا بقدر ضرورت عبارت کاغذ مین پڑھی جاتی تھی زیادہ نہ معلوم ہوتا تھا
الغرض یہ لکھا پایا کہ جب دربند چہارم مین پہونچو تو تمھارے ساتھ مکر و فریب ہوگا تمکو چاہیے ہی کہ فریب مین نہ آؤ اور اپنے
رفیق سے بھی تاکیداً کہدینا کہ بغیر اسم تمام کیے سونا نہین ہرچند کہ غلبہ نیند کا ہوگا مگر ہرگز نہ سوئے اور جو غفلت کرے اور
جو اتفاقاً قبل ختم اسم کے سو جاوے کہ مقتضاے بشریت ہی تو جلد بیدار ہو جاوے ورنہ جادوگرون کے فریب مین گرفتار
ہو جاؤ گے اور اغلب ہی کہ وہ لعین مکر و فریب ضرور پیش آئینگے بالفرض اگر گرفتار نہین ہوئے تو خاطر جمع رکھو وہ تمھین قتل
نہ کر سکینگے جب تک کہ لوح تمھارے پاس ہی اسوقت لازم ہی کہ تم دست چپ کی طرف چلے جانا وہان جاکے ایک چشمہ ملیگا بجا

آب خون جوش مارتا ہوگا تم ایک پارچہ روئی کا رکھنا اور اسم کو پڑھنا اور دم کرنا پھر کمند میں باندھ کے قُلِ شست کے پانی میں
ڈالنا ایک ماہی سرخ رنگ روئی کا ٹکڑا منھ میں لے کے کھاتی ہوئی نکلیگی اس ماہی کو کھانے دینا اور تعجیل دروازہ حاجت
تک جانا پھر جست کرکے مچھلی کو بیچ دروازہ میں لٹکا دینا اور خود بلندی پر بیٹھ کے یہ اسم پڑھنا جو درپیش آئیگی اُسپر
دم کرنا بس وہ ناپود ہو جائیگی پھر ایک ساعت کے بعد دروازہ کھلیگا اور ایک فوج عظیم بارادۂ حرب وضرب برآمد
ہوگی اور ہر ایک کے ہاتھ میں طرح طرح کے حربے ہونگے مگر وہ مفقود الوجود ہوگی جس سے نہ نفع و نہ ضرر حاصل ہوگا تم ہرگز
نہ ڈرنا اور اسم پڑھے جانا جب قریب آئیں ایک پھونک مارنا وہ ہوا ہو جائیگی مگر اُن میں سے ایک شخص عمامہ سیاہ سر پر
باندھے ہوگا اسکو تیر سے مارنا اور کوئی حربہ سے قتل کرنا پھر اور فوج نکلیگی فوج اول سے زیادہ تم اسم پڑھے جانا وہ فوج
بھی ہوا ہو جائیگی مگر اُن میں سے بھی ایک شخص فقط باقی رہیگا اسے بھی قتل کرنا غرض مختصر اسی طرح چھ تک تم کو بھی تیرباران کرنا
وہ کھانگ کے دروازہ طلسم میں داخل ہو جائیگا لیکن راہ میں قطرات خون ٹپکتے جائینگے اور طوفان آئیگا جب طوفان برطرف
ہوگا معلوم کرنا کہ در خیمہ چہارم فتح ہوا پھر آگے روانہ ہونا اور کاغذ سے غافل نہ ہونا جب ضرورت ہو کاغذ دیکھنا اور موافق
تحریر کے عمل کرنا ابوالحسن جوہر نے موافق تحریر کے عمل کیا در خیمہ پنجم کی طرف روانہ ہوا مگر یعقوب حرانی کے واسطے
پریشان تھا جاتے جاتے ایک ایسے مقام میں پہونچا کہ جہاں ایک خندق پر از آتش سوزان سد راہ تھا اور خندق کے
اس طرف پانچ شخص بیٹھے ایک آدمی کو ذبح کرچکے تھے اور آگ پر کباب لگاتے تھے جب کباب کھا کے فارغ ہوئے
ایک جوہر کو دیکھ کر اٹھا اور درخت کے نیچے جا کے یعقوب حرانی کو لایا اور ارادہ کیا کہ اسے بھی ذبح کرے اور کہا جائے جوہر کو
تاب کہاں تھی عقل اس پر حسرت اختیار سے باقی رہی بس ایک آواز جگر خراش دی کہ اے حرام زادو تمہارا حریف
میں ہوں اس سے کیا مطلب وہ بولے تو کون ہے بیان کر ابوالحسن جوہر نے کہا ہم ساحر کش اور طلسم کشا ہیں اُنھوں
نے کہا تم کس دلیل سے کہتے ہو کہ کس طرح یقین ہو جوہر نے چونکہ یعقوب کے لیے مضطر تھا لوح باطل السحر مخفی تھی کہا
وہ بولے پھر کیوں کھڑا ہے خندق سے پار ہو دیکھیں کیسا طلسم کشا اور ساحر کش ہے جوہر غصہ میں چاہتا تھا کہ جست
کرکے نہر کے پار ہو کہ خوش طالعی سے کاغذ کا خیال آگیا فوراً کاغذ دیکھا اس عرصہ میں اُن بدبختوں نے یعقوب کو زمین
پر چیت لٹایا اور حلقوم پہ چھری رکھی یعقوب چلایا کہ اے کشندۂ جادوان دیکھو یہ مجھے ذبح کیے ڈالتے ہیں آپ
کاغذ دیکھنے کا کون موقع ہے جلد میری امداد کو پہونچو اور مجھے پہلے جلد چھڑاؤ بعدہ کاغذ دیکھنا جب مجھے مار ڈالینگے
تو پھر کیا فائدہ ہوگا کاغذ دیکھنا بیکار ہے مرگ سہراب یاد ہے کہ بعد مرگ کے نوشدارو اگر ملی بھی تو کچھ نہ ہوسکا

اے طلسم کشا مصرعہ

پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

ملاحظہ کے اندر خندق میں آتش سوزاں کا مشتعل ہونا اس طرف جادوگروں کا مجمع اور



یعقوب حرانی کے گلے پر چھری رکھنا

القصہ وہ ہر چند بکتا رہا اور خوب بہکاتا رہا لیکن جوہر نے ایک نہ سنا کاغذ کو دیکھا کیا یہانتک کہ کاغذ کو دیکھ کے سر اُٹھایا اور تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اول اُسی بلی کو مارا کہ جو یعقوب حرانی کی صورت بنکر غل مچا رہا تھا وہ تیر پیشانی پر پڑا الٹ گیا دوسرا تیر زمین دوز پھر اس زور سے اُس پلید کے مارا کہ بیکار کر دیا ہوا سے تند چلی تاریکی پھیلی اُس تاریکی میں برق صفت تلوار چمکتی دیکھی نیمچہ غلاف سے نکال کے گرد سر پھرانے لگا اس سبب سے جانب پاس نہ آسکتی تھی یکایک روشنی ہوئی دیکھا چار شخص تلواریں کھینچے برتر سے بدل رہے ہیں ابوالحسن جوہر کہ عیار چابکدست تھا شمشیر برق وش سے ایک کا سر دوسرے کی گردن تیسرے کا دوش چوتھے کا سینہ ایک ہی ضرب میں کاٹا اور چاروں کو فی النار کیا پھر طوفان شدید آیا اور ایسی گرد و غبار سے تاریکی پھیلی کہ آنکھیں بند ہو گئیں جب وہ طوفان موقوف ہوا دیکھا نہ وہ خندق ہے اور نہ سر آتش مشتعل لاشیں سوختہ پڑی تھیں ان چاروں لاشوں کو حسب الارشاد ایک جا کر کے آگ دیدی کہ وہ سب راکھ ہو گئیں اور دربند ششم کی طرف متوجہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک درخت عظیم الشان نظر آیا اُسکی شاخ میں سر لٹکتا تھا اُس درخت کے سایہ میں ایک ساعت توقف کیا جب بغور دیکھا وہ سر یعقوب کا معلوم ہوا اور ساتھ اُس سر کے ایک لوح بھی لٹک رہی تھی ابوالحسن جوہر نے جب سر یعقوب دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بیقراری کا دل کو ضبط کر کے کاغذ دیکھا کاغذ میں یہ مضمون تھا کہ اے ابوالحسن جوہر اس طلسم [illegible] تم اس لوح کو خوب

غور سے دیکھنا اور کچھ خیال نکرنا جوہر نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا ای طلسم کشا خناز جادو کی طرف سے تجھے معلوم ہو مین
جانتا ہون کہ یہ معرکہ دو حال سے خالی نہین یا تو میری اجل تیرے ہاتھ ہو یا بالعکس اسکے ہو لیکن اسے یقین جاننا کہ اپنے
شاگرد یعقوب حرانی کو ساحرون کے گمان مین تو نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا بڑی غلطی تجھ سے ہوئی لیکن ہمارے لیے خوب
ہوا اگر تو نہ مارتا ہمارے آدمی مار ڈالتے اور تو نے آخر کو اسے قتل کیا وہ بیچارہ کاغذ دیکھنے کے وقت فریاد کرتا رہا لیکن تو نے
نہ سنا آخر جب یعقوب تمام ہو گیا تب اسکی وصیت اوسکے کہنے کے بموجب مین نے لوح پر لکھ کے سر راہ لٹکوا دی تاکہ
مین مشغول الذمہ نہ رہون اور تمکو معلوم ہو جاوے آیندہ تعمیل کرنے نہ کرنیکا اختیار ہے مضمون وصیت یعقوب یہ ہے کہ اے
اُستاد میری اجل اسطرح تمھارے ہاتھ سے مقدر تھی تمھاری خطا نہیں ہے لیکن طرہ مشکین خال کو میری طرف سے بہت تسلی
دینا اور کہنا کہ مجھے ثواب فاتحہ سے نہ بھولنا اور شاید طرف حران کے جانا ہو تو وہان وطن مین میری ایک بہن ہے اسے
تسکین دینا اور نام اسکا عمرانہ خاتون ہے اور میرے سر کو غسل دے کے کہین دفن کر دینا کہ خناز جادو کی بھی اجازت ہے
اور اگر اس وصیت پر عمل نہ کروگے تو محشر مین تمھارا دامنگیر ہونگا آیندہ تمکو اختیار ہے ابو الحسن جوہر نے جو اس نوشتہ کو
پڑھا تحریر افسون کام کر گئی جوہر بے چین ہو گیا اور خیال کیا کہ مین نے تو جو کچھ کیا بموجب کاغذ کے کیا یہ کیا معاملہ ہے کہ مین نے
یعقوب کو مارا پھر سوچا کہ شاید مجھی سے خطا ہوئی ہو یا یہ مکر و فریب کی باتین ہین ایسی فکر مین غلطان و پیچان تھا کہ سامنے
سے ایک شیر غراتا ہوا آیا اور دست راست سے ایک دیو اور دست چپ سے غول اور پشت کی طرف سے آدمی مسلح و
مکمل تلوارین ہاتھون مین لیے غل مچاتے آ پہونچے ابو الحسن جوہر یہ آفت دیکھ کے دست پاچہ ہوا اسم پڑھنا شروع کیا اور
دائرہ اپنے گرد کھینچا اور کاغذ کو دیکھا بارے کوئی دائرے مین نہ آسکا جوہر نے لکھا دیکھا کہ جب تم درخت کے قریب
پہونچنا اور اپنے رفیق کے سر کو ملاحظہ کرنا وہ سب دغا و فریب تصور کرنا کچھ دل مین خیال نہ لانا تمھارا رفیق برکت تعویذ سے
حفظ و حمایت الٰہی مین ہے لیکن چار غلام اس خناز جادو کے چوکیدار ہین وہ کافر بصورت مہیب و اشکال غریب تمھارے سامنے
آئینگے اور حرب و ضرب کرینگے تم دائرہ کھینچ کے اس اسم مقدس کو پڑھو بعد اسکے جو آگے ہون انھین تیر جان ستان سے
اور پیچھے والے دیو کو تلوار سے جہنم واصل کرنا اور دائرہ سے نکل کے اس آدمی کو زمین پر دے مارنا اور سر خبیث اسکا
دھڑ سے کھینچ لینا کہ در بند ششم بھی فتح ہو جائیگا ابو الحسن جوہر نے موافق نوشتہ شاہ سر الحق کے عمل کیا اور طوفان برطرف
ہونے کے بعد اس درخت کو دیکھا کہ وہ بیری کا درخت ہو گیا اور وہ چارون غلام مردہ پڑے ہین انکو بھی بدستور جوہر نے
جلا دیا اور در بند ہفتم کی راہ لی اس عرصہ مین شام ہو گئی ابو الحسن جوہر نے دائرہ حصار کھینچ کے اسی مین آرام فرمایا صبح کو
بعد فریضہ سحری کاغذ کو ملاحظہ فرمایا ہدایت ہوئی کہ اے جوہر والاگوہر جب تم در بند ششم کو بافضال الٰہی فتح کر چکنا تو در بند ہفتم
مین جانا خناز جادو نابکار باقی غلامون کے ہمراہ اس مقام مین ہوگا لیکن تم مخفی ہونا کہ کوئی ملعون تمکو نہ دیکھے بلکہ
سراغ بھی نہ پائے اسوقت اس چیز کی ضرورت ہوگی جس سے تم غائب ہو جاؤ ورنہ مشکل پڑینگی آپکو اور بڑی محنت کرنی پڑیگی

لیکن کچھ اندیشہ نہین ہے بفضل باری وہ چیز وہین سے پیدا ہو جائیگی اب تم داہنے ہاتھ کی طرف جاؤ دو فرسنگ راہ طے کرنے کے بعد تمکو ایک غار ملیگا اُس غار مین ایک مار سیاہ صاحب الفقرات نام رہتا ہی تم اُس سانپ کو کسی طرح مارنا وہان ایک چشمہ پیدا ہوگا تم اُس چشمہ کے پانی سے مُنھ ہاتھ دھونا اور کھال اُس سانپ کی جدا کرنا اُسکی پشت مین سات ہڈیان ہونگی آئینہ جو تمھارے پاس ہی اُسکو سامنے رکھنا اور ایک ہڈی پیشانی پر ملنا جس سے صورت نظر نہ آئیگی بلکہ سر مین باندھ لینا ساحرون کو تم معلوم نہوگے پھر غار سے نکل کے جنوب کی طرف جاؤ وہان ایک چاہ بزرگ ملیگا چار دیو قوی ہیکل اُس چاہ کے کنارے بیٹھے ہونگے وہ بھی تمکو نہ دیکھینگے تم کھڑے رہنا جو وہ کہین سننا بعد ایک ساعت کے کنوین کا پانی اوپر تک اُبل آئیگا اور ایک نہنگ مہیب صورت سر نکالیگا اُسی دم ایک جانور کوچک پرواز کرتا ہوا آئیگا وہ منھ کھولیگا وہ طائر منھ کے اندر چلا جائیگا تم بھی اُس جانور کے ساتھ دہن نہنگ مین داخل ہو جانا پھر جہان پہونچیگا تم جاننا کہ خانہ جادو کا وہی مقام ہی پھر تم موافق نوشتہ کاغذ کے عمل مین لانا ابو الحسن جوہر نے اُسی طرح کیا کہ اول سانپ کو مارا اور وہ ہڈی سر پر باندھی نظرون سے پوشیدہ ہوا لب چاہ پہونچا چار دیو دیکھے آپس مین بزبان انسانی باتین کر رہے تھے ایک نے کہا افسوس ہی دریغ دشمن جان نے فتح کیا دیکھیے حال اُستاد کا خوف سے دمبدم تباہ ہوتا جاتا ہی اپنی جگہ سے ہلتا نہین نہین معلوم مآل کار کیا ہوتا ہی چالیس آدمی ہمارے ہمجنس مارے گئے اب ہم کل پانچ چھ باقی رہگئے ہین دوسرے نے کہا اُستاد بھاگ کیون نہین جاتا جمشید ملعون کے عشق مین تباہ و برباد ہو رہا ہی اکثرون کو قتل کروایا اب جو باقی ہین اُنکو بھی قتل کروائیگا تیسرے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ بھی نوشتہ ہی کہ راہ فرار مسدود ہی طلسم شکن کے موکل گھیرے ہوئے ہین کیونکر بھاگ جاسکتے یہ باتین کر رہے تھے کہ آب چاہ جوش زن ہوا اور لب تک پہونچا اور نہنگ پانی سے اُبھرا اور منھ مثل درۂ کوہ کھولا جانور سیاہ پرواز کرتا ہوا بسرعت تمام آیا اور آتے ہی دہن نہنگ مین چلا گیا ابو الحسن جوہر بھی اُسکے ساتھ ہی کودا جب آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی میوون کے بار سے شاخین جھکی ہوئی ہین روشین بنی ہوئی نہر جاری فوارے چھوٹ رہے ہین پھولون کی بو سے خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا قلب کو فرحت ہوتی تھی سبزے کی طرف بہار جانوران خوش الحان ہزار در ہزار ہر شجر پر چہچہا رہے تھے ایک گنبد وسط باغ مین نہایت بلند تھا الغرض جوہر سیر کرتا ہوا ایوان باغ مین پہونچا دیکھا خناس جادو اپنے غلامون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی اور زار زار رو رہا ہی غلامون سے کہتا ہی اے میرے خیرخواہو مین نہین جانتا کہ کون دشمن جان میرے درپئے آزار ہی افسوس جس طلسم کو مین نے نظر عالم سے پوشیدہ و پنہان کیا تھا اُسنے سب وہ ظاہر کر دیا اور خود داخل ہوا جنہون درپئے شکست کے ہوئے مثل فرزندون کے پالا تھا جادو سکھایا اُستاد کر دیا اس سفاک نے سبکو قتل کیا میری تلاش مین آتا ہی حکیم فیلاقوس الحکمت اور اُسکے شاگردون کے نام پر طلسم بندی کر دی ہی لشکر ظفر پیکر اسلام کے فتح مین دیوار سحر اُٹھا دی ہی اسلیے کہ مسلمانون سے کوئی شخص حکیم زادون تک نہ جاسکے حکیمون کے خیال کو بھی باندھ دیا ہی کہ معز الدین کی یاد بھی نہ آوے پھر گرز بنایا اور معز الدین کی موت اُس پر مقرر کی ہی

یہانتک خبر ملی کہ معز الدین کو بیہوش کر دیا یقین ہی کہ چند روز مین اُسکے قالب سے روح نکلجائیگی اور ایک تلوار بھی سحر بند جمشید کو
دی ہی جس نے تمام دلاوران معز الدین کو بیحال کر دیا ہی اُنکے زخم ہرگز اچھے نہونگے یقین ہی کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائینگے
اور فلک ساحرون کے موافق گردش کریگا اور انتقام خون جنگم جادو قرار واقعی لیا جائیگا لیکن چار پانچ دن سے مقدمہ برعکس
نظر آتا ہی اب تو یہ نوبت پہونچی کہ میرا طلسم شکست ہو گیا ای ارفاسے گوپال ای ازفال آیا کوئی دہنہ چاہ پر ہی یا نہین ایسا نہو کہ
دشمن اس دربند مین بھی آ کے اپنا کام کر جائے وہ بولے کچھ سودا ہوا ہی سوداق بن بوراق غلام بشکل اژدہا چاہ کو گھیرے
بیٹھا ہی آتش کے قلابے ایسے چھوڑیگا کہ عالم کو جلا کر خاک کر دیگا کیا قدرت جو کوئی قدم یہان رکھہ سکے چونٹی ہی جو کسی سوراخ
سے چلا آئیگا خناز جادو بولا میرے تو اسوقت ہوش باختہ ہین اب کسقدر میرے معین و یاور باقی ہین اور کسقدر کام آئے مجھکو
یہ بھی نہین معلوم ای زردشت و ای سامری و ای ابلیس لعنت تمپر تینون مین سے ایک نے مدد نہ کی گویا میری طرف سے اندھے
ہو گئے نہین معلوم مین نے انکی کیا تقصیر کی ہی کہ یہ مجھپر نامہربان ہین یہ کہتا تھا اور روتا تھا ورقا غلام نے کہا ای اُستاد ہمین
لیکے بھاگ کیون نہین جاتے اب بھی ہم کہتے ہین خیر جو ہوا سو ہوا یہان سے بھاگنے کی راہ کیلیے نہ نکالین وہ تو ہماری بات کو
خیال مین نہین لاتا مادر جمشید کو لیے بیٹھا ہی کیا ہمکو خلعت بخشیگا خناز جادو قم ساق بولا اب مجھے اپنی جان کی پڑی ہے
جمشید کیسا اور اُسکی مادر قیچہ کیسی تجھے اُسکی فکر ہوگی اگرچہ اپنے علم سے مجھے اتنا معلوم ہوا ہی کہ جمشید کی زندگی میری زندگی
پر منحصر ہے چاہیے تو ایک ہی دن مین دونون فی النار ہون اور ورقا بیشک ہم ہین جو کہتے ہو مین نے مگر قصد کیا تھا بھاگنے کی راہ
مشرق و مغرب جنوب و شمال فوق و تحت سے بالکل مسدود پائی گویا اپنے طلسم کا آپ مقید ہو گیا ہون ہر چہار طرف
لوہے کے سیخچے موکل مارتے ہین اسجگہ مجھے آرام ہی یہ دشمن جو میرے پیچھے پڑا ہی اغلب ہی کہ اور کوئی مربی زبردست رکھتا ہی
جسنے سب راہین بند کین ہین ایک غلام نے کہا استاد آقا اُسکا رفیق اُسی جگہ فلان برج مین مقید ہی تو حکم دے تو اُسے مار ڈالین
یقین ہی کہ دشمن ڈر جائیگا خناز جادو بولا اُسکے قتل ہونے سے دشمن ہمارا کبھی دست بردار نہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ تمھے ایک دن
کیا پھر ہی بھر مین قتل کرے اُسکے قتل کی خبر محض دروغ مکر ردی اور ڈرایا لیکن مطلق نہ ڈرا اور قدم آگے بڑھایا یہ بولا ای اُستاد
اُس رفیق کی معرفت دشمن سے ملاقات کرین صلح کرلین خناز جادو نے کہا وہ دشمن بلا قبول دین اسلام اور ترک کرنے اپنے
دین کے ہمسے راضی نہوگا اسلیے کہ بندگان خناز جادو سب دین ابلیسی مین مرتے ہین لیکن رفیق دشمن کو آب و نان نہ دینا تاکہ
شدت گرسنگی و تشنگی سے خود ہلاک ہو جائے پھر ایک غلام نے پوچھا کہ ای اُستاد دشمن کون ہی اور نام دشمن کا کیا ہی خناز جادو
بولا ابوالحسن جوہر برادر خواندہ و عیار معز الدین ہی اُسکا مربی نہین معلوم ہوتا کون ہی کہ جسکی مدد سے ایسے کام کرتا ہی میرے
شیاطین مجھ سے اتنا ہی کہ گئے ہین کہ ابوالحسن جوہر اور یعقوب صحرائی تیرے درپے خرابی کے ہین لیکن ہر چند پوچھا کہ مربی
انکا کون ہی کچھ نہ بتایا کہا ہم نہین جانتے بعضون نے کہا کہ جب ایسے شخص کے تفحص حال مین مشغول ہوتے ہین تو خود بخود بدن
مین آگ لگتی ہے معلوم ہوتا ہی کہ مربی انکا بڑا زبردست ہی کہ تصور اُسکا جلائے دیتا ہی حق یہ ہی کہ خدا پرستون نے عالم کو زیر

کرڈالا ہی اور جو کچھ وہ کرین عجیب نہین ہی دوسرے نے کہا کاش ہم بھی خدا پرست ہوتے خنا ز جادو نے کہا خدا پرست بزرگون کے مرتبے تک نہین پہونچے یہ امر نہایت دشوار ہی اور متابعت ابلیس و سحر خوانی مین لذت نفسانی اسقدر میسر ہی کہ جسکی حد نہین اور یہ اُنمین نہین ہے کہ وہ اپنے درجات عالی آخرت مین چاہتے ہین اور ہم لوگ لذت نقد کے طلبگار ہین جوہر ایک گوشے مین سُن رہا تھا اور اُنکے اعتقاد پر لعنت کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ دانستہ حق کو یہ مردود چھپاتے ہین لذت نفسانی کے خواستگار رہین نہین معلوم کیا سمجھتے ہین بعد اسکے یعقوب کا خیال آیا کہ مبادا بھوک اور پیاس سے وہ ہلاک ہوجاوے اتنے مین جادوگر نے شراب مانگی اور زہر مار کی اُسکے نشہ مین اپنے نصیب کو خوب رویا اور با وازِ بلند کہا ای غلامان باوفا اسوقت میرا اضطرار زیادہ ہوتا جاتا ہی مجھے معلوم ہوتا ہی کہ شاید دشمن اسی باغ مین آپہونچا تم لوگ تلاش کرو دو تین غلام ادھر اُدھر گئے پھر چلے آئے اور کہا یہان ہم کسی کو نہین دیکھتے ہین بوراق اژدہا بنا ہوا دہنہ چاہ پر موجود ہی تم تا حق اضطراب کو اپنے مین راہ دیتے ہو یہان کون آسکتا ہی جادوگر بولا ای بیخبرو بشدت اضطراب اور کثرت قلق سے ثابت ہوتا ہی کہ قریب ہی کسو اسطے کہ جان خناز کی ہوا ہوئی جاتی ہے اور تم کہتے ہو کوئی نہین اچھا تم چھ نفر ہو اُنمین سے تین نفر باہر جاؤ اور دہنہ چاہ پر بافکال مہیب بیٹھو اور نگہبانی کرو کہ اگر دشمن نہین آیا تو اب نہ آسکے شعر

	تا مدد و سیلے باین مکان نہ برد		مار و عقرب شوید شیر و پلنگ

مگر تھا وہ قدر سے نے خناز جادو کو یہ جواب دیا اور بجاے خود خیال کیا شعر

	با چنین احتیاط جان نبرد		چون رسید ہست وعدہ خناز

الغرض تین نفر ان چھ نفر سے باہر گئے اور تین اندر رہے لیکن جادوگر کا توحش وقتاً فوقتاً بڑھتا جاتا تھا مارے گھبراہٹ کے حوض مین کود پڑا اور غوطہ کھانے لگا اژدہا بنا منھ سے آگ کے شعلہ نکالتا ہوا چلا ایسا مہیب شکل بنا کہ ورقا وغیرہ با وجود جاننے کے خوف سے کانپنے لگے پھر غوطہ مارا نہنگ بنکے نکلا اور بولا ای ورقا اس شکل کو اگر دشمن دیکھے تو کیا ہو گیدی خوش آمدے بولا خوف سے جگر شق ہوجاوے پھر غوطہ لگایا ایک فیل دراز دندان بن کے نکلا ورقا بولا اُستاد جب ہم ڈرتے ہین تو دشمن تو دیکھ کے مر ہی جائیگا کبھی جانبر نہو گا گیدی بولا ہر چند یہ صورتین بنا کے نکلا ہون لیکن دل کو اصلا اطمینان نہین بلکہ اور دو چند قلق بڑھتا جاتا ہی قصہ کوتاہ اور بہت سی شکلین بنائین لیکن اضطراب دل ساحر زیادہ ہی ہوتا گیا نظم

رئیس وحشت آن کافر بد دلسا	کبھی شیر گردید گہ اژدہا	کبھی یوز گہ روبہ و گہ پلنگ
کبھی مار گہ ماہی و گہ نہنگ	چو طبعش ازین نیز بگریختے	باجناس مرغان در آویختے
کبھی زاغ گشتی و گاہی زغن	کبھی باز گشتہ مرغ چمن	بہر صورتے کان بیاراستے
رہائی ز چنگ اجل خواستے	ولیکن بدانستن آن بیخرد	کہ این صورتے غیر ممکن بود

الغرض ابو الحسن جوہر نے سب تماشا دیکھا کچھ ہنسا کچھ اسکی بیقراری پر خوش ہوا اور کہا اسکے اعمال کی سزا ہی اس حرامزادے نے اپنی مدت مین کیا قیامت برپا کی خدا جانے کسقدر بندگان خدا کا خون کیا ہوگا ان مومنین پاک اعتقاد کو اسکی ذات سے کیا ایذا پہونچی ہوگی اور ابھی تک ابلیس کا دم بھرتا ہی ابلیس پرستون پر جان دیتا ہی قصہ کوتاہ جوہر ایک گوشے مین آیا اور کاغذ کا مطالعہ کیا دیکھا لکھا ہی اے فرزند دلبند ابو الحسن جوہر جب تو اس جانور کے سمجھے کہ در اصل خنازجادو ہی باغ مین پہونچے اور صحبت غلامان و ساحران مردود دیکھے اور گفتگو سنے اور گیدیون کا اضطراب ملاحظہ فرمائے تو چاہیے کہ شکر ایزد متعال بجالائے کہ ایسے بدبخت جسقدر پریشان حال ہون بہتر ہی اور تیرا رفیق و شفیق یعقوب حرانی فلان برج مین موجود مقید ہی ہرچند کہ خنازجادو نے اس قیدی کو کھانا پانی نہین دیا مگر رازقی اُس رازق مطلق کی دیکھنا چاہیے کہ کسی روز بھوکا نہین رہا اور اُس مقلب القلوب نے اُن کافرون کے قلب کو ایسا منقلب کیا کہ وہ ساحر حرامزادے قتل یعقوب سے باز رہے اب تمکو چاہیے کہ یہ تماشہ دیکھکے فلان طرف باغ کے جاؤ وہان ایک درخت گز نظر آئیگا اُسکے تنہ مین پیلا ڈورا لپٹا ہوا ہوگا با وضو زیر درخت بیٹھنا تاخین اُس درخت کی کاٹنے کے پہلے اُس رشتہ سے ایک رسی بٹنا اور گنڈہ بار یکسے تیار تا تین دن اور تین راتین پوشیدہ اس اسم کو پڑھنا جب تم یہ اعمال کروگے جسقدر شیطان بزور سحر اس ملعون کے رفیق ہین سب چلے جائینگے پھر اسم کو پڑھکے کہ کن پر دم کرنا جتنے روز ایک پنجرہ اُسی درخت کی لکڑیون کا بنانا اور آدمی سے دور سے اُس پنجرے کو باندھنا جو ڈورا باقی رہے اُسکا حلقہ بشکل دام تیار کرنا خنازجادو نابکار اس اضطراب و اضطرار سے پریشان ہوکر سیکڑون شکلین بزور سحر بنائیگا اور ہزارون حیلے بھی کریگا آخر ابابیل بنکے گنبد کے اندر جائیگا اور چھت مین ایک سوراخ ہے اُسمین چھپ جائیگا فلان وقت آب و دانے کے لیے سوراخ سے باہر آئیگا جب چار طرف دیکھیگا اور گنبد سے باہر نکلجائیگا تھوڑی دیر کے بعد فلان وقت آئیگا تم اس مدت مین حلقہ دام کو سوراخ گنبد سے اُس ترکیب سے ملاکر رکھنا کہ جب وہ آئے اور سوراخ گنبد مین جائے تم کمند کو کھینچنا پھندا کمند کا اُسکے کسی اعضائے بدن مین کھینچکر مستحکم ہوجائیگا پھر اُس گیدی کو کمند سے رہا ہونے کی قدرت نہ رہیگی ہاتھ سے ابابیل کو پکڑکے پنجرے مین بند کردینا پھر جب تک وہ جیےگا اُسی شکل مین رہیگا دوسری صورت نہ بنا سکیگا جب کشتہ ہوگا تو اپنی صورت اصلی پر آجائیگا تم اُسکا قفس پنجرے مین لیے ہوے فلان وقت داخل لشکر ظفر پیکر ہوجانا کسی شخص کو اس معاملے کی خبر نہو تمام کیفیت دریافت کرکے زیر درخت گز گیا لکڑیان کاٹین کمند بنائی اسم پڑھا شور و غل بہت ہوا اور شکلین عجیب منظور دیکھین لیکن بفضل ایزدی اسم کو ترک نہ کیا پڑھے گیا تا اینکہ اسم کو تمام کیا پھر قفس [illegible] مدار بنایا اور جب الا [illegible] اُسی جا آگیا پھر کاغذ کو ملاحظہ کیا موافق حکم کاغذ سب درست پایا اسقدر زیادہ تھا جب خنازجادو کو اسیر دستگیر کر سکنا تو غلامون کی جان لینے مین اور یعقوب حرانی کے نجات دینے مین تمہارا کیا حرج ہے جی مین آئے عمل کرے ہر طرح مظفر و منصور ہی رہیگا ابو الحسن جوہر نہایت ہی خوش ہوا اور شکر پروردگار عالم کا بجالایا گنبد کی طرف توجہ کی

ایک گوشۂ گنبد میں پوشیدہ ہو کے بیٹھا وقت زوال آفتاب ابابیل سوراخ گنبد سے نکلی باہر چلی گئی جوہر نے دیکھا بحساب پیمائش بلندی گنبد پندرہ گز کی ہو گی پھر اراحبت کر کے سقف گنبد میں چمٹ گیا اور حلقۂ کمند سوراخ کے گرد لگا کے اور کمند کا سرا اپنے ہاتھ میں لیے انتظار میں بیٹھا مگر جسوقت سے باغ میں آیا تھا ہنوز پوشیدہ ہی رہا تھا قصہ کوتاہ خنازجادو نابکار ابابیل بنا ہوا آیا اور چلا گیا دوسری بار ایسا ہی کیا تیسری بار سوراخ میں داخل ہو گیا پس سوراخ میں جانا تھا کہ حلقۂ کمند میں پھنسا غلام بھی داخل گنبد ہوئے اور پکارے آقا استاد اب حضور کا مزاج کیسا ہے کچھ منہ سے فرمائیے تو اب تو دام دشمن میں گرفتار ہوئے جب غلاموں نے بہت فریاد کی خناز جادو مکار ان سے بولا۔ **نظم**

حال سگ حال گربہ حال شغال	کس مبادا اسیر این احوال	بو المحسن پلے باین مکان بردہ
جوہر و شمنی خیال کرو ۞	من گرفتار ترس و بیم و سلیم	طائر المجسم و دونیم و سے ام

پھر کہا اسے بادر مجھ ہم کیوں آئے جلد جاؤ کہ ایک ساعت تمہارا اور بھاری ہی اسکے لیجاتا وہ بولے او خر سے ہم اب بتا کدھر جائیں جبکہ ایک ساعت میں یہ آفت تجھ سے دفع ہو جائیگی پھر ہم اسوقت حاضر کیوں نہ رہیں کہ ہم بھی اس آفت کے دفع کرنے میں کوشش کریں خناز جادو نابکار بہت غصہ ہوا اور سوراخ سے سر تجس باہر نکال کے کہا او ملعونو میں نے اپنی گرفتاری بزور علم مجمع میں دیکھی ہے اسلیے چاہتا ہوں کہ اکیلا رہوں تم آج جاؤ یہ کہکے چاہا کہ سر اندر کر لے جوہر نے ایک جھٹکا دیا کمند کا حلقہ گردن میں پھنس گیا دوسرے جھٹکے میں زمین پر گرا اور یکہ ہر چند چاہا کہ کبھی یا پھر بنکل نکل جاؤں لیکن سنہوا ابابیل ہی بنا رہا اسلیے کہ قوت قتلش بھی زائل ہو گئی ابو المحسن جوہر نے اس گیدی کو مع پنجرا ہاتھ میں لیا غلاموں نے دیکھا طرفہ ماجرا ہوا استاد جادو بنا ہوا ہے ہر چند کہ وہ بھی ساحر تھے مگر خود سے بسبب خوف کے بات نہ نکلتی تھی دونوں طرف سے خنجر کھینچے ابابیل کی طرف چلے کہ دشمن دور جائیگا جوہر نے دیکھا یہ دونوں نابکار مع خنجر آبدار پنجرے کی طرف آئے پنجرے کو بالا کر دیا اور ان دونوں نے اپنا اپنا وار کیا پنجرا اونچا سے اونچا ہو ہی گیا تھا اسکا خنجر اسپر اور اسکا اسپر پڑا دونوں جہنم داخل ہوئے اور نیچے گر پڑے ابو المحسن جوہر نے پھر اپنا غائب رہنا خلاف مردی کے جانا آخر ظاہر ہو گیا دیکھا کہ یہ ابابیل کے پنجرے کو زمین پر رکھ دیا اور تیغ میان سے لیا اور ان نابکاروں پر حملہ کیا سحر ان کا فرون کا بے اثر ہو گیا تھا جنگ بازو سے کام لیا اس صورت میں اگر دو سو ہوتے تو کیا کر سکتے تھے کیسے بہادر و جرار ہوتے مگر جوہر سے مقابلہ ممکن نہ تھا الغرض ابو المحسن جوہر نے اسے کہا کہ ای نابکار دیکھنے اپنے استاد کا حال بھی دیکھا کہ قضا و قدر نے اس ہیچ کو کیونکر اسیر کر دیا دین ابلیس و سامری نے کچھ کام نہ کیا اب تم بھی سحر سے توبہ کرو اور زردشت و سامری پر لعنت کرو دین اسلام بصدق دل قبول کرو تو میں تمہارے قتل سے دست بردار ہوں چونکہ پیمانۂ اجل ان نابکاروں کا لبریز ہو گیا تھا انکار کیا اور بعد لاف زنی کے جوہر سے دو چار ہوئے

یکے را بسر زد یکے را بگردن ۞	سپلے را بہ خنجر زد آن شیر افگن

	چہارم شد اندر کمندش اسیر		زبان ساخت جاری بشکر قدیر	

قتل و اسیر کرنا جوہر کا چارون شاگردان خناز جادو کو اپنی کمند عیاری و چالاکی سے



قصہ کوتاہ اُنمین سے دو اسیر ہوے اور دو بخوف مسلمان ہوے ابو الحسن جوہر نے اُن مردودون کے قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور قفس پرستاک کو ہاتھ مین لیا جب بخوبی خاطر جمع ہوئی یعقوب حرانی کی فکر کی غلام گوپال سے فرمایا ای گوپال ہمارا برادر بجان برابر کہان ہی تو جانتا ہی اُسنے کہا ای شہریار نامدار اس برج مین ایک کنوان ہی اُس کنوین مین وہ جوان دلاور قید ہی حضرت کچھ آرام فرمائین اور کچھ نوش کرلین تاکہ گونہ قلب کو فرحت حاصل ہو پھر مین آپ کو وہان بھی لیجاؤنگا اور مین آپ کنوین مین اترکے اُس بہادر دوران کو نکال لاؤنگا ابو الحسن جوہر خوش ہوکے بالاے تخت جو کہ لب حوض تھا جلوہ افروز ہوا اور گوپال سے کہا کہ دو چار انار توڑ لاؤ اور جلد شربت تیار کرو گوپال منافق نے کہا بہت خوب اور بجاے خود مشورہ کیا کہ یہی وقت ہی اب نہ چوکنا چاہیے شربت انار تیار کرکے اسمین زہر ملانا چاہیے وہ ولد الزنا ایک تبی کی سمیت سے بھی خوب واقف تھا الغرض اُس نابکار نے شربت بنایا اور چاہتا تھا کہ وہ تبی پیس کے ملاے ابو الحسن جوہر یعقوب کی فکر مین اور شربت کے انتظار مین بیٹھا تھا کہ شربت پیکر زندان چاہ مین جاؤن ناگاہ دیکھا کہ یعقوب حرانی ہمراہ ایک شخص کے سامنے سے چلے آتے ہین جوہر بہت خوش ہوا اور یعقوب حرانی کو گلے سے لگا کے حال پوچھا یعقوب نے بھی اُستاد کے ہاتھون پر بوسہ دیا اور کہا کہ مین در بند چہارم مین بسبب اسکے کہ خطاسے فاش واقع ہوئی اور اُس عورت نے مجھکو فریب دیا در بند سحر مین اسیر ہوگیا تا اینکہ مجھے خناز جادو کے سامنے لیگئے اُس حرام زادے نے دو ایک باتین پوچھین اور قتل کا حکم دیا اُس غلام ورقا نام نے کہا ای اُستاد آدمی کا مار ڈالنا

آسان ہی لیکن زندہ کرنا مشکل ہے بالفعل اسے قید مین رکھیے دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی شاید اسی سے کوئی کام نکلے ورنہ دم بھر مین مار ڈالینگے بارے وہ گیدی چپ ہو رہا اور کنوین مین مجھے قید کیا اور کہا کہ کھانا پانی اسے نہ دیا جائے آپ ہی مر جائیگا لیکن ورقا نے یہ کام کیا کہ میرا کھانا پانی اپنے ذمہ لیا اور اپنے آقا سے پوشیدہ میری خبرگیری کرتا تھا اور میرے کسی امر مین دریغ نہ کرتا تھا اور اب اسی نے مجھے کنوین سے نکالا اور بند سحر مجھ سے دور کیے اور میرے قدمون پر سر رکھ دیا اور اپنے مرشد کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور اپنی رغبت دین اسلام کی طرف ظاہر کرتا ہی اور غلام کو شفیع گردانا ہی ابو الحسن جوہر بہت خوش ہوا اور کہا الحمد للہ پھر کلمۂ توحید اسکو تعلیم فرمایا ورقا از سر صدق مسلمان ہوا جوہر نے اسکی پیشانی سے آثار نور اسلام معلوم کیے لیکن گوپال حرام زادہ نہیں معلوم اسوقت کیا سمجھا کہ زہر کا ملانا مناسب نہ جانا شربت لایا چارون نے اس شربت کو نوش کیا اس عرصہ مین شام ہو گئی ابو الحسن جوہر نے دونون غلامون سے خزانہ خناز جادو کو دریافت کیا ورقا نے جہان خزانہ تھا بتا دیا ابو الحسن جوہر نے کہا آج کی شب اسی باغ مین آرام کرین آخر شب کو چلینگے گوپال نے ایک قسم کے کھانے کا نام لیا اور کہا اس غلام کو خوب اسکے پکانے مین دخل ہو ورقا نے بھی گواہی دی کہ فی الحقیقت خوب مزے کا یہ کھانا پکاتا ہی ابو الحسن جوہر نے کہا ضرور پکانا چاہیے اس حرام زادے نے گوشت مرغ پکایا جب کھانا تیار ہوا ورقا کو اشارے سے بلایا اور جو کچھ اس حرامزادے نے کارروائی کی تھی اس سے مطلع کیا اور کہا ہم تم تنہا کھائینگے ورقا کو فرط غضب سے تاب نہ رہی اور اسی وقت اس حرام زادے کو قتل کیا اور سلطان ابو الحسن و یعقوب حرانی سے یہ سارا ماجرا بیان کیا اور اس کھانے کو لاکر دکھلایا یعقوب کو جب معلوم ہوا ورقا کو گلے سے لگا لیا اور سلطان نے دست شفقت ورقا کی پشت پر رکھا اور امیدوار مرحمت صاحبقرانی کیا رات نہایت خوشی مین بسر کی صبح کو کاغذ کا مطالعہ کیا معلوم ہوا کہ خناز جادو اب زبان انسانی مین کلام نہ کر سکیگا اور نہ ہیئت اصلی پر آئیگا اسواسطے کہ جو اپنے قصد سے اسنے اپنی شکل بنائی ہو وہی صورت اسکے لیے مقرر رہیگی مگر جسوقت حلقہاے کمند گردن سے کھول دینگے اور قفس سے باہر نکال لینگے تو البتہ اپنی صورت اصلی پر آجائیگا ابو الحسن جوہر خناز نابکار کی طرف مخاطب نہ ہوا اور وہ نابکار اپنا حال زار دیکھتا تھا اور روتا تھا اور خون جگر پیتا تھا لیکن شرم سے اس ولد الحرام کے پاس ورقا نہ جاتا تھا ایک مرتبہ آیا تو دین اسلام قبول کرنے کو کہا اور نصیحت و پند کے کلمات کہے لیکن اس بدبخت کو کب نصیحت اثر کرتی ہی بلکہ اس نابکار نے بنگاہ قہر ورقا کو دیکھا حالانکہ زبان اختیار مین نہ تھی مگر برا کہنے پر آمادہ ہو گیا قصہ کوتاہ اس رات کو بھی وہین رہنے کا اتفاق ہوا اور جسقدر جواہر اٹھایا گیا اٹھوا لیا باقی وہین رہنے دیا ورقا نے بخوشی تحویلداری قبول کی اور وہین رہا اسواسطے کہ خناز مردود ازلی کا مقتول ہونا چاہتا تھا کہ میری اس سے آنکھیں چار نہونگی ابو الحسن جوہر نے پنجرا بابیل کا اٹھا لیا اور روانہ لشکر ظفر پیکر ہوا یعقوب حرانی بھی ساتھ تھا اب راہ مین نہ وہ کنوان دیکھا نہ دریا نہ ثعبان آتش فشان سب فنا ہو گیا تھا پھر دوسرے درۂ کوہ سے نکالا اس ایک درے سے دوسرے درہ مین داخل ہوے علی ہذا درہ بدرہ چلے جاتے تھے تا اینکہ جو درہ اور دوسرے معلے کے

سامنے تھا اُس درہ سے نکلے اور دوسری راہ غیر متعارف مین چلے تا اینکہ نصف شب کو ساعت سعد جعفر مین صاحبقران البرکی ملازمت کو لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوے حضرت شاہ سرالحق اُسوقت صاحبقران اکبر کی خدمت مین بیٹھے ہوے تھے امیر مجاہد الدین و امیر محمد و امیر سیف الدین وغیرہ امراے نامدار بفضل پروردگار صحیح و تندرست ہو چکے تھے کچھ ضعف کی شکایت باقی تھی صاحب قران اکبر کا حال بھی باقبال ایزد متعال نہایت اچھا تھا حمام فرمانے مین دو دن باقی تھے کہ ابوالحسن جوہر وہ قفس ابابیل لیے مع یعقوب حرانی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا پہلے سب سے نظر جمال صاحب قران اکبر پر پڑی کہ وہ صاحب جاہ و حشمت تخت عزت و احترام پر جلوہ فرما ہے اور مطلق آثار علالت چہرے سے نمایان نہین ابوالحسن جوہر بہت خوش ہوا اور اسی وقت صاحب قران اکبر کے سامنے دوگانۂ شکر پروردگار عالم ادا کیا بعد اسکے سامنے آیا اور دعا و ثناے شہریاری اس طرح بجا لایا۔ قطعہ

الٰہی در جہان پایندہ باشے
ہمہ رنج و الم دور از تو بادا
بخوبی ہمچو مہر تابندہ باشے
بفضل ایزدے تا زندہ باشے

صاحب قران اکبر نے ابوالحسن جوہر کو آگے بلایا اور گلے سے لگایا اور نہایت خوش ہوے شکر پروردگار عالم بجا لاے بعد اسکے استفسار حال کیا ابوالحسن جوہر نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ واقعہ گذرا تھا سب حسب الارشاد صاحب قران اکبر بیان کیا اور قفس ابابیل صاحب قران اکبر اور شاہ سرالحق کے روبرو رکھدیا شاہ سرالحق نے اُسکو قفس سے باہر نکالا لیکن رشتہ کند سے بستہ رہنے دیا برکت دست پاک درویش حق پرست سے زبان اُس جادوگر کی گویا ہو گئی شاہ سرالحق و صاحب قران اکبر و ابوالحسن جوہر نے باتفاق اُسے ہدایت کی کہ دین اسلام قبول کر اور انواع و اقسام کے دلائل پیش کیے لیکن بمقتضاے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ جواب دیا کہ قتل سے ڈراتے ہو تمہارا دین قبول نکرونگا جبکہ موت تقدیر ہو چکی ہے اُس سے نجات نہوگی اور جو ابلیس مہربان ہوگا تو مجھے بھی تمہاری طرح زندگی جاوید عنایت فرمائیگا ابوالحسن جوہر نے کہا اے شہریار شعر

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ
نرود میخ آہنی در سنگ

شاہ سرالحق جب بجمیع الوجوہ اُس سے نا امید ہوا پھر اُسی پنجرے مین بند کر دیا اور یعقوب حرانی کے حوالے کیا فرمایا اب اس نحس کی خوراک کرم ہی دینا۔

اب راوی سواد اوراق جمشید پلید کا حال قلمبند کرتا ہے

کہ جب خبر صحت صاحب قران اکبر جمشید پلید نے سنی حیران ہوا ضار منکوس کو خلوت مین بلایا اور علت صحت اُس منحوس سے پوچھی بولا البتہ یہ فقیر مجہول الاحوال صاحب کمال ہے جسنے تعویذ وغیرہ سے اثر سحر برطرف کر دیا ورنہ قاعدۂ سحر ہو کہ جب ساحر

مارا جاتا ہے اگرچہ سحر بھی اُسکا معرض زوال مین آتا ہے اور اسمین شک نہین کہ خنازہ جادو زندہ ہے نہین بہشت و دوزخ دونون گم ہو جاتے
نہ رہتے اب خبر ان کی منگوا کوئی دیکھ آوے کہ کیا حال ہے غرض جمشید نے عیاران ہوشیار کو بھیج کے خبر منگوائی
معلوم ہوا کہ واقعی بہشت و دوزخ دونون موجود ہین اثر سحر صاحبقران اکبر و امراے عالیشان سے برطرف ہو گیا شاہ سرالحق
نے ان دونون شعبدون کی جانب توجہ نہ فرمائی تھی اس سبب سے گل و نار کا اسی طرح سے قیام رہا جمشید اس خبر سے نہایت
خوش ہوا اور کہا اے استاد جلد ہا زمین مسحور بھی بدستور ہے عمود قدرت اور شرارت سحر ابھی تک باثر موجود ہے کیا ڈر ہے معز الدین
سے معرکہ آرائی کرونگا اور ابکی بار اسے زمین مسحور پر لیجا کے ایسا گرز سر پر لگاؤنگا کہ فوراً ہلاک ہوگا مین بھی دیکھتا ہون کہ فقیر
کہانتک دعا و تعویذ سے کام لیتا ہے شمشیر قدرت بھی میرے قبضہ مین ہے امراے معز الدین کو ابکی مرتبہ فنا کر دونگا اور جبکہ
معز الدین نہ رہا تو امرا کیا کر سکتے ہین فضار نکوس نے کہا یہ تو نے نہایت خوب اور درست کہا لیکن کچھ ورزش بھی شروع
کر دے اور دو تین روز عیش موقوف رکھ جمشید نے کہا بہت مناسب بدل قبول و منظور ہے مگر خنازہ جادو گرفتار ہو گیا ہے آثار
سحر سب طرف سے کم ہوے جاتے ہین بلکہ داغ شقاوت کا بھی نصف رہ گیا ہے نصرون شاہ دبکران شاہ داشبوط ویلم
وغیرہ کے بھی دل پھرنے لگے دوسرے دن جو کبھی سے دربار کیا تو ان سب نے سجدہ کرنے مین عذر کیا جمشید سمجھ گیا کہ عرصہ
سے داغ شقاوت نہین دیکھتا ہے یہ اسکا باعث ہے رات کو پیشانی کو کسی حیلہ سے دکھانا چاہیے اسوقت کچھ نہ کہا اور اشبوط
وغیرہ سے ہمکلام ہونے مین جو کلمات کہ سابق مین کہتے تھے انہین بدل دیا جمشید کو صاحبقران خود پرست کہا گیدی
حیران ہوا انتظار مین شب کے رہا لیکن صاحبقران اکبر کو پیام بھیجا کہ اے معز الدین مین نے عمود قدرت سے تیرا غیر حال کر دیا
تھا پھر خداوند نے تجھے شفا عنایت کی اسلیے کہ مجھے پہچانے اور اپنا خالق جانے اور اگر نہ جانے گا تو میرا نقصان کیا ابکی دفعہ
تجھے اور تیرے امرا کو میدان مین عمود اور شمشیر قدرت سے معدوم محض کر دونگا صاحبقران اکبر نے کہلا بھیجا کہ تجھے اول
سے پہچانتا ہون نسب مین تو نطفہ بھی تجہ آتا کش نمک حرام حسب مین قرمساق زیادہ گوہ نہ کہا میدان مین آ تو سمجھا جائیگا اشبوط
وغیرہ ایک لمحہ بیٹھ کے اپنے اپنے خیمون مین گئے اور باہم جمع ہوگئے کہا کہ ہمنے اب تک اس نابکار کو کیون سجدہ کیا اشبوط
نے کہا مرضی خداوند یلم کی یونہین تھی مجھے وحی آئی کہ تو چندروز جمشید کی متابعت کر سابق مین بھی تو پیغمبرون نے ظالمون کی
متابعت کی ہے مسلمان اس مسئلہ کو خوب جانتے ہین اقیموس نے کہا کہ بے خواہش خداوند سامع کام بخش یہ کام نہین ہوا لیکن اب
[illegible] ڈالنگا جمشید کیا گیدی ہے جو ہم اسے سجدہ کرین بکران خارجی بولا کہ تقیید و مردان تم سے بیزار ہین کہ تم بیہودہ گوئی کرتے ہو تو بھی
بیہودہ گوئی سے اپنے بیٹون کو مقتول کیا اُنکے کان مین جو یہ صدا پہونچی وہ اپنے دلبند کو یاد کر کے خوب روئے نصرون نے کہا
میرے گمان مین فضار نکوس نے ہمین مسحور کیا تھا داغ سحر دکھا کے ہمکو رام کیا اور ہمارے بزرگ ہم سے غافل رہے غالباً
کسی تقصیر پر یہ سزا دی اور پھر دست توجہ ہماری طرف پھیرا کہ ہم اچھے اعمال بد سے خبردار ہوے اشبوط نے دم بھر آنکھ بند کی اور
بولا ابھی وحی خداوند یلم کی طرف سے آئی پہونچی کہ نصرون شاہ سچ کہتا ہے اقیموس دبکران نے بھی تصدیق کی اور انہین سمجھا

ہوگیا اس امر پر کہ جو کوئی دین و آئین رکھتا ہی حق ہے کوئی کسی کے دین کو باطل نہ کہے اتنے مین ابو حاکم پہونچا اُس سے نصرون
و بکران سے بڑا اخلاص تھا اُس سے احوال مذکورہ پوشیدہ نہ کہا ابو حاکم نے کہا قسم ہے خدا کی کہ مین کل سے اسی فکر مین تھا
اور ابھی تک وہ فکر ہے کہ جمشید پلید کس دلیل سے ہمارا خدا و ندقابل سجود ہوا ہان سحر سے البتہ ہمارے دلون کو متغیر
کر دیا مگر اب اس سے نفاق پیدا کرنا مناسب نہین ہی اسلیے کہ اگرچہ قابل سجدہ نہین لیکن دشمن معزالدین تو ہی اور میرے
اعتقاد مین جو کوئی معزالدین کا دشمن ہو یا اُسکو قتل کرے مین اُسکو بیشک خدا اپنا جانونگا اسکی وجہ یہ ہی کہ خدا سے
اُسکی ہلاکت کی دعائین مانگتے مانگتے زبان گھس گئی کچھ فائدہ نہوا خیر اب ہم ابو حاکم کو قاتل معزالدین سمجھتے ہین اور
واقعی معزالدین کا اگر قاتل ہے تو وہی ہی بکران شاہ نے کہا مقدمہ عداوت معزالدین مین بھی تیرا شریک حال ہون میرا
دل بھی یہی چاہتا ہی کہ اسکا استیصال جلد ہو اشبوط و یلم اور نصرون نے کہا ہم بھی ایسا ہی کچھ چاہتے ہین الغرض
آپس مین یہ اقرار قرار پایا کہ اب حریف مثل جمشید کے کوئی نہین ہی کسی طرح اس سے بگاڑنا نہ چاہیے اول اُسکے اثر
سحر سے سجدہ کرینگے اس امر کو بخوبی قرار دے کر اُس مقام سے متفرق ہوگئے اسطرف کا حال سنیے کہ ابو الحسن جوہر
صاحب قران اکبر کے حکم سے پھر حکیم قسطاس کی خدمت مین گیا فضل الٰہی سے راہ ملی وہ گمراہی دور ہوئی شکر خداوند قدیر
کا بجالایا در باغ قصر النیرین مین پہونچا اور حکماے عالی منزلت کو مشغول کار صاحبقرانی دیکھا کہ از روے علم نجوم و طلسم
و حکمت دروازہ عجائبات قسطاسی اور قصر کے بیچ مین دریا جو واقع تھا اُسکا پل بنایا ہی پہلے مرقوم ہو چکا کہ دروازہ دوم
طلسم اجرام و اجسام قصر النیرین کے مقابل ہی اور وسط مین دریا ہی صاحب قران اکبر کی کدخدائی باغ مین مقرر ہوئی ہی
اور عروسان ماہ پیکر کا مقام قصر اخضر اور طلسم اجرام و اجسام مقرر ہی جسطرح قلعہ یاقوت نگار مین عقد صغریٰ ملکہ صبح رو شنکہ
اور ملکہ صبح دل کشا سے ہوا قصہ مختصر سلطان ابو الحسن جوہر حکیم صاحب بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور قدمبوس ہوا اور
جفا سے روزگار و ظلم ساحران بد شعار سے بأشک خونی رو دیا کیا اور تمام احوال صاحبقران والا مقام کا اور لشکر اسلام کا اور
جمشید کی شرارت و دعوی باطل خدائی کا اور ہنگامہ خنازجادو کا اور شاہ سرالحق کا تشریف لانا اور اس طلسم کا فتح کرنا اور
خنازجادو کو گرفتار کر کے روانہ کرنا بصورت ابابیل ایک پنجرے مین اور پہلے اپنا قصد اسطرف کا کرنا اور راہ بتانا مفصل بیان
کیا حکیم قسطاس الحکمت نے جو یہ حال شاہزادہ معزالدین کا سنا رنگ چہرے کا پرواز کر گیا اور ایک آہ سرد دل پر درد
کھینچ کے اشک حسرت دیدہ عبرت سے بہا کے خدا کو بعظمت و جلال یاد کیا اپنے شاگرد حکیم ابو المحاسن
کی طرف دیکھ کے فرمایا سبحان اللہ بندہ ہر طرح عاجز ہی بشر کی کیا قدرت محض مجبور ہی کسواسطے کہ باوجود علم
اس پیچیدان کے تمام پر مقرر ہی حکم الٰہی جو یہ تھا احوال معزالدین سے بے خبر رہا میرے فرزند کا غائب ہونا اُس منحوس
مجھکو خبر نہوئی مگر شکر ہے پروردگار کا کہ جسنے چشم بصیرت عطا کی ہے بندے کو تکبر و غرور سے بچایا ورنہ قاعدہ سحر ہی کہ جب ساحر
کا صحیح و سالم بھی ہونا سنوایا اور یہ دوسری حکمت اُس حکیم مطلق کی تھی کہ ایسی

شاہ سر الحق کے تام پر ہوئی اور دیکھو کہ ہزار نقش طلسم اور تمام جہان کے علم کلام الٰہی کے سامنے لغو اور جہل ہیں پھر اصطرلاب سے ارتفاع آفتاب کو ملاحظہ فرما کے زایچہ کھینچا احوال استقبال شاہزادہ معز الدین اور لشکر ظفر پیکر اسلام کا معلوم کیا صاحبقران کو رقعہ لکھا ابو الحسن جوہر سے فرمایا ای فرزند الحمد للہ و المنة کہ اب کوئی آفت و محنت ارضی و سماوی و مشقت و مصیبت صاحبقران اکبر اور لشکر ظفر اثر کے واسطے مقصود نہیں ہی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا ظاہر او تین دن میں جمشید پلید وغیرہ کفار عذاب شدید سے مستاصل ہونگے ایک رقعہ اشتیاقیہ شاہ سر الحق کو بھی لکھا ہی اور یہ بھی فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کوئی جن اسوقت تک لشکر صاحبقران میں موجود نہ تھا جو ہمکو اطلاع دیتا بارے تقدیر بارے اور مشیت ایزدی اسی طرح جاری ہوئی کہ صاحب قران زخمی ہوں اور لشکر فتح پیکر منتشر و پریشان ہو اسکے اسباب ایسے مہیا ہوتے تو اس نوبت کو یہ معرکہ کیوں پہونچتا قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر نے تیاری تیل وغیرہ کا سامان دیکھ کے کہ جو حکیم صاحب نے مہیا کیا تھا خدا کی بزرگی و عظمت کو یاد کیا اور حکمت حکماء عالی منزلت دیکھ کے حیران ہو گیا صاحب قران کے طالع کی بہت تعریف کی پھر حکیم صاحب سے اجازت چاہی فرمایا خدا حافظ ای صاحب قران فن عیاری سے ہم بھی آئینگے اور تماشا ئے جنگ دیکھینگے الحاصل جوہر وہ دونوں رقعہ لیے ہوے روانہ ہوا اور صاحب قران کی خدمت میں حاضر ہوا رقعے دیے اور زبانی بھی حال بیان کیا صاحب قران نے وہ رقعہ ملاحظہ فرمایا انمیں یہ مضمون رقم تھا کہ ای فرزند طرفہ بیخبری تم سے واقع ہوئی کہ ایسے وقت میں غفلت کی تم دونوں پر سحر کا فر اثر کر گیا خیر انچہ گذشت گذشت باقی رقعہ شاہ سر الحق تعریف و تحسین و اشتیاق ملاقات پر مشتمل تھا اب راوی حال خرابی آل جمشید پلید کی مرگ و فنا کا مع استیصال جملہ اشرار و کفار کے گذارش کرتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ جمشید پلید نے جب صحت صاحب قران اکبر اور امرا اسکے ہمراہ کی خبر سنی پہلے تو متحیر و مکدر ہوا آخر جیسا کہ مرقوم ہو چکا ضار منکوس منحوس کو بلا کے کہا کہ اب صاحب قران سے مقابلہ پیکر جیست باندھو اس معنی سے ابھی تک وہ خود رفتہ بیخبر و غافل تھا کہ ستارۂ اقبال مغرب ادبار کے قریب پہونچا کفر و غرور و نخوت دماغ سے نکلا چاہتا ہی قصہ مختصر صاحبقران کو پیام بھیجا تھا جواب اسکا چونکہ سخت تھا سنکے نہایت بد دماغ ہوا

بعد مود آن کافر کینہ خواہ — گفتہ از تو آرایش رزم گاہ
کہ فردا بمیدان کین میروم — بکین دلیران دین می روم
کنم چون بر آمد سپیدہ خ آفتاب — زمین را بخون دلیران خضاب

بیہودہ گوئی سے ا... تخت ذلت پر بیٹھا حکم دیا کہ تمام دلیران پرخشم و کین انجمن میں حاضر ہوں گیدی سے کہیں شب میرے گمان میں ضار منکوس کو تعریف بیان کی اور کہا ای ماشیہ نشینان بساط خداوندی فرعون نے چار سو برس کسی تقصیر پر ہمزادی اور پیکر دہ ... دیے تھے مگر اسکے پاس مال و دولت کی یہ کثرت نہ تھی میرے برابر کب ہو گی اور اسقدر بولا ابھی وہی خداوند عالم کی طرف سے ... ن کو کب میسر ہوئی اگر مجھے تم سجدے کرتے ہو بیجا نہیں ہو اب تم پھر سجدہ کرو

تو کل تمھارے دشمن کو ایک ہی ضرب عمود قدرت سے خاک میں ملا دونگا اور تمھارے دلون سے اس تذبذب کو نکال ڈالونگا
ابو حاکم اس کلام سے اُچھل پڑا اور کہا اے خداوند میں اور ون کی طرح تجھ سے برگشتہ نہیں ہون لے دیکھ میں سجدہ کرتا ہون
جمشید نے کہا جو لوگ مجھ سے برگشتہ ہیں اُنکو مجھے دکھا دے تاکہ میں اُنسے مواخذہ کرون یہ کہکے داغ شقاوت دکھادیا
ہر چند کہ کوئی اعتقاد نہ لایا اور وہ فساد رفع دفع نہوا لیکن اُس جماعت نے طمع سے سجدہ کیا جمشید تمام رات شراب کباب
مین مشغول رہا جب ایک ساعت رات باقی رہی غلبہ خواب سے سوگیا مگر طبل جنگ کی صدا لشکر شکست اثر سے بلند ہوئی
لشکر اسلام مین بھی صاحب قران نے فرمایا ہمارے یہان کوس حربی بجے ؎

دہل زن دہل زد بہ تحسین او		ہمین دین او دین او دین او	

نقار خانہ سلیمانی و خورشیدی نوازش مین آئے مگر حضرت شاہ اسرار الحق نے احوال عمود و تیغ اور زمین سے سحر سے
صاحب قران کو مطلع کیا یعقوب حرانی سے فرمایا کہ اُس حرامزادے کو قفس سے باہر نکال کر لاؤ جب وہ پنجرہ
شاہ صاحب کے سامنے آیا شاہ صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے اس مردود کو کٹہرے سے کھولا اور نصیحت شروع کی
جب اُس سیاہ قلب نے انکار شنا اسی صورت سے بند کرکے یعقوب حرانی کے سپرد کیا اور یعقوب کے
کان مین یہ بھی کہدیا کہ جب زبان اسکی گویا ہو فوراً تم اسکی زبان کاٹ ہی ڈالنا جب ہاتھ پاؤن کھول دوگے
یہ ملعون اپنی صورت اصلی پر ہو جائیگا پھر تم جسطرح چاہنا قتل کرنا اور عمود رستم منگوایا اور اُسپر ایک نقش لکھا
اور کہا جمشید پر وہی تن ہی پیا آسکے اسپ و سلاح و طلسم سحر پر غالب ہوگا

	که فرد ایکام که گردد فلک		در اندیشه کردن کشان یک بیک
	کرا تخت تا بوت پرورد نہد		کرا تاج اقبال بر سر نہد
	ستاره بپاسے که بازی کند		زمانه کرا کارسازی کند

جب زنگی شب نے اپنی سیاہی نظر خلائق سے ناپدید کی اور خسرو آفاق تخت فیروزہ رنگ فلک پر جلوہ گر ہوا ایک جانب
سے جمشید لعین مع نمک حرامان پر کین و مردودان بے دین مانند شبوط دیلمی و بکران شاہ خارجی نجاشی ابو حاکم فرد
نصرون شاہ ربیعی اقیموس زنگی و قلیموس فرنگی شاہ بہرام سقطی کے میدان رزم مین صف آرا ہوا اسطرف
دلاوران نامدار بہادران تہور شعار پہلوانان سپر افگن تاجداران شمشیر زن ہژبران بیشہ کین و دلیران نصرت قرین یا نہ
مجاہد الدین امیر جلال الدین علی امیر شجاع الدین امیر معظم الدین امیر رفیع الدین امیر خلیل الدین ا
امیر محمد امیر سیف الدین امیر سلطان امیر یوسف امیر اسد الدین امیر یعقوب امیر کامل الدین امیر ا
نور الدین امیر سراج الدین امیر عبد اللہ امیر شوکت الدین امیر اسحاق امیر نصیر الدین سعید ابن
جعفر نیزہ باز عمران بن جنید الواح بن القوم شرفیل بن اسماعیل سمعاج از در ابطال زنگی آ ہو کہ جب ساحر

عامر مصری سالک مصری ہامان دمشقی شامان شیقور مغربی کافور مغربی وغیرہ کے غازیان رزم خواہ سوار ہوئے صاحبقران اکبر بندہ برگزیدہ حضرت داور

	درآورد پا در رکاب سمند		مسیحی برآمد بچرخ بلند	
	ز ہر سو برآمد غریو سپند		سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو	

سرداران طلسم بیضار کا بہ ظفر انتساب میں تھے تحریر اسامی وارد میں طول ہے اور نائب طلسم سبع سبلع مانند شارق شاہ ملک ناقب اثمر وغیرہ بھی آج حاضر ہوئے تھے اسی طرح بنی آدم سلاطین طلسم بیضا سے تھے مثل ملک الغویہ اور آذر شاہ و سلطان شاہ و ابو عامر کی جب صفیں آراستہ ہوئیں اور ابھی تک کسی نے عزم محاربہ نہ کیا تھا کہ ناگہ گرد نمودار ہوا ہر طرف کے جاسوس خبر کے لیے دوڑے پتہ لایا دو سو علم سو ہزار سوار کی علامت نمودار ہوئے جب تحقیق کیا تو لایان مصری مالک مصری دو پہلوان بدست جمشید خود پرست کی مدد کو آئے تھے وہ فرستادہ آتشک پدر قرساق کافور زنگی کے تھے ابھی اس نابکار کی ملازمت سے کامیاب ہوئے تھے کہ اور گرد میدان کی جانب نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا اٹھارہ لاکھ فوج دریا موج کے نشان نظر آئے معلوم ہوا کہ وہ فوج الماس زنگی کی ہے اس اشرار قوی ہیکل کے ہمراہ مثل ہیلاق زنگی - نیلاق زنگی - کرمان زنگی - مرجان زنگی - لاقوس زنگی دجال زنگی وغیرہ کے بت پرست تھے اور یہ مردود جمشید پلید کے باپ کا خالو تھا اور سنا گیا کہ شاہزادہ اس مردود کا زیر بہل ابطال محمدیوں سے لڑتا ہے واسطے مدد کے آیا تھا اسی طرح کیوان گنبد سر ساٹھ ہزار سوار جرار آتش بار کی جمعیت سے شبوط دیلمی کی مدد کو آیا بلولخ شیر پیشانی بھی ڈیڑھ لاکھ سوار سے مدد کو نصرون شاہ ربیعی کی پہونچا - نجاشی اقیموس زنگی بکران شاہ خارجی وغیرہ کی مدد کو سب دو لاکھ سوار آئے اور ملازمت جمشید بجا لائے نو لاکھ کے قریب مجمع کفار تھا تمام صحرا عساکر کفار سے مملو کہنا چاہیے جمشید پلید نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا شام ہو گئی تھی پلید نے کہا آج لڑائی موقوف رکھنا چاہیے اور اپنے اپنے مقام استراحت پر آرام کریں اور بارگاہ دولت کا خیمہ آرام گاہ یہیں برپا کیا جائے کہ آج رات ہم یہیں بسر کرینگے جب اس کافر نے یہ حکم دیا صاحبقران اکبر نے بھی حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارا بھی یہیں برپا کیا جائے ہم بھی آج شب کو یہیں رہینگے الغرض جمشید کے دربار ادبار میں سرداران آکر جمع ہوئے اس کیدی نے کہا اے بندگان من دیکھو قدرت میری کہ ایک روز میں کس قدر فوج واسطے تمہاری امداد کے آگئی کہے وائے شقاوت دکھایا کسی نے تصدیق کلام اس بد انجام کی نہ کی اور کوئی بخوف جان انکار بھی نہ کر سکا مگر بیہودہ گوئی سے ... ولد الزنا کے معتقدان خاص سے تھے انھوں نے سجدہ کیا اور اکثر نے دانستہ تغافل کیا چنانچہ بکران شاہ میرے گمان میں خدا رسنگوس سعی وغیرہ اہل تغافل سے - بعد اسکے شراب کی کشتیاں اور خوان گزک کے آئے جمشید پلید خود کسی تقصیر پر شہزادی اور ... سرداران و سلاطین کو جام مرحمت کیے ان مردودوں نے زہر مار کیے جب نشہ شراب سے بولا ابھی وحی خداوند دیلم کی طرف سے ... اے ہوا خواہان من اے دشمنان جان معز الدین و خلیل ... آج رات کو ہم سب عہد کر

اور سب اپنے اپنے ایمان کی قسم کھاؤ اور اس جنگ کو جنگ آخری جانو میرے پاس اتنی فوج آج جمع ہو کہ مین گمان کرتا ہون عالم
مین اب فوج کا نام نہین رہا اور انمین ایک ایک سردار پیل تنی و روئین تنی مین اپنا نظیر نہین رکھتا پھر آج میرا مقابل دوسرا
دنیا مین کون ہو اور نہ کوئی ان سلاطین سے ایسا ہو کہ جو مجھے جواب دیسکے یا معزالدین سے خصومت نہ رکھتا ہو پس تم سب کو
قسم مین اپنے سر بخش کی دیتا ہون کہ کل جنگ و جدل جب شروع ہو اور جبتک مقدمہ جنگ یکسو نہو معرکہ سے منہ نہ پھیرنا سب
حسب مراتب ایک ایک دفعہ اوٹھے اور جمشید پلید سے عہد کیا اور قسمین کھائین اور قتل صاحب قران پر سب نے اتفاق
کیا معہذا سب نے گالیان بھی اپنے کو دین بطرف صاحبقران نے اگرچہ کسی سے عہد نہ لیا لیکن زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری
فرمایا کہ انشاء اللہ الرحمن ہم بھی جبتک کہ معاملہ جنگ فیصل و طے نہ کر لینگے جدال و قتال سے ہرگز دست بردار نہونگے قصہ کوتاہ جب
کفار عہد و پیمان نسبت مقابلہ صاحب قران کے اور قتل و غارت یزدان پرستون کے کر چکے اور سامان جنگ سے فارغ ہوئے

دگر روز کین آتشین آفتاب | برانگیخت آتش ز دریای آب

جمشید پلید مع جمعیت کفار سوار ہوا اور میدان جنگ کو درمیان مین چھوڑ کے تخت روان پر سوار ہو کر کھڑا ہوا ادھر سے
صاحب قران نامدار مع سرداران دشمن شکار زینت بخش میدان کارزار ہوئے ابھی طرفین سے کوئی میدان کارزار مین نہ آیا
تھا کہ جمشید نے چاہا صاحب قران کو خود بلائے اور مقدمہ جنگ یکسو کرے کہ نالان مصری الماس نامصری و عیسیٰ
گھوڑون سے اترے اور آگے تخت جمشید کے آئے اور کہا ای صاحب قران خود پرستان اب تک تمہارے اور تمہارے
پہلوانون کے باہم جنگ تھی اب ہماری نوبت آئی ہے اگر تم جا کے معزالدین کو مار و گے جنگ مغلوبہ ہو جائیگی ہمارے
دلون مین ارمان جنگ کا رہجاویگا اور حوصلہ نہ نکلیگا ہر چند کہ اس مغلوبہ مین بھی ہم صاحب قران کو قتل و غارت کرینگے
لیکن اس ہنگامے مین کون کسی کی جانفشانی و کاردانی دیکھے گا اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ تمہین اور دیگر سلاطین کو اپنی
اپنی بہادری و دلاوری دکھائین اور انعام و اکرام پائین عزت و آبرو بڑھائین جمشید نے کہا ای دلاوران نامدار و بہادران
تہور شعار اگرچہ میرا ارادہ یہی تھا کہ مین ایک ضرب عمود قدرت سے معزالدین کو ہلاک کرون کہ یہ قصہ ہی نہ رہے لیکن اب
مجھکو تمہاری دلشکنی کسی طرح گوارا نہین ہو اچھا کیا مضائقہ ہو تم لوگ اپنے اپنے دل کا حوصلہ نکالو اور مکر و فن سپہ گری دکھا
بعد اسکے جیسا ہونا ہو ہوگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گوشہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی جب دامن گرد چاک ہوا ساٹھ علم
ساٹھ ہزار سوار کی علامت نمایان ہوئے اور لشکر طرفین اسی گرد کی طرف نگران تھے جاسوس لشکر کے خبر لائے کہ شاہزادہ
فلک احتشام پہلوان عالی مقام مرزبان بن بہرام دریابار گبری سے صاحب قران عالی شان کی مدد کو آیا ہو بعد اسکے
عوجان بن مرجان چالیس ہزار سوار جرار سے وارد ہوا یہ شاہزادہ دریابار صفری کا تھا انکی داستان جلد اول عہدنامہ
مین بالتفصیل مرقوم ہے دوبارہ حاجت بیان کی نہین ہے یعقوب حرانی لشکر اسلام سے واسطے خبر کے گیا تھا حال
دریافت کر کے خدمت صاحب قران گردون حشم مین عرض رسا ہوا۔ جہان پناہ نے امیر محمد اور امیر یوسف الدین کو

اُنکے استقبال کے لیے کجا دہ دونوں شاہزادے عالی گہر کے چتر یاقوت کو دور سے دیکھ کے گھوڑوں سے اُترے جب قریب پہونچے رکاب ظفر انتساب کو بوسے دیے صاحب قران عالی مقام نے بھی دست شفقت اُنکی پشت پر رکھا اور کرم و اخلاق خاندانی کو کام فرمایا خود بھی گھوڑے سے اُترے اور معانقہ کیا بعد اُسکے حال پوچھا اُس نوجوان ذیشان نے عرض کیا اے شہریار عالی وقار غلام مدت سے مشتاق ملازمت تھا لیکن مجبور رہتا تاہم حالات مزاج حضور سے واقف ہو جایا کرتا تھا ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دوسری جانب میدان سے گرد ایسی تیرہ و تار نمایاں ہوئی کہ لعنت اللہ تمام میدان کارزار تیرہ و تار ہو گیا جب دامان گرد چاک ہوا معلوم ہوا کہ پہلوان عالی نژاد شدید بن شداد اسی ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع ملک آفاق شاہ آیا ہے شاہزادہ امیر خلیل سمعاج اژدر و ابو الفال زنگی استقبال کو گئے اور نہایت عزت و حرمت سے لائے حسب دستور دور سے پیادہ ہوا اور آکر رکاب صاحبقرانی سے آنکھیں ملیں بوسے دیے آفاق شاہ بھی قدمبوسی سے کامیاب ہوا صاحب قران گھوڑے سے اُترے انسے بھی معانقہ کیا اور مورد عنایت خسروانی ہوا مزاج پوچھا حال دریافت فرمایا شدید بن شداد نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت عرض کی اُس درویش کا سلام شاہ اسرار الحق کی خدمت میں پہونچایا صاحب قران اکبر نہایت خوش ہوکے تحسین و آفرین کی سمعاج اژدر کو اُسکے بھلنجے کی شفا سے کامل وصحت کامل کا مژدہ دیا اولاد و کتخدا جناب عالی کی ہے صاحب قران نے فرمایا ہمنے شداد کو بخشی سمعاج اژدر نے عرض کیا غلام کا فخر ہے ظہر کا وقت تھا ناگاہ نالان مصری پیادہ ہوا اور دو بارہ جمشید کے پاس واسطے رخصت کے گیا اور رخصت طلب کی جمشید نے جام شراب دیا رخصت کیا نالان مصری میدان میں آیا اول جمشید کی تعریف کی بعد اسکے اپنی صفت و ثنا کی اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکے پکارا اے دلاوران میدان رزم ایک مدت تم صاحب قران خدا پرست وغیرہ سلاطین سے لڑتے ہو لیکن ہم پر تمھاری جرأت ظاہر نہیں ہوئی اب راہ دور سے چند گبر مغرور تمھاری جنگ کے مشتاق آئے ہیں توقع ہے کہ آج کوئی بہادر مرد میدان میں آوے شاہزادہ عوجان بن مرجان نے سب پر سبقت کی مرکب سے کود اخدمت صاحب قران عالی شان میں آیا اور عرض کی الجدید الجدید یعنی وہ نیا آیا ہے اور امیدوار اجازت ہے ہر چند صاحب قران نے فرمایا اے شاہزادہ عالی جاہ تم ہمارے مہمان ہو تماشا دیکھو دلیران نامدار اس کافر سے لڑنے کو بہت ہیں مجھے شرمندہ نہ کرو مگر اس بہادر نے قبول نہ کیا منت سماجت سے آخر رخصت لی اور تنگ مرکب صبا دم کو دیکھکر سوار ہوا اور میدان میں پہونچا ؏

وہ چہ مرکب کہ برق یا بادے	طرفہ دیوانۂ پری زادے
برق جولان و ابر پیکر بود	سیر او با صبا برابر بود
وقت جولان او فلک حیران	کہ ندیدست این چنین جولان

قصہ مختصر شاہزادہ عوجان بن مرجان دریا باری مقابل نالان مصری آیا نالان نے کہا اے دلاور تیرا کیا نام ہے اور کہاں کا

رہنے والا ہی سُنا ہی عزیزان معز الدین سے تو ہی سچ کہنا معز الدین سے کیا قرابت رکھتا ہی شاہزادے نے کہا او مغرور بدبخت ابلیس پرست تجھے قرابت وغیر قرابت معز الدین سے کیا مطلب تو حریف ہی حربہ کر یا نسبت وغیرہ کہین تجویز کی ہی کہ تو حسب ونسب کو دریافت کرتا ہی نالان مصری نے کہا مین اسواسطے پوچھتا ہون کہ اگر تجھے قتل کرون تو میرے واسطے موجب فخر ہو کہ فلان نے اعزاے معز الدین سے ایسا کو قتل کیا شاہزادے نے کہا او بدبخت وکوتہ اندیش ؎

	ہمین تو شنیدن را پسندیدۂ		نبرد دلیران کجا دیدۂ	
	کہ برمن زدست تو آید قضا		تو ای گبر دانستی این از کجا	
	ز عکس قضیہ نداری خبر		زمیدان فتنہ بلکہ خاکت بسر	

نالان نے کہا ای بہادر خوب بات ہی اگر تو حقیقت سے مطلع نہین کرتا مگر اپنا نام تو بیان کر شاہزادے نے فرمایا تیرے سوال کا جواب وہ ہی کہ جو رستم نے اشکبوس کو دیا تھا اُسنے پوچھا کیا سوال تھا اور جواب کیا دیا شاہزادے نے فرمایا جب اشکبوس نے وقت جنگ نام رستم پوچھا رستم نے جواب دیا ؎

	زمانہ ترا ننگ ترک تو کرد		صرا نام من نام مرگ تو کرد	

وہ ملعون یہ سوال وجواب شاہزادے سے سُنکے چپ ہو رہا اور غضب مین آکر جو گرز گران سر ہاتھ مین تھا شاہزادے کے سر پر مارا اس دلاور میدان نے اُس وار کو روکا اسی طرح اُس پلید نے پے در پے تین گرز مارے اور شاہزادۂ والاجاہ نے بھی متواتر تینون وار دفع کیے اور فرمایا خبردار باش ای حرامزادے ہر چند کہ ضرب کا جواب ضرب ہی اور تو نے پے در پے کئی ضربین لگائین اب ایک ضرب کوہ شکن مجھسے بھی لے یہ سُنکے نالان مصری نے اُسی گرز کو پناہ سر کیا شاہزادے عالی منزلت نے اُس گرز پر گرز مارا لیکن وہ گرز تاب ضرب شاہزادہ نہ لا سکا ہاتھ خم کھا گیا اپنا گرز اپنے سر پر بیٹھا اور اوپر سے عمود شاہزادۂ دوران کا معین ہوا لیکن سر وگردن دونون مع گرز حصہ دق سینہ مین اُتر گئے اور گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی راکب ومرکب دونون خاک مین ملگئے نالان مصری کے بھائی نے ایک نعرہ ہاے کا مارا اور حماقت وخجالت سے جمشید کی طرف دیکھا اور کہا ای جمشید لعنت خدا ہی تجھپر اور تیرے مذہب پر کہ تیرے شومی بخت سے میرا بھائی ایسا جلد مارا گیا یہ کہا اور گھوڑے کی باگ لیکے فوراً میدان مین پہونچا اور شاہزادے پر شمشیر آبدار کا وار کیا اُس بہادر دوران نے وار اُس کا فرکا رد کیا۔ راوی کہتا ہی کہ اُس گبری نے ایسی پے در پے شاہزادہ پر تلوارین مارین کہ شاہزادہ کو تلوار کھینچنے کی مہلت ندی آخر کار تلوار ٹوٹ گئی شاہزادہ نے فرمایا باش او نطفہ حرام سگ نجس مجھے بھی تو ضرب کی فرصت دے یہ کہکے فوراً تلوار میان سے لی اور ایسی ایک ضرب اُسکے سر نجس پر لگائی کہ سر وخود ومغفر کاٹ کر سینہ کا فرمین در آئی جمشید پلید اگرچہ دل مین آزردہ ہوا مگر ظاہر مین کہا واہ کیا خوب جواب دیا کہ یہ بدبخت بد اعتقادی مین مارا گیا مین نے یہی تقدیر کی تھی کسی نے اُس کتے کے بھونکنے کو نہ سُنا پھر گبری بولا مجھے شرم آتی ہے اس مفلوک سے کیا لڑون اور کس

ادنی پر تلوار کھینچوں ہان اور کوئی بہادر نام آور نکلے تو پھر دیکھیے اُسکے بدن سے جان کسطرح کھینچ لیتا ہون کہ جسم کو مطلق خبر
نہو بعد اسکے پالان نالان کا بھائی واسطے انتقام خون برادر کے جو کہ مارد اشبوط کو آیا تھا میدان مین آیا اور مارا گیا بعد اسکے
کیوان کند سر میدان مین آیا وہ بھی جہنم واصل ہوا اشبوط دیلمی نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا ای جمشید تیری خداوندی مین
خاک پڑگئی اور خدائی اُلٹ گئی میرا بہت بڑا رفیق مارا گیا اگر یہ زندہ رہتا تو میرے لیے بہتر تھا کہ خداوند دیلم نے ہماری
مدد کے لیے بھیجا تھا مگر تو بڑا کمبخت ہی کہ کیا جلدی ایسا پہلوان بہادر مارا گیا تیرا اقبال ادبار سے بدل گیا خداوند دیلم نے
تجھپر اپنا غضب نازل کیا جمشید بابیے نے نہایت آزردہ ہوکے کہا اور مساق کیا کہ کہتا ہی ارے کوئی ہی مارو اس بدبخت
کو۔ یہ سُنکے لوگ دوڑے الفیموس اشبوط کے سپاہی لے کو آگیا خناز منکوس منحوس بھی آگیا اور کہا بندہ دل سوختہ ہے
خداوند کو تحمل چاہیے اور پھر چپکے سے کان مین کہا یہ موقع نہین ہی کہ آپس مین باہم مناقشہ کرو مصلحت وقت یہی ہے
کہ خاموش ہو رہو جمشید چپ ہو رہا بلکہ اور استمالت کی لیکن شاہزادہ دلاور عوجان پکارا ای کافران اشرار اور اے
ابلیس پرستان بدشعار ابھی مین تمسے اور تمھاری جنگ سے بخوبی سیر نہین ہوا جلد آؤ اور بحکم ایزد قہار سیدھے جہنم مین
چلے جاؤ نیلاق زنگی آیا وہ بھی مارا گیا قصہ کوتاہ شام تک پندرہ نفر اس شاہزادہ دلاور کے دست زبردست سے
روانۂ سقر ہوئے جمشید ملعون حد سے زیادہ پریشان ہوا بارگاہ نکبت پناہ مین بعد می کشی کہا لازم نہین ہی کہ مین ان بیچارون کو
ناحق قتل کرواؤن مین تو پہلے چاہتا تھا کہ مین معرکہ مین جاؤن مگر یہ خود بخود جہنم کو گئے اب کل معرکہ مین مین ہون اور معرکہ
ایسا ہنگامہ جنگ کرونگا کہ وہ بھی یاد کریگا الماس زنگی نے جو کہ خالو کا فرزند پدر جمشید کا تھا کہا ای جمشید مین نے
سُنا ہی کہ تو خدائی کرتا ہی بھلا تیری خداوندی کی کوئی دلیل ہے جمشید بولا نا اہل بابت تجربہ خداوند کو چاہت ہون
الماس نے کہا خیر تو خاطر جمع رکھ کل مین میدان مین جاؤنگا اور اسکا غم و غصہ کا عوض لونگا آج میرے نام طبل جنگ
بجے آخر طبل جنگ بجا اور تمام شب درستی سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح جدید کشتی ہوئی الماس میدان مین آیا طالب حریف
ہوا شاہزادہ عوجان گیا زخمی ہوا پھر شاہزادہ مرزبان بن بہرام نے جسطرح ممکن ہوا صاحبقران سے رخصت حاصل
کی آرام گاہ مین پہونچا دیا ہی چونکہ طویل القامت تھا مرزبان کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا شاہزادہ بولا روسیاہ کیا
دیکھتا ہی حملہ کر وہ مردود بولا مجھے افسوس آتا ہی کہ تم سے لوگون پر تلوار کھینچون آخر تمنے دیکھا اپنے بھائی کا حال کہ ایک ہی
وار مین تلوار کے زخمی ہوگیا اگر کچھ زور ہوتا تو وہ جانبر ہوسکتا شاہزادۂ جہان پہلوان مرزبان بن بہرام نے فرمایا باش
او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ عوجان نے کسقدر کافر قتل کیے اگر تیرے ہاتھ سے ایک زخم لگا تو کیا قباحت لازم آئی
الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح تکرار رہی بعد اسکے نوبت نیزہ بازی آئی ساتون طعن مین مرزبان نے نیزہ ہوائی
کردیا ضربہائے عمود مین برابر رہے لیکن تیغ زنی مین مرزبان دلاور نے اسکی تیغ کا وار رد کرکے ایک ایسی تلوار لگائی کہ
سر و خود کاٹتی ہوئی سینۂ نابکار تک اُتر آئی اور اسپ کو دو کرکے زمین پر بوسہ دیا جمشید دیکھ رہا تھا قریب تھا پھٹکتا

پھر ضبط کیا وہ زنگی دلاور پہلوانی میں اپنے سوا کسی کا وجود نہ جانتا تھا اور فی الحقیقت یہ پہلوان ایسا ہی زبردست تھا
گوپال زنگی کرنال زنگی یاقوت زنگی وغیرہ کی نظروں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سب بے رخصت ایکبارگی میدان میں آ کے
جمع ہو گئے تاکہ ابکی حرب و ضرب کا تماشا دیکھیں وہیں آپس میں مشورہ کیا دو دو آگے پیچھے چلے اور شاہزادے کو
تہنیت دی کہ اے شوم بخت تو اک زنگبار کے غضب میں گرفتار ہوا ایک تلوار سے تو نے قیامت برپا کر دی محبوب خداوند
زنگبار کا خون خاک پر گرا یا شاہزادہ کو یہ خیال تھا کہ مبادا دوسرا حرامزادہ عقب سے آئے ہر طرف متوجہ اور ہوشیار تھا
آخر وہی پیش آیا کہ گوپال آگے اور مرجان پیچھے آیا اور ایکبار شاہزادہ نامدار پر وار کیا اُس دانا سے روزگار نے فن سپہگری
سے پہلے گوپال کے سر پہ تلوار کا ٹھی اور بدست راست سے ایسی ایک تلوار مرجان نابکار پر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہو گیا پھر گوپال پر بھی ایک ہاتھ پلٹ کے سر کا مارا کہ مع راکب و مرکب دو حصہ ہوا صاحبقران اکبر نے مسکرا کر آفرین و
تحسین فرمائی اور چار خوان زر سرخ کے نثار سر شاہزادہ کیے الغرض تا شام اُس بہادر دوران نے تیس زنگی روانہ عدم
کیے جمشید نے اگرچہ طبل بازگشت بجوا دیا لیکن ماتم الماس وغیرہ میں گریبان چاک کیا اور خوب رویا اور کہا میں نے
یہی تقدیر کی تھی کہ یہ بدے جسدن میرے مہمان ہوں انہی روز بہشت قدرت میں جائیں مگر جو لوگ کہ وہاں مقرر تھے
خبر لائے کہ بہشت میں وہ رونق نہیں ہے سب پھول مرجھائے ہوئے ہیں سبزہ پژمردہ ہو گیا ہے خاک اڑتی ہے ہو کا مکان
نظر آتا ہے جمشید حیران ہوا اور خناز منکوس سے پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا وہ ملعون سمجھا کہ ضرور کوئی بلا خناز جادو پہ نازل ہوئی
داغ شقاوت کا اثر بھی برطرف ہو گیا اور بہشت و جہنم دونوں نیست و نابود ہو گئے اور صدمہ عظیم ہوا اضطراب نے
غلبہ کیا لیکن جمشید سے اتنا ہی کہا کہ یہ وقت تحقیقات کا نہیں دشمن سے معاملہ یکسو کرنا چاہیے بہشت دوزخ پھر
بن سکتے ہیں مگر جمشید کے دل میں بھی جادو کی طرف سے شک پیدا ہوا اور داغ شقاوت کا دکھانا بالکل چھوڑ دیا
کہ اب ایسی روسیاہی موجب رسوائی ہوئی۔ صورت بھی گیدی کی مضحک ہو گئی قصہ کوتاہ حرامزادے نے کہا
کل میں معرکہ جنگ میں جاؤنگا لیکن نو واردوں کی کمبختی جو قدیموں کی شامت پر مقدم تھی قہرآق ازرق چشم لہراق
ازرق چشم۔ بیلاد کوہ تن سبقوق دمشقی ہامان دمشقی مہرآق نصرانی قہلوق دیلمی وغیرہ تیس نفر قوی ہیکل
پہلوان ایکبار اُٹھے اور فریاد کی کہ جبتک ہمارے بدن پر سر ہے آپکو میدان میں نہ جانے دینگے یا آپ بہادر دوراں
اور دن کے ہو گا یا حضور میں ہم سرخروئی حاصل کرینگے جمشید نے دل میں کہا جو دم ہے غنیمت ہے کہ شاہزادہ کو تلوار کھینچنے کی
صاحبقران گیتی ستان نے مرزبان کی نہایت تعریف کی اور زر و جواہر اُسکے سر سے بھی تو ضرب کی فرصت دے
بیٹھے تھے یکایک صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی صاحبقران اکبر کاٹ کر سینہ کافر میں در آئی
لشکر میں بھی بجایا جائے غرض صبح کو صفیں لشکر طرفین میں آراستہ ہوئیں الفت بد اعتقادی میں مارا گیا میں نے
پہلوانی کو اپنے سامنے ہیچ سمجھتا تھا نہ سب خوارج رکھتا تھا اصل کا زنگی ہے اس مفلوک سے کیا لڑوں اور کس

دیکھا تھا فن کشتی مین سر آمد روزگار تھا جسقدر پہلوان تھے اس سے بہت کم قوت تھے جمشید سے اجازت حریف مانگی
اُس گیدی نے سب سے پنجہ کیا تھا ہر ایک کا زور میزان امتحان مین تولا تھا اس مقہور کو سب سے زیادہ طاقت و قوت مین
پایا تھا اور یہ مردود کبھی اسی لیے اتنک نہ گیا تھا کہ پہلے فرزبردست پہلوان لڑین تاکہ میری سُبکی ہو اور بروایت دیگر بسیر عم
بکران شاہ خارجی تھا ہمیشہ بکران اُسپر فخر کرتا تھا اور اُسکی تعریفین حد سے زیادہ جمشید سے کیا کرتا تھا جمشید نے کہا تھا
کہ احتیاج سفارش نہیں ہین نے جس روز پنجہ کیا تھا سب سے زیادہ اسی کا زور پایا تھا گیدی کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی
پہلوان تازہ وارد ہوتا تھا پہلی ملاقات مین اُس سے پنجہ کرتا تھا القصہ کہراق برادر خورد جہراق کا میدان مین بشوکت تمام
وحشمت مالاکلام آیا اور اسقدر لاف زنی کی کہ کسی نے نہ کی تھی راوی کہتا ہے کہ دو پہلوان قبیلہ شمر سے لشکر بکران خارجی
مین تھے انہین اور کہراق وجہراق مین باوجود اتحاد مذہب قدیم سے ایک نوع کی عداوت بھی چلی آتی تھی آج انکی لاف زنی
اُنھین ناگوار معلوم ہوئی باہم مشورہ کیا دونون نقاب چہرون پر ڈال کے صحرا مین گئے اور ایک گوشہ بیابان سے نمودار
ہوئے وہ اپنی رجز خوانی مین مشغول تھا کہ یہ دونون نابکار اُس کافر سے آکر مقابل ہوئے ہر چند اُس گیدی نے پوچھا
تم کون ہو نام کیا ہے اور باعث عداوت کا تم سے کیا ہے جواب مین یہ دونون گالیان دینے لگے اور بے تحاشا تلوارین مارنا
شروع کردین اس حرامزادے نے دونون ہاتھ بڑھا کر اُنکے بند دست تھامے اور فشار دینا شروع کیا آخر تلوارین
چھین لین اور دونون کے کمر مین ہاتھ ڈال دیے اور صدر زین سے اُٹھا کر بلند کرلیا اور اس زور سے زمین پر مارا کہ جہنم
واصل ہوگئے آخر یہ معلوم ہوا کہ یہ کون تھے جمشید بھی متعجب تھا اور کہا اے بکران اس اتفاق کو کیا کہتے ہین آخر دریافت
ہوا کہ قدیم سے انہین عداوت تھی آج اُس عناد کا ظہور ہوا جمشید حرام زادہ ہنسا اور کہا یہ میرے غضب مین گرفتار ہو
انھین میرے دوزخ مین ڈال دو لوگ انکے لاشے اُٹھا لیگئے اور آتش سحر مین ڈال دیے چونکہ وہ آتش سحر خود ہی بجھ گئی تھی
لیکن آتش اصلی ابھی موجود تھی جمشید روز لکڑیان کھنچا تھا غرض اُن دونون کے لاشے پھونک دیے اور سب پر حال زور
کہراق ظاہر ہوگیا جمشید نے پھر اُسے پاس بلایا تاج مرصع اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا تین جام متواتر شراب سحر کے دیے
میدان مین بھیجا گیدی نے آوازہ لاف وگزاف ایسا مارا کہ زمین وآسمان گونج گیا اور لشکر اسلام سے حریف طلب کیا
پہلے [illegible] ان عالی نژاد شدید بن شداد اپنے کرگدن سے اُتر کے خدمت با سعادت صاحبقران والا شان
وا دین تلوار کے زخمی ہوگیا، طلب کی صاحبقران عالی شان نے فرمایا اے پہلوان بڑی محنت و کوشش سے لاکر
اوبگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ یہان آئے اور زحمت اُٹھائی حال بیان کرو شدید بن شداد نے عرض کیا اے شہریار
الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح ہو اجازت جنگ نہین ملتی بہر حال بکوشش تمام رخصت حاصل کی میدان میں آیا
کرد یا ضربہائے نمود مین برابر رہے لیکن زلزلہ مین آگیا جمشید نے دل مین کہا کہراق کی کمبختی آئی شدید پہلوان اسکے
سر و خود کاٹتی ہوئی سینہ نابکار تک اُتر آئی دونون کی لڑائی مین کیا حکم لگا نے ہو چھا نرمنگوس نے کہا

نہایت خراب کہراق اگر ہزار جانین رکھتا ہوگا تب بھی شدید کے ہاتھ سے کبھی زندہ وسلامت نہ بچیگا جمشید نے کہا اپنی تقدیر
کی قسم مین بھی یہی جانتا ہون خنازمنکوس نے کہا ایسے کامون کو ترک کرو اسکو مذہب الحاد پر رہنے دو زبان سے کچھ نہ کہو
اور اوما در قحبہ اب قلعی کھل جائیگی کیونکہ جیسے بھروسے پر کودتا تھا وہ جہنم کو روانہ ہوگیا جمشید نے کہا جو کچھ ہو لذت محو اوہ کہی
دل سے محو نہین ہوتی ادھر شدید بن شداد نے کہراق کو نہیب دی کہ باش اے حرامزادہ مغرور تو بھی اپنے کو پہلوانون مین
شمار کرتا ہے انکی پشم کی بھی برابری نہین کرسکتا کہراق نے بنظر غور دیکھا معلوم ہوا شدید نہایت زبردست پہلوان ہے
پریشان ہوگیا بولا اے شدید مین نے سُنا ہو کہ تو پہلے دین مسیلمہ کذاب مین تھا اُس مذہب مین کیا برائی دیکھی جو معزالدین
کا دین اختیار کیا شاید تو معزالدین پر عاشق ہوا ہی اگر دین نعمرون سے تو خوش نہین ہے نہ سہی دین وآئین بکران خارجی
قبول کر خارجی ہو شدید نے کہدی سے منھ پر تھوک دیا اور کہا لعنت خدا کی تجھپر اور تیرے مذہب پر بلکہ بکران و نعمرون پر بھی
او ملعون آگاہ ہو مین نے مذہب حق اختیار کیا ہو صاحب قران اکبر فلک قدر کا البتہ عاشق ہون کہراق کا چہرہ مارے
غصہ کے لال ہوگیا پس عمود اپنا سے اُٹھا کے مارا شدید نے ساطور پر رد کیا القصہ کئی وار گرز و شمشیر وغیرہ کے پے در پے
شدید پر کئے مگر اُس دلاور دوران نے سب ضربین رد کین اور بفضل ایزدی محفوظ رہے جب کہراق نے دیکھا کہ اس بہادر
نے چوٹ نہ کھائی پس گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ایک ساعت کے بعد شدید نے کمر بند کہراق
پکڑ کے زمین سے اُٹھا کے ہاتھ پر علم کیا جہراق برادر کہراق کو تاب ضبط نہ رہی وہ بھی مثل برادر پہلوان زبردست تھا تلوار
کھینچی شدید پر حملہ آور ہوا اور کہا میرے بھائی کو چھوڑ دے نہین تو مین تجھے ہلاک کرونگا شدید نے کچھ التفات نہ کیا
اور کہراق ملعون کو اُسی طرح ہاتھ پر لیے رہا جہراق دست چپ سے آیا اور ایک تلوار شدید پر ماری کہ بازو سے شدید پر زخم
خفیف پہونچا شدید نے بائین ہاتھ سے جہراق پلید کی بھی زنجیر لی اور اُسے بھی چرخ دیا خنازمنکوس منحوس نے کہا اے جمشید
تو نے چشم کور سے شدید کی شجاعت اور دلاوری دیکھی جمشید نے کہا جو ہونا تھا وہ ہوا کل مین ہون اور معزالدین اور میرا
گرز ہو ایکی ایسا عمود معزالدین کے سر پر مارونگا کہ جانبر ہونا مشکل ہوگا خنازمنکوس منحوس نے کہا او حرامزادے تجھے معلوم
نہین کل تجھکو بتا دونگا مگر شدید نے دونون سے کہا اے کمینو یزید بے ایمان پر لعنت کرو دین اہلبیت علیہم السلام کو حق جانو

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

اس تلقین و تعلیم کے عوض مین صاحب قران اکبر کے حق مین ناسزا کہا شدید نے غصے سے انھین ایسا زمین پر مارا کہ اُنکو دم
سانس نہ لی پھر اُٹھکر گردن وونڈا دیا دونون کا گوشت وخون ایک ہوگیا کسی عضو مین تمیز باقی نہ رہی جمشید بد اطوار یہ کیفیت
دیکھ کے ہوش وحواس بجا نہ رہے مگر شدید چلایا اے جہنمیون جلد آؤ میرے ہاتھ پاؤن درد کرتے ہین جی فرصت دے
پہلوانان جدید سے کہا کہ اب عزت کا وقت ہی پاس مردی کرنا چاہیے یہ ہنگامہ دور ہو ورنہ نام ہو سینہ کا فرین در آئی
ایکدفعہ جاؤ شمشیر وعمود اُسپر لگاؤ اور کہو ہم جانتے ہین تمہارے ہاتھ پاؤن کا درد جلد بد اعتقادی مین مارا گیا مین نے
ہے اس مفلوک سے کیا لڑون اور کس

روانہ ہوئے سیلاب زنگی - بہرام مصری - القوم مصری - کوسول دمشقی صادول نصیبی - ضیغم الیشربا - عبد المروان نام تھے
کمال عداوت سے شدید پر دوڑے اور بلند آواز سے کہا اگر مرد ہو تو اور کسی کو اپنی مدد کے لیے نہ بلانا ہم تیرے ہاتھ پاؤں
کا درد دفع کرنے آئے ہیں شدید نے یعقوب حرانی اور نہنگ مصری سے کہا تم جاؤ صاحبقران اکبر کو میری طرف سے
قسم دو کہ غلام کو حافظ حقیقی کی حفاظت میں سپرد فرمائیے کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجیے اور کسی کو میری مدد کے لیے نہ بھیجیے یہ کہکے
اُن بیسوں پہلوانوں کی طرف متوجہ ہوا وہ سب مرا اوسے حربے ہاتھوں میں لیے ہوئے آ پہنچے اس دلاور دوران نے پہلے اُس
پہلوان زمان نے کوئی حربہ ہاتھ میں نہ لیا سپر جہرے کی پناہ کی اور یا حیدر کرار کہکے کر گردن اُنکے بیچ میں ڈال دیا اور
دونوں ہاتھ بڑھا کے دونوں کی گردنیں لیں اور ضرب زمین سے اُٹھا کے دونوں کے سر ایسے ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے
اُنھیں پھینکا اور دو کو جبیتی تمام لیا انکو بھی اسیطرح مار کر ڈالا یا قصہ کوتاہ اگرچہ شدید نے جا بجا اعضا پر زخم بھی کھائے
پانچ چار گرزوں کی ضرب سے کوفتی ہو گئے لیکن افضل تائید ربانی سب کو اسی طریق سے روانہ ملک عدم کر دیا صاحبقران نے
بیس خوان زر سرخ اور بیس طبق جواہر میدان میں بھیجے کہ پہلوان نامدار کے سر پر نثار کریں کافروں کے بند بند کانپ گئے کسی
جسم میں گویا روح نہ تھی شدید پکارا اے جمشید پلید تو کیا جھک مارتا ہوا اب میدان میں کیوں نہیں آتا میں اس حالت
میں بھی تجھ سے جنگ کو موجود ہوں جمشید نے کہا میری شان ایسی نہیں ہے کہ میں تجھ ایسے سے مقابلہ کروں جا اپنے آقا سے
کہ کل جو دعوت کرتا ہو کر کے میدان میں آکے عمود قدرت دوبارہ تیر اشتیاق ہو کہتا ہے کہ میرے مہمان کی اس دن کچھ مدارات نہیں
ہوئی ابکی ایسی خدمت کرونگا کہ پھر دنیا میں محتاج خدمت و مدارات نہ رہیگا بلکہ کسی چیز کی خواہش نہ رہیگی یہ کہکے طبل بازگشت
بجوا دیا صاحبقران اسکی مسخرگی پر ہنسے اور میدان سے مراجعت فرمائی اور داخل بارگاہ معلے ہوئے شدید کے لیے
آراستگی محفل کا حکم دیا داروغہ ارباب نشاط پر تاکید ہوئی طائفے حاضر ہوئے ناچ شروع ہوا ساقیان پریوش مع سامان
شراب و کباب حاضر ہوئے شجاعت شدید کو نظم کرکے گایا - الغرض ادھر ناچ گانا شروع ہوا دور شراب چلا اُدھر جمشید نے
پانچ روز تک طبل جنگ نہ بجوایا اور ورزش شروع ہوئی غرض اس مدت میں خوب ورزش کی معجون قوت تیار کیا خناز مشکور
منحوس نے سحر سے شراب تیار کی جرأت اور قوت جمشید دونی ہو گئی گیدی ہر وقت خلوت میں رہتا تھا اور ورزش
کرتا تھا پیتا تھا یہانتک کہ اب زور اسکو اپنا خود محسوس ہو گیا شب ہفتم کو دربار کیا امرا و سردار جمع ہوئے عہد
وار میں تلوار کے زخمی ہو گیا ... قتل صاحبقران اور بربادی لشکر اسلام کے اقرار لیا بعدہ جمشید نے اس رات کو کسی سے بات
اور برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادہ ... لشکر اسلام میں بھی جاسوس موجود تھے خبر لائے حجرہ گاہ پر حاضر ہوئے دعائے فتح و ظفر دی بعدہ
الغرض دونوں پہلوانوں میں اسیطرح ... آج لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اور بہت بڑی تیاری ہو رہی ہے صاحبقران نے فرمایا
کر دیا ضربہائے عمود میں برابر رہے لیکر ... الوالحسن جوہر اُٹھا اور نقارخانہ سلیمانی میں گیا ایک سو ایک اشرفی داروغہ
سرو خود کاٹتی ہوئی سینہ نابکار تک اُترا ... نقارہ شیہ اُٹھایا جوہر نے چوب نقارہ رزمی پر دی پھر سب نقارے نوازش میں آئے

طبل سکندری کی آواز جو لنسنٹھ کوس تک جاتی تھی تمام میدان کین گونج گیا۔ اب راوی شیرین مقال حال جنگ و پیکار جمشید بد بال کا معرض بیان مین لاتا ہے کہ جمشید ملعون خود لشکر اسلام کا خون بہانے پر مستعد ہوا اور کمر قتل صاحبقران اکبر چست کی اور یہ خبرین متواتر خدمت صاحبقران مین گذرین ۔

جام بھر کے خالی شیشۂ دل ہو گیا
ابتدائے عشق مین جیسے تحمل ہو گیا
سرو ہے جو اسکی جانب کو کھچا جاتا ہے مین
سنگ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہو گیا
تو نے رکھ لئے جو کاکل ابتدا بالا بلند
مومنین کا مصحف رخ سے ترے قل ہو گیا
تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا ہے رنگ سرخ

مجلس جمشید برہم ہو چکی قُل ہو گیا
لبلبا جس نونہال حسن نے اوسے پا لیا
حسن کی دولت سے وہ سب سرسبز گل ہو گیا
مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہو گیا
جب وہ شاہ حسن نکلا گرد پیش اوسکے ہے
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہو گیا
لالہ کے وہ داغ چھٹے کاترے گل ہو گیا

انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہو گیا
نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار مین
پنجۂ مژگان اوسے شاہین کا چنگل ہو گیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
عشق بازون سے سواری کا تجمل ہو گیا
بسکہ انگشت حنائی مین رہا تھا مدتون

رنگین خیالان نادرۂ روزگار و فوردہ بنیان شیرین گفتار ابطال سحر جادوان بہ روزگار مین اس طرح بہ بر بنا و کھاتے ہین کہ شب کو وہ تیرہ درون یعنی جمشید و خنازمنکوس ملعون سامان جنگ مین سرگرم رہے خواب کیسا پلک تک نہ جھپکی و صبح ہو

نظم

کہ چون روز دیگر بلند آفتاب — برآمد برین عالم انقلاب
بہ اہل زمین خاصہ با مومنان — کہ ای دوستان خدای جہان
شما را بود مژدہ ای اہل دین — کہ امروز گردید نصرت قرین
بگفتا اجہ جبرئیل شماست — شما را چہ تحقیق حق یاور است
بہ تیغ شہنشاہ خورشید سر — نہ جمشید ماند نہ بگران نہ غر
روان سوے میدان کین آمدند — کلام نظامی عالی جناب
خرامیدن لاجوردی سپہر — ہمین کرد بر گشتن ماہ و مہر
سرا پردۂ این چنین سر سر لیست — درین پردہ یک رشتہ بیکار نیست
نہ زین رشتہ سر میتوان تافتن — و سر رشتہ را میتوان یافتن
سوے یکدگر آمدہ کینہ خواہ — نہاک بر گذرگاہ کین ریختند

ملک از فلک شد بشارت رسان
بریزند خونہاے این کافران
چہ ملعونچہ کافر قتیل شماست
بدست شما قتل ہر کافر است
دلیران ازین مژدہ خرم شدند
درین جا مناسب بود با کتاب
مپندار کز بہر بازی گریست
سر رشتہ بر پا یار پدار نیست
سخن مختصر چون دو فوج سپاہ
نقیبان خروشیدن انگیختند

بزنگ بر بزنگ سو بسود رستاب
نہ در دل سادون نہ در دیدہ خواب

ایک جانب سے گل بوستان شجاعت چراغ دودمان شاہ ولایت صاحب قران واجب التعظیم شاہزادہ معزالدین ابوتمیم مع جمیع سلاطین ذوی الاقتدار و بہادران شجاعت شعار میدان کارزار میں آئے زیر سایہ چتر یاقوت سمند جہان پر سوار تھے بنا بر ایک روایت کے وہ اسپ سمندر صبح تن کی نسل سے تھا دوسری جانب سے کافر عنید مشرک پلید ولد الحرام جمشید مع گردان پردغا و ملعونان بیحیا قرمساقان لعین امراء و سلاطین آیا اور حربگاہ کو بنظر غور دیکھا گیدی نے عیار کو حکم دیا کہ لشکر کو جنگ جمشیدی سے آگاہ کرے یعنی ایک روایت صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک کلاہ جمشید تھی جس میں جواہر بے بہا نصب تھے اور آویزہائے زمرد متعدد آویزاں تھے جس روز وہ مردود میدان میں جاتا تھا وہ کلاہ عیار کو دیتا تھا کہ وسط میدان میں جا کے تین بار بالائے ہوا بلند پھینکے اور پھر ہاتھ میں روکی اور جمشید کو دیدے چنانچہ ابکی بار بھی یہی عمل کیا سب نے جانا کہ جمشید خود ارادہ میدان داری رکھتا ہے لیکن دو دفعہ عیار نے ٹوپی کو اچھالا اور ہاتھ پر روکا تیسری بار جو اچھالا ہر چند آنکھ اسی سے لڑی تھی مگر وہ ٹوپی اسکے ہاتھ میں نہ آئی زمین پر گری اور طرفہ تر یہ ہوا کہ بڑا موتی جو کہ پیشانی پر لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا جمشید از زیادہ متوہم ہوا اختر از منکوس کے ہوش جاتے رہے شکست جمشید کا یقین ہوا مگر اس امر میں متردد تھا کہ زخمی ہوگا یا مارا جائیگا اور لشکری بھی آپس میں کچھ مشورہ کرنے لگے کیونکہ سب خائف تھے جمشید پلید ابتدا کچھ متردد ہوا اور پھر کچھ پروا نہ کی یا خداوند طبیعت چیرہ دستی کی تخت رواں سے کوہ اسپ فیل پیکر پر سوار ہوا نظم

قضا دید چون دو اجل در پیکار
مقابل بادبار و رکار زار

ملک خندہ میکرد بر مرد و نش
ازان بادہ گوئی و گہ خورد نیش

سلاطین کفار اندر جلو
بدل حملہ گویان پیشش تگو

غرض چونکہ آن بیحیا کے پلید
ز سمت تمامی بمیدان رسید

یکے نعرہ زد آن سگ بدصدا
کہ شد بو عمر خر از ان بر ہوا

ولیکن عقوبت بکردار دیو
شد از نعرہ اش پشت گیتی بریو

پس آنگہ صدا زد بصاحبقران
زراہ تکبر بصد عز و شان

کہ ای ہمسر من بمیدان خرام
کہ معلوم گردد بہر یک مقام

بہ تیلم کہ انداز بلندی کراست
تنومندی و زورمندی کراست

ازین نامداران نصرت قرین
بجنگ تو خواہم بمیدان کین

دگر با تو خواہم کہ یکدو سہ دم
سنان گرز و شمشیر باہم زنیم

ہمین گرز خارا شکن سینہ کوب
کہ آن گرز را می شناسی تو خوب

بپست من اینک بپیش تکبیر
ز باغ قضا خوشہ چین دلیر

چہ استادہ ای شہ نامدار
شتابی کن در میدان بیار

صاحبقران گیتی ستان بندہ برگزیدہ حضرت یزدان لاف زنی کبر مغرور سے آشفتہ و پریشان ہوئے مرکب سے جست کی شاہ سرالحق سے اجازت لی اور خنگ جہان پیما دست حق پرست سے درست کیا اور متوجہ میدان حرب و ضرب ہوئے جمیع سلاطین نامدار و امرائے عالی وقار حسب ضابطہ جلو میں چلے چند قدم کے بعد اس معدن کرم نے باگ روک لی اور ہر ایک سے موافق مرتبہ کے عذر کرکے رخصت فرمایا اسپ جہان پیما کو مہمیز کیا وہ برق کردار گرم رفتار ہوا نظم

یکی مرکبے چون شہاب ستیغ
فروزان ز برج شرف کوکبے

نسیمے رسیدے اگر بردمش
زمین سوختی از شرار سمش

بجستن چو برق و برفتن چو باد
ہمانا کہ از برق دارد نژاد

ز ہر سو برآوردہ عشرہ و غریو
سلیمان روان شد بہ تسخیر دیو

فتح و نصرت ہمرکاب اقبال و دولت ہمعنان گرد پاپوش سے زمین آسمان صاحبقران اکبر نے حسب قاعدہ عمود رستم اور بعضے حربہائے سنگین بیشتر میدان رزم میں بھیجدیئے آپ خود معرکۂ کارزار میں تشریف فرما ہوئے نعرہ یا اسد اللہ الغالب اس زور سے مارا کہ زمین کو زلزلہ ہوا اور زبان فصاحت سے رجز اسطرح ادا کیا

قطعہ

منم گر تیغ و تیر و نیزہ و گرز و کمند بس
زرہ و سینہ و پشت و سر و دست و زرہ دریا

جم اسفندیار و رستم و اسکندر و دارا
شہ صاحبقران سلطان عالی شان معز الدین

بجون غلطد بخاک افتد بگریہ غم خورد نالد
کہ از بیم فتد آہن و لان را لرزہ بر اعضا

پھر ہم تنگا در ہوئے اسب حریف بیس قدم پیچھے دوڑ گیا جمشید نے مہمیز کی مرکب کو اپنے مقام پر لایا صاحبقران کی طرف ایک ساعت سر بزیر رکھکے خاموش رہا آخر بولا اے شاہزادہ معز الدین میں جانتا تھا کہ عمرو کے ڈر سے دوسری مرتبہ تو میدان کا رخ نہ کریگا لیکن تیرا بڑا دل گردہ ہے بے کلیجہ آدمی ہے مانتا ہوں تیرے جگر کو کہ تو پھر میدان میں آیا اور ہرگز نہ ڈرا صاحب قران اکبر مسکرائے اور فرمایا اے زنگی بچے احمق تو کیا سگ خارشتی ہے کہ تجھ سے کوئی ڈرے او بدذات و مکار و دغا شعار تجھ میں کیا زور ہے اور کیا جوہر مردمی رکھتا ہے کہ جو شیر مردان معرکۂ ہیجا سے برابری کر سکے ہمیشہ تیرے کام سحر و ساحری سے ہوا کئے جیسے مردک سے بدتر جانتے ہیں ننگ ناموری سمجھتے ہیں جمشید نے کہا کیسا سحر کون ساحر ساحروں پر لعنت کرتا ہوں صاحب قران گردون سریر نے فرمایا وہ تیرا اُستاد فرمساق کون ہے جمشید نے کہا ضار منکوس کو آپ کہتے ہیں وہ تو ایک مرد حکیم پیشہ ہے وہ سحر ساحری کیا جانے صاحب قران اکبر نے فرمایا او کیدی کیا کہتا ہے وہ بدبخت ہمیشہ سحر و ساحری میں غلطان و پیچان رہا ہے وہ مردک حکمت کیا جانے حکمائے عالی شان کے غلاموں کے پشم کے برابر بھی نہیں ہے اور وہ معجون جو تو نے زہر مار کی ہے جسکے کھانے سے تیری قوت بڑھ گئی ہے وہ کیا تھی کہ کی کرم تھی جمشید نے جواب دیا وہ بھی طلسم حکیم تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا تھوک ہے تیری داڑھی اور مونچھ پر کیا خوب طلسم تھا او مردود حکما اگرچہ کافر بھی ہوں مگر کبھی گہ کی کرم نہ کھاتے نہ کھلاتے اور نہ کھانے دینگے ایسی چیز ناپاک کا بنانا حکما کا شیوہ نہیں ہے کسی اگھوری کا کام ہے جمشید یہ سنکے منفعل ہوا پھر صاحب قران اکبر نے فرمایا بھلا یہ تو سب ایک طرف دعوی خدائی کیسا تو نے یہ کیا کہ کہا یا جمشید نے کہا اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ خداوند ہر شئی واقعی طبیعت مجردہ ہے اُسی نے مجھے اپنا نائب کیا ہے اور خطاب دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ لوگوں کو اپنے سجدے پر راغب کرو پہلے چونکہ اس عہدہ پر مامور نہ تھا نہ کہا پھر بھی اگرچہ ظاہر میں لفظ خداوندی سے تعبیر کئے جاتے ہیں لیکن فی الحقیقت پیغمبر طبیعت مجردہ ہوں صاحب قران اکبر نے فرمایا وہ داغ جسکے دیکھنے سے سب سجدہ کرنے لگے کیا تھا جمشید بولا وہ ایک علامت تھی طبیعت مجردہ کی بخشی ہوئی صاحب قران اکبر نے فرمایا کیسی تمہارے خداوند مجردہ کی بخشی تھی کہ اب اثر اُسکا جاتا رہا جمشید نے کہا وہ اب پُرانا ہو گیا ہے اب پھر از سر نو عنایت کریگا صاحب قران اکبر خوب ہنسے اور فرمایا او شقی وہ خانہ جادو کون تیرا تھا جسنے تیرے لیے یہ سب اسباب سحر مہیا کیے تھے تمام حقیقت گذشتہ بیان فرمائی جمشید کا یہ سنکے بند بند کانپنے لگا اور کہا یہ خبر کسنے

کہی یہ تو ہمارے رازداروں نے کہا ہی صاحب قران اکبر نے فرمایا ان معاملات سے ہمکو مقربان بارگاہ صمدیت نے مطلع کیا اس عرصے مین یعقوب حرانی قفس جادو لیے ہوئے نمودار ہوا اور کہا او جمشید دیکھ اور پہچان یہ تیرا باپ خانہ ہی یا کوئی اور ہی جمشید نے دیکھا ایک ابابیل پنجرے مین نہاں ہی حیران ہوکے کہا یہ کھیل کی صحبت ہی یا میدان جنگ اس مسخرگی سے یعقوب کو کیا حاصل ہوگا صاحب قران اکبر نے فرمایا یعقوب تیرا بہنوئی ہی تم دونون سالے بہنوئی کے درمیان مین کوئی کیا دخل دے تو جان یا اُس سے دریافت کر جمشید کی یعقوب سے جان نکلتی تھی اس معاملہ کو کیا پوچھتا یعقوب حرانی نے کہا ای جمشید افسوس تو نے اپنے خداوند کو نہ پہچانا او نامعقول یہ وہی ہی جسے تو نے بارہا سجدہ کیا ہی اب کیون سجدہ نہین کرتا جمشید نے یعقوب حرانی کی بات سنکے کچھ خیال بھی نہ کیا صاحبقران اکبر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے شاہزادہ مغرب مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک معرکہ جنگ یکسو نہ کرونگا تم سے دست بردار نہو نگا۔ صاحب قران اکبر نے فرمایا مین بھی جناب الٰہی سے امیدوار ہون کہ ایک دن مین مقدمات رزم فیصل ہون جمشید نے کہا اچھا پھر کسطرح آج میدان داری ہوگی صاحبقران اکبر نے فرمایا جسطرح تجھے منظور ہو جمشید بولا مین چاہتا ہون کہ ابتدا نیزہ بازی سے ہو بعد اسکے کشتی وغیرہ ہو جب اس سے مراد و مقصود حاصل نہو تو پھر جنگ عمود سے ہو صاحب قران اکبر نے فرمایا یہ سب ہمنے قبول کیا جمشید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور نیزہ خطی ہاتھ مین لیلیا اور لڑائی پر آمادہ ہوگیا شہریار فلک وقار بقوت صاحبقرانی قادر اس امر پر تھا کہ اپنے نیزے کو حرکت نہ دے اور نیزہ حریف چھین لے لیکن فقط اظہار فنون نیزہ بازی کے واسطے نیزہ بازی شروع کی اور نیزون کی تانین چلنے لگین۔ نظم

ہر دو درا بروان خم افگندند | نیزہ در نیزہ ہم برافگندند
ہر دو را آتش از سنان می جست | ہر چہ آن میکشاد این می بست

آخر جب بیس تانین رد و بدل ہوئین صاحب قران اکبر نے نیزے پر نیزے کی ڈانڈ اس ہنر سے نکالی کہ مثل تیر شہاب نیزہ دست جمشید سے ہوائی ہوگیا گیدی نہایت منفعل ہوا اور دلاوران اسلام نادانی پر اس کافر کے خوب ہنسے اور کہتے تھے عجب خر نا مشخص ہی جس سے ترک فلک نیزہ بازی نہین کر سکتا اس سے یہ نامعقول نیزہ بازی کرنے آیا ہی یعقوب حرانی نے کہا ای جمشید ایسے خداوند پر لعنت ہی کہ نیزہ قائم نہ رکھ سکا پہچانے اسکا کچھ جواب نہ دیا لیکن بیغیرتی سے بولا سحر ہی کہ یعقوب حرانی کے ہاتھ مین ہی جسکی تاثیر سے ایسا جلد تو مجھپر غالب ہوا صاحب قران اکبر نے وار مین تلوار کے زخمی ہوگیا ہی کی حقیقت عنقریب تجھپر ظاہر ہوئی جاتی ہے گیدی یہ تیرا امر لغو وہی افسون گر ہی میرے لیے ایسے او برگشتہ بخت میرے بھائی شاہزادے کی اب قدرت سحر و افسون قدرت قادر لم یزل سے زائل ہوگئی اب تم دونون جہنم واصل الغرض دونون پہلوانون مین اسیطرح ہاتون کی طرف توجہ نہ کی اور شمشیر آبدار مانند تختۂ دوکان عطار نیام سے کھینچی صاحبقران کردیا ضربہاے عمود مین برابر رہے لیکن اُنمین باقی ہے سپر پر اسکی پناہ ممکن نہین ہی تیغ جہان کشا جو طلسم سبع سباع سر و خود کاٹتی ہوئی سینۂ نابکار تک اُتر آئی تلوار کی ضرب اس تلوار کی باڑھ پر روکی تلوار جمشید کی کر گئی اور صاحبقران

نابکار کو مطلق صدمہ نہ پہونچا دو ساعت تک یونہین تیغ بازی رہی صاحبقران اکبر اپنی تلوار پر ضرب روکتے تھے ہر دفعہ وہ تلوار جا بجا کٹ جاتی تھی یہانتک کہ تلوار اسکی آدھی ہو گئی جمشید نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا افسوس ایسی تلوار میری نصیب مین نہ تھی قصہ کوتاہ جمشید نے یہ کہکے وہ تلوار ہاتھ سے پھینکدی دلاوران اسلام اس حرکت پر جمشید کی خوب ہنسے جمشید حیرت زدہ ہوا اُسوقت لیقوب سحرانی نے ابابیل کو پنجرے سے نکالا اور ہاتھ پر بٹھایا جادو اگرچہ اُسوقت بصورت جانور تھا مگر زبان کھلی تھی چِلّایا کہ میری تلوار دی ہوئی آری ہو گئی اور جمشید نے پھینکدی گیدی نے ایک آہ کی اور اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور چلایا ای جمشید خوف نکر لڑے جا یہانتک کہ کشتہ ہو یا حریف پر غالب ہی آئے ابلیس اگر تجھے ہلاک کرائیگا تیرا مرتبہ اپنی خدمت مین زیادہ کریگا اور اپنا مقرب بنائیگا مین خداوند ابلیس کی خدمت مین جانا چاہتا ہون تیرا انتظار کرونگا اگر دشمن پر ظفریاب ہوا بہتر نہین یقین جان کہ تجھسے زیادہ کوئی مصاحب خاص اور مقرب ابلیس نہوگا اور ابلیس پرستی کے سوا تمام عالم مین کوئی دین اچھا نہین ہے ان باتون نے جمشید کے دل مین اثر کیا اگرچہ اسنے نہ پہچانا تاہم گویا مردہ ہو گیا خنازمنکوس کی بات کو سمجھ گیا اسے یقین کامل ہو گیا کہ خناز جادو گرفتار ہو گیا اور اغلب ہے کہ یہی جانور ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ابلیس ایک جوان جمیل بنکے آیا تھا خنازمنکوس سے کلام کیے پھر جمشید کو بھی بہکایا اسی سبب سے اس حرام زادے نے گریبان صاحبقران اکبر مین ہاتھ ڈال دیا اور کشتی لڑنے کا ارادہ کیا بقول راوی جمشید مین اسقدر قوت تھی کہ تین شبانہ روز صاحب قران گردون احتشام سے لڑا جھٹے روز اپنے دل مین سمجھ گیا کہ اب بہت جلد اسیر پنجۂ قضا ہو جاؤنگا دست بردار ہوا بولا ای شاہزادہ سعد الدین آفرین وصد آفرین اُس شیر پر جو تمنے نوش فرمایا ہے مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری قوت لاانتہا ہے یہ فلک دو آرکبھی اگر تمسے کشتی لڑے تو ممکن نہین کہ بازی لیجاے بہرحال یہ جنگ عمودانی ہے لیکن ایک شرط ہے پہلے تم سات گرز مجھ پے در پے لگاؤ یا مین تمپر لگاؤن اسمین بھی اگر مراد حاصل نہ ہوگی تو پھر از سر نو جنگ شروع کرونگا یہ بات حرامزادے نے اسواسطے کہی تھی کہ جانتا تھا سلیمان بیشتر عمود کی لڑائی مین نہین کرتے اس صورت مین مین سات گرز ماروںگا مگر صاحب قران اکبر نے براہ کرم و نوازش جبلی اُسکے التماس کو قبول فرمایا اور کہا خیر کیا مضائقہ ہے اول تو حربہ ہمارے عمود کو تمام کر پھر سفر جہنم ہو جمشید نے کہا اس صورت مین آج کا دن اور ایک رات آرام بھی کرنا ضرور ہے کیونکہ مین شب و روز کی لڑائی مین تھک گیا ہون صاحب قران اکبر نے فرمایا جب عہد و پیمان ہو گیا تو مناسب نہین کہ مقدمہ بغیر یکسو کیے آرام کرون جمشید نے کہا اگر بارگاہ مین جانے کی اجازت نہو تو فرمایئے یہین خیمہ مین چلا جاؤن اور آرام کرون اُس شہریار گردون وقار نے فرمایا اچھا یہی سہی کہنا منظور کیا اور آپ بھی ایک خیمہ مختصر مین ایک شب و روز عبادت پروردگار بجا لائے اور سلاطین عالی وقار و اُمرا سے نامدار سے گرم صحبت رہے جمشید ملعون نطفۂ شیطان اپنے خیمہ مین اپنی بیکسی پر رویا ؎

روز دیگر کین جہان پُر غرور | یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ترک روز آمد بان زرین سپر | ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر

غرضکہ جمشید پلید و صاحبقران اکبر دونو ہاتھ گرزان سر پر لیے مقابل ہوئے مگر خیار منکوس منحوس نے اس رات کو
ایک خواب پریشان دیکھا یعنی جمشید پلید خاک معرکہ مین غلطان ایسا ہی کہ اعضا اور خاک مین مطلق تمیز نہین ہوتی یکایک
بدن مین آگ لگ گئی ایسا ڈرا اور اسقدر کانپا کہ آنکھ کھل گئی جان بدن مین باقی نہ تھی خواک غلام محرم راز تھا بلایا اور
کہا اے فرزند انجام بد نظر آتا ہے اگر کوئی جائے پناہ ہو تو مجھے جلد بتا کہ بروقت ضرورت مین وہان جا چھپون خدا پرست
جمشید سے زیادہ میرے دشمن ہین انکے ہاتھ سے کسی طرح رہائی ممکن نہین جمشید میرے گمان مین اب میدان رزم سے
زندہ و سلامت پھرتا معلوم نہین ہوتا خیر وہ فرساق جہنم مین جائے مجھے اپنی زندگی غنیمت ہے عجب نہین ہے کہ عیاران اسلام
ابھی سے میری فکر و تلاش مین ہون جمشید قتل ہوا اور میری اجل آگئی لہذا تو ابھی سے کوئی گوشہ تنہائی میرے لیے تجویز
کر دے کہ مین وہان جا کر پوشیدہ ہو رہون جب یہ فتنہ و فساد فرو ہو جائیگا اور عیار میری تلاش کرکے تھک جائینگے تو پھر مین
اس جگہ سے نکل کے مصر کی راہ لونگا کہ اب بالکل محمدیون کا زمانہ نظر آتا ہے نہین معلوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کس طالع زبردست مین متولد ہوئے تھے کہ روز بروز انکا دین ترقی کرتا جاتا ہے خواک بولا خداوند مصر تو آپ کا جانا
نہایت ہی مشکل ہے کہ محمدیون کی فوج نے سب راہین بند کر دی ہین کوئی راہ سے بھاگ نہین سکتا خیار منکوس
نے خواک کا منھ چوم لیا اور کہا جسطرح سے ممکن ہو یہ کام ضرور کر کہ واجب و لازم ہے خواک رخصت ہو کر واسطے
تجسس جائے امن کے روانہ ہوا یہان ایک اور بدآئین نامے غلام موجود تھا اور غلام و آقا کی گفتگو سن رہا تھا
اسکی توفیق اسوقت رفیق ہوئی بجائے خود یہ امر مقرر کیا کہ اگر ایسا معاملہ درپیش ہوا تو مین دین شاہزادہ معز الدین
کا ضرور اختیار کر لونگا اور ابو حاکم و بکران خارجی و نصروان ربعی و اشتوط دیلمی و لقیموس فرنگی کے پاس گیا
شجاشی بیلین وغیرہ کو جمع کیا اور کہا اے یارو آج کل محمدیون کا ستارہ اوج پر ہے اور انکے طالع نہایت ہی زبردست
معلوم ہوتے ہین یہ جنگ بھی اب آخری ہے اگر کوئی مقدمہ نو عد بگڑ ہوا تو تم کیا کروگے بکران خارجی نے کہا جبتک
جان بدن مین ہے ہم سعی و کوشش سے غافل نہ رہونگا یہی عہد بہ عہد وہ سب نے کئے اور کہا علاوہ اسکے کچھ ابھی مقرر کی
تو نہین ہے ابو حاکم نے کہا آفرین و صد آفرین ہے اور تمھاری مردانگی پر تم سے یہی توقع ہے مگر یہ تو کہو کہ اگر بجنت جمشید و اتر کون
ہوا پھر کیونکر معز الدین سے پیش پاؤ گے بعض نے کہا ہم بھی لڑ کے مر جائینگے یا مارینگے ابو حاکم نے کہا یہ رائے تمھاری
نہایت سست ہے ہم پسند نہین کرتے کس واسطے کہ ہمارا ایک پہلوان نامی و گرامی سے جمشید پھر فوج شہزور و قوی تر اگر
کوئی اسکی زور و قوت کو نہین پہونچ سکتا سب نے کہا بیشک اسمین کلام نہین ہے کہ جب اس مردود سے کچھ معز الدین
کے واسطے نہو سکا تو اور کسی کی کیا مجال ہے جو معز الدین سے مقابلہ کریگا اور زحمت جنگ اٹھائیگا شدید بن شداد اور
امیر محمد وغیرہ تمھاری سب کی کھال کھینچ لینگے یہ سنکے سب پر خوف غالب ہوا اور کہا خوب آپ نے فرمایا واقعی امر یہی ہے
اب نہایت سخت و دشوار معاملہ پیش ہے پھر سب بولے آخر کیا کیا جائے ابو حاکم نے کہا بجز اسکے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ جب یا

دیکھو جمشید تہ تیغ ہوا تم سب اتفاق کر کے ایک مرتبہ تلواریں کھینچ کھینچ کے معز الدین پر جا پڑو اور بے تحاشا مارنا شروع کرو دو اس تدبیر سے شاید وہ شیر میدان دلاوری زمین سے آسمان پر گئے ورنہ سب کی اجل غالبًا دامنگیر ہے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے اور مناسب وقت یہی ہے جب اس نطفۂ حرام نے یہ مشورہ سب کو دیا سب نے قبول کیا اور کہا ہم سب وقت کا انتظار کر رہے ہیں

قتل ہونا جمشید پلید کا صاحبقران کے ہاتھ سے

آب راویان اخبار و ناقلان صداقت آثار معاملہ رزم پیکار میں اسطرح قلم فرسائی کرتے ہیں کہ جب جمشید پلید صاحب قران اکبر پر بتائید رب مجید کسی حربے سے غالب نہو سکا اس عمود سحر کو جس سے پہلے حملہ آور ہوا تھا اٹھایا اور بولا کہ شاہزادہ مغرب زمین اپنے جد امجد کا کلمہ زبان پر جاری کر کے سفر آخرت پر کمر ہمت باندھو کہ یہ آخری عمود ہے اور موافق عہد کے ساتویں بار مع اثر تمہارے سر پر لگاؤں گا مجھ کو اس بات کا یقین واثق ہے کہ تم زمین میں ماہی تک فورًا پہونچ جاؤ گے تمہارے لیے قبر کی بھی احتیاج نہو گی اور گوشت و پوست و استخوان سب سرمہ ہو کر نیست و نابود ہو جاینگے صاحب قران اکبر نے فرمایا ای گبر مغرور بیہودہ گو ہرزہ دراز زبان بہ بند دیا دو بلشا دیکھ کلمہ طیبہ ہزار بار پڑھتا ہوں کہ ہمیشہ میرے دل میں اور زبان پر ہے مگر تو جو کچھ بیان کرتا ہے وہ سب تیرا مال ہونے والا ہے القصہ جمشید پلید نے پہلی قوت تمام عمود سحر صاحب قران اکبر کے فرق مبارک پر مارا تھا جادو بولا کہ جمشید جسقدر زور ہو سب صرف کر اور گرز کو زور سے لگا شاید ظفر یاب ہو میرا عمل سحر برطرف نہیں ہوا اگرچہ بابل شاہ ہوا ہوں اور دست دشمن میں اسیر ہوں اور بالفعل سحر خوانی کی بھی قدرت نہیں رکھتا لیکن جو کچھ کر رکھا ہے ضائع نہیں ہوگا جمشید کو اس کلام سے بڑی تقویت حاصل ہوئی اور وہی کیا صاحب قران اکبر نے اُسے عمود ستم دستان پر جس پر شاہ سر الحق نے دفع سحر کے لیے آیات قرآنی سرتاسر منقش کیے تھے اور دست حق پرست میں تھا روکا گرز پر گرز آیا گویا کوہ البرز کوہ بیستون پر گرا تمام کوہستان و جبل اعلی میں زلزلہ پڑ گیا اگرچہ دست و بازوے صاحب قران اکبر کو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچا مگر مرکب کے چاروں ہاتھ پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین وہی زمین مسحور تھی جو اس کافر نے واسطے جنگ کے طلسم بندی کی تھی —
صاحب قران اکبر ہر چند اُس زمین کے حال سے واقف تھے لیکن اتمام حجت کے لیے قبول فرمایا الحاصل جب مرکب جہاں پیما کے دست و پا شدت ضرب سے غرق ہوئے فورًا اک تتق گرد نمایاں ہوا جمشید پلید نے لاف زنی شروع کی عنداز جادو بھی بہت خوش ہوا مگر صاحب قران اکبر والا شان بلند مکان مرکب پر سوار پاشنہ کوب جسطرح نہنگ دریا سے قہار سے ابھرتا ہے اپنی قوت سے نکلے ابوالحسن جوہر و کیقوب حرانی و نہنگ مصری لشکر سے ہمراہ لیے ہوئے کھڑے تھے پانی کے چھینٹے دیے وہ گرد برطرف ہوئی جمشید کو لاف زنی سے باز رکھا گیدی پہلے تو حیران ہوا بعدہ پھر دوسری بار اول سے زیادہ زور کیا ۱۶۱

اور گرز مارا پھر گھوڑا زمین مین غرق ہوگیا اشارہ عمبر سے دفعۃً مثل برق چابک کے ابھرا فرمایا بخش اے گبھر مغرور دا کہ مزخرف مردود کو ازدہا کو لپیٹ کر دی شعر

جانے ولیکن بیار اے مرد کہ بر پکر ور زور
بس ہمین دم از سرش بیرون دود ملک وجود

جمشید نے تیسرا گرز مارا ابکی دفعہ بھی گھوڑا محفوظ رہا اگر اسپ طلسمی نہوتا سو مرتبہ کو کر غوطے جاتی مگر اب جمشید کا کمر جھکا گیا کہین پھر تو اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہوگیا ابلیس پھر سامنے آیا اور کلمات مسرت آمیز کہے اور چلا گیا اسکے بعد چار گرز اور لگائے لیکن وہ قوت کہان کیبدی خود ہی تھک گیا غرض ساتون ضربین تمام ہوگئین جمشید بلید نے کہا اے معز الدین آج سے مجھے معاف کر کل پھر تجھ سے لڑونگا آفرین صد آفرین شیرنیون کا دودھ پیا ہے جیا ہوا ہون تمام عالم مین تیرے سوا کوئی میرا ہمسر نہین رہے یار زندہ و صحبت باقی پھر لڑینگے صاحبقران اکبر اسکی بیحیائی پر خوب ہنسے اور کہا اے دیکھا تیری خاطر سے چار ضربین مین نے تجھ کو معاف کین فقط تین ضربین لگاؤنگا اگر ان ضربون مین تو بچگیا تو پھر اور طرح سے طریقہ جنگ و جدال مقرر کیا جائیگا۔ مصرعہ

زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن

آخر جمشید ناچار ہوگیا لیکن اصل امر یہ تھا کہ جان باقی نہ تھی عمود کو سر کی پناہ کیا صاحبقران اکبر نے اتمام حجت کے لیے تین بار قبول اسلام کی ہدایت کی مگر چونکہ ابلیس پر تلبیس مایۂ فتنہ و فساد دم بدم گمراہ کرتا تھا کیبدی نے قبول نہ کیا اور بکمال غرور سے بولا مجھے تم نے کیا تصور کیا ہے کہ ہر دفع خوف دلاتے ہو مین جو کچھ تمہین سمجھتا ہون وہ سمجھتا ہون صاحبقران اکبر کو معلوم ہوگیا کہ یہ مردود شقیین مردود دون مین سے ہے کہ جنکا حال خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ سے مطابق ہے بلکہ اس ہیمۂ جہنم نے اسوقت ابلیس کے بہکانے سے سخنان نامناسب دین اسلام و اہل اسلام کے حق مین کہے صاحبقران اکبر پر غضب طاری ہوا عمود رستم اراسپ پر سے آٹھایا یعقوب حرانی جو ابابیل کو ہاتھ پر لیے بیٹھا دکھا رہا تھا بولا اے جمشید مردود آخر تو دوزخ مین جاتا ہے یہ تماشا بھی دیکھتا جا یہ کہکے ابابیل کی زبان کاٹی اور وہ رشتہ جسمین بندھا تھا کھینچ لیا طوفان عظیم اٹھا ایک ساعت کامل ابابیل کی صورت زمین پر لوٹتا رہا اور پھر صورت اصلی کی طرف رجوع کی طوفان رفت ہوا ختا زجادو بصورت اصلی زمین پر پڑا تھا جمشید نے جو اسے اس حال خراب سے دیکھا ایک آہ دل پر درد سے کی لیکن چارہ ہی کیا تھا۔

بدست شہنشہ سپہ گرز بود
کہ گرز آن کوہ البرز بود

ستوہیدہ آنجا بزور رکاب
بزد بر سر آن علیہ العذاب

بضربی کہ مغفر بسر شد شوستان
سرش را بگردن عیان شد مکان

شد این ہر سہ را سینہ اش جایگاہ — گمر از میان رفت صد بیل راہ
زجان پلیدش چہ گویم سخن — بد وزخ در آمد بر آمد ز تن

پہلی ہی ضرب میں گیدی کی ہڈیاں سرمہ ہوئیں خنازجادو آہ واویلا کرتا لاش جمشید پلید پر گرا آخر صاحبقران اکبر کے اشارے سے یعقوب حرافی نے اُسے بھی فی النار کیا غلغلہ شادی زمین سے آسمان تک پہونچا سب لوگ کہتے تھے کیا خوب ہوا کہ ایسا دشمن خدا اور ایسا لعین رجیم جو کہ ہمسر بلکہ شیطان مجسم تھا دنیا سے راہی ملک عدم ہو گیا ۔

چو شہ گرز بر فرق بدخواہ زد — قضا بوسہ بر دست آن شاہ زد
کہ باد آفرینہا برین دست پاک — کزان دشمن حق در آمد بخاک
بود رحمت حق بر آن شہریار — بروباد صد لعنت کردگار

صاحبقران اکبر نے وقت قتل جمشید مردود صدائیں مختلف تحسین و آفرین کی سنیں کہ اوج ہوا سے آتی تھیں جب فارغ ہوے اور آنکہ اُٹھائی ایک تخت ہوا پر دیکھا کہ اُسپر کئی شخص بیٹھے ہوے ہیں ۔

میدان جنگ میں صاحبقران اکبر فلک قدر کا گرز رستم دستان سے جمشید پلید کو قتل کرنا اور خنازجادو کا زمین پر غم جمشید پلید میں تڑپنا



کہ دیکھے ہیں آفرین ای شہریار نصرت قرین ماشاء اللہ کیا ضرب دست تھی ضرب ید اللہی آنکھوں میں بھ زیادہ زور کیا

صاحبقران اکبر نے جو نظر غور سے دیکھا اُستاد عالی نژاد و معلم الناس حکیم قطاس ہین اور شاگرد انکے یعنی حکیم ابو الحسن و حکیم آتش بیان اور حکیم عبقر طوس بھی سبھی خدمت مین حاضر ہین تا اینکہ وہ شکفت اثر اِ حکیم بزرگ نے دست صاحبقران اکبر پر بوسہ دیا لیکن اسکی کچھ نہ سنی پر بیٹھے اور غائب ہوگئے مگر جب کافران لعین و ملحدان بیدین نے نقش اس سحر جادو اہل نار کی خاک دونون مین ملی دیکھی موافق قرار داد و دستور کا بو جاکم پلید سب ایک مرتبہ تیر و نیزہ و شمشیر لیے صاحبقران اکبر پر حملہ آور ہوئے اور اس شہریار کو مانند نگین انگشتر گھیر لیا۔ مگر ان شاہ خارجی نصرون سارہ یہی پہلوانی مین وہ تاب مقابلے مین کسی کا وجود نہ جانتے تھے تیغین برہنہ کیے پہونچے صاحبقران اکبر پر حملے کرنے لگے وہ شہریار نامدار سب طرف سے خبردار و ہوشیار رکھا انکی تلوارون کو نظر مین تول کے دست حق پرست بڑھایا اور دو دو کے ہاتھ دست لیے اور جھٹکائین دیکر تلوارین ہاتھون سے گرا دین کمربندون مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اُٹھا لیا ایک کو زمین پر پٹکا دوسرے کو امیر یار العقوب حرانی نے نہنگ مصری کو اشارہ کیا کہ باندھ لو ان نابکارون کو اسنے دست بستہ باندھا اور سرہنگون کو حوالے کیا اس عرصہ مین سو تلوارون کے قریب جسم شریف پر پڑ گئین لیکن زرہ مشتقالی کے سبب سے بال برابر بھی نہ کاٹا بلکہ تلوارین خود کر گئین اور صاحبقران اکبر نے شمشیر صاعقہ سکندری نیام انتقام سے کھینچی گویا اژدہا غار سے نکلا اور مجمع کفار مین جا پڑے تیغ بے دریغ نے ہزارون کو واصل جہنم کیا کبھی تلوار میان مین کی گرز گران سنگ ہاتھ مین لیا اور دو دستی اُن ملعونون کی سر و گردن پر مانند آہنگر مارنا شروع کی کبھی نیزے سے دو دو تین تین کو اُٹھا یا زمین پر پٹک دیا کہ ہمین سے کسی نے سانس نہ لی الغرض کہ

بروز نبرد آن یل ارجمند یلان را سر و سینہ و پا و دست		بشمشیر و خنجر بگرز و کمند بہرجا کہ شمشیر او کار کرد		برید و درید و شکست و ببست یکی را دو کرد و دو را چار کرد
	مگر تیغ او آیت سجدہ بود		کہ بود دستش سرِ سرکشان در سجود	

دم بھر مین دو سو کافران زبردست و پہلوانان جمشید پرست جو کہ دعوے پہلوانی رکھتے تھے خاک و خون مین ملا دے اور ادھر دلاوران اسلام و غازیان شمشیرزن و تہمتنان شیرافگن و کوہ شکن یعنی امیر محمد و امیر سیف الدین و امیر بہاء الدین و امیر جلال الدین و امیر خلیل الدین و امیر سلطان و امیر یوسف و امیر شجاع وغیرہ کہ ہر ایک سر شجاعت و ہنر پیشہ جلادت تھا اللہ اکبر کہتے ہوئے گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے اُن کافران بے ایمان مین درآئے الامان قیامت تازہ آشکار تھی موت کو مہلت نہ ملتی تھی چشم زدن مین یہ پرا خالی وہ صف نمارد ہلے کے سپاہ ہار کر دیے

قطعہ

شیر پسا سے		ز جسم پہلوانان سر فشاندند بجسم بزدلان افتادہ جان سوز		سنان شعلۂ آتش برافروخت

اس طرف سے کفار نابکار بھی کوشش و کشش سے دم بھر قرار نہ لیتے تھے مانند غوکان صحرائی کے پے در پے حملے کرتے تھے۔ نظم

ہر اک کافرست تھا فیل تن ❊ لیے ہاتھ مین تیغ و تیر و تبر
سوا حد سے اسوقت بیداد تھی ❊ عجب شور تھا طرفہ روداد تھی
چکا چاک شمشیر و شنشاب تیر ❊ صدا اسے دف و جنگ و بوق و نفیر
ابھی طاقت حرب دشمن مین تھی ❊ جو دیکھا حیا اسکے تن مین تھی
کہا ایک نے گیر اور اک نے ہان ❊ فلک تک رسا تھی فغان یلان
سوارون کا وہ شور وہ غلغلہ ❊ زمین و زمان مین ہوا زلزلہ
اٹھایا سمند صبا تک جو سر ❊ پرے کے پرے کر دیے خون مین تر
زمین پر گرایا ہر اک کوہ تن ❊ وہین اسپ دوڑا دیا کر گدن

القصہ زیر جبل اعلے ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ یاد و شاید ایسی جنگ چشم فلک سے کبھی باین گردش لیل و نہار نہ گذری ہوگی امیر محمد اشبوط دیلمی کے پاس پہونچ گیا دیکھا کہ وہ بھی مدتون کا بخار دل کا نکال رہا ہی گرز قوی ہیکل تھا تیغ صد منی ہاتھ مین کھینچے ہوے اہل اسلام پر بیداد کر رہا ہی امیر محمد بادو قیر نے کہا باقی او کافر بے دین خبردار مین اپنی تیرا آپہونچا اشبوط دیلمی امیر محمد سے جلا ہوا تھا مطلق نہ ڈرا بولا ای محمدی آ تیرے ہی ہاتھ سے دل دا غدار ہی یہ کہکے تیغ کا مارا امیر نے رد کیا صاحب قران اکبر کا حکم تھا کہ ان دو چار کو زندہ گرفتار کرنا چاہیے امیر نے گریبان مین اس نابکار کے ہاتھ ڈال دیا چار ساعت کی کشش و کوشش مین صدر زین سے اٹھا لیا اور حوالہ عیاران لشکر کر دیا انھون نے اسے مقید بہ زنجیر و طوق آہنی کیا بکران شاہ خارجی و نصرون شاہ ساتھ اسیر ہوے بکران نے کہا ای اشبوط یار یزید و مروان نے تجھے بہت جلد ہمارے پاس پہونچا دیا کہ تجھ سے مردک کے طعنون سے نجات پائی اشبوط دیلمی نے کہا مین خداوند دیلم کا شکر کرتا ہون کہ تمھارے بعد گرفتار ہوا بکران بولا ہمین معزالدین نے زیر کیا اور تجھے اسکے نوکر امیر محمد نے دستگیر کیا اشبوط بولا تم دونون ایکبار پکڑے گئے اور مین اکیلا تھا نگہبانان محبس انکی بے وقوفی اور بیہودہ گوئی پر ہنستے تھے ادھر اسی طرح جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کلہ مینار بیشمار ترتیب دے تھے اور لاشون سے تمام صحراے پر تھا اور جوے خون کوہ ہامون مین روان تھی داخل نہر سیحون ہوگئی جبل اعلے کے گرد بہ رہی تھی شکست طلسم سبب ہوا اسکے بعد صاحب قران اکبر کو معلوم ہوگا اس دار و گیر مین القیموس زنگی امیر سیف الدین مجاہد الدین سے دوچار ہوا اس نابکار نے دیکھا یہ گبرنا ہنجار طرفہ بیداد کر رہا ہی غلغلہ ولولہ در لشکر اسلام پر فاتحہ ہوے ہونگے امیر زادے نے آواز دی باش ای حرام زادے بیداد کر ٹھہر تیرا حریف میدان مین

ارجم شہادت القیموس زنگی

نے وہی شمشیر خون چکان امیر سیف الدین بدنگائی ابن بہادر نے وار شش نا بکار کارد کرکے اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے
صدر زین سے اٹھا لیا اور گرد سر کے چکر دیا بعد اسکے جولان اندلسی کے حوالہ کیا امیر معظم الدین نے سلحشور مصری کو
مارکے گرفتار کیا امیر شجاع الدین نے بہرام مصری کے دو حصے کیے صمصام و سیفال کو باندھا امیر خلیل الدین
نے ہیدقال مصری کو قتل کیا

صاحبقران اکبر اور شاہان جمشید پرست سے بعد قتل جمشید باہم محاربہ و مجادلہ ہونا



اور امیر خلیل الدین نے سات پہلوان سقلابیہ کے امیر جلیل امیر سلطان نے ساقول دمشقی و اقوال دمشقی کو مارا
اور دس دس نفر اسیر کیے سیخ بن سجعان نے شدید بن شداد سے مقیرانہ جنگ کی کہ شداد بیہ نے ماثلہ کیا اس
پارہ پارہ کیا اور دو حصہ کرکے پھینکدیا قلیموس فرنگی کہ یہ بزرگ قوم تھا اور بہزاد ہا حیلہ و مکر جانتا تھا لیکن
صاحبقران اکبر کے ہاتھ میں اسیر ہو گیا امیر ہاشم امیر حمزہ امیر معصوم الدین امیر عبداللہ نے ابو جاس تر سول
منقوس سیقوش کو جہنم واصل کیا اب صاحبقران اکبر شاہ صراقش کے اشارے سے ایک بلندی پر بالا سے قبل کا

کھڑے ہوئے اور اپنے شیروں کی لڑائی اور بہادری کا تماشا دیکھ رہے تھے اور ایک دوربین کے ذریعہ سے
ہر ایک لشکری و لشکر کو ملاحظہ فرما رہے تھے پہلوانان کفار کی کوششین اور اپنے دلاوروں کو جراتین دکھا رہے
تھے کہ اگر کوئی کافر دیر آگیا تو ملازمان صاحب قران اکبر قبول اسلام کو کہتے تھے اگر وہ قبول کرتا تھا امان ملتی تھی
اور اگر بمقتضاے شقاوت انکار کرتا تو صاحبقران اکبر ایک تیر جان گیر سے اسکی مہمانی فرماتے تھے گر گر قتل
ہوتے تھے اور بہت دولت اسلام سے بہرہ مند ہوتے تھے چنانچہ ایک لاکھ بیس ہزار سوار لشکر کفار کے دائرہ اسلام
مین آئے مانند ابطال زنگی خالو زنگا وہ زنگاری پوشش کا کہ بخاشی سے دوچار ہوا دیکھا بڑی جرأت کرتا ہی قول عاشق
ہو کہ جب چراغ بجھنے لگتا ہی تو روشنی زیادہ ہوتی ہی قصہ مختصر دونون مین باہم جنگ ہوئی چند ساعت مین ابطال زنگی
نے بفضل ایزد متعال اسے باندھا زندان شاہی مین بھیجدیا اور یہ ضابطہ تھا کہ اسیر پہلے صاحبقران کی خدمت مین
جاتا تھا ایسہ حسب الحکم قضا توام قید کیا جاتا تھا اسی دستور سے سمعاج اژدر در اور قیفاج اژدہا خوار عاشق سے
مقابل ہوا الغرض موافق مصلحت یزدانی بہشت عنبر سرشت حضرت نصیب مین تھی وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے
سمعاج مشتعل قہر الٰہی آسمان مردود ازلی تک پہونچ گیا اور کہا باش او پہلوان اہل گرفتہ دیکھ ملک الموت تیرے سر پر
آ پہونچا بس اب ہاتھ پاؤن کو کیون تکلیف دیتا ہی یہ گیدی سمعاج کو دبستان شجاعت کا طفل ابجد خوان جانتا تھا
بولا ای سمعاج یہ کیا تیرے دل مین آیا کہ تو پیغمبر و حلیم سے پھر گیا سمعاج نے کہا اسلیے کہ قیفاج جنگ کا نتیجہ جو تونے دیکھا
تجھے پہلے ہی سے معلوم تھا قیفاج نہایت منفعل ہوا اور لڑنے پر آمادہ ہو گیا اکثر ضربون مین برابر رہے آخرکار جو روز تم
اہل اسلام تھا سمعاج پر آفرین و تحسین کی اسلیے کہ دلاوری و زورمندی قیفاج سے واقف تھے لیکن ابو حاکم حرامزادہ
و بدبخت شقی جسطرح ہو سکا ابو عامر تک پہونچ گیا ابو عامر زبرجلی اعلےٰ بلندی پر بالاے تخت شاہی بیٹھا ہوا تھا دو تین بار
بادری ابدہ روس نے کہلا بھیجا کہ آپ چلے آئیے صاحب قران اکبر گردون نشان کی فتح ہو چکی میدان مین جانے سے کیا
فائدہ ابو عامر نے نہ مانا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ابو حاکم بھی آ پہونچا آتے ہی تلوار کھینچ کے پیچھے گیا اور زور سے اکٹھا لگایا
کرتا ہو وار آئی دستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر خون کی چادر پشت پر آئی فوارہ کی طرح لہو جاری تھا ابو عامر نے ایک آہ
جگر خراش کی اور کہا حیف کہ معانقہ جشن عروسی نور چشمی شمسہ تاجدار سے آنکھیں روشن نہ ہوئیں اور جہان سے کوچ
کا پیغام آگیا یہ زخم چونکہ کاری تھا بیہوش ہو گیا ابو حاکم چلتا ہوا ناگاہ ابو المحسن جوہر سے سامنا ہو گیا آواز دی کہ ار
او حرامزادے دغا شعار و مکار یہ کیا کیا تو نے او نامرد جلد حملہ کر ابو حاکم خوف جوہر سے کانپ گیا حیلہ کرنے لگا اور کہا کہ
ابو المحسن جوہر مین بادشاہ اور پہلوان اور تو عیار میرے اور تیرے لڑائی کیا معز الدین کے دستور سے خلاف ہی مین
کھڑا ہون تو جا کسی پہلوان کو لا آج سب برادران فوج دیکھ رہے ہین کہ مین امیر محمد سے کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون
ابو المحسن جوہر نے کہا باش او بدبخت ملعون و مردود کیا بیہودہ بکتا ہی بادشاہان عالی شان سے اپنے کو نسبت دیتا ہے

تجھ ایسے سگان خارشتی بہت دیکھے ہین ہزبلونیر پھراکرتے ہین او گیدی مین تجھ ایسے سو پہلوان کو چشم زدن مین بزور پہلوانی و توفیق یزدانی باندھ سکتا ہون۔ القصہ ابو خاکم نے دیکھا کہ اب اپنے گلو خلاصی مشکل ہے اور عجب نہین کہ اسی حیلہ سے اجل قریب ہو بس یہ دل مین تصور کرکے بے اختیار دو تین تلوارین مارین مگر جوہر کے آگے کیا حقیقت تھی وہ سب دفع کین اور نیمچۂ آتش بار اس کافر اکفر کے سر نحس پر مارا کہ کمر تک شگاف ہو گیا اور اسیوقت جہنم کیطرف روانہ ہوا شعر

	زجان حسودان جہان پاک بہ	دہانش پر از خاک و خاشاک بہ	

ابو الحسن جوہر نے اس جہنمی کا لاشہ پادری ابدروس کے پاس بھیجا کہ جس طرح آپ کی رائے ہو اسکے ساتھ پیش آیئے پادری ابدروس نے ارشاد فرمایا کہ دفن ہو جائے اور ابو عامر کے زخم پر مرہم رکھا مگر نہایت مخدوش زخم تھا ملکہ شمسہ تاجدار احوال پدر وعم سے جب خبر دار ہوئی ابو الحسن جوہر کو بلایا اور کہا جسطرح ہوسکے براے خدا ایسی کوشش کرو کہ زخم سر والد ماجد مندمل ہو جائے اور خوب روئی ابو الحسن جوہر نے کہا بہت خوب وہان سے ابو عامر کے پاس آیا یہان وہ بیچارہ زخمی بدستور بیہوش تھا شاہ سراج الحق کی خدمت مین گیا شاہ صاحب نے نقش تکبیر آیۂ قران اور ایک نسخۂ مرہم عنایت فرمایا نقش کے پانی سے مرہم فوراً تیار کیا اور زخم پر رکھا نقش کو باندھا فضل شافی مطلق سے اب شفا ہوئی ابو الحسن جوہر پادری کے پاس گیا نقش و مرہم عنایتی شاہ صاحب کو بیان کیا پادری نہایت خوش ہوا ابو الحسن جوہر کمپ جنگ مغلوبہ کی طرف پہونچا اور جنگ کو بدستور قائم دیکھا وہ تیسرا روز تھا ناگاہ مسرورین نجاشی نے عالم بیخبری مین ابو الحسن جوہر پر تلوار کا وار کیا مگر خیریت یہ ہوئی کہ جوہر فوراً خبر دار ہو گیا تھا تلوار زور سے سر پر پڑی چونکہ تلوار بیٹھ پڑی لہذا خط تک نہ آیا جوہر نے ہاتھ بڑھا کے تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈال کے صدر زین سے اٹھا لیا از بسکہ معلوم تھا کہ یہ ملعون اسلام قبول نہ کریگا فلہذا نیمچہ سے صاف دو حصہ کیا بعدین مسقطی شاہزادہ ابراہیم بن حبید سے مقابل ہوا کچھ زور بازو کچھ زور جادو صرف کیا لیکن کچھ بھی اثر نہوا آخر شاہزادہ نے اُسے بھی ایک ضرب عمود سے فی النار کیا۔ اگر مسود اوراق ہذا اس جنگ و پیکار کو تفصیل لکھے اور ہر ایک پہلوان کا محاربہ جدا جدا تحریر کرے تو ایک جلد کلان مرتب علیحدہ ہو جائے اسلیے اسی قدر پر اکتفا کی اور سردست مناسب معلوم ہوا کہ جشن عروسی شاہزادہ والا گوہر گردون فر معز الدین صاحب قران اکبر کا حال اب بیان ہونا چاہیے۔ القصہ سات شبانہ روز ایک روایت مین پانچ دن یہ جنگ مغلوبہ واقع رہی اس لڑائی مین لاکھون دلاور معرض ہلاکت مین آئے لاشون کی کثرت اس درجہ تھی کہ بعد فراغ جنگ بحکم صاحب قران اکبر جسوقت وہ سب جمع کی گئین تو جبل اعلے کے برابر ایک انبار ہو گیا جب حساب کیا تو تخمیناً نو لاکھ آدمی مقتول تھے اور دس لاکھ فیلان جنگی افتادہ و بیجان تھے اور بروایت فرض الاخبار دم شمار اٹھارہ لاکھ کا فر قتل ہوے اور بارہ لاکھ دائرۂ اسلام مین آئے اور جو بھاگے یا زخمی ہوے اُنکا حساب نہین الغرض طبل بازگشت بجا

بعد اسکے طبل شادمانی اور نقارۂ فتح نوازش مین آیا

رباعی

چو روشن شد آن فتح بر اہل عالم	صدا داد لفارہ الفتح الفتح
بصاحبقران تہنیت داد ہر اک	لقد جاء نصر من اللہ و الفتح

قصہ کوتاہ صاحبقران اکبر نے صورت فتح آئینہ مراد میں جلوہ گر دیکھی درگاہ ایزد پاک میں شکر کا سجدہ ادا کیا اور فرحناک و شادمان داخل خیمہ معلی ہوئے سلاطین نامدار و امرائے عالی وقار نے نذریں گذرانیں پھر حکم عالی سے اہل اسلام کے لاشے ایک جگہ کیے دریائے بحر البحور کے کنارے مدفن مقرر کیا جنکے وارث تھے اسکی قبریں علیحدہ بنیں باقی گنج شہیداں تیار ہوا جو کافر مسلمان ہوئے انکے برادران مقتول انھیں کو حوالے کیے تاکہ وہ جیسا مناسب سمجھیں عمل میں لائیں۔ باقی ماندہ کو ایک گڑھا کھدوا کے دفن کیا اور چبوترہ بنوایا۔

آب حال نکبت اشتمال ضار منکوس کا معرض تحریر میں آتا ہی علاوہ بعض اشرار و کفار کے

منشیان مضامین اخبار و محرران جنگ و پیکار کفار اس نقل تضحیک آمیز و افسانۂ خندہ ریز کو یوں نوک ریز خامہ عنبرین شمامہ کرتے ہیں کہ صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سب سے پہلے ضار منکوس منحوس کا حال پوچھا لیکن کچھ خبر نہ ملی ہر چند تلاش کیا مگر کہیں نشان نہ ملا فرمایا ایسا نہو وہ مردود ازلی یہاں سے کہیں نکلجائے کیلیے کہ وہ حرام زادہ بڑا مکار ہی ایک عالم اسکے سبب سے گمراہ ہوا اور دین الحاد میں آیا ورنہ جمشید کیا تھا اسکو جسطرح ممکن ہو دوسرے ڈھونڈھوا و تلاش کرکے لاؤ ابو الحسن جوہر نے کہا جناب عالی میں نے اسی وجہ سے قبل آپ کے ارشاد والا کے چار سردار یعنے مرجان بہادر و افلاک نیزہ باز و املاک نیزہ باز وغیرہ جنگ مغلوبہ کے پہلے متعین کر دیے تھے کہ وہ سرحدوں پر کھڑے رہیں اور سب طرف کی راہیں بند کر دیں تاکہ وہ گیدی کیا بلکہ کوئی کسی طرف سے بھاگنے نہ پائے اور ضار منکوس کو سنا ہی کہ عین گرمی جنگ میں غائب ہوا ہی دو روز تک جنگ مغلوبہ میں میں نے خود اسے دیکھا کہ تماشا دیکھ رہا تھا صاحب قران اکبر نے فرمایا ای برادر ابو الحسن اگر وہ بدبخت ہاتھ آیا جان لینا کہ عیش مجھپر تلخ ہے اور یہ فتح بدتر از شکست ہی جوہر نے یعقوب حرانی سے کہا جلد تلاش کرنا چاہیے اس امر میں دیر کرنا خطا ہے عیاران چابک دست و طرار و چالاک ہر چہار طرف کو روانہ ہوئے قصہ کوتاہ ابو الحسن جوہر نے اس امر میں جب صاحب قران اکبر کو بیجد دیکھا اور اس شہریار نامدار کا فرمانا بھی صحیح تھا تفحص و کوشش میں کمال جستجو کی لیکن عیاران اسلام بھی تجسس میں جابجا دوڑے اور تلاش کی لیکن اس نطفۂ حرام کا کہیں نشان نہ ملا سب حیران و پریشان ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہی نہیں معلوم وہ ملعون کہاں گیا غرضکہ ایک دن ابو الحسن جوہر نہایت بد دماغ ہوا اور تردد میں بیٹھا تھا عیاروں کو بھیجتا تھا اور تاکید کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص مسافر وضع

آیا اور جوہر کو نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہی لیکن خلوت چاہتا ہون جوہر نے اور قریب بلا
اور کہا کہ جو تجھے کہنا ہو میرے کان مین کہہ یہ کہکے کان قریب اُسکے کیے اُسنے جھک کے کان مین کہا غلام خاص ملازم
ضار منکوس ہی اور نام میرا ہدایت آباد ہے جس روز وہ دیو شت خو لک غلام سے کہتا تھا کہ میرے واسطے
کوئی جگہ امن کی پیدا کر کہ باطمینان بیٹھون اور کسی کو میرا نشان نہ ملے کہ ابکی بار جنگ کا طور مجھے بد معلوم ہوتا ہے
غلام بھی اُس وقت حاضر تھا خو لک نے کئی مقامون کا نشان اُس گیدی کو دیا لیکن اُس حرام زادے نے
کسی مقام کو پسند نہ کیا اسی وجہ سے مشورہ یہان سے نکلجانے کا بھی قرار نہ پایا لیکن میرے سامنے اس روز
پھر خو لک ڈھونڈھنے گیا قضا را جس دن اُسنے جاے پناہ تجویز کی اور اُسکو خبر دی بندہ بھی موجود تھا خو لک
بدذات نے کان مین اُس ولد الحرام کے کچھ کہا مین نے فقط اتنا سنا کہ چاہ کا نام اُسنے لیا اور زیادہ معلوم نہوا
وہ شور بخت عین جنگ مین بعد قتل جمشید ملعون اور گرفتار ہوے القیموس وغیرہ کے یہان سے غائب ہوگیا
اب غلام کا گمان واثق یہ ہی کہ چاہ مین وہ پوشیدہ ہوگیا ہی جب یہ فتنہ و فساد فرو ہوگا اور اُسکو یقین ہوجائیگا کہ عیار
میری تلاش سے دست بردار ہوے بس فوراً باہر نکلیگا اور کسی طرف چلا جائیگا ابو الحسن جوہر یہ سنکے نہایت خوش ہوا
اور ہدایت ملازم ضار منکوس کو صاحبقران اکبر گردون حشم کی خدمت مین لیگیا اُسنے حضور مین جاکر کلمہ طیبہ پڑھا
اور مسلمان ہوا حضرت خسروانہ اُسکے حال پر مبذول ہوئی خاطر و مدارات سے اور بھی حال پوچھا مگر مطلق پتہ نہ پایا یعقوب
حرانی و نہنگ مصری مع جولان اندلسی وغیرہ دلاوران فرقۂ عیار کو ارشاد کیا کہ جلد جاؤ اور جسطرح سے ممکن ہو اُس چاہ
کی تلاش کرو اُس نابکار کو زندہ حاضر کرو کیونکہ صاحبقران اکبر اُسکے گم ہونے سے نہایت بیچین ہین یہانتک کہ
اُس شہریار نامدار کو عیش تلخ ہی خواب و خور اس مردک کے واسطے حرام ہی آخر تیسرے روز جولان اندلسی بالا دوی
کرتا ہوا کوہستان شرقی کی طرف ایک مقام مین پہونچا وہان کچھ درختان سرسبز و خرم تھے اور ایک چشمۂ آب شیرین بھی
جاری تھا دیکھا قریب اُن درختون کے دہنہ چاہ ہی اور ایک اژدہاے مہیب بزرگ جثہ نہایت کلان و شعلہ فشان دور
چاہ کو حلقے مین لیے بیٹھا ہی جولان اندلسی ڈرا اسلیے کہ سر اُس اژدہے کا ہاتھی کے سر کے برابر تھا بس دور سے دیکھا ہوا
بھاگا لشکر مین پہونچا اور خدمت مین سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حال کو بیان کیا کہ ایسا اژدہا مین نے کبھی نہین دیکھا
میرے گمان مین ضار منکوس بس وہین ہی اور وہ چاہ ضرور اُس گمراہ کی جاے امن ہی اور وہ اژدہا سحر سے ہے
ابو الحسن جوہر کو جولان اندلسی سے سنکے یقین ہوا کہ گمان جولان کا بہت درست ہی اور نہایت صحیح ہی غرض بدر عالم
منجم کو طلب کیا اور کہا آپ زائچہ کرین دیکھیے کہ جولان جسجگہ کا پتہ اور نشان دیتا ہی اور گمان کرتا ہی آیا وہ گمان جولان کا صحیح
ہی یا غلط ہی بدر عالم نے کتاب نکالی اور زائچہ کیا بعد تامل کے کہا وہ مردود زمین عمیق مین ہی اور دائرے سے ثابت ہوتا ہے
کہ وہ بیشک چاہ ہی لیکن اُسمین پانی نہین ہی ابو الحسن جوہر نے یعقوب حرانی و نہنگ کو مع چند عیاروں کے اسطرف

روانہ کیا اور کہدیا کہ اطراف چاہ مین دور دور جو کوئی گوشہ پاؤ وہان پوشیدہ بیٹھو مگر ہرایک فرق سے بیٹھے اور دیکھو
اسکی اصل کیا ہی اگر وہ مردک وہان ہوگا تو ضرور کسی وقت باہر آئیگا یعقوب و نہنگ پچہ نفر عیارون کو لیکے روانہ ہوے
اور موافق حکم ابو الحسن جوہر کے عمل مین لائے تمام دن اُنھین گذرا لیکن کچھہ نہ دیکھا مایوس ہوے چار عیار حیران ہو کر
چلے آئے چار وہان موجود تھے اُنھون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ دن کو کچھہ نہ معلوم ہوا عجب نہین کہ رات کو کچھہ معلوم ہو
اسواسطے کہ رات پردہ پوش ہی اکثر ایسے کام رات ہی کو ہوتے ہین بہرنہج آج رات کو یہین مقام کرنا چاہیے شاید ہمارا
طالع یاوری کرے اور بخت خوابیدہ بیدار ہو اُس مردود کا پتہ ملجائے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور جائے امید تو ظاہر اہی
الغرض نہنگ عیار اور جولان اندلسی اور مہتر سرعت اور مہتر شتاب وغیرہ وہین رہگئے کہ نصف شب گذری اور کچھہ آثار
نہ معلوم ہوے اب یہ چارون مایوس ہوے کہ افسوس کچھہ نہوا مفت اوقات ضایع ہوئی یہ بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ نصف
شب کے بعد لب چاہ کچھہ روشنی معلوم ہوئی نہنگ نے جولان سے کہا اب تو ہماری محنت کا ثمر ملتا معلوم ہوتا ہی دیکھو
ہوشیار ہو شب مہتاب ہی چاندنی خوب پھیلی ہوئی ہے ذرا خوب غور سے دیکھو تو مجھے اب وہ اژدہا معلوم نہین ہوتا۔
غائب ہوگیا جولان نے کہا ہان سچ ہی یار اب تو اژدہا نہین ہے اس عرصہ مین ضرار منکوس۔ ناہید کی بیٹی زہرہ جنگ نوا
کو جو دختر جمشید تھی ساتھ لیے کنوین سے نکلا اور لب چشمہ فرش کیا شمع روشن ہوئی اور خولاک بھی ایک طرف سے
کباب مرغ اور روٹی لیے ہوے آپہونچا اسباب مے نوشی بھی مہیا ہوا ضرار منکوس بولا اے فرزند کہ لشکر دشمن کی کیا خبر ہے
اُسنے کہا اب فارغ البال ہوے کمال عیش و نشاط و فرحت و انبساط مین مشغول ہین یہ سُنکے گیدی کانپنے لگا اور کہا
جمشید تو جہنم واصل ہوگیا اب دیکھا چاہیے مجھپر کیا گذرتی ہی اے خولاک میرے تو حواس باختہ ہوے جاتے ہین
کیا کہون جو میرا حال ہی یہان سے بھی اب جانا چاہیے خولاک نے کہا اب رہائی بہت دشوار ہی اس جا سے راہ درہ کوہ
نہایت ہی پیچ در پیچ ہے بسبب اژدہا سے جادو کے جو تمام عمر مین سحر زبردست سے تمھارے مقیم ہو یہان کسی نے
قدم نہین رکھا ورنہ کوہ در کوہ مردان لشکر ظفر پیکر تجسس مین حیران و سرگردان ہین کیا تاب و طاقت ہی کہ جو ایک متنفس
بھی یہان آسکے اور بالفرض یہان کوئی آبھی جائے تو ممکن نہین کہ یہان سے زندہ جاسکے ہان بزور سحر نکلجائے تو ہوسکتا ہی
ضرار منکوس بولا اس جماعت اسلام پر جو میری تلاش مین ہین سحر سے غالب ہو تو سکتا ہون لیکن ڈرتا ہون اور احتیاط
کرتا ہون کہ شاہ سر الحق اور صاحب قران اکبر نے یا حکیم قسطاس الحکمت نے تعویذ رد سحر تلاش کرنے والون کو دیا ہوگا تو ہی
میری تلاش مین ہین لامحالہ اُسکے سبب سے میرا سحر خاک مین ملجائیگا اور کچھہ اثر باقی نہ رہیگا اور مین گرفتار ہو جاؤنگا خولاک
نے کہا کچھہ تعجب نہین سچ کہتے ہو لیکن اسکے وہ پلید دختر جمشید سے روسیاہی مین مشغول ہوا ابھی فارغ نہین ہوا تھا کہ
پھر خولاک نے کہا بس اب کنوئین مین تم چلے جاؤ ایسا نہو کہ کوئی اور گل پھولے یہ سُنکے ضرار منکوس نے کہا ابلیس و
سامری مدد کرینگے خولاک نے کہا واہ ابلیس خاک مدد کرینگے اب تک کیا جھک مارا کیے جواب کہ کہا دینگے اگر ابلیس ایسے

ہوتے تو یہ نوبت کاہیکو آتی جمشید نے سب سے سجدہ کروایا اور کہا ہمین خداوند کہو اب جہنم مین پہونچ گئے یہ جیسا کب
سنتا تھا چند جام شراب اسنے زہر مار کیے اور آتش عورت کو بھی دیے پھر جب نشہ شراب سے سرشار ہوا تو پھر رو سیاہی
مین مشغول ہوا ڈہنگ مصری یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور سب گفتگو سن رہا تھا بس بفن عیاری اُنکے پیچھے پہونچا دیکھا کہ
ایک گڑھا ہوا اور اسکے گرد درخت خاردار بہت گنجان ہین یہ اُن درختون مین جا چھپا جب چار گھڑی رات باقی
رہی شراب و کباب و غنا سے فرصت کر کے کنوین مین اتر گیا اور پھر اژدہا نمودار ہوا ڈہنگ بھی کسی کام کو ایک جانب
روانہ ہو گیا یہ چارون عیار بھی شادمان و فرحناک لشکر اسلام مین داخل ہوئے ڈہنگ عیار نے کہا یارون ایک
بڑی غلطی ہوئی بیٹھے دو یہان آ کے خبر دیتے اور دو وہین رہتے ایسا نہو وہ حرامزادہ اس عرصہ مین فرصت پا کے نکلجاے
پھر کہان ڈھونڈھتے پھرینگے بڑی مشکل سے تو اُس حرامزادے کا پتہ و نشان لگا۔ جولان عیار نامدار نے کہا خاطر جمع رکھو
وہان سے اب کہین نہین جائیگا اُسکی اجل قریب ہے علاوہ برین کچھ تمہارے پتہ و نشان لگانے سے نشان اُسکا
نہین ملا قدرت خدا تھی کہ وہ ملگیا۔ القصہ لشکر مین آئے تو معلوم ہوا کہ نقارہ ہاے شادمانی و فتح و فیروزی ہر چہار
طرف زیر چوب ہین اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت وغیرہ حکماے عالی منزلت بھی مبارکباد دینے کیلیے آئے تھے
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے استاد عالی نژاد جناب ضارمنکوس نہ مارا جائیگا یا مسلمان ہو گا فتح کامل ہو جائیگا
حکیم صاحب والاقدر اور شاہ سر الحق دونون صاحبون نے فرمایا ایسا کافر مسلمان نہین ہوتا وہ ملحد لعین
بے دین نہایت سیاہ قلب ہو گیا ہر چند بحسب شریعت ہدایت کرنا چاہیے حالانکہ یہ بخوبی جانتے ہین وہ راہ راست پہ
نہ آئیگا پھر حکیم صاحب نے اسطرلاب و طالع مسئلہ دیکھ کے فرمایا پیمانہ عمر اُس ملعون کا لبریز معلوم ہوتا ہے غالب
ہے کہ عیاران اسلام نشان پا چکے ہون خبر آیا ہی چاہتی ہے یہ باتین ابھی ختم نہوئی تھین کہ جولان اندلسی عیار
و ڈہنگ مصری و سرعت عیار پہونچے اور سلطان ابوالحسن جوہر سے اس حال کو بیان کیا جوہر از فرط خوشی سے
فوراً اٹھا اور صاحبقران اکبر کے پاس جا کے اس خبر کو پہونچایا اور سارا حال مفصل بیان کیا صاحبقران
اکبر نے پچاس عیار ساتھ لیکر روانہ دریاے کوہستان کیے راہین پیچ و خم بیشمار تھین اسوجہ سے وہ راہ غلط
کی حالانکہ یعقوب حرامی و ڈہنگ جولان وغیرہ نے دن کو بھی وہ کنوان دیکھا تھا مگر اب ایسا فراموش کیا کہ گویا
دیکھا ہی نہ تھا اسکا سبب یہ تھا کہ ضارمنکوس ہر روز صبح کے وقت سحر و افسون پڑھ کے دریا سے کوہ و نشان
و علامات راہ کو تغیر دے دیتا تھا مثلاً اگر دور کے سرے پہ درخت تھا اب چشمہ ہو گیا جو کہ پتھر انگور تھا وہ انار
ہو گیا اسی طرح اور بھی سمجھنا چاہیے اسوجہ سے عیارون کو کنوین کی راہ نہ ملی ابوالحسن جوہر نے کہا اے

یعقوب ع

معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا

یعقوب حرامی کو نہایت خفت ہوئی نہنگ وغیرہ یعقوب سے زیادہ منفعل تھے اور حیرت مین مبتلا تھے بعد سرگردانی بسیار ایک درے مین پہونچے وہانکی عمارت بطور قلعہ بنی ہوئی تھی لیکن اب ویرانہ ہوگیا تھا فقط مکان ہی مکان تھے غرض یہ عیار وغیرہ تھک کے اُسی بستی مین بیٹھ رہے اور ماحضر کھولا اور ناشتہ مین مصروف ہوئے ابوالحسن نے کہا یارو بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم بے نیل مقصود ہی رہے خالی پھر جانا تو بہت ناگوار گذریگا یہ ذکر ہو رہا تھا ناگاہ اُس عمارت کہنہ سے کچھ اینٹین گرین اور اُنکا ایک انبار ہوگیا اُن اینٹون کے ڈھیر سے ایک سیاہ سانپ نکلا مُہرہ مُنھ مین لیے تھا پھر اُسی انبار مین غائب ہوگیا عیار ابوالحسن جوہر کے اشارے سے دوڑ پڑے اور ایک آن مین اُس انبار کو کنارے کردیا۔ دیکھا وہ سانپ بیٹھا ہے جب آدمی وہان پہونچے وہ سانپ ایک سوراخ مین چلا گیا مُہرے کے واسطے اُس سوراخ کو کھدوایا وہان ایک نقب ظاہر ہوئی دروازۂ نقب پر قفل لگا تھا مگر قفل ٹوٹا ہوا تھا اُسکو کھولا دیکھا تو زینے بیشمار معلوم ہوے یہ سب ان زینون پر چلے اسطرح کہ آگے آگے وہ سانپ اور پیچھے پیچھے یہ سب چلے جاتے تھے ابوالحسن جوہر حیران ہوا فتیلہ عیاری روشن کیا اور انتہاے نقب تک پہونچے وہان ایک پردہ پڑا تھا اُس پردہ سے آواز کان مین آئی ابوالحسن جوہر نے سب سے کہا سنو تو یہ آواز کیسی ہے اور آگے بڑھکے دیکھا ایک سوراخ ہے اُس سوراخ سے ضار منکوس منحوس زہرہ چنگ نواز سے خوش فعلیان کر رہا ہے ابوالحسن جوہر نے دل مین کہا واہ کیا خوب ہمنے کوئی دقیقہ تلاش مین نہین رکھا تا اینکہ مجبور ہوگئے اور یہ مردود یہان بیٹھا ہوا بیخوف خطر عیش کر رہا ہے آخر دبے پاؤن اُس نقب سے باہر آیا اور سانپ بھی اپنا مُہرہ چھوڑ کے غائب ہوگیا ابوالحسن جوہر نے مُہرہ لے لیا اور سانپ کی تعریف کی اتنے مین مہتر سرعت بھی پہونچا وہ زنگی ہمراہ نہ تھا جداگانہ تلاش مین تھا اتفاقاً وہ چاہ ملا شاید علامات ہوائی چاہ متغیر بزور سحر ہوگئے تھے ابوالحسن جوہر نے دس عیار دہنہ نقب پر مقرر کیے ابھی بار جوہر بھی خود اُسی جا پر جہان یہ چارون عیار نہنگ و جولان وغیرہ بیٹھے تھے پوشیدہ بیٹھے وقت نصف شب چاندنی نکلی اور ہواے خوشگوار چلنا شروع ہوئی رات کا بھیگنا سناٹے کا عالم ۔ع

زمین نور کی آسمان نور کا	جدھر دیکھیے اک سمان نور کا

قصہ کوتاہ خولاک غلام آیا اور اُسنے فرش بچھایا شمع روشن کی ظاہرا اژدہا روشنی شمع مین معلوم ہوتا تھا ایک نرکل نظر آتا تھا آفتاب کی روشنی مین وہ اژدہا سے شعلہ فشان دکھائی دیتا تھا عیار وہان پہ اُس رات کو عجیب حادثہ گذرا یعنی علم نیرنجات بھی علم سحر رکھتا ہے غرض بعد روشنی اور فرش ہونے کے ضار منکوس زہرہ چنگ نواز کو لیکے چاہ سے نکلا اور سر خیمہ پر بیٹھا شراب آئی دور جام گردش مین آئے خولاک شیرمال کباب اور تھوڑی سی شیرینی لا پا دسترخوان بچھایا اُن تینون نمکحرامون نے بخوشی دل زہر مار کیا اور شراب کے نشہ مین از خود رفتہ ہوئے ابوالحسن جوہر استخوان بار سیاہ جسکا ذکر قبل مین ہوچکا ہے سر پر باندھ کے نظر سے پوشیدہ اُنکے قریب گیا کہ اُنکی صحبت کو بخوبی دیکھے اور کلام اچھی طرح

نزدیک سے سنے ضار منکوس جب نہایت مسرور ہوا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے فرزند زہرہ تو جانتی
ہے کہ میں زندہ ہوں نہیں غلط ہے میں فقط دیکھنے کو زندہ ہوں اور اصل میں مردہ ہوں عنقریب نیست و نابود ہوا چاہتا ہوں
عیاران معز الدین ہرگز مجھ سے دست بردار نہونگے یہ کہکے خوب رویا اور اُسی حالت میں زہرہ کو آغوش میں لیا اور
نشہ شراب سے از خود رفتہ تو تھا ہی اُسی عالم خود رفتگی میں اُس سے خوش فعلیاں کرنے لگا جب اختلاط سے
فارغ ہوا اُس عورت نے خولاک غلام سے مخاطب ہو کے کہا اے خولاک اگر تجھے کسی طرح کی خواہش ہو تو میں موجود
ہوں خولاک نے کہا نہیں صاحب میں اپنی زندگی سے ناامید ہوں کوئی کام کرنے کو جی نہیں چاہتا ضار منکوس
بولا ایسے واہی ہے جو ہونا ہوگا ہوگا جو دم ہے اُسے غنیمت جان ایک ساعت کے واسطے لاکھوں روپیہ صرف کرتے
ہیں۔ القصہ دونوں روسیاہی میں مشغول ہوے جوہر نے اُنپر اور اُنکے افعال بد پر لعنت کی ضار منکوس بولا اے
خولاک آج کی شب میرے دل کو نہایت اضطراب ہے دیکھو کہیں اس گرد و نواح میں کوئی عیار طرار تو نہیں ہے خولاک نے
کہا تجھے خفقان نے گھیرا ہے یہاں کون ہے ضار منکوس بولا اگرچہ کوئی نہو لیکن احتیاط ضرور ہے خولاک اُٹھا اور عیاران
کو دیکھنے چلا ابو الحسن جوہر نے اشارہ کیا عیار نے پیچھے جا کے اُسے گرفتار کر لیا خولاک نے دیکھا کہ اب پھنس گیا کہنے لگا
لعنت ہے نصیب ضار منکوس پر اور اُسکی ذات و صفات پر میں مسلمان ہوتا ہوں یعقوب حرانی نے کہا اُسے
نہ مار قید کر پھر کچھ عیار چاہ کے موکل صاحب قران اکبر کی خدمت میں آئے اور اُس بھیا کی کیفیت بیان کی آخر
وہ شہریار خوش ہوا اور شکر رب العزت بجا لایا۔ حکیم قسطاس الحکمت نے صاحبقران اکبر سے فرمایا تجھے بہت کام
در پیش ہیں قصر النیرین میں جانا چاہیے اور تم بعد قتل ضار منکوس وغیرہ کے جشن فتح چالیس روز تک مرتب رکھنا
پھر جشن فتح کی انتہا اور جشن عروسی کی ابتدا ہو۔ صاحب قران اکبر نے کہا بہت مبارک لیکن طریقہ قتل ضار منکوس
کا کیا ہے جوہر نے عرض کی شہریارا وہ قرمساق جناب عالی کے ڈر سے گوشہ گیر ہوا ہے زیر زمین جا کے چھپا ہے
اُسکا وہاں سے نکالنا اور پیدا کرنا مروت سے بعید ہے صاحب قران اکبر ہنسے اور فرمایا پھر اُس سے دست بردار
ہوں جوہر نے فرمایا یہ بھی نہیں کہہ سکتا پھر احوال نقب اور ہدایت ملازم اور مار مہرہ دار کو مفصل بیان کیا
اور کہا میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ اس نقب کو باروت سے بھروں اور ایک آدمی سے کہوں کہ لب چاہ جائے اور اُسے
اول ہدایت اسلام کرے اگر وہ اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ آگ دیجائے کہ اسی جگہ سے جہنم واصل ہو حکماے
عالی منزلت کی مع شاہ سر الحق کے رائے یہ قرار پائی کہ ابو الحسن جوہر کو اختیار دیا جائے لیکن حکیم قسطاس نے فرمایا
اگر وہ بدبخت بخوف جان اسلام قبول کرے تو مطمئن نہ ہونا چاہیے خیال ضرور رکھنا چاہیے شاہ سر الحق نے ایک اسم
ابو الحسن جوہر کو تعلیم کیا اور فرمایا کہ پہلے اُسے دم کرنا پھر اسلام قبول کرنے کو کہنا اُسکی زبان بے اختیار وہی کہیگی جو دل میں
ہوگا جوہر نے وہ اسم یاد کیا اور عیاروں کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور باروت لا کر لب چاہ جمع کرو غرض باروت سے تمام نقب

پھر وہی ابو الحسن جوہر نے پہلے اسم بزرگ تعلیمیا فتہ شاہ صاحب پڑھا اور خولاک پر دم کیا بعد اسکے پوچھا سچ کہہ تو نے فی الواقع اپنے آقا کی ملت کو ترک کیا اور دین اسلام پر مائل ہوا یا بمصلحت و مکر و نفاق سے خولاک جوہر کے یہ کلام سنکے خاموش ہو گیا اور یارا سے جواب باقی نہ رہا مانند بید کے کانپنے لگا بعد ایک ساعت کامل کے جب ہوش و حواس درست ہوئے دست بستہ عرض کیا حضور میری جان بخشی فرمائیں تو غلام راست راست بیان کر دے ابو الحسن جوہر نے کہا بیان کر ہمنے تیری خطا کو معاف کیا یہ سنتے بے اختیار خولاک کی زبان پر کلمۂ طیبہ جاری ہوا اور کہا اے ابو الحسن جوہر سچ یہ ہے کہ غلام نے اس وقت تک بیشک اسلام قبول نہ کیا تھا فقط بخوف جان بظاہر دین اسلام زبان سے قبول و منظور کر لیا تھا مگر اے شاہ عیاران نامور اب مین اسوقت کے مکر و دروغگوئی سے توبہ کرتا ہون اور دین ابلیسی پر اور مذہب خود پرستی پر لعنت کرتا ہون اور بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون اور مسلمان ہوتا ہون مجھے ارکان دین تلقین فرمائیے اور میرے کہنے کو یقین تصور کیجیے گا جو امر حق تھا وہ صاف صاف مین نے عرض کر دیا اور میرے حق مین جو مناسب سمجھیے عمل مین لائیے شعر

گر میل وفاداری اینک دل و جان	ور قصد جفاداری اینک سر و طشت

سلطان ابو الحسن جوہر سمجھے کہ خولاک واقعی جو امر حق ہے وہ بیان کر رہا ہے اور اسکی راست بیانی و صدق مقالی سے بوے خوشی محسوس ہوتی ہے نہایت دل فکرمند کو خوشی حاصل ہوئی اور اسی ہنگام سرور مین خولاک کو چھوڑ دیا بلکہ آزاد کر دیا بعد اسکے خود جوہر با چند رفیقان ذی شعور و کار گذاران خوش تدبیر ایک درہ کوہ مین پوشیدہ ہو رہے اور خولاک سے کہا کہ جو مین کہون اسکی تعمیل کر خولاک نے دست بستہ عرض کیا غلام حاضر ہے بسر و چشم تعمیل احکامات عالی بجا لاویگا ابو الحسن جوہر نے کہا کام یہ ہے کہ تو بدستور اپنے آقاے ملعون کے کام مین مشغول ہو یعنے شراب ضار منکوس کے واسطے لیجا اور بعہدۂ ساقی گری پر موجود ہو اور دو چار جام اس مردود ازلی کو پڑ در پے پلا جسوقت نشہ شراب سے دماغ اس بیحیا کا خوب گرم ہو اور سرشار ہو جاوے اسوقت اس لعین بے دین کو واسطے قبول مذہب اسلام کی ہدایت کرنا جیسا وہ جواب دے اس سے ہمکو آگاہ کرنا اس حال مین جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا خولاک نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہے ابو الحسن جوہر کو سلام کر کے روانہ ہوا اور ضار منکوس منحوس کی خدمت مین پہونچا اور ابو الحسن جوہر بھی اسی استخوان مار سیاہ کو سر پر باندھے خولاک کے عقب مین روانہ ہوا کہ دیکھین آقا اور غلام مین سوال و جواب کیسے ہوتے ہین الغرض خولاک حسب الحکم سلطان ابو الحسن جوہر سامان میخوشی وغیرہ لیے غار کوہ مین پہونچا اور ضار منکوس منحوس کو آواز دی کہ غلام حاضر ہے ضار منکوس بھی انتظار مین خولاک کے نقل و میوہ وغیرہ زہر مار کر رہا تھا شمع روشن تھی چاہے وغیرہ زہر مار کر کے فارغ ہو چکا تھا اب اس زہرہ قحبۂ اپنی مدخولہ سے صحبت عیش و عشرت گرم کیا چاہتا تھا کہ خولاک مع سامان عیش پہونچا ضار منکوس نے خولاک سے پوچھا اے فرزند کل رات کو کہن لیے

تجھے بہت تلاش کیا مگر تجھکو نہ پایا نہایت تشویش مین وہ شب گذری اور عجیب خیال فاسد دل مین گذرتے تھے کہتا تھا کہ خولاک واسطے خبرگیری حریف کے گیا ہی مبادا کسی دشمن عیان سے ملاقات ہوگئی اور نوبت بجان پہونچی تو ایسا گم ہوا کہ کہین نشان نہ معلوم ہوا مین رات بھر اسی اندیشہ و فکر مین مبتلا رہا خولاک نے کہا اے خداوند ابلیس پرستان تو یہ سمجھا کہ مین جہان ہونگا تیرے ہی کام مین مشغول ہونگا چنانچہ جب مین نے نہایت بجان فشانی تجسس کیا تو یہ بہرا ہی سامان شراب و کباب حاضر ہوا اب آپ نہ ہر بار فرمایئے جب ضارمنکوس نے خولاک سے یہ سنا اور تحفہ دگرگون دیکھا نہایت خوش ہوا اور خولاک کو چاہتا تھا خوشی مین گلے سے لگائے اور پیشانی پر بوسہ دے خولاک پاس سے اوسکے دور کھڑا ہوگیا اور کہا مین تو حضور کے واسطے یہ سامان جان بیچ کر لایا ہون اور آپ کو اس وقت خوشطبعی سوجھی ہی مین اس اخلاص سے باز آیا۔ الغرض ضارمنکوس اور زہرہ جنگ نوازفطامہ نے دو دو جام شراب زہر آلود کے جب وہ دونون مردود لیفے ضارمنکوس اور زہرہ خوب بدمست و لایعقل ہوگئے خولاک نے کہا اے آقا ذلیل و خوار کل شب کو اس خولاک نے ایک ماجراے عجیب تماشا دیکھا کچھ میری عقل کام نہین کرتی ہر چند اس کوہستان مین کسی عیار کو مردان حریف سے مین نے نہین دیکھا لیکن ایک مرد پیر نہایت حسن بشکل نورانی باریش سفید تسبیح ہزار دانہ عقیق البحر ہاتھ مین لیے دیکھا ایک گوشہ مین کچھ پڑھ رہے تھے مین نے ہر چند خوب بغور سنا لیکن انکے وظیفہ کی لفظین میری سمجھ مین نہ آئین کہ کیا ذکر کر رہے ہین جب اس بزرگ نے مجھکو نہایت حیران و پریشان دیکھا مجھے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور اشارے ہی سے پوچھا کہ اے خولاک تو اسقدر حیران و پریشان کیون ہے آگاہ ہو کہ پردہ عالم پر بجز ایک مذہب کے اور جسقدر کہ مذہب ہین وہ سب باطل ہین مین نے عرض کی اے خدایا کہ آخر وہ دین مبین جسکا حضور ارشاد فرماتے ہین کونسا ہے اس بزرگ نے فرمایا کہ تو شاہزادہ سعد الدین کے پاس جا وہان تجھکو بخوبی معلوم ہوجائیگا بعد اسکے اس بزرگ عالی منزلت نے چند دلائل و براہین ایسے مجھ سے فرمائے کہ اس وقت میرے ذہن نے قبول کر لیے اور جو کچھ وہ بزرگ فرماتا جاتا تھا میرے قلب پر کالنقش فی الحجر ہوتا جاتا تھا اور بجز قبول کرنے کے چارہ کار نظر نہ آتا تھا مین تو مشغول ہوگیا اے آقاے فاسقان آپ کیا کہتے ہین ضارمنکوس منحوس نے کہا اے خولاک وہ شخص تجھے معلوم ہی کہ کون تھا خولاک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ بزرگ فلان شخص ہی تو کچھ دقت کیا تھی ضارمنکوس نے کہا اے خولاک آگاہ ہو کہ وہ شخص ضرور قسم شیاطین سے ہی کیونکہ طبیعت مجرد نے ایسے اشخاص کا نام فہرست شیاطین مین داخل کیا ہے خولاک نے ضارمنکوس لعین کو دل مین بہت لعن و نفرین کی اور بظاہر کہا اے خداوند اس شخص فرشتہ خو نے بعد اس گفتگو کے شیطان پرستون پر تادیر لعنت کی اور ایکبارگی نظر سے غائب ہوگیا ہر چند مین نے چارون طرف اس گوشہ مین دیکھا اور تلاش کیا لیکن کہین اسکا نشان نہ ملا یہانتک کہ مین تھک کر ایک پتھر پر کہ نہایت صاف و ہموار تھا بیٹھ گیا تھوڑی ہی دیر مین مجھپر ایسا غلبہ

خواب ہوا کہ مین دفعۃً سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگ سبزپوش نہایت وجیہ و نورانی شکل میری بالین پر تشریف لائے اور مجھسے مخاطب ہو کر پھر ذکر مذہبی کرنے لگے اور کچھ ایسے کلام نصیحت بیان کیے کہ مین نہایت محظوظ ہوا ضمار منکوس ملحد نے کہا اے فرزند تو ہرگز ایسے کلام کو خیال مین نہ لانا ایسے امورات قابل اعتماد کے نہین اور خواب و خیال مشہور ہے ایسے امور کا خیال کرنا محض بیکار ہے اسقدر سمجھ لینا کافی ہے کہ طبیعت مجردہ خداوند کل مخلوق کی بعد اسکے خولاک خود ضمار منکوس سے بحث کرنے لگا اور بدلائل و براہین گفتگو کرنے لگا اور ایسے طریق سے تقریر شروع کی کہ اُس بیچارہ کو معقول کیا تا اینکہ ضمار منکوس منحوس دم بخود ہو رہا آخر جب جواب نہ دے سکا کہنے لگا اے خولاک غلام تو ایسا گستاخ ہو گیا ہے کہ مجھسے ایسے کلام مذاقیہ کرتا ہے یا واقعی تیرا دل دین اسلام کی طرف راغب ہوا ہے خولاک نے کہا اے استاد حق امر یہ ہے کہ مجھے دین اسلام نہایت عمدہ معلوم ہوا ضمار منکوس منحوس نے کہا بیٹے تو نے اچھا کیا کہ دین اسلام مین داخل ہو گیا بلکہ میرا بھی میلان طبع اسلام کی طرف ہے لیکن وقت کا منتظر ہون قصہ کوتاہ اُس نابکار نے اس ذکر کو قطع کر کے دوسرا ذکر شروع کر دیا بعد ایک لمحہ کے وہ مردود اپنی جگہ سے اُٹھا اور بحیلہ خولاک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور خولاک کو دھوکا دے کر ایک خنجر اس زور سے اُس بیچارے کے سر پر مارا کہ سر تن سے دور جا گرا اور فوراً اپنی مدخولہ یعنی زہرہ کو ساتھ لیے اسی کنوین مین اُتر گیا ادھر سلطان ابوالحسن جوہر اُس مقام مین پوشیدہ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا لیکن معاملۂ قضا و قدر مین کسی کو دخل نہین باوجود اسکے کہ جوہر تماشا دیکھنے کو موجود ہو گیا تھا لیکن کچھ غافل ہو گیا کہ اسی غفلت مین خولاک بے گناہ قتل ہو گیا اور ابوالحسن جوہر دیکھتا رہ گیا ابوالحسن جوہر نے دیکھا کہ خولاک نومسلم کو ضمار منکوس ولدالحرام نے بے گناہ قتل کیا نہایت رنج ہوا اور چاہتا تھا کہ غصہ مین اپنی جگہ سے آگے بڑھے اس اثنا مین وہ بیدین چاہ مین داخل ہو گیا ناچار ابوالحسن جوہر لب چاہ آکر کھڑا ہوا اور اُس اسم کو پڑھکر چاہ کے اندر دم کیا اسواسطے کہ اس مکار فسون ساز کی راہ آمد و رفت مسدود کر دی تھی بعد اسکے کنوین کے اندر بغور دیکھا ایک زینہ چوبی معلوم ہوا اور ایک مکان خوشقطع اندرون چاہ معلوم ہوا اور مکان مین ضمار منکوس ملعون اور زہرہ چنگ نواز دونون بآرام تمام بیٹھے ہین اور سامنے ایک شمع کافوری روشن ہے اب جو ابوالحسن جوہر نے آسمان کو دیکھا تو بحساب سیارون کے کچھ تھوڑی سی رات اور باقی ہے ابوالحسن جوہر وہان سے واپس آیا اور اپنی فرودگاہ مین آکر فریضۂ سحری کو ادا کیا بعد فراغ وظائف روزمرہ پھر موافق روز اول کے کنارۂ چاہ آکے آواز دی کہ اے ضمار منکوس سچ بتا تو اسوقت اپنی مرگ پر راضی و آمادہ ہے یا اپنی نجات و گلوخلاصی چاہتا ہے ضمار منکوس ابوالحسن جوہر و یعقوب صحرائی کو خوب پہچانتا تھا بمجرد سننے آواز جوہر کے مانند بید کے کانپنے لگا اور سمجھ گیا کہ دونون قابض ارواح میرے اور حبشی کے سر پر آ پہونچے اب کسی طرح سے رہائی ممکن نہین ناچار جواب دیا اے شخص صاحب اقبال تو خوش ہو مین بھی بہرحال خوش ہون کہ میرا یہ سن آیا بجز عیش و آرام کے رنج و غم کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا اب ضعیفی و ناتوانی

مین جو ہلاک ہوا خیر اسکا کچھ افسوس نہین ہی کیا عجب ہی کہ جو طبیعت مجردہ نے مجھے دوبارہ اس پردۂ دنیا پر خلق کرے اور اُسکی مرتبہ ایسا صاحب زور و قوت و اقبال مند کریگا کہ مین سب دشمنان جان سے قرار واقعی قصاص لونگا اور ایسے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوائی تمھارے حال پر افسوس کرینگے ابوالحسن جوہر نے کئی مرتبہ دعوت دین اسلام کی اور بہت سمجھایا لیکن وہ سیہ قلب و بدباطن کب سمجھتا ہی

پاسیر دل چہ سود گفتن وعظ | فرو نہ رود میخ آہنی در سنگ

قصہ کوتاہ اُس مادر فحبہ نے کسی طرح اسلام قبول نہ کیا اور کہا ای ابوالحسن جوہر انصاف شرط ہی جو شخص سو برس سے اسی دین و مذہب مین بسر کرے پیرانہ سالی مین کیونکر دوسرا دین اختیار کر سکتا ہے مجھے شرم آتی ہی کہ اُس عمر صد سالہ مین خلاف مذہب اختیار کرون اور مرتد و لعین ہو جاؤن یہ مجھ سے نہوگا میری وضع کے یہ امر نہایت خلاف ہی مین جانتا ہون کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑوگے ہلاک کروگے لہذا اول ہی سے آمادہ مرگ بیٹھا ہون اور جو چند نفس باقی ہین اُسمین مین اپنا کام درست کیے لیتا ہون ای ابوالحسن جوہر اب تم یقین جانو کہ مجھے اپنی زیست کی ہرگز خوشی نہین ہی کس واسطے کہ جب جمشید پلید میرا فرزند دلبند لخت جگر پردۂ دنیا پر نہ رہا پھر مین خراب حال و سخت جان جیا تو کیا علاوہ اسکے اب عمر طبعی کو بھی مین پہونچ گیا ہون زیست کے دن آخر ہوچلے بہر نوع اب مرنا ہی ای ابوالحسن جوہر مین بقسم کہتا ہون کہ مجھے اسلام قبول کرنے سے مرجانا بہتر ہے مجھے اس دین و آئین کی ہدایت و تلقین نہ کرو ابوالحسن جوہر اُس ملعون ولد الزنا کی گفتگو سنکر مایوس ہوگیا اور کہنے لگا۔ مصرعہ

تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست

قطعہ

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ | بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

بعد اسکے ابوالحسن جوہر نے ضمار منکوس منحوس کی مدخولہ زہرہ کو آواز دی اور اُس قطامہ کو بھی ہدایت کی اُس فحبہ نے بھی دین اسلام سے صاف انکار کیا اور کہا جو ضمار منکوس دیوث کی خوشی ہی وہی میری بھی خوشی ہی بہر طور مین رضامندی ضمار منکوس مقدم جانتی ہون جسمین وہ خوش ہوگا وہ مین بدل و جان کرونگی کیا معنے کہ ضمار منکوس بمنزلہ میرے ... کے ہی مجھ سے اُلفت دلی رکھتا ہی مین کس طرح آخر وقت اُسکی رفاقت سے دست بردار ہون اور ایسے اپنے سرتاج ... چھوڑدون مجھ سے ہرگز نہوگا مجھے جہنم مین جانا بدل و جان منظور و قبول ہی مگر دین اسلام ہرگز اختیار نہ کرونگی جب ابو ... جوہر اور یعقوب حرانی دونون نابکارون نے بخوبی فہمایش کی اور خوب سمجھایا لیکن اُن سیاہ قلبون کو کلام ہدایت دونون ... کے کچھ مفید نہوے آخر ابوالحسن جوہر نے مایوس و ناچار ہوکر عیاران ہمراہی کو حکم دیا کہ اب انبار مین بارود ... ہم دو چنانچہ دہشہ لقب بہ جولان عیار و مسرت عیار دونون طرار مقرر تھے بحکم

ابو الحسن جوہر کے قار ورہاے آتش اندر نقب کے پھینکے عیار گرد و پیش دور تر اُس کنوین سے ایک گوشہ محفوظ کی طرف
کھڑے ہو رہے اور ضار منکوس بھی اب اپنی جان سے مایوس ہو گیا اور کہتا تھا دیکھیے ابو الحسن جوہر ہماری کیا ہلاکت
کی کیا تدبیر کرتے ہین اسواسطے کہ اُس ملعون نے بجاے خود ایسی وہ جاے امن اپنے واسطے بنائی سمجھی کہ کسی کا
کوئی افسون کارگر ہوتا وہان ضار منکوس نہایت خوش اور بے فکر بخاطر جمعی تمام عیش کرتا تھا الغرض اُس ملعون
ناہنجار نے اُس حالت اندوہ و اضطرار مین زہرہ جنگ نواز قطامہ کو بغل مین خوب دبایا دو چار بوسے لیے اور کہا
جان جہان اب مجھے کسکا انتظار ہی تو کیون چپ ہی آ ایک دفعہ اور روسیاہی مین مشغول ہو لین شاید پھر موقع ملے
نہ ملے کہ اب یہ وقت آخر ہی پھر ہم کہان اور تم کہان یہ کہکر اپنے کام مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آواز جگر خراش ایسی آئی
کہ وہ دونون حیران و ترسان و خوفناک و سرگردان آپس مین ایک دوسرے کے لپٹ گئے اودھر پردۂ زمین شق ہوا اور
شعلہاے آتشین زمین سے بلند ہوے اور وہ دونون مردود جسطرح گولہ توپ سے نکلتا ہی اُس کنوین سے باہر نکل کے
آسمان کی طرف روانہ ہوے بعد چند لمحہ کے اُسی طرح سے دونون لپٹے ہوے گرے۔ راوی کہتا ہی کہ جس وقت وہ
سرنگ اُڑی ایسی آواز سخت و ہولناک پیدا ہوئی کہ از زمین تا چرخ برین تزلزل ہو گیا بعد رفع ہونے تاریکی وغیرہ
کے ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی دونون سجدۂ شکر درگاہ ایزدی مین بجالاے اور کہا

نظم

للہ الحمد کہ آن ملحد و مردود و لئیم — ہمرہ آتش و نیا شدہ در نار جحیم
آن سگ دشمن دین چون بسوے دوزخ رفت — خاطر جملہ محبان شدہ در باغ نعیم

جسوقت صاحبقران اکبر کے یہ آواز زہرہ شگاف گوش زد ہوئی فوراً سمجھ گئے کہ وہ مردود جہان ضرور آتش جہنم مین
داخل ہوا فوراً سجدۂ شکر ایزد باری کیا اس اثنا مین درگہ سالار نے اُن حالات کی اطلاع کی صاحبقران اکبر مع
تمام رفقاے نامور و افسران لشکر ظفر پیکر بارگاہ فلک اشتباہ سے تشریف لاے دیکھا کہ دو لاشین سوختہ زن و مرد
کی آپس مین لپٹی ہوئی زمین پر پڑی ہین اور آگ نے اُن دونون ناریون کو ایسا جلایا تھا کہ پہچانی نہ جاتی تھین لیکن
صاحبقران اکبر نے عقلاً سمجھا کہ یہ اُنھین کافرون سے دین اور اُسکی مدخولہ کی لاشین ہین پھر تو اُن لاشون کا [illegible]
تماشا ہو گیا جو آیا اُسنے دیکھا اور خوش ہوا اور شکر کردگار کیا اور سنگسار کرنا شروع کیا چند ساعت مین
سنگریزون مین چھپ گئین صاحبقران اکبر نے حکم دیا کہ ان نابکارون کی لاشین رسی سے باندھ کر [illegible] جلاد دونون لاشون
کا انبار لگا کر اُس انبار مین انکو جلا دو پھر دوسرا حکم کے صاحبقران اکبر کے مردان لشکر نے [illegible] بیجا و اور [illegible]
بعد فراغ اس کام کے صاحبقران اکبر فلک قدر تخت رفعت پر اجلاس فرما ہوے [illegible] اور حکم دیا کہ آج دیوان عام [illegible]
دربار عام ہوا و سلاطین اسیر و مقید یعنی آشوب طوطی و ابلی اور منصور رہیمی و بکرار [illegible] و کجاشی اور لقیمہ [illegible] سمن زنگی و

اقلیموس فرنگی وغیرہ کو بلایا انجین سے بعض شاہان نامی وگرامی مثل ابو جاکم فردوسی و بیدین مسقولی وغیرہ کے معرکہ کارزار و رزمگاہ مین دلاوران اسلام کی ضربات کوہ شکن سے مجروح و زخمی ہو گئے تھے غرض ان افسران و سرداران صف شکن کو صاحبقران اکبر گردون حشم نے دربار مین بلا کے ارشاد فرمایا اے بکران خارجی تو نے اپنی عمر ایسے مذہب باطلہ مین صرف کی جو کہ بدترین مذاہب سے تھا انسان کو واجب و لازم ہے کہ حق و باطل مین امتیاز کرے اور توشۂ آخرت کو مہیا کرے اور عقائد اپنے درست کرے پس تجھکو بھی چاہیے کہ تو اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر اور اس مذہب باطل کو ترک کر کے بصدق دل دائرہ اسلام مین داخل ہو کہ مین بھی تیرے قتل سے باز آ کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کرون اور نہایت اعزاز و احترام سے اپنے پاس بارگاہ فلک اشتباہ مین جگہ دون ورنہ تو یہ خوب جان لے کہ عنقریب تو داخل نار جحیم ہوگا کس واسطے کہ تو بوجہ کفر کے واجب القتل ہے بکران شاہ خارجی نے کہا اے شاہزادۂ عالی جاہ اصل امر یہ ہے کہ جو طریق ابتدائے عمر سے مین نے اختیار کیا ہے اُسے سب سے بہتر اور حق سمجھ کے اختیار کیا ہے اگر حضور مجھے اس ہدایت سے معاف فرماوین تو عین پرورش ہو۔ صاحبقران اکبر نے یہ سنکے حکم دیا کہ اس ملعون کو مع اسکے تابعین کے اور ہم مذہب کے آتش شعلہ فشان مین ڈال دو بمجرد اس حکم قضا شیم شہزادۂ گردون حشم کے مردمان خاص نے بکران شاہ خارجی کو آتش سوزان و شعلہ فشان مین ڈال دیا لیکن بکران شاہ کا سپہ سالار مع اپنے ساٹھ ہزار سوار جرار کی جمعیت کے کہ وہ مشرف باسلام ہوا۔ صاحبقران اکبر نے اس گروہ کو شدیدین شداد جہان پہلوان کی جماعت مین داخل کر دیا اور ہر ایک افسر کو عہدۂ جلیلہ مرحمت ہوا اور خلعت گرانبہا اور انعام وغیرہ ان جدید الاسلام کو عنایت فرمایا بعد اسکے صاحبقران اکبر گیتی ستان نے دربار برخاست فرمایا اور اسیرون کو بھی زندان خانہ مین بھجوایا پھر حکم دیا کہ صحبت عیش و عشرت گرم ہو اور ساقیان ماہوش و سیمین عذار کو حکم ہوا کہ سامان میخوشی مع جام یاقوتی و مینائے زمردی حاضر کرو آج ہم مع اپنے دلاوران تہور شعار و افسران فوج قاہرہ و لشکر جرار کے ہم صحبت ہونگے کیونکہ [illegible] شادمانی اُن کافران بدکردار و شیاطین اشرار کے جہنم واصل ہونے کی ہے کہ ان ملحدون نے ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ کر دیا تھا اور ہمیشہ وہ ملعون ہر ایک کو حتی الامکان راہ ضلالت مین لیجایا کرتے تھے غرض اس [illegible] شاہزادۂ عالی منزلت نے اسقدر مال و زر مرحمت فرمایا کہ ہر ایک غنی ہوگیا

دربار عام کرنا صاحبقران اکبر

یعنی معز الدین عالی گہر کا



القصہ دوسرے روز دربار عام میں نصروان شاہ ربیعی کو بلایا اور جہان تک ہو سکا ہدایت فرمائی اور کہا اے نصروان
تو اس عقیدۂ باطل سے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر کہ پھر تمام عمر تیری عافیت سے گذرے اور عاقبت بھی
بخیر ہو کہ سرمایۂ کونین ایمان ہے ورنہ بعد ایک دو لمحہ کے تم بھی بکران شاہ خارجی کے پاس اپنے مقر اصلی میں جا پہونچوگے
کیوں اپنی جان کو مفت برباد کرتے ہو اور ایمان تو نادارد ہی ہے نصروان نے پوچھا اے شاہزادۂ عالی جاہ میرا مقر اصلی
کہاں ہے اور کس طرح کا ہے میں بھی آگاہ ہوں شاہزادۂ نامدار نے فرمایا تیرا مقر اصلی وہی جہنم ہے جہاں تیرے بزرگان
کذاب جلائے جاینگے نصروان نے کہا اگر ہمارا وہی مقر اصلی ہے تو پھر کچھ اندیشہ نہیں ہے برضا و رغبت دلی وہاں جاونگا
اور بخوبی عیش سے رہونگا وہاں کی عقوبت و سزا کو میں یہاں کی لعنت عظیم سے ہزار درجہ بہتر جانتا ہوں کیونکہ ہزارہا
شاہان صاحب جاہ و حشم مثل فرعون و نمرود و شداد وغیرہ کے وہاں موجود ہیں ہم بھی انھیں [illegible] جنت [illegible] کی
سیر کرینگے اور رات دن انھیں کی صحبت میں خرم و مسرور رہینگے اب جلد جلاد کو حکم دیجے کہ [illegible] طبقات جہنم میں
پہونچا دے صاحب قران اکبر نے اس لعین کے عقیدۂ باطل پر ہزار لعنت کی اور ہزار نفرین کر کے حکم دیا کہ اس
ملعون جہنمی کو لیجاؤ اور تیرباران کرو عیاران نامدار نصروان شاہ ربیعی کو گرفتار کر لیگئے اور ایک میدان میں نصف جسم اس
ملعون کا زمین میں گاڑ دیا اور تیرباران کیا بعد ہلاک ہونے نصروان شاہ [illegible] بی بی کو بلوایا کہ وہ منکوحہ تھی اور ایک
لڑکا پانچ برس کا اسکی گود میں تھا بکیفیت مردان بقیۃ السیف [illegible] درگاہ پر حاضر ہوئی اور بوجہ شدید ین شداد

کے بصدق دل وخلوص نیت مسلمان ہو گئی ایسی ہدایت وتلقین ہوئی اور خاص اُسکے ہمراہی کہ قریب ساٹھ ہزار سوار
جرار کے تھے وہ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے بعد اسکے صاحبقران اکبر والا جاہ صحبت خلیہ میں تشریف لائے
اور شب کو بعیش وعشرت بسر کی دوسرے روز بدستور گذشتہ دیوان عام میں تشریف لائے آج دوسرا قصہ پیش ہوا
یعنی اشبوط دیلم سے نہایت سہولت کے ساتھ شاہزادے نے خوش نفسی ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہ دیلم تمنے
عمر ابھی اس حماقت میں بسر کی اور افسوس تمہاری عقل کا فتور ہو گیا اور تمکو کسی طرح کا شعور رہا عقل نہ آخر اس نوبت
کو پہونچے اب بھی اگر تم اس دین باطل کو ترک کرو اور توبہ کر کے پروردگار عالم کو معبود حقیقی اپنا جانو اور دائرہ اسلام میں
داخل ہو تو تمہارے حق میں مناسب اور بہتر ہوگا کہ دنیا اور عقبی دونوں میں ثواب حاصل ہو تا آئندہ تمکو اختیار ہے تعیین
اپنے افعال کا اختیار ہے اشبوط دیلم نے کہا اے شہریار دولت مدار ایک بار جمشید مردود کو سبب سحر وساحری
یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ وہ لعین ہر ایک سے زبردستی سجدہ کرواتا تھا چنانچہ ہمنے بھی اُسے سجدہ کیا وہ اکثر جبر کی راہ چاہی کا
کرتا تھا جو گذر گیا کیونکہ اثر سحر میں دفعتہ گرفتار ہو گیا بسبب وہم کی مطلق خبر نہ رہی اور نہ اپنے بیگانے میں کچھ تمیز باقی رہتی
اب اس زمانے میں دوسری بار عالم ہوشیاری میں دیدہ ودانستہ کسطرح ہم خدا کے نادیدہ کو اپنا معبود کر دیں
اور سجدہ کریں اور اپنے دین قدیم کو چھوڑ دیں یہ ہونا نہایت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ ہمنے آج تک سبز
خداوند دیلم کے دوسرے کو خداوند عالم نہیں جانا خداوند دیلم ہمارا ہے اور جو یہ ہے کہ ہم اس پیغمبری علیم کو
ترک کر دیں اسکے شاہزادہ معز الدین ہم تمسے سچ کہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے درپے ایذا ہوئے تو یاد رہے خداوند دیلم
تمکو بہت جلد سنگسار کریگا کسواسطے ہم خداوند دیلم نے کئی بار تجربہ کیا اس کی ہے آئندہ تمکو اختیار ہے جب
مجھے کسی طرح کا الزام نہ ہو صاحبقران اکبر نے فرمایا او گیدی خاطر جمع رکھ ابھی تجھکو روانہ ہوتا ہے بعد اسکے
شاہزادہ عالی منزلت نے القیموس زنگی سے سوال کیا کہ اب تم کہو تمہارا کیا قصہ ہے چنانچہ القیموس کو بھی سمجھایا اور
ہدایت کی لیکن اُس تیرہ درون پر کوئی نصیحت مؤثر نہ ہوئی آخر اُن دونوں ملعونوں کو بھی مع انکے متعلقین کے
دار پر کھینچوا دیا بعض کو تیرباران کروا دیا الغرض وہ سب مع تابعین ومتعلقین داخل جہنم ہوئے

از وجود کافران شد پاک عالم شکر حق	پیچ پیچی کرد ندرو سوے جہنم شکر حق
دشمنان حق مکان کردند در بئس المصیر	بر شما اے دوستان فرض ست ہر دم شکر حق

قصہ مختصر اُن دونوں ملعونوں کے لشکر میں ایک لاکھ سوار وپیادگان ہمراہ آتش بار موجود تھے وہ سب باشارہ خدا
بصدق دل مسلمان ہوئے صاحبقران اکبر گردون حشم نے ریحان زنگی کو جو اُس لشکر کا سپہ سالار تھا القیموس کے
ملک کا حاکم وفرمان روا کر دیا مگر حکم دیا تھا کہ تا ہوشیاری فرزند القیموس کی نیابت حکومت کرے بعد اسکے فرزند
القیموس بمنزلہ اپنے باپ کے حاکم ہوگا ابھی وہ شاہزادہ کل دس برس کا ہی اس صاحبزادے کے واسطے اُستاد اتالیق

وہ اتالیق نہایت شریف و ہوشیار و کامل الفن رکھے گئے اور سب کے واسطے تعلیم کا وقت معین کیا گیا کہ اول کتاب دن کا
سبق دیا جائے بعد اسکے خوشنویس لکھا دیں اور جبکہ لکھنے پڑھنے سے فارغ ہوں تو فنون سپہ گری تعلیم ہوں غرض
ہر فن کے استاد اپنے اپنے وقت پر حاضر رہتے تھے اور تعلیم و ترتیب پر مستعد و سرگرم تھے اسی طرح اشنوط دیلم کا ملک
سمعلاج اژدر کو مرحمت فرمایا گیا بعد اسکے دوسرے روز اقلیموس فرنگی شاہ ملک فرنگ اور نجاشی شاہ حبش کو
قید خانہ سے بلوایا اور نہایت آہستگی سے بخندہ پیشانی ہدایت و تلقین فرمائی اقلیموس نے کہا اے شہریار اصل حال
یہ ہے کہ فدوی ایک مدت سے اس دین عیسائی میں بسر کرتا چلا آیا ہے اب اس سن و سال میں نہایت خلاف ہے کہ اپنا
مذہب قدیم کو ترک کروں اور اس حیات مستعار و زیست چند روزہ کے واسطے دین جدید کو اختیار کروں یہ آدمیت
سے بعید ہے ہاں اگر شہریار کسی قدر خراج مجھ سے لیں اور بخوشی رہا دینے کو موجود ہوں صاحب قران اکبر فلک قدر
نے یہ درخواست اقلیموس کی قبول فرمائی اور اسی وقت قید سے رہا کردیا اور اقلیموس بھی اسی روز صاحب قران اکبر سے
رخصت ہو کر مع اپنی فوج اور لشکر کے اپنے ملک کو روانہ ہوگیا بعد اسکے نجاشی شاہ حبش کو بلا کر فرمایا اے شاہ حبش اگر
اب تمہارا کیا قصد ہے امان طلب ہو یا جان دینے پر آمادہ ہو ابھی نجاشی شاہ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ شیدی سالم
اور البطال زنگی نے دست بستہ عرض کیا اے شہریار عالی وقار ہم جان نثار امیدوار ہیں کہ آج حضور نجاشی شاہ حبش کو اجازت
فرمائیں کہ جان نثار آج انکی دعوت کرے اور عندالذکر کچھ کلمات نصیحت بطور قصص کے بیان کردیں عجب نہیں کہ ہماری
نصیحت کارگر ہو جائے اور کہنا ہمارا انکے دل پر اثر کر جائے صاحب قران اکبر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے تم نجاشی کو شوق
سے لیجاؤ الغرض البطال زنگی اور شیدی سالم نجاشی کو حسب الحکم صاحب قران اکبر اپنے خیمہ میں لے گئے اور انواع
انواع طرح سے نجاشی کی خاطر مدارا کی اور زنگاوہ زنگاری پوش دختر نجاشی کو بھی اول ہی قصر خضر سے بلوایا تھا زنگاوہ
بھی اپنے باپ نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور باپ سے ملی نجاشی بیٹی کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہ بعد ایک مدت
دراز کے بیٹی کا دیدار نصیب ہوا - بعد اسکے البطال زنگی اور شیدی سالم نے نجاشی کے دل سے تیرگی کفر بدلائل و
براہین زائل کی جب بفضل ایزد منان تیرگی کفر زائل ہوئی اور دل نور اسلام سے روشن ہوا اسی وقت نجاشی نے دین اسلام
قبول کیا دوسرے روز جس وقت صاحب قران اکبر تخت شاہی پر رونق افروز ہوئے البطال زنگی اور شیدی سالم
نجاشی شاہ حبشہ کو لیے ہوئے حاضر دربار ہوئے صاحب قران اکبر گیتی ستان نے ایک خلعت پر زر نجاشی بادشاہ
حبش کو مرحمت فرمایا بعد اسکے سلطان شاہ و ملک الغیور و آذر شاہ بادشاہ نے کہ اول ہی سے طرف اسلام کے میلان
طبع رکھتے تھے صاحب قران اکبر سے خود درخواست کی اور بتائید دل و صفائی نیت مسلمان ہوئے صاحبقران اکبر
فلک قدر کشور ستان نے ان چاروں شاہان نومسلم کو علاوہ خلعتہائے فاخرہ وگرانبہا کے تحائف طلسمی بھی عنایت
فرمائے صاحب قران اکبر زمین جبل الاعلی کو کفار و اشرار سے پاک و صاف کر چکے اپنی اقبال مندی اور کثرت افواج وغیرہ

کو دیکھ کے سجدہ شکر درگاہ قادر و توانا مین بجالائے اور حکم ہوا کہ ہم اس مقام فرحت خیز مین جشن فتح و فیروزی کیا چاہتے ہین ارکین دولت اس حکم محکم کو شاہزادہ عالی جاہ سے سنکے اپنے اپنے کاروبار مین مصروف و مشغول ہوئے اور بارگاہ معلے کی تیاری از سر نو ہونے لگی داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچ گیا کہ سلطان ابن سلطان و خاقان ابن خاقان صاحب قران اکبر گیتی ستان نے سات روز کا جشن ظفر مقرر فرمایا ہی لہذا چاہیے کہ تم بھی مع سامان آمادہ و مستعد رہو یعنے رقاصان خوش گلو و خوش رو و مطربان سنبل مو و عنبر بو تعداد کثیر مہیا رہین اور یہ جشن ہفت روزہ اسطرح اور اس اسلوب کا قرار پایا ہے کہ سات روز مین سات رنگ کی پوشاکین اور لباس و زیور و فرش وغیرہ ہوگا ایک روز سے دوسرے روز کی صحبت جشن کو مناسبت نہوگی اور کل مصاحبین بھی ساتون روز بالوان مختلف پوشاکین زیب جسم کرینگے اور کل کارخانجات مین اسی طرح کا حکم پہونچگیا اور سب سامان درست ہوگیا قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر عالی شان نے اسقدر جواہر مع سلاح جواہر نگار وغیرہ امرائے عالی شان و روسائے بلند مکان و سلاطین و شاہزادگان کو عنایت فرمایا کہ کسی متنفس کو پھر تمام عمر مال دنیا کی احتیاج نرہی اسی طرح غربا و مساکین شہر کو بھی اسی کثرت سے تقسیم فرمایا کہ شہر مین فقرا و مساکین کا نام باقی نرہا بعد اسکے وہ شاہزادۂ عالی گہر و شہنشاہ بحر و بر و شاہ قلعہ گیر و کشور کشا مع رفقائے نامور و افسران لشکر ظفر پیکر عیش و عشرت مین مصروف ہوئے اور جا بجا ناچ ہونے لگا۔ قصہ مختصر ہر شخص فرط شادمانی و مسرت دلی سے مانند گل کے کھلا جاتا تھا ان ایام جشن مین کوئی خیمہ وغیرہ لشکر ظفر اثر مین ایسا نتھا کہ جسمین ہنگامۂ عیش و نشاط برپا نہو اور ہر ادنے اور اعلے اپنی اپنی جگہ پر بے فکر و بے اندیشہ نہایت فارغ البالی سے رات دن عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا گویا دن عید اور رات شبرات تھی اور ادنے سے اعلے تک صاحب قرانی مین ہر طرف غلغلۂ مسرت و شادمانی ہو رہا تھا

اب راوی صدق بیان صاحب قران اکبر گیتی ستان شاہزادۂ عالی شان بلند مکان کو جشن فتح و نصرت مین بانبساط و شادمانی مشغول و مصروف رکھتا ہی اور حال فرحت آمال آراستگی جشن و عقد صاحب قران اکبر فلک قدر شاہزادۂ معز الدین نامور معرض بیان مین لاتا ہی

بیت

گذارش گر دفتر خسروان | چنین کرد عہد گذارش روان

بساط آرایان محفل سخندانی و نکتہ سنجان فصاحت بیانی و رطب اللسانی اسطرح تر زبان ہوئے ہین چونکہ قصہہائے نمکین و داستانہائے رنگین قریب اختتام ہین لہذا اب اسی قدر حال اور باقی ہے کہ جملہ عاشق و معشوق آرزو کے

وصال دلدارا اور طالب ومطلوب باہم وصل حقیقی سے حسب خواہش دل عشق منزل کامیاب و بہرہ ور ہوں اور گل مراد کو بخوبی بے خلش خار دامن شوق میں لیں بعد فراغ عقد و نکاح ہر ایک اپنے وطن مالوف کی طرف بصد خورمی و شادمانی مع اپنے اپنے معشوقوں کے مفصلت کرے اور یہ خادم درگاہ صمدیت بھی دماغ خراشی و بیہودہ سرائی سے فارغ ہو کر بقیہ عمر مغتنمہ اپنی اور کسی کام میں صرف کرے کیونکہ طوالت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے کہاں تک زبان بیان کو تصدیعہ بیفائدہ میں گرفتار کرے

داستان آرایش جشن عقد صاحب قران اکبر والا شیم و ملکہ عالم سریرآرائے ملک فردوسیہ یعنی ملکہ شمسہ ماہ سیما و ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا وغیرہ کا مع ساز و سامان مختصر و نیز عقد امرائے نامور توفیق بپا اکبر

نظم

بیا کہ قاعدۂ آسمان بگردانیم
ز جان و دل بلا را زبان بگردانیم
ندیم و مطرب و ساقی ز انجمن سانیم
گہے بہ بوسہ زبان و دہان بگردانیم

قضا بگردش رطل گران بگردانیم
گل انگبین و گلابے بہ رہگذر پاشیم
بکار و بار زنے کاروان بگردانیم
نہیم سر بگیسو و باہم آویزیم

ز چشم و دل بتماشا تمتع اندوزیم
بہ آوریم و قدح در میان بگردانیم
گہے بلا بہ سخن با ادا بیامیزیم
بشوخی کہ روی اختران بگردانیم

ایضاً

بیا باغبان خرمی ساز کن
سر نرگس مست برکش ز خواب
یکے مژدہ برسوے بلبل فراز
کہ روشن بشستن شود لاجورد
لب ناروں را مے آسودہ کن
روان کن سوے گلبن آب روان
ہوا معتدل بوستان دلکش ست
برافروختہ ہر گلے چون چراغ
سر آئینہ کن نالۂ چنگ را

گل آمد در باغ را باز کن
سہی سرو را بال برکش فراخ
کہ ہے گل آمد بہ بستان ساز
سر نسترن را ز موے سفید
سر سوسنے زلفین را از اندودہ کن
بہ سر سبزی از عشق چون من کسان
ز ہوا دل دوستان راقص ست
ہر مرغ زبان بستہ آواز دہ
بر آور بہ رقص این دل تنگ را

ز جعد بنفشہ برانگیز تاب
بقمری خبر دہ کہ سرمست شاخ
ز سیماے سبزہ فرو شوے گرد
سیاہی دہ از سایۂ مشک بید
سمن را ورودے دہ از ارغوان
سلامے بہر سبزۂ سے رسان
درختان شگفتہ نشد از شب باغ
کہ آہنگ خوش نغمہ را ساز دہ
سر زلف معشوق کن شوق را

بر افگن ز گردن خود این طوق را	ریاحین سیراب را دستہ بند	برافشان ببالاے سرو بلند
بیا ساقی اے مایۂ انبساط	جہان از جمال تو باغ نشاط	بیا اے بخوبی چو ماہ تمام
بدہ ساغرے زان مل لالہ فام	کہ در پیش دارم یکے داستان	گلستان کن خاطر دوستان
چو صاحب قران ثریا جناب	بوصل سہ دلبر شود کامیاب	یکے شمسہ آن ماہ حسن و جمال
کہ او را بخوبی نباشد مثال	دوم نو بہار آن پریزاد و ماہ	کہ بر عارض او بلغزد نگاہ
سوم ناطقہ کز رہ دلبری	بخوبی بحور و پرے برترے	گرامی رفیقان صاحب قران
شوند از کمال شرف کامران	بلطف خداوند یان آفرین	بر آمد مراد محبان دین
تو بانہ نیت این بزم را ساز کن	بدستم عنان سخن باز کن	کہ سازم من این داستان را تمام
فزایم سرور دل خاص و عام	کہ ختم کتاب ست اکنون قریب	بنام شہنشاہ نصرت نصیب

بساط آرایان بزم سخن و صدر نشینان محفل ہنر و فن اس داستان مسرت عنوان کو اسطرح منظور نظر ناظرین والا تمکین کرتے ہین کہ جسوقت صاحب قران اکبر گردون حشم شاہزادہ سعد الدین والا تمکین جدال و قتال کفار و اشرار نابکار سے فراغ حاصل کر کے مطمئن ہوے اور بہمہ وجوہ فارغ البال ہو گئے اسی طرح ابو الحسن جوہر و لیقوب حرامی نامور یہ دونون عیاران طرار ضار منکوس کو جہنم واصل کر کے فرصت پا چکے اور اردوے معلی مین داخل ہوے صاحب قران اکبر کو مژدہ ضار منکوس کے مرگ کا دیا۔ صاحب قران اکبر رفیع المکان دوگانہ شکریہ بجالائے پھر بفراغ خاطر آراستگی جشن ظفر مین دلاوران نامدار و امراے عالی وقار مشغول ہوے ایک وسیع و ہموار میدان خس و خاشاک سے صاف ہوا خیمہاے مکلف استادہ ہوے اسباب راحت و سرور مہیا ہوا صاحب قران اکبر والا شان مع رفقاے والا مکان عیش و عشرت مین مصروف ہوے جشن عروسی قریب آیا۔ ابیات

حکیم خردمند عالی مقام	کہ قسطا اسس خوانند او را بنام	بشد گفت اے کامیاب از نصیب
مبارک بوقت تو وصل حبیب	رسید آن کزین ساعت عیش را	کہ بخت کند باز قفل کشائے
بملک طرب رہنمونی کنند	بفرخندہ حالی غنودی کنند	بفرمود صاحب قران با حکیم
کہ اے در کمالات مثلش عدیم	بہر چیز فرمان کنند بندہ ام	چو خامہ بحکمت سر افگندہ ام

تفصیل اس اجمال کی اسطرح ہے کہ جسوقت حکماے باد انش و فرہنگ یعنی جناب حکمت مآب حکیم قسطا اس الحکمت و حکیم عقفر طوس جنی نے روزنامچہ کتاب طلسم کو کھول کر ترتیب جشن عروسی و انعقاد بزم کتخدائی و شادی صاحبقران اعظم و صاحب قران اعظم کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا اور حکماے عالی منزلت کو دریافت ہوا کہ ترتیب صحبت جشن عروسی

صاحب قران اکبر فلک قدر بھی مثل اسی جشن با شان و شوکت کے منعقد ہوگی بلکہ اگر بنظر غور و انصاف دیکھا جائے تو اس جشن شادی صاحب قران اکبر مین فقط ایک سامان روشنی آن جشنہائے گذشتہ صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر پر کہین فوق لیگیا ہی اور جو اشیا زائد ہین اُنکا کیا ذکر کیا جائے کیا معنے کہ محل جشن عروسی صاحب قران اعظم و صاحب قران اصغر باغ زاہدہ خاتون مین قرار دیا گیا تھا اور نوشاہ و عروس دونون اُسی باغ عالی منزلت مین جلوہ گر ہوے تھے اور بر وقت عقد کے یہ رائے قرار پائی تھی کہ برات دروازۂ خورد سے باغ کے بخشم و خدم قصر عروس مین جائے اسواسطے کہ دونون دروازہائے جنوبی اور شمالی کے درمیان اسقدر میدان وسیع تھا کہ وہم و گمان مین نہین آسکتا جیسا کہ دفتر ہشتم خورشید نامہ مین بیان ہوا ہے ناظرین عالی طبع کی بھی نظر انور سے گذرا ہی یعنے میدان جنوبی اور شمالی کے مابین ایک دشت لالہ زار و میدان پر بہار و صحرائے خوشگوار تیار کیا گیا تھا جسکے حدود جزیرہ در صدر سے ملحق ہوگئے تھے اس میدان وسیع مین ہزارہا خیام و ہزارہا بارگاہین سلاطین عالی جاہ کی استادہ کی گئین تھین اور اُنھین بارگاہون مین بادشاہان گردون سریر و سلاطین کشور گیر نے قیام فرمایا تھا جب وہ مقام جشن کے واسطے مقرر ہوگیا اور اسباب زینت و آرایش سے آراستہ و پیراستہ ہوگیا وہ جشن عالی اس صحرائے پر بہار و باغ زاہدہ خاتون مین واقع ہوگیا تھا لیکن جشن ہمایون صاحب قران اکبر اس قصر عالی منزلت رفیع الشان یعنے قصر النیرین مین قرار پائیگا اسواسطے کہ یہ قصر عالی وسعت و رفعت مین غیرت اوج فلک اور رشک عرصۂ تصور ہے مرغ تیز پرواز نظر بقوت شہپر کوشش نتہائے اوج قصر تک ہرگز جا نہین سکتا اور پیک خیال تیز رو کسی طرح اسکے انتہائے وسعت کی خبر لا نہین سکتا و چرخ برین باوجود اس بلندی کے رفعت اُس قصر بیمثال کی مشاہدہ کرکے حیرت سے دنگ ہی اور دامن صحرا آگے کشادگی صحن قصر کے ایک گوشۂ تنگ ہے ہمت مردان عالم آگے اس قصر عالی منزلت کے مقر اپنی پستی کی ہوکر مدام عذر خواہ ہے۔ اور دامن حرص بمقابلہ فراخی صحن قصر از حد کوتاہ ہی مرغ تیر تیز پرواز کبھی گوشۂ کمان سے نکل کر سیر دیوار قصر تک بھی نہین جاتا اور میدان محشر اپنے تئین تنگ تصور کرکے روبروے صحن کشادہ قصر النیرین برائے مقابلہ نہین آتا۔ مگر پیر فلک نے اسی قصر رفیع کو دیکھکر رشک سے زہر ایسا کھایا ہی کہ تمامی جسم فلک نیلگون نظر آتا ہی۔ اور شاید ہنگام گردش اسی قصر عالیشان سے ایسی ٹکرین کھائی ہین کہ ضرب شدید سے تن چرخ برین ہر صاحب بصیرت نیلا پاتا ہی۔ دروازے اسی قصر عالی بنیاد کے غیرت درہائے قصر ارم ہین۔ اور محرابین اسی قصر عالی منزلت کی رشک خم ابروے صنم ہین۔ ہر طاق اسی قصر کا طاق ایوان فریدون سے زیادہ تر خوشنما اور مشہور ہے۔ اور ہر ایک روشندان اسی قصر کا ایسا خوشنما ہی کہ دیدۂ حور العین کو نظارہ اُسکا منظور ہے۔ دیوارین اسی قصر کی ایسی صاف ہین کہ اگر کسی صورت سے ایک نظر دیکھ لیا جائے تو سمجھ سکتے ہین آئینہ ہو۔ نہین نہین بلکہ دیوارین قصر مذکور کی ایسی صاف اور روشن ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکو بعوض آئینہ دیکھے شکل تو کیا چیز ہی صورت

راز دل معائنہ ہو ستون اسی قصر کے ایسے ثابت قدم ہین کہ مردان جدال رستم خصال اُنکے ثابت قدمی مین ہمسر نہین
نہین بلکہ ایسے بلند اور خوشنما ہین کہ قد معشوقان سرو قامت بھی اُنکے کسی طرح خوبی مین بہتر نہین - ملائک کو اسی قصر
ہمایون کی دربانی کی آرزو ہی - اور حور جنان کو اسی قصر مین مژگان سے جاروب کشی کی روز ازل سے جستجو ہی - فرش اسی
قصر نادر کا اطلس گردون سے بہتر ہی اور ہر جھاڑ اسی قصر کی سقف کا عقد ثریا سے نور و ضیا مین زیادہ تر روشن اور
انور ہی - اور باغ قصر النیرین بھی باغ زاہدہ خاتون سے سرسبزی و شادابی مین کچھ پایۂ کمی نہین رکھتا ہی یہ باغ گلشن دنیا
مین ایسا نادر و خوب ہی کہ چمن فردوس برین بھی کثرت شرم سے محجوب ہی - ہزار در ہزار گلہاے رنگارنگ اسی باغ
پر بہار مین مدام شگفتہ رہتے ہین - اور مردم انصاف پسند اسی باغ کو رشک افزاے گلشن ارم کہتے ہین - سواے
باد بہاری کے ہواے خزان اس باغ مین کبھی نہین آتی - اور کسی موسم مین فصل بہار اس باغ سے باہر نہین جاتی -
نغمہ سرائی عندلیبان خوش الحان سے اس باغ کے گلون کا عجب رنگ ہی - اور صوت ہزار دستان سُنکے ہر جوان گلشن
رنگ ہی - اکثر نغمہ سرائی بلبل خوش نوا سے جوانان چمن مستانہ وار جھومتے ہین - اور کثرت اثمار سے روے زمین بار بار
چومتے ہین - دیدۂ نرگس کو اسی باغ کے دیکھنے کی مدت سے آرزو ہی - ہر ایک گل اسی باغ پر بہار کا خوشبو مین مشکبو ہی
ہر سرو اسی باغ کا قد و قامت معشوقان باغ جہان سے بہتر ہی اور ہر گل اسی باغ کا خوشبو مین غیرت مشک و عنبر ہی اسی باغ
پر بہار مین ہمیشہ نسیم عنبر شمیم مستانہ وار چلتی رہے - اور پردۂ دماغ مردم مین عطر بوے گل مدام ملتی ہی - رضوان اسی باغ
کی باغبانی کا مشتاق ہی - اور حور جنان کو اسی باغ کی جدائی نہایت شاق ہی - اگر کبھی ہواے بہار باغ جنان اس باغ مین
آئے ہر غنچہ و گل اس باغ کا کثرت نزاکت سے باد خزان اُسکو تصور کرکے مرجھا جائے - اگر کبھی اس باغ کی ہواے گرم بھی
گلشن ارم مین جائے ہر اک نہال جنان شاداب ہو ہر گل تازگی پائے - الغرض اسی وجہ سے قصر النیرین اور باغ قصر النیرین
قیامگاہ عروس و نوشاہ قرار دیا ہی - کیونکہ صاحب قران اکبر مع جملہ امراے نامدار و سلاطین عالی وقار بعیش و آرام تمام
تشریف رکھین اور خواتین ذوی الاقتدار بھی بصد راحت و آرام مقیم ہون چونکہ صاحب قران اکبر کے ہر ایک امیر ذی وقار
و سردار نامدار کی داستان عاشقی جلدہاے گذشتہ مین بخوبی تحریر ہو چکی ہے بالتفصیل مکرر اعادہ کی ضرورت نہین ہے کہ
دوبارہ جدا جدا ہر ایک نامدار و عالی وقار کا حال مندرج کیا جائے لیکن بطور اجمال و بطرز مختصر اُن امراے ذی وقار کا حال
لکھنا ضرور ہی کیونکہ بوجہ درازی مدت عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کے صفحۂ دل سے وہ وقائع رنگین اور وہ داستانہاے
ممکن بالکل سہوا و رمحو ہو گئی ہون بس اسوجہ سے باردگر مختصر تحریر کرتا ہون اور یاد دلاتا ہون تا آگاہی بخوبی ہو جائے اور
لطف وافر اور حظ بیحد ناظرین والا تمکین کو حاصل ہو اول یہ مترجم ہر ایک سردار ذی وقار کی معشوقہ اور مطلوبہ کا نام بیان
کرتا ہی - پوشیدہ نہ رہے کہ امیر جلیل الدین فیروز مہنی کی معشوقہ مستورہ بانو ہی اور امیرزادہ سیف الدین دو نازنینان
بیمثال کا فریفتہ ہی انمین سے ایک ستم ایجاد پری آدم سے ہی اور دوسری محبوبہ قمر اسے خورشید پریزاد سے ہی اور امیر خلیل الدین

بھی دو معشوقہ مہر لقا کا عاشق ہی از انجملہ ایک جمیلہ عالم افروز ہی اور دوسری معشوقہ گوہر افروز بنت نعمان شاہ عالیجاہ ہی
اور امیر سلطان ذی وقار بھی دو معشوقان خورشید لقا اور ماہ سیما سے اُلفت اور محبت رکھتا ہی ایک زہرہ روشن بدن
ہی اور دوسری شکیلہ سیمتن ہی یہ دونون امیر مذکور کے سلک الزدواج مین آئینگی اور یہ وہ نازنینان خوبرو ہین جو سردار سطو
کو سیر عجائبات حکیم ارسطو مین ملی تھین اور امیر مجاہد الدین کی محبوبہ خوبرو سعادت بانو ہی جو بیٹی نور الزمان شاہ کی ہی
اور جسکی حقیقت تمام و کمال طلسم سبع سیاع مین گذری ہی اور امیر محمد ابن جلال الدین تین محبوبان بیمثال پر فریفتہ ہے
انھین سے ایک ملکہ سروسہی بنت سلطان ابو المحسن مصری ہی جسکی داستان جمشید جہان نصیب کے شمول ذکر بیان
ہوئی ہی اور محبوبہ دیگر مہر افروز پری ہی اور تیسری مطلوبہ سنبلہ ماہ پیکر ہی جو بیٹی اسپو طلا دیلمی کی ہے اور ہمشیرہ مہر افروز پری
امیر سیف الدین عالی وقار کی محبوبہ ہی چنانچہ امیر سیف الدین بھی تین شاہزادیون کا عاشق ہی اسی طرح امیر یوسف کی
معشوقہ شعلہ نارنجی پوش فارسیہ ہی۔ المختصر ان امراے نامدار و سرداران ذی وقار و تہور شعار یکتاے روزگار کا حال
مفصل اس باعث سے زیب صفحہ قرطاس نہین کیا گیا کہ ہر ایک کی داستان عشق و عاشقی جدا جدا حالات و واقعات
رنگین سے مزین ہی اور سراسر مرغوب دل ہی پس بیجا اسکے کہ بیجا طول نہو اور دل ناظر افسانہ ملول نہو اور اکثر رفقا
صاحب قران اکبر مثل امیر مظفر و امیر شجاع الدین و امیر غضنفر و امیر معظم الدین وغیرہ ایسے ہین کہ ہر ایک کی داستان
عاشقی بطور مختصر ایک مرتبہ حوالہ قلم اعجاز رقم ہو چکی ہے ان امیران ذیقدر و ذیوقار کی معشوقان خوش جمال اور محبوبان
مہر تمثال بعض پریزاد سے ہین اور اکثر نسل آدم سے ہین ناظرین افسانہ کو یاد ہوگا کہ ان امراے والاقدر عالی منزلت
کی کیفیت اور حقیقت آخر طلسم سبع سیاع مین بشمول جشن صاحب قران اکبر مرقوم ہوئی ہی اور وہ حسینان طلسم ملکہ
ماہ پیکر و حور پیکر و مہر پیکر و خورشید عذار و سرو قامت و کبک رفتار و لالہ عذار وغیرہ ہین جو مراحل طلسم سے متعلق ہین اور
ابتک انھین مقامات طلسم مین مقیم ہین یقین ہی کہ اب ہر ایک نازنین مہ جبین کا افسانہ عجیب اور قصہ مرغوب ناظرین
بلند بین کے نگین دل پر نقش ہو گیا ہوگا ماسوا اسکے رفیق رفقا سے صاحب قران گیتی ستان ساکنان طلسم عجائبات
ارسطو سے ہین جو حلقہ اطاعت صاحب قران اکبر مدام اپنے کان مین رکھتے ہین اور اپنے تئین ادنے خدام صاحبقران اکبر
سے جانتے ہین اور کبھی فرمان واجب الاذعان صاحب قران اکبر سے سرتابی نہین کرتے ہین علاوہ اسکے ہر ایک رفیق
صاحب قران اکبر صاحب وقائع عشق و عاشقی ہے انھین سے ایک بہرام سرخ کلاہ ہی جسکی محبوبہ سراپا ناز شرف افزا پری
ہی اور اسکی داستان مسرت نشان طلسم فلک مشتری مین بیان ہوئی ہی اسی طور سے خواہر شرف افزا پری یعنی گلنار پری
ابو المکارم کی محبوبہ ہی اسکی داستان بھی مندرج ہوئی ہے اسی طور سے رہنے والون عجائبات سے حفیظ ثریا مکان ہے کہ
منطقہ زرین کمر اور فرنگ سلطان پریزادان سے عشق دلی رکھتا ہی اور شاہزادہ اصطخر بن طاقی شاہ حمراے گلنار پوش
کا شیفتہ اور فریفتہ ہی اور شاہزادہ احمد بن عادل شاہ دیوانہ ورد زندان کا عاشق کامل ہی اور شاہزادہ ادریس نوجوان کی

معشوقہ خوبرو رانی جہاندرمان ہے اور مسعود نامدار تہور شعار کی معشوقہ سوداوۂ مشکین نقاب صاحب عصمت وحجاب ہے سوا اسکے
صاحبقران کشور گیر گردون سریر کے رفیق عالی وقار شاہزادۂ دری مشتری طلعت اور شہاب نوجوان اور ضرغام
شیردل ہین کہ جنکی معشوقان صادق الاقرار محبوبان وفا شعار جہاندیدہ روزگار گل پیرہن وگلعذار سعیدۂ قمر طلعت و
سوسن جان بخش و نرگس شہلا ہین اور ہر ایک کی داستان عشق وعاشقی قبل اسکے بالتفصیل بیان ہو چکی ہے اور
عالی سلطان مرشد خانقاہ کی دختر نیک اختر کا والہ و شیفتہ ہے اور پسر مرشد مسطور علیا سے بلند پرواز پری پیکر فریفتہ ہے
اور رافع بن ارفع مرفوع جنی کی دختر خوش رو و خوش جمال کا شیفتہ ہے اور معشوقہ پدر عالم نجم خوش نوا نہ پری ہے اسی طرح [illegible]
بیتاب اور سوختگان آتش عشق خانہ خراب سے قنطور نوجوان ہے کہ مرجان شاہ گوہرباری کی دختر سے الفت رکھتا ہے اور اسکے
عشق مین دیوانہ ہے اب اس کمترین کے نزدیک بجز شمشاد نوجوان پسر دایہ ملکہ شمسۂ تاجدار جو سرو چمن پری کا عاشق ہے اور ترک
سخت کمان شاہزادۂ سقلاب جو دختر غامر ملکہ ماہ ترکان کا دلدادہ ہے اور ابو الحسن جوہر اور یعقوب حرانی جنکی معشوقان خوبرو
فلہانہ بنت عمران شاہ و غمزۂ شیرین کار و نادرہ رازدار و بستان افروز و طرۂ مشکین خال مشہور ہین نام بردگان کے احوال بیان
کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ یہ دونون مثل سایہ صاحبقران اکبر کے ہمراہ شام و بگاہ رہتے ہین حاصل کلام اب اُن
عاشقان جویاے وصال سراپا رنج و ملال غریق دریاے الفت حریق آتش مودت حامل بار فرقت سالک جادۂ بادیۂ محبت
ذبیح خنجر ابرو اسیر دام گیسو صاحب نالہ و فریاد در شک قیس و غیرت فرہاد رہ نوردان صحراے سخت گذار فراق و طے کنندگان
طریق مودت و وفاق گرفتاران محن فرقت معشوقان خوبرو و شیفتگان نازنینان مرغولہ مو مجروح جان تیر دلدوز نظر چشم خوبرویان
وکشتگان خنجر آبدار آبروے معشوقان کا زمانہ وصل حبیب عنقریب ہے خوشی و شادی سے ہر اک عاشق کی کیفیت عجیب
ہے رنج دل سے دور ہے ہر دم کثرت عیش و سرور ہے رنگ رخون کا کثرت خوشی سے گلنار ہے اب درد ہجر سے کوئی مرتا ہے نہ بیمار ہے
غنچۂ دل ہر اک عاشق کا بادبہار عشرت سے مانند گل خندان ہے اور کسی ہجر دیدہ انتظار کشیدہ کے لب پر نالہ ہے نہ فغان ہے اور
نہ غم و الم سے چشم گریان ہے کسی عاشق کا لباس جوش دست جنون سے اب چاک نہین اور کسی عاشق دیوانہ کے سر پہ
خس و خاشاک خاک نہین اب کسی عاشق دل سوختہ کے لب پر فریاد و آہ نہین اور کوئی عاشق بیتاب مصروف نالہ جانکاہ
نہین کسی شیفتہ کامل کا دل مانند زلف عنبرین مویان پریشان نہین کسی عاشق دیوانہ کا جوش جنون سے چاک گریبان
نہین باتین دیوانہ پن کی کوئی نہین کرتا کوئی خلاف راہ دانش قدم نہین دھرتا غنچۂ دل اب ہر ایک عاشق کا کثرت
مسرت سے مثل گل کھلتا ہے کوئی عاشق کسی عاشق سے خوش ہوکر گلے ملتا ہے عشاق باہمدگر مثل غنچون کے مسکراتے
ہین اور شکر خدا ہر دم زبان پر لاتے ہین ادھر تو عاشقان صادق کا یہ حال ہے ادھر معشوقان گلرخسار طرحدار گل پیرہن
سیمتن مژدۂ وصل عشاق سے باطن تو مسرور و خندان ہین لیکن بظاہر ہمجلیسون مین آثار ناخوشی چہرون پر ہویدا
رکھتے ہین اگر کوئی ہمجلیس کسی ملکہ خوش جمال سے ہنسکر کہتی ہے کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو اب زمانہ عقد صاحبقران کا

قریب آگیا ہی رفقاسے صاحب قران اکبر بھی اپنی اپنی مراد کو پہونچینگے یعنی ہر ایک



رفیق کا بھی عقد اسکی مطلوبہ اور محبوبہ سے ہوگا ازانجملہ حضور کا بھی عقد آپکے عاشق صادق سے ہوگا لذت بوس و کنار سے دل حضور کا شاد ہوگا قید زندان فرقت سے دل مضطر رہا اور آزاد ہوگا عنقریب پہلوے عاشق مین بیٹھنا نصیب ہوگا اب تو حضور کے دل کا حال مسرت سے عجیب ہوگا مجھکو خدا سے امید ہی کہ اب کبھی دل نازک حضور کا آتش فرقت سے نہ جلیگا اور کوئی خیرخواہ حضور کا اب وہ کیفیت اور بیقراری حضور کی دیکھکر کف افسوس نہ ملیگا ہر چند بزرگون سے سنا ہی کہ اول شب عروس کو ایک قسم کا خوف ہوتا ہی نہین معلوم کیا ہوتا ہی جب عاشق معشوق کے پاس سوتا ہے مگر حضور کچھ میرے اس عرض کرنے سے خائف و ترسان نہون شب وصال کی سختی کا خیال کر کے ہرگز ہراسان نہون انشاء اللہ شب وصل بعیش و عشرت بسر ہو جائیگی دل بیتاب حضور کا لطف بیحد پائیگا جان تسکین پائیگی وہ ملکہ سراپا ناز یہ باتین چھیر چھاڑ کی اپنی ہم جلیس سے سنکر بظاہر ترش رو ہوکر جواب دیتی تھی کہ یہ دن جلد تر تجھی کو نصیب ہوگا تیرے ہی پہلو مین تیرا حبیب ہوگا مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہی مجھے کسی کو نہ الفت ہی نہ محبت ہی یہ تیرا سراسر خیال خام ہی تہمت لگانا یہ تو تیرا ادنے سا کام ہی خبردار اب ایسا واہیات تذکرہ میرے روبرو بیان نہ کرنا ورنہ مین اپنی اسی جان سے ہر ایک انتقام قرار واقعی لونگی وہ ہم جلیس یہ تقریر ملکہ مسطور سنکے اور زیادہ چھیڑتی تھی اور کہتی تھی کہ ای ملکہ سراپا ناز شرف شرما کر سر کو نہ جھکا سیئے ہان یہ ہی تو دن دن بھر کسی کی یاد مین کھانا نہین کھاتی تھی مجھوا ہر شرف افزایہ نہین آتی تھی یہ ہی تو دیوانون کی صورت شب و روز پھرا کرتی تھی یہ ہی رہنے والون سے جا جا بات کسی کے دیکھنے کو جایا کرتی تھی یہ ہی تو کسی کا صدمہ ہجر دلپر اٹھا ہی اور شاہزادہ اصغر

ہ رہا نہ درو زندان کا عاشق کا

کسی کی الفت مین جان دیا کرتی تھی مین ہی تو کسی کو یاد کر کے رومال آنسوون سے تر کیا کرتی تھی مین ہی تو کسی عاشق کے خیال مین تڑپ تڑپ کر شب بسر کیا کرتی تھی مین ہی تو اکثر شب کو جب سب سو رہتے تھے کسی بات کی خدا سے بگریہ زاری دعا مانگا کرتی تھی مین ہی تو انکشاف راز سے بہت ڈرتی تھی مگر اب چار دن سے کچھ ایسی خبر سنی ہی کہ آپ سے آپ مثل گل خندان ہوتی مین ہی تو اب چند روز سے از حد خرم و شاد ہون اے ملکۂ عالم بس اب منھ نہ کھلوایئے مین سب باتین جانتی ہون ہر ایک بات سے آگاہ ہون دشمن حضور مجھکو تصور نہ فرمائین مین اک سرکار کی خیر خواہ ہون یہ باتین تنہائی مین آپ سے از راہ تہنیت کہی ہین مجھکو رازدار اپنا جانیے غصہ نہ فرمایئے کہنا مانیے خدا نے یہ دن دکھایا کہ یہ زمانۂ مسرت قریب آیا آپ کی شادی کی تو مجھکو مدت سے آرزو تھی اسی در مدعا کی اک زمانہ دراز سے جستجو تھی شکر ہی خدا کا کہ دعا ہم ایسی خیر خواہون کی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اب تھوڑے زمانہ مین حضور کی شادی ہو گی سر پر سہرہ بندھیگا خلعت شادی زیب تن ہوگا بزم عیش و عشرت آراستہ ہو گی مہمان جمع ہونگے خیر خواہون کو انعام وافر ملیگا دیکھیے ملکۂ عالم ہمکو بھول نہ جایئے گا خلعت و انعام ضرور دلوایئے گا وہ ملکہ یہ گفتگو اپنی ہم جلیس و رازدار کی سنکے اپنے دل مین بہت خوش ہوتی تھی مگر بظاہر خفا ہو کر کہتی تھی کہ مین تو مطلق نام عشق و الفت سے بھی واقف نہین نہین معلوم تجھکو اسوقت کیا ہوا ہی بیکار مجھکو بدنام کرتی ہے اگر کوئی یہ باتین تیری سن لے تو کیسی میری ذلت اور رسوائی ہو عزیز و اقارب مین کیسی توہین ہو یہ تو کوئی خیال نہ کریگا کہ یہ سب باتین جھوٹ ہین محض ہنسی ہے اور میرے چھیڑنے کو کہتی ہین بلکہ ہر ایک ان باتون کو سنکے سچ جانیگا اور یہ یقین کریگا کہ ضرور ملکہ نے کسی سے محبت کی ہو گی کسی کے عشق مین اپنا حال پریشان کیا ہوگا اسی ہم جلیس کے ذریعہ سے نامہ و پیام بھجوایا ہو گا اکثر خود بھی اپنے عاشق کے دیکھنے کو گئی ہو گی کبھی کبھی اپنے عاشق کو بھی اپنے مکان پر بلوایا ہوگا لطف صحبت اٹھایا ہوگا خصوصاً اگر یہ باتین والدین سن لین تو تو بڑا غضب ہو مجھکو سزاے سخت دین اور برا حال تو نہین معلوم کیا کرین عجب نہین کہ تجھکو بھی ایسی سزا دین کہ کبھی کسی نے ویسی سزا کسی کو نہ دی ہو پس انسان کو لازم ہی کہ کسی سے ایسی ہنسی نہ ہنسے کہ جسمین اسکی توہین ہو اور موجب اپنی بھی ذلت او رہلاکت کا ہو اور خوشی کے عوض رنج و ملال حاصل ہو خیر اب تو یہ واہیات باتین کین مگر اب کسی کے سامنے یہ باتین نہ کرنا ورنہ میری از حد ذلت ہو گی اور خبر رفتہ رفتہ والدین تک پہونچیگی ہم جلیس نے عرض کی کہ حضور نے کیا مجھکو نادان اور بیوقوف سمجھا ہی یہ باتین راز کی دل مین رہتی ہین کبھی کسی غیر کے روبرو زبان پر نہین آتی ہین کیا مین نہین جانتی ہون کہ یہ راز اگر افشا ہوگا تو باعث ذلت اور رسوائی کل ہوگا حضور مین وہ خیر خواہ ہون کہ اگر کوئی میرے گلے پر تلوار بھی رکھدے تو بھی حضور کا راز نہ کہون اپنا قتل ہونا راز کہنے سے بہتر جانون حضور مجھسے بخوبی مطمئن رہین مین کسی سے کبھی یہ حال ظاہر نہ کرونگی آجتک تو راز حضور کا اپنے دل مین مثل جان کے بحفاظت رکھا ہی او رکسی غیر کے روبرو بیان نہین کیا ہی جو خبر آپکے والدین تک پہونچی اور انشاء اللہ اب بھی یہ خبر خوا

تا حیات کسی سے نہ کہیگی ای ملکہ عالم وہ نمکحرام اور لوگ ہونگے جو اپنے مالک اور آقا کا راز اغیار پر ظاہر و آشکار کرتے ہونگے میں خیر خواہ حضور ہوں کئی برس سے حضور کے راز سے آگاہ ہوں اگر حضور نے اپنے عاشق کے پاس مجھکو کبھی جو کچھ حضور نے فرمایا وہ اُنسے جا کر کہدیا اور جو کچھ آپ کے عاشق صادق نے کہا وہ آپ سے آکر عرض کیا اگر حضور خود اپنے عاشق بیمار کی مسیحائی کے واسطے تشریف لیگئیں یہ خیر خواہ بھی ہمراہ رکاب ہوئی ای ملکہ عالم اُس شب کی تاریکی بجلی کا چمکنا پانی کا برسنا ابر کا آنا حضور کا تخت پر سوار ہو کر صحرائے وحشت خیز و ہولناک کی راہ سے جانا دل کا خوف سے سینے میں دھڑکنا بعد قطع راہ فلاں قصر میں تخت کا اُتارنا حضور کو دیکھکر اُنکا بیتابانہ دوڑنا پھر شکوہ و شکایت کرنا حضور کا ناز سے جواب نہ دینا اور اُنکا منت کرنا اور حضور کا مسکرانا اور پھر ناز و ادا سے توجہ نہ کرنا آخر اُنکا ہاتھ جوڑنا اور حضور کا بیساختہ ہنس دینا اور کلام کرنا پھر قصد اپنے گھر آنے کا کرنا اور آپکے عاشق کا رو دینا اور رخصت کرنا اور حضور کا یہ عذر کرنا کہ میں کسی طرح شب کو یہاں رہ نہیں سکتی چھپ کر والدین وغیرہ سے یہاں آئی ہوں سُنا تھا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہے اسوجہ سے اس اندھیری رات میں تمہارے دیکھنے کو چلی آئی یہاں بڑی دیر ہوئی ڈرتی ہوں کہ کوئی بیدار ہو کر مجھکو آواز نہ دے اور قصر میں مجھکو نہ پا کر والدین سے اطلاع نہ کرے غرض میرا یہاں توقف کرنا اچھا نہیں آخر اپنے عاشق سے اقرار پھر تشریف لانے کا کرکے حضور کا یہاں تشریف لانا درمیان راہ میں مجھسے یہ فرمانا کہ نہیں معلوم بعد میرے چلے آنے کے اُنکا کیسا مزاج رہا یقین ہے کہ بہت روئے ہوں گے کئی رومال آنسوؤں سے بھگو لئے ہوں یہ کہکر خود بھی حضور کا ملول ہونا اور اپنے مکان پر آکے اُنھیں کا تذکرہ مجھسے چپکے چپکے کرنا ابتک اس خیر خواہ کو یاد ہے ای ملکہ عالم پھر میں کہتی ہوں کہ اب نہیں حضور کا عقد ہوگا دشمن حضور کے جلیں گے ہر دم غمگین و ملول ہو کر وہ مثل ابر بہار اشکبار ہو کر کف افسوس ملینگے اور ہم ایسے دوست اور خیر خواہ حضور کی شادی ہونگے زندان غم سے آزاد ہونگے یہ تقریر دلپذیر وہ معشوقہ غیرت مہ و مرغولہ مو اپنی مصاحبہ خاص جلیس با اختصاص سے استماع کر کے بے اختیار مسکرا دیتی تھی اور شرم و حیا سے سر جھکا لیتی تھی اور اُس سے کہتی تھی کہ بھئی اب ہمارے پاس سے جاؤ بک بک کر کان کے پردے نہ اڑاؤ لو اب معلوم ہوا کہ تم میری بڑی خیر خواہ ہو طلبگار دولت و جاہ ہو اپنی بیتی بیان کرتی ہو مجھپر ناحق تہمت دھرتی ہو میں تو نہ کسی کی شیفتہ ہوں نہ فریفتہ ہوں نہ کسی کے واسطے حال میرا تباہ ہے خداوند علیم اس بات سے آگاہ ہے تمہیں ہو کہ اس سن و سال میں دنیا کی باتوں سے آگاہ ہو نہیں معلوم کس جوان رعنا کے عشق میں تباہ ہو میں تو ابھی عشق کے نام سے بھی آگاہ نہیں میرے دشمنوں کو کسی سے رسم و راہ نہیں یہ گفتگو سنکے وہ مصاحبہ سُن کے قہقہہ مار کے ہنستی تھی اور کہتی تھی بلکہ ذرا ادھر تو دیکھیے نیچی گردن نہ کیجیے اگر جھوٹ کہتی ہوں تو منہ دیکھیے واری اگر آپ ابھی بالکل نادان ہیں تو میری باتوں سے اس قدر کیوں پریشان ہیں یہ تقریر صدق آمیز وہ معشوقہ فتنہ انگیز سنکے دل میں قائل ہو جاتی تھی مگر زبان پر حرف انکار لاتی تھی آخرکار وہ معشوقہ اس مصاحبہ راست گفتار کو اپنا رازدار اور ہواخواہ اور دوستدار خیال کر کے خاموش ہو جاتی تھی اسی طرح ہر ایک نازنین مہ جبین معشوقانہ

سراپا نازکو انکی مصاحبین اور ہم جلیسین چھیڑا کرتی ہین یہان قصر النیرین سے سامان جشن عروسی قرار پایا ہے یہ لینے
صاحبقران اکبر مع امرائے نامدار بعد نشاط و شادمانی تشریف رکھین گے اور واسطے قیام عروسان مہوشان کے تین
مقام قرار پائے ہین ایک قلعہ یاقوت نگار جو صاحب قران اکبر کے عقد صغری کے لیے آراستہ کیا گیا تھا دوسرا مقام
خاص واسطے ملکہ شمسہ تاجدار کے جبل اعلےٰ اور قریۂ فردوس و قصر اخضر جو اس تحفیہ سعید کا اصل الاصول ہے اور
فی الحال اسی قصر عالی مین خلد آشیانہ و سرو سہی و شعلہ فارسیہ و سنبلہ ماہ پیکر و طرۂ مشکین خال وغیرہ بھی ملکہ ذی وقار کی
خدمت مین موجود ہین اور تیسرا مقام عروسی عجائبات حکیم ارسطو ہی کہ جملہ نازنینان پریزاد محروم الوصال عاشقان
مضطرب الحال مانند نو بہار و ناطقہ و معشوقان رفقائے صاحبقران اکبر اسی طلسم والا منزلت مین اپنے اپنے مقام
و منازل مین موجود ہین۔ واضح ہو کہ صاحب قران اکبر نے ہر ایک مہ جبین پریزاد کے مسکن و منزل کی سیر کی ہے
اسوقت ہر ایک مقام بوجہ اثر طلسم کے دوری دراز رکھتا تھا مگر اب بباعث دور ہوتے آثار طلسمی کے وہ بعد المشرقین نہین
رہا اب ایک مقام سے دوسرے مقام تک صرف ایک یا دو دو فرسخ کی دوری راہ ہوگی الحاصل اب یہ تجویز
قرار پائی ہو کہ جملہ عاشقان محروم الوصال و شیفتگان مضطرب الحال صاحبقران گیتی ستان کے پاس قصر النیرین مین
فراہم ہون اور روز عقد و یوم کتخدائی ہر ایک عاشق کو خود صاحب قران اکبر اپنے ہاتھ سے دولہا بنا کر بخدم و حشم و آرائش
و زیبائش قصر النیرین سے اپنے ساتھ خانۂ عروس تک لیجائین اور بعد عقد و نکاح دونون طالب و مطلوب عاشق و معشوق
زن و شوہر کو بار دیگر اپنے منزل خاص قصر النیرین مین لے آئین اور نوشاہ و عروس بعد کرنے چند روز عیش و عشرت کے
دوسرے طالب وصال شیفتہ دل و خستہ حال کے عقد مین شریک ہون تاکہ عروس منزل عروس نوبن جاکر عروس کے
کار و بار شادی مین مصروف رہے اور ہر نوشاہ نوشاہ نو کے انصرام کار نکاح مین شریک رہین قصہ کوتاہ اسی صورت مذکور اور
ترکیب مسطور سے موافق قرار داد حکماے عالی مقام کے ہنگام کتخدائی تمام رفیقان صاحب قران اکبر جشن اختتام کو پہونچنے تک
اسی طرح ایک دوسرے کا شریک رہیگا۔

اب راوی خیال آفرین ساز و سامان آرائش و آئین بندی کا ذکر باجمال بیان کرتا ہے

ناظرین افسانہ پر واضح و لائح ہو کہ حکماے والا منزلت عالی درجت حکیم فیلاطس الحکمت و حکیم بقراط و حکیم جالینوس و حکیم بوعلی
و حکیم اخشیجان نے بمشقت بسیار و محنت بے شمار مقامات طلسم کو اس طرح زیب و زینت سے آراستہ کیا ہے کہ ایک جانب
باغ قصر النیرین سے تا قصر اخضر حد آرائش قائم ہوئی ہے اور سمت دوم شہر عرش وغیرہ مقامات طلسم عجائبات و
نوادرات حکیم ارسطو ہی اور جانب سوم شہر یاقوت نگار تک حد بندی کی ہے اور سمت چہارم تا شہر عسکریہ [illegible]
میدان و دشت سبزہ زار بہ بہار کو ایسا سامان آتشبازی و آسمانی چراغان سے مزین کیا ہے کہ جسکی تعریف بیان سے باہر ہے

لیکن یہ مترجم ہیچمدان کچھہ تحریر کرتا ہی ایسی چرخیان کرورہا رنگین میدان دشت سبزہ زار مین گاڑی گئی ہین کہ جنکو چرخ برین طبلہ جیکر بین ہے گونتے ہزار در ہزار ایسے ہین کہ اگر آواز اُنکی گوش رستم و اسفندیار مین زیر زمین جائے عجب نہین کہ دہل کر گرز سے پہلوانان مذکورہ کے پھٹ جائین اور خفتگان لحد آواز صور اسرافیل تصور کرکے اپنی اپنی قبرون سے باہر آئین اگر شیر فلک صدا اُن گولون کی سنے کیا عجب ہو کہ خوف سے اُسکو غش آجائے اگر وہ گولے قلعہ گردون تک جائین کوئی اہل زمین سے پھر آسمان کا نشان بھی نہ پائے فلک مثل روئی کے گالون کے اُڑجائے ہر گولہ قلعہ گردون مین درآئے مہتابین وہ کہ اگر روبرو اُنکے ماہتاب آئے چہرے پہ ہوائیان اُڑین غیرت سے شرمائے ہر ایک مہتاب ایسی پرنور ہی گویا تجلی مین روشنی شعلہ طور ہی نور دل اہل ایمان سے ہر مہتاب کی ضیا بہتر ہی اور زیادہ ماہ دو ہفتہ سے ہر اک مہتاب منور ہی اگر بیش کوریا در زاد کوئی ان مہتابون سے ایک مہتاب چھڑائے عجب نہین کہ فی الفور روشنی مہتاب سے اُسکی آنکھہ مین نور آجائے اگر ایک مہتاب مقام چشمہ آب بقا مین کہ جہان ظلمت بکثرت ہی چھڑائی جائے وہ جگہ ایسی پرنور ہو کہ آب بقا صاف دیکھنے والے کو نظر آئے اگر شب ہجر کوئی عاشق بخواہش سحر زمین سے ایک مہتاب چھڑائے تاریکی شب فرقت سحر سے مبدل ہوجائے انار ایسے پر بہار شعبدہ بار ہین کہ بالا سے ہوا مین خزان پر گلہاے بوقلمون کھلاتے ہین اور تماشائیون کو تنہائی مین فرا سے گلزار دکھاتے ہین قلعہ ہاے آتشبازی وغیرہ کا کیا ذکر کیاجاے باعث طول سخن ہوگا لیکن اب سامان و اسباب چراغان بیان کیا جاتا ہی دو رستہ اُس صحراے سبزہ زار دشت پر بہار مین قنادیل بلورین وانواع واقسام الآت روشنی جابجا نصب کیے گئے ہین اسی طرح قصر الذہبین سے تا قصر اخضر میدان صحرا کو سامان روشنی سے آراستہ کیا ہی یعنے دو جانب سامان چراغان والات روشنی اور زنگار رنگ شیشہ ہاے بلورین و زمردین نقرئی و طلائی مینا کاری سے زیب و زینت دیگئی ہے اور اس چراغان کے پس پشت خیمہاے زربفتی و سقرلاتی مخملی زرین کار بوقلمون برابر استادہ کیے ہین اور ہر ایک قبہ خیمہ وخرگاہ طلائی و نقرئی مانند خورشید چشمہ تابان و درخشان ہی اور درمیان ہر ایک خیمہ زرتار کے ایک حوض کہ آب شیرین و خوشگواری سے مملو کیا ہی اور ہر حوض شیشہ ہاے زنگار رنگ سے بنایا ہی کہ جنکو دیکھکے صنعت صناع خالق بحر و بر یاد آتی ہے اور عقل بشر لطائف آب پر حوضہاے مذکورہ مین غوطہ لگا کر حیرت سے گم ہوجاتی ہے اور ایک نہر مانند سلسبیل آب شیرین وصاف کی کہ پانی اُسکا آب بقا سے بڑہ مین بھی بہتر ہے قصر الذہبین سے تا قصر اخضر اسطرح تیار کی ہی کہ ہر ایک خیمہ و خرگاہ کے گرد رہتا اور ہر وقت نہر مسطورہ مین آب صاف جاری رہتا ہی اسی طرح ہر چہار جانب یعنی تا عجائب نہر حکیم ارسطو اور شہر عسکریہ و یاقوت نگار و قصر اخضر بہ لطافت وخوبی تمام پانی نہر کا مثل فیض مسیحے جاری رہتا ہی بیمار اس نہر کے پانی کو پیکر شفا پالیتے ہین مردم اس نہر کا پانی پیکر دنیا مین لطف آب کوثر کا اُٹھاتے ہین شاید آب بقا اسی نہر سے شرمندہ ہو کر ظلمت مین مقیم ہوا ہی اور آب کوثر اسی نہر کے پانی سے خجل ہو کر سوے عالم بالا گیا ہے اسی نہر کا پانی کار مسیحائی کرتا ہی بیماران دہر کی دوائی کرتا ہی اگر مردے کو

نہر کے پانی کو پا جائین عجب نہین کہ حکم خدا سے پھر زندہ ہو جائین چونکہ فیما بین طلسم بیضا و طلسم ارسطو ایک دریاے ناپید اکنار واقع ہوا ہے اسوجہ سے یہ نہر قصر النہرین سے دریاے مذکور کے کنارے تک ہے اور دوسرے کنارہ دریا سے ایک نہر نہایت وسیع خانۂ عروسان طلسم تک بنائی گئی ہے قبل اسکے دیو اور جنون کو صاحب قران اکبر نے حکم دیا تھا کہ بڑے بڑے تختہ ہاے سنگ اور چوب کلان پردۂ قاف و دیگر مقامات سے لاؤ اور دریاے مذکور کا پل نہایت مستحکم اور پائدار جلد بناؤ چنانچہ حارث دیو و اقلیع و ابو الخیر جنی سردار دیوان قاف اس خدمت پر مقرر کیے گئے تھے فی الحال دیوان چالاک دست و ہنر نے بموجب حکم صاحب قران اکبر جلد تر پل دریاے مذکور کا بنا دیا ہے اور دونون جانب اس پل نو تعمیر کے سامان آرایش چراغان و اسباب آتشبازی بکمال تکلف آراستہ ہے اسی طرح شہر عرشیہ و مقام تجل و شہر خشت نگار و شہر صورت پرستان و ممالک حصار چار شاہلہ و شہر کرسی و مقامات مشکبوے حیرت اور تمامی ایوان و قصور و منازل کو بقواعد خوب و تجمل بے حد ایسا آئینہ بند کیا ہے کہ ہر ایک مقام مزین فلک ہشتم پر طعن کرتا ہے واضح ہو ناظرین افسانہ پر کہ ایک سمت قصر اخضر اور باغ قصر النہرین کے محاذی فضاے دشت طلسم بیضا تا کنار دریا واقع ہے اسی طرح جانب دوم دشت پر بہار عجائبات طلسم ارسطو مین تا شہر عرشیہ ہے اور درمیان سرزمین طلسم بیضا اور طلسم ارسطو کے دریاے مسطور واقع ہے اور نیز جانب ان مقامات کے قلعہ یاقوت نگار شہر عسکریہ واقع ہوے ہین اب بسبب زینت اور آرایش چراغان کے تمامی زمین طلسم قلعہ آتش زار نظر آتا ہے اور اسقدر جو زمین طلسم کو زینت اور رونق فی الحال ہوئی ہے کہ اگر فلک ہشتم سے مثال دین تو بیجا ہے اور زیبا ہے اسی طرح ہر ایک جادۂ راہ افراط قنادیل سے اور جلوہ گری چراغان سے خط کہکشان کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور اپنے تئین اس سے کہین بہتر اور منور پاتا ہے اور ماسوا اسکے سراسر بیابان و صحرا نکہت گلہاے بوقلمون اور شمیم ریاحین عنبر بو سے ایسے بسے ہوے ہین کہ دماغ جان معطر ہوتا ہے اور بہشت عنبر سرشت کا گمان بلکہ یقین ہوتا ہے ساکنان باغ جنان اگر کبھی صحراہاے مذکور الصدر مین گذرین عجب نہین ہے کہ گلشن جنان سے نفرت کرکے انھین صحراؤں مین اپنا مسکن کرین اور کبھی بھولے سے بھی اپنے دل مین خیال فردوس برین کا نہ لائین اگر ملائکہ مقربین لینے کو آئین کبھی نہ جائین حکماے عالی مرتبت کے حق صنعت اور خوبی سلیقہ اور کثرت وثوق پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کرنا چاہیے کیونکہ ان مقامات دور و دراز اور بیابان و صحرا کو خس و خاشاک سے پاک کیا ہے اور پست و بلند کو ہموار کیا ہے خارستان کو مثل آئینہ صاف کیا ہے اور کس شان و تکلف سے ہر صحرا و دشت کو آراستہ کیا ہے دل عارف بھی ایسا صاف نہین ہے کہ صفائی صحراہاے مسطور سے مقابلہ کرے اور بیاض سحر کی یہ مجال نہین ہے کہ صفائی و روشنی بیابان مذکور سے دعوی مقاومت کرے آفتاب عالمتاب نے شاید انھین صحرا و دشت سے خجل ہو کر منھ اس طرف پھیر لیا ہے دل مہتاب مین بھی شاید انھین صحراہاے پرنور کے رشک سے داغ پڑا ہے۔ باز آمدیم بر سر مطلب جب ابو عامر فردوسی کو اس زخم جان ستان سے صحت کلی حاصل ہوئی اور اس خجستہ بخت نے غسل صحت فرمایا۔ اپنے خویش عالی رتبہ کی شان و شکوہ شاہنشاہی کو جلوہ

کر کے نہایت خرم و شادان ہو گیا اور بے اختیار ابو عامر کے آئینۂ دل میں نور اسلام نے جلوہ کیا اُسی وقت سے اُس انجام بین نے عہد مستحکم اور عزم بالجزم کر لیا کہ اپنے دین و آئین آبائی کو چھوڑ کر بخلوص نیت و صفائی قلب دین محمدی میں شامل ہو جائے چنانچہ ابو عامر نے اپنا ارادۂ دل بادری ابدروس کے روبرو ظاہر کیا بادری ابدروس اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہو کر کثرت مسرت و شادمانی سے سجدہ ہائے شکریہ پروردگار بار بار بجالایا اور اُسی دم خدمت بابرکت صاحبقران اکبر میں حاضر ہوا اور بعد بجالانے دعا و ثنا سے شاہنشاہی کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور قصد ابو عامر فردوسی سے صاحبقران اکبر کو اطلاع دی صاحب قران والاشان بھی اس خوشخبری کو سن کے بہت شادان ہوئے اور شکر خدا کیا بعد اسکے شہنشاہ گردون ارشاد فرمایا کہ اے رہنمائے ملت آل بیضا قسم کھاتا ہون اُس پروردگار کی کہ جسنے مجھکو صاحب قدر و منزلت کیا کہ اپنی اس شوکت جلال اور دولت و اقبال سے اسقدر خوشی و مسرت اتنی مجھکو نہ ہوئی تھی جسقدر کہ ابو عامر فردوسی کے مسلمان ہونے سے دل کو خوشی حاصل ہوئی کیا بیان کرون کہ بیان سے باہر ہے - اشعار

ز قتل دشمن و فتح طلسم و وصل حبیب	بروی باز صد فیض برکشاد ز لطف	هزار شکر بدرگاه کارساز و کریم
	که هر مراد که ما داشتیم داد ز لطف	

صاحب قران اکبر نے اس انبساط و نشاط مین تین شب و روز جشن عشرت فرمایا جملہ امرائے نیک نام و سلاطین ذوی الاکرام اور رفقائے عالی مقام بھی اس مژدۂ فرحت بخش سے نہایت ہی مسرور و شادان ہوئے الغرض بادری ابدروس نے بھی شہر فردوسیہ کو اسباب روشنی چراغان سے ایسا آئین بند اور آراستہ کیا تھا کہ اُن مقامات طلسم سے جنکا قبل اسکے ذکر کیا گیا ہے ایک درجہ بلکہ بدرجہا رونق و تکلف زینت و آرایش مین گوئے سبقت لے گیا یعنی شہر فردوس بوجہ کثرت آرایش کے گویا فردوس برین معلوم ہوتا ہے - الغرض بعد اس آراستگی اور تیاری کے صاحب قران ذیشان مع سلاطین و امرا شہر فردوس مین تشریف لائے اور بعد سیر شہر مع شاہان و امیران والا قدر عالی منزلت و الاحشم بڑہ راست قصر النیرین مین داخل ہوئے اور جدا جدا ہر ایک شاہ اور شہریار و امیر و سردار کے واسطے جائے سکونت و قیام قصر النیرین مین مقرر فرمائی واضح ہو کہ اس قصر عالی منزلت مین اسقدر وسعت اور گنجایش ہے کہ رفقائے صاحبقران و سرداران ذیشان و سلاطین والاشان کی سکونت و قیام کے واسطے کافی و وافی ہے چنانچہ ہر ایک رفیق وغیرہ جدا جدا قصر و ایوان مین مقیم اور ساکن ہوا بعد اسکے حکمائے ہر چہار سطور اور صاحبقران اکبر اور شاہ اسحق و قاضی احمد عسکری و ابو الحسن جوہری اور بعض بعض امرائے مخصوص باہم دگر بزم مشورہ مین فراہم اور یکجا ہوئے اُسوقت حکمائے عالی قدر والا شان نے کہا یا صاحبقران آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ پہلے ان عاشقان محرم ابو معالی و شیفتگان مضطرب الحال سے کہ جو شوق و اشتیاق وصل مین اپنے معشوقہ کے بیحد بیتاب صبر و ضبط نہین رکھتے ہین کس خستہ حال شکستہ بال کے عقد و نکاح کا اسباب و سامان درست کیا جائے اور اول کس شیفتہ اور فریفتہ کا نکاح اسکے معشوق حسین مہ جبین گل اندام سے ہو اور کس سردار

ذی وقار تمور شعار کی بزم کتخدائی قبل جملہ رفقاے نامدار کے ظہور مین لائی جاے آپ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمائین کہ اول کون سردار یا رفیق مستحق عقد و نکاح کا ہے تاکہ قبل سب کے اُسی کا عقد ہو غرضکہ تمامی صاحبان جلسہ مشورہ نے یہ تجویز کی کہ اول ساکنان طلسم ارسطو کا نکاح ہونا لازم ہے اور قبل سب کے ساکنان طلسم مذکور کا عقد ہونا ہماری راے مین ضرور ہو چنانچہ تمامی ارباب مجلس اہل الراے نے اس تجویز معقول سے اتفاق کیا اور جملہ صاحبان انجمن مشورہ نے بکمال خوشی و شادمانی اس راے کو پسند کیا اور کسی نے اس راے باصواب سے انحراف نہ کیا اسوقت اس تجویز کی اطلاع ملکہ نوبہار گلشن افروز وغیرہ زنان پریزاد ساکنان عجائبات کو دی گئی چنانچہ مجرد پہونچنے اس خبر مسرت اثر کے ملکہ نوبہار گلشن افروز مذکور آراستگی اور فراہمی اسباب و سامان عقد و نکاح مین مصروف و مشغول ہوگئی اور تیاری سامان عقد مین کوشش عظیم اور فکر بسیار کرلی گئی اور ادھر صاحبقران اکبر نے اول شاہزادہ حفیظ قریا مکان کا عقد منطوقہ زرین کمر بنت محفوظ اور ملکہ فرنگ سلطان سے قرار دیا اور سعید اوحدار کو پیام بھیجا کہ بہت جلد عروس کے عقد و نکاح کی تیاری ملکہ کرنی چاہیے تاخیر نہ کرنا اور غفلت اور تساہل کو راہ نہ دینا فلان روز ہمایون اور فلان ساعت سعید سے پیاسے عقد قرار دی ہے جسوقت سعید اوحدار کو یہ حکم صاحبقران اکبر پہونچا خوشی سے غنچہ دل اسکا مانند گل شگفتہ ہوا اور ارشاد صاحبقران اکبر کو بسر و چشم قبول کیا اور اُسی وقت سے آراستگی اور فراہمی سامان و اسباب عیش و عشرت کتخدائی مین ہمہ تن مشغول ہوا رفیع کرسی نشین نے تمام و کمال شہر کو آئین بند کیا تھا کیونکہ قبل اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز کا حکم اسکو پہونچ گیا تھا کہ شہر کرسی اور قصر مثمن و قصر مربع کو مانند فلک نہم نہایت کوشش سے آراستہ کرنا چنانچہ رفیع کرسی نشین نے تمام شہر کرسی کو مع قصور و ایوان سراسر آرایش اور زیبایش سے مثل عروس نقب اول مزین کیا ہے موافق ابیات ؏

بہر خانہ بزمی شدہ آراستہ ۔ مہیا دران گشتہ ہر خواستہ
نو مطرب و ساقی سیم ساق ۔ ہمین دادہ زینت بطلق و رواق

اور محفوظ قلمدار اپنے نور نظر لخت جگر حفیظ قریا مکان کے ہمراہ باغ قصر النیرین مین آیا اور محفل انبساط اور بزم نشاط کے ترتیب دینے مین ساعی ہوا چنانچہ جلد تر سامان عیش و سرور مہیا اور موجود کیا اور بزم کتخدائی کو آراستہ کیا صاحبقران نے بھی حفیظ کے عقد کا ایک جشن عالی بکمال تزک و تکلف سے آراستہ فرمایا اگر توصیف اس جشن کی کیجاے تو سوا ہوگا اور عجب نہین کہ ناظرین افسانہ کی بھی خاطر ملال ہو لہذا بالتفصیل جشن مذکور کے وصف سے ہاتھ اُٹھا کر مدعا نگار ہون اس جشن مین محفوظ قلمدار نے موافق اپنی قدر و لیاقت و شان کے امراے صاحبقران و سرداران صاحبقران ذیشان کو خلعت زر و جواہر گران بہا نذر دیا جسطرح کہ صاحبقران نامدار والا تبار بذات خاص اس جشن شادی مین میر محفل اور سردار جلسہ تھے اور سرانجام و انصرام امورات جشن مین مصروف ہمہ تن تھے اسیطرح دوسری جانب یعنی طرف عروس ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ اطلقہ روشن بیان وغیرہ خواتین عالی منزلت والاقدر مہتمم اور سرانجام کار

کتخدائی میں ساعی تھیں چنانچہ خواتین مذکور الصدر سعید لوحدار کے مکان پر تشریف لے گئیں اور دونوں خواتین نے خود اپنے ہاتھ سے عروسوں کو لباس و پوشاک عروسی سے آراستگی اور زینت ایسی دی کہ حوران جنان نے غیرت سے سر جھکا لیے اور زہرہ و مشتری لولیان سپہر نے شرمندگی سے نقاب سیاہ شب کو اپنے رخوں پر ڈالا اور ایسا جواہرات بیش قیمت مع ملبوس زرتار و لباس شاہانہ شب عروسی منطقۂ زرین کمر کو عنایت فرمایا کہ ویسا جواہر گران بہا اب معدن کو بھی دستیاب نہیں اور ویسی پوشاک نادر خواتین سلاطین اولوالعزم کو بھی شائد ممکن نہو اس طرف صاحب قران گیتی ستان مع جملہ امیران عظام و رفیقان والا مقام و سلاطین ذوی الاحترام روز مقررہ بساعت سعید حفیظ ثریا مکان کو نوشاہ بنا کر بخدم و حشم و بشان و شوکت و بجلوس تمام تر و بانتظام کما حقہ جانب شہر کرسی پا است لے کر یوں روانہ ہوئے کہ حفیظ ثریا مکان کو صاحب قران اکبر نے اپنے برابر ایک سمند تیز گام حور نژاد پر سوار کیا اور راست و چپ سواری حفیظ ثریا مکان جملہ امیران والا شان و سلاطین عالی مکان و سرداران سعادت نشان اسپان تیز رفتار و مرکبان برق کردار پر سوار تھے اور عقب سواری نوشاہ یعنے حفیظ ثریا مکان جملہ مردمان فوج سراپا ملبوس فاخرہ پہنے ہوئے آلات حرب و ضرب تن پر سجے ہوئے صف بستہ جلو میں تھے جو کوئی اُن مردان سلح پوش کو وقت رفتار دیکھتا تھا اُسکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریائے ذخار ناپیدا کنار آہن رواں ہے ہر ایک جوان اُس فوج ظفر موج کا غیرت رستم و اسفندیار تھا تلواریں مردان فوج کی چمک میں غیرت برق تھیں نیزے اُنکے دل کوہ کو مجروح کرتے تھے علاوہ جلوس بجد کے باجوں کے شور سے گوش ساکنان فلک کو صدمہ پہونچتا تھا۔ خوف تھا کہ گوش کر ہو جائیں۔ الغرض صاحب قران اکبر اس جلوس و سطوت و شان سے یعنے نقارہائے شادی بجتے ہوئے دولہ پر مردم زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوئے دروازہ عجائبات میں داخل ہوئے۔ واضح ہو کہ یہ وہی در طلسم ارسطو ہے کہ صاحب قران اکبر قبۃ المثال یعنے گنبد گیتی نما کی سیر سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تھے اور جبل اعلے اور قریۂ فردوس کی جانب روانہ ہوئے تھے جس وقت سواری صاحبقران و سپاہ مع نوشاہ حفیظ ثریا مکان در مذکور میں داخل ہوئی اور صاحب قران ذیشان کا گذر اُس پل پر ہوا جسکا کہ قبل ذکر کیا ہے عجب کارخانہ حیرت افزا دیکھا اور طرفہ تکلف و زینت کی آرایش نظر سے گذری کہ عقل دنگ تھی اور وہم و قیاس ادراک سے عاجز تھی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیونکر اس پل کو بنایا ہے اور کس عنوان سے اسکی آرایش کی ہے کیونکہ دونوں جانب پل مذکور کے روشنی چراغاں اس قاعدہ اور تکلف سے کی گئی تھی کہ روشنی چراغاں سے وہ بات بہتر دن سے مفہوم ہوتی تھی آب دریا میں وہ روشنی چراغاں عجب لطف دکھاتی تھی قدرت خدا نظر آتی تھی ہر شخص کا دل یہی چاہتا تھا کہ ایسے چراغاں کی سیر کیجیے اور چندے دل کو اس کیفیت عجیب سے فرحت دیجیے علاوہ اسکے ساکنان عجائبات ہزار در ہزار زن و مرد با ملبوس رنگارنگ کشتیوں پر سوار بہ آرایش روشنی فانوس و قندیل وغیرہ سطح آب دریا پر ہر جانب سیر کرتے تھے



اُس وقت یہ روشنی کشتیون پر عجب طرح کا لطف دیتی تھی دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ یہ روشنی فانوس اور قندیل ہائے
آب پر روان نہین ہے بلکہ ماہ و مہر سطح فلک پر گردش کرتے ہین ایسا عکس روشنی سطح آب پر پڑتا تھا کہ ماہیت تہ دریا
کا تماشا ہی ظاہر و آشکار تھی اور جلوۂ چراغان درون آب سے ثابت کواکب کی بہار تھی الحاصل صاحب قران اکبر آرایش
سیر دریا کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہوے شہر کرسی مین داخل ہوے دیکھا کہ شہر کرسی نہایت لطافت اور تکلف سے ایسا
سازو آراستہ ہے بقول شخصے ؎ اگر فردوس بر روی زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است * باوجودیکہ
کہ صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو اس وقت بخوبی تمام آباد مثل سابق پایا لیکن اکثر مقامات عجائبات حیرت فزا مستغرق
دیکھے ہین جس وقت صاحب قران اکبر نے شہر کرسی کو نظر غور و تامل سے دیکھا جملہ مصائب و صعوبات سابقہ جو ما بین
رہا گیر گذرے تھے یاد آگئے۔ القصہ شہریار نامور یعنے صاحب قران اکبر خانۂ عروس مین مع نوشاہ یعنی حفیظ ثریا مکان
تشریف لائے اور مسند زرنگار پر اپنے برابر حفیظ ثریا مکان کو بٹھایا۔ ارباب نشاط حاضر ہوے صحبت راگ اور
رقص کی ایسی مرتب ہوئی کہ آجتک چشم پیر گردون نے نہ دیکھی ہوگی اور گوش شنیدنی نے نہ سنی ہوگی نازنینان خوبرو
[illegible] اور رقص مین وحید عصر یکتاے روزگار تھین اس محفل نشاط مین ایسا لحن داؤدی سے ہنر و انداز گائکی
مین لے گیا اور ایسا ہی اُسکے بھی ہوش اُڑ گئے خیال اپنی یکتائی کا دل سے دور ہوگیا قریب تھا کہ گانا نازنینان مذکور
ہم آغوشی منطقۂ زرین مریخ شاکن فلک سے گرا دے مگر بزور تمام سنبھالا ان نازنینان خوبرو نے اہل محفل کے دلون کو
[illegible] دماغ کو معطر کیا اور شمیم گیسو سے ہر ایک شخص مثل تصویر ساکت بیٹھا ہے ہر شخص محو اور خود گم ہو رہا ہے جو لوگ
آخر کار قفل گنجینۂ پنہان کو کلید [illegible] مین دخل رکھتے ہین اُنکا تو یہ حال ہے کہ ہر تان پر اپنے ہاتھون سے اپنا [illegible]
بجا لایا براے غسل حمام مین آیا اور بعد بعضون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین بعضے نظر تعشق سے ان نازنینان

خوبرو کو دیکھ رہے ہین اسی طرح جلسہ راگ و رنگ اور بزم عشرت بیش با عروس بھی آراستہ ہو یہ صحبت رقص تا اختتام
منعقد شب و روز رہیگی چونکہ سعید او حیدار فیلقوار نے قبل ہی سے واسطے صاحبقران اکبر اور امراے نامور کے
کے مکانات سکونت و قیام علیحدہ علیحدہ آراستہ کیے تھے پس ہر ایک رفیق اور امیر کو اور شاہ اور شہریار کو علی
مراتب اور منزلت انھین قصر و ایوان مین فروکش کیا اور طرح طرح کا اسباب راحت و آرام و سامان عیش و عشرت
مہیا اور موجود کیا ہے اب صاحبقران عالیشان ہر روز مع امراے عظام عالی مقام شہر کرسی کی سیر فرمایا کرتے تھے
ایک روز صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ جو عجائبات اور نادرات طلسمی حیرت افزا قبل نظر آتے تھے اب تمام و کمال
دکھائی نہین دیتے ہین لیکن منازل بدستور اپنی صورت اصلی پر ہین یعنے جو اثر طلسم سے دریاے عظیم قبل اسکے
وہ اب ایک حوض مختصر نظر آتا ہے اور جو مکان اسوقت مین عظیم الشان دکھائی دیتا تھا اب وہ حجرہ معلوم ہوتا ہے
مگر اکثر مکانات و مقام مثل قصر مثمن اور منزل خاص و عام اور قصر مربع اسی طرح اپنی صورت اصلی پر ہین اور
رنگ سے چمنستان بھی سر سبز و شاداب ہو یعنے مثل سبزہ خط معشوق سبزہ پر لطف پر ہو اور مانند رخسار گلرخان
ہر گل شگفتہ اور شاداب ہو لیکن عجائبات طلسم سے کسی شی کا ذرا بھی نشان نہ دیکھا صاحبقران نے تاسف
کرکے اکثر امراے نامدار اور رفقاے ذوالفقار سے جو اسوقت ہمراہ رکاب تھے فرمایا کہ دیکھو اسجگہ پر ایک قصر عظیم
تھا اب کچھ اسکا نشان بھی نہین پایا جاتا اسی طرح اور مقامات پر مکانات و بحور وغیرہ کا نشان بتاتے تھے اور جو
کہ مصائب سابقہ اس مقام پر گذرے تھے انکا اظہار فرماتے تھے قصہ کوتاہ شب جمعہ ساعت ہمایون مین حفیظ ثریا
اور منطقہ زرین کمر کا عقد ہوا تمامی رفقاے صاحبقران و امراے والاشان خوشنود ہوے خصوصاً
صاحبقران اکبر نہایت خوش ہوے اور حفیظ ثریا مکان کی تو مسرت بخوبی کس سے تحریر ہو مختصر یہ ہے کہ مارے
خوشی کے ایسا بالیدہ ہوا کہ بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا تھا کہ اے حفیظ آیا یہ عالم خواب ہے یا عالم بیداری ہے
اگر جاگتا ہون تو زہے قسمت کہ اب اپنی معشوقہ طناز سے پاناز سے صورت وصل بہ آرام تمام ظہور مین آئیگی روح تن
مین آرام پائیگی قلب کو قرار آئیگا اب تو نے مجھے بستر خواب پر نہ تڑپائیگا لپٹ کر معشوق سے سوئینگے فرقت مین خون
روئے اب نہ روئینگے ادھر حفیظ ثریا جاہ تو یہ خیالات اپنے دل مین کر رہا ہے ادھر منطقہ زرین کمر کو سہیلیان چھیڑ
چھاڑ رہی ہین سرگوشیان ہو رہی ہین اشارہ کنایہ مین مطلب دلی ادا کر رہی ہین کہ لو مبارک ہو اب ان سے
عاشق مین سونا افضال خدا سے دور ہوا ہر وقت کا رونا امید دلی بر آئی خدا نے صورت دکھائی ہر شخص کا دل یہی جانتا
منطقہ زرین کمر بھی دل مین نہایت شاد ہو صدمہ و رنج غم سے آزاد ہو ہر چند ضبط کرتی ہے مگر بیچ علاوہ اسکے ساکنان قن
شکر جامع المتفرقین کرتی ہے کبھی یاد شدائد و مصائب گذشتہ کرتی ہے غرض روشنی فانوس و قندیل وغیرہ
عروس کو آغوش مین مثل دل کے سکھیان زرین مین سوار کیا اور تھے

بخدم وحشم مع اسباب واموال جہیز اسی طرح تزک و احتشام سے آیا صاحب قران اکبر بھی محفوظ قلمدار کے گھر ہمراہ
حفیظ ثریا مکان تشریف لائے محفوظ قلمدار نے اول صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور اس منزل میں جو خاص واسطے
صاحب قران کے آراستہ کی تھی اسی مکان میں صاحب قران اکبر کو فروکش کیا حفیظ ثریا مکان نے باوجود عقد شرعی
کے بوجہ پاس و لحاظ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ اور محبوبہ منطقہ زرین کمر سے وصل نہ کیا اور زفاف سے محترز رہا
بایں خیال کہ ابھی صاحب قران اکبر کو وصال حقیقی معشوق نہیں ہوا ہے کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنی محبوبہ سے ہمبستر
ہوں اور لطف وصل اٹھاؤں اور آقائے نامدار و مولائے قدرشناس یعنی صاحب قران اکبر اپنے معشوق کے
وصال سے محروم رہیں تاوقتیکہ صاحب قران اکبر اپنی معشوقہ سے ہم بستر ہولینگے میں بھی اپنی محبوبہ سے وصل نکرونگا
پس اسی خیال سے حفیظ ثریا جاہ شب اول زفاف کا مرتکب ہوا اور رات کو یونہیں بسر کیا جب صبح ہوئی اور کما حقہ
کیفیت حفیظ ثریا جاہ کی صاحب قران اکبر کو معلوم ہوئی از حد مکدر ہوکر حفیظ ثریا جاہ کو طلب کیا اور ترش رو ہوکر ارشاد
فرمایا کہ اے حفیظ تمہیں قسم ہے ہمارے سر عزیز کی کچھ خیال و پاس ہمارے محروم وصل ہونے کا نہ کرو اور ابھی جاکر مرحلہ
زفاف کو سر کرو اگر اب ایک لمحہ توقف کروگے اور ہمارے کہنے کو نہ مانوگے تو ہمکو تم سے ملال ہوگا افسوس تمکو ذرا غیرت
اور حیا نہیں آتی اور یہ خیال تم اپنے دل میں نہیں کرتے کہ ساکنان طلسم خصوصاً زنان مذاق دوست اس تمہاری حرکت
بیہودہ سے تمکو کیا تصور کرتی ہونگی اور بجائے خود طعن وتشنیع تمپر کرتی ہونگی علاوہ اسکے اے حفیظ کیا تم ہمکو بھی اپنے ساتھ
ساکنان طلسم کے روبرو ذلیل اور خفیف کروگے لہذا بہتر یہ ہے کہ اب ایام مفارقت کو طول نہ دو جلد لذت وصل معشوق سے
کامیاب اور بہرہ یاب ہو اور ہم ہر شخص طالب وصل محبوب کو اپنے سر کی قسم دیتے ہیں کہ ہر ایک شخص بعد عقد و نکاح اپنی
اپنی محبوبہ مطلوبہ سے بعیش وعشرت ہم بستر ہو اور شربت وصال سے لذت اٹھائے اور ہرگز ایک دوسرے کی
رعایت ملحوظ نہ رکھے اگر کوئی شخص اب ہمارے پاس و لحاظ کی وجہ سے برخلاف حکم ہمارے وصل سے اپنی معشوقہ کے
باز رہیگا قسم ہے پروردگار عالم و عالمیان کی ہمکو اس شخص سے بہت ملال اور رنج عظیم ہوگا بلکہ ہم اس شخص نافرمان کو
اپنے عہد عیش وعشرت کا آزار رسان تصور کرینگے مختصر جب حفیظ ثریا جاہ نے صاحب قران اکبر کی زبان سے
یہ کلمات تاکید و تہدید سماعت کیے اسی وقت اپنی معشوقہ اور محبوبہ پری جمال پری تمثال منطقہ زرین کمر کو خانہ خلوت
میں لے گیا اور بصد شوق و اشتیاق و بہزار آرزو سے دل مشتاق تنگ آغوش میں لیا [illegible] ناکام و فرقت کشیدہ کو
[illegible] منطقہ زرین کمر سے مسرور کیا بوسے متواتر لب نازک کے لیے عقیق لب پارۂ نیلم کیے بوسے گل [illegible]
[illegible] کو معطر کیا اور شمیم گیسوئے مشکین سے مشام جان کو معنبر کیا لپٹ لپٹ کر خوب پیار کیا [illegible]
[illegible] قفل گنجینۂ پنہان کو کلید وصل سے بصد ناز وا کیا اور دل حریص کو حصول دولت وصل سے آرام دیا
[illegible] سے غسل حمام میں آیا اور بعد طہارت پوشاک نفیس زیب جسم کرکے خدمت صاحب قران اکبر میں
[illegible] بیٹھا میں [illegible]

بسرور وخندان گیا با دب تمام تسلیم کرکے دعا و ثنا کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ صاحب قران اکبر نے رخ گلرنگ حفیظ ثریا جاہ دیکھکر یقین کیا کہ دولت وصل محبوبہ مطلوبہ سے اسکو فراغ ہوا الحمد للہ غم مفارقت کا دور دل سے فراغ ہوا اُسوقت صاحب قران اکبر نے حفیظ ثریا جاہ سے کہا کہ مبارک ہو وصل محبوبہ موافق مضمون ابیات ؎

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری
چہ نیکو ساعتی آن ساعت نیک
بامیدی رسد امیدواری
کہ با عاشق شود دلدار نزدیک
چہ خوش وقتی وخرم روزگاری
کہ باغ حسن او دلخواہ بیند
کہ یاری برخورد از وصل یاری
گل مقصود خاطرخواہ چیند

حفیظ ثریا مکان یہ مبارکباد صاحب قران اکبر سُنکے شرم وحجاب سے خم کرکے عرض کرنے لگا کہ یہ خاکسار ذرہ بیمقدار حضور ہی کے اقبال اور دعا سے شربت وصل محبوبہ سے کامیاب ہوا ورنہ امید نہ تھی کہ شہر مراد یار آور ہوگا اور در مدعا ہاتھ آئیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ مسبب الاسباب بر آرندۂ حاجات پروردگار ہے انسان ضعیف البنیان مجبور ولاچار ہے ادھر منطقۂ زرین کمر کو خواتین ہمراز ودمساز خانۂ خلوت سے باہر لائیں بخوشی وخرمی حمام میں لیگئیں اور بعد غسل زیور جواہر گران بہا اور ملبوس نفیس سے مزین کیا اور باہمدگر بزم عشرت آراستہ کی الحاصل جب حفیظ ثریا مکان منطقۂ زرین کمر کے وصل سے شادکام ہوا صاحب قران اکبر نے طالب ومطلوب عاشق ومعشوق یعنی حفیظ ثریا مکان اور منطقۂ زرین کمر کو خلعت ہائے پرزر اور عقد مروارید بیبہا اور تاج مرصع اور زیور زنانہ مرحمت فرمایا اور منطقۂ زرین کمر کو ملکہ فرنگ سلطان کے پاس روانہ کیا۔ واضح ہو کہ ملکہ فرنگ سلطان کا مقام سکونت اُس جانب دریائے غدبیہ کے واقع ہے جسکو دریائے شہر کرسی بھی کہتے ہیں منطقۂ زرین کمر کشتی میں سوار ہوکر ملکہ فرنگ سلطان کے مکان میں پہونچی جہاں مرطوب شاہ پدر ملکہ فرنگ سلطان حکمرانی کرتا ہے اور اسی شہر کو عوام الناس نگارستان کے نام سے مشہور کرتے ہیں مرطوب شاہ نے نگارستان سے بیرون شہر دو فرسخ تک بیابان ودشت کو روشنی چراغان اور ہر قسم کی آرایش سے ایسی زینت دی تھی کہ شہر نگارستان اسم باسمیٰ ہوگیا تھا۔ صاحب قران اکبر حفیظ ثریا مکان کو یاردگر بھی اسی طرح شوکت وشان وتجمل سے دولہ بناکر شہر نگارستان کی جانب جہاں خانۂ عروس تھا روانہ ہوئے کہ گرد وپیش سواری جمیع امرائے ذیجاہ فیلان کوہ پیکر پہ سوار ایک جانب سواران لشکر جرار صف بصف قطار قطار رورویان زنگار رنگ زیب تن کیے ہوئے باگین اسپان سبک گام کی لیے ہوئے ایک سمت پیدل لشکری ہزار در ہزار وچیدہ عصر چیدہ روزگار باجون کی صدا سے دلون کو وجد ہوتا تھا ہر ایک شخص والاہمم مسرت اپنے مزید دل میں پاتا تھا آواز دہل سے زمین کانپتی تھی گاؤ زمین کثرت بار سے دم بخود ہو رہا تھا وہ شہنائی کی آواز مرغوب وہ بانون کی صدائے خوب وہ دمبدم نقارون کی ٹکور وہ دمبدم قرنا کا شور سپہر فلک خمیدہ ہوکر تماشا برات کا دیکھکر چلتا تھا ہر چند واسطے جدا کرنے کے دمبدم گردش کرتا تھا مگر کچھ بس نہ چلتا تھا جس صحرا میں صاحب قران اکبر مع جملہ ہمراہیان قیام کرتے تھے وہ دست کثرت فیلان ہمراہی سے کھلی ہوجاتا تھا اور جس دشت میں صاحب قران والاشان مقام کرتے تھے وہ بیابان بوانان گلرخان سے اپنے دامن میں گلہائے تر

پاتا تھا الحاصل صاحب قران اکبر بعد قطع راہ حفیظ ثریا مکان کو دولہ بنائے ہوئے بتجمل و حشم مذکور قریب خانۂ عروس
پہونچے مرطوب شاہ نے استقبال صاحب قران اکبر مع جمیع امرا و وزرا کے کیا اور اپنے ہمراہ باعزاز و اکرام و
احترام شہر نگارستان مین لیجا کر قصور و مکانات عظیم الشان مین جو قبل سے آراستہ کیے تھے صاحب قران اکبر کو
انھین قصرون مین براے قیام جگہ دی اور جملہ اسباب عیش و راحت فراہم کیا مہمانی صاحب قران اکبر کی مع جملہ
ہمراہیان کے نہایت تکلف سے کی اور ایسی محفل عشرت اور بزم عیش مرتب کی کہ سب خرد و کلان محظوظ ہوے
بعد دو روز کے شب عقد مثل چہرہ عروس نظر آئی صاحب قران اکبر نے ساعت سعید اور وقت مسعود مین حفیظ ثریا جاہ
کو ملکہ فرنگ سلطان کے ساتھ منعقد کیا منطقۂ زرین کمر کہ قبل سے ملکہ فرنگ سلطان کے پاس پہونچی تھی اور
وہ خود بھی آرایش عروس مین مصروف ہوئی تھی اُسی کے روبرو عقد ہوا ہرچند کہ یہ امر باعث ملال زنان
ہوتا ہے لیکن منطقۂ زرین کمر کو چندان ملال ہوا اور آپس مین اتحاد اور محبت ہوئی قصہ کوتاہ صاحب قران اکبر
ملکہ فرنگ سلطان اور منطقۂ زرین کمر اور حفیظ ثریا مکان کو بخدم و حشم مع اسباب جہیز اپنے ہمراہ لیکر اُسی طرح شہر
کرسی مین تشریف لائے اور روز دوم مع رفقا و عروس وغیرہ کے جانب قصر الزین مراجعت فرمائی جب وقت شب
ہوا حفیظ ثریا جاہ نے مثل منطقۂ زرین کمر کے ملکہ فرنگ سلطان سے بھی وصل حاصل کیا رنج دوری ملکہ فرنگ کے
دل سے زائل کیا صبح کو بعد غسل اور تبدیل پوشاک کے حفیظ ثریا مکان خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین
حاضر ہوا سر براے تسلیم جھکایا دعاے درازی دولت و اقبال صاحب قران اکبر زبان پر لایا صاحب قران اکبر نے
مسکرا کر وصل ملکہ فرنگ سلطان کی مبارکبادی دی حفیظ نے شکر و سپاس مکرمت سلطانی ادا کیا صاحبقران اکبر نے
مثل سابق خلعت و زیور عنایت فرمایا بعد اسکے صاحب قران گیتی ستان حکماے عالیقدر کے پاس تشریف
لے گئے اور تمام و کمال حقیقت عقد و نکاح سے حکماے موصوف کو آگاہ کیا حکیم قسطاس نے کہا ای شاہزادہ ذیوقار
آپکی رسم سے یہ ہے کہ شاہزادگان عجائبات کا عقد اس طور پر ہونا چاہیے کہ آپ بھی بعد اختتام جشن عروسی اور ہنگامۂ
ساکنان عجائبات خوش کرنے اسی جانب نزول اجلال فرمائین خانۂ عروس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے قران آنجا اور رونق
بخشین اور رات دن سیر عجائبات موجودات مین اوقات عزیز بسر فرمائین اور روز عقد و نکاح شاہزادگان عجائبات مذکورہ کا
مع حشم و جلوس و تجمل سے نوشہ نوشہ ہمراہ خانۂ عروس مین لیجا کر منعقد فرمائیں تاکہ ساکنان عجائبات کی کتخدائی
سے جلد تر فرصت حاصل ہو جاے بعد ازان آپ کے رفقاے خاص کی نوبت آئیگی صاحب قران اکبر نے اس رائے کو
بہت پسند کیا اور اسی وقت تمام ساکنان عجائبات کو اطلاع دیگئی اور تاریخ عقد سے بھی آگاہی دی چنانچہ بعد
اطلاع جملہ شاہان عجائبات درستی سامان کتخدائی و تیاری جشن مین مشغول اور مصروف ہوے وہان تو سلاطین ساکنان
عجائبات سامان کتخدائی اور تیاری مین ہمہ تن سرگرم ہین لیکن یہان صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس عالی رتبہ سے

دریافت کیا کہ اے مہر سپہر حکمت و ای منبع فیض و برکت اب یہ ارشاد فرمائیے کہ اول کس شخص کی شادی اور تقریب کتخدائی آغاز کیجائے حکیم صاحب موصوف نے فرمایا کہ ای شاہزادۂ والاشان ہمارے نزدیک تو بہرام سرخ کلاہ قبل سب کے عقد اور کبتری معشوق کا مستحق تھا کیونکہ بہرام ہی اول مطیع اور فرمانبردار آپکا ہوا ہی مگر بوجہ اسکے کہ اسکا نکاح طلسمی اول ہو چکا ہی اس سبب سے اب صفر بن طاق شاہ کا عقد ہونا بہتر ہے اور بعد اسکے مسعود نوجوان کا نکاح ہونا چاہیے اور بعد مسعود کے احمر بن عادل شاہ کا عقد ہو صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم صاحب تاریخ مقرر اور معین فرما کر یوم عقد سے طاقی شاہ و عادل شاہ کو اطلاع دی اور بتاکید کہلا بھیجا کہ جلد سامان عقد اور تیاری جشن عروسی میں سرگرم ہو چنانچہ بروقت سننے اس مژدۂ جانبخش کے طاقی و عادل شاہ از حد مسرور ہوے اور صاحب قران اکبر کے رہنے اور تشریف رکھنے کے واسطے شقائق افروز کیا باغ دلکشا آراستہ کیا تاکہ صاحب قران اکبر مع جمیع رفقا کے نامور اپنے باغ میں نہایت فرحت اور عشرت اور شگفتگی سے قیام پذیر ہوں۔ واضح ہو کہ یہ باغ زیر فلک ایسا ہی کہ کانٹا بھی اس باغ کا غیرت گل ہے اور سبزہ پژمردہ بھی اس باغ کا بہتر از سبزۂ خط گلرخان جز و کل ہے ہر غنچہ اسی باغ کا دہن تنگ معشوق سے تنگ تر ہی اور ہر گل اس باغ کا رنگینی و نزاکت و شادابی میں رخسار خوبان سے کہیں بہتر ہے اور ہر سرو اسی باغ کا قد و قامت محبوبان جہان سے خوب ہی اور چشم مست مہوشان اسی باغ کی نرگس سے محجوب ہی ہوا اسی باغ کی ہوائے باغ ارم سے زیادہ تر فرحت بخش ہی اور سیر اسی باغ کی بیماران جہان کو صحت بخش ہی الحاصل صاحبقران ذیشان بعد اس حکم و احکام کے قصر الیفرین سے سوار ہوے اور مع امرائے ذیوقار و سلاطین نامدار و رفیقان عالیوقار عجائبات ارسطو میں تشریف لائے جملہ سلاطین عجائبات نے صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور باغ موصوف میں باحترام لا کر مقیم کیا یہ باغ بھی مثل باغ زاہدہ خاتون کے وسعت میں پایہ کمی نہیں رکھتا ہی چنانچہ واسطے قیام جملہ امیران عالیمقام و سلاطین والامقام و مرزبان عملہ صاحب قران اکبر کو قصور و ایوان اس باغ پر بہار کے کافی و وافی ہوگئے طاقی شاہ وغیرہ نے بعد حاصل کرنے [illegible] پابوسی صاحب قران اکبر کے ساتھ تکلف شاہانہ کے قواعد دعوت مہمانی ادا کیے اور جملہ امرائے صاحب [illegible] ذیوقار پرزر اور فاخرہ دیے اور جلسہ عشرت نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا۔ القصہ بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے آگین صفر بن طاقی شاہ کو روز مسعود و ساعت [illegible] ہمایون میں دولہ بنایا سر پر سہرہ زرتار [illegible] نوشاہ یعنی صفر بن طاقی شاہ پر سہرے کی لڑیاں [illegible] جیسے چہرۂ آفتاب پر تار شعاع [illegible] قران اکبر نے لباس شاہانہ اور خسروانہ [illegible] اپنے مرکب پری تمثال پر سوار کیا اور آپ [illegible] سمند صبا رفتار پر سوار ہوئے اور جملہ امیران والاقدر کو حکم دیا کہ سواری کے یمین و یسار جلو میں رہیں اور عقب [illegible] مردان لشکری صف بستہ رہیں چنانچہ بموجب حکم صاحبقران [illegible] آراستگی برات [illegible] نوبت و نقارے [illegible] بار عد گرجے دہل نے اپنی آواز بلند کی تاشے کرنے اسی طرح اور باجوں کی صدائیں بلند ہوئیں برات چلی صاحب قران اکبر قریب صفر بن طاقی شاہ کے چلے چونکہ فصل گرما کی تھی صاحبقران اکبر

دن کو قیام کسی مقام مناسب پر کرتے تھے اور شب کو جانب خانۂ عروس چلتے تھے کیونکہ شہر طاقی شاہ یعنی شہر سرکشان سے ملک عادل شاہ تک کہ وہی ملک عادل شاہ جائے عروس ہو چند منزل کا فاصلہ ہے آخرالامر بعد قطع منازل و طے مراحل بکروفر و بجلوس تمام تر صاحب قران اکبر نے شہر عادل شاہ میں نزول اجلال فرمایا اور سواری بعد تیاری حوالی شہر میں داخل ہوئی عادل شاہ نے بھی شہر کو ایسا آراستہ کیا تھا کہ گردون نے بھی کبھی ایسی رونق اور آراستگی کسی شہر میں نہ دیکھی ہوگی پس جسوقت عادل شاہ نے خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سنی بجشم و حشم ایا شر کل بیرون شہر واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بخوشی تمام استقبال کیا بعد حاصل کرنے شرف ملازمت کے صاحب قران اکبر اور نوشاہ کو بعزت و حرمت و باحترام تمام اپنے شہر میں لایا اور باغ طرب افزا میں کہ سرا سر کثرت گل و ریاحین اور شادابی و تکلف سے نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا صاحب قران اکبر کو فروکش کیا اور ابواب دعوت و ضیافت وا کیے اور ایسی اغذیۂ لطیف بکثرت کرائیں کہ آجتک پیر فلک کشکول ماہ ہاتھ میں لے کر شب کو پھرتا ہو اور دل میں ویسی ہی غذائے لطیف کا ہر اک سے سائل ہو مگر نہیں ملتی علاوہ اسی ضیافت اور مہمانی کے عادل شاہ علی قدر مراتب ہر ایک سردار اور سلاطین کے ساتھ بسلوک پیش آیا یہان تک ناطقہ روشن بیان سامان کتخدائی اور زیبائش و آرائش عروس میں مصروف و مشغول تھی الغرض ساعت سعید میں صاحب قران اکبر نے صفر نوجوان کو اسکی محبوبہ حمراے گلنار پوش سے منعقد کر دیا صفر عروس کو لے کر ہمراہ صاحب قران مع اسباب جہیز باغ میں آیا چونکہ صفر نوجوان بعد مدت مدید و عرصۂ بعید کے اپنی معشوقہ و محبوبہ حمراے گلنار پوش سے قرین ہوا ہو دل اسکا مانند گل شگفتہ ہو جو کہ داغ فرقت قبل رکھتا تھا اب اسکا نشان بھی نہیں ہردم شکر خدا بجالاتا ہو اور جانب فلک دیکھکر کانپ جاتا ہے اور ڈر ڈر کر کہتا ہو کہ اس فلک کے ہاتھ سے کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں کیا کیا رنج سہے دربدر خاک بسر پھرا برسوں اس فلک نے رولایا کبھی رحم نہ کیا راتوں کو چین سے سونے نہ دیا کبھی دیوانہ بنایا صحرا میں پھرایا تلوؤں کو خار صحرا سے فگار کیا دست رب ہا سے گریبان تار تار کیا اب صورت وصل معشوق ظہور میں آئی ہے مراد دلی افضال خدا سے پائی ہو کہیں ایسا نہو کہ فلک عقدہ بستہ کو میرا خوش ہونا وصل محبوب سے ناگوار ہو اور پھر اسی طرح زندان فرقت میں گرفتار کرے اسی خیال میں شام ہوئی صفر نوجوان نے برغبت تمام اپنی معشوقہ حمراے گلنار پوش سے وصل کیا۔

دو محبوب باہم درآمیختند	بکام تمنا شکر ریختند

دل مضطر کو قرار آیا لطافت زندگی پایا جب صبح ہوئی خدمت صاحب قران اکبر میں حاضر ہوا تسلیم بجالایا پایۂ تخت کو بوسہ دیا صاحب قران اکبر نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا صفر نوجوان اپنی معشوقہ حمراے گلنار پوش کو بڑے تزک و شان سے لے کر اپنے وطن میں آیا اور ساتھ عیش و راحت کے زندگی بسر کرنے لگا جب صاحب قران اکبر کو عقدہ صفر نوجوان سے فرصت ہوئی عقد مسعود ناجو کی فکر ہوئی چنانچہ صاحب قران اکبر نے بلا تامل راسب شاہ پدر مسعود ادہ مشکین نقاب کو

اور احمر شاہ پدر مسعود ناجو کو آگاہی دی کہ سامان جشن عقد مہیا کرو اور بزم کتخدائی آراستہ کرو بمجرد اس اطلاع کے راسپ شاہ اور احمر شاہ کو بدرجہ کمال خوشی ہوئی خصوصاً مسعود ناجو اور سوداوہ مشکین نقاب کو دونوں جانب سامان کتخدائی مہیا ہونے لگا اور بزم عشرت آراستہ ہونے لگی عروسان تازہ بھی سوداوہ مشکین نقاب کے یہاں مجتمع ہوئیں اور مرد تازہ کتخدا ابھی خدمت صاحبقران اکبر میں حاضر رہے ادھر راسپ شاہ اور احمر شاہ نے جلد تر اپنے شہر کو آرائش و تکلف سے رشک نگار خانہ چین بنا دیا اور انتظار آمد صاحبقران میں چشم براہ ہوئے یہاں صاحبقران اکبر نے بساعت سعید در وقت ہمایوں مسعود ناجو کو نوشاہ بنا کر اپنے ہمراہ لے کر بتجمل و تجمل اور بنوبت و نقارہ اور بخدم و حشم مثل سابق جس طرح کہ اصفر نوجوان کو خانۂ عروس میں لے گئے تھے اسی طرح مسعود ناجو کو بھی ہمراہ لے کر خانۂ عروس پر تشریف لائے اور ساعت نیک و سعید میں مسعود کو سوداوہ مشکین نقاب سے منعقد کر دیا اور اس عاشق بیتاب شیفتہ کامل کو معشوق خوبرو عنبرین مو سے ملا دیا۔ واضح ہو کہ ابراہیم ناجو اور مسعود ناجو اقبال شاہ کے سرداران فوج سے ہیں اور اقبال شاہ پسر نور الزمان شاہ کا ہے اور ملکہ سعادت بانو اسی اقبال شاہ کی خواہر حقیقی ہے جو امیر مجاہد الدین دلاور کی معشوقہ تھی اور یہ وہی اقبال شاہ ہے جو طلسم اجرام و اجسام میں صاحبقران اکبر کا رفیق راہ اور معین و مددگار بمنزلہ اقبال کے رہا ہے اور بنام نہاد مقبل شاہ بجائے نور الزمان شاہ تخت حکومت پہ سلطنت کرتا ہے اور جبال حصار اسی کے قلمرو میں داخل ہیں القصہ بعد فراغت عقد صاحبقران اکبر عروس کو بڑی شان و شوکت سے بیاہ لائے اور مسعود ناجو نے باشتیاق تمام اپنی محبوبہ سوداوہ مشکین نقاب سے وصل حاصل کیا دل بیقرار کو تسکین دی القصہ بعد انفراغ نکاح مسعود ناجو کے صاحبقران اکبر احمر نوجوان کے سامان کتخدائی میں مشغول ہوئے اور تقریب کتخدائی کی خبر ملک ارمن جزیرہ نشین پدر ملکہ دردندان کو دی اور تاکید کی کہ جلد تر ساز و سامان شادی مہیا اور تیار کر دو ملک ارمن نے بمجرد سننے اس خبر فرحت اثر کے جزیرہ کو مانند عروس آراستہ کیا اور روشنی چراغاں سے زینت و رونق وافر دی صاحبقران اکبر نے حسب معمول احمر نوجوان کو بھی نوشہ بنا کر اور اپنے ہمراہ لے کر بڑے سامان جلوس و تجمل سے مع جملہ رفقا اور امرا اور سلاطین عظام بصدائے نوبت و نقارہ جزیرہ ارمن میں پہونچے صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرۂ پر بہار کو روشنی چراغاں اور انواع و اقسام کی آرائش سے اس طرح مزین کیا ہے کہ لائق شاہی ملک ارمن خبر نزول اجلال صاحبقران اکبر استماع کر کے واسطے استقبال کے حاضر ہوا اور شرف سعادت پابوسی بصد خوشی حاصل کی اور بتکریم و تعظیم صاحبقران اکبر کو اپنے ہمراہ لایا اور ایک قصر رفیع میں مقیم کیا اور چند شبانہ روز تک کمال تکلف سے جلسہ عشرت آراستہ کیا اور لوازم دعوت و مہمانی وا رکھے صاحبقران اکبر ہر روز اس جزیرۂ سرسبز و شاداب و خوش آب و ہوا میں برائے صید افگنی مع اکثر سلاطین و امرائے عظام کے تشریف لیجاتے تھے اور شکار چرند و پرند بخوبی کرتے تھے اکثر شکار ان آہوان دلربا کا کرتے تھے جو شوخی میں معشوقان شوخ چشم سے

سبقت لے گئے تھے اور اُن طائران حلال کا شکار کرتے تھے جو نغمہ سرائی اور خوش الحانی مین بلبل خوش تقریر سے بہتر تھے اور ہر روز و شب بعیش و عشرت استماع نغمات دلکش اور دیکھنے رقص خوبرویان مین بسر کرتے تھے آخرالامر بعد چار روز کے ساعت فرخندہ اور وقت سعید مین صاحب قران والاشان نے ملکہ دردندان بنت ملک ارمن کو احمر نوجوان کے عقد مین منسلک کیا جمیع امراے عظام و سلاطین والامقام و سرداران ذی مرتبت و رفیقان عالی ہمت حاضرین بزم کتخدائی نے عادل شاہ و ملک ارمن کو تہنیت اور مبارکباد دی بعد انفراغ عقد احمر نوجوان قواعد و رسوم شادی سے فراغت حاصل کر کے اپنی معشوقہ اور محبوبہ مایۂ حیات و زندگانی کو مع زیور و اسباب انواع و اقسام جواہر و طلائی و نقرئی جہیز مین سے کر اسی قصر عظیم الشان مین جو مقام قیام تھا بصد خوشی و خرمی آیا وہ دن بخیال وصل معشوق بہزار خرابی مثل شب فرقت کے بسر کیا جب آفتاب بخیال وصل طالب و مطلوب مذکور روپوشیدہ اور پنہان ہوا اور ماہ بہمراہی کواکب ثابت و سیار فلک پر تابان ہوا احمر نوجوان بیتابانہ و مضطربانہ خانۂ خلوت مین جہان ملکہ دردندان عروس بنی ہوئی مثل ہلال شب اول حجاب سے سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی آیا وہ دل مین یہ خیال کرتی تھی شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا مدعاے دلی بر آیا لیکن خیال سختی زفاف سے کانپ جاتی تھی بیساختہ زبان پر حرف اُف لاتی تھی ناگاہ احمر نوجوان کو اپنے قریب دیکھکر اور آمادہ وصل پا کر مثل بید کانپنے لگی احمر نوجوان نے لپٹ کر گلگون رخسار کے بوسے لیے سینے سے لگایا ملکہ دردندان کی پیشانی پر شرم سے عرق آیا رخ انور کو گوشۂ چادر سے چھپانے لگی دل عاشق کو آتش انکار سے جلانے لگی احمر نوجوان نے سینے پر ہاتھ ڈالا اچھی طرح اثمار نخل قد محبوب دیکھا بھالا ملکہ دردندان کا ہر چند سینہ مسلتا تھا مگر احمر نوجوان بمنت چاہتا تھا کہ در مدعا ہاتھ آئے دل مضطر پہلو مین تسکین پائے مگر ملکہ دردندان کسی طرح نہ مانتی تھی کیونکہ نادان نہ تھی سب جانتی تھی آخر احمر نوجوان بزور قبضے مین لایا اور بخوبی تمام وصل سے لطف پایا ملکہ دردندان اس صدمہ سے بیہوش ہو گئی اُسوقت احمر نوجوان گھبرایا جلدی سے عطر عنبر سنگھایا ملکہ کو ہوش مین لایا ملکہ دردندان نے ہوش مین آکر اپنے تئین عجیب حال خراب مین پایا گیسوے مشکین موے عنبرین پریشان گل رخسار بوسون کی کثرت سے مثل گل نیلوفر عقیق لب بوسون کی افراط سے بصورت نیلم دیکھنے اس حال خراب کے ملکہ دردندان کو نہایت محجوبی اور شرمندگی ہوئی عرق انفعال مین تر ہو گئی آخر لباس کی درستی کی بظاہر مکدر ہوئی لیکن باطن مین لذت وصل عاشق سے آگاہ ہوئی پھر احمر نوجوان نے پہلوے ملکہ دردندان مین بخیال خواب استراحت کی یہ کیفیت وصل عاشق و معشوق و طالب و مطلوب جو شمع پروانہ نے دیکھی ضبط نہ ہو سکا آخر سوز رشک سے شمع گھل گھل کر گل ہو گئی اور پروانہ آتش حسد سے جل کر خاک ہو گیا مشہور ہے کہ شب وصل جلد گذر جاتی ہے ابھی یہ عاشق و معشوق اچھی طرح سونے بھی نہ تھے کہ صبح ہو گئی موذن نے آواز تکبیر بلند کی مرغان سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے اپنی زبان مین حمد خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے بستر خواب سے اُٹھے احمر نوجوان بھی صداے تکبیر سنکے بستر خواب سے اُٹھا اور جلد غسل کر کے نماز صبح بخضوع و خشوع ادا کی سجدۂ شکر

پروردگار بجالایا بعدہ خدمت فیضدرجت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا بعد اداے تسلیم پایۂ تخت کو بوسہ دیا دعاے
ترقی دولت واقبال زبان پر لایا۔ صاحب قران اکبر نے ہنسکر حال شب پوچھا احمر نوجوان نے حجاب سے سر جھکایا
صاحب قران اکبر نے عقل سے دریافت کیا کہ بیشک مرحلۂ زفاف اسنے سر کیا اُسی وقت خلعت فاخرہ احمر نوجوان کو اور
پوشاک اور زیور جواہرنگار ملکہ درد ندان کے واسطے مرحمت فرمایا احمر نوجوان بار دگر تسلیم بجالایا بعد دیئے خلعت وغیرہ کے احمر
نوجوان کو صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان اور رانی چندر مان کے عقد کی فکر کی یہ نازنین بعد اسلام قبول کرنے کے
قمر کے خطاب سے نامزد ہوئی اور ادریس نوجوان بوجہ اسکے کہ ساکنان حصار طلسم سے نہین تھا زمرۂ رفقاے صاحبقران اکبر
داخل کیا گیا ہی لہذا اسی وجہ سے بموجب تجویز حکم عالی قدر ادریس کا عقد بھی زمرۂ رفقاے صاحبقران اکبر مین مقرر ہوا چنانچہ
صاحب قران اکبر نے ادریس نوجوان کا عقد قمر کے ساتھ ساعت سعید مین بہ آئین شائستہ کر دیا اور اسی طرح اسد بن
بہرام کا عقد بھی جو خاندان کاوۂ آہنگر سے تھا گلگونہ پری بنت حشمت شاہ سے تجویز ہوا اور ساعت ہمایون مین صاحبقران
اکبر اسد بن بہرام کو دولہ بنا کر حسب معمول بڑے سامان اور تزک سے جانب خانۂ عروس لے گئے اور بآئین شائستہ ساعت
نیک مین اسد بن بہرام کو گلگونہ پری سے منعقد کر دیا یہ عاشق و معشوق طالب و مطلوب بھی باہم گر وصل سے کامیاب اور
بہرہ یاب ہوئے اور اپنی خواہش قلبی اور مراد دلی کو پہونچے مخفی نہ رہے کہ یہ جملہ بھی عرض کرنا ضرور تھا کیونکہ بوجہ درازی مدت
کے ناظرین افسانۂ رنگین کو سہو و محو ہو گیا ہوگا وہ جملہ یہ ہی کہ درمیان سیر عجائبات حکیم ارسطو مین شمشیر ہفت جوہر جو تحفۂ طلسم تھی
اسی مقام مین صاحب قران اکبر کو دستیاب ہوئی تھی اور وہ تلوار نادر روزگار ہمدم ذو الفقار برق کردار ملکۂ جہانبان
یعنے گلگونہ پری بنت حشمت شاہ نے صاحب قران اکبر کو دی تھی اور اب تک وہ شمشیر آبدار صاحب قران نامدار کے پاس
مستعار اور امانت تھی لیکن اب حشمت شاہ پدر گلگونہ پری نے برضا و رغبت اور بخوشی خاطر صاحب قران اکبر کو یہی تلوار
نذر گذرانی ہے یہ جملہ معترضہ اسواسطے اس سامعہ خراش نے بار دگر تحریر کیا کہ سخنوران عالی طبع و نکتہ سنجان والا مقام کو یاد
آجاے آمدیم برسر مطلب جب صاحب قران والا شان نے اسد نوجوان کے عقد سے فراغت پائی بلا تامل و تاخیر برج قمر
مین تشریف لے گئے جو سعیدہ قمر طلعت ذری مشتری طلعت کا مسکن ہے وہان جاکر ذری مشتری طلعت کو سعیدہ
قمر طلعت سے منعقد کر کے ہم آغوش کیا اور شہاب نوجوان کو سوسن جان بخش کے وصل سے کامیاب فرمایا اور شاہزادہ
ضرغام شیر دل کا نرگس شہلا سے عقد بڑے تکلف سے کر دیا اور شاہزادہ عالی سلطان کو عرفانہ خاتون سے منعقد کیا
غرض یہ جملہ طالب و مطلوب محب و محبوب عاشق و معشوق اپنے اپنے مرادہاے دلی پر بخوبی تمام پہونچے راوی خیال بند
بخدمت ناظرین افسانہ عرض کرتا ہی کہ اگر ہر ایک رفیق صاحب قران اکبر کے عقد و نکاح کی کیفیت اور تکلف با تفصیل
عرض کیجئے البتہ طول بیجا ہوگا لہٰذا بطور اجمال بیان کیا جاتا ہی یعنے صاحب قران اکبر اول برج حوت مین مثل خورشید
تشریف لائے جو برج آویزے سے عبارت ہی اور ملکہ سعیدہ قمر طلعت بعد اپنے پدر عالی مقدار کے بالاستقلال یہان کی

حاکم اور حکمران ہی صاحب قران اکبر نے سعیدہ قمر طلعت کو جو حکیم ابو المحاسن کی فرزند خواندہ ہے دُرّی مشتری طلعت
کے ساتھ بڑی شوکت شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے ساعت سعید میں منعقد کیا حکیم ابو المحاسن کہ حکماے حاذق سے
ہے شہر کو ہرا و بیژ کو شہر سہم السعادت تک مثل گوہر آبدار ایسا صاف و پاک کیا کہ دریا مین موتی کی آبرو نہ رہی اور اسباب
آرایش و روشنی چراغان سے ایسا آئین بند کیا تھا کہ فلک پر ضیاے مشعل ماہ و روشنی چراغہاے انجم آگے اس
روشنی کے مثل چشم نابینا سے کور تھی غرضکہ بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر شہر سہم السعادت مین بخدم و حشم
و تجمل تمامتر تشریف لائے چونکہ اس صحراے ہند مین ایک سبزہ زار ہی جاے مشغول صید و شکار ہی مرغان ہوا کثر
سے ہین چوپایے مانند ہرن اور نیل گاے وغیرہ بحد ہین صاحب قران اکبر نے چند روز کے واسطے قیام کیا ہر روز
صاحب قران اکبر بہمراہی امراے خاص مع جملہ سامان صید و شکار صحراے سبزہ زار مین تشریف لیجاتے تھے اور
جو آہو نظر آجاتا تھا صاحب قران اکبر بغیر شکار کیے جانے نہ دیتے تھے اسی طرح امراے والا مقام بھی جس غزال کو
تاکتے تھے بغیر شکار کیے نہ رہتے تھے ہرچند غزال ہجوم مردم صحرا مین دیکھکر چاہتے تھے کہ نکل جائین صیاد سے اپنی
جان بچائین مگر زیر ران گھوڑے ایسے صبا رفتار اور تیز تھے کہ غزال بھاگ کر جا نسکتے تھے اور ہدف تیر صاحب قران وغیرہ
ہوتے تھے اکثر غزال صاحب قران فرخندہ فال نے زندہ اسیر اور دستگیر کیے یہ کیفیت شکار غزال دیکھکر طایران ہوا
کے ہوش اڑے جاتے تھے باز تیز پرواز بعض جانور کا شکار کرتا تھا اور جرّہ کسی طایر کا شکار کرتا تھا غرض اسی طرح چند روز
تک صاحب قران اکبر نے اس صحراے پر بہار مین شکار کھیلا اور نہایت عیش و عشرت اور جلسہ طرب کے ساتھ
شب و روز بسر کیے ملکہ ناطقہ روشن بیان بھی اس جشن عقد مین تشریف لائین تھین کیونکہ یہ سرحد بھی اسی ملکہ عالم کے
قلمرو مین شامل ہے غرضکہ ملکہ ناطقہ نے زر و جواہر بیحد و بیشمار گران بہا اور خلعت و لباس فاخرہ سعیدہ کو مرحمت فرمایا
اسی طرح شہاب نوجوان اور ضرغام شیردل و عالی سلطان و جمیل بن عرفان کا عقد کوہ مراد کے عنقریب واقع ہوا کیونکہ یہ سب
مقامات قریب قریب واقع ہوے تھے غرضکہ ہر ایک کی کتخدائی بخیر و خوبی انجام کو پہونچی یعنی تزئین و تزک و آرایش
و تجمل ہر جگہہ پر ساتھ تکلف اور زینت تمامتر کے ہوئی تھی جسدم صاحب قران اکبر نے جمیع ساکنان عجایبات کو انکے
مقاصد دلی اور مراد قلبی سے کامیاب اور بہرہ یاب کر دیا شکر خدا کیا اور پھر بخدم و حشم اور بدولت و اقبال مع جملہ
امراے نیک خصال و رفیقان ذوی وقار و سلاطین نامدار باغ قصر النیرین مین تشریف لائے اور خدمت اکسیر خاصیت
حکماے والا منزلت عالی مرتبت سے شرف اندوز ہوے وہ سب نوشاہ جنکا کہ عقد و نکاح فی الحال ہوا ہے اور اس
پریشان گفتار نے ذکر انکا بیان کیا ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحب قران اکبر ہین یعنی خدمت فیضدرجت
مولاے قدرشناس آقاے نامدار صاحب قران ذوی وقار مین حاضر ہین ان سب نے بھی شرف پابوسی حکماے
عالی وقار حاصل کیا خصوصاً حکیم قسطاس الحکمت کا شکریہ ادا کیا صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے

بہ ادب دریافت کیا کہ جناب حکمت مآب مین آپکے مقامات طلسم کی سیر کرکے نہایت متحیر ہوا ہون کیونکہ جو ایوان و قصر بلند و دیگر عجائب و غرائب وقت سیر میری نظر سے گذرے تھے اسوقت وہ اکثر مقامات معلوم نہین ہوتے ہین اور بعض مقام و قصر جو اسوقت نہایت وسیع اور رفیع مجھکو دکھلائی دیتے تھے اسوقت وہی سب مقام و قصر وغیرہ بالکل کوتاہ اور مختصر نظر آتے ہین اسکا کیا باعث ہی جلد فرمایئے دیر نہ لگائیے حکیم صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ای فرزند عالی منزلت اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ اکثر قصور رفیع و مکانات وسیع و نشیب و کوہ و باغ پر بہار وغیرہ آثار طلسمی سے ہین تمکو معلوم ہوتے تھے اور سیار طلسم کے دیدۂ تماشا بین ہین بانواع و اقسام و ترکیب و اوضاع سے جلوہ گر ہوتے تھے جسطرح کہ تمنے وقت سیر اُن مقامات اور مکانات وغیرہ کو دیکھا اسوقت اثر طلسم کا سبب اور باعث تھا جو تمکو ویسی خوبی اور تکلف سے نظر آتے لیکن جب تم اُن مقامات کی سیر و تماشا سے فارغ ہوئے گویا اُن مقامات کے طلسم کا بطلان ہوگیا وہ رونق اور کیفیت عجیب و غریب اور وہ تازگی باغ پر بہار اور وہ وسعت صحرائے سبزہ زار اور وہ رفعت مکانات اور وہ بہار کوہسار وغیرہ طلسمی بھی نہ رہی اور ہر ایک شی طلسمی کا زمانہ آخر ہوا اسی طرح جو شہر وغیرہ کہ در حقیقت اصلی اور واقعی تھے وہ سب بحالت اصلی قائم رہے اُنکو تغیر کسی طرح کا نہوا اور یہ جو حصار طلسم تا ایندم موجود ہی اور نظر آتا ہی یونہین ہمیشہ برقرار رہیگا یعنی مثل طلسم مصر الحجا کہ وہ محض تماشا گاہ تھا پس اسی طرح یہ حصار طلسم بھی مدت مدید اور عرصہ بعید تک یونہین قائم رہیگا اور اسے فرزند ذیشان بظاہر دریافت ہوتا ہی کہ اب عمر طلسم بہت کم اور قلیل باقی رہی ہی زمانہ قلیل مین کیا عجب کہ یہ طلسم اور حصار بالکل معدوم اور مفقود ہو جائے کیونکہ حقتعالے نے اس خاکسار ذرہ بیمقدار کو کسی مصلحت سے کوئی اولاد عطا نہین فرمائی انسان کی کیا مجال کہ مشیت خالق کون و مکان سے آگاہی حاصل کرے بڑے بڑے دانائے روزگار اور خاصان کردگار کو مصلحت پروردگار مین دخل نہین ہوا پروردگار اپنے بندون کے واسطے جو مناسب جانتا ہی وہی کرتا ہی کیونکہ پدر و مادر سے زیادہ تر شفیق اور مہربان ہی اور کوئی فعل اُسکا برا نہین ہی جو گذر گیا اُس سے ماہر ہے اور جو زمانہ آنے والا ہی اُسکے حالات سے بخوبی واقف ہی اپنے بندون کا راز دل اُسپر ہویدا اور آشکار ہے کوئی بات اُس سے مخفی اور پوشیدہ نہین اسی وجہ سے اُسکو عالم الغیب کہتے ہین پس مجھکو بھی جو فرزند عطا نہ فرمایا اسمین کوئی مصلحت نیک ہوگی اگر فرزند عطا کرتا ساتھ لقب قطاس کے نامزد ہوتا اور بعد میرے میرا جانشین ہوتا اور طلسم بھی قائم رہتا چنانچہ زمانہ حکیم ارسطو سے چھ پشت کی نوبت پہونچی ہی اور سب عہدہ داروغگی طلسم عجائبات سے سرفراز و ممتاز ہوئے ہین اور لقب قطاس سے شرفیاب ہوتے آئے ہین اور یہ عبد ذلیل ساتوین پشت ہی اور یہ عہدہ داروغگی عجائبات طلسم منسوب ہی اور اس عاجز کو قطاس ہفتم داروغہ طلسم سب مشہور کرتے ہین افسوس ہزار افسوس کہ یہ عبد ذلیل ضعیف ہوا شباب رخصت ہوا زمانہ مرگ قریب آیا لیکن اب تک در مدعا یعنی اولاد سے محروم رہا اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ عمر طلسم بھی چندے باقی ہی کیونکہ یہ علامت فنائے طلسم عجائبات کی دلیل قوی ہی کہ نسل حکیم ارسطو سے کوئی نہوا اور جب خاندان حکیم ارسطو سے کوئی باقی نہ رہا تو داروغگی عجائبات طلسم سے کوئی شرف اندوز

نہوگا اور جب داروغہ عجائبات طلسم نہو بقائے عجائبات طلسم غیر ممکن اور علاوہ اسکے یہ قاعدہ کلیہ ہو کہ تماشا گاہ خاص ایک شخص زید یا بکر کی ذات سے نامزد ہوتا ہی جب وہ سیار طلسم سیر و تماشائے عجیب و غریب طلسم سے فراغت پاتا ہی اُسی دم عمر طلسم بھی تمام ہو جاتی ہے لیکن اکثر مقام جو اصلی ہیں وہ چند روزہ باقی رہتے ہیں جسطرح کہ قدما المثال کہ نمونۂ کائنات ہو تمنے اس طلسم عجائبات کی کیا سیر کی گویا تمام و کمال کائنات خدا کا مشاہدہ کیا ہاں یہ مقام مذکور ایک مدت تک باقی رہیگا مگر حال اسکی بقا اور فنا کا بخوبی حکیم مطلق جانتا ہی اور اُسی پر کیفیت ثبات و غیر ثبات کی تمام و کمال ظاہر ہی مگر یہ ضرور ہی کہ ہر ایک شی کو ایک روز فنا ہی سوائے خدا کے کہ اسکو بقا ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا پس اے فرزند ارجمند خیال کرو کہ جسطرح شجر و حجر برگ و بار دشت و کوہسار مرغ و ماہی زمین و آسمان جن و انسان خار و گل شمس و قمر آتش و آب برق و سحاب وغیرہ کو فنا ہو اسی طرح ایک روز یہ مکانات عجائبات کو بھی حادث ہونا ضرور ہی صاحب قران اکبر نے یہ سُنکے کہا اے برگزیدہ خالق کون و مکان واسطے بندۂ خاص معبود انس و جان اب یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ طلسم سمر العجائب کی کیا صورت ہوئی حکیم قرطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادہ عالی وقار اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ جب صاحبقران اعظم یعنے شاہزادہ خورشید تاج بخش اس طلسم عالی بنیاد کی سیر سے فارغ ہوے چالیس برس تک طلسم سمر العجائب بدستور قائم رہا مگر جسوقت حکیم افرلیطوس الٰہی داروغۂ طلسم نے اس سرائے فانی سے جانب عالم جاودانی کے کوچ کیا وہ طلسم خود بخود معدوم اور مفقود ہو گیا یہ تقریر حکیم قرطاس الحکمت صاحبقران عالی منزلت سُن کے گویا ہوے کہ اے صدق گفتار و واقف اسرار آپ کی تقریر سے صاف ثابت ہوا کہ طلسم کی عمر داروغۂ طلسم کی عمر سے وابستہ ہوتی ہے یعنی جب داروغہ طلسم انتقال کرتا ہی بنیاد طلسم بھی نظر سے غائب ہو جاتی ہے حکیم صاحب نے فرمایا مرحبا ظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اور حال باطن سے علام الغیوب واقف و ماہر ہے صاحب قران اکبر نے پوچھا یا حضرت اب یہ ارشاد کیجئے کہ بعد فنا طلسم ساکنان طلسم کا کیا حال ہوتا ہی کس صورت سے بسر اوقات کرتے ہیں اور کہاں رہتے ہیں حکیم قرطاس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادہ کامگار ساکنان طلسم سے اکثر مراد اُن اشخاص سے ہی جو بضرورت و مصلحت خاص مقام طلسم میں آباد کیے جاتے ہیں اور وہ لوگ اصلی ہیں بعد فنائے طلسم وہ سب اپنی حالت اصلی پر رہتے ہیں کسی طرح کا اُنکو تغیر نہیں ہوتا ہی اور جبتک قضا نہیں آتی وہ لوگ نہیں مرتے ہیں اور موافق اپنی تقدیر کے بسر اوقات کرتے ہیں اور اکثر اُنمیں سے مقامات مختلف میں چلے جاتے ہیں اور کسب معیشت کرکے حیات مستعار بسر کرتے ہیں چونکہ بعد دور ہونے اثر طلسم کے وسعت ممالک قلیل رہجاتی ہے اسی وجہ سے اُنھیں ساکنان طلسم سے کوئی شخص زبردست اور اولو العزم سلاطین طلسم سے تمام ممالک پر قابض و متصرف و حکمران ہو جاتا ہی اور مردمان اُسکے مطیع اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں یعنی وہ لوگ اُسکی رعایا ہو جاتے ہیں اور اُسکو اپنا بادشاہ جانتے ہیں اور بعض ساکنان طلسم سے وجود خارجیہ رکھتے ہیں جو محض آثار طلسمی مثل حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اُنکا وجود بقائے طلسم تک ہوتا ہی جسوقت آثار طلسم معدوم اور برطرف ہو جاتے ہیں

نام ونشان تک انکا باقی نہیں رہا القصہ جب یہ اسرار طلسم کماحقہ صاحبقران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے سنے اور بخوبی آگاہی ہوگئی اُس وقت حکیم صاحب موصوف سے صاحبقران اکبر نے پوچھا ای مخزن اسرار معرفت و ای معدن فنون حکمت اب از راہ شفقت یہ فرمائیے کہ فی الحال کس عاشق کے عقد ونکاح کا سرانجام کیا جاے جملہ عاشقان شہر کر بھی و جمیع ساکنان حصار کو علی قدر مراتب عقد ونکاح سے کامیاب ہوکر مرادِ دلی کو پہونچے اب فقط میرے رفیق باقی ہین حکیم صاحب نے ارشاد فرمایا



ای شاہزادہ عالی وقار اپنی تو آرزوے دل یہ ہے کہ تمھارے جشن عقد کا سامان ہو تاکہ نازنینان طلسم یعنی ملکہ نوبہار و ملکہ ناطقہ روشن بیان دختر سلطان روح الملک وغیرہ تمھاری سلک زوجیت مین شامل ہون اگر تمھاری خوشی یہ ہے کہ پہلے جمیع رفقاے عالی منزلت اور امراے ذی مرتبت کا عقد ونکاح نازنینان طلسم کے ساتھ ہو کیونکہ ایک دوسرے سے شیفتہ اور فریفتہ ہین اور تاب صبر اور طاقت جدائی نہین رکھتے ہین اور مثل ماہی بے آب اُن نازنینان طلسم کی مفارقت مین تڑپتے ہین خیر بہتر ہے پہلے رفقاے ذیوقار کے عقد سے فرصت حاصل کرو اور علی قدر مراتب ان سب کو وصل معشوقان طلسمی سے کامیاب کرو تاکہ یہ سب تمھاری ذات والاصفات کی بدولت اپنے مدعاے دلی کو پہونچین اور باقی عمر عیش و عشرت بسر کرین اور نازنینان طلسم بھی وصل عشاق سے شادکام ہون کسواسطے کہ ان نازنینان طلسم مالک یعنی ملک مصورہ بانو محبوبہ امیر جلال الدین کا مقام اور امیرزادہ سیف الدین و امیر خلیل کی محبوبہ کے ممالک طلسم اجرام اور اجسام کے پائین باغ شمار کیے جاتے ہین یعنی ممالک کے چار جانب حصار در حصار طلسم محیط ہین اس نظر سے اول امیر جلال الدین کو مصورہ بانو کے عقد سے شادکام کرو بعدہ امیرزادہ سیف الدین کو بعد ازین اسکندر سلطان اور امیر خلیل کو درجہ بدرجہ متمتع کرو اور بعد فرصت عقد ونکاح امراے مذکورہ کے امیر مجاہد الدین کو ملکہ سعادت افروز بنت نور الزمان شاہ سے متمتع کرو بعد اسکے جس وقت امیر مجاہد الدین کے عقد سے فراغت ہو اس وقت عاشقان حصار طلسم جو طلسم فلک

کرسی سے تعلق رکھتے ہین اُنکو بھی مراد دلی کو پہونچادو یعنی عقد اُنکا اُنکے مطلوب سے کردو بعدہ فلک نہم کے متعلق بھی
دو عاشق خستہ حال سراپا رنج و ملال ہین یعنے ایک رافع بن رافع ملکہ رافعہ بانو کا شیفتہ ہے اور دوسرا بدر عالم مجسم
خوشنواز پری کا فریفتہ یہ دونون طالب ناکام مدت مدید اور زمانہ بعید سے تشنۂ آب وصال محبوب اور مشتاق دیدار
جمال مطلوب ہین واسطے اُن دونون کے بھی گوہر مراد کی جستجو کرنا اور جلد بعنوان شائستہ باہم عاشق و معشوق طالب
و مطلوب کا عقد کر دینا اگر دیر ہوگی عجب نہین ہے کہ ان دونون محروم الوصال کا انتقال ہو جائیگا اور بعد انتقال ان
عاشقون کے اُنکے معشوقون کو بھی جینا محال ہو جائیگا لیکن اے شاہزادہ ذیقدر اس ترتیب عقد مین جو بیان کیے
گئے اتنا فرق ضرور کرنا کہ بعد عقد نکاح امیر مجاہد الدین تم اپنا عقد ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کرنا کہ ترتیب حسن
بخوبی ہو جاے ای شاہزادہ عالیقدر اسوقت عجب طرح کا رنج اور صدمہ جانکاہ مجھکو اس گفتگو سے عین عشرت
مین ہوا مفصل کیا کہون جو رنج ہوا مگر مختصر یہ ہے کہ دل پہلو مین بیتاب ہوگیا مثل مرغ بسمل صدمہ سے تڑپنے لگا جگر آتش
غم سے جلنے لگا اشک آنکھون مین بھر آئے صاحب قران اکبر نے تقریر حکیم قرطاس الحکمت کی سن کے بہت گھبرا
بیتاب ہوکر پوچھا یہ تو فرمایئے کہ اسقدر رنج کا باعث کیا ہوا دل نازک جناب کا کس غم مین مبتلا ہوا دیدۂ حق بین کیون
اشک غم سے تر ہوے آثار حزن و ملال کیون چہرہ پر نور پر ظاہر ہوے براے خدا جلد بتایئے پوشیدہ نفرمایئے دل میرا
بیتاب ہی بیقرار مثل سیماب ہے مرغ جان قفس تن مین پھڑکتا ہے شعلہ آتش غم کا نون دل مین بھڑکتا ہے جان اس صدمہ
سے لب پر آئی ہے دل پر کثرت سے غم کی گھٹا چھائی ہے یہ کلمات صاحب قران اکبر حکیم قرطاس الحکمت نامور استماع
فرماکر کہنے لگے ای فرزند ارجمند غم نہ کھاؤ آتش تردد سے اپنا دل نازک نہ جلاؤ سنو مجھکو یہ خیال آیا کہ اس جشن شادی
مین تمھارے والدین سلطان اسمعیل اور خاتون جہان ملکہ عالیہ خاتون شریک نہین ہین والدین کو اپنے فرزند کی شادی
کا نہایت اشتیاق ہوتا ہے ہمیشہ درگاہ خدا مین دست بدعا رہتے ہین کہ جلد صورت سعادت فرزند ظہور مین آئے دل مضطر کو
تسکین ہو روح جسم مین آرام پائے گھر آباد ہو دل شاد ہو ارمان دلی بر آئین فرزند کو دولہا بنائین بیاہنے جائین بہو بیاہ کر
لائین پھر خدا وہ دن دکھلاے کہ لڑکا ہو نسل بڑھے اگر اس تمھارے جشن شادی مین سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ شریک
ہوتین کیا دل انکا خوش ہوتا افسوس ہزار افسوس کہ والدین تمھارے اس تمھارے جشن عقد مین شریک نہین ہین
یہی خیال کرکے ای فرزند مجھکو ملال ہوا تھا اور کوئی امر نہ تھا خاطر جمع رکھو اور تردد نکرو ای شاہزادہ والا مرتبت عالی منزلت
اب میری صلاح یہ ہے کہ ان خجستہ صفات کا یعنی تمھارے والدین کا تمھاری شادی مین شریک ہونا واجبات سے ہے جسطرح
ہو سکے انکو طلب فرمانا چاہیے صاحب قران اکبر نے جسوقت والدین کا نام سنا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور زار زار مثل
ابر نوبہار رونا شروع کیا اشکون سے رومال تر کیا دل کو جدائی والدین کا شوق ہوا بغیر والدین جشن عقد بدتر از بزم غم خیال کیا
آخر کار کثرت گریہ و بکا سے صاحب قران اکبر کا عجب حال ہوا قریب تھا کہ خیال پدر و مادر مین کثرت گریہ سے مرغ روح قفس

تن سے پرواز کر جاے یہ حال تردد مآل حکیم قسطاس الحکمت نے ملاحظہ کرکے صاحبقران اکبر کو تسلی دی اور رومال سے بشفقت اشک پاک کیے اسوقت صاحبقران اکبر نے خدمت حکیم قسطاس الحکمت مین عرض کیا کہ اسوقت حضرت نے جو ذکر والدین کیا کیا عرض کرون جو دل کو صدمہ ہوا اگر مجبور ہون کیا کرون کسطرح انکی زیارت سے شرف اندوز ہون اور کیونکر ملازمت والدین سے سعادت دارین حاصل کرون کسطرح اپنی آنکھون کو پاے جناب والد ماجد پر ملون اور کیونکر یہ سر نعلین پاے جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ پر نثار کرون اب تاب جدائی نہین ہی اور طاقت صبر و شکیبائی نہین ہے دل یہی چاہتا ہی کہ کسی طرح خدمت والدین مین جاؤن یا کوئی صورت ایسی ہو کہ انھین کو بلاؤن مگر میری عقل مین کوئی تدبیر معقول نہین آتی اگر انکے بلانے کا قصد کرتا ہون تو دوری مسافت اسقدر ہی کہ میری ہمت پست ہوئی جاتی ہے خیال کرتا ہون کہ اتنی دوری راہ اور مقامات دشوار گذار سے کیونکر یہانتک مع الخیر اور بصحت و عافیت تشریف لا سکتے ہین اور جمال مبارک اپنا حقیر کو دکھا سکتے ہین کیونکہ بعد المشرقین ہے اس سفر دور و دراز کے واسطے عجب نہین کہ عمر نوح بھی اکتفا نہ کرے اور عمر خضر بھی اگر کسی کو ممکن ہو تو ان منازل سخت اور مقامات صعب اور دشوار گذار کو طے نہ کر سکے پس خیال وہان سے یہانتک آ نہین سکتا اور مرغ وہم تیز پرواز بھی یہان سے وہان تک جا نہین سکتا اور تصور اس راہ مین قدم اٹھا نہین سکتا اور مین بھی خدمت والدین مین کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ یہ قید سخت ایسی ہی کہ عقد میرا اسی سرزمین پر ہو اور کسی شہر اور بلاد مین نہو ورنہ جسطرح ہو سکتا مین خدمت والدین مین جاتا اور انھین کے روبرو صورت عقد ظہور مین آتی دل انکا شاد ہوتا تمنا سے دلی بر آتی اور مین بھی انکی قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کرتا اقربا سے ملتا لیکن مجبور و لاچار ہون افسوس کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اور صورت عروس تمنا نظر نہین آتی یقین ہے کہ جلد اس زخم تیر دلدوز الم اور جراحت شمشیر جانستان غم سے ہلاک ہو جاؤنگا اور عوض وصل معشوق عروس اجل سے ہم آغوش ہونگا یہ کہکر صاحبقران اکبر زار زار مثل ابر نوبہار پھر رونے لگے دامن اور آستین کو آنسوؤن سے بھگونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر یہی مشیت ایزدی مین جاری ہو چکا ہی کہ مین یہان اشتیاق قدمبوسی والدین مین روتے روتے ہلاک ہون اور وہ وہان میرے غم مفارقت مین پریشان حال ہون اسکی کیا تدبیر ہو سکتی ہے اور کون ایسا ہی کہ مصلحت خدا مین دخل دے سکے اور علاوہ اسکے اگر ممالک مغرب قریب بھی ہوتے تو بھی میرے والد عالیوقار یہان تشریف نہ لاسکتے کیونکہ پدر عالی قدر اکثر مقدمات طلسمات اور رسم و راہ پریزادان طلسم سے آگاہی اور واقفیت پہلے ہی سے رکھتے ہین اور جمیع معاملات طلسم کو بالکل واہیات اور سراسر مہمل جانتے ہین کیونکہ اس طور کے ہزار در ہزار معاملات اور واقعات طلسم جام جم مین میرے والد ذیشان نے خود ملاحظہ فرمائے ہین اس سبب سے بخوبی واقف و ماہر ہین اور تمامی امورات طلسم کو بے اصل تصور فرماتے ہین اکثر پدر عالیوقار فرماتے تھے کہ معاملات طلسم ایسے ہین جیسے کوئی شخص عالم خواب مین کوئی تماشا سے عجیب و غریب دیکھتا ہو اور جب بیدار ہوتا ہو وہ سب سامان جو خواب مین دیکھے تھے انکا کچھ بھی اثر نہین پاتا ہو پس انکا تشریف لانا اسوجہ سے کبھی غیر ممکن ہی یہ تقریر صاحبقران اکبر حکیم قسطاس نامور نے سنکے اول تو کلمات تسلی و تشفی فرماکے بعد ازان

ارشاد کیا کہ ای شاہزادۂ ذی مرتبت فی الحقیقت جو تمنے بیان کیا درست اور سچا ہی لیکن شرط انصاف نہین ہی اور ہمارا دل گوارا نہین کرتا کہ اس قیاس و گمان سے ہم تمھارے والد کو اس جشن عقد کی اطلاع نہ کرین اور نہ بلائین ای فرزند ارجمند میرا تو یہی دل چاہتا ہی کہ سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اس جشن عقد اور جلسۂ عیش و عشرت مین موجود اور شریک ہون اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محفل نشاط اور بزم انبساط کو روشن اور منور فرمائین اور تمھاری عروسان مہر جمال اور ماہ تمثال کو ملاحظہ کر کے چشم و دل کو نور آگین فرمائین صاحب قران اکبر نے ضبط گریہ کر کے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اگر آپ کی راے عالی مین یہی امر مناسب اور بہتر ہی اور کوئی تدبیر معقول اُنکے طلب کرنے کے باب مین آپ کر سکتے ہین تو بسم اللہ جلد میرے والدین کو طلب فرمائیے اب دیر نہ لگائیے دل مضطر میرا مثل ماہی بے آب کے شوق قدمبوسی مین طپان ہی حکیم فسطاس الحکمت نے فرمایا ہان مین اس معاملہ مین ایک تدبیر معقول کر سکتا ہون تم ایک عریضہ اپنے والدین کے واسطے تحریر کرو اور مین بھی ایک رقعہ لکھتا ہون میری راے یہ ہی کہ اس خدمت عرضی رسانی پر ابو الحسن جوہر کو مامور کرو کہ وہ نہایت مرد معقول اور صاحب لیاقت ہی اور ہوشیار اور دانا ے روزگار ہی بخوبی اس کام کو سانجام کر کے پہونچیگا اور راستے مین صاحب و والدین آگاہ ہو کہ جملہ امورات و مقدمات جشن شادی مین اس جشن عالی کا انتظام کرنا لازم ہی اس وجہ سے کہ تمام نظم و نسق اس جشن ہمایون کا صاحب قران اعظم نے بذات خاص تجویز فرمایا ہی لہذا انکی تجویز کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے

اب راوی سلسلہ پیرا داستانہاے رنگین و عشرت خیز صاحب قران اکبر کو عیش و عشرت مین سرگرم و مشغول رکھتا ہی اور جانا ابو الحسن جوہر کا ملک مغرب و سلطان اسمٰعیل عالی وقار کی خدمت مین اور ہمراہ لانا سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر کا اور شریک ہونا فرزند ارجمند کی شادی مین بیان کرتا ہے ❋

باغبان گلستان سخنوری و گلبندان بوستان معنی پروری اس داستان بہار دستان آثار کو گلہاے رنگین کو بیان سے طراوت و شادابی اور شگفتگی دیتے ہین کہ جب ارسطوے زبان لقمان نشان فلاطون خصال جالینوس مثال جناب حکیم فسطاس الحکمت کی یہ راے ہوئی کہ سلطان اسمٰعیل و ملکہ عالیہ خاتون والدین صاحب قران اکبر اس جشن ہمایون مین تشریف لاکر شریک ہون اسیوقت حکیم صاحب موصوف نے ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے سلطان ذیجاہ فلک بارگاہ جم حشم فریدون قدم یعنی سلطان اسمٰعیل پدر صاحب قران اکبر کو اپنی جانب سے اس مضمون کا مندرج کیا کہ بعد حمد و ثناے خالق کون و مکان اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار عبد ذلیل گنہگار حکیم فسطاس الحکمت کی جانب سے شہنشاہ عالیجاہ

گیتی پناہ سلطان اسمعیل کی رائے بیضا ضیائے پر روشن و منکشف ہو کہ یہ حقیر و کمترین بعد تقدیم آداب و کورنش خدمت خادمان آستان فلک رفعت حضور مین بصد ادب گذارش کرتا ہو اے شہنشاہ با توقیر گردون سریر حسب روزسے کہ حضور پرنور مع النور کا فرزند ارجمند دلبند جگر پیوند عالی رفعت والا منزلت چراغ شبستان دولت وارث تاج سلطنت مالک تخت جواہر آگین شاہزادہ معز الدین نصرت قرین قدم مبارک سے جدا ہوکر جانب جبل اعلے و قریۂ فردوس آیا اور اس شاہزادۂ بیعدیل و نظیر کشورگیر نے لوائے عزم گیتی ستانی کو بلند فرمایا کیا عرض کرون کہ اس نیر برج کامرانی و اختر سپہر جہانبانی کی ذات والا صفات سے ایسے ایسے فتوحات و کارہائے جانستانی ظہور مین آئے ہین کہ تا قیامت اس طلسم جہان مین یادگار رہینگے اگرچہ کچھ کچھ حالات شہنشاہ کو ابوالحسن جوہر کی زبانی اور بالاجمال تحریر عرضداشت شاہزادہ عالیوقار سے معلوم ہونگے اور وہ معاملات باعث انبساط اور سبب نشاط دل سلطان والاشان ہونگے لیکن مع ــ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ــ لہذا یہ خاکسار سراپا انتظار مشتاق دیدار جمال بیمثال شہنشاہ گیتی ستان ہے اور امیدوار ہے کہ سلطان ذیجاہ عالم پناہ بھی اپنے نور نظر پارۂ جگر نصرت قرین شاہزادہ معز الدین کی شان و شوکت ملاحظہ کرکے آنکھون کو نور دل کو سرور بخشین لہذا حضور پرنور کے سواری کے واسطے دو تخت روان مع چند پریزادان تیز بال برق مثال مرسل ہین متمنی ہون کہ حضور فیض النور تشریف شریف لائین اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو رشک بہشت عنبر سرشت فرمائین کیونکہ شاہزادہ بلند اقبال حضور کے تشریف لانے پر منحصر ہے فقط والسلام خیر الانجام الغرض حکیم فطاس الحکمت نے رقعہ مسطور مندرج کیا اور دوسرا رقعہ لکھکر سربمہر کرکے ابوالحسن جوہر کو دیا اور ارشاد فرمایا ای فرزند ابوالحسن اگر شہنشاہ جلیل سلطان اسمعیل اس رقعہ اول کو دیکھکر تشریف آوری سے انکار فرمائین تو اس وقت تم یہ رقعہ دوم پیش کر دینا انشاء اللہ تعالی رقعہ ثانی کو دیکھکر یقین ہے کہ ضرور بالضرور راضی ہو جائینگے انکار تشریف آوری سے نفرمائینگے اسی طرح صاحبقران اکبر نے ایک عریضہ مشحون لشوق قدمبوسی ارقام کیا اور کل مضمون عریضہ کو صرف اس رباعی پر اکتفا فرمایا ۔ رباعی

دل قدمبوس آرزو دارد	شوق دیدار مو بمو دارد	چاک دل در فراق حضرت شاہ	دمبدم خواہش رفو دارد

جب عریضہ تحریر ہوچکا ملفوف کیا اور حوالہ ابوالحسن جوہر کیا بعد اسکے دو تخت روان نہایت ہی متکلف و جواہر نگار کہ شاہان جہان نے کبھی دیکھے بھی نہونگے مع چالیس پریزادان قوی بازو تیز پرواز ملازمان ملکہ نوبہار سے ابوالحسن جوہر کے ہمراہ فرمائے اور ابوالحسن جوہر کو ملک مغرب کی جانب روانہ کیا پریزادان تیز پرواز مدت سہ روز مین ملک افریقہ مین داخل ہوے ابوالحسن جوہر نے پریزادان مذکور کو ایک کوہ پرشکوہ پر چھوڑا اور کہا کہ جب تک مین آؤن یہان سے کہین نہ جانا یہ کہکر ملباس سرہنگی یعنی سادہ پراق و زنگولہائے عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے بسرعت تمام شہر افریقہ مین آیا مردمان شہر ابوالحسن جوہر کو دیکھکر شور و غل کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگا

کہ مدت مدید اور زمانہ بعید کے بعد ابو الحسن جوہر عیار شاہزادۂ والا قدر آیا ہی نہیں معلوم شہزادہ کی کیا خبر لایا ہی ظاہر تو چہرہ پر آثار مسرت عیان ہیں اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شاہزادہ معز الدین خرم و شادان ہیں اگر کوئی شناسا ابو الحسن جوہر سے راہ میں دوچار ہوتا تھا اول نذر دیتا تھا اور بعد معانقہ اور مزاج پرسی کے شاہزادہ والاشان کی کیفیت دریافت کرتا تھا ابو الحسن جوہر خرم و خندان ہو کر اپنے دوست سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ شاہزادہ والا قدر بفضل خالق کون و مکان مع الخیر ہیں یہ کہکر آگے بڑھتا تھا اور احباب سے ملاقات جو راہ میں ہوئی تھی وہ بھی مستفسر ہوتے تھے انسے بھی ابو الحسن جوہر خیر و عافیت شاہزادہ عالی منزلت کی خبر دیتا تھا جو شخص کہ خبر خیریت شاہزادہ معز الدین ابو الحسن جوہر سے سنتا تھا سجدہ شکر خدا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا نے یہ دن دکھایا کہ ابو الحسن جوہر عیار خبر خیریت شاہزادہ والا قدر لایا غرض کوچہ و بازار میں ہر شخص کی زبان پر یہی ذکر جاری تھا کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہی خبر خیریت شاہزادہ معز الدین لایا ہی چنانچہ رفتہ رفتہ یہ خبر فرحت اثر سلطان اسمعیل کے گوش زد ہوئی اور ملکہ عالیہ خاتون کے گوش ہمایون تک پہونچی کہ ابو الحسن جوہر عیار آیا ہی کچھ خبر شاہزادۂ معز الدین لایا ہی بمجرد سننے اس خبر مسرت اثر کے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون فرط خوشی و انبساط سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوے اور اسی وقت ملکہ عالیہ نے ایک خواجہ سرا خاص کو روانہ کیا کہ جلد ابو الحسن جوہر کو لے آئے اور یہ بھی تاکید کی کہ راہ میں کہیں دیر نہ لگا سے پہلے در دولت پر آئے چنانچہ بشارت خواجہ سرا تلاش کرتا ہوا اور وہاں شہر سے دریافت کرتا ہوا کہ ابو الحسن جوہر کس جگہ اور کس مقام پر ہے وہاں پہونچا جہاں ابو الحسن جوہر تھا خواجہ سرا نے دیکھتے ہی ابو الحسن جوہر کو گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور حکم ملکہ عالیہ خاتون سے آگاہ کیا اور اپنے ہمراہ محلسرا سے ملکۂ آفاق میں لایا جسوقت ابو الحسن جوہر محلسرا سے سلطانی میں پہونچا دیکھا کہ سلطان ذیجاہ اور ملکہ خاتون عالیہ چشم براہ انتظار میں بیٹھے ہیں ابو الحسن جوہر اول بصد ادب آداب بجالایا اور بعد دعا و ثنا کے ایک لعل بے بہا جو طلسم سے دستیاب ہوا تھا اور رنگ اور سنگ میں بے مثل و بےنظیر تھا سلطان اسمعیل کی نذر کیا سلطان نے نذر قبول کر کے اور ابو الحسن جوہر کو کثرت خوشی اور شادمانی میں سینے سے لگا کر اور شانے کو بوسہ دے کر حال خیریت آل پوچھا

شہنشاہ برجست و اورا ستود ۔ بہ تنگ اندر آغوش آورد زود
کہ ای از تو بازوی دولت قوی ۔ بدرا ستا تو پشت رفاقت قوی
ہم از خوبی لشکرش دہ خبر ۔ کہ در قسمتش باد فتح و ظفر
چنین داد پاسخ کہ اے نامور ۔ بود لشکرش را بلطف نظر
پس اورا بپرسید از رنج راہ ۔ دلش پر سرور و زبان عذر خواہ
بخیر است بارے بگو حال او ۔ کہ با خیر باد امہ و سال او
چو بہتر شاہنشاہ ابن الملک ... ۔ شگفتہ چو گل جامہ در تن ...
شب و روز اندر دعای تو ... ۔ طلبگار خیر از برای تو ...

پھر تو سلطان اسمعیل اپنے نور نظر لخت جگر کے درد فرقت میں ایسا روئے کہ ابر بہار خجل ہوا رونا حضرت ہی کا تھا تین محل کو فراموش ہو گیا آنسوؤں کی سیل دیدہ دریا بار سے رواں ہوئی مردم چشم غرق آب اشک ہو گئی ابو الحسن جوہر

ـنے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ عالم پناہ گریہ لوازم سے ہے یہ وقت گریہ و بکا کا نہیں ہے ہنگام عیش و سرور ہے سجدہ شکر
خدا بجا لاؤ کہ خبر خیریت اثر حضور نے اپنے فرزند کی سنی سلطان اسمعیل یہ کلمات ابوالحسن جوہری استماع فرماکر گریہ و بکا سے
باز رہا مختصر یہ کہ ابوالحسن سلطان کی ملازمت سے فارغ ہوکر ملکہ عالم کا قدمبوس ہوا اور ایک جفت مروارید بیش قیمت
نہایت صاف اور آبدار تحفہ مطلسم نادر روزگار ملکہ عالیہ خاتون کی نذر کیا ملکہ عالیہ نے بخوشی نذر قبول فرماکر فرط شفقت
اور کثرت محبت سے ابوالحسن جوہری کے سر پر دست شفقت پھیرا اور حال بھی پارۂ جگر نور نظر شاہزادہ معزالدین کا دریافت
کیا ابوالحسن نے عرض کیا ای ملکۂ عالم شاہزادہ حضور کی دعا سے اچھے ہیں ملکہ عالیہ اور سلطان اسمعیل نے ابوالحسن
کو روبروے تخت ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی کیونکہ ابوالحسن بھی بارگاہ شاہی میں ایک قسم کا اعزاز رکھتا ہے
علاوہ اسکے اسوقت خبر فرحت اثر شاہزادہ معزالدین ایک مدت مدید اور زمانۂ بعید کے بعد لایا ہے سوا اسکے چند در چند
حالات شاہزادہ دریافت کرنے ہیں غرضکہ ابوالحسن آداب و تسلیم بجا لاکر بیٹھا مگر سلطان اسمعیل اور ملکہ خاتون نے
اپنے فرزند کا حال پوچھا بعد بخوبی حال دریافت کرنے شاہزادہ کے سلطان اسمعیل نے قسم کھاکر فرمایا کہ ای ابوالحسن
جوہری غم جدائی شاہزادہ میں اپنی عجب کیفیت گذری خدا ایسا رنج کسی اپنے بندے کو نہ دے جیسا رنج و صدمہ مجھکو بسبب
مفارقت شاہزادہ میں ہوا با وجود حکومت اور سلطنت کے اور انواع اقسام راحت کے دل کو ایک دم قرار نہ آتا تھا
دن نالہ و بیقراری میں گذرتا تھا اور رات اشکباری و اختر شماری میں بسر ہوتی تھی خدا کی جانب توجہ نہ تھی کچھ
برائے نام غذا ہوتی تھی جو باعث حیات ہوئی کئی مرتبہ غم فرقت فرزند میں ارادہ کیا کہ سلطنت سے دست بردار ہوکر
ایک گوشے میں بیٹھکر یاد الہی میں باقی حیات بسر کروں کیونکہ جو وارث تاج و تخت تھا وہ نظر سے غائب ہوگیا اور نہ معلوم
کدھر گیا مگر وزرا اور امرا مانع ہوئے اور کسی طرح مجھکو تخت سے اترنے نہ دیا ای ابوالحسن تو نے یہ دیکھا کہ وہ رونق
سلطنت اور آبادی ملک جو قبل میں تھی بسبب غیبت شاہزادہ پیش نظر تھا اب نہیں ہے اور جس حال میں کہ تو اسوقت مجھکو
دیکھتا ہے یہ حال میرا پہلے نہ تھا غم فرقت معزالدین نے ضعیف کردیا موے ریش سفید ہوگئے بار الم سے کمر میں خم آگیا
ملکہ عالم یعنی مادر شاہزادہ معزالدین کا کیا حال بیان کیا جائے مجھ سے زیادہ انکو ہجر فرزند میں بیتابی اور بیقراری تھی
جب سے فرزند سے مفارقت ہوئی سوائے آج کے میں نے کبھی ملکہ عالم کو ہنستے نہیں دیکھا بجز رونے کے اگر چہ
اور خبر شاہزادہ معزالدین نہ آتی ملکہ عالم اور میں تاب جدائی شاہزادہ نہ لاکر دونوں ہلاک ہوجاتے شکر الحمد کہ خدا
نے رحم کیا خبر شاہزادہ معزالدین آئی باعث تسکین دل و جان ہوئی آج مدت مدید اور زمانۂ بعید کے بعد ای ابوالحسن جوہری
تجھکو کیا دیکھا گویا اپنے فرزند کو دیکھا قسم کھاتا ہوں خداوند عالم کی میں تجھکو دیکھکر ایسا شاد و خرم ہوا ہوں کہ تمام
رنج و الم جدائی میرے دل سے زائل ہوگئے اور خود بخود دل کو ایک طرح کی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اسوا اسکے ای
ابوالحسن جوہری اچھی طرح سے اس فرزند دلبند کی خبر خیریت اثر سے میرے دل رنج کشیدہ داغ فرقت دیدہ کو شاد کر

ابو الحسن جوہر نے بعد ادائے دعا و ثنا کے عرض کیا — نظم

چو بلی پرسی ز احوالات شاہی	آفاق شرفت تابندہ ماہی	بدولت در جہان صاحبقرانی	بشوکت عالمے را کامرانی
بدر رو در دمندان از رہ سمائی	مراد اہل دل حاصل کنندہ	شہنشاہ قیصر در باسط جلالت	برنگ بیشتر قدر و جلالت
	سوئے ما از جناب ایزد پاک	مجسم قدرت در مرکز خاک	

آخر الامر ابو الحسن جوہر نے تمام و کمال معاملات و مقدمات جو آجتک ظہور میں آئے تھے مفصل عرض کیا اور اس درجہ شاہزادہ کی علو ہمتی اور اولو العزمی اور کشور ستانی اور شجاعت اور بہادری کی توصیف و ثنا کی کہ سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کثرت مسرت سے دونوں نے سجدہ شکر خدا کیا اور بار دگر ابو الحسن جوہر کو سلطان نے سینے سے لگایا اور پیشانی کے بوسے متواتر لیے اور ارشاد فرمایا نظم

مرحبا خوش خبر ای ہدہد فرخندہ قدم	ای تو تاج سر و سر کردہ مرغان حرم	بال افشانی تو در لطف خبر افشان	ہو معطر از جلوہ طاؤس گلستان ارم

جسوقت ابو الحسن جوہر نے جزو و کل کیفیت سعید شاہزادہ معز الدین بیان کی جتنے جو واقعات اور مقدمات سلطان فلک بارگاہ نصرت قرین شاہزادہ معز الدین کو درمیان راہ میں جبل لیلا اور قریۂ فردوس تک پیش آئے تھے موبمو بیان کیے اسوقت سلطان اسمعیل نے بمسرت تمام ارشاد فرمایا ای ابو الحسن باوجود اسکے کہ ہمنے بھی ایک زمانہ میں ایک طلسم عالی بنیاد یعنی طلسم جام جم کی سیر کی ہے اور اس طلسم عالی منزلت کے طبقات کو درہم و برہم اور باطل کیا ہے لیکن شکر کرتا ہوں خدا کا کہ رسا زندہ نوازکا کہ ہمارے نور نظر لخت جگر کو خداوند عالم نے ایسا صاحب اقبال کیا کہ وہ ایک ہم سے بھی گوئے سبقت لیگیا ابھی ہمنے تو ایک ہی طلسم کی سیر کی اور اس فرزند ارجمند نے چند طلسم اقبال حوالے سے فتح کئے ہیں سے دو طلسم عالی منزلت رفیع درجات یعنی طلسم سبع سراج اور طلسم بیضا بقوت بازو اور بامداد اقبال مفتوح کیے علاوہ اسکے طلسم اجرام و اجسام جو عجائبات طلسم ارسطو سے تھے اسکی بھی سیر کی اور اکثر اشیا سے نادر و تحفہاے طلسمی کا مالک و مختار ہوا ہیں جسطرح کہ خداوند عالم نے اسکی خبر خیریت اثر اور حالات فتوحی طلسمات سے خرم و شاد کیا اسی طرح اب جامع المتفرقین وہ دن دکھائے کہ اس لخت پارہ جگر کے دیدار سے ہماری آنکھیں روشن اور منور ہوں اور ہم دوری دل سے دور ہو ابو الحسن جوہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ خادم قدیم اسی واسطے حاضر خدمت ہوا ہے کہ شاہزادہ ذیوقار کو شہنشاہ گیتی ستان کی قدمبوسی سے شرفیاب کرے یعنی شہنشاہ عالیجاہ کو پردۂ قاف میں لیجائے اور جمال بیمثال شاہزادہ ذیشان دکھا کر دل حضور کو مسرور کرے علاوہ اسکے حضور چند روز پردۂ قاف کا تماشا سے عجیب و غریب بھی ملاحظہ فرما کر لطف وافر اٹھائیں سوا اسکے بعض بعض امور اور بھی شہنشاہ کے باعث خوشی خاطر ہونگے الغرض بعد اس گفت و شنید کے ابو الحسن جوہر نے خط صاحبقران اکبر اور رقعہ حکیم قسطاس الحکمت خدمت شہنشاہ عالم پناہ میں پیش کیا سلطان اسمعیل نے جسدم اپنے فرزند دلبند کے عریضہ کو ملاحظہ

کیا۔ کثرت الفت اور محبت سے بوسہ دیا اور عریضہ مذکور کو آنکھوں سے لگایا اور لفافہ عریضہ چاک کر کے مضمون عریضہ سے
آگاہی حاصل کر کے نہایت ہی خرم و شاد ہوئے کیونکہ اُسی عریضہ مین چند سطرین راکہ تو بہار اور ملکہ شمسہ تاجدار کی جانب
سے بھی مندرج تھین خوشی بالائے خوشی سلطان فلک جاہ کو حاصل ہوئی بعد ازان رقعہ حکیم صاحب کہ جو سراسر اشتیاق
آمیز تھا ملاحظہ کیا اور حکیم صاحب کی عنایت بیحد کا شکر ادا کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے دریائے فکر مین غوطہ
لگایا ہر چند جستجوے بسیار کی لیکن در مدعا ہاتھ نہ آیا یعنی سلطان اسمعیل نے چند ساعت تک غور و تامل اپنے دل سے
مشورہ کیا اور انواع الواع کے خیالات اپنے جانے کے مقدمہ مین کیے مگر کوئی صورت جانے کی نظر نہ آئی آخر کار لاچار
ہو کر سلطان اسمعیل نے ابو المحسن جوہر سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کے معاملہ مین بہت فکر کی مگر کسی طرح جانا
ہمارا ہو نہین سکتا ہم مجبور ہین کیونکہ اصل حقیقت یہ ہو کہ ہمکو تماشاے رقص و نغمہ پریزادان طلسم کا اشتیاق نہین ہو
عنایات خدا سے ہمنے مدت مدید اور زمانہ بعید تک نازنینان پریزاد کا نغمہ سُنا ہو اور رقص دیکھا ہو اور کثرت سے
تماشاے عجیب و غریب مقامات طلسم مین نظر سے گذرا ہو بس اب ہمکو اشتیاق دیکھنے رقص اور سُننے نغمہ پریزادان
طلسم کا نہین ہو لیکن شوق دیکھنے اپنے فرزند ارجمند معز الدین کا بہت ہو اور کمال اشتیاق حکیم قسطاس الحکمت کی
ملاقات کا بھی ہے مگر مجبور ہین ہم چند امور ایسے مانع ہین کہ ہم کسی طرح جا نہین سکتے اور آرزو سے دل نکال نہین سکتے
ازانجملہ اپنی مملکت اور سلطنت کو کسی سپرد کر کے جائین جو دشمن سخت سے بچائے فی الحال شورش حریف کے افواہ
موحش ہر روز ہمارے گوش زد ہوتے ہین اور متواتر ہم سنتے ہین کہ کافور اخشیدی عزم تسخیر ان ممالک کا رکھتا ہو
اور فوج بیحد اور لشکر بیشمار فراہم کر چکا ہو آمادہ جنگ و جدال ہے کیونکہ کافور اخشیدی کو ایک عداوت قلبی ہمسے ہو
اور باعث عداوت و دشمنی یہ ہو کہ کافور نابکار کا پسر جمشید خود پرست معرکہ جبل الطلے مین فرزند دلبند معز الدین کے
ہاتھ سے قتل ہوا ہی جبسے یہ خبر ملال اثر کافور اخشیدی نے سُنی ہو دشمن جان ہو گیا ہو چاہتا ہو کہ ان ممالک پر اپنا
قبضہ کرے اور ہمکو قتل کرے اور اپنے پسر ملحد کے خون کا ہمسے انتقام لے لہذا ہمکو اندیشہ اور خوف ہو کہ اگر ہم بموجب
طلب حکیم صاحب پردہ قاف مین جائینگے اور یہ خبر کافور اخشیدی کو پہونچے گی کہ سلطان اسمعیل پردہ قاف مین اپنے
فرزند کے دیکھنے کو گئے ہین جلد تمام ممالک پر قبضہ کر لیگا اے ابو المحسن تو بھی فضل خدا سے عقل و فہم رکھتا ہو خیال کر
کہ ایسے ہنگام مین کیونکر پردہ قاف مین جانا ہو سکتا ہو سُنا ہو کہ اکثر جاسوس کافور اخشیدی کیجانب سے اس
سلطنت مین واسطے دریافت کرنے حالات کے آئے ہین جسوقت جانا ہمارا طرف پردہ قاف کے ہوگا جاسوس مذکورہ
کافور کو اطلاع دینگے اور وہ نابکار آکر تمام ممالک کو تباہ اور برباد کریگا اور بسہل الاصول تمام ممالک پر قابض و متصرف
ہو جائیگا پس بہر طور ہمارا جانا کسی طرح مناسب نہین ہو لیکن ہم بخوشی خاطر اجازت دیتے ہین کہ جناب حکیم صاحب
قبلہ جو باپ ہمارے معز الدین کے مربی اور سرپرست ہین اس جشن عقد اور بزم عروسی کو بخوبی تمام رونق دین اور

اُس فرزند دلبند یعنی معز الدین کی کتخدائی کو مطابق ملت نبوی اور موافق رسم و آئین محمدی کے بخیر و خوبی انصرام فرمائیں
اور بعد فراغ جشن کتخدائی و دیگر امور و رسوم لاحقہ اُس نور نظر پارۂ جگر کو مع عروسان ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ ہم بھی
اس پیرانہ سالی مین اُسکے دیدار سے اور دیکھنے عروسان خوبرو سے شاد و خرم ہون علاوہ اسکے جناب حکیم صاحب کو
اس امر کا بھی لحاظ رکھنا پر ضرور و واجب ہے کہ عروسان بنی الجان یعنی قوم آتشی سے کوئی عروس اس جانب
آنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ خلاف واقعات اور حکم شرع متین سے کسی امر ممنوع کا ظہور مین آنا اچھا نہین ہے یعنی
بعد نبوت سلیمان علیہ السلام کے کسی انسان اور بنی الجان مین باہم رسم و اتحاد باقی نہین رہا یہ سلسلہ ارتباط
اور اختلاط حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذات والا صفات پر ختم ہو گیا ہے اور ہمارے رہنما سے دین پیشوا سے
مرسلین محبوب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کون و مکان پیغمبر آخر الزمان یعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے زمانۂ رسالت مین یہ رسم موانست جاری اور قائم نہین رہا لہذا اب یہی صلاح وقت ہے کہ معز الدین بعد
جشن عقد و نکاح عروسان پریزاد و آتشی نژاد کو اُنکے مقامات و مسکن کو روانہ کر دے ہرگز یہان ہمراہ اپنے
لانے کا قصد نہ کرے اور آپ مع عروسان بنی آدم بحشم و خدم و بشان و شوکت مانند شاہان اولوالعزم بفوج و لشکر
و بنگاہ جانب وطن آئے ابو الحسن جوہر یہ تقریر سلطان اسمعیل سُنکے خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا لیکن
پس پردہ جو ملکہ عالیہ خاتون تشریف رکھتی تھین اور تمام و کمال تقریر سنتی تھین سلطان کے نہ جانے سے اور انکار
کرنے سے ملول اور رنجیدہ خاطر ہوئین دل مین قصد کیا کہ سلطان کو پردۂ قاف کے جانے پر آمادہ کیجیے لیکن
باین خیال کہ شاید شوہر کے خلاف مزاج ہو کچھ نہ کہا مگر دل مین خدا سے کارساز برآرندۂ حاجات سے بگریہ و زاری
اور بصد بیقراری دعا کی کہ اے مقلب القلوب و اے مسبب الاسباب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب مہیا کر
اور ایسا قلب سلطان کو جانب انکار سے پھیر دے کہ سلطان پردۂ قاف کے جانے سے انکار نہ کرین اور بکمال
تمام اور بخوشی خاطر مستعد اور آمادہ جانے پہ ہو جائین خداوندا یہی آرزو ہے کہ جلد اپنے فرزند کو کسی طرح ایکبار نظر بھر
دیکھون اور اُسکے عروسان خوبرو کے دیدار سے دل مضطر کو تسکین دون زمانہ بعید سے اس عاجزہ نے اپنے نور نظر کو
نہین دیکھا ہے دل اُسکی جدائی مین تڑپتا ہے یا جامع المتفرقین مجھکو میرے فرزند سے ملا دے صورت اُسکی جلد دکھا دے
اب میرے حال پر رحم کر دعا میری بحق محمد و آل محمد و اصحاب محمد مستجاب کر ملکہ عالیہ خاتون بجناب درگاہ مجیب الدعوات اسی طرح
بگریہ و زاری اور بخضوع و خشوع تڑپ تڑپ کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا تیر دعا سے ملکہ عالیہ ہدف مراد پہ
پہونچا یعنی جب ابو الحسن جوہر تقریر عذر آمیز بادشاہ عالیجاہ سے مایوس اور ناامید ہوا اُسوقت دوسرا رقعہ جو حکیم
قطاس الحکمت کا جسکے مضمون سے ابتک آگاہی نہین ہے روبروے سلطان پیش کیا سلطان اسمعیل نے بنظر غور اُسکو ملاحظہ
فرمایا اُس رقعہ مین حکیم قطاس الحکمت کی جانب سے مرقوم تھا کہ اے شہنشاہ عالم پناہ اسوقت اس عاجز ذلیل کو گردش

فلکی اور حرکات سیارگان سے صاف ثابت ہوتا ہے اور طریقہ علم نجوم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف شریف اس جانب
لانے سے انکار کیجیے گا اور عذر معقول فرمایئے گا لیکن اس خاکسار کے نزدیک حضور کا تشریف لانا اور اپنے فرزند دلبند
کے جشن شادی میں شریک ہونا بھی اک واجبات سے ہے لہذا سلطان فلک بارگاہ کو وہ تدبیر کرنا چاہیے



کہ جس تدبیر معقول سے خاطر مبارک بہمہ وجوہ مطمئن ہو اور کسی طرح سے خوف و تشویش سخت باقی نہ رہے اور وہ تدبیر معقول یہ ہے
کہ سلطان فلکجاہ خود بنفس نفیس ایک گوشۂ خلوت میں باطہارت تمام شب و روز عبادت پروردگار میں مستغرق و مشغول
ہوں اور یہ اسم اعظم جو پیشانی پر اس رقعہ کے مندرج ہے بتعداد مرقوم پڑھیں انشاء اللہ روز چہارم وقت سحر ایک شخص
موکلان عالم غیب سے بہ شکل و صورت شہنشاہ عالیجاہ ظاہر ہوگا اور روبرو آئیگا اور وہ موکل سلطان فلک جاہ
سے مستفسر ہوگا کہ اے سلطان گیتی ستان آپ نے کیوں مجھکو یاد فرمایا ہے اور واسطے کس مطلب کے بلایا ہے اور عالم غیب سے
اس عالم ظاہری میں مجھے حاضر ہونے کی تکلیف دی ہے آپ اپنا مدعا سے دلی ارشاد فرمایئے کہ فی الحال کونسا امر اہم اور
کار سخت و صعب پیش آیا ہے اسوقت اے سلطان عالیجاہ آپ اس سے یوں فرمایئے گا اے موکل غیب تجھکو معلوم ہوگا کہ
فی الحال ہمارے نور نظر پارۂ جگر شاہزادہ مسعود الیمن کی تقریب شادی اور جشن کتخدائی کا بالائے جبل اعلیٰ اور قریۂ فردوس نما
موافق مصلحت پروردگار مقرر ہوا ہے اور جشن عقد مذکور مسند میں ہمارا بھی شریک ہونا فرض بلکہ واجبات سے ہے لیکن
ہمارا ارادہ ہے کہ جبل اعلیٰ میں جاکر اپنے نور نظر لخت جگر کے جشن عقد میں شریک ہوویں اے موکل غیب ہم نے اسی وجہ سے
تجھکو تکلیف دی ہے کہ تو مقام مذکور کے جانے میں ہماری مدد اور اعانت ببرکت اسم اعظم اور بحکم خداوند عالم کر اور تا وقتیکہ ہم
فرزند دلبند کی کتخدائی سے فرصت اور فراغت پاکر یہاں نہ آئیں تجھکو لازم ہے کہ بجائے ہمارے تخت سلطنت پر بیٹھکر کار

اور سلطنت اور فوج ولشکر کا بہ آئین شائستہ انتظام کر اور اس سلطنت کو دست غنیم سے بچا کسی طرح فتنہ وفساد واقع نہو
اور ہمارے جانے کی دشمنان ملک اور مدعیان تاج وتخت کو مطلق اطلاع نہوا ور شہنشاہ عادل جبوقت آپ یہ خواہش دلی
اس موکل سے بیان فرمائیے گا وہ بسروچشم منظور کریگا اور کسی طرح عذر وانکار نہ کریگا پس وہ موکل ہم شبیہ کو
جملہ مردمان سے مخفی تخت پر بٹھا کر آپ بخاطر جمعی تمام مع ملکہ عالیہ خاتون اور بعض معتمدان خاص اور کنیزان حرم و
خاتونان محترم ان تختہاے روان پر جو آپ کی سواری کے واسطے ہمراہ ابو الحسن جوہر روانہ کیے ہین سوار ہوکر
اس جانب تشریف لائیے اور اپنے فرزند ارجمند کے جشن عقد مین شریک ہوجیے اور تامل نفرمائیے کیونکہ ظہور جشن
کتخدائی مسطور خاص آپ کی تشریف آوری اور شریک ہونے پر موقوف اور منحصر ہے بلکہ جملہ کاروبار شادی ملتوی
ابتک اسی سبب سے ہے الغرض جسوقت شہنشاہ عالیجاہ یعنی سلطان اسمعیل کو اس رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کے
مضمون سے کما حقہ آگاہی ہوئی نسیم مسرت سے غنچہ دل مثل گل شگفتہ ہوگیا چہرہ پر آثار خوشی ہویدا ہوئے فرط
انبساط سے جامہ بدن مین تنگ ہوگیا اور جو یاس واندوہ کہ دل سلطان اسمعیل مین تھا بالکل دور ہوگیا نشان بھی
صدمہ ورنج کا دل مین باقی نہ رہا اور بخوبی تمام سلطنت اور حکومت کی جانب سے دل کو اطمینان ہوگیا اور اندیشہ
شر وفساد کا فور اخشیدی ذرا بھی دل مین نہ رہا اس وقت سلطان اسمعیل کا دل یہ چاہتا تھا کہ ابھی کسی طرح
جبل اعلے اور قریۂ فردوس مین پہونچون اور اپنے دلبند معز الدین کی بزم کتخدائی مین شریک ہون غرض سلطان
اسمعیل اسی عالم نشاط اور انبساط مین اپنی زوجہ ملکہ عالیہ خاتون کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اب ہم ضرور
بالضرور جانب جبل اعلی اور قریہ فردوس جائینگے اور اپنے فرزند کی محفل کتخدائی مین شریک ہونگے تمکو بھی ہمراہ اپنے
لیجائینگے کیونکہ رقعہ دوم مین جناب حکیم قسطاس الحکمت داناے روزگار واقف اسرار نے ایسی تدبیر معقول ہمارے
شریک ہونے کے مقدمہ مین تحریر کی ہے کہ ہمکو نہایت ہی پسند ہوئی اور تردد بالکل رفع ہوگیا ملکہ عالیہ خاتون کہ
اول ہی سے گویا سراپا تصویر آرزو تھین اور دعا درگاہ خدا مین کر رہی تھین یہ مژدہ جان بخش اور نوید مسرت افزا سلطان
سے سن کے بیحد وبے انتہا شاد وخرم ہوئین اور سمجھین کہ دعا ہماری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی اسی وقت
سجدۂ شکریہ خدا بجالائین قصہ کوتاہ شہنشاہ جم جاہ نے محلسرا سے باہر تشریف لاکر اور ارکان سلطنت اور اعیان مملکت
مثل حسام الملک امیر الامرا ولبیب الملک وزیر وجلیل الدولہ وعشرت الدین وحفیظ الدین وسیف الملک وغازی الملک
ومقتدر الدولہ وامیر علاء الدین وعالی خواجہ ومعالی خواجہ وغیرہ امراے ذی وقار ووزراے عالی تبار وداناے روزگار کو طلب
فرماکر خلوت مین دربارہ خاص کیا اور اول آنا ابو الحسن جوہر کا اور طلب کرنا کتخدائی شاہزادہ معز الدین مین حکیم قسطاس الحکمت
کا بیان کیا بعد ازان اس معاملہ مین مشورہ لیا اور سب سے پوچھا کہ تمھاری صلاح اس مقدمۂ خاص مین کیا ہے آیا ہمارا جانا
جانب جبل اعلے اور قریۂ فردوس بہتر ہے یا نہین اور بعض وقائع نگاران پیشین نے یون ہی ترقیم کیا ہے کہ سلطان فلک جاہ

نے صرف لبیب الملک وحسام الملک کو خلوت مین طلب فرماکر ایسے مقدمۂ خاص مین مشورہ لیا تھا اور اپنے ارادہ سے اطلاع اور آگاہی دی تھی دونون وزیران داناے دہر وحید عصر نے زمین خدمت کو بصد ادب بوسہ دیکر اور دعا وثناے شاہی بجالاکر دست بستہ عرض کیا کہ ان غلامون کی راے مین یہ آتا ہی کہ حضرت ظل سبحانی بخاطر جمعی تمام سمت جبل اعلے اور قریۂ فردوس تشریف لیجائین اور جشن کتخدائی شاہزادہ ذیوقار عالی تبار مین شریک ہون کسی طرح کا اندیشہ کافور نابکار کی جانب سے نہ فرمائین یہ نمکخواران قدیم جان نثاری کو حاضر ہین مریخ کی کیا طاقت ہی کہ اس مملکت کی جانب نظر بد سے دیکھ سکے اور زحل کی کیا لیاقت ہی کہ اس سلطنت کی طرف چشم حسد سے دیکھ سکے ہم غلامان سرکار دولتمدار ایسے ثابت قدم ہین کہ اگر کوئی بدخواہ دولت شہنشاہ اس طرف براے جنگ وجدال آئے جنگگاہ سے ہم نہ سرکین جبتک وہ اپنی جگہ سے نہ سرک جاے ہنگام حرب زمین کو خون عدو سے لال کرین ایسے جنگ وجدال کرین ہماری تیغ جانستان سے دشمن کو بھاگنے کی راہ نہ ملے سواے گوشۂ قبر کے کہین بدخواہ کو پناہ نہ ملے غرضکہ بعد اس گفت وشنید کے سلطان اسمعیل نے ابو الحسن جوہر کو بلواکر وزراے مذکور کو جملہ سرگذشت شاہزادہ معز الدین کی سنوائی بعد اسکے سلطان موافق لکھنے حکیم قسطاس الحکمت کے اول طہارت کی بعدہ ایک گوشۂ خلوت مین بیٹھکر اسم اعظم مذکور پڑھنا شروع کیا اور مشک وعنبر واگر ایک منقل مین اسقدر سلگا دیا کہ مقام خلوت یعنے جاے عمل خوانی خوشبو اور معنبر ہوگئی بعد پڑھنے تین روز کے چوتھے دن علی الصباح ایک شخص موکلان غیب سے ظاہر ہوا سلطان اسمعیل دیکھا کہ ایک شخص فرشتہ وضع ملک سیرت میری شکل وصورت سے سراپا مشکل ہی گویا سلطان اسمعیل ثانی ہی اس نے پوچھا اے سلطان اسمعیل اس بزم دعوت مین تمنے مجھکو کیون بلایا ہی مدعاے دل کیا ہی بیان کرو کہ مین جس امر اہم کو انجام دون سلطان اسمعیل نے اس موکل سے آرزوے دل بیان کی اس شخص نے سلطان اسمعیل کو منظور کیا اور کہا اے سلطان گیتی ستان تم بخوبی اطمینان رکھو مین حسب معمول ہر روز مانند تمہارے تخت سلطنت پر بیٹھا کرونگا اور جملہ معاملات ملکی ومالی کا انتظام کرونگا اور احکام نظم ونسق مثل تمہارے دیا کرونگا بعونہ تعالے تمھارے آنے تک کسی طرح کا فتنہ وفساد اس شہر مین برپا نہوگا تم بیخوف وبیم جانب جبل اعلے وقریہ فردوس جاؤ کسی طرح اندیشہ اور تردد دل مین نکرو خداوند کریم معین ومددگار ہی ہر مشکل مین کفیل ہوگا اور جو بلا آئیگی اسکو دور کریگا قصہ کوتاہ جسوقت سلطان ذیشان یعنے سلطان اسمعیل کا بخوبی اطمینان حاصل ہوگیا اور کسی طرح اندیشہ اور تردد نہ رہا ابو الحسن جوہر سے فرمایا اب امر تخت روان کو بہت جلد لا دیر نہ لگا ابو الحسن جوہر بموجب حکم سلطان اسمعیل ہنگام شب مردم سے پوشیدہ ہوکر اس کوہ پر جہان پریزادون کو مقیم کیا تھا پہونچا اور تخت روان ہمراہ اپنے لیکر اسی شب کو چلا آیا سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون دونون زن وشوہر بخوشی وشادمانی مع چند کنیز وخواص وقت نیم شب تختہاے مذکور پر سوار ہوکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوے ملکہ عالیہ خاتون نے دایہ معز الدین اور برادران امیر محمد وامیر سیف الدین کو بھی ہنگام روانگی ہمراہ لیلیا

الغرض تختہائے رواں پریزادان تیزبال نے اٹھائے اور ایک شب و روز میں نہر المشحون کے کنارہ پر پہنچ کے اتار دیئے راوی کہتا ہے کہ کنارہ نہر ایک قصر عالیشان ہے اور اُس قصر کا نام قصر احمر ہے نہایت ہی آراستہ ہے ابوالحسن جوہر نے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت اور موافق حکم صاحب قران اکبر کے اس قصر رفیع میں کہ جو بردہ دنیا پر قصر جنان سے بہتر تھا مقیم کیا اور آپ بتعجیل تمام قطع راہ کر کے قصر النیرین میں پہونچا اور صاحب قران گیتی ستان اور حکیم قسطاس الحکمت کو تشریف لاتے سلطان اسمعیل سے آگاہ کیا صاحب قران اکبر نے اسی وقت امیران لشکر اور سرداران عالیوقار سے امیر مجاہد الدین و امیر معظم الدین و امیر جلال الدین کو سلطان گیتی ستان یعنی سلطان اسمعیل کی خدمت فیضدرجت میں روانہ کیا اسواسطے کہ امرائے نامدار ذوقار سلطان والاشان کا استقبال بصد تکریم و تعظیم بجا لائیں چنانچہ سرداران مذکورہ امیران مسطورہ قصر احمر تک آئے اور سلطان اسمعیل کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا سلطان اسمعیل سرداران تہور شعار و امیران نامدار کو دیکھ کر نہایت خرم و شاد ہوئے اور ہر ایک سردار ذیوقار کے حال پر علے قدر مراتب عنایت شاہانہ اور مرحمت خسروانہ مبذول فرمائی روز دوم صاحب قران اکبر بصد کر و فر مع بہادران شعار و دلاوران عالیوقار مانند امیر حمزہ و امیرزادہ سیف الدین [illegible] سوار ہو کر اپنے پدر ذیقدر کی خدمت فیضدرجت میں تشریف لے گئے حکمائے ذی مرتبت عالی منزلت بھی ہمراہ رکاب شاہزادہ نصرت کے تھے سلطان اسمعیل ہر سہ حکمائے عالیوار کی خبر تشریف آوری سنکے واسطے استقبال کے نیم فرسخ تک تشریف لائے جسوقت حکمائے موصوف سے دوچار ہوئے بہم مساوی و بقاعدہ برابری مسرور ہو کر معانقہ و مصافحہ فرمایا اور حکیم قسطاس الحکمت سے کہا اے مقبول درگاہ ایزدی آپ نے اتنی تکلیف و تصدیع جو فرمائی نہایت درجہ ممنون منت کیا آپ کو اسقدر صعوبت و مسافت راہ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی میں خود ہی یہ ارادہ رکھتا تھا کہ آپ کی خدمت عالی درجت میں حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفیض ہوں بہر حال آپ نے جو احسان عظیم اور سلوک بیجا مجھ خاکسار ذرہ بیمقدار پر اور میری اولاد کے احوال پر مبذول فرمائے ہیں اسکا شکر کس زبان سے ادا کروں قسم ہے خدا کی سہ

اگر ہر موے تن گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے

پھر بھی مجھ ضعیف سے شکر کما حقہ جملہ احسانات کا ادا نہو سکے سچ تو یہ ہے کہ آپ کے الطاف و عنایات و کرم کا بار گران مجھپر اور میرے جملہ خاندان کے سر و گردن پر تا قیام قیامت رہیگا سوا اسکے کہ جبتک یہ فسانہ دلچسپ اور قصہ رنگین حسن آراے نشان قصہ خوانان شیرین مقال ہوگا اور شائقین بلند نظر و سامعان رنگین طبع اس قصہ وحید عصر جریدہ روزگار کو استماع کر کے خرم و شاد ہونگے لاریب آپ کی عنایت اور مکرمت بھی جلوہ افزاے زبان رہیگی حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس کمترین کے باب میں جو حضور نے ارشاد فرمایا محض عزت افزائی و الطاف شاہانہ ہے یہ خاکسار لائق اس توصیف و ثنا کے نہیں ہے اور اس بندہ عاجز کا کوئی سلوک اور احسان کسی قسم کا شاہزادہ معز الدنیا

کی نسبت کبھی نہین ہے کیونکہ اس شاہزادہ ذیوقار نصرت شعار کو پروردگار عالم نے روز ازل سے صاحب اقبال اولوالعزم کشورستان عالی ہمت ذیوقار صاحب قران روزگار پیدا کیا ہی اور جملہ معاملات کشورستانی اختر تابندہ فلک کامگار کی ذات عالی صفات سے وابستہ فرمائے ہین اور اے سلطان فلک جاہ یہ بھی اس ہیچمدان کو علم نجوم و دیگر قواعد سے دریافت ہوا ہی آپ کو یاد رہے کہ یہ مرتبہ کشورستانی اور رتبہ جہانبانی اسی شاہزادہ نصرت شعار کی ذات فرخندہ فال پر موقوف ہی اب آپ کی اولاد مین ایسا کوئی شخص بلند مرتبہ نہوگا بلکہ اس شاہزادہ ذی رتبہ کے ادنی مرتبہ کو بھی نپہونچیگا اے شہنشاہ عالم پناہ آپ کو شکر خداوند کریم کا بجالانا چاہیے کہ اسنے آپ کو ایسا فرزند جری صاحب اقبال کشورستان یکتائے جہان مرحمت فرمایا ہی کہ بڑے بڑے سلاطین عالی ہمم اور شاہان ذیحشم مثل غلامان کمترین کے اسکے پایۂ تخت کو ادب سے بوسہ دیتے ہین اور مثل چاکران کمترین کے خدمت مین حاضر رہتے ہین اور خدمت شاہزادہ ذیجاہ کی کرنا اپنا فخر اور سعادت تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے رستم وقت اسفندیار جہان کہ جو فیل مست کو مور ضعیف جانتے ہین اور شیر نر کو اک شغال یا آہوے صحرائی خیال کرتے ہین اس شاہزادہ فیروز بخت کے مطیع اور فرمانبردار ہین اور مثل غلامان حلقہ بگوش ہر وقت خدمت مین کمربستہ حاضر رہتے ہین اور سوا اسکے اس شاہزادہ یوسف جمال سلیمان جلال کی کنیزی اور زوجیت کے واسطے زنان پریزاد اور آدم نژاد متعین ہوئی ہین اور وہ ایسی حسین اور جمیل ہین کہ جنکا ہمتا کوئی حسین حسن مین عالم اسباب مین نہین ہی بلکہ کونین مین نہوگا حوران جنان انکے روے زیبا اور حسن دلفریب کو اگر دیکھ لین یقین ہے کہ غیرت سے محجوب ہون اور خوبرویان جہان اگر انکے جمال عدیم المثال کا نظارہ کرین خجل ہوکر پھر کبھی دعوے حسن وجمال نہ کرین آفتاب انکے رخ روشن کے آگے ایک ذرہ ہے اور ماہ دو ہفتہ انکے روے منور کے سامنے ایک شمع کشتہ ہی صانع حقیقی نے ان نازنینان بے بدیل و نظیر کو شاید محض نور سے خلق کیا ہی جملہ خوبرویان کونین پر حسن مین شرف دیا ہی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام انکے رخ پرنور کو دیکھتے جلوۂ طور یاد آجاتا۔ القصہ بعد ملاقات حکماے موصوف و گفتگوے باہمدگر سلطان اسمعیل قصر احمر مین داخل ہوے اور تخت جواہر نگار پر جلوس فرمایا جو کی مسرت تحریر سے عاجز ہی اور زبان دفتر بیان اس خرمی کے اظہار سے قاصر ہی جس وقت شاہزادہ نامدار اپنے پدر عالی کی قدمبوسی سے مشرف ہو چکا درون قصر احمر تشریف لیگیا اور اپنی والدہ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی پابوسی سے شرفیاب ہوا ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند دلبند کو دیکھکر بے اختیار مسند زرین سے اٹھکر بیتابانہ گلے سے لگا لیا اور اس درجہ گریہ کیا کہ ابر نوبہار شرما گیا آنسو اسطرح آنکھون سے روان تھے گویا دو نہرین جاری تھین کثرت بکا سے ہچکی لگی تھی افراط گریہ و بکا سے قریب تھا کہ غش آجاے اسوقت کنیزان وغیرہ نے ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت مین عرض کیا کہ اے ملکہ آفاق گریہ و بکا نفرمائیے یہ وقت خوشی کا ہی دیکھیے کہین کثرت گریہ سے دشمنون کو حضور کے غش نہ آجانے سے مزاج عالی ناساز ہوجاے ملکہ عالیہ خاتون نے التماس کنیزان وغیرہ سے ضبط گریہ فرمایا اور پھر شاہزادہ معزالدین کو فر

محبت مادری سے پیار کیا سینے سے لگایا آنکھوں کو نور دل کو سرور حاصل ہوا دل بیتاب کو قرار آیا در مدعا بعد مدت دراز پایا
ملکہ عالیہ خاتون اپنے نور نظر پارۂ جگر کو دیکھکر اسقدر خرم و خندان ہوئیں کہ اگر حال مسرت ملکہ عالیہ خاتون تحریر کیا جاے
یہ داستان مسرت آثار کبھی اختتام نپائے لہذا بخیال طول اس افسانہ رنگین کے لکھنے حال مسرت ملکہ آفاق سے باز رہنا ہوا
الغرض جب شاہزادہ آفاق گیر گردون سریر اپنی مادر گرامی توقیر کی قدمبوسی سے سعادت دارین حاصل کر چکا اسوقت
زنان محلسرا نے نوبت بہ نوبت شاہزادہ کی بلائیں لین ترقی جاہ و اقبال اور طول عمر کی دعائیں دین خصوصاً دایہ شاہزادۂ
ذیجاہ نے جوش محبت اور غلبۂ الفت سے شاہزادہ کو گلے سے لگایا اور پیشانی و رخسار کے متواتر بوسے لیے شاہزادۂ
معز الدین بھی کثرت محبت سے مثل مادر کے دایہ سے ملا بعد اسکے خدمت والد ذیجاہ مین تشریف لا کر ہر ایک شاہ نامدار اور
سردار ذیوقار کو ملازمت سلطان فلک جاہ سے مشرف کیا اور جملہ سلاطین و امرا کے حال سے اپنے پدر عالیقدر کو مطلع کیا
سلطان اسمعیل نے بھی علی قدر رتبہ و مرتبہ ہر ایک شاہ و شہریار اور امیر و سردار کے حال پر نوازش کی اور سلوک خسروانہ
فرمایا الحاصل بعد حاصل کرنے شرف و افتخار قدمبوسی و ملازمت شاہزادہ ذیجاہ اپنے والد نامدار اور ملکہ عالیہ خاتون
مادر ذیوقار کو بجلوس تمامتر و تجمل و حشم بصد اعزاز و احترام ہمراہ لیکر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لایا جسوقت سلطان اسمعیل
نے بارگاہ معلی پر نظر کی کمال حیرت ہوئی کیونکہ اس بارگاہ عالی منزلت کو رفعت مین ہمسر فلک پایا اور اسباب شاہانہ و
فرش ملوکانہ سے نہایت ہی مزین اور آراستہ دیکھا بعد اسکے علم فلک فرسا کہ جو علم خورشید سے چمک مین ہم پنجہ تھا
ملاحظہ کیا بعد ازان نقارخانۂ خورشیدی و آصفی وغیرہ اسباب طلسمی کو دیکھکر تعجب کیا اور نہایت شاد و مسرور ہو کے
دل مین خیال کیا کہ فی الحقیقت جو سامان اور اسباب بادشاہی نادر و تحفہ میرے نور نظر پارۂ جگر کو مسبب الاسباب نے
بہ نہ [?] فضل و کرم سے عطا اور مرحمت فرمایا ہے کسی شہنشاہ روے زمین کو ممکن نہوا ہوگا بلکہ کسی بادشاہ ذیجاہ نے عالم
تیزہ باز [?] ہر بھی نہ دیکھا ہوگا شاید ایسا سامان و اسباب نادر روزگار حضرت سلیمان ذیوقار کو کہ حاکم انس و جن و دیو
دیکھا ہو لہذا ہمارے اہو [?] یہ خیال سلطان خوش اقبال کرکے پھر بار دگر جوش الفت سے سلطان اسمعیل نے اپنے فرزند
دلبند ہوشمند [?] صاحب جاہ و جلال کو سینے سے لگا کر خوب پیار کیا اور شکر عطاے کردگار بار بار کیا صاحب قران اکبر
جوانون [?] نے ذیجاہ کو تخت جواہر نگار پر متمکن کیا اور آپ دست بستہ مثل خادم ادنے پیش تخت بصد ادب کھڑے
ہونے یہ رنگ [?] آن اسمعیل نے اپنے پسر سعادت نشان ادب آموز بیکران کو جو اس کیفیت سے قریب تخت دیکھا اسکی
فرمایا کہ ایکی اور رتبہ دانی پر دل مین ہزار ہزار آفرین کی اور خوش ہو کر اپنے پہلو مین مثل دل کے جگہ دی یعنی سلطان
جوہر تیغ دکنے صاحب قران اکبر کو اپنے پہلو مین بٹھالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا بعد اسکے اب سلطان اسمعیل نے
انت غلامو لو استیاز [?] کا حقہ بارگاہ معلے کو ملاحظہ کیا ایسی بارگاہ باشان و شوکت اور وسیع و رفیع پائی کہ باوجود حصول رتبہ
اٹھا سیکی کے کبھی نظر سے بھی نگذری تھی بلکہ ایسی بارگاہ کا حال کبھی کانون سے بھی نسنا تھا سلطان لا جا

عالم پناہ نے دیکھا کہ اس بارگاہ فلک اشتباہ میں اتنی گنجایش اور وسعت ہے کہ ایک جانب بارگاہ میں صدہا بلکہ
ہزارہا پہلوانان رستم خصال و دلاوران اسفندیار مثال سہراب زمان گیو دوران کوہ پیکر قوی ہیکل مثل شدید الشداد
وسمعاج ازدر در والواح بن القوم وطیفور نیزہ باز وغیرہ جابجا اپنے اپنے مقام اور جگہ پر موافق اپنی قدر و منزلت
اور رتبہ کے کرسی و دنگل وغیرہ پر بکمال شان و شوکت بیٹھے ہیں اور ایسا رعب شجاعت اور دلاوری اور بہادری انکے
چہروں سے ظاہر و آشکارا ہے کہ شیر کو انسے آنکھ ملانے کی مجال نہیں ہے اور فیل مست کو انسے زور آزمانے کی لیاقت نہیں
ہے شاید بہرام انھیں پہلوانوں کے خوف سے گور میں چھپا ہے اور افراسیاب نے انھیں گردان تہور شعار کے ہراس سے
گوشۂ قبر میں پناہ لی ہے عجب نہیں کہ مریخ نے انھیں مبارزان یکتاے روزگار کی دہشت سے فلک پر رہنا روز ازل سے
اختیار کیا ہو اور تن آفتاب عالمتاب شاید انھیں بہادران وحید عصر کے خوف سے مثل دست رعشہ دار کانپتا ہے سلطان
اسمعیل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ پہلوانان قوی بازو معرکۂ جدال و قتال میں حریف پر حملہ کریں ایک ادنی ضرب میں
پیوند خاک کریں اور عدو کے خون سے میدان جنگ رنگین کریں جنگاہ میں کشتوں کے ڈھیر اور لاشوں کے انبار لگا دیں اور
میدان رزم کو کثرت خون دشمنان سے گلنار کر دیں اللہ اکبر بڑے بڑے پہلوان ہیں جسکے یہ پشت و پناہ ہوں اور معین اور
مددگار ہوں اس سے کوئی بادشاہ اولو العزم بھی آنکھ ملا نہیں سکتا اور سرکشی کا خیال دل میں لا نہیں سکتا الحمد للہ کہ
خداوند عالم نے میرے فرزند کو ایسا صاحب قوت و زور آور صاحب اقبال کیا کہ یہ سب بہادران بے مثل و بے نظیر اسکے
مطیع و منقاد ہیں سلطان اسمعیل یہ خیالات اپنے دل میں کرکے دوسری جانب متوجہ ہوئے ملاحظہ کیا کہ صدہا سلاطین
نامدار و شاہان ذیوقار غلامان حلقہ بگوش شاہزادۂ معز الدین عالی تبار مثل شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر و شاہزادۂ
مرزبان بن بہرام شاہ و شاہزادۂ غور جان بن مرجان باعزاز و احترام بیٹھے ہیں اکثر تم تخت پر اکثر جواہر نگار کرسیوں پر متمکن
ہیں سلطان اسمعیل اس جاہ و جلال کو اپنے فرزند کے دیکھکر سجدۂ شکر خدا بجا لائے اس اثنا میں حسب الحکم بہ ملاقات
اکبر داروغہ آبدار خانہ شیشۂ شراب ربانی کہ ایک تحفہاے طلسم سے ہے اور عجیب کیفیت سرور رکھتی ہے جلوس فرمایا شیشہ ہم
راوی سلسلہ بند افسانہ نے اول اس بے مثال نادر الخواص کا تذکرہ کیا ہے کہ جو مذکور اس طلسم کے ترار اپنے پدر عالیمقدار سے
مہیا ہے کہ جملہ مردمان لشکر صاحب قران اکبر کو کافی و وافی ہو جائے اور تا اختتام جشن عقد اور کسی قسم پر بھی ختم نہ
ہو الغرض اسی مفرح دل و دماغ کے شیشۂ بلوریں و زمردیں مع ساغرہاے یاقوت نگار حسب الحکم لیے سے لگا لایا
نامدار حاضر ہوئے سلطان جمشید نے بموجب فتواے شیخ عرب و شیخ رکن الدین عرب چند جام مے گلفام دیکھا ہے ہتکی
سیمین ساق سے لیکر نوش فرمائے بعد اسکے جام شراب گلگون بے دغدغہ گردش گردون گردش میں آیا جس عرض کیا
وسرداران نامدار کو جام مے مذکور ساقیان گلعذار اپنے دست نازک سے بناز و انداز دینے لگے اور سرداران عالی
وسلاطین والا مرتبت دست ساقیان گلرو سے لیکر پینے لگے بعد فراغ میکشی عوض نقل و گزک ہر ایک قصہ پہلوانوں کو فرط

مست اثر صاحب قران اکبر کالذت بخش کام و زبان تھا یعنے کوئی بہادر فتنہ پردازی و محاربات ملاحدۂ جمشید جہنم نصیب کے
بیان کرتا تھا اور کوئی دلاور رضا رمنکوس ملحد کی بیعزتی و شرارت کو نقل کرتا تھا کوئی جری عالم نشہ مین قبضۂ شمشیر کو چوم کر کہتا
تھا کہ مین نے اس تیغ آبدار سے ہزارہا ملحد و مردود واصل جہنم کیے ہین اور کوئی بہادر ممتاز قدر انداز تیر سہ پہلو ترکش سے
نکالکر اور بہادرون کو دکھا کر عالم نشہ مین بیان کرتا تھا کہ اسی تیر بے امان سے ہزارون طائران جان کفار نے جانب سقر
پرواز کیا ہے کوئی پہلوان دوران عمود گران دوش سے اٹھا کر اور بہادران ہمنشین سے مخاطب ہوکر کہتا تھا کہ مین نے اسی گرز
گاو سر سے بڑے بڑے بہادرون کے سر کو توڑا ہے مگر وہ اسی گرز کی ضرب سے شکستہ ہوئی ہے کوئی جوان آئینہ رو جنگجو جھوم کر قبضۂ
نیمچہ کا چوم کر مونچھون پر تاؤ دیکے کہتا تھا کہ اس نیمچہ نے ہزارون کفار نابکار کے گلے کاٹے ہین اکثر میدان لاشون سے پاٹ دیے ہین
یہ نیمچہ فولاد کی سپر سے بھی نہین رکتا خود کو کاٹکر کاسۂ سر مین آتا ہے اور کاسۂ سر سے صراحی گردن کو کاٹ کر صندوق سینہ مین دم نہ
لیتا ہے اور صندوق سینہ سے شکم و کمر دشمن کو کاٹ کر پشت مرکب پر پہنچتا ہے اور مرکب کو دو کرکے زمین مین در آتا ہے کوئی جیدار
خنجر آبدار کمر سے کھینچ کر کہتا تھا دیکھو اسی خنجر بران سے مین نے ہزارہا کفار کی محاربہ مین گردنین کاٹی ہین مگر تھوڑے دنون سے
اسلئے خون کفار نہین چاٹا ہے اسی وجہ سے بے آب ہوگیا ہے اب خدا وہ دن دکھائے کہ سامان جدال و قتال ہو خون اعدا سے یہ خنجر لال ہو
باعث دوری رنج و ملال ہو کوئی بہادر سرفراز نیزہ باز نیزہ کو تکان دے کر نشہ شراب سے مست ہوکر یون کہتا تھا کہ اسی نیزہ سر تیز سے مین نے
سینے اعدا صدہا بلکہ ہزارہا میدان رزم مین چھیدے ہین اور پشت زین سے اٹھا اٹھا کر زمین پر ایسا پٹکا ہے کہ استخوان تن چور چور ہوگئے ہین
لیکن تھوڑے دنون سے یہ نیزہ تیز کسی دشمن کی پشت سے نہین گذرا اسوجہ سے مجھکو ہردم ملال رہتا ہے رات کو اسی غم مین
نیند نہین آتی اور دن اسی الم مین گذرتا ہے بس آج تو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ کسی بہادر سے دو چار چوٹین ہون ذرا دل
بہلے لطف زندگی حاصل ہو بہادرون کو بیکار بیٹھنا ناگوار ہے قتل کرنا زخم کھانا دلاورون کا یہی شعار ہے یہ تقریر جوان
نیزہ باز ہر ایک بہادر ممتاز سنکے عالم نشہ شراب مین جھوم کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اے بہادر شراب تو پی ہے مگر رقص نہین
دیکھا ہے لہذا ہمارا ابھی دل چاہتا ہے کہ اسوقت اس بزم مین جوہر تیغ بہادر تیغ آشکار ہون تلوار چلے بسملون کا رقص ہو دم بھر
دلگی ہو ذرا قہقہہ چہچہہ یارون مین ہو یہ کہکر تلوارین نیام سے نکالین سپرین پشت سے اتارین کمانداران جنگ نے تیر لیے ہو
جوانون نے بھالے سنبھالے پہلوانون نے گرز اٹھائے قریب تھا کہ باہم گرم حرب و ضرب شروع ہو مگر صاحب قران اکبر
نے جو یہ رنگ بہادران دیکھا بیتاب و بیقرار ہوکر اپنے پدر عالیقدر کے پہلو سے اٹھکر درمیان بہادران تشریف لائے اور
فرمایا کہ اے بہادران یکتاے روزگار آپس مین کیون لڑتے ہو یہ میدان جنگ نہین ہے جب حریف کا سامنا ہوگا اسوقت
جوہر تیغ دکھانا خبردار آپس مین نہ لڑو یہ حکم صاحب قران اکبر ہر ایک سردار نامور سنکے عرض کرنے لگا کہ یا صاحب قران اکبر
ان غلامون کا رقص دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا لہذا منظور ہوا کہ شراب پی ہے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے اور دو گھڑی لطف
اٹھائیے یا صاحب قران اکبر اسوقت غلامون کو رقص بسمل دیکھ لینے دیجیے مانع نہو جسے صاحب قران اکبر یہ تقریر سرداران

نامور کی سنکے سمجھے کہ یہ سب مست و مدہوش ہین جو اس اتنکے نشہ شراب سے بجا نہین ہین بڑا غضب ہوا اگر یہ آپس مین جدال و قتال کر کے مقتول ہوے پھر ایسے بہادر یکتاے عصر وحید روزگار دستیاب ہونگے یہ خیالات دل مین کر کے ہر ایک سردار کو ملامت سمجھایا اور عرق دفع نشہ شراب ہر ایک بہادر لاجواب کو پلایا جب سب ہوش مین آئے کیفیت اپنی گستاخی کی سنکے منفعل اور شرمندہ ہوے اور دست بستہ پیش صاحب قران اکبر حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ اے آقا نامدار و مولاے قدرشناس ہمسے بڑی گستاخی اور خطاے بزرگ ہوئی کہ حضور کے ارشاد کو ہم خادمون نے نہ مانا لیکن آپکے الطاف و عنایات اور بندہ نوازی سے امید رکھتے ہین کہ آپ ہماری خطا عفو فرمائین صاحب قران اکبر نے ہنسکے ہر ایک دلاور سے کہا کہ تمنے کوئی خطا نہین کی اور ہمکو تم سے کسی طرح کا ملال نہین ہے کیونکہ اسوقت تم اپنے ہوش مین نہ تھے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو سلطان اسمعیل یہ رنگ بہادری دلاوران دیکھکر تعریف شجاعت سرداران نامدار فرمانے لگے شاہزادہ معز الدین نے اپنے پدر عالیقدر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ حضور یہ جملہ سردار وحید روزگار ہین یہ خاکسار انکی بہادری کا کیا اظہار کرے بڑی مشکل سے یہ نامدار دستیاب ہوے ہین سلطان اسمعیل نے فرمایا کہ فرزند سچ کہتے ہو ایسے بہادر ہمنے نہین دیکھے خداوند عالم نے تمکو ایسا خوش اقبال کیا کہ ایسے نامدار تہور شعار یکتاے روزگار سردار تمکو دستیاب ہوے ہم شکر کرتے ہین اس امر کا کہ خدا نے تمہارا یہ مرتبہ کیا کہ شاہان جہان کو ممکن نہین جب یہ کلمات سلطان اسمعیل نے نسبت خوش اقبالی کے فرمائے اسوقت شاہزادہ معز الدین نے عرض کیا کہ یہ سب جاہ و جلال دولت و اقبال افضال ذو الجلال اور آپکی دعا کی برکت سے ہم پہونچا ہے سلطان اسمعیل یہ تقریر دلپذیر کی سنکے نہایت مسرور ہوے بعد اسکے حکماے عالی قدر اور صاحب قران اکبر سلطان والا جاہ فلک بارگاہ کو قصر النیرین کی سیر کیواسطے ہمراہ لیگئے حکما سلطان کو تماشاے راہ مین عجائب و غرائب کی سیر دکھاتے ہوے بصد احترام قصر النیرین مین لائے سلطان نے ایسا قصر رفیع وسیع خوش قطع اور باغ پربہار دیکھا کہ منازل طلسم جام جم کی سیر اور کیفیت صفحہ دل سے مثل حرف غلط کے محو اور فراموش اور بدور ہو گئی کیونکہ قصر النیرین کو اوصاف قصر ارم سے بہتر پایا اور باغ پربہار کو گلشن ارم کی توصیف سے سرسبزی و شادابی مین کہین افضل و اعلے دیکھا اور جو تکلفات کہ قصر احمر مین ملاحظہ کیے تھے اُنسے ہزار درہزار درجہ زیادہ اُس قصر رفیع و سربلند مین مہیا اور موجود دیکھے اور طرح طرح کے سامان اور اقسام اقسام کے اسباب راحت قصر النیرین مین دیکھے اور ایسی اشیاے عجیب و غریب نظر سے گذرین کہ چشم روزگار نے کبھی نہ دیکھی ہونگی غرضکہ بعد تماشاے قصر و سیر باغ سلطان اسمعیل نے دو روز تک قصر النیرین مین قیام فرماکر داد لطف عیش و عشرت بدرجۂ کمال اُٹھا کر پھر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لے آئے راوی بیان کرتا ہے کہ بارگاہ معلے مذکور اب درمیان قصر اخضر و قصر النیرین ایستادہ کی گئی ہے اور جملہ خیمے لشکر نصرت نشان و فوج دریا موج صاحب قران پس پشت بارگاہ معلے ایستادہ کیے گئے ہین اور آرایش چراغان سے سراسر زیب و زینت و رونق دیگئی ہے لشکر کی بازارین

شائستہ و لطرز مرغوب آراستہ ہوئی ہین الغرض ایکدن شہنشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ یعنی سلطان اسمٰعیل ور صاحبقران
اکبر تخت جواہر نگار پر جلوس فرماتے تھے اور جملہ سلاطین ذیوقار و امراے نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے عالی تبار علی قدر
مراتب و مناصب اپنے اپنے ہم تخت اور کرسی اور صندلی وغیرہ پر بارگاہ معلی مین متمکن تھے یکایک درگہ سالار نے خدمت
صاحبقران اکبر مین آکر عرض کیا کہ ای صاحبقران اکبر وہ بندرہ نقابدار جو روز شروع کتاب خوانی سے تا اختتام
جشن تاریخ الاعظم بارگاہ فلک جاہ مین حاضر ہوتے تھے اسوقت بصد شوکت و حشمت دربارگاہ سپہر نشان پر حاضر
ہین اور امیدوار باریابی کے ہین صاحبقران اکبر نے یہ التماس درگہ سالار کی سنکے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد جاؤ اور
اُن نقابداران نامدار ذیوقار کو باحترام و باعزاز تمام ہمارے سامنے لے آؤ تمنے اُن جوانان ذی لیاقت و ذی عزت کو
دربارگاہ پر کیون روکا اور ہمارے پاس آنے کیون نہ دیا کیا تم اُنکے مراتب اعلی سے واقف و ماہر نہ تھے اور اُنکی عزت
و حرمت سے آگاہ نہ تھے افسوس تمنے اُنکو دربارگاہ پر روک کے ہمکو صدمہ دیا اور یہ امر موجب ہمارے ملال کا ہوا
درگہ سالار یہ ارشاد صاحبقران اکبر سنکے عتاب صاحبقران اکبر سے تھرتھر مثل بید کانپنے لگا اور عرق انفعال
سے سراپا تر ہوگیا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ نقابداران نامدار کو دربارگاہ پر چھوڑ آنا نہ چاہئے تھا یعنی اس حرکت
نامعقول سے نہایت پشیمان ہوا اور سر جھکا کر دست بستہ ملتمس ہوا کہ ای شہریار کشورستان اس خادم کی کیا مجال
ہے کہ اُنکا سد راہ ہو اصل اسکی یہ ہے کہ خادم خاص نے خدمت نقابداران ذیوقار مین قبل سے عرض کیا تھا کہ آپ
بلا تامل بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لیجائین توقف نفرمائین لیکن نقابداران موصوف نے ارشاد فرمایا کہ ہم بغیر اجازت
صاحبقران اکبر ہرگز بارگاہ معلی مین نہ جائینگے تم ہمارے حاضر ہونے کی عرض کرو پس بموجب ارشاد نقابداران نامدار
اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے حضور کو اُنکی تشریف آوری کی خبر کی اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ آیا فی الحقیقت اس خادم سے اتنی خطا
ہوئی کہ نقابداران ذیوقار کے ارشاد پر عمل کیا اور اُنکو دربارگاہ پر چھوڑ کے حضور کی خدمت مین واسطے اطلاع کے
حاضر ہوا لہذا امیدوار ہون کہ خطاے مذکور کو حضور عفو فرمائین صاحبقران اکبر نے یہ عرض درگہ سالار کی سنکے ارشاد
فرمایا کہ اگر فی الواقع یہی امر ہوا جو تمنے ظاہر کیا تو ہمکو کسی طرح کا تمسے ملال نہین رہا اور خطا تمہاری معاف کی گئی پس اب جلد جاؤ
اور نقابداران عالی قدر والا شان کو ہمارے پاس بھیجدو درگہ سالار عفو خطا سے خوش ہوکر دربارگاہ پر آیا اور خدمت نقابداران
ذیوقار مین عرض کیا کہ آپ صاحب بارگاہ مین تشریف لیجائین صاحبقران اکبر آپکو یاد فرماتے ہین نقابداران
موصوف اجازت پاکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے اسجگہ راوی دیگر نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب درگہ سالار نے
صاحبقران اکبر کو نقابداران ذیوقار کے آنے کی خبر ہوئی اُسوقت درگہ سالار دیگر نے خدمت صاحبقران اکبر مین با
بصد ادب عرض کیا کہ ای شہریار کشورستان اس خادم نے سنا ہے کہ ہمراہ اُن ذیعزت کے کچھ لشکر اور فوج اور کچھ سامان
ہے اس سبب سے نقابداران مسطور لب دریا خیمہ زن ہوے ہین بمجرد سننے اسکے خبر کے صاحبقران اکبر نے [illegible]

نامدار کو واسطے استقبال کے حکم کیا اور فرمایا کہ اُن نقابداران عالی منزلت والا مرتبت کو باعزاز و احترام لانا چنانچہ بموجب حکم سرداران تہور شعار عالیوقار ساحل دریا پر پہونچے جب نقابداران نامدار نے دیکھا کہ چند سرداران گرامی قدر عالی مرتبہ کو صاحب قران اکبر نے واسطے ہمارے استقبال کے بھیجا ہی بہت خوش ہوے اور قدر شناسی اور رتبہ دانی صاحبقران اکبر کی تعریف کی اور ہر ایک سردار نامدار سے ملاقات کی بعد ازین سرداران مسطور نقابداران مذکور کو باعزاز و احترام اپنے ہمراہ بارگاہ فلک اشتباہ مین لائے جسوقت نقابداران عالیوقار بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہوے صاحب قران اکبر نے سروقد انکی تعظیم کی اور ہر ایک نقابدار عالی قدر سے بکشادہ پیشانی معانقہ کیا جملہ سلاطین ذیوقار اور امراے نامدار و سرداران تہور شعار جو اسوقت بارگاہ مین موجود تھے واسطے تعظیم نقابداران موصوف کے کھڑے ہو گئے سلطان اسمعیل نے انکی تعظیم قد بلکہ نیم قد سے بھی کم کی اول نقابداران ذیوقار نے سلطان اسمعیل کو باادب تمام مجرا کیا بعدازان ہر ایک امیر اور سردار سے مصافحہ اور معانقہ کرکے اپنے مقام سمت پر جو روز اول سے انکے واسطے مقرر اور معین تھے اور جسکا حال بشرح اور تفصیل جلد ہاے گذشتہ مین ذکر ہوچکا ہی اُسی جاے مقررہ پر بیٹھ گئے صاحب قران اکبر نے بعد مزاج پرسی کے ارشاد فرمایا کہ اے نجوم سپہر برتری و اے کواکب فلک سروری کچھ تمکو خیال ہے کہ روز اول تمنے ہم سے اقرار کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالی بعد اختتام کتاب تاریخ الاعظم ہم اپنا حال جزو کل بیان کرینگے اور جلوہ جمال عدیم المثال سے بھی محروم نہ رکھینگے اب وہ ہنگام ایفاے وعدہ و اقرار آگیا کیونکہ مدت ایفاے اقرار بھی اختتام کو پہونچی لہذا اب لازم ہی کہ موافق وعدہ کے ایفاے وعدہ کیجیے ہمکو آپ صاحبون کے جلوہ جمال دیکھنے کا اور حال سننے کا ازحد اشتیاق ہی واسطے خدا کے ازراہ کرم کہ مردمان وفا شعار اور صدق گفتار کا خاصہ اور طریقہ ہی ایک نظر اپنے جلوہ جمال بیمثال سے ہماری چشم مشتاق کو روشن و منور کیجیے اور اپنے حال فرخندہ فال سے اطلاع دیجیے یہ تقریر صاحب قران اکبر استماع کرکے ایک نقابدار مروارید پوش نے پردہ نقاب روے انور سے اُٹھایا صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جوان رعنا ایسا حسین اور خوبصورت ہی کہ جسکی شعاع انوار حسن خورشید مثال سے تمام صحن بارگاہ روشن اور منور نظر آتا ہی اور اسکی گل عارض پر سبزہ خط کا نمود ہوا ہی اور ایسا خوشنما ہی کہ اگر کوئی معشوق سبزہ رنگ دیکھے یقین ہی کہ فریفتہ ہو جاے اور دل اُسکا اس سبزہ خط کو دیکھکر مثل سبزہ پامال ہو جائے اور رخسار پر نور جوان موصوف پر خال سبز نظر آتا ہی اور رگ ہاشمی جلوہ گر تھی شکل نقابدار موصوف سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ جوان حسین کسی زن پریزاد کے شکم سے تولد ہوا ہی بعد اسکے اُن دیگر نقابداران موصوف نے بھی اپنے اپنے روے انور اور چہرہ روشن سے نقاب کو اُٹھایا صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ اُن نقابدارون مین بھی بعض بعض کے عارض پر خال سبز تھا اور رگ ہاشمی ہویدا تھی لیکن سرداران نقابداران مذکور نے یعنی اُس نقابدار مروارید پوش نے جسنے اپنے رخ انور سے پردہ نقاب ہٹایا تھا بڑھکر سلطان بارگاہ فلک یعنی سلطان اسمعیل کے قدم مبارک کو بصد ادب بوسہ دیا سلطان اسمعیل نے بھی کثرت الفت سے بے خطا

ہوکر سینہ سے لگایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور دیر تک سینہ سے لگایا سلطان اسمعیل بار بار صورت اس نقابدار مذکور کی دیکھتے تھے اور دل مین ایک طرح کی الفت پیدا ہوتی تھی پھر سلطان اسمعیل بے اختیار اور بیتاب ہوکر گلے سے لگا لیتے تھے بعد ازان نقابدار مروارید پوش نے صاحبقران اکبر سے مصافحہ کیا اور دست مبارک صاحبقران اکبر کو آنکھون سے لگایا صاحبقران اکبر بھی اس جوان حسین سے گلے ملے بعدہ ہر ایک نقابدار عالیمقدار نے اپنا اپنا بیان کیا بعد سننے احوال کے ظاہر ہوا کہ اکثر نقابدار عزیز قریب صاحبقران اکبر سے ہین یعنی چار نقابدار لڑکین... اسمعیل و قائم الملک و شاہزادہ حیدر سلطان ابو القاسم ہین اور باقیماندہ نقابدار شجاعان عرب کی اولاد سے ہین کیونکہ طلسم جام جم مین ہر ایک شاہزادۂ ذیشان نے پریزادان طلسم سے نکاح کیا تھا اور پریزادان مذکور سے یہ تولد ہوئے تھے جسکا خلاصہ حال دفتر دوم مہدی نامہ مین مصنف بوستان خیال نے مندرج کیا ہو الغرض جب سلطان اسمعیل اور صاحبقران اکبر نے نقابداران ذیوقار کا احوال تمام و کمال سنا اور انکے جمال عدیم المثال کو دیکھا مسرور و خندان ہوئے دوبارہ سلطان اسمعیل نے اپنے فرزندان کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور اسی طرح صاحبقران اکبر نے بھی اپنے برادران حقیقی کو گلے سے لگایا اور معانقہ کیا اسوقت اک غلغلہ انبساط و نشاط تمامی بارگاہ معلے مین بلند ہوا کسی سردار نے بڑھ کر برادران حقیقی صاحبقران اکبر کے ہاتھون کو بوسہ دیا کسی امیر نے بادب تمام سلام کرکے معانقہ کیا کسی سردار نے قدمون کو بوسہ دیا سلاطین نامدار نے خوش ہوکر معانقہ و مصافحہ کیا غرضکہ جملہ سرداران اور امرا اور سلاطین برادران صاحبقران اکبر سے بغلگیر ہوئے اور نہایت شاد و خرم ہوئے جسوقت نقابداران عالیوقار نے ملاقات سلاطین وغیرہ سے فراغت پائی چند تحائف پردۂ قاف کے کہ جو نادر زمانہ تھے سلطان والاشان یعنی سلطان اسمعیل اور صاحبقران اکبر کو نذر دیئے واضح ہو کہ ان شاہزادگان والاشان کا ملک اور وطن خاص کوہ اسود و کوہ احمر یعنی اخیر پردۂ قاف تھا دوم یہ کہ ملکہ تو ہمارے ممالک مین ان شاہزادگان ذیشان کے ممالک سے بہت کم راہ کا فرق ہو کیونکہ تھوڑا ہی فاصلہ مابین ہے بعد ازان ان شاہزادگان عالی منزلت نے سلطان اسمعیل کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ ہم یہان اکیلے نہین آئے ہین بلکہ ہماری مادران گرامی قدر عالی منزلت بھی ہمارے ہمراہ تشریف لائی ہین ہمکو امیدوار ہے کہ ہماری والدۂ گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون کی خدمت فیضدرجت مین جاکر سعادت پابوسی حاصل کرین سلطان اسمعیل نے بخوشی خاطر اجازت دی اور ارشاد فرمایا کہ بہت مناسب بلکہ نہایت بہتر ہو کہ خواتین کو حرم محترم یعنی محلسرا مین لیجاؤ اور ہماری جانب سے کہدو کہ تا اختتام جشن عقد و نکاح محلسرا مین قیام رکھین چنانچہ بموجب ارشاد سلطان اسمعیل ان شاہزادون نے اپنی مادران عالی منزلت کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ سلطان اسمعیل نے آپکے بارے مین اسطرح ارشاد فرمایا ہو خاتونان پریزاد نو وارد یعنی مادران نقابداران بمجرد سننے اس حکم کے خدمت مین ملکہ عالیہ خاتون کے جانے پر موجود ہوئین اور بعد درستی سامان و تبدیلی پوشاک کے بتجمل و حشم و لعبت و وقار خدمت ملکہ عالیہ خاتون مین گئین جسوقت یہ خواتین عالی قدر

لیئے اوران نقابداران ذیشرف محلسرا مین داخل ہوئین خواتین محلسرا لئے باشتیاق تمام بغلگیر ہوئین ملکہ عالیہ خاتون نے
زنان پریزادان پر بہت نوازش فرمائی اور بخوبی تمام انکی خاطرداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بعد اسکے صاحبقران
ذیشان نے شہنشاہ گیتی ستان اپنے والد ذیوقار اور ملکہ عالیہ خاتون اپنی مادر عالی تبار کو مع زنان پردۂ قاف و دیگر
نسوان محلسرا کے قصر الشیرین مین مقیم کیا اور سب کے واسطے علی قدر مرتبہ قصر نفیس و پرتکلف مقرر و معین فرمائے قبل اسکے
بیان کیا گیا ہے کہ اس قصر رفیع مین ہزارہا قصر و ایوان مثل دیوان خاص اور دیوان عام مینا کار مطلا بکثرت تعمیر کیے گئے ہین اور
فقط اسی جشن ہمایون کے واسطے بنائے گئے تھے علاوہ اسکے اس باغ بہار جنت نظیر مین اسقدر گنجایش اور وسعت ہے کہ جملہ
متعلقان صاحب قران والاشان کو جدا جدا مقامات رہنے کے واسطے دیے گئے جسطرح باغ زاہدہ خاتون مین صاحبقران
اعظم و اصغر کے متعلقین مقیم ہوئے تھے فی الحال جملہ مہمان صاحب قران اکبر یعنی جملہ مردان و زنان پردہ قاف و پردۂ دنیا
قصر الشیرین مین مقیم ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ ملکہ عالیہ خاتون کے دل محبت منزل مین اکثر اوقات یہ خیال آتا تھا کہ کسی طرح
جلوۂ جمال عدیم المثال عروسان فرزند دلبند سے دل کو مسرور اور آنکھون کو روشن اور منور کرون یعنی جمال جہان آرا سے ملکہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار وغیرہ کو دیکھون کیونکہ ملکہ عالیہ خاتون نے جیسے شہرہ حسن دلفریب ملکہ شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و
ملکہ ناطقہ روشن بیان سنا ہے شوق و اشتیاق دیدار بحد کمال ہے حالانکہ ملکہ تاج روشن گہر و ملکہ صبح الکشا دونون خدمت
ملکہ عالیہ خاتون مین حاضر ہین اور ملکہ آفاق دونون عروسان خوبرو کو پرتو جمال خورشید مثال سے دیدۂ مشتاق کو روشن
اور منور کرتی ہین پھر بھی ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے کا اس درجہ شوق و اشتیاق دل کو ہے کہ بیتاب و بیقرار سیماب وار
ہر وقت رہتی ہین آخر کار ملکہ عالیہ خاتون سے ضبط و تحمل نہو سکا کہ چند روز تامل کرتین ایک روز ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے
فرزند دلبند یعنی صاحبقران اکبر سے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند ہمکو بہت اشتیاق ہے کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے جلوۂ جمال خورشید
تمثال سے آنکھون کو روشن کرین اور دل کو مسرور کرین صاحب قران اکبر نے یہ تمنا ملکہ عالیہ خاتون یعنی اپنی والدۂ
گرامی قدر کی از روے مذکور آگے اپنے استاد والانہاد حکیم قسطاس الحکمت کے بیان کی جناب حکیم قسطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے اور کچھ قباحت نہین ہے ہماری جانب سے ملکہ عالیہ سے کہدو کہ موافق رسم آئین اپنے ملک
کے ایک انگوٹھی تعین نسبت کی اپنے ہمراہ لیجائین اور وہ انگشتری ملکہ شمسہ تاجدار کی انگلی مین پہنائین مگر ہمراہی جملہ زنان
پردۂ قاف و پردۂ دنیا بحدم و حشم و تجمل و شوکت و شان قصر اخضر مین تشریف لیجائین اور بموجب ساکنان پردۂ دنیا اس
رسم کو بخوبی انجام دین اور جمال جہان آرا سے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھکر اپنے دل کو شاد و خرم فرمائین صاحب قران اکبر نے
جسوقت یہ ارشاد استاد حکیم قسطاس الحکمت شنا فی الفور پادری ایڈروس کو اور ابو عامر بدر ذوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو اس
حال سے اطلاع دی ابو عامر اور پادری ایڈروس نے قصر اخضر مین اس امر خوشی کی خبر کردی زنان قصر اخضر و زنان فردوس
نے جسوقت یہ خبر مسرت اثر پائی نہایت خوش و خرم ہوئین اور روز مقررہ ملکہ شمسہ تاجدار کو بتکلف لباس خسروانہ اور پوشاک شاہانہ

اور زیور جواہر گرانبہا سے سراسر بحسن وخوبی آراستہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار پر بہزاران ہزار زیب وزینت متمکن کیا تو قیامت
عجب ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن کا عالم تھا آفتاب غیرت سے منہ پھیرے ہوئے تھا ماہ کی یہ مجال نہ تھی کہ واسطے مقابلے کے
آتا حور جنان اگر اسوقت ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھ لیتی دعوائے حسن وجمال دل سے دور ہوتا اور اگر کوئی پری اسوقت روئے
زیبائے ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھتی ہوش اسکے اڑ جاتے ساری خود روئی اپنی بھول جاتی مثل ذرہ کے آگے اس آفتاب
قمر کے اپنے تئیں پاتی ادھر تو زنان فردوسیہ اور زنان قصر اخضر نے ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد حسن وخوبی آراستہ کیا ادھر
ملکہ عالیہ خاتون وزنان پریزاد وعالیہ وقار وزنان آدم زاد یعنی والدۂ امیر محمد وامیرزادہ سیف الدین وغیرہ بشوکت وحشمت تمام با
حشم وبجلو تمام ترجوبت ونقارہ داخل قصر اخضر ہوئیں خواتین قصر اخضر نے ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال بآئین شائستہ
کیا اور بصد اعزاز واحترام ایک مقام پر قصر اخضر میں بٹھایا اور مراسم مراتب تہنیت ومبارکبادی بحسن وخوبی اور بصد خوشی
بصد خوبی خوشی مراسم معمولی زنان قصر اخضر ملکہ شمسہ تاجدار کو حجلۂ عروسی سے مثل خورشید تابان باہر لائیں اور ایک تخت
جواہر نگار پر رونق افروز کیا اسوقت ملکہ شمسہ تاجدار مثل ہلال شب اول حیا اور حجاب سے سر جھکائے ہوئے تھیں ہمہ تن
شرم تھیں گرد مسند زنان فردوسیہ وغیرہ بیٹھی تھیں صحبت عیش وعشرت وبزم نشاط وانبساط نہایت گرمجوشی سے آراستہ
تھی نغمہ مبارکبادی سے جملہ زنان بزم نہایت مسرور تھیں اور کثرت رنگینی وقنادیل وغیرہ سے محفل عشرت پر نور تھی جس وقت
ملکہ عالیہ خاتون کو تاب صبر باقی نہ رہی بیتاب ہوکر بصد اشتیاق رخ پرنور ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھا ہجوم حسن ملکہ شمسہ تاجدار
سے آنکھیں ملکہ عالیہ خاتون کی خیرگی کرنے لگیں ایسی محویت اور حیرت ہوئی قریب تھا کہ مثل حضرت موسی علیہ السلام تاب
نظارہ جلوۂ جمال نہ لاکر غش آجائے مگر ملکہ عالیہ خاتون نے بزور اپنے تئیں سنبھالا اور نہایت ہی شاد وخرم ہوکر سینہ
سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا زر وجواہر ملکہ شمسہ تاجدار کے سر پر تصدق ونثار کیا اسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے کثرت الفت
اور فرط محبت سے چاہا کہ ملکہ شمسہ تاجدار کے تصدق ہوں گرد پھروں قربان ہوں لیکن اکثر خواتین کہ اس امر سے مانع
آئیں اور کہا ای ملکہ آفاق یہ امر آپکی لیاقت اور بزرگی کے لائق نہیں ہے ملکہ عالیہ خاتون بموجب کہنے خواتین کے گرد تو
نہ پھریں لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کے سر سے پاؤں تک بلائیں لیں پھر سینے سے لگایا گل رخسار کے بوسے لیے انگشتری
اپنے ہاتھ سے انگشت نازک ملکہ شمسہ تاجدار میں پہنائی علاوہ اسکے زیور جواہر نگار انواع واقسام بخوشی تمام ہاتھوں میں
اور گلے میں پہنایا اور کچھ زیور جواہر مثل جوشن اور اکون وغیرہ کے بازو پر باندھا ارباب نشاط وطرب یعنی زنان رقاصہ
وخوش گلو نے رقص کرکے مبارکبادی گانا شروع کیا تھاپ طبلہ پر پڑی سازنے آواز راگ کی ایسی بلند کی کہ تار راگ
کا باندھ دیا پھر ایک مطربہ نے اس رنگ سے رقص کیا کہ مرغ جان اہل بزم خوشی سے مثل طائر بسمل پھڑکنے لگا اگر وہ
رقص رقاصہ مطربۂ فلک یعنی زہرہ کی نظر سے گذرتا یقین تھا کہ بیخود ہوکر بام فلک سے اپنے تئیں گرا دیتی اور اگر آواز
نغمہ مطربہ بزم عشرت گوش مشتری تک پہونچتی خیال آتا ہے کہ ضرور دستار وار جھومنے لگتی اور اگر آواز دلکش مطربہ بلبل

لیلی جمال استادان علم موسیقی سن لیتے یقین ہے کہ مثل مجنون دیوانے ہوکر زندگی اپنی صحرا مین بسر کرتے بعد انگشتری پہنانے ملکہ عالیہ خاتون کے مادر امیر محمد نے بھی اپنی بہو ملکہ سروسہی کی بلائین لیکر سینے سے لگایا اور خوش ہوکر خوب پیار کیا



اور رسم نسبت ادا کی یعنی انگوٹھی دست رنگین ملکہ سروسہی مین پہنائی اور رخ انور اُس نازنین کا دیکھا بعد اسکے مادر اسلم نوجوان اور والدہ یعقوب حرانی نے اپنے فرزندون کی عروسان پاکیزہ رو عنبرین مو یعنی زرنگار و زرنگاری پوش وطرۂ مشکین جمال کے انگشت دستہاے حنائی مین انگشتریہاے نسبت بخوشی وخرمی پہنائین اور ہر ایک نے اُن دونون سے اپنی اپنی بہو کو سینے سے لگایا پیار کیا اسباب زیور طلائی وجواہر نگار پہنایا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے عوض مادر ابوالمحسن مادرانہ رسوم نسبت ادا کیے یعنی خلد آشیانہ ماہر و بنت عمران شاہ کو سینے سے لگایا پیشانی ورخسار کے بوسے لیے اور بصد خوشی وخرمی انگشتری نسبت انگشت دست رنگین خلد آشیانہ ماہرو مین پہنائی اور بہت سا زیور طلائی ونقرئی جواہر نگار بھی پہنایا اسوقت قصر اخضر مین عجب طرح کا ہنگامہ عیش وعشرت بلند تھا ہر جانب سے صداے تہنیت ومبارکباد آتی تھی ہر غنچہ خاطرہاے اہل بزم مثل گلہاے شگفتہ کھلے تھے سواے خوشی کے رنج وغم کا ذکر بھی نہ تھا رقاصہ کا وہ رقص کرنا دلون کو مثل سبزہ ہر قدم پر پامال کرنا مطربہ کا دولھن داؤدی سے گانا اور زنان بزم کا استانہ داری محویت سے جھومنا متواتر مطربہ کو انعام ملنا مفصل اگر تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا اور دل ناظر افسانہ ملول ہوگا اسوجہ سے بالتفصیل سامان عیش وعشرت مندرج نہین کیا گیا اور مجمل طور سے واقعہ مختصر رقم کیا ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر پیار کرنے اور گلے لگانے اور روے زیباے ملکہ شمسہ تاجدار دیکھنے کے کثرت محبت والفت سے چہرہ بے نظیر ملکہ شمسہ تاجدار کو برغبت پھر دیکھتی تھین اور جانب حسن خداداد و نگران رہتی تھین کیونکہ دمبدم صورت زیبا اور شکل جہان آراے ملکہ شمسہ تاجدار کے دیکھنے سے ملکہ عالیہ خاتون کے دل کو خوشی اور مسرت بے انتہا ہوتی تھی اور آنکھون مین نور آتا تھا

بے اختیار صنعت صناع حقیقی پر نظر کر کے یعنی حسن عدیم المثال ملکہ شمسہ تاجدار دیکھ کے ملکہ آفاق کو حیرت ہوتی تھی درگاہ خدا میں سجدہ شکر کرتی تھیں اور دل میں کہتی تھیں کہ خداوندا کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں تو نے مجھکو ایسی بہو حسینہ جمیلہ شکیلہ اپنی قدرت کاملہ سے عنایت کی ہے کہ پردۂ دنیا پر ایسی کوئی عورت حسین نہوگی بلکہ پردۂ قاف میں کوئی زنان پریزاد میں بھی ایسی حسین مہ جبین نہوگی پروردگارا تو نے حسب دلخواہ میرے مجھکو خوبصورت بہو عنایت کی جسقدر شکر تیرا کروں کم ہے الغرض ایک روز اور ایک شب صحبت عیش و بزم عشرت موافق تحریر بالا رونق پذیر رہی بعد ختم بزم طرب ملکہ عالیہ خاتون و دیگر خواتین اسی طرح بتجمل وحشم قصر النیرین میں تشریف لائیں یہاں حکما سے عالی منزلت والا مرتبت کی یہ رائے ہوئی کہ محفل عروسی ملکہ خلدانہ اور ملکہ سروسہی اور طرۂ مشکین خال اور شعلہ فارسیہ وغیرہ کی قصر اخضر میں آراستہ ہو اور امیر محمد و امیر سیف الدین و شدید الشداد و ابوالحسن جوہر و یعقوب حرانی و ترک سخت کمان کو نوبت بہ نوبت زنان مذکور الصدر سے منسوب کیا جائے چنانچہ یہی مشورہ قرار پایا اور یہی تجویز ہوئی کہ قصر اخضر میں تیاری بزم عروسی کا سامان ہو چنانچہ بموجب تجویز قصر اخضر میں آراستگی محفل عروسی کا حکم پہونچا دیا گیا تاکہ تیاری جشن عروسی کی اور بزم کتخدائی کا سامان بخوبی ہو بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ملکہ نوبہار کے دیکھنے اور رسم نسبت ادا کرنے کا ارادہ کیا چونکہ شہر عرشیہ میں قبل سے ملکہ عالیہ خاتون کی تشریف آوری کی خبر پہونچ گئی تھی اور تیاری بزم طرب کا سامان ہو رہا تھا چنانچہ سلطان سمسون ملقب بقصر نوش پدر عالیوقار ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ اوقیہ ماہ رخسار مادر گرامی قدر ملکہ نوبہار نے شہر عرشیہ اور قصور و ایوان حرم کو اسطرح آراستہ کرایا تھا کہ نگارخانہ چین بھی شرماتا تھا اگر بالتفصیل آراستگی شہر و ایوان تحریر کیجائے طول بھی ہوگا مختصر یہ ہے کہ اس رنگ سے شہر اور قصور اور ایوان تصاویر و نقش و نگار وغیرہ سے آراستہ کیے گئے کہ اگر مانی و بہزاد آرایش قصور وغیرہ کی دیکھ لیتے بہتن تصویر حیرت ہو جاتے یہاں تو آراستگی قصر و ایوان ہوئی ہے اور ہوگی لیکن اب کچھ ذکر جناب حکیم قسطاس الحکمت بیان کیا جاتا ہے بعد حکم دینے تیاری بزم عروسی کے عالی منزلت والا مرتبت حکیم قسطاس الحکمت نے شہنشاہ گردون شکوہ بہرام سلطان اسمعیل سے فرمایا کہ ای شہنشاہ فلک وقار اگر حضور فیض گنجور کو سیر طلسم عجائبات کا اشتیاق ہو اور خاطر عالی کو شوق عجائب و غرائب دیکھنے کا ہو تو بسم اللہ تشریف لیجائیے اور جبتک بزم عروسی رونق پذیر ہو بعض مقامات و منازل طلسم کو بفراغ خاطر دیکھیے اور مشاہدہ طلسم عجائبات سے دل کو مسرور فرمائیے سلطان اسمعیل نے بمجرد سننے اس تقریر حکیم قسطاس الحکمت کے بصد شوق و ہزار رغبت خاطر منظور فرمایا اور دوسرے روز سلطان بقصد سیر طلسم عجائبات حکیم ارسطو کو میں تشریف لے گئے اور ملکہ عالیہ خاتون مع اکثر نسوان پریزاد و آدم زاد جانب شہر عرشیہ بجلوس و تجمل روانہ ہوئیں جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائبات ارسطو میں ہوئے چند روز تک سیر عجائبات کرتے رہے اور دل کو بہمہ جہت مسرور و خندان تماشائے عجیب و غریب دیکھکر فرماتے رہے یعنی مشکوٰت حیرت سے مرغوب اور حیرت تک کوئی تماشہ مقام

طلسم کو بنظر غور و فکر ملاحظہ کیا اور ہواے مرغزار سے دل کو مثل گل شگفتہ کیا ایسے ایسے عجائب و غرائب اشیا وغیرہ
سلطان اسمعیل نے ملاحظہ کیے کہ نہایت ہی متحیر و متعجب ہو کر مسرور و خرم ہوئے باوجود اسکے کہ جملہ منازل طلسم باطل و معدوم
ہوگئے تھے اور چنداں کیفیت باقی نہ رہی تھی لیکن پھر بھی سلطان اسمعیل کو دیکھنے منازل و مقامات طلسم کے اسقدر
حیرت ہوئی کہ خود ہمہ تن تصویر حیرت ہوگئے اور اسقدر مسرور و شادان ہوئے کہ تمامی عمر میں کبھی ایسی سیر عجیب و غریب سے
خوش و خرم نہ ہوئے تھے سلطان اسمعیل مشغول سیر تھے ناگاہ سلطان روح الملک والدنیا مدار ملکہ ناطقہ روشن بیان سامی
اور سلطان قیصر نوس پدر عالی قدر ملکہ نوبہار سے ملاقات ہوئی شاہان والاشان مذکور نے سلطان اسمعیل کے
استقبال اور عزت و احترام اور تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا سلطان اسمعیل بھی شاہان موصوف سے
نہایت مسرور ہوئے اور معانقہ کیا سلاطین مسطور نے ایک تاج ایسا جواہر نگار کہ اور شاہان اولوالعزم کو میسر بھی نہوا
تھا بلکہ دیکھا بھی نہ تھا اور ایک شمشیر آبدار کہ جو ہمدم ذوالفقار تھی نذر گذرانکر کہا کہ یہ تحفہاے حقیر قبول فرمائیے
سلطان اسمعیل نے بسر و چشم تحفہاے مذکور الصدر کو بخوشی و خرمی قبول کیا بعد اسکے سلطان اسمعیل نے سلاطین
موصوف کی مزاج پرسی کی شاہان مذکور نے کہا کہ افضال خدا اور آپکے اقبال سے ہم بخیر و عافیت ہیں چند روز سے
آپکی تشریف آوری کی خوشخبری تھی نہایت اشتیاق تھا کہ زیارت سے مشرف ہوں آج حسب اتفاق آپ واسطے
سیر کے تشریف لائے اور ہمکو بھی خبر ہوئی کہ شہنشاہ گیتی ستان واسطے سیر طلسم عجائب نمائے حکیم ارسطو کے تشریف
لائے ہیں ضرور ہوا کہ استقبال کیجیے اور مدعاے دلی یعنی شرف زیارت حاصل کیجیے بعد اس گفت و شنید کے سلطان
اسمعیل نے بہمراہی شاہان مسطور گنبد گیتی نما اور اروے قسمت اور مقام الامتحان وغیرہ مقامات باطن طلسم باطل شدہ
کی سیر سے لطف و عشرت اٹھایا اور بانیان طلسم کی عقل و فراست و دانائی و حکمت پر ہزار ہزار تحسین و آفرین کی ادھر ملکہ
عالیہ خاتون بجلوس شاہانہ بتجمل خسروانہ نوبت و نقارہ شادی اہل شہر عشرت میں تشریف لائیں جملہ زنان پریزاد
عالی نژاد نے بعد جلوس و حشمت و شوکت ملکہ عالیہ خاتون کا استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم اور باعزاز و احترام ملکہ
آفاق کو حرم سراے خاص میں لیگئیں اور ایک مقام صدر پر باعزاز تمام بٹھایا اکثر خواتین ملکہ عالیہ کے پیش
بغلگیر ہوئیں ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محلسرا میں ہزار در ہزار نسوان و خواتین پریزاد لباس طرحدار ہلکا سوہا
کیے ہوئے ہیں اور زیور گرانبہا سے آراستہ ہیں صورتیں انکی گویا نور کی ہیں تبسم انکا لیکا خاتون باوجود متواتر
ہواے مسرت سے شگفتہ ہوتا ہے چال انکی وہ قیامت کی ہے کہ ہر قدم دل مشتاق کو سے چہرہ بے نظیر ملکہ
اہل قبور کے گویا مسیحا ہیں مردے قبر میں انکے قدم کی ٹھوکر سے زندہ ہوجاتے ہیں الکورت زیبا اور شکل جہاں آرا
پاتے ہیں چہرہ پر نور انکے مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن اور منور ہیں نہیں بلکہ اس سے بھی اور آنکھوں میں نور آتا تھا
انکی آنکھوں کی دیکھنے کی مشتاق ہیں عشاق کو جدائی انکی از حد شاق ہے تیر مژگان انکے

ابروے خمدار پر اُنکے کبھی کمان کیانی کا گمان ہوتا ہے اور کبھی شمشیر آبدار کا صاف شبہہ ہوتا ہے بالاے ابرو خال یون نظر
آتا ہے جیسے تلوار پر جوہر عارض گلرنگ اُنکے ایسے رنگین ہین کہ گلہاے گلشن بھی آگے اُنکے کچھ حقیقت نہین رکھتے اور
گیسوے عنبرین اُنکے ایسے سیاہ اور معطر ہین کہ مشک بھی اُنسے ہمسری کر نہین سکتی اور انھین بھون سے شرمندہ
اور خجل ہوکر پوشیدہ گوشہ نافہ آہو مین رہتی ہے سینون پر اُنکے ایسا اُبھار ہے کہ اگر عشاق ایک نظر دیکھ لیتے بے اختیار
کلیجہ پکڑ کر بیٹھ جاتے اور آہ سرد دل مضطر سے کھینچین اور دست و پا اُنکے برنگ حنا سے ایسے رنگین ہین معلوم ہوتا ہے کہ خون
عشاق سے رنگین کیے ہین رفتار معشوقانہ اُنکی عجیب شوخ تھی ہر اک قدم پر فتنہ برپا کرتی تھی اور ناز اُنکے ایسے گران قدر ہوئے
ہین کہ عشاق بصد اشتیاق متحمل ہوتے ہین غرض ہر ادا اُنکی دل کو مرغوب تھی اور شوخی و شرارت اُنکی بہت محبوب تھی
بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمایا کہ محاسر اکو عجب نقش و نگار سے مزین اور آراستہ کیا ہے کہ دل کو کمال حیرت
ہوتی ہے اور عقل ادراک سے قاصر ہوتی ہے اگر مانی و بہزاد بھی ایک نظر اس نقش و نگار کی خوبی کو دیکھتے تو حیرت سے خود
ہمہ تن تصویر حیرت ہو جاتے بعد دیکھنے زیب و زینت محاسر کے ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ کیا کہ حسینان پریزاد نے
باآئین شائستہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کو حجلہ عروسی سے باہر لاکر ایک مسند زرنگار پر بٹھایا ملکہ نوبہار گلشن افروز
ایک تو حسن خداداد رکھتی تھی دوسرے لباس مکلف عروسی اور زیور گرانبہا سے ایسی ترقی حسن و جمال ہوئی ہے
کہ دیکھنے والون کی جان قربان ہوتی اور دل بہزار اشتیاق صدقے ہوتا ہے رنگینی حناے دست و پا سر دست خونریزی
پہ آمادہ ہے آنکھون مین ایسا سرمہ دنبالہ دار لگا ہوا ہے دیکھنے والے کو شمشیر اصفہانی کھینچی ہوئی نظر آتی ہے پان کی سرخی سے
لب نازک رشک عقیق یمن معلوم ہوتے ہین لباس سرخ مین رخ پرنور ملکہ نوبہار گلشن افروز یون نظر آتا ہے
جیسے شفق مین مہر تابان اور ملبوس ملکہ نوبہار گلشن افروز عطر سہاگ سے ایسا معطر و معنبر ہے کہ بوے مشک و عنبر
بھی غیرت سے محجوب ہے نظر نہین آتی اور پیشانی انور پر ملکہ نوبہار کے ایسی افشان چنی ہوئی ہے کہ پیر فلک بھی دیکھکر
زر انجم ملکہ نوبہار کے فرق پر نثار کرتا ہے جب یہ کیفیت ملکہ عالیہ خاتون نے ملاحظہ فرمائی دل بیتاب کو تاب نہ آئی آخر کار
بہزار شوق و اشتیاق ملکہ نوبہار گلشن افروز کو سینے سے لگایا پیار کیا سراپا کی بلائین لین اور انگشتری لنبت انگشت دست
عالی کی ملکہ نوبہار مین بصد خوشی پہنائی اور حسن و جمال ملکہ نوبہار پر نظر کی دیکھا کہ حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز عجب بہار
و منازل طلسم کو بفراغ خاطر ہین آنکھین غیرت نرگس ہین دہن غنچہ تنگ سے بھی تنگ تر ہے گلشن شباب جوش پر ہے
تقریر حکیم فلاطس الحکمت کے بعد منزل پہچان ہین ملکہ عالیہ خاتون یہ رشک بہار حسن ملکہ نوبہار گلشن افروز دیکھکر اپنے
حکیم ارسطو مین تشریف لے گئے اور ہنس کر کہنے لگین کہ یہ عجیب صنعت صناع نخلبند قدرت ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز
جب سلطان اسمعیل داخل طلسم ہوئے شکر خداوند کارساز کا کہ میرے نونہال فرخندہ فال کو ایسی عروس رشک چمن خدا
مسرور و خندان تماشاے عجیب و غریب ان مین مثل و نظیر جسکا نہوگا زادی کہتا ہے کہ ملکہ عالیہ خاتون کا بلبل دل گل عارض

ملکہ نو بہار گلشن افروز کو دیکھکر شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور اسقدر ملکہ عالیہ خاتون خوش وخرم ہوئین کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائین آخر ملکہ عالیہ خاتون نے بخوف ہلاکت اپنے تئین سنبھالا اس اثنا مین رقص پریزادان شروع ہوا نازنینان پریزاد گانے لگین اور تہنیت و مبارکبادی دینے لگین ملکہ عالیہ خاتون نے جو رقص دیکھا اور گانا مہجبینان پریزاد کا سنا ایسا لطف حاصل ہوا کہ کبھی ایسا لطف کسی بزم عشرت مین حاصل نہوا تھا کیونکہ نازنینان پریزاد کا کبھی رقص نہ دیکھا تھا اور نہ گانا سنا تھا بزم مین وہ نازنینان پردۂ قاف کا خوش آوازی سے گانا اور رقص کرنا اور اثنائے رقص مین گردش چشم اور اشارہ ابرو سے دل اہل بزم طرب کو محو کرنا یادگار تھا خواتین بزم رقص دیکھکر اور گانا سنکر ایسی محو تھین کہ گویا بخوبی ہوش نہ تھا مثل بادہ خوارون کے جھوم رہی تھین ہر ساز کی آواز دل ناساز کی ایسی مسرت و فرحت دیتی تھی کہ اثر ناسازی بالکل زائل ہو جاتا تھا اس وقت وہ بزم عشرت محفل عیش حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہ تھی کثرت نسوان پریزادان خوبرو سے تمام مجلس مملو تھی ہر چہار جانب نازنینان پریزاد جلوہ گر تھین ناچ ہو رہا تھا آواز نغمۂ نازنینان پریزاد سے ہر دل اہل بزم کو سرور حاصل تھا لیکن ملکہ عالیہ خاتون باوجود ایسے رقص اور گانے کے کہ کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا چندان مسرور نہوتی تھین جسقدر کہ ملکہ نو بہار گلشن افروز کے روئے پُرضیا کو دیکھکر خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن ملکہ نو بہار گلشن افروز بھی ملکہ شمشہ تاجدار کے حسن سے کچھ پایہ کمی نہ رکھتا تھا ہان کسی قدر ملاحت النسائی اور شمع روئے بنی الجان کا فرق ضرور تھا - الغرض باردیگر ملکہ عالیہ خاتون نے بصد شوق ملکہ نو بہار گلشن افروز کو سینے سے لگایا عارض گلرنگ کے بوسے لیے اور زیور گران بہا اپنے ہاتھ سے ملکہ نو بہار کو پہنایا اور طبقہائے زر و گوہر سر پر ملکہ نو بہار گلشن افروز کے نثار کیے اور اسی طرح نادرہ رازدار کی رسوم نسبت ادا کی غرضکہ بعد ادائے مراسم نسبت حسب معمول پھر نازنینان پریزاد نے ناچا اور گانا شروع کیا اور ملکہ عالیہ خاتون کو دو شب نغمات عجیب اور رقص غریب سے بانواع و اقسام مسرور اور محظوظ کیا اور خواتین پریزاد نے ملکہ عالیہ خاتون کے لیے تکلف و تواضع مین کسی طرح کی کمی نہ کی یعنے جس شے کی ملکہ عالیہ خاتون کو ضرورت ہوتی تھی نسوان پریزاد بلا طلب حاضر کرتی تھین الغرض تیسرے روز ملکہ عالیہ خاتون مع دیگر نسوان بجاہ و حشم و بجلوس و تجمل نوبت نقارہ شادی شہر قلب الحصار دار السلطنت سلطان روح الملک مین تشریف لائین جسوقت تشریف آوری ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار واسطے استقبال کے آئین اور بصد عزت و حرمت اور بہزار اعزاز و احترام اپنے ہمراہ لیجاکر ایک قصر [illegible] پر باعزاز تمام بٹھایا ملکہ عالیہ خاتون نسوان عالیوقار سے گلے ملین بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون باوجود متواتر [illegible] سے چہرہ بے نظیر ملکہ وہ قصر رفیع وسیع آراستہ تھا کہ قصر جنان بھی اس سے خجل تھا قصر فلک سے ہین الکورت زیبا اور شکل جہان آرا خواتین قصر بالباس مکلف و فاخرہ مسندہائے زرین پر جلوہ فرما تھین بلکو فہنی اور آنکھون مین نور آتا تھا ایک جانب ایک مسند زرکار پر ملکہ ناطقہ روشن بیان بلباس عروسی مژگان

دو لھن بنی ہوئی بیٹھی تھین جسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بزم طرب مین بلباس عروسی بیٹھے ہوے
دیکھا بیتابانہ کثرت محبت والفت سے سینے سے لگایا پیشانی ورخسارے کے متواتر بوسے لیے زر سرخ وسفید اور طبقہاے
گوہر آبدار ملکہ ناطقہ روشن بیان کے سر پر سے نثار کیا بعد اسکے سراپا کی بلائین لین اپنی آغوش مین بٹھایا اور ایک انگشتری
فیروزہ بیش بہا ملکہ ناطقہ روشن بیان کی انگلی مین بعد خوشی پہنادی اور علاوہ اس انگشتری نسبت کے زیور جواہر کا زیب
گلو اور آویزہ گوش کیا بعد اسکے ملکہ عالیہ خاتون نے حسن ملکہ ناطقہ روشن بیان پر نظر کی عجب حسن دلفریب دیکھا کہ دل
بے اختیار سو جان سے مفتون ہوگیا یعنے دونون رخسار مثل مہر وماہ منور نظر آئے آنکھین صورت نرگس شہلا دیکھین
پیشانی پر نور پر افشان چنی ہوئی ایسی دیکھی ثابت ہوا کہ ستارے فلک حسن پر جلوہ گر ہین بعد اس رسم نسبت کے
نازنینان خوش گلو نے مبارکبادی گانا شروع کیا اور رقص کرنا آغاز کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز نازنینان خوبرو بزم
طرب مین ایسا گائین کہ سپہر فلک کو حال آگیا چنانچہ ابتک اثر اسی حال کا باقی ہے یعنے یہ سپہر فلک گردش نہین کرتا ہے
بلکہ کیفیت حال مین جھوم رہا ہے بعد انگشتری نسبت پہنانے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ملکہ عالیہ خاتون نے خاتم یاقوت
دست رنگین غمزہ شیرین کار مین بابت نسبت ابو الحسن جوہر کے پہنادی بعد جملہ رسومات نسبت کے ملکہ عالیہ خاتون دو
روز اور دو شب بعیش وعشرت خانہ عروس مین مہمان رہین زنان قصر کے ملکہ عالیہ خاتون کی ایسی خاطر وتواضع کی کہ
ملکہ آفاق بہت خوش ہوئین اور ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ ملکہ عالیہ خاتون نہایت مسرور ومحظوظ ہوئین
بعد انفراغ رسومات ومہمانی کے ملکہ عالیہ خاتون پھر اسی طرح بجلوس وتجمل اور شوکت وحشمت ہمراہ سلطان اسمعیل
قصر النیرین مین تشریف لے آئین اسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سلطان اسمعیل یعنے اپنے شوہر کے روبرو عروسان
بیمثال کے حسن وجمال کی تعریف وثنا کی اول ملکہ شمسہ تاجدار کے حسن خداداد کی اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو
حیرت ہوئی۔ بعد ازان ملکہ نوبہار گلشن افروز کی شوخی مزاج اور حرکات تندخوئی کا حال بلب تبسم ریز بیان کیا اور ملکہ ناطقہ
کے حسن ملیح کی تو اسقدر تعریف کی کہ سلطان اسمعیل کو تعجب ہوا بعد اس گفت وشنید کے دونون زن وشوہر اپنے فرزند
دلبند کی یاوری بخت اور مددگاری اقبال پر نازش کرنے لگے کہ خداوند عالم نے ایسا فرزند ارجمند جوان بخت صاحب اقبال
عالی کو [illegible] ین اولوالعزم اور شاہان جلیل القدر اسکے حلقہ رکاب کو اپنا افتخار جانکر بوسہ دیتے ہین ورشاہزادگان
ومنازل طلسم کو بفراغ خاطر [illegible] مین رہنا اپنی سعادت جانتے ہین بڑے بڑے امیر اور وزیر اسکی نعلین اٹھانے کو اپنا شرف
تقریر حکیم قسطاس الحکمت [illegible] اسکے پسینے پر اپنا لہو گرانے کو واجب سمجھتے ہین قصہ کوتاہ جسوقت مراسم رسوم نسبت
حکیم ارسطو مین تشریف لے گئے اور [illegible] قسطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا کہ صاحب قران اکبر اب تمکو لازم ہے
جب سلطان اسمعیل داخل طلسم عجائب ہو شکر خدا کا قصد اور ارادہ کرو تاکہ یہ کار باقی ماندہ بھی بخیر وخوبی اختتام وانجام کو پہونچے
مسرور وخندان تماشاے عجیب وغریب زبان مین شاہ آوری سلسلہ بند داستانہاے نادر بیان کرتا ہے کہ فی الحال مسرور شین

طلسم بیضا کو ایسی رونق اور زینت دی گئی ہے کہ سطح زمین طلسم بیضا آتش زار دکھائی دیتی ہے یعنے زمین طلسم بیضا کثرت روشنی چراغان سے صورت فلک منورہ تھی یعنی اسطرح قنادیل اور کنول وغیرہ روشن نظر آتے تھے ثابت ہوتا تھا کہ خرد و کلان ستارے اور کواکب روشن اور جلوہ گر ہیں یا یہ کہ روشنی زمین طلسم بیضا کی ایسی پر نور تھی گویا ہمتا جلوہ طور تھی اور نیز دیدۂ اہل نظر کے وہ روشنی چشم روشن سے بھی زیادہ منور تھی اور دل مومن دیندار اور قلب اہل ایمان سے بھی زیادہ تر صاف و انور تھی کور مادرزاد بھی اگر اس روشنی کو چشم نابینا سے دیکھتا کچھ عجب نہ تھا کہ آنکھیں اسکی کثرت روشنی سے روشن ہو جاتیں علاوہ سامان روشنی مذکور کے اسباب آرائش و آئین بندی میں یوماً فیوماً ترقی ہوتی جاتی ہے اور روز بروز ہنگامہ جشن انبساط و نشاط رونق پذیر ہوتا ہے یعنی ہر ایک مقام کی یہ صورت ہے کہ قصر اخضر سے تا شہر فردوسیہ دور استہ سامان چراغان کیا گیا ہے اور عقب آرائش چراغان دو جانب دکانیں بازار با آئین شائستہ آراستہ ہوئی ہیں اور ہر ایک دکان اجناس قیمتی اور متاع گران بہا و سامان روشنی چراغان و شیشہ آلات و قنادیل طلائی و نقرئی مینا کار سے ایسی آراستہ اور مزین ہوئی ہے کہ چشم فلک نے ایسی روشنی اور آراستگی نہ دیکھی ہوگی الغرض اسی صورت سے قصر اخضر سے سرحد چار منار تک کہ حدود طلسم میں داخل ہے بقاعدۂ مسطور ہر ایک جانب دو طرفہ آرائش و زینت چراغان سے مزین ہوئی ہے اور عقب آرائش چراغان بازاریں اور دکانیں اجناس اقسام اقسام اور ہر پایہ انواع انواع سے نہایت تکلف کے ساتھ آراستہ ہوئی ہیں اور مابین دکاکین و روشنی چراغان کے نہر و حوض پختہ کہ جنمیں پانی نہایت صاف اور شیریں اور لطیف ہے تیار کیے گئے ہیں نہریں پانی ہر وقت روان رہتا ہے اور جا بجا لب نہر پختہ پل مع آرائش روشنی چراغان نہایت کاریگری کے ساتھ بنائے گئے ہیں بسبب اسکے کہ چار مینار ایک دوراہہ پر واقع ہوئے ہیں یعنی ایک راہ قصر النیرین کو گئی ہے اور دوسری راہ شہر عسکریہ کو منتہی ہوئی ہے لہذا ان دونوں راہوں کو اسباب اور سامان روشنی وغیرہ سے ایسا مزین کیا ہے کہ قلم دفتر رقم اسکی توصیف سے عاجز ہے اور زبان مداح اسکی تعریف کرنے سے قاصر ہے ایک ایک تیر کے فاصلہ سے چار سو بازاریں بنائی گئیں ہیں اور جملہ بازاروں میں چشمہ اور حوض لطیف بنایا گیا ہے اور نہر جاری کی گئی ہے اور ہر دو جانب بازار روشنی چراغان بکثرت کی گئی ہے اسی طور شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک سامان روشنی و اسباب آرائش مذکور سے رونق اور زینت دی گئی ہے علاوہ اسکے آتشبازی نہایت نفیس اور تحفہ شہر عسکریہ سے قلعہ یاقوت نگار تک آراستہ ہوئی ہے اور گاڑی گئی ہے اور قلعہ یاقوت نگار سے باغ قصر النیرین تک جو دس فرسخ کا بعد ہے اسی ترکیب اور ترتیب سے آتشبازی مذکور زمین پر نصب کی گئی ہے اور قصر النیرین سے دریا سے عجائبات تک اقسام اقسام اور انواع انواع کے سامان روشنی چراغان و شیشہ آلات وغیرہ کیے گئے ہیں فی الحقیقت ایسا سامان روشنی وغیرہ چشم پیر فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا اور ایسی آتشبازی ماہتاب نے زیر فلک گردون کبھی نہ دیکھی ہوگی اور پل مذکور کو بھی ایسا آرائش چراغان سے مزین کیا

کہ کہکشان فلک شرمندہ تھی جسوقت عکس چراغان آب نہر مین پڑتا تھا دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی کہ آب نہر مین شعلہ ہا آتش بلند ہین تمامی نہر آتش زار معلوم ہوتی تھی سوا اسکے صد ہا بلکہ ہزارہا کشتیان نہایت ہی نادر و تحفہ اور روشن اور رنگین ہر ہر جانب آب دریا مین کھڑی رہتی ہین اسی طرح ساحل دریا سے جملہ مقامات جو بیان ہوتے ہین یعنی ایک جانب شہر پشتہ تک اور دوسری سمت شہر قلب الحصار تک بقاعدہ مرقوم بلکہ بعض بعض اشیاء بترک زائد سے زینت و رونق دیکھی ہو علاوہ ازین اس روشنی چراغان و آرائش کا ہر اک مقام طلسم مین شعبہ پھیلا ہوا ہو ماسوا اسکے ہر اک شہریار اور سلاطین نے موافق اپنی عقل و فہم کے اپنے اپنے شہر و ملک مین ایسا انتظام کیا ہے کہ تمامی ملک کو آئین بند کیا ہو اور کثرت چراغان وغیرہ سے پر نور کیا ہے آسمان باوجود روشنی چہرۂ ماہ کے آگے اس روشنی کے بے نور نظر آتا ہو اور کواکب گردون پیش فروغ چراغان سطور بجھے ہوے کنول دکھلائی دیتے ہین حاصل کلام تمامی ملک حصار اور شہر کہسی وغیرہ مقامات سراسر از انوار روشنی و آتشبازی سے پر نور ہو رہے ہین الغرض یہ جملہ مقامات مرقوم بتعداد پیمایش عرض و طول مین ایک سو فرسخ تک مزین کیے گئے تھے اور ایسی آرائش تھی کہ جسوقت بیابان و صحراے سبزہ زار مین روشنی و آتشبازی فروزان ہوتی تھی تو شعلہ روشنی کا اس درجہ بلند ہوتا ہو کہ گویا آسمان کے دوسرا آسمان نظر آتا ہو اور جسوقت کوئی گولا آتشبازی کا اس درجہ اونچا تک پہونچتا ہو اور شق ہوتا ہو اسدم عجب لطف ہوتا ہو یعنے معلوم ہوتا ہو کہ فلک پر کواکب و انجم چمکتے ہین

توصیفش کسی گر لب کشاید	زبان خامہ قاصر مینماید	چو می پرسی از اسباب چراغان	کہ خورشیدی بود از سینہ داغان
در آئین بندی ہر شہر و بازار	چو انجم چشم حیرت بود بسیار	دران بازار جنس برتری بود	مہ و خورشید آنرا مشتری بود
مہ و خورشید در ہر گوشۂ آن	تماشای لبان چشم حیران	زمین صد طعنہ بر افلاک میزد	کہ برق از شعلۂ ادراک میزد
بہر جانب نمایان نور تجلی	نمایان گشتہ صد طور تجلی	مثال عارض خوبان مہ رو	چراغان داشت عالم زار بر رو
	متاع جان بازار لائق	کہ سودا داشت با معشوق عاشق	

حاصل کلام ناظرین افسانۂ رنگین و شائقین والا تمکین نے داستان رنگین جشن کتخدائی صاحبقران اعظم و صاحبقران اصغر سے لطف اٹھایا ہو لہذا مثل اسی جشن عظیم الشان کے اس جشن کی بھی ترتیب و تزئین و رونق خیال کرنا چاہیے کیونکہ اس جشن ہمایون کی آراستگی بھی مثل اسی جشن کے تمام و کمال ترتیب دی گئی ہو راوی پراگندہ حواس و پریشان تقریر کے قلم و زبان مین اتنی قوت گویائی نہین ہے کہ بشرح و بسط اور بافزائش عبارت گہر ہاے مضامین نادر کو سلک تحریر مین منسلک کرے اسی وجہ سے کمیت قلم کو جانب اصل مدعا معطوف کرتا ہو اور امیران والا قدر و رفیع المکان کے عقد و نکاح کے سامان مین ہمہ تن مصروف اور مشغول ہوتا ہو

بیان کتخدائی رفقاے ذی قدر صاحبقران اکبر یعنی امیر جلال الدین و امیر محمود

امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کہ نوبت بنوبت پریزادان طلسم اور نسوان بنی آدم سے منعقد ہوئے ہیں بیان کیا جاتا ہے بیت

خوشا وقتے وخرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے

معلوم ہو کہ شاہزادہ نامور یعنی صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم عالی منزلت والا مرتبت قسطاس الحکمت کے اول
اسباب اور سامان عروسی امیر جلال الدین فیروز بلخی کا درست فرمایا اور چاہا کہ امیر عالیوقار مسطور کو مصورہ بانو دختر تخیل
قوی بازو سے منعقد کریں واضح ہو کہ تخیل قوی بازو والد ملکہ مصورہ بانو سرزمین طلسم ارسطو میں دو شہر کا حاکم ہے پس بمجرد
سننے مژدہ کتخدائی دختر کے اور تشریف لانے صاحب قران اکبر مع نوشاہ امیر جلال الدین فیروز بلخی اپنے داماد کے برات
لیکر واسطے عقد و نکاح کے دونوں ملک اپنے بخوبی تمام آئین بند کیے تھے ایسا اُن دونوں شہروں کو آراستہ کیا تھا کہ
تعریف اُسکی سے زبان قاصر ہے اور کلک اوصاف آرا اُسکا سے شہر مذکور الصدر کی تحریر نہیں کرتا اگر کوئی ثنا سے
آراستگی ہر دو شہر مذکور بالتفصیل بیان کرنا چاہے پہلے اُسکو لازم ہے کہ اپنے واسطے طول عمری کی دعا مانگے کم سے کم عمر
نوح علیہ السلام کی اپنی عمر کی درازی کی دعا خدا سے مانگے پھر تعریف آراستگی ہر دو شہر مذکور الصدر تحریر کرے۔ الغرض
صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو لباس فاخرہ اور ملبوس مکلف و مکلل سے آراستہ کیا اور مثل نوشاہ بنایا سر پر
وہ سہرہ باندھا کہ جسکی ہر لڑی سے تار شعاع آفتاب عالمتاب شرمندہ اور محجوب ہوئی اور آفتاب نے خجل ہو کر منہ اُسطرف
پھیر لیا رخ پرنور امیر جلال الدین سہرے میں یوں جلوہ گر تھا جیسے شعاع آفتاب بعد آراستہ کرنے امیر جلال الدین کے
صاحب قران والاشان نے انتظام و اہتمام جلوس و تجمل از حد کیا اور شوکت و شان اور حشمت و جاہ ہمراہی جملہ سرداران
و رفقائے عالیوقار یمین و یسار فیلان کوہ پیکر پہ سوار عقب سواری مردان لشکری ہزار در ہزار صف بستہ پرے جمائے
ہوئے سلاح آہن میں غرق از پا تا بفرق سوار بیشمار پیادہ روزگار قدم بقدم ہمراہ رکاب کثرت مردم سے گاو زمین کے قدم
تھراتے تھے اور شور نوبت و نقارہ دہل و شہنا وغیرہ سے گوشہائے ساکنان فلک کر ہوئے جاتے تھے دریچے
فلک سے فرشتے گھبرا کر دیکھتے تھے اور غرفہائے قصور جنان سے حورین نظارہ اس برات کا کرتی تھیں پیر فلک بھی نظر
حیرت سے دیکھ رہا تھا غرضکہ صاحب قران اکبر امیر موصوف کو بجلوس و تجمل اپنے ہمراہ لیکر زر سرخ و سفید نثار کرتے ہوئے
عروس کے شہر میں تشریف لائے یہ شہر عروس بھی طلسم عجائبات کا آئین باغ تصور کیا جاتا ہے اسکی صفت خوبی و زینت میں
زبان خامہ قاصر ہے جسوقت تخیل قوی بازو کے شہر میں سواری یعنی یہ برات داخل ہوئی اُسی وقت تخیل بتعجیل بڑے جلوس
شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واسطے استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور بعد حصول شرف ملازمت و قدمبوسی بصد احترام
و احتشام و بتعظیم و تکریم صاحب قران وغیرہ کو اپنے ہمراہ خاص دار العمارۂ شاہی میں لایا اور بکمال اعزاز و احترام فروکش ک

تقسیم کیا یہ دار العمارۃ شاہی بھی وسعت مین اسقدر وسیع ہو کہ جملہ ہمراہیان صاحب قران اکبر کو علی قدر مراتب جائے قیام بخوبی ہے الحاصل بتحصیل قوی بازو نے بعد تقسیم کرنے صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین وغیرہ کے اس تکلف سے سامان دعوت و مہمانی کا کیا کہ کسی بادشاہ جلیل نے ایسی دعوت کسی شہنشاہ عالیجاہ کی نہ کی ہوگی اور ایسی اغذیہ نمکین و شیرینیاں واسطے دعوت کے تیار کرائین کہ نمکینی و شیرینی کثرت لذت سے فرو لذت پاکر ہونٹھ چاٹنے لگین جسنے چار لقمہ غذا کے کھائے نیت سیر ہوگئی روح خوش ہوگئی علاوہ تکلف دعوت کے ایسی بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ کی کہ کبھی تم نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور ایسے ارباب طرب اور مغنیان کامل فن طلب کیے کہ استادان علم موسیقی اُنکے آگے اپنے کان پکڑتے تھے اور ایسی نازنینان خوبرو خوش گلو دور دور سے بلوائین کہ جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین اگر ایک نظر اُنکو کوئی عابد یا زاہد دیکھ لے تسبیح کو چوم کر طاق پر رکھ دے اور اُنکے اوصاف حسن دلفریب کا بغور و تامل شمار کرے اور قامت کو اُنکے دیکھکر قد قامت الصلوۃ بھول جائے اور دل مین مثل یاد خدا کے اُن اصنام کی الفت کو جگہ دے آواز مثل آواز تکبیر کی بلند کرے اور اگر کوئی فرشتہ اُن زہرہ جمالون کو دیکھ لے عجب نہین کہ عاشق ہو جائے اگر زہرہ کہ مطربۂ فلک ہے صدائے نغمہ نازنینان مسطور سن لے یقین ہے کہ بیخود ہوکر اپنے تئین فلک سے گرا دے راوی کہتا ہے کہ وہ ایسی مہ جبینان مہرلقا علم موسیقی مین دخل رکھتی ہین کہ جب کبھی اُنکے دل مین آیا ایسا راگ گایا کہ ابر اٹھا اور پانی برسنے لگا کبھی دیپک اور کبھی جنگلا اور بھیرون جس راگ کا جو وقت ہوا وہی گایا اُنکی آواز سے پتھر موم ہوتا تھا وحش و طیر مبہوت ہوکر قریب چلے آتے تھے اور گانا سنتے تھے اس بزم طرب مین پیش صاحب قران اکبر و امیر جلال الدین و دیگر رفقائے صاحب قران اکبر نازنینان مذکورۃ الصدر نے اس ناز و انداز سے اور اس خوش آوازی سے رقص و نغمہ کیا کہ اکثر جوانون کا دل بیچین ہوگیا خصوصاً مردم لشکری کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ بے اختیار ہوکر چند در چند اپنے اپنے مقام سے اٹھتے تھے اس ارادہ سے کہ کسی طرح اس پری کو اپنے خیمہ مین گود مین اٹھا کر لیجائین اور مدعائے دل حاصل کرین لیکن بخوف صاحب قران اکبر ہاتھ مل کر اور آہ سرد کھینچکر رہ جاتے تھے اور جو لوگ ضعیف تھے اُنکی رال ٹپکی پڑتی تھی دمبدم پاسجامہ خراب اور تر ہوتا تھا کثرت رقت سے عجب حال تھا نوجوانان بزم نازنینان مذکور کا جمال عدیم المثال دیکھکر اور گانا سنکر مستانہ وار جھوم رہے تھے آنکھون مین سرخ ڈورے سے پڑے ہوئے تھے سب کے دل اُنھین مہ جبینون کی طرف لگے ہوئے تھے ہر اک کا دل اُنکے شوق وصل سے بیچین تھا مگر ضبط کیے ہوئے ہر ایک بیٹھا تھا جب کسی نوجوان کی نظر کسی نازنین کی نظر سے لڑ جاتی تھی نوجوان اشارہ سے کہتا تھا کہ اے نوجوان ہونٹھون پر آئی ہے جان ظالم یہ وقت مسیحائی ہے دیکھ یہ دل میرا تیرے تیر مژگان کا نشانہ ہوگیا ہے پہلو مین مثل ماہی بے آب یا مانند سیماب بیقرار ہے میرے پاس آ کر پہلو مین بیٹھ جا اسوقت دو چار بوسے گل رخسار رنگین اور لب نازک کے دے اور وہ مہر اختر جو سامنے ہے اسی مین مین قیام پذیر ہون شب کو ضرور آنا ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون بھول نہ جانا اپنے وصل سے مجھکو محروم نہ رکھنا ورنہ مر جاؤنگا

میرا خون تمھیں ہوگا وہ نازنین شوخ چشم سراپا ناز و ادا یہ خواہش نوجوان مذکور بخوبی سمجھ کے اشارہ سے کہتی تھی کہ ہوش مین آؤ اور حواس درست کرو آئینہ لیکر ذرا اپنی صورت تو دیکھو پھر میرے وصل کے خواستگار ہونا میری بلا سے اگر تمھارے جان پہ آ رہی ہے ناحق میرے عشق مین یہ تکلیف اٹھائی ہے تمکو میرا وصل نصیب نہوگا اگر مر بھی جاؤگے تو مجھے رحم نہ آئیگا سوا اسے افسوس کے دُر مدعا ہاتھ نہ آئیگا نوجوان مسطور یہ جوابات نازنین مذکور کا حقہ دریافت کرکے پھر اشارہ سے کہتا تھا کہ علاوہ زر سرخ و سفید اور جواہر گران بہا کے نقد دل بھی کہ مثل جان کے اُسکو عزیز رکھتا ہون نذر تجھکو دیتا ہون ایک شب کے واسطے میرے پاس چلی آنا اور اپنے وصل سے مجھکو شادکام کرنا وہ پریرو یہ اشارہ نوجوان مذکور کا سمجھ کے اشارہ سے جواب دیتی تھی کہ اس خیال محال کو اپنے دل سے دور کرو زر و جواہر کا لالچ نہ دو عوض مال و متاع میرے گوہر آبرو کی جستجو نہ کرو تم ایسے ہزارہا اسی خواہش مین غرق دریاے فنا ہوگئے اور دُر مدعا اُنکے ہاتھ کسی طرح نہ آیا اور جنس شکستہ دل کو کیا دکھلاتے ہو بازار خوبان مین اسکی قدر نہین مجھکو تمھارے دل کے لینے کی تمنا نہین دیکھو میرے دام گیسو مین بہت سے مرغ دل اسیر ہین لہذا اس خیال خام کو دل سے دور کرو اور میرے وصل کی آرزو نہ کرو نوجوان موصوف مایوس ہوکے اور مثل ابر بہار اشک فشان ہوکے کلیجہ پکڑ کے رہجاتا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا اسی طرح کوئی جوان خوش رو اور کسی گل رخسار سراپا بہار کے گلشن حسن کی سیر بخوبی کرتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اگر اس گلرو سے ہمبستری مجھکو میسر ہوتی تو کیا غنچہ دل میرا شگفتہ ہوتا نخل تمنا مین پھل آتا خار غم دل سے دور ہوتا مگر بخت اپنا اپنے سے باغی ہے یہ بہار اپنی گلشن تمنا مین نہ آئیگی ہوا و ہوس اسکی بیکار ہے یہ خیال کرکے مثل خار کف افسوس مل کے رہجاتا تھا اگر کوئی شعلہ رخسار بعشوہ و ناز بزم مین ہنستا گاتی تھی جوانون کا تو کیا ذکر ہے بڈھون کی طبیعت لہراتی تھی ریش سفید پر ہاتھ پھیر کے دانت نکال دیتے تھے ہر چند کہ بوجہ ضعف بصر کے صورت تک بھی اُس نازنین کی بخوبی نظر نہ آتی تھی مگر آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے اور زمانہ شباب یاد کرکے رو دیتے تھے کہ افسوس سایہ شباب کا سر سے اُٹھ گیا موے سر سفید ہوے گل رخسار جو کسی زمانہ مین شاداب تھے اب باد خزان ضعیفی سے بالکل پژمردہ ہوگئے اگر زمانہ شباب ہوتا تو اس پری رو سے ضرور ہم بستر ہوتا ناظرین افسانہ رنگین پر واضح ہو کہ دارالعمارہ مین تو صاحب قران اکبر مع جملہ رفقا کے مقیم ہین شکیل قوی بازو صاحب قران اکبر وغیرہ کی دعوت و ضیافت مین سرگرم ہیں اور رقص و نغمہ کی لذت سے شب و روز مہمانیت مین عشرت سے بسر ہو رہے ہین لیکن اب کچھ حال ملکہ معشوقہ بانو کا تحریر ہوتا ہے جسوقت سے کہ ملکہ معشوقہ بانو نے خبر امیر جلال الدین اپنے عاشق صادق کی برات لے کر آنے کی سنی ہے خوشی سے عجیب رنگ ہے تصویر خیالی امیر جلال الدین کی پیش نظر ہے صفحہ دل پر محبت اور الفت اُسکی نقش ہے فرط مسرت سے دل یکقلم شاد ہے رنج و دوری سے آزاد ہے نازنینان ہمدم پہلو مین بیٹھی ہین معشوقہ بانو سے باتین بناکر چہلین ہو رہی ہین کہ لو بوا مبارک ہو خدا نے وہ دن دکھایا کہ تمھارا اسرا برات لیکر آیا اب کیا ہے حسرت دل نکالنا اچھی طرح سے پہلو مین بیٹھو لطف زندگانی اُٹھاؤ عقد ہو جاسکے تو اپنے عاشق کے ساتھ

جاؤ معصورہ بانو یہ تقریر ہمنشینان سنکر کبھی تو حجاب سے سر جیب عروسی مین جھکا لیتی ہے کبھی بے اختیار خیال وصل کر کے مسکرا دیتی ہے اور کبھی نظر تند و تیز سے جانب ہمجلیسان دیکھکر کہتی ہے کہ تم یہان سے جاؤ کبھی ہمکو سناؤ ایسی باتین ہمکو اچھی نہیں معلوم ہوتین کیا تمنے میری چڑھ مقرر کی ہے سوائے اس مذکور کے اور کوئی ذکر نہیں کرتی ہو تمھارے منھ مین کیون پانی بھر آتا ہے اگر یہ مردوا جسکا نام لیتی ہو تمکو اچھا معلوم ہوتا ہے تو تم ہی اسکے ساتھ اپنا منھ کالا کرو ہمنشین یہ کلمات معصورہ بانو کے سنکے ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ بوا تمھارا چاہنے والا تمھین کو مبارک رہے یہان کسی کو اسکی پروا نہین ہے اور تو کہو کہ یہ کس دل سے کہا ذرا آنکھ تو چار کرو جھکی نہ جاؤ سر اٹھاؤ اگر کوئی امیر جلال الدین سے جو تمھارا عاشق ہے محبت کرے تمکو ناگوار تو کاہیکو ہوگا بوا اصل تو یہ ہے کہ منھ سے تمنے کہدیا خدا نخواستہ اگر کوئی عورت تمھارے طالب کے پہلو مین بیٹھے تو تمکو کسقدر ناگوار ہوگا یقین ہے کہ دل تمھارا آتش حسد اور بغض سے جلجائے مگر خدا وہ دن تمکو نہ دکھائے ای ملکہ معصورہ بانو آج تو تم ہنسی مین رو دیتی ہو ہم تو ہنستے ہین تمکو ناگوار ہوتا ہے خیر اگر تمھاری خوشی نہیں ہے تو اب ہم نہ ہنسین گے القصہ جب تین روز کا زمانہ صاحب قران کو دعوت و ضیافت مین گذرا بموجب حکم اختر شناسان روز چہارم بوقت ہمایون اور ساعت سعید مین صاحب قران اکبر نے امیر جلال الدین کو ملکہ معصورہ بانو سے منعقد کیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ عقد امیر جلال الدین مرتبہ دیگر ہوا ہے کیونکہ قبل اسکے ایک عقد طلسمی ہنگام سیر طلسم ہو چکا تھا مگر اس عقد پر اکتفا اسوجہ سے نہ کیا کہ صاحب قران اکبر کو منظور ہوا کہ مثل ہمارے رفقا کے بھی عقد ہون الحاصل بعد عقد و نکاح صاحب قران اکبر امیر جلال الدین اور اسکی زوجہ ملکہ معصورہ بانو کو مع اموال و متاع کہ جسے جہیز کہتے ہین اسی جلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے بعد خوشی قصر النہرین مین لائے امیر جلال الدین اپنی مطلوبہ معشوقہ کے وصل سے نہایت خوش و خرم ہوا بخوبی حسرت دل نکالی دل محزون و مغموم نہایت شاد و مسرور ہوا بعد عقد امیر جلال الدین شاہزادہ نصرت قرین نے امیرزادہ سیف الدین کے عقد کا سامان درست کیا اور چاہا کہ مثل امیر جلال الدین اسے بھی منعقد کرون پھر اس خیال سے کہ صاحب قران اکبر نے موخر شاہ کو اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ ہم امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ لیکر فلان تاریخ اور فلان روز ضرور آئینگے تم انتظام کر رکھنا چنانچہ بروقت سننے اس خوشخبری کے موخر شاہ نے شہر کو مثل عروس کے آراستہ کیا اور تین قصر یعنی ایک زمرد نگار اور دوسرا قصر یاقوت نگار اور تیسرا قصر عقیق تو ایسا آراستہ کیا کہ قصور جنان سے بھی ہر قصر تکلفات مین بڑھا دیا اور ایک باغ کو کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا اسکو بھی انواع و اقسام سے آراستہ کیا مطربان بیعدیل کو طلب کیا اور نازنینان خوش آواز پاکیزہ رو کو بلایا چنانچہ بموجب حکم موخر شاہ ارباب طرب حاضر ہوئے جب کل انتظام موخر شاہ کر چکا اور بزم عشرت و انبساط کو مرتب کر چکا اور سامان کتخدائی فراہم کر چکا اسوقت انتظار صاحب قران اکبر مین روبراہ ہوا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین کو دولہا بنایا لباس فاخرہ پہنایا سر پر سہرہ باندھا اپنے ہمراہ بجلوس و تجمل و بجاہ و حشم کے کر جانب ملک عروس

روانہ ہوئے جب صاحب قران اکبر داخل ملک موخر شاہ ہوئے اور خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر موخر شاہ کو پہونچی اسی وقت بہمراہی وزرا و امرا ارکان سلطنت و اعیان مملکت و ہزاران سوار و پیادہ بصد جلوس و تجمل واسطے استقبال صاحب قران کے آیا جب اثنائے راہ مین صاحب قران کو موخر شاہ نے دیکھا بے اختیار فیل سے اُترکے صاحب قران اکبر کی قدمبوسی حاصل کی ہرچند صاحب قران نے منع کیا مگر موخر شاہ نے نہ مانا اور ہمراہ رکاب صاحبقران اکبر ہوکر اپنے ملک مین لایا اور علی قدر مراتب ہر ایک کو مقیم کیا یعنے جس شخص کے لائق جو مقام رہنے کا تھا اُسکو وہین مقیم کیا لیکن صاحب قران اکبر اور امیرزادہ سیف الدین اور چند رفقائے نامدار کو قصر زمرد نگار مین کہ اُسکو زیادہ تر آراستہ کیا تھا مقیم کیا بعضے رفقائے صاحب قران اکبر کو قصر عقیق مین متمکن کیا اور بعضون کو قصر یاقوت نگار مین قیام پذیر کیا اور اہل لشکر کو باغ مین رہنے کی جگہ دی صاحب قران اکبر انتظام موخر شاہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے رفقا سے فرمایا کہ موخر شاہ نہایت مرد ہوشیار اور عقیل و فہیم ہے دیکھو کسطرح اس تھوڑی مدت مین ملک اور قصور اور باغ وغیرہ کی آراستگی کی ہے حق تو یہ ہے کہ موخر شاہ نے کار نمایان کیا واقعی موخر شاہ بڑا انتظام ہے رفقا نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا فی الحقیقت ایسا شہر کو آراستہ کیا ہے کہ خیر خواہون نے کبھی ایسی آراستگی کسی ملک اور شہر کی نہین دیکھی نہ ایسے قصر کسی ملک کے بادشاہ کے یہان آراستہ پائے علاوہ اسکے سنا ہے کہ یہ باغ جو فی الحال آراستہ کیا ہے قبل اسکے خزان دیدہ تھا گل و غنچہ وغیرہ کا نام بھی نہ تھا اس تھوڑی مدت مین ایسا آراستہ کیا ہے کہ رشک گلشن فردوس بریں کر دیا ہے دل چاہتا ہے کہ باغ مذکور کی سیر کرین صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ہم بھی ضرور اُس باغ کی سیر کرینگے صاحب قران اکبر رفقائے نامدار سے یہ گفتگو کر رہے تھے کہ ناگاہ مغنیان خوش گلو اور نازنینان خوبرو نے مع ساز سامان عیش صاحب قران اکبر حاضر ہوکر رقص و نغمہ شروع کیا صاحب قران اکبر کے دل مین خیال آیا کہ ہمارے اور رفقا ہمراہی جو قصر عقیق اور قصر یاقوت نگار مین مقیم ہین وہ سب اس ناچ دیکھنے اور گانا سننے سے محروم رہے اسقدر گنجائش اس قصر مین نہین ہے کہ اُن سب کو یہان طلب کیا جائے صاحب قران اکبر اسی خیال مین تھے اور رخ پر نور سے آثار فکر و تردد ظاہر تھے رفقائے صاحب قران اکبر نے باعث تردد دست بستہ دریافت کیا [illegible]
اسوقت اس بات کا خیال آیا کہ ہمارے اور رفقا جو ہمارے ساتھ آئے [illegible] محروم رہے اور ہمراہ [illegible]
[illegible] بموجب تقریر صاحب قران اکبر امرائے [illegible] کی الواقع حضور نے بہت بجا اور درست
[illegible] کا خیال کیا واقعی حضور کے مثل کوئی قدر دان اور
[illegible] سے [illegible] پہلے حضور دریافت فرمائین بعد ازان تردد فرمائین
[illegible] نہایت پسند آئی اُسی وقت [illegible] مین سے ایک شخص کو واسطے دریافت حال
[illegible] اور قصر یاقوت نگار اور باغ مین بھیجا کہ جا کر دیکھے کہ وہان بھی صحبت رقص و نغمہ برپا ہے یا نہین پس ملازم مذکور

جب بحکم صاحبقران اکبر حضور ملازم کو اور باغ مسطورہ میں گیا دیکھا کہ علی قدر مرتبہ ہر مقام پر بزم طرب اور محفل عشرت آراستہ ہوا اور نازنینان خوش رو خوش گلو حسب وقت رقص و نغمہ میں اور باغ میں تو یہ کیفیت ہے کہ ہر خیمہ میں جہان دس پانچ بھی مردان لشکری ہیں وہاں بھی موافق عزت اور لیاقت کے ایک مطربہ رقص و نغمہ کر رہی ہے اور اہل بزم کا دل خوش کر رہی ہے مردان لشکری برسوں سے ترسے ہوئے عورت سے نا آشنا آج جو قریب اپنے عورت کو ناچتے اور گاتے دیکھتے ہیں قصد کرتے ہیں کہ اس مطربہ کو گود میں اٹھا کر کسی گوشہ باغ میں لیجائیں اور مدعائے دلی حاصل کریں آپس میں تکرار ہو رہی تھی کہ پہلے ہم اس عورت سے اپنا مدعا حاصل کرینگے دوسرا کہتا ہے کہ یہ کبھی نہوگا بعد میرے تجھکو اپنے فعل کا اختیار رہے تیسرا لشکری کہتا ہے کہ ابھی تم دونوں جوان تامل کرو میرا بہت بڑا حال ہے برسوں سے رکا ہوا ہوں بیٹھا نہیں جاتا ضبط کرتا ہوں مگر ضبط کسی طرح نہیں ہو سکتا ابھی اس پری کو لیے جاتا ہوں اور تھوڑی دیر میں اپنے کام سے فراغت پاکر چلا آتا ہوں پھر تم بھائیوں کو اختیار ہے یہ تقریر خلاف مزاج جمعدار صاحب سنکے ڈانٹ کے کہتے تھے کہ تم بہت بیہودہ اور نامعقول ہو تمکو کچھ پاس اور لحاظ اپنے افسر کا نہیں ہے ہمارے سامنے ایسی واہیات باتیں کرتے ہو تمکو لازم تھا کہ پہلے ہماری صلاح اس بات میں ضرور کرتے بعد ازان تم آپس میں سمجھ لیتے خیر جو ہونا تھا وہ ہوا مگر اب اچھی طرح خیال کرکے سُن لو کہ یہ عورت ہمکو پسند ہے آج شب کو ہم اسی سے ہمبستر ہونگے خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ہمسے تمکو ضرر پہونچیگا یہ کیفیت تمام و کمال بخوبی دیکھکر ملازم مذکور صاحبقران اکبر کی خدمت عالی منزلت میں آیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ تابعدار حسب الارشاد حضور اول قصر عقیق میں گیا تھا وہان جاکر اس جان نثار نے دیکھا کہ بڑے تکلف سے بزم طرب آراستہ ہے مغنیان خوش گلو گا رہی ہیں اور جملہ اشیائے ضروری کی کثرت ہے رفقائے حضور نہایت آرام و راحت و مسرت سے ہیں بعد ازان یہ کمترین قصر یاقوت نگار میں گیا وہان بھی اسی طور سے نازنینان خوش گلو کو رقص کرتے دیکھا اور رفقائے حضور کو نہایت مسرور و شادان پایا بعد اسکے یہ خادم حضور باغ میں گیا ہر چہار جانب باغ کے سیر کی عجب باغ پر بہار خاکسار نے دیکھا کہ جسکی تعریف خادم سے بخوبی ہو نہیں سکتی باغ کے ہر قطعہ میں اور خیموں میں صدہا جگہ بلکہ ہزارہا مقامات پر صحبت رقص و نغمہ آراستہ دیکھی اے شہریار با وقار ایک خیمہ میں فلان فلان لشکری اور فلان جمعدار مقیم ہیں اور وہان بھی ایک مہ پارہ بناز و انداز گا رہی ہے اور درمیان لشکریوں اور جمعدار کے ایسی ایسی گفتگو ہو رہی ہے صاحبقران اکبر یہ احوال مردم لشکر کا اور کیفیت جمعدار کی سُنکے بہت ہنسے اور انتظام و اہتمام پر موخر شاہ کے تحسین و آفرین کی اور پھر باطمینان تمام جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ سامنے صاحبقران اکبر اور امیرزادہ سیف الدین وغیرہ کے قصر زمرد نگار میں نازنینان خورشید لقا نے اسطرح رقص کیا اور ایسا نغمہ کیا کہ صاحبقران اکبر مع جملہ اہل بزم نہایت ہی خوش ہوئے اور انعام وافر دیا جب وقت تناول غذا آیا ناچ برخاست ہوا دسترخوان بتکلف بچھایا گیا اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ ملازمان موخر شاہ نے لاکر دسترخوان پر رکھیں موخر شاہ بھی بیٹھے صاحبقران اکبر آیا

اور بہ انکساری یہ کہنے لگا اے شہنشاہ گردون وقار مین امیدوار ہون کہ آپ اس نان خشک کو قبول فرما کر دو چار لقمہ تناول فرمائین اور اس خاکسار ذرہ بمقدار کی عزت افزائی فرمائین صاحب قران اکبر کو موخر شاہ کی اسقدر انکساری بہت پسند آئی انکار مناسب نجانکر ارشاد فرمایا کہ ہمین تمھاری خوشی بدل منظور ہے یہ کلام صاحب قران اکبر موخر شاہ سنکے نہایت خوش ہوا اور بہ آئین شائستہ اور بطرز ضیافت خسروانہ طعام لذیذ دعوت کھلایا بعد فراغت طعام اور خورش فواکہ و مے نوشی وغیرہ پھر جلسہ رقص و نغمہ شروع ہوا اسی طرح جملہ رفقاے صاحب قران اکبر کو اور مردان لشکری وغیرہ کو بقدر لیاقت و عزت کھانا کھلایا ہر ایک شخص غذاے لطیف و خوش ذائقہ کھا کھا کر نہایت خوش ہوا اور موخر شاہ کی خوش انتظامی اور طرز مہمانی کی تعریف کرنے لگا صاحب قران اکبر نے بعد فراغت اکل و شرب اور دیکھنے رقص وغیرہ کے موخر شاہ کو طلب فرمایا جب موخر شاہ حاضر ہوا صاحب قران اکبر نے فرمایا کہ ہمنے تمھاری باغ کی از حد تعریف سنی ہے لہذا ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم مع رفقا سیر باغ کرین موخر شاہ نے عرض کیا کہ باغ تو اس لائق نہین ہے کہ جو تعریف کے قابل ہو اگر حضور کا یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیچلیے کچھ خار و خس اور گل پژمردہ کی سیر اور کیفیت دیکھ لیجیے موخر شاہ یہ کہکر واسطے انتظام باغ کے آیا اور بخوبی تمام باغ کی آراستگی کی بعدہ خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہو کر ملتمس ہوا کہ حضور تشریف لیچلین صاحب قران اکبر ہمراہ موخر شاہ مع چند رفقاے ذیوقار نامدار باغ مذکور مین تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ گلہاے رنگا رنگ بو قلمون کھلے ہوے حوض گلاب اور عرق کیوڑہ سے لبریز ہین ہزار ہا درخت کثرت بار اثمار سے مثل مردان منکسر کے جھکے ہوے ہین بلبلان خوش لقہ پیہ نغمہ سرائی کر رہے ہین غنچے شگفتہ ہو رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے سرو لب جو بسبب تازگی اور خوشی کے اکڑ رہے ہین مرغان خوش نوا چہچہے کر رہے ہین قمریون کا شور ہے طاؤس ہر جانب مانند معشوقان خوشخرام ٹہل رہے ہین فوارے چھوٹ رہے ہین کچھ ابر جو آگیا ہے اور بوندیان جو پڑی ہین باغ کے ہر گل سے قیامت کی شوخی اور شادابی ظاہر ہو رہی ہے ہزارون گلہاے باغ نالہ بلبل شیدا کو سنکے کھل کھلا کر ہنس رہے ہین غنچے مسکرا رہے ہین سبزہ باغ ایسا لہک رہا ہے کہ دلون کو پامال کیے ڈالتا ہے نرگس دزدیدہ نظر سے نظارہ روے رنگین گل کر رہی ہے اگر کوئی خار بھی ہے تو وہ ایسا نرم اور سرسبز ہے کہ افراط نزاکت سے بہتر از گل نظر آتا ہے صاحب قران اکبر سیر اس باغ کی کی نہایت خوش ہوے اور موخر شاہ سے فرمایا کہ تمنے بڑی ریاضت سے اس باغ کو آراستہ کیا ہوگا فی الحقیقت اگر اس باغ کی شان مین یہ شعر کسی استاد کا پڑھا جائے تو بہت مناسب ہے — شعر

اگر فردوس برروے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

موخر شاہ نے عرض کیا کہ حضور میری اور اس باغ کی عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ اس خاکسار ذرہ بمقدار کی کیا ریاضت اور حسن انتظام اور یہ کیا باغ پر خار اور پژمردہ کی بہار ہے فقط حضور کے تشریف لانے کے سبب سے

اس باغ کے ہر شجر کو شرف عزت وشرف ملگیا ہر نہر وحوض کو آبروے تازہ حاصل ہوئی الغرض صاحب قران اکبر سیر باغ سے نہایت محظوظ ہوکر قصر زمرد نگار مین تشریف لائے پھر بدستور بزم عیش ونشاط و زینت رقص کی شروع ہوئی جسطرح سے کہ باہر باغ اور قصرہاے مسطور مین ہنگامہ رقص ونغمہ ہی اسی طرح محلسراے خاص مین بھی بلیش عروس عجب رقص ونغمہ ہورہا ہی کہ جملہ زنان محلسرا مسرور وشاد ہین خصوصاً عقیلہ سیم اندام کہ عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے اور ناچ دیکھ رہی ہے بہت خوش ہی کیونکہ اپنے دل مین خیال کرتی ہے کہ اب امیرزادہ سیف الدین سے میرا عقد ہوگا آرزوے دل برآئیگی دمبدم اسی خیال سے مسکرا دیتی ہی اور وہ سہیلیان جو قریب قریب بیٹھی ہین فتنہ محشر ہین قیامت کی باتین کرتی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام کو چھیڑ رہی ہین تہنیت اور مبارکبادی دے دے کر مسکرا رہی ہین ملکہ عقیلہ سیم اندام حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی کبھی انکی باتون سے مسکرا دیتی ہے اور کبھی مزاج برہم ہوجاتا ہی ملکہ عقیلہ سیم اندام تو اس کیفیت مین ہی لیکن اب کچھ حال صاحب قران اکبر کا لکھا جاتا ہی کہ جب صاحب قران اکبر کو زمانہ پانچ روز کا جشن وضیافت مین گذرا اور بخوبی تمام لطف رقص ونغمہ وغیرہ اٹھا یا اسوقت موخر شاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ اب تاخیر نہ کرو اور عقد ونکاح مین تامل نکرو موخر شاہ نے عرض کیا کہ آپ مختار ہین جو مناسب جانیے عمل مین لایئے صاحبقران اکبر نے فرمایا کہ آج کا دن اور تاریخ بہت مبارک ہی ہماری تو راے یہ ہی کہ آج ہی عقد ہو جائے موخر شاہ نے قبول کیا چنانچہ وقت شب بہ آئین شائستہ صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین کو ملکہ عقیلہ سیم اندام سے منعقد کیا غلغلہ مبارکبادی بلند ہوا علاوہ دمدمہ کے باجون نے صداے تہنیت بلند کی اسباب جہیز کا نکلنے لگا امیرزادہ سیف الدین محلسرا مین داخل ہوا اور ملکہ عقیلہ سیم اندام کو بصد آرزو آغوش مین لیکر سکھپال زرین مین سوار کیا امراے ذیوقار و سرداران عالیوقار بعضی اسپان صبا رفتار پر سوار ہوے بعضی فیلان کوہ پیکر پر سوار ہوے مردان لشکری نے بیرون باغ آکر صفین باندھین سوارون نے مرکبون کو زین ولجام سے آراستہ کیا اور بیرون باغ آئے اور سوار ہوکر صفین درست کرکے منتظر حکم روانگی ہوے جب کل سامان برات کا درست ہوچکا اسوقت صاحب قران اکبر نے حکم روانہ ہونے برات کا دیا اور خود امیرزادہ سیف الدین کو ہمراہ اپنے لے کر بجلوس وتجمل بسیار بعد قطع راہ اپنے مقام پر تشریف لائے بعد گذرنے روز کے شب کو امیرزادہ سیف الدین نے ملکہ عقیلہ سیم اندام کے وصل سے حظ وافر اور لطف بسیار اٹھایا صاحب قران اکبر نے بعد شہرستان عیش سے آنے کے یعنی بعد فراغ عقد امیرزادہ سیف الدین اور بیاہ لانے ملکہ عقیلہ سیم اندام کے تین روز تامل کیا بعد چند روز کے پھر صاحب قران اکبر شاہزادہ کامگار امیرزادہ سیف الدین کو اپنے ہمراہ لیکر بشوکت وشان وبجلوس وتجمل نوبت ونقارہ شادی باجمعیت بسیار باغ حدیقۃ العجائب مین تشریف لائے باعزاز واحترام فروکش ہوے باغ حدیقۃ العجائب کی کس سے توصیف وتعریف بیان ہوسکے کیونکہ قلم دو زبان رقم مین اتنی قوت نہین ہے کہ اوصاف باغ مذکور بخوبی لکھ سکے اور زبان مداح مین اتنی طاقت نہین کہ بیان

باغ مسطور کچھ بیان کرسکے صاحب قران اکبر نے بعد کئی روز دعوت کھانے اور جلسہ رقص پریزادان دیکھنے اور
گانا سننے کے ایک روز امیرزادہ سیف الدین کو ساعت سعید اور وقت ہمایون مین قمرائے حورپیکر سے منعقد فرمایا
اُسوقت بزم عقد مین بورق زاہد اور شرطون وجیہہ بھی موجود تھے اُسوقت امیرزادہ سیف الدین کی خوشی کس سے بیان
ہوسکتی ہے مختصر یہ ہے کہ کثرت خوشی سے لباس تن مین تنگ ہوگیا غنچۂ دل اُس خوشی کے سبب سے مثل گل شگفتہ
ہوگیا تھا اور بوجہ کثرت مسرت کے لاکھ ضبط کرتا تھا مگر ہنسے دیتا تھا اپنے بخت کی یاوری اور مددگاری پر ناز کرتا تھا اور
دمبدم شکر خداوند کون ومکان بجالاتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ آج کا دن بھی عجب مبارک ہے کہ عقد مجھ شگفتہ اور فریفتہ کا
معشوق طناز سراپا ناز قمرائے حورپیکر سے ہوا سچ تو یہ ہے کہ اس روز کی امید نہ تھی کبھی سوے فلک دیکھکر روتا تھا اور کہتا
تھا کہ او ظالم تو نے ایسے معشوق عدیم المثال کے ہجر مین مجھکو کیسا کیسا رولایا ذرا تجھکو رحم میرے حال پر نہ آیا وہ صدمے
دیے کہ میرا ہی دل جانتا ہے لیکن الحمدللہ کہ آج داغ فرقت دل سے دور ہوا تجھکو بیچ مجھکو سرور ہوا اب برائے خدا
سنگ تفرقہ نہ پھینکنا مجھ سے میرے محبوب کو جدا نہ کرنا بہت روچکا ہون اب اس محبوب کی مفارقت مین نہ رولانا عمر
باقیماندہ بعیش وعشرت بسر کرنے دینا اور اگر اے چرخ کجرفتار خلاف اسکے عمل مین لائیگا تو یقین جان لے کہ آہ
وہ آہ سوزان کرونگا کہ تجھکو وہ آہ جلاکر خاک کردیگی نام ونشان تک تیرا نہ رکھیگی غرضکہ اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو اب اس
عاشق بیقرار کو نستانا صاحب قران اکبر امیرزادہ سیف الدین کو کبھی مسرور وخندان گاہ سوے فلک دیکھکر
گریان ہوتے دیکھکر اور باتین چپکے چپکے کرتے ہوے مشاہدہ کرکے حیران ہوے طرح طرح کے خیالات دل مین آنے
لگے آخرکار صاحب قران اکبر نے امیرزادہ سیف الدین سے چپکے سے پوچھا کہ اسوقت تمھارا مزاج کیسا ہے ہم اس وقت



تمکو کبھی خندان دیکھتے ہین اور کبھی گریان پاتے ہین اور یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو ہم سے بھی بیان کرو حال بظاہر
کرو افضال خدا سے اس امر کی تدبیر کیجاے اور جس امر کی تمکو حسرت اور تمنا ہو وہ برلایا جاے بظاہر تو کوئی آرزو تمھاری
اب نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول عقد تمھارا تمھاری معشوقہ ملکہ عقیلہ سیم اندام سے کردیا گیا اور اسکے وصل سے تم کامیاب
ہوے بعد اسکے اس معشوقہ خوبرو سے بھی تمھارا نکاح اب ہوا ہے اسکے بھی وصل سے بہرہ یاب ہونا آرزوے دل
بخوبی نکالنا خلاصہ یہ کہ یہ وقت خوشی کا ہے نہ ہنگام گریہ و بکا امیرزادہ سیف الدین نے جو یہ کلمات صاحب قران اکبر
سے سنے پہلے تو بسبب شرم و حجاب کے سر جھکا لیا اور عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مین اچھا ہون کوئی رنج و ملال
کسی طرح کا نہین ہے لیکن جب صاحب قران اکبر نے اپنے سر اقدس کی قسم دی اسوقت امیرزادہ سیف الدین لاچار
ہوگیا اور بمجبوری کہنا پڑا عرض کیا کہ حضور نے جب قسم اپنے سر مبارک کی دی تو یہ خاکسار راست راست عرض کرتا ہے
ورنہ کبھی اس حال سے اطلاع نہ دیتا اے شہنشاہ فلک بارگاہ اصل تو یہ ہے کہ اس معشوق خوبرو و عنبرین مو یعنی قمراے حور پیکر
سے مجھکو اسقدر الفت اور محبت تھی اور اب بھی ہے کہ اسکو بالتفصیل عرض کر نہین سکتا اسی محبوبہ مطلوبہ کے عشق و محبت
مین اور مفارقت مین اس کمترین نے وہ وہ مصائب اٹھائے ہین کہ اگر وہ مصیبتین پہاڑ پر پڑین تو کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاے
اب جو افضال خدا سے اور حضور کے اقبال سے اپنے مدعاے دلی کو پہونچا ہون اسوقت یہی خیال کر رہا تھا کہ اے
سیف الدین یہ عالم خواب ہے یا بیداری تجھ سے اور قمراے حور پیکر سے عقد ہوا ہے یا محض خیال خام ہے اور یہ کہ فلک
دیکھکر جو روتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایسے فلک جفا جو کے ہاتھ سے مین نے بڑے بڑے مصائب سخت اٹھائے ہین
فرقت مین قمراے حور پیکر کے سبب اسی وجہ سے اس سے کہہ رہا تھا کہ اے چرخ ستمگار اب قصد جفا و ستم نہ کرنا بعد مدت
مدید اور عرصہ بعید کے یہ دن خدا نے دکھایا ہے کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہے اگر اب کبھی مجھکو میری محبوبہ قمراے حور پیکر
سے جدا کریگا تو آہ سوزان سے تجھکو جلا دونگا خاک مین ملا دونگا اب صبر و ضبط مجھ سے نکیا جائیگا کیونکہ طاقت مطلق
نہین ہے صاحب قران اکبر نے جو گفتگو امیرزادہ سیف الدین تمام و کمال سنی پہلے تو حیرت ہوئی اسوجہ سے کہ اللہ اکبر
امیرزادہ سیف الدین کیا عاشق کامل ہے قمراے حور پیکر کا کہ جسکی محبت مین اسکا یہ حال ہے ایسا از خود رفتہ ہے کہ
اتبک اسکو بخوبی یہ نہین معلوم کہ میرا عقد قمراے حور پیکر سے ہوا ہے یا نہین اول تو عقد ہونے مین اسکو تامل ہے دوسرے
اگر عقد یہ سمجھا ہے کہ ہوا ہے تو آسمان سے لڑتا ہے کہ تجھکو جلا دونگا پھونک دونگا اگر اب مجھکو میری معشوقہ سے جدا کریگا
بعد اس خیال کرنے کے صاحب قران اکبر نے ہنس کے فرمایا کہ اے سیف الدین ہوش مین آؤ باتین دیوانگی کی نکرو
کیونکہ وہ زمانہ فراق محبوب گذر گیا اور اب زمانہ وصل حبیب بہت قریب آگیا یہانتک کہ تمھارا عقد بھی اسی سے ہوگا
اب انشاء اللہ تعالے آج یا کل تمکو اسکا وصل میسر ہوگا اور ہمیشہ اگر خدا چاہیگا تو وصل ہی نصیب ہوگا اب جدائی
نہوگی اس خیال خام کو اپنے دل سے نکال ڈالو مشیت خدا مین فلک کی کیا مجال ہے کہ دخل دے سکے ذرا خیال کرکے کہو

اگر مصلحت خدا نہوتی تو تمھارا عقد قمرا ے حور پیکر سے کبھی نہوتا اور یہ بھی تمکو معلوم ہو کہ جو کچھ کرتا ہی وہ خدا کرتا ہے اپنے بندون کے حق مین فلک کی یہ لیاقت نہین ہی کہ کسی پر ظلم و ستم کرے شعرا نے اور اکثر نافہمون نے فلک سحار کو جفا کار او ستمگار کہنا اختیار کیا ہی حالانکہ فلک تابع حکم خدا ہے خود کسی پر ظلم و جفا نہین کرتا ہی جو جسکے مقدر مین ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی چنانچہ تمھاری قسمت مین قبل اسکے صدمۂ ہجر قمرا ے حور پیکر مندرج تھا تم لاکھ چاہا کہ وصل قمرا ے حور پیکر کسی طرح ممکن ہو مگر نہوا اور اب تمھارے مقدر مین اسکے وصل سے تمکو کامیاب ہونا اور بہرہ یاب ہونا بظاہر پایا جاتا ہی لہذا اب تمکو لازم ہے کہ خیال اسکی جدائی کا نہ کرو اور اپنے دل کو اسکے وصل کی امید قوی سے تسکین دو جس وقت امیرزادہ سیف الدین نے یہ کلمات نصیحت آمیز اور تسکین بخش قلب و جگر بگوش ہوش صاحب قران اکبر سے سُنے تردد دل سے دفع ہوا امید قوی وصل قمرا ے حور پیکر سے نہایت مسرور ہوا اور یہ بھی ذہن نشین بخوبی ہو گیا کہ اب اگر خدا چاہیگا تو تا حیات قمرا ے حور پیکر سے جدائی نہو گی غرضکہ بعد اطمینان تمام امیرزادہ سیف الدین نے قمرا ے حور پیکر کو قصر سے آغوش مین لا کر سوار کیا اور ہمراہ صاحب قران اکبر بجلوس و تجمل شاہانہ واپس آیا اور قمرا ے حور پیکر سے بعد آرزو و حسرت ہمبستر ہوا رنج فرقت یکقلم دل سے دور ہوا صاحب قران اکبر نے بعد انفراغ عقد امیرزادہ سیف الدین کے قصد کیا کہ امیر سلطان کو بھی دختر ملک اشمال یعنی ملکہ زہرہ روشن بدن اور شکیلہ سیم تن سے منعقد کرنا چاہیے چنانچہ صاحب قران نے بمجرد اس ارادہ کے امیر سلطان کو لباس پر تکلف پہنایا دولہ بنایا اور بدستور مرقوم بجلوس و تجمل اور شوکت و حشمت امیر موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر حشمت حصار روانہ ہو چونکہ صاحب قران اکبر نے قبل اسکے اس کتخدائی کی اطلاع دے دی تھی وہان سامان بزم کتخدائی بخوبی تمام درست ہو چکا تھا فقط صاحب قران کے تشریف لانے کا انتظار تھا جس وقت صاحب قران اکبر امیر سلطان کو لیکر بصد جلوس و تجمل شہر حشمت حصار مین تشریف لائے شہر مذکور کو نہایت آراستہ پایا الغرض صاحب قران اکبر بعد احترام و اعزاز خانۂ عروس تک پہونچے اور ایک مکان عالیشان مین کہ جو نہایت ہی وسیع تھا فروکش ہوے بعد دیکھنے جلسۂ رقص و سننے نغمہ نازنینان مہ جبین کے اور بعد دعوت و ضیافت کے امیر سلطان کو صاحب قران اکبر نے بساعت مسعود و وقت سعید ملکہ زہرہ روشن بدن سے منسلک کیا یعنی امیر مسطور کا عقد زہرہ روشن بدن سے کر دیا نازنینان خوبرو نے مبارکباد دینا شروع کی اور اس ناز و ادا سے رقص کیا کہ صاحب قران اکبر بہت خوش ہوے اور زر و جواہر انکو انعام مین دیا امیر سلطان نے اپنی مطلوبہ اور معشوقہ ملکہ روشن تن کو محل سے آغوش مین لا کر سوار کیا اور اُسی مکان عالیشان مین جسمین مقیم تھا بخوشی و خرمی ملکہ مذکور کو لیکر آیا اور ہنگام شب ملکہ زہرہ روشن بدن سے ہمبستر ہوا اور دل امیر مذکور الصدر ایسا خوش ہوا کہ قسمت پر اپنی ناز کرنے لگا بعد اس عقد کے صاحب قران اکبر نے بار دیگر امیر سلطان کو دولہ بنایا اور لباس فاخرہ سے آراستہ کیا اور بآئین شائستہ امیر سلطان کو شکیلہ سیم تن سے منعقد کر دیا

امیر موصوف نے شکیلہ سیمتن کے بھی وصل سے حظ وافر اٹھایا بعد بر آنے آرزوے دلی اور مدعاے قلبی کے شہر حشمت حصار سے امیر سلطان ہمراہ صاحب قران اکبر کے دونون نازنینان وحید عصر یکتاے روزگار کو ہمراہ اپنے لیکر بجلوس وتجمل اپنی جگہ پر آیا اور شب وروز عیش وعشرت کرنے لگا بعد فراغت عقد ونکاح امیر سلطان کے صاحب قران اکبر نے چاہا کہ امیر خلیل برادر حقیقی امیر سلطان کو بھی منسلک اور منعقد فرمائین چنانچہ صاحب قران اکبر نے ملک الجنوب کو اپنے قصد سے اطلاع دی ملک الجنوب اس مژدہ فرحت افزا سے نہایت خوش ہوا اور ترتیب بزم عروسی مین سرگرم ہوا اور تمامی شہر کو مثل عروس آراستہ کیا اسطرف صاحب قران اکبر نے امیر خلیل کو نوشہ بنایا اور بجلوس وتجمل تمام بڑے کروفر سے امیر خلیل موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر ملک الجنوب کے ملک مین پہونچے ملک الجنوب نے استقبال کیا اور بصد اعزاز واحترام ایک قصر باغ ہمیشہ بہار مین مقیم کیا بعد کئی روز دعوت اور مہمانی کے اور جلسہ رقص ونغمہ کے بموجب حکم صاحب قران اکبر اپنی دختر رشک قمر جمیلہ سیم اندام کو امیر خلیل سے ساعت سعید اور وقت ہمایون مین منعقد کردیا اور جہیز از حد دیا امیر خلیل ملکہ جمیلہ سیم اندام کو قصر باغ مین بیاہ کے لایا اور برغبت تمام اس سے کام دل حاصل کیا اور بعد چند روز کے صاحب قران اکبر نے لقمان شاہ کو لکھا کہ تم بھی سامان کتخدائی درست کرو ہم امیر خلیل کو اپنے ہمراہ لیکر آتے ہین جسوقت فرمان صاحب قران اکبر لقمان شاہ کو پہونچا تعظیم کو اٹھا اور بصد ادب سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا بعد اسکے احوال نامہ سے مطلع ہوکر نہایت خوش ہوا اور آراستگی بزم عروسی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور شہر کو نہایت ہی آراستہ کیا اسطرف سے صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اپنے ہمراہ لیکر بہ تزک وجلوس وافر ملک لقمان شاہ مین پہونچے لقمان شاہ نے استقبال کیا اور بتکریم وتعظیم صاحب قران اکبر کو اپنے ہمراہ لاکر ایک قصر رفیع مین مقیم کیا جلسہ عیش ونشاط شروع ہوگیا نازنینان مہجبین وخوبرویان خورشید لقا رقص ونغمہ کرنے لگین لقمان شاہ نے ابواب دعوت وضیافت کھولدیے اور کوئی دقیقہ خاطرداری اور مہمانی مین اٹھا نہ رکھا بعد کئی روز کے صاحب قران اکبر نے وقت ہمایون اور ساعت نیک مین امیر خلیل کو گوہر بزم افروز بنت لقمان شاہ سے منعقد کیا جانبین مین شور مبارکبادی بلند ہوا خصوصاً نازنینان پری تمثال نے رقص کرکے مبارکبادی گانا شروع کی۔ راوی کہتا ہے کہ ان نازنینان خوبرو نے اسوقت وہ رقص ونغمہ کیا کہ اہل بزم خصوصاً صاحبقران اکبر اور امیر خلیل نہایت خوش ہوے اور اسقدر ان نازنینان خوش گلو کو انعام دیا کہ مالامال کردیا بعد اسکے امیر خلیل اپنی زوجہ اور معشوقہ گوہر بزم افروز کو ہمراہ اپنے لیکر اسی شان وشکوہ سے پھر ملک الجنوب مین آیا اور گوہر بزم افروز سے ہم بستر ہوا گوہر مراد پایا بعد ازان صاحب قران اکبر امیر خلیل کو اور اسکے دونون معشوقون کو یعنی جمیلہ سیم اندام اور گوہر بزم افروز کو اپنے ہمراہ لیکر اسی طرح بجلوس شاہانہ اور تجمل خسروانہ سے واپس آئے امیر خلیل نے شکر قاضی الحاجات ادا کیا جس وقت صاحب قران اکبر نے عقد ونکاح امیر خلیل سے فراغت اور فرصت پائی اس ملک سیرت فرشتہ صورت یعنی امیر مجاہد الدین

بہادر کو لباس پرتکلف اور پوشاک مکلف سے آراستہ فرمایا اور اپنے ہمراہ بحشمت و تزک و تجمل شاہانہ مع نوبت و نقارہ
وغیرہ کے مکان عروس تک پہونچے اور باعزاز تمام مقیم ہوئے واضح ہو کہ معشوقہ امیر مجاہد الدین یعنی ملکہ سعادت بانو دختر
نور الزمان شاہ ایسا حسن و جمال رکھتی ہے کہ رشک ماہ و مہر ہے اور عشوہ و ناز و دلربائی میں بھی بے عدیل و بے نظیر ہے اگر یہ
نازنین ادا سے جانب کسی فرشتہ کے دیکھ لے یقین ہے کہ فرشتہ مذکور نشانہ تیر ادا ہو کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ جائے اور وہ
تیر ادا کسی چارہ ساز جہان سے ممکن نہیں کہ نکل سکے یہ خوبرو یعنی سعادت بانو اگر ناز و انداز سے جانب حضرت شیخ
دیکھ لے بڑا غضب ہو جائے شیخ جی کے زہد و اتقا میں بالکل فرق آجائے مطلق خیال حلال و حرام نہ رہے
مست مے الفت ہوں ذلت و رسوائی کا کچھ خیال نہ رہے زہد کو بالائے طاق رکھ دیں مصلے کو لپیٹ کر گوشہ میں رکھیں
یاد خدا کو ترک کر کے اس خوبرو کا خیال کریں اور اپنے پاس سے دل کو بطور تبرک کے نذر دیں ذرا بھی خیال اپنے عمامہ
اور جبہ اور کفش اور سر اقدس صفائی و شفافت کا نہ کریں اور مطلق شرم اپنی ریش سفید دراز اور نشان سجدہ پیشانی
کی نہ فرمائیں ساری قرأت اور مخارج حروف بھول جائیں علاوہ ایسے ناز و ادا کے عقل و دانش بھی ایسی رکھتی ہے
کہ حکمائے طبقہ یونان بھی اسکے برابر فہم و ادراک نہیں رکھتے زہے بلند بخت امیر مجاہد الدین کہ اس عالم ضعیفی اور وقت
پیری میں ایسی محبوبہ اور ایسی معشوقہ سراپا حسن و ناز و ادا عالیہ وقار ردا نامے روزگار دستیاب ہو ناظرین بیان داستان
عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار ذوالفقار جلد ہائے گذشتہ میں بخوبی ملاحظہ فرما چکے ہیں ہر چند کہ بارہ دیگر اسی داستان عاشقی کا
اعادہ کرنا اچھا نہیں ہے اور سراسر طول بیجا ہے مگر بوجہ اسکے کہ اس داستان کو ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذرا ہے
یقین ہے کہ داستان عاشقی امیر مجاہد الدین نامدار بالکل فراموش ہو گئی ہو لہذا اسی وجہ سے دو کلمہ بطور اجمال کے
عرض کیے جاتے ہیں معلوم ہو کہ جب صاحبقران اکبر نے طلسم سبع سباع کی سیر و تماشائے عجیب و غریب اور
فتوحات مراحل سے فرصت پائی اور بفتح و ظفر ایک جشن ہمایوں اور جلسہ سعید آراستہ فرمایا اور اس جشن انبساط
میں جملہ امرائے ذوالفقار و سرداران تہور شعار و رفیقان عالی تبار کو بیرون طلسم سے طلب کر کے شریک بزم عیش کیا تھا
لیکن امیر مجاہد الدین کو بوجہ نگہبانی لشکر ظفر اثر طلب نہیں فرمایا تھا اس سبب سے امیر مجاہد الدین نے ناخوش ہو کر
ایک عرضی شکوہ و شکایت آمیز صاحبقران اکبر عالی مرتبت کی خدمت میں ارسال کی تھی [illegible] صاحبقران
اکبر نے اس عرضی کو ملاحظہ فرمایا تھا نہایت منفعل ہوئے تھے اور اس انفعال کی تلافی میں [illegible] مرقع تصویر ملکہ
سعادت بانو کا جو طلسم سبع سباع سے دستیاب ہوا تھا امیر موصوف کو بھیجا یا اور [illegible] وجہ مرقع تصویر ملکہ مذکورہ کے
بھیجنے کی یہ تھی کہ امیر مجاہد الدین اس مرقع تصویر کو دیکھکر پسند کریں تو اسکے ہم [illegible] منظور ہو کہ اسکا ظہور ہو مگر
جب وہ مرقع تصویر لیکر صاحبقران آفاق گیر نے امیر مجاہد الدین کو ارسال کیا اور اپنے قصد سے بھی اطلاع دی
امیر مجاہد الدین مجرد دیکھنے مرقع تصویر کے ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بے اختیار اس مرقع تصویر کو اپنے سینے

سینے لگا لیا بعد اسکے روے زیبا سے تصویر بے نظیر کے چند بوسے لیے باوجود اسکے کہ زمانۂ شیب تھا عالم شباب باقی نہ رہا تھا انشان صبر و اختیار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبتلاے رنج فراق ہوا اور تمناے وصل صاحب تصویر ہوا ہر دم غم جدائی سے مثل مرغ کے تڑپنے لگا اور آہ سرد بھرنے لگا رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا آنسو آنکھون سے بہنے لگے غذا بھی ترک ہو گئی فی الحقیقت حضرت عشق بھی بلاے روزگار ہین جسکو سرفراز فرماتے ہین خاک مین ملاتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ کسی شخص پر مہربان ہون مجنون کو انھین جناب نے دیوانہ بنایا برسون صحرا مین پھرایا بیچارے فرہاد کی جان شیرین لی ہزارون جوانان گل رخسار کے خون کیے لاکھون خانمان ویران کر دیے کچھ جوانون پر موقوف نہین ضعیفون پر بھی بارہا انکا الطاف رہتا ہے بقول شخصے

عاشقی را چہ جوان چہ پیر مرد	عشق در ہر دل کہ زد تاثیر کرد

الحاصل اُسی روز سے امیر مجاہد الدین کے کانون دل مین آتش عشق نے ایسی شعلہ زنی کی کہ روز بروز امیر موصوف کا حال دگرگون ہونے لگا یہان تک کہ نوبت دیوانگی پہونچی لیکن امیر مجاہد الدین صاحب قران اکبر کے وعدہ و اقرار سے اپنے دل بیتاب کو تسکین اور تسلی دیتا تھا اور یہ بھی امید قوی تھی کہ انجام اس عشق کا بخیر ہوگا کیونکہ صاحبقران اکبر نے وعدہ فرمایا ہے ضرور ایفا فرمائینگے اور یہ ممکن نہین کہ صاحب قران اکبر نے وعدہ کیا ہو اور ایفا نہ کرین چنانچہ اب وہ زمانہ موعود آیا ہے اور صاحب قران اکبر نے موافق اقرار کے امیر موصوف کو لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے مکان عروس تک پہونچایا ہے جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہے نازنینان مہ پارہ رقص کر رہی ہین دلہاے اہل بزم کو پامال کر رہی ہین اس خوش آوازی سے گاتی ہین کہ روح تن مین لطف اٹھاتی ہے اور قلب سننے والون کے مسرور ہوتے ہین غرض بعد تین روز کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین نامدار کو وقت نماز سحر کہ وقت ہمایون تھا ملکہ سعادت بانو سے منعقد فرمایا بعد مدت دراز اور زمانۂ بعید کے امیر مجاہد الدین نے گوہر مدعا بہزار محنت و مشقت ہاتھ کے آیا دل نہایت مسرور ہوا قریب تھا کہ کثرت خوشی سے شادی مرگ ہو جاے بمجرد دیکھنے اس حال کے صاحب قران اکبر نے امیر مجاہد الدین اور اسکی معشوقہ خوبرو ملکہ سعادت بانو کو لیکر اُسی طور سے بجلوس و تجمل بسیار اپنے مقام قیام پر سر نو تشریف لاے امیر مجاہد الدین نے اپنی محبوبہ مطلوبہ معشوقہ سے بہزار حسرت و آرزو دلی بصد شوق و اشتیاق وصل کیا اور دل بیتاب کو کہ ایک زمانہ دراز سے فراق مین مبتلا تھا وصل مطلوب سے خرم و شاد کیا بعد اسکے صاحب قران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر عنایت و مکرمت کا از حد شکر و سپاس بجالایا صاحب قران اکبر نے خوش ہوکر امیر مجاہد الدین کو وصل ملکہ سعادت بانو کی تہنیت اور مبارکبادی دی راوی کہتا ہے کہ اگر اقلیم ہندوستان کے مثل زنان خوبرو عنبرین مو مہ جمال مہر تمثال پری رخسار بکثرت و بافراط پردہ قاف مین بھی ممکن ہوتین تو جملہ مردان لشکر صاحب قران اکبر عقد و نکاح سے باز اور محروم نہ رہتے یعنی ہر ایک لشکری کے حصہ مین ایک ایک مہ پارہ خورشید لقا ضرور آتی لیکن اس عالم لاچاری

اکہ پردۂ قاف مین زنان پریزاد کم ہین اور خلقت ذکور کی زیادہ ہے اسوجہ سے صدہا بلکہ ہزارہا مردان لشکر ظفر اثر صاحبقران
اکبر نعمت عظمی سے یعنی وصل زنان پریزادان سے اگر محروم رہجاتے تو عجب نہین ہے لیکن اس لشکر ظفر اثر مین اسقدر
نسوان پریزاد اور آدم زاد موجود ہین کہ مردمان لشکر شاید تھوڑے محروم رہجائین کیونکہ صاحبقران اکبر کا ارادہ ہے کہ
بعد ختم ہونے ہنگامۂ عروسی کے جسقدر کہ زنان مطربہ جو مقامات دور دراز اور منازل طلسم سے واسطے رقص و نغمہ کے
یہان آئی ہین اُن عورتون کو مردمان لشکر کے حوالہ کیا جاے تاکہ وہ باہمدگر اُن نسوان مطربہ کو تقسیم کرلین اور اُنسے اپنا عقد
و نکاح کرلین یقین ہے کہ اس صورت مین کسی فرد بشر کو جاے شکوہ اور شکایت نہ رہیگی اور ہر ایک شخص اس نعمت
عظمی سے کامیاب اور مستفیض ہوجائیگا اور لطف وصل پریزادان اُٹھائیگا۔ القصہ جب شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران
اکبر نے جشن عقد امراے عالیوقار سے فرصت پائی اُسوقت قصر النیرین مین تشریف لائے اور اپنے اُستاد عالیوقار
حکیم قسطاس الحکمت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے اور جملہ حقیقت عقد و نکاح بالتفصیل بیان کی بعد اسکے جناب
حکیم قسطاس الحکمت یون مستفسر ہوے کہ اے مخزن حکمت و اے معدن معرفت اب یہ ارشاد فرمایئے کہ جشن عقد کے
باب مین کیا حکم ہے کیونکہ تمامی امراے ذیوقار و نامدار کے عقد و نکاح بخوبی تمام سرانجام کو پہونچے اور جملہ عاشقان
بیتاب شربت وصال معشوقان خوبرو سے کامیاب ہوئے اب جو آپ ارشاد فرمائین بجالاؤن یہ تقریر صاحبقران
اکبر کی سُنکے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا کہ اے صاحبقران ذیشان آج بزم مشورہ مین اپنے پدر ذیجاہ اور اپنی مادر
گرامی قدر کو بھی شریک کرو بعد اسکے جو کچھ تجویز مقدمۂ جشن مین کیجائیگی وہ تم پر ظاہر کیجائیگی چنانچہ حسب الحکم حکیم قسطاس الحکمت
جب صاحبقران اکبر نے سلطان اسمٰعیل اور ملکہ عالیہ خاتون اپنے مادر و پدر کو باعزاز و اکرام تمام شریک بزم مشورہ کیا
اُس وقت حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا اے شاہزادہ فلک بارگاہ شکر ہے کہ خداوند عالم نے عقد و نکاح
عاشقان امیدوار متعلقۂ طلسم حصار ویائین باغ وغیرہ بخیر و خوبی انجام کو پہونچے اور سب عاشقان محروم الوصال
اپنے کام دل سے شادکام ہوے اب فقط تمھاری جشن عروسی کا سامان ہونا باقی رہگیا ہے لہذا اب جلد تر
کتخدائی کا آغاز ہونا چاہیے اگرچہ اس جشن عالی کی آراستگی موافق ترتیب اسطرح لازم تھی کہ اول عقد ملکہ شمسہ تاجدار
وقوع مین آتے اور بعد اسکے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان منعقد ہوتن کیونکہ تم قبل ملکہ شمسہ تاجدار
کے محبت و عشق مین مبتلا ہوکر شہر و دیار سے مضطرب ہوکر نکلے تھے بعدہ ملکہ نوبہار گلشن افروز سے درمیان سیر
عجائبات محبت و الفت کا اتفاق ہوا اور اسیطرح ملکہ ناطقہ روشن بیان سے الفت ہوئی علاوہ ان معشوقان مذکورۃ الصدر
کے ملکہ صبح دلکشا اول ہی تمھارے حبالۂ نکاح مین آچکی ہے پس اس صورت مین لازم تھا کہ سلسلہ وار تعین عقد
و نکاح کیا جاتا مگر ازروے روزنامچہ و احکام بانیان طلسم معاملہ برعکس مقرر ہوا ہے پس موافق حکم بانیان طلسم کے عمل
کرنا ضرور ہے یعنی اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا عقد ہونا چاہیے کیونکہ حکماے شائقین نے روز بناے طلسم

اسی طور تعین کیا ہے کہ اول رسم نسبت موافق مذکور الصدر واقع ہو جسطرح کہ عنایت پروردگار سے وہ رسم نسبت بخیر و عافیت ادا ہوئی غرض کہ اب اول ملکہ ناطقہ روشن بیان کا جشن عقد شروع ہو بعد اسکے ملکہ نو بہار گلشن افروز کی بزم کتخدائی آراستہ کیجائے اور سب کے بعد ملکہ شمسہ تاجدار کا عقد واقع ہو آہو صاحب قران عالیوقار یہ خیال کرو کہ جسطرح تمنے قبل اپنے رفقائے عالیوقار و سرداران نامدار کو عقد و نکاح سے بہرہ یاب کیا ہی اسی طرح ملکہ شمسہ تاجدار جو نسل تمہارے افسرہ زنان طلسم ہی وہ بھی خواتین بنی آدم کنیز و پرستار کو اپنے عقد سے پہلے منعقد فرمائے بعد ازان خود تمہارے وصل حقیقی سے کامیاب ہو کیونکہ تم دونون زن و شوہر کریم و خلق مجسم ہو چاہیے کہ مروت اور اخلاق مین مساوی درجہ ہو جاؤ یہ ارشاد حکیم قسطاس الحکمت سنکے صاحب قران اکبر نے فرمایا بہت مناسب ہی جو آپ ارشاد فرماتے ہین جسطرح سے ہو سکیگا بجا لاؤنگا اور خلاف حکم نہ کرونگا الحاصل سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون وغیرہ صاحبان مشورہ نے حکیم قسطاس الحکمت کی رائے کو بہت پسند کیا اور بموجب ارشاد جناب حکیم صاحب کے جشن عروسی کی آراستگی کا حکم جا بجا بھیجوا دیا راوی کہتا ہی کہ اس دفعہ صاحب قران اکبر کے جشن عروسی کی زینت اور آراستگی مین از حد زیادتی اور تکلف کیا گیا ہی قلم رنگین رقم کی یہ مجال نہین کہ کماحقہ اوصاف زیب و زینت تحریر کرسکے اور زبان مداح مین اتنی قوت نہین کہ آراستگی جشن کتخدائی بالتفصیل بیان کرسکے کیونکہ علاوہ آرائش روشنی چراغان وغیرہ کی نقارخانہائے آصفی اور نوبت خانہ سلیمانی جو مدت دراز سے اسی روز ہمایون کے واسطے مقامات طلسم مین رکھے ہوے تھے اب وہ جزو کل اسباب تہنیت اور مبارکبادی جگہ جگہ مقام بمقام بآئین شائستہ مزین ہوا ہی نوبت بجتی ہے صدائے نقارہ گردون کے پار ہوتی ہے گوش ساکنان فلک کر ہوسے جاتے ہین شہنائی کی آواز مرغوب سے ہر شخص کے دل کو مسرت حاصل ہوتی ہے روح لطف اٹھاتی ہے اسی طرح آرائش چراغان بہ نسبت قبل زیادہ کی گئی ہے اور اسقدر آراستگی جملہ مقامات کی ہوئی ہے کہ فلک رشک سے سوئے زمین دیکھتا ہے اور تصدق ہوتا ہی اگر آراستگی جملہ مقامات کی نازنینان خوبرو مہ جبینان عنبر مو ایک نظر دیکھ لین یقین کامل ہے کہ اپنی زینت اور آراستگی کو ان مقامات کی آراستگی پر صدقے اور نثار کرین کیونکہ ہر ایک مقام ایسا آراستہ ہی کہ عروس شب اول کبھی ایسی آراستہ ہوگی

اب داستان گذار حال کتخدائی ملکہ ناطقہ روشن بیان بنت سلطان روح الملک بیان کرتا ہی نظم

گذارندهٔ نامهٔ خسروی | چنین داد این داستان را روی
جوان از سر موسم روزگار | دگر تازه شد شاخ فصل بهار
درآید ببرج شرف آفتاب | خوان شد چه بدخواه خانه خراب
بروز اندرون روشنائی فزود | سه از تیره بختی جدائی نمود
گهر ریز شد ابر کافور بار | بگلشن هوا کرد گوهر نثار
مئے ارغوانی ز جام بهار | رخ لاله افروخت بر کوهسار

زمرہ گلستان درآید بہار	باد السّان کہ بہ بخت خود شہریار

باغبانان گلستان عیش ومسرت ونخلبندان گلشن سرور وعشرت ناظرین داستانہائے رنگین کے سر پر یون گل فشانی
کرتے ہین کہ حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادہ نامور صاحب قران اکبر سے یہ فرمایا ای شاہزادۂ گردون وقار فخر سلاطین
روزگار لازم ہے کہ اول تم قصر النیرین سے بشوکت شاہانہ وبحشمت خسروانہ سوار ہوکر جانب ملک خلورستان یعنی شہر
قلب الحصار مین جاؤ جو سلطان روح الملک کا دار السلطنت ہے اور ملکۂ ناطقۂ روشن بیان کو اپنے حبالۂ عقد مین لاؤ
اور کچھ روز بعیش وعشرت اور بمسرت وفرحت باغ نشاط بخش مین کہ نمونۂ گلشن ارم ہی ملکۂ ناطقہ روشن بیان کے وصل
وصحبت سے لطف بسیار اور حظ وافر اٹھاؤ تاکہ تمھارے دل بیتاب کی حسرت وآرزو نکلے بعد حصول گوہر مراد بصد جلوس
وتجمل جانب شہر عرشیہ وقلعہ علیین کو اپنے قدم مبارک سے رونق اور زینت دو اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کے چمن
آرزو اور گلزار مراد کو آبیاری وصل سے سرسبز وشاداب کرو اور بخوبی تمام تازگی دو لیکن درمیان ان دونون عقد مسعود
وسعید کے رافع بن ارفع اور بدر عالم منجم اور امیر بہار اور امیر سیف الدین کو لنددان پریزاد خوش جمال کے عقد ونکاح
سے کامیاب اور بہرہ یاب کرنا چاہیے کیونکہ مہر افروز پری اور ماہ افروز پری ورفیعہ وخوشنواز پری مضطرب الحال
محروم الوصال بھی اپنی مراد دلی سے بہرہ یاب ہو جائین ای شہر یار باوقار جسوقت کہ تمکو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے چمن
حسن کی گلچینی سے فرصت ہو اور دامن تمھارا گلہائے آرزو ومراد سے مملو ہوجائے بہزار جاہ وحشمت اور بصد اقبال
دولت باغ قصر النیرین مین آؤ اور سامان جشن عروسی اور بزم کتخدائی ملکہ شمسہ تاجدار کا کرو یہ فرماکر حکیم صاحب خاموش
ہوے فی الحال جو اس جشن ہمایون اور جلسۂ عیش وعشرت کی آرایش اور زیبایش ہوئی ہے اسکو بالتفصیل
تحریر کرنا محال اور اشکل ہے مگر مختصر یہ ہے کہ افراط روشنی قنادیل اور کثرت آرایش چراغان سے در ودیوار اور کوچہ
وبازار بروج دوازدہ گانہ گردون پر طعن کرتے تھے انجم فلک اور کواکب گردون کی روشنی بھی آگے اس روشنی
کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی مشعل ماہ بھی بمقابلہ روشنی ہر چراغ بے نور تھی سوا اسکے اس محفل غیرت جشن پرویز
مین ہزارون پریزادان زہرہ خصال ومطربان آتشین رخسار کی اسقدر کثرت ہے کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہے
اور حساب وشمار سے بھی خارج ہے یعنی ہزار در ہزار مطربان خوش گلو زہرہ آہنگ وخوش نغمہ وساقیان سیمین ساق
شہرۂ آفاق شیشہ ہائے بادۂ ارغوانی وجامہائے بلورین بناز وادا وبعشوہ وکرشمہ دست مبارک ورنگین مین لیے
ہوے نور کے بنا ہوے لیے ہوے بہزار غمزہ مستانہ وار بزم طرب اور محفل عشرت مین پھرتے تھے جسکی طرف ناز وادا سے
دیکھ لیتے تھے جام عمر اسکا بادۂ عشرت سے لبریز ہو جاتا تھا اور دیکھنے سے گل رنگ حسن ساقیان مذکور کے سرور
ہوتا تھا ساغر دل ہر ایک اہل بزم کا مئے ناب عشق ساقیان مہ رو سے چھلک رہا تھا اور ہر ایک شخص انکی نظارۂ شراب
حسن سے ایسا بیخود اور مدہوش تھا کہ مستانہ وار جھوم رہا تھا کوئی جوان رند خصال پکار کے کہتا تھا کہ ذرا ادھر بھی
تا

چشم مست سے ایک نظر او ظالم دیکھ لے بڑی دیر سے مین خون دل اپنا عوض شراب پی رہا ہون اک جام کا امیدوار ہون اپنے دست حنائی سے شراب پلا ورنہ جام عمر تلخکامی سے لبریز ہو جائیگا اور پیمانۂ حیات چھلک جائیگا ساقی شیرین سخن یہ کلام جوان سنکے اشارہ سے کہتا تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو بہت بہتر ہوگا میکدۂ عالم مین تم ایسے بہت سے میخوار اور بادہ نوش ہین مجھکو کیا غرض ہے کہ مفت شراب پلاؤن قیمت جام مے گلفام کم سے کم نقد دل ہے جوان مسطور اشارہ ساقی سمجھ کے کہتا تھا کہ دل کیا چیز ہے اگر متاع جان بھی طلب کر تو حاضر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے جام مے ناب پلائے اور دو ایک بوسے عوض گزک سیب ذقن کے دے اور تھوڑی دیر میرے پہلو مین بیٹھ جا اور ہاتھ اپنے میری گردن مین مثل ہار کے ڈالدے ساقی مہوش اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا کہ ایسا تو کبھی نہوگا یہ خیال خام دل سے دور کرو اگر شراب پینا ہو تو آؤ اپنے ہاتھ سے پی لو تمہارے انگور دل کو بہت نافع ہوگی یہ شراب عجیب شراب ہے کلفت کو دور کرتی ہے دل کو مسرور کرتی ہے میخانۂ جہان مین اس کا لاجواب کا مثل نہین ہے اگر یقین نہو تو چکھ کے دیکھ لو جوان کہتا تھا کہ البتہ شراب تو ایسی ہی صفت کی ہے لیکن او شوخ اگر تو اپنے ہاتھ سے پلائے تو نشہ اور دوچند ہو جائے اے بیرحم اتنا کھینچنا اچھا نہین ہے ساقی گلفام اشارہ چشم و ابرو سے کہتا تھا کہ ہم لوگ تم ایسون کو اپنے ہاتھ سے شراب نہین پلاتے ہین ہمیشہ ترساتے ہین ہان جسکو ہمارا دل چاہتا ہے اسکو علاوہ جام شراب کے ساغر وصل سے بھی شادکام کرتے ہین جوان مذکور مایوس ہوکر آہ سرد کھینچ کے رہ جاتا تھا اس وقت ساقی مذکور ہنس کر نہایت شوخی و شرارت سے کہتا تھا کہ آہ سرد نہ کھینچو لو خیر تمہاری خاطر سے یہ کہکر شراب اپنے ہاتھ سے بناز و ادا پلا دیتا تھا اور جوان لب بہ اشتیاق پی لیتا تھا اور جب قصد دست درازی کا کرتا تھا ساقی جھڑک دیتا تھا ہاتھ نہ آتا تھا جوان کف افسوس مل کے رہجاتا تھا اسیطرح ساقیان مہ لقا جملہ صدر نشینان بزم عشرت کو جام مے گلفام بناز و ادا پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز نغمۂ مرغوب سے دل اہل محفل خوش کرتے تھے نازنینان خورشید رو ایسا رقص کرتی تھین کہ دل اہل بزم پامال ہوئے جاتے تھے اور ہر ادا انکی دلون کو بیچین کر دیتی تھی ہر ایک دل سے چاہتا تھا کہ پہلو مین بٹھا لیجے دل بیتاب کو تسکین دیجے مطلب دل حاصل کیجے اور جس وقت وہ نازنینان مذکور کوئی غزل عاشقانہ گاتی تھین اہل محفل کا یہ خیال ہوتا تھا کہ دل کو تھام لیتے تھے اور کلیجا اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے ادھر ساقیان مہرخ کا جام مے ربانی جو سالہا سال سے اس طلسم مین جمع ہوتی رہی ہے اور بانیان طلسم نے خاص اسی جشن ہمایون کے واسطے تیار اور کھینچ کر رکھی تھی اہل بزم کو دست حنائی سے بناز و انداز پلانا اور رندان مے آشام و صوفیان ناکام کا بذوق و شوق بموافق فتوائے شیخ عرب بلا تامل پیتا یا محتسب کا اندیشہ نہ خیال روز حساب چنانچہ یہ دو شعر مرزا اسد اللہ غالب کے مناسب حال تھے

عید است و نشاط و طرب و زمزمہ عام	می نوش گنہ نیست اگر بادہ حرام است	عید است و صلا خور و نوش ست جہان را	می روزہ نباشد کہ دریغ است حرام

الغرض صاحب قران اکبر نے آراستگی جشن کو ایسی ترکیب اور ترتیب سے قرار دیا کہ اوس قصر عالی منزلت کے ہر ایک مقام ایوان خوشنما مین ایک محفل عشرت آراستہ کی اور حسب تعین ایام جشن چہل و یک مجلس بتکلف و خوبی منعقد فرمائی اسی طرح اُمراے ذیوقار و سلاطین نامدار سے چالیس سردار منتخب کیے اور ہر اک سردار ذیوقار کو حسب قدر مرتبہ و لیاقت اہتمام انتظام مجلس پر معین فرما دیا اور بعض سرداران دانا ے دہر کو اُنکی پیشدستی اور سربراہی کو مقرر فرمایا اور ہر ایک محفل عشرت اور بزم انبساط مین سامان آرایش اور اسباب زیبایش انواع و اقسام کے جمع کیے حاصل کلام یہ ہنگامۂ بزم عشرت رات دن اسی طور سے قائم رہتا ہے اور ہر دم پریزادان خوش آواز و خوش گو و ساقیان سیمین ساق عنبرین طرہ صاحبان محفل کو ایسا مسرور اور محو کرتے ہین کہ اُنکو یہ نہین ثابت ہوتا کہ آفتاب عالمتاب کس جانب سے طلوع ہوا اور کس طرف غروب ہوا ہر ایک میخوار کی اور کثرت نشاط اور فرط انبساط سے ایسا محو اور از خود رفتہ ہے کہ کسیکو دین و دنیا کی بھی خبر نہین ہے یعنی سرزمین طلسم مین ایسا غلغلۂ مسرت ہو رہا ہے کہ روز عید سے بہتر اور شب کو شب برات سے افضل جانتے ہین اور ہر ایک شخص کو کثرت محو ہوتی اور افراط عشرت سے سواے اسکے کوئی اور خیال نہین ہے کہ نغمہ پریزادان خورشید رو عنبرین مو بگوش ہوش سنین اور ساقیان مہ جبین کے دست حنائی سے جام بادۂ گلفام لیکر پیین اور بحر مواج سرور مین ہر وقت سراپا غرق رہین غرضکہ اس ترکیب و قرینے سے بزم عشرت اور محفل طرب جو چہل و یک مجلس سے عبارت ہے مقرر ہوئی رات دن بے دغدغہ انجام دور جام مے گلفام متواتر چلتا ہے اسی صورت سے ہر سہ مقامات مین بھی بزمہاے عشرت و تہنیت آراستہ کی گئین تھین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قلعہ یاقوت نگار و شہر عسکر پیدا و طلسم ارسطو کے مقام شہر ظلمورستان وغیرہ بھی آراستہ ہوے تھے اور چہل و یک مجلس بھی ہر ایک مقام پر معین ہوئی ہے حاصل کلام اس جشن خجستہ مین تا آخر ہنگامۂ عروسی جملہ اشخاص لشکری اور شاہزادگان نامور اور سلاطین ذیوقار چھوٹے اور بڑے مع عملہ اور فعلہ بلکہ حیوان تک صاحب قران کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت کا اسباب و سامان موافق اسکی قدر اور منزلت کے سرکار صاحب قران سے دیا جاتا تھا چنانچہ قصر النیرین مین تمامی شاہ و شہریار نامدار و مردان فوج و لشکر صاحب قران ذیشان کے مہمان تھے اور ہر ایک کی ضیافت و دعوت کا خیال اور سامان بخوبی اور بتکلف تمامتر مہیا اور موجود تھا جسکو جو شے اکل و شرب سے درکار ہوتی ہے فوراً کارگذاران سرکار شاہی حاضر کرتے ہین ذرا بھی تامل نہین کرتے کثرت مردم اسقدر ہے کہ حساب و شمار سے باہر ہے اسی طرح شہر قلب الحصار مین سلطان روح الملک والدہ ملکہ ناطقہ روشن بیان کی جانب سے ضیافت کا سامان ہوتا ہے اہل کار انتظام کرتے ہین جملہ خرد و کلان دعوت و ضیافت مین لطف وافر اور حظ بسیار اُٹھاتے ہین رقص و نغمہ دل کو خوش کرتا ہے مثل اسکے عرشیہ مین سلطان قیصر نوس والدہ نامدار ملکہ نوبہار گلشن افروز کی طرف سے مہمانان عالیوقار و عالی تبار کی تواضع و تکریم بخوبی ہوتی ہے اور بصد اعزاز و احترام اُنکی دعوت و ضیافت ہوتی ہے بڑے بڑے سلاطین روزگار اور شاہزادگان ذیوقار تشریف لائے ہین اُنکے واسطے قصر و ایوان جابجا آراستہ کیے گئے ہین مردم لشکر کا علیحدہ مقام ہے اغذیہ لطیف و خوش ذائقہ کی کثرت ہے

خاص و عام بخوبی تمام فروکش ہین بزم طرب ہر ایک جگہ آراستہ ہی رقص ہو رہا ہی نازنینان خوش جمال مہر تمثال
نغمہ سرا ہین جام شراب گردش مین ہی صداے تہنیت و مبارکبادی ہر طرف بلند ہے اور قریہ فردوس اور جبل اعلے مین
سلطان فیروز قار ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار و پادری ایڈروس نے ایسا انتظام و اہتمام دعوت و ضیافت کیا ہی کہ عقل
دنگ ہی ہزارہا قصور فرش و اسباب ضروری اور شیشہ آلات سے مثل عروس کے آراستہ کیے ہین صدہا ایوان
بتکلف تمام سجے گئے ہین آرایش چراغان کی کثرت ہی محفل عشرت اور بزم طرب ہر قصر و ایوان مین آراستہ رہتی ہے
مہتممان سرکار مستعد و سرگرم رہتے ہین ہر ایک چیز بے طلب ہر ایک شخص کو پہونچاتے ہین ساقیان خوش جمال
جام مے مینا پلا رہے ہین ناچ ہو رہا ہے صداے نغمہ سے بلبلین بھی شرمندہ ہین بڑے بڑے استادان علم
موسیقی آئے ہین گا رہے ہین دلہا سے اہل بزم شاد و مسرور کر رہے ہین نازنینان خوش گلو کہین نغمہ سرائی مین مشغول
ہین ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کر رہی ہین اُنکے روے زیبا پر ہر ایک جوان شیفتہ ہو رہا ہی آہ سرد بھر رہا ہے
اشک آنکھون مین بھر لاتا ہی تدبیر وصل سوچتا ہی جو لوگ مسن ہین وہ اپنا شباب یاد کر رہے ہین دلمین خیال کرتے ہین
کبھی ہم بھی جوان تھے حسینان عالم سے ہمکو بھی راہ تھی پہلو سے نازنینان مین بیٹھتے تھے بوس و کنار سے حظ وافر
اُٹھاتے تھے افسوس اب بال سفید ہو گئے دانت ٹوٹ گئے کمر مین خم آگیا صورت موت نظر آنے لگی ضعف و ناتوانی
کی کثرت ہو گئی قوت و طاقت گھٹ گئی اگر آج کو وہی عالم شباب ہوتا ان نازنینان خوبرو سے بہتر ہوتے لطف عیش
اُٹھاتے اب اس پیرانہ سالی مین اول تو وہ خواہش نہین جو شباب مین تھی اگر کچھ براے نام خواہش وصل بھی ہے
تو یہ نازنینان آئینہ رو ہم بڈھون کو جوانون کے آگے کاہیکو پوچھینگی بات بھی نکرینگی سوال وصل لئیے کرنا بیکار ہی مفت
کی ہنسی ہوگی ذلت کمال ہوگی بہتر یہی ہے کہ چپکے بیٹھے رہو صدمہ و رنج اُٹھاؤ زبان نہ ہلاؤ نازنینان خوبرو کی بزم مین کیفیت
ہی کہ جس طرف جوانان ماہرو مہر لقا صاحب دولت و اقبال بیٹھے ہین اکثر اُسی طرف بناز و انداز و عشوہ کرشمہ رقص
کرتی ہین اور گاتی ہین اور ہر ایک کے مرغ دل کو دام گیسو مین گرفتار کرلیتی ہین بباطن جوانان صاحبان اقبال سے وصل
کی خواہش رکھتی ہین لیکن بظاہر انکار کرتی ہین اگر کوئی جوان خوبرو اشارہ سے کہتا ہی کہ آج تو کسی وقت ہمارا بھی
گھر گرم کرنا اپنے وصل سے ہمکو خوش کرنا بناز و ادا کہتی ہین کہ یہ تو کبھی نہو گا اسی حسرت مین رہو گے جو چاہتے ہو وہ امر ہونا
دشوار ہی اور جس جانب اشخاص مسن اور دراز سن بیٹھے ہین اگر کبھی وہ خوبرویان شوخ و شریر رخ کرتی ہین اور ناچتی اور
گاتی ہین تو بڈھے بحسرت نظر اُلفت سے دیکھتے ہین نازنینان مہ جبین اُنکی صورت دیکھکر مُنھ پر رومال رکھکے کبھی ہنستی
ہین کبھی بہ آواز بلند خندہ کرتی ہین بڈھے بیچارے ضعیفی کے مارے یہ خیال کرکے کہ ہمین کو دیکھکر یہ حسینان بیمثال ہنستی
ہین شرم سے گردنین جھکا لیتے ہین بعضے رونے لگتے ہین اور بعضے محفل سے محجوب ہوکر اُٹھ جاتے ہین علاوہ قصور و ایوان
کے لاکھون خیمہ استادہ ہین فرش معقول ہے جابجا مسندہاے زرین ہین علی قدر مراتب و لیاقت مردم بیٹھے ہین نہایت

ساقیان گلفام صدر نشینان بزم کو دو دو دور کے جام جم نظیر بادۂ دو آتشہ پلاتے ہیں اور بعد انکے مردم عام کو بھی ساغر مے پلاتے
ہیں مہ جبینان سہیلی سہان کبھی نغمہ کر رہی ہیں والہاسے اہل بزم کو اپنے رقص و نغمہ سے خوش کر رہی ہیں غرض جس طرف
دیکھیے سوا محفل عشرت اور بزم طرب کے کچھ اور نظر نہیں آتا ہے اور جس طرح مجالس خاص ان مقامات مسطورہ میں آراستہ
ہوتی ہیں اسی طرح مجلسیں عام بھی بتکلف مقامات ثلاثہ یعنی میدان عرشیہ اور یاقوت نگار و قریۂ فردوس میں ہر ایک جب
وسط بازار گوشہ صحرا میں بصد تکلف آراستہ کی گئی ہیں اور ان محفلہائے عام میں مردمان بازاری و مردم اراذل ہر فرقہ
جمع ہوکر خوشی حاصل کرتے ہیں اور ہر ایک محفل عام میں جملہ سامان عیش و سرور مانند مجالس خاص موجود رہتا ہے اور
زنان مطربہ صدہا بلکہ ہزارہا واسطے انھیں مجالس عیش و عشرت کے طلب کی گئی ہیں اور وہی زنان خوبرو ہر دم
مردمان محتاج و مفلس کی بزم عشرت کو رونق دیتی ہیں یعنی اپنے رقص و نغمہ سے انکے دلوں کو خوش کرتی ہیں اور انکی
بزم کو زینت دیتی ہیں اور واسطے مردمان اراذل کے اشیائے مسکر بھی مثل بھنگ و بوزہ وغیرہ مقامات طلسم سیاہ
و سلاج سیاہ سے منگوا کے جمع کی ہیں اور اسی طرح زنان مطربہ و رقاصہ کو بھی ممالک دور و دراز سے طلب کیا ہے جو انمیں
ذی رتبہ ہیں اور فن موسیقی میں کامل ہیں وہ بزم و محفل خاص کے واسطے ہیں اور جو اس مرتبہ کی نہیں ہیں وہ
مردمان بازاری وغیرہم کی بزم کے واسطے معین ہوئی ہیں کیونکہ مردمان بازاری اور اراذل ہر فریق بوجہ پستی طبیعت
و خرق عادات ان زنان مذکور کے کرشمہ و چہل اور نغمۂ دل ملول سے خوش ہوں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے قول مشہور

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز

غرض روز و شب یہی جلسہ عیش و عشرت آراستہ رہتا ہے مردمان بازاری وغیرہ بھونڈی گانا سنتے ہیں اور ٹھرا و سیندھی
شراب پیتے ہیں چرس کی چلموں پر کس کس کے دم لگاتے ہیں یعنی گانجا اڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جس جوان
سے نہ پی گانجے کی کلی اس لڑکے سے لڑکی بھلی بعضے بھنگ گھوٹ کر کسی سبز رنگ کے عشق میں پیتے ہیں بعضے
افیونی بیرونی گھبرا کر اٹھتے ہیں نشہ جو اتر گیا ہے لڑکھڑا کر گرے پڑتے ہیں منہ سے رال ٹپک رہی ہے ناک بھری ہے اشک بھی
آنکھوں میں بھرے ہیں گنے کا ٹکڑا بغل میں دبا ہے چہرہ کا رنگ زرد ہے دست و پا میں درد ہے کہتے ہیں کبھی ذرا سی افیون
ہمکو کوئی دیدے جمائیوں کے مارے برا حال ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا دم نکل رہا ہے اگر کسی مہتمم نے تھوڑی سی نکال کر
افیون دے دی تو دانت نکال کر گڑگڑا کر دعائیں دینے لگے خدا آپ کو سلامت رکھے اسوقت آپنے جان بچائی غرض
بمجرد دستیاب ہونے افیون کے چہرہ پر بحالی آگئی آنسو بہنا موقوف ہو گئے مایوسی دل سے دور ہوئی گویا جسم میں جان آگئی
جھٹ سے ایک چینی کی پیالی میں تھوڑا سا پانی لائے با اطمینان تمام بیٹھ کے افیون گھولنے لگے جب کسی قدر پانی رنگین
ہوا مسکرا کر کہنے لگے واللہ کیا اچھی افیون ہے رنگت کی بہتر ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خالص ہے جوگا بہت کم
یہ تقریر افیونی مذکور کی سنکے اور دو چار افیونی قریب آگئے افیون کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کسی نے چاقو بٹوے سے نکالا

ٹکڑا لئے کہ آہستہ آہستہ بڑی نزاکت اور عمدگی کے ساتھ چھیلا گنڈیریاں بنا کر رومال میں رکھیں کسی نے میٹھی روٹی کے
ٹکڑے نکالے کسی نے نیچہ تازہ کیا تنباکو کڑوا چلم میں بھر اپنے آگے تیار کرکے رکھا اگر دوسرے افیونی نے طلب کیا تو جھنجھلا
جواب دیا کہ بھئی ابھی تو سلگا بھی نہیں ہے صبر کرو تمکو بھی دینگے وہ افیونی یہ تقریر اُس افیونی کی سنکے بدمزہ ہوا آخرکار افیونی
مذکور الصدر نے پہلے تو آپ افیون پی بعد اسکے اپنا اوس میں حصہ دیکر اور افیونیوں کو دیا اور انھوں نے مسکرا کر شکریہ کا
اپنا فخر جانکر ذرا ذرا سی چسکی پی لی بعد اسکے گنڈیریاں باہم تقسیم ہوئیں ہر ایک نے ذرا ذرا سی چوس کے کہا ہمیں اب
کسی قدر نشہ ہوا جسم میں جان تازہ آئی داستان خواجہ عمرو کی کہنی شروع کی اور افیونی بگوش ہوش خوش ہو کر سننے لگے
اگر کسی نے کہا بھی کہ چپ رہو داستان نہ کہو ناچ گانا ہو رہا ہے دیکھو سنو جواب دیا کہ بھئی ہمکو تو اسی میں لطف حاصل
ہوتا ہے قصہ مختصر اسی طرح پانزدہ روز برابر بزم طرب اور محفل عشرت قصر النیرین اور دیگر مقامات مذکورہ میں آراستہ رہی اور
جملہ سلاطین عالی وقار و شاہان والا مقام جشن ہمایوں میں نغمہ مطربان خوش گلو سنا کیے اور نازنینان زہرہ خصال کا
رقص دیکھا کیے اور محو تماشا رہے بعد اسکے جب روز مسعود اور وقت مبارک عقد نکاح کا آیا حکماے عالی منزلت
والا مرتبت نے سواری ہمایوں صاحبقران اکبر کا سامان درست کیا اور جملہ جلوس برات کا فراہم کیا اور صاحبقران اکبر
کو نوشاہ بنایا سر پر بھاری وہ سہرا باندھا کہ شعاع آفتاب جسکی کرن پر ہزار جان سے قربان ہو گئی اور آفتاب برج اقبال
شاہزادہ ذی وقار پر نثار ہوا اور ایسی ساعت سعید اور وقت ہمایوں میں کہ قران السعدین کا ہنگام تھا اور زمین و زمان
سے صداے تہنیت اور مبارکبادی آتی تھی صاحبقران اکبر کو بعد جشن و خوبی تخت رواں پر کہ جو سراسر جواہر نگار
تھا سوار کیا تمام و کمال سلاطین صاحب جاہ و جلال اور جملہ شاہزادگان نامدار عالی وقار ہمراہ رکاب صاحبقران عالیجاہ
میں پیادہ حاضر تھے غرضکہ صاحبقران کشورستان بہزار جلوس و احتشام و بصد شوکت و حشمت و خوبی و نقارہ
شادی سوار ہو کر جانب قلب الحصار روانہ ہوئے حکماے ذی وقار یعنی حکیم قطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن
و حکیم خشیبان و حکیم عقرطوس جنی بھی ہمراہ سواری صاحبقران اکبر موجود تھے لیکن اکثر مورخین نے یہ بھی تحریر کیا ہے
کہ حکیم عقرطوس جنی کو حکیم قطاس الحکمت نے قصر النیرین میں براے انتظام و اہتمام چھوڑ دیا تھا اور ہمراہ صاحبقران
اکبر نہیں کیا تھا آخرکار بعد قطع راہ روز ہفتم ملک خلورستان یعنی شہر قلب الحصار میں نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا
روشنی از حد کی گئی تھی اور سامان آرائش از طرف قصر النیرین سے قلب الحصار تک بخوبی تمام کیا گیا تھا اور کوچہ و برزن
آراستگی ہوئی تھی کہ جادۂ منزل رشک کہکشاں نظر آتا تھا سلاطین برج الملک نے جملہ اپنی خلورستان کو مثل عروس
آراستہ کیا تھا خاصکر شہر قلب الحصار کو ایسا روشنی چراغان سے مزین کیا کہ فلک کو رشک تھا اور باغ بہار افشاں
کی رونق اور تازگی کی کیا صفت کیجاے زبان قاصر ہے اوسکی تعریف اس باغ کی یہ ہے کہ باغ جنت بھی تر و تازہ اور بہار
مثل اسی باغ کے ہوگا اس سے گوے سبقت یقین ہے کہ نہ لیگیا ہوگا اسی باغ رشک گلشن ارم میں جا بجا مکان دلکشا

یعنی نازنینان مشتری طلعت زہرہ خصال اور مقربان ملکہ نوبہار گلشن افروز مع نادرہ راز دار مقیم ہین اور والدین ملکہ نوبہار بھی وہین تشریف رکھتی تھی فقط ملکہ نوبہار گلشن افروز بوجہ شرم وحجاب کے شریک نہوئی تھی کیونکہ وہ سرو رعنائے گلشن محبوبی و گل رنگین چمن خوبی چند روز سے حجلہ عروسی مین مقیم ہے موافق دستور روز عقد تک باہر آ نہین سکتی اسوجہ سے شریک بزم طرب نہین ہوئی الحاصل باغ نشاط بخش مین عجیب محفل عشرت افزا آراستہ ہے کہ جسکی تعریف ہو نہین سکتی علاوہ اسکے اسی طور حوالی قلعہ الحصار مین خیمہ ہائے گردون وقار زرنگار استادہ ہین اسواسطے کہ مردمان لشکر سلاطین نو وارد انمین مقیم ہون اور شریک بزم عشرت ہو کر مسرت حاصل کرین الحاصل جب سواری بعد تیاری عنقریب شہر قلب الحصار پہونچی سلطان روح الملک مع وزرا اور امرا ارکان سلطنت واعیان مملکت بشوکت وحشمت واسطے استقبال کے آیا اور بہ آئین شائستہ استقبال بجالایا اور اپنے ہمراہ صاحبقران اکبر کو مع جملہ سلاطین عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار وامرائے نامدار و سرداران عالی مقدار کو بعزت و وقار اور بتکریم و تعظیم شہر قلب الحصار مین لایا اور ہر ایک شاہ و شہریار کو علے قدر مناصب و مراتب ایوان ومنازل وقصور مین مقیم کیا اور جملہ مردمان فوج شاہی کو قریب باغ نشاط بخش خیمہ و خرگاہ مین فروکش کیا اور جملہ خیام مین اسباب وسامان عیش وعشرت موجود کروایا اس جگہ پر اکثر راویان راست گفتار یون بھی مندرج کیا ہے کہ سلطان روح الملک نے تمامی زمین دشت پر فرش مخملی اور بساط زربفتی ایسا بچھوادیا تھا کہ کہین ایک ذرا بھی صورت زمین اور شکل غبار نظر نہ آتی تھی اطلس گردون دور سے نگران تھا شہر قلب الحصار صورت عروس آراستہ تھا علاوہ اسکے ہر بزم طرب مین مطربان خوش گلو یون نغمہ سرا تھے کہ آواز نغمہ انکی گوش فلک تک جاتی تھی اور پیر فلک بھی برغبت تمام جھکا ہوا ہر اک نغمہ سن رہا تھا۔

نظم

فرش زربفت و قماش در صحرا — برق میزد ز ارض تا بسما — از جواہر کہ بد برون ز شمار — بار آوردہ جا بجا اشجار

شب یاقوت و بزبرجد بود — وز گہر جا بجا شگوفہ نمود — ہر طرف مہرخے خرامندہ — گرم چون آفتاب تابندہ

ساقی ماہروئے گلرنگ — مطرب خوشنوا بہ بربط و چنگ — ماہ و خورشید و زہرہ راز سپہر — میکشیدند سوے خویش بمہر

اہل مجلس ز بانگ نوشانوش — کردہ کر ہر زمان ہزاران گوش — اہل مجمع ز بادۂ ایشان — معرکہ را ز من مپرس بیان

بلکہ ہر کس ازان صغار و کبار — محو بودہ بجلوۂ دلدار — خبر از آفتاب و ماہ نداشت — جز بروے بتے نگاہ نداشت

غرضکہ دس روز تک اسی طرح جلسۂ عیش وعشرت آراستہ رہا بعد اسکے ساعت ہمایون اور وقت مسعود مین شاہزادہ نامور یعنی صاحبقران اکبر کو تخت جواہر نگار عروسی پر متمکن کیا اور تمام خسروان ذیقدر و خاقان نامور مع سلطان اسمعیل و حکمائے عالیوقار محفل عقد مین شریک ہوئے حکیم قسطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن و حکیم خوش بیان ملکہ ناطقہ روشن بیان کی جانب سے شاہد اور وکیل مقرر ہوئے اور قاضی احمد عرب نے ان دونون دریائے حسن وخوبی کو سلک زوجیت مین منسلک کیا بعد عقد ہونے کے شور وغوغائے تہنیت ومبارکی ایسا بلند ہوا کہ سکان سموات گھبراکے جانب زمین دیکھنے لگے

کہ یہ کیا واقعہ تازہ ہوا ہے

شہر لیت پیشگان یکجا نشستند	دو گوہر را بیک جا عقد بستند

حاصل کلام بعد نکاح قرانی سلطان بروج المناقب والد ملکہ ناطقہ روشن بیان نے طبقہائے زر سرخ و سفید و جواہر گران بہا سر ہمایون پر تصدق کیے بعد اسکے صاحب قران اکبر کو موافق قاعدہ اور دستور کے محل مین طلب کیا اور رسمین عقد و نکاح کی موافق قاعدہ و دستور کے نسوان ادا کرنے لگین بعد جملہ رسوم کے شاہزادہ ذیوقار ہنگام شب ایک ایوان باغ نشاط بخش مین جو واسطے زفاف کے معین ہوا تھا اور مثل عروس کے آراستہ ہوا تھا مع ملکہ ناطقہ روشن بیان آیا اسدم جملہ نازنینان شہر عشرت یعنی مصاحبان و مجلس ملکہ نو بہار و ملکہ صبح دلکشا و نادرہ رازدار وغیرہ دروازۂ باغ پہ حاضر اور موجود تھین ہر ایک مہ پارہ نے طبق گوہر و جواہر سر نوشاہ اور فرق عروس پر نثار اور تصدق کیے اور مہجبینان نغمہ سرا نے ترانۂ تہنیت اور مبارکی گانا شروع کیا اکثر خواتین پریزاد عروس و نوشاہ کو بعزت و وقار ایوان مذکور مین لائین اور تخت جواہر نگار عیش و عشرت پر بعد خوشی متمکن کیا اور بعد اسکے شرم و حجاب سے تمامی نسوان پریزاد ہر ایک بہانے سے وہان سے اٹھ آئین اور ایوان مذکور مین تخلیہ کر دیا جسوقت جملہ نازنینان پریزاد جلی آئین اور تخلیہ ہو گیا اسوقت صاحب قران اکبر مصروف اختلاط ہوئے اور آمادہ وصل ہوئے کیونکہ ایک زمانہ دراز اور مدت مدید سے اسی روز کے خواستگار رہتے اور پروردگار عالم سے امیدوار تھے آخر کار بعد ناز و نیاز بسیار کے صاحب قران اکبر وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوئے دل مضطر کو قرار ہوا روح نے تسکین پائی راوی کہتا ہے کہ جس رات صاحب قران کامگار کا نکاح ہوا تھا حکمائے عالیوقار نے سلطان ابو الحسن جوہر کو بھی غمزۂ شیرین کار سے منعقد فرمایا تھا اور اسی باغ بینظیر مین ایک قصر صحبت عیش اور عشرت کے واسطے مقرر ہوا تھا چنانچہ ابو الحسن جوہر بھی اپنی معشوقہ غمزۂ شیرین کار ندیم خاص ملکہ ناطقہ روشن بیان سے ہم آغوش ہوا لب و رخسار کے بوسے لیے بیتاب ہو کر سینے سے لگایا غمزۂ شیرین کار نے ناز و ادا کرنا شروع کیا آخر کار بعد رد و بدل کے مہم زفاف کو سر کیا جب آرزو دل برآئی ابو الحسن جوہر کے دل نے تسکین پائی ہنگام سحر نادرہ رازدار نے شاہزادۂ ذیوقار صاحب قران نامدار کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دی ابو الحسن جوہر کہ اسوقت خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر اور موجود تھا نادرہ رازدار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا افسوس ہزار افسوس کہ تم صاحبقران عالیشان کو وصل حقیقی ملکہ ناطقہ روشن بیان کی تہنیت دیتی ہو اور مجھکو مہم حل زفاف کے سر کرنے کی تہنیت نہین دیتی ہو بڑا تعجب کا مقام ہے اور یہ امر سراسر نا انصافی کا ہے اور علاوہ اسکے ای خاتون تمنے یہ بھی پوچھا کہ رات کس طرح سے بسر ہوئی بوسے کتنے لیے کے مرتبہ وصل سے کامیاب ہوئے کیونکہ غمزۂ شیرین کار کو اپنے قابو مین لائے کیونکر وصل کی تدبیر کی خبر جو کچھ ہمنے کیا وہ تمنے دیکھا ہوگا تم پر ظاہر و آشکارا ہوگا باوجود اسکے تمنے دانستہ مجھکو تہنیت نہ دی شاید اس رشک سے جل گئین یا یہ کہ ایک روز تم سے بھی یہی معاملہ زیر و بالا و قسمت و للہ

اور زور اور کشتی کا ہونے والا ہو ایک بہی مرتبہ اپنے اور غمزہ شیرین کار کے وصل کی مبارکبادی دوگی ای خاتون تمکو جیسے سر اقدس و مبارک کی قسم سچ کہنا مین نے کیا مہم زفاف کو سر کیا ہے اور کیا تیر تاک کے نشانہ پر لگایا ہو اور کیونکر گڈھی کو فتح کیا ہے کیونکر بوس و کنار کیا ہو تم اپنے دل مین ملول نہو نا ایک دن تمہارے ساتھ بھی بادولت ہمبستر ہونگے تمہارے بھی لب ورخسار کے بوسے لینگے تمھین بھی اس نعمت عظمی سے سرفراز کرینگے دیکھو کہ مین نے غمزہ شیرین کا کو شب زفاف مین ایک دم لینے نہ دیا رات بھر تو اتر وصل سے لطف اٹھایا القول تحفے

ع کارے کہ از من آید مردان چنین کنند

پروردگار عالم تمہاری بھی آرزو سے دل کو برلاوے جسطرح کہ غمزہ شیرین کار کی تمنا سے دل کو برلایا اور تمہاری مہم زفاف بھی بہ آسانی اور بسہولت سر انجام پاوے ذرا تمکو تکلیف نہوے کہو ای خاتون آمین جسوقت یہ کلمات نادرہ رازدار نے ابو الحسن جوہر سے سنے شرم و حجاب سے عجب حال ہوا کہ بیان سے باہر ہے بعد اسکے نادرہ رازدار نے برہم ہو کر کہا کہ اے بے شرم و بے حجاب سچ تو یہ ہے کہ تجھسا بیحیا کوئی بیہودہ دنیا پر نہوگا ای بیحجاب تجھکو نہین معلوم کہ مین خسروان نامدار اور سلاطین عالی تبار کی تہنیت کا عہدہ رکھتی ہون میرا رتبہ اور مرتبہ ایسا نہین ہے کہ تجھ ایسے مرد بیحیا اور بے شرم بوالہوس بیغیرت بیچ ہر دیگ چونٹیون بھرے ہوئے کباب کی تہنیت کا ننگ گوارا کرون ذرا آئینہ لیکر اپنی شکل کو دیکھ بھینگے کی صورت ہو اور کوے کی شکل ہے اپنے منصب سرہنگی پر نظر کر اور میری لیاقت اور مرتبہ عالی کو دیکھ اور بجاے خود انصاف کر میرے بارے مین ایسے کلمات واہیات مہملات کہنا لازم نہین اب منہ سے لو آنے لگیگی زبان گل کے گر پڑے گی ابو الحسن جوہر نے ہنسکے کہا کہ ای بی بی امر واقعی اور حق مین شرم و حجاب لازم نہین مین نے کچھ جھوٹ نہین کہا سچ بولنے کا حکم ہے اور امر واقعی کے پوشیدہ کرنے کی ممانعت نہین ناحق تم مجھ بیچارہ پر خفا ہوتی ہو کیا اک دن ایسا نہوگا کہ تم ہمارے وصل سے کامیاب ہوگی اور مدعا حاصل کرو گی بوسے لب ورخسار دوگی ہماری التجا سے ہوگی بی بی کو شرم سے حجاب کیا تمنے اسوقت مجھکو تہنیت ندی خیر یاد رکھنا اب تمکو بھی غمزہ شیرین کار تہنیت اس بات کی دیگی نادرہ رازدار نے بوجہ غیرت کے کچھ اسکا جواب ندیا خاموش ہو رہی اس وقت صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر کو اس گفتگوے مذاق آمیز سے ممانعت کی اور نادرہ رازدار سے فرمایا کہ اے خواہر فرخندہ وقار تم نہین جانتی ہو اور واقف ہو کہ یہ شخص سرہنگ عیار طرار نہایت شوخ طبع ہے اور شریر اور صدہا ابتداے عمر سے یہ نہایت ہی شریر ہے کبھی کبھی ہم سے بھی باتین گستاخی کی کرتا ہے اور سخن مذاق اور تمسخر کیا کرتا ہے ہم اسکے کلمات مسخرگی سے آزردہ خاطر اور ملول اور رنجیدہ کبھی نہین ہوتے کیونکہ اس شخص کی ہمیشہ سے یہی عادت ہو لہذا تم بھی اسکے مذاق اور مسخرگی سے رنجیدہ اور کشیدہ خاطر نہو نادرہ رازدار نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اکبر ذیشان عقلا نے اسکا تجربہ کیا ہو کہ جو آدمی کمینہ ہوتا ہو اس سے ویسے ہی حرکات ظاہر ہوتے ہین آپ ملاحظہ فرمائین اگر یہ شخص ذلیل و خوار اور کمینہ نہوتا تو پیشہ عیاری حاصل نہ کرتا کیونکہ با وجود رتبہ سلطانی کے جو آپ نے اس فرمایہ کو

ازراہ عزت افزائی مرحمت فرمایا ہر اپنی اصالت کی باتون سے اور حرکات نامعقول سے باز نہین آتا ہر چند کہ حضور نے اس نالائق کو چاہا کہ لائق ہو مگر لئیق نہوا۔ بقول سعدی قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی	ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس	باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

صاحب قران اکبر نے نادرہ رازدار کے کلمات کا کچھ جواب نہ دیا اور مسکرا کر چپکے ہو رہے اور ابوالحسن جوہر بھی اپنے اس مذاق سے منفعل ہوا اور دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا قصہ کوتاہ صاحب قران ذیجاہ بعد اس گفتگو کے ایوان مین پاس ملکہ ناطقہ روشن بیان کے تشریف لے گئے اور نادرہ رازدار اور صبح دلکشا وغیرہ نازنینان خوبرو و پریزادان عنبرین مو کہ جہان تمکین سلطان روح الملک سے رخصت ہوکر جانب ملک یعنی سرزمین اطلس و شہر عرشیہ و علیین کو روانہ ہوئین جسدم صاحب قران ذیوقار ایوان مین تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان تخت عروسی پر بصد رونق اور بہزار زیب و زینت مانند طاؤس طناز سراپا ناز جلوہ فرما ہے کثرت محبت اور وفور الفت سے عروس کے پہلو مین بیٹھ گئے اور مذاق اور اختلاط مین سرگرم اور مصروف ہوئے۔ اشعار

صبا بمجلس بگو کہ اغیار	بیا مژدہ کہ برحمت خدا	دل شگفتہ گردیدہ لالہ	جان مشتاق گردو سہ سالہ
نشئہ بادہ امتزاز شباب	چون بہ پیوند بکار شاہ و پسر	یعنی صاحب قران عالیقدر	بر سپہر برین فروزان بدر
یار را در کنار خویش کشید	خاطرش آنچہ خواست پیش کشید	بعد صد بوسہ کامرانی کرد	نامہ خویش آنچہ دانی کرد
	گرد حاصل بگوہر مقصود	سر بسجدہ نہاد و شکر نمود	

غرضکہ صاحب قران والاشان نے سات دن تک ہر وقت اور ہر لحظہ باغ نشاط بخش مین بخوبی تمام عشرت کی اور ابوالحسن جوہر نے بھی مدت مذکور تک حظ وافر اور لطف بسیار اٹھایا آٹھوین روز حکمائے عالیوقار نے فرمایا کہ سلطان روح الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان مع جملہ نازنینان گلوبستان بجاہ و حشم و بجلوس و تجمل بصد شوکت و حشمت شہر عرشیہ کو تشریف لیجائین اور ملکہ نوبہار گلشن افروز کی بزم عروسی کو رونق بخشین چنانچہ بموجب ارشاد حکمائے عالیوقار تمامی حسینان گلوبستان مانند منطقہ زرین بکمر و حمرا و رماشہ و قمرا و جمیلہ و شکیلہ و سوداوہ و غمزہ شیرین کار و ملکہ ناطقہ روشن بیان بصد جلوس و تجمل سمت زمین اطلس بہزار خوشی روانہ ہوئین

داستان عقد شہریار نامور صاحب قران اکبر با ملکہ نوبہار گلشن افروز و نکاح ابوالحسن جوہر با نادرہ رازدار

بساط آرایان محفل انبساط اس داستان سراپا نشاط کو اس طرح آراستگی دیتے ہین کہ جب شہریار کشور گیر صاحب قران باتوقیر نے عقد ملکہ ناطقہ سے فراغت پائی اور ملکہ ناطقہ روشن بیان سے وصل ہو چکا اور آرزوے دلی بر آچکی یعنی ہمبستری ہوچکی

اسوقت موافق ارشاد حکماے عالیوقار و عالی تبار مع جملہ شاہان نامدار و سلاطین عالیوقار و امراے ذیوقار و رفقا
عالی تبار و سرداران خوش کردار و بہو رشعار و حکماے یکتاے روزگار بصد جلوس و تجمل و بہزار شوکت و شان و تزک
و احتشام و جاہ و حشمت و نقارہ و نوبت بہمراہی تمامی فوج و لشکر بعدد کرو فر اسپ پری وش پر سوار ہو کر جانب مینا طلسم
روانہ ہوے قبل اسکے بیان کیا گیا ہے کہ اب وہ آثار طلسمی سرزمین سے معدوم ہو گئے ہین مسافت راہ مانند منازل
استعارت کے ظاہر تھی صاحبقران اکبر بشان و شوکت مذکور الصدر بعد قطع منازل و طے مراحل اول شہر صورت پرستان
مین کہ جسکو بمقام حیرت بھی اکثر مردم کہتے ہین تشریف لائے بہزاد خان حاکم شہر صورت پرستان اور ملکہ ارفع داروغہ
شہر خبر ورود اقبال و نزول اجلال صاحبقران خجستہ خصال فرخندہ فال کی سنکے واسطے حصول ملازمت اور بجاے
استقبال مع جملہ ارکین شہر بصد جلوس شاہانہ حاضر ہوے اور بعد حصول شرف پابوسی و ملازمت صاحبقران
گیتی ستان کو مع جملہ سلاطین و شاہزادگان و امرا و رفقا وغیرہ کے بہزار تعظیم و تکریم اپنے ہمراہ شہر مذکور مین لائے اور
بعد حسن و خوبی ایوان و منازل و قصور بیمثال و بیعدیل مین مقیم و فروکش کیا اور اسطرح تحسین و خوبی صاحبقران اکبر اور
جملہ سلاطین و امرا و رفقا و مردان عساکر وغیرہ کی دعوت اور ضیافت کی کہ صاحبقران اکبر اور جملہ مردان خاص و عام
مسرور و محظوظ ہوے بعد اسکے صاحبقران اکبر نے بہمراہی چند امراے ذیوقار شہر کی سیر کی اور شہر مذکور کی آراستگی اور
خوبی ملاحظہ فرماکر نہایت مسرور ہوے بعد اسکے صاحبقران اکبر نے بتعجیل تمام رافع بن ارفع کو نوشاہ بنا کر رافعہ بانو اسکی
مطلوبہ روشن جبین سے بصد خوبی منعقد کیا رافع کو وصل رافعہ سے بدرجہ کمال مسرت حاصل ہوئی بعد اسکے صاحبقران
عالیمقام بتعجیل تمام وہان سے روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ اس سامان اور جلوس و تجمل سے صاحبقران اکبر جانب
زمین اطلس جاتے ہین کہ اس شوکت و شان سے جانب شہر قلب الحصار تشریف نہین لائے تھے کیونکہ لاکھون وہ
فیلان کوہ پیکر کہ جنکی جھولین زرتار ہین اور ہودج آنپر زرین اور جواہر نگار ہین انپر سلاطین ذیوقار اور شاہزادگان نامدار
بیٹھے ہین اور ہزارہا ہمراہی مین گھوڑے عربی ترکی تازی عراقی با ساز نقرئی و طلائی کہ جنپر اکثر امراے ذیعزت اور سرداران
عالی مرتبت بیٹھے ہین اور کثرت سواران زرہ پوش چار آئینہ بند کی اسدرجہ تھی کہ جو شمار سے باہر ہے اور مردم لشکری جو
پیادہ ہین وہ تو مثل مور و ملخ کے ہین وردیان نفیس زیب تن کیے ہین آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ ہین دریاے آہن
مین غرق ہین ہر ایک جوان بیمثال ہے صاحب حسن و جمال ہے ہزار در ہزار باجے انواع و اقسام کے ہین انکی صداے
شہنائیات ایسی بلند ہین کہ گوش ساکنان فلک کر ہوے جاتے ہین گاؤ زمین کثرت بار مردم وغیرہ سے تھراتی ہے صداے
نوبت و نقارہ شادی گنبد فلک تک جاتی ہے سر صاحبقران اکبر پر چتر بال ہما گردش مین ہے زر و جواہر فرق صاحبقران
اکبر پر اتنا سر راہ مین بیشمار نثار ہوتا ہے گویا بارش زر و جواہر کی ہو رہی ہے جس صحراے سبزہ زار مین صاحبقران اکبر
قیام فرماتے ہین وہ صحرا کثرت مردم سے رشک شہر آباد ہو جاتا ہے فیلان بلند قامت جس صحرا مین فراہم ہوتے ہین وہ مقام

تجلی بن معلوم ہو جاتا ہو صدہا منزل تک جلوس سے دیکھنے والے کو قدرت خدا نظر آتی ہے آخر صاحبقران
ایک شہر آئینہ داران میں تشریف لائے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ قبل اسکے اس شہر کی
راہ میخانہ ہوشربا اور دشت وحشت و دوزخ سے تھی جو باطن طلسم میں محسوب ہوتے تھے لیکن اب
وہ آثار طلسمی بالکل معدوم ہو گئے ہیں فقط شہر آئینہ داران کہ واقع میں اصلی تھا قائم اور موجود ہے غرضکہ
ملک جمال الدولہ پریزاد مالک شہر آئینہ داران خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر استماع کرکے برائے
استقبال آیا اور شرائط قدمبوسی و ملازمت بجا لایا چونکہ بموجب حکم سلطان قیصر نوس پہلے ہی سے شہر
آئینہ داران آئین بند ہو چکا تھا ملک جمال الدولہ صاحب قران اکبر کو بصد احترام و عزت شہر
آئینہ داران میں ایوان عالی تک اپنے ہمراہ لایا اور بہ تکریم و تعظیم صاحب قران اکبر وغیرہ کو فرودکش کیا
بعد اسکے ملک جمال الدولہ نے بصد حسن و خوبی صاحب قران اکبر اور جملہ سلاطین و شاہزادگان وغیرہ کی
ضیافت کی صاحب قران اکبر نے جلد تر بدر عالم منجم کو دولہ بنایا اور بعنوان شائستہ ساعت نیک میں
خوشنواز پری سے منعقد کر دیا بدر عالم منجم اپنی معشوقہ مہ پارہ سے اس طریقہ سے بتابانہ شب زفاف میں
لپٹا کہ صاف دیکھنے والے کو ثابت ہوتا تھا کہ قران السعدین ایکجا ہیں یا ماہ مہر سے ہم آغوش ہے غرضکہ بعد حسرت
و آرزو بدر عالم منجم نے اس مشتری خصال زہرہ جمال یعنے خوشنواز پری کے وصل سے حظ وافر اور لطف
از حد اٹھایا اپنے کوکب بخت کو اوج پر پایا شکر خداوند عالم کا بجا لایا بعد عقد وصل بدر عالم منجم صاحب قران اکبر
شہر حشمت نگار میں داخل ہوئے خواجہ عنبر ناظر داروغہ شہر حشمت نگار بعد اداے قواعد استقبال کے رسم دعوت
و ضیافت بجا لایا حکیم قطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے فرمایا ای شاہزادہ عالیوقار تم اس شہر بینظیر میں چند
روز قیام کرو کیونکہ سلطان ابوالحسن جوہر کا نکاح اسی مقام پر ہونا چاہیے لہذا تم بوقت ہمایوں اور ساعت سعید
ابوالحسن کو آراستہ لباس مکلف سے کرکے بشوکت و حشمت سمت قصر نادرہ رازدار لیجانا اور اسی قصر میں ابوالحسن
جوہر کا عقد نادرہ رازدار سے کرنا صاحب قران اکبر نے موافق ارشاد حکیم قطاس الحکمت کے بزم عشرت آراستہ
کی بعد کئی روز کے سلطان ابوالحسن کو بصد جلوس و تجمل قصر نادرہ رازدار کی جانب لے گئے چونکہ دو روز قبل
حکیم قطاس الحکمت قصر نادرہ رازدار میں تشریف شریف لے گئے ہیں اور اس قصر کو صاحب قصر ہزار زیب و
زینت الیا آراستہ کیا تھا کہ اگر اس قصر کو ساکنان قصور جنان دیکھیں لیئے مسکن اپنا اسی قصر میں کر لیتے اور کبھی جانب
قصور ارم رخ بھی نہ کرتے غرضکہ صاحب قران اکبر بصد تجمل و حشم و بجلوس شوکت و شان در قصر مذکور بہ تہیہ تجمل
منازل عالی میں مقیم ہوئے واضح ہو کہ ملکہ شرف افروز مادر نادرہ رازدار شہر حشمت نگار کی مالک ہے اور پریزاد و خان د
جمال الدولہ وغیرہ ملکہ شرف افروز کی جانب سے نیابتاً حکومت کرتے ہیں ملکہ شرف افروز نے صاحب قران اکبر جیسا

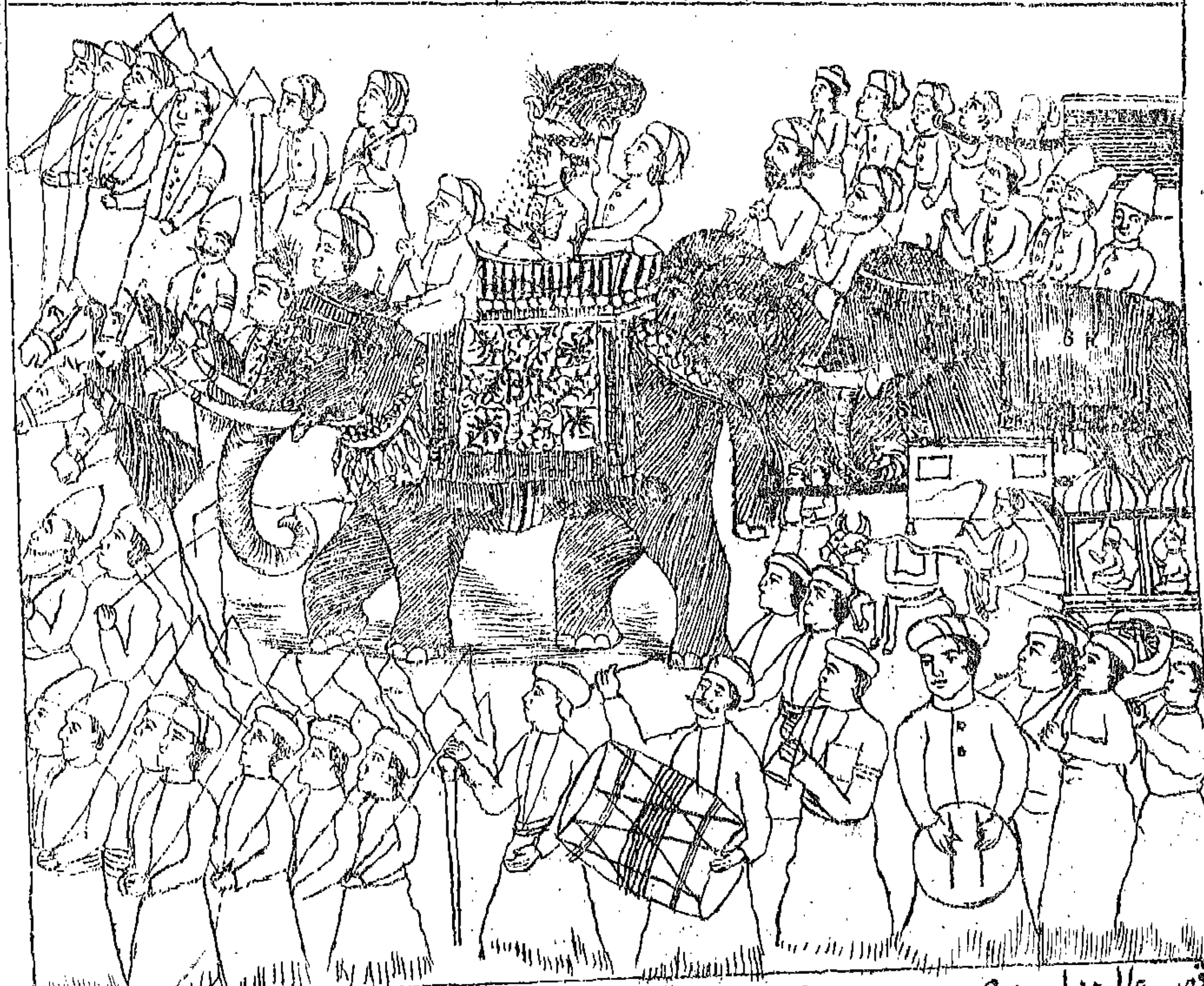
سلاطین وشاہزادگان وامرا و مردان لشکری وغیرہ کی بخوبی تمام دعوت وضیافت کی اور بزم عشرت بخوبی آراستہ کی صاحب قران اکبر وغیرہ سات روز تک بزم طرب مین مشغول رہے اور بخوبی لطف رقص ونغمہ اٹھایا اور بخوبی تمام دعوت سے محظوظ ہوے اور اکثر پرزادان عشاق کو اُنکے معشوق کے وصل سے کامیاب اور شادکام فرمایا بعد ایک ساعت سعید اور وقت ہمایون مین ابو الحسن جوہر کا عقد کیا یعنے حکیم ابو المحاسن نے اپنی وکالت سے نادرہ رازدار کو ابو الحسن جوہری زوجیت مین داخل فرمایا تمامی سلاطین ذیوقار وشاہزادگان نامدار نے سلطان اسمعیل عالیوقار اور صاحب قران اکبر کو تہنیت دی بعد عقد و رسوم کتخدائی عروسی کے صاحب قران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ جاؤ نادرہ رازدار سے ہمبستر ہو اُس دم ابو الحسن جوہر نے حکم صاحب قران اکبر نہ مانا اور انکار کیا اور کہا ہے صاحب قران ذیجاہ ابکی مرتبہ یہ امر خلاف قاعدہ وقوع مین آیا ہے کہ میرا عقد آپ کے عقد سے قبل ہوا ہے علاوہ اسکے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین قبل آپ کے ہمبستر ہون اور لطف وصل اٹھاؤن گوہر مدعا دل حاصل کرون مہم زفاف سر کرون یہ تو کسی طرح مجھسے نہوگا اور ایسی گستاخی بھولے سے بھی نہوگی صاحبقران ذیشان نے فرمایا اے برادر اب ہمنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جسکا عقد قبل ہو وہ مرحلہ زفاف کو بھی پہلے سر کرے یعنے اپنی معشوقہ سے وصل حقیقی حاصل کرے اگر تم ہمارا کہنا نہ مانوگے تو ہمکو ملال ہوگا لہذا تم کو لازم ہے کہ ہماری خوشی کا لحاظ رکھو اور بہانہ نہ کرو ابھی جاؤ اور نادرہ رازدار سے وصل حقیقی حاصل کرو جس وقت اسطرح صاحبقران اکبر نے فرمایا ابو الحسن جوہر لاچار ہوا اور بموجب ارشاد صاحب قران اکبر داخل قصر ہوا دیکھا نادرہ رازدار مثل طاؤس طناز سراپا ناز حسن مین رشک قمر رخت عروسی در بر عطر سہاگ مین لبسی ہوئی دست و پا مین حنا لگی ہوئی پیشانی پر نور افشان لگی ہوئی عروس بنی ہوئی بیٹھی ہے ابو الحسن جوہر بمجرد دیکھنے کے بہزار شوق واشتیاق پہلوے نادرہ رازدار مین بیٹھ گیا اور اُس بزم کو اغیار سے خالی دیکھکر اور تخلیہ پاکر سرگرم اختلاط ہوا نادرہ رازدار نے ہر چند اپنے تئین بچایا مگر ابو الحسن سے کچھ زور نہ چلا آخر کار تھک گئی سانس پھول گئی ابو الحسن نے لپٹ کر خوب پیار کیا اور بہزار آرزو وصل سے کامیاب ہوا یعنی مہم زفاف کو سر کیا نہایت مسرور وشاد ہوا ؎

سوے نیفہ اش برد دست بلند
بہ پیکان آن لعل یاقوت گون
زہمیان بر سیم بکشود بند
گہر سود و آورد مرجان برون

الحاصل ابو الحسن جوہر نے تمام شب لطف تازہ اور عیش بے اندازہ حاصل کیا ہنگام سحر حمام مین داخل ہوا اور غسل کرکے اور لباس نفیس پہنکے خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا بمجرد دیکھنے ابو الحسن کے صاحبقران اکبر نے مسکراکر وصل نادرہ رازدار کی تہنیت دی اور کیفیت شب زفاف دریافت کی ابو الحسن جوہر نے شرماکر عرض کیا کہ حضور کے اقبال سے مرحلہ زفاف پر فتحیاب ہوا لیکن حضور بڑی جنگ ہوئی پسینے مین تر ہوگیا آخر موقع پاکر مین نے

ایسا تیر نشانے پر لگا کہ کارگر ہوا۔ صاحب قران اکبر یہ تقریر ابوالحسن جوہر کی سنکے بہت ہنسے بعد اسکے ملکہ
شرف افروز نے موافق دستور ابوالحسن جوہر کو خلعت دامادی سے ممتاز اور سرافراز کیا بعد شادی ابوالحسن
جوہر صاحب قران اکبر چار روز تک مکان عروس مین مہمان رہے ناچ دیکھا کیے اور نغمہ پریوان سنا کیے
اور مقامات قصر یعنے منزل جاودان شاہ وغیرہ کو ملاحظہ فرماتے رہے اور سیر دیکھتے رہے بعد اسکے حکیم قرطاس الحکمت
نے ارشاد فرمایا کہ اے صاحب قران والاشان ابوالحسن جوہر کا عقد ہو چکا اور وصل نادرہ رازدار سے بھی
کامیاب ہوا اب آپ اپنی کتخدائی کی فکر کیجیے اور جانب شہر عرشیہ تشریف لیجیے صاحب قران اکبر نے بموجب ارشاد
حکیم قرطاس الحکمت قصد چلنے کا کیا اسوقت سلطان اسمعیل و دیگر سلاطین ذوالفقار نے صاحب قران نامدار کو نوشاہ بنایا
سہرہ گلہاے عنبر شمیم کا سر پر باندھا انتظام و اہتمام بیحد کیا یعنے جلوس بہ آئین شائستہ اول روانہ کیا سوار رہے
پیادون نے قدم اٹھائے باجے بجے امراے ذوالفقار و سلاطین نامدار و سرداران تہور شعار ہزاران فیلان کوہ پیکر
پر سوار ہوے اور رفقاے عالی قدر و شاہزادگان ذیشان ہزاران اسپان بینظیر و بیعدیل پر سوار ہوے
حکما نے ایک فیل کوہ پیکر پر کہ جسکی جھول زرتار تھی اور ہودہ بھی بیمثل و بینظیر تھا ہمراہ سلطان اسمعیل صاحبقران
اکبر کو سوار کیا اور آپ بھی ہمراہ سواری ہوے جملہ شاہ و شہریار و شاہزادگان ذوالفقار سواری صاحب قران کے
یمین و یسار ہوئے زنان ذوالفقار بھی بصد پردہ داری کچھ ہمراہ ہوئین اور کچھ قبل روانگی برات کے جانب عرشیہ
روانہ ہوئین غرض اس جلوس و تجمل اور شوکت و حشمت اور جاہ و احتشام سے زر و جواہر سر صاحب قران
اکبر پر نثار کرتے ہوے سلطان اسمعیل سمت شہر عرشیہ روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ مین نے ایسے جلوس اور
خدم و حشم سے کسی بادشاہ روے زمین کو عقد کرنے کو جاتے نہین سنا تھا اور بلکہ ناطقہ روشن بیان کی کتخدائی
مین یہ تزک اور احتشام نہین دیکھا تھا جہانتک نظر کام کرتی تھی سواے جلوس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آوازین
باجون کی ایسی بلند تھین کہ اگر آواز کوئی کسی کو دیتا تھا اور پکار کے کوئی بات کہتا تھا وہ مطلق نہ سنتا تھا صدا
باجون کی گنبد فلک تک جاتی تھی ساکنان شہر یہ شور و غلغلہ عظیم سنکے متحیر ہوکر سوے زمین دیکھتے تھے
پیر فلک حیران تھا زمین کثرت مردم سے پامال ہوئی جاتی تھی گاؤ زمین بار مردمان سے دبی جاتی تھی ماہیا
بیچین ہوکر تڑپ رہی تھین زمین کو زلزلہ تھا کثرت روشنی اسقدر تھی کہ سیاہی شب سفیدی سحر پر طعن کرتی
تھی اور ضیاے صبح محشر کا مقابلہ کرتی تھی زمین کثرت چراغان سے پر نور تھی مثل سیارون کے زمین
پر چراغان تھی ہر قندیل رشک مشعل ماہ تھی غرضکہ زمین ضیا مین رشک آسمان تھی۔ الغرض
صاحب قران اکبر قصر نادرہ رازدار سے بجلوس و تجمل مذکورالصدر بعد قطع مراحل و طے منازل حوالی
شہر عرشیہ مین پہونچے۔ راوی صدق گفتار کہتا ہے کہ شہر عرشیہ کے ہر چہار جانب اس درجہ عمارات اور

باغات اور



قصور عالی منزلت اور صحراے پر بہار وغیرہ مقامات فرحت افزا اور دلکشا تھے کہ وہ طبقۂ زمین رشک فردوس بریں معلوم ہوتا تھا اور ایک قصر بےمثال کو دیکھکر ہر ایک شخص متحیر ہوتا تھا ایک جانب باغ مراد بخش واقع تھا وہ باغ ایسا پر بہار تھا کہ گلشن ارم سے بھی تازگی اور شادابی مین کچھ بڑھا ہوا تھا ہزار ہا بلبلین اُس باغ مین نغمہ سرائی کرتی تھین اور ایک طرف نہر غریبہ واقع تھی پانی اسکا ایسا لطیف و شیرین تھا کہ آبحیات سے بھی آبرو مین رتبہ برتری رکھتا تھا اور ایک سمت مرغزار ایسا واقع تھا کہ روح کو اُسکی سیر سے تازگی حاصل ہوتی تھی اور دلکو فرحت ہوتی تھی علاوہ اسکے صدہا چمنہاے رنگین گرد و پیش شہر کے واقع تھے اور ہزارہا عمارات عالیشان نظر آتی تھین حکیم قسطاس الحکمت نے حوالی شہر عرشیہ کو جنت نظیر تصور کرکے اُسی جگہ خیام لشکر ظفر اثر برپا کرنے کو حکم دیا اور آپ

شہر عرشیہ میں بصد شوکت تشریف لیگئے اور بالکہ نو بہار گلشن افروز کی جشن کتخدائی کا سرانجام اور اہتمام کیا شہر عرشیہ کو وسعت و آبادی وغیرہ میں عدیم المثال ہے ہر چند کہ اول سے ہر ایک مقام اور کوچہ شہر مذکور کا مانند عروس آراستہ تھا لیکن حکیم صاحب موصوف نے تشریف لاکر از سر نو اپنی حکمت سے شہر عرشیہ کو آراستہ کیا اور ہر ایک کوچہ بازار کو آرایش سے رونق دی روشنی چراغان سے شہر عرشیہ کو پر نور کیا علاوہ اسکے وہ سامان اور وہ انتظام شادی کیا کہ بڑے بڑے دانا سے روزگار متحیر ہوئے اور شہر علیین کہ دولتخانہ عرشیہ سے مراد ہے وہ بھی باوجود سامان روشنی اور کثرت چراغان سے ایسا پر نور تھا کہ قصر گردون آگے اسکے ظلمتکدہ ظاہر ہوتا تھا مگر حکیم قسطاس الحکمت نے روشنی چراغان سے بار دیگر ایسا پر نور کیا کہ آفتاب تاب مقابل کی نہ لاکر غروب ہوگیا اور ماہتاب کے دل میں رشک سے داغ پڑگیا اور جملہ مقامات شہر عرشیہ میں سامان دعوت و ضیافت اسقدر مہیا اور موجود کیا کہ جو شخص دیکھے سیر ہوگئی اور اسی درجہ مغنیان خوش آواز و زنان مطربہ زہرہ انداز کی کثرت تھی کہ شمار انکا احاطہ امکان سے بھی ممکن نہیں ہر جا اور ہر مقام پر بزم طرب اور محفل رقص آراستہ تھی

اشعار

ز آئین بندی ہر باغ و صحرا
مہ و مہر آمدستہ دایم در تماشا
ہمہ آئین عشرت ہر طرف بود
ز آئین بندی در شہر و بازار
مہ و اقبال عالم در شرفہا بود
جہان را شد ز نو آئین پیرایہ

القصہ جب صاحبقران اکبر و سلطان اسمعیل و جملہ سلاطین حوالی شہر عرشیہ کی عمارات اور قصور و باغات میں مقیم اور فروکش ہوئے اور اعلام عساکر ظفر نشان ساکنان شہر عرشیہ کو دکھائی دیے اور خبر ورود اقبال اور ورود اجلال صاحبقران اکبر کی اسوقت سلطان قیصر نوس والد گرامی قدر بالکہ نو بہار گلشن افروز مع ارکان سلطنت و اعیان مملکت تمامی فوج و لشکر بصد کر و فر و ہزار خدم و حشم بیرون شہر آیا اور استقبال سلطان اسمعیل و صاحبقران اکبر بجا لایا اور ہمراہ اپنے بہزار تکریم و تعظیم لاکر باغ مراد بخش میں مقیم کیا اور تمامی سلاطین ذوالاقتدار و شاہزادگان عالی وقار بھی صاحبقران ذیجاہ کے ہمراہ باغ مذکور میں فروکش ہوئے اور جملہ مردمان لشکر ظفر اثر صاحبقران ذیشان بیرون باغ قیام پذیر ہوئے اور اکثر امراے ذیوقار اور سرداران نامدار قصور و ایوان باغ مراد بخش میں مقیم ہوئے بزم طرب اور محفل عشرت ہر ایک قصر و ایوان میں آراستہ ہوئی نازنینان مہ جمال اور خوبرویان ابرو ہلال با ساز و سامان حاضر ہوئیں اور بناز و ادا رقص کرنے لگیں اور گانے لگیں علاوہ رقص و نغمہ خوبرویان کے سامان عیش و عشرت ہر ایک ایوان و قصر میں واسطے ہر ایک شخص کے علی قدر مراتب مہیا اور موجود تھا کوئی شے ایسی نہ تھی کہ موجود نہو سوا اسکے مے گلگون اور شراب ریحانی ساختہ و پرداختہ طلسم اس افراط سے تھی کہ جملہ مقامات ایوان و قصور میں حوض و نہر مے مذکور سے لبریز اور جاری تھی مہرویان مے خوار بے اندیشہ محتسب جام پر جام لیتے تھے اور نازنینان خوبرو

لبریز خاطر شراب مسطور سے لب تر کرتی تھین راوی کہتا ہی کہ اس افراط مے کو ملاحظہ کر کے شیخ کا ساغر دل تمنا سے شراب سے لبریز ہوا تھا اور شیشہ توبہ کو سنگ توبہ شکنی سے چور چور کرنا چاہا تھا اور اسی غرض کو مے طہور سے بھی بہتر جانکر قصد کیا تھا کہ چند جام مے گلفام پیکر ایک گھڑا شراب سے بھر کے جسطرح ہو سے اپنے دوش پر منزل یار تک لیجا سے شیخ موصوف یہ دل مین خیال کر کے ساقیان سیمین ساق شہرہ آفاق و نازنینان لالہ فام نازک خرام کے قریب آئے اور قرأت کے ساتھ یہ کلمات زبان پر لاتے کہ الحمد للہ صاحب قران اکبر کے عقد کا زمانہ آگیا بزم عیش آراستہ ہوئی ہمکو نہایت درجہ سرور حاصل ہوا مگر باوجود اس کثرت شراب کے ایک جام بھی ہمکو نہین ملا اور ہمنے بغیر اجازت بادشاہ اب تک شراب نہین پی ہی لیکن ہم بخوشی خاطر تھوڑی سی مے کو تناول فرماتے تاکہ حلال ہوجاتے مطلب باقی نہ رہے اور ایک گھڑا بھی شراب سے بھر دو کہ آیندہ کام آئے ساقیان شوخ چشم تندخو نے جو تقریر شیخ موصوف کی بقرأت سنی مارے ہنسی کے فرش پر لوٹنے لگے لاکھ ضبط کرتے تھے مگر ضبط نہو سکتا تھا شیخ صاحب کی صورت کو دیکھکر اور تقریر کا خیال کر کے بے اختیار ہنستے تھے بعد بڑی دیر کے ہنسی کو ضبط کر کے شیخ مسطور کے پاس آئے اور کہا کہ آپ تو یقین ہی کہ دعا سے توبہ پڑھتے ہوئے ہونگے شراب کو حرام جانتے ہونگے اسوقت کونسے مسئلہ سے اسکو حلال کیا کچھ تقوی اور طہارت کا خیال نہ رہا مے کو دیکھکر رال ٹپک پڑی تاب نہ رہی جسسے سوال جام شراب کیا آپ کو اس مایہ حیات سے کیا تعلق ہے لہذا یہان سے تشریف لیجایئے واسطے شراب کے ہاتھ نہ پھیلایئے شیخ موصوف یہ کلمات ساقیان تندخو سن کر روشنکے عمامہ سر سے اتار کے ساقیان مہ جمال کے قدمون پر رکھتے تھے اور منت سے اسطرح طلبگار بادہ ناب ہوئے تھے اشعار

بیا ساقی ای خرمن گل بیا
دلم خون شد این ناز و پرخاش چیست

تو گل من خزان دیدہ بلبل بیا
تو ساقی و من تائب این چہ گلیست
زبان بار این ننگ بر داشتہ

بیا ای خراشندہ دلہا دوش مست
زبان کردہ این توبہ خوش بیدل
بجان تو کز دل خبر داشتہ

تہی بی سر و پا کہ رفتم ز دست
چہ باشد درین جرم بیچارہ دل

ہر چند کہ شیخ موصوف نے اشعار فارسی مین اپنے مطلب کو ادا کیا یعنے شراب طلب کی فارسی مین بجبیان انکی ہاتھ جوڑ کر عمامہ قدمون پر رکھا دانت نکالکر گڑگڑاتے مگر ساقیان شوخ و شریر نے ایک قطرہ بھی شراب کا شیخ کو نہ دیا اور صاف جواب دیا کہ اگر سمت قبلہ سے آفتاب نکلے گا تو بھی ہم آپکو شراب نہ دینگے جب شیخ مذکور کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ شراب ساقیان تندخو نہ دینگے اسوقت عجب مایوسی اور مجبوری سے عمامہ کو سر پر رکھا جیب کو لیکر اُٹھے رومال سے اشک پونچھے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے اور اپنی بدقسمتی پر روتے ہوئے تشریف لے گئے اسی طرح ایک محفل خاص مین امیر جمیل الدین کہ قبائل عرب سے اور وہان امیر نصیر الدین عم نامدار امیر سیف الدین مین شمار کیا جاتا تھا میر مجلس مقرر ہوا ہی اور اس محفل طرب مین معشوقان نازنین کہ صاحب حسن و جمال اور ناز و ادا مین بیمثال تھی بیچ چند کنیزان خوبرو عنبرین مو خدمت ساقی گری پر مقرر تھی بار بار بناز و ادا و کرشمہ ساغر شراب امیر جمیل الدین کے آگے لیجاتی تھی اور جیکے سے

کہتی تھی کہ ہمیں کو روئے ہمارا مردہ دیکھے اگر اس جام کو ہمارے ہاتھ سے نہ پیے امیر موصوف باوجود ایسی معشوقہ کی
قسمیں دینے کے جام پینے سے انکار کرتا تھا کیونکہ امیر موصوف نے مدت دراز اور زمانہ بعید سے توبہ کرلی تھی اور شیخ
احمد مکی و شیخ محمد مدنی و شیخ عبدالعظیم بغدادی کے ہمراہ زہد و تقویٰ میں بسر کیا کرتا تھا اس وجہ سے عشوہ ناز پری کا
کہنا کو نہ مانتا تھا یعنی شراب نہ پیتا تھا مگر وہ فرشتہ فریب زاہد کش اب ہر مرتبہ ہزار ناز و ادا جام کو از غوائی دست
حنائی میں لیکر پہلو میں بیٹھکر منہ سے لگا دیتی ہو اور امیر جمیل الدین منہ پھیر کر کہتا ہے صاحب ذرا الگ بیٹھو جام شراب
میرے منہ سے نہ لگاؤ اور یاران قدح خوار کو پلاؤ مجھکو اس حرام شی سے معاف رکھو میں ممنوعات سے محترز ہوں ایک
مدت سے تائب ہوں دیکھو تو بشلنی ذکر او شراب نہ پلاؤ میرے پہلو سے اٹھ جاؤ مجھکو شراب خوار نہ بناؤ عشوہ ناز پری
نے خیال کیا کہ ابھی امیر جمیل الدین شراب کسی طرح نہ پینگے لازم ہے کہ صبر کرو اور پہلے ناز و ادا اور کرشمہ و غمزہ انکو بنا
دیوانہ اور فریفتہ کرلو بعد ازاں پھر شراب پیشکش کرنا اس وقت یقین ہے کہ انکار نہ کریں اور بے تامل پی جائینگے
عشوہ ناز پری یہ سمجھ کر کے جام شراب لیکر اٹھی اور اہل بزم کو پلانے لگی مگر جب جام شراب لیکر آتی ہے اس
ناز اور انداز سے اہل بزم کو پلاتی ہے کہ امیر جمیل الدین کا دل بیقرار اور بیتاب ہوجاتا ہی آخرکار حضرت عشق نے مہربانی
فرمائی طبیعت امیر جمیل الدین کی عشوہ ناز پری پر آئی اب تو امیر جمیل الدین دل میں خیال کرنے لگا کہ اگر اب کی مرتبہ عشوہ ناز پری
میرے پہلو میں بیٹھ جاوے اور جام شراب میرے منہ سے لگاوے بلا تامل پی جاؤنگا لطف حیات اٹھاؤنگا شیخ
عبدالعظیم سے مسئلہ شراب خواری دریافت کرونگا افسوس میں نے بڑی خطا کی ایسی معشوقہ نے کس کس طرح سے کہا اور میں نے
اسکا کہنا نہ مانا اسکے دست نازک سے شراب نہ پی بڑی حماقت کی واقعی میں بھی نادان کوئی ہوگا کیونکہ یہ دن کسکو
نصیب ہوتا ہی کہ معشوق حسین پہلو میں ہو اور بہشت جام شراب پلائے اسدن کی آرزو اور حسرت میں ہزاروں جوان
خوبرو پردہ دنیا سے اٹھ گئے اور ہزاروں دل ہی بر آئی اگر میرے بخت بلند نے ایسی یاوری کی کہ معشوق خود عاشق ہوا
اور تو نے ذرا اعتنا نہ کی افسوس ہزار افسوس بڑی نادانی کی امیر جمیل الدین یہ خیالات اپنے دل میں کر
عشوہ ناز پری بزم میں بیٹھا ہے اور جب عشوہ ناز پری آتی ہے امیر جمیل الدین دیکھکر مسکرا دیتا ہی اور قصد کرتا ہی
کہ اپنے پہلو میں بٹھاؤں جام شراب لیکر پیوں عشوہ ناز پری بھی ادا جانب امیر جمیل الدین کو نگران محبت
خیال کرتی کہ اب یہ شکار دانا دام میں آیا ہی ابھی اسکو اور بیقرار کرنا چاہیے یہ تصور کر کے امیر جمیل الدین
منہ بناز و ادا پھیر کر بہزار کرشمہ و غمزہ چلی جاتی ہے امیر موصوف ہاتھ مل کے رہجاتا ہی کبھی آہ سرد کرتا ہے کبھی
سے اشک آنکھوں میں بھر لاتا ہے کبھی خیال کرتا ہے کہ شراب کا پینا ممنوع ہے اس سے اجتناب لازم ہی
امیر جمیل الدین کے دل میں نسبت شراب کے یہ خیال آیا اسی وقت شیخ عبدالعظیم بغدادی سے دریافت کیا
عبدالعظیم بغدادی نے فرمایا ای امیر زادہ عالی وقار میں نے تو شراب نہیں پی ہے مگر جناب حکیم قسطاس

کیفیت اس مے بلنظیر کی سنی ہو حقیقت مین یہ مے لاجواب اس قسم کی نہین ہو کہ ممنوعات مین محسوب کیجاے اس
شراب کی ترکیب جداگانہ ہو اور یہ مے ہمیشہ مفرح و قوت بخش دل و دماغ ہو حکما سے عالیمقدار نے اسکو آثار طلسمی
ترکیب دی ہے میرے نزدیک اس شراب کے پینے مین کوئی قباحت نہین ہو بے وسوسہ اور بے تردد نوش کرو
امیر جمیل الدین کو شیخ عبد العظیم کے فتوے سے اطمینان تمام حاصل ہوگیا وہ جو اک ذرا سا خیال شراب کے ممنوع
ہونے کا تھا وہ بھی دل سے دور ہوگیا اتنے اور بھی دل امیر جمیل الدین کا الفت عشوہ ناز پری مین مضطر ہوا آخر
بے اختیار ہوکر عشوہ ناز پری سے امیر موصوف طالب جام شراب ہوا اتفاقاً سلطان ابو الحسن جوہر کو بھی اس حال سے
اطلاع ہوئی سلطان ابو الحسن جوہر کہ بڑے شوخ و شریر تھے جس وقت انکو اس کیفیت سے بخوبی اطلاع ہوئی اس ماجرا کے
عجیب و غریب سے متحیر ہوے کیونکہ امیر جمیل الدین بزم عیش رفقاے صاحب قران اکبر مین شراب سے اجتناب
رکھتا تھا اور کبھی کسی جلسہ مین شریک میخواری نہوتا تھا آج جو طالب جام شراب ہوا اسوجہ سے حیرت ہوئی غرض بعد
حیرت بسیار ابو الحسن جوہر نے عشوہ ناز پری سے آہستہ کہا کہ اے نازنین بیعدیل خبردار خبردار امیرزادہ جمیل الدین
کو ساغر شراب نہ دینا جبتک کہ امیرزادہ مذکور بصد منت و سماجت اور عجز و انکساری بطریق طالب بادہ نہو اسواسطے کہ
تمھارے انکار سے امیرزادہ کا دل تمھاری طرف زیادہ تر متوجہ ہوگا علاوہ اسکے ہمکو بھی یہ منظور ہے کہ آج امیرزادہ
جمیل الدین اپنی حرکت استغنا سے اور اس انکار سے جو جلسۂ عشرت رفقا مین بنسبت شراب کے کیا کرتے ہین
بخوبی تمام متنبہ ہون عشوہ ناز پری نے موافق کہنے ابو الحسن جوہر کے عمل کیا یعنے جب امیرزادہ جمیل الدین جام شراب
مانگتا تھا عشوہ ناز پری ہزار ناز و ادا انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ وہی جام ہو جس سے انکار کیا تھا اور ہمارے کہنے
کو کسی طرح پذیرا نہ کیا تھا امیرزادہ جمیل الدین آہستہ کہتا تھا کہ بیشک اسوقت مجھسے نادانی ہوئی مین نے تمکو
رنجیدہ کیا تھا کہنا نہ مانا اب ایک جام کے عوض مین دو چار ساغر مے پلا دو عشوہ ناز پری کہتی تھی کہ وہ وقت گیا وہ بات
گئی اب کیا ہوتا ہو اگر ہزار جام شراب بھی پیو تو بھی تمکو نہ دون کیونکہ مین نے کیسی کیسی قسمین تمکو دین اور کہا کہ جام
شراب پیو مگر تمنے نہ پیا اب تم مانگتے ہو مین نہ دونگی یہ کہکر عشوہ ناز پری اور اہل بزم کو ساغر شراب پلانے لگی امیر
جمیل الدین منھ دیکھتے رہگیا خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کیجیے کہ جس سے دل اپنا تسکین پائے اور عشوہ ناز
پری بھی جو رنجیدہ ہو مجھسے خوش ہو بعد بڑی فکر کے یہ تدبیر تجویز کی کہ سواے عجز و انکساری کے اور کسی صورت مدعا
[illegible] شراب ہاتھ نہ آئیگا یہ تدبیر تجویز کرکے امیرزادہ مذکور انتظار مین بیٹھا کہ اگر اب عشوہ ناز پری اسطرف
[illegible] عشوہ ناز پری [illegible] ضرور در عمل مین لاؤنگا تامل نکرونگا اسی صورت یہ خیال کررہا تھا کہ وہ غارت گر ایمان
[illegible] جمیل الدین [illegible] شراب دست نازک مین لیے ہوے [illegible] ناز و ادا سے دل اہل بزم کو فریفتہ کرتی ہوئی
[illegible] شراب پلانے لگی امیر جمیل الدین اسکے ناز

واناز کو دیکھکر بہت بیتاب ہوگیا اشارہ سے پاس اپنے بلایا اور پھر بہزاران منت اور انکساری ساغر مے کا خواستگار ہوا عشوہ ناز
پری نے ہنسکے چپکے سے کہا کہ صاحب توبہ کرو یہ فعل ممنوع تمہارے لائق کب ہے کہ نہیں ہو تم تو زہاد او رعباد مین داخل
ہوا ور مردان پابند شرع مین شمار کیے جاتے ہو تم کو شراب سے کیا کام ہو نماز پڑھو روزہ رکھو خالق شفا کی تسبیح پڑھو
ان اللہ مع الصابرین پڑھو شیطان پر لعنت کرو آرزو سے مے نکرو کیونکہ پیشانی پر نشان سجدہ پروردگار آشکار ہے
اس عمامہ او رعبا او رتقوے او رطہارت پر میخواری مرتب نہیں ہے اشیاے حرام سے احتراز واجب ہو علاوہ اسکے
پابندی قول بھی انسان کو ضرور ہو جو کہا وہ کہا تم تو انکار کرچکے ہو خلاف مرادمن علم ادب طالب شراب کیون ہوتے ہو بڑی
ذلت کی بات ہو اہل بزم کیا کہینگے جب صاحب قران اکبر کو یہ خبر ہوگی وہ بھی تمکو تلون مزاج تصور فرمائینگے پھر تمہارے
قول وفعل کا اعتبار نہ کرینگے حاصل کلام اس فتنہ روزگار آفت جہان سراپا ناز وانداز عشوہ ناز پری نے اس شوخی او
شرارت سے بغمزہ وکرشمہ تقریر کی کہ امیر جمیل الدین کا دل اور زیادہ شیفتہ اور فریفتہ ہوگیا اور بے اختیار رونے لگا
مگر اسطرح کہ اہل بزم کو ثبوت نہوا عشوہ ناز پری سرگرم ساقی گری ہوئی امیر جمیل الدین نے الفت ومحبت عشوہ ناز پری
مین اپنا حال ابتر کیا عشوہ ناز پری نے جب دیکھا کہ امیر جمیل الدین میرے عشق مین مبتلا ہوگیا ہو اور حال ابتر کیا ہو تو
اسوقت پھر عشوہ ناز پری بصد کرشمہ وعشوہ نزدیک امیر موصوف آئی اور اہل بزم کو بناز وانداز جام مے ناب پلانے لگی
اور امیر موصوف کا آتش رشک سے دل جلانے لگی پھر امیر جمیل الدین نے بے اختیار ہوکر اشارہ سے عشوہ ناز
پری کو بلا کر جام شراب کا سوال کیا اور کہا کہ او ظالم اتنے ظلم سے باز آ میرے دل کو زیادہ نہ جلا پہلو مین بیٹھ جا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے پلا کیونکہ دل کو اب تاب ضبط اور طاقت صبر باقی نہین ہے اگر اب کی مرتبہ بھی انکار کیا
یقین ہے کہ میری روح جسم سے نکل جائیگی تیری جدائی کا صدمہ اٹھائیگی عشوہ ناز پری نے یہ سنکے جواب دیا اور جواب
دیا کہ پھر تمنے جام شراب طلب کیا اسقدر سمجھایا مگر کہنا نہ مانا خیر مین تمہاری جان کی دشمن نہین ہون یہ نہین چاہتی ہو
کہ تمہاری روح اس صدمہ ورنج کی وجہ سے نکل جائے یہ جام بلور رکھا اور شیشہ شراب رکھا ہے جسقدر تمہارا دل چاہے
اپنے ہاتھ سے شراب پیو اور اپنے دل کو خوش کرو تم اپنے فعل کے مختار ہو مین تمہاری توبہ شکنی نہین چاہتی سمجھا کیا
مطلب کہ بیکار عذاب مین گرفتار ہون تم ایسے متقی اور پرہیزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن کیونکہ مین نے خود اب توبہ
کی ہے اور عہد کیا ہو کہ کسی خدا پرست کو اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی میرا عہد اور تم بشکل تمہاری توبہ کے نہین ہے
راوی کہتا ہو کہ جسوقت عشوہ ناز پری نے جام وشیشہ پیش امیر جمیل الدین رکھ دیا اور کلمات مذکورہ بالصد ناز وغمزہ
کہے اسوقت امیر جمیل الدین نے درد عشق سے ایک آہ سرد جگر سے کھینچی اور بگریہ وزاری یہ کہا

گر تو ساقی نباشی اندرین بزم	کس نخواہد سوے بادہ میل کند کشتی بادہ از کفت خوش است	یکسو فگند ہر کسی شیشہ ہر ... سبیل کنند	جام ہر ... طفیل کنند

آخر کار اس تقریر انکار و اصرار کو طول کھینچا ابو الحسن جوہر نے اس کیفیت سے صاحب قران اکبر کو عین بزم طرب میں جا کر اطلاع دی صاحب قران ذیشان اس کیفیت تازہ سے مطلع ہو کر بہزار اشتیاق دید تشریف لائے اور اس محفل میں ایک گوشہ مخفی میں قیام فرما کر حال امیر جمیل الدین و عشوہ نازپری ملاحظہ فرمایا اور کچھ گفتگو بھی جو فیما بین طرفین ہو رہی تھی سنی یعنے امیر جمیل الدین عشوہ نازپری سے موافق مذکور بصدر اسوقت بھی جام شراب طلب کر رہا تھا اور عشوہ نازپری پہلو میں بیٹھی اور اپنے ہاتھ سے جام پلانے سے انکار کر رہی تھی اور امیر موصوف بصد منت اور بہزار خوشامد بگریہ وزاری و بیتابی و بیقراری کہہ رہا تھا کہ اے راحت دل عاشق و اے معشوق فائق

نظم

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم	بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم	سخن صریح بگویم نمیتوانم دید	کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم

شاہزادہ معز الدین ذیوقار اس ناز و نیاز معشوق و عاشق کو ملاحظہ کر کے نہایت ہنسے اور عشوہ نازپری کو کہلا بھیجا کہ اب زیادہ اپنے شیفتہ اور فریفتہ کو نہ ستاؤ بہت رو چکا ہے اب نہ رلاؤ پہلو میں بیٹھ کر اسکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ آرزو سے امیر جمیل الدین بر لاؤ عشوہ نازپری نے موافق حکم صاحب قران اکبر اپنے دست نازک رنگین سے ایک ساغر مے ناب سے بھرا اور بہزار ناز و انداز و عشوہ و کرشمہ پہلو سے امیر جمیل الدین میں بیٹھ کر بہزار ادا [illegible] جام بھرا اور امیر نوش [illegible] کیا امیر جمیل الدین نے خوش ہو کر جام بے دغدغہ انجام نوش فرمایا اور عشوہ نازپری کے گلے میں ہاتھ ڈال کر [illegible] بجائے رنگ [illegible] سبب ذوق و لب شیرین کے لئے ساری کلفت دور ہوئی جان تازہ تن بیجان میں آئی روح نے راحت پائی غرضکہ صاحبقران ذیجاہ گردون بارگاہ نے حکم فرمایا کہ آج سے شب چہلم تک ایک شخص ادنی و اعلی بیت بخش محفل عشرت ہو اور کوئی [illegible] صدمہ نکرے اور جو درکار ہو سرکار سے لے صاحب قران ذیشان نے خزانہ وا کر دیئے تھے کہ ہر شخص بقدر دل [illegible] جمال [illegible] اور کوئی آرزو اور حسرت اپنے دل میں باقی نہ رکھے اور یہی باعث تھا کہ حکما سے عالی منزلت جو لا مرتبت نے بزم طرب امیرانہ [illegible] بقدر مراتب جدا جدا آراستہ کی تھی کہ ہر شخص بوجہ پاس و لحاظ لذت عشرت و مغانی سے محروم نہ رہجاوے غرضکہ عجب جشن بے بدیل سرزمین عشرت و علیین میں آراستہ ہوا کہ پیر فلک نے کبھی روئے زمین پر ایسا جشن بے نظیر اپنی مدت العمر میں نہ دیکھا تھا صاحب قران ذیشان رات دن مع رفقائے ذیوقار و سلاطین عالیوقار و سرداران نامدار نازنینان خوش گلو خوبرو کا رقص دیکھتے تھے اور گانا سنتے تھے اور تماشائے چراغان اور کیفیت آتشبازی دیکھتے تھے اور ہر روز مع جملہ رفقائے ذیوقار و نازنینان گلرخسار مرغزار عشرت میں بہزار عیش و نشاط اختلاط اور بوس و کنار میں مشغول اور مصروف ہوتے تھے اور نازنینان مہرو کے نغمہ دلکش سنتے تھے وہ نازنینان خوش جمال اس طرح گاتی تھیں کہ اگر زہرہ مطربہ فلک انکا نغمہ مرغوب کو سنتی متحیر ہو کر صورت تصویر ہو جاتی اور رنجوا[illegible] یکتائی دل سے دور کرتی اسی طرح شہر عشرت و علیین میں صدہا بلکہ ہزارہا مجالس عشرت آراستہ تھیں اور ہر بزم میں رقص و نغمہ ہوتا تھا اہل بزم کو سرور بے اندازہ حاصل ہوتا تھا مردمان اہل بزم کو دمبدم ساقیان مہرلقا

جام بادۂ ناب دیتی تھیں خاص وعام کو سوائے شرابخواری اور نغمہ خوبرویان سننے کے اور کوئی فکر نہ تھی جو وقت خواہش
طعام ہوتی تھی ملازمان سلطان قیصر نوس خوان نعمت لاکر پیش کرتے تھے اور بحسن وخوبی مستعد کار رہتے تھے
راوی کہتا ہے کہ سلطان قیصر نوس نے ایسی غذائیں لطیف انواع و اقسام کی تیار کرائی تھیں کہ کبھی کسی شاہ وشہریار
نے ایسی اغذیۂ نادرہ و تحفہ واسطے دعوت کے کبھی تیار نہ کرائی ہونگی بلکہ خود بھی نہ کھائی ہونگی مردان خاص وعام سے
جو شخص ان اغذیۂ مذکور کو کھاتا تھا بے اختیار ہوکے تعریف کرتا تھا دل کو لذت حاصل ہوتی تھی روح خوش ہوجاتی
تھی الحاصل صاحبقران اکبر ایک ماہ کامل سرگرم عیش وعشرت رہے یعنی دعوت وضیافت اور بزم طرب اور
بادہ کشی سے لطف بیحد اور حظ وافر اٹھایا کیے جب ہنگام ہمایون اور وقت مسعود اور روز حمید حکیم قطاس الحکمت
نے واسطے عقد کے مقرر فرمایا تھا قریب آیا شاہزادۂ ذیجاہ فلک بارگاہ شہریار کشورگیر سلطان گردون سریر یار
عجائبات حکیم قطاس الحکمت صاحب حشمت وشان وشوکت شکنندۂ طلسم سباع سبع و طلسم بیضا شہنشاہ
بینظیر شہر وصحرا بادشاہ بلند بخت مالک تاج وتخت خسرو بیمثال صاحب دولت واقبال رشک سلاطین روزگار یعنے
صاحبقران ذیوقار اسی وقت سعید میں لباس عروسی سے ازسرنو آراستہ ہوکر تخت روان پر سوار ہوئے اور
بخدم وحشم اور بجلوس وتجمل بصد شوکت وحشمت جانب مکان عروس عزم کیا سوائے سلطان اسمعیل عالیوقار
وسلطان روح الملک تمام وکمال سلاطین ذیوقار وشاہزادگان نامدار ورفقائے ذی مرتبہ وسرداران عالی درجہ
وجملہ شاہزادگان بنی الجان عالیشان سواری شاہزادۂ ذیوقار کے جلو میں سوار یا پیادہ حاضر تھے جلوس کی انتہا
نہ تھی نوبت ونقارہ وقرنا وغیرہ سے گوش ساکنان فلک کر ہوئے جاتے تھے شیر فلک کا دل دہلتا تھا پیر فلک
خمیدہ ہوکر حیرت سے سیر اس برات کی دیکھ رہا تھا مردان لشکری کی اسقدر کثرت تھی کہ حساب وشمار انکا ہو نہیں سکتا
جہانتک نظر کام کرتی تھی کثرت جلوس سے روئے زمین نظر نہ آتا تھا اور جس تخت روان پر کہ صاحبقران اکبر سوار
تھے وہ تخت واسطے صاحبقران اکبر کے سلطان قیصر نوس پدر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے بھیجا تھا کہ شاہزادۂ
ذیوقار اس تخت نادر روزگار پر بجائے مرکب وفیل سوار ہوکر قدم رنجہ فرمائے اور یہ تخت نادر روزگار صاحبقران
اصغر کی دختران بنات النعش سے ایک دختر نے نمونہ تخت سلیمانی واسطے اسی روز کے بنوایا تھا کہ داماد عالی نژاد سلطان
قیصر نوس یوم عقد اسی تخت پر سوار ہوکر مکان عروس میں تشریف لائے اور یہ تخت مذکور جواہرات بیش قیمت
اور بیش بہا سے رونق پذیر ہوا ہے لینے بڑے بڑے پارۂ جواہرات کہ جو دنیا میں اپنا مثل ونظیر نہیں رکھتے اور کوئی
شاہ وشہریار پارۂ جواہرات مذکور کی قیمت دے نہیں سکتا اس تخت پر نصب کیے گئے تھے الغرض صاحبقران
ذیوقار بہزار شوکت وحشمت وجلوس وتجمل مذکور الصدر باغ مراد بخش سے سوار ہوکر جانب مکان قیصر نوس
روانہ ہوئے۔ نظم

بہ آئین شائستۂ خسروی
بہ شہریار انش اندر جلو

برآمد شہنشہ بہ تخت نوی
زہے طالع شاہ دارا دفر
پس و پیش تمکین و اقبال بود

روان شد سوی حجلۂ نو عروس
روان شد چو شاہنشہ کامگار
خجستہ مہ و خجستہ سال بود

فلک کرد تحسین زمین پا نبوس
شرف در ہمین بود و بیتاسیا

الحاصل اس شان و شوکت سے سواری صاحب قران والاشان روانہ ہوئی کہ ایسی کبھی کسی شہنشاہ ذیوقار و شہریار نامدار کی سواری زیر فلک بخدم و حشم و جلوس و تجمل روانہ نہوئی ہوگی کیونکہ ہمراہیان سواری صاحبقران اکبر سراپا لباس نفیس جواہرنگار و پیراہن نادر روزگار سے مزین تھے کوئی شخص خاص و عام سے ایسا تھا کہ جو لباس زرتار اور جواہرنگار سے آراستہ نہو اور وجہ اسکی یہ تھی کہ صاحب قران عالیشان نے خلعتہاے طلسمی کہ جو نایاب زمانہ تھے اپنے رفقاے ذیوقار و سرداران نامدار اور جملہ مردان فوج و لشکر کو علی قدر مراتب عنایت کیے تھے سوا اسکے سلطان قیصر نوس اور سلطان روح الملک نے بھی موافق قاعدہ جملہ شاہ و شہریار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار وغیرہ کو علی قدر مناصب و مراتب خلعتہاے پر زر مرحمت کیے تھے اسی سبب سے جملہ ہمراہیان سواری صاحب قران اکبر پیراہن و لباس پر زر و جواہرنگار سے آراستہ تھے اور روشنی اس شب شہر عشرت میں بقدرا کثرت سے کی گئی تھی کہ سیاہی ظلمت شب کا فور ہوگئی تھی کہ رہا د ہزاد کو بھی افراط روشنی سے بخوبی تمام ہر مقام نظر آتا تھا زمین شہر عشرت مطلع نور تھی گویا شہر عشرت و عالمین میں روشنی شمع طور تھی اگر حضرت موسیٰ بھی اسوقت وہان موجود ہوتے اور روشنی کو ملاحظہ فرماتے تعجب نہیں کہ انکو غش آجاتا سبب افراط روشنی کا یہ تھا کہ قریب ہزار درخت روشنی کے جو آثار طلسم سے تھے جا بجا راہ میں نصب کیے گئے تھے اور فصیل کے ہر ایک برج اور کنگرہ پر قنادیل و آتشبازی عجیب و غریب حکمت و صنعت سے آراستہ اور روشن کی تھی کہ عقل انسان کی تو کیا حقیقت ہے فرشتے دیکھکر متحیر ہوتے تھے غرض از زمین تا سپہر برین + تماشاگہی بود حیرت قرین + غرضکہ صاحبقران اکبر بہزار جلوس و تجمل کو فرا ایوان عروس میں تشریف لائے وہ ایوان بھی مانند عروس کے انواع و اقسام زینت سے آراستہ تھا اگر بالتفصیل تعریف اسکی تحریر کیجائے تو طول از حد ہوگا اسوجہ اسکا وصف نہیں کیا گیا ناظرین مختصر پسند کے دل ملول ہونگے الحاصل صاحب قران اکبر تخت روان سے اُترکے بہزار زیب و زینت مسند جواہرنگار شادی و عروسی پر جلوہ افروز ہوے اور سلاطین ذیوقار و شہریاران نامدار و رفقاے عالیوقار و سرداران تہور شعار علی قدر مراتب و مناصب مقامات مناسب پر جلوہ فرما ہوے نازنینان آدم نژاد و خوبرویان پریزاد کہ جو حسن و جمال میں عدیم المثال تھین اور علم موسیقی میں یکتاے روزگار تھین بعد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور گانے لگین و مبارکباد تہنیت دینے لگین ایسا رقص کیا کہ جملہ صاحبان بزم مسرور ہوے اور ایسا ناز و انداز نغمہ کیا کہ جمیع اہل محفل شاد ہوے اسی طرح ہزارہا مقامات پر جوانان جہان مردان ہمراہی صاحب قران اکبر فرو کش تھے صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی صداے تہنیت تا فلک گئی اور ہر ایک بزم طرب اور محفل عشرت میں اسطرح نازنینان

مد لقا اور ساقیان خوبرو نے ساقی گری کی کہ پیر فلک متحیر ہوا اور جام ماہ ساقیان سیم اندام کو دو کہا کر طالب مے ناب ہوا ہر شخص کو بزم طرب میں نشۂ شراب اور نغمہ نازنینان لاجواب سے سرور حاصل تھا نازنینان زہرہ مثال رقص و نغمہ سے دلہائے اہل بزم طرب اور قلوب صاحبان محفل عشرت کو خوش و محظوظ کرتی تھیں اور ناز و ادا و کرشمہ سے اپنا شیفتہ اور فریفتہ کرتی تھیں ہر ایک شخص اسکے شمع رخ پر نور کا پروانہ تھا کوئی جوان خوبرو بزم عشرت میں دوسرے جوان حسین سے کہتا تھا کہ ہمکو تو یہ نازنین سبزہ رنگ بہت پسند ہے جو سامنے رقص کر رہی ہے اسکے ناز و ادا پر میرا دل مثل حنا پامال ہوا جاتا ہے جوان دیگر پیشتر کہتا تھا کہ نہیں تو وہ نازنین مہ جبین مہر جمال عدیم المثال مرغوب ہے اسکا ہر نغمہ میرے دل کو اچھا معلوم ہوتا ہے ہمکو تو اسی خوبرو سے الفت ہے دل چاہتا ہے کہ ہمبستر ہوں لطف بوس و کنار بار بار اٹھائیں الحاصل بعد رقص و نغمہ جب ساعت سعید آئی حکیم قطاس بتکلف تمام کرسی کیا نب سے وکیل مقرر ہوئے اور شیخ احمد عرب نے صیغہ نکاح پڑھکر دونوں ماہ و مہر حسن و خوبی کو سلک عقد میں منسلک کیا بعد عقد خوانی پھر نازنینان خوبرو نے ناچنا اور گانا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ نازنینان مطرب نے اسطرح بناز و انداز تہنیت دی کہ صاحبقران اکبر اور جملہ صاحبان محفل عشرت نہایت خوش ہوئے اور انعام و اکرام دیا بعد اسکے موافق قاعدہ و دستور صاحبقران اکبر کو محلسرا میں طلب کیا جب صاحبقران ذیشان داخل در حرم سرا ہوئے دروازہ حرم سرا کے میں و یسار جو نازنینان گلرخسار و پریزادان خوبرو عنبرین مو مہ جبینان سیم اندام خوبرویان شیرین کلام پیراہن زرتار جواہر نگار صف بستہ موجود و ایستادہ تھیں پہلے پریزادان خوش جمال دست راست نے طبقہائے زر سرخ و جواہر سر صاحبقران اکبر پر نثار کیے بعد ازاں پریزادان دست چپ نے گلہائے نقرئی فرق صاحبقران ذیشان پر تصدق کیے ہر شے کے وقت وہ گلہائے طلسمی نادر روزگار یہ بہار ہنگام نثار ایسے ضیا بار تھے کہ مانند کوکب درخشان کے نظر آتے تھے اور جسقدر پھول صحن حرم سرا میں وقت نثار گرتے تھے متفرق و بلند ہوکر ہوا پر معلق رہتے تھے بالائے صحن حرم سرا ثابت ہوتا تھا کہ سقف آسمان نوہی علاوہ اسکے چراغدان سلیمانی بست شاخہ وغیرہ بلوریں و طلائی مرصع بجواہر جا بجا نصب تھے انمیں روشنی انواع و اقسام کی ہوتی تھی یعنے دمبدم ہر رنگ کی روشنی ظاہر ہوتی تھی اسی طرح صحن محلسرا میں سرو ہائے چراغان طلسمی بقاعدہ دائرہ نصب کیے گئے تھے انکی روشنی ایسی تیز اور صاف تھی کہ تمامی صحن محلسرا مطلع انوار معلوم ہوتا تھا سوا اسکے ہر ایک قصر و ایوان میں نازنینان پریزاد رقص و نغمہ کرتی تھیں اور ہر ایک قصر و ایوان میں بزم طرب و صحبت عشرت ایسی برپا تھی کہ آواز نغمہ تا گنبد فلک پہونچتی تھی صاحبقران ذیوقار تخت رواں پر سوار نازنینان پریزاد تخت کو اٹھائے ہوئے جسوقت صحن سے حرم سرا میں لائیں صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ دائرہ سرو ہائے روشن کے درمیان نازنینان پریزاد بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہیں صاحبقران اکبر یہ تماشائے عجیب و غریب دیکھکر بہت محظوظ ہوئے اسی طرح اور دوائرہ روشنی کی سیر کرتے ہوئے اور جا بجا نغمہ نازنینان پریزاد سنتے ہوئے آخر شب اس ایوان عالی میں

میں پہونچے جسجگہ تخت جواہر نگار پر ملکہ نوبہار گلشن افروز بلباس عروسی بصد زیب اور بہزار زینت رونق فزا تھی صاحبقران
عالیوقار تخت رواں سے اُترکے بہزار اشتیاق پہلو سے ملکہ نوبہار گلشن افروز میں جلوہ گر ہوے اُسوقت دیکھنے والوں
کو یہ نہایت ہوتا تھا کہ دو کواکب یعنی ایک برج میں جلوہ افروز ہیں یا ماہ و مہر نے ایک مطلع سے طلوع کیا ہے راوی خیال بند
اگر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے حسن و زیب و زینت اور لباس عروسی کی کیفیت بالتفصیل بیان کرے تو ایک دفتر مطول
علیحدہ اسکے مرتب ہو حقیقت میں مشاطہ نے ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اسطرح سنوارا تھا کہ فصل بہار بھی اگر دیکھتی
تو منفعل ہوتی کیونکہ عجب گل رخسار کی تازگی تھی کہ رنگ گل آگے اسکے کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا ناظرین والا تمکین پر واضح
ہو کہ یہ وہ ملکہ نوبہار گلشن افروز ہو کہ جسنے صاحبقران ذیوقار کو ایک مدت دراز اور زمانہ بعید تک اپنی الفت و محبت
میں بیقرار اور بیتاب رکھا ہے اور اپنے فراق میں برسوں سرگردان اور پریشان کیا ہے اب وہی ملکہ نوبہار گلشن افروز
بالطاف باغبان قدر مثل دل کے پہلو میں صاحبقران اکبر کے نشاط اندوز ہے اور بہزار خواہش دل بعقد شاہزادہ
ذیجاہ میں آئی ہے الغرض بعد ادا ہے رسوم معمولی اپنی عروس و نوشاہ نے فوات خدا آئینہ دیکھا اور باہم عاشق و
معشوق زوج و زوجہ نے مصحف رخ کو دیکھا اور اپنے دل میں بسبب اسکے اور ... شکر ادا کیا بعد
اس رسم کے خواتین پریزاد نے طبقہا سے زر و جواہر نوشاہ و عروس کے سر پر نثار کیے ابو الحسن جوہر کہ شاہزادہ ذیوقار کے
پس پشت موجود تھا بمجرد نثار ہونے طبقہا سے زر و گوہر کے بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گیا اور ایک ایک دانہ گوہر آبدار اور جواہر
خوش آب اور زر سرخ و سفید چن چن کے زنبیل میں داخل کیا اور ... ایک دانہ گوہر کا ... نہ دیا اور نادرہ پری زاد سے
کہا کہ اری بی بیٹھی کیا ہو کچھ کام کرو جو کچھ کہ جواہرات اور زمین پر پڑا ہوا نظر آتے ہیں اُٹھا اور تجھکو دو میں تمھارے
ساتھ اسواسطے عقد نہیں کیا ہے کہ پلنگ کے اوپر بیٹھی رہو اور کچھ میرا کام نہ کرو میں ایک غریب آدمی ہوں محنت و مشقت
سے بسر اوقات کرتا ہوں اگر تم خلاف میرے کہنے کے عمل کروگی تو یاد رکھو میں ... دوسری عورت سے نکاح کرونگا
تمکو چھوڑ دونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہو تو اٹھو اور چادر ... لیکر ... کو تمام ... کرو ... یقین ہے کہ بہت
دُر آبدار دستیاب ہونگے نادرہ پریزاد نے جواب دیا ایسی اطاعت اور فرمانبرداری مجھسے نہو سکیگی کیونکہ ایسے کام میری
شان اور لیاقت کے خلاف ہیں تمہیں جہاڑو لیکر موتیوں کی جستجو کرو اسدم خواتین پریزاد نے جو وہاں موجود تھیں ان دونوں
زن و شوہر کی گفتگو مذاق آمیز پر بے اختیار قہقہہ مارا اس اثنا میں حکیم قسطاس الحکمت اور سلطان قیصر نوس ایک جانب
سے تشریف لائے صاحبقران اکبر نے دونوں بزرگوں کو آئین شایستہ تسلیم کی سلطان قیصر نوس داماد کے تصدق اور
قربان ہوا اور سجدہ شکر درگاہ خدا میں کیا اور طبقہا سے زر و جواہر فرق شاہزادہ ذیجاہ پر نثار کیے سلطان ابو الحسن جوہر
نے بڑی چالاکی سے تمام زر و گوہر اٹھا کر نذر زنبیل کیا سلطان قیصر نوس دیکھکر متبسم ہوا اور کچھ نہ کہا بعد اسکے حکیم قسطاس الحکمت
نے شہزادہ نامدار سے ارشاد فرمایا کہ آج روز تمہارے عقد کا ہی تمکو چاہیے تھا کہ کوئی تحفہ نادر تمکو دیتے مگر سوا اسکے اس

ہدیۂ مختصر کے فی الحال اور کوئی چیز نہین ہے کہ تمکو دیجاے یہ فرماکر ایک پارچہ حریر مثلث مغرق نقوش طلائی سے عطا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے صاحبقران ذیشان اس پارچۂ نادر کا نام نقش ظفر ہے اس نقش کو علم لشکر ظفر اثر پر باندھنا اور اس علم کا نام علم الظفر تمھارے خاندان مین رہیگا سلطنت اور حکومت تمھارے ہی خاندان مین رہیگی مگر جب بحکم خداوند عالم سلطنت اسماعیلیہ خاندان دیگر مین منتقل ہو جائیگی اسوقت وہ علم جسمین یہ نقش بندھا ہوا ہوگا مفقود ہو جائیگا پھر دستیاب کسی طرح نہوگا راوی کہتا ہے کہ آخرکار موافق ارشاد حکیم قطاس الحکمت کے وقوع مین آیا یعنی جب سلطنت اسمعیلیہ دوسرے خاندان مین منتقل ہوگئی اور زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ آخر بادشاہ اسماعیلیہ سے تھا سیف الدولہ شامی نے ناگاہ خروج کیا اور انتزاع سلطنت ہوگئی علاوہ اسکے حکومت و سلطنت مصر و شام کی بھی بادشاہ اسمعیلیہ کے قبضہ و تصرف سے نکلگئی القصہ بعد تشریف لیجانے حکیم قطاس الحکمت و سلطان قیصر نوس وغیرہ کے صاحبقران اکبر ملکہ نوبہار گلشن افروز کو اس قصر مین لائے جو خاص واسطے وصل کے آراستہ کیا گیا تھا اور وہان تخلیہ تھا تمام اسباب مسرت و عیش مہیا تھے مہ جبینان پریچہرہ اور نازنینان پریزاد نے اس قصر کو مانند عروس کے آراستہ کیا تھا اسوقت صاحبقران اکبر نے کثرت اشتیاق اور فرط محبت سے ملکہ نوبہار گلشن افروز سے اختلاط شروع کیا بعد بوسے لینے لب و رخسار کے وصل سے کامیاب ہوے ؎

چہ گویم چہ کرد آن شہ نامور	بآن ماہوش دلبر سیمبر	چگویم چہ کرد آن شہ سرفراز	بآن شمع صد محفل عز و ناز
چہ گویم چہ کرد آن شہ نامدار	بآن گلشن افروز دل نوبہار	اگر این راز سربستہ روشن کنم	اگر ہمہ صفحہ گلشن کنم
ولیکن بخود اقتضاے او	کہ این نکتہ از دل برآید لبیب	غرض آنچہ شہ کرد با آن نگار	بود او نشین عیش و بوس و کنار
نخستین بیاقوت و لعل سود	پس آنگہ کہ در ابران بہ فزود	چو شیر و شکر باہم آمیختند	لبے شیرہ جان ہم ریختند
زہم جان مشتاق شان کام یافت	دل مضطرب نیز آرام یافت	شدہ ہر یک از دیگرے کامیاب	زبان را بشکر خدا داد آب

الحاصل شہریار بیجاہ فلک بارگاہ رشک سلاطین نامدار صاحبقران ذیوقار اپنی مطلوبہ و محبوبہ سے ہمبستر ہوے اور بخوبی مراد دلی کو پہونچے بعد اسکے حسب الحکم جناب حکیم قطاس الحکمت چہل روز شہر مرشیہ مین جلوہ افروز رہے اور مرغزار عشرت وغیرہ باغات و گلشن مین جو ہمہ عیش و طرب آراستہ رکھیں اور بہارات ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے دل کو تسکین اور روح کو راحت بخشی سوا اسکے ہر روز سیر و شکار کرتے تھے اور بعیش و عشرت اوقات بسر کرتے تھے اسی طرح جملہ رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار بھی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ سے سرگرم عیش و راحت رہتے تھے راوی مختصر بیان جشن عروسی کا حال کہا فقط خاطر سے بخوف طول قصہ اظہار سے باز رہتا ہوا اور والا شان کو یا فصیح بیان کے کرتا ہے بعد گذرنے چالیس روز کے حکیم قطاس الحکمت نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اب

لازم ہے کہ اول ملکہ نوبہار گلشن افروز اور زادہ درہ راز دارہ وغیرہ خواتین کو بجلوس و تجمل بسیار قصر انتظر اور قریۂ فردوس کیجانب روانہ کرو تاکہ قبل تمہارے دلہن بہو بیگم خواتین مذکورہ آرائش عروس اور آراستگی محفل عروسی میں شریک ہوں اور ملکہ خورشید لقا شمسہ تاجدار کو بہزار زیب و زینت حجلۂ عروسی میں جلوہ افروز کریں بعد ازان تم بھی قصر النیرین کیجانب عزیمت کرو چنانچہ موافق ارشاد حکیم قسطاس الحکمت صاحبقران اکبر نے خواتین مذکورۂ بالا کو اول بخدم و حشم اور بجلوس و تجمل وافر روانہ کیا بعد ازان آپ بھی مع جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار و رفقائے نامدار و سرداران تہور شعار بہزار شوکت وشان روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قصر النیرین میں داخل ہوئے راوی کہتا ہے کہ سلطان قیصر قوس اور سلطان روح الملک بھی ہمراہ سواری صاحبقران اکبر تشریف لائے تھے مگر شاہزادۂ ذیجاہ نے ان دونوں شاہان جلیل کو بعد تکریم و تعظیم مقیم کیا تھا

داستان کتخدائی شاہزادۂ نامدار ذیوقار عالی ہمت والا مرتبت نور چشم سلطان اسمعیل عالی منزلت فخر سلاطین روزگار صاحبقران نامدار و آراستگی محفل عروسی سرگروہ خوبان جہان خاتون دوران ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار غنچہ دہن رشک چمن مع دیگر واقعات حوالۂ قلم عجلت رقم کی جاتی ہے

انجمن آرایان بساط سخن و بزم پیرایان انبساط سخن اس داستان سراپا شادی و خوشی کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب اس عالی منزلت یعنی حکیم قسطاس الحکمت نے شہریار عالیجاہ عرش فلک بارگاہ فخر سلاطین جہان صاحبقران کشورستان سے فرمایا کہ ای شاہزادۂ نامدار کو عزت و وقار مبارک ہو کہ بفضل خدا تم اپنی معشوقۂ جان سیمتن غنچہ دہن یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان کے وصل حقیقی سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوئے اور اب وہ زمانہ سعید اور وقت حمید آیا ہے کہ تم اپنے مقصد اصلی اور مراد دلی سے کامیاب ہو یعنی جسکے سبب سے تمنے اپنے والدین کی فرقت اور جدائی گوارا کی اور ملک و مال کو چھوڑکر مصائب سخت اٹھائے تھے پروردگار کارساز نے اس زمانۂ فرقت کو یوم وصل سے مبدل فرمایا جلد تر اس اختر سپہر خوبی اور ماہ فلک محبوبی یعنی ملکہ شمسہ تاجدار کے وصل سے بہرہ یاب ہوا چاہتے ہو صاحبقران ذیشان اس مژدۂ جانبخش کو سنکر اسقدر خوش و خرم ہوئے کہ پیراہن تن نازک میں تنگ ہوگیا غنچۂ دل جو پژمردہ تھا شاداب ہوکے شگفتہ ہوگیا اور زمانۂ مفارقت کے تمام مصائب اور حالات جو ابتدا سے گذرے ہوئے تھے سب یاد آگئے اور وہی جوش الفت اور غلبۂ محبت ملکہ شمسہ تاجدار کا از سر نو دل میں پیدا ہوا اسوقت بے اختیار صاحبقران نامدار نے کثرت عشق اور جوش الفت سے ایک آہ سرد کی اور خیال حسن و جمال میں ایسا محو

ہوے کہ مطلوبہ کو رو برو اپنے تصور کرکے کہنے لگے کہ اے مہر سپہر برتری وای ماہ فلک دلبری باوجود اسکے کہ یہ تمہارا طالب وصال خرم و شاد و خوشحال ہے اور بخوبی تمام اطمینان ہو کہ تمہارے متاع حسن وجمال سے جلد تر کامیاب ہوگا اور زر نقد بوسہ اور گنجینۂ وصل حاصل کریگا مگر اس جوشش عشق اور غلبۂ محبت کا اور درد الفت کا کیا علاج کرے کہ بیقراری دل سے عجب حال ابتر ہے اور طاقت صبر وضبط بالکل نہیں ہے ای ملکہ دوران وای مایۂ راحت و آرام جان قسم ہے خدا کی کہ مین تم سے از حد خجل اور منفعل ہون کیونکہ مین نے اپنے خانۂ دل مین اور معشوقون کی یاد کو بھی جگہ دی تھی لیکن قسم بخدائے عز وجل کہ مین تمہارے عشق مین زمانہ دراز تک عالم بیخودی اور حالت دیوانگی مین مبتلا رہا اور مطلق مجھکو اپنے افعال نیک وبد سے خبر نہ تھی خیر اب بجز تمہارے خیال کے یاد معشوقان دیگر کا دل مین نام و نشان بھی نہیں ہے ہر دم تمہاری ہی تصویر پیش نظر رہتی ہے اور ہر لحظہ تمہارا ہی خیال رہتا ہے ٥

ای آنکہ کردہ از زلف روز ازل بدنامم	بگذار آنچہ بگذشت اکنون ہمان غلامم	ای آمدم بسوی میخانہ بود در راہ	پیر مغان زصہبا پر کردہ داد جامم
	بیخود شدم ازان جام نشناختم قدم را	اکنون کہ خود شناسم دائم ہمان امامم	

القصہ صاحبقران ذیشان بڑی دیر تک تصور وخیال ملکہ شمسہ تاجدار مین رہے اور تصویر خیالی ملکہ شمسہ تاجدار سے اظہار عشق ومحبت کیا کیے بعد اسکے موافق حکم حکیم قسطاس الحکمت آراستگی جشن کتخدائی وآئین بندی کا حکم دیا چنانچہ موافق ارشاد شاہزادہ ذو الفقار کاربردازان چالاک ودست نے تمامی باغ قصر النیرین کو از سر نو تازگی دی اور بخوبی تمام آراستہ کیا اور تا مکان عروس یعنے قریہ فردوس اور قصر اخضر تک زمین بیابان کو حسب الحکم صاحبقران اکبر روشنی چراغان وسامان آتشبازی وغیرہ سے زیب و زینت دی یعنے بہ نسبت جشنہائے مذکورہ بالصدر اس جشن ہمایون کو زیادہ تر آراستگی دی گئی تھی اور ہر طرح کا سامان عیش وعشرت موجود اور مہیا کیا گیا تھا اور اس جشن مین مجالس عیش اور مبارک صدہا ہزارہا بلکہ بیحساب وبیشمار آراستہ کی گئی تھین علاوہ اسکے جشن عالی مین ایک محفل خاص واسطے دیوان عشاق کے منعقد اور آراستہ کی گئی تھی چنانچہ انہین سے ایک حارث دیو تھا کہ اسکا عقد اسی جشن عالی انعقاد پر موقوف تھا الحاصل سلسلہ بند داستان نے اس جشن عالی کی ترتیب قبل اسکے بیان کی ہے کہ قصر اخضر سے تا قصر النیرین وقلعہ یاقوت نگار وشہر عسکریہ تک آئین بندی کی گئی تھی اور اسی وسعت مقامات کے گرد وپیش منازل سبع سباع بھی واقع ہوئی تھی اور دور و وسعت عرض مین کوہ طوطی وغیرہ منازل واقع تھی اور یہ سب مقامات روشنی چراغان وسامان آتشبازی ودیگر تکلفات سے آراستہ ہوے تھے سوا اسکے چار بازار ایسے وسیع بہزار زیب وزینت آراستہ ہوے تھے کہ جان مردم نقد دل سے اجناس و اشیائے بازار مذکور کی مشتری تھی انہین سے ایک بازار مجالس ومبارک قصر اخضر سے قصر النیرین تک بصد تکلفات اور بہزار زیب وزینت آراستہ ہوئی تھی اور یہ وہ بازار ہو جو خاص نزول اجلال سواری ہمایون کے واسطے مقرر تھے

اور اس بازار میں دو جانب قنادیل مرصع طلا و نقرہ لٹکی تھیں اور زیادہ تر اشجار آرائش مینا کار اور چمنستان روشنی و
ہر ایک راہ میں ترتیب دی گئی تھی سوا اسکے بازار مذکور الصدر میں ہر چوک تھی جو مکان عروس سے سرحد طلسم تسبیح سباع
تک ختم ہوئی تھی اور ہر ایک چوک میں سر میدان نہایت کشادہ بنائی گئی تھی اور ہر ایک میدان حوض اور نہر اور باغات
اور سامان روشنی و آتشبازی و گلشن مصنوعی سے مملو تھی اسی طرح ایک بازار مکان عروس سے قلعہ یاقوت نگار تک
اور بازار قصر اخضر سے دروازہ عجائبات تک اسی طرح بازار چہارم اور اس بازار چہارگانہ کا نام بازار عشرت رکھا تھا الغرض
اس جشن عالی کی وسعت ہر جانب بیس فرسخ تھی اسی طرح قصر اخضر کی وسعت کو تصور کرنا چاہیے کہ ایسے بڑے جشن کو
کافی ہو گئی القصہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ صبح روشن گہر اور گوہر بزم افروز
اور ملاحت پری اور نادرہ راز دار اور غمزۂ شیرین کار و بستان افروز و منطقۂ زرین کمر وغیرہ پریزادان خوش جمال و خوش تمکین
طلسم عدیم المثال موافق ارشاد صاحبقران ذیشان و حکیم قسطاس الحکمت عالی مکان قصر اخضر میں آئیں ان
خواتین ذیوقار کے رہنے کے واسطے اس قصر عالی منزلت کے ایوان و قصور مقرر اور معین ہوئے چنانچہ خلدانہ ماہرو و
سرو سہی و طرہ مشکین خال و سنبلہ ماہ پیکر وغیرہ خواتین مقیم قصر اخضر خواتین پریزاد کی تواضع کے واسطے مقرر تھیں غرض جب
تمام و کمال سامان جشن انعقاد پا چکا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار اس امر کا تمکو اختیار
حاصل ہے اگر مناسب جانو تو پہلے اپنی کتخدائی کے اپنے رفقائے باقیماندہ کو اس ترتیب سے کہ اول نکاح میر محمد کا سرو سہی
سے فرماؤ اور بعد اسکے یعقوب حرانی کو طرہ مشکین خال سے منعقد کرو بعد ازان عقد امیر محمد سنبلہ ماہ پیکر بنت شبوط لکھی
سے بعد اسکے عقد شدید الشداد جہان پہلوان ثانی رستم دستان منورہ بانو خواہرزادہ سمعاج اژدر در سے ہونا چاہیے
بعد اسکے عقد امیر یوسف کا شعلہ فارسیہ سے بعدہ نکاح اسلم بن سالم کا زنگاوہ زنگاری پوش سے بعد اسکے عقد
طیفور نیزہ باز کا دختر الواح بن القوم سے بعد ازین قتلغ دریا باری کو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کرو بعد اسکے عقد
ترک سخت کمان کا دختر سقلاب شاہ سے بعد اسکے سلطان ابو الحسن جوہر کو خلدانہ ماہرو بنت عمران شاہ سے منعقد کرو
اور اگر یہ امر بہتر ہو تو پہلے اپنی ہی کتخدائی کرو صاحبقران اکبر نے یہ تقریر حکیم قسطاس الحکمت سنکے ارشاد کیا کہ ہمکو تو یہ منظور
ہے کہ پہلے جملہ رفقائے باقیماندہ کے عقد و نکاح خواتین مذکور الصدر سے ہو جائیں بعد اسکے ہم اپنا عقد کریں کیونکہ رفقائے
مذکور اپنی اپنی معشوقہ اور مطلوبہ کے عشق اور فراق میں مضطر و بیتاب ہیں ہمکو لازم ہے کہ پہلے
انکی مرادوں کی فکر کریں۔ حکیم قسطاس الحکمت نے یہ کلمات صاحبقران اکبر سے سنکے
بہت تحسین کی اور فرمایا اے شاہزادۂ فہیم ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ تم نے کیا ہے الغرض بعد اس
تقریر کے شاہزادۂ عالیجاہ گردون بارگاہ نے جملہ رفقائے مسطور کو انکے مقامات معینہ کی طرف روانہ
کیا یعنی جس مقام جس رفیق کے عقد کے واسطے مقرر کیا گیا تھا وہاں اسکو روانہ کیا اور یہ بھی فرما دیا



کہ ہر ایک نامدار اپنے مقام معینہ سے لباس عروسی و کتخدائی سے آراستہ ہو کر بکمال تجمل علے قدر مراتب قصر خضر میں
جاوے اور اپنی مطلوبہ کو بعد عقد اپنے مقام معینہ میں لیکے آوے چنانچہ صاحبقران اکبر نے امیر محمد اور یعقوب حرانی
کو قلعہ یاقوت میں بھیجا اور شہریار الشدید کو مع طیفور ہیرہ باز شہر ازفرنگ کو روانہ کیا کیونکہ انکے جشن عقد کا وہی مقام قرار
دیا گیا تھا اسی طرح ہر ایک عروس کا مقام قصر اخضر میں ملکہ شمسہ تاجدار کی طرف سے مع جملہ سامان جا بجا مقرر ہوا تھا
اور شاہزادہ نامدار صاحبقران ذوالوقار نے بھی ہر ایک سردار نمو شعار کے پاس چالیس سرداران نامدار بہر انجام دہی
و ترتیب بزم عروسی مع جملہ سامان کے روانہ کیے تھے چنانچہ امیر یوسف مع چالیس سرداران ذوالوقار امیر محمد یعقوب
حرانی کے پاس قلعہ یاقوت نگار میں گئے تھے اور علاوہ ان سرداروں کے اکثر عیار نامدار بھی مانند نہنگ مصری اور
زرنگ مصری و سنگ مصری وغیرہ اس جشن میں شریک تھے اسی طرح امیر شجاع الدین کو مع چالیس سرداران نامی
کے امیر سیف الدین کے پاس شانشت حصار میں بھیجا اور یہی دستور و قاعدہ ہر ایک سردار کے واسطے مقرر کیا تھا
اسکے صاحبقران ذیجاہ ہنگام عقد و نکاح ہر ایک سردار کے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے اور ہر ایک کے بزم عروسی
کو رونق دیتے تھے چنانچہ قنطور نوجوان کو اسکی معشوقہ مرجانہ عنبرین مو دختر سلطان شاہ مغربی سے منعقد کیا اور تیر
سخت کمان کو بعد عقد قنطور نوجوان ملک آتش ملک کہ ماہ خوبان اور ماہ ترکان کا لقب رکھتی تھی سلک عقد میں

ملاپ کیا بعد اسکے طیفور ریزہ باز کو اُسکی مطلوبہ الواحد خاتون سے منعقد کیا اسی طرح شدید الشداد کو منورہ بانو خواہر زادہ سمعاج
اثر درسکے وصل سے شاد کام کیا اور اسلم بن سالم کو زنگاوہ زنگاری پوش بنت نجاشی سے منعقد کیا اور بعد اس نکاح کے
امیر زادہ سیف الدین کو بعد شوکت و حشمت شعلہ فارسیہ کے عقد سے کامیاب کیا اور امیر محمد کو بعد خوبی دختر اشلوط دیلمی
سے منعقد کیا اور روز دوم ملکہ سروسہی کو امیر زادہ امیر حمزہ کے عقد سے ممتاز کیا اور اسی شب جشن میں طرہ مشکین خال کو
یعقوب عراقی سے بہزار شان و شوکت منعقد فرمایا اور خراسان پری کو جو کنیزان ملاحت پری سے تھی یعقوب عراقی کے
عقد سے سرفراز کیا جس وقت یہ جملہ عقد و نکاح ہو چکے اور ہر ایک عاشق نے اپنی محبوبہ سے لطف وصل اٹھا لیا
صاحب قران عالیجاہ نے حکم دیا کہ سامان جشن از سر نو آراستہ ہوا اور جملہ مردمان خاص و عام کو اس جشن عالی کی خبر
دیجائے تاکہ سب اس جشن عقد میں آکر شریک ہوں اور شروع جشن سے انتہائے جشن تک تمامی خاص و عام سلطان
ابو المحسن جوہر کے مہمان رہیں اور جو چیز اکل و شرب اور زر و جواہر وغیرہ سے چاہیے ہو سب لیتے تاکل طلب کرے اور زمانہ جشن
کا قبل عقد دس یوم اور بعد نکاح ہفت روز معین ہوا اسی لیے ہفدہ روز تک یہ جشن بخوبی رہیگا چنانچہ موافق ارشاد
صاحب قران اکبر کار پردازان سلیقہ شعار دانا سے روزگار نے آراستگی جشن عروسی بخوبی تمام کی اور قبل سے بھی زیادہ
رونق دی اور جملہ خاص و عام کو اس جشن عالی کی اطلاع دی جو لوگ دور دراز مقامات پر تھے انکو بھی خبر جشن عروسی
دیدی گئی بمجرد اطلاع مردمان خاص و عام اپنے اپنے مقامات سے علی قدر مراتب بجاہ و حشم بشوکت و شان بفوج و لشکر
حاضر ہوئے اور بعد حصول ملازمت و قدمبوسی صاحب قران اکبر شریک جشن عروسی ہوئے ہر طرف نقارہ تہنیت و
شادمانی بجنے لگا طبقہ زمین کے صدائے نقارہ ہائے تہنیت سے ہلنے لگا اور آواز شہنا سے کان کے پردے
شق ہونے لگے خلاصہ یہ کہ صدائے نقارہ و شہنا اسقدر بلند ہوئی کہ تا فلک پہونچی ایک روز اثنائے جشن مذکور بلند
مرزبان بن بہرام برائے شکار لشکر ظفر اثر سے چلا اور صحرائے سبزہ زار میں جاکر شکار کھیلنے لگا ناگاہ ایک غزال بمثال ماہ
مرزبان کو نظر آیا مرزبان اس آہو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اسپ صبا رفتار عقب آہو برائے صید و شکار
دوڑایا وہ غزال مرزبان کو دیکھکر ایک طرف صحرا میں روان ہوا تھوڑی دور جاکر وہ آہو نظر مرزبان سے غائب ہوگیا
اسوقت مرزبان نے نہایت افسوس کیا اور کہنے لگا کیا اچھا آہو تھا نہیں معلوم کہاں جاکر پوشیدہ ہوا مرزبان یہ کہ رہا تھا
اور افسوس کر رہا تھا کہ یکایک آذر ملک دختر آذر شاہ سے دوچار ہوا کیونکہ وہ نازنین مہجبین بھی اس روز واسطے تفریح طبع
کے ایک باغ پر بہار میں جاتی تھی یکایک بوجہ تموج ہوا سکھپال کا پردہ ایک جانب سے ایسا بلند ہوا کہ مرزبان بن بہرام نے
اس خورشید لقا کو بخوبی تمام دیکھا اور اُسکے حسن دلفریب اور چہرہ بے نظیر کو دیکھکر ہزار جان و دل سے عاشق ہوگیا
تیر مژگان نازنین مذکور سینہ بہرام کے پار ہوگیا گھوڑے سے بے اختیار زمین پر گرکے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا دیکھیے
حضرت عشق کی کار پردازی وہ نازنین مہجبین بھی مرزبان کی جوانی و صورت کو دیکھکر مائل ہوئی لیکن بوجہ شرم و حجاب اور

بسبب مردمان ہمراہی کے مرزبان کے سر کو زمین سے اُٹھا کر اپنے زانو پر نہ رکھ سکی اور نخلخۂ زلف معنبر سونگھا کر اپنے سودائی کو ہوش میں نہ لا سکی اور بمجبوری باغ میں چلی گئی ادھر بعد بڑی دیر کے مرزبان کو ہوش آیا مردمان ہمراہی نے مزاج پوچھا مرزبان نے حال نازنین مذکور کے دیکھنے کا اور اپنے عاشق ہونے کا بیان کیا مردمان ہمراہی تسلی و تشفی دے کر مرزبان کو اُسی وقت ہمراہ اپنے لشکر میں لائے اور کل حال مرزبان کا روبروے صاحبقران اکبر جا کر اظہار کیا صاحبقران اکبر نے جسوقت یہ حال مردمان لشکر سے سنا اُسی وقت آذرشاہ کو طلب کر کے اُسکی دختر کی خواستگاری کی آذرشاہ نے بخوشی خاطر منظور کیا اور قبل عقد ابوالحسن جوہر صاحبقران ذیشان نے مرزبان کو آذربکہ دختر آذرشاہ سے بعد خوبی منعقد کر دیا مرزبان وصل آذربکہ سے نہایت خوش ہوا اسی طرح ایک دن عوجان بن مرجان نے خدمت صاحبقران اکبر میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ معین آرزو مندان زمانہ دو روز سے اس فدوی کا حال بہت ابتر ہے اگر حضور اس خاکسار کے مدعاے دلی کے مقدمہ میں سعی نہ فرمائینگے تو یقین ہے کہ بہت جلد اس ناکام کا کام تمام ہو جائیگا جب یہ تقریر عوجان بن مرجان کی صاحبقران اکبر نے سنی ارشاد فرمایا کہ مفصل اُس مدعاے دلی سے ہمکو اطلاع دو تاکہ اس بات میں کوشش کیجاے عوجان دلاور نے عرض کیا ای شہریار کشورستان اصل کیفیت یہ ہے کہ نصرون شاہ ربیعی مقتول کی ایک دختر رشک قمر ناصرہ گل رخسار نام حسن میں ماہ تمام لشکر ظفر اثر میں موجود ہے اور حال اُسکا یہ ہے کہ ربیعا نام بہادر جو فی الحال مسلمان ہوا ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہے اور فوج دریاموج میں مقیم ہے بعد قتل نصرون شاہ ربیعی اُس نازنین ناصرہ گل رخسار کو لے آیا تھا اور اُس سے خواستگار وصل ہوا تھا لیکن مہ جبین نے اُسکے وصل سے انکار کیا اور کسی طرح وہ نازنین ابتک راضی نہیں ہوئی کل اتفاق سے ایک عورت اس کمترین کے پاس آئی اور اُسنے تمام حال جو خادم نے عرض کیا ہے بیان کیا اور ایک ورق تصویر بھی اُس مہ جبین کا مجھکو دیا یہ جان نثار دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال اور شکل بیمثال کو عاشق ہو گیا ہے ہرچند یہ فدوی ضبط کرتا ہے مگر کسی طرح نالہ و زاری اور بیقراری اُسوقت سے ابتک موقوف نہیں ہوتی ہر وقت اُسی کا خیال رہتا ہے اُسی کی جدائی کا ملال رہتا ہے جسوقت صاحبقران اکبر نے عوجان سے تمام و کمال کیفیت سنی ناصرہ گل رخسار کو بعد عقد عوجان کے حوالہ کیا دل عوجان وصل ناصرہ گل رخسار سے باغ باغ ہو گیا چمن مراد میں بہار آئی بیقراری دل دور ہوئی روح نے راحت پائی صاحبقران ذوالفقار کا شکرگذار ہوا بعد اُسکے زمانہ عقد سلطان ابوالحسن جوہر آیا صاحبقران ذیشان نے ابوالحسن جوہر کو لباس خسروانہ سے آراستہ فرما کر ایک مرکب پری رو پر سوار کیا تمام و کمال سلاطین عالی خصال و شاہزادگان ذوالفقار و رفقاے نامدار و سرداران تہور شعار و جملہ نامداران یکتاے روزگار پا پیادہ سواری سلطان ابوالحسن جوہر کے ہمراہ تھے یہانتک کہ صاحبقران اکبر بھی بپاس خاطر و بخیال حقوق سلطان ابوالحسن جوہر پا پیادہ چند قدم تشریف لے گئے لیکن ابوالحسن جوہر نے بمنت و سماجت صاحبقران والاشان کو سمند بیمثال پر سوار کیا اور بعد اُسکے تمام و کمال سلاطین اور شاہزادگان

ذی رتبہ اور جملہ رفقا و سرداران عالی درجہ کو بھی مرکبہائے سبزرنگ و ابلق پر سوار کیا اب جملہ نامداران جہان اسپان عیار رفتار پر سوار ہو کر جلو میں روانہ ہوئے اور تمامی راہ شب کو کیفیت روشنی و تماشائے آتش بازی دیکھتے ہوئے اور قطع منازل کرتے ہوئے سات روز میں قریہ فردوس تک بعد جلوس و تجمل اور نوبت و نقارہ شادی پہونچے اس طرف قریہ فردوس کو حکیم فطاس الحکمت اور پادری ایڈروس نے مانند عروس تازہ آراستہ کیا تھا اور عمران بن جمشید والد ملکہ خلد انہ کو ایک ایوان البسار فسیح و وسیع کہ شمسہ تاجدار نے واسطے جشن عروسی کے دیا تھا کہ گویا وہ ثانی قصر خضر تھا سلطان عمران شاہ کی زوجہ خالدہ بانو نے اپنی دختر رشک قمر یعنی ملکہ خلد انہ کو انواع و اقسام تزئین سے ایسی عروس بے عدیل و بے نظیر بنایا تھا کہ خواتین دیگر دیکھ کر رشک کرتی تھیں اور جملہ خواتین قصر خضر بزم عروسی ملکہ خلد انہ ماہرو میں شریک تھیں مگر ملکہ شمسہ تاجدار اس جشن میں شریک نہیں تھیں کہ جملہ عروسی میں مقیم تھیں ورنہ ضرور شریک ہوتیں جملہ سامان عروسی ملکہ خلد انہ شہ جبین خود اپنے ہاتھ سے انجام فرمایا الحاصل جب خبر آمد سواری عمران شاہ کے سنی تو تجمیع فوج و لشکر و بعد جلوس و تجمل شہر فردوسیہ سے باہر آیا اور استقبال کر کے سلطان ابو الحسن جوہر وغیرہ کو اپنے ہمراہ شہر فردوسیہ میں لیگیا اور ایوان عالی میں مقیم کیا از نیان ماہرو زنان مہوش گلرو حاضر ہوئیں رقص و نغمہ ہونے لگا جام شراب چلنے لگا عمران شاہ کی طرف سے دعوت و ضیافت صاحبقران اکبر و سلطان ابو الحسن جوہر وغیرہ کی ہونے لگی غرض دو روز تک اچھی طرح بزم عیش و محفل عشرت آراستہ رہی دیوان دعوت و مہمانی کشادہ رہے ہر ایک شخص نہایت مسرور ہوا لیکن تیسرے روز جب ساعت سعید اور وقت قریب آیا قاضی احمد عرب نے ملکہ خلد انہ ماہرو کو سلطان ابو الحسن جوہر سے منسوب کیا۔ نظم

قاضی احمد از طلب فرخندہ شاہ عقد خلد انہ بچہ ہر خواندہ اند	باکمال اقتدار و عز و جاہ بر سر ایشان گہر افشاندہ اند	تا بخواند عقد سلطان ابو الحسن عشرت از ہر گل زمین گل کردہ اند	با ہمہ اقبال خوبان زمن شہر شگفتہ ہر کہ دل افسردہ اند
	تہنیت گفتند شاباش ہمہ	آفرین خوان شہریار الحق ہمہ	

القصہ بعد عقد سلطان ابو الحسن جوہر کو محلسرا میں طلب کیا سلطان ابو الحسن جوہر بصد خوشی و خرمی مسند عروسی پہلوئے خلد انہ ماہرو میں جا کر بیٹھا جب درمیان عروس اور ابو الحسن جوہر کے آئینہ آیا اور باہم طالب و مطلوب نے ایک دوسرے کی صورت زیبا اور شکل خوب کو دیکھا سلطان ابو الحسن جوہر کثرت محبت اور افراط عشق سے ایسا بے اختیار ہوا کہ عروس سے لپٹ کے لب و رخسار رنگین کے بوسے متواتر لینے لگا اور ہاتھ جانب سینہ عروس بڑھانے لگا کچھ خیال نازنینان محلسرا کا بھی نہ کیا کہ صدہا خواتین سامنے موجود ہیں جسوقت خواتین محلسرا نے یہ کیفیت دیکھی یعنی عورتیں مسکرائیں اکثر خواتین نے قہقہہ مارا بہت سی عورتیں ابو الحسن جوہر کو ایسا شریر اور شوخ دیکھ کر ہنس کر آہستہ کہنے لگیں کہ دیکھا بوا یہ موا کیسا شریر ہے گویا شیطان مجسم ہے ذرا بھی اسکو شرم و حیا نہیں ہے بڑا بے غیرت ہے دوسری عورت نے یہ سنکے

جواب دیا کہ بی بی شاید تم نہیں جانتی ہو یہ میان نوشاہ بڑے پاک ذات ہیں شیطان بھی انسے دور دور بھاگتا ہو صاحبقران اکبر کے عیار ہیں کبھی عورت بنتے ہیں کبھی لونڈی بنتے ہیں کبھی ناچتے ہیں کبھی گاتے ہیں رنگ اور روغن انکے پاس ایسے ہیں کہ کبھی بڈھے بنجاتے ہیں کبھی مانند ساحر کے اپنی صورت بناتے ہیں جہان شیطان کا بھی گذر نہو یہ وہان جاتے ہیں فریب انکا مکر فریب جعل دغابازیان انکو یاد ہیں بڑے بڑے دانایان جہان کو یہ جناب دام فریب مین گرفتار کرلیتے ہیں انکے پاس ایک زنبیل ہے قارون کی دولت سے بھی سوا اسمین روپیہ وغیرہ ہے ہزارہا آدمی اسمین قید ہین شہر آباد ہین دریا جاری ہین انسے خدا اپنی پناہ مین رکھے خدا نکرے کہ کسی کے دشمن ہوجائین پھر اسکی جان کا بچنا محال ہے اور یہ جو تم کہتی ہو کہ خلدانہ ماہرو کو پیار کیا گلے سے لگایا کچھ حجاب نہ کیا یہ تو انکے نزدیک کوئی غیرت کی بات نہین ہو اسکی شکایت بیکار ہے وہ عورت یہ تقریر سنکے نہایت متحیر ہوئی ناگاہ ایک عورت نہایت گھبرائی ہوئی گرتی پڑتی ہانپتی ہوئی اور آئی اور ان دو عورتون کو ایکجا کچھ باتین کرتے ہوئے دیکھکر آپ بھی ٹھہر گئی ڈوپٹہ جو سر سے اتر گیا سینہ کھل گیا تھا درست کرکے اوڑھا سینہ کو جو پسینے سے تر ہوگیا تھا رومال سے پوچھا ان دونون عورتون نے اس عورت سے سبب اسقدر پریشانی کا دریافت کیا اس عورت نے کہا کہ غضب ہوگیا ملکہ خلدانہ ماہرو کی تقدیر کیا بری تھی قصائی کے ساتھ بیاہی گئی ملکہ کے والدین نے افسوس دریافت نہ کیا لڑکی کو دریا مین ڈبودیا ان دونون عورتون نے تقریر اس عورت کی سنکے کہا کہ کچھ حال صاف صاف کہو ہمتو نہ سمجھے کہ تمنے کیا کہا اس عورت نے چھاتی پر ہاتھ مارکے کہا کہ مین ابھی قریب ملکہ خلدانہ کے کھڑی ہوئی تھی یکایک اس نگوڑے نوشاہ نے ملکہ کے لب اور رخسار کے منھ بھلا بھلا کے دانت بڑے بڑے نکال نکال کے ایسے بوسے لیے اور ایسا اسکے گالون کو کاٹا کہ تمام لہو نکلنے لگا بوٹیان کاٹ کاٹ کے اڑادین بی بی مین سچ کہون مجھسے نہ دیکھا گیا مین وہان سے بھاگی تمکو دیکھکر یہان ذرا ٹھہری ابھی تک میرے ہوش درست نہین کلیجہ ہاتھون اچھل رہا ہی رہ رہ کے مجھکو یہی خیال آتا ہی کہ اسوقت تو اس موذی نے میری بچی کا یہ حال کیا ہو رات کو کیا غضب کریگا مار ہی ڈالیگا دریا سے خون بہادیگا میری گود کی کھلائی ملکہ خلدانہ نازک بدن کا ہیکو تاب لاسکیگی خدا میری بچی کی جان کو اس قصائی سے بچائے یہ دونون عورتین اس عورت کی باتون پر خوب ہنسین القصہ ابوالحسن جوہر یہ پیار کرنے کے عروس کو آغوش مین لئے دل سے ایک حجرۂ خلوت مین داخل ہوا جسوقت دایہ نے کوہ الصبر نے دیکھا کہ سلطان ابوالحسن جوہر ملکہ خلدانہ کو حجرہ مین لیگیا اب تو دایہ نے اپنے سر کو پیٹ کر سینہ پر ہاتھ مار کے سر پر سے ڈوپٹہ اتار کے بیقراری مین پھینک دیا جوتا پاؤن سے اتار کے ننگے پیر ننگے سر چیختی چلاتی ہوئی دوہائی دیتی ہوئی دروازۂ حجرہ پر پہونچی اور منت وسماجت ہاتھ جوڑ جوڑ کے کہنے لگی اے دولہا میان خدا کے واسطے ابھی میری بچی سے کوئی بات نکرنا اسکو ستانا اسکی طبیعت اچھی نہین ہے بیٹا میری بچی کا کئی دن سے جی کھٹکا ہو علاوہ اسکے یہ تمہارا حرکت نامعقول اور خلاف دستور ہے کہ قبل ادائے رسوم شادی وعروسی تم عروس کو بے تکلف حجرے مین لے گئے

دروازہ کھولو باہر نکلو باقیماندہ رسوم عروسی کو ختم تو ہونے دو لعبدہ تمکو اختیار ہی دیکھو مین ابھی آہستہ آہستہ کہتی ہون پھر تمام محل مین غل مچاؤنگی صاحب قران سے تیری شکایت کرونگی اگر وہ بھی نہ سنین گے تو عدالت فوجداری مین نالش کرونگی لہو نکالنے کا دعوے کرونگی قید کراؤنگی کالے پانی بھجواؤنگی تجھکو ورنہ جانیو میری منت اور سماجت پر یہ خیال کرنا کہ یہ عورت کیا کریگی قسم کھاکے کہتی ہون مین بہت بری طرح سے پیش آؤنگی ابوالحسن جوہر درون حجرہ ملکہ خلدآنہ کو پیار کر رہا تھا دایہ نے لاکھ فریاد کی مگر ابوالحسن جوہر نے کچھ جواب نہ دیا اپنے کام مین مشغول رہا جب دایہ نے دیکھا کہ ابوالحسن جوہر حجرہ سے باہر نہین نکلتا نہین معلوم کیا کر رہا ہی اور زیادہ بیتاب ہوئی اور حجرہ پر اپنے سر کو پھوڑنے لگی ایک خشت سلے سے اپنے سینہ کو پیٹنے لگی فریاد و فغان بلند کی اور پکاری ارے لوگو دوڑو میری بچی کو بچاؤ کہ یہ قصائی حلال کرتا ہے ایک بیگناہ کا خون کرتا ہی دایہ نے جو صدائے نالہ و فغان بلند کی جملہ خواتین محلسرا دوڑین کہ یہ کیا ہوا دایہ ملکہ خلدآنہ کیون اسقدر چلاتی ہے اپنی جان دیئے دیتی ہے جسوقت حجرہ پر خواتین محلسرا کا ہجوم ہوا اور اکثر عورتون نے دایہ مذکورہ سے سبب نالہ و بکا دریافت کیا دایہ نے جواب دیا کہ دیکھو ابوالحسن جوہر نگوڑا میری بچی کو لیکر اس حجرہ مین گیا ہی پکار رہی ہون نہین آتا نہین معلوم میری پیاری بچی سے کیا کر رہا ہے کہ اسکے کراہنے کی آواز آتی ہے خواتین محل دایہ کی گفتگو گھبرائی ہوئی سنکے بہت ہنسین ہر ایک عورت کثرت خندہ سے فرش زمین پر بیتاب و بیقرار ہوئی خواتین ہزار چاہتی تھین کہ نہ ہنسین مگر ہنسی کسیطرح موقوف ہوتی تھی ادھر تو خواتین محلسرا کا در حجرہ پر جماؤ ہی ہنسی کے مارے ہر ایک عورت کی عجب کیفیت تھی مگر اسطرف دایہ بیسود نے در حجرہ خشت سے توڑنا شروع کیا اور برا بھلا ابوالحسن جوہر کو کہنا اختیار کیا اسوقت ابوالحسن کے عیش مین خلل آیا پکار کے کہا کہ اری مادر مہربان اسوقت در حجرہ سے چلی جاؤ میرے عیش مین خلل انداز ہو نہین رسوم عروسی کا قائل نہین ہون ہرگز ہرگز باہر نہ آؤنگا جبتک ارمان دلی حاصل نہ کرلونگا تمھاری رسوم عروسی سے مراد یہی ہی کہ درمیان میرے اور خلدآنہ کے باہم الفت و محبت رہے اس امر کو مین بغیر تمھارے کہے ہوے عمل مین لایا یعنی مین نے اچھی طرح ملکہ خلدآنہ کو تمھارے سامنے سینہ سے لگایا خوب پیار کیا اب ان رسوم کی کچھ احتیاج نہ رہی دل ملگیا لہذا بہتر یہ ہی کہ اب مجھکو نہ ستاؤ یہان سے چلی جاؤ دایہ نے یہ سنکے جواب دیا ارے نگوڑے مرے موڈی کاٹے خبردار میری لڑکی کو ہاتھ نہ لگانا بہتر تجھکو یہی ہے کہ باہر چلا آ ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگی اسوقت ابوالحسن کو دایہ کی گفتگو سے ہنسی آئی پکار کے کہا کہ او نالائق اگر تجھکو دیکھنا اس فعل کا جو مین کرونگا منظور ہے تو بھی آ مین دروازہ حجرے کا کھولے دیتا ہون جسوقت خواتین محلسرا نے یہ گفتگو سلطان ابوالحسن جوہر کی سنی دایہ کو کشان کشان صحن محلسرا مین لی آئین مگر ہنسی کے سبب سے زمین پر لوٹی جاتی تھین ادھر جب ابوالحسن نے دایہ کی تقریر بیہودہ سے فرصت پائی بفراغ خاطر واسطے قلعہ کشائی کے مستعد ہوا آخر بقوت تمام حجرہ مین در قلعہ کو توڑا اور فتح حاصل کی بعد فراغت وصل ابوالحسن حجرہ سے باہر سرخرو نکلا اور نادرہ رازدار سے ہنسکے کہا اری خاتون نہین معلوم اس محلسرا مین سقے کوئی حمام بھی گرم کروایا ہی یا نہین اسوقت مجھکو غسل کرنے کی

ضرورت ہی تمکو معلوم ہو کہ مین ملکہ خلدانہ سے ہمبستری کرکے آیا ہون نادرہ رازدار نے جواب دیا کہ تم ایسے مرد بیغیرت کو حمام کی کیا ضرورت ہی تھوڑا سا پانی ڈوب مرنے کو کافی ہے سلطان ابوالحسن جوہر نے ارادہ کیا کہ محلسرا سے باہر جاؤن ناگاہ دایہ مذکور نے کہ صحن محلسرا مین بیٹھی تھی ابوالحسن کو دیکھکر اٹھی اور مقرر اُسکو یقین ہوا کہ میری بچی سے وہ بڑا کام کرکے آیا ہی اس امر کا یقین کرکے خشت مسلم لیکر ابوالحسن کیجانب دوڑی اور چاہا کہ ابوالحسن کو اُس اینٹ سے ضرر پہونچاے جسوقت ابوالحسن نے دایہ کو اس قصد سے اپنی طرف دیکھا جست وخیز کرکے درمحلسرا سے باہر آیا دایہ کف افسوس ملکے رہگئی ابوالحسن جوہر جسوقت ہنستا ہوا خدمت صاحب قران اکبر مین پہونچا اور صاحب قران اکبر کو معلوم ہوا کہ ابوالحسن جوہر نے محلسرا مین جاکر بغیر اداے رسوم عروسی ملکہ خلدانہ سے مباشرت کی اور دایہ سے اسطرح گفتگو ہوئی بے اختیار صاحب قران اور جملہ سلاطین وغیرہ ہنسے صاحب قران نے سلاطین وغیرہ سے فرمایا کہ ابوالحسن جوہر عیار ہی اُسکو ہر طرح کے افعال اور حرکات مستحق شایان ہین اسی اثنا مین سلطان ابوالحسن جوہر بعد غسل وتبدیل لباس پھر خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوا اور بعد بجالانے تسلیم کے خدمت صاحب قران اکبر مین عرض کیا کہ اس خادم نے رسومات عروسی کو اچھی طرح انجام دیا تمام خواتین محلسرا میرے رسوم سے نہایت شاد ہوئین صاحب قران عالیجاہ نے ارشاد کیا اے ابوالحسن جوہر آفرین ہے تمہاری دلیری اور مردانگی پر مصرع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✽ القصہ بعد عقد ابوالحسن جوہر کو صاحب قران اکبر اسی طرح بجلوس وتجمل قصر النیرین مین لائے اب حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر کی جشن عروسی کا حکم دیا کہ جملہ مقامات ومنازل از سر نو آراستہ کرو اور مجالس عیش وعشرت اور مبارک جابجا جملہ ساز وسامان طرب وانبساط سے زیب ورونق دو چنانچہ بموجب حکم قصر النیرین سے تا مقامات سبع سیاع وعجایبات حکیم ارسطو قلعہ یاقوت نگار وشہر عرشیہ ہرطرح کی زیب وزینت اور تکلفات سے آراستہ کیے گئے اُدھر یاڈری اژدرو اور سلطان ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے شہر فردوسیہ اور قصر اخضر کو دامن جبل اعلے تک بخوبی تمام آرایش سے مزین کیا تھا۔ نظم

نوبت عقد چون بشمسہ رسید	شمس از مطلع نشاط رسید	گفت افزون سعادت سعدین	شد نحوسات دور از تحسین
شد زبس باکمال قدر قرین	فخر کردہ بر آسمان زمین	عام شد بسکہ عیش در ہر شہر	بود یک بزم عیش جملہ دہر
	رہ تقریر تا کجا پویم	بود افزون از انچہ من گویم	

الغرض نقارہ خانہ سلیمانی نقارہ ہاے طلسم جملہ مقامات اور منازل مین بجنے شروع ہوے اور کوہ آہنی نے صداے بلند کی ہر ایک جانب سے آواز تہنیت اور صداے مبارکی آنے لگی اور تمامی مقامات اور منازل مین پھاہے خورشیدی آفتاب پیکر جنکے پرچم پر صورت آفتاب آب طلا سے منقوش تھی نصب ہوے کیونکہ یہ علامت جشن عالی کی تھی سوا اسکے ہر ایک پرچم علم پر خطوط رنگین باعمال طلسم منقوش تھے اور وہ خطوط روشنی چراغان مین مانند کواکب فلک تابان

و درخشاں تھے دیکھنے والوں کو عجب کیفیت نظر آتی تھی گویا صحن فلک کثرت انجم سے آتش زار دکھائی دیتا تھا صاحبقران اکبر اکثر اوقات بازار و مقامات و منازل کی سیر فرماتے تھے اور لطف بیحد اور حظ وافر اٹھاتے تھے راوی مختصر نگار اگر اس جشن عروسی کی زیب و زینت اور آرایش و رونق بالتفصیل تحریر کرے تو زندگی بسر ہو جائے اور اوصاف آرایش وغیرہ تحریر نہ کر سکے فی الواقع یہ جشن کتخدائی اسطرح بیعدیل و بیمثال آراستہ ہوا تھا کہ بزم پرویزی اور جشن جمشیدی کی آگے اس جشن ہمایوں کے کچھ حقیقت نہ تھی ہر اک مقام پر ایک بزم عشرت آراستہ تھی خلاصہ یہ ہے کہ یہ جشن عروسی ایسا جشن تھا کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اشعار

یکے مجلسے رشک خلد برین ۔ بصد ناز و نعمت چو جنت قرین
ز اسباب عشرت دران انجمن ۔ مہیا فزون از نشاط زمن
جوان شد ز سر موسم روزگار ۔ دگر تازہ شد شاخ فصل بہار
ور آمد بہ برج شرف آفتاب ۔ خزان شد چو بدخواہ خانہ خراب
بروز اندرون روشنائی فزود ۔ سہ از تیرہ بختی جدائی نمود
گلستان ز گل تاج بر سر گرفت ۔ ز شبنم چمن فرش گوہر گرفت
گہر ریز شد ابر کافور بار ۔ بگلشن ہوا کرد گوہر نثار
نسیم بہاری وزیدن گرفت ۔ بہر سو شقائق دمیدن گرفت
نہالان نورس شدہ بارور ۔ قباسے زمرد کشیدہ ببر
مے ارغوانی ز جام بہار ۔ رخ لالہ افروخت بر کوہسار
وہ آمد بر اورنگ سلطان گل ۔ شدہ از شوق بلبل ثنا خوان گل
ہوا عطر افشان شدہ اندر چمن ۔ برخسارہ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب ۔ ز نظارہ بردند صبر و شکیب
بگرد چمن جدول جوئے آب ۔ چو گیسوئے خوبان بصد پیچ و تاب
نوا زندہ طاؤس و کبک و تدرو ۔ سرایندہ قمری بہر شاخ سرو
ز باد سحر خندہ زن گلستان ۔ برخسار گل چہچہہ بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاہ ۔ ہر شاخ پوشیدہ گلگون کلاہ
ز سرو گلستان در آمد بہار ۔ بدان سان کہ بر تخت شد شہریار

الغرض صاحبقران ذیشان فخر سلاطین جہان بزم خاص مین تخت جواہر نگار پر بہزار شوکت و شان متمکن ہوئے اور گرد و پیش سلاطین ذیوقار و شہزادگان عالی تبار و امراے نامدار و سرداران، بہو یشعار کہ بعض بعض انمین ساکنان پردۂ قاف یعنی اولاد سلطان مہدی و قائم الملک و سلطان اسمعیل سے تھے مانند کواکب و انجم اپنی اپنی کرسی و دنگل پر بعزت و وقار موجود او ر حاضر تھے صاحبقران والاشان نے ساقیان گلعذار کو حکم دیا کہ ساغرہاے مے ارغوانی و جامہاے شراب گلرنگ جملہ صاحبان اہل بزم کو پلاؤ اور نازنینان پریزاد خوش گلو خوبرو زہرہ آہنگ شوخ و شنگ کو طلب کرکے ارشاد فرمایا کہ رقص و نغمہ کرو اور دلربا اہل محفل کو بخوبی نغمۂ دلکش سے مسرور کرو چنانچہ بموجب حکم محکم صاحبقران اکبر ساقیان گل پیرہن نے دست رنگین مین شیشۂ شراب اور جامہاے بلورین لیکر بصد ناز و ادا اہل محفل کو ساغر مے سے بھر بھر کے پلانے لگے اور زنان پریزاد زہرہ مثال صاحب حسن و جمال بصد ناز و کرشمہ رقص کرنے لگین جوانان اہل بزم کے دلون کو مانند سبزہ کے پامال کرنے لگین اور نغمۂ دلکش سے نوجوانان اہل محفل کو مسرور و شادمان کرنے لگین اسی طرح کئی روز و شب بزم عشرت و طرب مین مردمان خاص و عام ایسے محو سرور و انبساط رہے کہ کسی کو دین و دنیا کی خبر نہ رہی صاحبقران ذیجاہ بھی ہمہ تن عیش و نشاط مین مصروف و مشغول

رہے اسیطرح باغ قصر النیرین کے ہر ایک قصر و ایوان مین بزم عیش اور محفل عشرت آراستہ تھی ہر ایک بزم مین امراے
صاحب قران اکبر و دیگر مردمان قصر النیرین مین بعیش و طرب شب و روز بسر کرتے تھے ایک شب شاہزادہ ذوالفقار صاحبقران
نامدار نے حکیم قسطاس الحکمت سے عرض کیا کہ ای اُستاد عالی منزلت میرا بہت دل چاہتا ہے کہ مین بہمراہی سلطان ابو المحسن
جوہر جملہ محفلہاے عام و معارک مین جاؤن اور ہر ایک بزم کی کیفیت دیکھون مگر افسوس کسی طرح جا نہین سکتا کیونکہ اگر
پا پیادہ جاتا ہون اور جملہ مجالس و معارک کی کیفیت دیکھتا ہون تو نہایت زمانہ دراز گذریگا اور اگر بسواری جاتا ہون
تو بھی کچھ مدت گذریگی اسوجہ سے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بیس فرسخ کا بُعد ہے اور لطف سیر کا یکہ و تنہا مین
ہے اور بجلوس و تجمل ہر ایک بزم عشرت کا لطف بخوبی حاصل نہوگا لہذا آپ اس باب مین کچھ میری اعانت اور مددگاری کیجیے
حکیم قسطاس الحکمت نے اُسی وقت دو پارہ سنگ صاف لیکر اُنپر ایک ایک نقش کندہ کیا اور صاحب قران اکبر کو
دے کر ارشاد فرمایا کہ ای شاہزادہ کامگار و خدیو روزگار یہ ایک ٹکڑا پتھر کا اگر تم اپنے پاس رکھوگے اور بیس فرسخ تک جاؤگے
تمکو مطلق تکلیف نہوگی اور یہ معلوم ہوگا کہ تھوڑی راہ طے کی ہے اسی طرح یہ پارہ سنگ دیگر اگر ابو المحسن جوہر کو دے دوگے
اور وہ اپنی کمر مین رہنے دیگا اُسکو بھی راہروی مین کسی طرح کی ماندگی اس نقش جلیل و اعظم کی برکت سے نہوگی صاحبقران
اکبر نے موافق ارشاد اُستاد موصوف پارۂ سنگ مذکور کمر سے باندھا اور دوسرا ٹکڑا ابو المحسن جوہر کو دیا بعدہ اُسکے صاحبقران
اکبر نے ابو المحسن جوہر سے مشورہ کیا کہ اب کیونکر بزمہاے عشرت اور معارک کی کیفیت دیکھین ابو المحسن نے عرض کیا
کہ جسطرح مزاج اقدس مین آئے تشریف لیچلیے صاحب قران اکبر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا تو دل یہ چاہتا ہے کہ ایک شب و روز
ہم اور تم باہم بالاتفاق سیر کرین بعد ازان دو روز ہم علیحدہ تم سے ہوکر محفلہاے عیش و عشرت اور معارک مین جائین اور تنہا
لطف اُٹھائین اسی طرح تم بھی ہم سے جدا ہوکر ہر ایک بزم عشرت مین شریک ہو اور کیفیت بزمہاے طرب دیکھو جسطرح کہ
ہمنے اور تم نے قبۃ المثال کی سیر کی تھی اسی طرح اب بھی آرزو ہے کہ جملہ مجالس جشن و معارک کی سیر و کیفیت دیکھین اس صورت
مین یہ حاصل ضرور ہوگا کہ جو ہمنے سیر عجیب و غریب دیکھی ہوگی وہ ہم تمسے بیان کرینگے اور جو تم کیفیت حیرت افزا دیکھنا وہ
ہمسے بیان کرنا غرض تین شب و روز مین جملہ محفلہاے عشرت اور معارک مین جاکر لطف بسیار اور حظ وافر اُٹھانا چاہیے
ابو المحسن جوہر نے صاحب قران اکبر کی صلاح کو بہت پسند کیا بعد ازان صاحب قران ذیشان اور سلطان ابو المحسن جوہر
نے لباس عیاری اور شبروی تن پر آراستہ کیا اور بغیر اطلاع اہل لشکر دونون خادم و مخدوم روانہ ہوے اور ہر ایک بزم
عشرت اور محفل عیش اور معارک کی کیفیت دیکھتے ہوے محفلہاے خاص کا اول مشاہدہ کیا یعنے اول اُس بزم عشرت
مین پہونچے جسمین امیر شجاع الدین میر مجلس مقرر کیا گیا تھا اور طرب افزا پری بصد دلیری خدمت ساقی گری اور نغمہ سرائی
پر معین تھی صاحبقران ذیشان نے جملہ اہل بزم کی نظر سے پوشیدہ ایک لحظہ کیفیت دیکھی کہ طرب افزا پری ہر دم تبسم امیر
شجاع الدین کو ساغر مے بصد ناز و ادا دیتی ہے اور اشعار عاشقانہ مناسب وقت خوش آوازی سے گاتی ہے امیر موصوف

جانب پری مذکورہ اسوقت کثرت نشۂ شراب مین رغبت دیکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ اپنے پہلو مین بٹھا کر بوسے لب و رخسار کے لے اور اپنے دل کو خوش کرے شاہزادہ ذیوقار یہ کیفیت بخوبی دیکھکر محفل دیگر مین تشریف لائے جہان امیر مظفر الدین میر مجلس مقرر ہوا تھا اور شیرین ادا پری ساقی گری پر مقرر ہوئی تھی یہان بھی وہی کیفیت نظر سے گذری کہ شیرین ادا پری کو امیر مظفر الدین دلاور نظر الفت سے دیکھ رہا ہی اور پری مذکورہ نغمہ و ناز و ادا سے امیر موصوف کو اپنا دیوانہ بنا رہی ہے صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر یہ کیفیت تمام وکمال کلتوڑی دیر دیکھکر ایک اور بزم مین پہونچے وہان عشوہ ناز پری کو امیر ناصر الدین پر شیفتہ دیکھا اور امیر موصوف کو بھی پری کی طرف مائل پایا بعد دیکھنے اس کیفیت کے صاحبقران عالیجاہ ایک اور مجلس عشرت مین تشریف لے گئے اور نظر مردم سے پوشیدہ ہوکر ایک گوشے مین قیام فرما کر ملاحظہ فرمایا کہ امیر اسحاق بزم مین مع دیگر نامداران کے بیٹھا ہوا ہے ناچ ہو رہا ہے جام شراب ساقیان گل رخسار بناز و ادا اہل محفل کو دے رہے ہین صاحب قران اکبر نے ایک لمحہ توقف فرمایا اور رنگ بزم دیکھ کے اور ایک محفل عالیشان مین جسمین امیر معین الدین میر مجلس تھا تشریف لائے اس بزم طرب مین بھی نازنینان گل رخسار مانند طرب انگیز و شیرین ادا جادو آہنگ کو امراے ذیوقار و نامدار پر فریفتہ اور شیفتہ دیکھا بعد اسکے صاحب قران اکبر محفل امیر خلیل مین آئے ملاحظہ فرمایا کہ امیر جمال الدین خلف امیر خلیل عشرت بخش ساقیان بزم عشوہ و ناز و ادا پر فریفتہ ہو رہا ہی لیکن بلحاظ پدر بزرگوار عالیمقدار خاموش بیٹھا ہے کوئی گفتگو ساقی مذکور الصدر سے کر نہین سکتا صاحب قران عالیوقار سیر بزم دیکھکر اور ایک مجلس عالیشان مین تشریف شریف لائے اس مجلس مین امیر اعظم الدین میر مجلس معین ہوا تھا اور ناز پالا پری خدمت ساقی گری پر مامور تھی اور حسن و جمال مین خوب تھی امیر مذکور الصدر اس پری پر فریفتہ تھا اور بزم مین باہم کر باشعار ہمکلام ہو رہے تھے بعد اسکے شاہزادہ کشورگیر گردون سریر اور سلطان ابو الحسن جوہر اس صحبت مین پہونچا کہ جس محفل مین جہان ابو العراب عم صاحب قران ذیشان میر مجلس عشرت تھا یہ امیر ذیوقار شہریار جنت مکان کا فرزند رشید ہی اور سلطان اسمٰعیل کی جانب سے فرمانرواے اندلس ہی چنانچہ اس جشن ہمایون کی خبر سنکے آیا تھا اور اپنے برادرزادہ عالیوقار کی خدمت مین حاضر ہوا تھا صاحب قران اکبر نے ایک بزم عظیم کے اہتمام اور انصرام پر معین کیا ہے الحاصل شاہزادہ نامدار نے ملاحظہ فرمایا کہ اس بزم انبساط مین نشاط افروز پری ساقی محفل ہے ایک لمحہ صاحب قران اکبر نے توقف فرماکر اس بزم مین نشاط افروز پری کا نغمہ دلکش سنا اور رقص بےمثال دیکھا کیونکہ پری مذکورہ کبھی ساقی بزم ہوتی ہی اور کبھی نغمہ و رقص سے دلہاے اہل بزم کو خوش کرتی ہے استادان علم موسیقی اسکا نغمۂ دلکش سنکے مستانہ وار جھومتے ہین اور بے خود ہوکر قدم پری مذکورہ کے چومتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا یہ سن ہوا اور علم موسیقی اچھی طرح حاصل کیا مگر اے نشاط افروز پری یہ راگ اسوقت تم سے ایسا ادا ہوا کہ کبھی ہمارے گلے سے نہ نکلا تھا بلکہ ہمارے استاد شیخ رنگین میان صاحب سے بھی ادا ہوا تھا ہم بیچارے تمہاری کیا تعریف گانے کی کرین ہان اگر استاد ہمارے زندہ ہوتے تو البتہ کچھ وہ تمہارے

کمال کی ثنا کرتے نشاط افروز پری جب اُستادان علم موسیقی سے ایسے کلمات سنتی ہو خوش ہوکر اور کمال اپنا ظاہر و ہویدا کرتی ہے مشکل سے راگ کہ جنکا ادا کرنا گلے سے بہت دشوار ہو جاننے والے اُس راگ کے بے اختیار تعریفین کرتے ہین اکثر مردم تاثیر راگ سے رو رہے ہین بعضے جھوم رہے ہین بعض مردم صورت تصویر بےحس و حرکت بیٹھے ہین اور جانب نشاط افروز پری نگران ہین عجب طرح کا عالم اہل بزم کا ہو رہا ہے ہر ایک شخص پری مسطور کی خوش آوازی پر عاشق و فریفتہ ہو رہا ہے صاحب قران اکبر چونکہ اکثر نشاط افروز پری کا گانا برغبت سنا کیے ہین اور ناچ دیکھا کیے ہین اسوقت بھی اسی وجہ سے ٹھہر گئے ہین اور گانا سن رہے ہین اور یہ ناظرین پر واضح ہو کہ نشاط افروز پری صاحب قران اکبر سے نہایت اُلفت رکھتی ہے لیکن بسبب کم مرتبہ ہونے کے اظہار محبت کبھی نہین کرتی ہے دل ہی مین اُلفت پنہان رکھتی ہے الغرض حسن اتفاق سے نشاط افروز پری رقص کرتی ہوئی اُس جانب آئی جسطرف ابوالحسن جوہر اور صاحبقران اکبر تبدیل لباس کیے ہوے بیٹھے تھے نشاط افروز پری ایک زن بلاے روزگار اور نہایت عقیل قیافہ شناس تھی نظر ڈالتے ہی مین ابوالحسن جوہر کو پہچان گئی اور تبدیل وضع اور تغیر لباس دیکھکر سمجھ گئی کہ سلطان ابوالحسن کو ظاہر کرنا اپنا اس بزم مین شاید منظور نہین ہے اسوجہ سے اُس عاقلہ نے تجاہل اور تغافل کو کام فرمایا کچھ ابوالحسن جوہر سے کلام نہ کیا مگر اُسی طرف نغمۂ دلکش سے اس غزل کو شروع کیا غزل

ای پیک راستان خبر یار ما بگو — احوال گل به بلبل بستان سرا بگو
ما محرمان خلوت دلیم غم مدار — با یار آشنا خبر آشنا بگو

هرچند ما بدیم تو ما را بدان مگیر — شاهان ماجرای امیر و گدا بگو
جان پرور است قصه ارباب معرفت — رمزے از و بپرس و حدیثے بیا بگو

آن می که در سبو دل صافی بعشوه برد — کو در قدح کرشمه کن ساقیا بگو
دلها ز دام زلف چو بر خاک می فشاند — با آن غریب ما چه گذشت از هوا بگو

برهم چو میزد آن سر زلفین مشکبار — با ما سرے چه داشت بروی صبا بگو
بر این فقیر نامه آن محتشم بخوان — با این گدا حکایت آن پادشا بگو

در راه عشق فرق فقیر و غنی چه نیست — ای پادشاه حسن سخن با گدا بگو
گر دیگرت بران در دولت گذر بود — بعد از ادائے خدمت و عرض دعا بگو

حافظ گرت بمجلس او راه میدهند — می نوش و ترک زرق ز بهر خدا بگو

بعد اس غزل گانے کے اُس نازنین مہجبین نے ایک آہ سرد دل سے کی اور ناچتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی صاحبقران دیوقار داناے روزگار ہر چند کہ قبل بھی اسکے واقف اور ماہر تھے کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت دلی رکھتی ہے لیکن اسوقت بخوبی تصدیق ہوگئی صاحب قران بعد غزل مذکور ختم ہونے کے اُس بزم عیش سے بخیال افشاے راز چلے آئے اور درمیان راہ کے ابوالحسن جوہر سے ارشاد کرنے لگے کہ اے برادر بجان برابر ظاہرا معلوم ہوتا ہو کہ نشاط افروز پری ہمسے الفت رکھتی ہے اور پھر اُسکا دل آیا ہوا اسوقت اُسکے غزل گانے سے اور آہ کرنے سے صاف ظاہر اور ثابت ہوتا تھا۔ ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر آپ تو یہ فرماتے ہین کہ ظاہرا وہ ہمپر فریفتہ معلوم ہوتی ہے اسوقت اُسنے مجھکو اور حضور کو کسی طرح پہچان لیا تھا اور یہی باعث تھا کہ حضور کی جانب مخاطب ہوکر ایسی غزل اُسنے گائی کہ گویا آپ سُنتے

اپنے ارادے اور راز دل سے اطلاع دی لہذا حضور کو لازم ہے کہ نشاط افروز پری کو نازنینان ارباب نشاط مین داخل فرمائین کہ کبھی کبھی وہ شیفتہ نظارہ روے بے نظیر حضور سے دل مضطر کو اپنے تسکین دیتی رہے اور سوائے اسکے سچ تو یہ ہے کہ نشاط افروز پری وقت ضرورت ہمبستری کو بیجا نہین ہے حسن و جمال مین بھی سو دو سو سے اچھی ہے کم سن ہے رقص و نغمہ کرنے مین منتظر ہے شاہزادہ نامدار صاحب قران ذیوقار نے ہنسکے ارشاد کیا کہ واہ واہ آپ بھی عجب شخص ہین ہر ایک کی سفارش کے واسطے موجود ہو جاتے ہین یہ تو فرمائیے کہ نشاط افروز پری نے آپ کو کیا دینے کا اقرار کیا ہے کہ جسکی طمع کی وجہ سے اسوقت اسکی سفارش کی ابو الحسن نے عرض کیا اے صاحب قران ذیشان اسکی کیا لیاقت ہے کہ وہ مجھکو کچھ دیگی علاوہ اسکے آپ بخوبی جانتے ہین کہ مین طماع نہین ہون بلکہ ہزار ہا روپیہ اشرفی محتاجون کو خود دیتا ہون دنیا مین حضور کے اقبال سے صاحب ہمت اور سخی مشہور ہون صاحب قران ابو الحسن کے اس کلام پر بہت ہنسے اور فرمایا کہ آپ تو کسی کو ایک کوڑی دینے کا خیال ہی کبھی نہین کرتے سوائے اس فکر کے کہ کسی طرح زر و جواہر سے زنبیل کو بھر لیے مدام اسی فکر و تردد مین شب و روز آپ کی بسر ہوتی ہے خیر ہم آپ کی بہتری چاہتے ہین نقصان کے خواہان نہین ہین آپ نے جو سفارش نشاط افروز پری کی ہمسے کی ہے بوجہ آپ کے فائدہ کے ہمنے منظور کر لی ہر چند کہ اس درجہ نازنینان پر یزاد کیا کم ہین کہ جو ہم اور کم رتبہ کی جانب دست ہوس دراز کرین مگر ہمکو آپکا رنجیدہ کرنا کسی طرح منظور نہین ہے ابو الحسن جوہر نے مسکرا کر عرض کیا کہ اے صاحب قران اکبر سبحان اللہ دل تو حضور کا خود چاہتا ہے اور مجھپر آپ احسان کرتے ہین مین باز آیا سفارش سے آپ میرے فائدہ کا خیال نہ فرمائین صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر تمام رات ہر ایک بزم اور محفل مین گئے یعنے بیس مجالس عشرت کی کیفیت دیکھی آخر شب قریب صبح قصر النیرین مین داخل ہوئے اور بعد نماز سحر اور تحیات کے بستر خواب پر بعد راحت آرام کیا اور قریب شام بیدار ہوئے جلد تر نماز ظہر مین ادا کر کے مجلس علیش خاص مین کہ اخص المجالس کے نام سے مشہور تھی تشریف لا کر رونق افروز ہوئے اسوقت ایک نازنین مہجبین کچھ گا رہی تھی صاحب قران اکبر جو بزم علیش مین تشریف لائے اسوقت اس نازنین نے

یہ غزل صاحب قران کی جانب مخاطب ہو کر شروع کی غزل

ای آفتاب آئینہ دار جمال تو — مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
در اوج ناز و نعمتے ای آفتاب حسن — یارب مباد تا بقیامت زوال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونہ — کاشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو
تا پیش بخت باز روم تہنیت کنان — کو مژدۂ ز مقدم عید وصال تو
تا آسمان ز حلقہ بگوشان ما شود — کو عشوۂ ز ابروی ہمچون ہلال تو
در پیش خواجہ عرض کدامین جفا کنم — شرح نیاز مندی خود یا ملال تو
حافظ درین کمند سر سرکشان بسیست — سودای کج مبر کہ نباشد مجال تو

صاحب قران اکبر یہ غزل اس نازنین سے سنکر نہایت خوش ہوئے بعد اسکے ایک اور مہ پارہ خورشید لقا واسطے رقص و نغمہ کے بزم عشرت مین حاضر ہوئی اول اس ناز و ادا سے اسنے پیش صاحب قران رقص کیا کہ صاحب قران از حد مسرور

ہوے اور اہل بزم عشرت کا تو یہ حال ہوا کہ سب اُس نازنین کا رقص دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئے ہر ایک کا دل اُس نازنین پر فریفتہ ہوگیا بعد رقص کرنے کے سازندوں نے سازوں کو درست کیا بعد ازان اُس نازنین مہ جبین نے پیش صاحبقران اکبر یہ غزل بخوش آوازی شروع کی غزل

ای قبای بادشاہی راست بر بالای تو	تاج شاہی را فروغ از لولوی لالای تو	آفتاب فتح را ہر دم طلوعی میدہد
از کلاہ خسروی رخسار مہ سیمای تو	گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالمست	روشنائی چشم بخشش و ست خاک پای تو
جلوہ گاہ طایر اقبال گردد ہر کجا	سایہ اندازد ہمای چتر گردون سای تو	در رسوم شرح حکمت با ہزاران اختلاف
نکتہ ہرگز نشد فوت از دل دانای تو	آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار	جرعہ بود از زلال جام عمر افزای تو

نازنین مذکور الصدر نے غزل مسطور سرا ئیدہ سے ناز و ادا سے صاحبقران اکبر سے مخاطب ہوکر گائی کہ صاحبقران اکبر نہایت خوش ہوے اور حکم کیا کہ نازنین کو انعام کثیر دو خدام صاحبقران اکبر نے اُس مہ جبین کو بموجب حکم اسقدر زر و جواہر دیا کہ وہ نازنین مالا مال ہوگئی جب وقت مغرب کا آیا صاحبقران اکبر نے بعد نماز اور اکل و شرب کے ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ آج ای برادر تم ایک جانب جاؤ اور ہم ایک سمت جاتے ہیں دیکھیں کیا کیا کیفیت دیکھنے میں آتی ہے لیکن فلان وقت اور فلان ساعت مقام چتر میں ہمکو ضرور ملنا کیونکہ ہم سیر و تماشا دیکھکر وہیں تمکو ملینگے اور تمھارے منتظر رہینگے سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کی کہ بہت خوب انشاء اللہ السامی ہوگا ابو الحسن جوہر یہ کہکر بموجب ارشاد صاحبقران اکبر جانب شہر عسکر یہ روانہ ہوا بعد روانہ ہونے ابو الحسن جوہر کے صاحبقران اکبر بھی تبدیل لباس کر کے سمت قلعہ یاقوت نگار تشریف لے گئے درمیان راہ دو طرفہ آراستہ چراغان و آتشبازی و جملہ سامان آرایش کو بہزار تکلف و تزک موجود دیکھا روشنی چراغان اسقدر تھی کہ زمین کثرت ضیا سے فلک چہارم تھی اور صحرا سے سبزہ زار میں وہ روشنی اسطرح نظر آتی تھی گویا فرش نور بچھا ہوا تھا اور ہر ایک جا محفل طرب اور معارک انبساط آراستہ تھی اور ہر ایک معارک میں ہزار در ہزار مردان عام و رذیل مجتمع تھے اور موافق انکی لیاقت کے زن مطربہ ناچتی تھی ساقی شراب ہر ایک کو پلا رہا تھا ہر ایک شخص نشے میں جھوم رہا تھا صاحبقران اکبر کیفیت دیکھتے ہوے قریب مینار قلعہ یاقوت نگار تشریف لائے یہان بھی مذکور معارک کو آراستہ دیکھا اور نزدیک معارک ایک میخانہ تھا جملہ تشنہ کامان عوام جام شراب پی پی کر سیراب ہوتے تھے اور شاہزادۂ کامگار ہر ایک بزم عیش اور معارک کو دیکھکر حکما سے عالی منزلت کی دانائی اور انتظام پر تحسین و آفرین بار بار کرتا تھا غرض اسیطرح کیفیت مجالس بزم عشرت اور معارک کی دیکھتا ہوا شاہزادۂ ذیجاہ مقام چتر پر جو وعدہ گاہ تھا آیا اور انتظار ابو الحسن جوہر کا کرنے لگا ناگاہ ابو الحسن جوہر سے موافق اقرار حاضر ہوا اور جو کیفیت تازہ دیکھی تھی روبرو صاحبقران اکبر عرض کی بعدہ صاحبقران اکبر اور ابو الحسن جوہر وہان سے روانہ ہوے اور داخل قصر النیرین ہوے صاحبقران اکبر باقیماندہ شب آرام فرماکر ہنگام سحر بیدار ہوے اور بعد خضوع و خشوع فریضہ سحر

ادا کرکے بزم عشرت خاص میں تشریف لائے جملہ سلاطین و امرا واسطے تعظیم کے اُٹھے جسوقت صاحب قران اکبر بزم میں بیٹھے ایک مہ جمال زہرہ خصال یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی غزل

مطرب عشق عجب ساز و نوای دارد
نقش ہر پردہ کہ زد راہ بجاے دارد
کہ خوش آہنگ فرح بخش صدای دارہ
پیروی روش ما گرچہ ندارد زر و زور
از علالت نبود در گردش پرسد حال
پادشاہی کہ بہمسایہ گداے دارد
درد عشقست و جگر سوز دواے دارد
خسروا حافظ درگاہ نشین فاتحہ خواند
عالم از نالۂ عشاق مبادا خالی
خوش عطا بخش و خطا پوش خداے دارد
اشک خونین بنمودم بطبیبان گفتند
وز زبان تو تمناے دعاے دارد

جسدم یہ غزل نازنین مذکور نے بزم میں روبروے صاحب قران اکبر بصد ناز و ادا گائی اہل بزم کا عجب حال ہوا بعضے رونے لگے بعضے معانی سے لطف اُٹھا کر وجد میں آئے صاحب قران اکبر بھی اشعار کے مطالب سے باخبر ہوکر مسرور ہوے اسی طرح تمام روز ناچ دیکھا و گانا سُنا جسوقت آفتاب غروب ہوا اور سلطان ماہ بجلوس کوکب تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا صاحب قران اکبر نے نماز وغیرہ سے فرصت کرکے ابو الحسن جوہر کو لیکر حسب دستور قصر النیرین سے باہر تشریف لائے اور ایک جانب ابو الحسن جوہر کو روانہ کیا اور آپ بھی ایک طرف تشریف لیچلے اثناے راہ میں ہر ایک مقام پر بدستور مذکور بزم عشرت اور معارک کو آراستہ پایا اور زمین صحرا کو کثرت روشنی چراغان سے منور دیکھا جسطرف نظر فرماتے تھے سواے روشنی چراغان اور آتشبازی اور تکلفات انواع و اقسام کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا عمارات عالی کو منتظمان عالی فہم نے روشنی سے مزین کیا تھا اور ہر اک باغ کو بہار روشنی سے ایسی رونق دی تھی کہ غنچۂ دل اسکی سیر سے شگفتہ ہوتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے چند درجند تماشاے عجیب کیفیت دیکھی اکثر دیکھنے سے متحیر ہوکر کارگزاران نادر روزگار کی عقل و فراست بیدلہاز سحر اور تجیات عجیب و غریب دیکھے ناگاہ ابو الحسن کو بھی آتے دیکھا صاحب قران اکبر کی مجلس عالی صبح قریب قصر النیرین میں پہونچے تماشا دیکھا تھا بیان اکی ... لاکر رو برو کیا اور صاحبقران اکبر اسوقت ایک نازنین کی تعریف کی بعدہ عنقریب صبح کیفیت دیکھی جو کچھ تماشا ... صاحب قران اکبر سے لائے اسوقت داخل قصر النیرین بزم نشاط ہو

ابو الحسن نے کیا کیا کیفیت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر محفل عالیشان میں ...
ای آفتاب نے پوچھا کہ ای ابو الحسن سے اثناے راہ میں بیان کی
کیفیت دیکھی تھی ابو الحسن حسب دستور صاحبقران اکبر ... رنگین گزاشتہ
ہوے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تماشاہاے رنگین گزاشتہ

یارب ... کو مرشد ... کیا

شرح ابراہیم بن حمید نے ایک دن ... روز کی واسطے صید و شکار ... ابو قار و نامدار لشکر ظفر اثر سے ... صحراے پر بہار میں طائران

راوی خیال آفرین سلسلۂ بیان داستانہاے

ایک قضیۂ اتفاقیہ پیش آیا یعنی شاہزادہ ... صاحب قران ذیشان میں ایک ... صاحب قران اکبر ... رخصت ...
کو رمیان جشن عروسی صاحب قران ... سے عرض کیا کہ ای صاحب ... ابراہیم مع چند رفقاے ...
صاحب قران ... گرد و سر ... دی شاہزادہ ابراہیم ... ہوا ...
کی دیکھے صاحب قران اکبر نے بخوشی اجازت دی شاہزادہ ... سبزہ زار میں خیمہ زن ہوا ... بہار
... روشنی سے چار فرسخ اور جاکر ایک صحراے

تیز پر اور چارپایان تیز رو یعنے غزال وغیرہ کا شکار کرتا تھا اور بعد راحت و آرام اور بخوشی وخرمی شب و روز بسر کرتا تھا
ایک روز حسب دستور شاہزادہ ابراہیم مع رفقا صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک غزال خوش رفتار و خوش جمال
ایک جانب صحرا سے نظر آیا شاہزادہ ابراہیم نے اُس آہوے بیمثال کو دیکھکر اسپ صبا رفتار کو جولان کیا وہ غزال خوش جمال
شاہزادہ ابراہیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر صحرا مین ایک طرف روان ہوا شاہزادہ ابراہیم نے گھوڑے کو اور زیادہ جولان
کیا یہانتک کہ رفقا سے جدا ہوگیا اور شکار کھیلنے کی جگہ سے یعنے جہان خیمہ برپا کیا تھا اُس سے بہت دور نکل آیا آخرکار
شاہزادہ نامدار نے اُس آہوے تیز رو کا شکار کیا اور تکبیر کہکر ذبح کیا کچھ کباب اُسکے نوش کیے بعد ازان فتراک مین لٹکا لیا اور
وہان سے اپنے خیمہ کی جانب معاودت کی لیکن بسبب جولان کرنے اسپ صبا رفتار کے اور شکار کرنے آہو کے پیاس کی
شدت ہوئی ہرچند اُس صحرا مین پانی کی جستجو کی وہان آب نایاب تھا کسی طرح ہاتھ نہ آیا شاہزادہ ابراہیم نے مجبور ہوکر
ارادہ اپنے خیمہ کی طرف چلنے کا کیا اور گھوڑے کو خوب جولان کیا تا کہ جلد خیمہ تک پہونچ جاؤن اور پانی پی کر تشنگی بجھاؤن
مگر گھوڑے کو دوڑانے سے اور حرارت آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا ناگاہ ایک شاہزادہ ابراہیم نامدار نے ملاحظہ کیا کہ صحرا
مین چند سبو آب رکھے ہین اور دو شخص قلندر صورت عبا جامے بوریے پہنے ہوئے صحرا مین کھڑے ہین جو شخص اُس جگہ
وارد ہوتا ہے اور سوال آب کرتا ہے وہی قلندر پانی اُسکو پلا دیتے ہین جس وقت شاہزادہ ابراہیم نے قلندرون کو پانی پلاتے
ہوئے دیکھا خدا کا شکر کیا اور امید قوی ہوئی کہ اب پیاس بجھے گی غرض جلد گھوڑے کو دوڑا کر شاہزادہ ابراہیم قریب اُن
قلندرون کے آیا اور ایک جام آب کا طالب ہوا مگر اُن قلندرون نے نگاہ تند و تیز سے دیکھکر ایک قطرہ آب بھی نہ دیا ہرچند
شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ مین بہت پیاسا ہون تھوڑا سا پانی مجھکو از راہ عنایت پلا دیجیے لیکن اُن قلندرون نے پانی
نہ دیا اور پھر بنظر قہر دیکھا شاہزادہ ابراہیم نے خیال کیا کہ شاید اُنکا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے اتر کے پانی پی لو
شاہزادہ نے تصور کرکے اُن قلندرون سے کہا کہ مین بوجہ شدت تشنگی کے ایسا اسوقت ناتوان اور ضعیف ہو رہا ہون کہ
اتنی قوت نہین ہے کہ گھوڑے سے اتر کر پانی اپنے ہاتھ سے پیون آپ کو اسی وجہ سے تکلیف دیتا ہون کہ از راہ عنایت
و مہربانی تھوڑا پانی پلا دیجیے اگر مجھ مین اتنی قوت ہوتی کہ گھوڑے سے اتر کر پانی پی لون تو ہرگز مین آپ صاحبون کو تصدیع
نہ دیتا قلندرون نے کو تقریر شاہزادہ ابراہیم سنا کیے اور نظر غضب سے دیکھا کیے کچھ منہ سے نہ بولے نہ پانی پلایا ناظرین
افسانہ پر واضح ہو کہ یہ دونون شخص قلندر بشکل آفت جہان بلاے روزگار عیار طرار ہین انمین ایک ابوالمخداع مکار اشبوط
دیلمی کا برہنگ خاص ہے اور دوسرا اشقر برادر ابوالمخداع کا یعنی اسماعیل ابوالمخداع اشبوط دیلمی سے ایک لاکھ کی ہنڈوی
لیکر قلعہ خلخال سے آیا ہے چنانچہ یہ داستان قبل اسکے بالتفصیل بیان کی گئی ہے لیکن فی زمانہ ابوالمخداع نے خبر قتل
اشبوط دیلمی کی سنی ہے اور یہ بھی اسکو بخوبی معلوم ہوا ہے کہ دیار دیلم کی حکومت سمرلاج اژدر دست کے حوالہ کی گئی ہے ابوالمخداع
از حد مضطرب اور بیحواس ہو کر بوجہ خوف و ہراس رات کو مع اشقر برادر کے دیار دیلم سے باہر آیا اور بربادی شہر و دیار کے غم و الم مین

پیراہن قلندری زیب تن کیا پہلے عسکر نصرت اثر شاہزادہ ذیجاہ گردون بارگاہ نامی ونامور صاحب قران اکبر مین داخل
ہوا اور سامان جشن عروسی دیکھا کیا اور ہر لحظہ اسباب عیش وعشرت کو دیکھکر کثرت رنج وغصہ سے زار زار مثل ابر نوبہار
رویا کیا اور ابوحاکم اور اشبوط کے قتل پر کف دست افسوس ملا کیا ایک دن اپنے غلام اشرپر سے کہنے لگا ای اشرپر قسم ہے
خداوند ویلم کی جس وقت مین جاہ وجلال اور دولت واقبال اور سامان عشرت کو دیکھتا ہون کثرت حسد سے میرے سینہ مین آتش
غیظ وغضب مشتعل ہوتی ہے اشرپر نے جواب دیا ای آقا ے نامدار قسم ہے تمھارے ہی سر اقدس کی اس غلام کا حال
تمھاری کیفیت سے زیادہ تر ابتر ہے لیکن لاچاری ومجبوری ہے کیونکہ خداوند ویلم کو یہی اچھا معلوم ہوا اور یہی انکو منظور تھا
کہ تمامی دنیا کو اعدا ے دین وایمان کے قبضہ وتصرف مین دیدین اب سوا ے صبر کے کیا تدبیر ہو سکتی ہے غرضکہ
ابوالخداع مکار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ کچھ دام فریب پھیلا ے اور صاحب قران اکبر کے مزاج مبارک کو صدمہ پہونچا ے
اور دل بیتاب وبیقرار کو تسکین دے لیکن بامداد خالق کون ومکان بے ایمان اپنے ارادہ سے باز رہا اور کوئی موقع ایسا
نہ ملا کہ کوئی کار نمایان کرتا انجام کار اسی قرب وجوار مین ابوحاکم کی زوجہ ودختر رہتی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب
زوجہ ابوحاکم جو صاحب قران اعظم کی اولاد سے تھی انتقال کر گئی اور ابوعامر کے یہان دختر نیک اختر یعنی ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوئی
ابوحاکم کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور اولاد کی جانب سے مایوس ہوکر دشت وبیابان مین چلا گیا آخر کوہستان مین ایک قلعہ
اور کچھ آبادی تھی اور قوم مجوس رہتی تھی ابوحاکم اس قوم مین پہونچا سردار قوم مجوس نے کہ نام اسکا آذرمان تھا ابوحاکم
کو بصد عزت وحرمت اپنے مکان مین لایا اور بحسن وخوبی دعوت وضیافت کی اور درمیان دعوت مین اپنی دختر شرارہ بانو
کو ایک روز خدمت ساقی گری پر مامور کیا کیونکہ اس مجوس کا مدعا ے دل یہ تھا کہ کسی طرح ابوحاکم اس دختر رشک قمر
پر شیفتہ اور فریفتہ ہو جا ے چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے جب وہ دختر خوبرو واسطے شراب پلانے کے محفل مین آئی ابوحاکم
اس ماہ رو کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور بیتاب وبیقرار ہوکر ایک روز ابوحاکم نے ابوالخداع کے سامنے اپنی کیفیت عشق
بیان کی ابوالخداع کہ آذرمان سے قرابت رکھتا تھا اس نابکار نے اسوجہ سے ابوحاکم کو زیادہ تر اس دختر پر مائل کیا
آخرکار ابوحاکم نے ابوالخداع مکار کو اس کام کے انصرام کے لیے معین کیا اور اسکی معرفت آذرمان سے شرارہ بانو کی
خواستگاری کی ابوالخداع شریر نے بعد حصول زر وجواہر بسیار شرارہ بانو دختر خوبرو سے آذرمان کو ابوحاکم سے ملوادیا
ابوحاکم تھوڑے دن اس موضع مین جاکر قیام پذیر ہوا اور شرارہ بانو سے ہمبستر ہوا لیکن اپنے برادر ابوعامر کے خوف و
خطر سے شرارہ بانو کو شہر مین نہ لایا اور یہ بھی وجہ تھی کہ بوجہ اختلاف مذہب کے اس راز کو ظاہر نہ کرسکا کہ شاید کوئی فساد
برپا ہو پس باینوجہ کبھی کبھی اس موضع مین جاکر مقیم ہوتا تھا اور شرارہ بانو سے مشغول عیش وعشرت ہوتا تھا الغرض اسی
سال مین شکم شرارہ بانو سے ایک دختر رشک قمر پیدا ہوئی آذرمان نے نام اس دختر خوبرو کا آذر یاقوت رکھا بعد اسکے
ابوحاکم نے بدبختی کے سبب واقعات جبل ایلکا اس موضع مین اپنا جانا ترک کر دیا اب وہ دختر یعنی آذر یاقوت جوان ہوئی

اب اُسی موضع مین رہتی ہی حُسن مین رشک ماہ و مہر ہے مطابق اس مطلع کے مطلع روے چگونہ روے روئے چو آفتاب + موے چگونہ موئے ہر حلقہ پیچ و تاب + باوجود اسکے کہ وہ خورشید روعنبرین مو گل رعنائے چمن خوبی ماہ منیر فلک محبوبی حسن و جمال دلفریب مین مثل ملکہ شمسہ تاجدار ہو کہ ناطقہ روشن بیان ہے لیکن بوجہ تنگدستی و افلاس مانند عوام الناس اس موضع خراب و ویران مین بہزار مصیبت و تکلیف بسر کرتی ہے کہ جسطرح غربا رہتے ہین اُسی صورت سے وہ بھی رہتی ہی۔ آمدیم برسر قصۂ حال جب ابو الخداع نے شاہزادہ ذیوقار نامدار ابراہیم بن حیدر کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر ہی جلد ہی دارو بیہوشی ساغر آب مین ملا کر بعد عذر و معذرت ناشناسی ابو الخداع مکار نے ابراہیم بن حیدر کو دیا اور شاہزادہ موصوف نے وہ ساغر آب اُس نابکار کے ہاتھ سے لیکر شدت تشنگی مین بے اختیار پی لیا اور کچھ زر وجواہر بیبہا لیکر جام آب اُس مکار کو دیا اور وہان سے شکر خدا کرتا ہوا اپنے خیمہ کی جانب جو صحرا مین برپا کیا تھا چلا ابو الخداع اور اُسکا غلام بھی پیچھے شاہزادہ ابراہیم کے چلے تھوڑی راہ شاہزادہ نے طی کی تھی کہ درد سر مین پیدا ہوا اور شدت درد سر سے گھوڑے پر بیٹھا نہ گیا آخر بہزار خرابی اسپ سے اُتر کر ایک شجر سایہ دار کے نیچے بیٹھا ابو الخداع اور اُسکا غلام بھی اُسی درخت کے نیچے آیا شاہزادہ ابراہیم نے ارشاد کیا کہ ای درویش تو نے کیسا جام آب مجھکو پلایا ہی کہ جبسے وہ جام آب تو نے پیا ہی نشہ سا معلوم ہوتا ہی اور سر گردش کرتا ہی ابو الخداع نے غضبناک ہو کر شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ ای ظالم ملعون بیہودہ و نابکار واقف ہو کہ تو نے ہزارہا بندگان خداوند دیلم کو تیغ آبدار سے قتل کیا ہو تو نہین جانتا کہ مین آسمانی سے تیرا دشمن جان ہون ہر اک دم اسی خیال و فکر مین رہتا تھا کہ تجھسے اُن بندگان خداوند دیلم کا انتقام لون آج اتفاق سے صحرا مین تجکو بے یار و مددگار پایا اور جام آب پلا کر بمکر و فریب گرفتار کیا آگاہ ہو کہ میرا نام ابو الخداع ہی عیار بڑا روزگار ہون اور زمانہ بھی یہ ہے کہ آج خداوند دیلم اور پیغمبر زردشت نے اعانت اور مددمیری کی اور ایسی تقدیر کی کہ تجھ ایسا دلاور سخت و زبردست بآسانی دستیاب اور گرفتار ہو گیا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے جس وقت یہ تقریر ابو الخداع مکار کی سنی کثرت غیظ و غضب سے تاب نہ رہی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر جانب ابو الخداع قصد حملہ کیا جسوقت ابراہیم دلاور اُٹھا بسبب بیہوشی کے چکر آیا پاؤن کو لغزش ہوئی ہرچند سنبھلا مگر نہ سنبھل سکا زمین پر گرا اور غش آگیا ابو الخداع نابکار نے شاہزادہ عالیوقار کو جلد مضبوط رسیون باندھا اور اپنے غلام نا فرجام کے حوالہ کیا آخر پر شاہزادہ کو اپنی پشت پر اُٹھا کر بہمراہی ابو الخداع قلعہ مجوس مین لایا اور ابو الخداع نے آذرمان حاکم قلعہ مذکور سے ملاقات کر کے تمام کیفیت بیان کی آذرمان ابو الخداع کے اس کار نمایان سے از حد خوش ہوا بعدہ آپس مین دونون نے مشورہ کیا کہ شاہزادہ ابراہیم کو حالت بیہوشی مین قتل کرنا چاہیے مگر کتاب زند اور اُسکی شرح پازند مین یہ مندرج دیکھا کہ اس قسم کے قیدی کو حالت مجبوری مین قتل کرنا لازم نہین ہے بلکہ چاہیے ہی کہ ایسے قیدی کو سات یوم تک قید شدید مین رکھے اور اکل و شرب سے اُسکی خبر لیا کرے اور خوبصورت عورتین اُسکے سامنے رہا کرین اور اکثر اوقات ملت آتش پرستی اور دین زردشتی اُسکو تعلیم و تلقین کیا کرے اگر وہ زندانی

برغبت تمام ملت آتش پرستی اختیار کرے تو خیر ورنہ اگر وہ قیدی از حد قوی اور طاقت وار ہو تو اور چند روز اسکو غذائے لطیف
کھلاؤ اور آب سرد پلاؤ جو کچھ اسکا دل چاہے برخلاف رہائی بجالاؤ اور نازنینان خوش رو اسکے پہلو مین بٹھاؤ اگر کسی نازنین کا
اسکا دل آئے بے تامل اس نازنین کو اسکے پاس سلاؤ کسی طرح اسکے دل کو رنجیدہ نہ کرو اسواسطے کہ وہ خوش ہو کر دین زردشتی
کو اختیار اور قبول کرے اگر ان سب باتون پر بھی وہ دین آتش پرستی قبول نہ کرے تو بمجبوری اسے صحرائے ہولناک مین
لیجاکر اسکے تمامی اعضائے تن کو خارہائے مغیلان سے مانند غربال مشبک کر کے بعدہ انبار لکڑیوں کا لگا کر اور اس
انبار ہیزم کو خوب آتش سے مشتعل کر کے اس جراحت رسیدہ کو اس آگ مین ڈالدو تاکہ جلد تر جلکر خاک ہو جائے الغرض
جب آذرمان کو جملہ احکام کتاب زند سے بخوبی آگاہی ہوئی اور ابو الخداع مکار کو تمامی احکام کتاب زند بتائے اور شاہزادہ
ابراہیم دلاور کے جملہ اسباب قتل پڑھکر سنائے چونکہ ابو الخداع مکار بھی مجوسی ہے اسوجہ سے احکام کتاب زند پہ
اسنے عمل کیا یعنی شاہزادہ ابراہیم کو آذرمان کے سپرد کیا تاکہ قید سخت مین مبتلا رکھے غرضکہ آذرمان نے شاہزادہ ابراہیم
کو طوق و زنجیر مین خوب جکڑ کے ایک قصر کے حجرہ مین جو قریب [illegible] تھا قید کیا جسوقت شاہزادہ ابراہیم کو ہوش آیا
اچھی طرح واسطے قبول کرنے دین زردشت کے سمجھایا اور جملہ دلائل اور براہین دین آتش پرستی روبرو شاہزادہ
بیان کیے بعد اسکے شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ اے شاہزادہ نامدار واقف ہو کہ خداوند دیلم کی تقدیر کی ہوئی کسی طرح مبدل
ہو نہین سکتی دیکھا تو نے کسطرح خداوند دیلم نے تجھکو قیدی ہمارا کیا اور تیرے مرگ و حیات کا اختیار ہمارے دست
زیردست مین دیدیا ہے اب ہمکو اختیار حاصل ہے تیرے قتل کرنے کا مگر ہم اسوقت تجھکو نصیحت کرتے ہین اگر ملت زردشتی
کو تو قبول بخوشی کرے تو تیرے حق مین بہت اچھا ہوگا ورنہ ہم قید ہستی سے ضرور تجھکو رہا کرینگے مگر بعد چند روز کے
موافق احکام کتاب زند کے اس زمانہ چند روز مین تجھکو غذائے لذیذ بھی کھلائینگے اور ہر طرح ہم تیرے دل کو خوش کرینگے
یہانتک کہ تیری خوشی کے واسطے کبھی کبھی نازنینان خوبرو تیرے پاس بھیجا کرینگے تاکہ انکے نظارۂ حسن سے خوش ہو مگر یاد
رکھ کہ رہائی تیری موقوف ہے قبول کرنے دین زردشت پر جسوقت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے آذرمان کی جملہ تقریر
سنی غضبناک ہو کر ہزار تبرا زردشت و دین زردشت پر لعنت کی اور آذرمان کو کلمات سخت کہے اسوقت ابو الخداع
نے آذرمان سے کہا کہ تو بڑا بیوقوف ہے ارے یہ مسلمان کامل الاعتقاد ہے کبھی خدا پرستی کو ترک نہ کریگا اور دین زردشت
اختیار نہ کریگا ناحق نصیحت کرتا ہے میری تو رائے یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس دشمن خونخوار کو جلد قتل کر شاید اسکے مددگار
آجائین اور اسکو تیری قید سے رہا کرکے لیجائین اور تجھکو اور ہمکو بھی ضرر پہونچائین آذرمان نے ابو الخداع سے کہا کہ
تعجیل تو کسی طرح ممکن نہین کیونکہ خلاف احکام کتاب زند کبھی نہ کرونگا علاوہ اسکے تیرا خوف وہراس بھی بیکار ہے کیونکہ
اس صحرائے ہولناک اور کوہستان دشوار گذار مین کون آئیگا جو اس شاہزادہ کو میری قید سے رہا کرکے لیجائیگا اور ہمکو
ضرر پہونچائیگا ہمکو اس امر سے بخوبی اطمینان حاصل ہے کہ یہان کوئی سراغ اسکا لگا نہ سکیگا ہان اتنا ضرور کیا جائیگا کہ زیادہ

اس بہادر کو قید نہ رکھا جائیگا اگر چند روز میں اسنے دین زردشت کو قبول کیا تو اس سے بہتر کیا ہو ورنہ بعد گذرنے تیسیاد
حکم کتاب زند کے قتل کرونگا القصہ آذربان بے دین نے موافق حکم کتاب زند و پازند ایک کنیز خوبرو لباس سے آراستہ
کر کے شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجدی اور خود در حجرہ کے قریب آکر شاہزادہ سے کہنے لگا کہ ای بہادر دوران شاہزادہ
ذیشان اگر تو دین زردشت کو قبول کریگا تو میں اس کنیز جمیلہ کو تجھے دیدونگا شاہزادہ ابراہیم نے جواب دیا کہ او بیگانہ
و بے آئین کیا بکتا ہی خبردار اب ایسا کلمہ منھ سے نہ نکالنا اس چڑیل کا لالچ دے کے مجھکو بے دین و ایمان کیا چاہتا
ہے آذربان یہ جواب سخت شاہزادہ نامدار سنکے مایوس ہوا اور شاہزادہ کو پھر اسی حجرہ میں بند کر دیا اور چلا آیا ادھر جملہ
مردان ہمراہی نے شاہزادہ ابراہیم کا بہت انتظار کیا بعدہ واسطے تلاش اور جستجو شاہزادہ موصوف کے ہر طرف صحرا میں
روانہ ہوئے لیکن شاہزادہ کو کہیں صحرا میں نہ پایا الا اسپ شاہزادہ ابراہیم کو صحرا میں ایک درخت کے نیچے پایا
آخرکار مجبور و لاچار ہوکر مرکب شاہزادہ موصوف کو لیکر نالان گریان خدمت صاحبقران والاشان میں آئے اور
تمام و کمال کیفیت بیان کی جب صاحبقران اکبر نے مردان لشکر سے کماحقہ حال سنا بدرجہ کمال غضبناک ہوئے
اور عیش و عشرت سے دست بردار ہوکر ابوالحسن جوہر سے کہا کہ اے برادر ہمنے تو ظاہر کسی کافر کو زندہ نہیں رکھا
بلکہ بنیاد کفر کی دنیا سے معدوم کر دی مگر معلوم نہیں کہ یہ دشمن کہاں سے پیدا ہوا جو برادر ابراہیم دلاور کو صحرا سے بدزدی
لیگیا ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای شاہزادہ والاقدر میں خود متحیر ہوں کہ یہ کیا معاملہ تازہ وقوع میں آیا ہے اتفاق سے
اسوقت سلطان اسمعیل بھی صاحبقران اکبر کے پاس تشریف رکھتے تھے یہ کیفیت حیرت افزا سنکے فرمانے لگے
کہ مجھکو یہ خیال ہے ایسا نہو کہ شاہزادہ ابراہیم کو دشمنان نامعلوم سے کسی طرح کا صدمہ اور ضرر پہونچے تو موجب ملال اور
باعث بدنامی کا ہو کیونکہ ای فرزند تم یہاں موجود ہو اگر شاہزادہ ابراہیم دلاور کے دشمنوں سے انتقام نہ لوگے تو جملہ سردار
اور امرا تمھاری ذات سے ناامید ہو جائینگے لہذا جلد تر اس مقدمہ میں کوشش کرنا چاہیے ابوالحسن جوہر نے عرض
کیا ای شہنشاہ والاجاہ اول اس باب میں جناب حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ کرنا چاہیے سلطان اسمعیل نے
ابوالحسن کی رائے کو بہت پسند کیا اور اسی وقت صاحبقران اکبر اور ابوالحسن جوہر کو اپنے ہمراہ لیکر حکیم
قسطاس الحکمت کے پاس آئے اور کل حال بیان کیا اور اس معاملہ میں مشورہ چاہا حکیم قسطاس الحکمت نے بعد
تامل کے از روے علم نجوم ارشاد کیا کہ ای صاحبقران اکبر و ای شہنشاہ گیتی ستان مطلق رنج و ملال آپ دونوں
صاحب نہ فرمائیں کیونکہ علم نجوم سے ثابت ہوتا ہی کہ شاہزادہ ابراہیم بن حمزہ زندہ و سلامت ہی لیکن چند روز تک
کسیقدر صدمہ و ایذا میں وہ نامدار رہیگا بعد ازان انشاءاللہ بصحت و عافیت وہ نامدار ذی وقار تمھاری خدمت میں خود
آئیگا اگر تمکو زیادہ رنج و صدمہ ہی تو چند عیاران ہوشیار کو جانب کوہستان روانہ کرو تاکہ وہ جستجو شاہزادہ موصوف کی
کریں صاحبقران اکبر نے بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت ایک سو عیاران ہوشیار خنجر گذار و سرہنگان نامدار

کو ہمراہی جہتر سرعت بن جہتر شتاب جانب کوہستان جلد تر روانہ کیا عیاران مسطور بفیر نشان وسراغ نظر بخدا کرکے جانب جنوب کوہستان روانہ ہوئے اور صحرا و کوہستان مین پہونچکر شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کی جستجو کرنے لگے

مگر اب شاہزادہ ابراہیم دلاور بن حیدر کا حال بگوش ہوش سنیے کہ اس بہادر پہ کیا گذری

واضح ہو کہ آذربان حاکم قلعہ مجوسیہ نازنینان خوش جمال و ماہرویان بے مثال ہر روز زیور ولباس سے بخوبی آراستہ کرکے خدمت شاہزادہ ابراہیم بن حیدر مین لیجاتا ہی اور کہتا ہے کہ ای شاہزادہ نامدار اگر تم دین زردشت کو بخوشی خاطر قبول کرو تو مین یہ چند نازنینان مہجمال مہر تمثال کہ خاص میری کنیزین ہین تمکو دیتا ہون انسے ہمبستر ہو لطف حیات اٹھاؤ مگر شاہزادہ اُسکے کہنے پر عمل نہین کرتا ہی اور دشنام دیکر کلمات سخت و درشت اس بیدین کو کہتا ہی اور دین زردشت پر نفرین اور لعنت کرتا ہی اور ابو الخداع آذربان کو شاہزادۂ موصوف کے جلا دینے پر آمادہ کرتا ہی لیکن ابو الخداع سے آذربان یہی کہتا ہی کہ خلاف حکم کتاب ژند مین ابھی جلا نہین سکتا ابو الخداع خاموش ہو جاتا ہے آخر کار آذربان نے اپنی چند مدخولہ اے خاص کو کہ جو نہایت حسین تھین مانند عروسان بیمثال کے آراستہ کیا اور شاہزادۂ ابراہیم کے پاس لیگیا اور حجرہ کھولا جہان نازنینان مذکورہ دکھا کر کہنے لگا کہ ای نامدار اب بھی میرا کہنا مان دین زردشت کو قبول کرا اور ان نازنینان خوبرو کو اپنی خدمت مین لا لطف وصل اٹھا بصد عیش وعشرت زندگی بسر کر سرکشی دین زردشت سے نکر مگر شاہزادہ موصوف نے کسی طرح منظور نہ کیا اور آذربان پر اور اُسکے دین پر لعنت کی آذربان نازنینان مذکورہ بالا کو اپنے ہمراہ لیکر چلا آیا لیکن روز ہفتم آذربان نے اپنی دختر رشک قمر خورشید رو عنبرین مو سیمتن گل پیرہن سے کہا ای فرزند ارجمند میرا دل چاہتا ہی کہ آج تم اسطرح بناؤ سنگار کرو اور ایسی پوشاک رنگین اور زیور نقرہ وطلا پہنو کہ اگر فرشتہ بھی تمکو دیکھے تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے میرا ارادہ ہے کہ اس جوان نامدار پر قابو پانے کے روبرو تمکو لیجاؤن اور تمھارا روے زیبا اُسکو دکھاؤن اگر ای فرزند تمکو میرے ہمراہ جانے مین کچھ عذر ہو تو تم قبل میرے وہان جاؤ اور دام زلف عنبرین مین مرغ دل شاہزادہ ابراہیم کے لاؤ اور بصد ناز وادا روے زیبا اپنا اپنے پدر مقتول کے دشمن کو دکھاؤ عجیب نہین ہی کہ تمھارا روے بینظیر یہ صاحب تو قیر دیکھکر دین زردشت کو اختیار کرلے اور انکار نہ کرے ای نور چشم آگاہ ہو کہ یہ جوان ذیوقار برادر صاحبقران نامدار ہے آجکل صاحبقران اکبر کی جشن عروسی کا بڑا سامان ہی منزلون تک سامان آرایش روشنی چراغان ہے وہ سامان عیش وعشرت مہیا اور موجود ہی کہ کبھی کسی بادشاہ کو حاصل نہوے ہونگے اب دو چار روز مین صاحبقران اکبر واسطے عقد کے جلینگے اور بخدم وحشم ملکہ شمسہ تاجدار کو بیاہ لائینگے غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ جوان ذیشان برادر صاحبقران بھی کہ خاص وعام اُسکو شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کہتے ہین نہایت شجاع ہی قوت مین بیمثال ہے

صورت وشکل مین بھی اچھا ہے صدہا عورتین خوبصورت اس جوان پر مائل ہین ای فرزند جسوقت تم جاکر اس جوان کو دیکھوگی میرے کہنے کی تصدیق بخوبی ہوجائیگی اگر یہ جوان موصوف تمھارے حسن وجمال کو دیکھکر تمھارے او پر مائل ہوجائے تو کسی طرح کا مضائقہ نہین ہے بلکہ میرے نزدیک بہت خوب ہے کیونکہ یہ شاہزادہ نامدار خاندان عالی سے ہے سوا اسکے ای پارۂ جگر تمھاری ہمشیرہ عالیوقار ملکہ شمسہ تاجدار اس شاہزادہ ذیجاہ فلک بارگاہ کے برادر ذیوقار صاحبقران مدار کے عقد مین اب آئینگی اگر تم بھی اس شاہزادہ گردون سریر کشور گیر کے سلک ازدواج مین منسلک ہوجاؤ تو کیا مضائقہ ہے بلکہ باعث بہبودی ہے غرض آذربان نے یاقوت آذر کو اسطرح سمجھایا اور ایسی تعریف شاہزادہ ابراہیم کی کی کہ یاقوت آذر چلنے کے واسطے راضی ہوگئی اور یہ بھی وجہ آذر یاقوت کے راضی ہونے کی تھی کہ قبل اسکے اکثر زنان ہمسایہ سے شاہزادہ ابراہیم کے حسن وجمال کی تعریف از حد سنی تھی اور اشتیاق دیکھنے شاہزادہ موصوف کا رکھتی تھی اب آذربان سے کلمات مذکورۃ الصدر سنکے چپ ہورہی اور انکار نہ کیا غرضکہ بموجب کہنے آذربان کے یاقوت آذر لباس وزیور وغیرہ سے آراستہ ہوئی آذربان بے دین نے ملکہ یاقوت آذر کو در حجرہ پر طلب کیا یعنے جس حجرہ مین شاہزادہ ابراہیم قید تھا وہان طلب کیا یاقوت آذر بہمراہی چند نسوان بناز وادا قریب حجرہ آئی آذربان نے در حجرہ وا کیا شاہزادہ ابراہیم کو حجرہ سے باہر نکالا جسوقت شاہزادہ نے یاقوت آذر کے روے خورشید مثال کو دیکھا



اور یاقوت آذر نے چہرۂ زیبائے شاہزادہ ابراہیم دلاور پہ نظر کی ادھر شاہزادہ ہزار جان سے یاقوت پر شیفتہ ہوا اور ادھر یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم دلاور پر فریفتہ ہوئی اشعار

ہر دو چون سوسن یکدگر دیدند	عاشق ہم بلطف گردیدند	دل بہم شد بزلف شان وابستہ	خانۂ تاب ہر دو بشکستہ

ہر دو را چہرہ زعفرانی شد ۔ اشک در دیدہ ارغوانی شد
در غم یک دگر ز مرکز خاک ۔ نالہ ہر دو رفتہ بر افلاک

الحاصل شاہزادہ ابراہیم اور یاقوت آذر نظارۂ حسن و جمال بیمثال سے بیکار کامل ہوئے شمشیر آبدار عشق سے گھائل ہوئے لیکن ملکہ یاقوت آذر نے بوجہ شرم و حجاب سر جھکا لیا اور دل میں خیال کرنے لگی کہ افسوس آذر ماں نے مجھ پر بڑا ظلم و ستم کیا کہ مجھکو اس شاہزادہ ابراہیم کی شکل دکھا کر میرا یہ حال کیا دیکھئے اب انجام اس محبت کا کیا ہوتا ہے میری جان اس شاہزادہ نامدار کے ہجر میں جاتی ہے یا وصل سے اس دلاور کے کامیاب ہوتی ہوں مگر یہ امید نہیں کہ شاہزادہ ابراہیم دین زردشت کو قبول کرے اور جبتک دین زردشت اختیار نہ کریگا میرے مربی و اقارب مجھکو اسکی زوجیت میں داخل نہ کرینگے غرض میری تقدیر میں اب گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری ہے یقین ہے کہ بہت جلد درد فرقت سے ہلاک ہو جاؤنگی اور درمدعا نہ پاؤنگی ملکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اور سوئے فلک دیکھکے یہ اشعار اپنے دل میں پڑھنے لگی اشعار

ای فلک با من عجب نقش ستم بنمودۂ ۔ بامراد خویش بعدم نامرادم ساختی
طرفہ دامی در رہ من چیدۂ ای اقبال سوز ۔ خوش فن بین پیش آمدی ای ماہ من ای سال من
میزدم دایم برای خویشتن فال نکو ۔ خوش از دردی کہ من کشادہ بدون حال من

الحاصل یاقوت آذر دیرتک اسی خیال میں رہی اور دل میں اپنے حال زار پر افسوس کیا کی اور رویا کی لیکن بخوف آذرماں افشائے راز نہ کیا اور نقاب چہرۂ پر نور پر ڈالکے بہ گریہ و زاری و نالہ و بیقراری وہاں سے مکان میں آئی اور فرش خواب پر گرکے مثل ماہی بے آب صدمہ جدائی شاہزادہ ابراہیم میں تڑپنے لگی یہاں تو یاقوت آذر کا الفت و عشق شاہزادہ ابراہیم میں یہ حال ہے لیکن اسطرف شاہزادہ ابراہیم کا عجب حال ہے رنگ رخ زرد ہے دل جو تڑپتا ہے پہلو میں درد ہے آنکھوں میں اشک بھرے ہیں چہرہ متغیر ہے دم آہ سرد کرتا ہے مرغ بسمل کیطرح تڑپتا ہے روبرو تصویر بینظیر ملکہ یاقوت آذر کی تصور سے ہی مثل دیوار بیٹھا ہوا ہے ملکہ یاقوت کی جدائی کا صدمہ ہے اپنے دل میں اسطرح شاکی فلک ہے بیت

فلک طرفہ طلسمی میسازد ۔ کہ منجم آید از شرع بیرون برد

کبھی اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ ای ابراہیم یہ کیا آفت تازہ تھی اور یہ کیا قیامت کبری تھی کہ میرے سامنے آئی ایک ہی نظر اس گلرو عنبرین مو کو دیکھکر دل کا یہ حال ہو گیا کہ زیست بغیر اسکے محال ہو گئی تیر عشق نے دل کو مجروح کر دیا طائر جان قفس تن میں بیقرار ہو کر پھڑکنے لگا پروردگارا میں بہت متحیر ہوں ع

این چہ آفت بود یارب از کجا ۔ بر سر من ناگہ آمد از قضا

کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ ای ابراہیم بڑی مشکل پیش آئی ہے کیا کروں کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اگر علاج دل پر درد کرتا ہوں دین خدا پرستی سے باہر آتا ہوں اور اگر دین و ایمان کو ترک نہیں کرتا ہوں جان سے جاتا ہوں غرض عجب کشاکش

مین ہون دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہی شاہزادہ ابراہیم والا ورتو یہ خیال کر رہا تھا اور صدمۂ درد فرقت ملکہ یاقوت آذر
سے بےچین تھا اور درگاہ خدا مین اپنے مدعاے دلی کے واسطے دعا کر رہا تھا اور آذرمان حال شاہزادہ ابراہیم کا دیکھکر
خوش ہو رہا تھا کیونکہ یہ بڑا عقیل و فہیم ہے اسکو بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ یاقوت آذر اس شاہزادہ پر مائل ہوئی ہے اور
شاہزادہ بھی اسکے عشق مین بیتاب و بیقرار ہے اسوجہ سے نہایت یہ نابکار خرم و شاد تھا اپنے دل مین اپنی تدبیر معقول
کی آپ تعریف کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ اب یہ شاہزادہ ضرور دین زردشت کو اختیار کریگا اور یاقوت آذر سے ملنا
ہوگا میرا مطلب دلی بخوبی بر آئیگا یعنے جب صاحبقران اکبر ابن عقد تشریف جانب وطن لیجائینگے مین اس شاہزادہ کو
سپہ سالار کرونگا اور جسقدر کہ ممالک صاحبقران اکبر کے تصرف مین ہین اُن سبکو اپنے قبضہ مین کرونگا اس
شمشیر بلند جرأت و دلاوری سے کون مقابلہ کرسکیگا اور اگر کوئی مقابلہ کریگا تو شاہزادہ ابراہیم دلاور اسکو بقوت بازو کے
زیر کریگا اور تمامی ممالک مین بخوبی تمام دین زردشت کو از سر نو رواج دونگا اور دین خداپرستی کو جہانتک ہوسکیگا
باقی نہ رکھونگا آذرمان نابکار یہ خیالات کرکے اور شاہزادہ کو حجرہ مین بند کرکے نہایت شادان فرحان قلعہ مین آیا اور
ابو الخدلاع کو طلب کرکے سب حال بیان کیا اور اپنے خیالات سے بھی اطلاع دی ابو الخدلاع مکار تمامی کیفیت سنکے بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ اے آذرمان یہ اندیشہ اور خیال تیرا بہت بہتر ہے یقین ہی کہ اب اس تدبیر معقول سے تمام ممالک قبضہ مین
آجائینگے اور دین زردشت کو فروغ بھی ہوگا مگر اے آذر مجھکو کسی قدر شاہزادہ ابراہیم کے دین زردشت قبول کرنے مین
تامل ہے ہرچند کہ ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ ہوگیا ہوا اور وصل ملکہ کو موقوف ہی اوپر اختیار کرنے دین زردشت کے مگر
بخوبی تمام مجھکو یقین نہین ہے کہ شاہزادہ ابراہیم عشق ملکہ آذر مین دین خداپرستی چھوڑکر دین زردشت اختیار کریگا آذرمان
نے جواب دیا کہ اے ابو الخدلاع آگاہ ہو کہ عشق وہ شی ہی کہ انسان اپنے قابو مین نہین رہتا عشق مین عقل زائل ہوجاتی ہے
خیال آبرو و عزت باقی نہین رہتا ہی دین و ایمان دل و جان معشوق کے کف پا پر عاشق تصدق کرتا ہی ہزارہا دانایان فرہنگ
بڑے بڑے پرستندۂ خداوند لیل و نہار دام عشق مین گرفتار ہوکر تارک خداپرستی ہوے ہین اے ابو الخدلاع الفت
و محبت مین پاس و خیال دین و ایمان نہین رہتا ہی آجکل کچھ تمکو جنون ہوگیا ہے اسی وجہ سے ایسے نافہمی کے سخن کہتے ہو
ابو الخدلاع نے کہا کہ مجھکو جنون تو نہین ہوا ہی خداوند ہلم کی عنایت سے صحیح و تندرست ہون مگر اے آذرمان تیری عقل
البتہ زائل ہوگئی ہے کہ تجھکو یقین کامل ہوگیا ہے کہ شاہزادہ ضرور دین زردشت اختیار کریگا خیر دو چار روز کے بعد
جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا ابو الخدلاع یہ کہکے آذرمان کے ہمراہ قریب حجرہ آیا اور در حجرہ وا کرکے چہرہ شاہزادہ ابراہیم کو
دیکھا بموجب کہنے آذرمان کے روے شاہزادہ نامدار کو متغیر پایا اور آثار عشق سراسر چہرہ پر ہویدا پائے ابو الخدلاع نے
اُسوقت ہنسکے کہا کہ اے شاہزادہ ابراہیم کیون تمنے اعجاز پیغمبر زردشت کو دیکھا کسطرح تمکو بآسانی ہمارے دام مین گرفتار
کر دیا اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتے ہو تو خداوند آتش کو سجدہ بعد تکریم و تعظیم کرو کہ باعث تمہاری نجات کا ہو

علاوہ اسکے ای شاہزادہ ابراہیم ہم دونون خداوند آتش کی قسم کھاتے ہین اور تم سے اقرار کرتے ہین کہ اگر تم موافق ہمارے کہنے کے خداوند آتش کو سجدہ برغبت کروگے تو ہم دونون تمھاری مطلوبہ اور محبوبہ کو جسکے عشق مین تمھاری یہ کیفیت ہوگئی ہے چھ مہینے تک تمھارے پاس بٹھائینگے اور تمھارے دل کو اُسکی ماہروئی اور ہمنشینی سے خوش کرینگے اور کوئی بات نہوگی مگر ہان بعد چھ مہینے اور گذرنے کے اگر تم اُس سے وصل کروگے تو مانع نہونگے اور جب بالکل معتقد دین زردشت سے تم واقف اور آگاہ ہوجاؤگے اُسوقت موافق دستور دین خداوند آتش کے تمھارا عقد بھی ملکہ آذر کے ساتھ کردینگے یہ جملہ تقریر اُس بدذات و شریر کی شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت سنی اپنے دل مین کہا کہ یہ دونون نابکار شیاطین سے کچھ کم نہین ہین کیونکہ مجھکو دین حق سے باز رکھنا چاہتے ہین اور مذہب باطل کی طرف رغبت دلاتے ہین اور امیدوار وصل معشوق کرتے ہین ای ابراہیم اب اس کیفیت مین کیا کرون سخت بلا مین گرفتار ہون اگر دین زردشت اختیار کرتا ہون یعنے آگ کو سجدہ کرتا ہون تو ایک روز ضرور نار جہنم مین معبود برحق مطلق مجھکو ڈالدیگا اور اُس آتش پرستی کا انتقام یہ لیگا کہ آگ سے سقر کی ہمہ تن مجھکو جلائیگا اور اگر عذاب نار دوزخ سے ڈرکر آگ کو سجدہ نہین کرتا ہون تو دنیا مین مجھکو آتش فراق ملکہ یاقوت آذر جلاکر خاک کردیگی استخوان مثل شمع کافوری جلینگے خانۂ دل مین ایسی آتش ہجر لگیگی کہ ہر موے تن سے آگ کا شعلہ نکلیگا ابھی تو ابتداے عشق ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ابھی تو دل تڑپتا ہوا اشکباری ہے کثرت نالہ وزاری سے آتش ہجر نے دلکا جلانا شروع کیا ہے مجھکو دو دن سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے سواے دانۂ اشک اور خون جگر کے اب کوئی غذا میری نہین ہے بعد اسکے شاہزادہ نے جانب فلک دیکھکر بخضوع وخشوع درگاہ مسبب الاسباب مین عرض کی کہ اے برآرندۂ حاجات وای مجیب الدعوات اب میرے اوپر رحم کر حسب دلخواہ تمنا میری برلا ان کافرون کی قید سے مجھکو رہائی دے کیونکہ بغیر تیری اعانت اور مدد کے میری رہائی کی صورت معلوم نہین ہوتی بلکہ یہ دونون کافر خونخوار میری جان کے خواستگار ہین الحاصل ابوالخداع اور آذرمان بے دین وبے ایمان نے شاہزادہ ابراہیم کو ہرچند سمجھایا مگر شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا چہرہ بند کرکے چلے آئے اسی طرح چند روز تک متواتر ومتکاثر آذرمان نے شاہزادہ کو خداوند آتش کی پرستش کرنے پر آمادہ کیا مگر شاہزادہ ابراہیم کسی طرح راضی نہوا ہرچند آذرمان نے اغذیۂ لطیف اور آب سرد سے روز شاہزادہ کی خبرگیری کی اور اکثر کنیزان خوبرو شاہزادہ کے پاس بھیجین تاکہ شاہزادہ اُنکے نظارۂ حسن وجمال سے خوش ہوکر خداوند آتش کو سجدہ کرے لیکن شاہزادہ مرحوم کبھی کنیزون کی جانب متوجہ بھی نہوا اور نہ خداوند آتش کو سجدہ کیا انجام کار ایک روز لاچار ہوکر شاہزادہ ابراہیم نے ابوالخداع اور آذرمان سے کہا کہ علاوہ قبول کرنے دین زردشت کے اور جو تم دونون کہو وہ مین کرون اُس وقت ابوالخداع نے آذرمان کو بہت خوش ہوکر سلام کیا اور کہا کیون آذرمان مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ شاہزادہ ابراہیم خداوند آتش کو کبھی سجدہ نہ کریگا دیکھو اُسوقت شاہزادہ نے جواب صاف دیدیا اب کہو مجھکو جنون ہے یا تمھاری سمجھ

پہنچ رہے ہین ای آذربان اب بھی میرے کہنے کو مان جلد شاہزادہ کو قتل کر ڈال ورنہ اس بہادر کو کوئی لشکر صاحبقران
اکبر سے آکر رہا کر لیجائیگا اور کچھ عجب نہین ہے کہ خود صاحب اکبر اپنے برادر کی جستجو مین یہانتک آئین اور تمکو اور مجھکو
اس شاہزادہ کے گرفتار کرنے کے جرم مین قتل کرین آذربان نے جواب دیا کہ ای ابو الخداع تم اسقدر ڈرتے کیون ہو
یہان کوئی آ نہین سکتا اور شاہزادہ کو لیجا نہین سکتا اور قتل کرنا شاہزادہ ابراہیم کا کوئی امر مشکل نہین ہر فقط اسواسطے
اتنا زمانہ گذرا کہ میرے دل مین یہ خیال تھا کہ اگر شاہزادہ دین اپنا ترک کرکے خداوند آتش کو سجدہ کریگا تو پھر مجھ سے کون
مقابلہ اور مجادلہ کر سکیگا مشرق سے مغرب تاک اور جنوب سے شمال تک میری ہی عملداری ہو جائیگی کیونکہ جب یہ شاہزادہ
رشک رستم و اسفندیار میرا معین و مددگار ہو جاتا تو پھر مجھ سے دنیا مین کون لڑ سکتا ابو الخداع نے جواب دیا کہ یہ امر تو ہونا
بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے کبھی شاہزادہ ہمارے دین مین نہ آئیگا غرضکہ یہ تمام تقریر باہمدگر ایسی آہستہ آہستہ
کی کہ شاہزادہ ابراہیم نے مطلق گفتگو ان دونون کی نہ سنی آخر آذربان مجبور ساکت ہو کے ابو الخداع کے ہمراہ نہایت
ملول و حزین اپنے قلعہ مین آیا اور اپنی زوجہ شیرازہ بانو کو طلب کرکے کہا کہ اسوقت ملکہ یاقوت آذر کے پاس جلد جاؤ
اور میری طرف سے بعد دعا اور دیدہ بوسی کے یہ کہو کہ اے فرزند جیسے کہ تمہارے باپ قتل ہوئے ہین تمکو بجاے
اپنی دختر کے جانتا ہون اور تم بھی مجھکو اپنا بزرگ جانتی ہو اور میرے کہنے پر عمل کرتی ہو ایک مرتبہ تم میرے کہنے سے
شاہزادہ ابراہیم جو حسب ... ہے کہ وہ مجھ ... لیکن جیسے شاہزادہ موصوف کسی قدر خداوند آتش کی جانب متوجہ ہے
مگر سجدہ نہین کرتا ہے لہذا ای دختر نیک اختر ایک مرتبہ مع چند کنیزان محرم بخوبی تمام لباس و زیور سے آراستہ ہوکر شاہزادہ
ابراہیم کے قریب جاؤ اور اپنا حسن دلفریب شاہزادہ موصوف کو دکھا دو اور کہو کہ خداوند آتش کو سجدہ کرو مجھکو یقین
کامل ہے کہ شاہزادہ ابراہیم تمپر عاشق ہو گیا ہے اور اسی اقبال حال اسکا تمہارے عشق مین بہت ابتر ہے جب تم خداوند
آتش کی پرستش کو کہو تو ضرور شاہزادہ قبول کریگا اور انکار نہ کریگا اس صورت مین انواع و اقسام کی تمہارے واسطے
اور ہمارے واسطے صورت بہتری کی ہے شیرازہ بانو زوجہ آذربان بموجب کہنے اپنے شوہر کے ملکہ یاقوت آذر کے
پاس گئی دیکھا کہ یاقوت آذر کا چہرہ زرد ہو رہا ہے ہر دم مشغول آہ سرد ہے رنجیدہ و ملول ہے رنج و غم کا دلپر نزول ہے آثار حزن و ملال
چہرہ اوس سے آشکار ہین شیرازہ بانو نے ملکہ کو ملول دیکھکر پوچھا ای فرزند دلبند تمہارا مزاج کیسا ہے چہرہ پرنور سے تمہارے
اثر ملال پیدا ہے ملکہ یاقوت آذر نے اول تو شیرازہ بانو کو بندگی کی بعد اسکے کہا ای مادر گرامی قدر دو چار روز سے
میری طبیعت اچھی نہین ہے دست و پا مین درد رہتا ہے روز بلا ناغہ تپ آتی ہے اسوجہ سے میری یہ کیفیت ہے سواے
اسکے کوئی رنج و ملال نہین ہے شیرازہ بانو نے بعد دعاے درازی عمر کے کہا کہ تمہاری تو طبیعت ناساز ہے اب مین تم سے
کیا کہون جو تمہارے بزرگ بجاے پدر آذربان نے تم سے کہا ہے ملکہ یاقوت آذر نے کہا ای مادر عالیقدر بیان کرو جو کچھ
وہ فرماینگے حتی الامکان مین بجا لاؤنگی کیونکہ اب وہ اور آپ بجاے پدر و مادر کے ہین جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو

سے یہ تقریر کی جسوقت شیرازہ بانو نے ملکہ یاقوت آذر سے کہا کہ اسوقت تمہارے بزرگ اور پدر نے مجھکو تمہارے پاس ایک امر کے واسطے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد بہت دعا کے آذر بان نے تم سے کہا ہے کہ ای فرزند ایک مرتبہ اور ہماری خاطر سے شاہزادہ ابراہیم کے قریب جاؤ اور ہمراہ اپنے چند کنیزان محرم اور حسین بھی لیجاؤ اور شاہزادہ موصوف کو کہ تمہارے عشق میں اسکا عجیب حال ہے سمجھاؤ کہ خداوند آتش کو سجدہ کرے یقین ہے کہ تمہارے کہنے سے شاہزادہ بہ دل برغبت تمام سجدہ کریگا جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے شیرازہ بانو سے یہ تقریر سنی اپنے دل میں بہت خوش ہوئی کہ اسی بہانے سے شاہزادہ کو دوبارہ دیکھونگی اپنے دل کو اسکے دیکھنے سے خوش کرونگی لیکن بظاہر کسی قدر انکار کرکے کہا کہ یہ مجھکو منظور نہیں ہے کہ میرے والد عالی تبار آذر بان نامدار کو مجھ سے ملال ہو خیر انکا فرمانا بجا لاتی ہوں شاہزادہ ابراہیم کے قریب جاتی ہوں ملکہ یاقوت آذر نے یہ کہکر بخوشی آرایش اور زینت کی لباس و زیور وغیرہ سے بخوبی آراستہ ہوئی اور چند کنیزان خوبرو ہمراہ اپنے لیکے اسطرح جانب حجرہ بناز و ادا روانہ ہوئی کہ ہر قدم خرام ملکہ یاقوت آذر سے دیکھنے والوں کے دل مثل سبزہ پامال ہوئے جاتے تھے غرض ہزار ناز و انداز سے ملکہ مذکور وقت شب عنقریب حجرہ پہنچی ہمراہ اپنے شراب ناب اور طعام گرم اور آب سرد لیتی گئی تھی ایک کنیز سے کہا کہ یہ طعام وغیرہ شاہزادہ ابراہیم کو ہماری طرف سے دے دینا بعد ازاں ہماری جانب سے حال مزاج پوچھنا کنیز حسب الحکم ملکہ یاقوت آذر گئی اور آب وطعام وغیرہ شاہزادہ ابراہیم کے روبرو پیش کیا اور ملکہ کی جانب سے مزاج پوچھا شاہزادہ موصوف کھانے کی جانب تو متوجہ بھی نہوا مگر بوجہ مزاج پوچھنے اور تشریف لانے ملکہ یاقوت آذر کے از حد خوش ہوا کنیز سے دریافت کیا کہ ملکہ عالم کہاں ہیں اسنے جواب دیا کہ وہ سامنے تشریف رکھتی ہیں یہاں بسبب شرم وحیا کے نہیں آئیں شاہزادہ ابراہیم نے کہا کہ اگر مجھکو سرفراز کیا تھا تو اچھی طرح سرفراز کیا ہوتا یہ فرماکر شاہزادہ نے اس کنیز سے کہا کہ یہ آب وطعام لیجا کنیز آب وطعام وغیرہ لے آئی اور جملہ تقریر اور کیفیت شاہزادہ روبروے ملکہ بیان کی جسوقت کنیز نے کیفیت شاہزادہ ابراہیم بیان کی ملکہ یاقوت آذر کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار اشکبار ہو لیکن بخوف افشاے راز ضبط گریہ کیا اور در حجرہ پر گئی جسوقت شاہزادہ ابراہیم دلدادہ نے روے زیباے ملکہ یاقوت آذر کو دیکھا کثرت خوشی سے پیراہن تن میں تنگ ہو گیا غنچہ دل ہواے مسرت سے شگفتہ ہو گیا لیکن جلوہ حسن ملکہ یاقوت آذر سے شاہزادہ ناتواں کو غش آگیا بعد تھوڑی دیر کے جب شاہزادہ کو ہوش آیا اور ہوش و حواس درست ہوئے ملکہ یاقوت آذر کو اپنے سرہانے پایا اپنے بخت بیدار پر ناز کرنے لگا اور دیدار سے ہم تصدق اور نثار ہونے لگا اسوقت ملکہ یاقوت آذر نے مسکرا کر بناز و ادا کہا کہ ای شاہزادہ ولیعہد قار اگر تم ہم سے محبت اور الفت رکھتے ہو اور طالب مدعاے دل ہو تو خداوند آتش کو کیوں سجدہ نہیں کرتے ہو اسمیں تمہارا کیا نقصان ہے ہمنے سنا ہے کہ عاشق معشوق سے کوئی شے ۱
عزیز نہیں کرتا ہے کیا تمنے نہیں سنا ہے ○

ملت عاشق ست ملت یار		قبلۂ دوست ابروے دلدار

جانے افسوس ہے کہ ایک ذراسی بات کے واسطے تمنے مجھکو بھی یاس و نا امیدی میں آجتک مبتلا رکھا ہی اور
آپ بھی قید رنج والم ہو۔ شاہزادہ ابراہیم ولاور نے جواب دیا کہ اے ملکۂ آفاق تم کبھی تو مجھ سے محبت رکھتی ہو
کیا سچ ہی تمکو میرے دین و آئین کو اختیار کرلو جسوقت شاہزادہ ابراہیم نے یہ کہا ملکہ یاقوت آذر نے جواب دیا
کہ اے شاہزادہ نامدار اب مجھکو بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ اظہار عشق تمہارا سراسر خلاف ہی اور بالکل غلط ہے
کیونکہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو کبھی انکار نہ کرتے اور خلاف میرے کہنے کے عمل نہ کرتے میری فرمانبرداری
کو واجب جانتے اے شاہزادے اگر اپنے حق میں بہتری چاہتے ہو تو جو میں کہتی ہوں بخوشی خاطر قبول کرو اور میرے
وصل سے کامیاب ہو شاہزادہ ابراہیم نے بعد منت کہا اے ملکۂ جہان سواے ترک دین کے اور جو تم کہو مجھکو منظور
ہی ملکہ نے جواب دیا کہ جب یہ کہنا تمنے میرا نہ مانا اب آگے مجھکو تم سے کیا امید ہے اے شاہزادہ نامدار اصل تو یہ ہے
کہ میں بھی تم سے الفت رکھتی ہوں ہرگز یہ نہیں چاہتی ہوں کہ تمکو کسی طرح کا صدمہ ہو لیکن مجبور و لاچار ہوں میں اپنے
اختیار میں نہیں ہوں ورنہ میں تمہارے دین کو اختیار کرلیتی اور تمکو ہر طرح قید رنج سے آزاد کرتی جسوقت شاہزادہ
ابراہیم بن حیدر رستم نے یہ کلام ملکہ خوش انجام سے سنا ایسا دلپر موثر ہوا کہ کچھ جواب نہ دیسکا اور دل میں خیال کیا کہ اگر
کہ اے ابراہیم فرمانبرداری معشوق لازم ہے اور حفظ دین و ایمان واجب ہی لہذا ایسے حیلے سے [illegible] رہائی کی
براے جانبری تقیہ کرلو بعد حصول مدعا کے دل ملکہ کو بھی اپنے دین میں داخل کرلینا آئین خدا پرستی سے آگاہ کرنا یہ
تجویز اپنے دل میں کرکے شاہزادہ موصوف خاموش بیٹھا رہا ملکہ یاقوت آذر نے بیتکلف [illegible]
اٹھا کر جام بلوریں بھری اور اپنے ہاتھ سے وہ جام مے ناب شاہزادہ ابراہیم کو دیا اور شاہزادہ نامدار نے بخوشی خاطر پیا
اسی طرح شاہزادہ ذوالفقار نے ساغر مے ناب سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے بہزار ناز و ادا لیکر پیا غرضکہ اسی طرح چند جام شراب
باہم کر پیے بعد شراب خواری کے ملکہ یاقوت آذر مع کنیزان اپنے مکان میں آئی دوسرے دن آذرمان اور ابوالخداع
روبروے شاہزادہ ابراہیم آئے اور کہنے لگے کہ اے شاہزادہ نامدار کہو اب تمکو کیا منظور ہے خداوند آتش کو سجدہ
کروگے یا قتل ہونا قبول کروگے شاہزادہ ابراہیم نے اول تو آتش پرستی سے انکار کیا بعد ازاں بدرجہ لاچاری آذرمان سے
کہا کہ اے بزرگ قوم مجوس چونکہ میں ملکہ یاقوت آذر پر شیفتہ اور فریفتہ ہوں اسوجہ سے بپاس خاطر انکے اور براے حصول
مدعا تمہارا دین اختیار کرونگا مگر بالفعل قبول نہیں کرونگا غرضکہ کئی روز تک آذرمان اور ابوالخداع شاہزادہ ابراہیم
کے پاس آئے اور کہا کہ اے شاہزادہ نامدار اب ایفاے وعدہ کرو خداوند آتش کو سجدہ کرو شاہزادہ ابراہیم نے
کچھ جواب نہ دیا آذرمان اور ابوالخداع نے باہم مشورہ کیا کہ یاقوت آذر کو پھر شاہزادہ ابراہیم کے پاس بھیجنا چاہیے
اسی کے کہنے سے یہ خداپرست خداوند آتش کو سجدہ کریگا کیونکہ اسی کی الفت میں اس شاہزادہ نامدار نے اقرار سجدہ کرنے کا

کیا ہی القصہ یہ مشورہ کرکے پھر ملکہ یاقوت آذر کو رات کو شاہزادہ کے پاس مع چند کنیزون کے بھیجا اسوقت ملکہ یاقوت آذر
شاہزادہ ابراہیم کے پاس آئی وفور الفت سے اسقدر اشکبار ہوئی کہ آنسوؤن سے تمام گوشۂ چادر تر کیا اسوقت
شاہزادہ نے ملکہ کو اشکباری سے منع کیا اور بعد الفت اپنے پہلو مین بٹھایا جب ملکہ یاقوت آذر کو یہ وزاری سے
فرصت ہوئی شاہزادہ ابراہیم سے کہنے لگی کہ اے شاہزادہ نامدار قسم ہے مجھکو اس خداے برحق کی کہ جسنے مجھکو پیدا
کیا ہی برغبت اور بخوشی دل چاہتی ہون کہ مجھکو بغیر شرط قبول دین آتش پرستی کے حوالہ آذر ریان کردے اور تمکو اس
قید سے رہا کردے لیکن وہ نہین مانتا مین مجبور ولاچار ہون سوا اسکے مین نے اقرار اور عہد کیا ہی کہ اگر میرا مدعاے دل
بر آئیگا تو مین تمھارے دین مین داخل ہونگی اور خداوند آتش سے منحرف ہونگی ملکہ یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم سے
یہ کلمات کہکے روتی ہوئی آنسوؤن سے رومال کو بھگوتی ہوئی اپنے گھر گئی شاہزادہ اسطرف ملکہ یاقوت آذر کے جانے
سے مغموم ہوا اور وہ شب بہزار مصیبت اور بیقراری بسر کی جب صبح ہوئی آذر ریان اور ابو النجداع یہ دونون نابکار ومکار
شاہزادہ ابراہیم کے پاس آئے اور وہی ذکر زبان پر لائے شاہزادہ ابراہیم نے کہا اے آذر ریان جو تم کہتے ہو مین نے
قبول کیا تم کہتے ہو کہ زردشت پیغمبر تھے اچھا وہ پیغمبر ہی ہونگے آذر ریان نے کہا کہ اسمین شک کیا ہی وہ ضرور پیغمبر تھے
شاہزادہ نے کہا کہ ہان بقول تمھارے انکے پیغمبری مین کسی طرح کا شک نہین ابو النجداع کہ نہایت حرامزادہ اور مکار تھا
اسنے جو شاہزادہ نامدار کی تقریر سنی کہنے لگا کہ اے شاہزادہ والا قدر یہ تقریر تمھاری عجب طرح کی ہے ہمکو شک پایا جاتا
ہے اور یقین دین زردشت قبول کرنے کا نہین ہوتا اسطرح صاف صاف کہو کہ ہمکو یقین کامل ہو جاے کہ تم خداوند
آتش کو اپنا خدا جاننے لگے اور زردشت کو اپنا پیغمبر برحق سمجھنے لگے بعد اسکے اپنے بزرگان دین کی شان مین کلمات
ناشائستہ کہو تاکہ ہمکو بالکل یقین تمھارے قول کا ہو جاے اور پھر کسی طرح شک وشبہہ باقی نرہے جسوقت ابو النجداع
نے یہ کلمات بیہودہ شاہزادہ ابراہیم سے کہے اسدم شاہزادہ فرط غیظ وغضب سے کانپنے لگا اور آتش قہر سینہ
مین مشتعل ہوئی تاب صبر وضبط باقی نرہی بیخوف وہراس رشتۂ مروت کو توڑکر ابو النجداع کو جواب دیا کہ او ملعون ومرتد
خاموش ہو کیا بکتا ہی اگر پابند زنجیر نہوتا تو ایک ہاتھ تلوار کا تجھکو ایسا لگاتا کہ دو کرتا او نابکار ہمارے روبرو ہمارے
پیشوایان دین اور رہنمایان ایمان کو برا کہتا ہے دل چاہتا ہی کہ تیری زبان منہ سے کھینچ لون سن او بیدین مین تجھپر اور
تیرے خداوند اور تیرے پیغمبر حرامزادے پر لعنت کرتا ہون اور اپنے پیدا کرنے والے کو خداے برحق جانتا ہون اب
مجھکو ملکہ یاقوت آذر کی کچھ پروا نہین ہے اگر اسکے صدمۂ فراق سے دم میرا نکل جائیگا تو نکل جاے لیکن دین خدا پرستی
سے باہر نہ آؤنگا جسوقت ابو النجداع اور آذر ریان نے یہ کلمات سخت شاہزادہ نامدار سے سنے نہایت برہم ہوگئے
اور باہم مشورہ کیا کہ اب ضرور اس خدا پرست کو قتل کرنا چاہیے جسوقت یہ مشورہ باہم ہو چکا اسی وقت شاہزادہ ابراہیم
بن حیدر کو اور کئی زنجیرون مین خوب جکڑکے کشان کشان موافق احکام کتب ژند وپاژند وزردشت پرخار مین لائے اور قلعہ کے

حوالی مین منادی کردی کہ جس شخص کو حصول ثواب بھی منظور ہو وہ شخص یہان آکر خارہاے سر تیز شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کے تن نازک مین لگائے مطابق زخم نہ کھائے جسوقت یہ صدا منادی نے حوالی قلعہ مین بلند کی فی الفور سنتے اس آواز کے صدہا بلکہ ہزارہا مجوس نہایت خوش ہوکر اپنے اپنے مکانون سے باہر نکلے اور جس جگہ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر تھا وہان آکر جمع ہوے اور خارہاے سر تیز سے تن نازک شاہزادہ ابراہیم مجروح کرنے لگے اور براے اظہار خوشی دف و دہل و نے بجانے لگے یکایک آذرمان کے خیال مین گذرا کہ اگر اسوقت ملکہ یاقوت آذر یہان موجود ہوتی تو خوب ہوتا کیونکہ اول تو یہ شاہزادہ وقت مرگ ملکہ یاقوت آذر کو دیکھکر کمال غمگین ہوتا دوسرے وہ بھی دو چار کانٹے اپنے ہاتھ سے شاہزادہ کے تن مین لگاتی اور ثواب حاصل کرتی آذرمان نے یہ خیال کرکے جلد تر ایک شخص کو روانہ کرکے ملکہ یاقوت آذر کو طلب کیا جس وقت ملکہ یاقوت آذر نے حال شاہزادہ ابراہیم کا سُنا از حد روئی قریب تھا کہ روح اُسکی جسم سے نکلجاے لیکن بخوف افشاے راز ضبط کرکے بہزار دشواری آذرمان کے پاس آئی اور دل مین یہ خیال کرنے لگی کہ اس وقت چند خار لیکر قریب شاہزادۂ ابراہیم کے جاؤن اور وقت آخر شاہزادۂ ابراہیم سے تنہائی مین کچھ باتین کرلون پھر شاہزادے سے کاہے کو ملاقات ہوگی اور جسوقت یہ نابکار شاہزادہ کو آگ مین جلائینگے یاقوت آذر بھی اپنے تئین



آگ مین ڈالدے اور ہمراہ شاہزادہ نامدار کے جلکر خاک ہوجا دنیا سراے فانی ہے ہر شخص کو ایک دن موت آنی ہے پس بعد شاہزادۂ ابراہیم مجھکو بھی ایک دن مرنا ہے لہذا وہ کام کرنا چاہیے کہ عاشقون مین نام رہجاے جو کوئی شاہزادۂ ابراہیم کے حال پر تاسف کریگا یقین ہے کہ اس صورت مین میری وفاداری اور محبت کی بھی تعریف کریگا علاوہ اسکے شاہزادہ ابراہیم بھی وقت جلنے کے مجھ سے خوش ہوگا اور خیال اپنے دل مین کریگا کہ یاقوت آذر بھی مجھ سے ایسی محبت

رکھتی ہے کہ میرے ساتھ آگ مین جلتی ہے اور سوائے اسکے ای یاقوت آذر شاہزادہ ابراہیم کو میرے وصل کا نہایت نہایت اشتیاق تھا بعد جلنے کے میری خاک اور شاہزادہ ابراہیم ذیوقار کے تن کی خاک ملجائیگی بعد فنا اسطرح شاہزادہ نامدار کو وصل میرا حاصل ہو جائیگا روح شاہزادہ موصوف خوش ہو جائیگی غرضکہ یاقوت آذر یہ خیال کرکے اکیلی قریب شاہزادہ ابراہیم کے آئی دیکھا کہ تن نازک شاہزادہ نوک خار صحرا سے سراسر صورت غربال مشابہ ہے خون تن سے بہ رہا ہے آنسو جاری ہین رسن اور زنجیرون سے جکڑا ہوا ہے چہرہ متغیر ہے عالم یاس و ہراس ہی ہر جا ہے کبھی کسی کو دمبدم دیکھ رہا ہے کسی کا انتظار کر رہا ہے خدا سے اپنی رہائی کی دعا کرتا ہے مجبور و لاچار ہے بے یار و مددگار ہے اور کبھی آہستہ آہستہ کہتا ہے افسوس ہزار افسوس اے ملکہ یاقوت آذر تمکو مین نے اسوقت آخر مین نہ دیکھا اگر اسوقت دیکھ لیتا آرزوے دل نکل جاتی تمنائے دل بر آتی حسرت دیدار نہ رہجاتی اور تم بھی اپنے عاشق جانباز کشتہ تیغ ناز و مجروح خنجر ابرو شیدا گیسوے عنبر بو محروم الوصال مضطرب الحال رہرو منزل وفاق سوختہ آتش فراق کو آگ مین جلتے ہوئے ایک نظر دیکھ لیتین حیف مین تو راہی ملک عدم ہوتا ہون لیکن فقط

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت	جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

اگر کبھی تمکو یہ عاشق ناکام صبح یا شام یاد آجائے تو از راہ عاشق نوازی ضرور بالضرور اسکی استخوان سوختہ پر آنا اگر تم وغمگین ہوکر آنسو نہ بہانا روح اس شیفتہ کی شاد ہو جائیگی آرزوے دلی بر آئیگی تمہارے قدم سے اس خاکسار کی خاک لپٹ جائیگی جسوقت ملکہ یاقوت آذر نے یہ تقریر شاہزادہ گردون سریر کی سنی بیتاب و بیقرار ہوکر بالا نقاب کھول کر اپنا روے زیبا اور جمال جہان آرا شاہزادہ موصوف کو دکھایا شاہزادہ ابراہیم نے اسوقت اپنی محبوبہ مطلوبہ کو عجب حال پر ملال مین دیکھا یعنی زلف معنبر رخ انور پر پریشان ہے چہرہ کثرت رنج و ملال سے زرد ہے لب پر آہ سرد ہے آنسو آنکھون سے جاری ہین وفور گریہ و زاری سے قریب ہلاکت ہے جب شاہزادہ نامدار نے ملکہ یاقوت آذر کو اسطرح دیکھا کوہ رنج و غم گویا دل پر گرا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اپنا صدمہ بھی بھول گیا غرض فرط خوشی از حد ملال ہوا حال ملکہ دیکھا نہ گیا بے اختیار رونے لگا ادھر ملکہ یاقوت آذر کو تاب صبر اور طاقت ضبط باقی نہ رہی اور کچھ خیال آذرمان اور ابو الحمد وغیرہ کا نہ کیا اور شرم و حجاب کو دور کرکے شاہزادہ ابراہیم سے بیتاب و بیقرار ہوکر لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا رخسار شاہزادہ پر اپنا عارض رکھدیا اور بگریہ و زاری اور بنالہ و بیقراری آذرمان کو جسے اپنا بزرگ جانتی ہے آواز دی کہ ای پدر آگاہ ہو کہ مین اس شاہزادہ ذیوقار پر شیفتہ ہون اسکی مفارقت مجھکو کسی طرح گوارہ نہیں ہے اور زندگی بعد اس شاہزادہ عالیمقدار کے مجھکو منظور نہیں ہے پس واسطہ تمکو اپنے دین و ایمان کا مجھکو بھی اس شاہزادہ کے ہمراہ جلا دینا آذرمان یہ حال ملکہ کا دیکھکر اور یہ تقریر سنکر کثرت رنج اور غیرت سے ششدر ہو گیا ادھر ملکہ یاقوت آذر نے شاہزادہ ابراہیم سے کہا کہ ای شاہزادہ نامدار اب تم مجھکو اپنی ایک ادنی کنیز جانو مین نے تم سے بہت رعنائی کی ہے اب عذر کرتی ہون میری

خطا کو عفو کرو اور مجھکو اپنے دین و ایمان سے باخبر کرو یعنے مجھکو اپنے دین مین داخل کرو اور احکام دین خدا پرستی تعلیم و تلقین کرو تاکہ پیش خدا رستگار ہون شاہزادہ ابراہیم نے جسوقت ملکہ یاقوت آذر سے یہ لطف و محبت مشاہدہ کی بے اختیار زار زار مثل ابر نو بہار اشک آنکھون سے برسانے لگا اور بجلدی تمام ملکہ یاقوت آذر کو دین حق تعلیم و تلقین کیا اور چند احکام دین مبین سے بھی آگاہ کیا ملکہ یاقوت آذر صدق دل سے مسلمان ہوئی نور ایمان سے اپنے دل کو روشن کیا ظلمت کفر کو قلب سے دور کیا جب ابو الخداع نابکار نے دیکھا کہ آذرمان متحیر کھڑا ہے جانب ملکہ یاقوت آذر بنظر حیرت دیکھ رہا ہو ازراہ تشنیع آذرمان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ واہ واہ کیا خوب تمنے اپنے داماد کو دین زردشت تعلیم کیا اور خداوند آتش کو سجدہ کرایا نتیجہ اُسکا اسطور مین آیا یعنے ملکہ یاقوت آذر تیری دختر خود مسلمان ہوگئی شاہزادہ ابراہیم کے دین مین داخل ہوگئی آذرمان ابو الخداع کی اس تقریر طعن آمیز سے نہایت محجوب اور شرمندہ ہوا کچھ جواب نہ دے سکا لیکن جانب ملکہ یاقوت آذر دیکھکر بے اختیار رونے لگا بار بار افسوس کرنے لگا ابو الخداع نے کہا اے آذر اب رونا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوا اب کتاب زند مین جلد دیکھ کہ ایسے گنہگارون کی کیا سزا ہے تاکہ موافق حکم کتاب مذکور شاہزادہ نامدار اور ملکہ یاقوت آذر کو تعزیر دیجاے آذرمان بسبب خدا پرست ہو جانے ملکہ یاقوت آذر کے ایسا مغموم اور رنجیدہ تھا کہ ہوش اُسکے بجا نہ تھے اسوجہ سے ابو الخداع کی تقریر ذرا بھی نہ سُنی اور اپنے حال پر ملال مین مبتلا رہا اور ابو الخداع کو کچھ جواب نہ دیا جسوقت ابو الخداع نے دیکھا کہ آذرمان کتاب نہین دیکھتا اور جواب نہین دیتا اور ان دونون خدا پرستون کو آگ مین نہین جلاتا اُسدم نہایت برہم ہوکر اپنے غلام اشقر کو آواز دی جب غلام نافرجام قریب آیا ابو الخداع نے کہا کہ جلد جا اور شاہزادہ ابراہیم کے بدن پر جو کانٹے لگے ہوئے ہین اُنمین آگ بخوبی لگا دے بعدہ مین ایک تیر لگا کر ان دونون خدا پرستون کو ہلاک کیے ڈالتا ہون مطلب مار ڈالنے سے ہے اگر آگ مین جلا کر خاک نہ کیا یہ کہکر ابو الخداع مکار و ظالم نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر جانستان نکالا اور اشقر پر واسطے جلانے کے روانہ ہوا ادھر ابو الخداع نابکار نے قصد کیا کہ تیر شاہزادہ ابراہیم گردون سریر کو لگائے ناگاہ آذرمان نے دیکھا کہ شاہزادہ ابراہیم اور ملکہ یاقوت آذر دونون ہدف تیر ہوا چاہتے ہین کیونکہ باہم لپٹے ہوے ہین یہ معاملہ غم افزا دیکھکر ازحد بیتاب ہوا اور چاہا کہ ابو الخداع کو منع کرے کہ ملکہ یاقوت آذر کو تیر سے صدمہ پہونچاے مگر اسوقت صدہا مجوس موجود تھے مناسب نہ جانکر چپ ہو رہا مگر دل کو اپنے بے اختیار پکڑ لیا اور منھ اُس جانب سے پھیر لیا تاکہ اپنے فرزند کو قتل ہوتے نہ دیکھون جسوقت ابو الخداع نابکار دونون بیخطاؤن کو تاک کر تیر لگانے لگا سب مجوس نالہ و فریاد کرنے لگے اور بے اختیار کثرت رنج قتل ملکہ یاقوت آذر سے رونے لگے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے منھ اُسوقت طرف آسمان کے کیا اور درگاہ ایزدی مین بعجز گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری اسطرح دعا کی کہ اے قادر و توانا و اے مسبب الاسباب بحق بزرگان دین مجھکو اور ملکہ یاقوت آذر کو ان کافرون کے ہاتھ سے بچا اور اسوقت بیکسی مین میری اعانت کر تجھ مین بڑی قدرت ہے ہر امر مشکل تیرے نزدیک آسان ہے خداوندا اب اشقر مردار بکار

مجھکو جلایا چاہتا ہی اور ابو الخداع بے دین تیر سے قتل کرتا ہی واسطہ تجھکو اپنی قدرت کاملہ کا کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ ان کافرون کے ہاتھ سے جانبر ہوں راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا مین دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور بقدرت خداے کارساز سامان رہائی شاہزادہ ابراہیم غیب سے ظاہر ہوا

چو آن بندہ درگہ ذو المنن کہ از غیب تیرے بہ تشتیش رسید	رسانید سوفار را تا دہن کہ از سینہ پیکان او شد پدید بغلطید در خاک و خون پیکرش	کہ آن نونہالان اقبال را ز دستش رہا گشت تیر و کمان چو آید بہ بین از قضا بر سرش	روانہ نماید بدار البقا بسوئے سقر جان او شد روان

الحاصل وہ مکار یعنے ابو الخداع نابکار کہ تیر لگانے پر تلیس تھا یکایک خود نشانہ تیر قضا ہوا اور زمین پر گر کے تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مرغ روح اسکا قفس جسم سے رہا ہو کر جانب آشیانہ دوزخ پرواز کر گیا ہوا خواہان ابو الخداع نے جو یہ حال دیکھا باہم فریاد و فغان کرنے لگے اور ہر چہار جانب دیکھنے لگے کہ کسنے ابو الخداع کو قتل کیا آذرمان ہرچند کہ زندہ رہنے ملکہ یاقوت آذر سے خوش ہوا مگر ابو الخداع کے ہلاک ہونے کا بھی بہت صدمہ ہوا مردان ہمراہی سے کہا کہ قاتل کو ابو الخداع کے ڈھونڈو کفار جستجو کرنے لگے آخر بعد تفحص بسیار کفاران نابکار نے دیکھا کہ ایک شخص بلند قد و قوی الجثہ و مسلح سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ایک تیر کے پلہ پر کھڑا ہی اور کمان کیانی اسکے ہاتھ مین ہی دوستان ابو الخداع اس سیاہ پوش کو دیکھکر اور قاتل ابو الخداع کا اسکو یقینی تصور کرکے آلات حرب و ضرب انواع و اقسام کے لیکر چلے آذرمان نے ان کفار سے کہا کہ خبردار یہ قاتل ابو الخداع کا زندہ جانے نہ پائے اگر ہو سکے تو زندہ گرفتار کر لو ورنہ قتل کر ڈالو بموجب کہنے آذرمان کے اس سیاہ پوش پر حملہ آور ہوئے ادھر سیاہ پوش نے بھی تیغ کمر سے کھینچا اور کفار سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے لگا جسکو تیغ کا ہاتھ لگایا دو ٹکڑے کیا تھوڑی دیر مین سیاہ پوش نے بہت سے کفار دوستان ابو الخداع کو قتل کیا۔ راوی کہتا ہی کہ یہ سیاہ پوش مہتر شاطر دیلمی تھا جو اک زمانہ بعید سے بوجہ علیل ہونے کے اپنے وطن کو چلا گیا تھا اب صحیح ہوکر بسبب سننے خبر استیصال لشکر کفار اپنے مکان سے جانب جبل اعلے جاتا تھا اتفاق سے راستہ بھولکر اس طرف آنکلا اور خداوند کارساز مسبب الاسباب نے ہنگام قتل شاہزادہ ابراہیم مہتر شاطر کو مجمع کفاران میں جا پہونچایا اور مہتر مذکور نے بعد دریافت کرنے کیفیت کے ابو الخداع مکار کو تیر سے ہلاک کیا اور آپ دلیرانہ گروہ کفار مین لڑ رہا ہی بہت سے کفار قتل کیے ہین بہت سے زخمی ہوئے ہین کفار پیچھے ہٹتے آتے ہین جسوقت آذرمان نے دیکھا کہ سیاہ پوش غالب آیا اسوقت آپ مع مردان ہمراہی جاکر سیاہ پوش کو گھیر لیا لیکن سیاہ پوش جنگ رستمانہ کر رہا ہی کفار قتل ہوتے جاتے ہین مگر سیاہ پوش کو نکلنے نہین دیتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ ہجوم کرکے قتل کرین اور سیاہ پوش بھی جنگ رستمانہ کرتے کرتے تھک گیا ہی قریب ہی کہ یا تو زندہ گرفتار ہو جاے یا قتل ہو اس جانب ملکہ یاقوت آذر نے جو میدان صاف دیکھا ایک سوہان فولادی بعجلت مہیا کیا اور ایک ہاتھ کی قید شاہزادہ کی بمشکل تمام کاٹ

سے کالی جسوقت ایکا ہاتھ شاہزادہ ابراہیم کا قید سے رہا ہوا خیال آیا کہ ای ابراہیم یہ کیا حماقت ہی کہ ایک عورت سے اپنی قید کو کھلوا رہے ہو کوئی اگر دیکھیگا تو کیا کہیگا جوانمردون مین نام بدنام ہوگا یہ خیال کرکے ملکہ یاقوت سے کہا کہ تم ہٹ جاؤ جب ملکہ یاقوت آذر جدا ہوئی ایک زور ایسا کیا کہ زنجیر وغیرہ مثل تار عنکبوت کے توڑکر پھینک دی ملکہ یاقوت آذر نے اُس وقت اپنی کمر سے تلوار نکال کر شاہزادہ کو دی شاہزادہ موصوف شمشیر آبدار لیکر کفار بیحیا پر حملہ ہوا اور چند کفار کو قتل کرکے قریب مہتر اشپوط دیلمی پہونچا اُسوقت آذرمان نے جملہ کفار کو آواز دی کہ اسے بہادرو شاہزادہ ابراہیم دلاور اور سیاہ پوش نے ہرچند بضرب تیغ و تبر و خنجر بہت سے کفار قتل کیے مگر انبوہ کسی طرح کم نہوتا تھا اور کفار علی الاتصال قلعہ مجوس سے و اسطے کمک اور مدد کے چلے آتے تھے انجام کار جنگ رستمانہ کرتے کرتے شاہزادہ ابراہیم اور سیاہ پوش عاجز آئے دست و بازو تھک گئے قوت نے جواب دیا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑیں اُسوقت شاہزادہ ابراہیم نے اسطرح درگاہ خدا مین مناجات کی کہ اے خالق لیل و نہار اسوقت مین میرا معین و مددگار ہو یکایک جانب صحرا سے ایک غبار عظیم بلند ہوا اور بقدرت پروردگار مہتر سرعت نامدار مع جماعت عیاران خنجر گذار عین وقت کارزار مین پہونچا اور شاہزادہ ابراہیم بن حیدر اور مہتر شپاط دیلمی کو مجمع کفار مین کھڑا ہوا دیکھکر نہایت بیقرار ہوا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچکر مجمع کفار پر حملہ آور ہوا اور جملہ عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر و تیر و تبر لیکر یکبارگی حملہ کیا کفار یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے ہرچند چاہا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم رہین لیکن ممکن نہوا اور منتشر ہوکر بھاگنے لگے مہتر سرعت نامدار نے صدہا کفار قتل کیے اور بہت سے زندہ اسیر کیے اُسوقت شاہزادہ ابراہیم نے ملاحظہ کیا کہ آذرمان مع گروہ کفار میدان جنگ مین گرم ستیز ہی یہ دیکھکر شاہزادہ ابراہیم دلاور آگے بڑھا اور آذرمان کے مقابل جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خبردار ہو کہ مین آ پہونچا آذرمان نے شاہزادہ ابراہیم کو آتے دیکھکر چاہا کہ آمادہ فرار ہو لیکن شاہزادہ نامدار نے بھاگنے کی فرصت نہ دی اور دست قوی کمربند آذرمان مین ڈالکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے کہ استخوان چور چور ہوجائین لیکن سنبھال لسکے کہ ملکہ یاقوت آذر اسکو اپنا پدر جانتی ہی کہ زمین پر نہ پٹکا اور گرفتار اچھی طرح کرکے ملکہ یاقوت آذر کے حوالہ کیا اور پھر باقیماندہ کفار پر حملہ کیا کفار تاب مقابلہ اور مجادلہ کی نلاکر بھاگے اکثر انمین سے بھی قتل ہوے اور بہت سے کفار اسیر ہوے تھوڑے سے کفار جان اپنی بچاکر جنگگاہ سے بھاگ گئے نصرت و ظفر دلاوران اسلام کو نصیب ہوئی جب میدان مجمع کفاران خون آشام سے خالی ہوا اور فتح شاہزادہ عالیوقار کی ہوئی اُسوقت شاہزادہ ابراہیم نے آذرمان اور اُسکے ہمراہیون سے جو گرفتار ہوے تھے پوچھا کہ اب سعادتمند خداشناسی مین کیا کہتے ہو آذرمان نے بمنت کہا کہ ای شاہزادہ نامدار فی الحقیقت تمھارا خدا بہت زبردست ہی مجھکو دولت دین اسلام سے مالامال کرو شاہزادہ ابراہیم نے آذرمان کو مسلمان کیا اور ہمراہیان آذرمان بھی تمام و کمال دائرہ اسلام مین آئے شاہزادہ ابراہیم دلاور نے آذرمان وغیرہ کو قید سے رہائی دی اور ملکہ یاقوت آذر نے ابو الخلع

کی لاش کو اُس آگ مین جو واسطے جلانے شاہزادۂ ابراہیم کے مشتعل کی گئی تھی ڈالکر جلا دی بعد اسکے ملکہ یاقوت آذر
شاہزادۂ ابراہیم دلاور کو ہمراہ لیکر بعد جلوس و اعزاز قلعہ مین لائی اور از حد شکر خدا بجالائی شاہزادۂ ابراہیم نے بھی
سجدۂ شکر درگاہ کبریا مین کیا بعد اسکے مہتر سرعت نامدار نے بعد حصول ملازمت تمام وکمال اپنے حاضر ہونے کی کیفیت شاہزادۂ
ابراہیم سے بیان کی اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ عالیوقار ایک ابو الجناع مکار اُس گروہ کفار سے باقی رہگیا تھا شکر ہے
خدا کا کہ وہ نابکار بھی داخل نار و دوزخ ہوا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے اُس روز وہان قیام کیا اور دوسرے روز قلعہ
سے بفتح و ظفر جانب لشکر نصرت اثر بخوشی و شادمانی روانہ ہوا آذربان بھی مع تمامی فوج و لشکر و زر و جواہر کنیز و غلام
و مرکب و شتر ہمراہ رکاب شاہزادۂ عالیجناب ہوا اور بعد قطع راہ جبل اسکے مین پہونچکر قیام پذیر ہوا تاکہ بحسن و خوبی و بآئین
شائستہ ملکہ یاقوت آذر کے عقد کا سامان کرے اور بخوبی تمام شاہزادۂ ابراہیم نامدار سے ملکہ یاقوت آذر کو منعقد
کرے شاہزادۂ ابراہیم دلاور نے مہتر سرعت و دیگر عیاران لشکر کو آذربان کے پاس چھوڑا اور آپ مع مہتر اشبوط دیلمی
خدمت صاحبقران والاشان مین چلا ادہر صاحبقران اکبر کو اکثر عیاران لشکر سے معلوم ہوگیا تھا کہ شاہزادۂ
ابراہیم بفتح و ظفر اسطرف آتا ہے اسوجہ سے بعد عجلت اکثر سلاطین ذیوقار و امراے نامدار کو واسطے استقبال کے روانہ
کیا جسوقت شاہزادۂ موصوف تا در قصر النیرین آیا اُسدم صاحبقران اکبر بھی بعد خوشی و شادمانی دروازۂ باغ
تک براے استقبال تشریف لائے اور بعد عزت و حرمت شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر کو ہمراہ اپنے لیکر داخل قصر النیرین
ہوئے جسوقت شاہزادہ قصر النیرین مین پہونچا سلطان اسمعیل کے قدم کو بصد ادب بوسہ دیا سلطان اسمعیل نے سر شاہزادۂ
ابراہیم دلاور کو سینے سے لگایا اور کیفیت دریافت کی شاہزادۂ ابراہیم نے ابتدا سے انتہا تک مفصل حال اپنا بیان کیا
بعد اسکے صاحبقران اکبر سے لا بعد حصول شرف ملازمت شاہزادۂ ابراہیم بن حیدر خدمت فیضدرجت جناب حکیم
قسطاس الحکمت مین گیا اور بعد حاصل کرنے شرف قدمبوسی کے حکیم صاحب موصوف کا شکرگذار ہوا حکیم قسطاس الحکمت
نے بعد مزاج پرسی کے حالات دریافت کیے شاہزادۂ ابراہیم نے حکیم صاحب سے بھی اپنی تمام سرگذشت بیان کی
حکیم صاحب نے جب تمام کیفیت سُنی بسبب مغلوب ہونے اور مسلمان ہونے کفار کے اور ہاتھ آنے معشوقۂ خویرو ملکہ
یاقوت آذر کے بہت خوش ہوے شاہزادۂ ابراہیم حکیم صاحب کی خدمت سے مشرف ہوکر اپنی جگہ پر آیا بعد تین روز کے
آذربان اور ملکہ یاقوت آذر کے خبر آنے کی کسی سبب سے مشہور ہوئی جناب حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ یاقوت آذر
کو کہلا بھیجا کہ قصر اخضر مین جاکر قیام پذیر ہو تمہارا یہان آنا مناسب نہین ہے چنانچہ ملکہ یاقوت آذر بموجب ارشاد حکیم
قسطاس الحکمت جانب قصر اخضر روانہ ہوئی بعدہ حکیم قسطاس الحکمت نے ملکہ شمسہ تاجدار کو یہ اطلاع دی کہ ملکہ
یاقوت آذر تمہارے پاس آتی ہے لہذا اے فرزند بعد عزت و حرمت اُسکو مقیم کرنا اور بلطف پیش آنا جس وقت ملکہ
یاقوت آذر داخل قصر اخضر ہوئی ملکہ شمسہ تاجدار نے بموجب حکم جناب حکیم قسطاس الحکمت باعزاز و احترام ایک قصر

عالی شان مین مقیم کرکے بعد و احدنعا مہربانی کی اور بکثرت زیور انواع و اقسام جواہر نگار ملکہ یاقوت آذر کو دیا اور جملہ اسباب عیش و راحت اس قصر مین مہیا کر دیا ملکہ یاقوت آذر ملکہ شمسہ تاجدار سے ملکر بہت خوش ہوئی اور بہ آسایش تمام قصر مذکور مین رہنے لگی بعد دو روز کے ملکہ شمسہ تاجدار نے خواتین قصر اخضر کو روانہ کیا کہ ملکہ یاقوت آذر کو عروس بناؤ چنانچہ جملہ خواتین مذکورہ نے ملکہ مسطور کو بصد خوبی اور بہ آئین شائستہ عروس بنایا اسطرف صاحب قران اکبر نے حکم دیا کہ تزئین و تزک جشن عروسی شاہزادہ ابراہیم بن حیدر بخوبی تمام کیا جائے بعدہ صاحب قران اکبر نے شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کو بعنوان شائستہ نوشاہ بنایا اور سامان کتخدائی شاہزادہ ابراہیم مع جملہ سرداران نامدار و امراے ذوی الاقتدار کے سامان عقد سے زیادہ کیا اور بعد جلوس و تجمل اور بہزار شوکت و شان نوبت و نقارۂ شادی قصر اخضر تک اپنے ہمراہ لے گئے اور وقت سعید اور ساعت ہمایون مین ملکہ یاقوت آذر سے منعقد کر دیا شاہزادہ ابراہیم دلاور نے بعد عقد ملکہ یاقوت آذر سے وصل کیا اور صاحب قران ذیشان کی الطاف بیکران کا شکر بجالایا۔ از آمدیم بر سر داستان نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد ز چنگم رہا	سخن بین کہ دور چون ماندہ ام	چہ میگفتم و از کجا راندہ ام
کنون بازگردم بآغاز کار	سوی جشن شاہنشہ نامدار	چہ جشنی کہ ہر بوم آواز فرست	تو اند بباغ ارم شد طرب
چہ شاہی فلک قدر عالیجناب	براوج شرف ذات او آفتاب	شرف بخش مہ زمین المغرر	فلک جاہ نصرت قرین المظفر

جب جشن عقد شاہزادہ ابراہیم نامدار بخیر و عافیت بحسن و خوبی اختتام کو پہونچا پھر جشن کتخدائی صاحب قران ذیشان بدستور آراستہ ہوا اور نقارہاے سلیمانی و آصفی نے صداے تہنیت بلند کی اور بدستور مرقوم چہار جانب سے غلغلہ و شور مبارکی اٹھا اس محفل جشن عقد صاحب قران اکبر کی عجب زینت و آرایش تھی مداح کی زبان اسکی تعریف کرنے مین قاصر ہے اور قلم دفتر اوصاف اسکی تحریر کرنے مین لبا عاجز ہے لیکن بہت مختصر ثناے بزم آرایش عشرت یہ ہے کہ کسی جانب قصر مین اشجار جواہر طلسمی نصب کیے گئے تھے اور کسی طرف وسط قصر مین چہل چراغ سلیمانی فروغ بخش چشمان صاحبان نظر تھا اسی طرح اشیاے نادرات طلسم مثل اثمار و گلہاے رنگارنگ و بوقلمون وغیرہ سے ہر اک جا نہایت قاعدہ سے آراستہ کی گئی تھی چنانچہ منجملہ اشیاے نادرات طلسم کے ایک شجرۃ القرطاس تھا جسکی توصیف و تعریف خامہ و زبان سے ممکن نہین کہ ہوسکے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک دن جناب حکمت مآب حکیم قرطاس الحکمت و حکیم عقعر طوا جنی یہ دونون حکماے بیعدیل و بے نظیر باہم ہم سخن تھے ناگاہ ایک آدمی انکی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا اور بعد ادب حکماے موصوف کو آداب و تسلیم کرکے مؤدب کھڑا ہوا حکماے ذوی اقتدار و نامدار مذکور الصدر نے اس شخص کو ازراہ الطاف و مہربانی اپنے پہلو مین جگہ دی اور باعث آنے کا دریافت کیا شخص مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا نام عظیمون جنی ہے یہ کمترین مدت مدید اور زمانہ بعید سے صاحب قران والاشان کا امانت دار ہے اب یہ حقیر خاص اسی سبب سے یہان حاضر ہوا ہے کہ امانت مذکور دے کر اطمینان حاصل کرون لہذا آپ اگر جناب فضیلت مآب

حکیم قسطاس الحکمت کے در دولت سے آگاہ ہون تو مجھکو بھیجیے تاکہ مین اُنکی خدمت عالی مین جاؤن اور کچھ عرض کرون یہ کلام عظیمون جنی سے حکیم قسطاس الحکمت سنکے اٹھ کھڑے ہوے اور عظیمون جنی کو گلے سے لگاکر فرمایا کہ بندگان خدا اسی خاکسار کو حکیم قسطاس کہتے ہین کہو تمھارا کیا مطلب ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ وہ امانت کیا ہے اور کس قسم کی ہے اور کس شخص نے ارسال کی ہے عظیمون جنی شرف قدمبوسی حاصل کرکے عرض کرنے لگا کہ اے ماہر اسرار خفی و جلی طلسم آپ کو معلوم ہو کہ جب صاحب قران اعظم شاہزادہ خورشید تاج بخش طلسم کی سیر و تماشا سے مصر العجائب و غرائب سے فارغ ہوکر باہر تشریف لاے چند تحائف طلسم صاحب قران اعظم کو دستیاب ہوے تھے انمین سے اکثر تو صاحب قران اعظم کے پاس رہے اور چند تحفہاے بینظیر اُسی طلسم کے مقامات خارج مین باقی رہ گئے تھے جس وقت صاحب قران اعظم نے اس دنیاے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی موافق ارشاد حکیم افریطوس الٰہی واردہ طلسم کے وہ تحائف باقیماندہ پھر طلسم مذکور مین بطرز امانت رکھدیے گئے جب بعد تین سو سال کے حکیم افریطوس الٰہی نے بھی اس دار فنا سے جانب ملک بقا کوچ کیا اور بمقام حکیم مرحوم اُسکا پسر ارجمند واتیطوس الٰہی ممالک مصر سے آکر عہدہ داروغگی پر سرفراز ہوا جب اُسنے دو سو ساٹھ برس تک اسکی عمر کو گذرا ایک رات کو حکیم آغازیمون نے عالم خواب مین اُس سے آکر کہا کہ اے نور نظر پارہ جگر تمکو معلوم ہو کہ فی الحال عمر طلسم ختم ہوئی ہے اب یہ طلسم عالی بنیاد نظر مردم سے غائب ہو جائیگا اور اے فرزند دلبند اب جام عمر بھی لبریز ہو گیا ہے یعنی وقت مرگ قریب آیا ہے تجھکو لازم ہے کہ کل کے دن بیچ قلعہ طلسم کے فلان غار مین جانا اور ایک چیز نایاب زمانہ یعنی شجر کاغذی جو اعمال طلسم سے تیار کیا گیا ہے اور سراسر وہ شجر آتشبازی کا ہے اور زمانہ دراز سے بطور امانت رکھا ہوا ہے اس درخت کو کہ شجر طلسمی ہے اُس مقام مذکور سے لے لینا اور فلان اسم بزرگ اپنے قصر کی سقف کی جانب پڑھکر پھونکنا ایک شخص جنی کبیر السن فی الفور حاضر ہوگا اے راحت جان تم اس شجر مسطور کو اُس جن کے سپرد کرنا اور تاکید اکید یہ کہنا کہ اس شجرۃ القرطاس کو فلان سال و فلان ماہ فلان جگہ باحتیاط تمام لیجاکر حکیم قسطاس الحکمت کو دے دینا اور ہماری طرف سے اُس ذوالوقار کو بہت بہت دعا دینا اور یہ کہنا کہ اس شجرۃ القرطاس کو جشن کتخدائی ملکہ شمسہ تاجدار مین جو اولاد سلطان گردون بارگاہ شاہزادہ خورشید تاج بخش سے ہے روشن کرنا ضرور ہے کیونکہ اس درخت نادر زمانہ سے عجیب و غریب تماشے ہویدا ہونگے کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوگی اور بڑے بڑے داناے روزگار اُسکی کیفیت دیکھکر متحیر ہونگے الغرض حکیم واتیطوس الٰہی یہ بشارت پاکر خواب سے جاگا اور درخت مذکور الصدر کو غار سے جاکر لایا بعدہ قصر مین جاکر اپنے مکان کی چھت پر اسم جلیل جو حکیم آغازیمون نے عالم خواب مین تعلیم کیا تھا بعد اُسمین پڑھکر دم کیا فی الفور یہ خاکسار ظاہر ہوا اُسوقت حکیم واتیطوس الٰہی نے شجر مذکور میرے سپرد کیا اور پیام حکیم آغازیمون سے مجھکو اطلاع دی بعد ازان دار فنا سے جانب عالم بقا روانہ ہوا اُسی وقت طلسم مصر العجائب بھی نظر مردم سے غائب ہو گیا اُس روز سے آجتک زمانہ سو برس کا ہوا ہے کہ یہ حقیر و خاکسار اُسی درخت نادر روزگار کو اپنے پاس امانت رکھتا ہے اور آج بموجب حکم حکیم مغفور شجر مذکور کو لیکر

آپکی خدمت عالی منزلت مین حاضر ہوا ہی اور امیدوار ہے کہ اس امانت کو لیجیے اور صاحب قران اکبر کی قدمبوسی
کی نہایت اس خاکسار کو اشتیاق ہی شرف کرا دیجیے اسوقت جناب حکیم قسطاس الحکمت نے وہ شجر مسطور عظیمون
جنی سے بصد مسرت لیا اور صاحب قران اکبر کو اپنے پاس طلب کیا جسوقت صاحب قران اکبر تشریف لائے حکیم
قسطاس الحکمت نے تمام کیفیت درخت مذکور بیان کی عظیمون جنی نے بہزار شوق قدم ہمایون صاحب قران اکبر
کو بوسہ دیا اور شرف ملازمت حاصل کیا صاحب قران اکبر نے عظیمون جنی کو بنوازش خسروانہ گلے سے لگایا اور ازحد مہربانی
کی بعد اسکے صاحب قران اکبر نے حکماے طلسم مرحوم و مغفور یعنی حکیم آغازیمون مصری و حکیم افلیطوس الٰہی و حکیم
دانیطوس الٰہی کی ارواح کو ثواب سورۂ فاتحہ بخشا حکیم قسطاس الحکمت نے درخت مسطور صاحب قران اکبر کے
روبرو رکھدیا صاحب قران و دیگر ارباب بزم اس درخت عجیب و غریب کو دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کیونکہ وہ شجر نادر روزگار
تھا یعنی اس درخت کو مانند شجر سرو کے تیار کیا تھا اور بلندی مین آٹھ گز کا تھا اور سات طبقہ درجہ بدرجہ اس درخت کے
رکھے تھے اور جملہ برگ اسکے مانند مرجان کے تھے اور شاخ و بیخ بھی اسکی مثل مونگے کے تھی اور بعض راوی کہتے ہین کہ
برگ سبز اس درخت کے مثل زمرد کے تھے اور جملے تھے اور شاخ و بیخ اسکی مانند مرجان کے سرخ تھی الغرض عظیمون جنی
نے صاحب قران اکبر کی خدمت عالی مین عرض کیا کہ ای شہریار فخر سلاطین روزگار اس درخت کو زیر فلک رکھنا لازم ہی
اور اس جشن عقد مین ہر ایک ساتون طبقون سے کسی طبقہ کو جلانا ضرور چاہیے کیونکہ فی دری سات روز تک طبقات
ہفت شجر روشن ہو جائین انشاء اللہ وقت روشن ہونے طبقات اس شجر عجیب و غریب کے قدرت خدا مشاہدہ فرمائیے گا
اور وہ غرائب و عجائب ملاحظہ کیجیے گا کہ حضور کو ازحد حیرت ہوگی اور جملہ ناظرین بھی دیکھکر بہت متعجب ہونگے کیونکہ اس
شجر کو حکماے خردمند و دانا نے بصد محنت و مشقت بنایا ہی اور ای شاہزادہ ذیوقار یہ بھی حضور کو معلوم ہو کہ جب بروج
دوازدہ گانہ سے چھ بروج شب کو اور چھ بروج دن کو مثل آفتاب طلوع کرین اسدم اس درخت نایاب کو بوقت
طلوع بروج مسطور زیر فلک نصب کرنا بہتر ہے اور ایک لمحہ چشم کو بند کر لینا ضرور ہے اسی طرح وقت شب طلوع
بروج شب مین ایک چراغ یا شمع روشن کرکے اس درخت کے کسی طبقہ مین رکھدینا چاہیے اور آنکھ ایک ساعت
بند کر لینا بدستور مرقوم مناسب ہی بعدہ آنکھ کھولکر ملاحظہ فرمائیے ایسا تماشاے عجیب و غریب مشاہدہ فرمائیے گا کہ
متعجب و متحیر ازحد ہوجیے گا جسوقت صاحب قران اکبر نے تقریر عظیمون جنی کی سنی حمد خدا کی اور حکماے طلسم بند
کے علم و حکمت و عقل و فراست کی تعریف کی اسوقت حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران اکبر سے ارشاد
فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار ہماری تو یہ راے ہی کہ اس درخت نادر کے گرد و پیش پہلے روشنی سے قنادیل و سراج
استادہ کرنا ضرور چاہیے اور بعد روشن کرنے شجر کے مردان خاص و عام کو اجازت دیکھنے کی دے دیجا ہے کیونکہ وقت
روشن کرنے اس درخت کے بہت محال ہے کہ جملہ خاص و عام اپنی اپنی آنکھون کو بند کرلین ضرور ہی کہ مردان شوخ و شریر

بارادہ مشاہدہ یا بطور مذاق آنکھیں اپنی بند نہ کرینگے اور دیکھینگے ہمکو یقین ہے کہ اس صورت مین اس شجر کی روشنی اور دیگر
تکلفات مین ضرور نقص آجائیگا اور باعث افسوس و ملال کا ہوگا عظیمون جنی نے صاحب قران اکبر سے عرض کیا کہ
جناب حکیم صاحب بہت بجا اور درست فرماتے ہین اگر کوئی شخص وقت روشن کرنے اس درخت کے دیکھ لیگا بیشک
اسکی روشنی کم ہو جائیگی اور جملہ عجائب و غرائب مین بھی کمی ہو جائیگی بلکہ عجب نہین کہ درخت نا ورزانہ بالکل بیکار ہو جاے
عظیمون جنی یہ عرض کرکے اور دوبارہ قدم مبارک صاحب قران اکبر کو بوسہ دیکر رخصت ہوا شاہزادہ ذیوقار نے
موافق ارشاد حکیم قنطاس الحکمت درخت مذکور کے گرد قنات کھچوادی اور سلطان ابو الحسن جوہر کو طلب فرماکر دریافت
کیا کہ اے برادر تمکو یاد ہے کہ ہماری شب کتخدائی مین کتنی مدت باقی ہے ہمارا قصد ہے کہ ہم قبل شب عقد دو ایک شب
قصر اخضر کی آرایش و زینت کو بھی دیکھین ابو الحسن جوہر نے عرض کیا ای شہریار ذیوقار میرے نزدیک چہار روز باقی رہے
ہین اور شب ہفتم ساعت سعید و ہمایون مین حضور کا عقد ہوگا صاحب قران عالیوقار نے فرمایا کہ ہمارا تو دل بہت چاہتا
کہ ہم جملہ نازنینان و خواتین قصر اخضر کی نظرون سے پوشیدہ ہو کر اس محفل عیش و عشرت مین داخل ہون اور اس گوہر
یکتاے دریاے خوبی و گل رعناے گلشن محبوبی صدر نشین بزم خوبان جہان رونق افزاے محفل معشوقان ابرو کمان
ماہ منیر فلک جمال و مہر پر ضیاے سپہر حسن بیمثال معشوقہ گل رو و مطلوبہ عنبرین مو عالی رتبہ و ذیوقار ملکہ شمسہ تاجدار کو بار اول
سرو سی ایک نظر دیکھین اور دل بیقرار کو تسکین دین علاوہ اسکے یہ امر باعث خوشی خاطر کا ہوگا کیونکہ اس جگہ جملہ خواتین
خوبرو مثل ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا وغیرہ
خوبرویان طلسم اس محفل عیش و عشرت مین بعد زینت و آرایش موجود ہونگی ہر ایک نازنین مہ جبین کا حال بھی بخوبی
دریافت ہو جائیگا کہ ملکہ شمسہ تاجدار سے کسطرح پیش آتی ہین بخوشی و شادمانی بزم عروسی ملکہ مین ہین یا کسی طرح کا انکو ملال
ہی ہر چند کہ ہمنے اکثر اوقات خواتین مذکور الصدر کو بزم ملکہ شمسہ تاجدار مین باہم سرگرم اختلاط دیکھا ہے لیکن اس جلسہ
عیش اور بزم عروسی مین دیکھنا لازم ہے لیکن اے برادر یہ تو کہو کہ اس بزم خوبان مین ہمارا جانا کیونکر ہوگا اور مدعاے
مذکور کیونکر حاصل ہوگا سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا ای صاحب قران ذیشان ہر چند کہ مین عیار ہون لیکن
اس مقدمۂ خاص مین متحیر ہون کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی سواے ایک تدبیر کے اور وہ تدبیر یہ ہو کہ وہ سانپ کا
مہرہ جو طلسم خنار جادو سے مجھکو دستیاب ہوا ہو اور خواص عجیب و غریب رکھتا ہو ابتک میرے پاس موجود ہو اور اسکی
تاثیر بھی ابتک اسی طرح باقی ہے اور آپکے پاس بھی زاغ مہرہ و سرمۂ زحل ہر دو اشیا حجاب الابصار مین پس انھین اشیا کے
وسیلے سے قصر اخضر مین تشریف لیجائیے صاحب قران والاشان نے فرمایا تاثیر سرمۂ زحل تو بالکل جاتی رہی کیونکہ ہم اس
سرمہ کا امتحان کر چکے ہین مگر زاغ کے مہرہ کا ابھی تک امتحان نہین کیا عجب نہین کہ تاثیر اسکی بھی وہ نہ رہی ہو کیونکہ آثار طلسم
باقی نہین رہے بالکل مفقود و معدوم ہو گئے یہ فرماکر صاحب قران نے زاغ مہرہ کا امتحان کیا ثابت ہوا کہ تاثیر اسکی جاتی رہی

اسوقت ابو الحسن جوہر نے کہا کہ اب کیا فکر کرنی چاہیے کیونکہ اب فقط سانپ کا مہرہ میرے پاس ہے لہذا حضور کیہ وتنہا بوسیلہ وبذریعہ مہرہ مار قصر اخضر میں تشریف لیجائیں اور مجھکو یہیں چھوڑ جائیں شاہزادۂ ذوفقار نے فرمایا اے ابو الحسن بغیر تمہارے لطف سیر حاصل نہوگا ابو الحسن نے عرض کیا مجبوری ہے کیونکہ ایک مہرہ بار دو آدمیوں کے کیونکر کام آسکتا ہے لیکن اور ایک تدبیر معقول اسوقت ذہن میں آئی ہے مگر بشرطیکہ حضور اس تدبیر کو منظور کریں صاحب قران اکبر نے دریافت کیا کہ وہ کونسی تدبیر معقول ہے ہمسے بھی بیان کرو ابو الحسن جوہر نے کہا کہ صاحب قران اکبر میں اس سانپ کے مہرہ سے موافق قاعدہ حضور کو ایک دختر جمیلہ وشکیلہ دس بارہ برس کی بناتا ہوں اور ناک میں چھوٹی سی نتھ اور کانوں میں بالیاں ہاتھوں میں چوڑیاں گلے میں طوق پہناتا ہوں اور چھوٹے کپڑے لہنگے کرتی اور انگیا ہر چند کہ انگیا کی ضرورت نہیں مگر برائے زینت اور پائجامہ سوتی گلبدن کا جسمیں چوڑی چوڑی شالباف کی گوٹ لگی ہوئی ہے حضور کو پہناتا ہوں اور ایک ڈوپٹہ تنزیب کا گلابی رنگا ہوا لچکہ ٹکا ہوا حضور کے سر پر اوڑھا کر مہرہ مار اپنے پاس رکھکر بخوبی تمام حضور کو اندر قصر اخضر کے لیے جاتا ہوں اگر دربر کوئی شخص روکے گا تو آپ اتنا کہہ دیجیے گا کہ ہم فلاں قریہ کی رہنے والے ہیں واسطے ناچنے اور گانے کے آئے ہیں جب دربان آپ سے یہ سنیں گے بے تامل اجازت جانے کی دے دینگے غرض قصر اخضر کے اندر جاکر کسی جائے مناسب پر تشریف رکھیے گا اور بخوبی تمام کیفیت بزم عشرت ملاحظہ فرمائیے گا اول تو وہاں عورتوں کی کثرت ہوگی کوئی عورت حضور سے مستفسر نام ونشان نہوگی اور شاید اگر کوئی عورت پوچھے کہ اے لڑکی تو کون ہے کہاں سے آئی ہے تو فرما دیجیے گا کہ میں فلاں پیش خدمت کی بیٹی ہوں صاحب قران اکبر نے جب یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی سنی مسکرا کر جواب دیا کہ ابو الحسن تم بہت بڑے شوخ وشریر ہو واہ کیا تدبیر معقول ہمارے لیجانے کی تجویز کی ہے اگر یہی تدبیر معقول ہے تو تمھیں دختر دس بارہ برس کی بنو اور لباس وزیور مذکور سے آراستہ ہو علاوہ اسکے تم تو رنگ وروغن سے کبھی جوان عورت بنتے ہو کبھی بڑھیے لوگوں کی کیفیت دیکھی اور ہر طرح کی صورت وشکل اپنی بنا سکتے ہو اور تمہارے نزدیک اسمیں کچھ اور زینت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر ان معاون خاص کے کہ عیار ہو تمہارا یہی کام ہے ایسی تدبیر معقول ہے ناطقہ روشن بیان وصبح روشنگر وصبح دلکشا وغیرہ خواتین عالیقدر ہوگے اور کچھ تمہارا وہاں ناچنے اور گانے والی ومہمانداری میں مصروف تھیں وہاں بھی صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ بزم بصورت دختر مہ جبین بنجاؤ اور مہرہ ماہ بنیان خوش جمال ہزار زیب وزینت فرش نفیس پر بیٹھی ہیں اور ساہروباں بیدلی صاحب قران اکبر کے زن جمیلہ شراب خواتین اہل بزم کو بعد بصیرت پلا رہی ہیں از انجملہ ایک بزم میں ایک مطربہ خوش آواز لیجا رہا ناز و انداز سے یہ غزل گاتی تھی غزل بلاکر روانہ ہوئے جب صاحب عالیشان کو دیا اور خود ایک مرتبہ ایسی زن شکیلہ بنا کہ اگر ولیٔ عشق

که پیش چشم بهارت بمیرم
جوان بخت جهانم گرچه پیرم

حساب حسن در چند کمال است
مبادا چه حساب مطربے می

ز کوچم ده که مسکین و فقیرم
اگر حرفے کنند کلاک دبیرم

اور طرز گفتگو اور طریقہ رفتار وغیرہ ایسا تبدیل کیا تھا کہ صاف عورت معلوم ہوتا تھا اور پوشاک بھی ایسی پہنی تھی کہ اگر کوئی عورت
بھی دیکھتی تو زنانہ گی بھر اسکو نہ پہچانتی کہ یہ مرد ہی جسوقت صاحب قران اکبر نے نازنین یعنی ابو الحسن کو گذرتے دیکھا اپنے
دل مین خیال کیا کہ جب یہ عورت ہمارے قریب آئیگی تو اس سے کچھ مذاق کرینگے جبتک ابو الحسن آئے صاحب قران
اکبر اسی خیال مین تھے کہ ناگاہ وہ زن خوبرو مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی قریب صاحب قران اکبر آئی صاحبقران
اکبر نے بے اختیار ہوکے اور مہرہ سانپ کا زمین پر رکھکے اُس نازنین کو روکا اور پوچھا کہ اے نازنین مہجبین کہو کہان جاتی ہو
اس طرف سے سچ کہو کہان سے آتی ہو شاید کسی عاشق کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا تھا تمھارا نام کیا ہے کہان
رہتی ہو اُس نازنین نے بناز و ادا جواب دیا کہ صاحب تم کون ہو جو راہ چلنے والون کو روکتے ہو نام ونشان پوچھتے ہو زبردستی
مذاق کرتے ہو بدنظر سے دیکھتے ہو ہم کوئی ہین کہین جاتے ہین کہین سے آتے ہین کچھ ہمارا نام ہی تمکو ہم سے کیا کام ہے
کسی کی بہو بیٹی کو راہ مین روکتے ہو مذاق کرتے ہو یہ اچھی بات نہین ہی یہ کہکر وہ نازنین چلی صاحب قران نے ہاتھ پکڑ کر
کہا اے نازنین اسقدر خفا کیون ہوتی ہو ذراسی بات مین بگڑتی ہو اسقدر غرور نہ کرو یہ حسن وجمال چند روزہ ہی پھر کوئی
مفت نہ پوچھیگا ٹھہرو ذرا بات کرو ہم بھی آدمی ہین تم سے محبتانہ کلام کرتے ہین اگر تمھارا نام ونشان پوچھا تو کیا بری بات
کی وہ نازنین نقلی بعشوہ وغمزہ بولی کہ تم کون ہو جو تمکو ہم اپنا نام ونشان بتائین ہاتھ ہمارا چھوڑ دو ہم جائینگے صاحبقران
اکبر نے کہا ہم تو ابھی تمکو جانے نہ دینگے جب اُس نازنین نے یہ سُنا برہم ہوکر بولی دیکھو پھر مین چلاؤنگی اپنے وارثون کو
بلاؤنگی پس بہتر یہ ہی کہ ہمارا ہاتھ چھوڑ دو ہمکو جانے دو یہ باتین تمھاری اچھی نہین ہین ہماری طرح اگر کسی نامحرم عورت کو
ہاتھ لگاؤگے دیکھو ایک دن بہت پچھتاؤگے افضال خدا سے یہان عملداری صاحب قران اکبر کی ہی جو عدل وانصاف
مین ثانی نوشیروان ہین تمکو سخت سزا دیگا قید کریگا ساری تماش بینی بھول جاؤگے پھر کسی زن صاحب عصمت کو
یون ہاتھ نہ لگاؤگے [illegible] متبسم ہوکر کہنے لگی کہ صاحب اب ہاتھ ہمارا چھوڑ دو دیکھو کوئی آجائیگا
[illegible] مین دیکھنا لازم ہے لیکن اے برادر یہ تو کہو کہ [illegible] قران اکبر نے اس نازنین سے یہ تقریر سُنی تو ہنسکر
[illegible] کیونکر حاصل ہوگا سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحب قران آپنے مجھکو نہ پہچانا مین ابو الحسن
اس مقدمہ خاص مین متحیر ہون کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی سواے ایک تدبیر ابو الحسن جوہر حقیقت تو یہ ہی کہ مین نے
مہرہ جو طلسم ختار جادو سے مجھکو دستیاب ہوا ہی اور خواص عجیب وغریب رکھتا ہی اب تک میں کسی طرح کا شک نہین ابو الحسن جوہر نے
تاثیر بھی ابتک اسی طرح باقی ہے اور آپکے پاس بھی زاغ مہرہ و سرمہ زحل ہر دو اشیا حجاب الابصار قران اکبر نے زمین پر سے مہرہ مار
وسیلہ سے قصر اخضر مین تشریف لیجائیے صاحب قران والاشان نے فرمایا تاثیر سرمہ زحل تو بالکل جاتی رہی ملاحظہ کیا کہ قصر اخضر آرایش افروز
سرمہ کا امتحان کر چکے ہین مگر زاغ کے مہرہ کا ابھی تک امتحان نہین کیا عجب نہین کہ تاثیر اُسکی بھی وہ نہ رہی ہو گلشن ارم ہی اسباب
باقی نہین رہے بالکل مفقود و معدوم ہوگئے یہ فرماکر صاحب قران نے زاغ مہرہ کا امتحان کیا ثابت ہوا کہ تاثیر مین بہر آرایش رکھا ہے

علاوہ اسباب مذکورہ کے اور اشیاے نادر عجائبات حکیم ارسطو سے حکیم فسطاس الحکمت نے قصر اخضر کو بخوبی تمام آراستہ کیا تھا اور جملہ ایوان عالی بنا جو متعلق قصر اخضر کے ہین یعنے نو سو ایوان رفیع و وسیع اور سات سو ایوان خرد سراسر انواع و اقسام آرایش اور زینت سے آراستہ ہین ایوان مذکورہ سے اکثر ایوان ایسے ہین کہ زمین سے تا سقف تمام کمال آبگینہ رنگین و سفید سے تیار کیے گئے ہین انمین روشنی جو شمعہاے مومی و کافوری کی ہو رہی ہو عجب کیفیت معلوم ہوتی کہ گویا قدرت خدا نظر آتی ہی اور ہر ایک ایوان نئے طرز سے پیراستہ ہی اور بحسن و خوبی محفل عشرت اور بزم طرب آراستہ ہی نازنینان خوش گلو جو علم موسیقی مین اپنے زمانے کی استاد ہین بناز و ادا رقص و نغمہ کر رہی ہین خواتین ذی وقار قصر اُنکے نغمۂ دلکش سن کے خوش ہو رہی ہین ہر طرف سے صداے تہنیت آ رہی ہی ہر بزم عشرت مین ایک مطربہ گا رہی ہی صاحب قران سیر کرتے ہوے ایک قصر عالی مین پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ محفل عشرت آراستہ ہی خواتین عالی وقار بیٹھی ہین ایک مطربہ خوبرو خوش گلو یہ غزل بناز و ادا گا رہی ہے

غزل

ای دل اگر از چاه زنخدان بدر آئی تا کی چو صبا بر تو گمارم دم همت	آدم صفت از روضهٔ رضوان بدر آئی تا نیز ز چمن سرو خرامان بدر آئی حافظ مکن اندیشه که آن خسرو خوبان	جان سپارم از دولت دیدار تو چون صبح شاید که بآبی فلکت دست نگیرد باز آید و از کلبهٔ احزان بدر آئی	باشد که چو خورشید درخشان بدر آئی گر تشنه لب از چشمهٔ حیوان بدر آئی

خواتین یہ غزل مذکور سنکے شادان ہو رہی ہین نازنینان گلرخسار خوش ہو رہی ہین اک مہ جبین شیشہ و جام بلورین لیے ہوے شراب ناب جملہ خواتین بزم مذکور کو پلا رہی ہے صاحب قران والاشان یہ کیفیت دیکھکر وہان سے چلے اسی طرح ہر ایک ایوان مین جاکر زینت اور آرایش ملاحظہ کی علاوہ اسکے دیکھا کہ ہر ایک محفل مین خواتین قصر سرگرم کار ہین اور منطقہ و رنا و شرف افزا و عقلیہ و حمرا و قمرا و زہرہ و خلدانہ و شتیبہ وغیرہ خواتین میر مجالس مقرر ہوئی ہین غرضکہ صاحب قران آئین تا صبح اسی طرح اکثر ایوان مین گئے اور تھوڑی تھوڑی دیر توقف کرکے وہان کی کیفیت دیکھی اور پھر صبح سے تا شام اور ایوان و قصر مین جاکر بزم عشرت اور محفل طرب کی آرایش اور زینت دیکھی بعد اسکے صاحب قران اکبر ان محلون خاص مین تشریف لیگئے جہان ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و صبح روشنگہر و صبح دلکشا وغیرہ خواتین عالیقدر و ذی وقار موجود تھین اور انصرام کار عروسی و مہمانداری مین مصروف تھین وہان بھی صاحب قران اکبر نے دیکھا کہ بزم عشرت بحسن و خوبی آراستہ ہی نازنینان خوش جمال بہزار زیب و زینت فرش نفیس پر بیٹھی ہین اور ماہرویان بیدلیل ساغر و شیشہ لیے ہوے جام شراب خواتین اہل بزم کو بعیش و مسرت پلا رہی ہین از انجملہ ایک بزم مین ایک مطربہ خوش آواز بصد ناز و انداز یہ غزل گاتی تھی

غزل

بزن بر دل بنوک غمزه تیرم قدح پر کن که من در دولت عشق	که پیش چشم بیمارت بمیرم جوان بخت جهانم گر چه پیرم	حساب حسن در حد کمال است مبادا حیف حساب مطرب شو	زکوتم ده که مسکین و فقیرم اگر حرفی کند کلک دبیرم

خوشا آندم کہ استغنائے مستی
فراغت بخشد از میرزا و سیمم
من آنگہ برگرفتم دل ز حافظ
کہ ساقی گشت یار ناگزیرم
من آن مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ
ز بام عرش می آید صفیرم

صاحبقران و ابو الحسن جوہر نے جسوقت یہ غزل مطربہ سے سنی نہایت خوش ہوے بعدازان صاحبقران اس ایوان خاص مین تشریف لاے بسبحان ملکہ شمسہ تاجدار بطراز زینت تخت عروسی پر رونق افروز تھی ملاحظہ کیا کہ ملکہ شمسہ تاجدار پیراہن عروسی پہنے ہوے بہار حسن و خوبی تخت پر جلوہ گر ہوا اور دست بستہ خدمت ملکہ مین گوہر بزم افروز و خلد آرا ماہرو وغیرہ خواتین حاضر ہین محفل عشرت ایسی آراستہ ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور خواتین عالیوقار کی اسقدر کثرت ہی کہ انجم افلاک سے بھی زیادہ ہین اکثر خواتین عالیوقار مسندہاے زرین پر بصد شان و شوکت جلوہ فرما ہین بعض بعض نسوان عالی مرتبہ قریب ملکہ شمسہ تاجدار بصد عز و وقار بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی خواتین مطربہ بصد ناز و ادا نغمہ کر رہی ہین اکثر ماہرویان ہمتیال خواتین بزم کو جابجا جامہاے شراب پلا رہی ہین ہر طرف رقص و نغمہ ہو رہا ہی ہنگامہ تہنیت بلند ہی تمام قصر خواتین سے مملو ہی جملہ اسباب عیش و راحت موجود و مہیا ہی مطبخ مین اغذیہ انواع و اقسام کی کثرت ہی ملکہ شمسہ تاجدار عروس بنی ہوئی بصد شرم و حجاب بیٹھی ہے ایک پریرو مطربہ خوش گلو پیش ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار یہ غزل گا رہی ہی

غزل

ای رخت چون خلد و لعلت سلسبیل
سلسبیلت کردہ جان و دل سبیل
یارب این آتش کہ در جان منست
سرد کن زان سان کہ کردی بر خلیل
ناوک چشم تو در ہر گوشہ
ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
من نمی یابم مجال ای دوستان
گرچہ او دارد جمال بس جمیل
حافظ از سرپنجہ عشق نگار
ہمچو مور افتادہ شد در پای پیل

جسوقت مطربہ خوش گلو نے غزل مذکور بصد ناز و انداز بزم مین گائی صاحبقران اکبر ملکہ شمسہ تاجدار کو دیکھ کے ایسے بیقرار اور مضطرب الحال ہوے کہ ابو الحسن جوہر کو یقین ہوا کہ صاحبقران اکبر کو جوش الفت اور غلبہ عشق سے غش آ جائیگا ابو الحسن جوہر صاحبقران اکبر کو ایوان سے باہر لایا اور بڑی دیر تک صاحبقران کو سمجھایا کیا جسوقت صاحبقران اکبر سے خود رفتگی اور محویت زائل ہوئی اپنے بخت بلند اور یاوری اقبال پر نظر کرکے شکر خداوند عالم بجا لائے لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر جوش الفت اور غلبہ عشق ملکہ شمسہ تاجدار نے دل کو بیتاب و بیقرار کیا آخر تاب صبر و ضبط نہوئی پھر اسی ایوان مین جہان ملکہ شمسہ تاجدار عروس بنی ہوئی بیٹھی تھی آئے اور نظارہ روے منظور کرنے لگے دل مضطر کو تسکین دینے لگے مگر بخوبی دل بیقرار کو قرار نہ آیا اسوقت صاحبقران اکبر نے بے اختیار ہوکے قصد کیا کہ پہلوے ملکہ شمسہ تاجدار مین بیٹھکر ارے چند بوسہ لب و رخسار کے لیکر اپنے دل بیتاب کو تسکین دینا چاہیے ابو الحسن کہ قریب صاحبقران اکبر موجود تھا صاحبقران اکبر نے اپنے ارادہ سے ابو الحسن جوہر کو اطلاع دی ابو الحسن جوہر نے عرض کیا اے صاحبقران اکبر میری قدر اسے مین یہ قصد آپکا اچھا نہین ہی کیونکہ حضور کے پاس مہرہ مار ہی کوئی حضور کو دیکھتا نہین ہی جسوقت آپ پہلوے

ملکہ مین جاکر تشریف رکھیے گا اور بوسہ رخ الدر بار کا لیجیے گا مجھکو یہ یقین ہو کہ ملکۂ عالم ضرور ڈر جائینگی عجب نہین کہ غش
آجائے مزاج ملکۂ عالم ناساز ہوجائے لہذا ای صاحب قران اکبر چند روز اور صبر کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ چند روز کے بعد آپ
تمام تمناے دلی بر آئینگی ہر چند کہ مین خوب جانتا ہون کہ آپکا دل اسوقت نہایت بیتاب ہو رہا ہے بیقراری حد سے زیادہ اور صبر کسی طرح
ہو نہین سکتا ہو لیکن مناسب وقت نہین ہے کہ حضور پہلوے ملکہ مین جاکر تشریف رکھین اور اپنے محبوب و مطلوب
کے دل کو صدمہ دین صاحب قران نے یہ سنکے فرمایا ای ابو الحسن اسوقت کسی طرح صبر ہو نہین سکتا اگر ملکہ کے ڈر جانے کا
تمکو خیال ہے تو اچھا یہ مہرہ مار تم اپنے پاس رکھو ہم تو نہین پہلوے ملکہ مین بیٹھکر اپنے دل کو تسکین دینگے ابو الحسن نے
عرض کیا کہ حضور تو خلاف عقل تقریر کرتے ہین اسطرح بھی حضور کا تشریف لیجانا اس مجمع خواتین مین اچھا نہین باعث
بدنامی کا ہو صاحب قران نے کہا ای ابو الحسن بس اب پند و نصیحت نہ کرو مہرہ لو ہم جاتے ہین اور ملکہ شمسہ تاجدار
کے پاس بیٹھتے ہین علاج درد دل کرتے ہین ابو الحسن جوہر نے عرض کیا حضور کہین ایسا غضب کبھی نہ کیجیے گا از حد
رسوا اور بدنام ہوجیے گا سواے اسکے ملکہ تک کیونکر آپ تشریف لیجائیے گا ذرا ملاحظہ تو فرمائیے کس قدر خواتین ملکہ
عالم کے گرد و پیش ہین ثابت یہ ہوتا ہو کہ ماہ انور کے گرد ستارے ہین یا شمع روشن کے قریب پروانے ہین یا آفتاب
کے پاس ذرے ہین یا معشوق کے قریب مجمع عشاق ہے صاحب قران نے فرمایا کہ ہم جسطرح ممکن ہوگا وہانتک
ضرور جائینگے لطف ہمصحبتی وغیرہ اٹھائینگے ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ ای صاحب قران اکبر یہ تمناے حضور بالفعل
کسی طرح بر نہ آئیگی خواتین سد راہ ہونگی مدعاے دلی بر نہ آئیگا بدنامی و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا اس سے بہتر
یہ ہو کہ آپ میرے ساتھ اور کسی ایوان مین تشریف لیچلیے اور اس خیال محال کو دل سے دور کیجیے اب یہان توقف
نہ فرمائیے ایسا نہو کہ کوئی عورت مجھ سے پوچھے کہ تو کون ہو کہان سے آئی ہے کسکے ہمراہ ہو تو مین کیا کہونگا راز افشا ہوجائیگا
صاحب قران اکبر نے فرمایا ای ابو الحسن اگر تمکو خیال اپنی بدنامی اور افشاے راز کا ہو تو تم اور کسی ایوان مین چلے جاؤ
ہمکو یہین چھوڑ جاؤ کیونکہ قول دل شیدا یہ ہی مطلع - گرا دماغ کہ از کوے یار برخیزد + نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد
ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ حضور ایسے عشق کو بس نہ فرمائین اپنے تئین دیوانہ نہ بنائین اب یہان ٹھہرنا اچھا
نہین ہے اور کسی ایوان مین چلکر دل کو بہلائیے ورنہ مین ابھی خواتین سے تمام حال حضور کے تشریف لانے کا
کہہ دونگا جسوقت ابو الحسن جوہر نے یہ کہا اور بہت سمجھایا اسوقت صاحب قران اکبر کا ہر چند کہ دل نہ چاہتا تھا
مگر بمجبوری ابو الحسن کے ہمراہ اتفاقاً پھر اس ایوان مین تشریف لائے جہان ملکہ نوبہار گلشن افروز خواتین
عالی وقار کو اپنے دست نازک و رنگین سے جام ہاے ارغوان دے رہی تھین اور شراب ناب خواتین کو پلا رہی تھین
صاحب قران اکبر نے ابو الحسن سے کہا کہ اسوقت ہمارا بھی دل میخواری کو چاہتا ہو ایک ساغر ہم بھی ملکہ
نوبہار گلشن افروز سے مانگتے ہین اسمین تو کچھ مضائقہ نہین ہو ابو الحسن جوہر نے کہا یہ امر بھی میرے نزدیک

اچھا نہیں ہی اسمین کبھی افشاے راز ہوگا اب قصر النیرین مین جاکر شراب پیجیے گا قصہ کوتاہ ابوالحسن جوہر صاحبقران اکبر کو بجبر اپنے ہمراہ لیکر اس ایوان سے بھی چلا قضاے کار درایوان پر غمزہ شیرین کار کھڑی تھی ابوالحسن جوہر کہ بصورت زن جمیلہ تھا جوقت در ایوان پر آیا غمزہ شیرین کار کہ پرکالہ آفت ہی اور فن عیاری مین بھی بیعدیل ہے ابوالحسن کی رفتار دیکھکر متحیر ہوئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ بظاہر تو یہ عورت ہو مگر طریقۂ رفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ مرد ہی آخرکار یہ خیال کرکے ابوالحسن جوہر کو روکا اور ہاتھ پکڑکے پوچھا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص کے ہمراہ یہان آئی ہو مجھکو تیری رفتار سے معلوم ہوتا ہی کہ تو عورت نہین ہی اور بفن عیاری تو نے اپنے تئین عورت بنایا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تو ابوالحسن ہے ابوالحسن جوہر کہ سراپا روغن عیاری ملکر آیا تھا اسوجہ سے ابوالحسن کا ہاتھ دست غمزہ شیرین کار سے و لغۃً نکل گیا مگر غمزہ شیرین کار نے بڑھکر روکا ابوالحسن نے جواب دیا ای جان من تمکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی مین اک بیوہ دکھیا ہون پابند شرع ہون نماز پنجگانہ پڑھتی ہون مسائل دینیہ سے بخوبی واقف ہون دعاے توبہ پڑھ چکی ہون مجھ سے تمھارا مطلب اجرا نہوگا کیونکہ اول تو مین منہیات سے تائب ہون دوسرے یہ کہ مجھکو شوق بھی سحق کا نہین ہے اگر تمکو اپنے اجراے مطالب مذکور کی ضرورت ہو تو ہزارون بلکہ لاکھون عورتین مجھ سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت اور قوی ہیکل قصر اخضر مین موجود ہین انمین سے کسی سے اپنی حاجت روائی کیونکہ مجھ زار و ناتوان کو جانے دو مجھ سے تمھاری نیت سیر نہوگی اور آتش شہوت بجھائی نجائیگی جسوقت ابوالحسن نے غمزہ شیرین کار سے یہ تقریر کی اسدم غمزہ شیرین کار کی عجب کیفیت ہوئی یعنی بسبب غصہ کے مثل صاحب تپ کانپنے لگی حیا و شرم سے پسینہ آگیا مگر غصہ کو ضبط کرکے کہا او نالائق کیا واہی باتین کرتی ہے اپنا نام و نشان نہین بتاتی ہے مجھ سے ایسی باتین کرتی ہے خیر دیکھ تو کیسی سزاے سخت دیتی ہون کہ تو بھی یاد کرے غمزہ شیرین کار یہ کہا چاہتی تھی کہ زن جمیلہ مذکورہ کو کچھ سزا دے یکایک ابوالحسن جوہر جست و خیز کرکے نظر غمزہ شیرین کار سے غائب ہوگیا اور ہمراہ صاحبقران اکبر کے ہر ایک بزم عشرت مین جاکر رقص و نغمہ سے لطف اٹھانے لگا اسی طرح سیر کنان ایک ایوان مین پہونچا دیکھا کہ چند زنان مطربہ نقلہاے مضحک کر رہی ہین اکثر خواتین ایوان مذکور مثل غنچہ مسکرا رہی ہین اور بعض بعض زنان خوبرو مانند گل خندہ کر رہی ہین اتفاقاً زنان مطربہ کی صورتین دل فریب دیکھکر اور نغمہ دلکش سنکے ابوالحسن جوہر کو نفس امارہ نے بیقرار کیا مطربہ مہ جبین جو آگے ابوالحسن جوہر کے کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی ناگاہ اسکو معلوم ہوا کہ کوئی شی میری پشت سے ملی ہوئی ہی گھبرا کر پیچھے دیکھنے لگی اور ابوالحسن کو عورت خیال کرکے چپ ہو رہی اور پھر متوجہ جانب رقص و نغمہ ہوئی لیکن دلمین خیال کرنے لگی کہ اسوقت عجب واقعہ حیرت افزا او معاملہ ہوش ربا واقع ہوا صاف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی مرد کا جسم قریب پشت ہوا اور خیال کرکے جو دیکھا تو مرد کا نام و نشان بھی اس بزم مین نہ پایا پس پشت میرے ایک زن ناآشنا کھڑی ہو وہ نازنین مہ جبین یہ خیال کر رہی تھی

ناگاہ پھر جسم ابوالحسن ذات بابرکات کا اُسکی پشت سے ملا اُسوقت تو اُس نازنین چالاک دست نے بعجلت تمام
پیچھے پلٹ کے عضو ابوالحسن کا زور سے پکڑ لیا اور دو چار جھٹکے دے کے خوب ملا ابوالحسن بہت بیتاب و بیقرار ہو کے
منت آہستہ کہا کہ اے نازنین اس بیچارے بے زبان کو چھوڑ دے دیکھ ایسا نہو کہ صدمہ سے استفراغ کر دے تیرا
ہاتھ خراب ہو جاوے علاوہ اسکے یہ غریب اُس کام کا بھی نہ رہیگا اسکی کمر ٹوٹ جائیگی جورو میری نامرد مجھکو جانکر گھر سے
نکل جائیگی دیکھ زیادہ نہ دبا دم میرا نکلا جاتا ہے اے خدا کے واسطے مجھپر رحم کر میرے جسم کو چھوڑ دے میں قسم کھا کر
کہتا ہوں اگر اسوقت تو چھوڑ دیگی میں کل رات کو تیرے ساتھ اسقدر ہمبستری کرونگا کہ تو بہت خوش ہوگی اپنے یار کو بھی
بھول جائیگی ہر چند ابوالحسن نے اُس نازنین کی منت کی اور کہا کہ چھوڑ دے مگر اُس نازنین نے کسی طرح نہ چھوڑا
بلکہ ابوالحسن کے سخنان مذکور سے اور برہم ہوکر جو عورتیں کہ رقص و نغمہ کر رہی تھیں اُنکو بدعا اسی میں پکاری کہ اے
اہل نشاط دوڑو میں نے پکڑا ہے جلدی آؤ تم بھی پکڑ لو ایسا نہو کہیں میرے ہاتھ سے چھوٹ جاوے جس وقت
نازنین مذکور نے بآواز بلند ارباب طرب کو اسطرح پکارا وہ سب متحیر ہوکر اس نازنین کی جانب لپکنے لگے ناچنا
گانا نقلیں کرنا بھول گئیں جب بغور دیکھا اور پوچھا کیا ہے اُس نازنین نے کہا دیکھو پکڑا ہے ارباب نشاط نے خوب ہنسکر
پھر پوچھا کہ یہ تو کہ کیا پکڑا ہے اُس نازنین نے اُسوقت متعجب ہوکر کہا کہ چور پکڑا ہے مفصل کیفیت اسکی یہ ہے کہ میں تمھارا
گانا سن رہی تھی یہ نگوڑا مواعورت کی صورت بنکے پیچھے میرے کھڑا ہوا ناچ تمھارا دیکھ رہا تھا یکایک میرے بالائے
سرین قریب سر پشت ایک چیز معلوم ہونے لگی میں نے پیچھے پلٹ کے اس مردہ کو دیکھا میں سمجھی کہ یہ عورت ہے اسکے
پاس عضو کہاں سے آیا جو یہ میرے ساتھ ایسی حرکت بیجا کرتی یہ خیال کر کے میں پھر تمھارا گانا سننے لگی بعد ایک لمحہ
کے پھر میرے سرین پر اُسی طرح ایک شے اچھی طرح مس ہوئی اُس وقت میں نے جلدی سے پکڑ لیا
اور تمکو آواز دی اہل طرب نے خوب ہنسکے کہا کہ بی بی اسوقت تمنے کار نمایاں کیا خوب پکڑا سچ تو یہ ہے کہ جیسا تمنے پکڑا ہے
ایسا تو کسی عورت نے سلف سے آجتک نہ پکڑا ہوگا خواتین بزم نے جسوقت اُس نازنین اور ارباب نشاط کی تقریر سنی
اور ابوالحسن کیجانب نظر کی اسقدر ہنسیں کہ فرش پر مارے ہنسی کے لوٹنے لگیں اکثر خواتین کو کثرت خندہ سے
غش آگیا صاحب قران اکبر اُسوقت بزم میں موجود تھے جسوقت اس ایوان میں کثرت خندہ سے ایسا شور غل بلند ہوا
خواتین جملہ ایوان اسکے شور عظیم سے از حد متحیر ہوکر اس ایوان وسیع و رفیع میں آئیں اور سبب اس درجہ ہنسی کا دریافت
کیا جسوقت اُنکو احوال مذکور سے اطلاع ہوئی اُنکا حال بھی فرط خندہ سے اس حد کو پہونچا کہ قریب تھا ہلاک ہو جائیں
جب اس کیفیت عجیب و غریب کی خبر ملکہ شہنشہ تاجدار کو پہونچی ملکہ بھی بہت ہنسی یہاں تو ایوان میں جملہ خواتین مارے
ہنسی کے بیتاب و بیقرار ہیں مگر اب کیفیت ابوالحسن جوہر کی تحریر کیجاتی ہے ابوالحسن لاکھ چاہتا ہے کہ کسی طرح
پنجۂ نازنین سے رہائی پائے مگر رہائی کی صورت نظر نہیں آتی خواتین جو ابوالحسن کو دیکھ دیکھ کے ہنستی تھیں ابوالحسن

بحر غیرت و انفعال میں غرق ہوا جاتا تھا ہر چند اس نازنین سے کہتا تھا کہ مجھکو چھوڑ دے مگر وہ نہ چھوڑتی تھی بلکہ بخوف بھاگ جانے کے اور زیادہ زور سے پکڑتی تھی جسوقت غلغلہ اس ایوان میں بلند ہوا جہان اور خواتین واسطے دیکھنے کے آئی تھیں از انجملہ ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان و خلدانہ و غمزہ شیرین کار و صبح دلکشا بھی آئی تھیں اور مجمع خواتین کو ہٹا کر زنان مذکور نے بھی ملاحظہ کیا تھا اور بہت ہنستی تھیں زنان حبشیہ اور ترکیہ نے جو اس مطربہ کی زبانی سنا کہ یہ جوہری ابو الحسن جوہر کو مشت و لگد سے اسقدر صدمہ پہونچایا کہ ابو الحسن جوہر قریب ہلاکت ہوا اسوقت بیقرار ہوکر فریاد کرنے لگا کہ ای مرد غیب جلد آؤ مجھکو ان حرامزادون سے بچاؤ دیکھو یہ ستانی میرا جسم نہیں چھوڑتی اور یہ زنان حبشیہ اور ترکیہ مجھکو مشت و لگد سے صدمہ پہونچاتی ہین جب صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر کی صدائے نالہ و فریاد سنی بیتاب و بیقرار ہوکر انبوہ خواتین میں گرا ابو الحسن جوہر کو اٹھا لیا اور اس مجمع خواتین سے باہر آئے اُسدم یہ دوسرا تماشا ہوا یعنی ابو الحسن کہ بصورت زن جمیلہ تھا زمین سے کچھ بلند معلق چلا جاتا تھا اور کوئی اُٹھانے والا معلوم نہوتا تھا اور وہ نازنین ایک ہاتھ سے ابو الحسن کا عضو پکڑے تھی اور دوسرے ہاتھ سے کمر ابو الحسن کی پکڑے ہوئے تھی اور مثل ابو الحسن کے وہ بھی زمین سے بلند تھی ہرچند خواتین کہتی تھیں کہ اری چھوڑ دے مگر وہ عورت کسی طرح نہ چھوڑتی تھی آخرکار بہزار خرابی اُس نازنین نے ابو الحسن کے جسم کو چھوڑ دیا اور بلندی سے زمین پر گری مگر چوٹ نہیں آئی جسوقت یہ واقعہ عجیب و غریب ظہور میں آیا خواتین اسقدر ہنسیں کہ صدہا خواتین کو غش آگیا اور ہزارہا عورتیں ہنستے ہنستے قریب ہلاکت ہوئیں اور بہت سی عورتوں کو غش آگیا اُس وقت اکثر عورتیں نادعلی پڑھتی تھیں بعض بعض آیۃ الکرسی پڑھکر اپنے اوپر دم کرتی تھیں کوئی عورت کہتی تھی کہ خداوندا اس بلا سے ناگہانی کو جلد دفع کر غرض اُس ایوان میں سوائے خندہ اور آواز ہنسی اور بکیرا اور فریاد کے اور کچھ صدا کان میں نہ آتی تھی ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان متحیر کھڑی تھیں اور یہ واقعہ ہوش ربا دیکھ رہی تھیں کہ غمزہ شیرین کار بھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے قریب آئی ملکہ نوبہار نے کہا اے غمزہ شیرین کار آج یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھنے میں آتا ہے اور مطلق سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ یہ کیا ہے اسوقت غمزہ شیرین کار نے ہنسکر گوش ملکہ نوبہار گلشن افروز میں کہا کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ میں فلان ایوان کے دیر کھڑی تھی ابو الحسن جوہر کو میں نے بصورت زن جمیلہ دیکھا تھا اور چاہا تھا کہ اسکو سنجانے دون مگر وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا یقین ہے کہ یہ وہی قدرت مجسم ہی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ واسطے سیر و تماشا کے یہان آیا تھا درمیان سیر کے اس عورت کے ساتھ مذاق کیا جسکا انجام حضور ملاحظہ فرماتی ہیں ملکہ نوبہار گلشن افروز یہ کیفیت غمزہ شیرین کار سے سنکے بہت ہنسی اور جملہ زنان حبشیہ و ترکیہ کو شور و غل کرنے سے منع کیا صاحبقران اکبر ابو الحسن کو اٹھائے ہوئے اس ایوان سے باہر نکلے اور راہ غیر متعارف اختیار کی یہانتک کہ کوہستان میں پہونچکر صاحبقران اکبر نے ابو الحسن کو اتارا اور کہا

اے ابو الحسن یہ کیا نامعقول تم نے حرکت کی جسکے باعث سے اسدرجہ تو ہین ہوئی ابو الحسن نے عرض کیا اے صاحبقران ذو الوقار مردون کا یہی کام ہے مگر اے شہریار اگر یہ نہین دو چار بار حضور کے ہمراہ رکاب ایسے ہی مقامات پر جاؤنگا تو یقین ہی کہ میرا کام تمام ہو جائیگا صاحب قران اکبر نے فرمایا تمنے ایسی بات کیون کی کہ جسکی وجہ سے تمھاری یہ کیفیت ہوئی اب کبھی ایسی حرکت نکرنا ورنہ بیشک ہلاک ہو جاؤگے اب تمکو لازم ہی کہ خدا کا شکر کرو کہ جان بچگئی بقول شخصے ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

الغرض بعد اس گفتگو کے صاحب قران اکبر اور ابو الحسن جوہر بخوشی و شادمانی قصر النیرین مین داخل ہوے صاحب قران اکبر اُسی وقت جہرہ بار ابو الحسن جوہر کو دے کر بزم عیش مین تشریف لائے اور ہمراہ سلاطین والا شان اور امراے ذو الوقار کے بادہ کشی کرنے لگے اشعار

مجلس آراستند و می خوردند	نی بہ آواز و چنگ و نی خوردند	رخ ساقی ز بادہ چون گل شد	مطرب از ذوق بلبل شد
جوش صہبا ز بس فراوان بود	جنس مستی بہر سو ارزان بود		

الغرض صاحب قران اکبر تو صحبت میکشی مین ہین لیکن اب حال ابو الحسن جوہر کا مندرج کیا جاتا ہی جسوقت سے کہ ایوان قصر اخضر سے آیا تھا بسبب زد و کوب زنان حبشیہ کے نہایت بیتاب و بیقرار تھا ہر اک عضو مین درد تھا فرش خواب پر کسی طرح آرام نہ آتا تھا جسوقت اُس نازنین کے ایذا دینے کا خیال کرتا تھا تدبیر انتقام لینے کی سوچتا تھا آخر ایک تدبیر سوچکر واسطے عوض لینے کے بستر سے اُٹھا اور اُسی جہرہ بار کو اپنے بازو پر باندھکر بغیر اجازت صاحب قران اکبر لشکر سے باہر آیا اور قطع راہ کر کے بار دیگر قصر اخضر مین داخل ہوا اور اک ایوان مین جا کر نظر خواتین سے پوشیدہ رقص ارباب نشاط دیکھنے لگا اسی طرح ہر ایک ایوان مین ناچ دیکھتا ہوا اور گانا سنتا ہوا اُس ایوان مین پہونچا جہان وہ نازنین مطربہ تھی جسنے ابو الحسن کا جسم پکڑا تھا ابو الحسن جوہر نے اول مجمع ارباب نشاط مین آکر کسی مطربہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کسی مطربہ کے رخسار کے بوسے لیے کسی مطربہ کے لب نازک کے بوسے لیے اُس وقت اُس ایوان مین ارباب نشاط کا یہ حال تھا کہ بسبب خوف کے تمام ایوان مین اُچھلتی اور بھاگتی پھرتی تھین اور فریاد کرتی تھین بعد ازان ابو الحسن اُس نازنین سے بے اختیار مثل بھوت کے لپٹ گیا اور اس درجہ اُسکے لب کے بوسے لیے کہ وہ لب رنگین جو غیرت لعل تھے اُنکو نیلم کر دیا وہ نازنین مطربہ آخر خوف کے باعث سے زمین پر گری اور چلانے لگی اُس نازنین کا زمین پر گرنا تھا کہ حضرت قدرت مآب یعنی ابو الحسن نے بر غبت تمام اچھی طرح بیخوف و خطر اُس سے صحبت کی جسوقت ابو الحسن فارغ ہوا اور اُس نازنین کو چھوڑا بمجرد چھوٹنے کے وہ پاپیجامہ ہاتھ مین لیکر خوف کے سبب سے ننگی بھاگی ابو الحسن یہ دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑا اور اُسکے بوسے لینا شروع کیے غرض وہ نازنین ایوان مین ننگی بھاگتی پھرتی تھی اور ابو الحسن اُسکو ستاتا تھا یہ معاملہ اور یہ واقعہ عجیب و غریب دیکھکر خواتین ایوان کا کثرت خندہ سے عجب حال تھا ہر ایک عورت شدت و کثرت خندہ سے فرش پر لوٹتی تھی

جب وہ نازنین مطربہ گھبرا کر کہتی تھی کہ ارے لوگو مجھکو اس بلا سے بچاؤ خواتین ایوان اور زیادہ ہنستی تھیں اور پوچھتی
تھیں کہ اے عورت سچ کہہ تجھکو کیا نظر آتا ہی کون تیرے پیچھے دوڑتا ہی ہمکو تو کوئی شخص نظر نہیں آتا ہی وہ کہتی تھی کہ
نہیں معلوم کونسی بلا ہی مجھکو خود نظر نہیں آتی لیکن مجھ سے کوئی چمٹا جاتا ہی ہر چند خراب کر چکا ہو مگر ابھی تک میرا پیچھا
نہیں چھوڑتا ہی غرض اس واقعہ سے ایوان میں تہلکہ برپا ہوا کہ تمام خواتین ہر طرف بھاگیں اور رفتہ رفتہ اس
واقعہ کی خبر جملہ ایوان میں پہونچی تمام خواتین بیتابانہ دوڑیں اور آکر عجیب کیفیت دیکھی یعنی دیکھا کہ ایک عورت
پائجامہ ہاتھ میں لیے ہوئے ننگی ایوان میں بھاگی پھرتی ہے کبھی چلاتی ہے کبھی روتی ہے کبھی کہتی ہی ارے کوئی دیکھو
کوئی میرے سینہ کو زور سے دباتا ہی جملہ خواتین یہ حال دیکھکر اور یہ تقریر اُسکی سُنکے ہنستی تھیں اور متعجب اور متحیر ہوکر دیکھتی
تھیں مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا ابوالحسن جو پھر اپنے کام سے فراغت کر کے اور اُس نازنین مطربہ کو از جہت اکراہ اور
ایک ایوان میں چلا گیا اور وہاں جاکر ایک مطربہ کو نہایت حسین دیکھکر اُسکو بھی زمین پر گرایا اور اُسکے ساتھ بھی مقاربت
کی اُس ایوان میں بھی خواتین یہ کیفیت دیکھکر متفرق ہو گئیں جب اس ایوان میں اک شور بلند ہوا اور جملہ خواتین اس
ایوان میں آئیں ابوالحسن اک اور ایوان میں جاکر ٹھہرا اور زنان مطربہ خوبرو کی جستجو کرنے لگا اتفاقاً ایک نازنین تنہا
گل اندام شیرین کلام نظر آئی ابوالحسن اُسکو پسند کر کے قریب اُسکے گیا اور اُسکے سینہ کو بیدردی سے ملا اور چند بوسے لب و
رخسار کے لیے وہ بیچاری اس واقعہ سے متحیر ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگی کوئی گرد و پیش نظر نہ آیا اس وقت وہ خوبرو خوف
سے بے اختیار بھاگی راہ میں طناب خیمہ سے اُلجھکر گری ابوالحسن نے فی الفور اُسکے بھی پائجامہ کو اتار کر مباشرت
کرنا شروع کی وہ نازنین چلانے لگی کہ ارے لوگو دوڑو مجھسے کوئی فعل بد کرتا ہی میری آبرو لیتا ہے خدا کے واسطے
جلد آؤ مجھکو بچاؤ خواتین اُس مطربہ کی آواز دردناک سُنکے دوڑیں جاکر دیکھا کہ وہ زن خوبرو برہنہ لیٹی ہی اور اُسکے
اعضا کو بار بار حرکت ہوتی ہی مگر کوئی مرد نظر نہیں آتا اسوقت جملہ خواتین اُس زن جمیلہ کی یہ کیفیت دیکھکے از حد ہنسیں
بعض بعض عورتیں ہنستے ہنستے گر پڑیں اور اکثر عورتوں کو کثرت خندہ سے غش آگیا جب ابوالحسن فارغ ہوا اس مہ جبین
کو چھوڑ کر علیحدہ ہوا وہ گل اندام بھی ہاتھ میں پائجامہ لیکر ننگی بدحواس ہو کر بھاگی خواتین اُسکے اس طرح بھاگنے پر اور زیادہ ہنسیں
غرض ابوالحسن اُس دلآرام سے کام دل حاصل کر کے اور اک ایوان میں گیا مختصر اسی طرح ابوالحسن شام سے تا نصف شب
ہر اک ایوان میں ارباب نشاط سے ہمبستر ہوا اور خواتین کو خوب ہنسایا جملہ ایوان میں اک تہلکہ ڈالدیا لاچار ہوکر خواتین دروازہ
ایوان کے بند کرنے لگیں زنان پریزاد ہر چند جستجو کرتی تھیں مگر ایوان میں کسی مرد کو نہ پاتی تھیں متحیر ہو کر آپس میں کہتی تھیں
نہیں معلوم کون بلا ہی کہ جملہ ایوان میں آسنے ایک تہلکہ ڈال رکھا ہی الغرض ابوالحسن بخوبی تمام اپنا انتقام لیکر قصر حضرت
سے باہر آیا اور قصر الیزبین کی جانب چلا اس طرف خواتین نے جملہ ایوان بسبب خوف کے بند کر لیے خواتین عالیوقار
کو اس واقعہ سے نہایت حیرت تھی مقصود تھا کہ ارباب نشاط نہایت ہی متردد و متفکر تھیں ناچنا گانا بھول گئی تھیں

ایک سے ایک مطربہ خوف کے سبب سے لپٹی ہوئی اپنے اپنے جسم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھیں اسواسطے کہ ایسا نہو کہ وہی شخص نامعلوم آکر مباشرت کرنے لگے ارباب نشاط کی تو خوف سے یہ کیفیت تھی جسطرح کہ بیان کی مگر خود نیں عالیقدر باہم اس واقعہ میں فکر کرتی تھیں اور موافق اپنی عقل کے کہتی تھیں یعنے کوئی زن دلیر فاردہ کہتی تھی کہ یہ آسیب تھا کوئی زن عالیقدر کہتی تھی کہ کسی جن کا گذر ہوا تھا کوئی کہتی تھی میں تو جانتی ہوں کہ کوئی دیو تھا کوئی کہتی تھی یہ اک بلا آسمانی تھی ملکہ شمسہ تاجدار دسیلم اس حال ہوش ربا اور واقعہ حیرت افزا کو سنکر زیر نقاب بے اختیار ہنستی تھی لیکن ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان نے غمزۂ شیرین کار سے کہا اے خواہر باتمیز ہمکو تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام بھی تمہارے ہی شوہر شوخ و شریر کا ہے کیونکہ یہ مجال اور کسی کی نہیں کہ قصر آخضر کے اندر آسکے غمزۂ شیرین کار نے عرض کیا حضور اگرچہ وہ مرد عیاری پیشہ ہے اسکی طرح شوخ سے کچھ عجب نہیں کہ یہ امر اسی سے وقوع میں آیا ہو مگر حضور انصاف تو کریں کہ اسکی کیا تقصیر ہے اس مطربہ نے کل شب کو اسکو کیسا پریشان کیا تھا یعنے واسطے اپنے ابراز مطلب کے آپ ہی اسکا جسم پکڑ لیا تھا اور سخت پریشان کیا تھا آج اس مرد قوی نے اچھی طرح اسکی آتش ہوس آب وصل بجھا دی بلکہ اور چند ارباب نشاط کو بھی دولت وصل سے محروم نہ رکھا اور اپنی قوت مردمی ارباب نشاط پر ظاہر کردی گویا مالعنت آنکو کردی کہ اب کسی مرد کا تجربہ [illegible] ناطقہ یہ تقریر غمزۂ شیرین کار کی سنکے خاموش ہو رہیں اور کچھ جواب نہ دیا الغرض ابو الحسن جوہر قطع راہ کرکے قصر الفیروز میں پہونچا اور وقت صبح داخل محفل عشرت ہو صاحبقران اکبر نے ابو الحسن جوہر سے دریافت کیا کہ اے برادر شوخ شب کو تم کہاں گئے تھے کیا کیا تماشا دیکھا کچھ ہمسے بھی بیان کرو اسوقت ابو الحسن نے تمام کیفیت اپنے جانے کی اور ارباب نشاط سے بوس و کنار کرنے کی مفصل بچرب زبانی بیان کی صاحبقران والاشان ابو الحسن سے یہ حال سنکے از حد ہنسے اور ارشاد فرمایا اے برادر عجب تمنے کار دلیرانہ کیا کہ کسی فرد بشر سے نہو سکتا ہے ع

اینچنین کارا ز تو آید و مردان چنین کنند

لیکن ہمکو ایک قسم کی شرمندگی تمہاری ذات والاصفات کی وجہ سے خواتین قصر اخضر سے ضرور بالضرور ہوگی القصہ صاحبقران اکبر نے وہ زمانہ عیش و جشن بصد خوشی و شادمانی بسر کیا اور وقت کتخدائی قریب آیا — اشعار

رسید ساعت سعد از سپہر مینائی　　بہر کجا کہ دلے بود گشت خرم و شاد
بصد ہزار شکوہ و ہزار زیبائی　　ز بسکہ شاہ [illegible] گشتہ ہر جائی
پے سواری صاحبقران عالیقدر　　شگفتہ خط خوبان و زلف محبوبان
معز الدین شہ اقلیم عالم آرائی　　بباغ عیش کند سنبل و سوسن سائی
ز ہر چراغ فروزان [illegible]　　دران زمین شدہ ہر گوشہ چرخ مینائی

آخر حکماے عالی وقار والا تبار نے ساعت سعد مقرر کی کہ شب پنجشنبہ سیزدہم ربیع الاول تھی صاحبقران عالیوقار کو پوشاک کتخدائی سے مزین کیا یعنی صاحبقران اکبر بلند اقبال کو خلعت فاخرہ جو تمام و کمال جواہر بیش بہا میں غرق تھا

پہنایا اور خنجر یاقوت بابت جبل الصفا زیب کمر کیا اور سمند جہان پیما پر کہ جسکا روئے زمین پر مثل و نظیر نہ تھا سوار کیا اسکی
پشت سمند مذکور پر وہی زین یاقوت بابت طلسم آراستہ ہوا تھا اور چتر یاقوت سر اقدس صاحبقران پر مثل ہما کے
سعادت اپنی جان کے سایہ گستر تھا الغرض اس شان و شوکت سے شہنشاہ جہان صاحبقران کو سوار کیا جملہ سلاطین
عالیوقار و شاہزادگان عالی تبار و جملہ سردار و امرائے نامدار پوشاک و پیراہن نفیس و مکلف سے آراستہ اور مزین
ہوکر مع سلطان اسمعیل ذیجاہ و حکمائے فلک بارگاہ بسواری مرکبان صبا رفتار و فیلان کوہ وقار ہمراہ ہین اور لیا سواری
صاحبقران اکبر ہوئے و جملہ مردان لشکری بلباس نفیس ہزار در ہزار اسپان ابلق و سرنگ پر سوار صف بستہ آگے
سواری صاحبقران اکبر کے ہوئے راوی کہتا ہے کہ اسقدر جلوس تھا کہ کبھی کسی شہنشاہ روئے زمین کے ہمراہ نہوا ہوگا
اور کبھی چشم پیر فلک نے ایسا جلوس نہ دیکھا ہوگا کیونکہ جملہ مطیع و فرمانبردار صاحبقران قسم پریزاد و آدم سے ہمراہ
رکاب تھے منزلون تک جلوس ہی جلوس نظر آتا تھا کثرت مردم اس درجہ تھی کہ بار مردم سے پشت گاو زمین خم ہوگئی تھی
قدم ماہی پر کانپتے تھے زمین کو زلزلہ تھا ماہی بھی کثرت بار سے نہایت بیقرار تھی مگر بقدرت خدا بالائے آب قائم تھی پیر فلک
کثرت جلوس وغیرہ سے بنظر حیرت دیکھ رہا تھا آواز نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ سے پردۂ گوش ساکنان سموات پھٹے جاتے
تھے اہل آسمان دریچہ ہائے آسمان سے تماشا دیکھ رہے تھے اور کثرت مردم ہمراہی شاہزادہ ذیوقار دیکھکر باہم متحیر ہوکر کہتے
تھے کہ آج تمامی انس و جن اسی کتخدائی مین شریک ہوئے ہین الغرض جب حکمائے عالیوقار بخوبی انتظام کرچکے سواری
صاحبقران بہزار خدم و حشم و بہزار جلوس و تجمل جانب قصر اخضر روانہ ہوئی اثنائے راہ مین زر و جواہر صاحبقران اکبر
پر بیشمار نثار کیا جاتا تھا نقیبان خوش آواز ہر قدم پر بولتے جاتے تھے ہزار ہا سقے زمین پر گلاب اور کیوڑہ سے چھڑکاؤ کرتے جاتے
تھے گرد و غبار کو بٹھاتے جاتے تھے تمام راہ خوشبو سے معطر تھی مردان ہمراہی کے دماغ خوشبو سے معطر ہوتے تھے ہوائے سرد
کثرت خوشبو سے ایسی عطر بار ہوگئی تھی کہ اترائی ہوئی چلتی تھی اور رشک نسیم بہار ہوگئی تھی مرغان خوش الحان اور بلبلان
خوش تقریر کو اسوقت ہوائے معطر پر دھوکا نسیم بہار کا ہوتا تھا ہزار ہا منازل تک روشنی سے فرش نور زمین پر بچھا ہوا تھا
ہر اک گلاس روشنی مین نجم فلک سے زیادہ تر منور تھا اور ہر اک کنول ضیا مین مشعل ماہ سے گوئے سبقت لیگیا تھا پیر فلک
روشنی چراغان پر انجم منوا نثار کرتا تھا اسوقت اگر حضرت موسی علیہ السلام ہوتے اور اس روشنی کو ملاحظہ فرماتے تعجب
نہین کہ انکو خیال جلوہ طور کا آجاتا اثنائے راہ مین برابر آتشبازی چھوٹتی تھی کہ کبھی کسی نے زیر قلعہ گردون سوا اسکے
ویسی آتشبازی نہ دیکھی ہوگی جسوقت گولہ چھوٹتا تھا قلعہ گردون ہل جاتا تھا شیر فلک دہل جاتا تھا ملائک کانون پر ہاتھ رکھ لیتے
تھے طبقات آسمان لرز جاتے تھے بارود اسکی ایسی تحفہ اور نایاب تھی کہ بجلی بھی تڑپ کر بخیال جل جانے کے گولہ کے سامنے سے
بھاگتی تھی آتشبازون نے بارود کی اشیا مین خوشبو مثل مشک و عنبر وغیرہ جو ملائی تھی اسکے دھوئین مین ایسی خوشبو تھی کہ
دماغ مردم کے معطر ہوتے تھے اور جب ماہتاب چھوٹتی تھی اسوقت روئے ماہ غیرت سے فق ہوجاتا تھا زمین سے تا آسمان

نور ہی نور ہو جاتا تھا جب چرخیان آتشبازی کی رنگ برنگ چھوٹتی تھیں جسیرخ دیکھکر حیرت سے دنگ ہو جاتا تھا علاوہ
آتشبازی اور روشنی مذکور کے حکیم سقنقر طوس نے زیادہ تر یہ تکلف کیا تھا کہ شجرۃ القرطاس اور اشجار جواہر طلسمی سے
ہر ایک منزل مین ایک گلشن ایسا تازہ و تر بنایا تھا کہ جسکو دیکھکر روح کو تازگی حاصل ہوتی تھی دن کو گلشن سبز و
شاداب نظر آتا تھا اور شب کو گلشن مذکور مین خود بخود روشنی ہوتی تھی ہر برگ و بار اشجار جواہر کا پر نور ہو جاتا تھا شاخ
سے گلہاے نور ظاہر ہوتے تھے اور جانب آسمان بلند ہو کر پھر جانب زمین آکر سر صاحب قران اکبر پر نثار ہوتے
تھے اسی طرح شجرۃ القرطاس سے ہر ایک منزل مین گلہاے بوقلمون پیدا ہو کر سوے فلک جاتے تھے اور سمت
زمین آکر فرق صاحب قران ذیشان پر تصدق ہوتے تھے المختصر جب شب دوم سواری صاحب قران بلند اقبال
بفضل ذوالجلال منزل پر پہونچی اسوقت عالیجناب حکمت مآب حکیم قسطاس الحکمت نے شجرۃ القرطاس کو ایک عالیشان
مقام نادر مین نصب کیا اور حکیم ابو المحاسن سے فرمایا کہ اس شجر کے گرد قنات کھڑی کر کے روشن کرو اور وقت
روشن کرنے کے چشم بند کر لینا کیونکہ اس شجر کے روشن کرنے کی یہی ترکیب ہے چنانچہ ابو المحاسن نے موافق ارشاد
حکیم قسطاس الحکمت شجر مذکور کو ایک جاے نفیس مین اشجار سے جدا نصب کیا بعدہ شجرۃ القرطاس کے طبقہ اول
مین کنول روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجرۃ القرطاس صورت سرو چراغان نظر آنے لگا پھر بعد ایک ساعت کے
اس شجر مین ایک ثمر خوش قطع بصورت قندیل آیا اور فی الفور شق ہو گیا اور ایک بقعۂ نور اس سے ظاہر ہوا اور جانب
فلک گیا اور بلند مثل آفتاب کے ہو کر مقابل شجرۃ القرطاس قائم ہوا جب ضیا اسکی زمین پر پھیلی دامن کوہ و دشت
دور دور تک منور اور روشن ایسا ہو گیا کہ کبھی عکس آفتاب سے بھی ایسا پر نور نہوا ہوگا اور اس درجہ ضیا بار ہوے
کہ اس بقعۂ نور مین اشیاے عجائب و غرائب مردان اہل بصر کو نظر آنے لگے یعنی کسی شخص نے دیکھا کہ درمیان اس بقعہ نور
کے ایک باغ پر بہار ہے ہزارہا گلہاے رنگین بےمثل و نظیر شگفتہ ہین مرغان خوش رو شاخہاے درختان عدیم المثال پر بیٹھے
ہین کسی آدمی نے جو دیکھا اسکی نظر مین اسی بقعۂ نور باغ بنفشہ ثابت ہوا کسی ناظر نے مرغزار ملاحظہ کیا غرض ہر ایک شخص کو
جدا جدا کیفیت اس بقعۂ نور مین نظر آتی تھی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جو شخص کواکب سبعہ سے جس کوکب کی ساعت مین پیدا
ہوا تھا مطابق اسی ساعت اسی کوکب کے برنگ ہوا فق کیفیت اسکو نظر آتی تھی پس ہر ایک دیکھنے والے نے اپنے
طالع کے موافق بارہا ان مختلف عجائبات انھین دیکھے بعد دو تین ساعت کے وہ آفتاب یعنی بقعۂ نور رفتہ رفتہ کم ہو کر معدوم
ہو گیا اسی طرح پھر شجر مسطور مین ایک ثمر ظاہر ہوا آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور مانند قندیل کے بڑھکر درمیان سے شق اور
شگفتہ ہوا اور ایک آفتاب نور اس سے ظاہر ہو کر جانب فلک گیا اور بخوبی بلند ہو کر قیام پذیر ہوا اور بصورت ماہ کامل
متشکل ہوا اور بدستور مذکور اس سے روشنی بکثرت پیدا ہوئی اور ناظرین کو انواع و اقسام کی کیفیت نظر آنے لگی جسنے جو تماشا
دیکھا نہایت خوش ہوا اور متحیر ہوا شاہزادہ ذوالفقار صاحب قران نامدار نے بھی جو یہ کیفیت ملاحظہ کی قدرت خداوند عالم

کی تعریف و توصیف کرنے لگے یعنے پروردگار عالم نے اپنے بندون کو کیا کیا عقل و فراست ذکا جسکی وجہ سے اُنھون نے ایسی ایسی صناعی کی کہ عقل دیکھکر دنگ ہے بعد حمد و ثنائے الٰہی کے صاحب قران اکبر نے حکماے مرحوم و مغفور یعنے حکیم آغاز میون مصری و حکیم اقریطوس الٰہی و حکیم وانیطوس الٰہی کی ارواح کو ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ بخشا بعد تھوڑی دیر کے وہ بدر منور بھی بدستور مرقوم رفتہ رفتہ کم ہوکر نابود ہوگیا اور وہ شجرۃ القرطاس اپنی حالت اصلی پر نظر آنے لگا یعنی فقط کاغذ رہگیا صاحب قران ذیجاہ بعد دیکھنے کیفیت شجرۃ القرطاس کے بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امراے عالیوقار و دیگر صاحبان عزت بھی داخل بارگاہ مذکور ہوے محفل عشرت آراستہ ہوئی ساقیان مہروش شیشہاے شراب ناب اور جامہاے بلورین لیکر حاضر ہوے اور بناز و ادا شراب پلانے لگے اسی اثنا مین ارباب نشاط بھی حاضر ہوے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے بعد رقص یہ غزل شروع کی

غزل

ساقیا بادۂ شراب بیار	یکدو ساغر شراب ناب بیار	داروی درد عشق یعنی می	کوست درمان شیخ و شاب بیار
آفتاب است ماہ و بادہ و جام	درمیان مہ آفتاب بیار	سیکند عقل سرکشی تمام	گردنش گر زنی طناب بیار
غم دوران کہ رفتہ است ز دست	نغمۂ بربط و رباب بیار	غلغل قمری ار نماند دو	قلقل شیشۂ شراب بیار

جسوقت یہ غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز و ادا پیش صاحب قران اکبر گائی جملہ ارباب بزم مسرور ہوے لبعد دیکھنے رقص کے اور شغل شرابخواری کے صاحب قران اکبر نے بموجب کہنے عظیم فطرت جنی کے ایک مرتبہ شجرۃ القرطاس کو سامنے آفتاب کے نصب کیا اسدم بھی شجر مسطور سے عجب عجب کیفیت ظاہر ہوئی یعنے جسطرح کہ شب کو اُس شجر سے بقعہ نور نکل کر بلند ہوتا اور تمام ناظرین کو باغ اور گلشن نظر آتا تھا اُسی طرح بغیر بقعہ نور کے نکلنے کے اُس شجر مین ایسے عجیب غریب تماشے دیکھے کہ دیکھنے والے متحیر ہوے غرضکہ صاحب قران اکبر نے تمام روز شغل میکشی اور رقص دیکھنے اور نغمہ و بربط سننے مین بسر کیا جسوقت شاہ خاور گرم رفتار بمغرب مین گیا اور شاہ انجم سپاہ بصد عز و جاہ برآمد ہوکر تخت زبرجد فلک پر جلوہ گر ہوا حکماے ذیوقار و دانا نے تیار سفر بدستور مرقوم صاحب قران اکبر کو سوار کیا اور جملہ سلاطین عالیقدر و رفقا و امراے ذیرتبہ بھی سوار ہوے مردان لشکری آراستہ ہوکر صف بستہ ہوے جب بخوبی تمام انتظام حکماے عالیقدر کر چکے اُسوقت صاحب قران اکبر اسی طرح روانہ ہوے اثناے راہ مین کیفیت اور سیر آتشبازی دیکھتے ہوے بعد راحت و آرام وقت شام منزل دیگر پر پہونچے وہان جملہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود تھے صاحب قران اکبر اسپ پری پیکر سے اُترکے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے سلطان اسمعیل و دیگر سلاطین و امرا وغیرہ صاحبان عالی مرتبہ بھی بارگاہ مذکور مین آئے اور موافق اپنے رتبہ اور لیاقت کے مقامات پر بیٹھے مردان لشکری بھی ہزار ہا خیمون مین بعد آرام و راحت فروکش ہوے اُسوقت حکیم ابو المحاسن نے شجرۃ القرطاس کو طبقۂ دوم مین موافق دستور روشن کیا پھر اسی طرح انواع و اقسام کے عجائب ظاہر ہوے ہر ایک شخص دیکھکر ازحد مسرور ہو

صاحبقران اکبر بعد دیکھنے کیفیت شجر قرطاس اور اکل و شرب کے بزم عشرت میں تشریف لائے نازنینان خورشید رو و مہ جبین مو بادۂ لاجواب اور ساغر نایاب لیکر حاضر ہوئیں اور اپنے دست نازک و رنگین سے شراب جام ہائے بے تکلف میں بھر بھر کے اہل بزم کو پلانے اور داد دینے لگیں بعد شغل شرابخواری ارباب نشاط و اصحاب انبساط بزم میں حاضر ہو کر پیش صاحبقران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگے نازنینان مذکور سے ایک مطربہ خوش رو خوش گلو نے یہ غزل بلحن داؤدی شروع کی

ای صبا نکہتی از خاک در یار بیار روزگاریست کہ دل چہرۂ مقصود ندید	ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار ساقیا آن قدح آئینہ کردار بیار	تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام خامی و سادہ دلی شیوۂ جانبازان نیست	شمہ‌ای از نفحات نفس یار بیار خبری از بر آن دلبر عیار بیار
	دلق حافظ بچہ ارزد بہ میش رنگین کن	وانگہش مست و خراب از سر بازار بیار	

جسوقت یہ غزل مطربہ مذکورہ نے بناز و انداز اکبری روبرو صاحبقران ذیشان گائی ہر ایک اہل بزم سے خوش ہوا لیکن نوجوانون کا تو یہ حال ہوا کہ اپنی اپنی معشوقہ و مطلوبہ کو یاد کرکے آہ سرد بھرنے لگے بارگاہ سے سر ٹکرانے لگے صدمۂ فرقت اٹھانے لگے عالم تصور و خیال میں اپنی اپنی معشوقہ و مطلوبہ سے شکوہ و شکایت جور و جفا کرنے لگے غرضکہ بہزار دشواری دل مضطر کو تسکین دے کر جانب رقص و نغمہ متوجہ ہوئے اور تمام شب اسی طرح بسر کی جب صبح ہوئی اور آفتاب نمایان ہوا حوائج ضروریہ سے ہر ایک شخص نے فراغت حاصل کرکے پھر بادہ خواری اور نغمہ و سرود یاران سے حظ وافر اٹھایا جسوقت آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع انجم فلک پر ہویدا ہوا حکم اسکا صادر ہوا کہ اسی طرح صاحبقران اکبر کو مرکب بادرفتار پر سوار کیا اور انتظام سواری بھی بخوبی کیا جب کل انتظام ہو چکا اُسوقت بہزار شوکت و شان اور بہزار جلوس و تجمل سواری شاہزادۂ ذی وقار صاحبقران کی آگے بڑھی نقیبون نے صدائے دورباش بلند کی سقے سبک آب راہ میں کیوڑہ اور گلاب سے چھڑکاؤ کرنے لگے گرد و غبار کو بٹھانے لگے صاحبقران اکبر راہ میں انواع و اقسام کے تماشے دیکھتے ہوئے اور دو جانب سیر روشنی کی کرتے ہوئے اور کیفیت آتشبازی کی ملاحظہ فرماتے ہوئے بصد مسرت و شادمانی منزل سوم پر پہونچے حکیم ابوالمحاسن نے فی الفور شجرۃ القرطاس کے طبقۂ سوم کو موافق قاعدہ روشن کیا بعد ایک ساعت کے اُس شجر میں پھول آیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ بقدر مرقوم مانند ماہ کامل مدور ہوکر شگفتہ ہوا اور اُس سے ایک لقمۂ نور نکلکر جانب چرخ بلند ہوکر قائم ہوا اور ناظرین کو اُس میں عجیب عجیب کیفیت نظر آنے لگی صاحبقران اکبر بھی تماشائے شجرۃ القرطاس دیکھکر نہایت خوش ہوئے بعد ازان داخل بارگاہ رشک چرخ گردون ہوئے بزم طرب آراستہ ہوئی ساقیان خوبرو و مطربان خوش گلو حاضر ہوئے ساقیان خوش تقریر بادۂ بے نظیر صاحبان بزم کو پلانے لگے مطربان خوش آواز گانے لگے اہل بزم لطف بے حد اٹھانے لگے اسی طرح جملہ خیام میں جہان جہان مردان لشکری فروکش تھے وہان بھی ساقیان گلرو ہزار ہزار جام و شیشۂ شراب لیے ہوئے متواتر شراب پلاتے تھے اور مطربان خوش آواز گاتے تھے ہر ایک لشکری شراب پی کر اور نغمۂ مطرب سنکے حظ وافر اٹھاتا تھا اور وقت گرسنگی

اندر یہ لطیفہ کھاتا تھا الغرض صاحب قران اکبر نے وہ باقیماندہ شب بعد عیش و عشرت بسر کی اور روز بھی بہزار خوشی و مسرت بسر کیا جب شام ہوئی بدستور مذکور حکماے عالی صفات نے صاحب قران اکبر کو اسی طرح اسپ خوش رفتار پر سوار کیا اور کل جلوس وغیرہ کا انتظام معقول کیا بعدہ سواری صاحب قران اکبر بعد کرو فر جانب قصر مختصر روانہ ہوئی حکماے عالی وقار نے جو باغ پر بہار نادر روزگار اثناے راہ میں جا بجا اپنی حکمت سے بنائے تھے صاحب قران اکبر ان باغوں کی سیر کرتے ہوے اور روشنی چراغان دیکھتے ہوے اور آتشبازی رنگین دیکھتے ہوے بہت لطف و حظ وافر اٹھاتے ہوے بعد راحت و آرام اور بخوشی تمام منزل چہارم پر پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ طبقہ چہارم شجرۃ القرطاس روشن ہے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ شجر میں ثمر آیا اور وہ ثمر کلان ہوکر شق ہوا اور اس سے ایک اژدہا پیدا ہوکر سوے فلک گیا اور ہوا پر معلق قائم ہوا تمام کوہ و صحرا اسکی ضیا سے روشن ہوگئے بعد ازان اس نور سے ایک تخت ظاہر ہوا اس تخت پر صدہا پریزادان بشکل و بنظیر رقص و نغمہ کرتی تھیں دو ساعت تک تخت مذکور پر پریزادان مسطور نے رقص و نغمہ کیا بعدہ وہ تخت نظر سے مخفی ہوگیا صاحب قران اکبر یہ کیفیت دیکھکر بارگاہ میں تشریف لائے اور شب کو نغمہ خوبان سنا کیے اور بادہ بیمثال پیا کیے جب صبح ہوئی ایک مطربہ نہایت خوبرو خوش گلو کمسن قاتل جوانان و دشمن ہشیار صاحب قران اکبر حاضر ہوئی اور بناز و ادا یہ غزل اسنے شروع کی غزل

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را	بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را	بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را	من از آن حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را	

جو وقت یہ غزل اس خوبرو نے تمام کی اور بزم سے جانے لگی تو جوانان بزم کا عجب حال ہوا کہ بیتاب ہوگئے اور چاہا کہ اس نازنین کو محفل سے نہ جانے دیں مگر بلحاظ صاحب قران اکبر کچھ کہہ نہ سکے وہ نازنین اپنے جاے قیام پر چلی گئی بعد جانے اس نازنین کے اور نازنینان خوبرو محفل عشرت میں آکر رقص و نغمہ کرنے لگین اسی طرح تمام دن صدہا مطربان بیمثال کا نغمہ سنا جب آفتاب نہان ہوا اور آمد ماہ منیر فلک پر ہوئی حکماے عالی تبار نے موافق دستور انتظام سواری کیا اور صاحب قران اکبر کو مرکب بےنظیر پر سوار کیا بعدہ اسی شان و شوکت سے سواری صاحب قران منزل چہارم سے روانہ ہوئی راہ میں صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک باغ پر بہار ہے نہایت سبز و شاداب ہے گلہاے رنگارنگ اسمین شگفتہ ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں جملہ درخت سبز و شاداب ہیں مطابق اس مثنوی کے مثنوی

درختان نادیدہ روے خزان	ہمہ چون الہاے سرو جوان	ز نقل ثمر بید آن سرزمین	پے سجدہ شاکر سر بر زمین
گل چیدہ گردید مال از شمال	چو پروانہ بر شمع افشاندہ بال	بشاخ اندر برگ غلطان بناز	چو طوطی برسم در قفس کرد باز
نہالش چنان دلکش و دلربا	گرد و سینہ بر سنگ کوہ ہوا	تر و تازگی آنچنان بستر آب	کہ تعرید در سایہ اش آفتاب

بدر رفتہ چنپا از بروے برگ اگر شام دگر چاشت از حرمی	ہم افتاد در پشت و بر روی برگ ہوا صبحی و سبزہا شبنمی	ہر سو ز دہقانی صبحدم سراپاے طوطی بمنقار خویش	خیابان خیابان ہواے ارم کہ میخواہد از سبزہ پاے خویش

صاحب قران اکبر اس باغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اسکی سیر سے از حد دل کو فرحت ہوئی الغرض صاحبقران اکبر کیفیت روشنی اور آتشبازی وغیرہ کی دیکھتے ہوے منزل ہجسم پر پہونچے وہان بھی علاوہ بارگاہ فلک فرسا کے ہزارہا خیمے استادہ تھے اور جملہ سامان عیش و عشرت موجود تھے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ حکیم ابو المحاسن نے بجلست تمام ایک مقام پر طبقہ ہجشم شجرۃ القرطاس روشن کیا بعد ایک ساعت کے شجر مذکور زمین سے تر و تازہ آیا اور فی الفور بڑھکر یا بستور مذکور شق ہوا اور اس سے ایک نور ظاہر ہوکر جانب سپہر گیا اور بہت بلند ہوکر مثل ابر معلق قائم ہوا اور اسکی روشنی سے زمین پر دور دور تک فرش نور بچھ گیا بعد ازان اس نور سے ایک گروہ سپاہیان جنگجو نکلا اور باہم دو ساعت تک شمشیر زنی مین مصروف رہا بعد اسکے وہ نور اور وہ گروہ جوانان جنگجو غائب ہوگیا صاحب قران اکبر بعد دیکھنے کیفیت مذکور کے بارگاہ معلی مین تشریف لائے جملہ سلاطین ذیوقار و امرا نامدار بھی بارگاہ مین آئے نازنینان پریزاد شیشہ ل اور جام ہاے بلوریں لیکر حاضر ہوئین اور جملہ صاحبان بارگاہ کو شراب نفیس و نایاب پلانے لگین جسوقت نازنینان مذکور نے شراب پلانے سے فرصت پائی ارباب نشاط بصد انبساط بزم عشرت مین حاضر ہوے اور نغمہ ہاے خوب و دلکش سے خوش کرنے لگے وقت سحر ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے روبروے صاحب قران اکبر حاضر ہوکر یہ غزل شروع کی

غزل

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید زلف ہندوے تو گفتم کہ دگر رہ نزند	حلقہ مہر بتان مہر و نشانست کہ بود ہمچنان در عمل معدن و کانست کہ بود سالہا رفت و دگر بر سر آنست کہ بود	از صبا پرس کہ ما را ہمہ شب تا دم صبح رنگ خون دل ما را کہ نہان کرد خطت حافظا باز نما قصہ خونابہ چشم	بوے زلف تو ہمان مونس جانست کہ بود ہمچنان در لب لعل تو عیانست کہ بود کہ درین کوچہ ہنوز آب روانست کہ بود

صاحب قران اکبر و دیگر صاحبان بزم غزل مطربہ مذکور سے سنکے نہایت خوش ہوے اسی طرح تمام دن رقص دیکھنے اور نغمہ ہاے دلکش سننے مین گذرا جب قصہ و خاور خبر آمد شاہ انجم سپاہ شنکے جانب مغرب لرزان و ترسان گریزان ہوکر روپوش ہوا اور سلطان انجم سپاہ نے تخت زبرجد فلک پر آکر جلوس کیا یعنی آفتاب غروب ہوا شام ہوئی ماہتاب نکلا پھر حکیم ابو القاسم و نامداران نے اسی طرح کل انتظام کیا اور صاحب قران اکبر کو اسی طور سے سمند جہان پیمان پہ سوار کیا جملہ سلاطین و امرا بھی فیلان کوہ پیکر اور اسپان تیز رو پر سوار ہوے نقارہ و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی سواری صاحب قران اکبر بصد جلوس و تجمل مذکور روانہ ہوئی مابین راہ صاحب قران اکبر کیفیت روشنی و آتشبازی کا ملاحظہ فرماتے ہوے اور لطف بے انتہا اٹھاتے ہوے منزل ششم پر پہونچے حکیم ابو المحاسن نے بدستور مذکور شجرۃ القرطاس کے طبقہ ششم کو روشن کیا بعد تھوڑی دیر کے شجر مذکور زمین سے نمو آیا اور جلد تر بڑھکر شق ہوا اور اسمین سے

ایک نور نکل کر سوئے فلک گیا اور ہوا پر قائم ہوا اُسکی روشنی سے تمام دشت و در پر نور ہو گئے بعد ایک ساعت کے
صاحبقران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ اُس نور سے ایک جماعت علما و فضلا ظاہر ہوئی شکلین اور صورتین اُنکی نور کی مثلین
پیشانیون پر آثار سجود ظاہر تھے ہر ایک عالم و فاضل کے ہاتھ مین تسبیح خاک شفا تھی اور سر پر عمامہ بر مین قبا پاؤن مین
کفش ایک ہاتھ مین عصاے بادام تلخ لب پر ذکر خدا غرض اُس نور سے اسطرح نمایان ہوکر فرش پر بیٹھے اور باہم مسائل
دینیہ مین گفتگو اور مباحثہ کرنے لگے بعد دو ساعت کے وہ نور اور اُن علما و فضلا کا نام و نشان بھی نہ رہا صاحبقران اکبر
یہ کیفیت دیکھکر نہایت خوش ہوے اور حکماے متقدمین کی صنعت اور عقل کی تعریف کی بعد اسکے صاحبقران اکبر
بارگاہ معلے مین تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ بارگاہ کرسی اور وشکل اور تخت اور فرش اطلس و زربفت سے مثل
عروس شب اول آراستہ ہے بعد ملاحظہ فرمانے آراستگی بارگاہ معلے کے تخت پر جلوہ فرما ہوے جملہ سلاطین ذیوقار و
امراے نامدار عالی قدر حسب مراتب تخت و کرسی پر بیٹھے نازنینان خوبرو عنبرین مو جام و شیشہ شراب ناب لیکر حاضر ہوئین
اور بصد ناز و ادا صاحبقران اکبر و جملہ صاحبان بارگاہ کو اپنے دست حنائی سے جام شراب دینے لگین بعد
میکشی ارباب نشاط حاضر ہوے اور صاحبقران ذیجاہ بسیر رقص و نغمہ کرنے لگے ایک نازنین ہمتال خورشید جمال



سے یہ غزل شروع کی — غزل

خیال روی تو در بہار لیق بھر و ماست	نسیم موی تو پیوند جان آگہ ماست	بہین کیسلہ ز نخدان تو جہ بیکو بار	ہزار یوسف مصری فتادہ در چہ ما
اگر ز زلف درازی تو دست [illegible]	گداہ گفت پریشان دست کوتہ ما	بحاجب ار خلوت سراے خاص بگو	فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست
	بصورت از نظر ما اگرچہ محجوب است	ہمیشہ در نظر خاطر مرافقہ ماست	

جسوقت صاحبقران گردون سریر نے یہ غزل اُس مطربہ بے نظیر سے سنی نہایت خوش ہوے اور جملہ ارباب بارگاہ بھی

مسرور ہوئے اسی طرح ترانہ دلکش سنتے ہیں اور رقص نازنینان خوبرو دیکھتے ہیں شب و روز صاحبقران اکبر نے
بسر کیا جب آفتاب غروب ہوا اور ماہ منور فلک پر ظاہر ہوا حکمائے عالی منزلت و اہلکاران والا مرتبت نے اس
شب کو انصرام انتظام جلوس وغیرہ کیا اور بدستور صاحبقران اکبر کو سپ جہان پیما پر سوار کیا جملہ سلاطین ذوی الاقتدار
و شاہزادگان عالی وقار و امرائے نامدار و سرداران تہور شعار یعنی فیلان کوہ وقار و مرکبان صبا رفتار پر سوار ہوئے
صدائے نقارہ و دہل و قرنا وغیرہ بلند ہوئی زمین باجوں کی آواز سے لرزنے لگی صدائے نقارہ و دہل گردون پر جانے
لگی پیر فلک متحیر ہو کے دیکھنے لگا در ہائے فلک سے فرشتے اس آراستہ کا نظارہ کرنے لگے سواری صاحبقران اکبر
روانہ ہوئی صاحبقران گیتی ستان اثنائے راہ میں تماشا روشنی اور آتشبازی کا دیکھتے ہوئے منزل ہفتم پر پہونچے
یہ منزل محاذی قصر اخضر تھی اور خاص صاحبقران گردون سریر کشورگیر کے نزول اجلال کے لیے صفہائے نہ گانہ اور
خیام مرفوعات نئے مقرر ہوئے تھے اور دامن جبل اعلے میں کئی فرسخ تک خیام زربفتی و مخمل کاشانی استادہ
کیے گئے تھے اور خیام مسطور اس درجہ بلند تھے کہ قبہ خیمہ فلک سے دعوی ہمسری رکھتے تھے اور جبل اعلے کو ملازمان
پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے سراپا ایسا سامان روشنی سے آراستہ کیا تھا کہ اگر اسوقت حضرت موسی علیہ السلام ہوتے تو
جبل اعلے کو روشنی چراغان سے پرنور دیکھکر کوہ طور کو ضرور یاد فرماتے کیونکہ ملازمان پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے جبل اعلے
میں قنادیل و قمقمہ زریں و فانوس و کنول و گلاس وغیرہ اسقدر آویزان اور روشن کیے تھے کہ انکا شمار کسی بشر سے
ممکن نہ تھا کثرت انکی مانند کواکب افلاک کے تھی ساکنان شہر فردوس ہزار در ہزار واسطے دیکھنے سواری صاحبقران
گردون سریر آفاق گیر کے جمع ہوئے تھے اور خوش ہو کر چہار جانب سے گلہائے رنگا رنگ و بوقلمون مانند نسرین
و سمن سر نوشاہ ذیجاہ فلک بارگاہ پر نثار کرتے تھے شاہزادہ ذیوقار یعنی صاحبقران نامدار بموافق دستور ایکجا
اسپ جہان پیمان کو روکے ہوئے منتظر تھے کہ طبقہ ہفتمین شجرۃ القرطاس کا روشن ہوتا کہ کیفیت اسکی دیکھیں لیکن
ادھر مردمان شہر فردوس گلہائے خوشبو سر پر نثار کرتے تھے اودھر بالائے قصر اخضر سے خواتین ذیوقار سواری صاحبقران
نامدار کو بصد اشتیاق و بہزار شوق دیکھتی تھیں ناگاہ حکیم عالی منزلت و والا مرتبت قرطاس بحکمت صاحبقران اکبر کے
پاس تشریف لائے اور فرمایا اے شاہزادہ بلند اقبال صاحب شوکت و جلال آپ اسجگہ توقف نہ فرمائیں خیمہ نہم مرفوعات میں
تشریف لیجائیں کیونکہ وہی خیمہ فلک فرسا آپ کے قیام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اسی خیمہ میں شجرۃ القرطاس کی کیفیت
بھی ملاحظہ کیجئے گا اور بموافق احکام روزنامچہ بزرگ تین روز تک خیام مرفوعات کے صفہ نہم او خیمہ نہم میں تشریف رکھیے گا
اور چوتھی شب کو بوقت معین و بساعت مقررہ بالائے جبل تشریف لیجائیے گا اور ملکہ ملک خوبی و کشور محبوبی کو اپنے عقد
میں لائیے گا شب عقد شجرۃ القرطاس روشن کیا جائیگا کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ عظیمون جنی نے وقت رخصت اس عہد
ذلیل سے کہا تھا کہ شب ہفتم شجرۃ القرطاس کے کل طبقات کو تم اپنے ہاتھ سے روشن کرنا اور قدرت خالق لیل و نہار

جو اس شجر سرا پا بہار سے آشکار ہوگی دیکھنا لہذا اب آپ خیام مرفوعات میں جائیں اور محفل عشرت آراستہ فرمائیں صاحبقران نامدار موافق ارشاد استاد ذیوقار خیمۂ ہفتم میں تشریف لائے اور جمیع سلاطین ذیوقار و امرائے عالی تبار و سرداران تہورشعار خیام مرفوعات میں قیام پذیر ہوئے اور مردان لشکری دیگر خیام میں فروکش ہوئے نازنینان خورشید جمال جو آگاہی علم موسیقی میں بےمثال تھیں پیش صاحبقران اکبر رقص و نغمہ کرنے لگیں اور غزلیں عاشقانہ گانے لگیں اسی طرح ہزارہا مقامات پر بزم عیش و عشرت آراستہ ہوئی ہر کہ و مہ کے روبرو ارباب نشاط گانے لگے علاوہ اسکے سامان مہمانی دعوت ابوعامر پدر ملکہ قمسیہ تاجدار کی جانب سے موجود تھا لیکن یہ مہمانی و دعوت بعد نکاح ہفت روز تک جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امرائے عالی تبار و جمیع مردان لشکری کے لیے معین ہوئی تھی اور جملہ فواکہ و اشیائے ضروریہ موجود و مہیا تھے المختصر صاحبقران فلک بارگاہ خیمۂ ہفتم مرفوعات میں تخت پر رونق افزا ہوکر بخوبی تمام رقص پریزادان دیکھا کیے اور نغمہ دلکش سنا کیے اور جام شراب متواتر پیا کیے شب ہفتم حکیم عالی منزلت یعنی قسطاس الحکمت و پادری ایلدروس صاحبقران عالیوقار کے پاس تشریف لائے اور بعد تہنیت حکیم قسطاس الحکمت نے طبقات ہفتگانہ شجرۃ القرطاس کو اپنے ہاتھ سے روشن کیا اور آنکھ بند کیے ہوئے قنات سے باہر آئے بعد دو ساعت کے وہ قنات کہ جسمیں شجرۃ القرطاس کو حکیم قسطاس الحکمت نے روشن کیا تھا مردمان کارگذار نے گرد پیش شجرۃ القرطاس کے ہٹادی اس وقت ہزار در ہزار بلکہ بیشمار مردمان تماشائی فراہم تھے جیسے ہی طبقات ہفتگانہ شجرۃ القرطاس روشن ہوچکے اور قنات اسکے گرد سے علیحدہ کردی گئی صاحبقران اکبر و جملہ خاص و عام نے دیکھا کہ عجیب عجیب طرح سے کیفیت اوسمیں نظر آنے لگی یعنی پہلی ساعت میں اول شجر میں پھل آیا اور بڑھکر درمیان سے شق ہوا بعدہ ایک آفتاب ظاہر ہوا اور وہی کیفیت مرقومہ نظر آئی بعد اسکے ایک اس درخت میں اور ثمر آیا اور آناً فاناً بڑھنے لگا یہانتک کہ حسب دستور کلان ہوکر خود بخود شق ہوا اور اسمیں سے ایک نوبصورت پد نکلکر بدستور بلند ہوا اور اس پد میں عجیب و غریب کیفیت گونہ گوں نظر آنے لگی الحاصل جب ساعت ہفتم آئی اسوقت شجرۃ القرطاس کا ہر ایک برگ مانند چہرۂ ماہ تاباں اور درخشاں ہوگیا اور ہر ایک شاخ پر اس شجر کے ایک طائر خورد خوش رنگ و خوش الحان بیٹھا ہوا صاحبقران اکبر کو نظر آیا اور شاخ کلان پر شجرۃ القرطاس کے ایک طائر کلان نہایت خوبصورت و خوش قطع بیٹھا ہوا الفصاحت و بلاغت ذکر خدا و عالم و عالمیان کرتا ہوا دکھائی دیا طائران خورد گرد اس طائر کلان کے بیٹھے ہوئے حمد و ثنا سے آواز کرتے تھے کبھی وہ طائر کلان خاص و عام کی جانب مخاطب ہوکر پند و نصائح کرتا تھا اور کبھی اشعار عبرت آمیز پڑھتا تھا اور کبھی کل من علیہا فان کی تلاوت کرتا تھا اور مردم کو بےثباتی دنیا اور مرگ سے اطلاع دیتا تھا کبھی خاص و عام کو غضب الٰہی سے ڈراتا تھا صاحبقران اکبر نے ملاحظہ کیا کہ اس طائر کلان نے اپنے پند و نصائح وغیرہ کے جملہ خاص و عام کی طرف متوجہ ہوکر با آواز بلند کہا اے مردمان اگر تم میں سے کسی شخص کی کوئی چیز کسی طرح سے گم ہوگئی ہوا اور اسکا نشان اور پتہ نہ ملتا ہو ٦٦١

تو اسوقت مجھ سے اُس گم شدہ شی کا سوال کرو بیشتر بقدرت رب اکبر اُس شی کا نشان بتادیگا اور اُسکی کما حقہ
کیفیت سے اطلاع دیگا یہ کہکر وہ طائر کلان خاموش ہوا ہر چند اسوقت ہزاروں ہزار بلکہ بیشمار خاص و عام کا مجمع تھا مگر کوئی
شخص بجز ابو المکارم کے ملول و حزین اہل حاجت نہ تھا جو اُس مرغ خوش الحان سے سوال کرتا کیونکہ ہر ایک شخص
بعنایت و الطاف صاحب قران اکبر اپنی اپنی مراد دلی پاچکا تھا اور مدعاے دل حاصل کرچکا تھا لیکن ابو المکارم
نے جیسے دولت اولاد کھوئی تھی اُس زمانہ سے ہمیشہ رنجیدہ اور ملول رہتا تھا اور غم فرقت فرزند میں زار زار روتا
تھا ہر چند کہ جشن عقد صاحب قران اکبر وہ جشن ہمایون تھا کہ ہر ایک خرد و کلان نے اپنی اپنی مراد پائی تھی اور
کثرت مسرت سے شادان و فرحان تھا مگر نظر ابو المکارم میں ایام جشن صاحب قران اکبر بدتر از شب تیرہ و تار تھے
اسکو ذرا بھی خوشی نہ تھی سواے اشکباری اور نالہ و بیقراری کے اور کوئی کام نہ تھا ہر چند قبل اسکے ابو المکارم نے
اپنے فرزند غرق شدہ کے باب میں اکثر فقرا سے دریافت کیا اور کبھی نجومیون اور رمالون سے پوچھا مگر کسی نے خبر صحیح
نہ بیان کی اور حال خیر مآل اُسکے فرزند دلبند کا اچھی طرح نہ کہا ایک روز حالت بیتابی و بیقراری مین ابو المکارم نے اپنے
فرزند کے مقدمہ مین حکیم فیلاس الحکمت سے بھی سوال کیا تھا اور حکیم صاحب موصوف نے مکاشفہ مین ملاحظہ فرمایا تھا
لیکن بمصداق کل شئی مرہون باوقاتہا کے مفصل حال حکیم صاحب بھی نہ بتاسکے علاوہ اسکے صاحب قران اکبر
نے واسطے جستجو کے فرزند ابو المکارم کے ہزارہا پریزادان تیز پرواز کو ہر چہار جانب روانہ کیا تھا اور پریزادان مذکور نے
کوہ و دشت و دریا سے روے زمین مین ہر چند جستجو کی تھی مگر ورود حال تحقیق نہ آیا تھا جسوقت اُس مرغ عجیب و غریب
نے نسبت اشیاے گم شدہ کے خاص و عام سے کہا ابو المکارم بیتابانہ دوڑکر قریب اُس مرغ مذکور کے پہونچا اور
بہ آواز بلند روکر کہنے لگا کہ اے مرغ زیرک و اے طائر دانندۂ حال غیب زمانہ دراز گذرا کہ میرا فرزند ابو المحاسن کشتی پر سوار
ہوکر فلان دریا مین جاتا تھا ناگاہ ہوا سے تند و تیز چلنے لگی طوفان عظیم آیا ہر چند ملاح نے تدبیر کی مگر کسی طرح کشتی سالم
نہ رہی اور شکستہ ہوکر غرق دریا ہوگئی مین نے سنا ہی کہ فرزند میرا ابو المحاسن بھی غرق ہوگیا نہین معلوم کہ دریا سے
زندہ و سلامت نکلا یا خورش ماہیان ہوگیا آجتک اُسکی کچھ خبر معلوم نہین ہی لہذا اے طائر ذیوقار براہ خدا حال بیان کر
مجھکو میرے فرزند ارجمند کی خبر مرگ و زیست سے اطلاع دے طائر مذکور یہ کلام ابو المکارم سنکے بآواز بلند کہنے لگا اے
ابو المکارم آگاہ ہو کہ جسوقت کشتی دریا مین غرق ہوئی تھی تیرا فرزند ابو المحاسن ایک تختہ پر بیٹھا ہوا بقدرت پروردگار
فلان جزیرہ مین پہونچا اور اسوقت تک اُسی جزیرہ مین ہے ہر چند چاہتا ہی کہ اُس جزیرہ سے نکل کے تمہارے پاس آئے
مگر کوئی کشتی دستیاب نہین ہوتی بمجبوری اُسی جزیرہ مین رہتا ہی جسدم صاحب قران اکبر نے اُس طائر سے یہ حال
سنا فوراً حارث دیو کو طلب کرکے حکم دیا کہ اسی وقت فلان جزیرہ مین جاکر ابو المحاسن کو بصد راحت و آرام ہمارے
پاس لے آؤ حارث بموجب ارشاد صاحب اکبر جلد تر روانہ ہوا اور اُس جزیرہ مین پہونچکر ابو المحاسن کو اپنے

دوش پر بیٹھا کے خدمت صاحب قران اکبر مین حاضر ہوا صاحب قران اکبر ابو المحاسن کو دیکھکر از حد خوش ہوئے ابو المحاسن صاحب قران اکبر کو دیکھکر بعد ادب آداب و تسلیم بجالایا تخت کو بوسہ دیا دعا و ثنائے شاہی بجالایا صاحب قران اکبر نے نہایت نوازش فرمائی ابو المکارم اپنے فرزند سے بیتابانہ لپٹ گیا اور اسقدر رویا کہ روتے روتے غش آگیا طائر مذکور بدستور ذکر خداوند عالم کر رہا تھا یکایک ایک شعلہ آتش طائر کے دہن سے نکل کر اسکے پر و بال پر گرا وہ طائر کلان جلنے لگا یہانتک کہ جملہ طیور ہمراہ اُس طائر کلان کے جلکر خاک ہو گئے بمجرد جلنے جمیع طیور کے ایسا دھوان بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ سوائے تاریکی اور سیاہی کے مردم چشم کو کچھ اور نظر نہ آتا تھا ہر چند کہ شب ماہ تھی اور روشنی چراغان وغیرہ از حد تھی لیکن کسی کو روشنی مطلق نظر نہ آتی تھی بعد دو ساعت کے جب وہ دود تحلیل وقع ہوا اور روشنی ہوئی آسمان نظر آنے لگا اور زمین بھی نظر آئی اُسوقت صاحب قران اکبر نے جو ملاحظہ فرمایا تو شجرۃ القرطاس کا نام و نشان بھی نہ پایا بعد شکر خدا صاحب قران اکبر نے حکمائے متقدمین کی صنعت اور حکمت کی تعریف کی اور حکیم آغاز ملیان وغیرہ کی ارواح کو ثواب سورہ فاتحہ بخشا جملہ خاص و عام بھی اُس تاریکی کے زائل ہونے سے بہت مسرور ہوئے اور کیفیت مذکور دیکھکر از حد متحیر ہوئے جب وہ طیور جلکر خاک ہو گئے اور تاریکی دور ہو گئی اُسوقت ابو المکارم کو بعد تدارک غش سے افاقہ ہوا ایندہ پھر دونون پسر و پدر باہم ملے اور شکر خداوند کریم بجالائے بعد اسکے ابو المکارم نے صاحب قران اکبر کے قدم مبارک کو بوسہ دیا صاحب قران گردون وقار نے ابو المکارم و ابو المحاسن کو بالطاف خسروانہ دو خلعت بیش قیمت اور زر و گوہر سے سرفراز اور ممتاز کیا اور اُسی دم از راہ نوازش شاہانہ زرافروز بانو ہمشیرہ حمید زرافشان سے عقد کر دیا اور بعوض خدمتگذاری ابو المکارم اُسکے فرزند ابو المحاسن کو داروغگی شہر فردوس مرحمت فرما کر سربلند فرمایا بعد اسکے حکمائے ذیوقار و عالی تبار نے ساعت سعید مین محفل عقد بعد زیب و زینت آراستہ کی -

اشعار

بزرگان ارباب دانش تمام	بکر ایشان بدین دولت انتظام	چو آن بزم رنگین بر آراستند	پے عقد عالی بپرداختند
کہ تا عقد شہزادۂ نامدار	بخوانند با آن مہ تاجدار	دو عاشق دو معشوق چون یا ہم	دو سرگشتہ حال تمنائے ہم
یکے شمس آفاق قدر جلال	یکے شمسہ بارگاہ جمال	بآئین شرع شفیع اُمم	نشستند مشب بپہلوئے ہم

القصہ اسطرح محفل عقد آراستہ کی گئی کہ پیر فلک دیکھکر متحیر ہوا اور ملائک بصد اشتیاق و بہزار آرزو زیب و زینت بزم کو دیکھنے لگے ؎

پیدا بزمی کہ ہر دم دگرگون زیوری	آسمان بر عالی بہ بند زمین گیسو ر	بیامے کو دعوی فردوس باطل میکند	اگر میان ہر دو نشانند عادل داوری

سرخوشی بعد آراستہ ہونے محفل عقد کے اور بزم نشاط کے سلطان اسمعیل ذیوقار و بادری ایڈروس و ہر چہار حکمائے عالیقدر و ذیوقار یعنی حکیم قرطاس الحکمت و حکیم ابو المحاسن و حکیم اخشیجان و حکیم عنقرطوس جنی محفل عقد مین

تشریف لائے چونکہ پادری ایڈ روس ملکہ شمسہ تاجدار کی جانب سے وکیل مطلق تھا اسوجہ سے اُسنے استرضاے ملکہ شمسہ تاجدار درمیان بزم ظاہر کیا بعد اسکے شیخ احمد عرب نے بشہادت ابو المکارم و حمید زر افشان ہر دو گوہر دریاے حسن و خوبی کو سلک عقد مین بصد مسرت منسلک کیا بعد عقد ہونے کے چار جانب سے صداے تہنیت و مبارکباد آنے لگی اُسوقت نازنینان طلسم و پریزادان قاف نے صدہا بلکہ ہزارہا طبقہاے زر و جواہر سر صاحبقران اکبر پر نثار کیے اور ابو عامر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے بھی ہزار در ہزار خوان و طبق زر و جواہر کے فرق داماد پر نثار کیے اُس وقت ابو الحسن جوہری کی یہ کیفیت تھی کہ بیتابانہ جال بار بار کہ جواہر و زر سفید اپنے قبضہ مین کرتا تھا اور کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتا تھا راوی کہتا ہے کہ اُس شب سر صاحبقران اکبر پر اس درجہ زر و جواہر نثار کیا گیا تھا کہ ابو الحسن جوہری بھی کسی طرح کل زر و جواہر اُٹھانہ سکا دست و بازو تھک گئے اور زر و جواہر فراہم کرتے کرتے عاجز آگیا تھا شاید آجتک جو معدن مین چاندی دستیاب ہوتی ہے یہ وہی زر نثار شدہ کی چاندی ہے اور زمین پر جو ذرّے چمکتے ہین یہی اُس کثرت زر کے یادگار رہین اور بحر مین مین جو اب غواص بعد جستجو کے گوہر آبدار پاتے ہین یہ موتی بھی وہی ہین جو شب عقد فرق شاہزادہ گردون قالب پر نثار ہوے سنئے بعد نثار کرنے زر و جواہر کے نازنینان خوبرو خوش گلو بصد ناز و ادا بزم مین آئین اور بعد رقص ایک مطربہ ہمثال خورشید جمال نے پیش صاحبقران اکبر یہ غزل شروع کی۔

غزل

گلعذاری ز گلستان جہان ما را بس	زین چمن سایہ آن سرو روان ما را بس	قصر فردوس بپاداش عمل می بخشند	ما کہ رندیم و گدا دیر مغان ما را بس
یار با ماست چہ حاجت کہ زیادہ طلبیم	دولت صحبت آن مونس جان ما را بس	از در خویش خدایا بہ بہشتم مفرست	کہ سر کوی تو از کون و مکان ما را بس
	حافظا از مشرب قسمت گلہ بے انصافیست	طبع چون آب و غزلہاے روان ما را بس	

جسدم غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے بہزار ناز و ادا بزم مین از مطلع تا مقطع گائی کہ تمام کی جملہ صاحبان بزم مسرور ہوے لیکن اُس مطربہ کے اور ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نازنین مہجبین سرتاپا ناز و ادا بصد کرشمہ بزم مین آئی اور بعد رقص یہ غزل اُسنے بلحن داودی شروع کی۔

غزل

درد عشقے کشیدہ ام کہ مپرس	زہر ہجرے کشیدہ ام کہ مپرس	گشتہ ام در جہان و آخر کار	دلبرے برگزیدہ ام کہ مپرس
آنچنان در ہواے خاک درش	میرود آب دیدہ ام کہ مپرس	من بگوش خود از دہانش دوش	سخنانے شنیدہ ام کہ مپرس
بے تو در کلبہ گداے خویش	رنجہاے کشیدہ ام کہ مپرس	ہمچو حافظ غریب در رہ عشق	بمقامے رسیدہ ام کہ مپرس

جبکہ غزل مسطور مطربہ مذکورہ نے تمام کی صاحبقران اکبر و دیگر اہل بزم از حد خوش ہوے الغرض جسوقت عقد ہو چکا اور ارباب نشاط رقص و نغمہ کر چکے اُسوقت وقت ہمایون اور ساعت سعید مین موافق مشورہ حکیم قسطاس الحکمت و پادری ایڈ روس صاحبقران عالیشان کا بالاے کوہ تشریف لیجانا قرار پایا چنانچہ بموجب ارشاد اُستاد عالی نژاد یعنی حکیم قسطاس الحکمت صاحبقران ذیجاہ مرکب جہان پیمان پر بصد شان و شوکت سوار ہوے اُسوقت چند سلاطین نامدار

حسین و نوجوان و ابو الحسن جوہر ہمراہ شاہزادہ فلک بارگاہ تھے جسوقت صاحب قران عالیوقار مع چند جوانان بالا سے جبل پہونچے اور قریب در قصر اخضر آئے اُسدم شاہزادہ گردون سریر کشور گیر نے ہر ایک نامدار کو اپنے سر کی قسم دے دیکر رخصت کیا مگر ابو الحسن جوہر ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر رہا جسوقت صاحب قران اکبر در قصر اخضر پر پہونچے خلد آنہ ماہرو بوجہ سلطان ابو الحسن جوہر نے بصد مسرت در قصر اخضر کو جلد تر بند کر لیا جبتک اپنی اولاد کے نام تا قیام حکومت عہدۂ وزارت کا فرمان صاحب قران اکبر سے نہ لکھوا لیا اُسوقت تک دروازہ نہ کھولا جب صاحب قران اکبر داخل در قصر اخضر ہوئے اُسوقت ملکہ نو بہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ رنگ افروز و گوہر بزم افروز و ملاحت پری و ملیحہ و صبیحہ وغیرہ خواتین طلسم و زنان خوش جمال ہزار در ہزار ملکہ شہنشاہ برائے استقبال شاہزادہ بلند اقبال و فرخندہ فال دروازۂ قصر اخضر تک آئین اور جملہ خواتین نے بصد خوشی و شادمانی طبقہا سے زر و جواہر و گوہر اس درجہ سر صاحب قران اکبر پر نثار کیے کہ روئے زمین کثرت زر و جواہر و گوہر سے نظر نہ آتی تھی اور ہنگام نثار گوہر وغیرہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرق صاحب قران اکبر پر بارش گہر وغیرہ کی ہو رہی ہے اُسوقت ابو الحسن جوہر خوش ہو ہو کر بہر دو دست بیتابانہ گوہر آبدار و جواہر بیش بہا اُٹھاتا تھا اور کسی طرح کثرت گہر و جواہر وغیرہ کم نہ ہوتی تھی آخر بدقت و دشواری تمام و کمال زر و جواہر و گوہر ابو الحسن جوہر نے اُٹھا کر اپنے قبضہ میں کیا اور از حد خوش ہوا بعد نثار کے سب زر و گوہر کے جملہ خواتین ذیوقار و عالیقدر صاحب قران اکبر کو اپنے ہمراہ تہنیت دیتی ہوئی قصر اخضر مین لے گئین اور تخت قدرتی زرّین پر بٹھایا پھر اُسوقت زنان قصر اخضر نے طبقہا سے جواہر و گوہر سر صاحب قران اکبر پر بصد مسرت نثار کیے جسوقت صاحب قران خوش اقبال فرخندہ فال با قتدار و ذو الجلال ملکہ شہنشہ تاجدار خوش جمال کے پہلو مین بیٹھے اور ملکہ شہنشہ تاجدار کو عروس بنے ہوئے دیکھا دل صاحب قران اکبر مانند گل شگفتہ ہو گیا اُسوقت خواتین قصر اخضر نوشاہ و عروس کو باہم دیکھکر طرح طرح کا خیال کرتی تھین بعض بعض خواتین کے قول سے ثابت ہوتا تھا کہ دو کوکب سعد و روشن ایکجا ہین اور چند خواتین باہم یہ کہتی تھین کہ اسوقت بقدرت خالق بحر و بر مہر و ماہ منور ایکجا ہین کوئی قران سعد کہتی تھی کہ جو یہ ہو تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ قران السعدین بالطاف خالق کونین ایک برج مین ہین الغرض جسوقت صاحب قران اکبر پہلو سے ملکہ شہنشہ تاجدار بصد مسرت بیٹھے اُسوقت نازنینان زہرہ خصال و خورشید جمال روبرو صاحب قران اکبر و ملکہ شہنشہ تاجدار والا گہر رقص و نغمہ کرنے لگین اور تہنیت دینے لگین اور بصد ناز و ادا نغمہ دلکش کرنے لگین اُنہین سے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز نے یہ غزل شروع کی

غزل

وصال او ز عمر جاودان بہ	خدا یا مرا آن دہ کآن بہ	بخلدم وعدۂ زاہد مفرما	کہ این سیب زنخ آن بوستان بہ
ولا دا تم گدائے کوئے او باش	بجز او هم دولت جاودان بہ	خدا را ز طبیب من بپرسید	کہ آخر کی شود این ناتوان بہ
جوانان سر متاب از پند پیران	کہ رائے پیر از بخت جوان بہ	گلی کان پایمال سرو باشد	بود خاکش ز خون ارغوان بہ

	سخن اندر دہان دوست گوہر	ولیکن گفتۂ حافظ از آن بہ	

جسوقت یہ غزل مسطورہ بطریق مذکورہ سے صاحبقران اکبر نے سنی نہایت خوش ہوے بعد اسکے خواتین ذیوقار بعد رسوم معمولی وہ آئینہ و مصحف کہ جو زمانۂ دراز سے خاص اسی روز کے واسطے بحفاظت تمام رکھا ہوا تھا لائین نام اُس آئینہ کا مرآۃ الصفا تھا اگر اُس آئینہ کو سکندر بھی ایک نظر دیکھتا تو حیرت سے اُسکو سکتا ہو جاتا الغرض خواتین ذیوقار نے آئینہ و مصحف مابین عروس و نوشاہ بصد مسرت رکھا۔ راوی کہتا ہے کہ خاصیت اُس آئینہ کی یہ تھی کہ جب عروس و نوشاہ باہمدگر پرتو حسن چہرہ بمثال دیکھیں قیامت تک باہم محبت و الفت رہے اور کبھی صورت نفاق درمیان مین نہ آئے القصہ صاحبقران خوش اقبال نے بصد اشتیاق مرآۃ الصفا مین رخ پرنور و بےنظیر ملکہ شمسہ تاجدار کو ملاحظہ کیا اور اپنی خوش اقبالی پر ناز کیا اور درود پڑھکر یہ شعر پڑھا شعر

	منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز	

الحاصل بعد ادائے رسم آئینہ و مصحف ملکہ عالیہ خاتون والدہ ماجدہ صاحبقران اکبر عروس کو بصد الفت و بہزار مسرت اُٹھاکر ایوان خلوت مین لائین اور آیۃ الکرسی اور ناد علی و دیگر ادعیہ جلیلہ اپنے فرزند دلبند اور عروس پر پڑھکر ایوان خلوت سے چلی آئین اور اُس ایوان کو خواتین سے خالی کر دیا صاحبقران اکبر نے جسوقت ایوان کو صحبت غیر سے خالی دیکھا اور ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد یہ روز وصل میسر آیا اول صاحبقران اکبر نے گلشن حسن ملکہ شمسہ تاجدار سے بخوبی تمام گلچینی کی یعنے بوسہ ہاے لب و رخسار لیے بعدہ بصد آرزو و بہزار شوق عروس کو تنگ تر بغل مین لیکر سینہ سے لگایا آخرالامر عنان صبر و اختیار ہاتھ سے نکل گئی اُسوقت برغبت تمام عروس سے ہمکنار ہوے ؏

خوشا وقتی و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	درآمیخت با او چو شیر و شکر	گہر ریخت در کان یاقوت تر
	بہم ماہ و خورشید آمیختند	گل عیش بر فرق ہم ریختند	

القصہ صاحبقران گردون سریر کشورگیر بعد مدت مدید وصل ملکہ شمسہ تاجدار سے کامیاب اور بہرہ یاب ہوے اور یہ شعر زبان پر لائے شعر

	شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز	کارے کہ خواستم ز خدا شد میسرم	

بعد بجا لانے شکر پروردگار کے صاحبقران اکبر قریب شام ایوان خلوت سے بیرون تشریف لائے اور بعد طہارت دو رکعت شکر ادا کی اور پیراہن تبدیل فرما کر دوبارہ ایوان خلوت مین آئے اور تمام رات بعیش و عشرت بسر کی وقت صبح ایوان خلوت سے باہر تشریف لائے اور بعد طہارت نماز سحر بصد خشوع و خضوع پڑھی بعد پڑھنے نماز کے پھر ایوان مذکور مین تشریف لے گئے اسی طرح ہفت یوم تک صاحبقران اکبر نے بخوبی تمام عیش کیا شب ہشتم شاہزادہ کامگار نے عالم خواب مین ملاحظہ کیا کہ ایک شجر سرسبز و میوہ دار ہے اُسکو بصد الفت مین اپنی آغوش مین لیے ہوں اور برغبت تمام اُسکا میوہ

نوش کر رہا ہوں اور بیج زمین میں بو رہا ہوں ناگاہ بقدرت باغبان قضا و قدر اس بیج سے ایک درخت نہایت شاداب زمین سے ظاہر ہوا بعد دیکھنے اس خواب کے صاحب قران اکبر بیدار ہوئے اور بستر خواب سے اُٹھکر بصد خوشی و خرمی ایوان سے باہر تشریف لائے اور غسل کر کے نماز صبح ادا کی بعد اسکے صاحب قران اکبر مسکراتے ہوئے دیوان عام میں تشریف لائے اور تخت پر جلوہ افروز ہوئے جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان نامدار و امرائے ذیوقار بھی دیوان عام میں آئے اور حکمائے عالی منزلت بھی تشریف لائے سب کے پہلے حکیم قسطاس الحکمت نے صاحب قران گردون سریر آفاق گیر کو نذر تہنیت دی شاہزادہ کامگار نے بصد ادب اپنے اُستاد ذیوقار کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور بعد تعظیم اپنے برابر بٹھالیا اور کہا کہ اے اُستاد عالی منزلت والا مرتبت یہ نتیجہ صاحب قران اور یہ خوشی و شادمانی جو الطاف پروردگار خالق لیل و نہار سے اس خاکسار ذرہ بیمقدار کو نصیب ہوئی فقط جناب کی برکت دعا اور دستگیری سے میسر ہوئی ورنہ اس حقیر کی یہ لیاقت نہ تھی کہ اس مرتبہ کو پہونچتا ۔ اشعار

ندیدم رخ خوش تر از اقبال خویش ۔ دگر من در آئینہ حال خویش را
شدم بر مرادات خود کامیاب ۔ بلطف تو اے مرد عالیجناب

حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے شہریار گردون وقار میں ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون میں نے کیا آپ کی اعانت کی یہ محض خداوند کارساز بندہ نواز نے آپ کو اس مرتبہ کو پہونچایا اور وہی آپکا ہر حال میں معین و مددگار ہوا اور رہیگا پس آپ کو لازم ہے کہ شکر خداوند عالم بجالائیے اور بصد عیش و عشرت حیات مستعار بسر کیجئے جب حکیم قسطاس الحکمت نے اپنی تقریر تمام کی اُسوقت جملہ سلاطین ذیوقار و شاہزادگان عالیوقار و امرائے نامدار نے نذرین تہنیت کی صاحب قران اکبر کو دین جسوقت صاحب قران ذیوقار نذرین سلاطین و امرا وغیرہ کی لے چکے اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت سے جو عالم خواب میں دیکھا تھا بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت نے مسکرا کر فرمایا اے شاہزادہ فریجاہ یہ خواب آپنے بہت مبارک دیکھا ہے تعبیر اس خواب کی ظاہر ہے جو آپنے درخت سرسبز و میوہ دار دیکھا ہے اس درخت سے مراد ملکہ شمسہ تاجدار سے ہے اور یہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میوہ اُس درخت کا کھا کر تخم زمین میں بوتا ہوں اور اُس تخم سے ایک درخت سرسبز و شاداب پیدا ہوا ہے واضح ہو کہ مراد میوہ کھانے اور تخم ریزی کرنے سے حضور سمجھ جائیں گیا ہے کچھ ضرورت ایسے امر کے ظاہر کرنے کی نہیں ہے اور درخت جو زمین سے پیدا ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خداوند کریم آپ کو فرزند نرینہ عطا فرمائیگا اور وہ فرزند عجب نہیں کہ بطن ملکہ شمسہ تاجدار سے ہو راوی کہتا ہے کہ الطاف پروردگار سے شب عروسی ہی میں ملکہ شمسہ تاجدار حاملہ ہوگئی تھیں اور نو ماہ کے شاہزادہ عزیز الدین پیدا ہوتا ہے اور وہی وقت تخت نشینی العزیز باللہ خلیفہ ہوتا ہے اور اسی فرزند کی نسل سے صاحب قرانی شروع ہوتی ہے اور تخت نشینی اور فرمانروائی ملکہ شمسہ تاجدار کی اولاد میں یکے بعد دیگرے رہتی ہے اور دیگر ازواج صاحب قران اکبر بنی آدم و بنی الجان دولت اولاد سے محروم رہتی ہیں اور کسی زوجہ کے شکم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے الغرض صاحب قران اکبر تعبیر خواب اپنے استاد

سے سُنکے بہت خوش ہوئے الغرض بعد جشن عشق بین اور ناگہ سلطان فرجاہ اسمعیل المنصور بقوت اللہ مع زوجۂ دلفگار
قریہ فردوس میں مقیم رہے بعد ہٗ قصد اپنے ملک جانے کا کیا حکما سے نامور اور صاحب قران اکبر نے باہم مشورہ کرکے
یہ چاہا کہ جسطرح سلطان اسمعیل تشریف لائے تھے اسی طور سے پھر اپنے تختگاہ کی جانب روانہ ہوں غرض بعد مشورہ مذکور
حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت نے سلطان اسمعیل سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ مصمم تشریف لیجانے کا ہو تو بخیر بسم اللہ
تشریف لیجایئے یہ کہکر پریزادان قوم الجنہ کو طلب کیا اور دو تخت بھی منگوائے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون لئے
فرزند دلبند شاہزادہ معز الدین سے رخصت ہوئے اور سلطان اسمعیل حکیم قسطاس الحکمت سے بھی رخصت
ہوکر تخت پر بیٹھے پریزادوں نے قصد دونوں تخت اُٹھانے کا کیا صاحب قران اکبر دوبارہ اپنے مادر و پدر سے
ملے اور اُنکے تشریف لیجانے سے مغموم اور محزون ہوئے سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون نے اپنے فرزند کو سینے
سے لگایا اور بہت پیار کیا اور ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار اور ملکہ ناطقہ کو بھی سینے سے لگاکر اور پیار بزرگانہ کرکے
پریزادوں کو اشارہ تخت اُٹھانے کا کیا الحاصل پریزادان مذکور بموجب حکم وہ تخت اُٹھاکر بلند ہوئے اور قطع راہ کرکے
سلطان اسمعیل اور ملکہ عالیہ خاتون کو ایوان شاہی میں پہونچا دیا بعدہ سلطان اسمعیل سے رخصت ہوکر جانب جبل اعلا اور
قریہ فردوس روانہ ہوئے جسوقت خسرو جلیل سلطان اسمعیل ایوان شاہی سے قریب تخت تشریف لائے ملاحظہ کیا کہ
اسمعیل جنی تخت پر حکومت کے بیٹھا ہے جسوقت اسمعیل جنی نے سلطان اسمعیل کو دیکھا فوراً تخت سلطنت سے
اُترکر رسم سلام بجالایا اور کہا تشریف لایئے سلطان اسمعیل تخت پر رونق افروز ہوئے اسمعیل جنی سلطان اسمعیل کو
تہنیت عقد شاہزادہ معز الدین دیکر رخصت ہوا سلطان اسمعیل مثل سابق حکومت اور سلطنت کرنے لگے
کسی کو ذرا نہ معلوم ہوا کہ سلطان اسمعیل اپنے فرزند کی کتخدائی میں شریک ہونے کو گئے تھے غرضکہ بعد تشریف لیجانے
سلطان اسمعیل کے صاحب قران گردون سریر آفاق گیر نے بموجب ارشاد استاد عالی وقار حکیم قسطاس الحکمت نے
ایک جشن عالی کیا اور اس جشن کا نام جشن عشرت انجام رکھا اور تعداد جشن عشرت کی دوازدہ ماہ تک قرار دی اور
مقرر کرنے مدت جشن کے جبل اعلےٰ اور قصر اخضر سے شہر عرشیہ اور قصر سرخ منورہ تک قصر مذکور سرزمین طلسم
اجسام و اجرام میں قریب شہر عرشیہ و علیین واقع ہے از سر نو آراستگی و آئین بندی کا حکم دیا ہر چند کہ جبل اعلےٰ
سے شہر عرشیہ وغیرہ تک بخوبی تمام آرائش و آئین بندی تھی مگر بعض بعض سامان و اسباب آرائش و زینت زیادہ
کیا علاوہ اسکے بعض بعض مقام طلسم سیج سراغ و طلسم ہفت اجرام سے سرخاص تھی اندرقادر یا قوت نگار
اور کوہ طوطی اور مقام الدعوات اور شہر عسکریہ وغیرہ کو بخوبی تمام آراستہ کیا گویا گلشن جہان میں از سر نو فصل بہار
کا گذر ہوا مطابق اشعار ذیل ۔ اشعار۔

جوان شد ز سر موسم روزگار | دگر تازہ شد شاخ فصل بہار
در آمد ببرج شرف آفتاب | خزان شد چو بدخواہ خانہ خراب

بروز اندرون روشنائی فزود ٭ سہ از تیرہ بختی جدائی نمود
گلستان زگل تاج بر سر گرفت ٭ زشبنم چمن فرش گوہر گرفت
گہر ریز شد ابر کافور بار ٭ بگلشن ہوا کرد گوہر نثار
نسیم بہاری وزیدن گرفت ٭ بہر سو شقائق دامیاران گرفت
درختان لباس نو آراستہ ٭ خیابان چو اورنگ پیراستہ
نہالان نورس شدہ بارور ٭ قبائے زمرد کشیدہ ببر
مگر ارغوانی زجام بہار ٭ رخ لالہ افروخت بر کوہسار
درآمد برا ورنگ سلطان گل ٭ شد از شوق بلبل ثنا خوان گل
ہوا عطر افشان شد اندر چمن ٭ برخسارۂ نسترین و سمن
جوانان گلشن بناز و فریب ٭ زنظارہ بردند صبر و شکیب
ہوا شست رخسارۂ خود زگرد ٭ زمین یافتہ خلعت لاجورد
بگرد چمن جدول جوی آب ٭ چو گیسوے خوبان بصد پیچ و تاب
نوازندہ طاوس و کبک اندرو ٭ سرائیدہ قمری بہر شاخ سرو
زباد سحر خندہ زن گلستان ٭ برخسار گل چہچہہ بلبلان
چمن گشت خندان چو اقبال شاہ ٭ سر شاخ پوشید گلگون کلاہ
زسرو گلستان درآمد بہار ٭ بباران سان کہ بر تخت خود شہریار

الحاصل شہنشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ شہریار عالی منزلت خسرو والا مرتبت نامی و نامور صاحب قران اکبر لقا آرایش مقامات مذکورہ بمسرت وخوشی مع رفقاے بنی آدم و بنی الجان والا منزلت و عالی مکان و خواتین خورشید جمال بیعدیل و بیمثال مقامات و منازل مذکورۃ الصدر مین اکثر تشریف لیجاکر سیر کرلیے تھے کبھی صید و شکار مین مشغول ہوتے تھے اور شب و روز بعیش و عشرت و شادمانی و کامرانی بسر کرتے تھے چونکہ شاہزادہ کشور گیر گردون سریر سے کوئی خوبرو عنبرین مو چھپی نتھی سو سے کبھی کبھی صاحب قران اکبر جملہ خواتین کو جمع کرکے محفل عشرت آراستہ فرماتے تھے اور رقص و نغمہ و بادہ نوشی سے حظ وافر و لطف بے اندازہ اٹھاتے تھے اور گاہے خود مع ازواج عالیقدر کے بزم عیش آراستہ فرماتے تھے اور ہر ایک زوجہ خوبرو نیکخو سے ہمبستر ہوکر لطف حیات اٹھاتے تھے اور اپنے رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی جدا جدا ایوان و منازل براے قیام مرحمت فرماتے تھے اور رفقاے مذکور بھی اپنی اپنی مطلوبہ اور محبوبہ کے ساتھ بعیش و آرام بسر کرلیے تھے یعنے جسوقت صاحب قران گردون وقار قصر اخضر مین تشریف لیجاتے تھے اسوقت جمیع رفقاے ذیوقار و نامدار کو بھی منازل و مقامات متعلقہ قصر اخضر شہر عسکریہ و قلعہ یاقوت نگار وغیرہ براے عیش و آرام عنایت ہوتے تھے اور جب صاحب قران اکبر شہر عرشیہ مین تشریف لیجاتے تھے اسوقت رفقاے عالیقدر و ذیوقار کو مقامات تجمل و شکوہ حیرت و قصر نادرہ رازدار و قصر چرخ منور و مرغزار عشرت وغیرہ براے قیام عنایت ہوتے تھے قصہ کوتاہ اسی طرح صاحبقران اکبر نے بصد عیش و عشرت دوازدہ ماہ بسر کیے راوی کہتا ہے کہ اس جشن عالی مین صدہا بلکہ ہزارہا ماہرویان خوش گلو جو علم موسیقی مین کامل و اکمل تھین جمع ہوئی تھین علاوہ اُنکے ہزارہا زنان پریزاد طلسم بھی فراہم ہوئی تھین ایکدن جملہ زنان مسطور محفل عیش مین متفق اللفظ پہلے یون دعا و ثناے سلطانی بجا لائین سے

ستائش گرفتند بر روی شاہ ٭ کہ بادا بکامت سپہر و ماہ
بکامت فلک چاکر و بندہ باد ٭ فروزان بود اختر بخت تو
بجامت می عیش آگندہ باد ٭ ببوسد فلک پایۂ تخت تو

بعدہ دست بستہ عرض کیا اے شہریار کشور گیر گردون سریر خسرو عالی خطاب عادل لاجواب شہنشاہ عالی مقام توجہ فرمانے
خاص و عام بعنایت حضور پر نور فیض گنجور ہر ایک رفیق ذیوقار و تہور شعار اپنی آرزو دلی کو پہونچا اور ہر ایک نازنین مہ جبین بھی
بالطاف حضور اپنی مراد کو پہونچی لیکن بشومی طالع ہم سب کنیزان خاکسار عنایت و الطاف سرکار سے اب تک محروم ہین قبل سے یہ
امید قوی تھی کہ ہمپر بھی نظر التفات شہریاری ضرور ہوگی اور ہماری خواہش نفس کے واسطے بھی کوئی تدبیر اور تجویز یقینا
ہوگی لیکن اب نا امید ہوکر عرض کیا گیا ہرچند کہ حیا اور شرم مانع تھی مگر بمجبوری و لاچاری بیان کیا جسوقت صاحب قران
اکبر نے زنان پریزاد وغیرہ کی التماس سنی اُسی وقت جملہ مردان لشکر کو حکم دیا کہ ان نازنینان پریزاد و زنان سطحیہ خوش آئینہ
سے جسکو جو نازنین پسند آئے بشرطیکہ وہ نازنین بھی اُس سے راضی ہو آکر اور ہاتھ پکڑکر لیجائے اور فی الفور اُس سے
نکاح کرے بعدہ ہمبستر ہو جسوقت یہ حکم صاحب قران اکبر مردان لشکر نے سُنا از حد خوش ہوئے اور مثل مور و ملخ کے نکلکر
بیتابانہ دوڑے کیونکہ سالہا سال سے مجرد تھے غرض مجمع نازنینان سطحیہ مین پہونچکر ہر ایک لشکری نے جس نازنین مہ جبین
کو پسند کیا خواہ وہ راضی ہوئی یا نہوئی جلد آغوش مین لیکر لپٹتا ہوا اور صاحب قران اکبر کو دعائین دیتا ہوا اپنے
خیمہ مین لے آیا اور اُس سے عقد کرکے ہمبستر ہوا اُس روز مردان لشکر کا یہ حال تھا کہ بیتابانہ اسطرح نازنینان سطحیہ پر
گرتے تھے جیسے شمعون پہ پروانے گرتے ہین یا گلون پر بلبلین ہجوم کرتی ہین القصہ تھوڑی ہی دیر مین کوئی نازنین
مہ جبین باقی نرہی مردان لشکر جملہ نازنینان خوبرو کو لے گئے اور دعائے ازدیاد دولت و اقبال صاحب قران فرخندہ
فال کو دے کر اور عقد و نکاح کرکے اُنکے ساتھ عیش و عشرت کرنے لگے اور یہ بھی راوی بیان کرتا ہی کہ صاحبقران
ذیجاہ فلک بارگاہ اس جشن عالی مین ہر ایک نازنین خورشید جمال بدل و بہیال سے اسطرح وصل حاصل کرتے
تھے کہ ملکہ شمسہ تاجدار سے کبھی ہمبستر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے وصل سے لطف بے انتہا
اُٹھاتے تھے اور گاہے ملکہ ناطقہ روشن بیان کے وصل سے اپنے دل کو شاد فرماتے تھے اور گاہ ملکہ صبح روشن گہر
و ملکہ صبح دلکشا کے رُخ روشن و چہرۂ پر نور کو دیکھکر مثل گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے اور کبھی ملکہ گوہر بزم افروز و ملکہ
رنگ افروز اور ملاحت پری سے اپنے پہلو کو گرم کرتے تھے اور گاہ فصیحہ اور درۃ البیضا اور ملکہ رشک بہار کے باغ حسن
کی سیر کرتے تھے اور غنچۂ دل کو اُنکے وصل سے شگفتہ کرتے تھے کیونکہ صاحب قران والا مرتبت بموجب ارشاد حکیم قسطاس حکمت
ماہرویان سطحیہ کے پاس اس طور سے تشریف لیجاتے تھے کہ ایام ہفتہ مین روز جمعہ ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس تشریف
لیجاتے تھے اور ہمبستری سے حظ وافر اُٹھاتے تھے اور یوم شنبہ کو ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ساتھ عیش کرتے تھے
اور یکشنبہ کو ملکہ ناطقہ روشن بیان کے پاس آرام فرماتے تھے اور روز دوشنبہ ملکہ روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا سے
ہمصحبت ہوتے تھے اور یوم سہ شنبہ کو ملکہ گوہر بزم افروز و ملکہ رنگ افروز و ملاحت کے وصل سے دل کو شاد فرماتے
اور روز چہارشنبہ ملکہ درۃ البیضا و فصیحہ روشن سخن و ملکہ رشک بہار سے ہم آغوش ہوتے تھے اور پنجشنبہ کو مہ جبینان

صمام وشکوہ حیرت سے دعا سے دل حاصل کرتے تھے اشعار

شہنشہ ازان سیمتن دلبران باین نوع آن شاہ عالیجناب	بدینگونہ ہر شب شدی کامران ازان ماہ رویان شدی کامیاب بشکر خدا داشت ہر لحظہ کار	ازان سرو قدان خورشید رو باین یک گہی و رہم آشتی کہ گردید از لطف او کامگار	باین وضع ہر شب شدی کامران بآن یک گہ از لطف آویختی

الحاصل صاحب قران ذیوقار روز و شب ماہرویان عنبرین مو و نازنینان خورشید رو سے کام دل حاصل کرتے تھے اور بہزار عیش و عشرت رات اور دن بسر فرماتے تھے اور شب و روز شکر خداوند عالم بجالاتے تھے اور صبح سے تا ہنگام خواب جملہ ازواج و خواتین ذیقدر باہم شہریار گردون وقار صاحب قران نامدار کے روبرو رہتی تھیں اور صاحب قران اکبر ہر ایک خوبرو کے دست حنائی سے مے ناب پیتے تھے بعد تمام ہونے زنانہ جشن عشرت انجام کے صاحب قران ذیجاہ گردون بارگاہ نے اور ایک جشن قصر اخضر مین کیا اور جمیع زنان نوعروس کو جشن مین طلب کیا اور بعد جشن چند روزہ کے ہر ایک نوعروس کو علی قدر رتبہ اور مرتبہ خلعت و زر و جواہر دے کر اجازت دی کہ اپنے اپنے مکان و وطن کو بعد عزت و حرمت جاوے اور بعیش و عشرت بسر اوقات کرے

منعقد ہونا جشن آخر کا قصر اخضر مین اور جمع ہونا نازنینان نوعروس کا جشن مین اور رخصت کرنا ہر ایک مہجبین کو خلعت و زر و جواہر دے کر بعد ازان تشریف لیجانا صاحب قران اکبر کا اپنے وطن کی جانب بشوکت و شان مع دیگر حالات

راویان اخبار عجیب و ناقلان حالات غریب یون روایت کرتے ہین جسوقت صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ نے جشن عشرت انجام سے فراغت پائی آٹھ مہینے تک قصر اخضر مین بعیش و عشرت مقیم رہے بعدہ بموجب ارشاد استاد عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت ایک جشن ہمایون قصر اخضر مین اسوجہ سے کیا کہ ماہرویان ظلمات وغیرہ بھی ملکہ شمسہ تاجدار کی قدمبوسی سے مشرف یاب ہون بعد ازان اُن نازنینان ظلمات وغیرہ کو موافق رتبہ و مرتبہ خلعت و انعام دے کر رخصت کیا جاوے غرضکہ بعد آراستہ ہونے جشن ہمایون کے تمام زنان ظلمات وغیرہ کو صاحب قران اکبر نے طلب کیا جملہ خواتین مستورہ حسب الحکم صاحب قران ذیجاہ جابر تر حاضر ہوئین شہریار ذیوقار و نامدار نے جملہ خواتین یعنے عقیلہ و زہرہ و شکیلہ و جمیلہ و شرف افروز و منصورہ بانو و قمر او سوداوہ و قمرا و ریانہ و منطقہ و فرنگ سلطان و سرو مسی و طرہ و سعادت بانو وغیرہ کو خدمت ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار مین برائے قدمبوسی ملکۂ عالم بھیجا یا جسوقت زنان مذکورہ خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین پہونچین سب نے نذر دے کر بعد ادب

شرف قدمبوسی ملکہ شمسہ تاجدار حاصل کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ہر ایک نازنین مہجبین پر الطاف شاہانہ کیا ناگاہ صاحبقران اکبر بھی تشریف لائے اور ملکہ شمسہ تاجدار سے ہر ایک نازنین کے عشق و الفت کا حال بیان کیا ملکہ شمسہ تاجدار نے ہر ایک مہجبین کا حال عشق سنکے اور بخوبی انکی کیفیت سے واقف و ماہر ہوکے زیادہ تر انپر نظر عنایت کی اور ان نازنینان مذکورہ کو ایوان و قصور میں لبعد آرام و راحت مقیم کیا صاحبقران ذیجاہ صحبت و بزم ازواج میں لبعیش و ہزار زر اوقات بسر فرماتے تھے اور باری باری ازواج کے ہاتھ سے مے نوش فرماتے تھے اگر یہ کمترین اس جشن کی مفصل آراستگی اور ہر ایک نازنین مہجبین کی ساقی گری اور عشوہ و ناز کا حال تحریر کرے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ صاحبقران گیتی ستان ہشت ماہ تک شب و روز عیش و عشرت کیا کیے اور جملہ ازواج خوبرو سے ہم آغوش ہوا کیے اور شراب ناب اور لطف بیحد اور حظ وافر اٹھایا کیے کبھی صاحبقران والاشان کو ملکہ شمسہ تاجدار ذیوقار اپنے ہاتھ سے ساغر مے گلرنگ سے لبریز کرکے دیتی تھیں اور صاحبقران اکبر بصد خوشی شراب پی کر بجائے گزک لب شیرین اور سیب زنخدان ملکہ شمسہ تاجدار کے بوسے لیکر لطف بیحد اٹھاتے تھے اور کبھی ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیتے تھے اور اسکے گلستان حسن سے گلچینی کرتے تھے اور کبھی ملکہ ناطقہ روشن بیان کے ہاتھ سے جام مے ارغوانی لیکر نوش فرماتے تھے اسی طرح کبھی صبح دلکشا اور کبھی صبح روشن گہر و دیگر نازنینان خوش جمال کے دست حنائی سے شراب لیکر پیتے تھے اور بے دغدغہ انجام مے گلفام شب و روز نوش کرتے تھے اور ہر ایک خوبرو سے ہمبستر ہوتے تھے الحاصل صاحبقران اکبر عیش و عشرت میں اسطرح محو تھے کہ کچھ خبر دنیا و ما فیہا کی نہ تھی خیال بندگی معبود بھی نہ رہتا تھا بعض بعض وقت نماز بھی قضا ہو جاتی تھی اکثر صاحبقران اکبر اپنے بخت بلند پر نظر کرکے شکر خدا کرتے تھے

داستان ممانعت کرنا سید رکن الدین شہید کا صاحبقران ذیجاہ گردون بارگاہ کو افراط لہو و لعب اور کثرت عیش و عشرت سے اور چلنا اس شہریار گردون وقار کا اپنے مادر و پدر کی خدمت میں بشوکت و شان

راوی بیان کرتا ہے کہ جب صاحبقران گردون سریر شہریار آفاق گیر بعد عقد ملکہ شمسہ تاجدار ذیقدر و عالیوقار تا یکسال شمسی بفراغ دل عیش و عشرت میں مشغول رہے اور جملہ مقامات و منازل طلسم اجرام و اجسام و طلسم بیضا و طلسم سبع سباع وغیرہ میں مع سلاطین زادگان ذیوقار و نامدار اسطرح بعیش و عشرت شب و روز بسر کیے کہ صاحبقران اکبر کو سوا اسکے شغل میخواری اور ہم آغوشی ماہرویان ہمتال کے اور کوئی کام نہ تھا جب جشن مذکور سے صاحبقران ذیجاہ نے فراغت پائی ایک دن دربار کیا اور جملہ نازنینان نوعروس کو حسب لیاقت اور موافق عزت زر و گوہر وغیرہ دیکے

ہر ایک نوعروس کو اسکے وطن کی طرف رخصت کیا بعد رخصت کرنے ان جملہ زنان نوعروس کے صاحب قران اکبر
طعام تناول فرماکر فرش راحت پر تشریف لائے اور سو رہے ناگاہ خواب مین دیکھا کہ میرا گذر ایک مسجد پر ہوا مین اوسکی
اور بنظر غور اس مسجد عالی بنا کو دیکھ رہا ہون یکایک مسجد مین دیکھا کہ مرد بزرگ ملک صورت آہستہ آہستہ تلاوت قران
کر رہا ہی جب اس مرد فرشتہ خصال نے صاحب قران اکبر کو دیکھا یہ آیہ بآواز بلند صاحب قران اکبر کی جانب مخاطب
ہوکر پڑھا۔ افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون جسوقت صاحب قران عالی فہم نے اس آیہ وافی ہدایہ کو اس
مرد ملک سیرت سے سنا فوراً دل انجام بین صاحب قران عالی مکان لذات ولغمات جہان سے کنارہ ہوا اور متنبہی عیش
وعشرت آخرت کا ہوا صاحب قران اکبر عالم خواب مین خیال اپنی عیش وعشرت اور فراموشی آخرت کا کرکے اسقدر روئے
کہ عالم رویا مین اشکبار ہوئے اور کثرت نالہ و فریاد سے بیدار ہوئے اسوقت دل صاحب قران اکبر کا از انجم وہم سے
عجب حال تھا کہ اسکا بیان ہو نہین سکتا آخر صاحب قران اکبر نے بستر خواب سے اٹھکر نماز سحر پڑھی بعد اسکے نادرہ برائے
دفع غم وہم نازنینان خوش جمال سے مے ارغوان طلب کی بموجب طلب کرنے شراب کے نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز جو بطور تحفہ
اپنے اپنے ملک سے لائی تھین اور پینے سے تھوڑی باقی رکھی تھی وہ شراب لیکر حاضر ہوئین اور صاحب قران اکبر
کے پیشکش کی صاحب قران اکبر نے نادرہ وغیرہ سے فرمایا کہ مے ناب طلسم سبع سیارہ و شراب تحفہ طلسم سیفیا اور بادہ
طلسم اجرام و اجسام جلد تر شرابخانہ سے منگواؤ نادرہ وغیرہ نے حسب الحکم کنیزون کو واسطے لانے شراب کے بھیجا کنیزان
مذکور بعجلت تمام شرابخانہ سے کئی قسم کی شراب لے آئین نادرہ وغمزہ وگوہر بزم افروز نے وہ کئی قسم کی شراب کنیزون
سے لیکر اور جام وساغر مین لبریز کرکے روبروے صاحب قران حاضر ہوئین صاحب قران ذیشان نے متواتر کئی ساغر
زنان مذکورہ سے لے لے کر لبون سے لگائے اور شراب پی اور جملہ ازواج نے بھی وہی شراب باقیماندہ میخانہ پی ہر چند کہ
صاحب قران اکبر نے شراب بکثرت پی اور نشہ بھی بخوبی ہوا لیکن وہ کلفت شیمہ کسی طرح دور نہوئی اب اس وقت
صاحب قران اکبر کو کسی قدر شراب سے بھی بیزاری ہوئی اور یہی کیفیت جملہ ازواج کی بھی ہوئی یعنے شراب کے پینے
سے کچھ دل کو فرحت اور شگفتگی نہوئی آخر ہر ایک نازنین اس امر عجیب سے متحیر ہوئی اور صاحب قران اکبر کو بھی اس
معاملہ مین نہایت حیرت ہوئی کیونکہ باوجود اسقدر شراب پینے کے کلفت دل سے مطلق دفع نہوئی المختصر اسی عالم حیرت
مین شراب ہر ایک نازنین پیتی تھی اس روز صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ نے تمام روز بادہ خواری کی لیکن کچھ لطف
دل کو حاصل نہوا آخر وقت شب بستر خواب پر لیٹے اس شب کو جملہ ازواج بوجہ افسردہ دلی صاحب قران اکبر اپنے شوہر
کے دربین رہین اور تمام شب ہر ایک نازنین مہ جبین نے بوجہ خود بخود حزن واندوہ کے بیدار رہی کسی نازنین کو نیند نآئی
اور خود بخود افسردہ دلی اور حزان سے وہ شب اسی امر عجیب کی گفتگو مین باہم خواتین عالیقدر نے بسر کی جب صبح ہوئی اور
صاحب قران اکبر بیدار ہوئے پھر بدستور شراب طلب کی نادرہ وغمزہ نے کنیزان خوبرو کو واسطے لانے شراب کے میخانہ کی طرف

روانہ کیا کنیزین بموجب ارشاد گئین اور تمام میخانہ مین مے کی جستجو کی مگر ایک قطرہ تک شراب نہ ملی آخر مجبور و لاچار ہو کر
کنیزان مذکورہ خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوئین اور کیفیت شراب کے نہ ملنے کی عرض کی صاحبقران اکبر
یہ حال سُنکے نہایت مکدر ہوے اسوقت خواتین عالیقدر نے جو جستجوے شراب کی تو کسی قدر چند شیشون مین جو روز
گذشتہ کی بادہ خواری سے باقی رہگئی تھی پائی فی الفور وہی شراب باقیماندہ ازواج صاحبقران اکبر کے پاس لائین
صاحبقران اکبر نے نادرہ اور غمزہ کو خدمت ساقی گری پر مامور کیا زنان مذکورہ اُن شیشون سے شراب جام و ساغر مین
لبریز کر کے صاحبقران و خواتین عالیشان کو پلانے لگین صاحبقران نے بمجبوری اُسی شراب باقیماندہ پر اکتفا کیا
آخر وہ شراب دو روز مین تمام و کمال صرف ہو گئی ایک قطرہ تک باقی نہ رہا جسدن شراب بالکل ہو چکی اُس روز صاحبقران
اکبر نے جملہ ازواج کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ اب ہمارا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائین اور باقی عمر عبادت
پروردگار مین بسر کرین منہیات سے تائب ہون جسوقت خواتین نے یہ تقریر سُنی اُسیدم ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن گہر نے بھی متفق اللسان کہا کہ ہمارا بھی مدت دراز اور زمانہ طویل سے
دل یہی چاہتا ہے کہ اپنے وطن کو جائین اور چندے عبادت خدا کرین - الغرض بجز ملکہ غنچہ دہن تاجدار ہر ایک نازنین متفق الرا
صاحبقران ذیحشم ہوئین اور اپنے اپنے وطن جانے کی ہر ایک سے چندین خواستگار اور متمنی ہوئی الغرض صاحبقران
اکبر نے وہ تمام دن اسی گفتگو مین بسر کیا جب شام ہوئی بعد نماز و اکل و شرب فرش خواب پر سو رہے پھر صاحبقران اکبر
نے عالم خواب مین دیکھا کہ اُسی مسجد مین گیا ہون اور مسجد کو بنظر غور و تامل دیکھتا ہون ناگاہ اُسی مرد دیندار پرہیزگار طاعت گذار
بندہ خاص پروردگار کو دیکھا کہ قرآن مجید اور فرقان حمید کی تلاوت کر رہا ہے جب اُس مرد نیکخو نے صاحبقران اکبر کو دیکھا
بآواز بلند صاحبقران کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیہ پڑھا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یکایک اُسی مسجد کے
ایک گوشہ سے اور ایک مرد بزرگ ظاہر ہوے اور اُنھون نے بھی یہ آیہ وافی ہدایہ صاحبقران کی جانب مخاطب
ہو کر پڑھی کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین بعد سننے اس آیہ کے صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اُسی وقت
صاحبقران اکبر نے اپنے دل کو خواب اول سے بھی زیادہ اندوہگین پایا اور بنظر غور ملاحظہ جو کیا تو قصر اخضر کی رونق مین
بھی بدرجہا کمی پائی حیران ہو کر ابو الحسن جوہر کو طلب کیا جسدم ابو الحسن جوہر روبروے شاہزادہ معز الدین حاضر ہوا
شہریار ذیوقار نے جو خواب شب کو دیکھا تھا اور جو قبل اسکے عالم رؤیا مین ملاحظہ کیا تھا من وعن بیان کیا اتفاقاً
سلطان ابو الحسن جوہر نے بھی برابر دو شب یہ عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک مرد ضعیف فرشتہ سیرت ملک صورت عمامہ
برسر قبا در بر عصا ہاتھ مین لیے ہوے قریب کھڑے ہین اور فرماتے ہین ای ابو الحسن جوہر ہمارے زبانی اپنے برادر
صاحبقران اکبر سے کہدینا کہ اے شہریار ذیجاہ فلک بارگاہ اب زمانہ عیش منقضی ہو گیا لازم ہے کہ اب عیش و عشرت
کو ترک کرو کیونکہ ہر ایک شی کی ایک انتہا ہوتی ہے تم بافضال پروردگار و بالطاف خالق لیل و نہار اس درجہ عیش و عشرت

کرچکے کہ کسی شہنشاہ روے زمین نے بھی مثل تمہارے عیش نہ کیا ہوگا بس اب چاہیے ہو کہ حکومت وسلطنت کیطرف متوجہ ہو کیونکہ فی الحال تمہارے والد خوشخصال سلطان اسمعیل گردون بارگاہ المنصور بقوت اللہ از حد علیل ہین اور چند روز انکی حیات مین باقی ہین انکو وقت آخر تمہارے دیکھنے کا از حد اشتیاق ہی اور کچھ وصیت کرنے کی بھی حسرت و آرزو ہے تمکو اپنے پدر عالی منزلت کی خدمت مین جانا ضرور ہی اور یہان رہنا اچھا نہین ہو جملہ کلمات مذکور مرد بزرگ موصوف کہکے نظر سے غائب ہوگئے تھے اور جب ابو الحسن بیدار ہوا تھا متردد و متفکر تھا کبھی ارادہ کرتا تھا کہ بموجب ارشاد بزرگ موصوف صاحب قران اکبر سے جا کر کہون کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ اسے ابو الحسن جوہر خبر بد صاحب قران کو دینا خلاف عقل ہی کیونکہ ارشاد مرد بزرگ کی اطلاع سے صاحب قران ذیشان کو ضرور ملال جانکاہ ہوگا غرض بعد فکر و غور کے ابو الحسن جوہر نے مصلحت وقت اسی مین دیکھی کہ صاحب قران کو ارشاد مرد بزرگ موصوف سے آگاہ نہ کرون آج جو صاحبقران اکبر نے خود دونون خواب بیان فرمائے ابو الحسن جوہر نے ارشاد مرد بزرگ سے اطلاع تو نہ دی مگر یہ عرض کیا کہ اسے شہریار ذیوقار اصل تو یہ ہو کہ ہم سب ایک برس اور چند روز اس درجہ عیش و عشرت مین معروف و مشغول رہے کہ شاید کوئی شخص مثل ہم سب کے مشغول عیش و عشرت نہوا ہو کیونکہ ایک لمحہ بھی شغل میکشی اور رقص و نغمہ نازنینان خورو سے ہم سب کو فرصت نہین ہوئی قسم ہو خداوند عالم کی اب تو ہر وقت اور ہر لحظہ یہی دل چاہتا ہو کہ کسی طرح اپنے وطن کو جائین اتنا زمانہ گذرا کچھ حال شہنشاہ فلک بارگاہ اور ملکہ عالم کا معلوم نہین ہوا دل ہر دم متفکر رہتا ہو اور ہر وقت خیال سلطان عالی مقام کا رہتا ہو اسے شہریار عالی تبار میرے نزدیک تو اب یہی مناسب ہو کہ حضور فیض گنجور وطن کو تشریف لیچلین اب یہان عیش و عشرت مین مشغول نہون کیونکہ کثرت عیش و راحت سے دل بخوبی سیر ہوگیا ہے جسوقت یہ تقریر ابو الحسن جوہر کی ملکہ نوبہار گلشن افروز نے سنی بے اختیار کہا اسے برادر عزیز از جان ہم زمانہ دو روز سے نہایت متفکر اور متردد ہین از خود طبیعت گھبراتی ہے بزم عیش و عشرت اچھی معلوم نہین ہوتی دمبدم خیال وطن کا آتا ہے اور دل یہ چاہتا ہو کہ اپنے وطن کو براے چندے جائین سلطان ابو الحسن یہ کلمات ملکہ نوبہار عالی صفات سے سنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ اب کثرت عیش و عشرت سے زنان عالیقدر بھی گھبرا گئی ہین اور یہ چاہتی ہین کہ کسی طرح اپنے وطن کو جائین سلطان ابو الحسن جوہر یہ خیال کر ہی رہا تھا دفعۃً دربان سالار نے خدمت صاحبقران اکبر عالی منزلت والا مرتبت مین آکر عرض کیا کہ اسوقت جناب حکمت مآب عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت آئے ہین صاحب قران فلک بارگاہ خبر تشریف آوری استاد عالیوقار کی سنکے دروازہ محلسرا تک واسطے استقبال کے تشریف لائے اور بصد تکریم و تعظیم حکیم صاحب کو اپنے ہمراہ حرم سرا مین لائے اور ایک مقام صدر پر بٹھایا۔ حکیم قسطاس الحکمت نے اول حال مزاج صاحب قران اکبر پوچھا بعدہ جملہ خواتین عالی مرتبہ کی مزاج پرسی کی اور از حد مہربانی فرمائی خصوصاً ملکہ نوبہار گلشن افروز پر زیادہ تر نوازش بزرگانہ کی جب حکیم صاحب خواتین پر الطاف

وہ مہربانی فرما چکے اسوقت صاحبقران ذیوقار نے اپنے استاد عالی منزلت سے بعد ادب یہ کہا کہ جناب عالی مین دو دن سے نہایت متردد و متفکر ہون خود بخود دل پر ہجوم ملال رہتا ہے اور سبب اسکا کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے علاوہ اسکے مینا مین ایک قطرہ شراب کا نہین رہا ہر چند کہ شراب بکثرت تھی نہین معلوم کیا ہو گئی اور کون لیگیا بعد اسکے دونون خواب جو دیکھے تھے وہ بھی بیان کیے اور تعبیر دونون خواب کی پوچھی حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے صاحبقران ذیشان مطلق تردد نہ کرو لیکن بعجلت اپنے اپنے وطن کو جاؤ اور امور سلطنت مین مصروف ہو کیونکہ ہمکو علم نجوم وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اب شہنشاہ اسمٰعیل ذبیحاہ کی مدت حکومت و سلطنت تمام ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فی الحال سامان فلک قدر کے ہوش و حواس خمسہ بجا اور درست نہین ہین سواے اسکے تمھاری عشرت و انبساط کی مدت بھی ختم ہو گئی ہے کیونکہ وہ آب و افی را یہ جو تمنے عالم خواب مین اُن بزرگون سے سنی ہین صاف اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمھارا زمانہ عیش منقضی ہو گیا اور اسوجہ سے قصر اخضر کی رونق جاتی رہی ہے اور مثل عمارت متعارف کے نظر آتا ہے اور شراب طلسم بھی میخانہ سے غائب ہو گئی ہے کیونکہ زمانہ جشن کے واسطے شراب طلسمی مہیا ہوئی ہے جب ایام جشن منقضی ہوے طلسمی شراب بھی نابود ہو گئی اے شہریار ہر چند کہ ایام عیش و عشرت گذر گئے لیکن ہمکو بعلم رمل و نجوم وغیرہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال بعوض ایام عیش و عشرت گذشتہ کے تمکو ایک ایسی خوشی ہوگی کہ نہایت ہی خوش ہو گے پس تمکو لازم ہے کہ بہرحال شکر خدا کرو شاہزادہ ذیوقار نے کہا اے استاد عالی منزلت تعجب کا مقام ہے کہ سواے شراب طلسمی کے اور جملہ سامان عیش و راحت اسی طرح مہیا اور موجود ہین خیر اگر ایک شراب طلسمی مفقود ہو گئی تو کچھ مضائقہ نہین ہے الطاف خدا سے خواتین خورشید جمال و ازواج مہ تمثال ہر لحظہ اور ہر ساعت میرے روبرو ہین علاوہ اسکے جملہ سامان عشرت یعنی دولت و حشمت اور فوج ظفر موج بیحد و احصا ہے مین خیال کرتا ہون کہ مثل میرے شاید یہ دولت اور شوکت کسی بادشاہ روے زمین کو حاصل نہوئی ہوگی اور یہ مجھکو خدا سے امید ہے کہ تاحیات میرے یہ جملہ سامان شوکت و حشمت اسی طرح رہینگے حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت یہ صاحبقران آفاق گیر سے سنکے ساکت رہے اسوقت صاحبقران اکبر نے کہا اے استاد عالی صفات آپ نے کچھ جواب نہ دیا ظاہرا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تقریر میری سخن بیکار ہے قابل جواب نہین ہے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے فرزند دلبند جو کچھ تمنے کہا سچا ہے اور بیکار و فضول ہرگز نہین ہے مگر مین مجبور ہون کہ مجھکو اس معاملہ مین ایک حکم خاص پہونچا ہے اسوقت اسکو بیان کرنا مناسب نہین جانتا ہون اور کچھ عجب نہین ہے کہ تمھین بھی کوئی حکم جلد تر پہونچے صاحبقران اکبر اور حکیم قسطاس الحکمت ابھی اسی گفتگو مین تھے کہ ناگاہ پس پشت سے کسی نے کہا السلام علیکم اے نور نظر پارۂ جگر نصرت قرین شاہزادہ سعد الدین و اے عالی منزلت حکیم قسطاس الحکمت بمجرد سننے اس آواز کے صاحبقران اکبر متحیر و متردد ہوے اور جانب حکیم قسطاس الحکمت دیکھنے لگے حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے فرزند ارجمند بعجلت براے تعظیم اٹھو اور تسلیم کرو اور سلام کا جواب دو

تم آگاہ نہیں ہو کہ یہ صدا کس بزرگ عالی منزلت والا مرتبت کی ہے اے شاہزادہ ستودہ صفات واقف ہو کہ یہ آواز تمہارے جد عالی وقار اور تمہاری والدہ معظمہ کے جد امجد سید رکن الدین تشریف لائے ہیں اُنکی ہے یہی بزرگ فقط تمہارے دودمان کے باعث عزت و شرف ہیں انھیں کی نوازش بزرگانہ سے تمہارے خاندان کی رونق ہوئی اور یہی بزرگ عالی وقار بندہ خاص پروردگار تمہارے حشمت و دولت و حکومت و سلطنت کے باعث ہیں فی الحال جو کچھ فرمائیں اچھی طرح سننا اور بالراس والعین قبول کرنا ہرگز خلاف ارشاد نہ کرنا یہ کہکر حکیم قسطاس الحکمت واسطے تعظیم کے اُٹھے اور جب صاحب قران اکبر بھی بہر تعظیم کھڑے ہوئے اور جواب سلام دیا اُسوقت بتعجیل و عجلت حکیم قسطاس الحکمت نے چیزیں خوشبو کی مثل عنبر و مشک و اگر وغیرہ کے روشن کیں خوشبو تمام قصر میں پھیلی دوبارہ یہ صدا آئی کہ اے نور نظر لخت جگر فہم و فراست قرین معز الدین تمکو معلوم ہو کہ جو الطاف و کرم خداوند عالم نے تمہارے جد و آبا پر کیے ہیں اُنکا شکر کسی طرح ممکن نہیں ہو کہ بجا لائیں خصوصاً جو تمپر الطاف بیشمار خالق لیل و نہار نے کیے ہیں کیا مجال کہ شکر و صفت پروردگار کر سکیں ؎

اگر ہر موے تن باشد زبانم	کہ تنوز انکہ تو صیفش برانم

اے فرزند دلبند آگاہ ہو کہ بعد جناب سلیمان علیہ السلام کے یہ شان و شوکت و حشمت خورشید تاج بخش جد عالی تبار ملکہ شمسہ تاجدار اور اُنکے برادر خورد بدر منیر کو خالق شمس و قمر آفرینندۂ جن و البشر نے عنایت کی تھی یا تمکو یہ مرتبہ و رتبہ عالم و عالمیان نے مرحمت فرمایا ہے لیکن اے فرزند صاحب دانش تمکو لازم ہو کہ اس دولت و ثروت پر غرور نہ کرو کیونکہ یہ سب حشمت تمکو سرزمین طلسم میں حاصل ہوئی تھی اس مال و دولت کو عارضی خیال کرو کیونکہ پردۂ دنیا پر سلاطین ہفت کشور اس مال و متاع کی کچھ حقیقت نہ سمجھینگے اور مطلق خیال میں نہ لائینگے کیونکہ حق تعالے نے جہان میں بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم صاحب اقتدار خلق کیے ہیں ہاں اس مال و منال کو اور ثروت کو فقط یہاں کے سلاطین جو فی الحال جبل اعلے میں تمہارے تابعدار اور فرمانبردار ہیں اچھا جانتے ہیں علاوہ اسکے اگر تم اس مال و اسباب طلسمی کو پردۂ دنیا پر لیجاؤ گے اور سلاطین جہان اس خبر کو سنینگے یقین ہے کہ اس مال و اسباب کے واسطے لشکر کشی کرینگے اور آمادہ جنگ ہونگے جسوقت تم سے اور اُنسے جنگ و جدال ہوگی ہزارہا بندگان خدا دونوں طرف قتل ہونگے اور ان سب کا خون ناحق مفت تمہاری گردن پر ہوگا علاوہ اسکے تمہاری جان کا بھی خوف ہے پس میرے نزدیک بہتر اور مناسب یہ ہو کہ پہلے تم فلاں موضع میں کہ لب دریا پر حصار عجائبات حکیم ارسطو واقع ہے ہمراہی جملہ شاہان نامدار جو فی الحال موجود ہیں جاؤ اُس موضع مذکور کے قریب ایک جزیرہ کلاں ہے اُسی جزیرہ میں تمام شاہان عالیوقار اور امراے نیک کردار موجودہ طلسم کو بلکہ جملہ خرد و کلاں طلسم کو فراہم کرو جب کل ساکنان طلسم اُسجگہ موجود اور مجتمع ہو جائیں اُسدم غذاے لطیف تیار کرکے سب کی دعوت کرنا اور ہر ایک سے بالطاف و نوازش پیش آنا بعد دعوت و ضیافت کے اس مال و اسباب کو جو تمنے طلسم بیضا اور طلسم ارسطو اور طلسم سبع سباع سے

پایا ہے مانند بارگاہ سپہر اساس و کتاب جہتر توفیق عیار جناب ابو الحسن جوہر کے پاس ہو اور تمام مال و اسباب طلسمی
کنارہ دریا رکھنا اور کنارہ دریا کھڑے ہو کر اس اسم جلیل کو اتنی مرتبہ پڑھکر جانب کشتی و دریا دم کرنا اسوقت برکت اسم
بزرگ ایک مرد بزرگ مع کشتی دریا سے ظاہر ہوگا اور کشتی کو کنارہ دریا لائیگا اس کشتی پر کل اسباب طلسم رکھدینا لیکن آلات
حرب سے دو چار خنجر اور تلوار اسباب طلسم سے نکال لینا اور اپنے پاس رکھنا بعدہ تمام مال و اسباب اس مرد بزرگ
کے سپرد کردینا وہ مرد بزرگ کشتی کو درمیان دریا لیجائیگا اور سب کے سامنے ڈبو دیگا اسدم جملہ ساکنان طلسم مال و متاع
ہر سہ طلسم کو دریا برد ہوتے دیکھکر اسباب و مال مذکور سے نا امید ہو جائینگے اور ہر ایک کو یاد اور خیال رہیگا کہ ہر سہ طلسم
کا مال و اسباب دریا مین غرق کر دیا گیا بعد غرق ہو جانے جملہ اسباب طلسم کے جمیع سلاطین ذیوقار و نامدار کو بصد عذر
رخصت کرنا تاکہ وہ سب اپنے اپنے وطن کو جائین بعدہ جمیع مردان فوج کو و ساکنان طلسم اور پردۂ قاف مین بخوشی جانے
دینا کہ وہ اپنے اپنے مکان اور مقام سکونت کی طرف جائین بعد اسکے تم جسقدر فوج لیکر یہان آئے تھے صرف وہی فوج لیکر
اپنے وطن کو جاؤ اور جسطرح کہ مردان لشکر و سلاطین کو رخصت کرو اسی طور سے پریزادان طلسم اور پردۂ قاف کو بھی
رخصت کرو بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے خواتین سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجاؤ جس وقت صاحب قران اکبر نے تقریر مذکور
سید رکن الدین شہید کی بخوبی سنی از حد رنج ہوا اور ایک ساعت تک خاموش کھڑے رہے یکایک پھر سید رکن الدین
شہید نے اسطرح فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تم مفارقت پریزادان طلسم سے رنجیدہ اور مغموم ہو نازنینان مسطورہ سے اور
تم سے ملاقات اکثر ہوا کریگی اس سے مطمئن رہو کیونکہ عجائبات روان کے وسیلہ سے نازنینان طلسم سے تم ملاقات کرتے
رہو گے جسوقت صاحب قران اکبر نے عجائبات روان کا نام سنا عرض کیا جناب عالی مین عجائبات روان سے مطلق
آگاہ نہین ہون کہ وہ کیا شی ہے اور کہان ہے کیونکر اسکے ذریعہ سے مین ازواج سے ملاقات کرتا رہونگا امیدوار ہون کہ
اسکی حقیقت اور کیفیت سے کماحقہ مجھکو اطلاع دیجیے شہید موصوف نے یہ کلام صاحب قران عالیمقام کا سنکے ارشاد
کیا اے فرزند دلبند اگر عجائبات روان کی حقیقت پوچھتے ہو تو ابو الخیر جنی سے پوچھ لو وہ بیان کر دیگا اگر ابو الخیر جنی عذر
کرے کہ مین عجائبات روان سے واقف نہین ہون تو اس سے کہنا کہ اے ابو الخیر اگر تم عجائبات روان سے فی الحقیقت
ماہر نہین ہو تو اب واقف ہو کہ تمہارے گھر کے صحن مین فلان شجر ہے اور اسکی جڑ مین ایک صندوقچہ دفن ہے ابھی جاکر
مقام بیخ درخت مذکور سے صندوقچہ مسطور نکالکر ہمارے پاس لاؤ جسوقت ابو الخیر جنی صندوقچہ مسطور تمہارے روبرو
حاضر کرے اسوقت تم اس صندوقچہ کو واکرنا اسمین ایک لوح تمکو ملیگی اس لوح کو دیکھنا تمام حال عجائبات روان کا
جسکو تحفۃ الغرائب بھی کہتے ہین لوح مذکور مین پڑھ لینا یہ تحفہ طلسمی ای فرزند تمہاری کئی پشت تک رہیگا پھر ایک زمانہ
ایسا آئیگا کہ تمہاری اولاد کے خزانہ سے ایک مرد مکار بمکر و فریب لیجائیگا علاوہ عجائبات روان کے ای نور نظر لخت جگر
جسقدر تمہارا دل چاہے زر و جواہر وغیرہ مال و اسباب طلسم سے لے لو کسی کو دے دو تمکو اختیار ہے اور ای فرزند خلاف

ارشاد حکیم قسطاس الحکمت کوئی کام نہ کرنا اور ہر امر میں حکیم قسطاس الحکمت سے مشورہ لینا جو یہ کہیں وہی کرنا ہمنے یہ چند نصائح تمکو واسطے تمھاری بہبودی اور بہتری کے کہے ہیں اگر ہماری نصیحت پر عمل کروگے تو باعث بہتری ہوگا ورنہ بہت پچھتاؤگے
لو خدا حافظ و ناصر اب ہم تم سے رخصت ہوتے ہیں؟

مراد ما نصیحت بود گفتیم | حوالت با خدا کردیم و رفتیم

السلام علیکم۔ صاحبقران اکبر نے جواب سلام دیا پھر آواز سید رکن الدین شہید کی نہ آئی صاحبقران اکبر اور حکیم قسطاس الحکمت کو ثابت ہوا کہ شہید موصوف تشریف لیگئے بعد تشریف لیجانے سید رکن الدین شہید کے صاحبقران اکبر کو ہرچند مفارقت ازواج سے اور غرق کرنے مال و اسباب طلسم سے از حد صدمہ ہوا لیکن خلاف ارشاد سید رکن الدین شہید کے عمل کرنا مناسب بھی نہ جانا المختصر طوعاً و کرہاً ارشاد سید رکن الدین شہید کو منظور کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ معز الدنیا نے شہید مسطور سے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں اور ارشاد فرمائیں تو قبل غرق کرنے مال و اسباب طلسم کے جملہ شاہان موجودہ کو رخصت کردوں سید رکن الدین شہید نے بجواب اسکے ارشاد فرمایا تھا کہ تمکو اختیار ہے لیکن جملہ ساکنان طلسم کو غرق کرنے اموال طلسم سے اطلاع ضرور دے دینا القصہ صاحبقران اکبر نے ارشاد سید شہید موصوف کو منظور کیا لیکن بخوشی قبول نہیں کیا صدمہ و رنج حکم و ارشاد شہید موصوف سے از حد ہوا بعد رنج عظیم حکیم عالی منزلت قسطاس الحکمت سے کہا کہ استاد عالیوقار آپ نے بخوبی سنا جو کچھ سید شہید نے مجھ سے فرمایا لہٰذا ہر ثابت ہوتا ہے کہ اب میرا زمانہ عیش و راحت کا گذر گیا اب ملاقات خواتین پریزاد سے بذریعہ عجائبات روان کے ہوا کریگی ہر وقت کی صحبت اب نسوان پریزاد سے ممکن اور میسر نہوگی حکیم قسطاس الحکمت نے کہا کہ صاحبقران ذیشان صدمہ و رنج نکرو ہمکو بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکم خاص تمھارے ہی لیئے نہیں ہوا ہے بلکہ دوسروں کے واسطے ہے خیر بہرحال صبر اور شکر کرو اور لوح میں ملاحظہ کرو کیا مندرج ہے جو کچھ لوح میں عبارت لکھی ہو اسکو گویا خط پیشانی تصور کرو اور بموجب تحریر لوح عمل کرو خلاف اسکے کوئی کام نہ کرو کہ اسی میں اب تمھارے حق میں بہتری ہے صاحبقران اکبر تقریر حکیم قسطاس الحکمت کی سنا کیے اور کچھ جواب نہ دیا جسوقت نسوان پریزاد نے صاحبقران اکبر سے سید رکن الدین شہید کا تشریف لانا اور نصائح کرنے کا حال مفصل سنا پھر صاحبقران اکبر سے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا و ملکہ صبح روشن گہر وغیرہ اسقدر زار زار اشکبار ہوئیں کہ ابر بہار شرمندہ ہوا آخر بمجبوری لاچاری راضی برضائے الٰہی ہوئیں اور طوعاً و کرہاً صبر کیا صاحبقران دیجاہ فلک بارگاہ خواتین عالیقدر کو تسلی دے کر قصر اخضر کے باہر تشریف لائے اور بارگاہ معلیٰ میں جا کر تخت پر بیٹھے اور ابو الخیر جنی کو طلب کرکے فرمایا کہ اسے ابو الخیر جنی عجائبات روان کو جلد ہمارے پاس لے آؤ کیونکہ ہمکو ہدایت ہوئی ہے کہ ابو الخیر جنی سے عجائبات روان کہ تحفہ طلسم ہے طلب کرو اور اپنے پاس رکھو جس وقت ابو الخیر جنی نے صاحبقران اکبر کی یہ تقریر سنی از حد متحیر

ہوکر عرض کیا کہ اے شہریار ذولفقار قسم ہے پروردگار کی عجائبات روان میرے پاس نہین ہے بلکہ قبل اسکے نام بھی
خاکسار نے نہ سنا تھا اسوقت حضور نے جو ارشاد فرمایا تو مین نام سے اُس تحفہ طلسم کے واقف ہوا اگر میرے پاس
تحفہ مطلوب ہوتا تو فی الفور حاضر خدمت کرتا شاہزادہ معزالدین نے کہا اے ابو الخیر اگر تم عجائبات روان سے
واقف نہین ہو تو ہم اُسکا نشان تمکو دیتے ہین تمہارے مکان کے صحن مین ایک شجر چنار ہے اُسکی جڑ مین ایک صندوقچہ
نیچے زمین کے مدفون ہے لہذا ابھی جاکر شجر مذکور کی بیخ کے برابر زمین کھودو اور وہ صندوقچہ نکالکر ہمارے پاس لے آؤ
ابو الخیر حسنی بموجب حکم صاحبقران اکبر اپنے مکان مین گیا اور موافق ارشاد صندوقچہ لیکر حاضر ہوا شاہزادہ معزالدین
ذولفقار نے اُس صندوقچہ کو وا کیا اُسمین سے ایک لوح ملی اور وہ لوح ایک ٹکڑے زمرد کی تھی اور کئی سطرین لوح مذکور
مین تحریر تھین۔ جب صاحبقران ذولفقار نے لوح کی عبارت پر نظر کی مندرج تھا کہ اے صاحب طلسم
سبع سیاع جسوقت ہمکو ثابت ہوا کہ تم عجائبات ارسطو کی سیر کرکے ادھر آؤ گے اور طلسم سیفا کو توڑو گے
اور اس جگہ عیش کرو گے اسواسطے ہمنے ایک چیز نایاب جہان یعنے عجائبات روان تمہارے لیئے رکھدی اے
شاہزادۂ نامدار آگاہ ہو کہ اس طلسم کو حکماے متقدمین و متاخرین نے بڑی محنت اور مشقت سے بنایا ہے
اور اپنی اپنی صنعت و حکمت ہر ایک حکیم عالی منزلت نے صرف کی ہے حقیقت مین یہ ایک تحفہ عدیم المثال ہے
اس سے چند در چند نیرنگ طلسمی عیان ہوتے ہین از انجملہ ایک نیرنگ ہوش ربا اور حیرت فزا یہ ہے کہ اگر طالب
سے مطلوب اور پسر سے پدر اور برادر سے برادر جدا ہوکر غائب ہوگیا ہو اور اُسکا نشان کسی طرح معلوم نہوتا ہو اُس
عجائبات روان کے وسیلہ اور ذریعہ سے شخص گم شدہ ضرور ملجائیگا علاوہ اسکے اے شاہزادۂ ذیجاہ فلک بارگاہ اگر
تمکو کسی ایسے شخص سے ملاقات کرنا ہو جو تم سے ازحد دور ہو اور جلد تر اُس شخص تک پہونچنا بہت دشوار ہو تو لازم ہے
کہ اُس عجائبات روان کو جو مانند قرطاس کے اس صندوقچہ مین پیچیدہ ہے اور ایک حلقہ بیچ مین کاغذ کے ہے اُس
حلقۂ مذکور مین ایک رسی بندھی ہوئی ہے تم اُس قرطاس کو وا کرنا اور ایک سرا رسی کا مکان کی چھت مین یا اور کسی مقام
بلند پر لٹکانا جسوقت وہ قرطاس پیچیدہ وا ہوگا بصورت حجرہ ہو جائیگا اور وسعت اُس حجرے کی تین گز سے تین گز مربع ہوگی
اے شاہزادۂ عالیمقام تم دروازہ سے اُس حجرہ مین جانا جب تم اس حجرہ مین داخل ہوگے چہار جانب اسماے پروردگار
لکھے ہوئے دیکھو گے اگر تمکو منظور ہو کہ ایک شخص سے ملاقات کرین تو اُس اسم جلیل کو ہزار مرتبہ اُسی حجرے مین
بیٹھکر پڑھنا اور اگر دو آدمیون سے ملاقات کرنے کو دل چاہے تو دو ہزار بار پڑھنا۔ اسی طرح جتنے آدمیون سے
ملاقات کرنی منظور ہو اُتنے ہی ہزار اسم بزرگ مذکور کو ورد کرنا اور ہنگام پڑھنے کے زیر لوح ایک ظرف پانی
سے بھرا ہوا رکھدینا اور ایک پرچہ قرطاس پر اُس آدمی کا نام لکھکر جس سے ملاقات کرنی منظور ہو آب ظرف
مذکور مین ڈالدینا اور جب اسم بزرگ کے پڑھنے سے فرصت پانا اُس آب ظرف کو یکبارگی تمام و کمال پی لینا پھر

کیفیت قدرت خالق لیل ونہار جو آشکار ہو گئی دیکھنا الحاصل بعد پڑھنے عبارت لوح کے شاہزادہ کامگار نے وہی لوح
زمرد اپنے استاد حکیم قطاس الحکمت کو دکھلائی اور جو مضمون کہ عبارت لوح کا تھا اُس سے حکیم صاحب کو آگاہ کیا اور
یہ کہا اے استاد عالی وقار فقرہ آخر عبارت لوح عجب طرح کا ہے مطلق میری عقل میں نہیں آتا کہ بعد پڑھنے اسم کے کیا قدرت
خدا ظاہر ہو گی اور کون مجھکو اُس شخص تک پہونچا ویگا جس شخص سے مجھکو ملاقات کرنی منظور ہو گی آپ مجھکو ازراہ لطف
بزرگانہ اس حال سے آگاہ فرمائیے حکیم قطاس الحکمت نے کہا اے فرزند اسقدر کیوں متحیر ہو یہ امر تو کوئی حیرت کا
نہیں ہے تم ابھی موافق ہدایت لوح کے عمل کرو اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرو جملہ اسرار تم پر ہویدا اور آشکار ہو جائینگے
صاحب قران اکبر نے اپنے استاد سے یہ سنکے اُسی دم تحفۃ الغرائب کو ایک ایوان میں روبروے ابو المحسن جو لٹکایا
جسوقت تحفۃ الغرائب لٹکا چکے صاحب قران اکبر نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک حجرہ بہت وسیع اور خوشنما ہے اور دروازہ اسکا کھلا
ہوا ہے صاحب قران اکبر دروازہ حجرہ سے درون حجرہ تشریف لے گئے اور درمیان حجرہ مذکور کے لوح کو لٹکا دیا بمجرد لٹکانے
لوح کے لوح مانند شمع روشن ہو گئی اور تمام حجرہ اسکی روشنی سے پر نور ہو گیا اور جملہ نقوش اور خطوط جو اُس حجرہ کے چہار
جانب تھے دکھائی دینے لگے شاہزادہ معز الدین نے بموجب ہدایت لوح ایک ظرف پانی سے بھر کے نیچے لوح کے
رکھا اور ایک پرچہ کاغذ پر اپنے والد ماجد کے نام لکھکے اُس ظرف میں ڈالدیا اور نیت اپنے والد کی خدمت میں جانے کی
کی دیسے ہی جو اسم بزرگ لوح میں پڑھا تھا وہی اسم جلیل بتعداد مذکور پڑھا جسوقت صاحب قران اکبر اسم بزرگ
کو بتعداد معینہ پڑھ چکے فی الفور رنگ لوح سبز ہو گیا اور سایہ اُس لوح کا ظرف آب پر پڑا شاہزادہ معز الدین نے وہ
ظرف اُٹھا کر کل پانی ایک مرتبہ پی لیا جسوقت پانی حلق سے اُترا صاحب قران اکبر ایسے بیخود اور بیہوش ہوئے کہ
بالکل حواس خمسہ بجا نہ رہے جب شاہزادہ معز الدین کو اُس بیخودی اور بیہوشی سے اچھی طرح افاقہ ہوا اور آنکھ کھلی اپنے
تئین ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا صاحب قران اکبر کو نہایت حیرت ہوئی یکایک ایک مرد بزرگ سامنے
سے ظاہر ہوا اور صاحب قران اکبر کو اُسنے سلام کیا صاحب قران نے سلام کا جواب دیا اور دریافت کیا کہ اے
مرد بزرگ آپ کون ہیں اور میرے پاس کیوں تشریف لائے ہیں اُس مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے صاحب قران عالی وقار
میں اُس اسم جلیل کا موکل ہوں جسکو آپنے پڑھا تھا اور تمھارے پاس فقط اسلیے آیا ہوں کہ جو مطلب تمھارا ہو اُسکو
بجا لاؤں جہاں کہو پہونچا دوں جس شخص کو کہو ابھی لے آؤں شاہزادہ معز الدین نے کہا اے موکل اسم بزرگ میری
تمنا ہے دلی یہ ہے کہ میں جلد اپنے والد ماجد کی خدمت میں جاؤں اور قدمبوسی حاصل کروں پس بتعجیل تمام مجھکو میرے والد
سلطان اسمٰعیل ملقب بقوت اللہ کی خدمت میں پہونچا دے جسوقت اُس موکل نے شاہزادہ معز الدین سے آرزوے
دلی کو سنا کہا کہ بہت بہتر ابھی تمکو تمھارے باپ کے پاس پہونچائے دیتا ہوں ذرا تم اپنی آنکھیں بند کرلو جب صاحب قران
نے آنکھیں بند کیں اُس موکل نے صاحب قران اکبر کے بازو کو پکڑ اُٹھالیا اور اُس کوہ سے جانب سلطان اسمعیل چلا

بعد ایک ساعت کے اُس موکل نے صاحب قران اکبر سے کہا کہ اب آنکھین کھولو جسوقت صاحب قران اکبر نے اپنی آنکھین واکین ملاحظہ کیا کہ مین اپنے والد کے ایوان مین ہون اور ایک جانب سے رونے کی آواز آتی ہے صاحبقران اکبر صداے گریہ وبکا سُننے نہایت متردد ہوے اور بیتابانہ اُس طرف روانہ ہوے جس جانب سے آواز رونے کی آتی تھی صاحب قران اکبر ابھی اُسجگہ نہین پہونچے تھے جہان سے آواز رونے کی آتی تھی ناگاہ خواتین حرم سراے شاہزادہ معز الدین ذیوقار کو دیکھکر ایک شور کیا کہ شاہزادہ معز الدین آئے ہین جسوقت ملکہ عالیہ خاتون نے سنا کہ فرزند دلبند آیا ہے بے اختیار دوڑکر صاحب قران اکبر سے لپٹ گئین اور رونے لگین شاہزادہ معز الدین نے بعد آداب وتسلیم اپنی والدہ گرامی قدر سے باعث ہر ایک کے رونے کا دریافت کیا ملکہ عالیہ خاتون نے بیان کیا کہ تمھارے والد کا وقت آخری ہے اسوجہ سے سب روتے ہین جسوقت صاحب قران اکبر کو یہ حال معلوم ہوا کمال رنج ہوا اور روتے ہوے اپنے والد کے سرہانے آئے اور ملاحظہ کیا کہ والد ذیوقار شدت امراض سے بیہوش ہین اور ابو الغرائب برادر سلطان اسمعیل اپنے بھائی کی تیمارداری مین مصروف ہین شاہزادہ معز الدین نے اپنے عم بزرگوار کو تسلیم کی ابو الغرائب نے شاہزادہ معز الدین کو اُٹھکے سینہ سے لگایا یکایک سلطان اسمعیل نے آنکھین کھولین اور ہر طرف دیکھا جب شاہزادہ معز الدین نے اپنے فرزند کو دیکھا بے اختیار اشارہ سے طلب کیا اور سینہ سے لگالیا اور رونے لگے صاحب قران اکبر بھی اپنے والد کے سینہ سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگے جب سلطان اسمعیل شاہزادہ معز الدین کو پیار کر چکے اور سینہ سے لگا چکے اُسوقت اپنے فرزند دلبند شاہزادہ معز الدین سے کہنے لگے کہ ای فرزند ارجمند مین شکر کرتا ہون خداوند عالم کا کہ ہنگام رحلت مین نے تمکو دیکھ لیا میری مراد دلی بر آئی دعا میری درگاہ مجیب الدعوات مین مستجاب ہوئی کیونکہ قبل اسکے مین نے بعد نالہ وبکا درگاہ خدا مین یہ دعا کی تھی کہ اے پروردگار عالم مجھکو آرزو ہے کہ اس وقت آخر مین اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ معز الدین کو دیکھ لون اور اُس سے وداع ہولون اور جو کچھ کہ مجھکو اُس سے کہنا ہے کہہ لون ای فرزند مین یہ دعا کر کے بیہوش ہوگیا تھا ناگاہ ابھی عالم غفلت مین کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ اے سلطان اسمعیل خوش ہو کہ تیری دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی فرزند تیرا آیا ہے اُسے دیکھ لے ای نور نظر جب مین نے عالم غفلت مین یہ مژدہ جان بخش سُنا آنکھ کھولکر جو دیکھا تو تمکو اپنے بالین پر پایا اے نور نظر پارۂ جگر یہ تو کہو کہ تمھارا آنا اتنی دور سے کیونکر ہوا اور تمکو میرے حال سے کس نے خبر کی شاہزادہ معز الدین نے تمام کیفیت اپنے حاضر ہونے کی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی جب سلطان اسمعیل تمام حال اپنے فرزند کے آنے کا سُن چکے اُسوقت بدقت ودشواری محلسرا سے باہر آئے اور دربار عام کیا جب سب ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ دربار مین حاضر اور موجود ہوے اُسوقت سلطان اسمعیل نے اپنے سر سے تاج شاہی اُتار کے جملہ خرد وبزرگ کے سامنے شاہزادہ معز الدین کے سر پر رکھدیا اور حکم کیا کہ سب چھوٹے اور بڑے

نذرین دین بموجب حکم سلطان اسمعیل ہر ایک خرد و بزرگ نے نذر دی بعد اسکے سلطان اسمعیل نے اپنے نور نظر پارۂ جگر کو
یہ وصیت کی کہ اے دلبند تمکو معلوم ہو کہ میں اس مرض لاعلاج سے جانبر نہونگا پس میں تمکو یہ وصیت کرتا ہوں کہ بعد میرے
انتقال کے مصر پر ضرور لشکر کشی کرنا اور حتی الامکان فتح کرکے اپنے تخت میں لانا اور میری روح کو خوش کرنا کیونکہ میں نے
کئی مرتبہ ملک مصر پر چڑھائی کی لیکن کامیاب نہوا افسوس ہزار افسوس ملک مصر کو فتح کرنے کی حسرت میرے دل
سے نہ نکلی اور ایک بھی امید بر نہ آئی لیکن مجھکو یقین ہے کہ اگر تم ملک مصر پر لشکر کشی کروگے تو ضرور بہ یاوری اقبال فتح
کروگے الغرض بعد کرنے وصیت مذکورہ کے سلطان اسمعیل نے دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے کوچ کیا صاحبقران
اکبر نے غم پدر میں چاک گریبان کیا اور زار زار گریہ کیا آخر بعد دفن کرنے سلطان اسمعیل کے تخت پر جلوس کیا وزرا اور امرا
وغیرہ نے نذرین دین صاحبقران نے بعد تخت نشینی کے سکہ اور خطبہ میں اپنا خطاب المعز الدین باللہ جاری کیا بعد اسکے
اپنے چھوٹے بھائی حیدر بن سلطان اسمعیل کو جو مخلوط البطن تھا نیابۃً سریر سلطنت پر بٹھایا اور ابو الغرائب اپنے عم
عالی تبار کو عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا بعد اسکے اپنی مادر گرامی قدر سے عرض کیا کہ اے مادر فلک اقتدار اب میں بارادۂ چندے
آپکے قدم مبارک سے جدا ہوتا ہوں انشاء اللہ بہت جلد مع مال و زر اور فوج و لشکر حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرونگا تب
ملکہ عالیہ خاتون نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند اب میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تمکو اجازت جانے کی دوں صاحبقران اکبر
نے عرض کیا کہ میں بموجب آپکے فرمانے کے تھا لیکن مجبوری جاتا ہوں ملکہ عالیہ خاتون نے سبب



مجبوری دریافت کیا شاہزادہ معز الدین نے سید رکن الدین شہید کی ہدایت مسطور مفصل بیان کی اس وقت بار ہم
لاچاری ملکہ عالیہ خاتون نے اجازت جانیکی دی جب صاحبقران اکبر کو ملکہ عالیہ خاتون سے اجازت جانے کی دیدی

صاحب قران اکبر نے اسی وقت ایک گوشہ مین بیٹھکر موافق ہدایت لوح اسم بزرگ مسطور با عدد معینہ پڑھنا شروع کیا جب
صاحب قران اکبر اسم مذکور بتعداد معینہ پڑھ چکے وہمائیل موکل حاضر ہوا اور مستفسر ہوا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال
اب مجھکو تمنے کیون طلب کیا ہی شاہزادہ معز الدین نے فرمایا کہ اے موکل اسم جلیل اسوقت مین نے تمکو اسواسطے طلب
کیا ہی کہ جلد مجھکو اُس حجرہ مین جسمین مین نے بیٹھکر اسم پڑھا تھا پہونچا دو وہمائیل نے کہا بسر و چشم بہت جلد اسی حجرہ
مین پہونچائے دیتا ہون تم ایک لمحہ آنکھین بند کرو صاحب قران اکبر نے آنکھون کو بند کیا وہمائیل نے اُسی طرح
بازو پکڑکر زمین سے اُٹھایا اور لیچلا بہ یک ساعت کے موکل نے کہا اب آنکھین کھولو صاحب قران اکبر نے جو
آنکھین کھول کر دیکھا تو اُسی حجرۂ کاغذی مین اپنے تئین پایا لوح زمرد کو حلقہ سے جدا کیا اور تحفۃ الغرائب کو تعویذ
کرکے سلطان ابو الحسن جوہر کے حوالے کیا حکیم قطاس الحکمت عالی منزلت بھی تین دن سے شاہزادہ معز الدین
بلند اقبال کے انتظار مین دروازۂ حجرۂ کاغذی پر تشریف رکھتے تھے اور جملہ سلاطین و امرا و رفقا یہ جانتے تھے
کہ صاحب قران ذیجاہ عجائبات رواں کی سیر کر رہے ہین القصہ بعد مدت سہ روز صاحب قران ذیشان اُس
حجرہ کاغذی کو پیچیدہ کرکے اور ابو الحسن کو دیکے باہر آئے اور اپنے استاد ذیوقار کو تسلیم کی حکیم قطاس الحکمت
نے بعد تعزیت سلطان اسمعیل تہنیت تخت نشینی کی دی شاہزادہ معز الدین ذیوقار نے کل کیفیت وصیت اقبال
والد مغفور پیش حکیم قطاس الحکمت بیان کی جسوقت یہ خبر ملال اثر قصر اخضر اور قریہ فردوس مین ہر ایک نے
سنی سب ساکنان قریہ فردوس واسطے تعزیت کے صاحب قران اکبر کی خدمت مین آئے اور سب نے رسم تعزیت
ادا کی بعد اسکے صاحب قران کشور گیر تخت پر بیٹھے اور کئی دن بعیش و عشرت بسر کیے یکایک بمصلحت پروردگار پادری
ایڈروس اور ابو عامر پدر عالی قدر ملکہ شمسہ تاجدار مرض الموت مین مبتلا ہوے آخر پدر ملکہ شمسہ تاجدار نے انتقال
کیا بعد تین دن کے پادری ایڈروس نے بھی رحلت کی۔ القصہ بعد گذرنے زمانہ تعزیت ابو عامر و پادری ایڈروس
کے صاحب قران اکبر قصر اخضر مین آئے اور تمام نسوان پریزاد سے کہا کہ اب تم سب پردۂ قاف کو روانہ ہو ملکہ نوبہار
گلشن افروز نے پھر صاحب قران اکبر سے حال اپنا ابتر کیا اور رو کر کہا اے شہریار لاچار ہون کہ سواے بجا آوری
حکم بانیان طلسم کے کوئی چارہ نہین ہی اور کسی طرح خلاف حکم کر نہین سکتی ہون اسوجہ سے مجبور ہون ورنہ مین کسطرح جاتی
کیونکہ مجھکو ایک ساعت بھی تم سے جدا ہونا منظور نہین ہی اور انجام اس مفارقت کا اچھا نظر نہین آتا کیونکہ مجھکو یقین
ہی کہ مین صدمہ مفارقت کسی طرح اُٹھا نہ سکونگی جلد تر مجھکو شعلہ آتش فراق مثل شمع کے گھلا دیگا در یہ پھر ایک روز
میری جان لیگا جلدی گلشن حیات پر میرے خزان آئیگی روح میری مانند بوے گل باغ جہان سے جانب گلشن ارم
جائیگی اے شہریار اب یہ تو ارشاد کیجیے کہ اگر میرا دل تمھارے دیکھنے کے واسطے بیتاب و بیقرار ہوگا تو کسطرح تمھارے
پاس آؤنگی اور کیا کہکر اپنے دل مضطر کو سمجھاؤنگی صاحب قران اکبر ملکہ گلشن افروز کی بیقراری اور اشکباری دیکھکر

از حد مغموم و ملول ہوئے اور ضبط گریہ و بکا کرکے کہنے لگے ای خاتون ذی وقار اسقدر بیتاب و اشکبار نہو اور میری مفارقت مین
اپنا حال اسقدر پریشان نکرو قسم ہی خداوند عالم کی مجھکو بھی تمھاری مفارقت بلکہ جملہ ازواج کی فرقت کسی طرح گوارا نہین ہی اور
یہ دل نہین چاہتا کہ ایک دم بھی اپنے سامنے سے کہین جانے دون ای خاتون من قبل ارشاد سید رکن الدین کے مین نے
اپنے دل مین ارادہ مصمم کیا تھا کہ جملہ ازواج کو اپنے وطن مین لیجاؤنگا مگر اب مجبور ہون خلاف حکم کر نہین سکتا خیر اب جسطرح
ممکن ہو مفارقت اختیار کرو اور میری طرف سے بخوبی مطمئن رہو اگر چاہا خداوند عالم نے تو کبھی کبھی مین تمھارے پاس
آیا کرونگا اور اکثر اپنے پاس تمکو بلایا کرونگا کیونکہ تحفۃ الغرائب بانیان طلسم نے فقط اسی لیے مجھکو مرحمت کیا ہی
کہ اسکے ذریعہ سے مین تم سے ملاقات کیا کرون الغرض اسی طرح صاحب قران گردون سریر نے ہنگام رخصت ملکہ
ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح روشن گہر و ملکہ صبح دلکشا کو بھی مطمئن کیا قصہ کوتاہ پہلے ملکہ نوبہار گلشن افروز شاہزادہ
معز الدین سے رخصت ہوکر پردۂ قاف کو گئین اور ہمراہ ملکہ نوبہار گلشن افروز کے ملکہ صبح دلکشا اور ملاحت پری بھی
جانب پردۂ قاف اپنے وطن کو روانہ ہوئین بعد جانے ملکہ نوبہار گلشن افروز اور ملکہ صبح دلکشا و ملاحت پری کے
ملکہ ناطقہ روشن بیان نے صاحب قران عالیمقام سے رخصت طلب کی صاحب قران گردون وقار نے اپنے استاد
سے ملکہ ناطقہ کے باب مین پوچھا کہ اسے جناب ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی رخصت کرون یا اپنے پاس رہنے دون حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ ای شہریار عالی وقار میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ بالفعل ملکہ ناطقہ روشن بیان کو بھی
رخصت کرو کیونکہ ممالکات ظلمورستان بعد زائل ہونے آثار طلسم کے وسعت مین مثل ملک مصر کے رہگئی ہین اور وہ جو تمنے
ہنگام سیر ظلمورستان بغاوت کرنا حکام چارگانہ طاقی شاہ وغیرہ کا اور خروج کرنا بیشہ آدم خوار کا دیکھا تھا اب بالکل نہوگا کیونکہ
وہ سب علامت طلسمی تھی زائل ہوگئی اب بعد انتقال سلطان روح الملک کے ملکہ ناطقہ روشن بیان اس ملک کی
سلطنت کرینگی اور چارون حکام سرحد مانند بادشاہان متعارف کے اطاعت مین سلطان الملک اور ملکہ ناطقہ روشن بیان
کے رہینگے مگر کئی ملک مانند صورت پرستان اور آئینہ داران او رعشیہ وغیرہ باوجود زائل ہونے آثار طلسمی کے پریزادان
طلسم کے مسکن رہینگے اور ان شہرون پر اور کسی کا قبضہ نہوگا اور کسی بنی آدم کا سوائے تمھارے وہان گذر نہوگا کیونکہ بوجہ
تنگی راہ اور گرداگرد ہونے کوہ ہاے بلند و مرتفع کے مقامات مذکور الصدر نظر بنی آدم سے مخفی اور پوشیدہ رہینگے علاوہ
اسکے حصار طلسم کبھی ابھی تک موجود ہی اور عمر حصار ابھی بہت ہی اسوجہ سے بھی کوئی فرد بشر وہان جا نہین سکتا اور سلطان
روح الملک اور اسکی اولاد و اقربا سے اب کوئی مقامات مسطور سے باہر آ نہین سکتا المختصر بموجب ارشاد حکیم قسطاس الحکمت
صاحب قران عالی منزلت نے ملکہ ناطقہ سے اقرار کیا کہ جب ہم ملکہ نوبہار کے ملک مین جائینگے تمھارے پاس بھی ضرور آئینگے
یا ہم پہلے تمھارے ملک مین آئینگے اور ملکہ نوبہار کو وہین بلائینگے اجبار عہد و پیمان کرنے ملکہ ناطقہ روشن بیان سے صاحبقران
اکبر نے ملکہ صبح روشن گہر سے بھی یہ عہد کیا کہ ای ملکہ تم بھی مطمئن رہو انشاء اللہ ہم شہر یاقوت نگار مین ضرور آئینگے اور کئی دن

تک ہمارے گھر مین پہنچینگے ناظرین نکتہ بین پر ظاہر ہو کہ یاقوت نگار وغیرہ مقامات بھی باطن طلسم مین واقع ہوے ہین
مانند مقامات مذکور الصدر پریزادان طلسم کے جاے قیام و سکونت و مسکن ہونگے ہرچند کہ آثار طلسمی زائل ہوگئے ہین لیکن
بوجہ کثرت جبلہاے سربلند اور راہ سخت و عقبہ دیو و دشوار گذار کے کہ کسی بشر مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہے کہ مقامات
مسطور تک جا سکے سواے صاحبقران اکبر کے لیکن مقامات ظاہر طلسم مانند سبع سباع وغیرہ جو اُسیطرح موجود ہین وہ
جملہ مقام شہر فردوس سے تعلق رکھتے ہین اور ان مقامون مین بنی آدم وغیرہ رہتے ہین اور ایک شہر سے دوسرے
ملک تک براحت و آرام خاص و عام جا سکتے ہین اور مقامات باطن طلسم مین بجز پریزاد کوئی رہ نہین سکتا اور نہ کوئی جا سکتا ہے
الحاصل ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ روشن گہر و گوہر بزم افروز پری و ملکہ رنگ افروز وغیرہ نسوان پریزاد اعیان والا دودمان
صاحبقران سے رخصت ہوئین اور اپنے اپنے وطن اور مسکن کی طرف چلی گئین بعد روانہ ہونے نسوان مسطور کے
صاحبقران گردون سریر بارگاہ معلی مین آئے اور تخت پر بیٹھے ناگاہ شاہزادہ جمیل وغیرہ شاہزادگان پریزاد کہ بھائی
صاحبقران ذیشان کے جو سلطان ابو القاسم محمد مہاری و شاہزادہ فرخ فال قائم الملک کی نسل سے تھے روبرو
صاحبقران آئے اور تحفجات مثل مروارید آبدار و ظرائف نذر دیئے اور کہا اے برادر گرامی قدر و ذیشان اب ہم بھی آپ سے
جدا ہوتے ہین اور اپنے وطن کو جاتے ہین لیکن امیدوار ہین کہ جب آپ پردۂ قاف مین آئین ہمارے مکان مین بھی
تشریف لائین اور چند روز قیام فرمائین ہرچند کہ تقصیر کمال ہوگی مگر آپکا تشریف لانا موجب ہمارے شرف و افتخار کا ہوگا
صاحبقران اکبر نے شاہزادگان مسطور سے اقرار اپنے آنے کا کیا اور سب کو حسب قدر مراتب خلعت و زر و جواہر دے کر
جانے کی اجازت دی شاہزادگان مذکور بصد شوکت و حشمت طرف پردۂ قاف روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ شاہزادگان
پریزاد نے قبل روانہ ہونے کے صاحبقران سے کہا تھا کہ ہماری تمناے دلی یہی تھی کہ تاحیات آپ ہی کے پاس رہین
اور ایک دم آپ سے علیحدہ نہون لیکن افسوس ہے کہ آپ نے ہمکو رخصت کر دیا اور اپنے ہمراہ نہ رکھا صاحبقران اکبر
نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے برادران وافر تمیز مین بقسم کہتا ہون کہ میری بھی یہی آرزوے دلی تھی کہ جملہ خاص و عام کو جو مجھسے
تعلق رکھتے ہین سب کو اپنے پاس رکھون اور کسی کو جدا نہ کرون لیکن سید رکن الدین شہید کے فرمانے سے مجبور و لاچار
ہون پریزادان طلسم کو اپنے وطن نہین لیجا سکتا اور اگر سید شہید موصوف مقرر یہ پریزادان طلسم اور پردۂ قاف مین
مجھکو یہ تاکید نہ کرتے کہ سب کو رخصت کر دو تو اے برادران سعادت نشان میرا یہ ارادہ تھا کہ لشکر قہار اور فوج جلیلہ
پریزادان پردۂ قاف وغیرہ کے لیکر اپنے وطن کو جاؤن اور مشرق سے مغرب تک جملہ ممالک اپنے قبضہ و تصرف مین
لاؤن اور نام کفر کبھی پردۂ دنیا پر نہ رکھون مگر ارشاد سید شہید موصوف سے مجبور ہو گیا ہون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے
مقدر مین فقط اتنی ہی ملک گیری تھی اب حکم کشورستانی شاید نہین ہے یقین ہے کہ بعد میرے گل بستان حدیقۂ نبی نور چشم
بتول و علی باعث بقاے حیات مہدی آخر الزمان امام عالی مقام صلوٰۃ اللہ علیہ السلام ظہور فرمائینگے اور کفر کو اس جہان

دور کرینگے اور جملہ کفار کو قتل کرینگے مشرق سے مغرب تک اُنکا عمل ہوگا ہر ایک مسلمان اُنسے بیعت کریگا غرض خداوند عالم
نے شہنشہ جہان مہدی آخرالزمان کی ذات ستودہ صفات پر موقوف و منحصر رکھی ہے اور میری کشورستانی صرف اتنی ہی تھی
جو ہو چکی اے برادران نیک اطوار مین اسی کشورستانی کا شکر درگاہ خدا مین کر نہین سکتا المختصر صاحب قران ذیجاہ
فلک بارگاہ نے پہلے شاہزادگان مسطور کو رخصت کیا بعدہ شاہزادہ مرزبان کو مع شاہزادہ غوجان خلعت پر زر دیکر
رخصت فرمایا پھر شدید الشداد کو دیار بکر و ملک ربیعہ مرحمت کرکے مع منورہ بانو رخصت کیا اور الواح بن النوم کو شدید الشداد
جہان پہلوان کے ساتھ روانہ کیا بعد رخصت ہونے شدید الشداد کے شاہزادہ معز الدین ذوالفقار نے پنجاہ سلاح طلسمی جنکا
مثل و نظیر پردہ دنیا پر نہ تھا سمعاج اژدر در کو عنایت کرکے رخصت فرمایا اور حکومت دیار دیلم بنام سمعاج مسطور تحریر
کردی بعد جانے سمعاج اژدر در کے صاحب قران اکبر نے نجاشی شاہ حلبش کو ایک سو سلاح مثل شمشیر و خنجر وغیرہ جو بے مثل
و بے بدیل تھے دیے اور سیدی اسلم اور سیدی سالم کو کہ رفقائے دیرینہ نجاشی تھے ساتھ نجاشی شاہ حلبش کے
کردیا اور کئی شہر ممالک نجاشی شاہ حلبش سے سیدی اسلم و سیدی سالم کے نام مندرج فرمائے اُسوقت البطال زنگی
نے دست بستہ صاحب قران اکبر سے عرض کیا حضور خوب جانتے ہین کہ یہ عبد ذلیل کوئی اولاد نہین رکھتا لہذا چاہتا ہون
کہ حضور اسلم نوجوان کو میرے ہمراہ کردیجیے تاکہ یہ خاکسار ذرہ بمقدار اسلم نیک کردار کو اپنا فرزند تصور کرے شاہزادہ
معز الدین نے بموجب آرزوے البطال زنگی اسلم سعادت نشان کو ساتھ البطال مسطور کے کردیا بعد رخصت ہونے نجاشی
و سیدی اسلم کے البطال زنگی بھی مع اسلم و زنگاوہ زنگاری پوش بفوج و لشکر اپنے وطن کو گیا بعد رخصت ہونے البطال
زنگی کے صاحب قران اکبر نے سیدی مسعود و سیدی عبداللہ و سیدی سالم دیگر کو ممالک زنگبار یعنی سلطنت القیموس
زنگی مرحمت کرکے رخصت کیا اور اسپ جلیل الدین ذوالفقار کو ملک بیابین مسقطی عطا فرمایا اور علاوہ ملک مذکور کے ایکسو
سلاح نادر دیے اور آذر شاہ و سلطان شاہ و ملک النوبہ کو بھی ایک ایک سو سلاح تحفہ اور جواہر گران بہا دے کر سب کو
رخصت کیا ہر سہ شاہان مذکور اپنے اپنے ملک کو گئے بعد اسکے شاہزادہ معز الدین فلک وقار نے حکومت جبل علی و شہر فردوس
و جبل العدفا و قلال کوہ جملہ منازل طلسم ہیچ سیاع و اکثر مقامات طلسم ہیبتا کے جہان بنی آدم رہتے تھے اپنے بھائی عزیز القدر
شاہزادہ ابراہیم بن حیدر کو تفویض فرمائے اور حکمنامہ حکومت مسطور اپنے دستخط اور مہر سے مزین کرکے شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر کے حوالہ کیا اور اپنے سامنے تخت سلطنت فردوسیہ پر بٹھایا اور سلطان الملک ابراہیم خطاب دیا اور ابوالمکارم
ذیجاہ کو منصب وزارت دے کر سرفراز فرمایا اور مہیار زرافشان کو داروغگی شہر فردوسیہ عنایت فرمائی اُسوقت شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر نے عرض کیا کہ اے صاحب قران کشورگیر گردون سریر جب آپ بذریعہ عجائبات روان جملہ خاص و عام کو جو آپ سے
تعلق رکھتے ہین طلب کر سکتے ہین اور خود بھی اُنکے پاس جا سکتے ہین پس مین بھی چاہتا ہون کہ حضور مجھکو گاہ گاہ سرفراز فرمائین
اور کبھی اپنی خدمت فیض درجت مین طلب فرمائین شاہزادہ معز الدین ذیشان نے فرمایا اے برادر ذیجاہ تم بہر طور مطمئن رہو جب

ہم کسی بادشاہ قاف وغیرہ سے ملاقات کرینگے سب سے پہلے تم سے ملاقات کرینگے جب صاحبقران اکبر شاہزادہ ابراہیم
بن جنید سے عہد و پیمان کر چکے اور خاموش ہوئے اُسوقت عمران بن جنید نے عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار آپ پر ظاہر
و آشکار ہو کہ میرا کوئی پسر نہیں ہے جو بعد میرے وارث تاج و سریر سلطنت ہو لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ فرمان حکومت
ملک عمرانیہ میرے خویش سلطان ابو الحسن جوہر کے نام تحریر کر دیں شاہزادہ معز الدین نے بموجب ارادہ عمران
بن جنید اُسی دم فرمان حکومت شہر عمرانیہ بنام سلطان ابو الحسن جوہر لکھدیا الغرض بعد جانے شاہان مسطور کے شاہزادہ
معز الدین نے خدام کو حکم کیا کہ بارگاہ سلطانی کو لپیٹو اور ایک خیمہ مختصر استادہ کرو خدام حکم صاحبقران اکبر فی الفور بجالائے
صاحبقران عالی وقار خیمہ مذکور میں تشریف لائے اور جملہ مال و اسباب ہر سہ طلسم مع بارگاہ سلطانی ایکجا فراہم کر کے کنارہ دریائے
مسطور پر آئے اور کشتی پر سوار ہو کر جزیرے مخافت میں جسکا بیان قبل اسکے کیا گیا ہے پہنچے وہاں سید رکن الدین شہید نے فرمایا تھا
پہونچے اور ہر قسم کا طعام لذیذ تیار کرایا اور جملہ خاص و عام کو جو اُسوقت موجود تھے کھلایا اور نجیبی سید کی دعوت کی بعد ختم
کرنے جملہ مردان ہمراہی کے صاحبقران اکبر نے حکیم قسطالس الحکمت سے کہا اے استاد عالی وقار آج مجھکو یہی بہتر
اور مناسب معلوم ہوا کہ پہلے شاہان بیگانہ کو اُنکے ملک کی طرف روانہ کر دوں بعدہ موافق حکم و ہدایت اس جزیرہ میں مع
مال و اسباب طلسم آؤں اور یہاں قیام کر کے خاص و عام کی دعوت کر دلواؤں اے استاد عالی منزلت اگر میں پہلے شاہان ذیشان کو
رخصت نہ کرتا اور وہ اُسوقت یہاں موجود ہوتے اور جب مال و اسباب طلسم غرق ہوتا اور وہ دیکھتے تو مجھکو ایک طرح کی
شرمندگی ہوتی اسی وجہ سے میں نے اُسدن سید رکن الدین شہید سے مقدمہ سلاطین میں اجازت لی تھی اب مجھکو وہ
اسم بزرگ بتائیے کہ جس اسم کے پڑھنے سے موکل مع کشتی ظاہر ہو حکیم قسطالس الحکمت نے فرمایا اے شاہزادہ ذیوقار وہ
اسم جلیل یہ ہے یا من اعلم علیہ السموات والارض اس اسم بزرگ کو اتنی مرتبہ پڑھو موکل مع کشتی ظاہر ہوگا شاہزادہ
معز الدین نے اسم بزرگ مرقوم الصدر کو تعداد معینہ پڑھا بعد تمام ہونے اسم بزرگ کے پانی دریا کا بڑھنے لگا ہوا
تند چلنے لگی بعد دفع ہونے طوفان کے ایک پیر مرد مع کشتی اُس دریا سے ظاہر ہوا اور کشتی کو کنارہ دریا پر لایا شاہزادہ
معز الدین نے چند آلات حرب تو پہنے ویسے اور جملہ مال و اسباب طلسم کشتی مسطور پر رکھدیا اور اُسی موکل کے حوالہ کیا
اُسدم صاحبقران اکبر کی عجب کیفیت تھی کہ بوجہ کثرت رنج و ملال آنسو آنکھوں سے رواں تھے اور مثل ماہی بے آب
کنارہ دریا تڑپتے تھے اور جملہ خاص و عام بھی جو اُسوقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے بے اختیار رو رہے تھے جس وقت
جملہ مال و اسباب طلسم کشتی پر رکھدیا گیا وہ موکل کشتی کو درمیان دریا لیگیا اور کشتی کو مع اسباب ایک گرداب میں ڈبودیا
بعد ڈوبنے کشتی کے پھر ایک طوفان عظیم آیا اور ظلمت محیط عالم ہوگئی بعد دفع ہونے طوفان اور تیرگی کے صاحبقران اکبر و
مردان دیگر نے دیکھا کہ اُس موکل اور کشتی کا مطلق نشان نہیں ہے دریا اُسی طرح نظر آتا ہے - راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ معز الدین
نے اُسدن کثرت صدمہ و رنج سے قسم طعام وغیرہ سے کچھ نہ کھایا بلکہ شب کو بھی طعام تناول نہ کیا جب رات کو روتے روتے

صاحب قران اکبر سو گئے عالم خواب میں دیکھا کہ سید رکن الدین شہید تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران گیتی ستان تمھاری عقل و دانائی سے یہ بعید ہے کہ اس ادنے مال و اسباب کے واسطے اسقدر جو صدمہ کرو کہ آب و طعام ترک کر دو اے نور نظر لخت جگر اک دن ایسا آنے والا ہے کہ تمھاری متاع جان جسم خاکی لیجائیگی اُسدن کیا کرو گے انسان کو لازم ہے کہ بہر حال شکر رب ذو الجلال کرے اور ہر ایک صدمہ و ملال میں آب و طعام ترک نکرے اور راضی برضاے الٰہی رہے اے فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ یہ دنیا ایک سراے فانی ہے اور جو شے کہ اس دنیا میں ہے وہ بھی فانی ہے سواے خداوند عالم کے کسی کو ثبات اور ہمیشگی نہیں ہے پس مال و اسباب طلسم کے واسطے صدمہ نکرو اگر مال و اسباب طلسم تمھارے پاس بھی رہتا تو ایک روز ضرور تلف و ضائع اور برباد ہو جاتا ہمیشہ کسی طرح نہ رہتا اُس روز بھی تمکو اتنا ہی ملال ہوتا جتنا کہ آج ہوا اے فرزند صاحب دانش میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ بیکار رنج و صدمہ نکرو اپنے دل کو ہر حال میں خوش رکھو اگر تمکو جملہ مال و اسباب جو غرق دریا کیا ہے اور صحبتہاے گذشتہ کا دیکھنا منظور ہو تو فلان اسم جو گوشۂ لوح زمرد پر لکھا ہے اُسکو اتنی مرتبہ پڑھکر حجرۂ عجائبات روان میں جانا صحبتہاے گذشتہ مع مال و اسباب طلسمی تمکو اچھی طرح دکھائی دیگا اور اگر کوئی دوست تمھارا اُس صحبت گذشتہ سامان کے دیکھنے کا مشتاق ہو اور صحبت گذشتہ کے نظر آنے کا یقین نکرے تو اُسکو بھی ہمراہ اپنے حجرۂ تحفۃ الغرائب میں لیجانا اور کل کیفیت دکھا دینا سواے اسکے اگر تمکو کسی معشوق یا کسی بادشاہ سے ملاقات کرنا منظور ہو تو اُسی طرح ملاقات ہوگی جسطور سے تم اپنے والد کے پاس گئے تھے اور پھر بعد دفن سلطان اسمعیل اور تخت نشینی کے اُسی حجرہ میں جہان سے گئے تھے وہیں پھر چلے آئے اے نور نظر یاد رہے اگر انشاء اللہ کل تم ایک ایسی خبر فرحت اثر سنو گے کہ یہ رنج تمھارا اُس خوشی سے بدل جائیگا الحاصل سید رکن الدین شہید نصائح مرقوم الصدر کرکے تشریف لے گئے بعد تشریف لیجانے سید شہید موصوف کے صاحب قران ذیوقار ہوشیار ہوے اور اثر رنج و ملال مطلق اپنے دل پر نہ پایا وقت سحر صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے عالم خواب میں تشریف لانا سید رکن الدین شہید کا اور سمجھانا اور یہ کہنا کہ فردا ایک خبر خوش سنو گے جملہ ارشاد حرف بحرف بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت نے فرمایا اے صاحب قران گیتی ستان تمکو لازم ہے کہ سید رکن الدین شہید کے قول کو سچ جانو کیونکہ وہ خاصان خدا سے ہیں ضرور کوئی خبر خوش آج تم سنو گے ابھی حکیم قسطاس الحکمت شاہزادہ معز الدین سے باتین کر ہی رہے تھے یکایک ایک پیغامبر ناقہ پر سوار قصر اتفیر کی جانب سے جلد تر آیا اور خدمت صاحب قران اکبر میں حاضر ہو کر بعد ادائے مراسم دعا و ثنا عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ بلند اقبال بافضال ذو الجلال اسوقت ملکہ بیمثال خاتون خوش خصال ملکہ شمسہ تاجدار کے بطن سے فرزند خورشید دیدار پیدا ہوا ہے حکیم قسطاس الحکمت نے شاہزادہ معز الدین کو خوش ہو کر تولد فرزند کی تہنیت دی صاحب قران کشورستان یہ خبر مسرت نشان سنکے اسقدر مسرور ہوے کہ غنچہ دل شگفتہ ہو گیا اور حصول دولت اولاد سے صدمہ مال و اسباب طلسم دل سے بالکل دفع ہو گیا اُسوقت شاہزادہ معز الدین سے

حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ اس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا جائے حکیم قسطاس الحکمت نے بعد فکر فرمایا کہ اے صاحب قران کشورگیر گردون سریر اس مولود مسعود کا نام عزیز الدین رکھنا مناسب ہے صاحب قران اکبر بعد دریافت کرلینے نام فرزند دلبند کے اس جزیرہ سے مع حکیم قسطاس الحکمت و جملہ مردان ہمراہی جانب قصر اخضر بصد مسرت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ جملہ مردم کو بیرون قصر اخضر چھوڑکر داخل قصر اخضر ہوئے اور اپنے فرزند کو دیکھکر از حد خوش ہوئے اور بوجہ افراط مسرت و خوشی چالیس دن تک جشن خوشی کا حکم دیا اور جملہ نسوان پریزاد کو بھی پردۂ قاف سے طلب کیا خواتین پریزاد پردۂ قاف سے آئیں اور شریک جشن خوشی ہوئیں اور ہر ایک نے تولد فرزند کی صاحب قران اکبر کو تہنیت دی اگر اس جشن خوشی تولد فرزند صاحب قران کا مفصل سامان تحریر کیا جائے تو از حد طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ یہ جشن بھی مثل جشن عقد صاحب قران اکبر ہوا تھا بعد تمام ہونے زمانہ جشن کے جملہ خواتین پریزاد سوائے ملکہ روشنگہر صاحب قران اکبر سے رخصت ہوکر جانب پردۂ قاف گئیں اور صاحب قران کشورستان نے سامان سفر مہیا کیا اور اپنے وطن کے جانے کا ارادہ کیا اسوقت حکیم عبقرطوس جنی صاحب قران اکبر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم بھی آپ سے رخصت ہوتے ہیں شاہزادہ معز الدین نے ملکہ صبیح روشنگہر کو حکیم عبقرطوس جنی کے سپرد کیا اور بصد عزت و حرمت رخصت کیا بعد اسکے شاہزادہ معز الدین نے مع ملکہ شمسہ تاجدار و حکیم قسطاس الحکمت عالی وقار بشوکت و حشمت قصر اخضر سے کوچ کیا اور ایک منزل راہ طے کرکے قیام فرمایا اسوقت صاحب قران اکبر منزل پر پہونچے خیام بواسطے قیام استادہ ہوئے صاحب قران نے ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد پردہ داری داخل خیمہ کیا اور آپ بھی علحدہ ایک خیمہ میں آکر بیٹھے اسوقت ابوالحسن جوہر بھی صاحب قران کے پاس آکر بیٹھ گیا اسدم حکیم قسطاس الحکمت بھی ادھر خواستگار رخصت ہوئے اور صاحب قران اکبر سے کہنے لگے کہ اے شاہزادہ عالیوقار اب میں بھی اسوجہ سے تم سے رخصت ہوتا ہوں کہ اس عالم شیب میں کسی گوشہ میں بیٹھکر لیل و نہار عبادت پروردگار کروں اور حیات باقیماندہ کو ذکر خدا میں بسر کروں تمکو خدائے کارساز بندہ نواز کے سپرد کیا اگر پروردگار عالم نے چاہا اور حیات باقی رہی تو پھر ملاقات ہوگی اور اگر بحکم خدا پیام قضا آیا تو مجبوری ہے اے شہریار اسوقت میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ اگر میری مرنے کی خبر سننا تو میری روح کو ہدیہ ثواب سورۂ فاتحہ سے ضرور شاد کرنا ہر چند کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ پہلے کون دنیا سے ملک عدم میں جائیگا مگر میں باعتبار اپنی پیرانہ سالی کے کہتا ہوں اور ماشاء اللہ تم ابھی نوجوان ہو تمھاری زندگی کی امید ہے سوا اسکے اے صاحب قران گیتی ستان تمکو مناسب ہے کہ ملک مصر کو ضرور فتح کرنا اور اے ابوالحسن جوہر کیا عجب ہے کہ ملک مصر تمھاری کوشش اور سعی سے فتح ہو جب ملک مصر فتح ہو جائے بعد چند روز کے جامع مسجد میں نماز پڑھنا اور بعد نماز جمعہ منبر پر جانا اور بعد حمد و نعت جو اشخاص اس وقت موجود ہوں انکو امور نیک کی ہدایت کرنا اور اسی طرح جملہ خاص و عام کو ہر دم ممنوعات سے منع کرتے رہنا اور ترقی دین اسلام میں حتی الامکان کوشش کرنا سلطان ابوالحسن جوہر نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے فرمایا ہے انشاء اللہ الباقی

ہوگا حکیم قسطاس الحکمت صاحب قران اور ابو الحسن کو نصائح مسطور کرکے اُٹھے اور ارادہ جانے کا کیا صاحب قران اکبر
اُسوقت حکیم قسطاس الحکمت کی جدائی سے بہت روئے اور کہا ای استاد عالیوقار اب یہ فرمائیے کہ آپ سے کیونکر ملاقات
ہوگی مجھکو تو آپ کے مسکن سے آگاہی نہین ہے کہ بذریعہ عجائبات روان اکثر حاضر خدمت ہون ہان اگر آپ ہی ازراہ شفقت
بزرگانہ مجھکو سرفراز و ممتاز فرماتے رہینگے تو ملاقات ہوا کریگی حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ اے شہریار عالیوقار تم کسی طرح
بذریعہ عجائبات روان مجھ سے ملاقات کر نہین سکتے انشاء اللہ تعالیٰ مین فلان سال بیت اللہ واسطے حج کے جاؤنگا اگر تم بھی
واسطے حج کے آؤگے تو وہین ملاقات ہوگی شاہزادہ معز الدین نے کہا ای استاد عالی منزلت کچھ آپ میرے حالات آیندہ
سے بذریعہ علم رمل و نجوم وغیرہ خبر دیجیے کہ کیا ہوگا۔ حکیم صاحب نے فرمایا ای شہریار حال غیب سواے خدا کے کوئی نہین جانتا
حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر اور صاحب قران اکبر سے رخصت ہوکر جانب دشت روانہ ہوے اور چند قدم جاکر صاحبقران
اکبر کی نظر سے پوشیدہ ہوگئے صاحب قران اکبر نے شب اُسی منزل پر بسر کی علی الصباح بعد ادای نماز سحر پیش خیمہ آگے روانہ
کیا بعدہ خود بھی بشوکت و حشمت روانہ ہوے بعد قطع منازل چند شہر عمرانیہ مین داخل ہوے عمران شاہ اپنے داماد سلطان
ابو الحسن کی جانب سے نیابتہً حکومت کرتا تھا جسوقت خبر تشریف آوری صاحب قران ملک عمران نے سنی فی الفور واسطے
استقبال صاحب قران اکبر کے آیا اور اپنے ہمراہ بعزت و حرمت صاحب قران اکبر و ابو الحسن جوہر اور ملکہ
شمسہ تاجدار کو لیگیا اور ایک ایوان رفیع و وسیع مین مقیم کیا اور بڑے تکلف سے صاحب قران اور ملکہ شمسہ تاجدار
اور ابو الحسن جوہر کی دعوت اور ضیافت کی صاحب قران اکبر نے ایک شب وہان قیام فرمایا روز دیگر صاحب قران
ملک عمران سے رخصت ہوے اور ابو الحسن جوہر بھی ملک عمران سے رخصت ہوا اور بہنگام رخصت اپنی زوجہ خلدانہ
ماہرو کو اپنے ہمراہ لیا اور ہمراہ رکاب صاحب قران اکبر وہان سے روانہ ہوا صاحب قران ذیجاہ بعد قطع راہ قلاع
محکمات عالیات مین پہونچے اور ممالک قلاع محکمات عالیات مع قلاع یہود امیر محمد بن امیر جلیل الدین کو عطا فرمائے
اور قلاع نصارا امیر خلیل بن اسماعیل کے سپرد کیے اور خراج شاہی موافق قاعدہ قدیم معین کیا بعد انصرام ان امورات کے
صاحب قران اکبر بتجمل و حشم وہان سے بھی جانب وطن روانہ ہوے بعد قطع منازل جب قریب وطن پہونچے اور خبر
تشریف آوری صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ شہر افریقیہ مین مشہور ہوئی اُسوقت ابو الغرائب اور شاہزادہ [illegible]
مع دیگر امراے بعدیل و لطیر الفوج و لشکر کثیر برسم استقبال کئی منزل شہر کے باہر آئے اور صاحب قران کشور ستان
کا استقبال کرکے بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لائے مردمان شہر بھی جوق جوق گروہ گروہ بصد خوشی آئے اور شاہزادہ
معز الدین کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوے جسوقت صاحب قران اکبر شہر مین تشریف لائے حکم کیا کہ دربار سے خزانہ
وا کردیے جائین اور ہمارے سالکین و غربا و فقرا کو اسقدر زر دیا جاے کہ وہ انکار لینے سے کرین چنانچہ بموجب حکم شاہزادہ
عالیوقار اسقدر زر فقرا و غربا کو دیا گیا کہ وہ امیر کبیر ہوگئے صاحب قران عالیوقار ہمراہ ابو الغرائب و شاہزادہ [illegible]

بن اسماعیل وغیرہ کثرت مردم شہر و آراستگی شہر دیکھتے ہوئے داخل حرم سرا ہوئے خواتین حرم سرا میں اک شور تہنیت
بلند ہوا۔ ملکہ عالیہ خاتون اپنے فرزند کو دیکھکر از حد خوش ہوئیں زنان حرم سرا بعد بردہ داری درحرم سرا سے ملکہ
شمسیہ تاجدار ذیوقار کو درون محلسرا زر و جواہر سر پر نثار کرتی ہوئی لیگئیں ملکہ عالیہ خاتون کو ملکہ شمسیہ تاجدار نے تسلیم
کی ملکہ عالیہ خاتون نے ملکہ کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور زر سرخ و سفید سر ملکہ شمسیہ تاجدار پر نثار کیا اور معزالدین
کو دیکھکر بے اختیار خوش ہوکر اپنی آغوش میں لے لیا اور بہت پیار کیا بعد داخل محل ہونے ملکہ شمسیہ تاجدار کے
صاحبقران گیتی ستان حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزرا سے ذیوقار و امرا سے
نامدار نے نذریں دیں اور بکر ہر ایک وزیر و امیر نے تخت نشینی کی تہنیت دی شاہزادہ معزالدین نے بجاہ ہفتہ روز
جشن تخت نشینی کیا اور سریر سلطنت پر بیٹھکر عدل و انصاف اور غربا و مساکین کو زر دینا اختیار کیا اور ایسا عدل کیا کہ
مردم شہر عدل نوشیروان کو ظلم جاننے لگے اور اصطلاح شب و روز زر و جواہر فقرا و مساکین کو دینا شروع کیا کہ حاتم طائی کو بھلا دیا
شاہزادہ معزالدین کو بخیل سمجھنے لگے جملہ خاص و عام براحت و آرام بسر کرنے لگے ایک روز صاحبقران اکبر
اپنے والد کے مرقد پر گئے اور بہت روئے اور ثواب سورۂ فاتحہ روح مطہر سلطان اسمعیل کو بخشا اور قبر والد مغفور پر ایک
گنبد سنگ مرمر سفید کا نہایت بلند و وسیع و خوشنما بنوا دیا اور کئی سو قرآن خوان تربت والد پر واسطے قرآن پڑھنے
کے مقرر کیے اور بخوبی انتظام روشنی وغیرہ کا سامان کر دیا علاوہ اسکے خود بھی ہر پنجشنبہ کو قبر والد پر جاتے تھے اور ثواب سورۂ
فاتحہ سے اپنے والد مرحوم کی روح کو خوش کرتے تھے اور بعد فاتحہ خوانی بنا ربود آمد جانب تختگاہ تشریف لاتے تھے اور تخت
حکومت پر بیٹھکر مثل اپنے والد مرحوم کے عدل و انصاف کرتے تھے القصہ بقاعدہ مرقوم الصدر صاحبقران اکبر
بعدل و انصاف سلطنت کرتے تھے جب ایک برس بعیش و عشرت اور بحکومت و سلطنت گذرا امیر جلال الدین و امیر
مجاہد الدین و امیر سلطان و امیر جلیل وغیرہ نے شاہزادہ معزالدین عالیوقار سے عرض کیا کہ اب ہمکو بھی وطن جانے
کی اجازت ہو شاہزادہ بلند اقبال نے ہر ایک امیر عالیوقار کو خلعت دیا اور امیر محمد ذلقدر و امیر الجیوش اور امیرزادہ
سیف الدین دلاور کو امیر الجنود خطاب دے کر جملہ امیران مرقوم الصدر کو رخصت کیا بعد جانے امیران مسطور کے
صاحبقران اکبر کبھی پریزادان قاف یعنی ملکہ نوبہار گلشن افروز و ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبیح دلکشا و ملکہ
صبیح روشن گہر و ملاحت پری وغیرہ نسوان پریزاد کو بذریعہ تحفۃ الغرائب طلب کرتے تھے اور اُنکے ساتھ بعیش و عشرت
شب و روز بسر کرتے تھے اور کبھی آپ بھی بذریعہ عجائبات روان یا بدوش پریزادان بمثال پردۂ قاف میں جاتے تھے
اور خواتین ذلقدر سے ہم آغوش و ہم بستر ہوتے تھے اور گاہ جبل البلی اور عجائبات ارسطو میں برائے تفریح طبع تشریف
لیجاتے تھے اور خواتین قاف کو بھی طلب کرکے دو ایک ماہ تک اُنکے ساتھ بعیش و عشرت شب و روز بسر کرتے تھے
ایک مرتبہ قاف میں شاہزادہ جلیل الملک وغیرہ فرزندان آمدی کے پاس واسطے ملاقات کے گئے اور کئی دن تک

وہان رہے اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک دیو بدافعال شیطان خصال مسمی سمسال خوک پیشانی نے جسکا قد درازی مین پانسو گز سے کسیطرح کم نہ تھا بجمعیت کثیر دیوان نابکار و خونخوار ملک پسران جمہدی پر حملہ آور ہوا پسران جمہدی یعنی شاہزادگان پردہ قاف اُس دیو خبیث کے مقابلہ کو مع فوج ولشکر گئے اور اُس سے لڑے اور ہنگام شب جب لڑائی موقوف ہوئی خدمت صاحبقران اکبر مین حاضر ہوے وقت سحر پھر برائے مقابلہ دیو مذکور روانہ ہوے اور اُس دیو سے جاکر خوب لڑے اور کسیقدر زخمی ہوے جب وقت شام وہ دیو بدانجام مع دیگر دیوان خونخوار جنگگاہ سے چلا گیا لڑائی موقوف ہوئی شاہزادگان قاف ہرچند کہ زخمی تھے مگر بخیال جہانی و دعوت صاحبقران اکبر جنگگاہ سے خدمت صاحبقران گیتی ستان مین پہنچے صاحبقران اکبر اُنکو زخمی دیکھکر مستفسر ہوے جب شاہزادگان قاف نے حال جنگ و جدال شاہزادہ معزالدین بلنداقبال سے نہان کیا اُسوقت صاحبقران اکبر نے اپنے سر کی قسم دیکر پوچھا اُسدم شاہزادگان قاف نے تمام کیفیت مجبوری بیان کی صاحبقران اکبر حال جنگ و جدال سنکے شاہزادگان قاف سے نہایت رنجیدہ ہوکر شاکی ہوے اور فرمانے لگے کہ تمنے ہمکو اس حال سے کیون اطلاع نہ دی شاہزادگان قاف نے عرض کیا کہ بوجہ تکلیف و تصدیع حضور کے خبر نہین کی تھی اور سوا اسکے یہ بھی خیال کیا تھا اگر حضور کو اس جنگ و جدال سے آگاہی ہوگی تو ایکطرح کا رنج دل حضور کو ہوگا الغرض وہ شب بہزار دشواری صاحبقران اکبر نے بسر کی بعد نماز سحر صاحبقران اکبر نے سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ شاہزادگان قاف میدان مصاف مین تشریف لائے دیو سمسال خوک پیشانی بھی بغیظ و غضب میدان مین آیا اور صف دیوان خونخوار سے نکلکر پکارا کہ اے شاہزادگان قاف اگر دعوا بہادری ہے تو آؤ اور مجھسے مقابلہ کرو جسوقت صاحبقران اکبر نے اُس دیو طویل القامت کا یہ کلام سُنا شاہزادگان کو روککر خود اُسکے مقابلہ کو گئے اور طرفۃ العین مین بقوت صاحبقرانی اُس دیو خونخوار بلاے روزگار کو بضرب تیغ خاراشگاف دوٹکڑے کیا جسوقت وہ دیو کوہ پیکر دوٹکڑے ہوکر زمین پر گرا طبقات زمین ہل گئے میدان مصاف مین اُسکے خون کی ایک نہر جاری ہوگئی اُسوقت جملہ دیوان خونخوار نے بصد غضب صاحبقران اکبر پر حملہ کیا ادھر سے شاہزادگان قاف تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بمقابلہ دیوان خونخوار پہونچے اور اسقدر دیوان نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کیا کہ میدان جدال مین اُنکی لاشون کے انبار ہوگئے صاحبقران اکبر نے بھی ہزارہا دیوان خونخوار کو قتل کیا اور جوانان لشکر قاف نے بھی صدہا دیوان زشت خو کو قتل کیا آخر باقیماندہ دیوان نابکار تاب مقابلہ نہ لاکر جانب دشت و جبل گریزان ہوے راوی کہتا ہے کہ چند آلات حرب مانند شمشیر افعی اخضر و تیغ خاراشگاف وغیرہ شاہزادہ معزالدین بلنداقبال کے پاس باجازت سعید رکن الدین شہید موجود ہین اور تمام مال و اسباب طلسم غرق آب دریا ہوچکا ہے اور قبل اسکے مفصل حال اسباب طلسم تحریر کیا گیا ہے غرض وہی آلات حرب دیکار دیوان خونخوار و نابکار کے مقابلہ مین کام آتے ہین اسیطرح ایکمرتبہ سیقال شیر گلو کہ دیوان زبردست ابلیس پرست سے تھا اور بجمعیت دیوان خونخوار و نابکار ملک ملکہ نوبہار

حملہ آور ہوا تھا شاہزادہ معز الدین نے باقبال کردگار اس دیو نابکار کو تیغ مسطور سے قتل کیا اور ملکہ نوبہار کا [illegible]
کو شر دیوان ابلیس پرست سے بچایا اور علاوہ اسکے اکثر ملکوں اور مقاموں پر نسناس وغیرہ حیوانات موذیہ نے خروج کیا
اور شاہزادہ معز الدین ذوالوقار نے ان حیوانات کو بھی قتل کیا المختصر صاحبقران خوش اقبال ہر سال پردۂ قاف میں
جایا کرتے تھے اور ایک دو ماہ سلیمان قاف کے پاس رہتے تھے اور لطف بیحد و حظ وافر اٹھاتے تھے اور پھر چلے
آتے تھے ارکین سلطنت اور اعیان مملکت وغیرہ کو یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہزادہ معز الدین پردۂ قاف گئے ہیں بلکہ ہر ایک
یہ جانتا تھا کہ صاحبقران ذوالوقار طاعت پروردگار میں مشغول ہیں اور گوشۂ انزوا میں تشریف رکھتے ہیں اسی طرح
نو سال صاحبقران خوش اقبال نے بعیش و عشرت بسر کیے سال دہم جب صاحبقران ذوالوقار ملکہ نوبہار کے پاس
گئے تو عجب ملکہ نوبہار کا حال دیکھا کہ صاحبقران بے اختیار رونے لگے یعنی ملکہ نوبہار کو نہایت علیل اور رنجور دیکھا
ہرچند صاحبقران اکبر نے ملکہ نوبہار کا علاج کیا مگر کسی طرح صحت نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا یہانتک کہ ملکہ نوبہار
قریب المرگ ہوئی شاہزادہ معز الدین نے ابوالحسن جوہر اور ملکہ شمسہ تاجدار کو بھی اسواسطے بلوا لیا کہ ہنگام انتقال ملکہ
نوبہار گلشن افروز کو دیکھ لیں اور تعزیت میں بھی شریک ہوں الغرض ہرچند حکیم ابوالمحاسن اور حکیم اشتیجان نے
ملکہ نوبہار کا علاج کیا لیکن کچھ بھی ملکہ نوبہار کو دوا سے فائدہ نہوا آخر ملکہ نوبہار گلشن افروز نے اسی مرض مہلک میں رحلت
کی صاحبقران اکبر نے غم ملکہ نوبہار میں اپنا حال پریشان کیا اور بہت روئے آخر بگریہ و زاری دفن کیا اور زمانہ تعزیت ملکہ
نوبہار تک پردۂ قاف میں قیام کیا درمیان زمانہ تعزیت ملکہ نوبہار ایک رقعہ حکیم قسطاس الحکمت کا شاہزادہ معز الدین
کے پاس آیا صاحبقران اکبر نے اس رقعہ کو پڑھا حکیم قسطاس الحکمت نے صاحبقران اکبر کو لکھا تھا کہ اے شہریار آ
تمکو لازم ہے کہ پردۂ قاف میں آنے سے اجتناب کرو بلکہ اب پردۂ قاف میں آنا بالکل ترک کرو مجھکو ملکہ نوبہار کے بیمار
ہونے اور انتقال کرنے کا حال معلوم ہوا تھا لیکن بوجہ اعتکاف آنا میرا نہوسکا مجبور تھا اور اے شہریار اب صدمہ و رنج
ملکہ نوبہار نہ کرو اور صبر کرو جو منظور خدا تھا وہ ہوا صاحبقران اکبر نے رقعہ حکیم صاحب پڑھ کے رکھدیا اور اسی زمانہ
تعزیت ملکہ نوبہار میں بحکم خدا ملکہ صبیح دلکشا بھی بیمار ہوئی اور صاحبقران اکبر سے کہنے لگی کہ اے شہریار عالی وقار مجھکو
خواہر گرامی قدر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے انتقال کرنے کا اس درجہ ملال ہوا ہے اور میرے دل کو ایسا صدمہ سخت
پہونچا ہے کہ میں دفعۃً ایسی علیل ہوگئی ہوں کہ مجھکو اپنے صحت کی امید نہیں ہے عجب نہیں کہ جلد مر میں بھی راہی ملک بقا
ہوں پس اسوقت میں چاہتی ہوں کہ آپ میری ہر ایک تقصیر اور خطا کو معاف کردیں اور بعد میرے مرنے کے اے شہریار
مجھکو فراموش نہ فرمایئے گا کبھی کبھی میری تربت پر ضرور آیئے گا ثواب سورۂ فاتحہ سے میری روح کو شاد کیجیے گا
صاحبقران اکبر نے فرمایا اے ملکہ یہ کیسی باتیں کرتی ہو کیا کوئی بیمار نہیں ہوتا انشاء اللہ دو چار روز میں تمھارا مرض
دفع ہوجائیگا اپنی زندگی سے عبث مایوس ہوتی ہو ملکہ دلکشا نے کہا اے شہریار مجھکو یقین ہے کہ میں اس مرض سے جانبر

ہو گئی یہ کہکر اُسی حالت رنجوری مین صاحب قران اکبر وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے مکان مین آئی اور قریب ایک ماہ کے بیمار رہی صاحب قران اکبر پردۂ قاف سے اُسوقت ملکہ صبیح دلکشا کے پاس پہونچے کہ جب ملکہ صبیح دلکشا حالت نزع مین تھی بعد چند ساعت کے روبرو صاحب قران اکبر کے ملکہ دلکشا نے انتقال کیا صاحب قران اکبر نے بآہ و بکا ملکہ صبیح دلکشا کو دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ صبیح دلکشا کے صاحب قران گیتی ستان وغیرہ پردۂ قاف سے چلے گئے کیونکہ ایام تعزیت ملکہ نوبہار گذر چکے تھے - راوی کہتا ہے کہ بعد انتقال ملکہ صبیح دلکشا شاہزادہ معز الدین نے ملکہ روشنگوہر سے عقد کر لیا تھا اور دو سال کامل ملکہ مسطور کے ساتھ بعیش و عشرت بسر کیے یعنی صاحب قران ذیجاہ قلعہ یاقوت نگار مین تشریف لیجاتے تھے اور گاہ ملکہ روشنگوہر کو ملک افریقہ مین اپنے پاس بلاتے تھے اور کبھی ملاحت پری اور گوہر بزم افروز و رنگ افروز صاحب قران اکبر کی خدمت مین آتی تھین مگر بعد گذرنے دو سال کے ملاحت پری شاہزادہ معز الدین سے اجازت لیکر ملکہ نوبہار گلشن افروز کے مرقد پر بیٹھی اور چندے عبادت پروردگار کیا کی آخر بحکم خدا ملکہ نوبہار کی قبر پر بیمار ہوکے مرگئی اور وہین دفن ہوئی بعد انتقال کرنے ملاحت پری کے سلطان روح الملک نے بھی رحلت کی ملکہ ناطقہ روشن بیان بعد انتقال اپنے والد مرحوم کے تارک الدنیا ہوکر مزار والد مرحوم پر بیٹھی اور روز و شب عبادت و طاعت خالق کون و مکان کیا کی اور ایک برس قبل انتقال کرنے شاہزادہ معز الدین کے ملکہ ناطقہ روشن بیان نے بھی وفات پائی اور اسی طرح ملکہ روشنگوہر نے بھی انتقال کیا بعد مرنے ملکہ روشنگوہر کے گوہر افروز اور رنگ افروز کہ یہ دونون رازدار ملکہ روشنگوہر کی تھین مانند ملاحت پری شاہزادہ معز الدین سے رخصت ہوکر مرقد ملکہ روشنگوہر پر جو لحد زاہدہ خاتون کے متصل تھا بیٹھین اور عبادت پروردگار لیل و نہار کیا کین آخر ان دونون نے بھی انتقال کیا راوی کہتا ہے کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے قبل ایک سال انتقال شاہزادہ معز الدین ذیوقار کے اس دار فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا تھا اور جس سال مین کہ ملکہ ناطقہ روشن بیان نے وفات پائی تھی اُسی سال مین ملکہ روشنگوہر نے بھی انتقال کیا تھا اسیطرح شاہزادہ معز الدین عالیوقار کی وفات سے کئی ماہ قبل ملکہ شمسہ تاجدار کا انتقال ہوگیا الغرض مدت پانزدہ سال مین تمام نسوان پریزاد ازواج شاہزادہ معز الدین ذیجاہ نے یکے بعد دیگرے انتقال کیا اب سوائے ملکہ شمسہ تاجدار کے ازواج شاہزادہ معز الدین سے کوئی زندہ نہین ہے جب ملکہ شمسہ تاجدار بھی داخل فردوس برین ہونگی اُسوقت فقط ذات عالی صفات شاہزادہ معز الدین باقی رہجائیگی وہ بھی اسوجہ سے کہ ابھی ممالک مصر کو فتح کرنا ہے اور حج خانۂ کعبہ کرنا ہے اور حکیم قسطاس الحکمت سے ملاقات کرنا ہے اور افسانہ نگار کو منظور یہی ہے کہ مہم ممالک مصر کی وقت آخر شاہزادہ معز الدین عالیوقار کے نام سے تحریر ہو اور صفحۂ روزگار پر تا قیامت باقی رہے اور بعد احوال مہم ممالک مصر وغیرہ کے یہ مترجم بھی بلا سرائی سے فرصت پائے

اسلئے یہ مترجم خاکسار اور قلمبند کرتا ہے احوال فتح ممالک مصر اور حال دلیری سلطان ابو الحسن کو مہم

اور حال تشریف بری شاہزادہ معز الدین ذیوقار برائے حج خانہ کعبہ اور حال ملاقات حکیم قطاس الحکمت اور احوال انتقال ملکہ شمسہ تاجدار وغیرہ کا ترجمہ کرتا ہے

ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ صاحب قران کشور گیر گردون سریر نے جب ازواج کی تعزیت سے فرصت پائی کچھ دن بعد راحت بسر کیے پھر موافق وصیت والد مرحوم کے اور بموجب فرمانے حکیم قطاس الحکمت کے خیال فتح کرنے ممالک مصر کا کیا اور جلد فوج جمع کی جب لشکر جرار بہادران مغربی کا فراہم ہو چکا اسوقت صاحب قران اکبر نے لشکر مذکور برائے تسخیر ممالک مصر روانہ کیا کافور رخشیدی حاکم ممالک مصر نے خبر آنے لشکر جرار سطور کی سنکے قلعہ ہائے سرحد ملک مصر کو آلات حرب سے اسطرح آراستہ کیا تھا کہ جوانان لشکر مغربی کسی طرح سرحد تک جا نہ سکے اور کسی طرح ممالک مصر کو فتح نہ کر سکے اور صدہا قتل ہوئے آخر مجبور ولاچار ہوکر اور شکست کھاکر چلے آئے شاہزادہ معز الدین نے باردیگر لشکر کثیر جمع کرکے جانب ممالک مصر بھیجا لیکن مثل قبل اس مرتبہ بھی لشکر شکست کھاکر واپس آیا شاہزادہ معز الدین نے تیسری دفعہ فوج کثیر روانہ کی مردان فوج نے جاکر نہایت جانفشانی اور سعی کی لیکن ملک مصر کسی طرح فتح نہوا آخر مایوس ہوکر چلے آئے صاحب قران ذیوقار متواتر لشکر کے ضائع ہونے اور شکست کھانے سے از حد رنجیدہ ہوئے اور سلطان ابو الحسن جوہر سے کیفیت اپنے دل غمگین کی بیان کی اور اشکبار ہو کے ارشاد فرمایا کہ اے برادر عزیز از جان افسوس ہزار افسوس کہ بزرگان رہبر نے تمام مال و اسباب طلسمی دریا میں غرق کرادیا اور تمام مردان لشکر پردہ قاف وغیرہ کو رخصت کرادیا اگر اسوقت وہ لشکر ہوتا اور وہ مال و اسباب طلسم موجود ہوتا تو ممالک مصر کو ہمنے اتنک فتح کرلیا ہوتا اور یہ نوبت نہ پہنچتی خیر جو مقدر میں تھا وہ ہوا اخیندان ہمکو مال و اسباب طلسمی کا صدمہ نہیں ہے کہ وہ عارضی تھا لیکن بڑا رنج اسکا ہے کہ تھوڑی ہی مدت میں بخت بلند اور اقبال نے ہمسے روگردانی کی ایک زمانہ وہ تھا کہ برابر ہم فتحیاب ہوتے تھے اور ایک زمانہ اب یہ ہے کہ ہمیں کو متواتر شکست ہوتی ہے اے برادر ابو الحسن تمسے تو کچھ پوشیدہ نہیں ہے خوب جانتے ہو کہ تین بار ہمنے فوج بیشمار ملک مصر پر روانہ کی لیکن ہر مرتبہ فوج شکست کھاکر چلی آئی ہمکو کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ انجام اس آغاز کا کیا ہوگا سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشور گیر گردون سریر آپ بیکار رنج و افسوس کرتے ہیں افضال خدا سے آپکا اقبال اسی طرح ہے اور بخت بھی بدستور ہے لیکن خیالات حضور کے خلاف عقل ہیں کیونکہ فتوحات پردہ قاف اور مقدمات طلسم وہ اور تھے اور امورات جہاں کا انتظام دوسری طور سے ہوتا ہے ان فتوحات سے اور امورات دنیا سے کچھ نسبت نہیں آپ فتوحات گذشتہ کو مثل امورات دہر خیال نہ فرمائیں اور خیال ان معاملات کا بالکل دل سے دور کریں اور ان فتوحات اور مقامات کو مانند خواب کے خیال فرمائیں اے صاحب قران ذیجاہ فلک بارگاہ جو فتوحات ہنگام طلسم کشائی حضور سے ظاہر

ہوئے ہین مورخان دہر اُنکو بطریق فسانہ عجیب وغریب تحریر کرینگے اور اہل جہان افسانہ مذکور کو سُننکے یا پڑھ کے متحیر ہونگے اور اکثر مردم نادان افسانہ مسطور کو سُننکے کہینگے کہ یہ جھوٹ ہی شاہزادہ معز الدین نے ارشاد کیا اے برادر عزیز القدر جو کچھ تمنے کہا سچ ہی اور اب ہمکو بھی بعنایت پروردگار کسی شی کی خواہش نہین ہی کیونکہ بالطاف خالق کون ومکان ہمنے بخوبی تمام عیش کیا ہے اور فتوحات بھی متواتر کیے ہین اور کشورستانی مین مشہور جہان ہوچکے ہین مگر اب سوا فتح کرنے ممالک مصر کے اور کوئی حسرت اور آرزو دل مین نہین ہی ہم چاہتے ہین کہ موافق وصیت والد مرحوم کے ممالک مصر کو فتح کرین سلطان ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار مناسب یہی ہی کہ حضور وصیت سلطان اسمٰعیل مغفور کو بجالائین لیکن مصلحت خدا سے کسی فرد بشر کو آگاہی نہین ہی اور کوئی شخص سرنوشت سے ماہر نہین ہی کہ مقدر مین کیا لکھا ہی اور کیا ہوگا صاحبقران گیتی ستان نے فرمایا ہو اے برادر یہ تمنے کیا کہا کہ مناسب ہی سلطان اسمٰعیل مرحوم کی وصیت بجالانا ہمنے تو اپنے والد مغفور اور حکیم قسطاس الحکمت سے اقرار کیا ہی کہ ضرور ممالک مصر کو بحول قوة الٰہی فتح کرینگے اگر اب فتح کرنے ممالک مصر سے ہم باز آتے ہین تو روح والد مغفور ہم سے رنجیدہ وملول ہوگی اور جناب حکیم قسطاس الحکمت سے بھی ہمکو شرمندگی حاصل ہوگی اور اہل دنیا ہمکو کیا کہینگے لیکن ہم اپنے دست وپا مین اتنی قوت وطاقت نہین پاتے ہین کہ خود ممالک مصر کو بقوت بازو فتح کرین کیونکہ صدمہ ورنج ملکہ نوبہار گلشن افروز سے ہمارا عجب حال ہی غنچہ دل پژمردہ ہوگیا ہی اور دست وپا گشت رنج سے سوکھ کر صورت خار ہوگئے ہین ہرچند کہ ملکہ نوبہار کو گلشن دنیا سے گئے ہوئے زمانہ تین سال کا ہوا لیکن ابتک گل عارض ملکہ نوبہار پیش نظر ہین ہردم مسکراتا اُس غنچہ دہن کا یاد آتا ہی ہرچند ہم قصد کرتے ہین کہ تصور ملکہ نوبہار کا نکرین مگر کسی طرح ممکن نہین غرض اسی صدمہ جانکاہ کی وجہ سے ہمنے اکثر امورات سلطنت کیطرف توجہ کم کردی ہی اگر صدمہ ملکہ نوبہار سے ہمارا یہ حال نہوا ہوتا تو ہم خود ممالک مصر کو جاکر فتح کرتے مگر اب مجبور ہین بالکل قوت دست وپا مین نہین ہی اے برادر اگر تمھارے نزدیک بہتر اور مناسب ہو تو بادیدۂ لاچاری ہم ایسے حال مین ہین واسطے فتح ممالک مصر کے جائین اور حتی الامکان ممالک مصر کو فتح کرین اور اگر کسی طرح ملک مصر فتح نہو تو کافور اخشیدی سے جنگ کرکے قتل ہوجائین دنیا سے جانب ملک عدم سرخرو جائین ابو الحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان مجھکو خوب یاد ہی کہ جناب حکیم قسطاس الحکمت نے آپ کو منع کیا تھا کہ ممالک مصر پر لشکر لیکر خود نہ جانا اور مجھ سے فرمایا تھا کہ تو ممالک مصر کے فتح کرنے مین کوشش کیجیو پس آپ جانب ممالک مصر تشریف نہ لیجائین بیکار تکلیف نہ اُٹھائین یہ خاکسار ذرہ بیمقدار برائے جان نثاری اور سرفروشی موجود ہی انشاء اللہ تعالیٰ کے بمدد اقبال حضور جلد تر ممالک مصر کو جاکر فتح کریگا اور بعد فتح کرنے ممالک مصر کے حضور کو فتح ممالک مصر سے اطلاع دیگا اُسوقت حضور کو مناسب ہی کہ تخت ممالک مصر پر تشریف لاکر جلوس فرمائین مگر فی الحال یہ خاکسار حضور کو کسی طرح جانب ممالک مصر جانے نہ دیگا جب صاحبقران گردون وقار نے ابو الحسن جوہر کی یہ تقریر سُنی اُسی دم ایک فوج کثیر کہ جسمین دست سے جوانان تیغ زن

صف شکن و پہلوانان بیمثال رستم خصال تھے ہمراہ سلطان ابو الحسن جوہر کے کرکے روانہ کیے جب ابو الحسن نامدار مع
لشکر جرار قریب سرحد ملک مصر پہونچا اُسوقت کافور اخشیدی بجمعیت دہ ہزار پیادہ و سوار سلطان ابو الحسن کے مقابلہ کو آیا
اور بمقام حرمائن میں فروکش ہوا سلطان ابو الحسن جوہر بھی مع لشکر اُسی جگہ قیام پذیر ہوا اُسی روز کافور اخشیدی نے
سلطان ابو الحسن کو نامہ لکھا اور ایک قاصد کے ہاتھ ارسال کیا عبارت اُس نامہ میں یہ مندرج تھی کہ اے برادر شاہ جعفر
ہوتا ہے کہ میرے نور نظر لخت جگر جمشید کے قتل کرنے سے تمہارے دل کو قرار نہیں آیا اور تسکین قلب نہیں ہوئی اور
وہ دشمنی ابتک تمہارے دل سے نہیں گئی ہے کئی مرتبہ میرے ملک پر لشکر کشی کر چکے ہو اور لشکر ذلت اُٹھا کر چلا گیا ہے اب
تم لشکر لیکر یہاں آئے ہو اور آمادہ جنگ و جدال ہو میں بھی بہادری اور دلاوری میں مشہور عالم ہوں بڑے بڑے
سلاطین جہان مجھ سے مقابلہ و تبادلہ کر نہیں سکتے تمہاری کیا حقیقت ہے میرے لشکر کا ہر ایک جوان رستم خصال ہے
ہنگام مقابلہ دیکھ لینا کہ کیونکر تمکو اور تمہارے لشکر کو تہ تیغ کیا اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو چلے جاؤ اور مجھ سے مقابلہ
نہ کرو ورنہ اسطرح قتل ہوگے کہ مرغان ہوا تمہارے حال پر افسوس کرینگے جسوقت نامہ مسطور قاصد مذکور نے سلطان
ابو الحسن جوہر کو آکر دیا اور ابو الحسن نے اُس نامہ کو تمام و کمال پڑھا بقہر و غضب کافور اخشیدی کو نامہ کے جواب
میں کہلا بھیجا کہ اے کافور اگر تو مذہب اسلام رکھتا ہے تو تجھکو لازم ہے کہ اپنے پسر نابکار کے قتل ہو جانے سے خوش ہو
اور خداوند عالم کا شکر کر کہ وہ نابکار داخل نار ہوا اگر وہ ملعون ابتک بقید حیات ہوتا تجھکو بھی مجرم دین اسلام لاکلام ترک
نہ رکھتا اور اے کافور اخشیدی یہ تجھکو یقین ہے کہ تو نے اپنے ہلاک ہونے کے خوف سے اُس ملعون کو اپنے پاس سے
جدا کر دیا تھا مگر پروردگار عالم کا شکر ہے کہ وہ نابکار مع خدا نشناسوں دیوشمار دوزخ میں گیا اب تجھکو اور ہر اہل دین کو
شکر کرنا لازم ہے کیونکہ مخلوق خدا نے اُس مردود کے شر سے رخصت پائی ہر ایک اہل اسلام کو شاہزادہ معز الدین کا بھی
کا شکر کرنا لازم ہے علاوہ اسکے جواب دیگر یہ ہے کہ اب خداوند عالم نے شاہزادہ معز الدین ذیجاہ کو رتبہ عالی مرحمت فرمایا ہے
جملہ شاہان روے زمین فرمانبردار اور خراج گذار صاحب قران نامدار کے ہیں سوا اسکے صاحب قران اکبر کی پیشین
منسوب ہیں پس حکومت ملک مصر میں بھی صاحبقران اکبر کی ہونی چاہیے اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو
فرمانروائی مصر سے ہاتھ اُٹھا اور سکہ اور خطبہ صاحب قران اکبر کے نام نامی سے ملک مصر میں جاری کر دے میں
تجھسے اقرار یہ کرتا ہوں کہ صاحب قران کشور گیر کی دولت سرمدی سے عرض کر کے تجھکو خلعت نیابت کا دلوا کر دوبارہ
فرمانروائی ملک مصر پر سرفراز کرا دونگا ورنہ بہت جلد تو اور تیرا لشکر پامال سم اسپان لشکر نصرت اثر ہو جائیگا اور
نام و نشان تیرا اور تیرے لشکر کا صفحہ روزگار پر باقی نہ رہیگا اگر کوئی خاک بھی چھانیگا تو پھر تیرے گوشت اور استخوان
کا ایک ریزہ بھی نہ پائیگا۔ القصہ جسوقت یہ پیام ابو الحسن جوہر من وعن قاصد تیز رو سے کافور اخشیدی نے سنا
از حد برہم ہوا اور بقہر و غضب طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جسوقت فوج کافور اخشیدی میں طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی

اورابوالحسن جوہر نے سنی اُسوقت ابوالحسن نے بھی اپنے لشکر ظفر اثر مین طبل جنگ بجوایا شب کو جوانان لشکر نصرت نشان
نے آلات حرب کی بخوبی درستی کی اور شوق جنگ مین ہر ایک جوان سحری تک اپنے اپنے بستر پر آرام بھی نہ کیا اور
ہر ایک دلاور بیدار رہا ادھر فوج کافور اخشیدی مین شب بھر عجیب کیفیت رہی اکثر جوانون کو خوف جنگ سے تپ
آگئی بعضون کو دست آنے لگے بہت سے نامرد باہم کہنے لگے کہ ہمنے نوکری جان دینے کے واسطے نہین کی ہے
فقط اپنے اور اپنے اہل وعیال کے بسر اوقات کے واسطے ملازم ہوکر تلوار کمر سے باندھ لی ہے ہمکو حریف سے
لڑنے کا طور معلوم بھی نہین کیونکہ کبھی باپ دادانے ہمارے چاقو بھی گھر مین نہین رکھا اور نہ کسی سے لڑے اور
اگر کبھی کسی سے کچھ تکرار بھی ہوئی تو سر کو جھکا دیا اور کہا کہ اے بھائی جسقدر تیرا دل چاہے جوتے لگا لے ہم کسی طرح
تجھ سے لڑ نہین سکتے ہیں ہم بھی انھین کے فرزند ارجمند ہین بیٹا وہی لائق ہے جو اپنے باپ کے قدم بقدم ہو ہم
تلوار کا لگانا کیا جانین باپ کی طرح سے کبھی چاقو بھی اپنے پاس نہین رکھا لڑنا تو کجا اگر کبھی کسی نے کسی جانور کو
ہمارے سامنے حلال کیا اور ہمنے اُسکا خون دیکھا فی الفور ہمکو غش آگیا زمین پر گر پڑے بڑی دیر کے بعد ہوش آیا بمشکل
اپنے گھر گئے بسبب خون دیکھنے کے کئی ماہ تک تپ آیا کی آخر بمشکل تمام اچھے ہوے اور یہان تو صبح کو ہر طرف کشتون کے
انبار ہونگے یہان کی زمین مردمان لشکر کے خون سے رنگین ہوگی بلکہ جوے خون جاری ہوگی بھلا یہ رنگ کاہیکو دیکھا جائیگا
علاوہ اسکے اگر کسی ظالم نے ہم پر بھی ایک ہاتھ تلوار کا بقہر وغضب لگایا تو بلا سے بڑا غضب ہوا مفت جان گئی اہل
وعیال ہمارے بے موت مر گئے اس سے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ایسی نوکری سے دست بردار ہون اگر زندہ رہینگے تو
رزاق مطلق صبح سے تا شام رزق ضرور دیگا اگر ہمکو اسوجہ سے کہ میدان جنگ سے بھاگ آئے نامرد اور بودا جانکر
کوئی نوکر نہ رکھیگا تو نہ رکھے ہم ایک کوڑی ہر دوکاندار سے بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرینگے مگر یہان اب گھڑی بھر بھی
توقف نہ کرینگے غرض یہ گفتگو وہ زشت خو باہم کرکے میدان جنگ سے شب تیرہ و تار مین چھپکر اپنے اپنے مکان چلے گئے
اور بعض نے جلدی سے اپنے مکان کے دروازے کو بند کر لیا جورو اور لڑکون سے اپنے بھاگ آنے کی کیفیت بیان
کی اہل وعیال نے کہا تمنے بڑی دانائی اور عقلمندی کی خوب کیا بھاگ آئے یہی مناسب تھا المختصر جسوقت شاہ خاور نے
مشرق سے خروج کیا اور شاہ انجم سپاہ تاب مقابلہ نہ لاکر مع لشکر کواکب پوشیدہ اور پنہان ہوا دلاوران جنگجو اور
بہادران نیکخو اپنے اپنے بستروں سے اُٹھے اور آلات حرب با اشتیاق جنگ اپنے تنون پر آراستہ کیے اور مسلح اور مکمل
ہوکر روبرو ابوالحسن جوہر آئے اور میدان مین صفین باندھکر آداب وتسلیم بجالائے اور منتظر حکم جنگ رہے ادھر
کافور اخشیدی بھی بیدار ہوا اور گھبرا کر فرش خواب سے اُٹھا اور خیمہ کے باہر آکر مردم لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا جسقدر
کہ مردمان تھے سب نے موجب حکم کافور اخشیدی زرہ پہنی اور خود آہنی سر پر رکھا اور ہتھیار لگائے کافور اخشیدی نے
جو مردم فوج کا شمار کیا تو بہت سے آدمیون کو نہ پایا ہر چند غیظ آیا مگر ضبط کرکے اور لشکر کو لیکر میدان مصاف مین آیا اور

صف آرا ہوا جانبین کے نقیبون نے نقابت کی دلاوران جانبین فرط شجاعت سے جھومنے لگے اور بار بار قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناگاہ صفوف لشکر کافور اخشیدی سے قیصوم زنگی مثل مار سیاہ یعنی پیچ و تاب نکلا اور کافور اخشیدی سے اجازت میدان کارزار لیکر میدان رزم مین آیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اسطرف سے امیر جلیل الدین سلطان ابو المحسن جوہر سے اجازت عرصۂ مصاف لیکر قیصوم زنگی کے سامنے آئے قیصوم زنگی نے امیر جلیل الدین کے سینۂ بے کینہ کو تاک کے نیزہ لگایا امیر موصوف نے اپنے تمکین نیزہ قیصوم سے بچاکر اُسپر بھی وار نیزہ کا کیا اُسنے نیزہ کو نیزہ پر روکا دونون نیزے ٹوٹ کر بیکار ہو گئے اسوقت قیصوم زنگی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچکر امیر جلیل الدین کے سر پر وار کیا امیر جلیل الدین نے تلوار کو سپر پر روکا اور تیغ تیز کھینچکر قیصوم زنگی کی کمر پر وار کیا ہرچند قیصوم زنگی نے تیغ کو سپر پر روکا مگر تیغ آبدار سپر کو دو ٹکڑے کر کے کمر پر اسطرح پڑی کہ قیصوم دو ٹکڑے ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا اور فی الفور تڑپ کر مرگیا اسی صورت سے امیر جلیل الدین نے چار پہلوان زنگی نامی و نامور قتل کیے جب شاہ خاور خود جنگ بہادران سے لرزان اور ترسان جانب غرب گرم رو ہوکے پوشیدہ ہوا اور شاہ انجم سپاہ تخت زیر فلک پر رونق فزا ہوا کافور اخشیدی نے طبل بازگشت بجوایا اور میدان رزم سے محزون و ملول اپنے خیمہ مین آیا اور مردان لشکر بھی راحت پذیر ہوئے ادھر سلطان ابو المحسن جوہر بھی مع امیر جلیل الدین و جملہ دلاوران میدان نبرد کے شاد و خرم عرصۂ رزم سے اپنے مقام قیام پر آیا اور امیر جلیل الدین کی بہادری و دلیری کی تعریف کرنے لگا اکثر دلاورون نے آلات حرب اپنے جسم سے جدا کیے اور اکثر بہادر بحکم سلطان ابو المحسن جوہر بخوف شبخون حفاظت لشکر کرنے لگے مشعلین اور مہتابین روشن کی گئین دلاوران دیگر بعد اکل و شرب آشنائے بستر خواب ہوئے لیکن کافور اخشیدی جو میدان مصاف سے گیا اسکو خواب نہ آیا اور بخیال انجام کارزار نہایت متردد اور متفکر رہا اور اکثر مردان فتح کو واسطے طلایہ کے لشکر مقرر کیا آخر وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ظاہر ہوئے مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے خسرو انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سُنکے مع لشکر کثیر انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور بشوکت و خطر مشرق سے ظاہر ہوکر جلوہ آرائے سریر سپہر چہارم ہوا ظلمت شب کافور ہوئی روشنی مہر سے دنیا پر نور ہوئی جملہ بہادران مغربی بیدار ہوئے اور بحکم سلطان ابو المحسن جوہر مسلح ہوکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے ادھر سے کافور اخشیدی بھی بجمعیت پیادہ و سوار بمیدان کارزار مین آیا میمنہ و میسرہ لشکر کو درست کیا اور خود قلب لشکر مین قیام پذیر ہوا میدان مصاف خس و خاشاک وغیرہ سے پاک و صاف کیا بعد اسکے دونون جانب نقیبون نے بہ آواز بلند جیسے شہنائی جہان تمام کی کہا کہ اے دلاوران میدان کارزار و اے بہادران یکتائے روزگار آج کا دن نام کرنے کا ہے سامنا اور مقابلہ حریف خونخوار کا ہی لازم ہے کہ وہ نبرد ایسی میدان مصاف مین کرو کہ روح رستم و اسفندیار کی تمہاری کارزار دیکھکر شرمندہ اور متعجب ہون اور قدم آگے بڑھاکر پیچھے نہ ہٹنے ورنہ دلاوران جہان مین تمہارا شمار نہوگا دلاوران طرفین کو تقریر مذکور نقیبان قوی بنیاد

سنکے جوش شجاعت ہوا اور اول طرفان زنگی کہ پہلوان بیمثل و بے نظیر تھا صف لشکر سے مانند پیل مست جھوم کر نکلا اور کافور اخشیدی سے اجازت میدان مصاف لیکر میدان نبرد مین آیا



اور بآواز بلند پکارا کہ جسکو سیر ملک عدم منظور ہو آکر مجھ سے مقابلہ کرے بہادران اسلام اسکی شکل مہیب اور تن و توش کو دیکھکر متحیر ہوئے اور کسی نے اس سے مقابلہ کرنیکا قصد نہ کیا آخر امیر جلیل الدین سلطان ابو الحسن جوہر سے اجازت میدان کارزار لیکر اس زنگی کے سامنے گئے اور بڑی دیر تک شمشیر و تیر اس پہلوان نامدار سے مصروف جنگ رہے آخر زخمی ہوکر اپنے لشکر مین چلے آئے طرفان زنگی نے پھر بصداے بلند کہا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو میرے روبرو آوے اور طرفان زنگی سنکے کئی بہادر متواتر گئے اور قتل ہوئے اسوقت سلطان ابو الحسن جوہر نے خیال کیا کہ طرفان زنگی ایک پہلوان زبردست ہے ایسا نہو کہ اور چند دلاوران مغربی اسکے ہاتھ سے قتل ہون اور جملہ بہادران لشکر بیدل ہو جاین یہ خیال کرکے خود اس سے مقابلہ کرنیکو چلا ہر چند دلاوران لشکر نے عرض کیا کہ آپ واسطے مقابلہ کے تشریف نلیجائین غلام واسطے سرفروشی اور جان نثاری کے موجود ہین مگر سلطان ابو الحسن نے کہنا انکا نمانا اور طرفان زنگی کے عارض پر بلا تامل ایک طمانچہ مارا طرفان زنگی سلطان ابو الحسن جوہر کی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت برہم ہوا اور تیغ تیز کھینچکر سلطان ابو الحسن جوہر کے سر پر لگائی سلطان ابو الحسن جوہر نے شمشیر طرفان زنگی کو اپنی تلوار پر روکا اور بعجلت تمام ایک تلوار ایسی لگائی کہ مع سوار و مرکب چار ٹکڑے ہوے کافور اخشیدی قتل ہونے سے طرفان زنگی کے از حد ملول ہوا کیونکہ طرفان زنگی کے برابر لشکر کافور اخشیدی مین کوئی پہلوان اور بہادر نتھا علاوہ اسکے طرفان زنگی کافور اخشیدی کے لشکر کا مقدمۃ الجیش بھی تھا غرض کافور اخشیدی نے اسی رنج اور صدمہ طرفان زنگی مین اپنی فوج کو جنگ مغلوبہ کا

حکم

حکم دیا فوج کافور لشکر ابو الحسن پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی بحکم ابو الحسن جملہ دلاوران مغربی تلوارین کھینچکر بڑھے اور فوج کافور اخشیدی مین در آئے تلوارین چلنے لگین بہادرون کی طبیعت تیغزنی سے بہلنے لگی دلاوران جانبین عروس اجل سے ہم آغوش ہونے لگے جانبین معرکہ جنگ مین کھیت رہنے لگے بہادرون کے تن پر گھاے زخم شمشیر و تیر کھلنے لگے ارمان دلی اکثر دلاورون کے خاک مین ملنے لگے پہلوانان نامی خلعت شہادت سے سرفراز ہونے لگے دلاوران بیشمار زخم تیر و تبر تن پر کھاکر بہادرون مین ممتاز ہونے لگے جوانان جنگجو میدان مصاف سے سفر ملک عدم کرنے لگے زنگیان خونخوار و نابکار زخمی ہوکر زمین پر گرکے مرنے لگے خون بہادران جانبین سے رشک لالہ زار زمین ہوئی اور کثرت خونریزی دلاورون سے سر اسر زمین میدان جنگ رنگین ہوئی کسی دلاور نے اپنے حریف کو شمشیر آبدار سے ہلاک کیا کسی بہادر نے اپنے دشمن کو پیوند خاک کیا کشتون کے میدان نبرد مین جابجا انبار ہوے جوانان مصر بھاگنے پر آمادہ اور تیار ہوے آخر کافور اخشیدی اپنے باقیماندہ لشکر کو لیکر بھاگا سلطان ابو الحسن جوہر نے مع اپنے لشکر کے ہر چند اسکا تعاقب کیا مگر کافور اخشیدی نے مع اپنے باقیماندہ فوج کے داخل مصر ہوکر جلد فصیل و برج شہر مصر کو آلات حرب سے خوب آراستہ کیا اور خندق کو جو گرد شہر تھی پانی سے مملو کر دیا سلطان ابو الحسن بھی مع لشکر قریب خندق جلد تر پہونچا اور چہار جانب سے شہر مصر کو گھیر لیا اور حوالی مصر پر قابض و متصرف ہوا اور راہ آمد و رفت بالکل بند کر دی کافور اخشیدی جب بھاگ کر ملک مصر مین داخل ہوا اُسی دن سے بخوف ابو الحسن جوہر بقسمت پروردگار ایک ایسے مرض مہلک مین مبتلا ہوا کہ صحت اُسکو نہوئی اور دو ہی روز مین جانب ملک عدم گیا بعد مرنے کافور اخشیدی کے چند روز ارکان سلطنت و اعیان مملکت مصر نے شہر مصر کو ابو الحسن کے یورش سے بچایا جسوقت غلہ وغیرہ ملک مصر مین نرہا اور ساکنان مصر کثرت گرسنگی سے مرنے لگے اور تمام زن و مرد نالہ و فریاد کرنے لگے اسوقت سرداران ذیوقار و نامداران مانند محمود سلیم زنگی و مقیم زنگی کے دست بستہ خدمت سلطان ابو الحسن جوہر مین حاضر ہوکر پناہ کے طالب ہوے اور فرمانبرداری کا عہد کیا سلطان ابو الحسن جوہر نے ہر ایک سردار عالیوقار کی جان بخشی کی اور موافق رتبہ اور مرتبہ کے ہر ایک سردار کو خلعت و انعام عنایت کیا بعد اسکے ابو الحسن جوہر ملک مصر مین داخل ہوا اور تخت حکومت مصر پر بنیا جہ جلوس کیا اور جملہ خاص و عام ملک مصر کو طلب کرکے علی قدر مراتب خلعت و انعام سے سرفراز و ممتاز کیا بعد اسکے بروز جمعہ جامع مسجد مین جاکر بعد پڑھنے نماز کے منبر پر گیا اور بعد اسکے بلند باسم شاہزادہ معز الدین عالیوقار خطبہ پڑھا بعد پڑھنے خطبہ کے بموجب ارشاد حکیم فسطاس الحکمت جو مردم اسوقت مسجد مین موجود تھے اُنکو نصیحت کی بعد اسکے منبر سے اُتر گئے اور دو رکعت شکر پڑھکے جملہ علماے مصر کو انعام وافر دیا اور غربا اور مساکین کو بھی زر عنایت کیا اور مسجد سے نکل کے ملک مصر کی رونق اور زینت دیکھتا ہوا محل سلطانی مین گیا اور محل شاہی سے بر آمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور سکہ بنام شاہزادہ معز الدین کشورگیر گردون سریر ملک مصر مین جاری کیا اور توڑے زر سرخ و سفید سکہ رائج الحال کے اور عرضی کہ جسمین حال فتح ملک مصر وغیرہ مرقوم تھا

بدست قاصد بخدمت شاہزادہ معز الدین ذوالوقار کے روانہ کیے قاصد نامدار کو قطع راہ کرکے جدہ مین پہونچا کیونکہ صاحب قران اکبر
اسوقت جدہ مین تشریف رکھتے تھے بعد بجالانے دعا و ثنائے سلطانی کے قاصد نے عرضی ابوالحسن جوہر کی صاحبقران اکبر
کو دی اور سکہ رائج الحال بھی پیشکش کیے صاحب قران گردون سریر کشور گیر عرضی سلطان ابوالحسن جوہر پڑھکر اور سکہ مذکور
دیکھکر از حد خوش ہوئے چونکہ عرضی مذکور مین سلطان ابوالحسن جوہر نے بعد حال فتح مصر یہ بھی لکھا تھا کہ اے شہریار
گردون وقار آپ ملک مصر مین تشریف لائیے اور تخت مصر پر جلوس فرمائیے پس موافق تحریر ابوالحسن جوہر صاحبقران اکبر
بعد بجا آوری شکر پروردگار اسی دن جانب ملک مصر بخدم و حشم مع مادر گرامی قدر ملکہ عالیہ خاتون اور ملکہ شمسہ تاجدار
روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب مصر پہونچے سلطان ابوالحسن جوہر خبر تشریف آوری صاحب قران اکبر سنکے مع ارکین
سلطنت و اعیان مملکت برائے استقبال شہر مصر سے باہر آیا اور صاحب قران گیتی ستان کو بتکریم و تعظیم ملک مصر مین لیگیا
صاحب قران ذوالوقار نے تخت حکومت مصر پر جلوس فرمایا اور رعایائے ملک مصر کو زر کثیر مرحمت کیا بعد کئی دن کے صاحبقران
گیتی ستان نے ابوالفتح کو کہ ایک امیر ذوالوقار و نامدار تھا نیابۃً تخت مصر پر بٹھایا اور آپ مع سلطان ابوالحسن جوہر بشان و
شوکت راہ صحرا سے واسطے حج خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے اور بعد قطع منازل غرہ ذی الحجہ کو کعبہ مین پہونچے اور ایک ایوان عالی
مین مقیم ہوئے روز حج صاحبقران گردون وقار مع سلطان ابوالحسن عرفات پر گئے اور ارکان حج بجالائے اور بعد طواف
حرم شریف سلطان ابوالحسن جوہر سے فرمانے لگے کہ اے برادر وافر تمیز حیف ہے حسرت ہے کہ استاد نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ
ہم خانہ کعبہ مین تجھکو ملینگے مگر اب تک جناب حکیم قطاس الحکمت کو مین نے نہین دیکھا شاید کسی وجہ سے تشریف نہین لائے
سلطان ابوالحسن جوہر نے عرض کیا کہ اے شہریار عالیوقار مجھکو خوب یاد ہے کہ حکیم قطاس الحکمت نے اقرار کیا تھا
کسی سبب سے تشریف نہ لائے ہونگے کیا عجب ہے کہ سال آئندہ مین تشریف لائین صاحب قران گیتی ستان نے فرمایا
اے برادر ذیقدر اگر امسال حکیم قطاس الحکمت سے ملاقات نہوئی تو پھر نہوگی کیونکہ ہر سال ہر ایک معاملہ مین آلا اسباب مشکل ہے
صعوبات سفر کا مین متحمل نہین ہر چند کہ افضال خدا سے مین صاحب شوکت و حشمت ہون مگر جو راحت دل کو اپنے وطن
مین ملتی ہے سفر مین نہین ملتی علاوہ اسکے مجھکو استاد کے مسکن سے بھی اطلاع نہین ہے اگر تم یہ کہو کہ بردہ قاف
کو کسی طرح ہو نہین سکتا کیونکہ اسبار اہ بردہ قاف کی بناء ہو گئی ہے غرض بہر صورت حکیم قطاس الحکمت سے اب ملاقات
نہوگی ابھی صاحب قران کشور گیر گردون سریر یہ تقریر کر ہی رہے تھے ناگاہ قریب حجر الاسود مجمع مردم مین صاحبقران اکبر
نے حکیم قطاس الحکمت کو دیکھا فوراً بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑے اور حکیم قطاس الحکمت سے بعد آداب و تسلیم کے
گلے ملے حکیم قطاس الحکمت بھی صاحب قران اکبر کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حال مزاج دریافت کیا صاحبقران اکبر
نے کہا الطاف خدا اور آپ کی دعا سے بیش اچھا ہون غرض بعد طواف وغیرہ صاحب قران ذیجاہ نے اہل عرب
اور غربا و مساکین کو زر کثیر دیا بعدہ حکیم قطاس الحکمت کو اپنے مکان مین جسمین مقیم تھے لائے اور جملہ حالات جو گذرے

تھے وہ آگے حکیم صاحب کے ظاہر کیے بعد بیان کرنے اپنی سرگذشت کے حکیم قسطاس الحکمت سے دریافت کیا کہ اب آپکا
کیا قصد ہے جو تشریف لیجائیے گا یا کچھ دن مجھکو سرفراز فرمائیے گا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا کہ شاہزادہ فولاد تا
تا شہر مصر مین تمھارے ساتھ جاؤنگا پھر جہان مقدر لیجائیگا وہان چلا جاؤنگا الغرض بعد گفتگو کے مذکور صاحبقران
عالی منزلت مع حکیم قسطاس الحکمت و ابو الحسن جوہر برائے زیارت مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور بعد طے منازل مدینہ
منورہ مین داخل ہوئے اور زیارت تربت جناب اشرف المرسلین و خاتم النبیین سے مشرف ہوئے بعد حصول شرف
زیارت تربت رسول خدا صاحب قران گیتی ستان نے اپنے استاد سے یہ دریافت کیا کہ اے گنجینۂ اسرار کبریا میرا
ارادہ ہے کہ یہان سے جانب بغداد روانہ ہوں اور بغداد کو بقوت بازو فتح کرکے بعد اسکے زیارت نجف و کربلا سے مشرف
ہوکر اپنی دار السلطنت کی جانب روانہ ہون پس اس باب مین آپ کیا فرماتے ہین حکیم قسطاس الحکمت نے کہا اے
فرزند ارجمند مجھکو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ تم بغداد پر لشکر کشی کرکے ہرگز فتح نہ کر سکوگے کیونکہ ابھی بنی عباس کی مدت سلطنت
تمام نہین ہوئی ہے تین سو ستر سال ابھی باقی ہین پس تمکو لازم ہے کہ زیادہ حرص نہ کرو اور فتوحات گذشتہ پر اکتفا کرو
اور جو سلطنت اور شوکت کہ پروردگار عالم نے تمکو عنایت کی اسکو بہت جانو سوا اسکے جیسی تم نے عشرت کی ہے کم کسی کو میسر
ہوئی ہوگی اب مناسب اور بہتر یہ ہے کہ بعوض عشرت مسطور باقیماندہ حیات کو عبادت خالق کون و مکان معبود انس و جان مین
بسر کرو کیونکہ یہ دنیا اک سرا ہے اور اہل دنیا مسافر ہین حیات چند روزہ کے بسر کرنے کو ہر ایک شخص اس سرا مین مقیم ہے بعد
آخر ہونے حیات کے ہر ایک شخص اس سرا سے دنیا سے جانب ملک عدم کوچ کریگا پس اے فرزند تمکو بھی چاہیے
کہ کچھ زاد آخرت کی فکر کرو سفر دور و دراز درپیش ہے تہیدست سفر کرنا مناسب نہین ہے اعمال حسنہ جہانتک ہو سکے ہمراہ اپنے
لیجاؤ کیونکہ سفر آخرت مین سواے اعمال حسنہ کے زر و جواہر کی ضرورت نہین ہے اور نہ کوئی لیجاتا ہے سلاطین فرمانروا بھی سفر
ملک عدم مین سواے اعمال کے خالی ہاتھ جاتے ہین اور بجز کفن کے مال دنیا سے کوئی چیز اپنے ہمراہ نہین لیجاتے ہین
دیکھو تمھارے والد سلطان اسمعیل مرحوم دولت و حشمت سے اپنے ساتھ کیا لیگئے غرض فنا سبکو ہے سواے ذات خدا
کے ہر فرد بشر کو لازم ہے اپنی زندگی پر بھروسہ نہ کرے اور اعمال حسنہ کرنے مین غفلت نکرے نہین معلوم کس وقت پیام قضا
آجاے صاحب قران اکبر کلمات نصیحت آمیز حکیم قسطاس الحکمت سے سنکے اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ حکیم صاحب
سچ کہتے ہین مین نے عیش بہت کیا ہے اور کشورستانی بھی بخوبی کی ہے اور حکیم صاحب کی تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اب میری زندگی بھی قلیل رہگئی ہے کچھ عبادت خدا کرنا چاہیے اور کشورستانی سے باز رہنا چاہیے صاحب قران اکبر
یہ خیال کرکے عزم بغداد سے باز رہے اور قصد عبادت پروردگار کیا اور کچھ حکیم قسطاس الحکمت کو جواب نہ دیا القصہ کل
صاحبقران اکبر نے بعد کئی دن کے مدینہ منورہ سے کوچ کیا اور طے منازل کرکے مع حکیم قسطاس الحکمت و سلطان
ابو الحسن وغیرہ قریب شہر مصر تشریف لائے تمام امراے مصر نے صاحب قران اکبر کا استقبال کیا اور بتکریم و تعظیم

سمر مین لیگئے جسوقت صاحب قران اکبر حرم سرا مین گئے اپنی والدہ گرامی قدر کو نہایت بیمار پایا صاحب قران اکبر کو ازحد
رنج ہوا ہر چند تدبیر دفع مرض ملکہ عالیہ خاتون کی مگر کسی طرح صحت نہوئی آخر بعد کئی دن کے ملکہ عالیہ خاتون نے انتقال کیا
صاحب قران اکبر غم مرگ مادر مین بہت روئے بعدہ دفن کیا اور تربت پر ایک گنبد بلند بنوایا اور اس گنبد کا نام روضۂ عالیہ
رکھا ابھی دل صاحب قران اکبر صدمۂ مادر مین مبتلا تھا ناگاہ ملکہ شمسہ تاجدار بھی بیمار ہوئی صاحب قران اکبر علیل ہونے
ملکہ شمسہ تاجدار سے نہایت بیتاب و بیقرار ہوے اور حکیم قسطاس الحکمت کے پاس آکر حال ملکہ شمسہ تاجدار بگریہ و زاری
بیان کیا حکیم قسطاس الحکمت فوراً ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس آئے اور نبض دیکھکے اور ایک نسخہ لکھکے صاحب قران اکبر
کو دیا اور خاموش حرم سرا سے باہر چلے آئے اسوقت حکیم قسطاس الحکمت ایسے محزون تھے کہ کلام بھی نہ کرتے تھے باوجود
اسکے کہ ابو الحسن جوہر ہمدم حکیم صاحب کے ساتھ تھا اس سے بھی کچھ کلام نہ کیا اور مطلق توجہ نہ کی ابو الحسن نے
خیال کیا کہ حکیم قسطاس الحکمت اسوقت نہایت ملول تھے یقین ہے کہ ملکہ شمسہ تاجدار ایسے مرض مین مبتلا ہوئی ہین کہ
جانبر نہونگی یہ خیال کرکے ابو الحسن نے بھی حکیم قسطاس الحکمت سے کچھ کلام نہ کیا اور خاموش رہا صاحب قران بوجہ
ملکہ شمسہ تاجدار کے بیمار ہونے سے رات دن غمگین و ملول رہتے تھے حالانکہ حکیم قسطاس الحکمت سمجھایا کرتے
تھے اور تسلی اور تشفی دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شہریار پریشان اور گریان نہو انشاء اللہ ملکہ شمسہ تاجدار کو صحت
ہو جائیگی اور اسی طرح ابو الحسن جوہر بھی بعض اوقات عرض کرتا تھا لیکن صاحب قران کا حزن و ملال کم نہوتا تھا
اور دل بیتاب تسکین نہ پاتا تھا۔ الغرض بعد کئی دن کے ملکہ شمسہ تاجدار نے اس دار فانی سے جانب ملک بقا کوچ
کیا صاحبقران اکبر انتقال کرنے ملکہ شمسہ تاجدار سے اسطرح بیتاب و بیقرار ہوکر روئے کہ قریب تھا روح جسم سے مفارقت
کر جائے حکیم قسطاس الحکمت و سلطان ابو الحسن جوہر کے کلمات تسلی آمیز سے گونہ صاحب قران اکبر کو صبر ہوا اور
ملکہ شمسہ تاجدار کو بصد حزن و ملال دفن کیا بعد دفن کرنے ملکہ شمسہ تاجدار کے صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت
سے کہا کہ اے استاد عالی وقار قسم ہے خالق انس و جان کی کثرت صدمہ و ملال سے اب مجھکو اپنی حیات سے مایوسی اور
نا امیدی ہوگئی ہے اور روز روشن میری نظر مین شب تار ہے یقین ہے کہ ایک دن اسی صدمہ و محن مین مین ضرور ہلاک
ہو جاؤنگا اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین اسکے لئے قریب قبر ملکہ شمسہ تاجدار کے دون اور اپنی زندگی مین قبر اپنی تیار کراؤں اور
اپنے برادر اور عمو سے نادر وغیرہ کو وصیت کرون کہ مجھکو اسی قبر مین دفن کرنا حکیم قسطاس الحکمت نے یہ ارشاد کیا کہ اے
فرزند اگر تمھاری آرزو ہے کہ قبل از مرگ قبر تیار رہے تو اپنی مادر گرامی قدر کی تربت کے پاس اپنی قبر تیار کراؤ صاحبقران اکبر
نے بموجب فرمانے حکیم صاحب کے اپنی قبر اپنی والدہ ملکہ عالیہ خاتون کی تربت کے متصل بنوائی بعد اسکے ایک روز
صاحب قران اکبر نے حکیم قسطاس الحکمت سے طلسم اجرام و اجسام کی کیفیت دریافت کی کہ اب اس طلسم کا کیا حال ہے حکیم
قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا اے فرزند دلبند اب اس طلسم کی راہ چہار جانب سے بند ہو گئی ہے بلکہ وہاں سے اب کوئی خبر

بھی کسیطرح کی اودھر نہین آتی مجھکو عالم واقعہ مین ہدایت ہوئی تھی کہ اب نگہبانی اور حفاظت اُس طلسم کی مت کرنا اسوجہ سے
مین بھی اُس طلسم کی نگرانی اور حفاظت نہین کرتا پھرا کرتا ہون اور سیر دشت و صحرا وغیرہ کیا کرتا ہون صاحبقران ذیوقار اِس
خبر تازہ کو سنکر کسی قدر ملول رہے اور چاہا کہ کچھ اور حال دریافت کیجیے مگر اسی وقت حکیم قنطاس الحکمت طالب رخصت
ہوسکا اور اسوجہ سے مقدمہ رخصت مین مصر ہوئے کہ صاحبقران اکبر کو سوا اسکے رخصت کرنے کے اور کوئی چارہ نہوا وقت
رخصت حکیم قنطاس الحکمت شاہزادہ معزالدین کو ایک مقام خلوت مین لے گئے اور کہا اے صاحبقران عالی وقار آگاہ
ہو کہ ایک چیز تمھاری ہمارے پاس بطور امانت ہے وہ ہم ابھی تمکو دیتے ہین اسوقت لے لو شاہزادہ معزالدین نے متحیر ہوکر کہا کہ جلد
آپ وہ امانت میری مجھکو عنایت کرین کیونکہ مجھکو ازحد اشتیاق اُس امانت کے دیکھنے کا ہے حکیم قنطاس الحکمت نے ارشاد کیا
اے شہریار وہ امانت تمھاری یہ ہے اچھی طرح سے سنو اور یاد رکھو اے صاحبقران اکبر تمکو خیال ہوگا کہ جب تمنے سیر عجائبات
سے فراغت پائی تھی اور بیرون طلسم چلے آئے تھے اُسدم تمنے مجھسے کہا تھا کہ مجھکو کمال حیرت ہے مطلق سمجھ مین نہین آتا
کہ یہ کیا امر ہے کیونکہ تمنے بیان کیا تھا کہ پہلے مین اسی ملکہ شمسہ تاجدار کی الفت مین اپنے ملک سے دیوانہ وار آیا تھا اور
درمیان راہ اس طلسم کی سیر دیکھی اور وقت سیر ملکہ نوبہار گلشن افروز سے محبت ہوئی کہ ملکہ شمسہ تاجدار کی مطلق یاد نہ رہی
لیکن جیسے کہ بیرون طلسم آیا ہون مثل روز اول میرے دل مین عشق ملکہ شمسہ تاجدار پیدا ہوا ہے اسوقت مین نے تمھارے
سامنے یہ نقل بیان کی تھی کہ ایک فرزند ایک عابد خوشخصال کا غار مین پیدا ہوا اور اُسی غار مین رہکر جوان ہوا پہلے پسر
عابد نذر کو رہنے مہر انور کو دیکھا اور شیفتہ ہوکر غار سے باہر آیا اور آفتاب کو دیکھا کیا اور خوش ہوا کیا جب شام ہوئی
اس پسر عابد نے ماہ کو ملاحظہ کیا اور دل مین خیال کیا کہ یہی معشوق حسین ہے غرض شب بھر فرزند عابد ماہ کو بنظر الفت دیکھتا کیا
اور کثرت خوشی و سودائے عشق ماہ مین ہر جانب پھرا کیا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور صبح ہوگئی اور آفتاب نمایان
ہوا جب پسر عابد نے آفتاب کو دیکھا کیفیت روز و شب پیش پدر بیان کی اور اپنے عشق کے حال سے بھی اطلاع دی عابد
نے بعد سننے حال ماہ و مہر کے اپنے فرزند سے بیان کیا اور چند باتین جو نصیحت آمیز تھین اپنے فرزند سے بیان کین اے
شہریار کلمہ مرقومہ بالا جب تمنے مجھسے پوچھا تھا مین نے اسوجہ سے جواب مین تامل کیا تھا کہ وہ ہنگام جواب دینے کا نہ تھا مین نے
تم سے اقرار کیا تھا کہ بعد فتح شہر مصر کہونگا پس اسی وجہ سے مین تمھارے ساتھ یہانتک آیا کہ جواب اسکا تمکو سناؤن پھر جو حکم
مشیت الٰہی ہو جاؤن غرض اے فرزند ارجمند وہ پسر عابد جب اجرام فلکی کی کیفیت سے بوجہ ہدایت اپنے پدر کے آگاہ ہوا اور
عشق مہر و ماہ کا اُسکے دل مین بالکل نہ رہا اُسوقت عابد نذر کو رہنے اُس نوجوان سے کہا کہ اے فرزند تجھکو عشق مہر و ماہ سے کیا فروغ
ہوا اور اگر تو عشق مہر و ماہ ترک نہ کرتا تو بھی کچھ دارین مین فروغ نہوتا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوتا کیونکہ عشق مجازی سے کچھ نفع
آخرت کا نہین ہوتا پس اے فرزند دلبند تجھکو لازم ہے کہ تو وہ عشق اختیار کر کہ جس عشق سے بہتر اور برتر کوئی عشق نہو یہ تقریر
عابد وہ نوجوان سنکے کہنے لگا کہ جس عشق کی آپ نے تعریف کی ہے وہ عشق کونسا ہے عابد نے کہا اے نور نظر پارہ جگر وہ عشق خدا ہے

کہ قلب خاصان خدا میں مدام جاگزین ہی اور یہ ظہور شمس و قمر و شجر و حجر انسان و حیوان زمین و آسمان وغیرہ اُسی خدائے برحق کی قدرت کاملہ کا ایک ادنے نمونہ ہی جو تو دیکھتا ہی سوائے اس جہان کے مشہور ہی کہ ہژدہ عالم ہزار یا زیادہ یا کم اس دنیا سے زیادہ تر خدا نے وسیع پیدا کیے ہیں اور ہر ایک عالم میں اسقدر مخلوق ہیں کہ اس جہان کے جن و انس سے زیادہ ہیں اور ہر عالم کے رہنے والوں کو دوسرے عالم سے اور اُسکے رہنے والوں سے آگاہی نہیں ہی اور سب اہل عالم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور خدا واحد ہی اُسکا کوئی شریک نہیں ہی بعد اسکے عابد نے اپنے پسر کے روبرو قصہ حضرت خلیل الرحمان کا بطور مجمل بیان کیا کہ مثل پسر عابد جناب خلیل نے پہلے نیر اعظم کو اپنا پروردگار جانا تھا بعد غروب ہونے مہر کے حضرت خلیل نے خیال کیا کہ یہ خدا نہ تھا پھر شب کو ماہ کو دیکھکر اپنا معبود خیال کیا جب ماہ بھی پنہان ہوگیا حضرت خلیل نے جانا کہ یہ بھی خدا نہ تھا خدا کوئی اور ہی کہ جسکو زوال نہیں ہے غرض اسی طرح کی چند اقلیں عابد نے اپنے فرزند دلبند کے سامنے بیان کین اور کہا کہ ای سعادتمند تو بھی مہر و ماہ کے عشق سے باز آ اور معبود انس و جان سے عشق کر اور اُسکی شب و روز عبادت اور اطاعت کر کہ اس سے تجھکو فائدہ بہت ہوگا جسوقت پسر عابد نے اس حقیقت کو سُنا اپنے فعل سے نادم ہوا اور عشق مہر و ماہ سے دست بردار ہوا اور عشق خدا سے اختیار کیا اور شب و روز عبادت خدا کرنے لگا ای صاحبقران عالیوقار مین بھی تجھکو مثل عابد فاکو را اپنا فرزند تصور کرکے نصیحت اور ہدایت کرتا ہون بگوش دل سنو اور میری نصیحت پر عمل کرو عشق مجازی کو چھوڑکر عشق حقیقی اختیار کرو کہ کونین میں تمکو سرخروئی حاصل ہو ای شہریار صدمہ و رنج ملکہ شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار گلشن افروز سے کیا فائدہ ہوگا۔ الغرض صاحبقران گردون سریر کشورگیر کے دل پر نصیحت اور ہدایت حکیم قسطاس الحکمت کا ایسا اثر ہوا کہ صاحبقران ذیوقار اک نعرہ مارکر بیہوش ہو گئے جب صاحبقران کو ہوش آیا الفت دنیا سے دونو دل سے جاتی رہی صاحبقران اکبر نے قصد کیا کہ اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ عزیزالدین کو سریر سلطنت حوالہ کرکے ہمراہ حکیم قسطاس الحکمت لباس فقیری پہن کے چلا جاؤن بعد قصد کرنے کے صاحبقران اکبر نے اپنے ارادہ سے حکیم قسطاس الحکمت کو آگاہ کیا حکیم قسطاس الحکمت نے ارشاد کیا ای شہریار میری خوشی یہ نہیں ہی کہ تم لباس فقیری اختیار کرکے میرے ساتھ رہو بلکہ یہ امر میری راے کے خلاف ہی کیونکہ لباس فقیری تمہارے شان کے خلاف ہی سوا اسکے تمہاری بسراوقات کے لیے خداوند عالم نے صورت دیگر معین کی ہی وہ صورت جلد ہویدا ہوگی حکیم قسطاس الحکمت یہ کہکر صاحبقران اکبر سے بار دگر رخصت ہوے اور تھوڑی دور جاکر نظر صاحبقران اکبر سے پوشیدہ ہوگئے

اب مترجم حال وفات صاحبقران اکبر و حال حکومت اولاد صاحبقران اکبر کا ترجمہ کرتا ہی اور اسی حال پر اس قصۂ دلچسپ کا خاتمہ بھی کرتا ہی

راویان راست گفتار نے اس طرح بیان کیا ہی کہ جب شہریار گیتی ستان یعنی صاحبقران بعد انتقال والد یعنی سلطان

اسمٰعیل لقوت اللہ ملک مہدیہ مین سریر سلطنت پر رونق افروز ہوے ایک قاصد سلطان روم کا خدمت صاحب قران اکبر گیتی ستان مین حاضر ہوا اور تہنیت فتوحات کی سلطان روم کی جانب سے صاحب قران کشورستان کو دی اور سلطان روم کی طرف سے صاحب قران کشورگیر گردون سریر کے اقبال کی بھی تعریف و توصیف کی صاحب قران نے اُسکو انعام وغیرہ دیا قاصد چلا گیا جب صاحب قران اکبر بعد فتح شہر مصر خانہ کعبہ سے تشریف لاکر سریر حکومت مصر پر جلوہ فرما ہوے قاصد مسطور دوبارہ سلطان روم کا آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بعد بجا آوری دعا و ثنا کے شاہنشاہی ایک الطاف نامہ مع چند تحائف بمثل و بنظیر صاحب قران کشورگیر کے پیشکش کیا اور بحکم صاحبقران ذیجاہ ایک مقام برتر پر موددب بیٹھا صاحب قران اکبر نے بعد ملاحظہ فرمانے الطاف نامہ مذکور کے قاصد سے فرمایا کہ اے نامہ بر پہلے تم ہمارے پاس مہدیہ مین جو ہمارا دار الخلافہ تھا حاضر ہوے تھے اور سرفراز عنایات سلطانی ہوے تھے اور اب شہر مصر بھی ہمارے تصرف اور قبضہ مین آیا ہے اسی وجہ سے ہمنے اس شہر مین رہنا اختیار کیا ہے اور تخت ملک مصر پر جلوس فرمایا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا لیکن اب تم اگر ہماری خدمت مین حاضر ہوتا تو بغداد مین آنا ہمکو تخت بغداد پر دیکھنا قاصد مسطور نے صاحب قران گیتی ستان کی یہ تقریر سنکے سر جھکا لیا۔ صاحب قران عالیوقار نے جب ملاحظہ فرمایا کہ قاصد میری گفتگو سنکے سرنگون ہوا اور کچھ جواب نہ دیا اُسوقت صاحب قران عالی مقام نے ارشاد فرمایا کہ اے نامہ بر کچھ تمنے ہماری بات کا جواب نہ دیا اسکا کیا سبب ہے جلد بیان کرو قاصد نے بعد غور و فکر دست بستہ اس طرح عرض کیا۔

نظم

انچہ من سنجیم اکنون ای شہ عالیجناب	اگر کنم اظہار میترسم کہ افتم در عذاب	آنچہ گردی ازمنش بر قتل من فرمان کنی	ورنہ فتادم بگذری از لطف بر زیان کنی

صاحب قران کشورستان نے فرمایا ہم قسم کھاتے ہین خدا کی تمکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچایا جاویگا جو تمہارا دل چاہے کہو قاصد نے بمجبوری گذارش کیا کہ اے خلاصۂ دودمان رسالت و اے شہریار با شوکت و حشمت جسوقت یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار شہر مہدیہ مین حاضر خدمت حضور ہوا تھا اُسوقت حضور کی شوکت و صولت سے اس کمترین کی یہ کیفیت تھی کہ کلام نہ کیا جاتا تھا اور دست و پا مین ازحد رعشہ تھا لیکن وہ شوکت و صولت جو قبل اسکے اس خاکسار نے مشاہدہ کی تھی اب نہین ہے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ اب خورشید اقبال حضور کو کسی قدر زوال ہوگیا ہے اور یہی وجہ اس ذرۂ بیمقدار کے تردد اور خاموشی کی تھی اے شہریار عالی وقار آپکو اختیار ہے چاہین اس کمترین کو حکم قتل دین یا جان بخشی فرماوین راوی کہتا ہے کہ جب اُس نامہ بر ذی فہم کی تقریر مسطور صاحب قران اکبر نے سنی بوجہ ظاہر ہونے کمی اقبال و شوکت و صولت کے اس درجہ محزون ہوے کہ رنگ رخ صاحب قران اکبر متغیر ہوگیا اور اُسی حالت رنج و صدمہ مین پھر دنیا سے دون سے ایسے بیزار ہوے کہ دنیا مین رہنا اچھا معلوم ہوتا تھا آخر اُس نامہ بر کو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور در خزانہ کھلوا کر زر و جواہر فقرا اور مساکین اور ہر ایک یتیم کو اسقدر دیا کہ تین حصہ خزانہ خالی ہوگیا جب ایک حصہ خزانہ باقی رہگیا صاحب قران اکبر نے در خزانہ بند کرا دیا بخیال اپنی اولاد کے جسوقت صاحب قران اکبر نے تقسیم زر و جواہر سے فرصت پائی حرم سرا مین گئے بعد تین روز کے بحکم خدا صاحب قران اکبر کو لسوہا تپ آئی

کہ تین روز تک بیہوش رہے چوتھے دن صاحب قران اکبر کو تپ اور غشی سے گونہ افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا کہ سلطان ابو الحسن و شاہزادہ حیدر و ابو الغرائب و شاہزادہ عزیز الدین و ابو الجبار منجم و ابو السحر بیرہ و حکما وغیرہ سرہانے بیٹھے ہیں صاحبقران اکبر نے آہستہ ابو الجبار سے یہ فرمایا



ہمارا زائچہ ولادت لاؤ اور احکام زائچہ مذکور کو بغور و تامل دیکھو ابو الجبار کہ منجم بے مثل و بے نظیر تھا زائچہ مسطور کو لا کر بغور دیکھنے لگا بعد غور و تامل کے اسکو ثابت ہوا کہ عمر صاحب قران اکبر کی ستانوے برس کی ہو چکی ہے آگے معلوم نہیں ہے کہ ابو الجبار منجم یہ حال زائچہ سے دریافت کرکے بے اختیار گریاں ہوا مگر ابو السحر بیرہ نے اسطرح صاحب قران اکبر کو تسلی دی کہ اے شہریار عالی وقار مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ عمر حضور کی ابھی بہت ہے صاحب قران نے جواب دیا کہ ای ابو السحر بیرہ تم مجھکو محض تسلی دیتے ہو میں خوب واقف ہوں کہ اس مرض مہلک سے کسی طرح نہ بچونگا اور اس دنیا بے ثبات سے عالم ملک بقا ضرور جاؤنگا مطلق مجھکو اپنے مرنے کا رنج و صدمہ نہیں ہے کیونکہ میں نے بالطاف خالق کون و مکان و باامداد مسعود زمین و زمان از حد عیش کیا کوئی حسرت دل میں باقی نہیں ہے کشورستانی میں بھی پروردگار عالم نے مجھکو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک مشہور اور معروف کردیا ہے سوا اسکے اب رغبت بھی مجھکو حیات مستعار دنیا مطلق نہیں ہے اور اس حیات چندروزہ سے کبھی ناخوش ہوں اب چاہتا ہوں کہ جلد اس دنیا سے دولت سے طرف ملک بقا روانہ ہوں بعد اس تقریر کے صاحبقران اکبر نے شاہزادہ حیدر اور سلطان ابو الحسن بہمن سے فرمایا کہ ای برادران سعادت نشان اب میں تمسے جدا ہوتا ہوں اور جانب ملک بقا جاتا ہوں ہرگز تم میرے مرنے سے ملول و حزین نہ ہونا اور بعوض رنج و غم میرے عفو خطا و گناہ کے واسطے درگاہ خدا میں دعا کرنا تاکہ مغفرت میری ہوجاے علاوہ اسکے میں اپنے لخت جگر و پارہ جگر عزیز الدین اپنے جانشین کو بعد خدا تمہارے حوالہ کرتا ہوں تم سب اسکے معین اور مددگار رہنا شاید بعد میرے دشمن ہر جانب سے لشکر کشی کریں اور سلطنت

موروثی کو میرے فرزند عزیز الدین سے لے لیں القصہ ابو الحسن جوہر و شاہزادہ حیدر و ابو الغرائب و ابو الخیر بیدار وغیرہ جو اسوقت موجود تھے صاحبقران اکبر کی وصیت کو سنکے بے اختیار اشکبار ہوے اور جو سردار کہ اسوقت حاضر تھے سب نے عرض کیا کہ ای شہریار گردون وقار پروردگار عالم اول آپکو عمر خضر عنایت فرمائے اور اس مرض کو جلد دفع کرے اور ہماری دعا کو قبول کرے اور اگر مصلحت پروردگار عالم خلاف ہماری دعا اور آرزو کے ہوئی تو لاچاری ہے ای شہریار آپ بخوبی مطمئن رہیں ہم سب خادمان سرکار فیض آثار شاہزادہ عزیز الدین ذیوقار کو اپنا مالک اور حاکم مثل حضور کے جانکر ہر دم فرمانبرداری اور اطاعت کرینگے اور واسطے جان نثاری کے ہر وقت حاضر رہینگے کیا مجال کسی دشمن کی کہ اس طرف آسکے اور اس سلطنت کی جانب نظر بد سے دیکھ سکے بعد عرض کرنے سرداران نامدار کے صاحبقران اکبر نے مکرر سلطان ابو الحسن جوہر سے فرمایا کہ ای ابو الحسن جوہر میں اپنے نور نظر لخت جگر کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں میرے فرزند کا ہر طرح خیال رکھنا بعد اس وصیت کے اور بھی کئی وصیتیں کیں سلطان ابو الحسن اسوقت از حد اشکبار اور بیقرار ہوا اور بگریہ وزاری یوں عرض کرنے لگا کہ ای صاحبقران ذیوقار آپ مجھ سے نسبت شاہزادہ عزیز الدین کچھ نہ فرمائیں کیونکہ اسوقت حضور کا حال دیکھکر میری عجب کیفیت ہے کچھ عجب نہیں کہ قبل حضور میں جانب ملک عدم روانہ ہوں اور اگر بمصلحت خدا زندہ رہا تو بھی بعد آپکے یہاں نہ رہونگا لباس فقیری پہنکر سوئے دشت و صحرا چلا جاؤنگا صاحبقران اکبر گفتگو سلطان ابو الحسن سنکے چپ رہے کچھ جواب نہ دیا یکایک نیند کی شدت سے اپنی آنکھیں بند کیں کہ پھر نہ کھولیں روز دیگر بوقت نماز جمعہ صاحبقران اکبر نے اس سرائے فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ کیا جسوقت شاہزادے نے انتقال کیا اور خبر وفات شاہزادہ معز الدین شہر میں مشہور ہوئی تمامی شہر میں زن و مرد میں دھوم انتقال شاہزادہ معز الدین میں اسقدر ہر آواز بلند ہوئی کہ تا بفلک صدائے نوحہ و ماتم گئی صدہا مرد و زن کو شدت گریہ و بکا سے غش آگیا اسروز شہر مصر میں گویا ایک قیامت عظیم برپا تھی ہر طرف سے صدائے ماتم آتی تھی المختصر ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے بجلوس بجا تابوت صاحبقران بنالہ و فغان اٹھایا جملہ شرفائے مصر بھی ہمراہ تابوت تھے ہر ایک شخص اشکبار تھا بعد قطع راہ ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر وغیرہ نے تابوت شاہزادہ معز الدین کا روضہ عالیہ میں رکھا اور بعد غسل و کفن حنوط و نماز صاحبقران اکبر کو اسی قبر میں جو متصل قبر ملکہ عالیہ خاتون بنوائی گئی تھی دفن کیا بعد فاتحہ خوانی جملہ خاص و عام بآہ و بکا روضہ عالیہ سے اپنے اپنے گھر آئے ناظرین عالیمقام کو معلوم ہو کہ صاحبقران اکبر کے انتقال کرنے کا ایسا صدمہ جانکاہ ہے کہ جتنا اسکو طول دیکر لکھا جائے کم ہے مگر اس مترجم نے اسوجہ سے حال انتقال صاحبقران اکبر اور گریہ وزاری خاص و عام کو طول نہیں دیا کہ جس سلطان کشورستان کا قصہ الفت اور جسکی داستانہائے عشرت تحریر اور تسطیر کی ہوں اب اس شہریار ذیوقار کا حال انتقال پرملال طول دیکر کیونکر قلم عشرت رقم سے لکھا جائے اور جو چند اسطور حال وفات صاحبقران اکبر میں لکھے ہیں بضرورت اظہار حال انتقال رقم کیے ہیں ورنہ یہ قصہ دلچسپ ذکر ملکہ شمسہ تاجدار کے بعد حال جشن عقد تمام ہو گیا تھا لیکن اب کچھ احوال شاہزادہ مرحوم کی اولاد کا لکھا جاتا ہے اور اسی حال پر اس جلد کو تمام کیا جاتا ہے

بیان احوال اولاد شاہزادہ معز الدین مرحوم مع ذکر حکومت کے بعد انتقال صاحبقران خوشخصال

اس دودمان مین کس طرح رہی

راویان خوشخصال نے اس روایت کو یون ظاہر اور ہویدا کیا ہے کہ جب صاحبقران کشورگیر گردون سریر نے اس دنیاے بے ثبات سے جانب ملک بقا کوچ کیا ابوالحسن جوہر بعد بجالانے مراسم تعزیت کے لباس فقیری پہنکر جانب صحرا بصد آہ و زاری چلا گیا پھر کسی نے اس وفاشعار بہادر ذوالفقار کا نشان نہ پایا بعد جانے سلطان ابوالحسن جوہر و مہر نے شاہزادہ معز الدین مغفور کے ہر ایک رفیق نے یکے بعد دیگرے انتقال کیا یعنے زمانہ دو سال مین تمام رفقاے شاہزادہ معز الدین نے وفات پائی الحاصل بعد انتقال شاہزادہ معز الدین کے ابو الغرائب شاہزادہ نے شاہزادہ عزیز الدین کو العزیز باللہ خطاب دیکر سریر حکومت پر بٹھایا شاہزادہ عزیز الدین ذوالفقار نے نو سال تک بعدل و انصاف حکومت کی اس شاہزادہ بلند اقبال فرخندہ فال کے زمانہ حکومت مین کوئی لڑائی کسی بادشاہ سے نہین ہوئی جملہ خاص و عام براحت و آرام اسکے عہد سلطنت مین رہے بعد انتقال شاہزادہ عزیز الدین شاہزادہ منصور ابن عزیز الدین کو بھی ابو الغرائب و شاہزادہ حیدر نے الحاکم باللہ خطاب دیا اور تخت سلطنت پر بیٹھایا شاہزادہ منصور از حد نیک تھا ہر دم عدل و انصاف اور رعایا پروری مین مصروف رہتا تھا اور جملہ امور خلاف شرع سے ممانعت کرتا تھا اور پرہیزگاری اور خدا پرستی کیجانب رغبت دلاتا تھا۔ اس شاہزادہ خوشخو نے تیرہ برس بعدل و انصاف سلطنت کی بعد تیرہ سال کے وفات پائی شاہزادہ منصور کے زمانہ حکومت مین ایک شخص خوارج مین سے حملہ آور ہوا تھا لیکن بمدد اقبال شاہزادہ منصور لشکر نصرت اثر نے اسکی فوج کو شکست دی اور صدہا مردم فوج کو قتل کیا اور اس فوج کے سردار کو جو خوارج سے تھا گرفتار کر لیا اور بذلت و رسوائی بحکم شاہزادہ منصور قتل کیا بعد اس جنگ کے شاہزادہ منصور ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلا پہاڑ پر گیا وہان چند دشمنون نے شاہزادہ منصور کو تنہا پاکر مار ڈالا بعد قتل ہونے شاہزادہ منصور کے علی ابن حاکم بادشاہ ہوا اور ظاہر باللہ خطاب پایا اور سترہ سال تک حکومت کرکے انتقال کیا بعد وفات علی ابن حاکم الحافظ الدین باللہ جسکو خاص و عام مستقر بھی کہتے تھے تخت سلطنت پر بیٹھا اور ساٹھ سال بعدل و انصاف حکومت کی اسکے زمانہ سلطنت مین حسن صالح حمیری ظاہر ہوا اور الحافظ الدین سے بدرجۂ کمال محبت و الفت بڑھا کر دام مکر و فریب مین مستقر کو ایسا گرفتار کیا کہ شاہزادہ الحافظ الدین باللہ نے بسبب نادانی عجائبات روان کو حسن صالح حمیری کے سپرد کیا حسن صالح حمیری مذکور فن نیرنجات مین استاد تھا بوجہ پڑھنے اسماء کے عجائبات روان کی سیر کیا کرتا تھا اور اپنے دوستون کو بھی تماشا عجائبات روان کا دکھاتا تھا اکثر مردمان نافہم و نادان عجائبات روان کی سیر دیکھ کر یہ گمان کرتے تھے کہ حسن صالح صاحب کرامات اور معجزنما ہے غرض بعد تھوڑے زمانہ کے ہزارہا مردم حسن صالح حمیری کے معتقد ہو گئے راویان متقدمین بیان کرتے ہین کہ خاندان اسماعیلیہ مین دو گروہ ہوے ہین ایک گروہ سادات عالی درجات سے تھا جس گروہ کا اول مظہر یار ابو القاسم محمد مہدی تھا اور آخر بادشاہ سادات سے العاضد الدین باللہ ہوا تو غرض دودمان سادات رفیع الدرجات سے چودہ سلاطین گذرے ہین جنکا زمانہ حکومت کم و زیادہ دو صد شصت سال ہے اگرچہ ان سلاطین نامدار عالی وقار کا حال تو تحریر کیا ہے اور باقی شاہان ذی حشم کا ذکر بطور اجمال تحریر ہوتا ہے یعنی گروہ دیگر

گروہ دیگر

خاندان اسماعیلیہ جو غیر ملت و بد مذہب تھا اُس گروہ میں حسن صالح اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ آٹھ سلاطین ہوئے
ہیں اور مدت سلطنت سلاطین مذکور کی کم و بیش یکصد و ہفتاد سال ہوئی ہے اور رکن الدین و خورشاہ وغیرہ جملہ ممالک ایران
و قہستان میں حکمران رہے اور اس گروہ کا پہلا شہریار حسن صالح حمیری ہے زمانہ طفلی میں حسن صالح حمیری پریشان خاطر
ہو کر اپنے وطن سے چلا گیا تھا اور مدت تک آوارہ و برباد اکثر ممالک میں پھرا کیا مگر بعہد المحافظ الدین میں اطراف عالم
پھر کر آیا اور سفر سے محبت بڑھا کر عجائبات روان کو بہکو دغا لیا ہرچند کہ عجائبات روان کا اثر طلسم جاتا رہا تھا لیکن حسن صالح نے
بصد تدبیر طلبات وغیرہ دوبارہ عجائبات روان کو ایسا درست کیا کہ جب حسن حمیری بقواعد تجربے کہیں جاتا تھا یا اپنے کسی دوست کو
برائے سیر بھیجتا تھا تحفۃ الغرائب میں انواع و اقسام کا تماشا نظر آتا تھا اور اس تماشائے عجیب کو حسن صالح اپنے اعجاز سے
نسبت دیتا تھا الحاصل بعد تھوڑے سے زمانہ کے حسن صالح بادشاہ ہو گیا اور جملہ ممالک گرد و کوہ و قہستان اُسکے قبضہ میں آ گئے آخر
جب دن حسن صالح نے قضا کی تحفۃ الغرائب بھی غائب ہو گیا یعنے دفعۃً خود بخود وہ جل گیا جب سلاطین دنیا سے المحافظ الدین
نے وفات پائی فرزند اُسکا احمد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور مستعلی باللہ خطاب پایا اس شہریار عالیوقار نے بیست سال بعدل
و انصاف حکومت کی بعد وفات احمد منصور بن احمد ملقب بامر اللہ سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اس شہریار عالیوقار نے بیست سال
سلطنت کی بعد انتقال منصور ابن احمد عوی منصور سے عبد المجید بن مستقر العارف باللہ خطاب پا کر تخت
بیست سال بعدل و انصاف حکمران رہا بعد انتقال عبد المجید بن مستقر [illegible] ظافر خطاب پا کر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا اور
پانچ سال فرمانروائی کر کے راہی ملک عدم ہوا۔ بعد انتقال ظافر یحیی بن ظافر تخت حکومت پر بیٹھا اور فائز خطاب پایا اس شہریار
نے کل تین برس سلطنت کی بعد وفات فائز محمد ابن فائز جو آخر بادشاہان شہر مصر و ملک مغرب سے تھا العاضد الدین خطاب
پا کر تخت پر بیٹھا ہرچند کہ اس شہریار نے بارہ سال سلطنت کی مگر زندگی اسکی براحت و آرام بسر نہیں ہوئی مدام تردد میں رہا یعنے
ہر جانب سے ایسے دشمنوں نے لشکر کشی کی کہ عاضد الدین عاجز آیا خصوصاً فرقہ نصاری نے ایسی لشکر کشی کی کہ عاضد الدین
گھبرا گیا اور بمجبوری نور الدین محمد بن عماد الدین فرمانروائے ملک حلب سے اعانت کا طلبگار ہوا۔ نور الدین محمد نے اپنے سرداران
نامی و گرامی سے ایک سردار اسد الدین شیر بیکہ کو مع فوج کثیر عاضد الدین کی کمک کو روانہ کیا اسد الدین مذکور نے آکر گروہ نصاری
کو ملک سے نکال دیا اور فتحیاب ہو کر شہر حلب کو چلا گیا بعد روانہ ہونے اسد الدین شیر بیکہ کے دوبارہ قوم نصاری نے لشکر کشی
کی اور عاضد الدین کو آکر گھیر لیا۔ عاضد الدین نے دوبارہ نور الدین محمد سے کمک طلب کی اس دفعہ اسد الدین مع اپنے
برادرزادہ صلاح الدین بن نجم الدین ایوب کے ملک مصر میں آیا اور اعدائے عاضد الدین کو قتل کیا عاضد الدین نے
اس فتح سے خوش ہو کر عوض میں اُسکے اسد الدین شیر بیکہ کو اپنا وزیر کیا اور جملہ امورات سلطنت کا اختیار اسد الدین کو دیا
بعد کئی برس کے اسد الدین نے انتقال کیا بعد مرنے اسد الدین کے عاضد الدین نے صلاح الدین برادرزادہ اسد الدین
مرحوم کو اپنا وزیر کیا بعد تھوڑے دنوں کے عاضد الدین نے بحکم خدا وفات پائی بعد انتقال کرنے عاضد الدین کے خاندان

اسمٰعیلیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ بعد وفات پانے عاضد الدین کے صلاح الدین وزیر یوسف [illegible] تخت مصر پر متمکن ہوا اور شہر مصر کا حاکم ہو گیا حکومت اسمٰعیلیہ اولاد ایوب میں منتقل ہو گئی تمام خزانہ اور اشیائے نادر و نایاب اور اسباب نفیس جو ایک زمانہ دراز سے سلطنت میں نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن چلا آتا تھا صلاح الدین کو دستیاب ہوا قسم اشیائے نادرہ سے ایک عصا بے نظیر کہ ایک پارہ سنگ سے تراشا ہوا تھا صلاح الدین کے ہاتھ آیا المختصر [illegible] معلوم نہیں ہوتا بانوے [illegible] شصت و ہفت سال حکومت آل اسمٰعیل میں رہی بعد اسکے آل ایوب میں جسکو آل شادی بھی کہتے ہیں منتقل ہوئی واضح ہو کہ وجہ تسمیہ آل شادی کی یہ ہے کہ صلاح الدین بن نجم الدین ایوب کے دادا کا اسم اصلی شادی تھا اور شادی مذکور ابتدا [illegible] منصب کوتوالی قلعہ [illegible] میں مقرر تھا [illegible] شادی حاکم ملک مصر ہو گیا جیسا کہ قبل اسکے تحریر کیا گیا۔ [illegible] بعد انتقال عاضد الدین کے آخر سلاطین خاندان اسمٰعیل سے تھا دولت و حکومت نے آل ایوب میں انتقال کیا اور زیادہ سو برس سے اولاد ایوب [illegible] ملک مصر کی سلطنت کی علاوہ ملک مصر کے یمن بھی آل ایوب کے قبضہ تصرف میں رہا بعد اسکے حکومت مصر غلامان چرکس کو دستیاب ہوئی اور قریب سو سال فرمانروا رہے پھر جملہ شہر مصر سلاطین [illegible] بادشا [illegible] سلاطین روم شصت و دو سال فرمانروائے ملک مصر رہے جیسا کہ اس گروہ سلاطین کا احوال [illegible]

[illegible]

و حشمت جلوہ فرماتے ہیں [illegible] جناب معلی القاب عالیجاہ [illegible] آبرو صاحب فہم و فراست و [illegible] مالک مطبع اودھ اخبار جناب منشی نول کشور صاحب عالی وقار سی۔ آئی۔ ای کو یا خدائے کارساز [illegible] اس جلد بے نظیر و لاجواب کو مطبوع طبائع خاص و عام بحق محمد ذو الاکرام مدام کرے فقط

خاتمۃ الطبع از [illegible] کارپردازان مطبع

الحمد و المنۃ کہ آخری جلد ترجمہ بوستان خیال مسمی بہ تفریح الاحرار مشتمل بر حالات شاہزادہ معز الدین و [illegible] کارپردازان مطبع منشی نولکشور سی۔ آئی۔ ای مقام لکھنؤ باہتمام شائستہ و انتظام بائستہ ماہ مارچ [illegible] مطابق ماہ ربیع الثانی [illegible] میں [illegible] اختتام ہوئی [illegible] داستان [illegible] تکمیل ترجمہ کا [illegible] حسان ہندوستان [illegible] مرزا [illegible] ہندی [illegible] فرمایا تھا [illegible] بوستان خیال [illegible] باہتمام و انتظام سے [illegible] ہوا [illegible]

اعلان [illegible] مطبع اودھ اخبار لکھنؤ ہے۔

نام کتاب	قیمت
۱ — ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع	للعہ/ پ
۲ — ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ — جلد دوم —	عہ/ پ ۸
— کوچک باختر — دفتر دوم —	عہ/ پ
— بالا باختر — دفتر سوم	عہ/ پ
— ایرج نامہ جلد اول — دفتر چہارم	عہ/ پ
— ” جلد دوم — دفتر چہارم	عہ/ پ
— طلسم ہوشربا جلد اول — دفتر پنجم	عہ/
— ” جلد دوم — دفتر پنجم	عہ/
— ” جلد سوم — ” ”	عہ/
— ” جلد چہارم — ”	سے/
۱۱ — ” جلد پنجم حصہ اول — ”	عہ/ ۴
— ” جلد پنجم حصہ دوم — ”	۴
— ” جلد ششم — ”	۸
— ” جلد ہفتم — ”	سے/
— بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول دفتر پنجم مصنفہ منشی احمد حسین صاحب	
تخلص بہ قمر — دفتر پنجم	عہ/ پ ۱۲
— ایضاً — حصہ دوم —	عہ/ پ
— صندلی نامہ دفتر ششم —	عہ/ پ
— تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	سے/ پ
— تورج نامہ جلد دوم — ”	عہ/ پ
۲ — لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	عہ/ پ ۴
۲ — ایضاً جلد دوم — ”	عہ/ پ ۱۲
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول — جس کی خوبی و عمدگی	
لائق تحریر و توصیف سے —	سے/ پ

نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان — جلد اول	عہ/ پ ۸
۳ — ” جلد سوم —	للعہ/ پ
ایضاً — کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیئے —	عہ/ پ
طلسم ہفت پیکر — مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر	
جلد اول —	عہ/ پ
۲ — ” جلد دوم —	عہ/ پ ۸
۳ ” جلد سوم —	للعہ/ پ
طلسم خیال سکندری — جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر	عہ/ پ
ایضاً — جلد دوم —	عہ/ پ ۱۲
ایضاً — جلد سوم —	عہ/ پ ۱۲
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ — مطبوعۂ غیر	عہ/ پ ۸
ایضاً — حصہ چہارم —	۱۲/ پ
ہیر نابالغ — در دو حصہ — مطبوعۂ غیر —	عہ/ پ
سوانح عمری عمرو عیار — ”	عہ/ پ
سیرت محمدیہ —	سے/ پ
تاج کامیابی —	۸/ پ
سوانح عمری شیطان	عہ/ پ ۸
الف لیلہ و نیازاو بطرز ناول —	عہ/ پ ۱۲
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	عہ/ پ ۱۲
پھول والوں کی سیر — مطبوعۂ غیر	۶/ پ
اخوان الصفا — اردو چھاپہ ٹائپ مطبوعۂ غیر —	عہ/ پ ۱۲
ترجمہ اردو رابنسن کروسو — چھاپہ ٹائپ نہایت ہی	
دلچسپ ناول قابل دید ہے — مطبوعۂ غیر —	۱۱/ پ
آرائش محفل — قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش —	۶/۹

نام کتاب	قیمت
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر ۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی تصدق حسین	عہر ۴ سہ
الف لیلہ بالتصویر ۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اس کا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا ۔ بمزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد ۔ کاغذ سفید و خاکی	عہ ر سپ
فسانہ عجائب جلی قلم بالتصویر ۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ ۔	۹ر سپ
ایضاً ۔ کاغذ خاکی گندہ ۔	۸ر سپ
الف لیلہ بالتصویر ۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب ۔	۱۲ر
قصہ سند باد جہازی ۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ ۔	۸ر
کامروپ کا جادو ۔ اردو کاغذ سفید ۔	۲ر سپ
جادۂ تسخیر ۔ قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب	عہر سپ
فسانہ عجائب متوسط قلم ۔ مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم ۔	[illegible]
ایضاً ۔ بالتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا ۔	۳ر
سروش سخن بالتصویر ۔ جواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی ۔	۵ر ۳ر ۹
ایضاً ۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا ۔	۴ر ۳ ۹
طلسم حیرت ۔ افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص بہ شیون	۵ر
باغ و بہار ۔ معروف بہ قصہ چہار درویش بالتصویر ۔	۳ر
ایضاً ۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا ۔	۳ر ۶ ۹
نو طرز مرصع ۔ از محمد عوض ۔	۱ر ۶ ۹

نام کتاب	قیمت
لطائف الظرفا ۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ مذاق پر شاق لطیفہ ہین ۔	۳ر سپ
تفریح الطلبا ۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین اہم نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی یا خیالی نہین ہے	۱۲ر سپ
طلسم فصاحت ۔ قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین سجاد مرحوم	۹ر
مقتول جفا ۔ معروف بہ فسانہ تخم آمود ۔ از حافظ امیر الدین	۱ر ۶ ۹
بستان حکمت ۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہر
سیراب باغ ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور ۔	۳ر ۶ ۹
فسانہ دلپذیر ۔ مصنفہ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ قصہ [illegible] صحیح [illegible] دونون عمدہ ۔	۸ر
فسانہ [illegible] ل ۔ مترجمہ منشی حامد حسین [illegible]	[illegible]
قصہ سیاہ پوش ۔ از عنایت اللہ [illegible]	[illegible]
فسانہ مقتول ۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر ۳ ۹
فسانہ دلفریب ۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵ر
قصہ زاہد شمسی ۔ مصنفہ شیخ برہان الدین احمد ۔	۱ر ۶ ۹
سنگھاسن بتیسی ۔ قصہ مشہور ۔	۳ر ۶ ۹
ناٹک نل ودمنتی ۔ مؤلفہ منشی نایک پرشاد ۔	۲ر ۶ ۹
قصہ سوتی و بنولہ ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ	۹ ۹
بیتال پچیسی بالتصویر ۔ قصہ مشہور ۔	۳ر
گل بکاولی ۔ از منشی نہال چند	۳ر
طوطا کہانی ۔ بالتصویر ۔ از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری	۳ر ۶ ۹
افسانہ پرفضا ۔ مصنفہ منشی ٹھاکر پرشاد صاحب ۔	۳ر

۲۳۳ ب   ۸۹۱۶۲۳۳

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.